بھارت

2002

حوالہ جاتی سال نامہ

قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، نئی دہلی

بھارت 2002

حوالہ جاتی سال نامہ

قومی کونسل برائے فروغِ اُردو زبان

وزارت ترقی انسانی وسائل (حکومت ہند)

ویسٹ بلاک-I، آر-کے-پورم، نئی دہلی-110066

Bharat 2002

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

سنہ اشاعت : ستمبر، اکتوبر 2002 شک 1923
پہلا اڈیشن : 500
قیمت : =/250
سلسلہ مطبوعات : 1052

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ویسٹ بلاک-I، آر کے پورم، نئی دہلی-110066
طابع: لاہوتی پرنٹ ایڈس، جامع مسجد، دہلی- 110006

پیش لفظ

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے اردو ذریعۂ تعلیم کو استحکام دینے کی غرض سے مختلف قدم اٹھائے ہیں۔ ان میں نصابی کتب کی بروقت فراہمی اور عصری علوم کی اردو میں منتقلی سب سے اہم ہیں۔ بھارت 2002 کی اشاعت اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

بھارت 2002 کی اشاعت کا مقصد یہ ہے کہ اردو زبان میں بھارت کے بارے میں معتبر اور جامع معلومات اس طرح فراہم کی جائیں کہ اردو قاری مختلف علوم کے تمام اہم گوشوں تک نہ صرف رسائی پاسکے بلکہ ان کا درک بھی وہ حاصل کرسکے۔ بھارت کی تمام ریاستوں اور مرکزی علاقوں کے سیاسی، سماجی، ثقافتی، اقتصادی، تجارتی، صنعتی اور لسانی منظرنامے کو اس کتاب میں معتبر اعداد وشمار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

بھارت کے بارے میں معلومات عامہ کا یہ خزانہ دوسری بار اردو میں پیش کیا جارہا ہے جس کے توسط سے اردو قاری چاہے وہ بھارت میں رہتا ہو یا بھارت کے باہر؛ تقریباً ان تمام سوالات کے جوابات حاصل کرسکے گا جو وقتاً فوقتاً بھارت کے متعلق اس کے ذہن میں اٹھتے رہے ہوں گے۔ مرکزی اور صوبائی ملازمتوں کے مقابلہ جاتی امتحانات میں حصہ لینے والے اردو طلبہ و طالبات کے لیے تو یہ کتاب انتہائی ممد و معاون ثابت ہوگی۔

یہ کتاب بھارت سرکار کے پبلیکیشن ڈویژن کی جانب سے شائع کی جانے والی بھارت 2002 کو پیش نظر رکھ کر بھارت 2001 میں حک و اضافہ کر کے شائع کیا جا رہا ہے۔ کوشش یہ کی گئی ہے کہ تمام معلومات کو بلا کم و کاست تسلسل اور روانی کے ساتھ بامحاورہ اردو ترجمے کے وسیلے سے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے اور ترجمے کی زبان آسان اور رواں دواں ہو۔ اس کوشش میں ہمیں کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی ہے اس کا فیصلہ کتاب کے مطالعے کے بعد قارئین ہی کرسکتے ہیں۔ جہاں تک قومی اردو کونسل کا تعلق ہے اس کی جانب سے سال بہ سال تازہ ترین معلومات پر مشتمل ترمیمات اور اضافوں کے ساتھ اس سلسلے کو جاری رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔

قومی اردو کونسل جناب شریف الحسن نقوی، جناب سید ظفرالاسلام اور جناب پرویز احمد کی شکرگزار ہے جنھوں نے بھارت 2002 کے مختلف ابواب کا ترجمہ کیا۔

قارئین کی جانب سے کتاب کے سلسلے میں مفید تجاویز و آرا کا خیرمقدم کیا جائے گا۔

(ڈاکٹر محمد حمیداللہ بھٹ)

ڈائرکٹر

فہرست

-1	ملک اور باشندگان ملک	1
-2	قومی نشانات	23
-3	نظام حکومت	27
-4	دفاع	59
-5	تعلیم	77
-6	ثقافتی سرگرمیاں	105
-7	سائنس اور ٹکنالوجی میں ترقی	123
-8	ماحول	181
-9	صحت اور خاندانی بہبود	197
-10	فلاح و بہبود	221
-11	عوامی ذرائع ابلاغ	255
-12	بنیادی اقتصادی اعداد و شمار	283
-13	مالیات	299
-14	منصوبہ بندی	347
-15	زراعت	365
-16	آبی وسائل	399
-17	دیہی ترقی	419
-18	خوراک اور رسد عامہ	435
-19	توانائی	453
-20	صنعت	485
-21	کامرس	531
-22	نقل و حمل	547
-23	مواصلات	571
-24	محنت	587
-25	مکانوں کی تعمیر (ہاؤسنگ)	605
-26	انصاف اور قانون	615
-27	نوجوانوں کے امور اور کھیل کود	639
-28	ہندستان اور دنیا	649
-29	ریاستیں اور مرکزی علاقے	673
-30	خاص قومی واقعات	783
-31	اطلاعات عامہ	799
	ہندستان کے صدور جمہوریہ	799

ہندستان کے نائب صدور جمہوریہ	799
ہندستان کے وزرائے اعظم	800
ہندستان کے چیف جسٹس	800
ہندستان کے چیف الیکشن کمشنر	801
شہری انعامات	802
بھارت رتن سے سرفراز افراد	802
سال 2001 میں دیئے گئے عوامی انعامات	804
سنگیت ناٹک اکادمی ایوارڈس 2000-1999	806
ساہتیہ اکادمی انعامات 2000	808
نوبل انعام یافتہ ہندستانی	809
کمانڈران چیف	810
آرمی چیف	810
چیف آف نیول اسٹاف	811
چیف آف ایئر اسٹاف	812
پرم ویر چکر حاصل کرنے والے	813
بہادری کے لئے انعامات	814
قومی شاہراہیں اور ان کی لمبائیاں	815
اہم ریل گاڑیاں	822
ہندستان کی کچھ اہم پہاڑی چوٹیوں کی اونچائیاں	829
ہندستان کی کچھ اہم ندیوں کی لمبائیاں	830
آئینی ترمیمات	830
ضمیمہ	845
بھارت سرکار	845
ممبران پارلیمنٹ	849
لوک سبھا	863

1 - ملک اور باشندگان ملک

بھارت کا شمار دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں ہوتا ہے۔ یہ ملک رنگارنگ ثقافتی ورثہ سے مالا مال ہے اور آزادی ملنے کے بعد کے 54 برسوں میں اس ملک نے ہمہ جہت سماجی واقتصادی ترقی کی ہے۔ اناج کی پیداوار میں اب بھارت خودکفیل ہو چکا ہے اور دنیا کا دسواں صنعتی ملک بھی بن چکا ہے۔ عوام کے مفاد میں قدرتی وسائل کو استعمال کرنے کے لئے بیرونی خلاء تک رسائی حاصل کرنے والے ملکوں میں بھارت کا چھٹا مقام ہے۔ اس ملک کا رقبہ[1] 32,87,263 مربع کلومیٹر ہے جو کہ ہمالیہ کی بلند و بالا برف پوش چوٹیوں سے جنوب کے منطقہ حارہ کے مانسونی جنگلات تک پھیلا ہوا ہے۔ دنیا کے ساتویں سب سے بڑے ملک کے طور پر بھارت کو ایشیا میں ایک خصوصی مرتبہ حاصل ہے۔ پہاڑوں اور سمندروں نے اسے جغرافیائی اعتبار سے ایک منفرد مقام دے دیا ہے۔ یہ ملک شمال میں عظیم سلسلہ کوہ ہمالیہ سے جنوب میں پھیلا ہوا خط سرطان کے گرم علاقہ سے گذرتا ہے اور بحرہ ہند تک پہنچ جاتا ہے اسکے مشرق میں خلیج بنگال اور مغرب میں بحیرہ عرب ہے۔

بھارت پوری طرح شمالی نصف الارض میں واقع ہے۔ اس کا زمینی رقبہ شمال میں 8°4′ اور 37.°6′ ارض البلد، مشرق میں طول البلد 68°7′ اور 97°25′ کے درمیان واقع ہے اور شمال سے جنوب تک 3,214 کلومیٹر انتہائی ارض البلد کے درمیان اور مشرق سے مغرب تک انتہائی طول البلد کے درمیان لگ بھگ 2,933 کلومیٹر ہے۔ اس کی زمینی سرحدیں لگ بھگ 15,200 کلومیٹر ہیں۔ مجموعی زمینی رقبہ کے ساحلوں، جزائر لکش دیپ اور جزائر انڈمان ونکوبار کے ساحلوں کی مجموعی لمبائی 7516.6 کلومیٹر ہے۔

طبعی پس منظر

بھارت سے جن ملکوں کی سرحدیں ملتی ہیں وہ ہیں شمال مغرب میں افغانستان اور پاکستان، شمال میں چین، بھوٹان اور نیپال، مشرق میں میانمار اور مغربی بنگال کے مشرق میں بنگلہ دیش۔ جب کہ سری لنکا کو ایک تنگ سمندری آبنائے بھارت سے جدا کرتی ہے جو کہ پالک اسٹریٹ اور خلیج منار کے ذریعہ عالم وجود میں آئی ہے۔

طبعی پہلو

خاص زمینی رقبہ چار منطقوں پر مشتمل ہے جن کے نام یہ ہیں۔ عظیم پہاڑی منطقہ، گنگا اور سندھ کے میدان، ریگستانی علاقہ اور جنوبی جزیرہ نما۔

ہمالیائی منطقہ لگ بھگ تین متوازی سلسلوں پر مشتمل ہے جن میں بڑے بڑے مرتفع میدان اور وادیاں شامل ہیں۔ ان میں سے کشمیر اور کلو کی طرف کی کچھ وادیاں بہت زرخیز اور قدرتی مناظر سے بھری ہوئی ہیں۔ ان پہاڑی سلسلوں میں دنیا کی کچھ

---

[1] 31 مارچ 1982 کے عارضی اعداد و شمار کے مطابق

بلندترین چوٹیاں واقع ہیں۔ان پہاڑوں کی بلندترین سطحوں پر کچھ درّے ہیں جن میں قابل ذکر درّے جیلپ لا اور ناتھولا ء ہیں جو کہ دارجلنگ کے شمال مشرق میں وادی چمبی سے گذرنے والے خاص ہند تبت تجارتی راستہ پر واقع ہیں۔ اور کلپالا ء (کنور) کے شمال میں وادی ستلج کا درّہ شپکی لا ہے۔شمال کی کوہستانی دیوار لگ بھگ 2,400 کلومیٹر تک چلی گئی ہے جس کی چوڑائی 240 سے 320 کلومیٹر تک ہے۔مگر شمال میں بھارت اور میانمار اور بھارت اور بنگلہ دیش کے درمیان پہاڑی سلسلوں کی اونچائی بہت کم ہے۔ گارو، کھاسی، جینتیا اور ناگا پہاڑیاں مشرق مغرب سے گذرتے ہوئے شمال جنوب کی طرف جانے والے میزو اور رکھائن پہاڑیوں (Rkhine Hills) سے مل جاتی ہیں۔

گنگا اور سندھ کے میدان لمبائی میں 2,400 کلومیٹر اور چوڑائی میں 240 سے 320 کلومیٹر تک ہیں۔ان کی تخلیق تین امتیازی دریائی نظاموں کے نشیبی علاقوں سے ہوئی ہے۔ان علاقوں کو سندھ، گنگا اور برہمپتر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ان کا شمار دنیا کی عظیم ترین ہموار زمینوں میں ہوتا ہے اور یہ علاقے کرہ ارض کے انتہائی گنجان آبادی کے علاقوں میں بھی شمار ہوتے ہیں۔ دہلی میں جمنا سے خلیج بنگال تک 1,600 کلومیٹر کے فاصلہ تک بلندی میں صرف 200 میٹر کی ڈھلان ہے

ریگستانی علاقہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ایک بڑا ریگستان اور دوسرا چھوٹا ریگستان۔ بڑا ریگستان رن آف کچھ کے دہانے سے شروع ہوکر شمال میں لونی ندی پر آگے تک چلا جاتا ہے۔اس میں پورا راجستھان اور سندھ کی سرحد شامل ہے۔ چھوٹا ریگستان لونی سے شروع ہوتا ہے اور جیسلمیر اور جودھپور کے درمیان سے چل کر شمالی بنجر علاقوں تک پھیلا ہوا ہے۔ بڑے اور چھوٹے ریگستانوں کے درمیان پتھریلی زمین پر مشتمل اوسر یا بنجر زمین کا علاقہ پھیلا ہوا ہے جس میں چونے کی چٹانیں ہیں۔

جزیرہ نما کا نشیبی علاقہ گنگا اور سندھ کے میدانوں سے مختلف نوعیت کا ہے جس میں 460 سے 1,220 میٹر تک کی اونچائی کے پہاڑی سلسلے ہیں۔ان میں قابل ذکر ہیں اراولی، وندھیا، ست پڑا میکالا اور اجنتا۔اس جزیرہ نما کے ایک جانب مشرقی گھاٹ ہیں جن کی بلندی لگ بھگ 610 میٹر ہے اور دوسری جانب مغربی گھاٹ ہیں جن کی بلندی بعض جگہوں پر 2,440 میٹر تک ہے۔ مغربی گھاٹوں اور بحیرہ عرب کے درمیان ایک تنگ ساحلی پٹی ہے جب کہ مشرقی گھاٹ اور خلیج بنگال کے درمیان ایک قدرے چوڑا ساحلی علاقہ ہے۔نشیبی علاقہ کے جنوبی حصہ میں نیلگری کی پہاڑیاں ہیں جہاں مشرقی اور مغربی گھاٹوں کا اتصال ہوتا ہے۔ کارڈیموم پہاڑیوں کو جوان سے آگے واقع ہیں مغربی گھاٹ کی توسیع سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

ارضیاتی ڈھانچہ

ارضیاتی علاقے بڑی حد تک طبعی پہلوؤں ہی کی طرح ہیں جن کو تین علاقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔یہ ہیں ہمالیہ اور اس کے معاون پہاڑوں کا علاقہ، سندھ۔گنگا میدان اور جزیرہ نمائی ڈھال۔

شمال میں کوہ ہمالیہ اور مشرق میں ناگا۔لوشائی پہاڑ پر مشتمل علاقے پہاڑ سازی کی تحریک کا حصہ ہیں۔اس پورے علاقہ میں دنیا کے حسین ترین پہاڑی علاقوں کے مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں۔60 کروڑ سال قبل یہ سمندری علاقہ تھا۔تقریباً سات کروڑ سال قبل اس علاقے میں پہاڑوں کے بننے کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔اور گدلے اور زیریں پرتوں کی چٹانیں اونچی ہوتی چلی گئی تھیں۔ تداخل فصلیں اور کٹاؤ کے عمل نے راحت کا وہ سامان پیدا کیا جو آج نظر آتا ہے۔انڈو۔گنگا میدانی علاقے اس سیلابی علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں جو شمال میں ہمالیہ کو جنوب میں جزیرہ نما کے علاقہ سے الگ کرتا ہے۔جزیرہ نما کہا جانے والا علاقہ قدرے مستحکم ہے اور جہاں زلزلہ وغیرہ شاذ و نادر ہی آسکتا ہے۔قرون اولیٰ کی انتہائی تبدیل شدہ چٹانیں جو کہ 380 کروڑ سال قبل تک کی ہیں اس علاقہ میں پائی جاتی ہیں باقی ماندہ علاقہ ساحلی علاقہ کی گونڈوانہ، چٹانوں، دکن ٹریپ سے نکلنے والے لاوے اور نوخیز گاد پر مشتمل ہے۔

ندیاں

بھارت کی ندیوں کو ان چار زمروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔(i) ہمالیائی ندیاں (ii) جزیرہ نمائی ندیاں (iii) ساحلی ندیاں اور (iv) اندرون ملک نالوں کے نشیبی حصہ کی ندیاں۔

ہمالیائی ندیاں ہمیشہ بھری رہنے والی ہیں کیونکہ عام طور پر انہیں برف پگھلنے سے پانی ملتا ہے اور وہ پورے سال بہتی رہتی ہیں۔ موسم باراں میں ہمالیہ میں بھاری بارش ہوتی ہے اور ندیوں سے زیادہ سے زیادہ پانی کا اخراج ہوتا ہے جس کی وجہ سے سیلاب بھی آجاتا ہے۔ جزیرہ نمائی ندیوں میں عام طور پر بارش کا پانی آتا ہے اس لئے وہ گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں۔

بہت بڑی تعداد میں نالے ایسے ہیں جو ہمیشہ پانی سے بھرے ہوئے نہیں رہتے۔ ساحلی نالے، خاص طور پر مغربی ساحل کے نالے لمبائی میں چھوٹے ہوتے ہیں اور ان کی گزرگاہیں بھی تنگ ہوتی ہیں ان میں سے زیادہ تر نالے غیر دوامی اور اتھلے ہوتے ہیں۔

اندرون ملک جو نالے ہیں ان کی تعداد راجستھان میں بہت کم ہے اور وہ ایک دوسرے سے کافی فاصلہ پر بھی ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر نالے عارضی اور مختصر وقفے کے لئے ہوتے ہیں۔ وہ سانبھر کی طرح کے انفرادی نشیبوں کی جانب بہہ کر جاتے ہیں یا ریت میں اپنے وجود کو گم کر دیتے ہیں کیونکہ سمندر تک ان کے بہاؤ کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔ اس زمرہ کی واحد ندی لونی ہے جو رن آف کچھ میں گرتی ہے۔

گنگا کا ذیلی نشیبی علاقہ، وسیع تر گنگا، برہمپتر، میگھنا کے نشیبی علاقہ کا ایک حصہ ہے۔ یہ بھارت کا سب سے بڑا نشیبی علاقہ ہے جس کو ایک ایسے علاقہ سے پانی حاصل ہوتا ہے جو ملک کے مجموعی رقبہ کے لگ بھگ ایک چوتھائی رقبہ کے مساوی ہے۔ اس کی چوحدی طے شدہ ہے۔ اس کے شمال میں کوہ ہمالیہ اور جنوب میں وندھیا کے پہاڑی سلسلے ہیں۔ گنگا بھارت میں اتر پردیش، بہار اور مغربی بنگال سے گزرتی ہوئی بنگلہ دیش میں داخل ہوتی ہے۔ ہمالیہ میں اس کے دو خاص آبی وسائل بھاگیرتھی اور الک نندا ہیں۔ بھاگیرتھی گومکھ کے مقام پر گنگوتری گلیشیر سے نکلتی ہے اور الکھ نندا الکاپوری سے پہلے واقع ایک گلیشیر سے نکلتی ہے۔ گنگا میں بہت سی ہمالیائی ندیاں مل جاتی ہیں جن میں جمنا، گھاگھرا، گومتی، گنڈک اور کوسی شامل ہیں۔ گنگا کے نظام کی انتہائی مغرب کی ندی جمنا ہے جو یموتری گلیشیر سے نکلتی ہے اور الہ آباد میں گنگا سے مل جاتی ہے۔ وسطی بھارت سے شمال کی جانب بہہ کر جمنا / گنگا میں مل جانے والی اہم ندیوں میں چمبل، بیتوا اور سون شامل ہیں۔

شمال مشرقی علاقہ میں مشرق سے مغرب کی جانب بہنے والی ندیاں برہم پتر اور بیرک بین الاقوامی درجہ رکھتی ہیں اور ان میں بے انتہا پانی ہوتا ہے جن کو ترقی دینے کا عمل ابھی ابتدائی مرحلہ ہی میں ہے۔

جنوبی جزیرہ نما میں، گوداوری کا نشیبی علاقہ دوسرا سب سے بڑا نشیبی علاقہ (بیسن) ہے۔ جو بھارت کے دس فیصد رقبہ کا احاطہ کرتا ہے جب کہ مہاندی کا نشیبی علاقہ تیسرا سب سے بڑا میدانی حصہ ہے۔ دکن کے بالائی حصہ میں نرمدا ندی کا نشیبی علاقہ ہے جو کہ بحیرہ عرب سے نکلتی ہے اور جنوب میں کاویری ندی کا نشیبی علاقہ جو کہ خلیج بنگال میں گرتی ہے یکساں حجم کے ہیں حالانکہ ان کی نوعیت اور شکل میں فرق موجود ہے۔

دو دیگر ندیوں کے علاقے جو کہ چھوٹے ہیں مگر زراعت کے اعتبار سے کافی اہم ہیں شمال میں تاپتی اور جنوب میں پنار ہیں۔ مغربی ساحل کی یہ دونوں ندیاں بڑی اہمیت کی حامل ہیں کیونکہ یہ ملک کے 11 فیصد آبی وسائل رکھتی ہیں اور دس فیصد زمینی رقبہ کو سیراب کرتی ہیں۔

آب وہوا

بھارت کی آب وہوا کو موٹے طور پر گرم مانسونی قرار دیا جاسکتا ہے۔اس ملک میں یہ چار موسم ہوتے ہیں (i) سردی کا موسم (جنوری۔فروری) (ii) (گرمی کا موسم (مارچ۔مئی) (iii) بارش کا موسم (جون۔ستمبر) جوکہ جنوب مغربی مانسون کا موسم بھی کہلاتا ہے۔اور (iv) مانسون کے بعد کا موسم جن کو جنوبی جزیرہ نما میں شمال مشرقی مانسون کے نام سے بھی جانا جاتا ہے (اکتوبر۔ دسمبر) بھارت کی آب وہوا کو دو موسمی ہوائیں متاثر کرتی ہیں یہ ہیں شمالی مشرقی مانسون اور جنوب مغربی مانسون کی ہوائیں۔شمال مشرقی مانسون کی ہوائیں جن کو عام طور پر جاڑوں کی مانسون کہا جاتا ہے زمین سے سمندر کی جانب جاتی ہیں جب کہ جنوب مغربی مانسون کی ہوائیں جن کو گرمیوں کی مانسون کے نام سے جانا جاتا ہے سمندر سے زمین کی طرف آتی ہیں۔یہ ہوائیں بحیرہ ہند، بحیرہ عرب اور خلیج بنگال سے اٹھتی ہیں۔جنوب مغربی مانسونی ہوائیں ملک میں سال بھر ہونے والی بارش لاتی ہیں۔اب ترقی یافتہ مشینوں اور تجربہ کار افرادی قوت کی مدد سے مانسونی بارشوں کی کامیاب پیش گوئی کی جاسکتی ہے۔

گل۔بوٹے

بھارت میں جہاں کا موسم گرم تر سے سرد تر تک ہے طرح طرح کے پیڑ پودے اور گل بوٹے پیدا ہوتے ہیں۔جن کا مقابلہ بھارت کے حجم کے چند ممالک ہی کرسکتے ہیں۔بھارت کو آٹھ ممتاز گل بوٹوں کے منطقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔جن کے نام یہ ہیں۔مغربی ہمالیائی منطقہ،مشرقی ہمالیائی منطقہ،آسام کا منطقہ،سندھ کا میدانی منطقہ،گنگا کا میدانی منطقہ،دکن کا منطقہ، مالابار کا منطقہ اور جزائر اور انڈومان کا منطقہ۔

مغربی ہمالیائی منطقہ کشمیر سے کمایوں تک پھیلا ہوا ہے۔اس کا گرم علاقہ چیڑ، پائن،کون والے دیگر درختوں اور چوڑے پتوں والے گرم علاقوں میں پائے جانے والے درختوں کے جنگلوں سے بھرا ہوا ہے۔جب کہ بلندی پر دیودار کے جنگلات، نیلی بلیو پائن اور تناور درختوں کے جنگلات ہیں۔بلند پہاڑوں کے منطقہ 4,750 میٹر یا اس سے زیادہ بلندی پر واقع گرم منطقہ کی بالائی حد سے شروع ہوتا ہے۔اس منطقہ کے سدا بہار درخت اعلی درجہ کے سفید صنوبر، سلور برچ اور جیونیپر ہیں مشرقی ہمالیائی منطقہ سکم سے شروع ہوکر مشرق میں دارجلنگ، کرسیونگ اور ان سے ملحقہ علاقہ تک پھیلا ہوا ہے۔گرم تر منطقوں میں اوک، لارل، میپل روڈوڈینڈران آلڈر اور برچ کے درخت ہیں اس منطقہ میں بھی بہت سے کونی فر، جیونی پر اور ڈوارف ویلوز ہیں۔ آسام کا منطقہ برہمپتر اور سورما کی وادیوں پر مشتمل ہے جس میں سدا بہار جنگل، بانس کی جھاڑیاں اور اونچی گھاس پائی جاتی ہے۔ سندھ کا میدانی منطقہ پنجاب، مغربی راجستھان اور شمالی گجرات کے میدانوں پر مشتمل ہے۔یہ منطقہ خشک اور گرم ہے اور اس میں قدرتی گل بوٹے پیدا ہوتے ہیں۔گنگا کا میدانی منطقہ نشیبی میدانوں پر مشتمل ہے جہاں گیہوں، گنے اور چاول کی کاشت کی جاتی ہے۔صرف چھوٹے سے رقبہ میں مختلف اقسام کے جنگلات ہیں۔دکن کا منطقہ بھارتی جزیرہ نما کی پوری بالائی زمین پر مشتمل ہے جس میں مختلف اقسام کے جنگلات ہیں۔اس جزیرہ نما کے مغربی ساحل کے متوازی مالابار کا مرطوب پہاڑی علاقہ ہے۔جنگلی پیڑ پودوں سے مالا مال ہونے کے ساتھ ہی اس منطقہ میں اہم تجارتی فصلیں بھی ہوتی ہیں۔ مثلاً ناریل، سپاری، کالی مرچ، کافی اور چائے، ربڑ اور کاجو۔جزائر انڈمان کے منطقہ میں سرسبزی وشادابی اور پیڑ پودوں کی کثرت ہے جن میں طرح طرح کے سدا بہار درختوں کے جنگلات شامل ہیں۔ ہمالیائی منطقہ کشمیر سے اروناچل پردیش تک پھیلا ہوا ہے۔یہ منطقہ نیپال، سکم، بھوٹان، میگھالیہ اور ناگالینڈ کا احاطہ کرتا ہے اور دکن کا جزیرہ نما نباتاتی پیڑ پودوں سے بھرا ہوا ہے ان میں بہت بڑی تعداد میں ایسے پیڑ پودے بھی ہیں جو کہیں اور نہیں پیدا ہوتے۔

بھارت گل بوٹوں سے مالا مال ملک ہے۔دستیاب اعداد وشمار کی بنیاد پر طرح طرح کے پیڑ پودوں میں بھارت دنیا کا دسواں

اور ایشیا کا چوتھا ملک ہے۔ اب تک تقریباً 70 فی صد جس جغرافیائی علاقہ کا سروے کیا گیا ہے اس میں بوٹینکل (Botanical) سروے آف انڈیا نے 47,000 اقسام کے پودوں کی نشاندہی کی ہے۔ 15 ہزار اقسام کے تو دعائی (Vascular) فلورا ہی ہیں ان میں سے 35 فیصد سے زیادہ ایسے گل بوٹے ہیں جو دنیا میں کہیں اور نہیں پائے جاتے۔ ملک کے پیڑ پودوں کی مجموعی دولت میں صرف بڑے پھولوں والے پودے یا پھولوں کی جھاڑیاں ہی نہیں شامل ہیں بلکہ بہت سے پھول نہ دینے والے درخت بھی شامل ہیں جیسے Ferns, Liverworts, Algae اور پھپھوندی۔

کلکتہ کا بوٹانیکل سروے آف انڈیا (بی ایس آئی) ملک کے گل بوٹوں کا مطالعہ کر رہا ہے ساتھ ہی بہت سی یونیورسٹیوں اور ریسرچ اداروں کے ذریعہ بھی یہ کام چل رہا ہے۔ اصطلاحات (کی شکل میں) میں 'فلورا آف انڈیا' کے نام سے ایک مجلّہ کی اشاعت بی ایس آئی نے شروع کی ہے اور اب تک 20 مجموعے کی اشاعت کی جا چکی ہے۔ بی ایس آئی کی جانب سے ریاستی اور ضلعی پیڑ پودوں کے بارے میں بھی چاہے وہ پھول والے ہوں یا غیر پھول والے، کتابچے شائع کئے جاتے ہیں۔

نباتات شناسی مطالعہ کا تعلق نسلیات کے ذریعہ پودوں اور ان کی پیداوار کے استعمال سے ہے۔ ان پودوں کا ایک سائنسی مطالعہ بی ایس آئی نے کیا ہے۔ ملک کے مختلف قبائلی علاقوں میں بہت سے تفصیلی نباتات شناسی مطالعات کئے جا چکے ہیں اور 800 سے زیادہ اقسام کے نباتات کے لحاظ سے اہم پودوں کو مختلف مرکزوں پر جمع کر کے ان کی نشاندہی کی جا چکی ہے۔

زراعت صنعت اور شہری ترقی کے لئے جنگلات کے کاٹے جانے کی وجہ سے بہت سے بھارتی پودے تباہی کے دہانے تک پہنچ چکے ہیں۔ لگ بھگ 1,336 اقسام کے پودوں کے ختم ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو چکا ہے۔ اونچے درختوں کی لگ بھگ 20 اقسام کو بھی خاتمہ کے زمرے میں شامل کیا جا رہا ہے کیونکہ گزشتہ 6-10 دہوں میں انہیں دیکھا نہیں گیا ہے۔ بی ایس آئی ان درختوں کی فہرست سازی ''ریڈ ڈاٹا بک'' نام کے کتابچہ میں کرتا ہے جن کے وجود کے لئے خطرہ ہے۔ اس کتاب کی پانچ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان میں سے کچھ پودوں کے نمونے بوٹانیکل گارڈنوں اور نیشنل پارکوں میں محفوظ کئے گئے ہیں۔ ان پودوں کے خشک نمونوں کو سنٹرل نیشنل ہربیریم میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ بی ایس آئی کے علاقائی ہربیریا اور ملک کے ریسرچ و ٹریننگ کے اداروں میں بھی ان کو محفوظ کیا گیا ہے۔

حیاتیات

زولاجیکل سروے آف انڈیا (زیڈ ایس آئی) پر، جس کا صدر دفتر کلکتہ میں ہے اور 16 علاقائی دفاتر ملک کے مختلف حصوں میں واقع ہیں حیاتیاتی وسائل کا سروے کرنے کی ذمہ داری ہے۔ طرح طرح کے موسمی اور طبعی حالات کی وجہ سے بھارت میں طرح طرح کے جاندار پائے جاتے ہیں جنگلی 89,451 اقسام کی نشاندہی کی جا چکی ہے ان میں سے لگ بھگ 2,577 پروٹسٹا 68,389 اقسام کے کیڑے مکوڑے، 5,070 سے زیادہ اقسام کے سالمے 390 اقسام کے دودھ پلانے والے جاندار، 1,232 اقسام کے پرندے، 456 اقسام کے رینگنے والے جانور 209 خشک اور تر دونوں میں رہنے والے جانور، 2,546 اقسام کی مچھلیاں اور 8,329 غیر فقری قسمیں ہیں۔

دودھ پلانے والے جانوروں میں جسیم شحیم ہاتھی، ''گور'' یا عظیم بھارتی گینڈا، ہمالیائی جنگلی بھیڑیں، سوامپ ڈیر (ہرن) چتی دار ہرن، نیل گائے، چار سینگوں والا بارہ سنگھا، بھارتی بارہ سنگھا یا بلیک بک شامل ہیں۔ درندوں میں باگھ اور شیر، سیاہ چیتے اور سفید شیر وغیرہ بھی پائے جاتے ہیں۔ دودھ پلانے والے جانوروں کی بہت سی اقسام اپنی وضع اور رنگت کے اعتبار سے بے مثال ہیں۔ اس ملک کے کثیر اور رنگ برنگی حیاتیات کے خزانے لاجواب ہیں۔ بہت سے پرندے مثلاً بطخ گیز بطخیں، مینائیں، کبوتر دھنیش۔ تیتر مرغیاں اور سنہرے پروں والے پرندے سارس، جنگلات اور مرطوب علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔

دریاؤں اور جھیلوں میں مگرمچھ اور گھڑیال پائے جاتے ہیں، گھڑیال دنیا میں مگرمچھ کی نسل کے واحد جانور ہیں، مشرقی ساحلی علاقہ میں اور جزائر انڈمان نکوبار میں بھی نمکین پانی کے مگرمچھ پائے جاتے ہیں۔ 1974ء میں مگرمچھ کی افزائش نسل کا ایک پروجیکٹ شروع کیا گیا تھا، جس کے نتیجے میں مگرمچھوں کی نسل کو ختم ہونے سے بچالیا گیا۔ اس وقت ملک کے مختلف حصوں میں مگرمچھوں کی افزائش نسل کی 12 اسکیموں پر عمل ہو رہا ہے۔

عظیم ہمالیائی خطہ میں بہت دلچسپ اقسام کے جانور پائے جاتے ہیں۔ جن میں جنگلی بھیڑ اور بکریاں، مارخور، آئی بیکس ساکن، چھچھوندر Taper شامل ہیں۔ ہمالیہ کی بلندیوں پر پانڈا اور برفانی چیتے بھی پائے جاتے ہیں۔

زراعتی اور رہائشی ضروریات پوری کرنے، ضرورت سے زیادہ جنگلی پیڑ پودوں کو استعمال میں لانے، ماحولیاتی کثافت اور ماحولیاتی عدم توازن پیدا ہونے کی وجہ سے اور وبائی امراض سیلاب، قحط، سمندری طوفانوں کی وجہ سے بھی جنگلاتی پیڑ پودوں اور حیاتیات کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ 39 سے زیادہ اقسام کے دودھ پلانے والے جانوروں، 72 اقسام کے پرندوں، 17 اقسام کے رینگنے والے جانوروں، 3 اقسام کے خشکی اور تری دونوں میں رہنے والے جانور دو اقسام کی مچھلیوں، بہت بڑی تعداد میں تتلیوں، دیمکوں اور پتنگوں کے وجود کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے جن کو بہت قیمتی سمجھا جاتا ہے۔

آجکل 88 نیشنل پارکوں اور 490 وائلڈ لائف پناہ گاہوں میں ان کو رکھا گیا ہے۔ ان محفوظ جنگلات کے لیے 1.53 لاکھ مربع کلومیٹر کا رقبہ مختص کیا گیا ہے، جو ملک کے مجموعی جغرافیائی رقبہ کا بقدر 4.66 فیصد ہے۔

آبادی کا پس منظر

مردم شماری

ہندوستان میں مردم شماری 2001 کا کام اپنے آپ میں تاریخی اور نئے دور کا آغاز ہے کیوں کہ یہ 21 ویں صدی اور تیسرے ملینیم (الفی) میں ہونے والی پہلی مردم شماری ہے۔ اس سے ہمارے ملک میں دستیاب وافر انسانی وسائل، ان کی آبادی، ثقافت اور اقتصادی ساخت کے بارے میں اہم اعدادوشمار کا پتہ چل سکے گا۔

2001 کے لیے مردم شماری کی نگرانی کا کام 9 سے 28/فروری 2000 کے دوران کیا گیا۔ اس کے بعد یکم مارچ سے 5/مارچ 2001 تک ترمیمی دور چلا۔ آبادی کی شمار کا کام جس لمحے سے شروع کیا گیا ہے سے یکم مارچ 2001 کو 00.00 بجے مانا گیا ہے۔ سال 1991 تک آبادی کی شماری کی شروعات یکم مارچ کو طلوع آفتاب کے وقت سے کی جاتی تھی۔ ہمیشہ کی طرح بے گھر لوگوں کی گنتی 28/فروری 2001 کی رات سے شروع کی گئی۔

آبادی

یکم مارچ 2001 کو ہندوستان کی آبادی ایک ارب 2 کروڑ 70 لاکھ (53.13 کروڑ مرد اور 9.57 + کروڑ عورتیں تھیں) ہندوستان کے پاس 1,357.90 لاکھ مربع کلومیٹر کا ارضی رقبہ ہے۔ جو ملک کے کل ارضی رقبہ کا محض 2.4 فی صد ہے، پھر بھی دنیا کی 167 فی صد آبادی کا بار اسے برداشت کرنا پڑ رہا ہے۔ سال 1950 میں دنیا کی کل آبادی کا 22 فی صد حصہ چین میں تھا، اس کے بعد ہندوستان کے حصے میں 14.2 فی صد آبادی تھی۔

20 ویں صدی کی شروعات میں ہندوستان کی آبادی تقریباً 23 کروڑ 84 لاکھ تھی جو بڑھ کر 21 ویں صدی میں ایک ارب

2 کروڑ 70 لاکھ تک پہنچ گئی۔ ہندوستان کی آبادی کا شمار 1901 کے بعد ہر 10 سال کے بعد ہوتا ہے۔ اس میں 21-1911 میں آبادی میں کمی چھوڑ کر ہر 10 سال میں تیزی سے اضافہ درج کیا گیا۔ سال 1901 سے آبادی میں ہوئے اضافے کے اعداد و شمار کو جدول 1.1 میں دکھایا گیا ہے۔

جدول 1.2 میں مختلف ریاستوں اور مرکز کے زیرِ انتظام علاقوں کی آبادی میں منتخب اشاریہ دیا گیا ہے۔ سال 2001-1991 مردم شماری دہے کے دوران کیرل میں سب سے کم 9.42 فی صد آبادی میں اضافہ درج کیا گیا جب کہ ناگالینڈ میں سب سے زیادہ 64.41 فی صد اضافہ درج کیا گیا۔ دہلی میں 46.31 فی صد، چنڈی گڑھ میں 40.33 فی صد اور سکم میں 32.98 فی صد آبادی میں اضافہ ہوا۔ کیرل کے علاوہ تملناڈو اور آندھرا پردیش میں بھی 2001-1991 کے دوران آبادی میں اضافہ کافی کم رہا۔ ہریانہ، اتر پردیش، بہار، سکم، ناگالینڈ، منی پور، گجرات، دمن اور دیو اور نگر حویلی وغیرہ کو چھوڑ کر باقی سبھی ریاستوں/مرکز کے زیرِ انتظام علاقوں میں پہلے کی نسبت 2001-1991 کے مردم شماری دہے کے دوران آبادی اضافے میں کمی آئی۔ جن ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں آبادی کی فی صد میں اضافہ درج کیا گیا وہ ہندوستان کی کل آبادی کا تقریباً 32 فیصد ہے۔

آبادی کا حجم

آبادی کے ارتکاز کا ایک اہم پہلو آبادی کی کثافت ہے۔ اس کی تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے کہ فی مربع کلومیٹر علاقے میں لوگوں کی تعداد کتنی ہے۔ آبادی کی کثافت 2001 میں 324 تھی۔ 2001-1991 کے درمیان ریاستوں اور مرکز کے مرکزی علاقوں کی آبادی کی کثافت میں اضافہ ہوا ہے۔ اہم ریاستوں میں مغربی بنگال ابھی بھی سب سے زیادہ آبادی والی ریاست ہے۔ یہاں 2001 میں آبادی کی کثافت 904 تھی۔ بہار دوسرے نمبر پر ہے، جب کہ آبادی کی کثافت کے حساب سے کیرل کا مقام تیسرا ہے۔ باقی ریاستوں اور مرکز کے زیرِ انتظام علاقوں میں آبادی کی کثافت کے درجات جدول 1.3 میں دکھائے گئے ہیں۔

صنفی تناسب

صنفی تناسب کو فی ہزار مردوں میں عورتوں کی تعداد کے ذریعہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہ ایک مقررہ وقت پر سماج میں عورتوں اور مردوں کے درمیان عام مساوات کی حد کی پیمائش کا ایک اہم سماجی اشاریہ ہے۔ ملک میں یہ تناسب ہمیشہ عورتوں کے خلاف رہا ہے۔ مزید برآں یہ کہ کبھی کبھار کو چھوڑ کر عورتوں کی تعداد میں طویل عرصے تک کمی کا رجحان رہا ہے۔ پچھلی صدی کی ابتدا میں یہ تناسب 972 تھا، اس کے بعد 1941 تک اس میں مستقل کمی آئی۔ صرف 1951 میں اس میں معمولی اضافہ ہوا لیکن اس کے بعد مسلسل دو دہوں تک پھر کمی آئی اور 1971 میں یہ 930 فی ہزار مرد کے تناسب پر پہنچ گیا۔ اس کے بعد ہونے والی مردم شماریوں میں اس تناسب میں اتار چڑھاؤ برائے نام ہی رہا اور 930 فی ہزار مرد کے آس پاس یہ تناسب قائم رہا۔ صنفی تناسب (2001-1901) کو جدول 1.4 میں دکھایا گیا۔

خواندگی

سال 2001 کی مردم شماری میں اس شخص کو خواندہ مانا گیا ہے جو کسی زبان کو سمجھ کر اسے پڑھ اور لکھ سکتا ہے۔ ایسے شخص کو خواندہ نہیں مانا جائے گا جو صرف پڑھ سکتا ہے لیکن لکھ نہیں سکتا۔ 1991 سے قبل ہونے والی مردم شماریوں میں پانچ سال سے کم عمر کے بچوں کو لازمی طور پر ناخواندہ مانا جاتا تھا۔

2001 کی مردم شماری کے عارضی نتیجوں سے پتہ چلا ہے کہ ملک میں خواندگی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ملک میں خواندگی شرح 65.38 فی صد ہے۔ (اس میں 75.85 فی صد مرد اور 54.16 فی صد عورتیں ہیں) خواندگی شرح میں ہو رہی بہتری کو جدول 1.5 میں دکھایا گیا ہے۔

خواندگی کے لحاظ سے کیرل سب سے اوپر ہے جہاں خواندگی شرح 90.92 فی صد ہے۔ اس کے بعد میزورم 88.49 فی صد اور لکش دیپ 87.52 فی صد کے ساتھ دوسرے اور تیسرے مقام پر ہے۔ بہار میں خواندگی شرح سب سے کم 47.53 فی صد ہے۔ تھوڑی اس سے زیادہ جھارکھنڈ (54.13 فی صد) اور جموں وکشمیر (54.46 فی صد) میں ہیں۔ 94.20 فی صد خواندہ مرد اور 87.86 فی صد خواندہ عورتوں کے ساتھ کیرل کا ملک میں اوّل مقام ہے۔ اس کے برخلاف بہار میں سب سے کم خواندگی شرح درج کی گئی ہے۔ جہاں 60.32 فی صد مرد اور 33.57 فی صد عورتیں خواندہ ہیں۔ ملک کی مختلف ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں مردوں اور عورتوں کی خواندگی شرح جدول 1.6 میں دکھائی گئی ہے۔ جدول 1.7 سے 1.13 تک کے لیے 2001 کی مردم شماری کا مطبوعہ اعداد و شمار دستیاب نہیں ہے جن پر ابھی کام چل رہا ہے۔

جدول 1.1 آبادی 2001-1901

مردم شماری کا سال	آبادی	دس سالہ اضافہ: مطلق	دس سالہ اضافہ: فیصد	دس سالہ اضافے میں تغیر: مطلق	دس سالہ اضافے میں تغیر: فیصد	اوسط سالانہ تشریحی اضافہ شرح (فیصد میں)	1991 کے بعد ترقی پذیر اضافہ شرح (فیصد میں)
1	2	3	4	5	6	7	8
1901	23,83,96,327	-	-	-	-	-	-
1911	25,20,93,390	1,36,97,063	5.75	-	-	0.56	5.75
1921	25,13,21,213	-7,72,177	-0.31	-1,44,69,240	-6.05	-0.03	5.42
1931	27,89,77,238	2,76,56,025	11.00	2,84,28,202	11.31	1.04	17.02
1941	31,86,60,580	3,96,83,342	14.22	1,20,27,317	3.22	1.33	33.67
1951	36,10,88,090	4,24,27,510	13.31	27,44,168	-0.91	1.25	51.47
1961	43,92,34,771	7,81,46,681	21.64	3,57,19,171	8.33	1.96	84.25
1971	54,81,59,652	10,89,24,881	24.80	3,07,78,200	3.16	2.20	129.94
1981	68,33,29,097	13,51,69,445	24.66	2,62,44,564	-0.14	2.22	186.64
1991	84,33,87,888	16,30,58,791	23.86	2,78,89,346	-0.80	2.14	255.00
2001	1,02,70,15,247	18,06,27,359	21.34	1,75,68,568	-2.52	1.93	330.80

بحوالہ:- عارضی کل آبادی، 2001 کا پیپر-1، سیریز-1، ہندوستان کی مردم شماری 2001ء

نوٹ:-

1- ہندوستان کی 51-1941 اور 61-1951 کی مردم شماری میں ''دس سالہ اضافہ'' اور ''دس سالہ اضافہ فیصد'' کے شمار کے وقت 1951 کے لیے ٹیون سانگ ضلع کی آبادی (7,025) اور 1961 کے لیے ناگالینڈ کے ٹیون سانگ ضلع

(83,501) اور مون ضلع (5,774) کی آبادی کو شامل نہیں کیا گیا کیوں کہ ان علاقوں میں پہلی بار 1951 میں مردم شماری کرائی گئی تھی اور وہ تقابلی نہیں ہے۔

-2 آسام میں خلل کی وجہ سے 1981 میں یہاں مردم شماری نہیں کی گئی، اس لیے 1981 کے لیے آسام کی آبادی کے اعداد و شمار کا تعین اندراجی طریقے سے کیا گیا ہے۔

-3 جموں وکشمیر میں خلل کی وجہ سے 1991 میں مردم شماری نہیں ہو پائی۔ اس لیے 1991 کے لیے جموں وکشمیر کی آبادی کا تعین اندراجی طریقہ سے کیا گیا ہے۔

-4 ہندوستان کی آبادی میں گجرات کے کچھ ضلع، موروی، ملیا، میانہ اور راج کوٹ ضلع کے وانکانیر، تعلقہ، جام نگر ضلع کے جودیہ تعلقہ اور ہماچل پردیش کے تمام کنور ضلع کی تخمینی آبادی کو شامل کیا گیا ہے کیوں کہ ان علاقوں میں قدرتی آفات کے باعث 2001 میں مردم شماری نہیں ہو سکی۔

جدول 1.2: ریاستیں اور مرکز کے زیر انتظام علاقے (آبادی کے حجم کے اعتبار سے)

2001 میں مقام	ریاست/مرکزی علاقہ	آبادی 2001	ہندوستان کی مجموعی آبادی کا فی صد 2001	ہندوستان کی مجموعی آبادی کا فی صد 1991	1991 میں مقام
1	2	3	4	5	6
1	اتر پردیش	16,60,52,859	16.17	15.60	1
2	مہاراشٹر	9,67,52,247	9.42	9.33	2
3	بہار	8,28,78,796	8.07	7.62	5
4	مغربی بنگال	8,02,21,171	7.81	8.04	3
5	آندھرا پردیش	7,57,27,541	7.37	7.86	4
6	تمل ناڈو	6,21,10,839	6.05	6.59	6
7	مدھیہ پردیش	6,03,85,118	5.88	5.74	7
8	راجستھان	5,64,73,122	5.50	5.20	9
9	کرناٹک	5,27,33,958	5.14	5.31	8
10	گجرات[1]	5,05,96,992	4.93	4.88	10
11	اڑیسہ	3,67,06,920	3.57	3.74	11
12	کیرلا	3,18,38,619	3.10	3.44	12
13	جھارکھنڈ	2,69,09,428	2.62	2.58	14
14	آسام	2,66,38,407	2.59	2.64	13
15	پنجاب	2,42,89,296	2.37	2.40	15
16	ہریانہ	2,10,82,989	2.05	1.95	17
17	چھتیس گڑھ	2,07,95,956	2.03	2.08	16
18	دہلی*	1,37,82,976	1.34	1.11	18

19	جموں وکشمیر 2	1,00,69,917	0.98	0.92	19
20	اترانچل	84,79,562	0.83	0.84	20
21	ہماچل پردیش	60,77,248	0.59	0.61	21
22	تری پورہ	31,91,168	0.31	0.33	22
23	منی پور	23,88,634	0.23	0.23	23
24	میگھالیہ	23,06,069	0.22	0.21	24
25	ناگالینڈ	19,88,636	0.19	0.14	25
26	گوآ	13,43,998	0.13	0.14	26
27	اروناچل	10,91,117	0.11	0.10	27
28	پانڈیچری*	9,73,829	0.09	0.10	28
29	چنڈی گڑھ*	9,00,914	0.09	0.08	30
30	میزورم	8,91,058	0.09	0.08	29
31	سکم	5,40,493	0.05	0.05	31
32	انڈمان نیکوبار*	3,56,265	0.03	0.03	32
33	دادرا اورنگر حویلی*	2,20,451	0.02	0.02	33
34	دمن اوردیو*	1,58,059	0.02	0.01	34
35	لکش دیپ*	60,595	0.01	0.01	35

بحوالہ: عارضی کل آبادی، 2001 کا پیپر-1، سیریز-1، ہندوستان کی مردم شماری 2001۔

نوٹ:

-1 ہندوستان کی کل آبادی میں گجرات کے کچھ ضلع، موروی ملیا، میانہ اور راجکوٹ ضلع کے وانکانیر تعلقہ، جام نگر ضلع کا جودیہ تعلقہ اور ہماچل پردیش کے کنور ضلع کی تخمینی آبادی کو شامل کیا گیا ہے کیوں کہ ان علاقوں میں قدرتی آفات کے باعث 2001 میں مردم شماری نہیں ہو سکی۔

-2 جموں وکشمیر میں خلل کی وجہ سے 1991 میں مردم شماری نہیں ہو پائی۔ اس لیے 1991 کے لیے جموں وکشمیر کی آبادی کا تعین اوراجی بنیاد پر کیا گیا ہے۔

جدول 1.3 ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں آبادی کی کثافت

2001 میں مقام	ریاست / مرکزی علاقہ	کثافت 2001	کثافت 1991	1991 مقام
1	دہلی*	9294	6352	1
2	چنڈی گڑھ*	7903	5632	2
3	پانڈیچری*	2029	1683	3
4	لکش دیپ*	1894	1616	4
5	دمن اوردیو*	1411	907	5
6	مغربی بنگال	904	767	6

7	بہار	880	685	8
8	کیرلا	819	749	7
9	اترپردیش	689	548	9
10	پنجاب	482	403	11
11	تمل ناڈو	478	429	10
12	ہریانہ	477	372	12
13	دادرا اور نگرحویلی*	449	282	15
14	گوآ	363	316	13
15	آسام	340	286	14
16	جھارکھنڈ	338	274	16
17	مہاراشٹر	314	257	18
18	تریپورہ	304	263	17
19	آندھراپردیش	275	242	19
20	کرناٹک	275	235	20
21	گجرات	258	211	21
22	اڑیسہ	236	203	22
23	مدھیہ پردیش	196	158	23
24	راجستھان	165	129	26
25	اترانچل	159	133	24
26	چھتیس گڑھ	154	130	25
27	ناگالینڈ	120	73	31
28	ہماچل پردیش	109	93	27
29	منی پور	107	82	28
30	میگھالیہ	103	79	29
31	جموں وکشمیر	99	74	30
32	سکم	76	57	32
33	جزائرانڈمان ونکوبار	43	34	33
34	میزورم	42	33	34
35	اروناچل پردیش	13	10	35

بحوالہ :عارضی کل آبادی، 2001 کا پیپر-1، سیریز-1 ہندوستان کی مردم شماری 2001ء۔

نوٹ:-

1- جموں وکشمیر میں خلل کی وجہ سے 1991 میں مردم شماری نہیں ہو پائی۔اس لیے 1991 کے لیے جموں وکشمیر کی آبادی کا تعین اوراجی بنیاد پر کیا گیا ہے۔

19	جموں وکشمیر 2	1,00,69,917	0.98	0.92	19
20	اترانچل	84,79,562	0.83	0.84	20
21	ہماچل پردیش	60,77,248	0.59	0.61	21
22	تری پورہ	31,91,168	0.31	0.33	22
23	منی پور	23,88,634	0.23	0.23	23
24	میگھالیہ	23,06,069	0.22	0.21	24
25	ناگالینڈ	19,88,636	0.19	0.14	25
26	گوآ	13,43,998	0.13	0.14	26
27	اروناچل	10,91,117	0.11	0.10	27
28	پانڈیچری*	9,73,829	0.09	0.10	28
29	چنڈی گڑھ*	9,00,914	0.09	0.08	30
30	میزورم	8,91,058	0.09	0.08	29
31	سکم	5,40,493	0.05	0.05	31
32	انڈمان نیکوبار*	3,56,265	0.03	0.03	32
33	دادرا اور نگر حویلی*	2,20,451	0.02	0.02	33
34	دمن اور دیو*	1,58,059	0.02	0.01	34
35	لکش دیپ*	60,595	0.01	0.01	35

بحوالہ: عارضی کل آبادی، 2001 کا پیپر-1، سیریز-1، ہندوستان کی مردم شماری 2001۔

نوٹ:

-1 ہندوستان کی کل آبادی میں گجرات کے کچھ ضلع، موروی ملیا، سیانہ اور راجکوٹ ضلع کے وانکانیر تعلقہ، جام نگر ضلع کا جودیہ تعلقہ اور ہماچل پردیش کے کبھی کنور ضلع کی تخمینی آبادی کو شامل کیا گیا ہے کیوں کہ ان علاقوں میں قدرتی آفات کے باعث 2001 میں مردم شماری نہیں ہو سکی۔

-2 جموں وکشمیر میں خلل کی وجہ سے 1991 میں مردم شماری نہیں ہو پائی۔ اس لیے 1991 کے لیے جموں وکشمیر کی آبادی کا تعین اندراجی بنیاد پر کیا گیا ہے۔

جدول 1.3 ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں آبادی کی کثافت

2001 میں مقام	ریاست /مرکزی علاقہ	کثافت 2001	کثافت 1991	1991 مقام
1	دہلی*	9294	6352	1
2	چنڈی گڑھ*	7903	5632	2
3	پانڈیچری*	2029	1683	3
4	لکش دیپ*	1894	1616	4
5	دمن اور دیو*	1411	907	5
6	مغربی بنگال	904	767	6

7	بہار	880	685	8
8	کیرلا	819	749	7
9	اتر پردیش	689	548	9
10	پنجاب	482	403	11
11	تمل ناڈو	478	429	10
12	ہریانہ	477	372	12
13	دادرا اور نگر حویلی*	449	282	15
14	گوآ	363	316	13
15	آسام	340	286	14
16	جھارکھنڈ	338	274	16
17	مہاراشٹر	314	257	18
18	تریپورہ	304	263	17
19	آندھرا پردیش	275	242	19
20	کرناٹک	275	235	20
21	گجرات	258	211	21
22	اڑیسہ	236	203	22
23	مدھیہ پردیش	196	158	23
24	راجستھان	165	129	26
25	اترانچل	159	133	24
26	چھتیس گڑھ	154	130	25
27	ناگالینڈ	120	73	31
28	ہماچل پردیش	109	93	27
29	منی پور	107	82	28
30	میگھالیہ	103	79	29
31	جموں وکشمیر	99	74	30
32	سکم	76	57	32
33	جزائر انڈمان ونکوبار	43	34	33
34	میزورم	42	33	34
35	اروناچل پردیش	13	10	35

بحوالہ : عارضی کل آبادی، 2001 کا پیپر-1، سیریز-1 ہندوستان کی مردم شماری 2001ء۔

نوٹ:۔

1- جموں وکشمیر میں خلل کی وجہ سے 1991 میں مردم شماری نہیں ہو پائی۔ اس لیے 1991 کے لیے جموں وکشمیر کی آبادی کا تعین اوراجی بنیاد پر کیا گیا ہے۔

جدول1.4صنف کا تناسب 1901-2001

مردم شماری کا سال (عورتیں ہزار مردوں پر)	صنف کا تناسب
1901	972
1911	964
1921	955
1931	950
1941	945
1951	946
1961	941
1971	930
1981	934
1991	927
2001	933

بحوالہ :عارضی کل آبادی، 2001 کا پیپر-1، سیریز-1 ہندوستان کی مردم شماری 2001ء۔

نوٹ:-

-1 سال 1991 کے لیے جموں وکشمیر کے اعداد وشمار اراجی بنیاد پر لیے گئے ہیں۔

-2 سال 2001 کے لیے ہندوستان میں صنفی تناسب کے اعداد وشمار تیار کرتے وقت گجرات کے بھی کچھ ضلع موروی، مالیا۔رسیانا اور راجکوٹ ضلع کے بانکانیر تعلقہ، جام نگر ضلع کا جودیہ تعلقہ اور ہماچل پردیش کے بھی کنور ضلع کی تخمینی آبادی کو شامل کیا گیا۔ کیوں کہ ان علاقوں میں قدرتی آفات کے باعث 2001 میں مردم شماری نہیں ہوسکی۔

جدول1.5۔خواندگی کی شرح 1951-2001

سال	افراد	مرد	عورت
1951	18.33	27.16	8.86
1961	28.30	40.40	15.35
1971	34.45	45.96	21.97
1981	43.57	56.37	29.76
1991	52.21	64.13	39.29
2001	65.38	75.85	54.16

بحوالہ :عارضی کل آبادی، 2001 کا پیپر-1، سیریز-1 ہندوستان کی مردم شماری 2001ء۔

نوٹ:-

-1 1951, 1961 اور 1971 میں خواندگی کی شرح 5 برس اور اس سے زیادہ عمر کی آبادی پر مبنی ہے جب کہ 1981، 1991 اور 2001 کی شرح سات برس اور اس سے زیادہ عمر کی آبادی پر مبنی ہے۔

-2 1981 کی شرحوں میں آسام شامل نہیں ہے جہاں 1981 کی مردم شماری نہیں ہو سکی تھی۔ 1991 کی مردم شماری کی شرحوں میں جموں وکشمیر شامل نہیں ہے جہاں 1991 کی مردم شماری نہیں ہو سکی تھی۔

-3 2001 کی مردم شماری کے لیے خواندگی شرح میں گجرات کے سبھی کچھ ضلع، راجکوٹ ضلع کے موروی، ملیا، میانا اور وانکانیر تعلقہ، جام نگر ضلع کے جودیہ تعلقہ کو شامل نہیں کیا گیا ہے جہاں قدرتی آفات کی وجہ سے ہندوستان کی مردم شماری میں آبادی کا شمار نہیں ہو سکا تھا۔

جدول 1.6 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں افراد، مرد اور عورتوں کی خواندگی شرح کی، 2001 کے ذریعے درجہ بندی

مقام	افراد		مرد		عورت	
	ریاست/ مرکز کے زیر انتظام علاقے	خواندگی شرح	ریاست/ مرکز کے زیر انتظام علاقے	خواندگی شرح	ریاست/ مرکز کے زیر انتظام علاقے	خواندگی شرح
1	2	3	4	5	6	7
-1	کیرالا	90.92	کیرلا	94.20	کیرلا	87.86
-2	میزورم	88.49	لکش دیپ*	93.15	میزورم	86.13
-3	لکش دیپ*	87.52	میزورم	90.69	لکش دیپ*	81.56
-4	گوآ	82.32	پانڈیچری*	88.89	چنڈی گڑھ*	76.65
-5	دہلی*	81.82	گوآ	88.88	گوآ	75.51
-6	چنڈی گڑھ*	81.76	دمن اور دیو*	88.40	انڈمان ونکوبار*	75.29
-7	پونڈیچری*	81.49	دہلی*	87.37	دہلی*	75.00
-8	انڈمان ونکوبار*	81.18	مہاراشٹر	86.27	پانڈیچری*	74.13
-9	دمن اور دیو*	81.09	انڈمان ونکوبار*	86.07	دمن اور دیو*	70.37
-10	مہاراشٹر	77.27	ہماچل پردیش	86.02	ہماچل پردیش	68.08
-11	ہماچل پردیش[2]	77.13	چنڈی گڑھ*	85.65	مہاراشٹر	67.51
-12	تری پورا	73.66	اترانچل	84.01	تری پورا	65.41
-13	تمل ناڈو	73.47	تمل ناڈو	82.33	تمل ناڈو	64.55
-14	اترانچل	72.28	تری پورا	81.47	پنجاب	63.55
-15	گجرات[3]	69.97	گجرات	80.50	ناگالینڈ	61.92
-16	پنجاب	69.95	ہریانہ	79.25	سکم	61.46

-17	سکم	69.68	منی پور	77.87	میگھالیہ	60.41
-18	مغربی بنگال	69.22	چھتیس گڑھ	77.86	اترانچل	60.26
-19	منی پور	68.87	مغربی بنگال	77.58	مغربی بنگال	60.22
-20	ہریانہ	68.59	مدھیہ پردیش	76.80	منی پور	59.70
-21	ناگالینڈ	67.11	سکم	76.73	گجرات	58.60
-22	کرناٹک	67.04	راجستھان	76.46	کرناٹک	57.45
	ہندوستان[1]	65.38	کرناٹک	76.29	ہریانہ	56.31
-23	چھتیس گڑھ	65.18	اڑیسہ	75.95	آسام	56.03
-24	آسام	64.28	ہندوستان	**75.85**	ہندوستان	**54.16**
-25	مدھیہ پردیش	64.11	پنجاب	75.63	چھتیس گڑھ	52.40
-26	اڑیسہ	63.61	دادرا اور نگر حویلی*	73.32	آندھرا پردیش	51.17
-27	میگھالیہ	63.31	آسام	71.93	اڑیسہ	50.97
-28	آندھرا پردیش	61.11	ناگالینڈ	71.77	مدھیہ پردیش	50.28
-29	راجستھان	61.03	آندھرا پردیش	70.85	راجستھان	44.34
-30	دادرا اور نگر حویلی*	60.03	اتر پردیش	70.23	اروناچل پردیش	44.24
-31	اتر پردیش	57.36	جھارکھنڈ	67.94	دادرا اور نگر حویلی*	42.99
-32	اروناچل پردیش	54.74	میگھالیہ	66.14	اتر پردیش	42.98
-33	جموں و کشمیر	54.46	جموں و کشمیر	65.75	جموں و کشمیر	41.82
-34	جھارکھنڈ	54.13	اروناچل پردیش	64.07	جھارکھنڈ	39.38
-35	بہار	47.53	بہار	60.32	بہار	33.57

بحوالہ:- عارضی کل آبادی 2001 کا پیپر-1 سیریز-1 ہندوستان کی آبادی 2001۔

نوٹ:-

-1 ہندوستان میں خواندگی شرح کے اعداد و شمار تیار کرتے وقت کچھ ضلع، راجکوٹ ضلع کے موروی، ملیا، میانا اور وانکانیر تعلقہ، جام نگر ضلع کے جودیہ تعلقہ کو شامل نہیں کیا گیا ہے، جہاں قدرتی آفات کے باعث 2001 میں آبادی کی شماری نہیں ہو پائی۔

-2 ہماچل پردیش کی خواندگی شرح تیار کرتے وقت ہندوستان کی آبادی 2001 میں کنور ضلع کی بھی آبادی کو شامل نہیں کیا گیا ہے کیوں کہ قدرتی آفات کی وجہ سے یہاں مردم شماری نہیں کرائی جا سکی۔

-3 گجرات کی خواندگی شرح تیار کرتے وقت بھی کچھ ضلع، موروی، ملیا، میانا اور وانکانیر تعلقہ راجکوٹ ضلع، جام نگر کا جودیہ تعلقہ اس میں شامل نہیں ہے جہاں قدرتی آفات کی وجہ سے ہندوستان کی مردم شماری کے تحت آبادی کا شمار نہیں کرایا جا سکا۔

جدول 1.7: مجموعی آبادی اور درج فہرست ذات اور
درج فہرست قبائل کی شرح فیصد۔1991

نمبر شمار	بھارت ریاستیں یا مرکزی علاقے	مجموعی آبادی (000)	درج فہرست ذات آبادی (000)	درج فہرست ذات مجموعی آبادی میں فیصد شرح	درج فہرست قبائل آبادی (000)	درج فہرست قبائل مجموعی آبادی میں فیصد شرح
1	2	3	4	5	6	7
	بھارت[1]	8,38,584	138,223	16.48	67,758	8.08
	ریاستیں					
1	آندھرا پردیش	66,508	10,592	15 . 93	4,199	6.31
-2	اروناچل پردیش	865	4	0.47	550	63.66
3	آسام	22,414	1,659	7.40	4,200	12.82
4	بہار	86,374	12,572	14.56	6,617	7.16
5	گوا	1,170	24	2.08	-	0.03
6	گجرات	14,310	3,060	7.41	6,162	14.92
7	ہریانہ	16,464	3,251	19.75	-	-
8	ہماچل پردیش	5,171	1,310	25.34	218	4.22
9	کرناٹک	44,977	7,369	16.38	1,916	4.26
10	کیرلا	29,099	2,887	9.92	321	1.10
11	مدھیہ پردیش	66,181	9,627	14.54	15,399	23.27
12	مہاراشٹر	78,937	8,758	11.10	7,318	9.27
13	منی پور	1,837	37	2.02	632	34.41
14	میگھالیہ	1,775	9	0.51	1,518	85.53
15	میزورم	690	1	0.10	654	94.75
16	ناگالینڈ	1,210	-	-	1,061	87.70
17	اڑیسہ	31,660	5,129	16.20	7,032	22.21
18	پنجاب	20,282	5,743	28.31	-	-
19	راجستھان	44,006	7,608	17.29	5,475	12.44
20	سکم	406	24	5.93	91	22.36
21	تمل ناڈو	55,859	10,712	19.18	574	1.03
22	تری پورہ	2,757	451	16.36	853	30.95
23	اترپردیش	139,112	29,276	21.05	288	0.21
24	مغربی بنگال	68,078	16081	23.62	3,809	5.60

مرکزی علاقے

1	انڈمان اور نکوبار	281	-	-	27	9.54
2	چنڈی گڑھ	642	106	16.51	-	-
3	دادر اور نگر حویلی	138	3	1.97	109	78.99
4	دمن اور دیو	102	4	3.38	12	11.54
5	دہلی	9,421	1,795	19.05	-	-
6	لکش دیپ	52	-	-	48	93.15
7	پانڈیچری	808	131	16.25	-	-

جموں وکشمیر کے اعداد وشمار شامل نہیں ہیں جہاں 1991 کی مردم شماری نہیں ہوئی تھی۔
بحوالہ: بھارت کی مردم شماری 1991، سیریز I-پیپر II، آبادی کا قطعی میزان

جدول: 1.8 دیہی اور شہری آبادی: 1901-1991

مردم شماری کا سال	آبادی (ملین)		مجموعی آبادی کا فیصد	
	دیہی	شہری	دیہی	شہری
1901	213	26	89.2	10.8
1911	226	26	89.7	10.3
1921	223	28	88.8	11.2
1931	246	33	88.0	12.0
1941	275	44	86.1	13.9
1951	299	62	82.7	17.3
1961	360	79	82.0	18.0
1971	439	109	80.1	19.9
1981[1]	524	159	76.7	23.3
1991[2]	629	218	74.3	25.7

بحوالہ: بھارت کی مردم شماری سیریز 1-پیپر 2-1992 آبادی کی قطعی میزان۔

1۔آسام میں 1991 کی مردم شماری نہیں ہوسکی۔آسام کے لئے 1981 کے اعداد وشمار کا تعین اور اجی بنیاد پر کیا گیا ہے۔

2۔جموں وکشمیر کی مجوزہ آبادی شامل ہے۔

جدول 1.9: شہروں کے درجات کے ذریعہ شہر کاری کا فروغ

شہر کا درجہ	1901	1951	1961	1971	1981	1991[1]
	آبادی 000s, میں					
i 1,00,000 اور اوپر	5,570	23,483	34,736	52,808	82,227	1,22,291
ii_50,000-99,999	2,948	7,548	9,530	14,712	22,037	28,764
iii_20,000-49-,99	4,346	11,115	15,728	19,865	26,719	35,273
iv_10,000-19,999	5,847	9,331	11,241	13,939	17,588	21,079
v_5,000-9,999	5,332	8,463	6,304	6,089	6,788	7,397
vi_5000 ہزار سے کم	1,560	2,047	805	853	1,062	967
تمام درجات	25693	61,987	78,343	1,08,256	1,56,420	2,15,772
آبادی کی فیصدی شرح	10.84	17.29	17.97	19.91	23.34	25.72

بحوالہ: پارٹ II۔اے(ii) اے سیریز۔1991-1901 کی آبادی بہ شمول 1991 شہری وقصباتی جدول اے 4

1991 میں جموں وکشمیر کے اعداد وشمار شامل نہیں کیے گئے ہیں، کیونکہ وہاں ناسازگار حالات کی وجہ سے 1991 میں مردم شماری نہیں ہوسکی۔ تقابلی مقاصد کے لئے 1901 سے 1981 میں بھی جموں وکشمیر کے اعداد وشمار شامل نہیں کیے گئے ہیں۔ اس میں آسام کے بھی 1981 کے اعداد وشمار شامل نہیں ہیں، کیونکہ 1981 میں وہاں مردم شماری نہیں ہوسکی تھی۔

1۔ جموں وکشمیر اور آسام کے اعداد وشمار شامل ہیں۔

جدول: 1.10 گاؤں کی تقسیم آبادی کے مطابق:۔1991

ریاستیں / مرکزی علاقے		1,000 سے کم	1,000 سے 1,999	2,000 سے 4,999	5,000 سے 9,999	10,000 اور اس سے زیادہ	میزان
1	2	3	4	5	6	7	8
بھارت 2+1		3,90,093	1,14,395	62,915	10,597	2,779	580,781[3]

1	آندھراپردیش	11,856	6.433	6,510	1474	313	26,586
2	اروناچل پردیش	3,538	82	25	3	1	3,649
3	آسام	17,784	4,988	1,793	111	9	24,685
4	بہار	45,164	12,768	7,647	1,604	330	67,513
5	گوا	156	78	94	31	1	360
6	گجرات	8,528	5,432	3,418	575	75	18,028
7	ہریانہ	2,627	2,021	1,703	364	44	6759
8	ہماچل پردیش	16,361	495	136	5	-	16,997
9	کرناٹک	17113	5,861	3,422	570	100	27,066
10	کیرلا	7	16	102	252	1,007	1,384
11	مدھیہ پردیش	56,568	11,426	3,264	261	7	71,526
12	مہاراشٹر	24,111	10,632	4,715	762	192	40,412
13	منی پور	1,834	192	135	16	3	2,182[3]
14	میگھالیہ	5,316	129	38	1	-	5,484
15	میزورم	616	61	19	2	-	698
16	ناگالینڈ	929	170	108	8	1	1,216
17	اڑیسہ	39,309	5,761	1,812	103	4	46,989
18	پنجاب	7,447	3,130	1,628	209	14	12,428
19	راجستھان	27,123	7,060	3,255	420	31	37,889
20	سکم	336	79	29	3	-	447
21	تامل ناڈو	4,915	4,625	4,764	1,247	271	15,822
22	تری پورہ	195	203	348	94	15	855
23	اترپردیش	74,866	24,523	11,949	1,336	129	1,12,803
24	مغربی بنگال	22,701	8,065	5,819	1,117	208	37,910
25	جزائر انڈمان ونکوبار	445	44	15	-	-	504

26	چنڈی گڑھ	7	6	8	3	1	25
27	دادرا اور نگر حویلی	27	17	25	1	1	71
28	دمن اور دیو	9	6	6	2	1	24
29	دہلی	29	44	86	19	21	199
30	لکش دیپ	2	-	4	1	-	7
31	پانڈیچری	174	48	38	3	-	263

1۔ جموں و کشمیر کی آبادی کو چھوڑ کر جہاں حالات کی خرابی کی وجہ سے 1991 کی مردم شماری نہ ہوسکی

2۔ آبادی کے اعداد و شمار میں پاکستان اور چین کے ناجائز قبضہ میں جو علاقہ ہے اور جہاں مردم شماری نہیں ہوسکی اس علاقہ کے اعداد و شمار کو چھوڑ کر۔

3۔ چونکہ مندرجہ ذیل گاؤں کی آبادی کے اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں اس لئے ان گاؤں کو ریج کلاسفیکشن سے خارج کر دیا گیا ہے مگر ریج کلاس فیکشن میں جن گاؤں کے ساتھ ان کی گنتی کی گئی ہے ان گاؤں کو شامل کیا گیا ہے۔

گاؤں کا نام	جن گاؤں کے ساتھ گنتی کی گئی	سب ڈویژن	ضلع
1- پھاپجول	سورالینڈ	صدر بلزایسٹ	سیناپتی
2- کمارنگ کھاکوکی	پھائی تول	تامنگ لانگ ویسٹ	تامنگ لانگ

جدول 1.11 میں دس لاکھ سے زیادہ آبادی والے شہر

نمبر شمار	شہر	000, میں آبادی 1991	1981	1951	فروغ کا تناسب 1991	1981	صنف کا تناسب 1991	1981	خواندگی کی شرح 1991	1981
1۔	کلکتہ	11,022	9,194	4,670	2.36	1.97	830	781	77	65
2۔	عظیم تر ممبئی	12,596	8,243	2,967	4.25	2.78	828	772	82	68
3۔	دہلی	8,419	5,729	1,437	5.86	3.99	830	808	76	63
4۔	چنئی	5,422	4,289	1,542	3.52	2.78	933	930	81	67
5۔	بنگلور	4,130	2,922	786	5.25	3.72	902	896	79	64
6۔	حیدرآباد	4,344	2,546	1,131	3.84	2.25	920	919	71	58
7۔	احمد آباد	3,312	2,548	877	3.78	2.91	889	869	80	63
8۔	کانپور	2,030	1,639	705	2.88	2.32	822	804	72	55

67	81	880	903	2.77	4.09	609	1,686	2,49 4	9۔ پونے
66	82	910	915	2.68	3.43	485	1,302	1,664	10۔ ناگپور
58	71	832	871	2.03	3.36	497	1,008	1,669	11۔ لکھنؤ
54	70	861	868	3.34	9,99	304	1,015	1,518	12۔ جے پور
60	76	840	828	3.90	6.41	237	924	1,519	13۔ سورت
79	94	989	997	3.89	5.38	212	825	1,141	14۔ کوچی
68	82	888	899	3.71	5.34	211	782	1,127	15۔ وڈودرا
61	77	885	900	2.67	3.57	311	829	1,109	16۔ اندور
67	80	924	930	3.21	3.84	287	920	1,101	17۔ کوئمبٹور
58	77	815	829	2.82	3.37	326	919	1,100	18۔ پٹنہ
68	82	952	959	2.44	2.93	371	907	1,086	19۔ مدورے
57	72	870	894	6.58	10.42	102	671	1,063	20۔ بھوپال
56	72	933	937	5.59	9.79	108	604	1,057	21۔ وشاکھاپٹنم
62	72	815	795	3.94	6.77	154	607	1,043	22۔ لدھیانہ
47	64	842	861	2.15	2.79	370	797	1,031	23۔ وارانسی

بحوالہ: پیپر 2، 1991 آبادی کی قطعی میزان

جدول 1.12 آبادی بہ اعتبار مذہب

1991		1981		1971		1961[3]		
فیصد شرح مجموعی آبادی	تعداد (ملین)	فیصد شرح مجموعی آبادی	تعداد (ملین)	فیصد شرح مجموعی آبادی	تعداد (ملین)	فیصد شرح مجموعی آبادی	تعداد (ملین)	مذہبی گروپ
82.41	672.6	82.6	549.7	82.7	453.4	83.5	366.5	ہندو
11.67	95.2	11.4	75.6	11.2	61.4	10.7	46.9	مسلم
2.32	18.9	2.4	16.2	2.6	14.3	2.4	10.7	عیسائی
1.99	16.3	2.0	13.1	1.9	10.4	1.8	7.8	سکھ

بدھسٹ	3.2	0.7	3.9	0.7	4.7	0.7	6.3	0.77
جینی	2.0	0.5	2.6	0.5	3.2	0.5	3.4	0.41
دیگر	1.6	0.4	2.2	0.4	2.8	0.4	3.5	0.43
ٹوٹل	439.2	100.0	548.2	100.0	665.3	100.0	816.2	100.00

بحوالہ (i) بھارت کی مردم شماری۔ سیریز: بھارت، پارٹ ii سی (i)، (ii) بھارت کی مردم شماری سیریز: پیپر 1984 (مذہب) بھارت کی مردم شماری سیریز: پیپر 1995 (مذہب)

1- بشمول unclassifed افراد

2- آسام اور جموں و کشمیر کو چھوڑ کر

3- آسام اور جموں و کشمیر کو چھوڑ

4- ضلع میزو کو چھوڑ کر جو میزورم کا مرکزی علاقہ ہے

نوٹ: 1981 کے اعداد شمار میں آسام شامل نہیں ہے۔

جدول نمبر 1.13 مندرج زبانوں کی تقابلی قوت

زبان	ان لوگوں کی تعداد جنہوں نے اپنی مادری زبان بتائی			مجموعی آبادی میں فیصد شرح		
	1971	1981	1991	1971	1981	1991
1 ہندی	20,85,14,005	26,45,14,117	33,72,72,114	38.04	38.71	39.85
2 بنگالی	4,47,92,312	5,12,98,319	6,95,95,738	8.17	7.51	8.22
3 تیلگو	4,47,56,923	5,06,24,611	6,60,17,615	8.16	7.41	7.80
4 مراٹھی	4,17,65,190	4,94,52,922	6,24,81,681	7.62	7.24	7.38
5 تمل	3,76,90,106	N.A[2]	5,30,06,368	6.88	N.A[2]	6.26
6 اردو	2,86,20,895	3,49,41,435	4,34,06,932	5.22	5.11	5.13
7 گجراتی	2,58,65,012	3,30,63,267	4,06,73,814	4.72	4.84	4.81
8 کنڑ	2,17,10,649	2,56,97,146	3,27,53,676	3.96	3.76	3.87
9 ملیالم	2,19,38,760	2,57,00,705	3,03,77,176	4.00	3.76	3.59
10 اڑیہ	1,98,63,198	2,30,21,528	2,80,61,313	3.62	3.37	3.32
11 پنجابی	1,41,08,443	1,96,11,199	2,33,78,744	2.57	2.87	2.76
12 آسامی	89,59,558	N.A[3]	1,30,79,696	1.63	N.A3	1.55
13 سندھی	16,76,875	20,44,389	21,22,848	0.31	0.30	0.25
14 نیپالی	14,19,835	13,60,636	20,76,645	`0.26	0.02	0.25
15 کونکنی	15,08,432	15,70,108	17,60,607	0.28	0.23	0.21
16 منی پوری	7,91,714	9,01,407	12,70,216	0,14	0,13	0.15
17 کشمیری	24,95,487	31,76,975	N.A[4]	0.46	0.46	N.A[4]
18 سنسکرت	2,212	6,106	49,736	N	N	0.01

نوٹ: 1۔ بھارت کی مجموعی آبادی کی بنیاد پر بشمول آسام کی لگ بھگ آبادی، جہاں 1981 میں حالات سازگار نہ ہونے کی وجہ سے مردم شماری نہ ہو سکی۔ 1981ء میں ہر زبان کے بولنے والوں کی تعداد کا تعین کیا گیا ہے۔

2۔ 1981ء کے لئے، تمل اور آسامی کے مجموعی اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں کیونکہ سیلاب کی وجہ سے تمل ناڈو کا ریکارڈ ضائع ہو گیا تھا اور حالات ناسازگار ہونے کی وجہ سے آسام میں مردم شماری نہیں ہو سکی۔ اس وجہ سے مجموعی آبادی میں تمل اور آسامی زبانوں کی فیصدی شرح درج نہیں کی گئی ہے۔

3۔ ہر زبان بولنے والوں کی فیصدی شرح کا تعین 1991ء کے لئے بھارت کی مجموعی آبادی کی بنیاد پر کیا گیا ہے جس میں جموں و کشمیر کی مجوزہ آبادی شامل ہے جہاں 1991 میں حالات ناسازگار ہونے کی وجہ سے مردم شماری نہیں کرائی جا سکی تھی۔

4۔ 1991 کے لئے کشمیری زبان کے مکمل اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں۔ جموں و کشمیر میں حالات سازگار نہ ہونے کی وجہ سے 1991ء میں مردم شماری نہیں کرائی جا سکی تھی۔

این اے (NA)---- دستیاب نہیں

این (N)---- برائے نام

2۔ قومی نشانات

قومی پرچم

قومی پرچم Horizontal تین رنگوں میں ہے۔ سب سے اوپر گہرا زعفرانی (کیسری) رنگ ہے۔ بیچ میں سفید اور گہرا سبز رنگ نیچے ہے۔ تینوں رنگوں کی پٹیاں متوازی اور حجم میں یکساں ہیں۔ اس کا تناسب 3:2 ہے سفید پٹی کے وسط میں ایک نیوی بلیو چکر ہے جو چرخے کی نمائندگی کرتا ہے۔ اسکا ڈیزائن اس چکر جیسا ہے جو اشوک کی راجدھانی سارناتھ کے شیر کے (ستون) میں ہے۔ اس کا قطر سفید پٹی کی چوڑائی کے مطابق ہوتا ہے اور اس میں 24 تیلیاں ہوتی ہیں۔

قومی پرچم کے ڈیزائن کو 22/جولائی 1947ء کو بھارت کی قانون ساز اسمبلی نے منظوری دی تھی۔ اس کے استعمال اور لہرائے جانے کو انڈین فلیگ کوڈ کے ذریعہ ضابطہ بند کیا گیا ہے۔

ریاست کا نشان

ریاستی نشان اشوک کے سارناتھ لائن کیپٹل سے لیا گیا ہے۔ حقیقت میں چار شیر ایک دوسرے کی پیٹھ سے لگے ہوئے ایک چوکھٹے۔ (باکس) پر کھڑے ہیں جس پر ایک ہاتھی، ایک چھلانگ لگاتا گھوڑا ایک بیل اور ایک شیر بھی کھڑے ہوئے ہیں جو ایک گھنٹی کی شکل کے عکس پر بنے ہوئے چکر سے ایک دوسرے کو جدا کرتے ہیں۔ یہ پالش کئے ہوئے سفید اسٹون کے ایک ٹکڑے سے تراشا ہوا ہے۔ کیپٹل پر قانون کا پہیا (دھرم چکر) بنا ہوا ہے۔ مگر ریاستی نشان میں جن کو حکومت ہند نے 26/جنوری 1950ء کو منظور کیا تھا تین ہی شیر دکھائے گئے ہیں۔ چوتھا شیر نظروں سے اوجھل ہے۔ چکر اباکس کے بیچوں بیچ ہے جس کے دائیں جانب ایک بیل اور بائیں جانب ایک گھوڑا کھڑا ہوا ہے اور دوسرے چکروں کے بیرونی خطوط انتہائی دائیں اور بائیں جانب ہیں۔ گھنٹی کی شکل کے عکس کو نکال دیا گیا ہے۔ ستیہ میو جیتے کے الفاظ منڈکا اپنشد سے لے کر دیوناگری رسم خط میں آباکس کے نیچے لکھے گئے ہیں جن کے معنی ہیں "صرف سچ ہی کی فتح ہوتی ہے۔"

قومی ترانہ

آئین ساز اسمبلی نے 24/جنوری 1950ء کو بنگالی میں لکھے گئے رابندر ناتھ ٹیگور کے گیت جن گن من کو ہندی میں قومی ترانہ کے طور پر تسلیم کیا تھا۔ یہ گیت پہلی بار کانگریس کے کلکتہ اجلاس میں 27/دسمبر 1911ء کو گایا گیا تھا۔ مکمل گیت 5 Stanzas (بندوں) پر مشتمل ہے اور پہلا Stanza (بند) پورا قومی ترانہ ہے۔

جن گن من ادھینا ئک جے ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
پنجاب سندھ گجرات مراٹھا

دراوڑ، اتکل، بنگا
وندھیا، ہماچل، جمنا، گنگا
اچھل۔جلدھی۔ترنگا
توشبھ نامے جاگے
توشبھ آشیش مانگے
گاہے توجے گاتھا
جن گن منگل دائک جے ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
جے ہے جے ہے جے ہے
جے ہے جے ہے جے ہے

پورے قومی ترانے کو گانے میں لگ بھگ 52 سیکنڈ لگتے ہیں۔ بند کی پہلی اور آخری سطروں پر مشتمل مختصر قومی ترانہ بھی چند مواقع پر گایا جاتا ہے۔ (گانے کا وقت تقریبا20 سیکنڈ) ٹیگور کے قومی ترانہ کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے۔

تو تمام لوگوں کے ذہنوں پر حکمرانی کرتا ہے
بھارت کے مستقبل کا لہرانے والا ہے

تیرا نام پنجاب، سندھ، گجرات
اور مراٹھا کے دلوں میں امنگ بھر دیتا ہے

دراوڑ، اڑیسہ اور بنگال کے دلوں میں بھی

یہ وندھیا اور ہمالیہ کے کوہستانی سلسلوں میں گونجتا ہے۔
جمنا اور گنگا کی موسیقی میں گھل مل جاتا ہے
اور بھارتی سمندروں کی لہروں کے ذریعہ گایا جاتا ہے

وہ تیری عنایت اور آشیرواد کی التجا کرتے ہیں اور تیری تعریف بیان کرتے ہیں۔

تمام لوگوں کی نجات تیرے ہاتھ میں ہے
تو بھارت کی قسمت کا مالک ہے

تیری فتح ہو، فتح ہو، فتح ہو

قومی گیت

سنسکرت میں لکھا گیا بنکم چندر چٹرجی کا گیت ''وندے ماترم'' جدوجہد آزادی میں لوگوں کو تحریک دینے کا ذریعہ تھا۔ اس کا جن گن من کے برابر ہی مرتبہ ہے۔ پہلی بار سیاسی سطح پر 1896ء میں اسے انڈین نیشنل کانگریس کے اجلاس میں گایا گیا تھا۔ اسکے پہلے بند کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

وندے ماترم!

سجلام، سپھلام ملیج شیتلام،

سشیہ شیاملام، ماترم!

شبھر جیوتسنا، پلکت یامنیم،

پھللا کسمت درمدل شوبھنیم،

سہاسنیم سم دھر بھاشنیم،

سکھدام، وردام، ماترم!

قومی کلینڈر

قومی کلینڈر ''رساکا'' ایراپرمبنی ہے اور ''چیت'' مہینہ سے شروع ہوتا ہے جس کا سال 365 دن کا ہوتا ہے۔ اس کو 22/مارچ 1957ء کو گریگورین کلینڈر کے ساتھ مندرجہ ذیل سرکاری مقاصد کے لئے نافذ کیا گیا تھا۔

(i) گزٹ آف انڈیا (ii) آل انڈیا ریڈیو کے ذریعہ خبروں کی نشریات (iii) حکومت ہند کے ذریعہ جاری کئے جانے والے کلینڈر اور (iv) عام لوگوں کو بھیجے جانے والے سرکاری مراسلات۔

قومی کلینڈر کی تاریخیں مستقل طور پر گریگورین کلینڈر کی تاریخوں کے ساتھ جڑی ہوتی ہیں۔ ''چیت'' کی پہلی تاریخ عام طور پر 22/مارچ کو آتی ہے اور لیپ سال میں 21 مارچ کو آتی ہے۔

قومی جانور

شان و شوکت والا شیر (Pant Hera Tigris (Linnaeus دھاریوں والا ایک پٹی دار جانور ہے۔ کالی دھاریوں کے ساتھ اس کے گنجان زرد ریال ہوتے ہیں۔ شان و شوکت اور طاقت کے پیکر شیر (باگھ) کو بھارت کا قومی جانور بنایا گیا ہے۔ اس کی آٹھ نسلوں میں سے ہندوستانی نسل یعنی رائل بنگال ٹائیگر شمالی مغربی علاقہ اور نواحی ملکوں نیپال، بھوٹان اور بنگلہ دیش سمیت پورے بھارت میں پایا جاتا ہے۔ بھارت میں شیروں کی آبادی کو گھٹنے سے روکنے کے لئے اپریل 1973ء میں پروجیکٹ ٹائیگر شروع کیا گیا تھا۔ اب تک اس پروجیکٹ کے تحت ملک بھر میں 23 ٹائیگر ریزروس قائم کئے جا چکے ہیں جن کا مجموعی رقبہ 33,126 مربع کلومیٹر ہے۔

قومی پرندہ

بھارتی مور (Linneaus)Pavo Cristatus بھارت کا قومی پرندہ ہے۔ یہ ہنس کی جسامت کا رنگ برنگا پرندہ ہے جس کے پر پنکھوں کی شکل کے ہوتے ہیں۔ اس کی آنکھ کے نیچے ایک سفید دھبہ ہوتا ہے اور اس کی گردن لمبی ہوتی ہے۔ مور مورنی سے زیادہ خوبصورت ہوتا ہے جس کا سینہ اور گردن چمکدار اور نیلے رنگ کے ہوتے ہیں اور لگ بھگ 200 پروں کے کانسہ و ہرے رنگ کے خوبصورت پنکھ ہوتے ہیں۔ مورنی بھوری رنگت لئے ہوتی ہے اور مور سے تھوڑا چھوٹی ہوتی ہے اس کے بڑے پنکھ نہیں ہوتے۔ مور جوڑا کھانے کے لئے جب رقص کرتا ہے تو اپنی دم کو پھیلا دیتا ہے اور پروں کو کھول دیتا ہے۔ یہ ایک بہت خوبصورت

۱ شری اوروبندو کی سالگرہ کے موقع پر پاپولر لائبریری کے ذریعہ شائع شدہ 1972 کے ایڈیشن کے مطابق۔

منظر ہوتا ہے۔

برصغیر ہند میں مور دور دور تک پایا جاتا ہے۔ دریائے سندھ کے جنوب اور مشرق سے لے کر، جموں و کشمیر، مشرقی آسام، جنوبی میزورم اور پورے ہندوستانی جزیرہ نما میں مور ملتے ہیں۔ لوگ موروں کو تحفظ دیتے ہیں کیونکہ اسے مذہبی یا جذباتی وجوہ سے کبھی نقصان نہیں پہنچایا جاتا ہے۔ انڈین وائلڈ لائف (پروٹکشن) ایکٹ 1972ء کے تحت اس کو پورا تحفظ حاصل ہے۔

قومی پھول

بھارت کا قومی پھول کمل (Nelumbo nucifera) ہے۔ یہ ایک پاکیزہ پھول ہے اور قدیم بھارتی کلا اور پرانوں میں اس کا ایک اہم مقام ہے۔ زمانہ قدیم سے ہی اسے بھارتی تہذیب کا مبارک نشان مانا جاتا رہا ہے۔

3 ۔ نظامِ حکومت

ریاستوں کی یونین ہندوستان، ایک خود مختار سوشلسٹ ڈیموکریٹک جمہوریہ ہے جس کا نظام حکومت پارلیمانی ہے۔ اس جمہوریہ پر اس آئین کی حکمرانی ہے جسے آئین ساز اسمبلی نے 26 رجنوری 1949ء کو منظور کیا تھا اور جس کا نفاذ 26 رجنوری 1950 کو عمل میں آیا۔

اس کا طرز حکومت فیڈرل ہے جس کے وحدتی پہلو ہیں۔ بھارت کا صدر یونین کی عاملہ کا آئینی سربراہ ہے۔ آئین کے آرٹیکل 74 (ا) کی رو سے وزیروں کی ایک کونسل ہوگی، جس کا سربراہ وزیر اعظم ہوگا جو صدر کو مدد اور مشورہ دیگا اور صدر اس مشورہ کے مطابق ہی اپنی ذمہ داریوں کو انجام دے گا، اس طرح عاملہ کے حقیقی اختیارات وزیروں کی کونسل کو حاصل ہیں جن کا سربراہ وزیر اعظم ہے۔ وزیروں کی کونسل اجتماعی طور پر ایوان عام (لوک سبھا) کو جواب دہ ہے۔ اس طرح ریاستوں میں گورنر عاملہ کا سربراہ ہے۔ وزیروں کی کونسل کو وزیر اعلیٰ کی سربراہی میں عاملہ کے حقیقی اختیارات حاصل ہیں اور کسی ریاست کی وزیروں کی کونسل اجتماعی طور پر قانون ساز اسمبلی کو جواب دہ ہے۔

آئین نے قانون سازی کے اختیارات پارلیمنٹ اور ریاستی قانون ساز اسمبلی کے مابین تقسیم کر دیے ہیں اور بقیہ اختیارات پارلیمنٹ کو حاصل ہیں۔ آئین میں ترمیم کرنے کے اختیارات بھی پارلیمنٹ کو دیئے گئے ہیں۔ آئین میں عدلیہ، کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل، پبلک سروس کمیشن اور چیف الیکشن کمشنر کو پوری خود مختاری دی گئی ہے۔

یونین اور اس کا علاقے

بھارت 28 ریاستوں اور سات مرکزی علاقوں پر مشتمل ہے۔ ریاستیں یہ ہیں: آندھرا پردیش، آسام، اروناچل پردیش، بہار، چھتیس گڑھ، گوا، گجرات، ہریانہ، ہماچل پردیش، جموں وکشمیر، جھارکھنڈ، کرناٹک، کیرلا، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، منی پور، میگھالیہ، میزورم، ناگالینڈ، اڑیسہ، پنجاب، راجستھان، سکم، تمل ناڈو، تری پورہ، اترانچل، اتر پردیش اور مغربی بنگال۔ مرکزی علاقے یہ ہیں: جزائر انڈمان ونکوبار، چنڈی گڑھ، دادر اور نگر حویلی، دمن اور دیو، دہلی، لکش دیپ، اور پانڈیچری۔

شہریت

آئین پورے ملک کے لئے واحد اور یکساں شہریت فراہم کرتا ہے۔ ہر وہ شخص جو آئین کے نفاذ کے دن (26 رجنوری 1950) بھارت میں مستقل طور پر رہتا تھا۔ اور (اے) جو بھارت کے علاقہ میں پیدا ہوا تھا یا (بی) جن کے والدین میں سے کوئی بھی بھارت کے علاقہ میں پیدا ہوئے تھے یا (سی) آئین کے نفاذ کی تاریخ کے ٹھیک پہلے سے بھارت کے علاقے میں کم از کم پانچ سال سے رہتا تھا۔ بھارت کا شہری مانا جائے گا۔ آئین کے نفاذ کے بعد شہریت ایکٹ 1955 کی رو سے شہریت قبول کرنے یا منقطع کرنے کا اختیار بھی دیا گیا ہے۔

بنیادی حقوق

آئین تمام شہریوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر کچھ بنیادی آزادیاں فراہم کرتا ہے۔ آئین میں بنیادی حقوق کے چھ زمروں کی شکل میں ان کی ضمانت دی گئی ہے جو کہ قابل سماعت عدالت ہیں۔ آرٹیکل 12 سے 35 تک آئین کے پارٹ III میں شامل ہیں جو بنیادی حقوق سے تعلق رکھتے ہیں جو یہ ہیں: (i) مساوات کا حق بشمول قانون کی نظر میں مساوات مذہب، نسل، ذات، صنف، پیدائش کی جگہ کی بنیاد پر امتیاز کی مخالفت اور روزگار کے معاملہ میں مساوی مواقع۔ (ii) تقریر و تحریر، اجتماع، ایسوسی ایشن یا یونین کی تشکیل، تحریک، رہائش، کسی پیشہ یا روزگار کو اختیار کرنے کے حق کی آزادی (ان میں سے کچھ حقوق ریاست کی سلامتی، غیر ممالک سے دوستانہ تعلقات، عوامی نظم و نسق، شرافت یا اخلاق کے تابع ہیں) (iii) استحصال کے خلاف حق، ہر طرح کی جبری مزدوری کی مخالفت، بچہ مزدوری اور انسانوں کی خرید و فروخت کی مخالفت (iv) ضمیر کی آزادی اور آزادانہ اظہار رائے کی آزادی۔ مذہب پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کی آزادی (v) شہریوں کے کسی بھی طبقہ کو اپنی ثقافت، زبان، رسم الخط کی حفاظت کرنے کا حق اور اقلیتوں کو اپنی پسند کے تعلیمی ادارے قائم کرنے اور ان کا انتظام کرنے کی آزادی اور (vi) بنیادی حقوق کے نفاذ کے لئے آئینی تحفظات کو استعمال کرنے کا حق۔

بنیادی فرائض

آئین میں 42 ویں ترمیم کے ذریعہ جو 1976ء میں کی گئی تھی شہریوں کے بنیادی فرائض بھی گنا دیے گئے ہیں۔ آئین کے 51 کے آرٹیکل A میں بنیادی فرائض کی وضاحت کی گئی ہے جن کی رو سے ایک شہری کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ آئین کے مطابق عمل کرے، ان اعلیٰ وارفع نظریات کی قدر کرے اور ان پر عمل کرے جس نے ہماری قومی جدوجہد آزادی کو تحریک بخشی تھی ملک کا دفاع کرے اور جب قومی خدمت کے لئے طلب کیا جائے تو پیچھے نہ ہٹے اور بھارت کے تمام لوگوں میں خیر سگالی اور عام بھائی چارہ پیدا کرے اور اس سلسلہ میں کسی مذہبی، لسانی، علاقائی یا طبقہ وارانہ اختلاف سے کام نہ لے۔

ریاستی پالیسی کے نگراں اصول

آئین نے ریاستی پالیسی کے کچھ نگران اصول مقرر کئے ہیں جو قابل سماعت عدالت نہیں ہیں مگر ملک کی حکومت چلانے کے لئے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور یہ ریاست کا فرض ہے کہ وہ قانون سازی کے سلسلہ میں ان اصولوں پر عمل کرے۔ ان اصولوں کی رو سے ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ جس قدر موثر طور پر بھی ممکن ہو ایک ایسا سماجی نظام قائم کرے گی جس میں سماجی، اقتصادی اور سیاسی انصاف قومی زندگی کے تمام اداروں سے حاصل ہو اور اس طرح عوام کی فلاح و بہبود کو فروغ دیا جائے۔ ریاست اپنی پالیسی پر اس طرح عمل کرے گی کہ تمام مردوں اور عورتوں کے حقوق کا تحفظ ہو۔ انہیں زندگی گزارنے کے کافی مواقع حاصل ہوں۔ مساوی کام کے لئے مساوی اجرت ملے اور ریاست اپنی اقتصادی صلاحیت اور ترقی کی حدود میں رہتے ہوئے کام اور تعلیم کے حق کو استعمال کرنے کے لئے موثر کارروائی کرے گی اور بے روزگاری، ضعیفی اور دوسری حاجتوں کی تکمیل کے سلسلہ میں عوامی امداد فراہم کرے گی۔ ریاست، مزدوروں کے لئے زندگی کی ضروریات کے مطابق اجرت دلانے کا کام، انسانی ماحول پیدا کرنے، بہترین معیار زندگی قائم کرنے اور صنعتوں کے نظم و نسق میں مزدوروں کو پوری حصہ داری کا موقع فراہم کرنے کی بھی کوشش کرے گی۔

جہاں تک اقتصادی شعبہ کا تعلق ہے۔ ریاست اس طرح اپنی پالیسی بنائے گی کہ سماج کو مادی وسائل کی ملکیت اور اس پر کنٹرول حاصل ہو اور عام بھلائی کا مقصد پورا ہو۔ اس کے علاوہ اقتصادی نظام کو اس طرح سے چلایا جائے کہ عوامی مفاد کے مغائر

خلاف، دولت اور پیداواری وسائل چند ہاتھوں میں سمٹ کر نہ رہ جائیں۔

کچھ دیگر نگراں اصولوں کا تعلق بچوں کو صحت مندانہ ترقی کے مواقع فراہم کرنے، 14 برس تک کی عمر کے تمام بچوں کو مفت لازمی تعلیم فراہم کرنے، درج فہرست ذات وقبائل اور دیگر کمزور تر طبقات کے مفاد میں تعلیم اور معیشت کو فروغ دینے، گاؤں پنچایتیں قائم کرنے، عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کرنے، پورے ملک کے لئے مشترکہ عائلی قانون نافذ کرنے، قومی یادگاروں کا تحفظ کرنے، یکساں مواقع کی بنیاد پر انصاف کو فروغ دینے، مفت قانونی امداد فراہم کرنے، ماحول کی حفاظت کرنے اور اس میں سدھار لانے، ملک کے جنگلوں اور جنگلاتی زندگی کی حفاظت کرنے اور بین الاقوامی امن وانصاف کو فروغ دینے، اقوام عالم کے مابین منصفانہ اور باوقار تعلقات قائم کرنے، بین الاقوامی قانون کا احترام کرنے، معاہدوں پر عمل کرنے اور ثالثی کے ذریعہ بین الاقوامی تنازعات کو حل کرنے سے ہے۔

یونین

مرکزی انتظامیہ

مرکزی انتظامیہ صدر، نائب صدر اور وزیروں کی کونسل پر مشتمل ہے جس کا سربراہ وزیراعظم ہوتا ہے جو صدر کی مدد کرتا ہے اور اسے مشورہ بھی دیتا ہے۔

صدر (راشٹر پتی)

صدر کا انتخاب پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں، اور ریاستی اسمبلیوں کے منتخبہ ارکان، متناسب نمائندگی کے طریقہ کے مطابق واحد اور قابل منتقلی ووٹ کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ ریاستوں میں یکسانیت پیدا کرنے اور برابری لانے کی غرض سے ہر ووٹ کی مناسب "قدر" کا تعین کیا جاتا ہے۔ صدر کا بھارتی شہری ہونا ضروری ہے۔ اس کی عمر 35 برس سے کم نہیں ہونی چاہئے اور بطور ممبر آف پارلیمنٹ چنے جانے کا اہل ہونا چاہئے۔ اس کے عہدہ کی میعاد 5 سال ہے لیکن اسے دوبارہ بھی چنا جاسکتا ہے۔ اسے آئین کی دفعہ 61 میں دیئے گئے ضابطہ کے مطابق عہدہ سے ہٹایا بھی جاسکتا ہے وہ اپنا استعفا نائب صدر (اپ راشٹر پتی) کے نام بھیج سکتا ہے۔

مرکز کے انتظامی اختیارات صدر کو تفویض ہیں جو براہ راست یا اپنے ماتحت افسروں کے ذریعہ آئین کے مطابق ان اختیارات کو استعمال کرتے ہیں۔ صدر پارلیمنٹ کو بلاتا ہے۔ ملتوی کرتا ہے۔ خطاب کرتا ہے اور پارلیمنٹ کے لئے پیغامات ارسال کرتا ہے اور لوک سبھا کو تحلیل کرتا ہے۔ کسی وقت پر بھی بشرطیکہ پارلیمنٹ کے دونوں ایوان میں اجلاس نہ چل رہا ہو آرڈی ننس جاری کرتا ہے۔ مالی اور مالیاتی بلوں کو پیش کرنے کی سفارشات کرتا ہے اور بلوں کی توثیق بھی کرتا ہے۔ معافیاں دیتا ہے۔ سرزنش کرتا ہے سزا کو ملتوی کرتا ہے یا اس میں تخفیف کرتا ہے یا بعض معاملات میں سزا کو معطل کرتا ہے۔ سزا میں چھوٹ دیتا ہے، یا سزا معاف کرتا ہے۔ اگر ریاست میں آئینی تعطل پیدا ہو جائے تو اس ریاست کی حکومت کے تمام یا کوئی کام بھی اپنے ہاتھ میں لے سکتا ہے۔ صدر کو اختیار ہے کہ اگر وہ ملک کے لئے یا ملک کے کسی حصہ کی سلامتی کے لئے خطرہ محسوس کرلے اور یہ خطرہ چاہے جنگ، بیرونی جارحیت یا مسلح بغاوت سے پیدا ہو تو وہ ایمرجنسی (ہنگامی حالات) نافذ کردے۔

نائب صدر

نائب صدر کا انتخاب واحد قابل منتقلی ووٹ کی بنیاد پر متناسب نمائندگی کے طریقہ سے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے ارکان کرتے ہیں۔اس کا بھارت کا شہری ہونا ضروری ہے۔اس کی عمر 35 سال سے کم نہیں ہونی چاہئے اور وہ راجیہ سبھا کا رکن بننے کے اہل ہونا چاہئے۔اس کے عہدہ کی میعاد 5 سال ہے لیکن اسے دوبارہ بھی چنا جاسکتا ہے۔اسے آئین کی دفعہ 67بی میں دئے گئے طریقہ کے مطابق عہدہ سے ہٹایا جاسکتا ہے۔نائب صدر، بہ اعتبار عہدہ، راجیہ سبھا کا چیئرمین ہوتا ہے اور جب صدر غیر حاضر، بیمار یا کسی دوسری وجہ سے اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کر سکے مثلاً یہ کہ اسے ہٹادیا گیا ہو یا اس نے استعفیٰ دیدیا ہو تو نئے صدر کے انتخاب تک (جو کہ چھ ماہ کے اندر ہونا چاہئے) نائب صدر، صدر کی ذمہ داری نبھائے گا۔ایسی حالت میں وہ راجیہ سبھا کے چیئرمین کے طور پر کام کرنا بند کردیتا ہے۔

وزیروں کی کونسل

صدر کو اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی کے سلسلہ میں مدد اور مشورہ دینے کے لئے ایک وزیروں کی کونسل ہے جس کا سربراہ وزیراعظم ہوتا ہے۔وزیراعظم کی تقرری صدر کرتا ہے اور وزیراعظم کے مشورہ پر دوسرے وزیروں کی بھی تقرری کرتا ہے۔کونسل لوک سبھا کو اجتماعی طور پر جواب دہ ہوتا ہے۔وزیراعظم کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ انتظامیہ اور مرکز کے امور کے تعلق سے وزراء کی کونسل کے تمام فیصلوں، قانون سازی کی تجاویز اور ان سے متعلق معلومات کی اطلاع صدر کو دے۔

وزیروں کی کونسل ان وزیروں پر مشتمل ہوتی ہے جو کابینہ کے ارکان ہوں، وزراء مملکت (آزاد چارج) ہوں، وزراء مملکت اور نائب وزراء ہوں۔

مقننہ

مرکز کی قانون ساز مجلس پارلیمنٹ کہا جاتا ہے جو کہ صدر اور دو ایوانوں پر مشتمل ہوتی ہے جن کو کونسل آف اسٹیٹ (راجیہ سبھا) اور ہاؤس آف دی پیوپل (لوک سبھا) کہتے ہیں۔پارلیمنٹ کے ہر ایوان کا اجلاس پہلے اجلاس کے ختم ہونے کی تاریخ سے چھ ماہ کے اندر بلانا ضروری ہے۔بعض معاملات میں دونوں ایوانوں کا مشترکہ اجلاس بھی ہوسکتا ہے۔

راجیہ سبھا

آئین کی رو سے راجیہ سبھا کے ممبروں کی تعداد 250 ہونی چاہئے۔ان میں سے 12 ممبروں کو صدر نامزد کرتا ہے جو ادب، سائنس، فنون لطیفہ اور سماجی خدمت کے میدانوں میں امتیازی مرتبہ رکھتے ہیں۔ریاستوں اور مرکزی علاقوں کے نمائندوں کی حیثیت سے 238 ممبروں سے زیادہ راجیہ سبھا کے ممبر نہیں ہوسکتے۔

راجیہ سبھا کے ممبروں کا چناؤ بالواسطہ طور پر ہوتا ہے۔ریاستوں کی نمائندگی کرنے والے ممبروں کا انتخاب، واحد قابل منتقلی ووٹ کے ذریعہ متناسب نمائندگی کی بنیاد پر ریاستی اسمبلیوں کے ارکان کرتے ہیں اور مرکزی علاقوں کے ممبران کو پارلیمنٹ کے ذریعہ مقرر کئے گئے طریقہ کی بنیاد پر چنا جاتا ہے۔راجیہ سبھا بھی تحلیل نہیں کی جاتی۔ہر دو سال بعد اس کے ایک تہائی ارکان سبکدوش ہوجاتے ہیں۔

فی الوقت راجیہ سبھا کی نشستوں کی تعداد 245 ہے۔ان میں سے 233 ارکان ریاستوں اور مرکزی علاقوں کی نمائندگی

کرتے ہیں اور 12 ارکان صدر جمہوریہ کے ذریعہ نامزد کیئے گئے ہیں۔ ضمیمہ میں راجیہ سبھا کے ممبروں کے نام اوران کی پارٹیوں کے نام دئے گئے ہیں۔

لوک سبھا

لوک سبھا بالغ رائے دہندگی کی بنیاد پر عوام کے ذریعہ چنے گئے ارکان پر مشتمل ہوتی ہے۔ آئین کی رو سے لوک سبھا کے زیادہ سے زیادہ 552 ارکان ہوسکتے ہیں۔ (530 ارکان ریاستوں کی نمائندگی کرنے کے لئے، 20 ممبران مرکزی علاقوں کی نمائندگی کرنے کے لئے اور زیادہ سے زیادہ دو نامزد اینگلو انڈین ممبران بشرطیکہ صدر یہ محسوس کرے کہ ایوان میں ان کی نمائندگی ناکافی ہے)۔ لوک سبھا کی مجموعی منتخبہ ملکیت اس لئے تقسیم کی گئی ہے کہ ہر ریاست کی نشستوں کی تعداد اور اس کی آبادی کے درمیان تناسب ممکنہ حد تک یکساں رہے۔ فی الوقت لوک سبھا 545 ممبروں پر مشتمل ہے ان میں سے 530 ممبروں کا چناؤ براہ راست 25 ریاستوں اور 13 ممبروں کا چناؤ سات مرکزی علاقوں سے ہوتا ہے جب کہ دو ممبروں کو اینگلو انڈین فرقہ کی نمائندگی کے لئے صدر نامزد کرتا ہے۔ موجودہ لوک سبھا کی نشستوں کی تعداد 1971ء کی مردم شماری اور آئین کی 42 ویں ترمیم 1976 کے تحت مقرر کی گئی ہے اور یہ تعداد 2000ء کے بعد ہونے والی پہلی مردم شماری کے اعداد و شمار آنے تک برقرار رہے گی۔

لوک سبھا کی میعاد اس کے پہلے اجلاس کے لئے مقررہ تاریخ سے 5 سال کی ہوتی ہے بشرطیکہ درمیان میں اسے تحلیل نہ کردیا جائے لیکن دیش میں ایمرجنسی کا نفاذ ہو تو پارلیمانی قانون کے ذریعہ پہلی بار ایک سال تک کے لئے اس کی میعاد بڑھائی جاسکتی ہے اور جب ایمرجنسی ختم ہو جائے تو چھ مہینہ سے زیادہ مدت کے لئے کسی حالت میں بھی اس کی میعاد میں توسیع نہیں کی جاسکتی۔ اب تک 13 لوک سبھائیں بن چکی ہیں۔ ہر لوک سبھا اور اس کے اسپیکر کی میعاد (جدول 3.1 میں دی گئی ہے۔

دونوں ایوانوں میں ریاست وار نشستوں کی تعداد اور لوک سبھا میں پارٹی پوزیشن جدول 3.2 میں دی گئی ہے۔ 13 ویں لوک سبھا کے ممبروں، ان کے انتخابی حلقوں اور پارٹیوں کے نام ضمیموں میں دئے گئے ہیں۔

پارلیمنٹ کی رکنیت کے لئے اہلیت

پارلیمنٹ کا ممبر چنے جانے کے لئے راجیہ سبھا کے سلسلہ میں امیدوار کا بھارتی شہری ہونا ضروری ہے اور اس کی عمر 30 سال سے کم نہ ہو اور لوک سبھا کے سلسلہ میں اس کی عمر 25 سال سے کم نہ ہونی چاہئے۔ دیگر اہلیتوں کا تعین پارلیمنٹ کے ذریعہ قانون بنا کر کیا جاسکتا ہے۔

پارلیمنٹ کے فرائض اور اختیارات

دیگر پارلیمانی جمہوریتوں کی طرح بھارت کی پارلیمنٹ کا بھی خاص کام قانون سازی، انتظامیہ کی نگرانی، عوامی شکایات دور کرنا، اور مختلف امور پر بحث کرنا ہے۔ مثلاً ترقیاتی منصوبے، بین الاقوامی تعلقات، اور قومی پالیسیاں۔ مرکز اور ریاستوں کے درمیان اختیارات کی تقسیم کی وضاحت آئین نے کردی ہے جس میں بہت سے پہلوؤں سے اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ قانون سازی کے شعبہ میں پارلیمنٹ کو عام بالادستی حاصل ہے۔ کثیر موضوعات کے علاوہ معمول کے مطابق حالات میں بھی بعض صورتوں میں پارلیمنٹ ان موضوعات کے سلسلہ میں بھی قانون سازی کے اختیارات سنبھال سکتی ہے جو خاص طور پر ریاستوں کے لئے ہیں۔ پارلیمنٹ کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ صدر کی سرزنش کرے اور سپریم کورٹ وہائی کورٹ کے ججوں، چیف الیکشن

کمشنر اور کنٹرولر اور آڈیٹر جنرل کو آئین کے ذریعہ طے کردہ طریقوں سے سبکدوش کردے۔

عام قوانین کے لئے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی منظوری ضروری ہے مگر مالی بل کے لئے صرف لوک سبھا کی منظوری درکار ہے۔ تفویض شدہ قانون سازی بھی پارلیمنٹ کے زیر غور اور زیر کنٹرول آسکتی ہے۔ قانون سازی کا اختیار دینے کے ساتھ ہی آئین نے پارلیمنٹ کو آئین میں ترمیم کرنے کا بھی اختیار دیا ہے۔ سال 2000 کے دوران پارلیمنٹ کے ذریعے بنائے گئے قوانین کی فہرست 'انصاف اور قانون' کے باب میں دی گئی ہے۔

پارلیمانی کمیٹیاں

پارلیمنٹ کی کارگزاریاں صرف مختلف النوع ہی نہیں ہیں بلکہ بہت زیادہ ہیں اس کے پاس وقت محدود ہے اور وہ قانون سازی سے تعلق رکھنے والے یا ان دوسرے امور پر تفصیل سے غور نہیں کرسکتی جو اس کے سامنے آتے ہیں اس لئے اس کی کارکردگی کا بڑا حصہ کمیٹیاں انجام دیتی ہیں۔

پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی کمیٹیوں کی بناوٹ کچھ استثنا معالموں کو چھوڑ، ایک ہی جیسی ہوتی ہیں ان کی تقرری، عہدہ کی میعاد کارکردگی اور کارروائی چلانے کے ضابطے بھی کم وبیش ایک جیسے ہیں اور آئین کے آرٹیکل 118 (1) کے تحت دونوں ایوانوں کے ذریعہ بنائے گئے قاعدوں کے دائرہ عمل میں ہوتے ہیں۔

موٹے طور پر پارلیمانی کمیٹیاں دو طرح کی ہوتی ہیں اسٹینڈنگ اور ایڈہاک کمیٹیاں۔ اول الذکر کا تقرر ہر سال یا وقفہ وقفہ سے ہوتا ہے اور ان کا کام کم وبیش مسلسل چلتا رہتا ہے جب کہ ثانی الذکر کو حسب ضرورت ایڈہاک بنیاد پر قائم کیا جاتا ہے اور جس کام کے لئے انہیں بنایا جاتا ہے اس کے مکمل ہوتے ہی ان کا وجود ختم ہوجاتا ہے۔

اسٹینڈنگ کمیٹی (مجلس قائمہ): اسٹینڈنگ کمیٹیوں میں تین مالی کمیٹیاں، تخمینہ جات کمیٹی، پبلک اکاؤنٹس اور پبلک انڈر ٹیکنکس (سرکاری کاروباری اداروں کی کمیٹیاں) سے تعلق رکھنے والی کمیٹیوں کا امتیازی مقام ہے جو حکومت کے اخراجات اور کارکردگی پر کڑی نگرانی رکھتی ہیں۔ راجیہ سبھا کے ارکان بھی، پبلک اکاؤنٹس اور پبلک انڈر ٹیکنکس کی کمیٹیوں میں شامل کئے جاتے ہیں مگر تخمینہ جات کمیٹی کے تمام ارکان لوک سبھا سے لئے جاتے ہیں۔

تخمینہ جات کمیٹی: اقتصادیات، تنظیم میں سدھار، بہتر کارکردگی یا انتظامی اصلاحات کے بارے میں رپورٹ دیتی ہے کہ انہیں کونسی پالیسی متاثر کرسکتی ہے۔ اس کے ذریعہ اس بات کا بھی پتہ لگایا جاتا ہے کہ آیا تخمینہ جات کی پالیسی کے مطابق سرمایہ ہے اور اس کی جانب سے پارلیمنٹ کے سامنے تخمینے پیش کرنے کا طریقہ کا بھی تعین کیا جاتا ہے جب کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی حکومت کے اخراجات اور مالی کھاتوں کی جانچ پڑتال کرتی ہے اور اپنی رپورٹ کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل کو دیتی ہے۔ اس کی جانب سے اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ سرکاری رقم پارلیمنٹ کے فیصلہ کے مطابق خرچ کی جاسکے اور فضول خرچی، زیادہ اخراجات، نقصان یا منفی اخراجات کی جانب پارلیمنٹ کو متوجہ کیا جاتا ہے۔ پبلک انڈر ٹیکنکس کی کمیٹی، کنڑولر اور آڈیٹر جنرل کی اگر کوئی رپورٹ ہو تو اس کا جائزہ لیتی ہے۔ یہ کمیٹی اس بات پر بھی نظر رکھتی ہے کہ آیا پبلک انڈر ٹیکنکس کو ٹھیک ڈھنگ سے چلایا جارہا ہے اور ٹھوس کاروباری اصولوں اور مناسب تجارتی انداز میں ان کا انتظام کیا جارہا ہے۔ ان کمیٹیوں کے ذریعہ نگرانی کا عمل مسلسل نوعیت کا ہے۔

ان تینوں مالی کمیٹیوں کے علاوہ لوک سبھا رولز کمیٹی نے محکمہ جات سے تعلق رکھنے والی 17 اسٹینڈنگ کمیٹیوں کی تشکیل کی سفارش کی تھی جس کی رو سے 8 اپریل 1993ء کو ان محکمہ جاتی اسٹینڈنگ کمیٹیوں کی تشکیل ہوئی تھی۔ ان کمیٹیوں کا کام یہ ہے۔

(اے) حکومت ہند کی مختلف وزارتوں رمحکموں کے مطالبات پر غور کرنا اور اس کی اطلاع ایوان کو دینا (بی) ان بلوں پر غور کریں جو راجیہ سبھا کے چیئرمین یا لوک سبھا کے اسپیکر نے کمیٹی کے حوالے کیے ہوں۔ اور ان پر اپنی رپورٹ تیار کرنا۔ (سی) وزارتوں رمحکموں کی سالانہ رپوٹوں پر غور کرنا اور ان پر رپورٹ تیار کرنا۔ اور (ڈی) دونوں ایوانوں میں پیش کیے گئے ان پالیسی دستاویزات پر غور کرنا جن کو راجیہ سبھا کے چیئرمین یا لوک سبھا کے اسپیکر نے کسی کمیٹی کے حوالہ کیا ہو اور اس پر رپورٹ پیش کرنا۔

دونوں ایوانوں میں دیگر اسٹینڈنگ کمیٹیاں جو اپنے کام کی نوعیت کے اعتبار سے تقسیم کی گئی ہیں۔ حسب ذیل ہیں۔ (I) تحقیقاتی کمیٹیاں۔ (اے) عرض داشتوں کی کمیٹی بلوں پر عرض داشتوں اور عام دلچسپی کے امور پر تحقیقات کرتی ہے۔ اور مرکزی امور کے متعلق عرضداشتوں کی بھی سماعت کرتی ہے۔ (بی) استحقاقی کمیٹی، استحقاق سے تعلق رکھنے والے کسی بھی معاملہ کی جو ایوان یا اسپیکر رچیئرمین نے اس سے حوالے کیا ہو۔ تحقیقات کرتی ہے۔ (II) چھان بین کی کمیٹیاں (اے) حکومت کی یقین دہانیوں کی کمیٹیاں؛ ان تمام یقین دہانیوں اور وعدوں وغیرہ پر نظر رکھتی ہیں جو ایوان میں وزیروں نے کیے ہوں اور اس وقت تک ان پر غور کرتی رہتی ہیں جب تک کہ ان پر عمل نہ ہو جائے۔ (بی) ذیلی قانون سازی کی کمیٹی، قوانین وضوابط کے آئین کے مطابق ہونے یا نہ ہونے کے سلسلہ میں چھان بین کر کے اپنی رائے دیتی ہے اور یہ بھی معلوم کرتی ہے کہ ان پر ذمہ داروں کے ذریعہ ٹھیک طرح سے عمل ہو رہا ہے یا نہیں۔ اور (سی) ایوان میں پیش کیے جانے والے دستاویزات سے تعلق رکھنے والی کمیٹی وزراء کے ذریعہ ایوان میں پیش کیے جانے والے تمام دستاویزات کا جائزہ لیتی ہے۔ بجز ان قانون اعلانات اور احکامات کے جو معاون قانون کی کمیٹی کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔ یہ کمیٹی اس بات پر نظر رکھتی ہے کہ آیا حکومت کی جانب سے ایوانوں میں پیش کیے جانے والے دستاویزات کے سلسلہ میں آئینی اور قانونی تقاضے پورے کیے گئے ہیں۔ (III) ایوانوں کے روزمرہ کے کاموں کے سلسلہ میں کمیٹی (اے) بزنس ایڈوائزری کمیٹی، آئین میں پیش کیے جانے والے سرکاری آیٹموں اور دوسری کارروائی کے لئے وقت کا تعین کرتی ہے۔ (بی) پرائیویٹ ممبروں کے بلوں اور قراردادوں کی کمیٹی لوک سبھا میں پرائیویٹ ممبروں کے ذریعہ پیش کیے جانے والے بلوں کے لئے وقت مقرر کرتی ہے، پرائیویٹ ممبروں کو قراردادوں کے لئے وقت دینے کی سفارش کرتی ہے اور لوک سبھا میں آئین میں ترمیم کے لئے پرائیویٹ ممبر کی جانب سے پیش کیے جانے والے بل کا پیشگی جائزہ لیتی ہے۔ راجیہ سبھا میں اس طرح کی کمیٹی نہیں ہوتی اور اس ایوان کی بزنس ایڈوائزری کمیٹی پرائیویٹ ممبروں کے بلوں یا قراردادوں پر بحث کے لئے مرحلہ یا مرحلوں کا تعین کرتی ہے (سی) رولز کمیٹی ضابطہ عمل اور ایوان میں کارروائی کے طریقہ پر غور کرتی ہے اور قواعد میں ترمیمات یا اضافوں کی سفارش کرتی ہے اور (ڈی) لوک سبھا کے اجلاس کے دوران ایوان سے ممبروں کی غیر حاضری کی کمیٹی ممبروں کی رخصت کی تمام درخواستوں پر غور کرتی ہے۔ راجیہ سبھا میں اس طرح کی کوئی کمیٹی نہیں ہے، ایوان سے رخصت یا غیر حاضر رہنے کے لئے ممبروں کی درخواست پر خود ایوان غور کرتا ہے۔ (iv) درج فہرست ذات/قبائل کی فلاح و بہبود کی کمیٹی، اس میں دونوں ایوانوں کے ارکان ہوتے ہیں۔ یہ کمیٹی درج فہرست ذات/قبائل سے تعلق رکھنے والے ان تمام امور پر غور کرتی ہے جو مرکزی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہوتے ہیں۔ یہ کمیٹی اس بات پر نظر رکھتی ہے کہ آیا ان طبقات کو جو آئینی تحفظات دئے گئے ہیں وہ مل رہے ہیں یا نہیں۔ (v) ممبروں کو سہولیات فراہم کرنے والی کمیٹیاں (اے) کمیٹی برائے عام مقاصد ان امور میں غور و خوض کے بعد اسپیکر رچیئرمین کو مشورے دیتی ہے جن کا ایوان کے ان معاملات سے تعلق ہے اور جو کسی دوسری پارلیمانی کمیٹی کے دائرہ اختیارات میں نہ ہو اور (بی) ہاؤس کمیٹی جو ممبروں کے لئے رہائش اور دیگر سہولیات سے تعلق رکھتی ہے۔ (vi) ممبران پارلیمنٹ کی تنخواہوں اور بھتوں کے تعلق سے مشترکہ کمیٹی۔ یہ کمیٹی ممبران پارلیمنٹ کے بھتوں اور تنخواہ کے 1954 کی رو سے بنائی جاتی ہے جو ممبران پارلیمنٹ کی تنخواہ، بھتوں اور پنشن کو ضابطہ بند کرنے کے لئے۔ قواعد بناتی ہے میڈیکل، ہاؤسنگ، ٹیلی فون، ڈاک، حلقہ انتخاب اور دفتری سہولیات کی فراہمی کے قاعدے بھی طے کرتی ہے (vii) منافع بخش عہدوں کے سلسلہ میں مشترکہ کمیٹی، مرکزی و ریاستی سرکاروں اور مرکزی علاقوں کے انتظامیہ کے ذریعہ قائم کی جانے والی کمیٹیوں کی ہیئت ترکیبی اور ذمہ داریوں کو طے کرتی

ہے اور یہ طے کرتی ہے کہ کون سا عہدہ پارلیمنٹ کے کسی بھی ایوان کی رکنیت کے لئے اہل یا نا اہل قرار دینے والا ہے۔ (viii)لائبریری کمیٹی دونوں ایوانوں کے ممبروں پر مشتمل ہوتی ہے جو کہ پارلیمنٹ کی لائبریری سے تعلق رکھنے والے امور پر غور کرتی ہے۔(ix)29اپریل/1997ءکو دونوں ایوانوں کے ممبران پر مشتمل خواتین کو بااختیار بنانے کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس کا مقصد دوسری باتوں کے علاوہ تمام شعبوں میں عورتوں کو عزت، وقار اور مساوی مرتبہ دلانا ہے اور 4/مارچ1997ء کو راجیہ سبھا کی اخلاقیات کمیٹی تشکیل دی گئی تھی۔اسی طرح16 مئی2000 کو لوک سبھا کی کمیٹی تشکیل دی گئی۔

ایڈہاک کمیٹیاں:اس طرح کی کمیٹیوں کو عام طور سے دو عنوان کے تحت درجہ بند کیا جاسکتا ہے(ا) وہ کمیٹیاں جن کی تشکیل وقتاً فوقتاً یا تو دونوں ہاؤسوں میں سے کسی زیر غور قرارداد کی منظوری کی بنیاد پر کی جاسکتی ہے یا پھر اسپیکر/چیئر مین، کسی مخصوص موضوع/معاملے کے لئے تحقیقاتی رپورٹ تیار کرنے کے لئے تشکیل دے سکتا ہے۔ (جیسے،صدر کے خطاب کے دوران کچھ ممبروں کے اطوار یا طرز عمل کے لئے، کمیٹی برائے مسودہ پنج سالہ منصوبہ بندی، ریلوے کنونشن کمیٹی، ممبران پارلیمنٹ لوکل ایریا ترقیاتی کمیٹی، بوفورس ٹھیکے کے لئے جوائنٹ کمیٹی، جوائنٹ کھادوں کی قیمت کے تعین کے لئے جوائنٹ کمیٹی اور بنک کاروبار اور تحفظات کی بے ضابطگیوں کی تحقیقات کے لئے جوائنٹ کمیٹی وغیرہ اور(ب) مخصوص بلوں کے لئے منتخب یا جوائنٹ کمیٹیاں جو کہ کسی مخصوص بل پر غور کرنے اور رپورٹ بنانے کے لئے مقرر کی جاتی ہیں۔یہ کمیٹیاں، دیگر ایڈہاک کمیٹیوں کے مقابلے اس معنی میں نمایاں امتیاز رکھتی ہیں کہ یہ بلوں سے متعلق ہوتی ہیں اور طریق کار ضابطوں کے تحت اسپیکر/چیئر مین کی ہدایتوں کے مطابق عمل کرتی ہیں۔

پارلیمنٹ میں حزب مخالف قائد

لوک سبھا اور راجیہ سبھا میں حزب مخالف کے قائدین کو ان کے عہدوں کی اہمیت کے پیش نظر قانونی درجہ دیا گیا ہے۔یکم نومبر 1977ء کو نافذ کیے گئے ایک قانون کی رو سے انہیں تنخواہ اور دیگر مناسب سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

پارلیمنٹ میں سرکاری کام کاج

پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں سرکاری کام کاج میں ربط دہی، ان کا منصوبہ بنانے، اور اس کے مطابق انتظام کرنے کے لئے پارلیمانی امور کے وزیر کو ذمہ داریاں دی گئی ہیں۔اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں وہ اپنے وزراء مملکت کی مدد اور تعاون حاصل کرتا ہے۔ یہ وزارت پارلیمانی امور کی کابینہ کمیٹی کی مجموعی ہدایات کے مطابق کام کرتی ہے۔ پارلیمانی امور کا وزیر پریسائیڈنگ افسروں (صدر نشینوں) اور مختلف پارٹیوں اور گروپوں کے لیڈروں سے قریبی تعلق قائم کئے رہتا ہے۔

مشاورتی کمیٹیاں

وزارت پارلیمانی امور، ممبران پارلیمنٹ پر مشتمل مختلف وزارتوں کی پارلیمانی کمیٹیاں بناتی ہے اور ان کی میٹنگوں کا انتظام کرتی ہے۔ کسی بھی وزارت کی مشاورتی کمیٹی کا انچارج اس وزارت کا وزیر انچارج وزیر مملکت ہوتا ہے جو متعلقہ وزارت کی مشاورتی کمیٹی کا چیئر مین ہوتا ہے۔ یہ کمیٹیاں حکومت کی پالیسیوں اور پروگراموں پر حکومت اور ممبران پارلیمنٹ کے درمیان مذاکرات اور ان کے نفاذ کے طریقوں پر غیر رسمی بات چیت کے لئے ہوتی ہیں۔ان کمیٹیوں کے جلسہ پارلیمنٹ کے اجلاس کے دوران اور دو اجلاسوں کے وقفہ کے دوران بھی ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ، ریلوے کے زونوں منطقوں (زون) کے لئے بھی غیر رسمی مشاورتی کمیٹیوں کی تشکیل کی ہے ان کمیٹیوں کا جلسہ پارلیمنٹ کے اجلاس کے دوران ہوتا ہے۔

حکومت کی طرف سے قائم کی جانے والی کمیٹیوں اور بورڈ کے لئے ممبران پارلیمنٹ کی نامزدگی

پارلیمانی امور کا وزیر مختلف وزارتوں میں کمیٹیوں، کونسلوں، بورڈوں اور کمیشنوں وغیرہ میں ممبران پارلیمنٹ کی نامزدگی کرتا ہے۔ موضوعات کے اعتبار سے ممبران کی خاص دلچسپیوں اور رجحانات کو دھیان میں رکھ کر یہ نامزدگی کی جاتی ہے۔

دیگر پارلیمانی معاملات

حکومت ہند کی وزارت پارلیمانی امور وقفہ وقفہ سے کل ہند وہپس کانفرنس بھی کراتی رہی ہے جس کا مقصد مرکز اور ریاستوں میں مختلف پارٹیوں کے ان وہپوں کے مابین مناسب روابط قائم کرنا رہا ہے جو مجالس قانون سازی کی سرگرمیوں سے راست تعلق رکھتے ہیں۔ ان کانفرنسوں میں مشترکہ دلچسپی کے امور پر بحث و مباحثہ ہوتا رہا ہے اور پارلیمانی جمہوریت کے اعلیٰ ترین معیارات قائم کرنے پر توجہ دی جاتی رہی ہے۔

وزارت پارلیمانی امور ان معاملات پر ضروری کارروائی کرتی ہے جو لوک سبھا میں ایوان کی کارروائی کے ضوابط کا ضابطہ 377 کے تحت اور راجیہ سبھا میں خصوصی حوالوں یا تذکروں کے طور پر اٹھائے جاتے ہیں۔ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں وقفہ سوالات کے بعد ممبران کی جانب سے فوری عوامی اہمیت کے معاملات اٹھائے جاتے ہیں گرچہ یہ ضروری نہیں ہے مگر بعض اوقات وزیروں کی جانب سے اس سلسلہ میں جواب دیا جاتا ہے۔ جب متعلق وزیر موجود نہیں ہوتے ہیں۔ وزیر پارلیمانی امور ایوان رممبروں کو یقین دلاتا ہے کہ وہ ایوان کے جذبات سے متعلقہ وزارت کے وزیروں کو آگاہ کرے گا۔

یقین دہانیوں پر عمل درآمد

وزارت پارلیمانی امور دونوں ایوانوں میں کرائی گئی یقین دہانیوں اور وعدوں وغیرہ کو روزمرہ کی کارروائی سے چن کر متعلقہ وزارتوں اور محکموں کو عمل درآمد کے لئے بھیجتی ہے۔ پارلیمانی امور کا وزیر بروز پر مملکت دونوں ایوانوں میں کئے گئے وعدوں ریقین دہانیوں پر کی جانے والی کارروائی کی رپورٹیں جو کہ متعلقہ وزارتوں رمحکموں سے وصول ہوتی ہیں۔ مناسب چھان بین کے بعد پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش کرتا ہے۔

انتظامی ڈھانچہ

حکوست ہند (کارروائی کی سپردگی) رولز 1961، صدر جمہوریہ ہند نے آئین کی دفعہ 77 کے تحت بنائے ہیں جن کا مقصد حکومت ہند کی کارروائی کا یقین کرنا ہے حکومت ہند کی وزارتوں رمحکموں کی تخلیق ان رولز کے تحت وزیر اعظم کی صلاح پر صدر جمہوریہ کرتا ہے۔ حکومت ہند کی کارروائیاں وزارتوں رمحکمہ جات کے سکریٹریٹ اور دفاتر میں (جن کو محکمہ جات کہا جاتا ہے) موضوعات کی تقسیم کے مطابق ان رولز کی روشنی میں کی جاتی ہیں۔ ہر وزارت (وزارتیں) صدر جمہوریہ کی جانب سے وزیر اعظم کی صلاح کے مطابق کسی ایک وزیر کو دی جائے گی اور ہر محکمہ عام طور پر سکریٹری کے تحت ہوگا جو پالیسی امور اور عام انتظام کے سلسلہ میں وزیر کو تعاون دے گا۔

کیبنٹ سکریٹریٹ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ کابینہ کو دفتری تعاون فراہم کرے۔ اس کا کام کابینہ کی کمیٹیوں، وزیروں کے ایڈہاک گروپوں اور ان کے فیصلوں اور کارروائیوں کا ریکارڈ رکھنا بھی ہے۔ سکریٹریٹ کی ذمہ داری یہ ہے کہ کابینہ کے فیصلہ، ہدایات کو نافذ کرنے۔ کابینہ کی کمیٹیوں اور وزیروں کے گروپوں کے تعلق سے بھی یہی اس کی ذمہ داری ہے۔

سکریٹریٹ حکومت ہند کے نظم ونسق کی بھی ذمہ دار ہے۔ (کاروائی کے ضوابط 1961 کے تحت) وہ وزارتوں رحکومت ہند کے محکموں میں ان ضوابط کے مطابق ٹھیک طور پر کام کاج چلانے کی بھی ذمہ دار ہے۔ سکریٹریٹ وزارتوں رمحکموں کے اختلافات دور کر کے بین وزارتی تال میل کی ضمانت دیتے ہوئے سکریٹریوں کی اسٹینڈنگ اور ایڈہاک کمیٹیوں کے ذریعہ حکومت کی فیصلہ سازی میں بھی مدد کرتی ہے۔ اس مشینری کے ذریعہ نئی پالیسیوں پر عمل درآمد کیا جاتا ہے۔ کیبنٹ سکریٹریٹ اس امر کی ضمانت دیتا ہے کہ صدر، نائب صدر اور وزراء کو وزارتوں رمحکموں کی اہم سرگرمیوں سے ان کی سرگرمیوں کی ماہانہ مختصر ایوانوں کے ذریعہ باخبر رکھا جائے ملک میں کسی بڑی بحرانی صورت حال کو سنبھالنے اور اس صورت حال میں مختلف وزارتوں کی سرگرمیوں میں تال میل پیدا کرنا بھی اس سکریٹریٹ کی ایک ذمہ داری ہے۔

حکومت کی وزارتیں رمحکمے

حکومت مختلف وزارتوں رمحکموں پر مشتمل ہے جن کی تعداد اور کردار میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں مثال کے طور پر ان کے کام کے حجم، بعض امور کی اہمیت، تقدیم وتاخیر اور سیاسی اہمیت وغیرہ میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں 15 راگست 1947ء کو مرکز میں حکومت کی وزارتوں کی تعداد 18 تھی جب کہ 14 جون 2000 کو حکومت ہند (ذمہ داریوں کی تفویض) رولز 1961 کے تحت حکومت مندرجہ ذیل وزارتوں رمحکموں پر مشتمل تھی۔

1۔ وزارت زراعت

(i) محکمہ زراعت وامداد باہمی

(ii) محکمہ زراعت، ریسرچ اور تعلیم

(iii) محکمہ افزائش نسل مویشیاں اور ڈیری انگ (دودھ کی فراہمی)

(iv) محکمہ فوڈ پروسسنگ انڈسٹری (ڈبہ بند خوراک کی صنعت)

2۔ وزارت کیمیکلز وفرٹیلائزر

(i) محکمہ کیمکلز وپیٹروکیمیکلز

(ii) محکمہ فرٹیلائزر

3۔ وزارت شہری ہوابازی

4۔ وزارت کوئلہ

5۔ وزارت کامرس وصنعت

(i) محکمہ کامرس

(ii) محکمہ صنعتی پالیسی وفروغ

6۔وزارت مواصلات

(i) محکمہ ڈاک

(ii) محکمہ ٹیلی مواصلات

7۔وزارت دفاع

(i) محکمہ دفاع

(ii) محکمہ دفاعی پیداوار وسپلائیز

(iii) محکمہ دفاعی تحقیق وترقی

8۔وزارت ماحولیات وجنگلات

9۔وزارت امور خارجہ

10۔وزارت مالیات

(i) محکمہ اقتصادی امور

(ii) محکمہ اخراجات

(iii) محکمہ ریونیو

11۔وزارت خوراک وشہری رسد اور امور صارفین

(i)۔محکمہ خوراک وشہری رسد

(ii)۔محکمہ امور صارفین

12۔وزارت صحت اور خاندانی بہبود

(i)۔محکمہ صحت

(ii) محکمہ خاندانی بہبود

(iii) محکمہ بھارتی طریقہ ہائے علاج وہومیو پیتھی

13۔وزارت بھاری صنعتیں وپبلک انٹرپرائزیز

(i) محکمہ بھاری صنعتیں

(ii) محکمہ پبلک انٹرپرائزیز

14۔ وزارت امور داخلہ

(i) محکمہ اندرونی سلامتی

(ii) ریاستوں کا محکمہ

(iii) محکمہ سرکاری زبان

(iv) محکمہ داخلہ

(v) محکمہ امور جموں و کشمیر

15۔ وزارت فروغ انسانی وسائل

(i) محکمہ ابتدائی تعلیم و خواندگی

(ii) محکمہ ثانوی تعلیم و اعلیٰ تعلیم

(iii) عورتوں اور بچوں کے فروغ کا محکمہ

16۔ وزارت اطلاعات و نشریات

17۔ وزارت اطلاعات ٹکنالوجی

18۔ وزارت محنت

19۔ وزارت قانون، انصاف اور کمپنی امور

(i) محکمہ قانونی امور

(ii) محکمہ قانون سازی

(iii) محکمہ انصاف

(iv) محکمہ کمپنی امور

20۔ وزارت معدنیات

21۔ وزارت غیر روایتی توانائی اور وسائل

22۔ وزارت پارلیمانی امور

23۔ سرکاری عملہ، عوامی شکایات اور پنشن کی وزارت

(i) محکمہ پرسونل و ٹریننگ

(ii) انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایات کا محکمہ

(iii) پنشن اور پنشنروں کی بہبود کا محکمہ

24۔ وزارت پٹرولیم و قدرتی گیس

25۔ وزارت منصوبہ بندی

26۔ وزارت بجلی

27۔ وزارت ریلوے

28۔ وزارت سڑک نقل و حمل اور قومی شاہراہ

29۔ وزارت دیہی ترقی

(i) محکمہ دیہی ترقی

(ii) محکمہ زمینی وسائل

(iii) پینے کے پانی کی فراہمی کا محکمہ

30۔ وزارت سائنس و ٹکنالوجی

(i) محکمہ سائنس و ٹکنالوجی

(ii) محکمہ سائنس و صنعتی ترقی

(iii) محکمہ بائیو ٹکنالوجی

31۔ چھوٹے پیمانے کی صنعتیں، زرعی اور دیہی صنعتوں کی وزارت

32۔ شماریات اور پروگرام پر عمل درآمد کی وزارت

33۔ وزارت جہازرانی

34۔ وزارت فولاد

35۔ وزارت ٹیکسٹائلز

36۔ وزارت سیاحت و ثقافت

(i) محکمہ سیاحت

(ii) محکمہ ثقافت

37۔وزارت قبائلی امور

38۔وزارت شہری امور وانسداد غربت

(i) محکمہ شہری ترقی

(ii) محکمہ شہری روزگار وانسداد غربت

39۔وزارت آبی وسائل

40۔سماجی انصاف اور با اختیار بنانے کی وزارت

41۔نوجوانوں کے امور اور کھیل کود کی وزارت

42۔محکمہ ایٹمی توانائی

43۔محکمہ سمندری ترقی

44۔محکمہ خلاء

45۔کیبنٹ سکریٹریٹ

46۔صدر جمہوریہ کا سکریٹریٹ

47۔وزیر اعظم کا دفتر

48۔منصوبہ بندی کمیشن

49۔محکمہ نجکاری

عوامی خدمات

آل انڈیا سروسز

آزادی سے پہلے ہندستان میں تاج برطانیہ کی خدمات میں اعلیٰ ترین خدمت انڈین سول سروس (آئی سی ایس) تھی۔ آئی سی ایس کے ساتھ ہی انڈین پولس سروس بھی موجود تھی۔ آزادی کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ گرچہ آئی سی ایس برطانوی راج کی یاد دلاتی ہے مگر قومی اتحاد، یک جہتی اور استحکام کی برقراری کے لئے آل انڈیا سروس کی ضرورت ہے لہٰذا مرکز اور ریاستوں دونوں کے لئے ایک اور آل انڈیا سروس شروع کرنے کی غرض سے آئین کی دفعہ 312 میں مناسب ترمیم کی گئی۔ آئین کے نفاذ کے بعد ایک نئی آل انڈیا سروس "انڈین فارسٹ سروس" کے نام سے 1966ء میں بنائی گئی۔ آل انڈیا سروسز کا ایک عام مشترکہ پہلو یہ ہے کہ ان سروسز کے ارکان کی بھرتی مرکز کرتا ہے مگر ان کی خدمات مختلف ریاستی مراکز کے تحت دیدی جاتی ہیں اور وہ مرکز کے تحت ریاستوں اور مرکز دونوں ہی کی خدمت انجام دینے کے پابند ہوتے ہیں۔

تین کل ہند خدمات انڈین اینڈمنسٹریٹیو سروس (آئی اے ایس)، انڈین پولیس سروس (آئی پی ایس) اور انڈین فارسٹ سروس (آئی ایف ایس) میں سے آئی اے ایس کیڈر کو کنٹرول کرنے والی اتھارٹی سرکاری عملہ، عوامی شکایات اور پنشن کی وزارت ہے۔ ان تینوں سروسز کے لئے ہر سال منعقد ہونے والے سول سروسز امتحان کے ذریعہ پبلک سروس کمیشن تقرریاں کرتا ہے۔ ان افسروں کو مرکزی حکومت بھرتی کرتی ہے اور ٹریننگ دیتی ہے اور پھر مختلف ریاستوں کے کیڈروں کے حوالہ کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت 21 ریاستی کیڈر جن میں یہ تین جوائنٹ کیڈر بھی شامل ہیں (i) آسام اور میگھالیہ (ii) منی پور اور تری پورہ اور اروناچل پردیش، گوا، میزورم اور یونین ٹیری ٹریز (مرکزی علاقے) یکم جنوری 2001ء کو انڈین ایڈمنسٹریٹیو سروس کے بااختیار کیڈر کی تعداد 5159 تھی اور عہدہ پر تعینات آئی اے ایس افسروں کی حقیقی تعداد مجموعی طور پر 5,088 تھی۔

سنٹرل سکریٹریٹ سروسز

سنٹرل سکریٹریٹ کی تین خدمات ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ (i) سنٹرل سکریٹریٹ سروس (سی سی ایس) (ii) سنٹرل سکریٹریٹ اسٹینوگرافرس سروس (سی ایس ایس ایس) اور (iii) سنٹرل سکریٹریٹ کلریکل سروس (سی ایس سی ایس) سی ایس ایس کے سیکشن آفیسرز گریڈ اور اسسٹنٹس گریڈ، سی ایس ایس ایس کے گریڈ 'ڈی' 'سی' اور 'اے' اور 'بی' (ختم شدہ) اور سی ایس سی ایس کے گریڈ i اور ii مرکزی ہیں۔ سی ایس ایس ایس کے پرنسپل پرائیویٹ سکریٹری کا گریڈ اور سی ایس ایس کے سلیکشن گریڈ اور گریڈ مرکزی ہیں۔ مرکزی گریڈ میں تمام تقرریاں اور ترقیاں سکریٹریٹ کی بنیاد پر کی جاتی ہیں۔ لامرکزی گریڈوں کے سلسلہ میں سرکاری عملہ اور ٹریننگ کا محکمہ سینٹرولی کی کوٹے میں خالی جگہوں پر تقرری کے لئے مختلف کیڈروں کی مجموعی ضروریات پر نظر رکھتا ہے اور ان کی تشخیص کرتا ہے تا کہ براہ راست بھرتی اور محکمہ جاتی کوٹہ کی خالی جگہوں کو کھلے مقابلہ اور محکمہ جاتی امتحان کے ذریعہ بھرا جا سکے۔

یونین پبلک سروس کمیشن

آئین مرکزی حکومت کی گروپ اے اور بی کی شہری جگہوں کے لئے بھرتی کرنے کی خدمت کی انجام دہی کے لئے یونین پبلک سروس کمیشن (یو پی ایس سی) کے نام سے ایک آزاد ادارہ کے قیام کا انتظام کرتا ہے (جس کی تنخواہ اسکیل 10,500 روپے سے کم نہ ہو) جو دیگر سروس امور پر صلاح و مشورہ کا کام بھی کرتا ہے۔ اس کمیشن کے چیئرمین اور ارکان کی تقرری 6 سال کے لئے یا 65 سال تک کی عمر تک پہنچنے کے وقت تک کے لئے (ان میں سے جو بھی پہلے ہو) صدر جمہوریہ کرتا ہے۔ اس کمیشن کی آزادی اور خود مختاری کی برقراری کے لئے ان ممبروں کو جو تقرری کے وقت سرکاری ملازمین میں ہوتے ہیں نوکری سے ریٹائر قرار دے دیا جاتا ہے اور چیئرمین و ممبران حکومت ہند کے تحت مزید ملازمت کے اہل نہیں رہ جاتے۔ انہیں آئینی وجوہ اور طریقوں ہی سے ہٹایا جا سکتا ہے۔

اسٹاف سلیکشن کمیشن

اسٹاف سلیکشن کمیشن کو جسے پہلے سب آرڈی نینٹ سروسز کمیشن کہا جاتا تھا یکم جولائی 1976ء کو قائم کیا گیا تھا۔ تقرری عمل کے لئے، اسکو ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ (i) مرکزی حکومت کی مختلف وزارت رمحکمے اور ان سے منسلک و ماتحت دفاتر (سبھی 'B' گروپ میں) جن کی تنخواہ کا اسکیل 10,500 روپے سے کم ہو اور (ii) مرکزی حکومت کی مختلف وزارتوں رمحکموں اور ان سے منسلک و ماتحت دفاتر (سبھی غیر تکنیکی گروپ 'C' آسامی) بجز ان آسامیوں کے، جو خاص طور سے اسٹاف سلیکشن کے دائرے سے باہر رکھی گئی ہیں۔ کمیشن سے منسلک محکمہ عملہ اور تربیت کا ایک دفتر بھی ہوتا ہے۔ کمیشن میں ایک چیئرمین دو ممبران سکریٹری اور

کنٹرولر امتحانات بھی ہوتے ہیں۔امتحانات کے انعقاد کے لئے ایک سکریٹری رکنٹرولر ہوتا ہے۔چیئر مین رممبروں کے عہدہ کی میعاد 5 سال ہے یا 62 سال کی عمر تک پہنچنے تک ہے۔ان میں سے جو بھی پہلے ہو۔کمیشن کا صدر دفتر اور شمالی منطقہ کے دفاتر نئی دہلی میں ہیں۔وسطی، مغربی، مشرقی، شمال مشرقی اور جنوبی منطقوں کے دفاتر بالترتیب الہ آباد، ممبئی، چنڈی گڑھ، کلکتہ، گواہاٹی اور چنئی اور بنگلور میں ہیں۔اس کے مدھیہ پردیش اور شمال مغربی منطقوں کے دفاتر رائے پور اور چنڈی گڑھ میں ہیں۔

سرکاری زبان

آئین کی دفعہ 343 (1) کی رو سے یونین کی سرکاری زبان ہندی ہے۔مگر آرٹیکل 343 (2) کی رو سے آئین کے نفاذ کے دن سے 15 سال تک سرکاری کام کاج میں رانگریزی کا استعمال جاری رہ سکتا تھا۔(یعنی 25 رجنوری 1965ء تک) آرٹیکل 343(2) پارلیمنٹ کو اختیار دیتا ہے کہ وہ 25 رجنوری 1965ء کے بعد بھی انگریزی کو سرکاری مقاصد سے استعمال کرنے کی قانونی گنجائش پیدا کرے۔لہذا 25 رجنوری 1965ء کے بعد بھی سرکاری کام کاج میں انگریزی کے استعمال کو جاری رکھنے کے لئے سرکاری زبانوں کا ایکٹ 1963 منظور کیا گیا (جس میں 1967ء میں ترمیم کی گئی) اس ایکٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ بعض مقاصد کے لئے انگریزی اور ہندی دونوں کا استعمال ہوگا۔مثلاً قراردادوں، عام آرڈروں، قواعد، نوٹی فکیشن، پریس کمیونکے، ایڈمنسٹریٹیو اور دیگر رپورٹوں، لائیسنسوں، پرمٹوں کنٹریکٹوں، معاہدوں وغیرہ کے لئے۔

اس ایکٹ کی دفعہ 8(1) کے تحت حکومت نے سرکاری زبانوں (مرکز میں سرکاری مقاصد کے استعمال) کے رولز 1976 کی تشکیل کی ہے جس کے نمایاں پہلو حسب ذیل ہیں۔(i) ان کا اطلاق مرکزی حکومت کے تمام دفاتر پر اور اس کے زیر ملکیت کارپوریشنوں اور کمپنیوں پر ہوتا ہے، جن میں مرکز کے ذریعہ مقرر کردہ کسی کمیشن، کمیٹی ٹریبونل کے دفاتر شامل ہیں (ii) منطقہ 'اے' کی ریاستوں رمرکزی علاقوں ہماچل پردیش، مدھیہ پردیش، بہار، راجستھان، ہریانہ، انڈمان اور نکوبار جزائر اور دہلی سے تمام خط و کتابت ہندی میں ہوگی۔منطقہ ''بی'' کی ریاستوں رمرکزی علاقوں (پنجاب، گجرات مہاراشٹر اور چنڈی گڑھ) سے مرکزی حکومت کے دفاتر سے بالعموم ہندی میں خط و کتابت ہوگی مگر اس منطقہ ''بی'' کے کسی فرد سے خط و کتابت انگریزی یا ہندی میں ہوسکتی ہے۔مرکزی حکومت کے دفاتر کے مابین اور مرکزی دفاتر سے ریاستی حکومتوں رمرکزی علاقوں کے دفاتر اور افراد وغیرہ سے اس تناسب سے ہندی میں خط و کتابت ہوگی جس کا تعین وقفہ وقفہ سے کیا جائے گا۔مرکزی حکومت کے دفاتر کے سلسلہ میں تمام مینول، کوڈ، (ضوابط و قواعد) اور دیگر کارروائیاں ہندی اور انگریزی دونوں میں ہوں گی۔تمام خارجہ، رجسٹروں کے عنوانات، ناموں کی تختیاں، نوٹس بورڈ اور اسٹیشنری کی مختلف چیزیں وغیرہ بھی دونوں زبانوں میں ہونی چاہئیں۔vi-ایکٹ کی دفعہ 3 (3) میں مذکورہ دستاویز پر دستخط کرنے والے افسر کی ذمہ داری ہوگی کہ یہ دستاویز ہندی اور انگریزی دونوں زبانوں میں جاری کئے جائیں۔مندرجہ بالا کے علاوہ مرکزی حکومت کے دفاتر میں ہندی میں کام کرنے کے حجم میں اضافہ کرنے کی ہدایتیں بھی دی گئی ہیں۔ہندی رٹائپنگ، اسٹینوگرافی میں ٹریننگ، دیوناگری اور رومن رسم الخط دونوں زبانوں کی سہولت والے الکٹرانک آلات کی خریداری، محکمہ جاتی ترقیاتی امتحانوں کے لئے ہندی اختیار کرنے والوں کی ہندی میں ٹریننگ کی سہولت بھی دی گئی ہے۔

سرکاری زبان ریزولوشن 1968 کی رو سے ہر سال محکمہ سرکاری زبان ایک سالانہ پروگرام تیار کرتا ہے جس میں ہندی میں خطوط، ٹیلی گرام اور ٹیلیکس وغیرہ بھیجنے کے لئے مرکزی حکومت کے دفاتر کے نشانے مقرر کئے جاتے ہیں۔ان نشانوں کے سلسلے میں مرکزی حکومت کے دفاتر سے سہ ماہی رپورٹ پیش رفت رپورٹ منگوائی جاتی ہے اور سہ ماہی پیش رفت رپورٹوں کی بنیاد پر ایک سالانہ جائزہ رپورٹ تیار کی جاتی ہے۔یہ رپورٹ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش کی جاتی ہے اور اس کی نقول ریاستی حکومتوں اور مرکزی حکومت کی وزارتوں رمحکموں کو بھی ارسال کی جاتی ہے۔ان میں پائی جانے والی خامیوں سے متعلقہ انتظامی

سربراہوں کو آگاہ کیا جاتا ہے تاکہ وہ ان خامیوں کو دور کرنے کے لئے مطلوبہ کارروائی کریں۔ پورے ملک میں پھیلے ہوئے مرکزی حکومت کے دفاتر کے معائنہ کے لئے معاون دفاتر کے طور پر 8 علاقائی عمل درآمد کے دفاتر قائم کئے گئے ہیں یہ دفاتر ممبئی، کلکتہ، بنگلور، غازی آباد، گواہاٹی، بھوپال، کوچین اور دہلی میں واقع ہیں اس کے علاوہ محکمہ کی جانب سے سرکاری زبان کی پالیسی کے نفاذ کے سلسلے میں مختلف پہلوؤں سے بحث کرنے کے لئے سرکاری زبان کی علاقائی کانفرنسیں بھی منعقد کی جاتی ہیں۔

ٹریننگ

ہندی پڑھانے اسکیم کے تحت جو محکمہ سرکاری زبان کے تحت جاری ہے، پورے ملک میں 73 کل وقتی اور 100 جز وقتی مرکزوں کے ذریعہ ہندی زبان میں ٹریننگ دی جاتی ہے اس طرح 17 کل وقتی اور 68 جز وقتی مرکزوں کے ذریعہ ہندی اسٹینوگرافی اور ہندی ٹائپنگ کی ٹریننگ بھی دی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے کام کو پانچ منطقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان منطقوں کے صدر دفاتر، دہلی، جبلپور، ممبئی، چنئی اور کلکتہ بھی میں واقع ہیں۔ کیندریہ ہندی پرشکشن سنستھان محکمہ سرکاری زبان کے معاون دفتر کے طور پر 31 راگست 1985 کو قائم کیا گیا تھا جس کا مقصد ہندی زبان ہندی اسٹینوگرافی اور ہندی ٹائپنگ میں جز وقتی اور مراسلاتی تربیت دینا ہے۔ سب کے ذیلی دفاتر 1988ء میں ممبئی، کلکتہ اور بنگلور میں اور 1990 میں چنئی اور حیدرآباد میں کھولے گئے تھے۔ ان ذیلی اداروں کے تحت ترچراپلی اور مدورائی میں دو ذیلی مراکز بھی کھولے گئے ہیں۔

مرکزی ٹرانسلیشن بیورو کا قیام مختلف قسم کے سرکاری ادب، مختصر دستور العمل، کوڈ اور فارم وغیرہ کے ترجمے کے کام کے لئے کیا گیا تھا، جو کہ مختلف وزارت رمحکموں، مرکزی حکومت کے دفاتر، اداروں اور بنکوں وغیرہ سے متعلق ہوتے ہیں۔ بیورو ترجمہ کے کام سے تعلق رکھنے والے افسروں اور اہل کاروں کے ٹرانسلیشن ٹریننگ کورس بھی چلا رہا ہے۔ پہلے صرف دہلی میں ہی اس کی ٹریننگ دی جاتی تھی لیکن علاقائی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے ٹرانسلیشن ٹریننگ کے مراکز ممبئی، بنگلور، اور کلکتہ میں بھی کھولے گئے ہیں۔ بیورو نے حال ہی میں سرکاری زبان، ترجمہ اور دیگر متعلقہ موضوع پر مونوگراف تیار کرنے کا کام لیا ہے۔

کمیٹی رسمتی

سرکاری زبان ایکٹ 1963 کی دفعہ 4 کے تحت لوک سبھا کے 20 اور راجیہ سبھا کے دس ممبروں پر مشتمل سرکاری زبان کی پارلیمانی کمیٹی 1976 میں بنائی گئی تھی۔ اس کمیٹی کی ذمہ داری یہ ہے کہ مرکزی کام کاج میں ہندی کے استعمال کی پیشرفت پر نظر رکھے اور اپنی سفارشات پر مبنی رپورٹ صدر کو پیش کرے۔ اس نے اب تک صدر کو اپنی رپورٹوں کی 5 جلدیں پیش کی ہیں۔ یہ رپورٹیں دونوں ایوانوں میں بھی پیش کی جا چکی ہیں۔ پہلی چار رپورٹوں پر صدارتی احکامات جاری ہو چکے ہیں۔ پانچویں رپورٹ پر صدارتی حکم کے اجراء کا عمل جاری ہے۔

وزیر اعظم کی صدارت میں کیندریہ ہندی سمتی کی تشکیل کی گئی ہے تاکہ سرکاری کام کاج میں ہندی کے استعمال میں پیش رفت اور ہندی کے فروغ کی تبلیغ کے کام میں مختلف وزارتوں رمحکموں کے مابین تال میل پیدا کیا جاسکے اس اعلیٰ ترین کمیٹی میں جو سرکاری زبان کی پالیسی کے سلسلہ میں رہنمائی کرنے کے لئے بنائی گئی ہے وزیر اعظم، کچھ مرکزی وزراء، چند ریاستوں کے وزراء اعلیٰ ممبران پارلیمنٹ اور ہندی و دیگر بھارتی زبانوں کے دیگر ممتاز افراد کو بطور ممبر شامل کیا گیا ہے۔

متعلقہ وزراء کی صدارت میں مختلف وزارتوں رمحکموں میں ہندی صلاحکار کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ یہ کمیٹیاں اپنے اپنے محکموں روزارتوں اور ان کے دفتروں رانڈر ٹیکنگوں میں ہندی کے استعمال میں ہونے والی پیش رفت پر نظر ثانی کرتی ہیں اور

سرکاری زبان کی پالیسی کی پیش رفت پر بھی نظر رکھتی ہیں۔

سرکاری زبان کے نفاذ کی مرکزی کمیٹی مرکزی حکومت کے سرکاری کام کاج میں ہندی کے استعمال کی صورت حال پر غور خوض کرتی ہے اور مرکزی حکومت کے ملازمین کی ہندی میں ٹریننگ اور محکمہ سرکاری زبان کی جانب سے جاری کئے جانے والے احکامات پر عمل درآمد کا جائزہ بھی لیتی ہے اور ان پر عمل درآمد کے سلسلہ میں پیدا ہونے والی دشواریوں کو دور کرنے کے لئے مشورے دیتی ہے۔ سرکاری زبان کے نفاذ کی ٹاؤن کمیٹیاں ان بڑے شہروں کے لئے بنائی گئی ہیں جہاں کافی تعداد میں مرکزی حکومت کے دفاتر واقع ہیں۔ یہ کمیٹیاں ان دفاتر میں ہندی کے استعمال کی رفتار ترقی کی نگرانی کرتی ہیں اور تبادلۂ تجربات کرتی ہیں۔

انعام کی اسکیمیں

87-1986 میں محکمہ سرکاری زبان نے اندرا گاندھی راج بھاشا شیلڈ اور اندرا گاندھی راج بھاشا پرسکار کا سلسلہ شروع کیا تھا تاکہ مختلف وزارتوں/محکموں، بینکوں اور مالی اداروں، بلاک سیکٹر کے اداروں اور افراد کو حکومت کی سرکاری زبان کی پالیسی کے فروغ کے لئے قابل قدر خدمات انجام دینے کے سلسلہ میں انعامات دیئے جائیں۔ اور اندرا گاندھی راج بھاشا نقد ایوارڈ، مرکزی حکومت اور بینکوں، مالی اداروں، یونیورسٹیوں وٹریننگ اداروں اور مرکزی حکومت کے تحت خود اختیاراتی کمپنیوں کے موجودہ/ریٹائرڈ ملازموں کو ہندی میں تصنیف کی ہوئی اصلی کتابوں کے لئے دیا جاتا ہے۔ علاقائی راج بھاشا ایوارڈ سرکاری زبان کے نفاذ کی ٹاؤن کمیٹیوں اور مرکزی حکومت/پبلک سیکٹر کے علاقائی/ماتحت دفاتر، انڈر ٹیکنگ/بینکوں اور مالی اداروں کو سرکاری زبان پالیسی کے قابل قدر و نمایاں نفاذ کے حصول اور ہندی کے ترقی پذیر استعمال کو تیز تر کرنے کے لئے دیا جاتا ہے۔

جدید علم کے تمام مضامین کے بارے میں ہندی میں کتابوں کی تصنیف کی حوصلہ افزائی کے لیے سال 2002-2001 سے نئی ایوارڈ اسکیم شروع کی گئی ہے۔ یہ اسکیم سبھی شہریوں کے لیے ہے۔

مطبوعات

محکمہ سرکاری زبان ہندی میں ایک سہ ماہی میگزین ''راج بھاشا بھارتی'' شائع کر رہا ہے۔ راج بھاشا ہندی کے گولڈن جبلی سال کے دوران راج بھاشا سورن جینتی، اور آرتھک سدھار (معاشی اصلاحات) پر خصوصی ضمیمے نکالے گئے۔ اپریل 2000ء سے ماہانہ نیوز لیٹر، راشٹریہ راج بھاشا، سماچار بھی شروع کیا گیا ہے۔

سرکاری زبان کے تعلق سے جاری سرگرمیوں کا تعارف کرانے کے لئے مختلف گوشوارے، نقشے، کتابچے اور فولڈر بھی شائع کئے جاتے ہیں۔ ٹی وی/ریڈیو کے اسپاٹس بھی تیار اور نشر کئے جاتے ہیں۔ مختلف موضوعات پر ہندی میں فیچر فلمیں بھی بنائی اور دکھائی گئی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی راج بھاشا کے بدلتے چرن کو مختلف شعبوں مثلاً بینکوں، سائنس اور ٹکنالوجی میں ظاہر کرنے والا ایک کیلنڈر بھی جاری کیا جاتا ہے۔

کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل

کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل کا تقرر صدر کرتے ہیں۔ عہدہ سے ان کو ہٹانے کا طریقہ وہی ہے جو سپریم کورٹ کے جج کو ہٹانے کا ہے۔ اس عہدہ پر تقرری کے بعد وہ مرکز یا ریاستی حکومت کے تحت کسی اور عہدہ پر تقرری کا مستحق نہیں رہ جاتا اس کے فرائض، اختیارات اور شرائط ملازمین کی وضاحت کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل (فرائض، اختیارات اور شرائط ملازمت) ایکٹ 1971ء میں کی

گئی ہیں۔حکومت اور آڈیٹر جنرل کی صلاح پر صدر اس طریقہ کار کو تجویز کرتا ہے جس کے تحت مرکز اور ریاستوں کے کھاتے رکھے جاتے ہیں۔مرکز اور ریاستوں کے کھاتوں (حساب کتاب) پر اس کی رپورٹ صدر اور متعلقہ حکومتوں اور پارلیمنٹ و ریاستی مجالس قانون ساز میں پیش کی جاتی ہیں۔

انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایات

انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایات کا محکمہ جو کہ وزارت سرکاری عملہ، عوامی شکایات اور پنشن کے تحت ہے انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایات بالخصوص ان شکایات کہ ازالہ کے لئے نوڈل ایجنسی کے طور پر کام کرتا ہے جو بالعموم ریاستوں سے اور بالخصوص مرکزی حکومت کی ایجنسیوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ محکمہ نظم و نسق، مطبوعات اور دستاویز سازی کے ذریعہ انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایات کے ازالہ کے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے۔

محکمہ مرکزی حکومت کی وزارتوں/محکموں وغیرہ اور مختلف ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں ان کے پبلک سیکٹر کے اداروں/خود اختیار/قانون کے تحت قائم اکائیوں کے ذریعے جن میں وہ خدمات فراہم کرتے ہیں، سٹیزن چارٹروں کے مرتب کرنے اور ان کے نفاذ کے لیے تال میل رکھتا ہے یہ چارٹر، تنظیم کی جذبہ سپردگی، خدمات فراہم کرانے کے متوقع معیاروں، ترتیب وقت، شکایتوں کے نمٹانے کی میکانیت، ان کی کارکردگی کو لوگوں کی جانچ پڑتال کے لیے کھلا رکھنے اور ذمہ داری طے کرنے کو یقینی بنانے کے لیے نشر و اشاعت کرتا ہے۔مختلف مرکزی ایجنسیوں کے ذریعہ عوامی منشور کی عمل درآمد اور نفاذ کی نظر ثانی کے لیے سکریٹری (عملہ) کی صدارت میں ایک کور گروپ کی تشکیل کی گئی ہے۔ریاستی حکومتوں کو بھی سٹیزن چارٹر پر کی عمل درآمد و ترتیب کے لیے اسی طرح کے کور گروپ کی تشکیل کے لیے صلاح دی گئی ہے۔محکمہ کی انھیں کوششوں کے تحت 68 مرکزی منشور لاگو کیے گئے ہیں۔بیس ریاستوں کو مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں 318 سٹیزن چارٹر وضع کیے گئے ہیں۔

اطلاعات اور سہولت مرکز، متعلقہ تنظیم کی اسکیم، طریقہ عمل اور ہر ایک معاملے کی حیثیت کے بارے میں اطلاعات بھی فراہم کرتے ہیں۔مرکزی وزارتوں/محکموں/تنظیموں میں اب تک 165 ایسے کاؤنٹر یہ کھولے جا چکے ہیں۔

عوامی شکایات کے رفع کے لیے موجودہ سسٹم میں نظر ثانی کے اہتمام کے باعث یہ کافی مضبوط ہوئی ہے۔یہ نظر ثانی کیبنٹ سکریٹری کی صدارت میں حکومت کے ذریعے تشکیل شدہ عوامی رفع شکایات سکریٹریوں کی برقرار کمیٹیوں کے ذریعے کی جاتی ہے۔رفع عوامی شکایات کے لیے محکمہ کے ذریعے جاری رہنمائی خطوط کی تالیف بھی دستیاب ہے انفارمیشن ٹکنالوجی کے استعمال سے حکومت کی انتظامی سہولت میں بہتری کے لیے کیبنٹ سکریٹری کی صدارت میں اعلیٰ اختیاری کمیٹی تشکیل کی گئی ہے۔مرکزی حکومت کے کاموں میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کا استعمال دھیرے دھیرے بڑھتا جارہا ہے۔ای۔گورننس کے لیے اقل ایجنڈا تیار کیا گیا ہے۔

کامیابی کی کہانیوں سے حوصلہ پانے کے لیے ایسے کارناموں کی دستاویز سازی اور نشر و اشاعت کو فروغ دیا جاتا ہے۔عوامی خدمات میں انفارمیشن ٹکنالوجی کے استعمال کو دکھانے کے لیے دستاویزی فلم کی سیریز تیار کی جارہی ہے۔

انتظامی اصلاحات اور عوامی شکایت کا محکمہ انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ایڈمنسٹریٹو سائنسز کی برسلس کا اداری ممبر ہے۔یہ ادارہ دنیا کے ہر علاقے کے ماہرین انتظام عامہ کے تجربات و تجزیات پیش کرنے اور مباحثے کے لئے مثالی فورم فراہم کرتا ہے۔IIAS- کی دوسری مخصوص انٹرنیشنل کانفرنس 5 نومبر سے 9 نومبر 2002 میں نئی دہلی میں منعقد کی جائے گی۔

انتظامی ٹربیونل

ایڈمنسٹریٹو ٹربیونل ایکٹ 1985 کے ذریعہ وضع قانون نے شکایت کنندہ سرکاری ملازمین کے لئے نظام عدلیہ کے حلقہ اختیار میں ایک نئے باب کی شروعات کی۔ ایڈمنسٹریٹو ٹربیونل ایکٹ آئین کے آرٹیکل 323A کا مرہون منت ہے، جس کی رو سے مرکزی حکومت کو یہ اختیار سونپا گیا تھا کہ وہ پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت انتظامی ٹربیونل قائم کرے جو مرکز اور ریاستوں سے منسلک عوامی خدمات اور اسامیوں میں مقرر شدہ لوگوں کی تقرری اور سروس کی شرائط سے متعلق شکایتوں اور تنازعات کے عدالتی فیصلے کرسکے۔ ملازمین کی سروس سے متعلق سبھی معاملے بنیادی طور پر، اس ایکٹ کے تحت قائم کئے گئے ایڈمنسٹریٹو ٹربیونل کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔ سپریم کورٹ کے 18 مارچ 1997 کے فیصلے کے مطابق ایڈمنسٹریٹو ٹربیونل کے فیصلوں کے خلاف متعلقہ ہائی کورٹ کے ڈویژن بنچ میں اپیل دائر کی جاسکتی ہے۔

یہ عام عدالتوں سے اپنے فیصلے اور طریقہ کار کے اعتبار سے الگ نوعیت کے ہوتے ہیں۔ مذکورہ ایکٹ کے تحت ان کے حلقہ اختیار، مقدمے کے فریقوں کے صرف سروس معاملوں سے متعلق ہی ہوتے ہیں۔ انکا طریقہ کار بہت سادہ ہوتا ہے۔ شکایت کنندہ ذاتی طور پر بھی اپنے معاملے کو ٹربیونل کے سامنے پیش کرسکتا ہے اور اپنی پیروی کرسکتا ہے۔ ٹربیونل کے سامنے فریق مقدمہ کے لیے صرف 50 روپے کی فیس ادا کر کے عرض داشت دے سکتا ہے۔ اس طرح اس کا مقصد فریق کو اس ٹربیونل کے ذریعہ فوری اور کفایتی انصاف فراہم کرنا ہے۔

اس ایکٹ کے تحت مرکزی انتظامی ٹربیونل سی اے ٹی اور ریاستی انتظامی ٹربیونل کے قیام کا اہتمام کیا گیا ہے۔ سی اے ٹی کا قیام یکم نومبر 1985 کو ہوا تھا۔ آج کل اس کی 17 باقاعدہ بنچیں ہیں جس میں سے 15 ہائی کورٹ کی خاص نشستوں سے اپنا کام کرتی ہیں جب کہ باقی دو دو جے پور اور لکھنؤ میں ہیں۔

یہ بنچیں ہائی کورٹ کی دیگر نشستوں پر گردشی نشست بھی کرتی ہیں۔ مختصراً ٹربیونل ایک چیئرمین، وائس چیئرمین اور ممبروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ممبران عدالتی اور انتظامی دونوں طرح کے فیصلے کا اختیار رکھتے ہیں۔ یہ قانون اور انتظامی دونوں معاملوں میں ماہر ہوتے ہیں۔

آج کل مرکزی ایڈمنسٹریٹو ٹربیونل میں چیئرمین، وائس چیئرمین اور ممبران کی منظور شدہ تعداد اس طرح ہے۔ چیئرمین ایک، وائس چیئرمین 16 اور ممبران 49۔

ریاستی انتظامی ٹربیونل، ایڈمنسٹریٹو ٹربیونل ایکٹ کے تحت حکومتوں کے ذریعہ مندرجہ ذیل ریاستوں میں قائم کئے گئے ہیں۔ آندھرا پردیش، ہماچل پردیش، اڑیسہ، کرناٹک، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، تمل ناڈو اور مغربی بنگال، گجرات اور پنجاب نے بھی مستقبل قریب میں ریاستی ایڈمنسٹریٹو ٹربیونل قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

ریاستیں

ریاستوں میں نظام حکومت بالکل مرکزی نظام حکومت جیسا ہے

انتظامیہ

گورنر

ریاستی انتظامیہ، گورنر اور وزیروں کی کونسل پر مشتمل ہوتا ہے جس کا سربراہ وزیراعلیٰ ہوتا ہے۔ کسی ریاست کے گورنر کی تقرری

صدر کے ذریعہ 5 سال کی مدت کے لئے ہوتی ہے۔اس کے عہدہ کی میعاد صدر کی مرضی کے تابع ہوتی ہے۔اس عہدہ پر صرف بھارتی شہری کو مقرر کیا جا سکتا ہے جو 35 سال سے زیادہ عمر کے ہوں۔ریاست کا انتظامی اختیار گورنر کو حاصل ہوتا ہے۔

وزیراعلیٰ کی سربراہی میں وزیروں کی کونسل حکومت کا کام کاج چلانے میں گورنر کی امداد کرتا ہے اور اسے مشورے دیتا ہے۔ بجز ان امور کے جو اس کی آئینی ذمہ داریوں کے استعمال سے تعلق رکھتے ہیں۔ ناگالینڈ کے گورنر کو لاء اینڈ آرڈر کے سلسلہ میں آئین کی دفعہ 371اے کے تحت خصوصی اختیارات حاصل ہیں۔گرچہ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ لاء اینڈ آرڈر کے امور میں وزیروں کی کونسل سے مشورہ کرے مگر وہ اپنے طور پر بھی کوئی کارروائی کرنے کا فیصلہ کر سکتا ہے۔

اس طرح لاء اینڈ آرڈر اور اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی کے سلسلہ میں اروناچل کے گورنر کو بھی آئین کی دفعہ 371 ایچ کے تحت خصوصی اختیارات حاصل ہیں۔گورنر کو حق ہے کہ وہ وزیروں کی کونسل سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد اپنی مرضی کے مطابق کوئی اقدام کرے۔مگر یہ عارضی دفعات بھی شامل ہیں کہ اگر صدر، گورنر کی رپورٹ موصول ہونے یا کسی اور وجہ سے مطمئن ہو کہ لاء اینڈ آرڈر کے سلسلہ میں گورنر کو خصوصی اختیارات دینا ضروری نہیں ہے تو وہ اس مفہوم کا حکم جاری کر سکتا ہے۔

اس طرح آسام، میگھالیہ، تریپورہ اور میزورم کے قبائلی علاقوں پر لاگو ہونے والے شیڈولڈ کے بیسویں پیراگراف میں کی گئی وضاحت کے مطابق ڈسٹرکٹ کونسل اور ریاستی حکومت کے درمیان رائلٹی میں حصہ داری کے سلسلہ میں گورنر کو خصوصی اختیارات حاصل ہیں۔دسمبر 1988ء سے چھٹے شیڈول سے میزورم اور تریپورہ کے گورنروں کو اپنی تمام ذمہ داریوں کی ادائیگی کے سلسلہ میں اپنی مرضی کے مطابق اقدامات کرنے کا حق دیا ہے (ضلع کونسلوں کے ذریعہ ٹیکسوں کے نفاذ اور غیر قبائلی لوگوں کے ذریعہ سودی کاروبار کے ضوابط کی منظوری کو چھوڑ کر) سکم میں گورنر کو امن اور آبادی کے مختلف طبقات کی سماجی اور اقتصادی ترقی کے لئے گورنر کو خصوصی ذمہ داری دی گئی ہے۔

ریاست کے وزیراعلیٰ کی تقرری یا کسی ریاست میں آئینی مشینری کی ناکامی کی رپورٹ صدر کو پیش کرتے ہوئے یا مجالس قانون ساز کے ذریعہ منظور کئے گئے بل کی توثیق کرتے ہوئے تمام گورنر اپنے صوابدید پر عمل کریں گے۔

وزیروں کی کونسل

گورنر، وزیراعلیٰ کو مقرر کرتا ہے اور وزیراعلیٰ کی سفارش پر دوسرے وزراء کی تقرری بھی کرتا ہے۔وزیروں کی کونسل اجتماعی طور پر ریاستی قانون ساز اسمبلی کے لئے جوابدہ ہوتی ہے۔

مقننہ (لیجسلیچر)

ہر ایک ریاست میں گورنر کے علاوہ ایک یا دو ایوان ہوتے ہیں (جو بھی صورت ہو) بہار، جموں وکشمیر، کرناٹک، مہاراشٹر اور اترپردیش میں دو ایوان ہیں جن کی قانون ساز کونسل اور قانون ساز اسمبلی ہیں جب کہ باقیماندہ ریاستوں میں ایک ہی ایوان ہے جس کو قانون ساز اسمبلی (ودھان سبھا) کہتے ہیں۔پارلیمنٹ کسی قانون ساز کونسل (ودھان پریشد) کو توڑنے یا جہاں وہ موجود نہ ہو وہاں بنانے کا فیصلہ کر سکتی ہے بشرطیکہ متعلقہ ریاست میں اس مفہوم کی قرارداد منظوری کی جا چکی ہو۔

قانون ساز کونسل (ودھان پریشد)

کسی ریاست کی قانون ساز کونسل، ودھان پریشد میں ممبروں کی تعداد اس ریاست کی قانون ساز اسمبلی (ودھان سبھا) کے

ممبروں کی ایک تہائی تعداد سے زیادہ نہیں ہو سکتی اور کسی بھی حالت میں 40 ممبروں سے کم نہیں ہو سکتی۔ (جموں وکشمیر کے آئین کی دفعہ 50 کے مطابق جموں وکشمیر کی قانون ساز کونسل کے ممبروں کی تعداد 36 ہے) کونسل کے لگ بھگ ایک تہائی ممبروں کا انتخاب ممبران اسمبلی ان لوگوں میں سے کرتے ہیں جو اسمبلی کے ممبر نہ ہوں جب کہ ایک تہائی ممبروں کا انتخاب ریاست کی میونسپلٹیوں، ضلع بورڈوں اور دیگر لوکل اتھارٹیز کے ممبران کرتے ہیں جب کہ ممبروں کے بارہویں حصہ کا انتخاب وہ اساتذہ کرتے ہیں جو ریاست کے اسکولوں میں ہوں۔ مگر ان اساتذہ کا تعلق سکنڈری اسکول سے کم مرتبہ کی تعلیم گاہوں سے نہ ہونا چاہئے اور یہ بھی ضروری ہے کہ یہ اساتذہ کم از کم تین سال سے پڑھا رہے ہوں۔ مزید بارہویں حصہ کا انتخاب وہ رجسٹرڈ گریجویٹ کرتے ہیں جن کو گریجویشن کئے ہوئے تین سال کا عرصہ گزر چکا ہو۔ باقیماندہ ممبروں کو گورنر ان لوگوں میں سے نامزد کرتا ہے جو ادب، سائنس، آرٹ، کوآپریٹیو تحریک اور سماجی خدمات میں ممتاز حیثیت رکھتے ہوں۔ قانون ساز کونسلیں تحلیل نہیں ہوتیں۔ مگر ہر دو سال پر ان کے ایک تہائی ارکان سبکدوش ہو جاتے ہیں۔

قانون ساز اسمبلی (ودھان سبھا)

کسی قانون ساز اسمبلی کے ممبروں کی تعداد 500 سے زیادہ اور 60 سے کم نہیں ہوتی۔ (آئین کی دفعہ 371 ایف کی رو سے سکم کی قانون ساز اسمبلی 32 ممبروں پر مشتمل ہے) ان ممبروں کا انتخاب ریاست کے علاقائی حلقوں سے براہ راست چناؤ کے ذریعہ ہوتا ہے۔ علاقائی حلقوں کی تشکیل اس طرح کی جاتی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو پوری ریاست میں ہر ریاست کی آبادی اور اسے دی جانے والی نشستوں کا تناسب یکساں ہو۔ اسمبلی کی میعاد 5 برس ہے بشرطیکہ اسے اس مدت کے پورے ہونے سے قبل تحلیل نہ کر دیا جائے۔

اختیارات اور فرائض

آئین کے ساتویں شیڈول کی لسٹ ii میں درج کئے گئے موضوعات پر ریاستی قانون سازیہ کو بلاشرکت غیرے تمام اختیارات حاصل ہیں۔ اور لسٹ iii میں مندرجہ ذیل موضوعات پر Concurrent (مشترکہ) اختیارات حاصل ہیں۔ قانون سازیہ کے مالی اختیارات میں تمام اخراجات، ٹیکسوں کے نفاذ، اور ریاستی حکومت کی جانب سے قرض حاصل کرنے کے اختیارات شامل ہیں۔ صرف ریاستی اسمبلی ہی منی بل (Money Bill)) تیار کر سکتی ہے۔ قانون ساز کونسل، اسمبلی سے منی بل وصول ہونے کے 14 دن کے اندر ضروری تبدیلیوں کے سلسلہ میں صرف سفارش کر سکتی ہے اور اسمبلی ان سفارشوں کو منظور یا مسترد کر سکتی ہے۔

بلوں کو اٹھا رکھنا (ریزرویشن آف بلز)

کسی بھی ریاست کے گورنر کو اختیار ہے کہ وہ کسی بھی بل کو صدر کے غور کرنے کے لئے اٹھا رکھے۔ جائیداد کے لازمی حصول، ہائی کورٹوں کے اختیارات اور مرتبہ کو متاثر کرنے والے اقدامات، بین ریاستی دریائی وادی یا دریائی ذیلی ترقیاتی پروجیکٹوں میں پانی یا بجلی کے اسٹوریج، تقسیم اور فروحت پر ٹیکسوں کے نفاذ سے تعلق رکھنے والے بلوں کے سلسلہ میں بلوں کو لازمی طور پر اٹھا رکھنا چاہئے۔ بین الریاستی کاروبار پر پابندی لگانے والا کوئی بل صدر کی منظوری کے بغیر کسی ریاستی قانون سازیہ میں نہیں پیش کیا جا سکتا۔

انتظامیہ پر کنٹرول

ریاستی قانون ساز کونسل مالی کنٹرول کے عام اختیارات کو استعمال کرنے کے ساتھ ہی تمام عام پارلیمانی طریقے مثلاً سوالات، بحث ومباحثہ، التوا اور تحریک عدم اعتماد اور انتظامیہ کے روزمرہ کاموں پر نظر رکھنے کے لئے قراردادوں سے بھی کام لے سکتا ہے۔ قانون ساز کونسل کی تخمینہ جات اور پبلک اکاؤنٹس کی کمیٹیاں بھی ہوتی ہیں تاکہ مقننہ کے ذریعہ منظور شدہ گرانٹوں کو مناسب طور پر استعمال میں لایا جاسکے۔

مرکزی علاقے

مرکزی علاقوں کا نظم ونسق حسب دلخواہ ایک ایڈمنسٹریٹر کو مقرر کر کے صدر چلاتا ہے۔ جزائر انڈمان ونکوبار، دہلی اور پانڈیچری کے ایڈمنسٹریٹروں کو لفٹیننٹ گورنر اور چنڈی گڑھ کے ایڈمنسٹریٹر کو چیف کمشنر کہتے ہیں مگر آج کل پنجاب کے گورنر کو چنڈی گڑھ کے ایڈمنسٹریٹر کے اختیارات بھی تفویض ہیں۔ دادر اور نگر حویلی کا ایڈمنسٹریٹر دمن اور دیو کا بھی ایڈمنسٹریٹر ہے۔ لکش دیپ کا الگ سے ایڈمنسٹریشن ہے۔

قومی راجدھانی خطہ دہلی اور مرکزی علاقہ پانڈیچری دونوں کی اپنی اپنی قانون ساز اسمبلی اور وزیروں کی کونسل ہیں۔ مرکزی علاقہ پانڈیچری کی قانون ساز اسمبلی آئین کے ساتویں شیڈول کی لسٹ ii اور لسٹ iii میں مذکورہ امور سے تعلق رکھنے والے قوانین وضع کر سکتی ہیں۔ جن کا اطلاق مرکزی علاقہ ہی پر ہوگا۔ قومی راجدھانی خطہ دہلی کی قانون ساز اسمبلی کو بھی یہی اختیارات حاصل ہیں مگر لسٹ ii کے مندرجات 1، 2 اور 18 قانون ساز اسمبلی کے قانون سازی کے اختیارات اس میں شامل نہیں ہیں۔ مگر بعض زمروں کو قانون ساز اسمبلی میں پیش کرنے سے قبل مرکزی حکومت کی منظوری حاصل کرنا ضروری ہے۔ مرکزی علاقہ پانڈیچری اور قومی راجدھانی خطہ دہلی کی قانون ساز اسمبلی کے ذریعہ منظور کئے جانے والے کچھ بلوں کو صدر کے ذریعہ زیرِ غور لانا اور توثیق کرانا ضروری ہے۔

مقامی حکومت

میونسپلٹیاں

بھارت میں میونسپل اداروں کی ایک طویل تاریخ ہے۔ اس طرح کی پہلی میونسپل کارپوریشن سابقہ پریسیڈنسی شہر مدراس میں 1688ء میں قائم کی گئی تھی اور اس کے بعد 1726ء میں ممبئی اور کلکتہ میں اسی طرح کی کارپوریشن قائم کی گئی تھیں۔ پارلیمنٹ اور ریاستی مجالس قانون ساز میں جمہوریت کے تحفظ کے لئے آئین میں تفصیلی دفعات موجود ہیں۔ مگر آئین نے شہری علاقوں میں لوکل سیلف گورنمنٹ پر کوئی واضح آئینی پابندی نہیں نافذ کی ہے۔ ریاستی پالیسی کے نگراں اصولوں میں پنچایتوں کا ذکر تو ملتا ہے مگر میونسپلٹیوں کا کوئی ذکر بجز اس بات کے نہیں ہے کہ ریاستی لسٹ کی انٹری 5 کی رو سے لوکل سیلف گورنمنٹ کے موضوع کو ریاستوں کی ذمہ داری کے دائرہ میں رکھا گیا ہے۔

شہری لوکل باڈیز کو مشترکہ ڈھانچہ فراہم کرنے اور انہیں سیلف گورنمنٹ کی موثر جمہوری یونٹوں کے طور پر کام کرنے کے قابل بنائے رکھنے کے لئے 1992ء میونسپلٹیوں کے سلسلہ میں پارلیمنٹ نے آئین (میں ترمیم کل 74ویں) ایکٹ 1992ء منظور کیا گیا۔ صدر جمہوریہ نے 20 اپریل 1993ء اس ایکٹ کی توثیق کی تھی اور حکومت کی مشتہر کی ہوئی تاریخ یکم جون 1993ء سے یہ ایکٹ نافذ ہوگیا تھا۔ آئین میں ایک نئے پارٹ x۔ اے کو میونسپلٹیوں کے سلسلہ میں شامل کیا گیا ہے تاکہ

دوسری چیزوں کے علاوہ تین طرح کی میونسپلٹیاں یعنی ان علاقوں کے لئے جو دیہی علاقوں سے شہری علاقوں میں تبدیل ہو رہے ہیں نگر پنچایتیں قائم کرنا، چھوٹے شہری علاقوں میں میونسپل کونسلیں قائم کرنا اور بڑے شہری علاقوں میں میونسپل کارپوریشنیں قائم کرنا، میونسپلٹیوں کی میعاد مقرر کرنا، ریاستی الیکشن کمیشن مقرر کرنا، ریاستی مالیاتی کمیشن مقرر کرنا اور میٹروپولیٹن و ڈسٹرکٹ پلاننگ کمیٹیاں بنانا ممکن ہو۔ تمام ریاستوں نے اپنے مالیاتی کمیشن قائم کئے ہیں۔ شہری مقامی اداروں کے انتخابات کرانے کے لئے تمام ریاستوں / مرکزی علاقوں نے اپنے اپنے الیکشن کمیشن قائم کئے ہیں۔ بہار اور پانڈیچری کو چھوڑ کر ریاستوں / مرکزی علاقوں جہاں یہ معاملے عدالت میں زیر سماعت ہیں تمام علاقوں میں میونسپل اداروں کے انتخابات کرائے جا چکے ہیں۔

پنچایتیں

آئین کا آرٹیکل 40 جو ریاستی پالیسی کے ایک رہنما اصول پر مشتمل ہے ریاستوں پر یہ ذمہ داریاں نافذ کرتا ہے کہ وہ گاؤں پنچایتیں قائم کریں اور ان کو سیلف گورنمنٹ کی یونٹوں کے طور پر کام کرنے کے لئے ضروری اختیارات بھی تفویض کریں۔

مذکورہ بالا کی روشنی میں آئین میں پنچایتوں کے سلسلہ میں ایک نیا پارٹ ix شامل کیا گیا ہے تاکہ کسی گاؤں یا کئی گاؤوں کے مجموعہ میں گرام سبھا قائم کی جاسکے گاؤں کی سطح پر یا دیگر سطحوں پر پنچایتوں کی تشکیل کی جاسکے۔ پنچایتوں کی تمام نشستوں کے لئے گاؤں کی سطح پر یا درمیانہ سطح پر براہ راست چناؤ کرائے جائیں اور ان سطحوں پر چیئر پرسن (صدر) کے عہدہ کے لئے بھی براہ راست چناؤ کرائے جاسکیں، پنچایت کی رکنیت اور ہر سطح پر پنچایتوں کی صدارت کے لئے شیڈولڈ کاسٹس اور شیڈولڈ ٹرائبس کے لئے ان کی آبادی کے تناسب سے نشستیں محفوظ کی جاسکیں، عورتوں کے لئے نشستوں کی تخصیص کی جاسکے جو کہ ایک تہائی سے کم نہ ہو، پنچایتوں کی میعاد 5 سال کی میعاد مقرر کی جاسکے اور کسی پنچایت کی معطلی کی صورت میں چھ ماہ کے اندر چناؤ کرائے جاسکیں۔

الیکشن کمیشن

پارلیمنٹ اور ریاستی مجالس قانون ساز اور صدر و نائب صدر کے عہدوں کے لئے الیکشن کرانے اور فہرست رائے دہندگان کی تیاری کے سلسلہ میں ہدایت دینے اور اس کام کی نگرانی کرنے کی ذمہ داری بھارت کے الیکشن کمیشن پر ہے یہ ایک آزاد و خود مختار آئینی اتھارٹی ہے جس کا قیام آئین کی دفعہ 324 (ا) کے تحت عمل میں آیا ہے۔ 1950ء میں اپنے وجود کے دن سے اکتوبر 1989ء تک الیکشن کمیشن نے چیف الیکشن کمشنر پر مشتمل ایک رکنی ادارہ کے طور پر کام کیا۔ 1989ء میں ہونے والے دار العوام (لوک سبھا) کے عام چناؤ کرانے سے قبل صدر نے 16 / اکتوبر 1989ء میں مزید دو الیکشن کمشنروں کی تقرری کی۔ مگر جب الیکشن کمشنری کی دو جگہوں کو ختم کر دیا گیا تو یکم جنوری 1990ء سے دونوں الیکشن کمشنر اپنے عہدہ پر نہیں رہ گئے۔ یکم اکتوبر 1993ء کو دوبارہ صدر نے مزید دو الیکشن کمشنروں کی تقرری کی اس کے ساتھ ہی متعلقہ قانون (چیف الیکشن کمشنر اور دیگر الیکشن کمشنروں کی شرائط ملازمت کا) ایکٹ 1991ء میں بھی ترمیم کر دی گئی جس کی رو سے چیف الیکشن کمشنر اور دیگر الیکشن کمشنروں کو یکساں اختیارات، تنخواہیں، بھتے اور دیگر سہولیات دی گئیں۔ اس قانون کے تحت مزید یہ سہولیت بھی دی گئی ہے کہ چیف الیکشن کمشنر اور ریا دونوں الیکشن کمشنروں کے درمیان کسی اختلاف رائے کی صورت میں کثرت رائے سے کمیشن کے ذریعہ معاملہ کو طے کیا جائے گا اس قانون کے جواز کو (جس کا نیا نام) 1993ء میں الیکشن کمیشن (الیکشن کمشنروں کی خدمت کی شرائط اور طریقہ کار) ایکٹ 1991ء رکھا گیا) سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا گیا مگر سپریم کورٹ کی آئینی بنچ نے جو کہ پانچ ججوں پر مشتمل تھی تمام دعووں کو خارج کر دیا اور مذکورہ بالا قانون کی تمام اصناف کو 14 / جولائی 1995ء کو اتفاق رائے سے کئے گئے فیصلہ کے ذریعہ جائز قرار دیدیا۔

الیکشن کمیشن کی آزادی اور انتظامیہ کی مداخلت سے اسے محفوظ رکھنے کی گارنٹی آئین کی خصوصی دفعہ 324(5) کے ذریعہ اس طرح دی گئی ہے کہ چیف الیکشن کمشنر کو اس کے عہدہ سے اسی طریقہ اور انہیں بنیادوں پر ہٹایا جاسکے گا جو کہ سپریم کورٹ کے ججوں کو ہٹانے کا طریقہ اور بنیادیں ہیں اور اس کی تقرری کے بعد شرائط ملازمت اس کے مفاد کے خلاف نہ ہوں گی۔ دیگر الیکشن کمشنروں کو بھی صرف چیف الیکشن کمشنر کی سفارش پر ہٹایا جاسکے گا۔

چیف الیکشن کمشنر اور الیکشن کمشنروں کو وہی تنخواہیں اور سہولیت ملیں گی جو سپریم کورٹ کے ججوں کو ملتی ہیں۔ مثلاً بنا کرایہ رہائش کی جگہ۔ چیف الیکشن کمشنر اور دوسرے الیکشن کمشنروں کے عہدہ کی میعاد اس کے عہدہ سنبھالنے کی تاریخ سے اس کے 65 سال کی عمر کو پہنچنے تک (اس میں سے جو بھی پہلے ہو) 6 سال کے لئے ہے۔ فہرست رائے دہندگان تیار کرنے اور انتخابات کرانے کے لئے مکمل اختیارات، نگرانی اور ہدایات کی ذمہ داری آئین کے آرٹیکل 324 کے تحت الیکشن کمیشن کو تفویض کئے گئے ہیں اور ان کو پارلیمنٹ کے قوانین موسومہ عوامی نمائندگی کے قانون 1950، عوامی نمائندگی کے ایکٹ 1951 صدر اور نائب صدر کے چناؤ کے قوانین 1952 مرکزی علاقوں کی حکومت کے ایکٹ 1963ء، گورنمنٹ آف انڈیا قومی راجدھانی خطہ دہلی ایکٹ 1991ء اور ان کے مطابق جاری کئے جانے والے ضوابط و احکامات کے ذریعہ تقویت پہنچائی گئی ہے۔

سیاسی پارٹیوں کا رجسٹریشن

عوامی نمائندگی ایکٹ 1951 کی دفعہ 29اے کے تحت الیکشن کمیشن کے ذریعہ سیاسی پارٹیوں کا رجسٹریشن ہوتا ہے۔ الیکشن کمیشن سے رجسٹرڈ پالیسی انتخابی کارکردگی کی بنیاد پر بعض تقاضوں کی تکمیل کے بعد قومی یا ریاستی پارٹی کے طور پر تسلیم کی جاسکتی ہے۔ اگر انتخاب کے نشان (ریزرویشن اور الاٹمنٹ) آرڈر 1968 کے تحت کوئی سیاسی پارٹی چار یا چار سے زیادہ ریاستوں میں تمام تقاضوں کو پورا کرتی ہے تو اسے قومی پارٹی تسلیم کیا جاتا ہے اور چار سے کم ریاستوں میں منظور کی گئی سیاسی پارٹی اس ریاست یا ان ریاستوں میں ریاستی پارٹی کا درجہ رکھتی ہے جس میں اسے بطور ریاستی پارٹی تسلیم کیا گیا ہو۔ قومی پارٹی کے لئے پورے ملک میں ایک چناؤ نشان محفوظ ہوتا ہے اور ریاستی پارٹی کے لئے اس ریاست یا ان ریاستوں میں ایک چناؤ نشان محفوظ ہوتا ہے جہاں اسے بطور ریاستی پارٹی تسلیم کرلیا گیا ہو۔ یہ محفوظ نشانات صرف ان پارٹیوں کے ذمہ داروں کو دئے جاتے ہیں جن کے لئے ان کو محفوظ کیا گیا ہو۔ 1999ء میں عام انتخابات کے کمیشن کے ذریعے تسلیم شدہ 6 قومی پارٹیاں اور 48 ریاستی پارٹیاں تھیں۔

انتخابی اصلاحات

انتخابی قانون میں عوامی نمائندگی (کے ترمیمی) ایکٹ 1996 کے ذریعہ یکم اگست 1996 سے کچھ اہم تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ ان میں سے کچھ اہم تبدیلیاں اس طرح ہیں۔ (i) قومی وقار کی توہین کے ایکٹ 1971 کی دفعہ 2 کے تحت سزایابی (ہندوستان کے قومی پرچم یا ہندوستان کے آئین کی توہین کے جرم میں) دفعہ 2 (قومی ترانہ گائے جانے سے روکنے کے جرم) یا دفعہ 3 کے تحت سزایابی کے نتیجہ میں سزایابی کی تاریخ سے 6 سال تک پارلیمنٹ اور ریاستی مجالس قانون ساز کے انتخابات کرانے کے لئے نااہل قرار پائے گا (ii) رقم ضمانت اور تجویز کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ: غیر سنجیدہ امیدواروں کی تعداد میں کثرت کی روک تھام کے لئے لوک سبھا یا ریاستی اسمبلی کے چناؤ میں کھڑے ہونے والے امیدوار کی جانب سے داخل کی جانے والی ضمانت کی رقم میں اضافہ کیا گیا ہے۔ لوک سبھا کے لئے رقم ضمانت 500 روپے سے بڑھا کر 10000 روپے عام امیدواروں کے لئے اور 250 روپے بڑھا کر 5000 روپے شیڈولڈ کاسٹ یا شیڈولڈ ٹرائب کے امیدوار کے لئے کی گئی ہے۔ ریاستی قانون ساز اسمبلی کے لئے عام زمروں کے امیدوار کو ضمانت کی رقم 5000 روپے جمع کرنی ہوگی۔ اور شیڈولڈ کاسٹ یا ٹرائب کے امیدوار کو 2,500 روپے کی ضمانت رقم جمع کرانی ہوگی۔ پہلے یہ رقم بالترتیب 250 روپے اور 125 روپے تھی۔ ترمیم شدہ قانون میں یہ شرط بھی رکھی

گئی ہے کہ پارلیمانی یا اسمبلی حلقہ انتخاب میں کسی امیدوار کی نامزدگی کے لئے ، اگر وہ امیدوار کسی قومی پارٹی یا ریاستی پارٹی کا نہیں
ہے تو حلقہ انتخاب کے دس رائے دہندگان کی جانب سے اس کا نام پیش کیا جانا ضروری ہے، اور اگر کسی تسلیم شدہ پارٹی کا امیدوار
ہے تو صرف ایک نام پیش کرنے والا کافی ہوگا۔ نام واپس لینے کی آخری تاریخ اور ووٹ ڈالے جانے کی تاریخ کے درمیان پہلے
20 دن کا فاصلہ تھا جسے کم کر کے 14 دن کر دیا گیا ہے۔ دو سے زیادہ حلقوں سے الیکشن لڑنے پر پابندی: کوئی امیدوار دو سے زیادہ
پارلیمانی یا اسمبلی حلقوں سے عام انتخاب یا ضمنی انتخاب میں جو ساتھ ساتھ ہو رہے ہوں الیکشن نہ لڑ اسکے گا۔ راجیہ سبھا اور ریاستی
قانون ساز کونسل کے دو سالہ انتخابات اور ضمنی انتخابات میں بھی اسی طرح کی پابندیاں نافذ ہوں گی (iv) امیدواروں کے ناموں
کی فہرست سازی: امیدواروں کے ناموں کی فہرست سازی کے لئے ان کی زمرہ بندی (i) بطور امیدوار تسلیم شدہ سیاسی پارٹی
(ii) بطور امیدوار رجسٹرڈ غیر تسلیم شدہ سیاسی پارٹی اور دیگر بطور آزاد امیدوار ہوگی۔ مقابلہ کرنے والے امیدواروں کی فہرست
میں ان کے نام اور بیلٹ پیپر میں بھی ان کے نام اب مذکورہ بالا سلسلہ سے ہر زمرہ میں حروف تہجی کے اعتبار سے درج کئے جائیں
گے۔ (v) امیدوار کی موت: پہلے مقابلہ کرنے والے امیدوار کی موت کی صورت میں چناؤ ملتوی کر دیا جاتا تھا۔ آئندہ مقابلہ
کرنے والے کسی امیدوار کی موت کی صورت میں چناؤ ملتوی نہ ہوگا۔ اگر متوفی امیدوار کسی تسلیم شدہ قومی یا ریاستی پارٹی کا ہوگا تو
اس پارٹی کو الیکشن کمیشن کی جانب سے دی گئی اطلاع سے سات دن کے اندر کسی دوسرے امیدوار کو نامزد کرنے کا اختیار ہوگا (vi)
پولنگ اسٹیشن پر یا اس کے نزدیک مسلح ہو کر جانے کی ممانعت: اسلحہ ایکٹ 1959 میں مذکورہ کسی بھی ہتھیار سے لیس ہو کر کسی
پولنگ اسٹیشن کے نواح میں جانا اب قابل دست اندازی پولیس جرم ہے جس کی سزا دو سال کی قید یا جرمانہ یا دونوں ہیں۔ جرم
کرنے والے کے قبضہ میں پایا جانے والا ہتھیار بھی ضبط کر لیا جائے گا اور اس ہتھیار کے لئے جاری کیا گیا لائسنس بھی منسوخ
ہو جائے گا۔ مگر ان دفعات کا اطلاق ریٹرننگ آفیسر، پریزائیڈنگ آفیسر، کسی پولیس افسر یا پولنگ اسٹیشن پر نظم وضبط قائم رکھنے
کے لئے مقرر کئے گئے کسی شخص پر نہ ہوگا۔ (vii) پولنگ کے دن ملازمین کو چھٹی: تمام رجسٹرڈ رائے دہندگان جو کسی بھی تجارت،
کاروبار، صنعتی انڈرٹیکنگ یا کسی دوسرے ادارے میں کام کرتے ہیں پولنگ کے دن باتنخواہ چھٹی کے مستحق ہوں گے۔ اس دن کے
لئے یومیہ اجرت پر کرنے والوں تک کو ان کی اجرت ملے گی۔ مگر اس رائے دہندہ کے سلسلہ میں اس قاعدہ کا اطلاق نہ ہوگا جس کی
غیر حاضری سے اس روزگار کے لئے خطرہ یا کافی نقصان کا اندیشہ ہوگا جس میں کہ وہ کام کرتا ہوگا۔ اس قانون کی خلاف ورزی
کرنے والے آفیسر کو 500 روپے تک جرمانہ کی سزا ہو سکتی ہے۔ (viii) شراب کی بکری وغیرہ پر پابندی: کوئی شراب یا نشہ آور
شے پولنگ کے علاقہ میں پولنگ کے لئے مقررہ وقت کے 48 گھنٹہ بعد تک کسی دوکان، کھانے کی جگہ، ہوٹل یا کسی دوسری جگہ پر
فروخت نہ ہوگی نہ دی جائے گی نہ تقسیم ہوگی چاہے وہ جگہ سرکاری ہو یا غیر سرکاری اور قانون کی خلاف ورزی کرنے والے کو
6 مہینے کی قید یا 2,000 روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکیں گی۔ اور (ix) ضمنی چناؤ کرانے کی میعاد: پارلیمنٹ یا ریاستی
مجالس قانون ساز کے کسی بھی ایوان کے لئے ضمنی چناؤ ایوان میں جگہ خالی ہونے کے چھ ماہ کے اندر کرایا جائے گا لیکن اس شق کا
نفاذ اس صورت میں نہ ہوگا جس رکن کی خالی کی جانے والی جگہ کو پر کرنا ہے اس کی رکنیت کی باقیماندہ مدت ایک سال سے کم ہے یا
الیکشن کمیشن، مرکزی حکومت سے صلاح ومشورہ کرنے کے بعد یہ رائے قائم کرتا ہے کہ مذکورہ مدت کے اندر چناؤ کرانا مشکل
ہے۔

صدر جمہوریہ نے 5 رجون 1997ء کو ایک آرڈی ننس جاری کیا تھا جس کا نام صدر اور نائب صدر کے انتخابات کا (ترمیمی)
آرڈی ننس 1997ء تھا جس کی رو سے صدر جمہوریہ ہند کے عہدہ کے لئے ہونے والے چناؤ میں حصہ لینے والے کا نام پیش
کرنے والوں اور تائید کرنے والوں کی تعداد 10-10 سے بڑھا کر 50-50 کردی گئی ہے اور نائب صدر کے عہدہ کے لئے نام
پیش کرنے اور تائید کرنے والوں والوں کی تعداد بھی 5-5 سے بڑھا کر 20-20 کردی گئی ہے۔ صدر اور نائب صدر کا چناؤ لڑنے
والوں کے لئے ضمانت کی رقم بھی 2,500 روپے سے بڑھا کر 15,000 روپے کردی گئی ہے۔

بعض طبقات کے لوگوں کو بذریعہ ڈاک ووٹ ڈالنے کی سہولت فراہم کرنے کے لئے عوامی نمائندگی کے ایکٹ 1951 کی دفعہ
میں ترمیم کر کے ایک نئی ذیلی دفعہ کا اضافہ کرنے کے لئے ایک آرڈی ننس جاری کیا گیا تھا۔ اس ذیلی دفعہ کا مقصد 12 ویں لوک

سبھا کے الیکشن کے پیش نظر کشمیر سے آئے ہوئے مہاجرین وطن کو ووٹ دینے کا حق دینا تھا۔

نشستوں کی تخصیص (ریزرویشن)

آئین میں (57ویں ترمیم کا) ایکٹ 1987، آئین کی دفعہ 332 میں ترمیم کرکے اروناچل پردیش، میگھالیہ، میزورم اور ناگالینڈ میں شیڈولڈ ٹرائبس کے لئے مختص کی جانے والی نشستوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ عوامی نمائندگی (ترمیمی) ایکٹ 1987ء کے تحت اروناچل پردیش میں 60 میں 59، میگھالیہ میں 60 میں 55، میزورم میں 40 میں 39 اور ناگالینڈ میں 60 میں سے 59 شیڈولڈ ٹرائبس کے لئے مختص کی گئی ہیں۔ الیکشن کمیشن نے میگھالیہ، ناگالینڈ، اروناچل پردیش اور میزورم کے لئے بتدریج 55، 59، 59 اور 39 ریزرو نشستوں کی نشاندہی کی ہے۔

آئین کے 69ویں ترمیمی ایکٹ 1991 کے بعد دہلی کے مرکزی علاقہ کو یکم فروری 1992ء سے قومی راجدھانی خطہ دہلی کا درجہ حاصل ہوگیا اور 56 رکنی میٹروپولیٹن کونسل کی جگہ پر ایک 70 رکنی قانون ساز اسمبلی فراہم کی گئی اور حکومت قومی راجدھانی دہلی ایکٹ 1991 کے تحت ستر نشستوں میں سے سات نشستیں شیڈولڈ کاسٹس کے لئے ریزرو کی گئیں۔

آئین (72ویں ترمیم) ایکٹ 1992 کی دفعہ 332 میں ترمیم کرکے تریپورہ میں شیڈولڈ ٹرائبس کے لئے ریزرو نشستوں کا تعین کرتا ہے۔ عوامی نمائندگی (ترمیمی) ایکٹ 1992 کے تحت شیڈولڈ ٹرائبس کے لئے مزید تین نشستیں ریزرو کی گئیں اور تریپورہ میں شیڈولڈ ٹرائبس کے لئے محفوظ نشستوں کی تعداد 17 سے بڑھ کر جو کہ ترمیم سے قبل تھی 20 ہوگئی۔

جموں و کشمیر عوامی نمائندگی ایکٹ 1957 کی دفعہ 4 کے مطابق ڈی لمیٹیشن کمیشن نے مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 4 کی ذیلی دفعہ 3 کے کلاز (ڈی) کے تحت ریاست جموں و کشمیر میں اسمبلی حلقوں کی ازسرنو حد بندی کے لئے جو حکم جاری کیا تھا اسے 27 اپریل 1995 کو سرکاری گزٹ میں شائع کیا گیا جس کی رو سے اسمبلی کی نشستوں کی تعداد 76 سے بڑھا کر 87 کردی گئی۔ اوران میں شیڈولڈ کاسٹس کے لئے محفوظ نشستوں کی تعداد سات ہے۔

الیکٹرانک ووٹنگ مشین

15 مارچ 1989ء سے عوامی نمائندگی ایکٹ 1951ء میں ترمیم کرکے اس میں دفعہ 61 'اے' کا اضافہ کیا گیا تاکہ ووٹ ڈالنے کے لئے الیکٹرانک مشینوں کو استعمال کیا جاسکے۔ الیکٹرانک ووٹنگ مشین (EVMs) کا استعمال 1998 میں راجستھان، مدھیہ پردیش، اور دہلی کے ریاستی چناؤ میں مختلف اسمبلی حلقوں میں پہلی بار کیا گیا۔ گوا کی قانون ساز اسمبلی کے لئے 1999 میں ہونے والے ریاستی چناؤ کے لئے بھی EVMs کا استعمال کیا گیا۔ الیکشن کمیشن پورے ملک میں ہونے والے ذیلی چناؤ کے لئے الیکٹرانک ووٹنگ مشینوں کا استعمال منتقل کررہا ہے۔ کمیشن نے سال 2001 کے دوران 1,33,800 الکٹرانک ووٹنگ مشینیں خریدی ہیں۔ اس دوران 2.45 لاکھ پولنگ اسٹیشنوں میں تقریباً 1,55,00 الکٹرانک ووٹنگ مشینوں کا استعمال کیا گیا۔

عام انتخابات

ہندوستان میں بالغ رائے ہی کی بنیاد پر پہلے عام انتخابات 52-1951ء میں ہوئے تھے۔ یہ انتخابات لوک سبھا اور ریاستی اسمبلیوں کے لئے ایک ساتھ ہوئے تھے (بشمول پارٹ اے، 'بی' اور 'سی' ریاستیں) دوسرے عام انتخابات بھی ریاستوں کی تنظیم نو کے بعد ہوئے تھے جو ایک ساتھ ہی کرائے گئے تھے۔ 1962ء میں تیسرے عام انتخابات کے ساتھ کیرلا اور اڑیسہ اسمبلیوں کے انتخاب نہیں ہوئے تھے اس طرح لوک سبھا کے چوتھے عام انتخابات کے ساتھ ناگالینڈ اور پانڈیچری کے عام انتخابات نہیں کرائے

گئے تھے۔ 1967ء کے بعد تمام اسمبلیوں کے انتخابات مقررہ میعاد سے قبل کرائے گئے جس کے نتیجہ میں 1971ء کے عام انتخابات اڑیسہ، تمل ناڈو، اور مغربی بنگال کے چناؤ لوک سبھا اور ریاستی اسمبلیوں کے انتخابات کے ساتھ ہوئے۔ 1977ء میں کیرلا واحد ریاست تھی جہاں چھٹے عام انتخابات میں لوک سبھا کے ساتھ ہی اسمبلی کے بھی چناؤ ہوئے۔ جب جنوری 1980ء میں ساتویں عام انتخابات ہوئے تو صرف منی پور، اروناچل پردیش، گوا، دمن اور دیو اور پانڈیچری میں اسمبلی کے انتخابات لوک سبھا کے انتخابات کے ساتھ ہوئے۔ آٹھویں لوک سبھا کے چناؤ 20 ریاستوں اور 9 مرکزی علاقوں میں، پنجاب اور آسام کو چھوڑ کر 24، 27 اور 28 دسمبر 1984ء کو ہوئے۔ تامل ناڈو، منی پور، اروناچل پردیش، گوا، دمن اور دیو، میں اسمبلی کے چناؤ بھی اس کے ساتھ ہوئے۔

آٹھویں لوک سبھا کی میعاد 14 رجنوری 1990ء تک تھی۔ نویں لوک سبھا کے عام انتخابات آسام کو چھوڑ کر کیوں کہ اس وقت تک رائے دہندگان کی فہرست پر نظر ثانی مکمل نہیں ہو سکی تھی 22، 24 اور 26 نومبر 1989ء کو ہوئے۔ ان کے ساتھ ہی آندھرا پردیش، گوا، کرناٹک، سکم اور اتر پردیش کی اسمبلیوں کی تشکیل کے لئے بھی چناؤ ہوئے۔

نویں لوک سبھا نے اپنی میعاد پوری نہیں کی۔ 12 مارچ 1991ء کو ایوان تحلیل کر دیا گیا۔ دسویں لوک سبھا کی 511 نشستوں کے لئے انتخاب جموں و کشمیر کی 6 نشستوں اور پنجاب کی 13 نشستوں کو چھوڑ کر 20 رمئی، 12,8,6 اور 15 رجون 1991ء کو ہوئے۔ آسام، مغربی بنگال، اتر پردیش، ہریانہ، کیرلا، تامل ناڈو، اور پانڈیچری کی اسمبلیوں کے بھی چناؤ ہوئے 16 رنومبر 1991ء کو 14 ریاستوں میں 156 اسمبلی نشستوں کے لئے اور لوک سبھا کی 15 نشستوں کے لئے ضمنی چناؤ ہوئے۔ 9 رفروری 1992ء کو پنجاب میں لوک سبھا اور اسمبلی کی نشستوں کے لئے چناؤ ہوا۔

دسویں لوک سبھا کی میعاد 8 رجولائی 1996ء تک تھی۔ گیارہویں لوک سبھا کے لئے عام چناؤ 27 راپریل 2، 7، 23، 27 اور 30 مئی 1996ء کو ہوئے اس کے ساتھ ہی کیرلا، تامل ناڈو، ہریانہ مغربی بنگال آسام اور پانڈیچری کی اسمبلیوں کی تشکیل کے لئے بھی چناؤ ہوئے۔ ریاست جموں و کشمیر میں اسمبلی کے چناؤ 21,16,7 اور 30 ستمبر 1996 کو لگ بھگ سال کے وقفہ کے بعد ہوئے۔ یو پی کی نئی اسمبلی کی تشکیل کے لئے 30 رستمبر اور 3 راور 7 راکتوبر 1996 اور پنجاب میں بھی نئی اسمبلی کی تشکیل کے لئے چناؤ 7 رفروری 1997ء کو ہوئے۔

گیارہویں لوک سبھا کی معیاد 4 دسمبر 1997 تک تھی۔ 12 ویں لوک سبھا کے لئے عام چناؤ 28,22,16 رفروری اور 7 رمارچ 1998 کو 539 پارلیمانی حلقوں میں ہوئے۔ مدھیہ پردیش، میزورم، قومی راجدھانی خطہ دلی اور راجستھان اسمبلیوں کے عام انتخابات 25 نومبر 1998 کو ہوئے۔

12 ویں لوک سبھا کی مدت 26 اپریل 1999 کو ختم ہوئی۔ 13 ویں لوک سبھا کے لئے 5,11,18,25 ستمبر اور 3 اکتوبر 1999ء کو عام انتخابات ہوئے۔ گوا اسمبلی کے لئے 4 جون 1999 کو انتخاب ہوئے۔ بہار کے 4 انتخابی حلقوں اور آسام کے ایک انتخابی حلقے کے لئے 28 اکتوبر 1999 کو ووٹ ڈالے گئے۔ اسی دن باہری منی پور کی ایک نشست پر دوبارہ ووٹنگ کرائی گئی۔ اس کے ساتھ ہی آندھرا پردیش، اروناچل پردیش، کرناٹک اور مہاراشٹر میں نئی اسمبلیوں کی تشکیل کے لئے چناؤ ہوئے۔

بہار، ہریانہ، منی پور، اور اڑیسہ کی نئی اسمبلیوں کی تشکیل کے لئے 12,17,22 فروری 2000 کو انتخابات ہوئے۔

آسام، کیرل، تملناڈو، مغربی بنگال اور مرکز کے زیر انتظام علاقہ پانڈیچری اسمبلیوں کے انتخابات 10 مئی 2001 کو کرائے گئے۔

جدول 3.1 لوک سبھا کی معیاد اور اسکے اسپیکر

لوک سبھا	اس کی تشکیل کے بعد پہلا اجلاس	تحلیل ہونے کی تاریخ	اسپیکر: نام	سے	تک
پہلی لوک سبھا	13 مئی 1952	4 اپریل 1957[2]	جی وی ماولنکر	15 مئی 1952	27 فروری 1956[3]
			ایم اننتشینم اینگر	8 مارچ 1956	10 مئی 1957
			ایم اننت شینم اینگر	11 مئی 1957	16 اپریل 1962
دوسری لوک سبھا	10 مئی 1957	31 مارچ 1962[4]			
تیسری لوک سبھا	16 اپریل 1962	3 مارچ 1967[5]	حکم سنگھ	17 اپریل 1962	16 مارچ 1967
چوتھی لوک سبھا	16 مارچ 1967	27 دسمبر 1970[6]	نیلم سنجیو ریڈی	17 مارچ 1967	19 جولائی 1969[7]
			گورو دیال سنگھ ڈھلوں	8 اگست 1969	19 مارچ 1971
پانچویں لوک سبھا	19 مارچ 1971	18 جنوری 1977[8]	گورو دیال سنگھ ڈھلوں	22 مارچ 1971	1 دسمبر 1975[9]
			بالی رام بھگت	5 جنوری 1976	25 مارچ 1977
چھٹی لوک سبھا	25 مارچ 1977	22 اگست 1979[10]	نیلم سنجیو ریڈی	26 مارچ 1977	13 جولائی 1977[11]
			کے۔ ایس۔ ہیگڈے	21 جولائی 1977	21 جنوری 1980
ساتویں لوک سبھا	21 جنوری 1980	31 دسمبر 1984[12]	بل رام جاکھر	22 جنوری 1980	15 جنوری 1985
آٹھویں لوک سبھا	15 جنوری 1985	27 نومبر 1989[13]	بل رام جاکھر	16 جنوری 1985	18 دسمبر 1989
نویں لوک سبھا	18 دسمبر 1989	13 مارچ 1991[14]	ربی رائے	19 دسمبر 1989	9 جولائی 1991
دسویں لوک سبھا	9 جولائی 1991	10 مئی 1996	شیوراج وی۔ پاٹل	10 جولائی 1991	22 مئی 1996
گیارہویں لوک سبھا	22 مئی 1996	4 دسمبر 1997[15]	پی۔ اے۔ سنگما	23 مئی 1996	23 مارچ 1998 (FN)
بارہویں لوک سبھا	23 مارچ 1998	26 اپریل 1999[16]	جی۔ ایم۔ سی بالیوگی	24 مارچ 1998	20 اکتوبر 1999 (FN)
تیرہویں لوک سبھا	20 اکتوبر 1999	——	جی۔ ایم۔ سی بالیوگی	20 اکتوبر 1999	اب تک

1- آئین کی دفعہ 94 کے تحت لوک سبھا تحلیل ہوجانے پر اسپیکر اپنا عہدہ نئی لوک سبھا کے پہلے اجلاس تک قائم رکھتا ہے۔
2- اپنی مدت سے 38 دن پہلے ہی تحلیل ہوگئی۔
3- انتقال ہوگیا۔
4- اپنی مدت ختم ہونے سے 40 دن پہلے ہی تحلیل ہوگئی۔

5-اپنی مدت ختم ہونے سے 44 دن پہلے ہی تحلیل ہوگئی۔
6-اپنی مدت ختم ہونے سے ایک سال پہلے اور 79 دن پہلے ہی تحلیل ہوگئی۔
7-استعفی دے دیا۔
8-لوک سبھا کی مدت جو کہ 18 مارچ 1976 کو ختم ہوئی تھی وہ ایک سال کے لئے یعنی 18 مارچ 1977 تک بڑھادی گئی (مدت کی توسیع، ترمیم ایکٹ 1976 کے تحت) لیکن پانچ سال 10 مہینے اور چھ دن تک وجود میں رہنے کے بعد لوک سبھا کو تحلیل کر دیا گیا۔
9-استعفی دے دیا۔
10-دو سال، چار مہینے اور 28 دن وجود میں رہنے کے بعد لوک سبھا تحلیل کر دی گئی۔
11-استعفی دے دیا۔
12-اپنی مدت ختم ہونے سے 20 دن قبل ہی تحلیل ہوگئی۔
13-اپنی مدت ختم ہونے سے 28 دن قبل ہی تحلیل ہوگئی۔
14-ایک سال، دو مہینے اور 25 دن وجود میں رہنے کے بعد ہاؤس کو تحلیل کر دیا گیا۔
15-ایک سال چھ مہینے اور 13 دن وجود میں رہنے کے بعد ہاؤس کو تحلیل کر دیا گیا۔
16-ایک سال، ایک مہینے اور چار دن وجود میں رہنے کے بعد ہاؤس کو تحلیل کر دیا گیا۔

جدول 3.2: پار

پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں ریاست وار نشستیں اور پارٹی پوزیشن (30 ستمبر 2001 کو)

ریاستیں مرکزی علاقے	راجیہ سبھا میں سیٹوں کی تعداد	لوک سبھا میں سیٹوں کی تعداد	بی جے پی	آئی این سی	سی پی آئی (ایم)	ٹی ڈی پی	ایس جے پی	ایس ایس	بی ایس پی	ڈی ایم کے	جے ڈی (یو)	اے آئی اے ڈی ایم کے	بی جے ڈی	اے آئی ٹی سی	این سی پی	جے ڈی (ایس)	دیگر	آئی این ڈی	خالی
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20
ریاستیں																			
آندھرا پردیش	18	42	7	5	-	29	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1[1]	-	-
اروناچل پردیش	1	2	-	2	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
آسام	7	14	2	9	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1[2]	1	1
بہار	16	40	12	2	1	-	-	-	-	-	10	5	-	-	-	-	9[3]	1	1
چھتیس گڑھ	5	11	8	3	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
گوا	1	2	2	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
گجرات	11	26	20	6	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
ہریانہ	5	10	5	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	5[4]	-	-
ہماچل پردیش	3	4	3	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1[5]	-	-
جموں وکشمیر	4	6	2	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	4[6]	-	-
جھارکھنڈ	6	14	10	2	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1[7]	-	-
کرناٹک	12	28	7	18	-	-	-	-	-	-	1	-	-	-	-	1	1[8]	-	1
کیرلا	9	20	-	8	8	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	4[9]	-	-
مدھیہ پردیش	11	29	21	7	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
مہاراشٹر	19	48	13	10	-	-	-	15	-	-	-	-	-	-	6	-	3[10]	1	-
منی پور	1	2	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1	-	1[11]	-	-
میگھالیہ	1	2	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1	-	-	-	-
میزورم	1	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1	-
ناگالینڈ	1	1	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
اڑیسہ	10	21	9	2	-	-	-	-	-	-	-	-	10	-	-	-	-	-	-
پنجاب	7	13	1	8	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	4[12]	-
راجستھان	10	25	16	9	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	11[13]	-	-
سکم	1	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	10[14]	-	-
تامل ناڈو	18	39	3	2	1	-	-	-	-	12	-	11	10	-	-	-	-	-	-
تری پورہ	1	2	-	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13	14	15	16	17	18	19	20
اترانچل	3	5	4	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
اترپردیش	31	80	25	8	-	-	26	-	14	-	-	-	-	-	-	-	5[15]	1	1
مغربی بنگال	16	42	2	3	21	-	-	-	-	-	-	-	-	9	-	-	7[16]	-	-
نامزد	12	2	1	-	-	-	-	-	-	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-
مرکزی علاقے																			
جزائر انڈمان و نکوبار	-	1	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1	-	
چنڈی گڑھ	-	1	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
دادرا اور نگر حویلی	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1	-
دمن اور دیو	-	1	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
دہلی	3	7	7	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
لکش دیپ	-	1	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
پانڈیچری	1	1	-	1	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-
میزان	245	545	181	111	32	29	26	15	14	12	12	11	10	9	8	6	58	6	5

1- آل انڈیا مجلس اتحاد المسلمین۔1
3- انڈین نیشنل لوک دل 5
5- نیشنل کانفرنس 4
7- ہیومنسٹ اینڈ ورکرس پارٹی۔1 جنتا دل سیکولر۔1 بھارتی بہوجن مہا سنگھ۔1
9- شرومنی اکالی دل (2) کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا۔1 شرومنی اکالی دل مان-1
11- مرومالار چی مکال کاچی-5، مرومالارچی درویدا منیترا کزگم۔MGR4 آل انڈیا انا درویدا منیترا کزگم۔1
13- کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا۔2، فارورڈ بلاک۔2، ریولیشنری سوشلسٹ پارٹی۔3
15- آل بھارتیہ لوک تانترک کانگریس میں-2 راشٹریہ لوک دل-2 سماج وادی جنتا پارٹی (راشٹریہ)۔1
نوٹ:- سماج وادی پارٹی سے ایک ممبر کو نکال دیا گیا ہے اور وہ 6.2.2001 سے الگ بیٹھتا ہے۔

2- کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا (مارکسسٹ لیننسٹ) 1
4- ہماچل وکاس کانگریس 1
6- کیرل کانگریس (M) 1: مسلم لیگ 2: کیرل کانگریس 1
8- منی پور اسٹیٹ کانگریس پارٹی۔1
10- سکم ڈیموکریٹک فرنٹ-1
12- راشٹریہ لوک دل 2 اکھل بھارتیہ لوک تانترک کانگریس-2، سماج وادی جنتا پارٹی (راشٹریہ)-1
14- پٹالی مکال کاچی-5 مرومالارچی درویدا منیترا کزگم NGR 6- آل انڈیا درویدا منیترا کزگم-1
16- انقلابی سوشلسٹ پارٹی-3 کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا-2 آل انڈیا فارورڈ بلاک-2

4۔ دفاع

بھارت کی دفاعی پالیسی کا مقصد برصغیر میں پائیدار امن قائم کرنے اور اسے فروغ دینے کے ساتھ ہی جارحیت کے خلاف دفاعی افواج کو پوری طرح لیس کرنے کی ہے۔

مسلح افواج کی سپریم کمان صدر جمہوریہ ہند کے ہاتھ میں ہے مگر قومی دفاع کی ذمہ داری کابینہ پر عائد ہوتی ہے۔ دفاع سے متعلق تمام امور میں وزیر دفاع پارلیمنٹ کو جواب دہ ہے۔ مسلح افواج کا انتظامی اور عملی کنٹرول وزارت دفاع اور فوج کے تینوں بازوؤں کے ہیڈکوارٹرز کے ہاتھ میں ہے۔

تنظیم

تینوں بازو اپنے اپنے چیف آف اسٹاف کے تحت کام کرتے ہیں۔ 31 دسمبر 2001ء کو یہ چیف آف اسٹاف (سربراہان) تھے۔

چیف آف دی آرمی اسٹاف :	جنرل ایس پدمانابھن
چیف آف دی نیول اسٹاف :	ایڈمرل مادھویندر سنگھ
چیف آف دی نیول اسٹاف :	ایر چیف مارشل ایس کرشنا سوامی

بری فوج (ARMY)

نئی دہلی میں واقع بری فوج کے ہیڈکوارٹر میں چیف آف آرمی اسٹاف کی معاونت وائس چیف آف آرمی اسٹاف اور سات دیگر پرنسپل اسٹاف آفیسر یعنی دو ڈپٹی چیف آف آرمی اسٹاف، ایڈجوٹنٹ جنرل، کوارٹر ماسٹر جنرل، ماسٹر جنرل آف آرڈی ننس، ملٹری سکریٹری اور انجینئر ان چیف کرتے ہیں۔

بری فوج آپریشنل کمانوں پر مشتمل ہے۔ ہر کمان ایک جنرل آفیسر کمانڈنگ انچیف کے تحت ہے جو لیفٹیننٹ جنرل رینک کا ہوتا ہے۔ اہم فیلڈ فارمیشن کور، ڈویژن اور بریگیڈ ہوتی ہیں جن کی کمان بالترتیب لیفٹیننٹ جنرل رینک کا جنرل آفیسر کمانڈنگ، میجر جنرل رینک کا ایک جنرل آفیسر کمانڈنگ اور بریگیڈیر سنبھالتا ہے۔ اہم اسٹیٹک فارمیشن ایریا، انڈی پینڈنٹ سب ایریا اور سب ایریا پر مشتمل ہیں۔ ایریا کا کمانڈر میجر جنرل رینک کا جنرل آفیسر کمانڈنگ اور انڈی پنڈنٹ سب ایریا اور سب ایریا کا کمانڈر بریگیڈیر ہوتا ہے۔

فوج کے متعدد بازو اور سروسز ہوتی ہیں۔ یہ ہیں بکتر بند کور، رجمنٹ آف آرٹیلری، کور آف سگنلز میکنکل انفنٹری، انفنٹری،
آرمی سروس کور، ملٹری نرسنگ سروس، آرمی میڈیکل کور، آرمی ڈینٹل کور، آرمی آرڈی ننس کور، کور آف الیکٹریکل اینڈ میکینکل
انجینئرز، ری ماؤنٹ اینڈ ویٹری کور، ملٹری فارمس سروس، آرمی ایجوکیشن کور، انٹلی جنس کور، کور آف ملٹری پولیس، جج ایڈ وکیٹ جنرل
ڈیپارٹمنٹ آرمی فزیکل ٹریننگ کور، پائنیر کور، آرمی پوسٹل سروس، ٹیری ٹوریل آرمی، ڈیفنس سیکورٹی کور، اس کے علاوہ فوج کی خود
اپنی بھرتی کی تنظیم ہے اور اس کے ریکارڈ آفس، ڈپو، بوائز اسٹبلشمنٹ اینڈ سیلکشن سنٹرز اور ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ ہیں۔

بحریہ (NAVY)

بھارت، دنیا کے اہم بحری راستوں پر واقع ہے۔ اس کا خط ساحل 7,516 کلو میٹر لمبا ہے اور خلیج بنگال اور بحر عرب میں اس
کے 1,197 جزائر علاقے ہیں۔ بھارت کا مخصوص اقتصادی زون (EE2) 20 لاکھ 20 ہزار مربع کلو میٹر کا ہے 27.3 کروڑ ٹن
کی بھارت کی 97 فی صد تجارت سمندری راستے سے ہوتی ہے اس سالانہ تجارت کی قیمت 83 ارب ڈالر ہے۔ ہمارا ملک اہم بین
الاقوامی بحری راستوں کو مستقل وسعت فراہم کرتا رہا ہے۔ ان بحری مفادات اور اثاثوں اور سرمایوں کی حفاظت دفاع و تحفظات کی
ذمہ داری بھارتی بحریہ کی ہے، جسے قابل فخر بحری سیاحت کا ترکہ وراثت میں ملا ہے۔

نیول ہیڈکوارٹر، نئی دہلی میں چیف آف نیول اسٹاف (امیر البحر) جو کہ بحریہ کے سربراہ ہوتے ہیں، ان کی معاونت چار
پرنسپل اسٹاف آفیسرز کرتے ہیں۔ جن کے نام ہیں وائس چیف آف سول اسٹاف، ڈپٹی چیف آف سول اسٹاف، چیف آف پرسونل
اور چیف آف میٹیریل۔

بحریہ کی تین کمانیں ہیں۔ مغربی، مشرقی، اور جنوبی، جن کے ہیڈکوارٹرز بالترتیب ممبئی، وشاکھا پٹنم اور کوچی میں ہیں۔ ہر
کمان کا سربراہ فلیگ آفیسر کمانڈنگ انچیف ہوتا ہے، جس کا عہدہ وائس ایڈمرل کا ہوتا ہے۔ مغربی اور مشرقی کمان دو آپریشنل گوا
اور آرکونام دو اہم بحری اڈے ہیں۔ بحریہ میں وشاکھا پٹنم، پورٹ بلیر اور کارنکوبار میں ہوائی اڈے بھی ہیں۔ اہم بحری اڈے تین
کمان ہیڈکوارٹر اور چنئی، کولکتہ، چلکا، لونا والا اور جام نگر میں دیگر چھوٹے بحری ادارے واقع ہیں۔

بھارتی نیوی انتہائی متوازن تین رخی فورس ہے جو کہ جدید ترین میزائل کیپ ایبل جنگی جہازوں، طیارہ بردار جہازوں، مائن
سوئیپرز جدید ترین آبدوزوں، اور جدید ترین طیاروں سے لیس ہے۔ بہت سے جنگی جہازوں کے ڈیزائن بھارت میں بنے ہیں
اور انہیں بھارت شپ یارڈوں ہی میں تیار کیا گیا ہے۔ یہ جہاز ترقی یافتہ ملکوں کے تیار کردہ جہازوں کے مقابلہ کے ہیں۔ بحری
فورس کو جدید ترین ڈاک یارڈ سہولیات بھی حاصل ہیں جہاں انتہائی جدید ٹکنالوجی کی سہولیات دستیاب ہیں۔

ساحلی محافظ (COAST GUARD)

کوسٹ گارڈ (ساحلی محافظ) کا قیام یکم فروری 1977ء کو عمل میں آیا تھا اور اسے یونین آف انڈیا کی ایک آزاد مسلح فورس کا
درجہ 18 راگست 1978ء کو سی جی ایکٹ 1978ء بنا کر دیا گیا تھا۔ کوسٹ گارڈ کی ذمہ داریوں میں (اے) آف شور تنصیبات کی
سلامتی اور حفاظت اور مصنوعی جزائر کا تحفظ (بی) مصیبت میں پھنسے ہوئے ماہی گیروں کو تحفظ فراہم کرنا (سی) سمندری ماحول کا
تحفظ (ڈی) اسمگلنگ مخالف سرگرمیوں میں کسٹمز کی مدد کرنا (ای) ایم زیڈ آئی ایکٹ کا نفاذ اور (ایف) سمندر میں جان و مال کا
تحفظ، شامل ہیں۔ (جی) بحری آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول کرنا۔

کوسٹ گارڈ کی عام نگرانی، ہدایت اور کنٹرول وزارت دفاع کے تحت ڈائریکٹر جنرل کوسٹ گارڈ انجام دیتا ہے۔

بھارت کا پورا ساحلی علاقہ اور سمندری حدود کو تین کوسٹ گارڈ منطقوں مغربی، مشرقی اور جزائر انڈمان ونکوبار، میں تقسیم کردیا گیا ہے جو کہ ان منطقوں کی متعلقہ کمان کے تحت ہیں ان کے ریجنل ہیڈکوارٹر ممبئی، چنئی اور پورٹ بلیئر میں واقع ہیں۔

کوسٹ گارڈ منطقوں کو گیارہ کوسٹ گارڈ اضلاع میں تقسیم کیا گیا ہے جو کہ سمندر کے کنارے واقع ہماری ریاستوں میں ہیں۔ مغربی ساحل پر پانچ ضلع ہیڈکوارٹرز، پوربندر، ممبئی، گوآ، نیومنگلور اور کوچی ہیں۔ مشرقی ساحل پر چار ضلع ہیڈکوارٹر چنئی، وشاکھا پٹنم، پارادیپ اور ہلدیا ہیں اور جزائر انڈمان ونکوبار میں دو ضلع ہیڈکوارٹرز ڈگلی پور اور کیمپبل بے (خلیج کیمپبل) ہیں۔ ان کے علاوہ مختلف مقامات پر ساحلی محافظ مراکز اور ایرانکلیوز میں بھی کوسٹ گارڈ تعینات ہیں۔

دو فریگیٹس اور پانچ سی وارڈ ڈیفنس بوٹ (ایس ڈی بی) کے ساتھ کوسٹ گارڈ سروس کا آغاز کیا گیا تھا مگر گزشتہ 23 سال میں اس نے تیز رفتار ترقی کی ہے۔ اب اس سروس نے مکمل سمندری تنظیم کی شکل اختیار کرلی ہے جس میں نو آف شور پیٹرول جہاز (او پی وی) تین ترقی یافتہ آف شور پیٹرول جہاز، (اے او پی وی) 23 فاسٹ پیٹرول جہاز (ایف پی وی) 24 انٹرسیپٹر بوٹ (آئی بی) اور آئی سی، 17 ڈورنیر ایرکرافٹ، اور 17 چیتک ہیلی کاپٹر ہیں۔ اس کے علاوہ چھ ہورکرافٹ، دو تیز رفتار والے گشتی جہاز، دو انٹرسیپٹر بوٹ، ایک ترقی یافتہ گشتی جہاز اور سات ڈورنیر کو کوسٹ گارڈ میں شامل کرنے کی اجازت حکومت نے دے دی ہے۔ کوسٹ گارڈ ترقیاتی منصوبے 2000-1997 کے تحت ایک ترقی یافتہ پیٹرول جہاز، چار آلودگی کنٹرول کرنے والے جہاز، چار ترقی یافتہ ہلکے ہیلی کاپٹر اور تین متوسط دوری کے نگرانی رکھنے والے ایرکرافٹ کو بھی منظوری دی گئی ہے۔

فضائیہ (AIR FORCE)

نئی دہلی میں واقع فضائیہ کے ہیڈکوارٹر میں چیف آف ایراسٹاف کی معاونت کے لئے۔ وائس چیف آف ایراسٹاف برائے آپریشن (عمل درآمد)، ڈپٹی چیف آف ایراسٹاف حصولیابی اور منصوبہ بندی سے متعلق معاملوں کے لئے، انسپکٹر جنرل آف فلایٹ برائے طیران سلامتی اور نگرانی سے متعلق، ایرافسر انچارج، عملہ آور تربیت کے معاملوں میں ہوتے ہیں۔

انتظامیہ کے ایئر افسر انچارج کا کام سوائے عملہ انتظامیہ کے بھارت فضائیہ کے بھی انتظامی پہلوؤں کو دیکھنا ہے۔ انتظامیہ کے ایئر افسر انچارج، عملہ منتظمہ کے بھی پہلوؤں میں چیف آف ایئر اسٹاف کی مدد کرتا ہے۔

فضائیہ میں تقرری اور تربیت کا معیار مخصوص اور وسیع بنیادوں پر قائم ہے اس کی خدمات میں اب خواتین کی تقرری کے دروازے بھی کھول دئے گئے ہیں اور انہیں پائلٹ کے ساتھ ہی ساتھ دیگر بھی برانچوں (شاخوں) میں افسران کے عہدوں پر فائز کیا جارہا ہے۔ 17 دسمبر 1994 کو خواتین پائلٹوں کے پہلے بیچ کو کمیشن دیا گیا۔ خواتین افسران ٹیکنکل، منتظمہ، تعلیمی، طبی شاخوں، ایرٹریفک اور فایٹر کنٹرولر برانچ وغیرہ میں بھی خدمات انجام دے رہی ہیں۔ اسی طرح بھارتی فضائیہ کی سبھی شاخوں میں خواتین کام کررہی ہیں۔

بھارتیہ فضائیہ میں 5 عمل کاری (Operational) اور 2 فعلی (functional) کمان ہیں۔ آپریشنل کمانیں ہیں۔ دلی میں ہیڈکوارٹر کے ساتھ مغربی ایئر کمان اور گاندھی نگر میں ہیڈکوارٹر کے ساتھ جنوبی مغربی کمان، الہ آباد میں ہیڈکوارٹر کی وسطی ایئر کمان، مشرقی ائر کمان کا ہیڈکوارٹر شلانگ میں ہے جب کہ جنوبی ایئر کمان کا ہیڈکوارٹر ترواننت پورم میں ہے۔ فنکشنل ایئر کمانوں میں سے تربیت کمان کا ہیڈکوارٹر بنگلور میں ہے اور رکھ رکھاؤ کمان کا ہیڈکوارٹر ناگپور میں ہے۔

فضائیہ کے پاس جدید ایئر کرافٹ اور معاون لوازمات کا طویل سلسلہ، نظام ہتھیار، مواصلات اور سراغ رسانی نظام کی ایک وسیع فہرست ہے جو اسے ہر حالت میں نا قابل تسخیر جارحانہ و دفاعی صلاحیت عطا کرتے ہیں۔ فضائیہ کی مار کرنے کی صلاحیت اس کی فضائی فوقیت والے لڑاکو طیارے، ملٹی رول جنگجو طیارے اور حملہ/ فضائی دفاع/ دیکھ بھال کرنے والے ایئر کرافٹ ہیں۔ ہنٹر اور کینبرا طیاروں جیسے پرانی نسل کے طیاروں کا بھی بھارتیہ فضائیہ کے ذریعے محدود آپریشنل رول ہے۔

کمیشنڈ رینک

تینوں بیڑوں میں مندرجہ ذیل کمیشنڈ رینک ہیں۔ ہر رینک دوسری سروس میں اپنی مساوی رینک کے سامنے ظاہر کی گئی ہے۔

آرمی	نیوی	ایرفورس
جنرل	ایڈمرل	ایر چیف مارشل
لیفٹیننٹ جنرل	وائس ایڈمرل	ایر مارشل
میجر جنرل	ریر ایڈمرل	ایر وائس مارشل
بریگیڈیر	کموڈور	ایر کموڈور
کرنل	کیپٹن	گروپ کیپٹن
لیفٹیننٹ کرنل	کمانڈر	ونگ کمانڈر
میجر	لیفٹیننٹ کمانڈر	اسکویڈرن لیڈر
کیپٹن	لیفٹیننٹ	فلائٹ لفٹیننٹ
لیفٹیننٹ	سب لیفٹیننٹ	فلائنگ آفیسر

بھرتی

مسلح افواج خدمت، ایثار، حب الوطنی اور ملک کی گنگا جمنی تہذیب کی مثالی علامت ہے۔ مسلح افواج میں بھرتی رضا کارانہ ہے اور بھارت کا ہر شہری ذات، طبقات، مذہب اور فرقے کی تفریق کے بغیر بھرتی ہوسکتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ جسمانی، طبی اور تعلیمی معیاروں پر پورا اترنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ فوج میں بھرتی ہر ریاست کے قابل تقرر مرد آبادی کے مطابق کی جاتی ہے۔

مسلح افواج میں عورتوں کی شمولیت

مسلح افواج کی مندرجہ ذیل شاخوں میں شارٹ سروس کمیشن کی بنیاد پر اہل خواتین کی تقرری کی جاتی ہے۔ فوج۔ ای۔ ایم۔ ای۔ سگنلس، انجینئر، آرمی ایجوکیشن کور، آرمی آرڈی ننس کور، آرمی سروس کور اور محکمہ خفیہ اطلاعات و جج ایڈوکیٹ جنرل شاخ۔

بحریہ۔ بھارتی بحریہ کی سبھی شاخوں میں اور ایرفورس۔ فلائنگ ایرونائکل انجینیر نگ (میکانکی)، تعلیمی، منتظمہ، لاجسٹک، اکاؤنٹ اور علم موسمیات۔

کمیشنڈ افسروں کی بھرتی

مسلح افواج میں کمیشنڈ افسروں کی بھرتی خاص طور سے یونین پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ تکنیکی شاخوں کے لئے خواتین کی اسپیشل انٹری اسکیم، این سی سی اسپیشل انٹری اسکیم اور خدمات تقرریاں، فوج، بحریہ اور فضائیہ کے لئے براہ راست متعلقہ بھرتی ڈائرکٹریٹ کے ذریعہ کی جاتی ہیں۔

یونین پبلک سروس کمیشن سال میں دوبار کمبائنڈ ڈیفنس سروسز اگزامنیشن (سی ڈی ایس ای) منعقد کرتا ہے۔ یونیورسٹی کے گریجویٹ اس امتحان میں شمولیت کے مجاز ہوتے ہیں۔

کامیاب امیدوار متعلقہ تربیتی اکیڈمیوں جیسے بری فوج کے لئے انڈین ملٹری اکیڈمی (آئی۔ ایم۔ اے)، نیوی (بحریہ) کے لئے نیول اکیڈمی، ایرفورس کے لئے ایرفورس اکیڈمی میں داخلہ لیتے ہیں۔ یونین پبلک سروس کمیشن سال میں دوبار نیشنل ڈیفنس اکیڈمی میں داخلہ کے لئے بھی امتحان منعقد کرتا ہے۔ 2+10 امتحان پاس کرنے یا 12 ویں کلاس میں پڑھائی پوری کرتے ہوئے بھی امیدوار اس امتحان میں بیٹھ سکتے ہیں۔ کامیاب امیدوار این۔ ڈی۔ اے کا کورس مکمل کرنے کے بعد کمیشن، قبل تربیت کے لئے متعلقہ فوجی خدمات اکیڈمیوں میں بھیج دئے جاتے ہیں۔

سروس سلیکشن بورڈ / ایرفورس سیلکشن بورڈ کے ذریعہ فوج، بحریہ اور فضائیہ کی درج ذیل شاخوں کے لئے بھرتی کی جاتی ہے۔ فوج کی سبھی برانچوں اور خدمات کے لئے، بحریہ: الیکٹریکل انجینیر نگ، نیول آرکیٹیکٹ (بحریہ تعمیراتی) انجینیر نگ، لاجسٹک (فوجی نقل وحمل اور قیام ورسد)، قانون، تعلیم، ایرٹریفک کنٹرول، اور ایرفورس۔ ایرونائکل انجینیر نگ (الیکٹرانکس)، ایرونائکل انجینیر نگ (میکنکل)، تعلیم، منتظمہ، لاجسٹک، اکاؤنٹ اور علم موسمیات۔

انجینیر نگ کی تعلیم حاصل کرنے والے فائنل / پری فائنل سال کے طالب علم بری فوج کی ٹیکنکل برانچوں / خدمات میں یونیورسٹی انٹری اسکیم کے تحت کمیشنڈ افسروں کے طور پر داخلے کے اہل ہوتے ہیں۔

فوج میں ٹیکنکل افسروں (انجینیر نگ) کی کمی دور کرنے کے لئے حکومت نے ایک شارٹ سروس کمیشن (ٹیکنیکل) انٹری اسکیم کو بھی منظوری دی ہے۔ اس اسکیم کا مقصد کوالیفائیڈ ٹکنکل گریجوایٹوں کو ایس ایس بی امتحان کے ذریعہ بھرتی کرنے اور انہیں میڈیکل ٹسٹ کے بعد 10 مہینے کے کورس کے لئے آفیسرز ٹریننگ اکیڈمی چنئی میں داخل کرنا ہے۔ کورس کے اختتام پر کامیاب امیدواروں کو شارٹ سروس کمیشن ملے گا۔

پونے میں واقع آرمڈ فورسز میڈیکل کالج کے تمام کامیاب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس گریجویٹوں کو سیدھے مستقل کمیشن دے دیا جاتا ہے اور غیر فوجی میڈیکل کالجوں کے پوسٹ گریجویٹ / ایم بی بی ایس ڈگری ہولڈروں کو کل ہند بنیاد پر مقابلہ جاتی امتحانوں کے ذریعہ چنا جاتا ہے۔ یہ امتحان مستقل کمیشن اور شارٹ سروس کمیشن دینے کے لئے ڈائریکٹوریٹ جنرل آف آرمڈ فورسز میڈیکلخدمات کراتا ہے۔

کم سے کم 'بی' گریڈ میں این۔ سی۔ سی کا 'سی' سرٹی فیکٹ حاصل کرنے والے یونیورسٹی گریجویٹ (جنہوں نے گریجویشن

کے امتحان میں کم سے کم 50 فی صد نمبر حاصل کئے ہیں) کو بحریہ اور فضائیہ میں ریگولر کمیشنڈ افسروں اور بری فوج میں شارٹ سروس کمیشنڈ افسروں کے طور پر بھرتی کیا جاتا ہے۔ ان گریجویٹوں کو یونین پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ لئے جانے والی سی۔ ڈی۔ ایس۔ ای۔ امتحان میں شمولیت سے چھوٹ مل جاتی ہے اور ان کی بھرتی (ایس۔ ایس۔ بی) کے ذریعہ کی جاتی ہے۔

حکومت نے اسپیشل کمیشنڈ افسروں کا 6,000 کا ایک مضبوط معاون کیڈر تشکیل کی منظوری دی ہے۔ ان عہدوں پر اہل جے ۔سی۔ او اور او۔ آر۔ سے بھرتی کی جائیگی۔ اس داخلہ اسکیم کے تحت 35-30 سال کی عمر گروپوں میں خدمات انجام دینے والے جے۔ سی۔ او، این سی او اور او آر جن کے پاس آرمی سینئر اسکول سرٹیفکٹ پاس کی لیاقت (سی۔ بی۔ ایس۔ ای کی کلاس XI کی طرز پر) ہوگی۔ وہ ایس ایس بی اور میڈیکل بورڈ کے ذریعہ چھان بین رسلیکشن کے بعد کمیشن پانے کے مستحق ہوں گے۔ کمیشن پانے سے قبل انہیں 6 مہینے کی ٹریننگ لینی ہوگی۔ اس طرح سے کمیشن حاصل کرنے والے افسران کرنل کے عہدے تک ترقی کر سکیں گے۔ مستقل ترقی اور عوضی ترقی کے لئے ضوابط وقواعد ریگولر افسروں کے ترقی ضوابط کی طرح ہی ہوں گے۔ یہ افسران یونٹوں میں سب یونٹ کیڈر رکیو، ایم جاب رای۔ آر۔ ای تقرریاں میجر کے رینک تک حاصل ہوں گی۔ 25-20 سال تک خدمات انجام دینے کے بعد یہ افسران 57 سال کی عمر میں سبکدوش ہوجائیں گے۔

اس اسکیم سے نہ صرف موجودہ جے۔ سی۔ او، این۔ سی۔ او اور او۔ آر کو ان کے کیریر کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی بلکہ جلد شروع کی جانے والی اس اسکیم کے تحت 2+10 لیاقت والے امیدواروں کو ایس۔ ایس۔ بی کے ذریعہ انتخاب کے بعد ملٹری اور انجینئر نگ ٹریننگ کے لئے آئی۔ ایم۔ اے اور ملٹری انجینئر نگ کالج پونا بھیجا جائیگا۔ ابتدائی چھ مہینے کی ملٹری ٹریننگ کے بعد چار سالہ ڈگری انجینئر نگ ٹریننگ دی جائے گی۔ اس اسکیم سے تکنیکی شاخوں رخدمات میں افسران کی کمی دور کرنے میں مدد ملے گی۔

دیگر رینکوں کی بھرتی

فوج میں بھرتی ہر ریاست کے قابل تقرری مرد آبادی (آر۔ ایم۔ پی) کے مطابق کی جاتی ہے۔ ہر ریاست کا آر۔ ایم۔ پی اس ریاست کی مرد آبادی کے 10 فی صد کو مانا جاتا ہے۔ فضائیہ میں ایرمینوں کی بھرتی نئی دہلی کے ایرفورس اسٹیشن کے ایر مین تقرری بورڈ کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اس کے تحت اس بورڈ کے 13 سلیکشن مراکز ہیں۔

پہلی اپریل 1998 سے تقرری کے لئے ایک نیا نظام شروع کیا گیا ہے۔ ترمیم شدہ نظام کے تحت فوج میں جوانوں کی بھرتی کھلی بھرتی ریلیوں کے ذریعہ کی جاتی ہے جن کا انعقاد، جغرافیائی، آبادیاتی اور وضعی حالات کو دھیان میں رکھ کر پہلے ہی پلان بنا کر بہتر ڈھنگ سے کیا جاتا ہے۔ ہر مہینے ضلعوں، علاقوں اور خطوں کے لئے ردعمل کی توقعات کی بنیاد پر ایسی کم از کم ایک ریلی منعقد کی جاتی ہے۔ مخصوص علاقوں رضلعوں میں ہونے والی ریلیوں کے لئے پہلے ہی سے پبلسٹی کی جاتی ہے۔

علاقائی فوج (TERRITORIAL ARMY)

علاقائی فوج، ایسی یونٹوں کی تنظیم ہے۔ جن میں زندگی کے ہر شعبے کے شہری شامل ہوتے ہیں جو عام طور سے اپنے کاروبار میں لگے ہونے کے ساتھ ساتھ فوجی خدمات کے لئے رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔ علاقائی فوج میں شامل ہونے کے بعد ان شہریوں کو ایک قلیل مدتی سخت ٹریننگ سے گزرنا پڑتا ہے۔ جو انہیں کافی حد تک اہل فوجی بنا دیتی ہے۔ بعد میں ہر سال وہ دو مہینے کے لئے اپنی اپنی یونٹوں میں دوبارہ تربیت کے لئے جاتے ہیں تاکہ فنون سپہ گری سے ان کا تعلق قائم رہے۔

جب بھی ضرورت ہوتی ہے علاقائی فوجیوں کو فوجی خدمات کے لئے طلب کیا جاتا ہے۔اور وہ خاص متعین اوقات میں اپنی اپنی یونٹوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ یونٹیں جب افرادی قوتوں سے مکمل ہو جاتی ہیں تو عام طور سے ان کو سرگرم خدمات کے لئے قلیل مدتی سخت ٹریننگ کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔ علاقائی فوجی یونٹیں ریگولر آرمی کی معاونت کے لئے اپنی سرگرم خدمات کے دوران ڈیوٹی پر تعینات کردی جاتی ہیں۔علاقائی فوجی یونٹوں نے ریگولر انڈین آرمی کے ساتھ مل کر کئی جنگوں میں بھی حصہ لیا ہے۔ ان کا قیام ریلوے، تیل سیکٹر اور طب (محکمہ جاتی یونٹوں) جیسی لازمی خدمات کو ہنگامی صورت حال کے دوران بنائے رکھنے کے لئے ہوا تھا۔ جنگل کاری اور بنجر زمینوں کو کاشتکاری کے قابل بنانے جیسے قومی ترقیاتی کاموں کے لئے بنائی گئی کچھ یونٹوں نے قابل تعریف خدمات فراہم کی ہیں۔

نیشنل کیڈٹ کور

نیشنل کیڈٹ کور کا قیام 15 رجولائی 1948ء کو عمل میں آیا تھا اور اب اس کو بھارت میں سب سے بڑی باقاعدہ طور پر منظم نوجوانوں کی تحریک کا درجہ حاصل ہو چکا ہے۔اس کی بری، بحری اور فضائی ونگ میں سینئر اور جونیئر ڈویژنوں میں 12 لاکھ لڑکے اور لڑکیاں ہیں یہ تعداد ملک کے حقیقی طالبعلموں کی تعداد کے 4.1 فیصد کے مساوی ہے۔ وزارت دفاع نے جولائی 2000 سے بھرتی کے لئے ایک لاکھ اضافی اسامیوں کی منظوری دی ہے۔این سی سی کے ڈائریکٹر جنرل کا دفتر نئی دہلی میں واقع ہے جو کہ 16 این سی سی ڈائریکٹوریٹوں کے وسیلہ سے جو کہ ملک بھر میں پھیلے ہوئے ہیں این سی سی کی مختلف سرگرمیوں کی نگرانی کرتا ہے۔این سی سی کے لئے ایک مرکزی مشاورتی کمیٹی ہے جو کہ ''مجموعی پالیسی رہنمائی'' کا کام کرتی ہے۔این سی سی میں فوجی عملہ، کل وقتی این سی سی افسران، اساتذہ رپروفیسر صاحبان اور شہری شامل ہیں۔ ہر تعلیمی ادارہ میں ایک لکچرار ٹیچر کو ایسوسی ایٹ این سی سی آفیسر مقرر کیا جاتا ہے۔

این سی سی کا مقصد مختصر لفظوں میں ''اتحاد اور ڈسپلن'' ہے اور اس کے مقاصد حسب ذیل ہیں: نوجوانوں میں (اے) کردار، ہمت، بھائی چارگی، قیادت سیکولر نظریات، مہم جوئی اور کھلاڑی کی اعلیٰ ترین صفات ابھارنا اور بے لوث خدمت کا جذبہ پیدا کرنا ہے تا کہ وہ مفید شہری بن سکیں (بی) منظم، تجربہ اور باعزم نوجوانوں کا ایک انسانی وسیلہ پیدا کرنا تا کہ بشمول مسلح افواج، زندگی کے تمام شعبوں میں قیادت فراہم کی جاسکے اور اسے ہمہ وقت قوم کی خدمت کے لئے تیار رکھا جاسکے۔

تربیتی ادارے

سینک اسکول

سینک اسکول کے قیام کی اسکیم 1961 میں ڈیفنس فورسز کے افسروں کے کیڈر میں بھرتی کی بنیاد کو وسیع بنانے کے لئے شروع کی گئی تھی۔ سینک اسکول مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے مشترکہ ادارے ہیں۔ فی الوقت 18 سینک اسکول ہیں جن میں سے ایک ایک سبھی اہم ریاستوں میں واقع ہیں اور ان کے نظم ونسق کی دیکھ بھال سینک اسکول سوسائٹی کررہی ہے۔ جس ریاست میں اس کے اپنے سینک اسکول نہیں ہیں۔ وہاں کے لڑکوں کو نواحی ریاستوں کے سینک اسکولوں میں داخل کیا جاتا ہے۔ سینک اسکولوں میں داخلہ پوری طرح محاسن کی بنیاد پر درجہ vi اور درجہ ix میں، ہر سال فروری میں ہونے والے آل انڈیا سینک اسکول داخلہ امتحان کے ذریعہ دیا جاتا ہے اور یہ اسکول پوری طرح رہائشی ہیں۔ یہ اسکول سنٹرل بورڈ آف سکنڈری ایجوکیشن سے ملحق ہیں

اورسائنس 2+10 کے طریقہ کے مطابق تعلیم دیتے ہیں۔

نیشنل ڈیفنس اکادمی

نیشنل ڈیفنس اکادمی (این ڈی اے) کھڑک واسلا میں واقع ڈیفنس سروسز کے مستقبل کے افسروں کے طور پر نوجوان کیڈٹوں کو تربیت دینے والا جوائنٹ سروسز ادارہ ہے۔ اس اکیڈمی کا مرکزی تصور ''سیوا پرمودھرما'' ہے (بے لوث خدمت) کیڈٹوں کو ان کی ٹریننگ کے دوران عام تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ اس اکادمی کے نصاب کو اکادمی کی تعلیم مکمل کرنے پر جواہر لال نہرو یونیورسٹی نے بی اے/بی ایس سی کی ڈگری دینے کے لئے منظور کیا ہے۔ اس وقت کیڈٹوں کی تعداد 1,745 ہے ان میں بھوٹان کے 52 کیڈٹ فلسطین کے نو اور مالدیپ کے آٹھ کیڈٹ شامل ہے۔

انڈین ملٹری اکادمی

انڈین ملٹری اکادمی (آئی ایم اے) دہرہ دون کا قیام فوج میں کیڈٹوں کو کمیشن حاصل کرنے کی ٹریننگ دینے کے لئے 1932ء میں عمل میں آیا تھا۔ یہ ٹریننگ جنٹل مین کیڈٹوں کو فوجی تربیت کے ذریعہ ذہانت، اخلاقی اور جسمانی معیارات کو بڑھانے، عام تعلیم، آگے بڑھ کر کام کرنے کی صفات پیدا کرنے، پیشگدی اور مفاہمت کی خصوصیات سے انہیں لیس کرنے میں مدد کرتا ہے۔ یہ صفات جنگ اور امن دونوں ہی حالتوں میں قیادت کی بنیادی خوبیاں پیدا کرنے والی ہیں۔ اکادمی کا مرکزی تصور شجاعت اور دانش مندی ہے۔ آئی ایم اے میں جنٹل مین کیڈٹوں کی موجودہ تعداد 1,298 ہے۔

آفیسرز ٹریننگ اکادمی

آفیسرز ٹریننگ اکادمی (او ٹی اے) چنئی مندرجہ ذیل کورسوں کے لئے کمیشن سے پہلے کی ٹریننگ دیتی ہے (اے) یونین پبلک سروس کمیشن امتحان میں کامیاب ہونے والے یونیورسٹی گریجویٹوں کے لئے 44 ہفتوں کا شارٹ سروس کمیشن کورس (بی) خواتین کیڈٹوں کے لئے 6 مہینوں کا کورس (ویمن اسپیشل انٹری اسکیم) اور (سی) چار ہفتے کی ٹریننگ کے بعد منتخب ہونے والے فوجی امیدواروں کو پرمانینٹ کمیشن آن اسپیشل لسٹ۔ اکادمی میں 500 افراد کو ٹریننگ دی جاسکتی ہے۔ اب تک 581 خواتین کیڈٹوں کو شارٹ سروس کمیشن دیا جاچکا ہے۔

راشٹریہ انڈین ملٹری کالج

راشٹریہ انڈین ملٹری کالج دہرہ دون میں پبلک اسکولوں جیسی تعلیم دی جاتی ہے۔ خاص طور پر ان لڑکوں کو، جو فوج میں کمیشن حاصل کرنے کی غرض سے بعد میں این ڈی اے میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ کالج آٹھویں کلاس میں طالب علموں کو تحریری اور زبانی امتحان کی بنیاد پر داخلہ دیتا ہے۔ یہ امتحان پورے ملک میں سال میں دو بار ریاستی حکومتوں کی نگرانی میں کرائے جاتے ہیں اور فروری و اگست میں ہوتے ہیں۔ اس کالج کو یہ فخر حاصل ہے کہ تین آرمی چیف آف اسٹاف اور ایک چیف آف ایر اسٹاف اس میں پڑھ چکے ہیں۔

نیشنل ڈیفنس کالج

نیشنل ڈیفنس کالج کا قیام 1960 میں ان سینئر ڈیفنس اور سول سروس افسروں کو تیار کرنے کے لئے عمل میں آیا تھا جو قومی سلامتی اور حکمت عملی کے اہم مسائل کا جامع تصور رکھتے ہوں۔ اس کالج کے نصاب کو خاص طور سے تیار کیا گیا ہے جس میں قومی سلامتی کے سماجی، سیاسی، اقتصادی، صنعتی، سفارتی اور فوجی حجم کو لیا گیا ہے۔ یہ نصاب 47 ہفتے کے سات مطالعات اور مطالعاتی سفروں پر مشتمل ہے۔

آرمی کیڈٹ کالج

آرمی کیڈٹ کالج، آئی ایم اے کا ایک بازو ہے جو کہ کمیشن کے لئے چنے جانے والے سروس کیڈٹوں کی ٹریننگ کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ اس کا تعلیمی ڈھانچہ این ڈی اے جیسا ہی ہے یا 3+2+10 کے خطوط پر ہے اور نصاب مشترک ہے۔ کورس مکمل ہونے پر یہ کیڈٹ بی اے / بی ایس سی ڈگری کے بھی حقدار ہو جاتے ہیں جو کہ جواہر لال نہرو یونیورسٹی سے تسلیم شدہ ہے۔

آرمی اسکول آف فزیکل ٹریننگ

جسمانی تربیت کا یہ فوجی اسکول (اے ایس پی ٹی) پنے میں واقع ہے۔ جس کا قیام 1947ء میں عمل میں آیا تھا۔ اس میں کیڈٹوں کو فوج کے لئے جسمانی اور تفریحی تربیت دی جاتی ہے۔ اس کا تربیتی ڈھانچہ ایسا ہے کہ جسمانی ٹریننگ کے لئے جامع اور باضابطہ ہدایات دی جا سکتی ہیں۔ فوج کے تمام رینکوں سے منتخبہ امیدواروں، پولیس، نیم فوجی دستوں اور دوست ممالک کے طلبہ اے ایس پی ٹی میں جسمانی ٹریننگ یوگا، مارشل اسپورٹ اور متعلقہ مضمون کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخلہ لیتے ہیں۔

دیگر تربیتی مراکز اور اسکول

مہو میں کالج آف کمبیٹ میں ہائر کمانڈ، سینیئر کمانڈ اور جونیئر کمانڈ کے کورس فوجی افسروں کے لئے چلائے جاتے ہیں۔ اس کے ذریعہ کمبائنڈ آپریشنل ریویو اینڈ ایوے لوایشن (سی او آر ای) پروگرام بھی سال میں ایکبار میجر جنرل یا اس کے مساوی رینک کے تینوں فوج کے منتخبہ افسروں کے لئے چلایا جاتا ہے۔ سال میں ایک بار فوج کے بریگیڈیر اور عام افسروں کے لئے فارمیشن کمانڈر اور نٹیشن پروگرام بھی چلایا جاتا ہے۔ کالج آف ملٹری انجینیرنگ کرکی (پنے) فوجی انجینیرنگ کے تمام پہلوؤں کے بارے میں افسروں اور دیگر رینک کو ٹریننگ دیتا ہے۔ دو سال سے زیادہ مدت کے لمبے کورس بھی چلائے جاتے ہیں تاکہ ڈگری کے معیارات تک افسروں کو ٹریننگ دی جا سکے۔ ملٹری کالج آف ٹیلی کمیونی کیشن انجینیرنگ مہو میں ٹیلی مواصلات اور سگنل کی بنیادی اور ترقی یافتہ تکنیکی معلومات کی تربیت دی جاتی ہے۔ آرمورڈ کور سینٹر اینڈ اسکول، احمد نگر، آرمورڈ فائٹنگ کے استعمال ڈھیکلو بکتر (بکتر بند لڑاکا گاڑیوں) ڈرائیونگ اور رکھ رکھاؤ کی ٹریننگ دیتا ہے۔ دیولالی کا اسکول آف آرٹیلری، فیلڈ برانچ آرٹیلری میں تربیت دیتا ہے۔ آرمی / ایر ڈیفنس اسکول گوپال پور آن سی، ایر ڈیفنس توپخانہ کے عملہ کو ٹریننگ دیتا ہے۔ ہائی آلٹی چیوڈ وار فیر اسکول (بلند مقامات پر جنگ لڑنے کا ہنر سکھانے والا اسکول) گلمرگ اور سون مرگ میں واقع ہے جس میں فوجیوں کو پہاڑی جنگوں کے ہنر کے بشمول راک، اسنو اور آئس کرافٹ کی تعلیم و تربیت دی جاتی ہے۔ کاؤنٹر انسرجنسی اینڈ جنرل وار فیر اسکول میں افسروں اور جوانوں کو شورش کے سدباب کے ہنر کی تربیت دی جاتی ہے۔

بریلی کی جونیئر لیڈرس اکادمی، جونیئر لیڈر کورس کے لئے اداری لیڈرشپ اور محرکہ دترغیبی ٹریننگ کا بھی انعقاد کرتا ہے۔ یہ کورس فوج کی سبھی شاخوں وخدمات کے جے۔سی۔او۔اور سینئر این۔سی۔او کے لئے ہوتا ہے۔

میکینکل انفینٹری رجمنل سینٹر، میکنکل انفینٹری کے رنگروٹوں کو بنیادی اور ٹیکنکل ٹریننگ دیتا ہے اس کے علاوہ اینٹی ٹینک گائیڈ ڈمیزائلوں پر بنیادی اور انسٹرکٹر کورس بھی چلاتا ہے جو کہ افسروں، بی جی او اور میکانائزڈ انفینٹری کے دوسرے رینکوں کے لئے ہوتے ہیں۔اس کے ذریعہ یونٹوں کے میکانائزڈ انفنٹری میں تبدیل ہونے پر یا آلات کی تبدیلی کی صورت میں کنورزن ٹریننگ بھی دی جاتی ہے۔ کالج آف میٹریلز مینجمنٹ جبلپور میٹریلز مینجمنٹ میں خصوصی تربیت دیتا ہے جن میں گولہ بارود اور دھماکہ خیز مادہ بھی شامل ہے۔اس کے ذریعہ عصری انتظامی طریقے بھی سکھائے جاتے ہیں۔ کچھ دوسرے فوجی تربیتی مراکز اور اسکول یہ ہیں: آرمی سروس کور اسکول بریلی، ایم ایم ای اسکول وڈودرا، ملٹری کالج آف الیکٹرانکس اینڈ میکنکل انجینئر نگ سکندرآباد، کالج آف ڈیفنس مینجمنٹ سکندرآباد، مری ماؤنٹ اینڈ ویٹرینری کورسز اینڈ اسکول میرٹھ، آرمی ایجوکیشن کور ٹریننگ کالج اینڈ سینٹر پنچ مڑھی، آرمی اسکول آف فزیکل ٹریننگ پنے، آرمی رائیر ٹرانسپورٹ اسکول آگرہ۔ ملٹری انٹلی جنس ٹریننگ اسکول اینڈ ڈپو پنے، آرمی ایئر ٹرانسپورٹ اسکول آگرہ، کور آف ملٹری پولیس سینٹر اینڈ اسکول بنگلور، انسٹی ٹیوٹ آف ملٹری لاء کامپٹی، آرمڈ فورسز میڈیکل کالج پنے، انسٹی ٹیوٹ آف نیشنل انٹگریشن پنے، اور آرمی میڈیکل کور سینٹر اینڈ اسکول لکھنؤ۔

پیداوار اور بہم رسانی

دفاعی پیداوار اور دفاعی سپلائز شعبے کو دسمبر 1984 میں ضم کر کے ایک شعبہ بنا دیا گیا۔ جس کا نام ہے دفاعی پیداوار اور بہم رسانی۔ اس محکمہ کی بنیادی ذمہ داری ملک کی مسلح افواج کو جدید ترین آلات اور ہتھیاروں سے لیس کرنا اور مسلح افواج کی جدید کاری میں حصہ لینا ہے۔ یہ کام 39 آرڈی نینس فیکٹریوں اور 8 ڈیفنس پبلک سیکٹر اداروں کے ذریعہ کی جاتی ہے۔

فوجی کارخانے (ORDINANCE FACTORY)

مسلح افواج اور نیم فوجی دستوں ر پولیس کے لئے دفاعی ہارڈ ویر کی پیداوار کے لئے آرڈی نینس فیکٹری آرگنائزیشن سب سے بڑی محکمہ جاتی تنظیم ہے۔ اس وقت 39 آرڈی نینس فیکٹریاں ملک بھر میں پھیلی ہوئی ہیں۔

آرڈی نینس فیکٹریاں، مسلح افواج کو جدید ہتھیاروں اور گولہ بارود اور ٹینک وغیرہ سے لیس کرنے میں بنیادی واہم کردار نبھاتی ہیں۔ آرڈی نینس فیکٹریوں نے مہلک اور غیر مہلک ہتھیاروں اور ساز وسامان کی پیداوار کرنے حربی وجنگی حکمت عملیوں میں ماہر اور وقف شدہ کارخانوں کے طور پر فروغ حاصل کیا ہے۔ ان کی اصل ساخت پر سرمایہ کاری قومی سلامتی اور جنگی پالیسیوں کی ضرورتوں کو دھیان میں رکھ کر کی جاتی ہے۔ اس تنظیم کا خاص مقصد مسلح افواج کے روایتی مہلک اور غیر مہلک آلات کی ضرورتوں کو پورا کرنا ہے۔ اس کا ابتدائی مقصد دفاع کے کام میں آنے والے عمدہ اور مخصوص ساز وسامان کو کم سے کم قیمت پر کافی مقدار میں اور بروقت مہیا کرانا ہے۔ یہ کارخانے ملٹری ٹرانسپورٹ کے لئے گاڑیاں، انفنٹری کے لئے جنگی گاڑیاں، بکتر بند گاڑیاں، بصری اور نظر کے الیکٹرانک آلات، فیلڈ کیبل، گرمی وسردی کی وردیاں، پیراشوٹ، چمڑے کے مختلف سامان، تیرنے والے پل، جنرل اسٹورس کا سامان، سول کاموں کے لئے دھماکہ خیز مادے وغیرہ کی پیداوار کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہتھیاروں اور گولہ بارود کے لئے آلات اور اوزاروں کی ڈیزائن بنانے اور پیداوار کرنے کی بھی سہولت اس کارخانے میں مہیا ہے۔

مسلح افواج کو ہتھیار اور گولہ بارود اور دیگر سامان مہیا کرانے کے علاوہ یہ کارخانے پولیس اور نیم فوجی دستوں کی تنظیموں کی بھی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں۔ ریلوے، پبلک سیکٹر ادارے اور دیگر سرکاری محکموں کے لئے بھی ان کارخانوں میں سامان تیار کیا جاتا ہے۔ ان کارخانوں نے فوجوں اور دفاعی قوتوں کی نئی نئی ضرورتوں کو دیکھتے ہوئے اپنی مصنوعات اور اور مصنوعاتی تکنیک کو مسلسل بہتر اور عمدہ بنایا ہے۔

فراہمی شاخ(SUPPLIES WING)

وزارت دفاع کے لئے خریداری پالیسی تیار کرنے والی مرکزی ایجنسی سپلائز ونگ کے اہم کام ہیں: (ا) درآمد کی بدل قائم کرنے کے لئے آئٹموں کی پہچان ونشاندہی اور ان کے پیداوار کا انتظام کرنا (ب) ڈی۔ آر۔ ڈی۔ او کے ذریعہ ترقی یافتہ آئٹموں کا نجی سیکٹر کی صنعت کے پیداواری انتظام کرنا۔ غیر فوجی صنعتوں کو دفاعی سامان کے گھریلو پیداوار میں حوصلہ افزائی کرنے کے لئے 94-1993 میں دیسی کاری میں شاندار و بہتر عمل کے لئے نیشنل ایوارڈ کا ایک منصوبہ شروع کیا گیا تھا۔ دفاعی ساز و سامان کے پرزوں اور ذخیروں کے بدل قائم کرنے کی سمت میں صنعتوں کے ذریعہ کی گئی کوششوں کو سپلائز ونگ مناسب طریقہ سے تسلیم کرتا ہے اور مستحق اکائیوں کو مناسب انعام بھی دیئے جاتے ہیں۔

عام طور سے سپلائز ونگ انہیں آئٹموں سے متعلق ہوتی ہے۔ جن میں شروع میں ہی فروغ دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر بھی آپریشن وجے، کے تحت عملی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے سال رواں میں اس شاخ نے مسلح افواج کی فوری ضرورتوں کو پورا کرنے میں ایک اہم کردار نبھایا اور کم سے کم ممکنہ وقت میں ان کے آرڈر دئے۔

نجی سیکٹر کو دئے گئے ترقیاتی دفاعی سپلائی آرڈروں کی قیمت آٹھویں دہے کے شروع میں 60 کروڑ روپے سالانہ سے بڑھ کر حال کے برسوں میں 200 کروڑ روپے کے قریب جا پہونچی ہے۔ 2001-2000 کے دوران مختلف دفاعی ساز و سامان و ذخیروں کے ابتدائی فروغ کے لئے دیئے گئے آرڈروں کی قیمت 186.478 کروڑ روپے تھی اور 318 نظاموں رذیلی نظاموں کے بشمول کل 1,379 آئٹموں کی دیسی کاری کی گئی۔

حال کے برسوں میں دفاعی پیداوار میں غیر فوجی سیکٹر کی حصہ داری سے دفاعی پیداوار کی تکنیکی بنیادوں کو وسعت فراہم کرنے اور کوالٹی کا معیار بڑھانے میں کافی مدد ملی ہے۔ نتیجتاً کئی اسمبلیوں/ معاون اسمبلیوں کے لئے اب دفاعی افواج اس سیکٹر پر کافی انحصار کرنے لگی ہیں۔ اب ہمہ گیر، وسیع اور خود کفیل دیسی دفاعی بنیاد تیار کرنے کے لئے حکومت وصنعت کی موثر حصہ داری کے لئے طویل مدتی منصوبہ بنایا جارہا ہے۔

دفاعی ادارے(DEFENCE UNDERTAKINGS)

ڈیفنس پبلک سیکٹر انڈرٹیکنگو (ڈی پی ایس یو) کی تشکیل اس طرح کی گئی ہے کہ وہ آسانی سے بدلے ہوئے حالات میں کام کرسکیں۔ ان کا نظم ونسق لا مرکزی ہو اور انہیں کام کی کافی آزادی حاصل رہے تاکہ دفاعی ٹکنالوجی کی بنیاد کو طرح طرح سے استعمال میں لایا جاسکے اور وہ مسلح افواج کی بنیادی ضرریات بھی پوری کرسکیں۔

محکمہ دفاعی پیداوار اور رسدات کے تحت فی الوقت آٹھ پبلک سیکٹر انڈرٹیکنکس (پی ایس یو) چل رہی ہیں۔ یہ ہیں ہندوستان ایروناٹکس لمٹیڈ (ایچ اے وہلی) بھارت الکٹرانکس لمٹیڈ (بی ای ایل)، بھارت ارتھ موورز لمٹیڈ (بی ای ایم ایل)، مج گاؤں

ڈاک لمیٹیڈ (ایم ڈی ایل) گارڈن ریچ شپ بلڈرز اینڈ انجینیرز لمیٹیڈ (جی آر ایس ای)، گوآشپ یارڈ لمیٹیڈ (جی ایس ایل) بھارت ڈائنمکس لمیٹیڈ (بی ڈی ایل) اور مشر دھاتو نگم لمیٹیڈ (ایم آئی ڈی ایچ اے این آئی)۔

ہندوستان ایرونائکس لمیٹیڈ کا قیام 1964 میں عمل میں آیا تھا۔ اس وقت اس کی چھ ریاستوں میں 12 ڈویژنیں ہیں۔ اس کا ہیڈ آفس بنگلور میں ہے۔ یہ دفاعی پیداوار اور سپلائز ونگ کے تحت پبلک سیکٹر کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ یہ پہلے پرائیویٹ لمیٹیڈ کمپنی تھی، جسے 10 جولائی 1995 کو پبلک لمیٹیڈ کمپنی میں بدل دیا گیا۔ اس کا خاص کام مختلف اقسام کے جہازوں، ہیلی کاپٹروں اور ان سے متعلق ہوائی انجنوں ایویانکس کے کل پرزوں وآلات کے ڈیزائن بنانا اور ان کو تیار کرنا مرمت کرنا، اوور ہال کرنا وغیرہ شامل ہے۔ ہندوستان ایروناٹکس لمیٹیڈ نے اعلی اقتدار کا ورک پیکیجز مہیا کرانے کے لئے بوئینگ یو۔ ایس۔ اے سے ایک معاہدے پر دستخط کیا ہے۔ اس کمپنی کی سبھی ڈویژنوں کی کوالٹی بین الاقوامی معیار کی توثیق فراہم کرنے والی ایجنسی سے آئی۔ ایس۔ او 9001/9000 کی سرٹیفکٹ ملی ہوئی ہے۔

بھارت الیکٹرانکس لمیٹیڈ (بی ای ایل) کا قیام 1954ء میں عمل میں آیا تھا۔ اس کا کارپوریٹ آفس بنگلور میں ہے۔ اس کی نو پیداواری اکائیاں ہیں۔ دفاعی افواج اور نیم فوجی تنظیموں کے استعمال کے لئے بی ای ایل جدید ترین الیکٹرانکس آلات کے ڈیزائن تیار کرنے، ڈولپمنٹ اور تیاری میں مصروف ہے۔ دیگر استعمال کنندگان میں آل انڈیا ریڈیو، دور درشن، محکمہ ٹیلی مواصلات، پولیس، محکمہ موسمیات، وغیرہ شامل ہیں۔ BEL پیشہ وارانہ الکٹرانک ساز وسامان کا ایک اہم دیسی ماخذ ہے۔ ان مصنوعات کا تعلق مواصلات کے آلات، فوجی اور شہری استعمال کے لئے ساز وسامان، آپٹکل اور آپٹو الیکٹرانک اکوپنٹس عملی اور بصری براڈ کاسٹنگ آلات، اور الیکٹرانکس کمپونٹس سے ہے۔ بی ای ایل کے تمام مینوفیکچرنگ ڈویژن انتہائی جدید ٹسٹ اور پیمائش اور کوالٹی کنٹرول انتظام سے آراستہ ہیں جو ساز وسامان کے آن لائن کمپیوٹرائزیشن منتظمہ کی ترقی یافتہ جانچ سہولتیں، ماحول قابل اعتماد ٹیسٹ کرنے کی سہولتیں، الکٹرومیکنیک، مداخلت/ ہم معیاری تکنیکی معلومات، دستاویز سازی کی بیک اپ معاونی اور کمپیوٹر کی مدد سے ڈیزائن اور پیداوار کی سہولتوں سے ہندوستان الکٹرانک لمیٹیڈ ایک جدید کاروباری الکٹرونک کمپنی بن گئی ہے۔ یہ این آئی ایل گریڈر بین الاقوامی شہری معیارات کے مطابق ہیں۔ بی ای ایل کی تمام مینوفیکچرنگ اکائیوں کو آئی ایس او/۹۰۰ آئی ایس او 9002 کے تحت تسلیم کیا جاچکا ہے۔

بنگلور میں بھارت ارتھ موورز لمیٹیڈ (بی ای ایم ایل) کو مئی 1964ء میں ڈی پی ایس یو کے طور پر قائم کیا گیا تھا اور جنوری 1965ء میں اس نے اپنا کام شروع کیا تھا۔ اس کی تین جدید ترین پیداواری یونٹیں بنگلور، کولار گولڈ فیلڈ اور میسور میں ہیں یہ کمپنی بھارتی ریلوں کے لئے ریل ڈبوں، ریل بس اور ڈی۔ سی ای۔ ایم۔ یو، ہیوی ڈیوٹی ٹرکوں بر اس کی مختلف شکلوں، کریشن فائر ٹنڈر، ہیوی رکوری گاڑیاں محکمہ دفاع کے لئے پی۔ ایم۔ ایس پلوں، مٹی کھودنے والے آلات وغیرہ کی تیاری میں لگی ہے۔ بھارت ارتھ موورس لمیٹیڈ کے دیگر اہم کسٹمر ہیں کول انڈیا لمیٹیڈ، نیولی لگنائٹ کارپوریشن، ایسوسیٹیڈ سیمنٹ کمپنی، اسٹیل اتھارٹی آف انڈیا لمیٹیڈ اور دی نیشنل ہائڈرو تھرمل پاور کارپوریشن۔

مج گاؤں ڈاک لمیٹیڈ (ایم ڈی ایل) ملک کا صف اول کا جہاز سازی کا کارخانہ ہے اور 6000 ڈی ڈبلوٹی تک کے سمندری جہاز اور 27,000 ڈی ڈبلوٹی تک کے تجارتی جہاز تیار کرسکتا ہے۔ اس وقت ہندوستانی بحریہ کے لئے آبدوزوں، میزائل بوٹوں کے تباہ کار، فریگیٹ (چھوٹا جنگی جہاز) بادبانی جنگی جہازوں کی تعمیر اور کوسٹ گارڈ کے لئے گشتی کشتیاں وغیرہ کی تعمیر اسکی خاص اہم سرگرمیوں میں شامل ہے۔ اس نے تیل تلاش کرنے والے علاقوں کے لئے اپنی مصنوعات کے لئے تنوع پیدا کیا ہے۔ جن

کے لئے تیل کنوؤں کے دہانوں پر پلیٹ فارموں کی تنصیب دان کی تعمیر کی سہولتیں اور سمندر کے اندر پائپ لائن کے بچھانے اور ان پر پرت چڑھانے کے لئے غوطہ خوری خدمات فراہم کرنی شروع کی ہیں۔ آبدوز ''ششو مار'' کی میڈیم ری فٹ اور جدید کاری کا کام ہندوستان میں پہلی بار کمپنی کے ایسٹ یارڈ میں کیا جارہا ہے۔ کمپنی کے محکمہ تعمیرات جہاز کو، آئی۔ ایس۔ او 9001 کا سرٹی فکٹ دیا گیا۔ کمپنی نے B.55 ویل ہیڈ پلیٹ فارم اور 7 کلمپ آن پروجیکٹ کی تعمیر کرکے تیل اور نیچرل گیس کمیشن کو فراہم کیا ہے۔

گارڈن ریچ شپ بلڈز اینڈ انجینئر لمٹیڈ کے نام سے ایک جوائنٹ اسٹاک کمپنی کے طور پر 1934 میں عمل میں آیا تھا۔ اس کا کارپوریٹ آفس کلکتہ میں بنایا گیا ہے۔ 1960 میں حکومت ہند نے اس کمپنی کو اپنی تحویل میں لے لیا تھا۔ یہ کمپنی بحریہ اور کوسٹ گارڈ کے لئے جنگی جہازوں اور معاون جہازوں کی تعمیر و مرمت کا کام کرتی ہے۔ اس کی مصنوعات میں فریگیٹ کیریر اور آئل ٹینکر، کشتی جہاز، جہاز پر لگنے والے اعلیٰ درجے کے تکنیکی آلات، پورٹیبل بیلی ٹائپ اسٹیل، بریجز، ایگریکلچرل سیکٹر کے لئے ٹربائن پمپ، سیرین سیوریج پلانٹ، ڈیزل انجن وغیرہ شامل ہیں۔ GRSE کی کیمیکل لیبورٹری کو ٹیسٹ لیبوریٹری کے طور پر نیشنل اکریڈیشن بورڈ کے ذریعہ سرٹی فکیٹ فراہم کی گئی ہے۔

گوآ شپ یارڈز لمٹیڈ (جی ایس ایل) واسکوری گاما میں واقع ہے اس کی سرگرمیوں کا تعلق بنیادی طور پر جہازوں کی مرمت تیاری اور ''ری فٹ'' سے ہے۔ اس نے بھارتی نیوی اور کوسٹ گارڈ اور غیر دفاعی شعبہ کے لئے مختلف قسم کے جہازوں کی تیاری اور ری فٹ کی خدمت انجام دینے کا کام اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔

بھارت ڈائنامکس لمٹیڈ (بی ڈی ایل) حیدرآباد کا قیام گائیڈڈ میزائل تیار کرنے کے لئے 1970ء میں عمل میں آیا تھا۔ کنچن باغ اور بھردر میں اس کے دو یونٹ ہیں اور یہ بھی میزائلی ہتھیاروں کا نظام تیار کرنے والی ایک صف اول کی ایجنسی ہے۔ اسے آئی۔ ایس۔ او 9002 سرٹی فکیٹ حاصل ہو چکا ہے۔

مشر دھاتو نگم لمٹیڈ (ایم آئی ڈی ایچ اے این آئی) حیدرآباد میں واقع ہے۔ اس کو 20 نومبر 1973ء میں قائم کیا گیا تھا۔ یہ اسپیشل اسٹیل، ٹی ٹے نیم اور سپر ولدوز بناتی ہے۔ جس سے ملک کی اہم ضروریات بشمول ڈیفنس، ایٹمی توانائی، فضائیہ اور ایروناٹکس پوری کی جاتی ہیں۔ تاکہ اس جدید ترین شعبہ میں خودکفیل ہوا جاسکے۔ اس کمپنی کو پورے پلانٹ کے لئے آئی ایس او 9002 حاصل ہو چکا ہے۔

تحقیق و ترقی (RESEARCH AND DEVELOPMENT)

ڈیفنس ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن (ڈی آر ڈی او) کا قیام ڈیفنس سروس آرگنائزیشن اور دفاعی ریسرچ و ڈیولپمنٹ کے چند اداروں کے انضمام کے بعد 1958ء میں عمل میں آیا تھا۔ 1980ء میں ڈیفنس ریسرچ و ڈیولپمنٹ کا ایک علیحدہ محکمہ قائم کیا گیا۔

آج ڈی۔ آر۔ ڈی۔ او۔ موجودہ نظام میں سائنسی اساس پر تکنیکی اصلاح کرنے والی ایجنسی سے، ایک ہائی ٹکنالوجی ایجنسی بن گئی ہے جو ابتدائی ڈیزائن، ترقیاتی اور کلیات کے ایسے کاموں کو کرنے میں اہل ہے، جس سے افواج کو مطلوب اعلیٰ درجات اور خوبیوں کے ساز و سامان سے متعلق ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے بین الاقوامی معیار کے دفاعی آلات نظام کو فروغ دینے میں

بہت مدد ملتی ہے۔ DRDO کے گولہ بارود، بکتر بند سسٹم، زمین سے زمین تک مار کرنے والی میزائلس اور جدید کمپیوٹنگ (شماریات) کے میدان میں خودکفیل ہو چکا ہے۔

ڈی۔آر۔ڈی۔او۔ نے مسلح افواج کی ضرورتوں کے مطابق کئی ڈیفنس سسٹم، سازوسامان اور دیگر مصنوعات کو فروغ دیا ہے اور اسی بنیاد پر پیداوار بھی شروع کردی ہے۔ ان میں شامل ہیں: زمین سے زمین تک مار کرنے والے میزائل پرتھوی، بنا پائلٹ کے نشانے پر مار کرنے والے جہاز، ایرفورس کے لئے EW سسٹم، 105 ملی میٹر کی ہلکی فیلڈ گن، 5.56 آئی این ایس اے ایس آئی، رائفل، ایل ایم جی اور ان کی گولیاں مرکب سونا اور انگریلیو فائر کنٹرول سسٹم،''بیج اندریہ'' سونو بائے، ساحلی بحری ریسرچ جہاز، ساگر دھونی۔ ایم بی ٹی 'ارجن' 130 م م کی SP گن، FSAPDSA 125، انفلوینس سرنگیں، لمپیٹ سرنگیں، روشنی پیدا کرنے والے گولے، کئی طرح کے فیوز، آر ٹی یو کے ساتھ تیز رفتار والے لوڈر گیگ بم، کم اونچائی کے لئے راڈار اندر، رات کو دکھائی دینے کی صلاحیت پیدا کرنے والے آلات، لیسر رینج فائنڈر تھر گیٹ ڈیز گنیٹر، جدید شماریاتی سسٹم، کئی طرح کی جنگی چالوں کو تیار کرنے والے سیمولیشن سافٹ ویر مصنوعات ٹیریل الکٹرونک آلات، کھانے اور زندہ رہنے کے لئے تیار شدہ خوراک (ایم آر ای) شدید سردی کے لئے کپڑے این بی سی تحفظ شدہ آشم پناگاہیں اور کوہ پیمائی آلات۔

بنا پائلٹ نشانہ پر مار کرنے والے ایرکرافٹ (PTA) ''لکشیہ'' زمین سے چلائے جانے والے بار بار استعمال کئے جاسکنے والے ایم ایل ٹارگیٹ کی محدود سطح پر تعمیر کی جارہی ہے۔ لکشیہ کی پہلی کھیپ ستمبر 1999 میں فضائیہ کو سونپ دی گئی ہے۔ فوج نے 5.56 م م کیلی بر کے بھارتی چھوٹے ہتھیار، انساس، رائفل (موڑے جاسکنے والے کندے) اور ایل۔ ایم۔ جی (موڑے جاسکنے والے کندے) کے وسیع پیمانے پر تیار کرنے کو منظوری دے دی ہے۔ پہلا تکنیکی مظاہرہ (TDI) ہلکے لڑاکو ایئر کرافٹ (LAC) کی پہلی بار 4 جنوری 2001 کو اڑان کی جانچ کی گئی۔ لمبی دوری تک زمین سے زمین پر مار کرنے والی ''اگنی-2 میزائل'' کی اس کی قطعی شکل میں 17 جنوری 2001 کو اڑان جانچ کی گئی۔ کئی محرابوں والے پل نظام ''سروتر'' کو حرکت پذیری، قائم پذیری، عسکری افادیت جانچوں کے بعد فوج میں شامل کرلیا گیا ہے۔ اس پل میں 15-15 میٹر کی 5 محرابیں ہیں اور 75 میٹر تک کی رکاوٹ کو پار کرسکتا ہے۔ سال کے دوران جن دیگر اہم پروگراموں میں پیش رفت ہوئی ہے۔ ان میں ہلکے لڑاکو جہاز، اسکا انجن، کاویری، آئی۔جی۔ایم۔ڈی۔پی کے تحت مختلف میزائلیں، کئی نلیوں والا راکٹ سسٹم، پناکا، اور فوج و بحریہ کے لئے ای۔ ڈبلو سسٹم شامل ہیں۔

کھانے کے لئے تیار شدہ خوراک اور ہنگامی حالتوں میں زندہ رہنے کے لئے فوجیوں کے لئے راشن حال کی فوجی کارروائیوں کے دوران فراہم کئے گئے۔ ان راشنوں کو پکانے کی ضرورت نہیں پڑتی، کیونکہ اس میں شامل اشیاء کو محفوظ رکھنے کے لیے حرارتی عمل سے گزارا جاتا ہے، انہیں بآسانی سیدھے ہی کھایا جاسکتا ہے اور اگر ضرورت ہو تو ہلکا سا گرم بھی کیا جاسکتا ہے۔ سیاچن میں فوجیوں کو جما دینے والی سردیوں میں تازہ دودھ اور مقامی، گرین ہاؤسوں، میں پیدا کی گئی پتے والی سبزیاں بھی فراہم کرائی جارہی ہیں۔ آپریشن ''وجے'' کے دوران جن فوجی عملہ کے چہروں پر چوٹیں آئی تھیں ہڈیوں کی پلیٹیں، واسکر یو جیسے DRDO آلات کے استعمال سے ان کو بحال کیا گیا برفانی تودے کھسکنے کی پیش گوئیوں کا استعمال سیاچن، کارگل اور مشکوہ وادی سمیت جموں وکشمیر کے علاقوں میں بہت صحیح آگاہی جاری کی گئی۔

سابق فوجیوں کی بازآبادکاری اور بہبود

مسلح افواج کو نو عمری شکل برقرار رکھنے کے لئے ہر سال قدرے کم عمر میں 60,000 فوجیوں کو ریٹائر/ ریلیز کیا جاتا ہے۔

اعداد وشمار کے مطابق مجموعی طور پر 31 دسمبر 2000 کو 16,09,937 لاکھ سابق فوجیوں اور 3,24,495 لاکھ بیواؤں نے اپنے نام درج کرائے تھے اور وزارت دفاع کے تحت ڈائریکٹوریٹ جنرل آف ری سٹلمنٹ (ڈی جی آر) کا قیام عمل میں لایا گیا ہے تاکہ وہ سابق فوجیوں اوران کے وابستگان کی بازآبادکاری اور بہبود سے متعلق خدمات انجام دے۔ وزیر دفاع کی صدارت میں سابق فوجیوں اوران کے کنبہ کے افراد کی بہبود کے لئے تمام پالیسی طے کرنے اور ویلفیئر فنڈ کے انتظام وانصرام اور ملک بھر کے سینک بورڈوں کی سرگرمیوں میں تال میل پیدا کرنے کے لئے ایک کیندریہ سینک بورڈ تشکیل دیا گیا ہے۔ ریاستی سطح پر راجیہ سینک بورڈ اور ضلعی سطح پر ضلع سینک بورڈ قائم کئے گئے ہیں۔ راجیہ اور ضلع سینک بورڈوں پر آنے والے اخراجات کا نصف حصہ حکومت ہند ادا کرتی ہے اور باقیماندہ حصہ متعلقہ ریاستی حکومتیں ادا کرتی ہیں۔

بازآبادکاری

ریٹائر ہوچکے ر ریٹائر ہونے والے، فوجیوں کے سلسلہ میں بازآبادکاری کی سرگرمیاں مندرجہ ذیل پر مشتمل ہیں (اے) ریٹائر ہونے والے فوجیوں کو شہری روزگار کے قابل بنانے کا ٹریننگ پروگرام (بی) سرکاری ر نیم سرکاری ر پبلک سیکٹر تنظیموں میں دوبارہ روزگار فراہم کرنا اور (سی) خود روزگاری اسکیمیں۔

ٹریننگ

سال 2001-2000 میں ریٹائر ہو رہے فوجی افسروں کے لئے مندرجہ ذیل ٹریننگ پروگرام شروع کئے گئے (ا) ای کامرس اور ویب ڈیزائننگ، (ب) عملہ اور صنعتی منتظمہ میں پوسٹ گریجوئٹ ڈپلومہ (ج) ویب ڈیزائننگ سمیت ڈبلیو اے پی۔ (د) CISF میں سیکورٹی کورس (ہ) آئی ایس او -14000 (و) منطقی منتظمہ (ز) لیڈ آڈیٹر کورس (س) ای ٹورزم کے ساتھ کمپیوٹر میں بنیادی کورس۔ فی الوقت ریٹائر ہونے والے افسروں کی بہ نسبت دیگر عملہ کے لئے پیشہ وارانہ ٹریننگ، آئی۔ ٹی۔ آئی ٹریننگ اور آن۔ دی جاب ٹریننگ چلائی جارہی ہے۔ 2001-2000 کے دوران کل 10,698 کارکنوں (ملازموں) کو ٹریننگ دی گئی۔

دوبارہ ملازمت

سابق فوجیوں کی بازآبادکاری اور بحالی میں دوبارہ روزگار کی فراہمی کی بڑی اہمیت ہے۔ اس مقصد کے لئے مرکزی اور ریاستی دونوں ہی حکومتوں نے بہت سی رعایتیں رسہولیات فراہم کررکھی ہیں۔ ان میں ملازمتوں میں ریزرویشن، عمر کی حد میں رعایت رتعلیمی معیارات میں رعایت اور روزگار دینے میں ترجیح وغیرہ شامل ہیں۔ مرکزی حکومت نے گروپ سی کی دس فیصد اور گروپ ڈی کی 20 فیصد اسامیاں مرکزی وزارتوں اور محکموں میں سابق فوجیوں کے لئے مخصوص کررکھی ہیں۔ پبلک سیکٹر انڈر ٹیکنگوں اور قومی ملکیت کے بینکوں میں ریزرویشن کی فیصد شرح ان زمروں میں بالترتیب 14.5 اور 24.5 ہے۔ جب کہ ریاستی حکومتوں کی ملازمتوں میں دو فیصد سے 20 فیصد تک مختلف شرحوں سے ریزرویشن ہے۔ بہار، جموں وکشمیر، کیرل میگھالیہ اور انڈمان ونکوبار جزائر گروپ میں سابق فوجیوں کے لیے کوئی ریزرویشن نہیں ہے۔

ڈی جی آر کی جانب سے سابق فوجیوں کی سیکورٹی ایجنسیوں کے نام پی ایس یو اور پرائیویٹ سیکٹر کی کمپنیوں کو بھیجے جاتے ہیں۔ یہ سیکورٹی ایجنسیاں افسروں اور دیگر رینکوں کو ملازمت کے مواقع فراہم کرتی ہیں۔ ڈی جی آر سے درج رجسٹر 851 سے

زیادہ سابق فوجیوں کی سیکورٹی ایجنسیاں ہیں ان میں سے 600 کے نام مختلف کاموں کے لئے پیش کئے جا چکے ہیں۔ صرف اس کی وجہ سے پچھلے پانچ برسوں میں 44,685 سے زیادہ سابق فوجیوں اور 723 سے زیادہ سابق افسروں کے لئے کام نکلا ہے۔

خود روزگار اسکیمیں

سابق فوجیوں کے لئے روزگار کی اہم اسکیمیں SEMFEI، SEMFEX II اور SEMFEX III ہیں۔ یہ اسکیمیں اسمال انڈسٹریل ڈولپمنٹ بینک آف انڈیا، نابارڈ (NABRD) اور کھادی اینڈ ولیج انڈسٹریز کمیشن کے اشتراک سے سابق فوجیوں اور ان کے کنبہ کے افراد کو وسیع پیمانہ پر خود روزگار مواقع فراہم کرنے کے لئے شروع کی گئی ہیں۔

SEMFEX-I اسکیم کے تحت جسے اپریل 1987 میں شروع کیا گیا تھا، خود روزگار کے لئے سابق فوجیوں کو چھوٹے صنعتی پروجیکٹوں کے قیام کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت متعلقہ ریاستی مالی کارپوریشن کی جانب سے قرضے دئے جاتے ہیں۔ 31/مارچ 1999ء کو اس سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد 6,727 تھی اور اس کے آغاز سے منظور کی گئی رقم مجموعی طور پر 275.56 کروڑ روپے تھی۔ اس منصوبے پر نظر ثانی چل رہی ہے اس لیے اس منصوبے کے تحت مزید امداد نہیں دی گئی ہے۔

Semfex-II اسکیم: (اسلحوں سے کھیتوں تک) قومی زرعی اور دیہی ترقی بنک (نابارڈ) کی مدد سے شروع کی گئی۔ اس کے تحت زراعت اور متعلقہ سرگرمیوں کے فروغ کے لیے مالی افزائش کے لیے بنکوں کو باز مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ اس اسکیم میں مارجن منی کے لیے نرم شرطوں پر بغیر سود کے مدد فراہم کی جائے گی۔ ادھار لینے والے سبھی سابق فوجیوں کو ملنے والی یہ مدد کل منصوبہ لاگت کی 5 فی صد شرح پر دستیاب ہوگی۔ پراجکٹ پر زیادہ سے زیادہ رقم 75,000 روپے ہوگی اور اس سے زرعی اور غیر زرعی سیکڑوں میں پراجکٹ شروع کیے جا سکیں گے۔ مدد کے لیے ان کے رینک وان کی آمدنی کو دھیان میں نہیں رکھا جائے گا۔ اسکیم کے شروع ہونے سے لے کر دسمبر 2000 تک اس کے تحت 1525 استفادہ کرنے والوں کو 31.86 کروڑ روپے کی مدد فراہم کی جا چکی ہے۔

Semfex-III اسکیم (سینا سے گرام ادیوگ: فوج سے دیہی صنعت تک) کھادی اینڈ ولیج کمیشن کے تعاون سے دیہی صنعت شروع کرنے کے لیے سابق فوجیوں/ بیواؤں کو مدد دی جاتی ہے۔ سروس سیکٹر کو ملا کر 115 دیہی صنعتیں ہیں جن کے لیے سابق فوجیوں اور بیواؤں کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ اسکیم کی شروعات سے لے کر دسمبر 2000 تک اس اسکیم کے تحت 683 استفادہ کرنے والوں کو 5.52 کروڑ روپے کی مالی امداد فراہم کی جا چکی ہے۔

قومی ایکوٹی فنڈ (سینا سے لگھو ادیوگ): اس اسکیم کے تحت بہت زیادہ چھوٹے چھوٹے صنعتی سیکٹر میں نئے پراجکٹوں کو لگانے، موجودہ نہایت چھوٹی/ چھوٹی صنعتوں کی وسعت چھوٹے صنعتی سیکٹر میں مخصوص اہلیت کے معیاروں کو پورا کرنے والی قائم پذیر بیمار اکائیوں کی بحالی کے لیے صنعتکاروں کو ایکویٹی قسم کی مدد فراہم کی جاتی ہے۔ اسکیم کے تحت پراجکٹ لاگت کی زیادہ سے زیادہ حد 50 لاکھ روپے ہیں اور نرم شرطوں پر پراجکٹ لاگت کے 25 فی صد تک کی مدد فراہم کی جاتی ہے جو فی پراجکٹ زیادہ سے زیادہ 10 لاکھ روپے ہوتا ہے۔ باقی کی شراکت پراجکٹ لاگت کا 10 فی صد ہوتی ہے۔ قرض دینے والے ادارے ہیں۔ ریاستی مالیاتی کارپوریشن، جدولی کمرشل بینک چننده، شہری کوآپریٹو بنک اور ریاستی کوآپریٹو بنک۔ ان اداروں کو SIDBI کی باز مالی امداد سہولت حاصل ہے۔ شروعات کے بعد سے دسمبر 2000 تک 15 استفادہ کرنے والوں کو 41.10 لاکھ روپے کی مالی امداد

فراہم کرائی جا چکی ہے۔ سابق فوجیوں/ بیواؤں/ دست نگر کی باز آبادکاری کے لیے دیگر خود روزگار اسکیمیں ہیں۔(a) زمرہ V-B گاڑیوں کی تفویض (b) کوئلہ نقل و حمل کمپنیاں (c) بیواؤں کے لیے ٹرا اسکیم (d) تیل پیداوار کی ایجنسیوں کی تقسیم دفاعی تنظیموں کو سامان مہیا کرنے والے سابق فوجیوں کو مالی امداد (d) ٹائپ رائٹروں اور ڈپلیکٹروں کی تفویض اور (e) مدر ڈیری دودھ کے بوتھ اور پھل و سبزیوں کے بوتھوں کی تفویض۔

بہبود

سابق فوجیوں اور ان کے دست نگر فیملی افراد کے بہبود کے لئے عام پالیسیاں بنانے کے لئے وزیر دفاع کی صدارت میں کیندریہ سینک بورڈ کی تشکیل کی گئی ہے۔ جوان کی بہبود کے ساتھ ساتھ بہبود کے لئے فنڈ کی عمل درآمدگی بھی کرتا ہے۔ اور ریاستی سینک بورڈوں اور ضلعی سینک بورڈوں کے کاموں میں ہم آہنگی کے لئے عام پالیسی متعین کرتا ہے۔ ریاستوں میں باز آبادکاری کاموں میں آنے والے اخراجات کو مرکز اور ریاستی حکومتیں 50:50 کی بنیاد پر برداشت کرتی ہیں۔ مرکزی سینک بورڈ مسلح افواج لیگ ڈے فنڈ کا بھی انتظام کرتا ہے۔ مختلف فلاحی پروگرام اس فنڈ کے سودے سے ملنی والی رقم سے چلائے جاتے ہیں۔ اس وقت نڈ میں 93.62 کروڑ روپے کا جمع سرمایہ ہے۔ کرکی اور موہالی میں واقع مفلوج مریضوں کی رہائش گاہ، ریڈ کراس موسائٹی، پیشائر ہوس، فوجی اسپتال، سنٹ ڈنسٹانس آفسٹر کیر آرگنائزیشن اور ضعیفوں اور جسمانی طور پر معذور سابق فوجیوں ان کے ست نگر افراد کی دیکھ بھال کرنے والے مرکزوں کو مالی امداد دی جاتی ہے۔ سابق فوجیوں اور ان کے خاندان کو نجی طور سے اور بھی الی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

سابق فوجیوں/افراد خانہ کو سینک بورڈوں کے ذریعہ مندرجہ ذیل رعایتیں/سہولتیں دی جاتی ہیں۔

تعلیم: (ا) کچھ لشکریوں کے فوجیوں کے دست نگر بچوں کے مرکزی سینک بورڈ کے وسیلے سے ایم۔بی۔بی ایس میں 28 سیٹیں، بی۔ڈی۔ایس میں ایک سیٹ اور انجینئرنگ میں دو سیٹیں (انا ملائی یونیورسٹی) میں فراہم کی جاتی ہیں۔ (ب) جنگ میں مارے گئے، اپاہج ہوئے اور امن کے دنوں میں شہید ہوئے فوجیوں کے بچوں کو پڑھائی کے لئے 35 جنگ میموریل ہوسٹلوں میں مفت رہائش کے علاوہ بتدریج 600 روپے اور 300 روپے فی ماہ کا وظیفہ دیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے مطالعات جاری رکھ سکیں۔

میڈیکل سہولتیں: (ا) کچھ خاص سخت مرض میں مبتلا سابقہ فوجیوں کو اگر وہ کسی دیگر ذرائع سے علاج کے لئے رقم نہیں مہیا کر پاتے ہیں۔ غیر فوجی اسپتال میں علاج کے کل خرچ کے 60 فی صد تک کی (پی۔بی۔او۔آر کے لئے 90 فی صد) مالی امداد دی جاتی ہے (ب) پورے ملک کے خاص اسپتالوں کو درجہ بند کیا گیا ہے۔ جہاں سے سابق فوجی کل علاج خرچ کے 25 فی صد کی ادائیگی پر (پی۔بی۔او۔آر کے لئے 10 فی صد) خطرناک مرضوں کا علاج کرواسکتے ہیں۔ باقی اخراجات کی ادائیگی براہ راست K.S.B کے ذریعہ کی جاتی ہے (ج) حکومت نے ان سابق فوجیوں کو 100 روپے فی ماہ میڈیکل الاونس منظور کیا ہے جو دور دراز کے ایسے علاقے میں رہتے ہیں جہاں مسلح افواج کے اسپتال/کلینک نہیں ہیں۔

سفری الاؤنس: (ا) IPKF (انڈین پیس کیپنگ فورس) اور آپریشن وجے (کارگل کی جنگ) اور دیگر کارروائیوں میں شہیدوں کی بیواؤں کو دوسرے درجہ کے ریلوے سفر میں 75 فی صد اور انڈین ایرلائنس کے ذریعہ سفر میں 50 فی صد کی کرایہ میں چھوٹ (ب) ''چکر'' سلسلے کے بہادری ایوارڈوں کو حاصل کرنے والوں کو ریلوے کے سفر میں درجہ اول/IIAC کلاس کا مفت سفر اور چکر ایوارڈ حاصل کرنے والے آزادی کے بعد کی جنگی بیواؤں کو انڈین ایرلائن کی گھریلو اڑانوں پر 50 فی صد کی چھوٹ۔

رکشا منتری صوابدید پر مبنی فنڈ

تنگ حالی میں رہ رہے سابق فوجیوں اوران کی بیواؤں کو رکشا منتری کے صوابدید پر مبنی فنڈ سے مندرجہ ذیل مالی امداد دی جاتی ہے۔ (i) پرانے ضعیف، کمزور فوجیوں/بیواؤں کو دو سال تک ماہانہ امداد -/A 1000 (ii) تنگ حال سابق فوجیوں/بیواؤں کی لڑکیوں کی شادی کے لئے -/8,000 روپے (iii) تنگ حال سابق فوجیوں/بیواؤں کو مکان کی مرمت کے لئے -/10,000 روپے (iv) علاج معالجے کے لئے 15,000 روپے زیادہ سے زیادہ اور (v) تنگ حال سابق فوجیوں/بیواؤں کے بچوں کی تعلیم (12 ویں تک زیادہ سے زیادہ تین بچے)۔100 روپے فی ماہ۔

مکان کی مرمت کے لیے مالی امداد: بیواؤں/ جنگ میں معذور ہوئے فوجیوں کے مکان کی مرمت کے لیے ریاستی حکومتوں کے ساتھ 50 فی صد لاگت برداشت کرنے کی بنیاد پر 10,000 روپے تک کی مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

5۔ تعلیم

1976 سے قبل تعلیم کی تمام تر ذمہ داری ریاستی حکومتوں پر تھی۔ مرکزی حکومت کا اس سے تعلق صرف بعض علاقوں مثلاً تکنیکی تعلیم اور اعلیٰ تعلیم میں تال میل اور معیار کے تعین تک محدود تھا۔ 1976 میں آئین میں ترمیم کے ذریعہ تعلیم مرکزی اور ریاستی حکومتوں دونوں کی مشترکہ ذمہ داری قرار دی گئی۔ تنظیم اور تعلیم کے ڈھانچے سے متعلق بیشتر فیصلے ریاستی حکومتیں کرتی ہیں تعلیم کے معیار اور کیرکٹر سے متعلق بہرحال ساری ذمہ داری مرکزی حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ پالیسی وضع کرنے کے علاوہ انسانی وسائل کی ترقی کی وزارت تعلیمی منصوبہ بندی کی ذمہ داری پوری کرنے میں ریاستی حکومتوں کی شریک رہتی ہے۔

مرکزی حکومت تعلیمی پالیسیوں اور پروگراموں کے ارتقاء اور ان کی نگرانی میں سربرآوردہ کردار نبھا رہی ہے۔ ان میں سے قابل ذکر ہیں۔ قومی تعلیمی پالیسی (NPE)، 1986، عمل درآمد پروگرام (POA) 1986 جس کی ترمیم 1992 میں کی گئی۔ قومی تعلیمی پالیسی میں تعلیم کے قومی نظام کی بات کہی گئی ہے جو ہمہ گیر ابتدائی تعلیم اور تعلیم بالغاں کے پھیلاؤ کے لیے معین اقدامات اٹھائے گا۔ یہ قومی نصابی فریم ورک پر مبنی ہے جس میں مشترکہ بنیادی باتوں کے ساتھ ساتھ دیگر مخصوص مرکب شامل ہیں۔ یہ مشترکہ بنیادی باتیں تمام مضامین میں موجود ہیں اور ان کا مقصد ہندوستان کی مشترک ثقافتی وراثت، مساواتی نظام جمہوریت اور سیکولرزم، عورتوں اور مردوں کے درمیان مساوات، ماحول کا تحفظ، سماجی رکاوٹیں دور کرنے، چھوٹے خاندان کا اصول اپنانے اور سائنسی نظریہ کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ اس پالیسی میں عوام کے لیے مواقع کو بڑھانے پر زور دیا گیا ہے، لیکن ساتھ ہی اس میں اعلیٰ و تکنیکی تعلیم کے موجودہ نظام کو مضبوط بنانے پر بھی زور دیا گیا ہے۔ یہ تعلیم میں قومی آمدنی کا کم سے کم چھ فی صد سرمایہ کاری کرنے پر زور دیتی ہے۔ POA ایجنسیوں کے ذریعے اس پالیسی کے مختلف پیرامیٹر کو لاگو کرنے کے بارے میں وسیع پیمانے پر حکمت عملی تیار کرتی ہے۔

اخراجات

تعلیم پر قومی پالیسی 1986 اور کارروائی کا پروگرام 1992 میں یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ اکیسویں صدی کے آغاز سے قبل 14 سال کی عمر تک کے بچوں کو اطمینان بخش معیار کی مفت اور لازمی تعلیم دی جائے۔ حکومت کی یقین دہانی کے بموجب مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کا لگ بھگ 6 فیصد تعلیمی زمرہ کے لئے مخصوص کردیا جائے گا اور مجموعی رقم کا 50 فیصدی ابتدائی تعلیم پر خرچ کیا جائے گا۔

تعلیم کے لیے وسائل بڑھانے کی ذمہ داری کے تحت تعلیم کے لیے پچھلے برسوں میں مختص رقوم میں قابل لحاظ اضافہ کیا گیا ہے۔ آٹھویں پنج سالہ منصوبہ (97-1992) میں تعلیم کے لیے منصوبہ اخراجات بڑھا کر 7,433 کروڑ روپے کردیا گیا ہے، جب کہ پہلے منصوبے میں یہ 153 کروڑ تھا۔ مجموعی گھریلو پیداوار کے فی صد کے طور پر بھی تعلیم کے اخراجات میں اضافہ ہوا ہے اور یہ 52-1951 کے 0.7 فی صد سے بڑھ کر 2000-1999 میں 3.94 فی صد ہو گیا ہے۔

نویں منصوبے کے اخراجات (مرکز اور ریاستیں) کے لئے 20,381.64 کروڑ روپئے کی جو رقم منظور کی گئی تھی وہ آٹھویں منصوبے کے اخراجات 7,443 کروڑ روپئے سے 2.7 گنا زیادہ تھی۔ اس میں 4,526.74 کروڑ روپے کا وہ اہتمام شامل نہیں ہے جو نویں پنج سالہ منصوبے کے آخری تین سالوں میں پرائمری اسکولوں کو تغذیہ (دوپہر کا کھانا) امداد کے لئے کیا گیا۔ اس نظام کو مدنظر رکھتے ہوئے مرکزی منصوبے میں تعلیم کے لئے مخصوص کی جانے والی رقم میں قابل لحاظ اضافہ کیا گیا۔ 96-1995 میں 1,825 کروڑ روپئے تھا اور 2001-2000 میں بڑھا کر 5,540 کروڑ روپے اور 2002-2001 میں 5,920 کروڑ روپئے کیا گیا۔ جس میں 4,000 کروڑ روپئے محکمہ پرائمری تعلیم اور خواندگی کے لئے 1,920 کروڑ روپے محکمہ ثانوی تعلیم اور اعلیٰ تعلیم کے لئے مختص کیا گیا ہے۔

سال 2001-2000 میں مجموعی مرکزی سیکٹر کے اخراجات منصوبے کا 64.19 فی صد ابتدائی تعلیم کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ اس اخراجات منصوبے میں 648 کروڑ روپئے ثانوی تعلیم کے لئے، 575 کروڑ روپے یونیورسٹی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے، اور 575 روپے کروڑ روپے تکنیکی تعلیم کے متعین کئے گئے تعلیم کے مختلف شعبوں میں اخراجات منصوبہ جدول 5.1 میں دیا گیا ہے۔

ابتدائی تعلیم

ہمہ گیر ابتدائی تعلیم (UEE) کو قومی لکشیہ کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ نویں پنج سالہ منصوبے میں سب کے لئے ابتدائی تعلیم، کے ہدف کے بارے میں موٹے طور پر تین پیمانے مقرر کئے گئے ہیں۔ ہمہ گیر رسائی، ہمہ گیر پابندی اور ہمہ گیر حصولیابی یا کامیابی، مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو کوششوں کے نتیجے کے طور پر ملک کی 94 فی صد دیہی آبادی کو ایک کلومیٹر کے دائرے میں کم سے کم ایک پرائمری اسکول اور 84 فی صد دیہی آبادی کو تین کلومیٹر کے دائرے میں ایک اپر پرائمری اسکول فراہم کئے گئے۔ نتیجتاً، پرائمری اسکولوں اور اپر پرائمری اسکولوں میں داخلہ فی صد میں مستقل اضافہ ہورہا ہے اور یہ پرائمری اسکولوں میں 51-1950 میں 60-42 فی صد سے بڑھ کر 2000-1999 میں 94.90 فی صد ہوگیا ہے۔ پرائمری اور اپر پرائمری اسکولوں کی تعداد 51-1950 میں 2.23 لاکھ تھی، جو 2000-1999 میں بڑھ کر 8.39 لاکھ ہوگئی۔ اسی طرح پرائمری اور اپر پرائمری اسکولوں کے اساتذہ کی تعداد جو 51-1950 میں 6.24 لاکھ تھی وہ 2000-1999 میں بڑھ کر 32.17 لاکھ ہوگئی۔

مرکزی اور ریاستی حکومتوں نے وقتاً فوقتاً اسکولوں میں کارکردگی کی سطح میں بہتری اور بچوں کے اسکول سے بھاگنے کی روش پر قابو پانے کی جو حکمت عملی وضع کی ہے ان کے کلیدی نکات یہ ہیں۔ (i) سرپرستوں میں بیداری پیدا کرنا اور عوامی اداروں کو سرگرم کرنا۔ (ii) پی آر آئی اور دوسری برادریوں کی شمولیت (آئین میں 73 ویں اور 74 ویں ترمیم) (iii) معاشی ترغیبات (iv) اسکولوں کی بنیادی سہولتوں میں بہتری (v) ضلع پرائمری تعلیم پروگرام میں پیش قدمی اور (vi) پرائمری تعلیم کے لئے غذائیت والی خوارک کی امداد کے لئے قومی پروگرام (دوپہر کے کھانے کی اسکیم) (vii) غیر رسمی تعلیم (INFE اسکیم) (vii) ٹیچر ایجوکیشن سسٹم۔

راجیہ سبھا میں 83 واں آئینی ترمیمی بل 28 جولائی 1997 کو پیش کیا گیا ہے جس کے تحت 6 سے 14 سال کی عمر کے بچوں کے لیے لازمی اور مفت تعلیم کو بنیادی حق بنائے جانے کی بات کہی گئی ہے۔ وزارت فروغ انسانی وسائل سے متعلق پارلیمانی کمیٹی نے بل میں اصلاح کی کچھ تجاویز پیش کی ہیں۔ مجوزہ اصلاح کو دھیان میں رکھتے ہوئے آئینی ترمیمی بل کا مسودہ حکومت کے زیر غور ہے۔

ہندستان میں ابتدائی تعلیم

داخلوں کی پیش رفت

کس-لاکھ میں

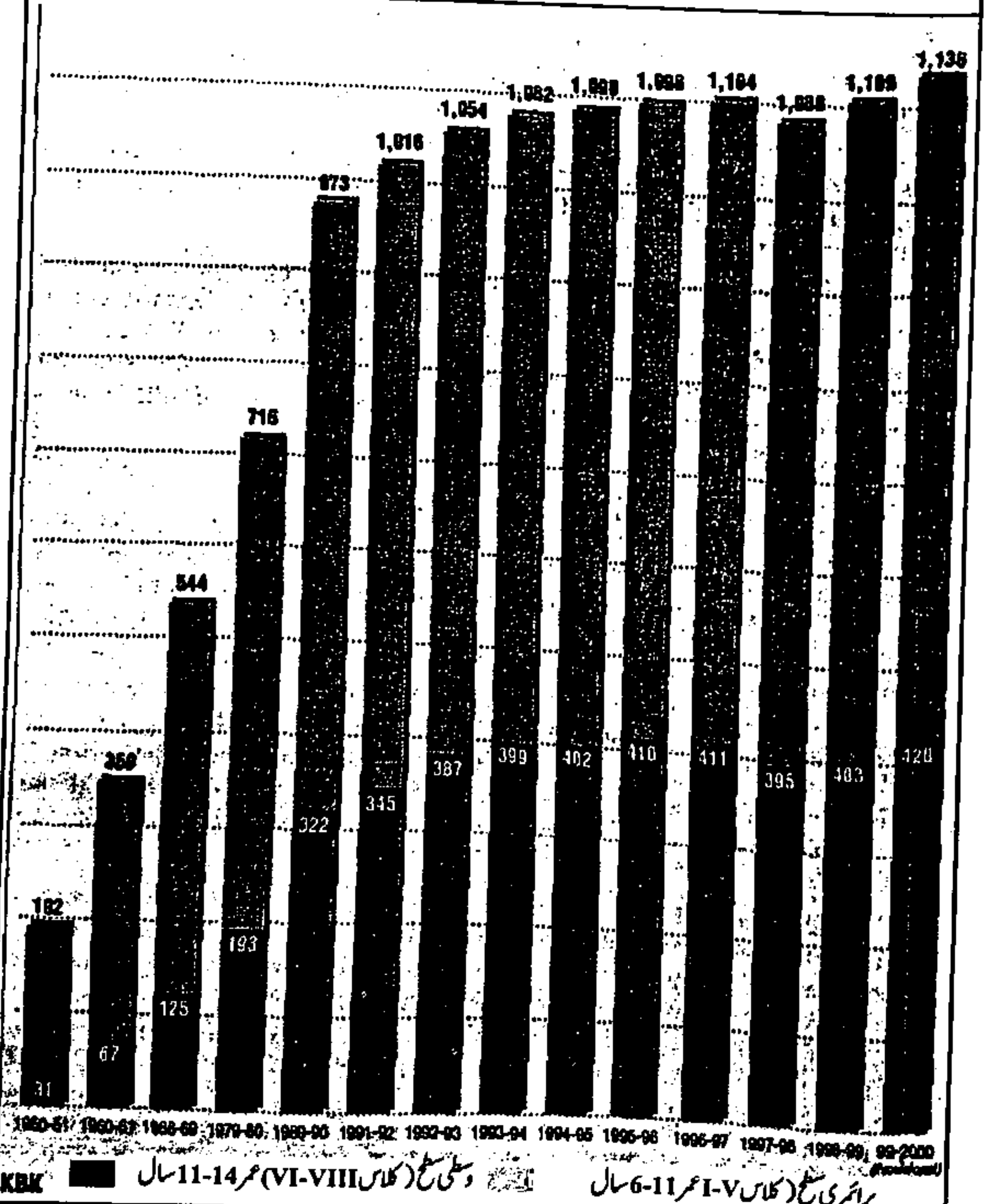

جدول 5.1: تعلیم کے مختلف شعبوں میں منصوبہ اخراجات

(فی صد میں)

سیکٹر	پہلا منصوبہ آخراجات 1951-56	دوسرا منصوبہ اخراجات 1956-61	تیسرا منصوبہ اخراجات 1961-66	منصوبہ تعطیل اخراجات 1969-74	چوتھا منصوبہ اخراجات 1969-74	پانچواں منصوبہ اخراجات 1974-79	چھٹا منصوبہ اخراجات 1980-85	ساتواں منصوبہ اخراجات 1985-90	1990-92 اخراجات	آٹھواں منصوبہ اخراجات 1992-97	نواں منصوبہ اخراجات 1997-2002 (مرکزی سیکٹر)
ابتدائی تعلیم	56 (850)	35 (950)	34 (2010)	24 (750)	30 (2390)	35 (3170)	33 (8360)	37 (2890)	37 (17290)	47 (92010)	58 (118428)[1]
سکنڈری تعلیم	13 (200)	19 (5110)	18 (1030)	16 (530)	18 (1400)	17 (1560)	21 (5300)	24 (18320)	22 (10530)	18 (34980)	13 (26035)
تعلیم بالغاں											
اعلیٰ تعلیم	9 (140)	18 (480)	15 (8790)	24 (770)	25 (1950)	22 (2050)	22 (5590)	16 (12010)	12 (5880)	8 (15160)	12 (25000)
دیگر	9 (140)	10 (300)	12 (730)	11 (370)	14 (1060)	14 (1060)	4 (1080)	3 (1980)	2 (1180)	4 (7510)	2 (4314)
تکنیکی تعلیم	13 (200)	18 (490)	21 (1250)	25 (810)	13 (1060)	12 (1070)	11 (2730)	14 (10830)	17 (8230)	14 (27860)	12 (23735)
ٹوٹل مجموعہ	100 (1530)	100 (2730)	100 (5890)	100 (3230)	100 (7860)	100 (9120)	100 (25300)	100 (76330)	100 47270)	100 (196000)	100 (203816)[1]

نوٹ: قوسین میں دیئے گئے اعداد 10,00,000 (ملین) روپے میں ہیں۔

1-اس میں منصوبے کے آخری تین برسوں کے دوران ابتدائی تعلیم کے لئے تغذیائی امداد (دوپہر کا کھانا) کے لئے 4,526.74 کروڑ روپے کی رقم شامل نہیں ہے۔

وسیلہ: ڈاکٹر آر۔ وی ویدناتھ ایر، ایجوکیشنل پلاننگ اینڈ ایڈمنسٹریشن ان انڈیا:
ماضی و مستقبل، جرنل آف ایجوکیشنل پلاننگ اینڈ، ایڈمنسٹریشن والیوم vii نمبر 2: NIEPA نئی دلی۔

ریاستی وزرائے تعلیم کی قومی کمیٹی کی سفارشات کی بنیاد پر ایک نئی اسکیم ''سرو شکشا ابھیان'' (SSA) کے ذریعہ ہمہ گیر ابتدائی تعلیم کو تحریکی طرز پر فروغ دیا گیا ہے، جس کو حاصل کرنے کے لئے یہ ہدف رکھا گیا ہے۔ (i) 6 سے 14 سال تک کے سبھی بچے 2003 تک اسکول EGS مرکز یا برج کورس میں جائیں (ii) 2007 تک مکمل پانچ سال کی ابتدائی تعلیم کا انتظام (iii) 2010 تک آٹھ سالہ مکمل اسکولی تعلیم۔

وزارت نے 225 غیر DPEP اضلاع اور 12 DPEP اضلاع میں تیاری سے متعلق سرگرمیاں شروع کرنے کے لیے 28 ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے لیے 88.50 کروڑ روپے کی مالی امداد کی رقوم جاری کی ہے۔ SSA (سرو شکشا ابھیان) کے لیے رہنما خطوط کو آخری شکل دے کر انھیں ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو بھیج دیا گیا ہے۔ وزیر اعظم کی صدارت میں قومی سطح پر مشن کی تشکیل حسب بموجب تجاویز مورخہ دو جنوری 2001 کی گئی ہے۔ ریاستوں سے ضلع ابتدائی تعلیمی اسکیمیں تیار کرنے اور سونپنے کی گذارش کی گئی ہے۔

''سرو شکشا ابھیان'' کے جز کے طور پر ابتدائی تعلیم کی ہمہ گیریت کے لئے ایک میڈیا تائید و پبلسٹی مہم بھی شروع کی جارہی ہے۔ اس کے تحت ''ہر بچے کو ابتدائی تعلیم کا حق'' کے موضوع پر توجہ مرکوز کی جائے گی۔ میڈیا مہم میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے علاوہ مواصلات کے روایتی اور لوک طرز کو اپنایا جائے گا۔ سبھی کے لئے تعلیم کی حوصلہ افزائی و فروغ کے لئے پرنٹ میڈیا وغیرہ کا بھی بھرپور استعمال کیا جائے گا۔

غیر رسمی تعلیم

مرکزی حکومت کے محکمہ تعلیم نے 80-1979 سے چھ سے چودہ سال کی عمر تک کے بچوں کے لئے جو مختلف اسباب کی بنا پر رسمی تعلیم سے محروم ہیں ان کے لئے غیر رسمی تعلیم کا ایک پروگرام شروع کر رکھا ہے۔ یہ غیر رسمی تعلیم پروگرام 10 ان ریاستوں کے لئے ہے جو تعلیمی میدان میں پسماندہ ہیں لیکن اس کے تحت یہ پروگرام شہر کی گندی بستی والے علاقوں پہاڑی، قبائلی اور ریگستانی علاقوں میں بھی شروع کیا گیا ہے۔ پروگرام کے تحت ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو مخلوط تعلیم کے مراکز اور لڑکیوں کے مراکز کو علی الترتیب 60:40 اور 90:10 کے تناسب سے امداد دی جاتی ہے۔ غیر رسمی تعلیم کے مراکز قائم کرنے کے لئے رضاکار تنظیموں کو 100 فیصدی امداد دی جاتی ہے۔ کل 2,33,946 مراکز، ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعے اور 58,618 مراکز رضاکار ایجنسیوں کے ذریعے چلائے جارہے ہیں۔

پلاننگ کمیشن کے ذریعہ غیر رسمی تعلیم کی نظر ثانی کی گئی ہے اور اصلاحات کے تحت اس کا نیا نام تعلیم کی گارنٹی اسکیم اور متبادل و جدید نظم کردیا گیا ہے۔ نظر ثانی کی گئی یہ اسکیم ابتدائی تعلیم کی ہمہ گیریت تحریک یعنی، سرو شکشا تحریک کے اساسی قومی پروگرام کے جز کے طور پر ہوگی۔ یہ نظر ثانی شدہ اسکیم ان علاقوں میں چلائی جائے گی جہاں ایک کلومیٹر کے دائرے میں کوئی تعلیمی مرکز نہیں ہے۔ مرکز اور ریاستی حکومتیں اس اسکیم کے 75:25 کے تناسب میں اخراجات برداشت کریں گی۔ ترمیم شدہ اسکیم پر دائرہ خصوصی لاگت میں اضافہ کے ساتھ یکم اپریل 2002 سے عمل درآمد شروع ہوجائے گا۔

ضلع پرائمری تعلیم پروگرام

یہ پروگرام بھی پرائمری تعلیم کو مقبول عام بنانے کے لئے 1994 میں شروع کیا گیا ہے۔ اس پروگرام کو شروع کرنے کا مقصد ابتدائی تعلیم کی ترقی کا ہر پہلو سے جائزہ لے کر واضح منصوبہ بندی، مثلاً شرکت کے طریقہ کار، اختیارات کی تفویض اور

صلاحیت میں اضافے کے اقدام کے ذریعہ ابتدائی تعلیم کو مقبول عام بنانے کی حکمت عملی کو بروئے کار لانا ہے۔ اس کا نفاذ ریاستی سطح پر رجسٹرڈ سوسائٹیوں کے ذریعہ کیا جا رہا ہے۔

اس پروگرام کا ایک اور مقصد ہر بچے کو پرائمری تعلیم تک رسائی فراہم کرنا، پرائمری سطح پر اسکول سے بھاگنے والے بچوں کی تعداد 10 فیصد سے بھی کم کرنا، تعلیم حاصل کرنے کے خواہشمند بچوں کی تعداد میں 25 فیصدی کا اضافہ کرنا اور جنس اور سماجی فرق کو گھٹا کر 5 فیصدی سے کم کرنا ہے۔

یہ پروگرام ابتدائی تعلیم کے لئے مرکزی ریاستی حکومتوں کی اسکیموں کو موثر انداز میں بروئے کار لانے کی غرض سے وضع کیا گیا ہے۔ یہ پروگرام پرائمری تعلیم میں موجودہ خلاء کو پر کرتا ہے اور موجودہ نظام کو استحکام بخشتا ہے۔ ضلع پرائمری تعلیم پروگرام کی خاص ذمہ داریوں میں ورجوں اور نئے اسکولوں کی تعمیر، غیر رسمی یا متبادل تعلیمی مراکز کا قیام، کم عمر بچوں کے لئے تعلیمی مرکز کا قیام، تعلیمی تحقیق اور تربیت اور تعلیمی تربیت کے ضلع اسکول کی ریاستی کونسلوں کو مضبوط بنانا، بلاک سطح کے وسائل کے سینٹر کا قیام، اساتذہ کی ٹریننگ، تحقیق پر مبنی مداخلت درج فہرست ذاتوں ردرج فہرست قبائل، اور لڑکیوں کی تعلیم کے امور میں خصوصی طور پر مداخلت شامل ہے۔ اس اسکیم میں معذور بچوں کو مربوط تعلیم اور ٹیچر ٹریننگ کے لئے فاصلہ جاتی تعلیم کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

اضلاع کی سطح پر ہی پروگرام پر عملدرآمد ہوتا ہے اور ایسے اضلاع کا انتخاب ان بنیادوں پر ہوتا ہے (اے) تعلیمی طور پر پسماندہ اضلاع جہاں خواتین میں خواندگی قومی اوسط سے کم ہے (ب) ایسے اضلاع جہاں مکمل خواندگی مہم کامیاب رہی ہے اور نتیجتاً ابتدائی تعلیم کی مانگ میں اضافہ ہوا ہے۔ ضلع پرائمری ایجوکیشن پروگرام (ڈی پی ای پی) مرکزی حکومت کی اسپانسر کی ہوئی اسکیم ہے۔ پروجیکٹ کی لاگت کا 85 فیصدی مرکزی حکومت اور 15 فیصدی متعلقہ ریاستی حکومتیں برداشت کرتی ہیں۔ مرکزی حکومت کا حصہ باہری فنڈ سے پورا کیا جاتا ہے۔ اس پروگرام کو متعدد بیرونی ایجنسیاں امداد فراہم کرتی ہیں۔ DPEP کے لیے مختلف دوفریقی اور کثیر فریقی ایجنسیاں مالی امداد فراہم کرتی ہیں۔

یہ پروگرام جو 1994 میں سات ریاستوں کے 42 اضلاع میں شروع کیا گیا تھا اس کی توسیع اب 18 ریاستوں کے 248 اضلاع میں ہو چکی ہے۔ یہ ریاستیں ہیں: آسام، ہریانہ، کرناٹک، کیرل، مہاراشٹر، تملناڈو، مدھیہ پردیش، چھتیس گڑھ، گجرات، ہماچل پردیش، اڑیسہ، آندھرا پردیش، مغربی بنگال، اتر پردیش، اترانچل، راجستھان، بہار اور جھارکھنڈ، راجستھان کے نو، اڑیسہ کے آٹھ اور گجرات کے چھ اضلاع میں اس کی مزید توسیع کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔

آپریشن بلیک بورڈ

سال 88-1987 میں شروع کئے گئے آپریشن بلیک بورڈ پروگرام کا مقصد ملک کے سبھی پرائمری اسکولوں میں دستیاب انسانی اور مادی وسائل میں بہتری لانا ہے۔ اس اسکیم میں ہر موجودہ پرائمری اسکول کے لیے کم سے کم دو بڑے کمروں کم از کم دو ٹیچر اور ضروری سامان کا انتظام کرنا شامل ہے۔ 94-1993 میں اس پروگرام کی توسیع کی گئی تاکہ 100 سے زیادہ داخلے والے اسکولوں میں تیسرا ٹیچر بھی فراہم کیا جا سکے۔ یہ اسکیم ریاستی حکومت کے ذریعے چلائی جاتی ہے۔ پروگرام کے تحت اس منصوبے کی مدت میں ٹیچروں کی تنخواہوں اور تدریس و تربیت کے ساز و سامان کے لئے مرکزی امداد سو فی صد مہیا کی جاتی ہے۔ دیہی روزگار اور ترقیاتی پروگرام کے تحت اسکول کی عمارتوں کی تعمیر کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے محکمہ دیہی ترقی نے ریاستی حکومت کے ساتھ شراکت کی بنیاد پر عمارتوں کی تعمیر کے لیے رقوم فراہم کرنے کے لیے ایک اسکیم تیار کی ہے۔

سال 88-1987 سے 2001-2000 کے دوران طے شدہ ہدف کے مطابق 5,22,902 پرائمری اور 1,38,000 اَپر پرائمری اسکولوں کے لئے تدریس، تربیت کے ساز و سامان منظور کئے گئے۔ پرائمری اسکولوں میں دو ٹیچروں کی دستیابی یقینی بنانے کے لیے 49,146 ٹیچروں کی اسامیاں منظور کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ 100 سے زیادہ طلباء والے اسکولوں اور اپر پرائمری اسکولوں کے علی الترتیب تیسرے ٹیچروں کی 83,045 اسامیوں اور اضافہ ٹیچروں کی 77,610 اسامیوں کو منظوری دی گئی۔

لوک جنبش

راجستھان میں سویڈن کی انٹرنیشنل ڈیولپمنٹ ایجنسی (SIDA) کے تعاون سے "لوک جنبش" نام کا جدید پروجکٹ شروع کیا گیا ہے۔ جس کا مقصد 2000 تک سب کے لیے تعلیم حاصل کرنے کا موقع فراہم کرنا ہے۔

پروجکٹ کا پہلا مرحلہ جون 1992 سے جون 1994 تک نافذ کیا گیا تھا۔ اس پر 18 کروڑ کی لاگت آئی، جسے سویڈن کی (SIDA)، مرکزی حکومت اور راجستھان حکومت نے 3:2:1 کے تناسب میں برداشت کیا۔ دوسرے مرحلے کو جولائی 1995 سے جون 1999 تک چلایا گیا اور پھر اسے دسمبر 1999 تک بڑھا دیا گیا۔ پروجکٹ کا تیسرا مرحلہ ڈپارٹمنٹ فار انٹرنیشنل ڈیولپمنٹ، برطانیہ کے مالی تعاون سے جون 1999 میں شروع کیا گیا جو کل 400 کروڑ کی لاگت سے جون 2004 تک چلے گا۔

پروجکٹ کی مداخلت ابتدائی تعلیم کے کئی مرکبات جیسے ٹیچر ٹریننگ، تعلیم کی کم از کم سطح، نئے اسکولوں کا کھولا جانا، غیر رسمی تعلیم کے مراکز میں ہی نقشہ سازی، نئے اسکولوں کے کھولنے اور پرائمری اسکولوں کو ترقی دینے جیسی تعمیری سرگرمیوں کے لیے ماحول بنایا۔

پرائمری تعلیم کو تغذیہ بخش غذا کے سہارے کا قومی پروگرام

پرائمری تعلیم کو تغذیہ بخش غذا (Nutritional) کے سہارے کا قومی پروگرام جس کو عرف عام میں دوپہر کا کھانا اسکیم کہا جاتا ہے 15 اگست 1995 کو شروع کیا گیا تھا جس کا مقصد طلبا کے داخلوں کی تعداد یا حاضری میں اضافہ اور ان کے تعلیم جاری رکھنے کے عمل کو برقرار رکھنا تھا اور ایک مقصد یہ بھی تھا کہ پرائمری اسکول میں طلبا کو دوپہر میں صاف ستھری اور تغذیہ بخش غذا بھی فراہم کی جائے۔ اس پروگرام میں تمام سرکاری، لوک باڈی اور سرکاری امداد یافتہ پرائمری اسکولوں میں پہلے سے پانچویں درجے تک پڑھنے والے طلباء کو پکا کھانا یا تیار شدہ (Processed) کھانا فراہم کرانے کی گنجائش رکھی گئی تھی۔ 2001-2000 کے دوران اس اسکیم سے فائدہ اٹھانے والے بچوں کی تعداد کا اندازہ 10.51 کروڑ لگایا گیا ہے۔ جو 7.92 لاکھ اسکولوں میں پڑھتے تھے 2002-2001 کے لئے 930 کروڑ روپے مختص کردیئے گئے ہیں۔ اس پروگرام کے تحت جو مرکزی امداد ملتی ہے اس رقم سے اناج کی قیمت، فوڈ کارپوریشن کے گوداموں سے اسکولوں یا مواضعات تک اناج پہنچانے کے مصارف، باورچیوں اور ان کے مددگاروں کی تنخواہوں اور باورچی خانوں کی تعمیر پر ہونے والے اخراجات کی ادائیگی کردی جاتی ہے اناج کو پکے ہوئے یا تیار شدہ کھانے میں تبدیل کرنے کے اخراجات اسکیم پر عملدرآمد کرنے والی ایجنسیاں یا ریاستیں برداشت کرتی ہیں۔ جن اسکولوں میں تیار کھانا فراہم کرنے کی ابھی کوئی صورت نہیں نکل سکی ہے وہاں پر بچے کو ہر مہینے تین کیلو گیہوں یا چاول دے دیا جاتا ہے۔

تعلیم برائے مساوات خواتین

حکومت ہند، تعلیم کے ذریعہ خواتین کی حالت میں اساسی تبدیلی لانے کے لئے اپنے پختہ عہد کی پابند ہے۔ اسکا ماننا ہے کہ
تعلیمی عمل میں حصہ داری کے لئے خواتین کو با اختیار بنانا ضروری واولین شرط ہے۔ عورتوں کو با اختیار بنانے کا خاص پروگرام اور
اسکیم اس طرح ہیں۔ (1) 'مہیلا سماکھیا: یہ پروگرام 1989 میں شروع ہوا۔ مہیلا سماکھیا عورتوں کو با اختیار بنانے کا تعلق ان کی تعلیم
سے جوڑنے کی سمت میں سب سے زیادہ کامیاب کوشش ہے۔ یہ پروگرام 8 ریاستوں کے 53 ضلعوں کے 8,000 سے زیادہ
مواضعات میں چل رہا ہے۔ آٹھ ریاستیں اس طرح ہیں: آندھرا پردیش، آسام، بہار، گجرات، کرناٹک، کیرل مدھیہ پردیش اور اتر پردیش
(2) سرو شکشا ابھیان: اس پروگرام کا مقصد سبھی انسانی، اقتصادی اور اداری وسائل مہیا کر کے ابتدائی تعلیم کی ہمہ گیریت کے ہدف
کو حاصل کیا جائے۔ مرکزی وزیر انسانی فروغ وسائل کی صدارت میں ایک قومی کمیٹی بنائی گئی ہے۔ اس میں ریاستوں کے وزراء
تعلیم ممبر بنائے گئے ہیں۔ (3) آپریشن بلیک بورڈ: اس اسکیم میں تین اجزا ہیں۔ (ا) ہر ایک پرائمری اسکول میں کم از کم دو کلاس
روم کا اہتمام (ب) پرائمری اسکول میں اضافی ٹیچر کا انتظام اور (ج) ضروری تدریسی مواد و سامان کا انتظام جس میں ٹیچروں کے
لئے فرنیچر کا انتظام بھی شامل ہے۔ (4) غیر رسمی تعلیم: اس وقت 2.92 لاکھ غیر رسمی تعلیمی مراکز ہیں۔ جن سے 73 لاکھ بچے تعلیم
حاصل کر رہے ہیں۔ اور یہ 25 ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں سے 1.15 لاکھ مراکز صرف لڑکیوں
کے لیے مختص ہیں اور جن میں 90 فی صد امداد مرکز سے ملتی ہے۔ (5) ضلعی پرائمری تعلیم اسکیم: اس کا مقصد سبھی بچوں کو ابتدائی تعلیم
مہیا کرانا اور لڑکیوں کی تعلیم کی خصوصی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ اس کے علاوہ، اس میں درمیان میں ہی اپنی تعلیم نامکمل چھوڑ دینے کی
شرح میں کمی لانا، پرائمری اسکولوں کے بچوں میں تعلیم کی حصولیابی بڑھانا اور صنفی نابرابری اور سماجی نابرابری کو گھٹا کر 5 فی صد سے
بھی کم کرنا شامل ہے۔ (6) راشٹریہ ساکشرتا مشن۔ قومی خواندگی مشن کا مقصد تین چوتھائی لوگوں کو خواندہ بنانا یعنی سال 2005
تک 75 فی صد خواندگی کی سطح پر لانا ہے۔ یہ مہم ہندوستان میں ناخواندگی کم کرنے کی موثر حکمت عملی کا خاص جز ہے۔ (7) نوودیہ
ودیالیہ۔ نوودیہ ودیالیہ (NV) اسکیم کے تین خاص مقاصد ہیں۔ (i) دیہی بچوں کو اعلی جدید تعلیم مہیا کرنا (ii) سبھی بچوں کو سہ لسانی
فارمولے کے تحت لے آنا۔ (iii) ہر ایک ضلع میں اعلی اسکولی تعلیم مہیا کرنا۔ یہ اسکول پوری طرح سے رہائشی مخلوط تعلیمی اور اعلی
ثانوی معیار کے ہیں۔ نوودیہ ودیالیہ میں بھی بچوں کے لئے مفت رہائش، نصاب کی کتابیں اور یونیفارم وغیرہ کا انتظام کیا جاتا
ہے۔ (8) پیشہ دارانہ تعلیم: اس اسکیم کا اہم مقصد ہر ایک کو ملازمت کے مواقع سے متعلق صلاحیت بڑھانا، مانگ اور فراہمی کے
فرق کو بہتر عملے کے لئے کم کرنا اور متبادل اعلی تعلیم کے لئے اہتمام کرنا (9) طالبات کے لئے ہوسٹل اور بورڈنگ کا انتظام اس
اسکیم کے تحت دیہی اور کمزور سیکشن کی لڑکیوں کو پڑھائی کے لئے حوصلہ افزائی کرنے کے لئے اہل رضا کارانہ اداروں کو مالی امداد
دی جاتی ہے۔ یونیورسٹی گرانٹ کمیشن بھی ایسے اداروں کو مالی امداد فراہم کرتا ہے۔ جو خواتین کے مطالعاتی اسکیم کے تحت ریسرچ
پروجیکٹ پر کام کرتی ہیں۔ کمیشن نے 22 یونیورسٹیوں اور 11 ڈگری کالجوں کو خواتین مطالعہ مراکز قائم کرنے کی ذمہ داری سونپی
ہے۔ یونیورسٹی گرانٹ کمیشن اعلی تعلیم کی سہولتوں میں سماجی تفاوت اور علاقائی عدم توازن دور کرنے کے لئے امداد فراہم کرتا ہے۔

اساتذہ کی تعلیم

جیسا کہ این پی اے اور پی او اے، 1986 میں کہا گیا تھا ٹیچر تعلیم کے ڈھانچے میں تبدیلی اور اس کی تشکیل نو کی اسکیم، جو مرکز
کی اسپانسر کی ہوئی تھی۔ 88-1987 میں شروع کی گئی۔ اس اسکیم کے قیام کا مقصد ملک میں ابتدائی تعلیم دینے والے اساتذہ کی
صلاحیت میں اضافہ کرنا اور ان کے لئے قابل عمل ادارہ جاتی بنیادی ڈھانچہ اور تعلیم اور ٹریننگ کے معیار میں مسلسل اضافہ کے لئے
تعلیمی اور تکنیکی وسائل پیدا کرنا ہے۔ اسکیم میں سکنڈری اسکولوں کے اساتذہ کی قبل ملازمت اور دوران ملازمت تربیت کا اہتمام

کرنے اور سکنڈری اسکولوں کی توسیع کے لئے سکنڈری اساتذہ کی تعلیم کے اداروں کا رتبہ بڑھا کر انہیں سی ٹی ای اور آئی اے ایس ای میں تبدیل کر دینے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ آئی اے ایس ای ابتدائی تعلیم کے ٹریننگ کی تیاری، پرائمری اور سکنڈری اسکولوں کے اساتذہ اور سکنڈری اسکولوں کے پرنسپلوں کی ٹریننگ کے پروگرام کا اہتمام کرتی ہے اور جدید سطح کی بنیادی اپلائیڈ ریسرچ اور ڈی آئی ای ٹی کو تعلیمی سرگرمیوں سے متعلق رہنما خطوط فراہم کرتی ہے۔

اب تک مختلف ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں 461 ڈی آئی ای ٹی کو منظوری دی گئی ہے۔ 85 سی ٹی ای اور
37 آئی اے ایس ای کو منظوری دی گئی۔ 20 ریاستی تعلیمی ریسرچ اور ٹریننگ کونسل کو مضبوطی فراہم کرنے کے لئے مالی امداد بھی دی
جارہی ہے۔ 14 لاکھ سے زیادہ ٹیچروں کے لئے اسپیشل اورینٹیشن پروگرام (SOPT) کے تحت اورنٹیشن ٹریننگ دی گئی ہے۔ جس
کے تحت آپریشن بلیک بورڈ کے سازو سامان کے استعمال اور سیکھنے کی کم سے کم سطح (M.L.L) پالیسی کی حکمت عملی نافذ کرنے کی
ٹریننگ دی جاتی ہے اور زبان (لسانیات) حساب اور ماحولیاتی مطالعاتی تعلیم پر خاص زور دیا گیا ہے۔ ٹیچر ایجوکیشن انسٹی ٹیوٹ
کو مضبوط اور زیادہ سرگرم بنانے کی کوشش جاری ہے جس کے لیے ریاستوں کے ساتھ رضامندی پیپر (Mou) پر دستخط کیے جا
رہے ہیں۔ SOPT کی گنجائش میں وسعت فراہم کی گئی ہے تاکہ سیکنڈری اور ہائیر سیکنڈری اسکولوں کے ٹیچروں کو بھی اس میں
شامل کیا جاسکے۔

قومی کونسل برائے ٹیچر ایجوکیشن

قومی کونسل برائے ٹیچر ایجوکیشن (این سی ٹی ای) 17 اگست 1995 کو پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت قائم کیا گیا تھا۔ یہ کونسل
ٹیچر ایجوکیشن نظام کی منصوبہ بند اور مربوط ترقی، اساتذہ کی تعلیم کے معیار اور ضوابط کی برقراری اور ریگولیشن اور دوسرے متعلقہ
امور کے حصول کے مقصد سے قائم کی گئی ہے۔ NCTE کو مرکزی حکومت سے مکمل طور پر فنڈ فراہم کیا جاتا ہے۔

ثانوی (سکنڈری) تعلیم

ثانوی تعلیم کلاس (IX-10) یا (9-10) ایک ہی کا استعمال کیجئے کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔ ثانوی تعلیم، ابتدائی تعلیم اور اعلیٰ
تعلیم کے درمیان پل کا کام کرتی ہے۔ اسکے ذریعہ 18-14 سال کی عمر والے نوجوان اعلیٰ تعلیم میں جانے کی تیاری کرتے ہیں۔

ثانوی اور اعلیٰ ثانوی سطح پر داخلے 1950 میں 15 لاکھ تھے وہ 99-1998 میں 2.78 کروڑ ہوگئے۔ ان بچوں کے لیے
ثانوی سطح کے 1.10 لاکھ ادارے ہیں لیکن اب بھی دو تہائی بچے اسکولی تعلیم سے محروم ہیں۔ حالانکہ 2001 کی مردم شماری
خواندگی کی شرح میں ایک امید افزا تصویر پیش کرتی ہے جو 1991 میں 52.21 فی صد سے بڑھ کر 2001 میں 65.38 فی صد
ہوگئی لیکن ریاستوں کے درمیان فرق اب بھی سخت تشویش کا موضوع ہے۔ ملک میں ثانوی تعلیم کے نوعمر اب بھی کل آبادی کا
تقریباً پانچواں حصہ ہیں۔

پیشہ وارانہ تعلیم

ثانوی تعلیم کو پیشہ وارانہ بنانے کی مرکزی حکومت کی اسکیم 1998 سے نافذ ہے اس کی ترمیم شدہ اسکیم 1993 سے نافذ
ہوچکی ہے۔ پلاننگ کمیشن اس پروگرام کو مرکزی حکومت کی کفالت والے دیگر پروگراموں کے ساتھ ریاستی حکومتوں کو منتقل

کرنا چاہتا ہے لیکن ابھی تک کوئی ٹھوس فیصلہ نہیں ہو پایا ہے۔ اس وجہ سے نویں منصوبے کے شروع میں پیش رفت دھیمی رہی۔ اگست 1999 میں اس پروگرام کو سرگرم بنانے کا فیصلہ لیا گیا اور ریاستی حکومتوں کو توسیع کے تحت تجاویز دینے کو کہا گیا۔ اس کے جواب میں کئی ریاستوں نے اسی پروگرام کو کامیاب بنانے اور اس کی وسعت کے لئے قدم اٹھائے ہیں۔ ان ریاستوں میں کیرل، مدھیہ پردیش، ہریانہ، آسام اور اتر پردیش زیادہ سے زیادہ اسکولوں کو اس پروگرام کے تحت لانے اور نئے رائج نصاب شروع کرنے کی مہم شروع کر چکے ہیں۔

معاون پروگرام کے تحت قومی فیشن ٹکنالوجی (NIFT) کے معاون وسائل سے تین سرکاری اسکولوں میں فیشن اور سلے سلائے کپڑوں کا کورس شروع کیا گیا ہے۔ ان میں ایک اندور میں، دوسرا دشاکھا پٹنم اور تیسرا لدھیانہ میں ہے۔ فلکی کے تعاون سے اسی طرح کے پیشہ وارانہ نصاب سی۔بی۔ایس۔ای سے تسلیم شدہ ثانوی اسکولوں میں جلد شروع کئے جا رہے ہیں۔

معذور بچوں کے لئے مربوط تعلیم

معذور بچوں کے لئے مربوط تعلیم کی اسکیم 1974 میں شروع کی گئی تھی تاکہ عام اسکولوں میں معذور بچوں کو تعلیمی مواقع فراہم کئے جا سکیں اور انہیں اس نظام سے جوڑا رکھا جا سکے۔ اسکیم کے تحت معذور بچوں کی تعلیم کے لئے صدفی صد امداد فراہم کی جاتی ہے یہ امداد ریاستی حکومتوں اور غیر سرکاری اداروں کو دی جاتی ہے۔ جس میں کتابوں، کاپیوں اور یونیفارم، ٹرانسپورٹ الاؤنس، نابینا بچوں کے لئے ریڈرس الاؤنس، بری طرح معذور بچوں کے لئے محافظ الاؤنس، ہوسٹلوں میں رہنے والے معذور بچوں کے کھانے وغیرہ کے اخراجات شامل ہیں۔ اس کے علاوہ معاون آلات کی مدد سے معذور بچوں کے مخصوص کمروں کا قیام، اساتذہ کی تنخواہیں، طلبا کی صلاحیت کے جائزہ، تربیت میں کام آنے والے آلات کی خریداری، معذور بچوں کے اساتذہ کی ٹریننگ، اسکولی عمارت میں ردوبدل اور انتظامی شعبے کے عملے کی تنخواہوں کے لئے بھی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

معذور بچوں کے لئے مربوط تعلیمی پروگرام ابھی تک مفید و کارگر نہیں رہا۔ معذور اشخاص کے ایکٹ 1995 (یکساں مواقع، حقوق کا تحفظ اور مکمل حصہ داری) کا نفاذ ہونے کے بعد معذور بچوں کی تعلیم سب کے لئے توجہ کی مرکز بن گئی ہے۔

حکومت معذور بچوں کو اسکول بھیجنے کے لئے عوامی بیداری مہم چلانے جا رہی ہے۔ جس سے کہ وہ معذور بچوں کو پابندی سے اسکول بھیج سکیں۔ نویں پنج سالہ منصوبے میں معذور بچوں کے لئے مربوط تعلیمی اسکیم کے تحت مجموعی طور پر 100 کروڑ روپے کے اخراجات ہوئے ہیں۔ اس پروگرام پر پہلے چار سالوں میں 46 کروڑ روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔ 21 کروڑ روپے سال 2000-2001 میں خرچ ہونے کی امید ہے۔

تعلیم میں اقدار اور کلچر کا فروغ

قومی نظام کے تحت تعلیم پر قومی پالیسی میں ہندستان کے عام ثقافتی ورثہ کی نشاندہی ایک بنیادی علامتی کی حیثیت سے کی گئی ہے۔ تعلیم میں ثقافت اور اقدار کو مستحکم بنانے کی غرض سے مرکزی امدادی اسکیم کے تحت سرکاری ایجنسیوں، تعلیمی اداروں، پنچایت راج اداروں، رجسٹرڈ سوسائٹیوں، عوامی ٹرسٹ، اور منافع نہ کمانے والی کمپنیوں کو مالی امداد فراہم کی جاری ہے۔ اس اسکیم کے دو خاص اجزا ہیں۔ (i) اسکولوں اور غیر رسمی تعلیم کے مراکز میں اقدار اور ثقافتی تعلیم کے وسائل کو مضبوط بنانا اور (ii) دوران ملازمت آرٹ، دستکاری، موسیقی اور رقص کی تعلیم دینے والے ٹیچروں کو ٹریننگ دینا 2000-1999 کے دوران 25 تنظیموں کو 123 لاکھ روپے فراہم کرنے کی منظوری دی گئی۔ سال 2001-2000 میں 5 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں۔

قومی آبادی تعلیم پروجیکٹ

یہ اسکیم اسکول تعلیمی نظام میں آبادی تعلیم کو ادارہ جاتی بنانے کی غرض سے اپریل 1980 میں شرع کی گئی تھی۔ این سی ای آرٹی یہ اسکیم انسانی وسائل کی ترقی کی وزارت کی طرف سے چلارہی ہے۔ وزارت صحت اور خاندانی بہبود اس پروجیکٹ کی بنیادی ایجنسی ہے۔ اس پروجیکٹ پر 30 ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں عملدرآمد ہورہا ہے۔ اعلا تعلیم اور تعلیم بالغان زمرہ میں بھی اس اسکیم پر عملدرآمد کیا جارہا ہے۔ اس پروجیکٹ کے اب تک جو تین مرحلے مکمل ہوئے ہیں۔

پروجیکٹ کا چوتھا مرحلہ (1998-2000) جون 1998 میں شروع ہو چکا ہے۔ اسے ''قومی آبادی تعلیمی پروجکٹ : ''اسکولوں میں آبادی اور ترقیاتی تعلیم'' نام دیا گیا ہے۔ اس مرحلے میں وزارت فروغ انسانی وسائل، سی، پی ایس ای این او ایس، سی آئی ایس سی ای این سی ٹی ای کیندریہ ودیالیوں اور نوودیہ ودیالیوں کے ذریعہ مختلف پروجیکٹ سرگرمیاں چلائی جائیں گی۔

طالبات کے لئے بورڈنگ اور ہوسٹل کی سہولتیں

سکنڈری اور ہائر سکنڈری اسکولوں کی طالبات کے ہوسٹل اور بورڈنگ کی سہولتیں فراہم کرنے کی اسکیم شروع کی گئی۔ اسکیم کے تحت اہل رضاکار تنظیموں کو مالی امداد دی جاتی ہے تاکہ وہ سکنڈری اور ہائر سکنڈری اسکولوں میں کمزور طبقات اور دیہی علاقوں کی لڑکیوں کے داخلے میں اضافے کی کوشش کریں۔ امداد فراہم کرنے کے معاملے میں تعلیمی طور پر پچھڑے اضلاع میں۔ خاص طور سے ایسے علاقوں میں جہاں درج فہرست ذات/ قبائل کے لوگ خاص طور سے رہتے ہیں۔ ثانوی اور اعلی ثانوی اسکولوں میں بنائے گئے ہوسٹلوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ یہ امدادان ذیل مدوں پر خرچ کی جاتی ہے۔

(i) ہوسٹل میں رہنے والی ہر لڑکی کی صرف ایک مرتبہ 1500 روپے کی امداد۔ پلنگ، فرنیچر، برتن، بنیادی تفریحی سامان خصوصا اسپورٹس کا سامان اور کتابوں کی خریداری کے لئے دیے جاتے ہیں۔

(ii) ہوسٹل میں رہنے والی ہر لڑکیوں کو کھانے کے اخراجات، باورچی اور وارڈن کی تنخواہ کے لئے 5000 روپے سالانہ دیئے جاتے ہیں بشرطیکہ ہوسٹل۔ بورڈنگ ہاؤس میں 25 سے 50 لڑکیاں ہوں اور وہ تسلیم شدہ تعلیمی اداروں میں نویں سے بارہویں درجات میں تعلیم پارہی ہوں (iii) رکھ رکھاؤ امداد اور کرایہ کی ادائیگی کے بارے میں غور کیا جارہا ہے۔

اسکولوں میں کمپیوٹر خواندگی اور مطالعات

سال 1984-85 میں محکمہ الکٹرانکس کے اشتراک سے اسکولوں میں ایک پائلٹ پروجیکٹ کمپیوٹر خواندگی اور کمپیوٹر تعلیم کی ٹیسٹ اسکیم، شروع کیا گیا۔ اس پروجکٹ کا خاص مقصد طالب علموں کو کمپیوٹر سے متعلق غلط فہمیوں کو دور کرنا اور کمپیوٹر چلانے کا تجربہ فراہم کرنا تھا۔ 1992-93 تک پروجیکٹ عارضی طور پر جاری رہا اور سال 1993-94 سے کلاس پروجیکٹ مرکز کے ذریعہ کفالت کے ذریعہ چلایا جارہا ہے۔ آٹھویں پنج سالہ منصوبے میں 2,371 اسکول شامل کئے گئے۔ یکم اپریل 1999 سے یہ پروجیکٹ ختم ہوگیا ہے۔ اس محکمہ نے کلاس اسکیم کی جگہ پر ترمیم شدہ اسکیم شروع کرنے کے لئے قدم اٹھائے ہیں۔ جس کے 2001-2002 میں شروع ہونے کا امکان ہے۔

اسکولی تعلیم میں ماحولیات کا تحفظ

تعلیم پر قومی پالیسی 1986 میں وضاحت کردی گئی ہے کہ ماحولیات کا تحفظ دوسری بعض اہم ضرورتوں کی طرح ایک ضرورت ہے جس کو تعلیم کے ہر مرحلے پر نصاب کا بنیادی حصہ بنایا جانا چاہیے۔اس نیک مقصد کا حصول اس بات کا متقاضی ہے کہ طلبا کو ماحولیات کی کثافت کے نقصانات اور قدرت کے عطیات کے استحصال اور ناقدری کے مضرات سے واقف کرایا جائے۔ ان اقدام کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ ماحولیات کے تحفظ سے متعلق بنیادی تصور کے لئے طلبا میں بیداری پیدا کی جائے۔

اس مقصد کے حصول کے لئے اسکولی تعلیم کو ماحولیات رخی بنانے کی مرکز کی ایک اسکیم 89-1988 میں شروع کی گئی۔ یہ اسکیم رضا کار ایجنسیوں کو تجرباتی اور جدید پروگرام چلانے کے لئے مالی امداد فراہم کرتی ہے۔جس کا مقصد اسکولوں میں مربوط تعلیمی پروگرام کو مقامی ماحولیاتی کیفیات سے ہم آہنگ کرنا ہوتا ہے۔ ماحولیات کے تحفظ کے نظریہ کے پس منظر میں پرائمری، اپر پرائمری، سکنڈری، سینئر سکنڈری کی مختلف سطحوں میں نصاب کے فروغ کی نظرثانی کے لئے بھی ریاستوں، مرکزی علاقوں کو مدد فراہم کی جاتی ہے۔

اسکولوں میں سائنس کی تعلیم

قومی تعلیم پالیسی 1986 کے مطابق سائنس کی تعلیم کے معیار کو بہتر بنانے اور سائنسی مزاج کے فروغ دینے کے لئے 88-1987 کے دوران اسکولوں میں سائنس کی تعلیم میں بہتری نام کی ایک اسکیم شروع کی گئی تھی۔ اس کے تحت مرکز کے زیر انتظام علاقوں وریاستی حکومتوں اور رضاکار تنظیموں کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔رضا کار تنظیموں کو تجرباتی پروگرام کے لئے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے جب کہ ریاستی حکومتوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو اپر پرائمری اسکولوں میں سائنس کٹس(Kits) کی فراہمی سکنڈری اور سینئر سکنڈری اسکولوں کی سائنس لیبارٹریز اپ گریڈ کرنے اور مضبوط بنانے ،سکنڈری اور سینئر سکنڈری اسکولوں کو سائنس سے متعلق مضامین کی کتابوں کی سپلائی اور سائنس اور حساب کے اساتذہ کی ٹریننگ کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے۔

اس اسکیم کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ اسکول سطح کے ہندوستانی طلبا کو ریاضی کی بین اقوامی اولمپیاڈ (آئی ایم او) اور بین اقوامی فزکس اولمپیاڈ (آئی پی او) میں شریک ہونے کا اہل بنایا جائے۔ ہندوستانی طلبا آئی ایم او میں 1989 سے اور آئی پی او میں 1998 سے شرکت کر رہے ہیں۔ سال 2000 سے بھارتی طلباء انٹرنیشنل بائلوجی اولمپیاڈ میں حصہ لیں گے۔

نیشنل اوپن اسکول

نیشنل اوپن اسکول کا قیام نومبر 1989 میں حکومت ہند کے وزارت فروغ انسانی وسائل کے تحت ایک خودمختار رجسٹرڈ سوسائٹی کے طور پر ہوا تھا۔کلاس ایک سے 12 تک کے رجسٹرڈ طلبا کا امتحان لینے اور سرٹی فیکٹ دینے کا اختیار نیشنل اوپن اسکول کو دیا گیا ہے۔ یہ اپنے ابتدائی، ثانوی اور اعلی ثانوی نصابوں کے ذریعہ ان طالب علموں کو پڑھانے کا موقع دیتا ہے۔ جو اپنی تعلیم جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ نصاب کو مفید بنانے کے لئے ثانوی یا اعلی ثانوی سطح کے نصاب تعلیم کے ساتھ پیشہ وارانہ تعلیم بھی دیتا ہے، جو نصاب کے ساتھ یا الگ بھی ہوتی ہے۔ NOS کا بنیادی تصور اپنی پسند اور اپنی جگہ پر بہ آسانی مطالعہ کرنا ہے۔ نیشنل اوپن اسکول اساتذہ، پرنسپلوں، اور عام شہریوں، نجی صنعت کاروں کی زندگی کو خوش حال بنانے کے لئے نصاب فراہم کرتا ہے۔ نیشنل اوپن اسکول نے 6 سے 14 سال تک عمر کے اسکول جانے والے بچوں اور بالغ طلباء کے لئے اوپن ابتدائی تعلیم پروجکٹ

شروع کیا ہے۔ اس کی تین سطحیں ہیں (1) ابتدائی (فاؤنڈیشن) (2) پرائمری (3) بنیادی جو رسمی اسکولوں کی کلاس 5,3 اور 8 کے برابر ہیں۔ اس کے علاوہ نیشنل اوپن اسکول غیر سرکاری اداروں پرائمری تعلیم کے شعبے میں ابتدائی اور اپر پرائمری معیار کے لئے مواد، ہم معیاریت اور سرٹی فیکیٹ وغیرہ کے طور پر امداد فراہم کرتا ہے۔ اسکول کو درمیان میں چھوڑ کر گئے طالب علم، گاؤں کے نوجوان، لڑکیاں اور عورتیں، شیڈولڈ کاسٹ اور شیڈولڈ ٹرائب کے لوگ، معذور اور سابق فوجی وغیرہ جیسے حاشیئے پر رہوئے گروپوں کو نیشنل اوپن اسکول ترجیح دیتا ہے۔

فاصلاتی تعلیمی پروگرام، جو نیشنل اوپن اسکول فراہم کررہا ہے۔ اس کے طریقہ کار میں درج ذیل اجزا شامل ہیں: (1) خود مطالعاتی مطبوعہ مواد: یہ مواد نیشنل اوپن اسکول کے اکیڈمک اسٹاف کے ذریعہ تیار کیا جاتا ہے جو کہ باتصویر اور تمثیلی ہوتا ہے۔ (2) ذاتی ربط پروگرام: ذاتی پروگرام کے تحت کلاسیں لگائی جاتی ہیں یا پڑھایا جاتا ہے اور تسلیم شدہ اداروں میں طلباء کو صلاح بھی دی جاتی ہے۔ یہ مرکز مطالعات پورے ملک میں ہیں۔ ان مطالعاتی مرکزوں میں مشق (تجرباتی مطالعہ) بھی ہوتے ہیں۔ (3) سمعی، بصری پروگرام: طالب علم ان پروگراموں کو تسلیم شدہ مراکز مطالعات میں جاکر دیکھ سکتے ہیں یا تجربہ کر سکتے ہیں۔ عام طالب علم معمولی رقم کی ادائیگی کرکے خرید بھی سکتے ہیں۔ نیشنل اوپن اسکول کے نصاب طلباء کی مخصوص ضرورتوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے بنائے گئے ہیں اور ان میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

ملک اور غیر ممالک میں نیشنل اوپن اسکول کے 1450 مراکز مطالعہ ہیں۔ یہ مرکز مطالعہ انفرادی امداد کے ذریعہ تعلیمی عمل کو آسان بنادیتے ہیں۔ فی الحال NOS میں پانچ لاکھ سے زیادہ طلبا نے داخلہ لیا ہوا ہے۔ غیر مقیم ہندوستانیوں اور غیر ملکی طلباء کے لئے تعلیم کو آسان بنانے کے مقصد سے نیشنل اوپن اسکول کے تسلیم شدہ مراکز وسطی ایشیا (دبئی، ابوظہبی، مسقط اور کویت) نیپال (کٹھمنڈو اور بھشوال) اور کناڈا (وینکور) میں ہیں۔ نیشنل اوپن اسکول کا اپنا ایک ایکزامنیشن بورڈ ہے۔ نیشنل بورڈ آف سکنڈری اینڈ سینئر سکنڈری اینڈ ووکیشنل ایکزامینشن، جو ثانوی واعلیٰ ثانوی اور ووکیشنل امتحانات منعقد کرتا ہے۔ یہ بورڈ بھارت کے سی بی ایس ای (سینٹرل بورڈ آف سکنڈری ایجوکیشن) اور کونسل فار دی انڈین اسکول سرٹی فیکیٹ ایکزامنیشن کے مساوی ہے۔ فاصلاتی تعلیم کے شعبے میں نیشنل اوپن اسکول سال میں دوبار امتحان لیتا ہے۔ مئی اور نومبر میں نیشنل اوپن اسکول مارچ 1999 میں برونئی (دارالسلام) میں منعقد پین کامن ویلتھ فورم آن اوپن لرننگ میں فاصلاتی کورس کے شعبے میں بہتر اور اداری حصولیابیوں کے لئے ،کامن ویلتھ لرننگ ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔

نوودیہ ودیالیہ

ملک کے ہر ضلع میں ایک ماڈل اسکول کھولنے کا تصور قومی تعلیمی پالیسی 1986 کے تحت کیا گیا تھا۔ اس کے مطابق ایک اسکیم تیار کی گئی جس کے تحت ہر ضلع میں اقامتی اسکول یعنی نوودیہ ودیالیہ کھولنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نوودیہ ودیالیہ مکمل طور پر اقامتی ہیں اور مخلوط تعلیم کے انسٹی ٹیوٹ ہیں اور یہ سینئر سکنڈری سطح تک کی تعلیم فراہم کرتے ہیں یہ اسکیم 86-1985 میں تجربہ کے طور پر دو اسکولوں کے قیام کے ساتھ شروع ہوئی تھی۔ آج اس کے تحت 33 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں 446 اسکول کھولے جاچکے ہیں جن میں 1.27 لاکھ طلباء تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ ہر سال تقریباً 30,000 نئے طلباء ان اسکولوں میں داخلہ لیتے ہیں۔ نوودیہ ودیالیوں میں نشوونما کا ایک نیا اسلوب اپنایا جارہا ہے۔ جس میں خاص طور سے دیہی علاقوں کے ذہین، تابندہ اور باصلاحیت بچوں کی پہچان کی جاتی ہے اور انہیں آگے بڑھنے کے مواقع دیئے جاتے ہیں ورنہ ایسے بچوں کو بہتر تعلیمی سہولیات نہیں مل پاتیں۔ ہر ایک نوودیہ ودیالیہ میں کم سے کم ایک تہائی لڑکیوں کے داخلے کو یقینی بنانے کی بھی کوشش کی جاتی ہے۔ مائیگریشن (منتقلی) نوودیہ ودیالیہ کی ایک بے مثال خوبی ہے جہاں نویں کلاس کے 30 فی صد طالبعلموں کو لسانی علاقے (ہندی

یونیورسٹی اوراعلا تعلیم

اعلا تعلیم ملک میں 259 یونیورسٹیوں کے ذریعہ دی جاتی ہے۔ان میں 16 مرکزی یونیورسیٹیاں ہیں اور بقیہ ریاستی ایکٹ کے تحت قائم ہیں اور کام کرتی ہیں۔ملک میں کالجوں کی مجموعی تعداد 11,089 ہے۔ملک میں 149 ایسے تعلیمی ادارے ہیں جنھیں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن ایکٹ 1956 کے تحت ڈیمڈٹوبی (Deemed-to-be) یونیورسٹیاں قرار دیا گیا ہے۔یونیورسٹیوں میں طلبا کی مجموعی تعداد 74.18 لاکھ اور اساتذہ کی تعداد 3.42 لاکھ ہے۔

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن

اعلا تعلیم میں معیار کا تعین اور ان کو مربوط بنانے کا عمل مرکزی فہرست کا موضوع ہے لہذا اس ضمن میں مرکزی حکومت کی خصوصی ذمہ داری بھی ہے۔یہ ذمہ داری خاص طور پر یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے ذریعہ پوری کی جاتی ہے جس کا قیام پارلیمنٹ میں قانون بنا کر 1956 میں عمل میں آیا تھا۔اس کمیشن کے قیام کا مقصد یونیورسٹی تعلیم کا فروغ اور پڑھائی کے معیار کا تعین کرنے اور ان کو برقرار رکھنے کے اقدام کرنا ہے۔اور یونیورسٹیوں میں امتحانات اور ریسرچ کی سہولتوں کو فراہم کرنا ہے۔ان مقاصد کی تکمیل کے لئے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن منجملہ دوسری باتوں کے یونیورسٹیوں کی مالی ضروریات کی بارے میں معلومات حاصل کرتا ہے۔ان کو امداد فراہم کرتا ہے، یونیورسٹی تعلیم کے فروغ کے لئے ضروری اقدام کی سفارش کرتا ہے اور مالی امداد کے الاٹمنٹ اور نئی یونیورسٹیوں کے قیام کے لئے مشورے دیتا ہے۔

خودمختار ریسرچ تنظیمیں

تاریخی تحقیق کی ہندوستانی کونسل نئی دہلی، جو 1972 میں قائم ہوئی تھی۔تاریخی تحقیق پر ایک قومی پالیسی پر عمل درآمد کرتی ہے اور تاریخ کو سائنسی انداز میں تحریر کرنے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے یہ تنظیم ریسرچ پروجیکٹ چلاتی ہے۔نجی اسکالروں کے پروجیکٹوں کو مالی امداد دیتی ہے۔فیلوشپ ایوارڈ کرتی ہے اور اشاعت اور ترجمہ کے کام کرتی ہے۔

فلسفیانہ ریسرچ کی ہندوستانی کونسل نے 1981 میں کام کرنا شروع کیا تھا اس کے نئی دہلی اور لکھنؤ میں دفاتر ہیں۔یہ تنظیم ترقی کا جائزہ لیتی ہے، فلسفہ میں ریسرچ اور تحقیق کے پروگراموں اور پروجیکٹوں کو اسپانسر کرتی ہے یا امداد دیتی ہے اور فلسفہ اور موضوعات ڈسپلن میں تحقیق کے لئے فرد یا تنظیموں کو مالی امداد فراہم کرتی ہے۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ایڈوانسڈ اسٹڈی شملہ 1965 میں قائم ہوا تھا۔جو ہیومینٹیز (Humanities) سوشل سائنس اور نیچرل سائنس میں ایڈوانس ریسرچ کے لئے ایک رہائشی مرکز ہے۔یہ اسکالروں کی ایک برادری ہے جو تصوراتی ترقی پر مبنی علم اور معلومات کی نئی سرحدوں کی تلاش میں ہے اور عصری افادیت کے سوالوں پر ڈسپلن کا ایک منظرنامہ پیش کرتی ہے۔

سوشل سائنس ریسرچ کی ہندوستانی کونسل نئی دہلی ایک خودمختار ادارہ ہے جو سماجی سائنس تحقیق کو فروغ دینے اور ان میں تال میل قائم رکھنے کے اقدام کرتی ہے اس کے اصل کاموں میں سماجی سائنس ریسرچ کی ترقی کا جائزہ، حکومت کو ریسرچ سرگرمیوں میں مشورے دینا، ریسرچ پروگرام اسپانسر کرنا اور سوشل سائنس میں ریسرچ کے لئے نجی طور پر کام کرنیوالوں اور تنظیموں کو امداد دینا شامل ہیں۔

دیہی اداروں کی قومی کونسل (این سی آر آئی)

دیہی اداروں کی قومی کونسل ایک خودمختار تنظیم کی حیثیت سے 19 اکتوبر 1995 میں قائم کی گئی تھی جس کو مرکزی حکومت پوری امداد دیتی ہے۔ اس تنظیم کے قیام کا مقصد تعلیم پر مہاتما گاندھی کے انقلابی نظریات کے خطوط پر دیہی اعلا تعلیم کو فروغ دینا تعلیم پر گاندھیائی فلسفہ کی رو سے رضا کار تنظیموں اور تعلیمی اداروں کو فروغ دینا اور نیٹ ورک کو مضبوط بنانا نیز سماجی اور دیہی ترقی کے لئے ریسرچ کو ایک اہم وسیلے کے طور پر ترقی دینا ہے۔

اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی

اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی (اگنو) پارلیمنٹ میں قانون بنا کر ستمبر 1985 میں ملک کے تعلیمی نظام میں اوپن یونیورسٹی اور فاصلہ جاتی نظام تعلیم کو رائج کرنے اور فروغ دینے اور ایسے نظاموں میں معیار کا تعین کرنے اور ان کو مربوط بنانے کے لئے قائم کی گئی تھی۔ یونیورسٹی کے اہم مقاصد میں آبادی کے ایک بڑے حصے کے لئے اعلا تعلیم تک رسائی کو وسعت دینا تعلیم کے عمل کو جاری رکھنے کے پروگرام منظم کرنا اور خواتین و پسماندہ نیز پہاڑی علاقوں میں رہنے والوں کے لئے اعلا تعلیم کے خصوصی پروگرام شروع کرنا شامل ہے۔

اگنو یونیورسٹی سطح پر تعلیم کا ایک جدید نظام فراہم کرتی ہے۔ کورسیز کے تال میل، نام لکھانے کی اہلیت، داخلے کی عمر اور امتحانات کے طریقوں میں بھی وہ دوسروں سے بالکل مختلف ہے۔ یونیورسٹی نے شائع شدہ لٹریچر اور سمعی اور بصری آلات پر مشتمل ایک مربوط کثیر میڈیا تعلیمی حکمت عملی اختیار کی ہے اس کے ساتھ وہ ملک بھر میں اسٹڈی مراکز کے نیٹ ورک پر مشاورتی سیشن کا بھی اہتمام کرتی ہے۔ یونیورسٹی مسلسل اور سیشن کے اختتام پر دونوں امتحانات کراتی ہے۔

اندرا گاندھی اوپن یونیورسٹی نے 1987 میں اپنے پروگرام شروع کیے اور اب تک 604 کورسوں پر مشتمل 62 پروگرام شروع کر چکی ہے۔ 2001 کے دوران 1.91 لاکھ سے زاید طلبا کو تعلیم کے مختلف پروگراموں کے لئے رجسٹرڈ کیا گیا۔ یونیورسٹی نے خاص طور پر طلبا کی مدد کے لئے سروس نیٹ ورک قائم کیے ہیں جو ملک کے مختلف حصوں میں قائم 44 ریجنل مراکز اور 626 اسٹڈی مراکز پر مشتمل ہے۔ یونیورسٹی نے قانونی اتھاریٹی کی حیثیت سے جو فاصلہ جاتی تعلیمی کونسل قائم کی ہے وہ فاصلہ سے دی جانے والی تعلیم کے معیار کے تعین میں ایک کلیدی ادارہ ہے۔ دوردرشن نے مئی 1991 میں اگنو کے پروگراموں کو ٹیلی کاسٹ کرنا شروع کیا جب کہ آل انڈیا ریڈیو کے ممبئی اور حیدرآباد اسٹیشنوں نے اگنو کے منتخب سمعی پروگراموں کو 1992 کے اوائل سے نشر کرنا شروع کیا۔ 26 جنوری 2000 کو اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی نے، گیان درشن، نام سے ایک تعلیمی چینل شروع کیا ہے۔

اس وقت ملک میں نو دیگر اوپن یونیور سیٹیاں ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ بی۔ آر۔ امبیڈکر یونیورسٹی حیدرآباد (آندھرا پردیش) کوٹہ اوپن یونیورسٹی کوٹہ (راجستھان) نالندہ اوپن یونیورسٹی (بہار) یشونت راؤ چوہان مہاراشٹر اوپن یونیورسٹی ناسک (مہاراشٹر) بھوج اوپن یونیورسٹی بھوپال (مدھیہ پردیش) امبیڈکر اوپن یونیورسٹی احمد آباد (گجرات) کرناٹک ریاستی اوپن یونیورسٹی میسور (کرناٹک) اور نیتاجی سبھاش اوپن یونیورسٹی کلکتہ مغربی بنگال اور راجرشی ٹنڈن اوپن یونیورسٹی الہ آباد (یوپی)

درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کی تعلیم

تعلیم پر قومی پالیسی 1986 میں مساوی حقوق سے محروم لوگوں خصوصاً درج فہرست ذات و درج فہرست قبائل اور تعلیمی طور

بولنے والوں کے علاقوں میں غیر ہندی زبان بولنے والے اور اس کے برخلاف) سے مختلف لسانی علاقوں میں تبادلے کی اجازت ہے۔ شرط یہ ہے کہ انہوں نے کسی اسکول میں ایک پورے اکیڈمک سال تک تعلیم حاصل کی ہو، اس کا مقصد ملک کی گنگا جمنی تہذیب اور طرح طرح کے لوگوں کو سمجھتے ہوئے قومی اتحاد کو فروغ دینا ہے۔

کیندریہ ودیالیہ

سنٹرل اسکولوں کے قیام کی اسکیم کی منظوری مرکزی حکومت نے 1962 میں دوسرے پے کمیشن کی سفارشوں کی بنیاد پر دی تھی۔ شروع میں مختلف ریاستوں میں چلنے والے 20 ریجمنٹل اسکولوں کو قبضے میں لے کر انہیں مرکزی اسکولوں یا کیندریہ ودیالیوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ بعد میں وزارت تعلیم نے کیندریہ ودیالیہ سنگھٹن کی تشکیل کی اور دسمبر 1965 میں سوسائٹی کی حیثیت سے اس کا رجسٹریشن بھی ہو گیا۔ جس کا مقصد کیندریہ ودیالوں کا قیام اور ان پر نگرانی رکھنا تھا۔ یہ اسکول بشمول فوجیوں کے مرکزی حکومت کے ان ملازمین کے بچوں کے لئے کھولے گئے تھے جن کے تبادلے ملک بھر میں کہیں بھی ہوتے رہتے ہیں تاکہ انہیں تعلیم کا یکساں نصاب سبھی جگہ فراہم کرایا جا سکے۔ اس وقت کیندریہ ودیالیوں کی تعداد 874 ہے۔ ماسکو اور کٹھمنڈو میں بھی ایک ایک کیندریہ ودیالیہ کا قیام ہے۔ سبھی کیندریہ ودیالیوں میں یکساں نصاب اپنایا جاتا ہے۔

قومی کونسل

قومی برائے تعلیمی تحقیق اور تربیت (این سی ای آر ٹی) کا قیام ستمبر 1961 میں ہوا تھا۔ کونسل حکومت ہند کے وزارت فروغ انسانی وسائل کے مشیر کے طور پر کام کرتی ہے۔ کونسل کا خاص مقصد وزارت کو اسکولی تعلیم کے میدان میں پالیسیاں اور اہم پروگرام کے نفاذ میں تعاون اور صلاح دینا ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر نئی دہلی میں ہے۔ کونسل کے کل اخراجات کو حکومت ہند برداشت کرتی ہے۔

NCERT اپنے اجزا۔ ڈپارٹمنٹ آف نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن (NIE)، نئی دہلی، سنٹرل انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشنل ٹکنالوجی (CIET)، نئی دہلی پنڈت سندر لعل شرما سنٹرل انسٹی ٹیوٹ آف ووکیشنل ایجوکیشن (PSSCIVE) بھوپال اور علاقائی تعلیمی ادارے بھوپال، اجمیر، بھونیشور، میسور اور شیلانگ میں واقع علاقائی تعلیمی اداروں کے ذریعہ معیار میں بہتری پیدا کرنے کے لیے تعلیمی و تکنیکی مدد فراہم کرتی ہے۔ کونسل اسکولی تعلیم اور ٹیچر تعلیم میں تحقیق کے لئے، امداد اور ترغیب دیتی ہے اور ہم آہنگی قائم کرتی ہے۔ اساتذہ کے لئے قبل خدمات اور خدمات کے دوران ٹریننگ کا اہتمام کرتی ہے اداروں کو اضافی خدمات فراہم کراتی ہے۔ تدریس کی بہتر تکنیک، عمل اور قیمت کو فروغ دیتے ہوئے ان کے بارے میں تجرباتی عمل کرتی ہے۔ تعلیم سے متعلق معلومات اکٹھا کرنا، تالیف، نشر و اشاعت اور مدون کے عمل بھی انجام دیتی ہے، اسکولی تعلیم میں بہتر اصلاح کے لئے پروگرام کا نفاذ کرنے اور فروغ دینے میں ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو تعاون دیتی ہے، یہ بین الاقوامی تنظیموں کے ساتھ بھی تعاون کرتی ہے۔ ایشیا اور پیسفک علاقوں میں فروغ سے متعلق تجدید تعلیمی پروگرام (APEID) یونیسکو، بنکاک سے منسلک قومی ترقیاتی گروپ (NDG) کے اکیڈمک سکریٹریٹ کے طور پر بھی کام کرتی ہے اور نصاب کی کتابوں کو فروغ دینا، طبع کرنا اور ان کی تقسیم کا کام بھی کرتی ہے۔ اس کے جدید قبل خدمات نصابوں میں چار سال کا بی۔ایس۔سی، بی۔ایڈ، بی۔ایس۔سی اور سائنس و علوم انسانی میں دو سال کا بی ایڈ ثانوی، ایک سال کا ایم۔ایڈ ابتدائی اور ایک سال کا پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ گائڈنس اور کونسلنگ شامل ہے۔ حالیہ ہی میں NCERT نے تکنیکی اور ووکیشنل تعلیم کے انٹرنیشنل پروجکٹ کا مرکز ہونے کی وجہ کے علاوہ اخلاقی تعلیم کے قومی وسائل مرکز، مخصوص ضرورت والے بچوں کے لیے بین الاقوامی مرکز کمپیوٹر وسعت تعلیم ملٹی میڈیا والے قومی

مرکز کی تکمیل کی۔

ذہین بچوں کی تلاش کی قومی اسکیم

تحقیق اور ٹریننگ کی قومی کونسل نے نیشنل سائنس ٹیلنٹ سرچ اسکیم 1963 میں ایک اہم منصوبے کے طور پر مرکز کے زیر انتظام علاقے دہلی میں شروع کیا تھا۔ 1964 میں پورے ملک میں اس کی توسیع کی گئی، اس کے تحت مجموعی طور پر 350 اسکالر شپ دی جاتی تھی۔ پچھلے تین دہے میں اس اسکیم میں کئی طرح کی تبدیلیاں کی گئیں۔ 1977 میں نیشنل سائنس ٹیلنٹ سرچ اسکیم کا نام بدل کر نیشنل ٹیلنٹ سرچ اسکیم کردیا گیا۔ مختصراً اسکیم درج ذیل ہے: دسویں کلاس کے ذہین طلباء کی پہچان کرنا، اس اسکیم کے تحت 1,000 ذہین طلباء کو اسکالرشپ دی جاتی ہے (150 شیڈولڈ کاسٹ اور 75 شیڈولڈ ٹرائب کو)۔

اس اسکیم کے دو مرحلے ہیں۔ پہلے مرحلے میں ریاست/مرکز کے زیر انتظام علاقے اپنے متعلقہ علاقوں میں تحریری امتحان کا انعقاد کرتے ہیں۔ ریاستیں اور مرکز کے زیر انتظام علاقے اس تحریری امتحان میں کامیاب طلباء کو استحقاق و صلاحیت کی بنیاد پر منتخب کرتے ہیں اس کے بعد NCERT ہر ریاست اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ایک مرکز پر مئی ماہ کے دوسرے اتوار کو قومی سطح کا امتحان منعقد کرتی ہے۔ تحریری اور زبانی امتحانوں میں حاصل شدہ نمبروں کی بنیاد پر منتخب طلباء کی قطعی فہرست تیار کی جاتی ہے۔

اساتذہ کو قومی ایوارڈ

یہ قومی ایوارڈ 1958 میں قائم کیے گئے تھے۔ شروع میں ان ایوارڈوں کو دینے کی کوئی تاریخ مقرر نہیں تھی لیکن 1960 کے وسط سے قومی ایوارڈ دینے کی تاریخ 5 ستمبر مقرر کردی گئی ہے۔ 20 ایوارڈ روایتی اداروں میں سنسکرت عربی اور فارسی پڑھانے والے اساتذہ کے لئے مخصوص ہیں۔ عام ٹیچروں کے لئے دو زمرے ہیں (i) پرائمری ٹیچرس (پہلے سے آٹھویں درجے تک) (ii) سکنڈری ٹیچرس (نویں سے بارہویں درجے تک) ہر ریاست اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے لئے اساتذہ کی آبادی پر مبنی کوٹہ مقرر کیا گیا ہے۔ سکنڈری ٹیچرس کا کوٹہ پرائمری ٹیچرس کے کوٹہ کا نصف ہوتا ہے۔ مرکز کے زیر انتظام چھوٹے علاقوں کے لئے سکنڈری ٹیچرس اور پرائمری ٹیچرس کا ایک ایک کوٹہ ہے۔ ایوارڈ حاصل کرنے کا وہی ٹیچر اہل ہوسکتا ہے جس نے ریاستی سطح کی سلیکشن کمیٹی کے ذریعہ ان کے دعوے پر غور کی تاریخ تک مسلسل ملازمت کے 15 برس مکمل کرلئے ہوں۔ پرنسپلوں اور ہیڈ ماسٹروں کے اہلیت کی مدت 20 برس ہے۔

اہل امیدواروں کا انتخاب ڈائرکٹر (تعلیمات) کی زیر صدارت ریاستی سلیکشن کمیٹی کرتی ہے اس میٹنگ میں این سی ای آر ٹی کا ریاستی کوآرڈینیٹر بھی ممبر کی حیثیت سے شریک رہتا ہے یہ کمیٹی اضلاع سے موصول سفارشات پر غور کرتی ہے۔ اس کے بعد ریاستی حکومت کمیٹی کی سفارشات کو من وعن مرکزی حکومت کے پاس بھیج دیتی ہے۔ البتہ ریاستی حکومت کو فہرست سے نام خارج کرنے کے اسباب کی وضاحت کے بعد کسی بھی امیدوار کا نام فہرست سے خارج کردینے کا اختیار ہے۔ مرکزی حکومت کوائف اور سروس ریکارڈ کی سختی سے جانچ کے بعد صلاحیت کی بنیاد پر امیدواروں کا حتمی انتخاب کرتی ہے۔

ہر ایوارڈ ایک توصیفی سند، طلائی تمغہ اور 25,000 روپے کے نقد انعام پر مشتمل ہوتا ہے۔

یونیورسٹی اوراعلاتعلیم

اعلاتعلیم ملک میں 259 یونیورسٹیوں کے ذریعہ دی جاتی ہے۔ان میں 16 مرکزی یونیورسیٹیاں ہیں اور بقیہ ریاستی ایکٹ
کے تحت قائم ہیں اور کام کرتی ہیں۔ملک میں کالجوں کی مجموعی تعداد 11,089 ہے۔ملک میں 149 ایسے تعلیمی ادارے ہیں جنہیں
یونیورسٹی گرانٹس کمیشن ایکٹ 1956 کے تحت ڈیمڈٹوبی (Deemed-to-be) یونیورسٹیاں قرار دیا گیا ہے۔یونیورسٹیوں میں
طلبا کی مجموعی تعداد 74.18 لاکھ اوراساتذہ کی تعداد 3.42 لاکھ ہے۔

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن

اعلاتعلیم میں معیار کا تعین اور ان کومربوط بنانے کا عمل مرکزی فہرست کا موضوع ہے لہٰذا اس ضمن میں مرکزی حکومت کی
خصوصی ذمہ داری بھی ہے۔یہ ذمہ داری خاص طور پر یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے ذریعہ پوری کی جاتی ہے جس کا قیام پارلیمنٹ
میں قانون بنا کر 1956 میں عمل میں آیا تھا۔اس کمیشن کے قیام کا مقصد یونیورسٹی تعلیم کا فروغ اور پڑھائی کے معیار کا تعین کرنے
اوران کو برقرار رکھنے کے اقدام کرنا ہے۔اور یونیورسٹیوں میں امتحانات اور ریسرچ کی سہولتوں کو فراہم کرنا ہے۔ان مقاصد کی
تکمیل کے لئے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن منجملہ دوسری باتوں کے یونیورسٹیوں کی مالی ضروریات کی بارے میں معلومات حاصل کرتا
ہے۔ان کوامدادفراہم کرتا ہے،یونیورسٹی تعلیم کے فروغ کے لئے ضروری اقدام کی سفارش کرتا ہے اور مالی امداد کے الاٹمنٹ اورنئی
یونیورسٹیوں کے قیام کے لئے مشورے دیتا ہے۔

خودمختار ریسرچ تنظیمیں

تاریخی تحقیق کی ہندوستانی کونسل نئی دہلی، جو 1972 میں قائم ہوئی تھی۔تاریخی تحقیق پر ایک قومی پالیسی پر عمل درآمد کرتی ہے
اور تاریخ کو سائنسی انداز میں تحریر کرنے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے یہ تنظیم ریسرچ پروجیکٹ چلاتی ہے۔نجی اسکالروں کے
پروجکٹوں کو مالی امداد دیتی ہے۔فیلوشپ ایوارڈ کرتی ہے اور اشاعت اور ترجمہ کے کام کرتی ہے۔

فلسفیانہ ریسرچ کی ہندوستانی کونسل نے 1981 میں کام کرنا شروع کیا تھا اس کے نئی دہلی اور لکھنؤ میں دفاتر ہیں۔یہ تنظیم
فلسفہ میں ریسرچ اور تحقیق کے پروگراموں اور پروجیکٹوں کو اسپانسر کرتی ہے یا امداد دیتی ہے اور فلسفہ
ترقی کا جائزہ لیتی ہے،
اورموضوعات ڈسپلن میں تحقیق کے لئے فرد یا تنظیموں کو مالی امداد فراہم کرتی ہے۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ایڈوانسڈ اسٹڈی شملہ 1965 میں قائم ہوا تھا۔جو ہیومینٹیز (Humanities) سوشل سائنس اور
نیچرل سائنس میں ایڈوانس ریسرچ کے لئے ایک رہائشی مرکز ہے۔یہ اسکالروں کی ایک برادری ہے جو تصوراتی ترقی پر مبنی علم اور
معلومات کی نئی سرحدوں کی تلاش میں ہے اور عصری افادیت کے سوالوں پر ڈسپلن کا ایک منظرنامہ پیش کرتی ہے۔

سوشل سائنس ریسرچ کی ہندوستانی کونسل نئی دہلی ایک خودمختار ادارہ ہے جو سماجی سائنس تحقیق کو فروغ دینے اور ان میں
تال میل قائم رکھنے کے اقدام کرتی ہے اس کے اصل کاموں میں سماجی سائنس ریسرچ کی ترقی کا جائزہ، حکومت کو ریسرچ
سرگرمیوں میں مشورے دینا، ریسرچ پروگرام اسپانسر کرنا اور سوشل سائنس میں ریسرچ کے لئے نجی طور پر کام کرنیوالوں اور
تنظیموں کو امداد دینا شامل ہیں۔

دیہی اداروں کی قومی کونسل (این سی آر آئی)

دیہی اداروں کی قومی کونسل ایک خودمختار تنظیم کی حیثیت سے 19 اکتوبر 1995 میں قائم کی گئی تھی جس کو مرکزی حکومت پوری امداد دیتی ہے۔ اس تنظیم کے قیام کا مقصد تعلیم پر مہاتما گاندھی کے انقلابی نظریات کے خطوط پر دیہی اعلا تعلیم کو فروغ دینا، تعلیم پر گاندھیائی فلسفہ کی رو سے رضا کار تنظیموں اور تعلیمی اداروں کو فروغ دینا اور نیٹ ورک کو مضبوط بنانا نیز سماجی اور دیہی ترقی کے لئے ریسرچ کو ایک اہم وسیلے کے طور پر ترقی دینا ہے۔

اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی

اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی (اگنو) پارلیمنٹ میں قانون بنا کر ستمبر 1985 میں ملک کے تعلیمی نظام میں اوپن یونیورسٹی اور فاصلہ جاتی نظام تعلیم کو رائج کرنے اور فروغ دینے اور ایسے نظاموں میں معیار کا تعین کرنے اور ان کو مربوط بنانے کے لئے قائم کی گئی تھی۔ یونیورسٹی کے اہم مقاصد میں آبادی کے ایک بڑے حصے کے لئے اعلا تعلیم تک رسائی کو وسعت دینا، تعلیم کے عمل کو جاری رکھنے کے پروگرام منظم کرنا اور خواتین و پسماندہ نیز پہاڑی علاقوں میں رہنے والوں کے لئے اعلا تعلیم کے خصوصی پروگرام شروع کرنا شامل ہے۔

اگنو یونیورسٹی سطح پر تعلیم کا ایک جدید نظام فراہم کرتی ہے۔ کورسیز کے تال میل، نام لکھانے کی اہلیت، داخلے کی عمر اور امتحانات کے طریقوں میں بھی وہ دوسروں سے بالکل مختلف ہے۔ یونیورسٹی نے شائع شدہ لٹریچر اور سمعی اور بصری آلات پر مشتمل ایک مربوط کثیر میڈیا تعلیمی حکمت عملی اختیار کی ہے اس کے ساتھ وہ ملک بھر میں اسٹڈی مراکز کے نیٹ ورک پر مشاورتی سشن کا بھی اہتمام کرتی ہے۔ یونیورسٹی مسلسل اور سشن کے اختتام پر دونوں امتحانات کراتی ہے۔

اندرا گاندھی اوپن یونیورسٹی نے 1987 میں اپنے پروگرام شروع کئے اور اب تک 604 کورسوں پر مشتمل 62 پروگرام شروع کر چکی ہے۔ 2001 کے دوران 1.91 لاکھ سے زاید طلبا کو تعلیم کے مختلف پروگراموں کے لئے رجسٹرڈ کیا گیا۔ یونیورسٹی نے خاص طور پر طلبا کی مدد کے لئے سروس نیٹ ورک قائم کئے ہیں جو ملک کے مختلف حصوں میں قائم 44 ریجنل مراکز اور 626 اسٹڈی مراکز پر مشتمل ہے۔ یونیورسٹی نے قانونی اتھاریٹی کی حیثیت سے جو فاصلہ جاتی تعلیمی کونسل قائم کی ہے وہ فاصلہ سے دی جانے والی تعلیم کے معیار کے تعین میں ایک کلیدی ادارہ ہے۔ دوردرشن نے مئی 1991 میں اگنو کے پروگراموں کو ٹیلی کاسٹ کرنا شروع کیا جب کہ آل انڈیا ریڈیو کے ممبئی اور حیدر آباد اسٹیشنوں نے اگنو کے منتخب سمعی پروگراموں کو 1992 کے اوائل سے نشر کرنا شروع کیا۔ 26 جنوری 2000 کو اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی نے 'گیان درشن' نام سے ایک تعلیمی چینل شروع کیا ہے۔

اس وقت ملک میں نو دیگر اوپن یونیور سیٹیاں ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ بی۔ آر۔ امبیڈکر یونیورسٹی حیدر آباد (آندھرا پردیش) کوٹہ اوپن یونیورسٹی کوٹہ (راجستھان) نالندہ اوپن یونیورسٹی (بہار) یشونت راؤ چوہان مہاراشٹر اوپن یونیورسٹی ناسک (مہاراشٹر) بھوج اوپن یونیورسٹی بھوپال (مدھیہ پردیش) امبیڈکر اوپن یونیورسٹی احمد آباد (گجرات) کرناٹک ریاستی اوپن یونیورسٹی میسور (کرناٹک) اور نیتاجی سبھاش اوپن یونیورسٹی کلکتہ مغربی بنگال اور راجرشی ٹنڈن اوپن یونیورسٹی الہ آباد (یوپی)

درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کی تعلیم

تعلیم پر قومی پالیسی 1986 میں مساوی حقوق سے محروم لوگوں خصوصاً درج فہرست ذات و درج فہرست قبائل اور تعلیمی طور

پر پسماندہ اقلیتوں کے لئے تعلیمی مواقع میں نابرابری ختم کرکے سب کیلئے یکساں مواقع فراہم کرنے پہ زور دیا گیا ہے۔ محکمہ تعلیم کے چند اہم پروگرام یہ ہیں (i) پرائمری اسکول کھولنے کے ضوابط نرم کردیئے گئے ہیں (ii) پرائمری اسکول 300 آبادی والے مواضعات کے بجائے 200 آبادی والے مواضعات میں ایک کیلومیٹر فاصلے کے اندر کھولے جاسکتے ہیں (iii) تمام ریاستوں کے سرکاری اسکولوں میں کم ازکم اپرائمری سطح تک ٹیوشن فیس ختم کردی گئی ہے۔ کئی ریاستوں نے سینئر سیکنڈری سطح تک ایس سی رایس ٹی طلبا کی ٹیوشن فیس معاف کردی ہے (iv) ان لڑکوں کو نصابی کتابیں، یونیفارم اور اسکول بیگ وغیرہ بھی فراہم کئے جاتے ہیں (v) محکمہ تعلیم کے اہم پروگرام جیسے تعلیم کو عام بنانا، آپریشن بلیک بورڈ، غیر رسمی تعلیم، ضلع پرائمری ایجوکیشن پروگرام مندرجہ ذات و قبائل والے علاقوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ لوک جنبش اور شکشا کرمی پروجیکٹ بھی ایس سی۔ ایس ٹی والے علاقوں پر خصوصی توجہ مرکوز کرتے ہیں۔ (vi) آئی۔ای۔ٹی ریجنل انجینئرنگ کالج، مرکزی یونیورسٹیاں، کیندریہ ودیالیہ اور نوودیہ ودیالیوں سمیت اعلا تعلیم کے مرکزی حکومت کے اداروں میں ایس سی اور ایس ٹی کے لئے سیٹوں کا ریزرویشن، یونیورسٹیوں اور کالجوں میں ریزرویشن اور ساتھ ہی داخلے کے لئے مقررہ کم ازکم اہلیت میں بھی رعایت دی جاتی ہے۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے ریزرویشن پالیسی پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لئے مرکزی یونیورسٹی سمیت 104 یونیورسٹیوں میں ایس سی۔ ایس ٹی شعبے قائم کئے ہیں اس کے علاوہ ایک اسٹینڈنگ کمیٹی بھی بنائی ہے جو ریزرویشن کے اطلاق کا جائزہ لیتی رہتی ہے (vii) ایس سی اور ایس ٹی طلبا کی مختلف مضامین میں تعلیمی صلاحیت کو بہتر بنانے کی غرض سے خصوصی کوچنگ سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ آئی آئی ٹی میں ایک اسکیم وضع کی گئی ہے۔ جس کے تحت ہائی اسکول میں کم نمبروں سے فیل ہونے والے ایس سی، ایس ٹی طلبا کو ایک سال کی تربیت فراہم کی جاتی ہے اس کے بعد انہیں B.Tech کورس کے پہلے سال میں داخل کرلیا جاتا ہے۔ (viii) 43,000 ہزار وظائف میں سے 13,000 وظائف ایس سی، ایس ٹی طلبا کو دیئے جاتے ہیں یہ وظائف دیہی علاقوں میں ذہین بچوں کو سکنڈری سطح پر قومی اسکالرشپ اسکیم کے تحت دیئے جاتے ہیں (ix) شیڈولڈ کاسٹ/ٹرائب کے امیدواروں کو جونیر ریسرچ فیلوشپ امتحان کے لیے متعین کم سے کم 10 فیصد کی رعایت اور اہلیت حاصل کرنے والوں کو فیلوشپ (x) نیٹ میں بیٹھنے والے اور لکچررشپ کے لیے لیاقت جانچ پاس کرنے والے شیڈولڈ کاسٹ/ٹرایب کے امیدواروں کو ہر ایک سال سائنس وسماجی علوم سمیت علوم انسانی میں 50 جونیر فیلوشپ۔ (xi) UGC نے ماسٹر ڈگری سطح پر ایس سی اور ایس ٹی امیدواروں کے لئے لکچررشپ کے لئے مطلوبہ قومی اہلیت ٹیسٹ کے لئے 55 فی صد نمبروں سے گھٹا کر 50 فی صد کردیا ہے (xii) ہندوستانی زبانوں کا مرکزی ادارہ (سی آئی ایل) میسور نصابی کتابیں، قواعد کی کتابیں، ڈکشنریاں تیار کرتا ہے جس سے علاقائی زبانوں سے قبائلی زبانوں میں ترجمہ کرنے میں سہولت ہوتی ہے اس ادارے نے 75 قبائلی اور علاقائی زبانوں میں بھی کام کیا ہے۔ این سی ای آر ٹی نے قبائلی بولیوں میں 10 نصابی کتابیں شائع کی ہیں اور 15 قبائلی بولیوں میں پڑھانے اور لکھانے کا سامان تیار کیا ہے (xiii) ریاستیں اور مرکز کے زیر انتظام علاقے تعلیمی پروگرام اور اسکیم کے نفوذ پر خصوصی توجہ مرکوز کرنے کے لئے ملک کے 146 اضلاع کی نشاندہی کی ہے جہاں ایس سی اور ایس ٹی خواتین کی خواندگی کی شرح 10 فی صد سے کم ہے۔

اقلیتوں کی تعلیم

نظرثانی شدہ پروگرام آف ایکشن (P.O.A)1992 کی روشنی میں مرکز کی اسپانسر کی ہوئی دو اسکیموں (i) تعلیمی طور پر پسماندہ اقلیتوں کے لئے ایریا Intensive پروگرام کی اسکیم (ii) مدرسوں کی تعلیم کو جدید بنانے کے لئے مالی امداد اسکیم کا آغاز 1993-94 کے دوران ہوا۔

تعلیمی طور پر پسماندہ اقلیتوں کے لئے ایریا Intensive پروگرام اسکیم کا مقصد ان علاقوں میں بنیادی تعلیمی ڈھانچہ اور

سہولتیں فراہم کرنا ہیں جہاں تعلیمی طور پر پسماندہ اقلیتوں کی تعداد نسبتاً زیادہ ہے اور جہاں ابتدائی اور سکنڈری اسکولوں کی کوئی خاص سہولیت نہیں ہے۔ اس اسکیم کے تحت نئے پرائمری اور پرائمری اسکولوں اور غیر رسمی تعلیم کے مراکز کے قیام کے لئے، پرائمری اور اپر پرائمری اسکولوں میں تعلیم کے بنیادی ڈھانچے اور فزیکل سہولتوں کو مستحکم بنانے اور لڑکیوں کے لئے رہائشی ہائر سکنڈری اسکولوں کے قیام کے لئے جن کا تعلیمی طور پر پسماندہ اقلیتوں سے ہو صد فی صد مالی امداد دی جاتی ہے خاص طور پر جہاں سائنس، کامرس، اور پیشہ وارانہ کورسوں کی تعلیم دی جاتی ہے۔

مدرسہ تعلیم کو جدید بنانے کے لئے مالی امداد اسکیم روایتی تعلیمی اداروں کی مثلاً مدرسوں اور مکتبوں کی حوصلہ افزائی کے لئے شروع کی گئی ہے تاکہ وہ اپنے نصابوں میں سائنس، حساب، سماجی علوم ہندی اور انگریزی کو بھی شامل کریں۔ اس اسکیم کے تحت ایسے اداروں میں شروع کئے جانے والے نئے مضامین کو پڑھانے کے لئے اساتذہ کا تقرر کرنے کی غرض سے صد فی صد امداد فراہم کی جاتی ہے۔

شمال مشرقی علاقے کا تعلیمی فروغ

تعلیم کے شعبہ میں شمال مشرقی علاقے کے وسائل کے قائم پذیر پول کے لیے 277.33 پلاننگ کمیشن نے اب تک 347.44 کروڑ روپے کی ریاست و مرکزی پراجیکٹوں کو منظور کیا ہے۔ عمل درآمد ایجنسیوں کو کل 27,733 کروڑ روپے جاری کیے گئے ہیں۔ یہ پراجیکٹ عمل درآمد کے مختلف مراحل میں ہیں۔ اگنو، تیج پور یونی ورسٹی، آسام یونی ورسٹی، نیہو اور ناگالینڈ یونی ورسٹی جیسی مرکزی یونیورسٹی کو بنیادی ساختی فروغ کے لیے غیر تجدید، پول سے امداد فراہم کی گئی ہے۔ اگنو کے پراجیکٹ کے تحت شمال مشرقی علاقے کی بھی آٹھ ریاستوں کی راجدھانیوں میں علاقائی مراکز شروع کیے گئے ہیں۔

تکنیکی تعلیم

تکنیکی تعلیم، انسانی وسائل کے فروغ کا اہم جزو ہے۔ کیونکہ اس میں پیداواروں اور خدمات کے اقدار کی افزائش اور قومی اقتصادی نظام میں اشتراک کرنے کی بے مثال قوت نہاں ہے۔ پنج سالہ منصوبوں میں تکنیکی تعلیم کے فروغ پر کافی زور دیا گیا۔ پچھلے پانچ دہوں میں ملک میں تکنیکی تعلیم کے شعبے میں بڑے پیمانے پر توسیع ہوئی ہے۔

مرکز اور ریاستی حکومتوں کے ذریعہ قائم تکنیکی اداروں کے علاوہ مرکز ریاست مشترکہ ادارے اور سرکاری امداد یافتہ نجی ادارے بھی اس سمت میں کام کر رہے ہیں۔ یہ سبھی ادارے آل انڈیا کونسل فار ٹیکنکل ایجوکیشن (AICTE) سے تسلیم شدہ ہیں جو ایک قانونی اور باضابطہ ادارہ ہے اور جس کا قیام مرکزی حکومت کے ذریعہ پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت کیا گیا تھا۔ 2001-2002 کے دوران، انجینئرنگ اور ٹکنالوجی میں AICTE سے تسلیم شدہ ڈگری سطح کے اداروں کی تعداد 1058 تھی جس میں طلباء کے داخلوں کی تعداد 2,20,947 تھی۔ پہلے تکنیکی تعلیم کے سیکٹر میں تقریباً 50 فی صد ادارے یا تو سرکار ہوا کرتے تھے یا سرکاری سے امداد یافتہ لیکن اب نجی پیش رفت کے ساتھ 80 فی صد سے زیادہ ادارے خود کفالت کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں۔ 2001-2002 کے دوران انجینئرنگ کالجوں میں داخلہ کی تعداد 2,71,719 تھی۔ کئی اہم ادارے ٹکنالوجی اور انتظامیہ کے مختلف شعبوں میں لوگوں کو تربیت دے رہے ہیں۔ ان میں 6 انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی (IIT) ممبئی، دلی، کانپور، کھڑگ پور چنئی اور گوہاٹی میں واقع ہیں۔ 6 انڈین انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ (IIM) جو احمد آباد، کلکتہ، بنگلور، لکھنؤ، اندور اور کالی کٹ میں ہیں، بھارتیہ سائنس ادارے نئی دلی میں واقع اسکول آف پلاننگ اینڈ آرکیٹکٹ (S.P.A) یعنی منصوبہ بندی اور فن تعمیر جیسے خصوصی اعلیٰ تکنیکی ادارے، انڈین اسکول آف سائنس (ISM)، نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار ٹریننگ ان انڈسٹریل انجینئرنگ

(NIFFT) ممبئی، نیشنل انسٹی ٹیوٹ فاؤنڈری اینڈ فورج ٹکنالوجی (NIFFT) گوالیار اور انڈین انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیشن
ٹکنالوجی الہ آباد شامل ہیں۔ اس کے علاوہ مرکز اور ریاست کے مشترکہ وینچر کے طور پر قائم 17 علاقائی انجینئرنگ کالج اور مرکز
اور رانچی، انڈین اسکول آف انفارمیشن ٹکنالوجی اینڈ مینجمنٹ ریاست کی یونیورسٹی کے کئی انجینئرنگ ٹکنالوجیکل اکادمیوں اور سرکاری
وسرکار سے تسلیم شدہ اور نجی انجینئرنگ رتکنیکی ادارے بھی اس سمت میں اپنا اشتراک کر رہے ہیں۔ مشرق شمالی علاقائی سائنس اور
ٹکنالوجی ادارے (NERIST) ایٹانگر اور سنت لونگووال انجینئرنگ اور ٹکنالوجی انسٹی ٹیوٹ (SLIET) سنگرور (پنجاب)
مربوط طریقے سے تکنیکی افرادی قوت کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے انجینئرنگ رٹکنالوجی راپلائیڈ سائنس میں سرٹی فیکٹ، ڈپلوما
اور ڈگری نصابوں کو چلاتے ہیں۔ ان کی خاص بات یہ ہے کہ یہ لچیلے اور غیر روایتی نصاب اپناتے ہیں۔

ملک بھر میں ڈپلومہ سطح کے پولی ٹکنک اداروں کا وسیع نٹ ورک ہے۔ جو مختلف مضامین اور ٹکنالوجی کے ابھرتے شعبوں میں
تکنشینوں کے طور پر موزوں تکنیکی انفرادی قوت تیار کرنے میں اپنا اشتراک کر رہے ہیں۔ ہندوستان میں تقریباً 1,215 ڈپلومہ سطح
کے پالی ٹیکنک ہیں، جو دسویں یا بارہویں کلاس کے بعد انجینئرنگ رٹکنالوجکل رفارمیسی رفن تعمیر جیسے کئی روایتی شعبے اور جدید وعصری
ٹکنالوجی میں تین سالہ ڈپلومہ کورس چلاتے ہیں۔ پولی ٹکنک بنیادی طور پر ریاستی سطح کے ادارے ہیں اور ان میں سے تقریباً 50 فی
صد نجی کوششوں سے قائم کئے گئے ہیں۔ کئی پولی ٹیکنک ایسے ہیں، جو پوسٹ ڈپلومہ نصابوں اور ایڈوانس ڈپلومہ نصابوں کو چلاتے
ہیں تاکہ تکنیشوں کو تعلیمی اور کاروباری پیش رفت جاری رکھنے میں مدد کی جا سکے۔

کئی تسلیم شدہ کاروباری انجینئرنگ سوسائٹیاں بھی ان کوششوں میں ضمنی کردار ادا کرتی ہیں۔ جیسے (I) انسٹی ٹیوشن آف
انجینئرس (انڈیا)(ii) انسٹی ٹیوشن آف کیمکل انجینئرنگ (انڈیا)(iii) انسٹی ٹیوشن آف الکٹرانکس اینڈ ٹیلی کمیونکیشن انجینئرس
(انڈیا) (iv) (انڈین انسٹی ٹیوٹ آف میٹلس (v) انسٹی ٹیوشن آف انڈسٹریل انجینئرس (انڈیا)(vi) انسٹی ٹیوٹ آف ٹاؤن
پلانرس (انڈیا)(vii) انڈین انسٹی ٹیوٹ آف آرکیٹکٹ وغیرہ۔ یہ ادارہ تکنیکی صلاحیت میں بہتری پیداوار کرنے کے خواہش مند
کام کرنے والے کاروباریوں کے لئے مختلف سطحوں کی انجینئری رتکنیکی امتحانوں کا انعقاد کرتی ہیں۔ ایسے بھی پیشہ وارانہ امتحانوں
کو مرکزی حکومت کے ذریعہ مناسب سطحوں کے لئے مناسب تعلیمی صلاحیتوں کے مساوی تسلیم کیا گیا ہے۔ تعلیمی اور پیشہ ورانہ
صلاحیتوں کو تسلیم کرنا (صحت اور طبی سائنس کو چھوڑ کر) دینے کے لئے حکومت کے ذریعہ تسلیم شدہ بورڈ آف اسس منٹ فار
ایجوکیشنل کوالیفکیشن کا قیام، مرکزی حکومت کے تحت روزگار کے مقصد کو دھیان میں رکھ کر تعین قدر کرتا ہے۔ اور انہیں تسلیم
کرتا ہے۔

قومی خواندگی مشن

قومی خواندگی مشن (این ایل ایچ) 15 سے 35 برس عمر گروپ کے 8 کروڑ بالغ ناخواندہ لوگوں کو خواندہ بنانے کے مقصد
سے 1988 میں شروع کیا گیا تھا۔ اس مشن کا ہدف 2005 تک 75 فی صد کم سے کم مستقل سطح کو حاصل کرنا ہے۔ ان میں 9 سے
14 برس عمر گروپ کے بچے شامل ہیں جنہیں کہ ابھی تک غیر رسمی تعلیم کی سہولتیں فراہم نہیں کی جا سکی ہیں۔ قومی خواندگی ناخواندہ
لوگوں کو عملی خواندگی فراہم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

مکمل خواندگی کے حصول میں 1988 ارناکلم (کیرالا) کی کامیابی کے بعد مکمل خواندگی کے لئے ان مہموں میں بعض ایسی
خصوصیات نمایاں ہوگئی ہیں جس کی بنا پر دوسرے پروگراموں کے مقابلے اس مہم کو ممتاز حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔ آج ناخواندگی
دور کرنے کے لئے مکمل خواندگی کی مہم علاقے کے حساب سے، مقررہ وقت پر، رضا کارانہ بنیاد پر کفایتی، نتیجہ رخی ہونا یہ قومی
خواندگی مشن کی ناخواندگی ختم کرنے کی مہم کی نمایاں حکمت عملیاں ہیں۔ یہ یقینی بنانے کے لئے کہ بنیادی خواندگی مرحلے میں حاصل

حصولیابیاں ضائع نہ ہو جائیں اور نئے خواندہ لوگوں میں کسی کے سکھانے کے بجائے خود ہی سیکھنے کا رجحان پیدا ہو، تب بعد کی خواندہ بنانے کی مہم شروع کی گئی: پوسٹ لٹریسی مہم میں ہنرمندی کو بڑھانا ایک اہم جز ہے۔ تعلیم بالغاں کا خاص مقصد مسلسل تعلیم پروگراموں کے ذریعہ ایک تعلیم یافتہ معاشرہ کا قیام کرنا ہے۔ اس پروگرام کے تحت دیہی لائبریری بہت اہمیت کا درجہ رکھتی ہے تا کہ لوگوں میں مطالعے کی عادت پیدا کرنا ہے۔ مسلسل تعلیم جاری رکھنے کے پیکج کے تحت کئی پروگرام شامل کئے گئے ہیں۔ جیسے مساوات پروگرام، آمدنی پیدا کرنے والا پروگرام، زندگی کے معیار کو بلند کرنے سے متعلق پروگرام اور انفرادی دلچسپیوں کو بڑھانے کا پروگرام۔

ابھی تک 561 اضلاع میں مکمل خواندگی مہم چلائی گئی ہے جن میں 9.15 کروڑ لوگوں کو خواندہ بنایا گیا ہے۔ ان میں سے 166 ضلعوں میں مکمل خواندگی مہم 290 ضلعوں میں مابعد خواندگی اور 105 ضلعوں میں متواتر بعض پروگرام چلائے گئے ہیں۔

خواندگی کی شرح -- مردم شماری 2001

ہندوستان میں خواندگی کے شعبے میں بے مثال ترقی ہوئی ہے۔ آزادی کے بعد پہلی بار پچھلے دہے میں ناخواندہ لوگوں کی مجموعی تعداد میں 3.19 کروڑ سے زیادہ کی کمی آئی ہے۔ مردم شماری کے عارضی اعداد و شمار کے مطابق اہم کامیابی یہ ہے کہ 1991-2001 کے دوران 7+ آبادی 17.16 کروڑ بڑھی ہے، لیکن اس دہے کے دوران 20.36 کروڑ مزید لوگوں کو خواندہ بنایا گیا۔ 56.2 کروڑ لوگ خواندہ ہیں۔ اب تین چوتھائی مرد آبادی یا آدھے سے زیادہ عورت آبادی خواندہ ہے۔ یہ 75 فی صد مستقل خواندگی کے مقصد کو حاصل کرنے کی سمت میں اہم قدم ہے۔

1991 اور 2001 کی مردم شماری کے اعداد و شمار کے تقابل سے ظاہر ہے کہ: (i) خواندگی شرح میں 13.17 فی صد کا 65.38 فی صد کا اضافہ ہوا جو کہ آزادی کے بعد کی سب سے زیادہ اضافہ یعنی 1991 سے 52.21 فی صد سے بڑھ کر 2001 میں بڑھی ہوئی شرح ہے۔ (ii) عورتوں کی خواندگی شرح میں 14.87 فی صد کا اضافہ ہوا یعنی کہ 39.3 فی صد 54.16 فی صد جب کہ مردوں کے معاملے میں 11.72 فی صد کا اضافہ درج کیا گیا (64.1 فی صد سے 75.8 فی صد) (iii) عورت مرد خواندگی شرح میں یہ فرق 1991 میں 28.84 فی صد سے گھٹ کر 2001 میں 21.70 فی صد رہ گئی (iv) سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں بلاشبہ خواندگی سطح بڑھی ہے۔ مرد خواندگی سطح اب 60 فی صد سے زیادہ ہے۔ (v) اس دہے کے دوران 15 فی صد سے زیادہ اضافہ درج کرنے والی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں راجستھان (22.48)، چھتیس گڑھ (22.27) مدھیہ پردیش (19.44)، دادرا نگر حویلی (19.33)، آندھرا پردیش (17.02) اور اتر پردیش (16.65) شامل ہیں۔ (vi) بہار میں سب سے کم 10.04 فی صد کا اضافہ درج کیا گیا یعنی 37.49 فی صد سے 47.53 فی صد (vii) ملک میں کیرل میں سب سے زیادہ خواندگی شرح برقرار ہے جہاں مرد خواندگی شرح 94.20 فی صد اور عورت خواندگی شرح 87.86 ہے۔ بہار میں مردوں (60.32 فی صد) اور عورتوں (33.57 فی صد) دونوں کے معاملے میں سب سے کم خواندگی شرح درج کی گئی۔ (viii) مرد خواندگی شرح سب سے زیادہ راجستھان میں 21.4 فی صد درج کی گئی۔ اس میدان میں اچھا مظاہرہ کرنے والی دیگر ریاستیں ہیں۔ مدھیہ پردیش (18.26 فی صد)، چھتیس گڑھ (19.79 فی صد)، آندھرا پردیش (15.72 فی صد)، اتر پردیش (15.40 فی صد) (ix) راجستھان نے عورت خواندگی شرح کے معاملے میں بھی 23.90 فی صد اضافے کے ساتھ اچھا مظاہر کیا، جب کہ چھتیس گڑھ (24.87 فی صد) اس میدان میں پہلے مقام پر رہا۔ مدھیہ پردیش (20.93 فی صد)، اتر پردیش (18.61 فی صد) آندھرا پردیش (18.45 فی صد) اور اڑیسہ (16.29 فی صد) جیسی ریاستوں نے بھی پچھلے دہے میں عورتوں کی خواندگی شرح میں کافی اضافہ درج کیا ہے۔ (x) ملک میں خواندہ لوگوں کی تعداد میں 56.81 فی صد کا اضافہ ہوا ہے۔ اتر پردیش

(81.75فی صد)، دمن دیو(83.22فی صد)، مدھیہ پردیش (83.69فی صد) چھتیس گڑھ (85.25فی صد) اور ناگالینڈ
(85.60فی صد) نے پچھلے دہے میں خواندہ لوگوں کی تعداد میں 80فی صد سے زیادہ کا اضافہ حاصل کیا ہے۔ اور ناخواندہ لوگوں
کی تعداد میں کمی میں سب سے زیادہ اشتراک آندھراپردیش (16.79فی صد) کا رہا جس کے بعد اتر پردیش (14.09فی صد)،
مہاراشٹر (12.48فی صد)، راجستھان (11.46فی صد)، مدھیہ پردیش (11.43فی صد) اور تملناڈ (10.66فی صد) کا
مقام آتا ہے۔ یہ ریاستیں ملک میں ناخواندہ لوگوں کی کل تعداد میں تین چوتھائی کی کے لیے ذمہ دار ہیں، جب کہ ان کی کل آبادی
ملک کی آبادی کی صرف آدھا ہے۔

یونیسکو سے تعاون کے لئے ہندوستانی قومی کمیشن

بھارت 1946 سے جب متحدہ اقوام کی تعلیمی، سائنسی اور کلچرل تنظیم (یونیسکو) وجود میں آئی تھی، اس کا ممبر رہا ہے۔ بھارتی
حکومت نے یونیسکو سے تعاون کے لئے 1949 میں ایک عبوری بھارتی قومی کمیشن قائم کیا تھا جس کو 1951 میں مستقل حیثیت
دے دی گئی۔ کمیشن کی ساخت اور اس کے اصول وضوابط کا وقتاً فوقتاً جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ یونیسکو کے پروگراموں کے سلسلے میں
اس کو جو کام سونپے جاتے ہیں انہیں انجام دینے میں کمیشن کو مزید موثر بنایا جاسکے۔ آخری بار 1997 میں کمیشن کی نوتنظیم کی گئی
تھی۔ کمیشن پانچ ذیلی کمیشنوں پر مشتمل ہے جس کے نام یہ ہیں تعلیم، قدرتی سائنس، سماجی سائنس، کلچر اور مواصلات۔ بھارتی
قومی کمیشن کے اہم مقاصد میں امن وسلامتی کی برقراری میں تعاون، یونیسکو کی سرگرمیوں میں شامل ہوکر بنی نوع انسانی کی بہبود
کے اقدام اور یونیسکو کے کاموں خصوصاً پروگرام وضع کرنے اور ان پر عملدرآمد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا شامل ہے۔ انسانی وسائل
کی ترقی کے وزیر اس کمیشن کے صدر اور محکمہ تعلیم کے سکریٹری اس کے سکریٹری جنرل ہیں۔ قومی کمشن کے سکریٹریٹ کا سربراہ
سکریٹری ہے جو انسانی وسائل کی ترقی کی وزارت میں محکمہ تعلیم کا افسر ہے۔ انسانی وسائل کی ترقی کی وزارت سکریٹریٹ بھی فراہم
کرتی ہے۔

کمیشن کی رکنیت دو طرح کی ہے۔ ایک انفرادی دوسری ادارہ جاتی۔ اس وقت 50 انفرادی اور 50 ادارہ جاتی ممبر ہیں جن کو
پانچوں ضمنی کمیشنوں میں تقسیم کردیا گیا ہے۔ کمیشن کا انفرادی ممبروں کو نامزد کرتے ہیں ان ممبروں کا انتخاب ممتاز ماہرین تعلیم اور
سائنسداں اور سماجی سائنس، ہیومنٹیز (Humanities) کلچر اور مواصلات کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دینے والی
شخصیتوں میں سے کیا جاتا ہے ادارہ جاتی ممبر متعلقہ سرکاری محکموں اہم خودمختار اداروں قومی پیشہ ورانہ تنظیموں اور قومی غیر سرکاری
اداروں سے لئے جاتے ہیں۔ انفرادی اور ادارہ جاتی ممبروں کی مدت عہدہ چار برس ہوتی ہے بشرطیکہ کمیشن تحلیل نہ کیا جائے۔
اس کی نوتشکیل نہ کی جائے یا کمیشن کی دوبارہ تشکیل سے قبل ان کی مدت میں اضافہ نہ کردیا جائے۔

قومی کمیشن یونیسکو سے متعلق تمام امور میں قومی سطح پر مشاورتی اور رابطہ کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔ یہ تعلیم سائنس کلچر اور
مواصلات میں علاقائی اور دوطرفہ تعاون کو فروغ دینے کے لئے خطے کے قومی کمیشنوں اور یونیسکو سے مل کر کام کرتا ہے قومی کمیشن
یونیسکو کوپن پروگرام، عوامی اطلاعات سرگرمیوں، یونیسکو کلب تحریک اور ملک میں یونیسکو کے اسکول پروجکٹ میں تال میل قائم
رکھنے کا بھی کام کرتا ہے۔ اس کے علاوہ یونیسکو کی ماہانہ میگزین کوریر کے ہندی اور تامل اڈیشن کی اشاعت، ورکشاپ، سمینار اور
قومی، علاقائی اور بین الاقوامی میٹنگوں میں شرکت کے لئے ماہرین کی نامزدگی، یونیسکو کی نوٹی فائی کی ہوئی جگہوں کے لئے
امیدواروں کی نشاندہی اور سفارش ممبر ریاستوں کے یونیسکو فیلوز، کی سلف یونیورسٹیوں، اداروں اور لیباریٹریز میں تعیناتی، یونیسکو
کے شرکت پروگرام کے تحت منظور کی جانے والی رقم کا انتظام کا بھی کام کرتا ہے۔ بھارتی قومی کمیشن لکچر سیریز کا آغاز 1997 کے
دوران ہوا۔

کتابیں

نیشنل بک ٹرسٹ (این بی ٹی)

نیشنل بک ٹرسٹ ایک خودمختار ادارہ ہے جو 1957 میں قائم کیا گیا تھا ٹرسٹ کی اہم سرگرمیاں ہیں: (1) اشاعت (2) کتابوں اور ان کے مطالعات کی حوصلہ افزائی کرنا (3) غیر ممالک میں ہندوستان کتابوں کے لئے حوصلہ افزائی کرنا (4) ناشرین اور مصنفین کو امداد فراہم کرنا اور بچوں کے ادب کو فروغ دینا۔

مختلف سیریز کے تحت ہندی انگریزی اور 15 دوسری اہم بھارتی زبانوں میں کتابیں تیار کرتا ہے این بی ٹی ہر ایک ایک سال کے فرق سے عالمی کتاب میلہ کا اہتمام کرتا ہے جو ایشیا اور افریقہ میں سب سے بڑا کتاب میلہ ہے۔ نیشنل بک ٹرسٹ ہر سال 14 سے 20 نومبر تک قومی کتاب ہفتہ کی تقریبات بھی منعقد کرتا ہے۔

سال 2001-2000 میں نیشنل بک ٹرسٹ نے شملہ، جالندھر، بلاس پور اور برہم پور میں کتابوں کی نمائش اور ممبئی میں قومی کتاب میلہ منعقد کیا۔ ٹرسٹ کی موبائل نمائش وینوں کے ذریعے 338 ''پستک پرکریماؤں'' کا اہتمام کیا گیا۔ ٹرسٹ نے بین الاقوامی کتاب میلوں میں بھی شرکت کی اور آسٹریلیا، زمباوے، بیجنگ، سنگاپور، فرینک فرٹ، بولوگنا، سری لنکا اور بنگلہ دیش کے بین الاقوامی کتاب میلوں میں ہندوستانی ناشرین کی چنندہ کتابوں کی خصوصی نمائشوں کا اہتمام کیا۔

کتابوں کی برآمد اور درآمد پالیسی

موجودہ پالیسی کے تحت جس کا اعلان وزارت کامرس نے اپریل 1997 سے مارچ 2002 تک کے لئے کیا ہے کوئی بھی فرد یا تنظیم اوپن جنرل لائسنس کے تحت بچوں کی کتابوں سمیت جریدے، میگزین اور اخبارات کے علاوہ ہر قسم کی کتابیں درآمد کرنے کے لئے آزاد ہے۔

انٹرنیشنل اسٹینڈرڈ بک نمبرنگ سسٹم

بین الاقوامی اسٹینڈرڈ بک نمبرنگ نظام بین الاقوامی تجارتی علاقوں میں گھریلو اشاعتوں کی برآمد کو بڑھاوا دینے کی غرض سے 1985 میں رائج کیا گیا تھا۔ ISBN ایک بین الاقوامی نمبرنگ نظام ہے جس میں ہر ناشر کو ایک منفرد 10 اعداد کا ہندسہ تفویض کیا جاتا ہے۔

ISBN کے لئے راجہ رام موہن رائے نیشنل ایجنسی ہندوستانی ناشرین اور مصنفین کے لئے موزوں بلاک کا رجسٹریشن ہے اس نظام کے قیام کے بعد سے مئی 2001 تک 5,900 چھوٹے اور بڑے ناشرین اور مصنفین اسکے ممبر بن چکے ہیں۔

کاپی رائٹ

کاپی رائٹ تحفظ انڈین کاپی رائٹ ایکٹ مجریہ 1957 کے تحت فراہم کیا جاتا ہے اس ایکٹ میں تکنیکی ترقیوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے 1994 میں تبدیلی کردی گئی تھی ترمیم شدہ ایکٹ کا نفاذ 10 مئی 1995 کو کیا گیا تھا۔ اس کے بعد اس میں مزید ترمیم کی گئی اور یہ 15 جنوری 2000 کو نافذ ہو گیا۔

کاپی رائٹ آفس کاپی رائٹ ایکٹ 1957 کی دفعہ 9 کے تحت جنوری 1958 میں قائم کیا گیا تھا تاکہ مختلف زمروں کے

تحت کاموں کا کاپی رائٹ رجسٹر کرایا جاسکے۔ کاپی رائٹ ایکٹ کی دفعہ 9 کے تحت مرکزی حکومت کاپی رائٹ کا کاروبار کرنے کے لئے کاپی رائٹ سوسائٹیوں کو بھی رجسٹر کرتی ہے۔

کاپی رائٹ ایکٹ 1957 کی دفعہ 11 کے تحت بھارتی حکومت نے 22 فروری 2001 سے کاپی رائٹ بورڈ کی نوتشکیل کردی ہے۔ کاپی رائٹ بورڈ نیم جوڈیشل ادارہ ہے جو چیئرمین اور بارہ ممبروں پر مشتمل ہے۔ بورڈ کاپی رائٹ رجسٹریشن میں تبدیلی اور ترمیم سے متعلق معاملات اور کاپی رائٹ کے الاٹمنٹ اور لائسنسوں کی منظوری سے متعلق تنازعات کی سماعت کرتا ہے۔ بورڈ کی میٹنگیں ملک کے مختلف منطقوں میں ہوتی ہیں تاکہ تخلیق کاروں اور دانشورانہ املاک کے مالکان کو انصاف کی سہولت فراہم کی جاسکے۔

ہندستان دواہم بین الاقوامی کنونشنوں مثلاً عالمی دانشورانہ املاک تنظیم کے زیر انتظام برن کنونشن فار دی پروٹکشن آف لٹریری اور آرٹسٹک ورکس (Berne Convention for the Protection Of Literary and Artistic Works) اور یونیسکو کے زیر اہتمام یونیورسل کاپی رائٹ کنونشن کا ممبر ہے۔ بھارت اقوام متحدہ کی دونوں نمائندہ تنظیموں عالمی دانشورانہ املاک آرگنائزیشن (ڈبلیو آئی پی او) اور یونیسکو کا بھی ممبر ہے۔ بھارت کے منظور شدہ کاپی رائٹ اور متعلقہ حقوق اب ذہنی سرمائے کے تجارتی پہلوؤں سے متعلق معاہدے کا ایک جزو بن گیا ہے۔

اسکالرشپ

محکمہ تعلیم اسکول اور اعلا تعلیم کی خاطر بھارتی طلبا کے لئے متعدد اسکالرشپ اور فیلوشپ پروگراموں کو رقوم فراہم کرتا ہے۔ ان میں میٹرک کے بعد کی تعلیم کے لئے قومی اسکالرشپ اسکیم: غیر ہندی والے علاقوں کے طلبا کو ہندی میں پڑھنے کی سہولت فراہم کرنے کے لئے اسکالرشپ اسکیم اور دیہی علاقوں کے ذہین بچوں کو سکنڈری تعلیم جاری رکھنے کا اہل بنانے کے لئے اسکالرشپ اسکیم شامل ہیں۔ یہ پروگرام ریاستی حکومتوں اور مرکزی علاقوں کے ذریعہ مکمل کئے جاتے ہیں۔

ثقافتی تبادلہ پروگرام، باہمی معاہدوں، دولت مشترکہ اسکالرشپ یا فیلوشپ منصوبہ، اور مختلف ملکوں سے موصول ایڈہاک اسکالرشپ کے ضوابط کے تحت جدید اور اعلا تعلیم کے حصول کے لئے اسکالرشپ دی جاتی ہے۔ ان میں بیشتر اسکالرشپ پوسٹ گریجویشن پی۔ایچ۔ڈی اور ڈاکٹریٹ کے بعد مطالعہ، اور غیر ملکی زبانوں کے مطالعہ اور کسی بھی فیکلٹی میں اعلا تعلیم کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ 2001-2000 کے دوران بھارت کے 175 امیدوار چین، گریک، جرمنی، آئرلینڈ، اسرائیل، جاپان، میکسکو، کناڈا، نیوزی لینڈ، پرتگال، سلوواک اور برطانیہ جیسے ملکوں میں گئے۔

زبانوں کا فروغ

حکومت کلاسیکی، جدید اور قبائلی زبانوں سمیت تمام بھارتی زبانوں کی ترقی کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ زبانوں کے فروغ کی پالیسی میں سہ لسانی فارمولے کے تحت اساتذہ کو ٹریننگ دینے کے علاوہ یونیورسٹی سطح کی فعالی کتابیں تیار کرنے پر خاص زور دیا گیا ہے تاکہ انگریزی کے بجائے علاقائی زبانوں میں کام ہوسکے۔

ہندی

سہ لسانی فارمولے پر موثر عملدرآمد کے لئے غیر ہندی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں سے تعاون اور ان کی مدد

کرنے کی غرض سے ایک مرکزی اسکیم کے تحت ایسی ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں ہندی تعلیم کی سہولیت کے لئے اسکولوں میں ہندی اساتذہ کے تقرر اور ہندی ٹیچرس ٹریننگ کالجوں کے قیام کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے۔ رضا کار تنظیموں کو بھی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ تاکہ وہ ہندی تعلیم اور اس کے پڑھانے کے طریقے پر ریسرچ کا اہتمام کریں اور دوسری تنظیموں کو ہندی کی کتابیں مہیا کرائیں۔ کیندریہ ہندی سنستھان آگرہ اور دہلی، میسور، حیدرآباد، گوہاٹی اور شیلانگ میں قائم دفاتر کے ذریعہ بھارتی حکومت غیر ہندی علاقوں کے طلبا کو ہندی پڑھانے کے طریقوں کو فروغ دینے اور ان کو زیادہ موثر بنانے کے اقدام بھی کرتی ہے۔'' بیرون ملک ہندی پروپیگنڈہ اسکیم کے تحت سنستھان غیر ملکیوں کو ہندی پڑھانے کا مکمل کورس کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ مرکزی ہندی نظامت کتابوں کی خریداری اور ان کی اشاعت سے متعلق پروگرام کا اہتمام کرتی ہے اور کتابوں کو غیر ہندی علاقوں اور بھارتی سفارت خانوں میں مفت تقسیم کراتی ہے۔ ہندی نظامت ہندی جریدے مثلاً یونیسکو دوت، بھاشا اور ساہتیہ مالا بھی شائع کرتی ہے۔ مرکزی ہندی نظامت انگریزی، تمل، ملیالم اور بنگالی زبانوں کے ذریعہ ہندی سکھانے کے لئے مراسلاتی کورسوں کی اسکیم پر بھی عملدرآمد کر رہی ہے۔

کمیشن برائے سائنسی اور تکنیکی اصطلاحات نئی دہلی سائنسی اور تکنیکی اصطلاحات کی ڈکشنریاں بھی مرتب کرکے انہیں شائع کراتا ہے۔ جن میں مختلف میدانوں اور ہیں۔ بھارتی اصطلاحات کی جامع تعریف اور وضاحت ہوتی ہے۔ کمیشن بنیادی سائنس، سماجی سائنس اور اپلائیڈ سائنس، زراعت اور انجینئرنگ کی یونیورسٹی سطح کی نصابی کتابوں اور دوسرے مضامین کی معہ معنی ہندی، انگریزی الفاظ کی فہرست بھی شائع کرتا ہے۔

جدید بھارتی زبانیں

جدید بھارتی زبانوں کو فروغ دینے کی غرض سے انسائیکلوپیڈیا، ڈکشنریاں اور معلوماتی کتابیں شائع کرنے۔ لسانی، ادبی، سماجی اور ثقافتی موضوعات پر مضامین اور قدیم مخطوطوں پر تبصرے لکھنے کے لئے رضا کار تنظیموں کو اور انفرادی طور پر بھی مالی امداد دی جاتی ہے۔ ادبی کانفرنس، سیمینار منعقد کرنے و قلیل مدتی مطالعات اور شائع ہونے والی کتابوں کی جلدوں کی خریداری کیلئے بھی امداد دی جاتی ہے۔ یونیورسٹی سطح کی کتابوں کو علاقائی زبانوں میں تیار کرنے کے لئے ریاستی حکومتوں کو خصوصی امداد دی جاتی ہے۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان اپریل 1996 سے اردو، فارسی اور عربی کے فروغ کے لئے ایک خود مختار ادارے کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔ کونسل نے اقلیتوں کی تعلیم کے سلسلے میں کافی کام کیا ہے اور ماضی میں بند ہوئی میگزینوں کی اشاعت پھر سے شروع کی ہے۔ کونسل نے (NCPUL) انفارمیشن ٹکنالوجی کو اردو زبان میں منتقل کرکے، ایک اہم اور نمایاں کام کیا ہے۔ کونسل CDAC پونے کے اشتراک سے اردو کے لئے جدید سافٹ ویر کو بھی فروغ دے رہی ہے جو انٹرنیٹ کے لئے قابل قبول ہوگا۔ کونسل نے 54 کمپیوٹرائزڈ کیلیگرافی تربیتی مراکز قائم کئے ہیں۔ جن میں ایک سالہ ڈپلوما ان کمپیوٹر اپلیکشن اینڈ ملٹی لنگیول DTP (اردو، ہندی اور انگریزی) کورس کرایا جاتا ہے۔

یو این آئی کی اردو خدمات ملک بھر میں فراہم کردی گئی ہیں۔ کونسل ان خدمات کی نگرانی کر رہی ہے اور اردو روزناموں کو خدمات فیس کا 50 فی صد امداد بھی فراہم کرتی ہے۔

حکومت نے سندھی زبان کی ترقی کے لئے قومی کونسل قائم کی ہے۔ یہ سندھی زبان کے فروغ کی ایک خود مختار تنظیم ہے جس کو حکومت پوری امداد دیتی ہے۔ اس کونسل کا ہیڈ کوارٹر گجرات بڑودہ میں ہے۔

کشمیری زبان کے فروغ کے لئے قومی کونسل برائے فروغ اردو اور قومی کونسل برائے فروغ سندھی کے طرز پر قومی کونسل

برائے فروغ کشمیری کی تشکیل کے لئے رواں مالی سال میں تجویز پیش کی ہے اور جس کو اصولی طور پر پلاننگ کمیشن نے منظوری بھی دے دی ہے۔

حکومت مادری زبان کے علاوہ دوسری زبانیں سیکھنے کی بھی سہولتیں فراہم کرتی ہے۔ اس کے لئے میسور میں قائم بھارتی زبانوں کا مرکزی انسٹی ٹیوٹ زبان کے تجزیئے، زبان کی پڑھائی، زبان کی ٹکنالوجی اور زبان کے استعمال کے میدانوں میں ریسرچ بھی کراتا رہتا ہے۔ یہ ادارہ تین اسکیمیں چلا رہا ہے (1) قبائلی زبانوں کے ساتھ ساتھ دیگر ہندوستانی زبانوں کا فروغ (2) سہ لسانی فارمولہ نافذ کرنا (3) قبائلی زبانوں کے ساتھ ساتھ ہندوستانی زبانوں (ہندی، اردو، سندھی، سنسکرت، اور انگریزی کو چھوڑ کر) میں کتابوں کی اشاعت کے لئے مالی امداد فراہم کرنا۔ بھونیشور، میسور، پٹیالہ، پونے، سولون اور لکھنؤ میں علاقائی زبانوں کے چھ مراکز اور شمالی مشرقی خطے میں قبائلی زبانوں کو ترقی دینے کی غرض سے گوہاٹی میں بھی ایک مرکز قائم کیا ہے۔ یہ ادارہ اکیڈمک سیشن 2000-2001 سے ٹیچروں کو نیپالی اور منی پوری کی ٹریننگ دے گا۔

اس کے علاوہ مرکزی حکومت نے ایک اسکیم کو اسپانسر کیا ہے جس کے تحت ''ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں اردو ٹیچروں کی تقرری اور اردو پڑھانے کے لئے اعزازیہ (اعزازی تنخواہ) کی منظوری 22 اپریل 1999 سے شروع کی ہے۔ یہ اسکیم ان بلاکوں/اضلاع میں لاگو کی جاتی ہے۔ جہاں خاص طور پر تعلیمی طور پر پسماندہ اقلیتوں کے علاقے کی نشاندہی سوشل جسٹس اور امپاورمنٹ کی وزارت نے کی ہے۔

انگریزی اور دوسری غیر ملکی زبانیں

حیدرآباد میں واقع انگریزی اور دیگر غیر ملکی زبانوں کے لئے ادارہ مکمل مالی وسائل کے ساتھ ایک خودمختار تنظیم ہے۔ اس کے کاموں میں دیگر باتوں کے علاوہ اسکولی ٹیچروں کے لئے تربیتی پروگرام چلانا، تدریسی مواد کو فروغ دینا، انگریزی زبان کے تدریسی ادارے کی اسکیم کا نفاذ اور اس پر نگرانی رکھنا اور انگریزی زبان میں کتابیں شائع کرنے اور خریدنے کے لئے مالی امداد مہیا کرنا اور سیمینار، کانفرنس ورکشاپ وغیرہ کا اہتمام کرنا اور انگریزی کی تعلیم/تربیت کے معیار میں حقیقی اصلاح کرنا شامل ہے۔

سنسکرت اور دوسری کلاسیکی زبانیں

سنسکرت اور دوسری کلاسیکی زبانوں کو مقبول بنانے اور ان کی ترقی کے لئے بھی کئی اسکیمیں شروع کی گئی ہیں جن میں ریاستی حکومتوں اور رضاکار تنظیموں کو آدرش سنسکرت مہاودیالیوں کے قیام، سبکدوش اسکالروں مثلاً شاستری چوڑامنی پنڈت جیسے اعزاز سے نواز کر ترغیبات دینے، معاصر ادیبوں کی تخلیقات کی اشاعت، نادر مخطوطات اور مخطوطات کی حروف تہجی کے اعتبار سے تدوین اور اشاعت، نایاب سنسکرت کتابوں کی دوبارہ اشاعت، سنسکرت پاٹھ شالاؤں کے فارغین کو پیشہ وارانہ تربیت، عربی، فارسی اور سنسکرت کے ممتاز اسکالروں کو قومی ایوارڈ، اور سنسکرت ڈکشنریوں کی تیاری اور اشاعت کے لئے مالی امداد کی اسکیمیں شامل ہیں۔

سنسکرت کی رجسٹرڈ رضاکار تنظیموں کو، جو سنسکرت کی ترویج اور اس کی ترقی کے لئے سرگرم ہیں۔ ٹیچروں کی تنخواہوں، طلبا کو اسکالرشپ، عمارت کی مرمت اور تعمیر، لائبریری کی کتابوں اور ریسرچ پروجیکٹ وغیرہ کیلئے منظور شدہ اخراجات کی 75 فیصد رقم امداد کے طور پر دی جاتی ہے۔ اس اسکیم سے ہر سال عربی اور فارسی کی ترویج و اشاعت کا بندوبست کرنے والی لگ بھگ 950 رضاکار تنظیمیں مستفید ہوتی ہیں۔ جن اداروں کی ترقی کے زیادہ مخصوص امکانات ہوتے ہیں ان کو آدرش سنسکرت مہاودیالیوں اور شودھ سنستھانوں کی اسکیم کے تحت کرایا جاتا ہے۔ اب تک 19 پوسٹ گریجویٹ سنسکرت مہاودیالیوں اور ایک ریسرچ ادارے کو

اس اسکیم کے تحت لایا گیا ہے۔ سنسکرت سیکھنے والے طلبا کی حوصلہ افزائی کے لئے رضا کار تنظیم اسکیم کے تحت 300 روپے ماہانہ کا اسکالرشپ دیا جاتا ہے۔

محکمہ تعلیم مہارشی سند یپنی راشٹریہ وید ودیا پرتسٹھان کے ذریعہ کل ہند ویدک کنونشن کا اہتمام کرتا ہے جس میں ملک بھر سے ویدوں کی مختلف شاکھاؤں کے اسکالروں کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے تاکہ نادر وید شاکھاؤں اور ان کے ذخائر کی نشاندہی کر کے ان کو زبانی یاد کرنے کی قدیم روایت کو برقرار رکھنے کے طریقہ کار پر غور کیا جا سکے۔ منتروں اور اشلوکوں کو زبانی یاد کرنے کی قدیم روایت کو محفوظ رکھنے کی خصوصی مہم کے طور پر ایک اسکیم شروع کی گئی ہے جس کے تحت ہر 'سوادھیایی' کو 12 برس سے کم عمر کے کم از کم دو بچوں کو کسی خاص وید شاکھا میں تربیت دے گا۔ اسکالر کو 3000 روپے کی ایک آنوریریم اور طالب علم کو 300 روپے کی ماہانہ اسکالرشپ دی جاتی ہے۔ فی الوقت ایسی 36 اکائیاں کام کر رہی ہیں۔ محکمہ تعلیم راشٹریہ سنسکرت سنتھان کے ذریعہ ہر سال کل ہند تقریری مقابلے کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ یہ مقابلہ روایتی خطوط کے اداروں کے طلبا کو فی البدیہہ تقریر کرنے کی مشق کے طور پر کرائے جاتے ہیں۔ اس مقابلے میں ہر ریاست سے ایک ٹیم کو جو آٹھ امیدواروں پر مشتمل ہوتی ہے مدعو کیا جاتا ہے۔

مہارشی سندیپنی راشٹریہ وید ودیا پرتشٹھان ویدک تعلیم کے تمام پہلوؤں کو محفوظ رکھنے اور فروغ دینے کے خیال سے 1987 میں قائم کیا گیا تھا۔ پرتشٹھان ہر سال مختلف موضوعات پر چھ ریجنل ویدک سمیلن، سیمینار اور ورکشاپ کا اہتمام کیا کرتا ہے۔ پرتشٹھان کی دیگر سرگرمیوں میں بزرگ پنڈتوں وید پڑھانے والے اداروں کو مالی امداد اور وید کے طلبا کو وظائف دینا۔ عوام کے لئے ویدک کلاسیں چلانا، وید پاٹھ کے ٹیپ تیار کرنا وغیرہ شامل ہے۔

سنسکرت، عربی اور فارسی کے ممتاز اسکالروں کو توصیفی سند اور نقد رقم دینے کی اسکیم 1958 میں شروع کی گئی تھی۔ 1996 میں اس اسکیم میں پالی اور پراکرت کے اسکالروں کو بھی شامل کر لیا گیا۔ یہ ایوارڈ ہر سال یوم آزادی پر دیا جاتا ہے۔ اب تک مجموعی طور پر 22 اسکالروں کو ایوارڈ دیئے جا چکے ہیں جن میں 15 سنسکرت، ایک پالی یا پراکرت اور تین تین عربی اور فارسی کے اسکالر شامل ہیں۔ صدر جمہوریہ ہر اسکالر کو 50 ہزار روپے سالانہ تاحیات کی امداد ایک سند اور شال پیش کرتے ہیں۔

اس اسکیم کے ایک جزو کے طور پر اسی شعبے میں 40-30 سال کی عمر کے نوجوان اسکالروں کو ''مہرشی بدرایم بیاس سان'' دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس کے تحت 9 ایوارڈ --5 سنسکرت میں، ایک ایک پالی / پراکرت، عربی اور فارسی زبان کے لیے دیئے جائیں گے۔ ہندوستان کے صدر کے ذریعے ہر ایک اسکالر کو ایک لاکھ روپے ایک بار ادائیگی، شال اور توصیفی سندری جائے گی۔

راشٹریہ سنسکرت سنستھان محکمہ تعلیم کے تحت ایک خود مختار ادارہ ہے اور اس کا صدر دفتر دہلی میں ہے۔ یہ ادارہ جموں، الہ آباد، گرو دیور، پوری، جے پور، لکھنؤ، شرنگری اور گرلی (ہماچل پردیش) میں قائم آٹھ کیندر یہ سنسکرت ودیا پیٹھ اس کا تعلیمی اور انتظامی کنٹرول اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے جہاں روایتی شاستروں میں سنسکرت کی تعلیم دی جاتی ہے اور مختلف میدانوں میں ریسرچ کی سرگرمیاں جاری رہتی ہیں۔ سنستھان پرتھما سے ودیا واردھی (پی۔ ایچ۔ ڈی) اور واچسپتی (ڈی۔ لٹ) تک کے امتحان منعقد کرتا ہے۔ اس کے اپنے ودیا پیٹھوں کے علاوہ ملک بھر کے 50 سے زیادہ ادارے اس سے منسلک ہیں۔

مرکز کی کفالت میں سنسکرت کے فروغ کی اسکیم کے تحت ریاستی حکومتیں / مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی صدفی صد امداد مہیا کرتی ہیں۔ اس امداد سے (1) معاشی پریشانیوں کا سامنا کر رہے ضرورت مند عالموں کو 1,000 روپے سالانہ مالی تعاون دیا جاتا ہے۔ (2) روایتی سنسکرت پاٹھ شالاؤں میں جدید مضامین پڑھانے والے اساتذہ کو مقرر کیا جاتا ہے (3) ہائی اسکول اور انٹر میڈیٹ اسکولوں میں سنسکرت کی تعلیم کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے (4) سنسکرت کی ترویج واشاعت کے لئے ریاستی حکومتوں کی

اسکیموں کے لئے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے (5) یونیورسٹی سطح کے سنسکرت اداروں، غیر سرکاری تنظیموں وغیرہ سے حاصل اور ریاستی حکومتوں کے ذریعہ توثیق شدہ ریسرچ اور ریسرچ پروجکٹوں کی رقم مہیا کرائی جاتی ہے اور (6) اسکولوں، سنسکرت ڈگری کالجوں اور ودیا پیٹھوں میں سنسکرت تدریسی تکنیک میں بہتری اور اساتذہ کو ماہر بنانے کی اسکیموں کے لئے راشٹریہ سنسکرت سنستھانوں، یونیورسٹیوں کے مساوی اداروں، سی۔بی۔ایس۔ای/این۔سی۔ای۔آر۔ٹی/ایس۔سی۔ای۔آر۔ٹی کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

وزارت برائے فروغ انسانی وسائل نے نئی دہلی میں 5 سے 9/اپریل 2001 تک عالمی سنسکرت کانفرنس کا انعقاد کیا۔ وزیر اعظم نے اس کانفرنس کا افتتاح کیا جس میں کئی ملکوں کے اسکالروں نے شرکت کی۔

6۔ثقافتی سرگرمیاں

وزارت سیاحت وثقافت میں محکمہ ثقافت اور آرٹ، کلچر کے تحفظ ،فروغ اوراس کو وسعت دینے میں اہم رول ادا کرتا ہے۔ اس محکمہ کا مقصد اس طریقہ کار کو بھی فروغ دیتا ہے جس سے عوام میں بنیادی کلچر اور جمالیاتی قدریں سرگرم اور متحرک رہتی ہیں یہ محکمہ عصری تخلیقیت کے اظہار کے طریقوں کو آگے بڑھانے ،ان کی حوصلہ افزائی کرنے اور محفوظ رکھنے کے پروگراموں کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ یہ محکمہ اہم واقعات کی یادمنانے اور عظیم شخصیتوں کی صدسالہ تقریبات کے اہتمام میں بھی نمایاں رول ادا کرتا ہے۔

ویزول (VISUAL) آرٹس

للت کلا اکیڈمی

حکومت نے بھارتی آرٹ کی اندرون ملک اور بیرونی ملکوں میں ترویج اور ترقی کے لئے 1954 میں نئی دہلی میں للت کلا اکیڈمی (نیشنل اکیڈمی آف فائین آرٹس) قائم کی تھی۔ اکیڈمی نے راشٹریہ للت کلا کیندر کے نام سے لکھنؤ ،کلکتہ، چنئی، اور بھونیشور میں ریجنل سنٹر قائم کیا ہے۔ اکیڈمی نے موضع گڑھی نئی دہلی میں کیونٹی آرٹسٹ اسٹوڈیو کامپلکس بھی قائم کیا ہے جہاں پینٹنگ ،مجسمہ سازی، پرنٹ اور مٹی کے برتن بنانے کے لئے ورکشاپ کی سہولتیں دستیاب ہیں۔

اکیڈمی جب سے وجود میں آئی ہے تب سے عصری بھارتی آرٹ کی قومی نمائشوں کا اہتمام کرتی ہے جس میں پچیس پچیس ہزار روپے کے دس قومی ایوارڈ دیئے جاتے ہیں۔ بھارت کے ممتاز آرٹسٹوں کے تصورات پر مبنی تین یا چار خصوصی نمائشوں کا بھی ہر سال اہتمام کیا جاتا ہے۔ اکیڈمی ہر تیسرے سال نئی دہلی میں ٹرائنیل انڈیا نمائش (Triennale India) کا بھی اہتمام کرتی ہے جو دنیا کے اس حصے میں عصری آرٹ کی انتہائی اہم نمائشوں میں شمار ہوتی ہے۔

اکیڈمی ہر سال ممتاز آرٹسٹوں کو اکیڈمی کا فیلو منتخب کرکے انہیں اعزاز دیتی ہے۔ بھارتی آرٹ کی باہری ملکوں میں ترویج کے لئے اکیڈمی پابندی کے ساتھ دوسالہ یا تین سالہ غیر ملکی نمائشوں میں پابندی سے شرکت کرتی ہے اور خود بھی دوسرے ملکوں کے فن پاروں کی نمائش کا اہتمام کرتی ہے۔ بیرونی ملکوں کے فنکاروں کے ساتھ روابط کو مضبوط بنانے کی غرض سے اکیڈمی بھارتی حکومت کے مختلف ثقافتی تبادلہ پروگراموں اور معاہدوں کے تحت دوسرے ملکوں سے فنکاروں کے تبادلہ بھی کرتی ہے۔

للت کلا اکیڈمی آرٹ اداروں اور ایسوسی ایشنوں کو تسلیم شدہ حیثیت عطا کرتی ہے اور ان اداروں اور ریاستی اکیڈمیوں کو ہر سال مالی امداد دیتی ہے۔ یہ اپنے ریجنل مراکز کے مستحق نوجوان آرٹسٹوں کو اسکالرشپ بھی دیتی ہے۔ یہ اپنے اشاعتی پروگرام کے تحت ہندی اور انگریزی میں بھارتی معاصر آرٹسٹوں کے فن پاروں اور ممتاز مصنفوں اور آرٹ کے ناقدین کی عصری، روایتی، لوک اور قبائلی آرٹس پر لکھی کتابوں پر مونوگراف شائع کرتی ہے۔ اکاڈمی ششماہی آرٹ جریدے ''للت کلا کنٹمپریری'' اور ''للت

کلا ئیشینٹ'' (انگریزی) اور ''سمکالین کلا'' (ہندی) شائع کرتی ہے۔ اس کے علاوہ اکیڈمی وقتاً فوقتاً بڑی سائز کی رنگ برنگی
عصری پینٹنگس گرافکس وغیرہ بھی شائع کرتی ہے اکیڈمی نے ریسرچ اور ڈاکومنٹیشن کا ایک مستقل پروگرام شروع کیا ہے۔ ملک کی
خوشحال تہذیبی وراثت کے تحفظ، عروج، افزائش اور اس کے بارے میں بہتر سمجھ پیدا کرنے اور ہندوستانی سماج اور ثقافت کے
مختلف پہلوؤں کے سلسلے میں اسکالروں کو عصری، لوک، قبائلی اور روایتی آرٹ میں پروجیکٹ کے لئے بھی مالی امداد فراہم کرتی
ہے۔

میوزیم میں 10 ہزار سے زیادہ کتابوں سے آراستہ ایک بہت بڑی لائبریری ہے۔
سے آتے ہیں۔ لائبریری میں سمعی بصری (آڈیو ویژول) اکائی اور ملٹی میڈیا سی ڈی روم (CDROM) اور ایڈیٹنگ کی سہولت
کے ساتھ کمپیوٹر سیکشن بھی ہے۔ اکیڈمی ایک Website (ویب سائٹ) کا بھی اہتمام کرتی ہے۔ یہاں ملکی اور غیر ملکی 125 رسائل پابندی

پرفارمنگ آرٹس

موسیقی

کلاسیکی موسیقی کے دو خاص اسکول ہندوستانی اور کرناٹک (Carnatic) زبانی تعلیم کے رواج کے ذریعہ ابھی قائم ہیں
موسیقی کی تعلیم اساتذہ اپنے شاگردوں کو زبانی تربیت کے ذریعہ دیتے ہیں۔ اس روایت کے نتیجے کے طور پر، گھرانوں اور
سمپر دایوں، کی شکل میں خاندانی روایتیں بنی ہوئی ہیں۔

رقص

بھارت میں رقص کی ایک قدیم روایت ہے جو دو ہزار سال سے بدستور قائم ہے۔ اس کے موضوعات دیومالائی قصے
کہانیوں اور کلاسیکی ادب سے اخذ کئے جاتے ہیں۔ رقص کی دو خاص قسمیں ہیں کلاسیکی رقص اور لوک رقص۔ کلاسیکی رقص کے
طریقے قدیم رقص ڈسپلن پر مبنی ہیں اور آج بھی انہی طریقوں پر عمل کیا جاتا ہے ان میں بھرناٹیم، کتھ کلی، کتھک، منی پوری، کچی
پڑی اور اوڈیسی اہم ہیں۔ اگر چہ بھارت ناٹیم کی جڑیں تمل ناڈو میں ہیں تاہم اس نے اب کل ہند شکل اختیار کر لی ہے۔ کتھ کلی
کیرالا کا مخصوص رقص ہے۔ کتھک کلاسیکی رقص ہے لیکن بھارتی کلچر پر مغلوں کے اثرات کے نتیجے میں اس کو بڑا عروج ملا۔ منی پور
نے رقص کی موسیقی ریز طرز ایجاد کی ہے جس کو منی پوری کہا جاتا ہے۔ جب کہ کچی پڑی رقص کی جڑیں آندھرا پردیش میں ہیں۔
اڑیسہ کا رقص اوڈیسی جو پہلے مندر میں کیا جاتا تھا، اب ملک بھر کے رقاص اس کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ لوک اور قبائلی رقصوں کے
متعدد طریقے ہمارے یہاں آج بھی رائج ہیں۔

کلاسیکی اور لوک دونوں رقصوں کی موجودہ مقبولیت سنگیت ناٹک اکیڈمی، دیگر تربیتی اداروں اور کلچرل تنظیموں کی مرہون منت
ہے۔ اکیڈمی کلچرل تنظیموں کو مالی امداد اور رقص و موسیقی کے مختلف طریقوں کو فروغ دینے کے لئے اسکالروں، رقاصوں اور ٹیچروں
کو وظائف، ایوارڈ عطا کرتی ہے۔ کبھی کبھار یا شاذ روایتی طریقوں کی طرف خاص توجہ دی جارہی ہے۔

تھیٹر

بھارت میں تھیٹر اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ رقص اور موسیقی۔ کلاسیکی تھیٹروں کا وجود اب صرف چند جگہوں پر ہے۔ لوک تھیٹر

اپنی علاقائی خصوصیت کے ساتھ ہر خطے میں موجود ہیں۔ ملک میں کچھ پیشہ وارانہ تھیٹر بھی ہیں جو خاص طور پر شہروں میں ہیں۔ اس کے علاوہ بھارت میں کٹھ پتلی تھیٹر کی بھی قدیم روایت ہے۔ جن میں چھڑی والی کٹھپتلیاں اور چمڑے والی کٹھپتلیاں شامل ہیں۔ ملک میں نیم پیشہ وارانہ اور غیر پیشہ وارانہ تھیٹر گروپ بھی ہیں جو انگریزی اور بھارتی زبانوں میں ڈرامے کرتے ہیں۔

سنگیت ناٹک اکیڈمی

سنگیت ناٹک اکیڈمی ریاستوں اور رضا کا تنظیموں کے اشتراک سے 1953 میں قائم کی گئی تھی جس کا مقصد موسیقی، رقص اور ڈرامہ کو فروغ دینا تھا۔ با صلاحیت فنکاروں کے ذریعہ مفت مظاہروں کا اہتمام کر کے اکیڈمی موسیقی رقص اور ڈرامہ میں عوام کی دلچسپی بڑھانے اور بھارتی رقص و موسیقی اور ڈرامہ کے مشترکہ فوائد کے لئے خیال اور تکنیک کے تبادلے پر زور دیتی ہے۔

سنگیت ناٹک اکیڈمی دو تربیتی ادارے چلا رہی ہے۔ دہلی میں کتھک کیندر اور امپھال میں جواہر لال نہرو منی پوری ڈانس اکیڈمی۔ کتھک کیندر کتھک رقص اور موسیقی کی تربیت دیتا ہے۔ جب کہ جواہر لال نہرو منی پوری ڈانس اکیڈمی منی پوری رقص اور متعلقہ آرٹس کی تربیت دیتی ہے۔ دلی میں واقع رویندر رنگ شالہ کا انتظام اور دیکھ بھال اکیڈمی کے ہاتھ میں ہے اکادمی کا انتظام جنرل کونسل دیکھتی ہے جس کو ایکزیکیٹیو بورڈ کی تائید حاصل ہے۔ اکادمی کی سرگرمیوں پر بورڈ نگرانی رکھتا ہے۔

اکیڈمی اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے میورگنج کی چھوٗ ڈانس طرز اور کیرل کی سیرائی کلی اور کوڈیا ہم طرز میں تربیتی پروگرام میں مدد کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ اکیڈمی متعدد اسکیمیں بھی چلا رہی ہے جن میں تھیٹر ڈائرکٹروں اور روایتی پرفارمنگ آرٹس کے فروغ اور تحفظ میں ریاستی ثقافتی تبادلہ پروگرام، غیر ممالک سے ثقافتی تبادلہ پروگرام اور ان فنون کی بقا کے لئے جن کے ناپید ہو جانے کا خطرہ ہے مالی امداد کی فراہمی شامل ہے۔ اکیڈمی رقص، موسیقی اور ڈرامہ کے میدانوں میں فنکاروں کو سالانہ اعزاز دیتی ہے اور فسٹیول، سیمینار اور ورکشاپ وغیرہ کا اہتمام کرتی ہے۔

نیشنل اسکول آف ڈرامہ

نیشنل اسکول آف ڈرامہ (N.S.D) دنیا بھر میں تھیٹر ٹریننگ کے اداروں میں صف اول کا اور بھارت میں اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے۔ اسے سنگیت ناٹک اکیڈمی نے 1959 میں قائم کیا تھا۔ 1975 میں یہ خود مختار ادارہ بن گیا جس کی تمام تر مالی ضروریات محکمہ ثقافت پوری کرتا ہے۔ N.S.D کا مقصد تھیٹر کی تاریخ پیداواری، سائنس، منظر ڈیزائن، لباس ڈیزائن، روشنی کا انتظام اور میک اپ بشمول سبھی پہلوؤں کے بارے میں طلبا کی تربیت کرنا ہے۔

این ایس ڈی نے اداکاروں، ہدایت کاروں، اسکرپٹ لکھنے والوں، ڈیزائن تیار کرنے والوں تکنیکی اور تعلیمی ماہرین کی ایک کہکشاں تیار کر دی ہے جو نہ صرف تھیٹروں بلکہ فلم اور ٹی وی میں بھی کام کرتے ہیں۔ اس ادارے نے قومی اور بین الاقوامی سطح پر کئی ایوارڈ بھی جیتے ہیں۔ اسکول میں مربوط اور منصوبہ بند نصاب کی بنیاد پر ٹریننگ دی جاتی ہے۔ سنسکرت ڈرامہ، جدید بھارتی ڈرامہ، روایتی بھارتی تھیٹر، ایشیائی ڈرامہ اور مغربی ڈرامہ کی باضابطہ تعلیم اور پریکٹیکل ٹریننگ کے تجربات طلبا کو تھیٹر کے آرٹ میں ایک ٹھوس بنیاد اور وسیع منظر نامہ پیش کرتے ہیں۔ بھارت کے روایتی تھیٹروں اور جدید تھیٹروں میں ربط پیدا کرنے کی غرض سے اسکول طلبا کو تربیت دینے کے لئے ماہرین کی خدمات حاصل کرتا ہے اور روایتی تھیٹر میں تربیت کے لئے طلبا کو ریجنل سراکز میں بھیجتا ہے۔ اسکول کے تربیتی مراکز میں بھارت اور بیرون ملک کے انتہائی با صلاحیت طلبا زیر تربیت ہیں۔ اسکول کی ایک ریپرٹوری کمپنی اور تھیٹر ان ایجوکیشن کمپنی "سنکار رنگ ٹولی"، نام دیا گیا ہے۔ سنسکار رنگ ٹولی بچوں کے لئے ڈراموں کے انعقاد کے ساتھ ساتھ بچوں اور اساتذہ کے لئے ورکشاپ کا اہتمام کرتی ہے اور یہ اسکول ڈرامہ آرٹ سے متعلق 3 سال کا ڈپلومہ بھی دیتا

ہے۔NSD کا بنگلور میں اپنا علاقائی وسائل کا مرکز ہے۔

ادبی آرٹ

قدیم اور عہد وسطیٰ کے بھارتی ادب کی دوبارہ دریافت اور انگریزی نیز اہم بھارتی زبانوں کے جدید ادب کی ترقی سے بھارت کی موجودہ ادبی سرگرمیوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جدید بھارتی ادب کے فروغ میں ادبی ماہناموں، جریدوں، ادبی تنظیموں اور آل انڈیا ریڈیو نے اہم رول ادا کیا ہے۔

ساہتیہ اکیڈمی

ساہتیہ اکیڈمی ادب کی بھارتی اکیڈمی ہے جس کا مقصد اشاعتوں، تراجم، سیمیناروں، ورکشاپوں، ثقافتی تبادلہ پروگراموں اور ادبی تقریبات کے توسط سے بھارتی ادب کے فروغ کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ 1954 میں قائم ہونے والی ساہتیہ اکیڈمی ایک خود مختار ادارہ ہے۔ جس کے تمام مصارف محکمہ ثقافت برداشت کرتا ہے۔ اس کا 1956 میں سوسائٹی کی حیثیت سے رجسٹریشن کرادیا گیا تھا۔ ساہتیہ اکیڈمی کا ایک تحریری آئین ہے جو اس کے مختلف پروگراموں کے انعقاد میں رہنمائی کرتا ہے۔ اکیڈمی نے 22 زبانوں کو تسلیم کیا ہے۔ اس کا ایک مشاورتی بورڈ ہے جو ان زبانوں کے دس دس ممبروں پر مشتمل ہے۔ بورڈ متعلقہ زبانوں میں مختلف تقریبات اور اشاعتوں کے بارے میں مشورے دیتا ہے۔ اکیڈمی کے چار ریجنل بورڈ ہیں جو شمال، جنوب مشرق اور مغرب کی زبانوں کے درمیان باہمی روابط کو فروغ دیتے ہیں۔ نئی دہلی میں اس کے صدر دفتر کے علاوہ کلکتہ، ممبئی، بنگلور اور چنئی میں اس کے دفاتر ہیں۔ بنگلور، دلی، ممبئی اور شانتی نکیتن میں چار ترجمہ مراکز ہیں۔ اس کے علاوہ زبانی اور قبائلی ادب کی حوصلہ افزائی کے لئے بڑودہ میں ایک پروجیکٹ آفس اور ایک ہندوستانی ادب آرکائیوز بھی ہے۔ اکیڈمی کی ایک لائبریری بھی ہے جس میں 22 زبانوں کی دولاکھ سے زائد کتابیں ہیں۔

اکیڈمی ممتاز مصنفین کی تخلیقی خدمات کے اعتراف میں ان کو 22 ایوارڈ، ترجموں میں 22 انعامات، ادب میں نمایاں خدمات کے لئے فیلوشپ، غیر تسلیم شدہ زبانوں کے فروغ کے لئے بھاشا سمان، جنوب ایشیائی اسکالروں کو آنند کمار سوامی فیلوشپ اور بھارتی ادب میں نمایاں کام کرنے والے غیر ملکی اسکالروں کو اعزازی فیلوشپ دیتی ہے۔ اکیڈمی 22 زبانوں میں کتابیں شائع کرتی ہے جن میں ایوارڈ جیتنے والی کتابوں کے تراجم، بھارتی ادب کی عظیم شخصیتوں کے خاکے، ادب کی تاریخ، بھارتی اور بیرونی شاہکاروں کے ترجمے، سوانح عمری، ترجموں کے رجسٹر، بھارتی ادیبوں کے بارے میں معلومات اور بھارتی ادب کی انسائیکلوپیڈیا بھی شامل ہے۔ اکیڈمی نے اب تک مختلف سلسلوں میں 3,200 کتابیں شائع کی ہیں۔ اکیڈمی تین جریدے انڈین لٹریچر (پندرہ روزہ انگریزی میں) سمکالین بھارتیہ ساہتیہ (پندرہ روزہ ہندی میں) سنسکرت پرتبھا (چھ ماہی سنسکرت میں) شائع کرتی ہے اکیڈمی پابندی سے ترجمہ کا ورکشاپ بھی منعقد کرتی ہے۔

ساہتیہ اکیڈمی ادب، ادب کی تاریخ اور جمالیات کے مختلف موضوعات پر ہر سال تقریباً 30 علاقائی، قومی اور بین الاقوامی سیمینار کا انعقاد کرتی ہے۔ اس کے علاوہ اکیڈمی دوسرے پروگرام مثلاً MEET THE AUTHOR کوی سندھی، کتھا سندھی، اسمِتا ملاقات، MEN AND BOOKS، دی مینی وائس، اوشکار، انترال، تھروما ئی ونڈو، اور لٹریری فورم کا بھی اہتمام کرتی ہے۔ اکادمی پابندی سے ترجمہ ورکشاپ چلاتی ہے۔

اکیڈمی ہر سال فروری میں ایک ہفتے کے فیسٹول کا بھی اہتمام کرتی ہے۔ اس کے پاس کئی خصوصی پروجیکٹ ہیں مثلاً قدیم

ہندستانی ادب، عہد وسطی کا ہندستانی ادب اور جدید بھارتی ادب تینوں پروجیکٹوں کے بہترین بھارتی مضامین دس جلدوں پر مشتمل ہیں۔ اکیڈمی نے قبائلی ادب کے تراجم اور اشاعت کا ایک پروجیکٹ بھی شروع کیا ہے۔جس کا ہیڈ کوارٹر وڈودرا میں ہے۔اکیڈمی نے 100 بھارتی ادب کے شاہکاروں کے ترجموں کی اشاعت کے لئے نیشنل بک ٹرسٹ کے ساتھ ایک مشترکہ پروجیکٹ شروع کیا ہے۔ایک دوسرا پروجکٹ بھارتی ادب کا آرکائیوز ہے۔اس کے قیام کا مقصد فلم، ویڈیو، آڈیو، سی ڈی ایس کے ذریعے بھارتی ادب کے دستاویز تیار کرنا اور ممتاز بھارتی ادیبوں سے وابستہ مخطوطات، تصاویر اور دوسرے ساز وسامان کو محفوظ رکھنا ہے۔

اکیڈمی بھارت کے دوسرے حصوں کے مصنفین سے رابطہ قائم کرنے کے لئے نوجوانوں ادیبوں کو سفر کے سلسلے میں امداد دیتی ہے۔اس کا ایک ثقافتی تبادلہ پروگرام بھی ہے،جس کے تحت بھارتی ادیبوں اور اسکالروں کو باہر بھیجا جاتا ہے اور بیرونی ادیبوں اور اسکالروں کو بھارت آنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ساہتیہ اکادی نے اپنا ویب سائٹ 'ایچ ٹی پی: ڈبلیوڈبلیوڈبلیو ڈاٹ ساہتیہ اکاڈمی' شروع کیا ہے۔

وظائف اور مالی امداد

رقص موسیقی ڈرامہ، پینٹنگ اور ادبی آرٹس کے مختلف میدانوں میں تخلیقی کام کرنے والے فنکاروں کو امداد دینے کی حکومت کے ذریعہ ذیل کی اسکیموں پر عملدرآمد کیا جارہا ہے۔

اعزازی فیلوشپ

ایمیریٹس وظائف کی اسکیم ان فنکاروں کو مالی امداد دینے کے لئے وضع کی گئی ہے جنہوں نے اپنے اپنے متعلقہ میدانوں میں غیر معمولی صلاحیت حاصل کرلی ہے۔دراصل یہ اسکیم اس لئے شروع کی گئی ہے کہ ایسے فنکار مالی پریشانیوں کی الجھنوں سے بے نیاز ہوکر اپنا تخلیقی عمل جاری رکھ سکیں۔اس وظائف کی مالیت 7500 روپے ماہوار ہے اور دو برس کی مدت کے لئے دی جاتی ہے ہر سال فیلوشپ دیئے جانے کی تعداد 30 ہے۔

کمار گندھرو فیلوشپ

یہ فیلوشپ پنڈت کمار گندھرو کی یاد میں 93-1992 میں شروع کی گئی تھی۔وظائف کی مالیت اور مدت ایمیریٹس وظائف کے برابر ہے۔حکومت ہند وظائف موسیقی ڈرامہ اور وژول آرٹس کے میدانوں میں 40-30 برس کے عمر گروپ کے نمایاں سینئر فنکاروں کو دیتی ہے۔اس وظائف کے تحت فی ماہ 7,500 روپے کی رقم دی جاتی ہے۔ ہر سال کل 5 لوگوں کو یہ فیلوشپ دی جاتی ہے۔

سینئر رجونیئر فیلوشپ اسکیم

آرٹ کے روایتی پہلوؤں کو از سر نو زندہ کرنے کے لئے انفرادی طور پر کی جانے والی تعمیری کوششوں میں نہایت اعلی سطحی تربیت کے واسطے امداد دینے کے لئے یہ اسکیم شروع کی گئی ہے۔65-35 سال کی عمر کے گروپ کے فنکاروں کو 6,000 روپے فی ماہ کی سینئر فیلوشپ دی جاتی ہے، جب کہ 25 سے 35 سال کے عمر گروپ کے فنکاروں کو جونیئر فیلوشپ کے تحت فی ماہ 3,000 روپے عطا کیے جاتے ہیں۔ سینئر جونیئر وظائف دو سال کے لئے علی الترتیب 150 اور 300 فنکاروں کو ہر سال دیے جاتے

ہیں۔

نئے شعبوں کے لئے فیلوشپ

یہ اسکیم آرٹ اور ثقافت اور اس سے متعلق شعبوں میں جدید تصورات، اصولیات، ٹکنالوجی اور طور طریقوں کی حوصلہ افزائی کے مقصد سے 99-1998 میں شروع کی گئی۔ اس کے تحت اہم موضوعات ہیں: (i) انڈولوجی (ii) ثقافتی معاشیات (iii) تاریخی یادگار کے مقامات کی ساخت اور انجینئرنگ سے جڑے پہلو (iv) علم سکومات (سکہ شناسی) (v) گفتار کا سائنسی اور تکنیکی اصول (vi) اپی گرافی (vii) ثقافت کا معاشرتی رسوم ورواج (viii) ورثہ اور آرٹ وثقافت سے متعلق اداروں کا منتظمہ۔ ہر سال 15 افراد کو سینئر فیلوشپ دی جاتی ہے۔ یہ رقم 6000 روپے ماہانہ ہوتی ہے۔ جونئیر وظائف کے تحت 3000 روپے ماہانہ دیا جاتا ہے۔ فیلوشپ دو سال کی مدت کے لئے دی جاتی ہے۔

نوجوانوں فنکاروں کو اسکالرشپ

اس اسکیم کے تحت 35-18 برس عمر گروپ کے نوجوانوں، ابھرتے فنکاروں کو موسیقی، رقص، پینٹنگ، مجسمہ سازی، ڈرامہ اور روایتی آرٹس میں بھارت کے اندر اعلا تربیت حاصل کرنے کی غرض سے مالی امداد دی جاتی ہے۔ اس اسکالرشپ کی مالیت دو ہزار روپئے ماہانہ اور مدت دو برس ہے۔ ہر سال 400 ابھرتے فنکاروں کو اسکالرشپ دی جاتی ہے۔

ثقافتی تنظیموں کو امداد

ثقافتی سرگرمیوں کے فروغ میں معروف کل ہند سطح کے اداروں کی سرگرمیوں پر ہونے والے مصارف کے لئے جزوی امداد دی جاتی ہے تاکہ وہ ترقیاتی سرگرمیوں کو جاری رکھ سکیں۔ ایسے جن اداروں کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے ان میں تاریخی مطالعات کا انسٹی ٹیوٹ کلکتہ روایتی کلچر کا انسٹی ٹیوٹ چنئی شامل ہیں۔

آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا (اے ایس آئی)

اے ایس آئی کا قیام محکمہ ثقافت (وزارت سیاحت وثقافت) کے ملحق دفتر کے طور پر 1861 میں عمل میں آیا تھا اس کی خاص سرگرمیاں یہ ہیں۔ ملک میں قدیم یادگاروں رجگہوں کا تحفظ اور ان کو قائم رکھنا، آثار قدیمہ کی تلاش اور کھدائی، یادگاروں کی باقیات کا کیمیاوی طریقہ سے تحفظ، یادگاروں کا ڈھانچہ جاتی سروے، پتھروں پر کندہ نشانات کی ریسرچ کا فروغ، میوزیم کا قیام اور ان کی تنظیم اور آثار قدیمہ میں تربیت فراہم کرنا۔ اس وقت سروے نے ملک میں 3,606 یادگاروں کو قومی اہمیت کا حامل قرار دیا ہے جن میں 16 عالمی ورثہ (Heritage) یادگاریں بھی شامل ہیں۔ ASI 5,000 سے زیادہ انفرادی ساختوں کا رکھ رکھاو کر رہا ہے۔

میوزیم

میوزیم ہمارے ثقافتی ورثے کا خزانہ ہیں جن کا مقصد تاریخی، تکنیکی اور دوسری اشیا کو حاصل کرنا اور محفوظ رکھنا ہے تاکہ تاریخ کے ریکارڈ کی حیثیت سے انہیں وارثوں کو منتقل کرایا جائے۔ میوزیم اڈیوورژول (Audio-visual) تعلیم کے اہم ذریعہ کے طور پر خدمت انجام دیتے، میوزیم کا فروغ اس لئے بھی بہت اہم تصور کیا جاتا ہے کہ وہ قومی یکجہتی اور بین الاقوامی مفاہمت کو فروغ دیتے ہیں۔ سرکاری اور نجی میوزیم میں موجودہ کلکشن کی دستاویز سازی، تازہ ترین سائنسی آلات کے استعمال سے میوزیم میں جمع

اشیا کا تحفظ اور موجودہ کلکشن کی حروف تہجی کے اعتبار سے فہرست کی اشاعت پر مخصوص توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔

قومی میوزیم 15 اگست 1949 کو نئی دہلی میں راشٹر پتی بھون کے احاطے میں قائم کیا گیا تھا۔ میوزیم کا 18 دسمبر 1960 کو رسمی طور پر افتتاح کیا گیا تھا۔ شروع میں نیشنل میوزیم میں بہت چھوٹا کلکشن تھا جو آرٹ کی 1000 تخلیقات پر مشتمل تھا۔ اس وقت قومی میوزیم میں مختلف اقسام کے معیاری آرٹ کی دو لاکھ سے زائد ایسی اشیا موجود ہیں جو ہمارے ثقافتی ورثے کے پانچ ہزار برسوں کا احاطہ کرتی ہیں۔ 1989 میں ایم اے اور پی ایچ ڈی کے طلباء کے لئے آرٹ کی تاریخ کے قومی میوزیم انسٹی ٹیوٹ کے (جس کو ڈیمیڈ یونیورسٹی کا رتبہ حاصل ہے) قیام کے بعد قومی میوزیم کو ایک نئی وسعت مل گئی ہے۔

شروع میں یعنی 1960 میں آرٹ، ارکیالوجی اور علم الانسان کے تمام پہلوؤں کی نمائندگی کرنے والی 10 مستقل گیلریاں قائم کی گئی تھیں لیکن اب مستقل گیلریوں کی تعداد 26 ہے جن نئی گیلریوں کا اضافہ کیا گیا ہے وہ ہیں بودھ آرٹ، تنترا آرٹ، لکھنے کے بھارتی طریقوں اور سکوں کے آرائشی آرٹس کا ارتقا تجور اور میسور اسکول پینٹنگ اور جواہرات کی گیلری۔ آج نیشنل میوزیم لائبریری میں ایلون، ستیم بھائی، ہرمانک اور دیسک آچاریہ بی۔ این شرما، اور ایل۔ پی سہارے سمیت قدیم اور قرون وسطی کی تاریخ ارکیالوجی، فنون لطیفہ اور علم الانسان وغیرہ پر 50,490 کتابیں ہیں۔

میوزیم مختلف موضوعات پر سیمینار اور نمائشوں کا اہتمام کرتا ہے۔ میوزیم منتخب موضوعات پر عارضی نمائشوں اور بین الاقوامی نمائشوں کا بھی وقتاً فوقتاً اہتمام کرتا ہے۔ قومی میوزیم ثقافتی تبادلہ پروگرام کے تحت گزشتہ 52 برسوں سے میوزیم عملے کے تبادلے، آرٹس نمائشوں، آرٹ سے متعلق اشاعتوں، وغیرہ کے سلسلے میں 161 ملکوں کے ساتھ مل کر کام کر رہا ہے۔ حکومت کی مالی امداد اسکیم کے تحت میوزیم نے تو تنظیم اور ترقی کے مقصد کے لئے بہت سے نجی میوزیموں کو امداد دی ہے۔

نہرو میموریل میوزیم اینڈ لائبریری، نئی دہلی: محکمہ ثقافت کے انتظامیہ کنٹرول کے تحت نہرو میموریل میوزیم اور لائبریری نئی دہلی، جواہر لعل نہرو کی زندگی پر شخصی میوزیم ہے۔ اس کی لائبریری ملک کی سوشل سائنس کی لائبریریوں میں اہم مقام رکھتی ہے۔ اس تنظیم کے تحت ذہنی تاریخ، مسودہ، تحقیق، اشاعت اور فن مصوری شعبہ کام کرتے ہیں عصری مطالعاتی مرکز تعمیری سرگرمیوں کی اہم اکائی ہے۔ تحقیقی پروگراموں اور اسکالر کی تحقیقی سہولتوں کی وسعت پر خاصا دھیان دیتا ہے میوزیم میں جواہر لعل نہرو کی زندگی پر کافی مواد ہیں۔ اس وجہ سے میوزیم کی مقبولیت بنی ہوئی ہے اور ہر روز زیادہ تعداد میں لوگ اس کی طرف کھنچتے ہیں۔

نیشنل کونسل آف سائنس میوزیم، کلکتہ جو محکمہ کلچر کے تحت ایک خود مختار تنظیم ہے۔ مربوط پروگراموں اور سرگرمیوں کے رابطہ طلباء میں خصوصاً اور عوام میں عموماً سائنس اور ٹکنالوجی کو مقبول بنانے کے عمل میں مصروف ہے۔ یہ ادارہ ملک بھر میں 26 سائنس، میوزیم مراکز اور پارکوں کی دیکھ بھال کرتا اور ان کا نظم و نسق چلاتا ہے۔ کونسل نے اندرون ملک اور بیرون ملک نمائش کی جانے والی کئی اشیا اور روبوٹ سے چلنے والے ڈائناسور کی تخلیق کی ہے۔ سائنس سٹی اس کا مثالی پروجیکٹ ہے جو کلکتہ کے شہریوں اور کلکتہ کے دورے پر آنے والے ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کے لئے کشش کا باعث ہوگا۔ 50 ایکڑ آراضی پر قائم کیا جانے والا سائنس سٹی دنیا میں سب سے بڑا اور بہترین سائنس سٹی ہوگا۔ کونسل نے ملک بھر کے دیہی اسکولوں میں 300 سائنس مراکز قائم کئے ہیں اور وہ ان مراکز کو ساز و سامان، کتابیں اور تربیتی سہولتیں فراہم کر رہا ہے۔ کونسل گوا میں سائنس مارٹن کا قیام کر رہی ہے۔ جو بحری علم اور انسانی زندگی پر پڑنے والے اس کے اثرات پر زیادہ زور دے گی۔

حکومت نے 1985 میں الہ آباد میوزیم کو قومی اہمیت کا ادارہ قرار دیا تھا۔ اس وقت سے یہ وزارت ثقافت کے زیر اہتمام کام کر رہا ہے۔ یہ میوزیم بھارہت، بھومرا اور جاسوت، مجسموں کے کلکشن اور کوسمبی، بھیٹا، جھوسی، پاٹلی پتر، سارناتھ، راجگھاٹ اور راہی چھتر کی مورتیوں (ٹیراکوٹہ) کے کلکشن کے لئے مشہور ہے اس میوزیم میں جواہر لال نہرو کی خود نوشت کا مخطوطہ اور خطوط کی کئی

جلدوں سمیت نہرو خاندان کی بطور یادگار بہت سی چیزیں رکھی ہوئی ہیں۔ وجے ورگیا اور بنگال اسکول آف پنٹرس کی پینٹنگس بھی
اس کے کلکشن میں شامل ہیں۔ غیر ملکی پنٹروں میں جن کی اس میوزیم میں نمائندگی ہے۔ نکولس رورچ ان کے بیٹے سیلو سلاف اور
انگاریکا گووندا شامل ہیں۔

لکھنؤ میں قائم ثقافتی املاک کے تحفظ کی قومی ریسرچ لیبوریٹری ایک سائنسی ادارہ ہے جو ثقافتی ورثہ کے تحفظ میں مصروف
ہے۔ یہ وزارت ثقافت کا ماتحت ادارہ ہے اس کی سرگرمیوں میں تحفظ کے سامان اور طریقوں میں ریسرچ، آرٹ اشیا کی تکنالوجی
ادر سازوسامان کا مطالعہ، تحفظ کے طریقوں کی تربیت اور میوزیموں اور متعلقہ اداروں کو مشورے اور امداد دینا شامل ہیں۔
لیباریٹری کی لائبریری میں تحفظ کے مختلف پہلوؤں پر لٹریچر کا اچھا ذخیرہ ہے یہ دوسرے اداروں کو دستاویز سازی کی سہولت بھی
فراہم کرتی ہے۔ لیباریٹری ہر سال تدارکی تحفظ پر ڈائرکٹروں اور کیوریٹروں کے لئے دس روزہ ورکشاپ اور کنزرویٹروں کے
لئے چھ مہینے کی تربیت کے کورس کا اہتمام کرتی ہے جنوبی خطے کے لئے میسور میں لیبارٹری کا ایک ریجنل مرکز قائم کیا گیا ہے۔
بھارت، ثقافتی املاک کی بحالی اور تحفظ کے مطالعہ کے لئے بین الاقوامی سنٹر کی کونسل کا ممبر منتخب کیا گیا ہے جس کی نمائندگی
لیباریٹری کے ایک سائنسداں کرتے ہیں۔

نیشنل گیلری آف ماڈرن آرٹ NSMA کا قیام 1954 میں محکمہ ثقافت کے تحت خود مختار تنظیم کے طور پر ہوا تھا۔ اسکا
خاص مقصد معاصر بھارتی آرٹ کی حوصلہ افزائی کرنا اور اس کو فروغ دینا ہے۔ گیلری میں تقریباً 1000 ہم عصر بھارتی آرٹسٹوں
کی تقریباً 15,126 تخلیقات ہیں۔ یہاں کی زیادہ تر آرٹ تخلیقات خریدی گئی ہیں اور کچھ تحائف میں ملی ہیں۔ گیلری کے خاص
مجموعات میں مصوری، سنگ تراشی یا مجسمہ سازی، نقاشی، اور فوٹوگرافی کی تخلیقات شامل ہیں۔ NSMA اپنے مجموعات کی نمائش
کے ساتھ ساتھ ثقافتی تبادلہ پروگرام کے تحت بھی وقتاً فوقتاً نمائشوں کا اہتمام کرتا رہتا ہے۔ اسی نے ان آرٹ ورک کی کئی رنگین نقل
بھی بنائی ہیں۔ اس کا مقصد لوگوں میں ماڈرن آرٹ کو سمجھنے اور اسے محسوس کرنے کی لیاقت پیدا کرنا ہے۔ اسی مقصد کو دھیان میں
رکھتے ہوئے 1996 میں ممبئی میں قومی ماڈرن آرٹ گیلری قائم کی گئی۔ 2000 میں بنگلور میں بھی گیلری کی ایک شاخ کھولی گئی۔

سالار جنگ میوزیم حیدرآباد 16 دسمبر 1951 کو قائم کیا گیا ہے اس کا نام سابق عظیم خاندان سالار جنگ کے نام پر رکھا گیا
ہے۔ یہ قومی اہمیت کا حامل میوزیم ہے جس میں نایاب اور مختلف آرٹ کے کلکشن موجود ہیں جنہیں تینوں سالار جنگ خصوصاً
نواب میر یوسف علی نے (سالار جنگ سوم) دنیا بھر سے حاصل کر کے جمع کیا تھا۔ سالار جنگ سوم کا عہد 13 جون 1889 سے
2 مارچ 1949 تک محیط ہے۔ سالار جنگ میوزیم ایکٹ کی بموجب میوزیم کی اصل سرگرمی وہاں آنے والے زندگی کے ہر شعبے
کے لوگوں کو کلکشن دیکھنے کا موقع فراہم کرنا ہے۔ اس میوزیم میں ہندوستانی، مشرق وسطی، مشرق بعید، اور یوروپی آرٹ اشیاء
شامل کی گئی ہیں۔ جو 36 ملکوں کی اسالیب کی نمائندگی کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ میوزیم میں سالار جنگ خاندان کی ایک الگ سے
گیلری بچوں کے لئے سیکشن، حوالہ جاتی لائبریری، دار المطالعہ وغیرہ ہیں اور ریر منواسکرپٹ سیکشن میں عربی، فارسی اور اردو کی
8,500 نایاب کتابیں بھی موجود ہیں۔ ان کی وجہ سے سالار جنگ میوزیم زندگی کے ہر شعبے سے متعلق لوگوں کی تفریح وار علم کا مرکز
بنا ہوا ہے۔

نیشنل آرکائیوز آف انڈیا

بھارت کا قومی آرکائیوز، جس کا آزادی سے قبل تک نام شاہی ریکارڈ شعبہ تھا۔ 11 مارچ 1891 کو کلکتہ میں قائم ہوا تھا۔ یہ
ادارہ بھارتی حکومت اور اس کی پیشرو اداروں کے مستقل قدرو قیمت کے تمام قدیم ریکارڈوں کا سرکاری محافظ ہے۔ ریکارڈوں کا
منظم ذخیرہ رکھنے والی یہ ایشیا کی ایک ممتاز تنظیم ہے۔ نیشنل آرکائیوز آف انڈیا محکمہ کلچر کا ایک ملحق دفتر ہے۔ اس کے بھوپال،

بھوبنیشور، جے پور، اور پانڈیچری میں ریجنل دفاتر ہیں۔

اس شعبہ کی اہم سرگرمیاں ہیں (i) سرکاری ایجنسیوں اور ریسرچ اسکالروں کی سرکاری ریکارڈوں تک رسائی (ii) حوالہ میڈیا کی تیاری (iii) ریکارڈوں کا تحفظ اور ان کی دیکھ بھال کرنا اور اس مقصد کے لئے سائنسی تحقیقات اور جانچ کا بندوبست کرنا (iv) ریکارڈ منتظمہ کے سلسلے میں پروگراموں کا انعقاد (v) ریکارڈوں کے تحفظ کے میدان میں افراد اور اداروں کو تکنیکی امداد فراہم کرنا (v) آرکائیوز انتظامیہ کار یکارڈوں کی دیکھ بھال، اور پیشہ وارانہ اور نیم پیشہ وارانہ سطحوں پر ریکارڈوں اور مخطوطات کی مرمت اور تحفظ کے میدان میں تربیت دینا (vi) ہر سال آرکائیوز ہفتہ منا کر ملک میں آرکائیوز سے متعلق بیداری پیدا کرنے کے اقدام کرنا۔

نیشنل آرکائیوز ریاستی آرکائیوز، رضا کار تنظیموں اور دوسرے اداروں کو مالی امداد فراہم کرتا ہے تاکہ دستاویزی ورثہ کو محفوظ اور آرکائیوز سائنس کو فروغ دیا جا سکے۔ نیشنل آرکائیوز نے اپنا ویب سائٹ ایچ ٹی ٹی پی ر ڈبلوڈبلوڈبلو نیشنل آرکائیوز.نک.ان، بھی شروع کیا ہے۔

سمندری آثار قدیمہ (MARINE ARCHAEOLOGY)

بھارت نے گوا میں قومی انسٹی ٹیوٹ آف اوشیو گرافی (Oceanography) سمندری آثار قدیمہ سینٹر قائم کر کے 1981 میں زیر آب آثار قدیمہ ریسرچ شروع کی۔ اس کا خاص مقصد سمندر میں ڈوبی ہوئی آثار قدیمہ کی جگہوں کے جائزہ اور باقیات سے ماضی کے سمندری سفر کی تاریخ دوبارہ مرتب کرنا ہے۔

1983 سے تقریباً ہر سال قدیم دوارکا کے آبی علاقوں میں آثار قدیمہ کی تلاش کا کام کیا جا رہا ہے۔ چار سے بارہ میٹر گہرے پانی میں دوارکا کی مسلسل چھان بین کے دوران ڈوبی ہوئی پتھر کی متعدد عمارتوں کے ٹکڑوں کی موجودگی کا پتہ چلا ہے۔ 1992 سے 1995 کے دوران کی جانے والی تلاش صرف اس بات پر مرکوز تھی کہ ڈوبی ہوئی دوارکا کی حد بندی کی جائے اور ڈوبے ہوئے ڈھانچوں اور دوسری چیزوں کی مکمل دستاویز تیار کی جائے۔ دوارکا میں لگ بھگ 980,000 مربع میٹر علاقے میں سمدر نرائن مندر کے قریب تین سے بارہ میٹر گہرے پانی کے درمیان آثار قدیمہ کی کھوج کی گئی اور اس کے دوران جو چیز بھی نظر آئی اس کی اسٹل فوٹو گرافی، زیر آب ویڈیو فلم اور زیر آب ڈرائنگ کی مدد سے ایک رپورٹ تیار کی گئی۔

95-1992 کے دوران سومناتھ کے ساحلی علاقے میں ابتدائی زیر آب کھوج کی گئی۔ دریافت اشیا میں تین سوراخوں والا تین رایوں کا پتھر کا لنگر، تین سوراخوں والا ایک میٹر لمبائی کا پتھر کا لنگر اور ایک سوراخ والی گول پتھر کی بنی ہوئی کوئی دوارکا والی شے سے ملتی جلتی چیز شامل ہیں۔

حکومت تامل ناڈو کے محکمہ آثار قدیمہ کے تعاون سے 1991 سے پوم پوہار میں آثار قدیمہ کی تلاش جاری ہے۔ اس سروے کا مقصد موجودہ کاویری ندی کے شمال میں قدیم شہر کاویری، پوم پٹیم کے ڈوبے حصوں کی حد بندی اور اس مقام پر پھر توجہ مرکوز کرنا جہاں پہلے سروے کے دوران انگریزی لفظ ''یو شکل'' کا ڈھانچہ نظر آیا تھا۔ مزید براں اس بات کی تصدیق کی بھی کوشش کی گئی کہ آیا یو شکل کا ڈھانچہ انسان کا بنایا ہوا تھا۔ جہاز کے ڈوبنے کی جگہ پر غوطہ خور اس لئے اتارے گئے تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ ڈوبا جہاز کس ملک کا تھا۔ کاویری ندی کے شمال اور موجودہ گاؤں پوم پوہار کے جنوب میں بھی آثار کی تلاش کا کام شروع کیا گیا جس کے دوران بعض مقامات پر گہرے پانی میں پتھروں کے ٹکڑے پائے گئے۔ ان میں ایک انگریزی لفظ ایل کی شکل کا پتھر تھا۔ انہیں ہوا برداری کے ذریعہ سمندر سے باہر نکالا گیا۔ اس جگہ سے پتھر کے بڑے ٹکڑے اور قبل تاریخ دور (300BC سے AD300) کے برتنوں کے ٹکڑے ملے۔

23 میٹر گہرے پانی میں اترنے کے بعد یوشکل کے اس ڈھانچے کی موجودگی کا پتہ چلا جو کنڈا ٹنک کنڈو سے پانچ کیلومیٹر دور سمندر میں نظر آیا تھا۔ اس ڈھانچے کے وسط میں ایک سوراخ تھا جس میں بالو بھرا ہوا تھا۔ ڈھانچے کی باہری طرف اونچائی تین میٹر اور اندرونی طرف ایک میٹر سے کم ہے۔ جنوبی طرف اس ڈھانچے کی اونچائی شمالی طرف سے زیادہ ہے۔ اس کی گولائی 140 میٹر اور چوڑائی 20 میٹر ہے۔ جس جگہ پر یہ ڈھانچہ پایا گیا تھا وہاں سے 40 میٹر شمال میں دو چھوٹے ڈھانچے نظر آئے جن کے بارے میں خیال ہے کہ وہ اصل ڈھانچے کا ہی حصہ ہیں۔ سمجھا جاتا ہے ان ڈھانچوں کو انسانی ہاتھوں نے بنایا تھا اور یہ بودھ دور سے تعلق رکھتے ہیں۔

تلاش کے دوران پوم پوہار کے شمال میں کاویری ندی سے نکالی گئی ایک ڈوبی نہر کا پتہ چلا۔ اس نہر کی چوڑائی کہیں 300 میٹر اور کہیں 500 میٹر ہے اور یہ سمندر کی تہہ سے 20 میٹر نیچے دفن ہے بتایا جاتا ہے یہ نہر زمانہ قدیم سے برف سے جمی ہوئی ہے۔ یہ نہر گہرے پانی کے ڈھانچہ تک چلی گئی ہے جس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے۔ کہ قدیم سمندری ساحل موجودہ ساحل سے پانچ کیلومیٹر سمندر کی جانب تھا۔

پوم پوہار میں جو جہاز ڈوبا تھا وہ بھارت میں ڈچ حکمرانوں کا تھا۔ اس کے ملبے سے سیسہ کے بنے جو اجزا ہیں ان سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ 1792-93 میں فرانس کے خلاف جنگ میں یہ جہاز ڈوبا تھا۔ ان میں سے دو پر تاج کا نشان بنا ہوا ہے اور اس کے نیچے لفظ ڈی کندہ ہے۔ ڈی کے اوپر تاج کا نشان ان سکوں پر کندہ ہوتا تھا جو ڈچ حکمران بھارت میں جاری کرتے تھے۔

لکش دیپ کے قریب سمندر میں تلاش کے دوران کورٹی، اندروت اور امنی علاقوں کے مختلف رنگوں کے مٹی کے برتنوں کی اہم موجودگی کا انکشاف ہوا تھا۔ مقامی سخت مٹی سے بنائے گئے گوتم بدھ کے دو استوپ جن میں ایک کی لمبائی 95 سنٹی میٹر اور دوسرے کی 55 سنٹی میٹر تھی ان کی جانچ کے بعد پتہ چلا کہ ان کا زمانہ چھٹی ساتویں صدی عیسوی کا ہے۔ لال پالش مٹی کے برتنوں کی موجودگی اس بات کی دلالت کرتی ہے کہ ان جزائر میں 100-500 عیسوی میں لوگ آباد تھے۔ لکش دیپ کے سمندر میں چار جہازوں کے جو ملبے پائے گئے ان میں ایک سیبلی پار اور تین مینکوائے کی چوٹی پر تھے۔ پہلے جہاز کے باقیات کے کچھ حصہ ٹینک کے حصہ معلوم ہوتے ہیں جو چند ٹائروں کے ساتھ ایک چوٹی پر ملے تھے سمجھا جاتا ہے یہ کوئی جنگی جہاز تھا جو پہلی یا دوسری جنگ عظیم کے دوران ڈوب گیا تھا۔ جہاز کے دو باقیات چار سے پندرہ میٹر گہرائی پر ملے جنکی لمبائی سو میٹر ہے۔ ان میں ایک کا انجن محفوظ تھا۔ اس کے علاوہ 100 میٹر لمبی لنگر کی زنجیر بھی 15 میٹر گہرائی میں نظر آئی تھی دوسرے جہاز کا انجن ٹوٹ پھوٹ گیا تھا لیکن دو بوائلر بہرحال بہ آسانی دیکھے جاسکتے تھے۔

اوشینالوجی (Oceanology) کے قومی انسٹی ٹیوٹ گوا کے سمندری آثار قدیمہ سینٹر کے زیر آب چارٹوں سے حاصل اطلاعات کی روشنی میں 1987 میں گوا کے قریب گرینڈی جزیرہ میں جہاز کے ملبے کا پتہ لگایا گیا تھا۔ یہ فولاد سے بنے مال بردار جہاز کا ملبہ تھا جس میں کیبن بھی دیکھی جاسکتی تھی اور دروازے بھی۔ یہ 60 میٹر سے زائد لمبا تھا۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ جہاز سمندری طوفان میں پھنس کر ڈوب گیا تھا۔ جہاز کا یہ ملبہ سمندری آثار قدیمہ کے ماہرین کی تربیت بنیاد بن سکتا ہے۔

سمندری آثار قدیمہ مرکز نے نومبر 1989 میں مارم گوا کے قریب سمندر میں ابھی کے اتھلے پانی میں ایک تاریخی جہاز کے ملبے کا پتہ لگایا تھا چونکہ یہ ملبہ اتھلے پانی میں دیکھا گیا تھا اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ جہاز کسی چٹان سے ٹکرا کر تباہ ہوا تھا۔ اس میں گرینائٹ کی بڑی بڑی سلیاں ملیں۔ اس کے علاوہ یہاں ایک توپ اور ایک لوہے کا لنگر بھی ملا ہے۔

لائبریریاں

لائبریریاں ہماری تاریخ اور کلچر کی محافظ ہیں۔ غیر رسمی اور مسلسل تعلیم کی جو اسکیم بنائی گئی ہے لائبریری نظام کا فروغ اسی کا ایک حصہ ہے۔ آئینی طور پر لائبریری کا موضوع ریاستی فہرست میں شامل ہے۔ مرکز کے دائرہ اختیار میں صرف وہی لائبریریاں اور ادارے ہیں جن کو اس نے قومی اہمیت کا حامل قرار دیا ہے۔ ملک میں اس وقت 60,000 سے زائد لائبریریاں ہیں۔

نیشنل لائبریری کلکتہ، بھارت میں جو کچھ شائع ہوتا ہے یا بھارتیوں کا تحریر کردہ جو بھی مواد منظر عام پر آتا ہے۔ یا بھارت کے بارے میں جس زبان میں جو کچھ غیر ملکی تحریر کرتے ہیں ان کے مستقل اسٹور ہاؤس کی حیثیت سے کام کرتی ہے کتابوں کی ڈلیوری ایکٹ 1954 کے تحت یہ لائبریری ملکی اشاعتوں کی ایک کاپی پانے کی مجاز ہے۔ اقوام متحدہ کی تمام اشاعتوں کا بھی ذخیرہ اس کے پاس رہتا ہے۔ یہ لائبریری مختلف النوع خدمات انجام دیتی ہے اور مطالعہ کرنے والوں، اسکالروں، وزارتوں، قومی اور بین الاقوامی تنظیموں کو کتابوں کی مفصل فہرست بھی فراہم کرتی ہے۔ اس وقت لائبریری میں رسائل اور جرائد، نقشوں، مخطوطات، اخبارات، مائیکروفلم کے علاوہ 30 لاکھ سے زائد کتابیں موجود ہیں۔ بیش قیمت اور نجی و تاریخی کلکشن مثلاً آسوتوش کلکشن، جدو ناتھ سرکار کلکشن، بوہار کلکشن وغیرہ بھی لائبریری کی ملکیت میں ہیں۔ اس لائبریری کے ذریعے 86 ملکوں کی 211 لائبریریوں کے ساتھ مبادلہ تعلقات قائم ہو چکا ہے۔

مرکزی حوالہ لائبریری کلکتہ بھارتی قومی کتابوں کی مفصل فہرست کی ترتیب، اشاعت اور فروخت کی ذمہ داری انجام دیتی ہے یہ انگریزی سمیت 14 بھارتی زبانوں میں موجودہ بھارتی پبلیکیشن کا ماہانہ ریکارڈ ہے جو کتابوں کی ڈلیوری ایکٹ 1954 کے تحت نیشنل لائبریری کلکتہ کو موصول کتب، جرائد، رسائل اور اخبارات کی بنیاد پر تیار کیا جاتا ہے۔ ریفرنس (حوالہ) لائبریری موجودہ بھارتی رسائل و جرائد کی چھ اہم زبانوں میں اشاعت کے لئے مضامین منتخب کرنے کی غرض سے ایک سالانہ اشاریہ ''انڈکس انڈیانا'' مرتب کرکے اس کو شائع کرتی ہے۔

ریاستی مرکزی لائبریری، مہاراشٹر، ممبئی

ریاستی مرکزی لائبریری تب وجود میں آئی جب مہاراشٹر عوامی لائبریری ایکٹ 1967 کی دفعات کے تحت باہے ایشیاٹک سوسائٹی سے ریاستی حکومت نے یکم جولائی 1994 کو مرکزی لائبریری کو تحویل میں لیا۔ اب یہ لائبریری لائبریریوں کے ڈائرکٹوریٹ کی نگرانی میں ہے۔ مہاراشٹر میں یہ چوٹی کی لائبریری ہے، جو معلوماتی مواد وں اور سبھی مطالعاتی مواد وں کا ایک مستقل جمعی مقام ہے۔ اس لائبریری میں تقریباً سبھی زبان میں ہندوستانی اور غیر ملکی مصنفوں کی ہندوستان کے موضوع پر شائع ہونے والے مواد کا ذخیرہ موجود ہے۔ اس لائبریری میں 8 لاکھ سے زیادہ کتابیں ہیں، اس کے علاوہ میگزینوں، نقشوں اور اخباروں کو رکھا جاتا ہے۔

راجارام موہن رائے لائبریری فاؤنڈیشن 1972 میں قائم ہوا ہے اس وقت سے ملک میں لائبریری خدمات کو فروغ دینے کی کوشش میں مصروف ہے۔ فاؤنڈیشن اس وقت دو طرح کی امدادی اسکیمیں چلا رہا ہے۔ میچنگ (Matching) اسکیم اور نان میچنگ (Non-Matching) اسکیم۔ میچنگ اسکیم کے تحت امداد اس فنڈ سے دی جاتی ہے جو ریاستی حکومت اور فاؤنڈیشن مل کر قائم کرتے ہیں اور اس فنڈ میں دونوں کا حصہ برابر کا ہوتا ہے۔ غیر میچنگ اسکیم کے تحت جو امداد فراہم کی جاتی ہے۔ اس کی پوری رقم فاؤنڈیشن دیتا ہے۔ 2001-2000 کے دوران ملک میں تقریباً 9,200 لائبریریوں کے لئے میچنگ اور غیر میچنگ اسکیموں کے تحت 11 کروڑ روپے خرچ کیے جانے کا امکان ہے۔

دہلی پبلک لائبریری دہلی، یونیسکو کی تکنیکی اور مالی امداد سے 1951 میں قائم کی گئی تھی جس نے ترقی کرکے اب میٹروپولیٹین

پبلک لائبریری نظام کی شکل اختیار کرلی ہے۔ یہ نظام ایک مرکزی لائبریری، سروجنی نگر میں ایک منطقائی لائبریری، پٹیل نگر، لکشمی نگر، قرول باغ، اور شاہدرہ میں تین شاخوں، باز آباد کار کالونیوں میں 25 لائبریریوں 25 ذیلی شاخیں، 6 کمیونٹی لائبریریاں، 9 ریڈنگ روم، جو سماج کے کمزور طبقات میں مطالعہ کا شوق پیدا کرنے کی غرض سے قائم کی گئی ہیں۔ نابینا افراد کے لئے لائبریری، دہلی کے مختلف علاقوں میں واقع سب برانچ مرتبے کی تین اسپورٹس لائبریریوں، دواسپتالوں میں مریضوں کے لئے اور سنٹرل جیل میں قیدیوں کے لئے ایک خصوصی لائبریری، کتابیں جمع کرنے کے 30 اسٹیشنوں اور دہلی کے دیہی علاقوں کے لئے 73 گشتی سروس اسٹیشنوں پر مشتمل ہے۔ کتابوں کی ڈیلیوری ایکٹ کے تحت دہلی پبلک لائبریری ہر کتاب کی ایک جلد حاصل کرنے کی مجاز ہے۔ اس وقت لائبریری میں 14 لاکھ سے زاید کتابوں کا ذخیرہ ہے۔

سنٹرل سکریٹریٹ لائبریری جو پہلے امپیریل سکریٹریٹ کے نام سے مشہور تھی 1891 میں کلکتہ میں قائم ہوئی تھی۔ 1969 سے یہ لائبریری نئی دہلی کے شاستری بھون میں کام کررہی ہے۔ لائبریری میں اسوقت 8.5 لاکھ سے زائد کتابیں ہیں۔ لائبریری کا اصل مقصد مرکزی سرکاروں دفاتر یا تنظیموں کے ملازمین، عام قاریوں اور ریسرچ اسکالروں کو حوالہ جات اور ریسرچ کی سہولتیں فراہم کرنا ہے۔ لائبریری نے لائبریری کا مپلکس کے لئے ممبر شپ کا مرکزی نظام قائم کررکھا ہے۔ لائبریری کا ہندی اور علاقائی زبانوں کا شعبہ علیحدہ ہے۔ تلسی سدن بہاول پور ہاؤس نئی دہلی میں اور برانچ لائبریری۔ آر۔ کے۔ پورم نئی دہلی میں ہے لائبریری نے کتابیں پڑھنے والوں کو بہتر خدمات فراہم کرنے کے لئے متعدد پبلیکشن پروجیکٹ شروع کئے ہیں یہ لائبریری مائکروگرافی اور رپروگرافی کی سہولتوں سے بھی لیس ہے۔

کاپی رائٹ لائبریریاں

کتابوں اور اخبارات کی ڈیلیوری (پبلک لائبریریاں) ایکٹ 1954 کے تحت چار لائبریریاں ملک میں شائع ہونے والی نئی کتابوں اور رسالوں کی ایک کاپی حاصل کرنے کی مجاز ہیں۔ ان میں نیشنل لائبریری کلکتہ، سنٹرل لائبریری ممبئی، کونیمارا پبلک لائبریری چنئی اور دہلی پبلک لائبریری دہلی شامل ہیں۔ ریسرچ کرنے والوں کے لئے بھی خصوصی لائبریریاں ہیں جو یہ ہیں۔ نہرو میوزیم اور لائبریری نئی دہلی۔ عالمی امور کی بھارتی کونسل نئی دہلی۔ بھارتی اسٹے ٹسٹکل انسٹی ٹیوٹ کلکتہ، گوکھلے انسٹی ٹیوٹ پونے، تھیوفیزیکل سوسائٹی چنئی، نیشنل کونسل آف اکنامک ریسرچ نئی دہلی اور انڈین انسٹی ٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن نئی دہلی۔ ان کے علاوہ چند بڑی یونیورسٹیوں میں بھی بڑی لائبریریاں ہیں۔

مخطوطات کی لائبریریاں

خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری

خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ 1891 میں قائم ہوئی تھی۔ 1969 میں پارلیمنٹ میں قانون بنا کر اسے قومی اہمیت کا ادارہ قرار دیا گیا تھا۔ اس میں عربی اور فارسی، اردو، ترکی، پالی اور سنسکرت کے 20,000 ہزار سے زائد مخطوطات اور 2,000 سے زاید مغل اور راجپوت پینٹنگس کے ذخیرہ کے علاوہ 2,00,000 چھپی ہوئی کتابیں ہیں۔ لائبریری نے ممتاز شخصیتوں کے 1,600 آڈیو اور ویڈیو ٹیپ بھی تیار کئے ہیں۔ یہ سہ ماہی ریسرچ جریدہ بھی نکالتی ہے۔ لائبریری نے 64 نایاب کتابوں کے تنقیدی اڈیشن بھی شائع کئے ہیں اس نے کچھ وظائف بھی قائم کیے ہیں جن کا مرتبہ یو جی سی کیے وظائف کے برابر ہے۔ پی ایچ ڈی اور ڈی لٹ کی ڈگریاں ایوارڈ کرنے کے لئے اس کو سات یونیورسٹیوں نے ریسرچ کے مرکز کے طور پر تسلیم کرلیا ہے۔ خدابخش لائبریری نے ایک توصیفی سند اور ایک لاکھ روپے پر مشتمل ذی وقار ایوارڈ بھی قائم کیا ہے۔ لائبریری نے اپنی ویب سائٹ بھی شروع کی ہے www.kblibrary.org۔

ٹی ایم ایس ایس ایم لائبریری

تنجاور مہاراجہ سرفوجی سرسوتی محل (ٹی ایم ایس ایس ایم) لائبریری تنجاور دنیا کی ان چند قرون وسطی کی لائبریری میں ہے جس کا وجود ابھی تک باقی ہے۔ یہ لائبریریاں ثقافت کے بیش قیمت اسٹوراور علم کے کبھی نہ ختم ہونے والے خزانے کے مماثل ہیں جس کو تنجاور کے مراٹھااور نائک حکمرانوں نے قائم کیا تھا۔ مدراس حکومت نے اس کو 1918 میں عوامی لائبریری بنادیا اور 9 جولائی 1986 کو تمل ناڈو سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے تحت سوسائٹی کی حیثیت سے رجسٹریشن کر دیا گیا۔ اس وقت مرکز اور تمل ناڈو دونوں حکومتیں اس کی دیکھ بھال کرتی ہیں۔ اس لائبریری میں سنسکرت، مراٹھی، تیلگو، تامل اور دوسری زبانوں کے 46,695 مخطوطات کاغذ اور تاڑ کے پتوں دونوں پر محفوظ ہیں۔ ان مخطوطات کی حروف تہجی کے اعتبار سے تیار کی گئی فہرستوں کی 35 سے زاید جلدیں شائع کی جا چکی ہیں۔ چھوٹی پینٹنگس، رنگین ڈرائنگ، اٹلس، نقشے، چارٹ اور نایاب کتابوں کا جو کلکشن ہے اس پر تانجور اسکول آف پینٹنگ کا عکس نمایاں ہے۔ اس کے علاوہ لائبریری میں بھارتی زبانوں کی 54,009 کتابیں بھی ہیں ان میں یورپی زبانوں کی 4,500 نایاب کتابیں بھی شامل ہیں۔ جن کو راجا سرفوجی II نے حاصل کیا تھا۔ اس نے غیر شائع شدہ مخطوطات سے 425 سے زائد کتابیں شائع کی ہیں۔

رام پور رضا لائبریری

رام پور رضا لائبریری جو رام پور کے قلعہ میں حامد منزل میں قائم ہے وزارت کلچر کے تحت ایک خود مختار ادارہ ہے۔ یہ لائبریری رام پور رضا لائبریری ایکٹ 1975 کے تحت قائم کی گئی تھی۔ اس میں لگ بھگ 60,000 شائع شدہ کتابیں اور 15,000 مخطوطات کا بیش قیمت کلکشن ہے۔ اس کے علاوہ اس لائبریری میں 5,000 چھوٹی پینٹنگس، 2,500 اسلامی خطاطی اور لوہارو کلکشن سے متعلق 3,500 کتابیں بھی موجود ہیں۔

ایشیاٹک سوسائٹی

سر ولیم جونس (1746-1794) نے 1784 میں ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ قائم کی تھی۔ یہ سوسائٹی ایشیا میں تاریخ، سائنس، آرٹس اور ادب کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے مقصد سے قائم کی گئی تھی۔ ملک میں تمام ادبی اور سائنسی سرگرمیوں کو آگے بڑھانے میں اس ادارے کی خدمات سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔ اس سوسائٹی نے بھارت میں ادبی اور سائنسی اداروں کے فروغ اور ترقی میں براہ راست یا بالواسطہ طور پر ٹھوس تعاون کیا ہے۔ یہ دنیا کی دوسری ایشیاٹک سوسائٹی کے لئے ایک نمونہ تھی۔ 1984 میں اس کے قیام کے دوسو برس مکمل ہونے پر حکومت نے اس کی تاریخی حیثیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس سال اسے قومی اہمیت کا ادارہ قرار دیا۔ سوسائٹی کا ایک میوزیم ہے جس میں تیسری صدی قبل مسیح تانبے کی پلیٹیں اور بھارتی تاریخ اور کلچر کے مطالعے کے لئے اہم دستاویزوں اور سکوں کے کلکشن بھی ہیں اس کی لائبریری میں مختلف زبانوں میں 65,000 مخطوطات بھی ہیں۔ اس میں چھپی کتابوں اور ارکائیوز کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ بھارتی ادب، کلچر، سائنس اور دوسرے علوم کے مطالعہ کے تعلق سے یہ دنیا کے بڑے مراکز میں ایک ہے۔ حال میں سوسائٹی نے دوطرفہ ثقافتی تعلقات قائم کرنے کی غرض سے دنیا کے مختلف ملکوں میں اپنی سرگرمیاں بڑھادی ہیں۔ یونیسکو نے سوسائٹی کے میموری آف دی ورلڈ پروگرام (Memory Of the World Programme) کے لئے اسے دنیا کا بہترین ادارہ منتخب کیا ہے۔ سوسائٹی نے آٹھ جلدوں میں انسائیکلوپیڈیا، ایشیاٹک پروجیکٹ پر بھی کام شروع کر دیا ہے تاریخی مٹیکاف ہال میں جسے سوسائٹی نے اکوائر کرلیا ہے۔ ایک نئی آرٹ گیلری بھی کھول دی ہے۔

تبتی اور بودھ مطالعات کے ادارے

صدیوں پہلے بھارتی اسکالر انتہائی تکلیف دہ حالات میں تبت کا سفر کرتے تھے اور اپنے ساتھ بھارتی فلسفہ اور افکار وہاں لے جاتے تھے۔ تبتی افکار اور کلچر کا ارتقا انہی اسکالروں کے دوروں کا نتیجہ ہے۔ حصول آزادی کے بعد تبتی کلچر، فلسفہ اور ادب کے تحفظ کے لئے ملک میں متعدد ادارے قائم کئے گئے ہیں۔ حکومت ان اداروں کو مالی امداد دینے کی اسکیم پر عملدرآمد کر رہی ہے۔

اعلا تبتی مطالعات کا مرکزی انسٹی ٹیوٹ وارانسی ایک خود مختار تنظیم ہے، جس کو مرکزی حکومت پوری امداد دیتی ہے۔ اس کا قیام تبتی کلچر اور روایات کے تحفظ، تبتی زبانوں میں محفوظ قدیم بھارتی ادب کی بحالی اور سرحدی علاقے کے طلبا کی بودھ مطالعات میں اعلا تعلیم کی سہولتیں فراہم کرنے کے مقصد سے عمل میں آیا تھا۔ یہ انسٹی ٹیوٹ مختلف کورسوں کے لئے طلبا کو تیار کرتا ہے۔ اپریل 1988 سے اس انسٹی ٹیوٹ کو ڈیمڈ یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

بودھ مطالعات کا مرکزی انسٹی ٹیوٹ لیہہ بودھ فلسفہ، ادب اور آرٹس میں طلبا کو تربیت دینے کے لئے 1959 میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کا الحاق سمپورنانند سنسکرت وشوودیالیہ وارانسی سے ہے۔

گنگٹوک میں قائم تبتی فلسفہ اور کلچر کا سکم ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ایک خود مختار ادارہ ہے جو تبت کے کلچر فلسفہ اور ادب وغیرہ کے مطالعات اور ریسرچ کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ اس انسٹی ٹیوٹ نے چھو (CHHO) او (تبتی دھرم کے لئے ایک لفظ) میں اور متعلقہ مضامین مثلاً آئیکانوگرافی (iconography) میڈیسن، تاریخ اور علم فلکیات میں ریسرچ کو فروغ دینے میں نمایاں کام کئے ہیں۔ ادارہ ایک سہ ماہی رسالہ بھی شائع کرتا ہے۔ اس ادارے کو مرکزی حکومت سے امداد ملتی ہے۔

تبتی تخلیقات اور ارکائیوز کی لائبریری تبتی کتابوں اور مخطوطات کو حاصل کر کے انہیں محفوظ رکھتی ہے دھرم شالہ میں قائم اس لائبریری کی خاص سرگرمیوں میں بودھ فلسفہ اور تبتی زبانوں پر تحقیق اور اور لکڑی پر ثقافتی اور تھنکا پینٹنگس کی ٹریننگ کی سہولت فراہم کرنا شامل ہے۔

نالندہ میں 1956 میں نو نالندہ مہاوہار، قائم کیا گیا۔ اس کا مقصد پالی اور بودھ فلسفہ، علم منطق، اور نظریہ علم کے مطالعے کے لئے بین الاقوامی اہمیت کی تعلیم کے لئے ایک رہائشی مرکز کا فروغ کرنا تھا۔ تسلیم شدہ یونیورسٹیوں/اداروں کے گریجویٹوں اور شرقیہ اسکالروں کو داخلہ دینا اور بودھ مطالعے کے پوسٹ گریجویٹ نصابوں اور ریسرچ میں تربیت دینا اور انہیں اکیڈمک ایوارڈ، فیلوشپ اور وظائف دینا، پالی، سنسکرت اور دیگر زبانوں سے بودھ کتابوں کا ترجمہ اور اشاعت کرنا اور بودھ ادب وغیرہ کے لئے لائبریری کا قیام۔

اینتھروپولوجیکل (Anthropological) سروے آف انڈیا

یہ ادارہ جو دسمبر 1945 میں قائم ہوا تھا۔ وزارت کلچر کے تحت ایک سائنسی ریسرچ تنظیم ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر کلکتہ میں اور ملک کے مختلف حصوں میں سات ریجنل مراکز، ایک سب ریجنل مرکز اور آٹھ فیلڈ اسٹیشن ہیں جس میں نئی دہلی میں کیمپ آفس بھی شامل ہے۔ اپنے زمانہ قیام سے علم الانسان اور متعلقہ علوم میں سائنسی ریسرچ کی ایک بنیادی تنظیم کی حیثیت سے ملک میں انسان کی ارتقا کی مکمل اور جامع بایو کلچرل تحقیق کے میدان میں اس ادارے کا قابل رشک ریکارڈ ہے۔

اندرا گاندھی راشٹریہ مانو سنگر اہالیہ

اندرا گاندھی راشٹریہ مانو سنگر اہالیہ بھوپال، وزارت کلچر کے تحت ایک خودمختار تنظیم ہے۔جس نے بھارت پر مخصوص توجہ کے ساتھ عالمی تناظر میں بنی نوع انسان کی ایک مربوط کہانی کے واضح اظہار کے لئے خود کو وقف کررکھا ہے۔سنگر اہالیہ 200 ایکڑ کے خوبصورت رقبے پر اوپن ایر میوزیم کی حیثیت سے تیار کیا گیا ہےاس میں مندرجہ ذیل تین وسیع میدانوں سے متعلق حالات و واقعات کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔(i) انسانی ارتقا اور تبدیلی (ii) قبل تاریخ اور مابعد تاریخ عہد میں کلچر اور سوسائٹی (iii) عصری ثقافتیں اس نے پہلے ہی چار اوپن ایرنمائشوں کا اہتمام کیا تھا، جس میں قبائلیوں کا رہن سہن، ساحلی مواضعات میں زندگی، ریگستانی مواضعات میں زندگی کے ماحولیاتی نظام کی جھلک ملتی ہے۔سنگر اہالیہ کی حدود عمارت میں ملے راک شیلٹرس پر تاریخی اور ماقبل تاریخی آرٹ پینٹنگس ابھاری گئی ہیں۔اس کھلی ہوا میں قائم نمائش کا نام ''راک آرٹ وراثت'' ہے۔قبائلی اور لوک زندگی سے متعلق ان نمائشوں میں باقاعدہ تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ براہ راست پروگراموں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔یہاں وقتاً فوقتاً خصوصی نمائشوں کے لیے اقامتی سہولتیں موجود ہیں۔سنگر اہالیہ ایک اقامتی میوزیم کو بھی فروغ دے رہا ہے۔یہاں چلائے جارہے دیگر پروگراموں میں بشریاتی علم سے متعلق قومی ورثہ کی اشیاء کا تحفظ، تحقیقی پروجیکٹ چلانا اور ثقافتوں کی ملٹی میڈیا دستاویز سازی کرنا شامل ہے۔

لائبریری میں قومی اور بین الاقوامی رسائل اور جریدے بھی منگائے جاتے ہیں۔میوزیم میں سیکڑوں گھنٹوں والے آڈیو۔ وزول کیسٹ، ویڈیو آڈیو یونٹ اور ایک کمپیوٹر سیکشن بھی ہے۔

یہاں ریسرچ اور فیلڈ پروجیکٹ، ہندوستانی سماج اور ثقافت کے مختلف پہلوؤں کو بخوبی سمجھنے، ان کی فلاح اور ملک کے خوشحال ثقافتی ورثے کے تحفظ کے لیے آڈیو، ویڈیو، فوٹو، سینما اور رقمی دستاویزی کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔

ثقافت کا فروغ

مرکز برائے ثقافتی وسائل وتربیت

حکومت نے تربیت اور ثقافتی وسائل کا مرکز ایک خودمختار تنظیم کی حیثیت سے مئی 1979 میں قائم کیا تھا۔یہ مرکز براہ راست وزارت برائے ثقافت وسیاحت کے محکمہ کلچر کے زیر انتظام ہے۔اسکا صدر دفتر نئی دہلی میں ہےاس کے دو ریجنل مراکز حیدرآباد اور اودے پور میں ہیں۔

اس سینٹر کا ایک خاص مقصد یہ ہے کہ بھارت کے علاقائی کلچروں کی بہتات کے بارے میں طلبا میں مفاہمت اور بیداری پیدا کرکے نظام تعلیم میں نئی جان ڈالی جائے اور ان معلومات کو تعلیم سے مربوط کردیا جائے۔یہ تعلیم کو کلچر سے جوڑنے اور تمام ترقیاتی پروگراموں میں کلچر کی اہمیت سے طلبا کو واقف کرنے پر بھی خاص زور دیتا ہے۔اس کا ایک اور اہم ملک بھر سے آنے والے زیر ملازمت ٹیچروں کے لئے مختلف طرح کی تربیتی پروگراموں کا اہتمام کرتا ہے۔ٹریننگ میں سائنس اور ٹکنالوجی، ہاؤسنگ، زراعت اور اسپورٹس وغیرہ میں کلچر کے رول پر بھی خاص زور دیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ طلبا اور اساتذہ میں ماحولیاتی آلودگی کے مسئلہ کو حل کرنے میں ان کے رول اور قدرتی اور کلچرل ورثہ کے تحفظ کے بارے میں ان کو خاص طور پر واقف کرایا جاتا ہے۔ان مقاصد کی تکمیل کی غرض سے مرکزی حکومت ملک بھر میں اساتذہ منتظمین اور طلبا کے تربیتی پروگراموں کا اہتمام کرتی ہے۔سینٹر غیر ملکی اساتذہ اور طلبا کے لئے بھارت آرٹ پر تعلیمی پروگرام اور آرٹ اور دستکاری میں پریکٹکل ٹریننگ فراہم کرنے کے لئے مختلف سرگرمیوں مثلاً ڈرامہ اور موسیقی کے ورکشاپ بھی منعقد کرتا ہے۔

سینٹر مختلف تربیتی اور ثقافتی سرگرمیوں کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ ان پروگراموں میں تاریخی یادگاروں، میوزیموں، آرٹ گیلریوں، دستکاری مراکز، پارکوں اور باغات کی سیاحت قومی اور ثقافتی ورثہ کے تحفظ پر کیمپ مقامی طور پر دستیاب سستے وسائل کے استعمال سے دستکاری سکھانے کے کیمپ، مختلف آرٹ پر فنکاروں اور ماہرین کے لکچر اور مظاہرے اور اسکولوں میں فنکاروں اور ماہرین کے مظاہرے شامل ہیں۔ ان تعلیمی سرگرمیوں کے دوران طلبا کی ذہنی سطح اور جمالیاتی ذوق کو فروغ دینے کی ضرورت پر زور دیا جاتا ہے۔

سینٹر گزشتہ کئی برسوں سے اسکرپٹ، رنگین سلائیڈ، فوٹو گراف، آڈیو ریکارڈنگ اور فلموں کی شکل میں وسائل جمع کر رہا ہے۔

سینٹر، کلچرل ٹیلنٹ سرچ اسکالرشپ اسکیم پر 1982 سے عملدرآمد کر رہا ہے۔ اس اسکیم کے تحت 10 سے 14 برس عمر گروپ کے بچوں کو خواہ وہ تسلیم شدہ اسکولوں میں پڑھ رہے ہوں یا پرفارمنگ آرٹس سے وابستہ کنبوں سے تعلق رکھتے ہوں، مختلف ثقافتی میدانوں میں ان کی صلاحیت کو فروغ دینے کے لئے اسکالرشپ دی جاتی ہے۔ یہ اسکالرشپ 20 برس کی عمر تک یا یونیورسٹی ڈگری کے پہلے سال تک دی جاتی ہے۔ ہر سال لگ بھگ 300 اسکالرشپ دی جاتی ہیں۔ اس کے آغاز سے مارچ 2001 تک 5,258 طلباء کو ایسی اسکالرشپ دی جا چکی ہیں۔ مرکز نے اساتذہ کے لئے سالانہ ثقافتی وسائل و تربیت انعام شروع کیا ہے۔ ہر سال تعلیم و ثقافت کے میدان میں بہترین کام کرنے والے اساتذہ کو یہ انعام دئے جاتے ہیں۔ ایوارڈ میں ایک توصیفی سند، ایک آرائشی لوح ایک ''انگ وسترم'' اور 10 ہزار روپے کی رقم دی جاتی ہے۔ اب تک 356 ٹیچروں کو CCRT ٹیچر ایوارڈ سے نوازا گیا ہے۔

منطقائی ثقافتی مراکز

منطقائی ثقافتی مراکز کے قیام کا مقصد ہے علاقائی حدود سے نکل کر ثقافتی رشتوں کو استوار کیا جائے۔ ان مراکز کا ایک تصور یہ بھی ہے کہ مقامی کلچروں کے تئیں بیداری پیدا کی جائے اور یہ بتایا جائے کہ کس طرح یہ منطقائی شناختوں میں مدغم ہو کر بھارت کے گنگا جمنی کلچر کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

اس اسکیم کے تحت جو منطقائی ثقافتی مراکز قائم کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں (i) شمالی زون ثقافتی مرکز پٹیالہ (ii) مشرقی زون ثقافتی مرکز کلکتہ (iii) جنوبی زون منطقائی مرکز تنجاور (iv) مغربی زون ثقافتی مرکز اودے پور (v) شمالی مشرقی زون منطقائی مرکز الہ آباد (vi) شمالی مشرقی زون منطقائی مرکز دیماپور (vii) جنوبی وسطی زون ثقافتی مرکز ناگپور۔ ان مراکز کی تشکیل کی خصوصیت یہ ہے کہ ایک ریاست اپنے ثقافتی تعلقات کے مطابق ایک سے زیادہ ثقافتی مراکز کی سرگرمیوں میں شامل ہو سکتی ہے۔

رام کرشن مشن انسٹی ٹیوٹ آف کلچر

رام کرشن مشن انسٹیٹیوٹ آف کلچر نظریات، معلومات اور تعلیم کو فروغ دینے کے عمل میں مصروف ہے۔ قومی اور بین الاقوامی سطحوں پر ثقافتی سرگرمیوں میں مصروف ہونے کے علاوہ انسٹی ٹیوٹ تعلیم اور تربیت کے کئی اسکول بھی چلا رہا ہے۔

اندرا گاندھی نیشنل سینٹر برائے آرٹس

یہ سنٹر آنجہانی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی کی یاد کو تازہ رکھنے کی غرض سے قائم کیا گیا ہے۔ یہ سنٹر ایک خود مختار ٹرسٹ ہے جس کو مرکز سے پوری امداد ملتی ہے۔ اس ادارے کو تمام فنون کے مکمل مطالعہ اور تجربے کے لئے قائم کیا گیا ہے مگر قدرتی ماحول، سماجی ڈھانچہ اور علم کائنات کے تعلق سے مطالعات اور تجربات کرنا بھی اس ادارے کا ایک مقصد ہے۔ تحقیق، مطبوعات، تربیت، تحقیقی

سرگری اور کارکردگیوں پرمبنی مختلف پروگراموں کے ذریعہ یہ سنٹر قدرتی اور انسانی ماحول کے تناظر میں فنون لطیفہ کا مطالعہ کرتا ہے۔ دہلی یونیورسٹی نے پی۔ایچ۔ڈی، ڈگری کے لئے ہندوستانی آرٹ پر ریسرچ مرکز کے طور پر اس مرکز کو تسلیم کیا ہے۔اس کے دو فیلڈ مراکز بھی، وارانسی اور گوہاٹی میں واقع ہیں۔

صدسالہ اور سالانہ تقریبات

بھارتی حکومت کی اہم سرگرمیوں میں ایک سرگری کا تعلق ان ممتاز بھارتی شخصیتوں کی صدسالہ تقریبات کا اہتمام کرنا ہے۔ جنہوں نے ملک کی تاریخ اور زندگی پر انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ایسی تقریبات کے موقعہ پر حکومت ایک قومی کمیٹی کی تشکیل کرتی ہے جو صدی سال کے دوران سال بھر چلنے والے پروگراموں کا خاکہ تیار کرتی ہے۔ان پروگراموں میں عام طور پر قومی سیمناروں کا اہتمام، مجسموں کی تنصیب، یادگاری ڈاک ٹکٹ اور سکے کا اجرا پبلی کیشن، نمائش اور دوسری تقریبات شامل ہوتی ہیں۔محکمہ کلچر رجسٹرڈ رضا کار تنظیموں کو بھی مالی امداد دیتا ہے تاکہ وہ ان سرکردہ شخصیتوں کی صدسالہ تقریبات منا سکیں۔جن کی صدسالہ تقریبات کا اہتمام حکومت نے نہیں کیا تھا۔

گاندھی اسمرتی اور درشن سمیتی

محکمہ ثقافت نے 1984 میں گاندھی اسمرتی اور درشن سمیتی قائم کی تھی۔اس کا قیام خاص طور پر قومی یادگار جہاں گاندھی نے جام شہادت نوش کیا تھا اور جواب گاندھی اسمرتی کے نام سے مشہور ہے اور راج گھاٹ پر تصویروں کی مستقل نمائش جواب گاندھی درشن کہلاتی ہے کو برقرار رکھنے اور اس کی دیکھ بھال کرنے کے لئے عمل میں آیا تھا۔گاندھی درشن 1969 میں گاندھی جی کے صد سالہ یوم پیدائش پر عالم وجود میں آیا تھا۔یہ ادارہ گاندھی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور قومی یک جہتی پر کئی کتابیں شائع کر چکا ہے۔یہ ایک سہ ماہی نیوزلیٹر شائع کرتا ہے اور سالانہ گاندھی میموریل لکچر کا اہتمام کرتا ہے جس میں بھارت اور بیرون ملک کے دانشور شرکت کرتے ہیں۔

30 جنوری مارگ پر واقع گاندھی اسمرتی اب قومی یادگار ہے۔اس میں گاندھی جی کی زندگی کے آخری 144 دنوں کی یادیں محفوظ ہیں جواب قومی ورثہ کا حصہ بن چکی ہیں۔گاندھی درشن، گاندھی جی پر ایک جامع نمائش پیش کرتا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد انسٹی ٹیوٹ آف ایشین اسٹڈیز

ایشیائی مطالعات کا مولانا ابوالکلام آزاد انسٹیٹیوٹ، جو وزارت کلچر کے زیر انتظام ہے، مولانا ابوالکلام آزاد کی حیات اور کارناموں اور 19 ویں صدی کے وسط سے ایشیا میں سماجی، ثقافتی، سیاسی اور معاشی تحریک کے مطالعہ کے لئے تربیت اور تحقیق کا مرکز ہے۔اس انسٹی ٹیوٹ کی ایک لائبریری بھی ہے جس میں کتابوں، اخبارات، تصاویر، جدید بھارت کی سیکولر روایات اور 19 ویں صدی کے اہم واقعات سے متعلق اہم مواد بھی موجود ہیں۔انسٹی ٹیوٹ نے مولانا ابوالکلام آزاد کی سابق رہائش گاہ پر ایک نجی میوزیم بھی کیا ہے۔جو ممتاز لیڈر اور مفکر کی حیثیت سے مولانا آزاد کی حیات اور کارناموں کو اجاگر کرتا ہے۔

گاندھی امن انعام

مہاتما گاندھی کے 125 ویں یوم پیدائش یعنی 2 اکتوبر 1994 کو بھارتی حکومت نے دنیا بھر میں گاندھیائی افکار و نظریات کی اہمیت کو فروغ دینے اور ان کی حوصلہ افزائی کے لئے بین الاقوامی گاندھی امن ایوارڈ قائم کیا تھا۔یہ ایوارڈ نقد ایک کروڑ روپے ایک توصیفی سند اور یادگاری لوح پر مشتمل ہے۔انعام دینے کا فیصلہ وزیر اعظم کی سربراہی میں پانچ رکنی جیوری کرتی ہے۔پہلا

گاندھی امن انعام، تنزانیہ کے سابق صدر ڈاکٹر جولیس کے نیریرے کو 1995 میں دیا گیا تھا۔ 2000 کا ایوارڈ جنوبی افریقہ کے سابق صدر ڈاکٹر نیلسن منڈیلا اور بنگلہ دیش گرامین بینک کو مشترکہ طور پر دیا گیا تھا۔

بھارت کی تقریبات

حکومت بھارت نے برطانیہ، امریکا، فرانس، سوویت یونین (سابق)، سوئیڈن، جرمنی، چین، جاپان اور تھائی لینڈ میں فیسٹول آف انڈیا کا اہتمام کیا۔ جواب میں سوویت یونین فرانس، سوئیڈن، جاپان، چین اور تھائی لینڈ کے فیسٹول بھارت میں منعقد ہوئے۔

7۔ سائنس اور ٹکنالوجی میں ترقی

پراچین کال کی حصولیابی سے لیکر موجودہ صدی کی عظیم کامیابیوں تک بھارت کی امتیازی سائنسی روایات رہی ہیں۔ موجودہ صدی کے دوسرے نصف عرصہ کے دوران بڑی حد تک خالص تحقیق پر زور دیا گیا ہے۔ آزادی ملنے کے وقت سائنس اور ٹکنالوجی کا ہمارا ڈھانچہ ترقی یافتہ ملکوں کے مقابلہ میں نہ تو مضبوط ہی تھا اور نہ ہی منظم، جس کی وجہ سے ہمیں آزادی کے بعد کے ابتدائی برسوں کے دوران دیگر ممالک میں دستیاب عمارتوں اور دفتروں پر تکیہ کرنا پڑا۔ گزشتہ چار دہوں میں قومی ضروریات کے مطابق ایک ڈھانچہ اور صلاحیت کی تخلیق کی گئی جس کے نتیجہ میں دوسرے ملکوں پر ہمارے انحصار میں کمی آئی۔ چھوٹی صنعتوں سے لیکر انتہائی جدید صنعتوں تک کا قیام عمل میں لایا گیا جو طرح طرح کی ضروریات، خدمات اور مصنوعات کا احاطہ کرتی ہیں۔

سائنس اور ٹکنالوجی کا بنیادی ڈھانچہ

ہندوستان میں سائنس اور ٹکنالوجی کی سرگرمیوں کی مندرجہ ذیل زمرہ بندی کی جاسکتی ہے۔ (I) مرکزی حکومت (II) ریاستی حکومتیں (III) اعلیٰ تر تعلیم کا شعبہ (IV) پبلک اور پرائیویٹ سیکٹر کی صنعت اور (V) غیر منافع بخش ادارے / انجمنیں (ایسوسی ایشنز) ملک میں ریسرچ اور ڈولپمنٹ کا جو کام ہو رہا ہے ان میں یہ ادارہ جاری ڈھانچے اپنی ریسرچ لیباریٹریوں کے ساتھ سب سے زیادہ اعانت کر رہے ہیں۔ یہ ہیں سائنسی اور صنعتی ریسرچ کی کونسل، زراعتی ریسرچ کی انڈین کونسل، میڈیکل ریسرچ کی انڈین کونسل اور مختلف محکموں / وزارتوں کی محکمہ جاری لیباریٹریاں مثلاً محکمہ ایٹمی توانائی، محکمہ الیکٹرانکس، محکمہ خلاء، محکمہ سمندری ترقی، دفاعی تحقیق و ترقی کی تنظیم، وزارت ماحولیات و جنگلات، غیر روایتی توانائی کے وسائل کی وزارت، اور وزارت سائنس و ٹکنالوجی۔ ان کے علاوہ لگ بھگ 1200 ریسرچ اور ڈولپمنٹ کی یونٹیں صنعتی اداروں میں موجود ہیں جو کہ اپنی متعلقہ صنعتوں میں ریسرچ کے کام میں مدد دے رہی ہیں۔ ریاستی حکومتوں کے تحت زراعتی یونیورسٹیاں ان کے تحقیقی مرکزوں کے ساتھ قائم کی گئی ہیں۔

ٹکنالوجی پالیسی بیان

ٹکنالوجی پالیسی بیان (ٹی پی ایس) 1983 میں تیار کیا گیا تھا جس کا بنیادی مقصد دیسی ٹکنالوجی کو ترقی دینا اور درآمد ٹکنالوجی کو قومی ترجیحات اور دستیاب وسائل کے مطابق مناسب طور پر استعمال کرنا اور بروئے کار لانا تھا۔ اس کا مقصد تکنیکی مہارت اور خود کفالت حاصل کرنا۔ دیسی تکنیکوں کے فروغ پر توجہ مرکوز کرنے اور ٹکنالوجی شعبے میں ہندوستان کو خود کفیل اور مقابلہ جاتی بنانے کے لئے ٹکنالوجی پالیسی بنائی جا رہی ہے۔

سائنس اور ٹکنالوجی محکمہ کے سائنسی پروگرام

1971 میں قائم کئے گئے محکمہ سائنس و ٹکنالوجی نے جو پالیسی، بیانات اور نگراں اصول بنائے، ان سے سائنس اور ٹکنالوجی کے ان شعبوں میں تال میل کا طریقہ فراہم ہوا۔ جن میں بہت سے اداروں اور محکموں کو دلچسپی ہے اور کافی مہارت بھی حاصل ہے۔ اس کی جانب سے سائنسی ریسرچ اور پیشہ ورانہ اداروں کو امداد بھی دی جاتی ہے اس محکمہ کی سرگرمیوں کی نوعیت تال میل پیدا

کرنے والی ہے۔

تحقیق وترقی کے پروگرام

سائنس وٹکنالوجی کا محکمہ سائنس اور ٹکنالوجی کے مختلف موضوعات میں تحقیق وترقی (آر اینڈ ڈی) کے صف اول کے اور ترجیحی
شعبوں کی نشاندہی اور فروغ کے سلسلہ میں نازک کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ کام مشاورتی ادارہ سائنس وانجینئرنگ تحقیقی کونسل (ایس
ای آر سی) کے ذریعہ کیا جارہا ہے جو کہ اعلیٰ تعلیم کے اداروں میں آئی آئی ٹی، یونیورسٹیوں اور قومی لیباریٹریوں اور صنعت کے ممتاز
سائنسدانوں اور ماہرین ٹکنالوجی پر مشتمل ہے۔ یہ کونسل اپنی مشاورتی کمیٹیوں کے ذریعہ نہ صرف تجاویز پر غور کرنے کے لئے محکمہ کو
مدد دیتی ہے بلکہ ٹھوس اقدام کے لئے ریسرچ اور ڈولپمنٹ کے نئے اور بین ماحولیاتی شعبوں کی نشاندہی بھی کرتی ہے۔ مشاورتی
کمیٹیوں کی مدد سے یہ کونسل مختلف موضوعات سے تعلق رکھنے والے زیرعمل انفرادی پروجیکٹوں کی پیشرفت کی نگرانی بھی کرتی ہے
اور مربوط اور ملے جلے اقدامات کا جائزہ بھی لیتی ہے۔ محکمہ ہذا میں ہر سال 1000 پروجیکٹ تجاویز برائے غور وخوض موصول ہوتی
ہیں جن میں سے زیادہ تر بنیادی سائنس اور انجینئرنگ ریسرچ سے تعلق رکھتی ہیں۔

آزادی کی پچاسویں سالگرہ کے موقع پر حکومت نے سورن جینتی فیلوشپ اسکیم شروع کی جس کا مقصد ذہین سائنسدانوں کو
سائنس کے شعبے میں عالمی سطح پر صلاحیت حاصل کر پانے میں مدد کرنا ہے۔ یہ فیلوشپ 40-30 سال کے عمر گروپ والے
ہندوستانی سائنسدانوں کے لیے ہے جنھوں نے تحقیقی کاموں کے شعبے میں غیر معمولی و بہترین کام کیا ہے اور اپنے مخصوص میدان
میں نئی اونچائیوں کو حاصل کیا ہے۔

بنیادی ڈھانچوں کا فروغ

چھٹے منصوبے کی مدت میں شروع کئے گئے اعلیٰ ترجیحی شعبوں میں تحقیقات کو بڑھاوا آئی آر ایچ پی اے نے سائنس اور
انجینئرنگ کے چنندہ شعبوں میں اساسی سہولیات اور تحقیقی صلاحیتوں کو مضبوط کرنے میں مدد کی ہے۔ اس پروگرام کے تحت ایک
بہترین سائنس داں کے چاروں طرف اکائیوں رکور گروپوں اور قومی تحقیقاتی سہولتوں کو مہیا کیا جاتا ہے۔ جو اس شعبے میں تحقیق
سرگرمیوں کو بڑھاوا دینے کے لئے نقطہ ماسکہ ہوتے ہیں۔

آر ایس آئی سی (علاقائی جدید ترین آلات مرکز) اور ایس آئی ایف (جدید آلات سہولت مرکز) کے قیام کے پروگرام کے
تحت یونیورسٹیوں، تحقیق وترقی تجربہ گاہوں اور صنعتوں میں کام کر رہے سائنس دانوں کو جدید ترین تجزیاتی آلات کی سہولت مہیا
کرائی جاتی ہے۔ سات اداروں میں آر ایس آئی سی کو تعاون دیا جارہا ہے۔ یہ ہیں آئی ٹی آئی چنئی، آئی آئی ٹی ممبئی، بوس انسٹی
ٹیوٹ کلکتہ، سی ڈی آر آئی لکھنؤ، پنجاب یونیورسٹی، چنڈی گڑھ، این ای ایچ یو شلانگ، اور ناگپور یونیورسٹی ناگپور۔ تحقیق اور جانچ کا
نیا جدید ترین آلات مرکز ولبھ ودیانگر، گجرات میں قائم کیا گیا ہے۔ ایس۔ آئی۔ ایف۔ آئی۔ آئی۔ ایس بنگلور، اے آئی آئی این
ایم، نئی دہلی اور گوہاٹی یونیورسٹی گوہاٹی سے کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ رڑکی یونیورسٹی رڑکی کے پروگراموں کے تحت ای۔ پی
۔ ایم۔ اے سہولیات کو بھی تعاون دیا جارہا ہے۔

انسانی وسائل کا فروغ

محکمہ ہذا نئے ٹیلنٹ کی پہچان کے لئے بھی مختلف پروگراموں میں تعاون دیتا ہے اور سائنس وٹکنالوجی کے ترقی یافتہ شعبوں
میں تحقیق کے لئے فیلوشپ کے طور پر مالی امداد فراہم کرتا ہے۔ محکمہ ریسرچ اسکالروں کے تربیتی پروگرام، موسم گرما اسکول اور رابطہ

پروگرام چلاتا ہے۔ جن پروگراموں کو تعاون دیا گیا ہے وہ ہیں - بایوسکاسٹ (BOYSCAST)، فیلوشپ، ایس۔ای۔آر۔سی طلبا فیلوشپ وغیرہ۔ بایوسکاسٹ فیلوشپ کے تحت 41 نوجوان سائنس دانوں کو غیر ملکوں کے تجربہ گاہوں کے کام کے لئے منتخب کیا گیا۔ گریجویٹ سطح کے طلبا کو بھی فیلوشپ دی جاتی ہے تاکہ انہیں بہترین ریسرچ تجربہ گاہوں میں کام کا تجربہ حاصل ہوسکے۔

نوعمر سائنس داں ترغیبات اسکیم (کشور وگیانک پروتساہن یوجنا) نام کی ایک نئی اسکیم شروع کی گئی ہے۔ جس کا مقصد سکنڈری اسکول رکالج سطح پر ہونہار نوجوانوں کو متحرک کرنا اور انہیں سائنس کے میدان میں اپنا پیشہ منتخب کرنے کے لئے تیار کرنا ہے۔ اسکول سطح پر مقابلوں کے انعقاد کے ذریعہ ذہانت کو تلاش کیا جائے گا اور منتخب ہونہار طلبہ کو دلکش فیلوشپ روظیفہ تب تک دیا جائے گا جب تک وہ سائنس میں پوسٹ گریجویٹ ڈگری حاصل نہ کرلیں۔ سائنس اور ٹکنالوجی کے چنندہ شعبوں میں تربیت یافتہ لوگوں کو تیار کرنے کے لئے تربیت پروگرام، موسم گرما رسرما اسکول چلائے گئے جس میں نظریاتی علم کیمیا، علم ارضیات، علم فلکیات، فلکیاتی فزکس، لیزر اور علم بصریات، ایٹمی اور مالیکولر فزکس مضامین کے لئے منتخب کیا گیا۔

ٹکنالوجی ترقی اور متعلقہ پروگرام

محکمہ صنعتوں اور سماجی۔ اقتصادی وزارتوں کے تعاون سے ٹکنالوجی کے فروغ کے پروگراموں کی پہچان کرنے، باضابطہ بنانے اور نفوذ کے لئے ترغیبی عامل کا کام کرتا ہے۔ اس سمت میں محکمہ کی کوششوں کے نتیجے میں ٹکنالوجی کے ابھرتے ہوئے شعبوں میں کثیر ادارہ جاتی پروگراموں کی شروعات ہوپائی۔ محکمہ سائنس وٹکنالوجی کی جانب سے شروع کئے گئے چار اقدامات یہ ہیں: ایڈوانسڈ کمپوزٹس، فلیش ڈسپوزل اور استعمال، انسٹرومنٹ ڈیولپمنٹ ایڈوانسڈ میٹریلز کریٹیکل ٹکنالوجی اور چینی کی پیداوار کی ٹکنالوجی۔

1983 کے ٹکنالوجی پالیسی بیان اور ٹکنالوجی پالیسی پر عملدرآمد کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں محکمہ نے ایک خودمختار ادارہ۔ ٹکنالوجی انفارمیشن اینڈ فورکاسٹنگ اسسمنٹ کونسل (ٹکنالوجی کے بارے میں اطلاعات اور پیش گوئی کا جائزہ لینے والی کونسل ٹی آئی ایف اے سی) قائم کی ہے۔ ٹی آئی ایف اے سی کے خاص مقاصد ہیں ٹکنالوجی فورکاسٹنگ (ٹی ایف) ٹکنالوجی اسسمنٹ (ٹی اے) اور ٹکنو مارکیٹ سروے (ٹی ایم ایس) دستاویز تیار کرنے اور ایک ٹکنالوجی رانفارمیشن سسٹم پیدا کرتا ہے۔ ٹکنالوجی فورکاسٹنگ رٹکنالوجی اسسمنٹ (ٹی ایف رٹی اے) مطالعات انسانی بستیوں کی منصوبہ بندی رتعمیراتی ٹکنالوجی اور مہارتوں، چینی کی صنعت، فولادی سامان کی ٹکنالوجی آٹومیٹک مشینری اور پروڈکشن سسٹم، فاؤنڈری کی جدید کاری، توانائی ہائی ویلیوم اسٹنڈ رڈ گیس، ہندستان میں صحت اور زراعتی شعبہ میں 2000 تک بائیوٹکنالوجی مصنوعات کے امکانات۔ کیمیاوی کھادوں کے شعبوں میں متعدد مطالعات کئے گئے ہیں اور اب تک لگ بھگ 250 رپورٹیں شائع کی گئی ہیں۔ ان میں ٹکنالوجی ویژن 2020 پر دستاویزوں کی سیریز اور مختلف شعبوں میں سائنس وٹکنالوجی پر 25 دستاویزوں کی (17 شعبوں سے متعلق) سیریز شامل ہے۔

ٹی آئی ایف اے سی کی ایک اہم سرگری کا تعلق گھریلو ٹکنالوجیوں کو فروغ دینا ہے جن سے ریسرچ اداروں اور صنعت کے مابین دیسی ٹکنالوجی کو تجارتی پیمانہ پر استعمال کرنے کے سلسلے میں مستحکم تال میل پیدا کرتا ہے۔ لگ بھگ 50 پروجکٹوں پر عمل شروع ہوچکا ہے۔ اوران میں سے گیارہ ٹیکنالوجیاں کامیابی کے ساتھ منتقل بھی ہوچکی ہیں۔

ٹی آئی ایف اے سی کی ایک براں اور انوکھی حالیہ حصولیابی طویل المیعاد ٹکنالوجی پیش گوئی رپورٹوں سے تعلق رکھتی ہے جس کو ٹکنالوجی ویژن 2020 کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ یہ رپورٹیں ٹکنالوجی کے 16 شعبوں کا احاطہ کرتی ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

ایگر وفوڈ پروسیسنگ ،شہری ہوابازی، بجلی، آبی راستوں، سڑکوں پر آمدورفت، خوراک وزراعت صحت کی دیکھ بھال، حیاتیاتی سائنس اور بائیو ٹکنالوجی، ایڈوانسڈ سنسر، انجینئرنگ صنعتیں، میٹریل اور پروسیسنگ خدمات، فوجی نوعیت کی صنعتیں، الیکٹرانکس اور مواصلات، کیمیکل پروسیس صنعتیں، اور ٹیلی مواصلات، ان کے علاوہ ایک رپورٹ کا تعلق ڈرائیونگ فورسز، اہمی ڈینمز سے ہے۔

ٹی آئی ایف اے سی نے ایک پیٹنٹ سہولیات کا ایک سیل قائم کیا ہے جس کا خاص مقصد تحقیقاتی اور ترقیاتی پروگراموں کی حوصلہ افزائی کے معاملے میں پیٹنٹ معلومات فراہم کرنا۔ ملک کے سائنس دانوں اور ٹکنالوجی کے ماہرین کو متعلق سہولیات فراہم کرنا۔ ذہنی سرمایہ حقوق کے شعبوں میں سرگرمیوں پر نظر رکھنا، پیٹنٹ کے بارے میں بیداری پیدا کرنا اور معلومات دینا۔ ٹرپس معاہدے اور عالمی تجارتی تنظیم کے تحت دیگر معاہدوں سے متعلق پالیسی سازی مطالعات اور تجزیات کرنا بھی ہے۔ سیل نے 94 بیداری ورکشاپ کا انعقاد کیا جس میں مختلف یونیورسٹیوں، حکومتی وترقیاتی اداروں اور صنعتوں کے سائنس دانوں اور ٹکنالوجسٹ کو اس بارے میں بتایا گیا۔ اس بارے میں 123 پیٹنٹ درخواست داخل کی گئی ہیں۔ پیٹنٹ سہولیات کے سیل نے دو سی ڈی روم ڈیٹا بیس بھی نکالے ہیں۔ اکا سوا۔A بھارت میں دائر پیٹنٹ درخواستوں کے بارے میں ہے۔ جب کہ اکا سوا B پیٹنٹ منظوری اور اعتراضات کی معلومات سے متعلق ہے۔ ان ڈسکوں میں 1995 کے بعد کے ڈاٹا ہیں۔ اس کے علاوہ آئی۔ پی۔ آر بلیٹن باقاعدہ طور پر پیٹنٹ کے مختلف پہلوؤں کی معلومات فراہم کرتا ہے۔

کونسل نے سی۔ ایم۔ سی لمٹیڈ کے ساتھ مل کر کام کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تا کہ انفارمیشن ٹکنالوجی کے شعبے اور انٹرنیٹ کے ذریعہ ملک گیر نٹ ورک میں ان کے تجربے کا فائدہ حاصل ہو سکے۔ ٹیفیک لائن خدمات اب آن لائن کے ذریعہ بڑے شہروں جیسے۔ بنگلور۔ دلی، چنئی، حیدرآباد، ممبئی، اور کلکتہ میں سی۔ ایم۔ سی کے انڈ ونٹ سے دستیاب ہے۔ کونسل اور سی۔ ایم۔ سی نے دنیا بھر میں ٹکنالوجی کے حصول کے لئے نیا ڈیٹا بیس بنایا ہے۔ ڈیٹا بیس میں ابھی 4,400 ریکارڈ ہیں، جن میں دنیا بھر میں فوری طور پر فراہم رمنتقل ہو سکنے والی ٹکنالوجی اطلاعات ہیں۔ کونسل نے آسیان ویٹرو، اور آئی۔ اے۔ ٹی۔ اے۔ ایف۔ آئی کے ساتھ بین الاقوامی تعلقات بھی قائم کئے ہیں۔ اس کے علاوہ کونسل صنعتی ایسوسیشن۔ جیسے سی۔ آئی۔ آئی۔ ایسوچیم، فکی سے مختلف امور پر رابطہ بنائے ہوئے ہے۔

کاروباری اداروں میں نئے پن کو بڑھاوا دینے کے لئے ایک نئے سورن جینتی پروگرام کی شروعات ''ٹیکنو پرینیور پروموشن پروگرام'' ٹی۔ ای۔ پی۔ پی شروع کی گئی ہے۔ ٹی۔ آئی۔ پی۔ پی کا خاص زور ہندوستانی کاروباریوں میں چھپی ہوئی جدت کاری کی صلاحیت کو باہر نکالنا ہے۔ اس کے تحت انفرادی جدت کاروں کے ڈیزائن رخیالات رتلاش وجستجو رمعلومات پر کام کر رہے ماڈل پروٹو ٹائپ رپائلٹ پلانٹوں میں بدلنے کے پروجکٹوں میں تعاون دیا جاتا ہے۔ مالی امداد کے ساتھ ساتھ یہ بھی کوشش ہے کہ ان کو مناسب تحقیق وترقی کے لئے سہولیات اور مہارت سے واقف کرایا جائے ان کو پیٹنٹ تلاش کرنے یا پیٹنٹ دائر کرنے میں مدد کی جائے، پیشہ وارانہ طور پر ابھرنے کے لئے مالی اداروں سے جڑنے میں مدد کی جائے۔

محکمہ سائنس وٹکنالوجی (ڈی ایس ٹی) اپنی ڈرگس اور فارمیسوٹیکل ریسرچ اسکیم کے تحت مشترکہ تحقیق وترقی پروجیکٹوں کی حمایت کرتا ہے جو کہ دوا ساز کمپنیوں اور اکیڈمک رقومی اداروں کی جانب سے پیش کئے گئے ہوں۔ اس پروگرام کا مقصد نئی دواؤں اور موجودہ دواؤں/ دواؤں کے لیے ضروری درمیانی کیمکل کے بنانے کی صاف ستھری پروسیس ٹکنالوجی کا فروغ ہے۔ یہ اسکیم تمام طریقہ ہائے علاج ایلو پیتھک، آیورویدک، ہومیو پیتھک سدھا اور یونانی کا احاطہ کرتی ہے۔ CDRI، لکھنو کی میڈیم تھروپٹ فیسلٹی، IICB کولکتہ کی ایمونو ڈیولٹینگ پوٹینشل ٹیسٹنگ فیسلٹی اور CDRI، لکھنؤ کی فارماکولوجی فیسلٹی کا ذکر خاص طور سے کیا جا سکتا ہے۔ اس پروگرام کے تحت تحقیق وترقی کے لیے قومی سہولیات بھی قائم کی گئی ہیں۔

ٹکنالوجی ترقیاتی بورڈ

ستمبر 1996 میں ٹیکنالوجی ترقیاتی بورڈ قائم کیا گیا تھا۔ یہ بورڈ صنعتوں اور دیگر ایجنسیوں کو مالی امداد فراہم کرتا ہے تاکہ وہ دیسی ٹکنالوجی کی ترقی اور کاروباری استعمال کرنے یا درآمد تکنیک کے وسیع تر استعمال کا کام کر سکیں۔ بورڈ نے اب تک کل ملا کر 15 ریاستوں میں پھیلے کاروباری اداروں اور بشمول تین ایجنسیوں کے 87 سمجھوتوں پر دستخط کئے ہیں۔ جن کی مجموعی لاگت 988.47 کروڑ روپے تھی۔ جس میں 358.08 کروڑ روپے بورڈ نے دیئے تھے۔ ان پروجیکٹوں میں دوائیں اور فارمیسیوٹکل، انجینیئرنگ اور الیکٹرانکس، کیمکلز اور لبری کینٹ، بائیو ٹکنالوجی، پاور کیبل، ٹیلی مواصلات نقل وحمل توانائی تصیح کے صحیح استعمال وغیرہ شامل ہیں۔

بورڈ نے 1999 سے ہر سال ''یوم ٹکنالوجی'' (11 مئی) کے موقع پر اس صنعتی ادارے کو قومی ایوارڈ دینے کا فیصلہ کیا ہے، جس نے دیسی ٹکنالوجی کی کامیابی کے ساتھ تجارتی تشکیل کی ہو۔

نیشنل اکریڈیٹیشن بورڈ فار ٹیسٹنگ اینڈ کیلبریشن لیبارٹریز (NABL)

جانچ اور پیمانہ بندی تجربہ گاہوں کے لئے قومی اکریڈیٹیشن بورڈ کا رجسٹریشن 12 اگست 1998 کو سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے تحت سوسائٹی کے طور پر کیا گیا۔ ماہرین کے ذریعہ جانچ پڑتال وتجزیہ کے بعد بورڈ نے جانچ اور پیمانہ بندی تجربہ گاہوں کی تصدیق کرنے وتسلیم کرنے کا عمل جاری رکھا۔ اب تک بورڈ نے 310 جانچ تجربہ گاہوں اور 105 پیمانہ بندی تجربہ گاہوں کو تسلیم کیا ہے۔ اور 145 جانچ تجربہ گاہوں اور 75 پیمانہ بندی تجربہ گاہوں کی جانچ پڑتال کر لی ہے۔ بورڈ ایک سہ ماہی رسالہ این۔ اے۔ بی۔ ایل۔ نیوز بھی شائع کرتا ہے۔

سماجی واقتصادی ترقی کے لئے سائنس اور ٹکنالوجی پروگرام

محکمہ سائنس وٹکنالوجی نے ایسے مخصوص پروگراموں کو بنانے اور ان کے نفاذ کے لئے اپنے کو وقف کر رکھا ہے جس کے تحت معیار زندگی میں بہتری پیدا کرنا، خاص کر سماج کے پسماندہ طبقات کے لئے سائنس وٹکنالوجی کے استعمال کو فروغ دیا جانا ہوتا ہے۔ جن شعبوں میں نمایاں حصولیابیاں حاصل کی گئی ہیں وہ ہیں: عورتوں کے لئے ٹکنالوجی پارکوں کا قیام، کفایتی مکانات اور صفائی ستھرائی، زمین، پانی اور سطح کا متحدہ منتظمہ، پہاڑی علاقوں میں بایوماس کا مستقل استعمال اور ماحولیات کا تحفظ وبحالی، مٹی کے برتن بنانے کے طریقہ کار میں اصلاح، لوہے کے کام کے طریقے میں اصلاح، چمڑے کے پیداواری عمل میں اصلاح، زرعی پیداوار میں بہتری کے لئے کسان مزدوروں (شیڈولڈ کاسٹ کے نوجوانوں) کو جدید زرعی آلات کے استعمال کی تربیت، زراعت رخی کم لاگت والی ''اجولا'' حیاتی کھاد (بایوفرٹلائیزر) کے طور پر استعمال کی تکنیک، میل گھاٹ علاقے میں پن دھارا کے فروغ کے ذریعہ شیڈولڈ ٹرائب کے معیار زندگی میں بہتری پیدا کرنا وغیرہ۔ شمال مشرقی ریاستوں جس میں سکم بھی شامل ہے، زرعی غیر زرعی شعبوں میں کئی مخصوص پراجیکٹ چلائے جا رہے ہیں۔

محکمہ ہذا 1982ء میں قائم کئے گئے اپنے قومی سائنس وٹکنالوجی انٹرپرینیورشپ ڈولپمنٹ بورڈ (این ایس ٹی ای ڈی بی) کے تحت سائنس اور ٹکنالوجی کے ذریعہ کاروبار کے فروغ اور روزگار کے مواقع پر پیدا کرنے کی متعدد اسکیموں پر عمل کرتی آرہی ہے۔ انٹرپرینیورشپ ڈولپمنٹ پروگرام (ای ڈی پی) کے تحت جو کہ پورے ملک میں بورڈ کے ذریعہ چلائے گئے لگ بھگ 22,500 سائنس اور ٹکنالوجی سے منسلک افراد کو تربیت دی جا چکی ہے۔ اس تربیت یافتہ گروپ کے لگ بھگ 4,500 افراد خود اپنا کاروبار قائم کر چکے ہیں۔ مخصوص ٹکنالوجی کے شعبوں میں بھی ای۔ ڈی پروگراموں پر عمل کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بورڈ کی

جانب سے مختلف ٹریڈوں میں مہارت کو فروغ دینے کی ٹریننگ کے پروگرام چلائے جاتے ہیں اور اب تک لگ بھگ 77,000 افراد کو ٹریننگ دینے کے بعد نفع بخش روزگار رخود روزگار کے مواقع فراہم کئے جا چکے ہیں۔

ملک میں ٹکنالوجی ڈولپمنٹ، ٹسٹنگ اور کیلی بریشن کے لئے پہلے سے موجود اور شروع کی جانے والی کاروباری اکائیوں کو سہولیات فراہم کرنے کے لئے سائنس اور ٹکنالوجی کے 15 مختلف اداروں میں یا ان کے گرد ونواح میں سائنس وٹکنالوجی انٹر پری نیور پارک (ایس ٹی ای پی) قائم کئے گئے ہیں جہاں ڈاکومینٹیشن، کمپیوٹیشن، اور ٹریننگ وغیرہ کی سہولیات بھی دستیاب ہیں۔ انٹر پری نیورشپ ڈولپمنٹ سیل (ای ڈی سی) کا قیام تعلیمی اداروں میں بھی عمل میں لایا گیا ہے تاکہ سائنس اور ٹکنالوجی کے کوالیفائیڈ افراد میں کاروباری جذبہ کو فروغ دیا جا سکے اور خود روزگار راجرت پر روزگار کے دوسرے گوشے پیدا کئے جا سکیں۔

ٹکنالوجی کاروبار انکیو بیٹر (TBIs) قائم کرنے کی اسکیم 2001-2000 میں شروع کی گئی ہے تاکہ ٹکنالوجی پر مبنی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کی جا سکے اور تحقیقی وترقیاتی نتائج کی تیزی کے ساتھ تجارتی تشکیل کی جا سکے۔ انکیو بیٹروں (TBI) کا قیام ملک میں تعلیمی اور تحقیقی وترقیاتی اداروں میں کی جا رہی ہے۔ انٹر پریزشپ، ڈیولپمنٹ سیل (EDC) کا قیام تعلیمی اداروں میں کیا گیا ہے تاکہ اہل S & T افراد کو منتظم کاری کے فروغ اور از خود اجرت روزگار کے دیگر طریقے حاصل کرنے کے لیے سہولیات مہیا کرانے میں مدد مل سکے۔ 25 پسماندہ اضلاع میں سائنس اور ٹکنالوجی منتظم کاری فروغ اسکیم (Science & Technology Enterpreneur ship Development Scheme; STED) کے تحت پروجیکٹ چلائے جا رہے ہیں۔ جو لوگ باقاعدہ منتظم کاری فروغ پروگراموں (EDP) میں حصہ نہیں لے پاتے، ان کے لیے 95-1994ء میں انٹر پری نیورز میں اوپن ٹریننگ پروگرام شروع کیا گیا تھا جس میں احمد آباد کے انٹر پری نیورشپ انسٹی ٹیوٹ آف انڈیا کا اشتراک حاصل تھا اس پروگرام میں 9 مہینوں کی ٹریننگ اور دو مہینوں کی فالو اپ سپورٹ شامل ہیں۔ بورڈ نے اپنی ویب سائٹ بھی شروع کی ہے : www.techno-preneur.net

قدرتی وسائل کے اعداد وشمار کے انتظام کا سسٹم

ضلعی سطح پر موجودہ اعداد وشمار کے انتظام سسٹم کی اصلاح کے لئے قدرتی وسائل کے اعداد وشمار کے انتظام کا سسٹم چلایا جا رہا ہے تاکہ مقامی علاقوں کے فروغ اور منتظمہ میں فیصلہ لینے کا عمل آسان ہو سکے۔ 83-1982 میں شروع کئے گئے اس پروگرام میں ملک کے کئی مشہور R & D انسٹی ٹیوٹ اور یونیورسٹیاں اور غیر سرکاری ایجنسیاں مشترکہ طور پر شامل ہیں۔ اس پروگرام کے تحت ریاست اور اضلاع کے GIS مراکز میں مکانی / غیر مکانی اعداد وشمار تیار اور اپ ڈیٹ کیے جا رہے ہیں۔

سائنس وٹکنالوجی کی ریاستی کونسلیں

محکمہ سائنس وٹکنالوجی نے 1980 کے دوران شروع کی گئی سائنس وٹکنالوجی کی ریاستی کونسلوں کی ترقی کی اسکیم کے ذریعہ سائنس اور ٹکنالوجی کو ترقی کے مقاصد کے استعمال کے لئے ریاستوں اور مرکزی علاقوں کی مدد کر رہی ہیں۔ کونسلوں کے لئے مشاورتی خدمات اور مربوط کوششوں کے ذریعہ اس کی جانب سے کونسلوں کے تنظیمی ڈھانچہ کی تشکیل کے لئے بھی مدد دی جاتی ہے اور ریاستی سائنس وٹکنالوجی پروگراموں کی نشاندہی، تشکیل اور ان پر عمل درآمد کے لئے بھی مدد دی جاتی ہے۔ سائنس وٹکنالوجی کی ریاستی کونسلیں سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں بنائی گئی ہیں۔

سائنس، مواصلات اور تشہیر عام

نیشنل کونسل آف سائنس اینڈ ٹکنالوجی کمیونی کیشن (این سی ایس ٹی سی) کے بنیادی مقاصد یہ ہیں کہ عام لوگوں میں سائنس وٹکنالوجی کمیونی کیشن اور سائنس وٹکنالوجی پر مشتمل رجحانات پیدا کئے جائیں۔ اپنے قیام کے وقت ہی سے این سی ایس ٹی سی ملک میں دیسی ٹکنالوجی سمیت سائنس وٹکنالوجی کو مقبول بنانے کے لئے مختلف مواصلاتی طریقوں اور ٹکنالوجیوں کو جن میں روایتی اور غیر روایتی دونوں ہی طریقے شامل ہیں، استعمال کر رہی ہے اور ان کو ترقی بھی دے رہی ہے۔

بچوں کی قومی سائنس کانگریس ایک اہم سرگرمی ہے۔ جس میں ملک بھر سے 10-17 سال کے عمر گروپ کے بچے حصہ لیتے ہیں۔ اس پروگرام کا مقصد بچوں کو اپنے آس پاس کے ماحول، قریبی معاشرتی اور فطری ماحول سے سائنس سیکھنے کے لئے حوصلہ افزائی کرنا اور ایسا اسٹیج فراہم کرنا ہے، جہاں پر بچے سائنس دانوں سے مل کر اپنے سوالوں کے جواب پا سکیں اور تخلیق اور تعمیر میں حصہ لے سکیں۔ اس پروگرام میں بچوں کو اوسطاً 5-5 کے گروپ میں بانٹا جاتا ہے۔ یہ گروپ مقامی معاملوں سے متعلق سائنسی پروجیکٹ پر کام کرتے ہیں۔ وہ اساتذہ رسائنس کارکنوں کی رہنمائی میں کام کرتے ہیں اور اپنی تحقیق کو اسکول ربلاک، ریاست اور قومی سطح کی کانفرنس میں پیش کرتے ہیں۔ سال 2000 میں بچوں کی قومی سائنس کانگریس ہاوڑہ، مغربی بنگال میں منعقد کی گئی۔

ملک میں رضا کارانہ طور پر خون کا عطیہ دینے کے سلسلے میں حوصلہ افزائی پروگراموں کو فروغ دیا گیا ہے، جس کا مقصد خون سے متعلق تقریباً ساری ضرورتوں کو صحت مند رضا کارانہ طور پر عطا کرنے والوں کے ذریعے پوری کرنا ہے۔ پچھلے 150 سالوں کے دوران شائع مختلف ہندوستانی زبانوں کی مقبول سائنسی کتابوں کی مدون ومرتب فہرست تیار کر لی گئی ہے۔ ماحول اور قابل تائید فروغ معاملوں پر بیداری اور شعور پیدا کرنے کے لیے بہت سے فہیم افراد کو تربیت دی گئی ہے جو کہ اسکولوں سائنسی کلبوں کے کوآرڈی نیٹروں اور سائنس اور ٹکنالوجی پر مبنی رضا کار اداروں کے لیے فعلیت اور سرگرمیوں کا اہتمام کریں گے۔

وگیان پرسار

وگیان پرسار کا قیام 1989 میں عمل میں آیا تھا تا کہ بڑے پیمانے پر سائنس کو مقبول بنانے کے پروگراموں کو زیر عمل لایا جا سکے۔ عوامی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اسکو عوام تک پہنچانے کی زوردار کوشش کی جارہی ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ سائنس کلبوں کے قیام کے ذریعہ سائنسی بیداری پیدا کرنے اور سائنسی طریقوں کو رواج دینے کی کوشش بھی کی جارہی ہے۔ اس صدی کے آخری سورج گرہن کے موقع پر ایک سی ڈی روم بنایا جارہا ہے۔ جس کا تعلق گرہنوں سے ہے۔ وگیان پرسار نے ایک ماہانہ خبرنامہ ''ڈریم 2047'' بھی جاری کیا ہے جن میں وگیان پرسار کی سرگرمیوں اور پروگراموں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ وگیان پرسار نیٹ ورک سائنس کلبوں، سوسائٹیوں رتنظیموں میں تال میل پیدا کرتا ہے جو پہلے سے ہی موجود ہیں اور سرگرمی سے کام کر رہی ہیں یا جن کا قیام جلد ہی عمل میں آنے والا ہے۔

سائنس وٹکنالوجی وسائل کی معلومات

سائنس وٹکنالوجی کا محکمہ، سائنس وٹکنالوجی کی سرگرمیوں کے تعلق سے مسلسل وسائل کے بارے میں وہ معلومات فراہم کرتا ہے جو افرادی قوت اور مالی وسائل دونوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ بھارت میں تحقیقی وترقیاتی اداروں کی جدید ڈائرکٹری میں اور مرکزی حکومت کے دوسرے محکموں، ریاستی حکومتوں، اور پبلک وپرائیویٹ سیکٹر کی صنعتوں کی ریسرچ وڈولپمنٹ کی یونٹوں، یونیورسٹیوں، قومی سطح کے اداروں اور نجی سیکٹر کے سائنسی اور صنعتی تنظیموں کے لگ بھگ 2900 سائنس وٹکنالوجی کے اداروں کا احاطہ کرتا ہے۔

بین الاقوامی تعاون

بین الاقوامی سائنسی وتکنیکی اشتراک تین سطحوں پر ہوتا ہے یعنی ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے ساتھ باہمی اشتراک، علاقائی اشتراک، جیسے سارک، آسیان اور بی آئی۔ ایم ایس۔ ٹی ملکوں کے ساتھ اور نیم سائنس وتکنالوجیکل مراکز، کوسٹڈ، یونیسکو وغیرہ کے ساتھ متعدد فریقی اشتراک۔ بھارت کا فرانس، جاپان، روس وغیرہ کے علاوہ دنیا کے 53 ممالک کے ساتھ باہمی سائنسی اور تکنالوجیکل اشتراک ہے۔ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے ساتھ سائنس اور تکنالوجیکل اشتراک کے چل رہے پروگراموں کے علاوہ پرتگال اور ملیشیا کے ساتھ باہمی سرکاری معاہدے ہوئے ہیں۔ انڈو فرینچ سینٹر آف دی پروموشن آف ایڈوانسڈ سائنٹفک ریسرچ کے سرگرم تعاون کے ذریعے فرانس کے ساتھ دوطرفہ تعاون جاری رہا اور سیلولر/ سالمی حیاتیات/نسلیات، میڈیکل سائنس، میٹریل سائنس انجینئرنگ، آبی وسائل وغیرہ کے شعبوں میں 18 نئے پروجیکٹ شروع ہوئے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی انڈو جرمن کمیٹی نے اس بات سے اتفاق کیا ہے کہ اگلے دو سالوں میں دوطرفہ تعاون کے لیے انفارمیشن تکنالوجی ایڈوانسڈ میٹریل، بایو تکنالوجی، جینٹک انجینئرنگ، انٹارکٹک، اسپیس سائنس وتکنالوجی کے شعبوں کو ترجیح دی جائے گی۔ اٹلی کے ساتھ 1998-2001 کے لیے سائنسی وتکنالوجی میں تعاون کے جدید پروگرام POC (پروگرام آف کوآپریشن) کے تحت مشترکہ ریسرچ پروجیکٹ، تفتیش مشن اور میٹریل سائنس وتکنالوجی، دوا اور علاج، توانائی وماحول، فزکس وغیرہ کے شعبوں میں اعلیٰ تربیت د ماہرانہ تعاون دیا جائے گا۔ ہندوستان جاپان کے جاری تعاون پروگرام کے تحت جاپان کی موبرفوٹون رنگ سہولت مرکز (اسپرنگ 8) نے اشیاء، پروٹین، کرسٹل سائنس اور دیگر ذرہ طبیعیات تجربات کے لیے انڈین ریسرچ گروپوں کو سہولیات فراہم کی ہیں۔ ہندوستان اور روس کے درمیان بڑے پیمانے پر اور مربوط سائنس اور تکنالوجی تعاون پروگرام کے تحت 127 پروجیکٹوں کو منظوری دی گئی اور کئی نئی شروعات کا اعلان کیا گیا ہے۔ ہندوستان۔ یوروپی یونین سائنس اور تکنالوجی پہل کے بارے میں مباحثہ کے لیے مشترکہ میٹنگ برسلس میں ہوئی۔

موسمیاتی خدمات

بھارت کا موسمیات محکمہ (آئی ایم ڈی) 1875ء میں قائم کیا گیا تھا۔ موسمیات، زلزلہ اور متعلقہ امور کے سلسلہ میں قومی موسمیات سروس صف اول کی سرکاری ایجنسی ہے۔ اس کی یونٹیں ملک بھر میں ہیں جو کہ موسمی حالات اور زلزلہ کے بارے میں معلومات جمع کرتی رہتی ہیں اور مختلف قسم کی موسمی خدمات انجام دیتی ہیں۔ اس کے خاص مقاصد ہیں۔ موسم سے تعلق رکھنے والی سرگرمیوں اور خدمات کے فائدہ کے لئے موسمی حالات کے بارے میں اطلاعات فراہم کرنا، ان میں ہوا بازی، جہاز رانی، زراعت، آبپاشی، ساحلی علاقوں میں تیل کی کھوج اور صنعتیں شامل ہیں۔ محکمہ ہذا شدید موسمی زنان مثلاً سمندری طوفان، آندھیوں، بھاری بارش، ٹھنڈی اور گرم لہروں کے بارے میں بھی وارننگ دیتا ہے جن سے جانی اور مالی نقصان ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ موسمی معلومات فراہم کرتا ہے۔ زلزلوں کو ریکارڈ کرتا ہے اور موسمیات میں ریسرچ کو فروغ دیتا ہے۔ پورے ملک میں محکمہ ہذا نے جدید رصدگاہیں قائم کی ہیں اور مواصلات کا جال بچھا رکھا ہے۔

ان سیٹ 2 ای سیارچہ سے اعداد وشمار حاصل کرنے اور ان کی اپ گریڈنگ کے لئے ان سیٹ موسمیات کے اعداد وشمار گریڈنگ سسٹم کو بہتر بنایا جا رہا ہے۔

نیشنل سیسمالوجیکل ڈاٹا بیس سینٹر (NSDC) (قومی علم زلزلیات اعداد وشمار مرکز) کا قیام محکمہ موسمیات، نئی دہلی میں کیا گیا ہے۔ اس کا کام زلزلیاتی اعداد وشمار کو اکٹھا کرنا اور تجزیہ کرنا ہے۔ جزیرہ نما علاقوں میں علم زلزلیات سے متعلق رصدگاہوں کی تجدید کاری کے 10 رصدگاہوں میں ڈیجیٹل براڈ بینڈ سیسموگراف سسٹم لگا کر انہیں بہتر کیا جا رہا ہے۔

بھارتی محکمہ موسمیات کئی شعبوں سے متعلق بحری تحقیقاتی جہازی گشت میں بھی حصہ لیتا ہے۔ یہ بحری سیر مانسون سے پہلے، مانسون کے دوران اور مانسون کے بعد کی مدتوں میں بحر عرب، خلیج بنگال اور بحر ہند وغیرہ میں کی جاتی ہے۔ اس سفر کا مقصد آس پاس کے سمندری علاقوں کے اوپر کے موسم سے متعلق معلومات کو جمع کرنا ہے تاکہ مانسون کے دوران کے مختلف پہلوؤں اور ملک پر اثر انداز ہونے والے دیگر موسمیاتی نظاموں کا مطالعہ ہو سکے اور انڈین ریموٹ سنسنگ سٹیلائٹ سے حاصل ہونے والے موسم سے متعلق پیرامیٹر اور اعداد و شمار کی ضرورت پڑنے پر توثیق کی جا سکے۔ محکمہ موسمیات میں ملک میں بھی تیزی سے رطوبت (نمی) کا پتہ لگانے والے حیاتی آلے کو فروغ دیا گیا ہے۔ کاربن ہائی گرسٹر نام کا یہ آلہ ریڈیو سائنڈ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا فیلڈ تجربہ ہو چکا ہے اور اسے ایک اپر ایر اسٹیشن میں کام کے لئے لگا دیا گیا ہے۔ پورے نیٹ ورک میں استعمال کئے جانے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔

موسمی مانسون کی بارش (جون۔ستمبر) کے طویل المیعاد پیش گوئی کے طریقے کو موسمیات نے پہلی بار 1986 میں جاری کیا تھا۔ اس کے بعد سے ہر سال یہ پیش گوئی جاری کی جاتی ہے جن میں 16 پیرامیٹر والے پاور رگریشن اور پیرامیٹرک ماڈل، ڈائمنک اسٹاکسٹ، ٹرانسفر اور ملٹی پل ریگریشن ماڈل کا استعمال کیا جاتا ہے۔

محکمہ ہذا کے حاصل فصل تعین اکائی نے (Crop Yield formulation) شماریاتی ماڈلوں کو فروغ دیا ہے۔ جن میں کوریلیشن اور ریگریشن تکنیکوں کی مدد سے خریف کے چاول پیدا کرنے والے 26 سب ڈویژن اور گیہوں پیدا کرنے والے 16 سب ڈویژن کے لئے آپریشنل بنیاد پر فصل کی پیداوار کے بارے میں پیش گوئی کی جاتی ہے۔ ان ماڈلوں کی بنیاد پر ہر سال اگست سے دسمبر کے درمیان خریف کے چاول اور جنوری سے مئی کے درمیان گیہوں کی کٹائی سے پہلے ماہانہ فصل پیداوار کے لئے پیش گوئی تیار کی جاتی ہے۔

محکمہ موسمیات نے طوفان کی آگاہی کے 250 اطلاعاتی سسٹم (CWDS) نصب کئے ہیں۔ یہ دنیا میں الگ ہی طرح کا منفرد سسٹم ہے۔ اس سے عوام اور خصوصاً ساحلی انتظامیہ کو طوفانی گرد آباد کی تنبیہ براہ راست دینے میں مدد ملتی ہے۔ محکمہ موسمیات سہ ماہی میگزین موسم بھارتی علم فلکیات کی سالانہ اشاعتیں، ''پنچانگ''، اور ''راشٹریہ پنچانگ'' کی 13 زبانوں میں اشاعت کرتا ہے۔ کلکتہ میں واقع فلکیاتی مرکز کے ذریعہ سورج کے نکلنے، غروب، آفتاب، چاند کے نکلنے اور اس کے ڈوبنے کا جدول بھی شائع کیا جاتا ہے۔

اوسط درجے کی موسم پیش گوئی کے قومی مرکزی کسانوں کو اوسط درجے کے موسم کی آگاہی فراہم کرتا ہے۔ اس کے لیے 81 علاقائی اکائیوں سے، جو کہ مختلف موسمی زرعی زون میں پھیلی ہوئی ہیں زرعی۔ موسمی مشاورت اور گلوبل نیومیریکل ماڈل کا استعمال ہوتا ہے۔ یہ اکائیاں ریاستی زرعی یونی ورسٹیوں اور ICAR ریسرچ اداروں میں واقع ہیں۔

NCMRWF اپنی پیش گوئی اطلاعات کو ہندوستانی محکمہ موسمیات، ہندوستانی فضائیہ، ہندوستانی بحریہ، برفانی و اودلانشی مطالعہ کرنے والی تنظیموں اور دیگر غیر سرکاری تنظیموں کو فراہم کراتا ہے۔ دفاعی استعمال، سیلاب سے متعلق پیش گوئیوں، گرمی میں مانسون کی شروعات اور اس کے بڑھنے، اہم قومی تقریبات وغیرہ کے لیے پیش گوئیاں جاری کی جاتی ہیں۔

سروے آف انڈیا

وزارت سائنس و ٹکنالوجی کے تحت قومی سروے اور نقشے بنانے کی تنظیم -- سروے آف انڈیا (SOI) کا قیام 1767 میں کیا گیا۔ ایس او آئی کی بنیادی ذمہ داری 1:250 k اسکیل 1:50 k اور 1:25 k اسکیل پر جغرافیائی سروے کرنے کی ہے۔

1:250 k اسکیل اور 1:50 k اسکیل پر سروے پورے ملک میں کیے جا چکے ہیں۔ ان جغرافیائی نقشوں پر وقفہ وقفہ سے نظر ثانی کی جاتی ہے۔ تاکہ تازہ ترین زمینی معلومات کو شامل کیا جا سکے۔ 1.25 k اسکیل پر ملک کی ضرورتوں اور مرکز/ریاستی حکومتوں اور دیگر استعمال کرنے والی ایجنسیوں کے ذریعے معین ترجیحات کی بنیاد پر کام چل رہا ہے۔ یہ تنظیم کئی دوسری متعلقہ سرگرمیوں میں بھی مصروف ہے مثلاً علم صورت الارض Geodesy جیو فیزیکل اسٹڈیز، زلزلہ سے متعلق علم، انسٹرومنٹس ر آلات وغیرہ کو ملک کے اندر تیار کرنے کے سلسلہ میں تحقیق و ترقی پروگراموں پر عمل درآمد۔ ایس او آئی نے ڈیجیٹل کارٹوگرافکل ڈاٹا بیس ڈیجیٹل فوٹوگرامیٹری، انٹارکٹک جانے والے ہندوستانی سائنس دانوں کی مہم میں حصہ داری وغیرہ تاکہ سائنس اور ٹکنالوجی فروغ کے ساتھ ساتھ بنیادی اعداد و شمار حاصل کر سکے۔ اس تنظیم نے ضلعی نقشوں کے لیے ڈیجیٹل کارٹوگرافیکل ڈاٹا بیس تیار کرنا شروع کیا ہے۔ بہت سی ایجنسیاں منصوبہ بندی اور جی آئی ایس مقاصد کے لئے ڈیجیٹل ڈاٹا استعمال کرتی ہیں۔ اس کے ذریعہ بڑے پیمانہ پر کئی مختلف ترقیاتی منصوبوں جیسے پن بجلی، سنچائی، کمانڈ رایریا، نہر ایریا، اور چھاؤنی علاقوں کے منصوبوں وغیرہ کے لئے سروے کیا جاتا ہے۔

محکمہ پر بھارت کی باہری سرحد طے کرنے، ملک میں شائع ہونے والے نقشوں میں ان کو دکھانے اور بین ریاستی سرحدوں کو دکھانے میں صلاح دینے کی ذمہ داری ہے۔ ساحلی نقشہ سازی بھی کی گئی ہے تاکہ سمندر کی سطح میں اضافہ اور دوسرے قدرتی حالات کی وجہ سے زیر آب آنے والے رقبہ کے اثرات کا مطالعہ کیا جا سکے۔

سروے آف انڈیا کی جانب سے سروے کا مطالعہ اور ٹکنالوجی کے تبادلہ کے سلسلہ میں بھی پڑوسی ملکوں کو تعاون دیا جاتا ہے۔

حال ہی میں قومی ارضی مکانی (Geospatial) اعداد و شمار کے لیے بنیادی سہولیات---نیشنل جیو اسپیشل ڈیٹا انفرا اسٹرکچر (NGDI) قائم کرنے کے لیے ایک ٹاسک فورس کی تشکیل کی جائے گی۔ سروے آف انڈیا کے پاس ارضی مکانی اعداد و شمار کا وسیع ذخیرہ ہے جو کہ ان بنیادی سہولیات کے لیے ایک انجن کا کام کرے گا۔ NGDI کا فریم ورک (ڈھانچہ) تیار ہونے سے اعداد و شمار تیار کرنے اور استعمال کرنے والوں کے درمیان ایک ساختی تعلق قائم ہو پائے گا اور ضروری سہولیات حاصل ہو جائیں گی۔

سروے اور نقشہ سازی کے مختلف موضوعات میں تربیت کے لیے حیدر آباد کا سروے ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ ایک چوٹی کا ادارہ ہے جہاں مختلف محکموں، دیگر ریاست/مرکزی حکومت کی تنظیموں اور پڑوسی ملکوں سے آئے زیر تربیت لوگوں کو تربیت دی جاتی ہے۔

قومی اٹلس اور موضوعاتی نقشہ سازی کی تنظیم

سروے آف انڈیا جغرافیائی نقشوں کی قومی ضروریات کو پوری کرتا ہے مگر مخصوص استعمال کنندگان کی ضرورت پوری کرنے کے لئے موضوعاتی نقشوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ قومی اٹلس اور موضوعاتی نقشہ سازی کی تنظیم (این اے ٹی ایم او) انجام دیتی ہے جو کہ اس محکمہ کے تحت کام کرتی ہے۔

خود مختار سائنسی ادارے

ملک میں سائنس و ٹکنالوجی کی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کے پروگرام کے حصہ کے طور پر محکمہ سائنس و ٹکنالوجی، مندرجہ ذیل 13 خود مختار سائنسی ریسرچ کے اداروں کو مالی امداد دیتا ہے۔ جو کہ بنیادی اور اپلائیڈ سائنس کے جدید ترین علاقوں میں تحقیق کر رہے ہیں۔ (i) بوس انسٹی ٹیوٹ کلکتہ، فیزیکل اور لائف سائنسز میں بنیادی اور اپلائیڈ ریسرچ کرتا ہے۔ (ii) اگارکر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ پنے، بائیولاجیکل سائنسز کے بنیادی اور اپلائیڈ پہلوؤں پر ریسرچ کرتا ہے۔ (iii) شری چترا تیرونل انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز اینڈ ٹکنالوجی تیرونتا پورم، قومی اہمیت کا ادارہ ہے جس کا قیام ان مقاصد کے لئے عمل میں لایا گیا

معیارات کی فراہمی اور ان کا مظاہرہ (سی) ان شعبوں میں اعلیٰ درجہ کا پوسٹ گریجویٹ ٹریننگ پروگرام تیار کرنا۔ (iv) انڈین ہے۔ (اے) بائیومیڈیکل انجینئرنگ اور ٹکنالوجی کو فروغ دینا (بی) ایڈوانسڈ میڈیکل اسپشلٹیز میں مریض کی دیکھ بھال کے اعلیٰ
ایسوسی ایشن برائے کلٹی ویشن آف سائنسز کلکتہ، سالڈاسٹیٹ فزکس، میٹریل سائنسز، تھیوریٹکل فزکس، اسپکٹر واسکوپی، انرجی
ریسرچ، فزیکل کیمسٹری، آرگنک اور ان آرگنک کیمسٹری، بائیولاجیکل کیمسٹری پولیمر سائنس وغیرہ میں مطالعات کرتی ہے۔
(v) انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹراپیکل میٹیو رولاجی، پنے، ٹراپیکل میٹیو رولاجی میں بنیادی اور اپلائیڈ ریسرچ کے لئے قومی مرکز کے
طور پر کام کرتا ہے۔ (vi) انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ایسٹروفزکس بنگلور، ایسٹروفزکس اور آسمانی عناصر مثلاً سورج، تاروں اور شہاب
ثاقب وغیرہ اور ایسٹروفزکس کے مختلف پہلوؤں پر ریسرچ کرتا ہے۔ (vii) جواہر لال نہرو سنٹر برائے ایڈوانسڈ سائنٹفک ریسرچ
بنگلور، انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائنس بنگلور، کے تعاون سے فرانیٹر اریاز میں سائنسی ریسرچ کرتا ہے۔ (viii) رمن ریسرچ
انسٹی ٹیوٹ بنگلور بنیادی سائنس میں ریسرچ کا ایک قومی ادارہ ہے۔ جس کی تحقیق کے خاص میدان فلکیات، ایسٹروفزکس اور لکوڈ
کرسٹل ہیں۔ (ix) ایس این بوس نیشنل سنٹر برائے بنیادی سائنسز، کلکتہ، بنیادی سائنز کی منتخبہ برانچوں میں ایڈوانسڈ مطالعات کو
فروغ دیتا ہے۔ (x) بیربل ساہنی انسٹی ٹیوٹ آف پیلیو بانٹی، لکھنؤ۔ پیلیو بانٹی (قدیم پودوں) اور جدید تناظر میں اس کی ضرورت
کے شعبہ میں تحقیق کرتا ہے۔ (xi) انڈین انسٹی ٹیوٹ آف جیومیکنیٹزم، ممبئی، زمین کی انتہائی اندرونی تہوں میں رونما ہونے والی
کچھ طبعیاتی تبدیلیوں اور سورج پر اور زمین کے قریب اور سیارگان کے خلاء میں رونما ہونے والے قدرتی تغیرات پر نظر رکھتا ہے۔
اور ان کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور (xii) ہمالیاتی جیولاجی واڈیا انسٹی ٹیوٹ دہرہ دون، بائیو اسٹرا ٹیگرافی، پیٹرولاجی، اور
جیوکمیسٹری، سپلائی منٹولاجی، ٹیکٹونکس اور ماحولیاتی جیولاجی کے شعبوں میں ریسرچ کرتا ہے تاکہ ہمالیاتی منطقہ کے جیوڈائمنکس کو
سمجھا جاسکے اور (xiii) پاؤڈر میٹلرجی اور نیو میٹریلیز کے لئے بین الاقوامی ایڈوانسڈ ریسرچ سنٹر حیدرآباد، اعلا کارکردگی کے
میٹریلز اور پروسیسز کے لئے کام کرتا ہے۔

ڈی ایس ٹی کی جانب سے مندرجہ ذیل اکیڈیمیوں اور پیشہ وارانہ اداروں کو مالی اور انتظامی تعاون بھی دیا جاتا ہے جو کہ ملک
میں سائنسدانوں اور انجینئروں کی مدد سے سائنس اور ٹکنالوجی کے فروغ میں مصروف ہیں۔ (i) انڈین اکاڈی آف سائنسز
بنگلور (ii) انڈین نیشنل سائنس اکاڈمی نئی دہلی (iii) انڈین نیشنل اکاڈی آف انجینئرنگ نئی دہلی۔ (iv) نیشنل اکاڈمی آف سائنز
الہ آباد اور (v) انڈین سائنس کانگریس ایسوسی ایشن کلکتہ۔

محکمہ سائنس وصنعتی تحقیق

محکمہ سائنس وصنعتی تحقیق (ڈی ایس آئی آر) سائنس وٹکنالوجی کی وزارت کے تحت ہے۔ اور سائنسی وصنعتی تحقیق کی
کونسل، (سی ایس آئی آر) چار محکمہ جاتی اسکیمیں یعنی صنعت کے ذریعہ تحقیق وترقی (آر ڈی آئی) ٹکنالوجیکل خود کفالت پر مبنی
پروگرام (ایس ای ٹی او ٹی) اور سائنس وٹکنالوجی کے لئے معلومات کے قومی نظام (این آئی ایس ایس اے ٹی) اور دو پبلک
انٹرپرائز یعنی نیشنل ریسرچ ڈولپمنٹ کارپوریشن (ایس آر ڈی سی) اور سنٹرل الیکٹرانکس لمیٹڈ (سی ای ایل) کے کام کو بھی یہ محکمہ
دیکھتا ہے۔

صنعت کے ذریعہ تحقیق وترقی

ملک میں سائنس اور ٹکنالوجی کا ایک مضبوط ڈھانچہ قائم ہو چکا ہے۔ یہ قومی لیبارٹریوں، مخصوص مراکز، مختلف ریسرچ و
ڈولپمنٹ اور تعلیم کے اداروں اور تربیتی مراکز پر مشتمل ہے۔ صنعتی یونٹوں کے اندر تحقیق وترقی کے جو شعبے ہیں ان کو حکومت کے
ذریعہ تسلیم کرنے کی اسکیم سائنسی اور صنعتی تحقیق کا محکمہ عمل کر رہا ہے۔ 31 دسمبر 2000ء کو تسلیم شدہ یونٹوں کی تعداد 1,178

تھی۔اس سال کے دوران 60 ان ہاؤس (کارخانوں میں قائم) تحقیق وترقی سنٹروں کو از سر نو تسلیم کیا گیا اور 439 مرکزوں کی منظوری کی توسیع کی گئی۔صنعتوں میں گھریلو تحقیقات اور فروغ پر 14 ویں قومی کانفرنس منعقد کی گئی۔2000 میں 7 صنعتی اکائیوں کو ایوارڈ پیش کیے گئے۔

سائنسی اور صنعتی تحقیقاتی تنظیموں (ایس۔آئی۔آر۔او) کو تسلیم کرنے کے لئے سائنسی اور صنعتی تحقیقاتی محکمہ کے منصوبے کے تحت صحت، زراعت، علم طبیعات، اور اطلاقی سائنس اور سوشل سائنس کے شعبے کے سائنسی تحقیقات تنظیم محکمہ سے منظوری لیتے ہیں۔محکمہ کے ذریعہ منظور شدہ تنظیموں کو ایسے ساز وسامان اور استعمال ہونے والی اشیا کے درآمدات پر محصول میں چھوٹ اور ضروری سائنسی اور تکنیکی آلات ساز وسامان (بشمول کمپیوٹر) اسپیر پارٹس اور استعمال ہونے والے اشیا کی خرید پر پیداواری فیس میں رعایت دی جاتی ہے۔جن کا استعمال تحقیقاتی اور ترقیاتی سرگرمیوں اور پروگراموں میں ہوتا ہے۔سال 2000 کے دوران 33 نئے SIRO کو محکمہ سے منظوری حاصل ہوئی۔

ٹکنالوجی میں خود کفیل ہونے کا پروگرام

ٹکنالوجی میں خود کفیل ہونے کے لئے پروگرام (PASTER) کے تحت سائنس اور صنعتی ریسرچ محکمے نے صنعتی اکائیوں کی تقریباً 120 تحقیقی اور ترقیاتی منصوبوں کو مالی امداد فراہم کی ہے۔ PASTER پراجیکٹ کے تحت ترقی یافتہ کچھ مصنوعات/ پراسیس ہیں: نامیاتی فضلہ سے ڈائجسٹیڈ نامیاتی سپلیمنٹ، لیزر پمپنگ کے لیے زینوں (xenon) اور کرپٹان لیمپ 6 انچ آئی کولڈ رولنگ مل، صنعتی گیس برنر، نیوکلیر رطوبت اور کثافت ناپنے والا آلہ (Density gauge) کثیر لسانی پیجر، سپڈ پروٹوٹائپنگ پرمبنی آٹو سوئچ وغیرہ۔جن مصنوعات/ پراسس کا فروغ ہو رہا ہے، ان میں ایس جی آئرن کرینک شافٹ، جدید ترین اشیاء استعمال کرنے والا ساز وسامان، ڈسٹری فضلہ سے بایو کمپوسٹ کے لیے مشینی عمل، حرارت مزاحم سلری دھماکہ خیز اشیاء، پائرازی نامائیڈ کی نئی ٹکنالوجی اور تپ دق کے لیے کمبینیشن دوا۔یہ اسکیم صنعتوں، قومی تحقیقاتی تنظیموں کے ذریعے نئی مصنوعات و پراسیس کے دیسی فروغ اور اس کے بعد اس کی تجارتی تشکیل میں ترغیب کے ذریعے بہت کامیاب رہی ہے۔ٹیکو پرینیور پروموشن پروگرام (TePP) سائنس وصنعتی ریسرچ کے محکمے (پیٹر اسکیم کے ذریعے) اور سائنسی وٹکنالوجی محکمے (TIFAC کی HGT کی اسکیم) کے ذریعے مشترکہ چلایا جاتا ہے تاکہ ہندوستانی شہریوں کی جدت پسندی صلاحیت کو ابھارا جاسکے۔اس پروگرام میں انفرادی مخترع کو ٹکنالوجی پرمبنی منتظم کار (ٹکنو پرینیورس) بننے کے لیے ہمت افزائی کی جاتی ہے۔TePP کے تحت اب تک انفرادی مخترعین کی 47 نئی تجاویز کو عمل پذیر ماڈل/ ابتدائی نمونہ کو فروغ دینے کے لیے مدد دی گئی۔TePP پروگرام کے تحت ترقی یافتہ صنعتوں/ پراسس (عمل) میں جھک سکنے والی بیل گاڑی، تائید قیمت پوتھین بیگ بھرنے کا آلہ۔ کِٹانل (kittanal)، کپاس کو الگ کرنے کا جدید آلہ شامل ہے۔جن مصنوعات/عمل کا فروغ ہو رہا ہے، ان میں آگ بجھانے والا 'روبوٹ'، جانوروں کے ذریعے چلائے جاسکنے والے پمپ، رکشہ اور سائیکل کے ڈسک بریک، قدرتی نباتی رنگ اور ہائیڈروجن آکسیجن گیس ویلڈنگ مشین شامل ہے۔اس پروگرام کے تحت ترقی یافتہ گئی مصنوعات/ ابتدائی نمونوں کو نئی دلی میں منعقد ''انڈین سائنس کانگریس 2001'' کے 88 ویں اجلاس کے دوران ایک مخصوص پویلین ''انوویٹو انڈیا'' میں بہ عنوان ''مائنڈ ٹو مارکیٹ'' کے تحت دکھایا گیا۔

ٹکنالوجی کی منتقلی کی صلاحیت میں اضافہ کی اسکیم

ٹکنالوجی کی منتقلی کی صلاحیت میں اضافہ کی اسکیم (ایس ای ای ٹی او ٹی) غیر ملکی اشتراک کے قومی رجسٹر (این آر ایف سی) ٹکنالوجی کی منتقلی اور تجارت (ٹی اے ٹی ٹی) اور مشاورتی خدمات کے فروغ اور حمایت (پی ایس سی ایس) کا احاطہ کرتی ہے۔

NRFC اسکیم کا مقصد ملک میں مطلوبہ ضروری ٹکنالوجی کی آسان حصولیابی کو سودمند بنانا ہے۔ ٹی اے ٹی ٹی اسکیم کا مقصد ٹکنالوجیوں، پروجیکٹوں اور خدمات کی برآمد کو فروغ دینا ہے۔ 2000-2001 کے دوران کی سرگرمیاں درج ذیل رہیں: ٹکنالوجی فروغ اور منتظمہ کا مطالعہ، مثال کے لیے مشرقی اور مشرق شمالی ریاستوں میں الکٹرانک صنعت کی حالت اور امکانات، مدھیہ پردیش میں جنگلوں سے ملنے والے چھوٹے ماحصل پر مبنی صنعت اور تعقل سرمایہ (intellectual Property) حقوق کا یقین قدر، منتظیم کارانہ سطح پر ٹکنالوجی منتظمہ سے متعلقہ معاملات کا مطالعہ اور ٹکنالوجی و معلومات منتظمہ کی تربیت و منتظمہ پروگرام ٹکنالوجی کاروبار اور منتقلی (TATT) اسکیم کا مقصد ٹکنالوجی سے بھرپور برآمد کی ہمت افزائی کرنا ہے، جن میں پروجیکٹ، ٹکنالوجی اور خدمات کی برآمد بھی شامل ہے۔ TATT اسکیم سے حکومت، صنعت، تحقیق و فروغ لیبارٹریز/ اداروں، قومی و بین الاقوامی برآمد پروموشن ایجنسیوں وغیرہ کے درمیان بہتر ہم آہنگی قائم ہو پائی ہے۔ سال 2000-2001 کے دوران اس اسکیم کے تحت اہم سرگرمیاں/حصولیابیاں یہ رہیں: ٹکنالوجی برآمد پر سہ ماہی اشاعت اور اس کا ملخص؛ ہندوستانی بین الاقوامی تجارتی میلہ، نئی دہلی میں ٹکنالوجی برآمد پویلین، سی آئی آئی میں ٹکنالوجی برآمد فروغ کی حوصلہ افزائی، مصر میں ہندوستانی صنعتی ٹکنالوجی میلے میں تحقیقی و ترقیاتی تجربہ گاہوں کی حصہ داری وغیرہ۔

مشاورتی خدمات کے فروغ اور تعاون دینے کی اسکیم (PSES) کا اہم مقصد گھریلو اور برآمد دونوں ہی بازاروں کے لیے مشاورتی خدمات کو مستحکم بنانا ہے۔ سال 2000-2001 کے دوران اس کے اہم کاموں میں شامل ہے: کانپور میں فوڈ پراسیسنگ اور سروس سرکز، بھیلواڑہ (ٹیکسٹائل) اور کٹنی (چونا بھٹی) کے لیے مشاورتی مرکز اور ایشیا و بحرالکاہل کے لیے تکنیکی مشاورتی فروغ پروگرام (TCDPAP) اور مشاورتی فروغ مرکز (CDC) کو مدد فراہم کرنا۔

سائنس اور ٹکنالوجی کا قومی اطلاعاتی سسٹم

NISSAT سسٹم کو فروغ دینے کے پروگرام کا مقصد تحقیق کرنے والوں اور علمی شعبوں سے تعلق رکھنے والوں کے لیے اطلاعاتی تعاون سہولیات فراہم کرنا تھا۔ اس سسٹم کے پروگراموں اور سرگرمیوں کو لگاتار بدلتے عالمی تناظر میں اور ملک میں اقتصادیات کی ہمہ گیریت اور نرم کاری کی کوششوں کے مطابق ڈھالا جا رہا ہے۔ NISSAT سسٹم کے ذریعے اطلاعاتی وسائل کو فروغ دینے والوں اور ہندوستان و دیگر ملکوں میں صارفین کے درمیان رابطہ قائم کرنے میں مضبوطی فراہم کرتا ہے۔

قومی ریسرچ فروغ کارپوریشن

قومی ریسرچ فروغ کارپوریشن (نیشنل ریسرچ ڈیولپمنٹ کارپوریشن، NRDC) ایک پبلک سیکٹر کا ادارہ ہے جو تجربہ گاہوں سے ٹکنالوجی کا صنعتوں میں منتقلی کے ذریعے دیسی اور غیر ملکی تحقیق و فروغ کے نتیجوں کے کمرشیل اطلاق میں ترغیبی رول ادا کر رہا ہے۔ یہ ایک مقام ہے جہاں پر ایک طرف ٹکنالوجی فراہمی کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں وہیں دوسری طرف ٹکنالوجی حاصل کرنے والوں کو جامع کاروباری اور اطمینان بخش خدمات مہیا کی جاتی ہیں۔ NRDC 200 سے بھی زیادہ ہندوستانی تحقیق و فروغ اداروں/ یونی ورسٹیوں کے قریبی رابطے میں ہے اور 2000 سے بھی زیادہ تکنیک کے کمرشیل استعمال کا لائسنس دے چکا ہے۔ ان میں سے تقریباً 1000 کی پیداوار ہندوستان اور غیر ملکوں میں ہو رہی ہے۔

NRDC منتظم کاروں کو ان کے تکنیکی کاروباری منصوبوں کو حاصل کرنے میں مدد اور رہنمائی بھی فراہم کرتا ہے۔ ان سرگرمیوں میں شامل ہیں: ترجیحی شعبوں میں ٹکنالوجیوں کے فروغ کے لیے مالی امداد فراہم کرانا، IPR تحفظ اور IPR مشاورتی خدمات، بازاروں کا سروے کرانا، پروجیکٹ رپورٹ/ بزنس منصوبہ تیار کرنا، ہندوستانی ٹکنالوجی پر مبنی پروجیکٹوں کو غیر ملکوں ٹرنکی

بنیاد پر بندوبست کروانا، ہندوستانی صارفین کو غیر ملکی معلومات کا لائسنس دلوانا، لائسنس شدہ کمپنیوں کی پیداوار کی درآمد مارکٹنگ میں مدد فراہم کرنا وغیرہ۔ سال 2001-2000 میں NRDC کے ذریعے جاری کی گئی اہم ٹکنالوجیوں میں ''وجیتا'' گلائیکول پر مبنی اینٹی فریز کولنٹ، ری ان فورسڈ کنکریٹ روڈ کا اینٹی کروسو ٹریٹمنٹ، پینے کے پانی خوردعضویوں کی کوالٹی کی جانچ کے لیے کٹ (سازوسامان) الکٹرولٹک میگنیز ڈائی آکسائیڈ اور اسپتالوں کے لیے ایرو مائیکرو بائیولاجیکل فلٹر شامل ہے۔ تعقلی سرمایہ حقوق پر کارپوریشن نے انٹرا ایکٹوٹی میڈیا ٹریننگ پیکج بھی تیار کیا ہے۔

سنٹرل الیکٹرانکس لمٹیڈ

سنٹرل الیکٹرانکس لمٹیڈ (سی ای ایل) کو ملک میں سولر فوٹو وولٹائکس، فیرائٹس اور پیزو سیرامکس کی شروعات کا فخر حاصل ہے۔ آج دنیا میں سنگل کرسٹلائن سلی کون سولر سیلوں (مسالوں) کی تیاری میں مصروف صف اول کے اداروں میں اسے بین الاقوامی مرتبہ حاصل ہے۔ الیکٹرانکس کے پبلک سیکٹر اداروں میں سی ای ایل کو ایک انفرادی مقام حاصل ہے۔ اس کی سرگرمیاں ان تین شعبوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ (i) سولر فوٹو والٹیک سیل مختلف طریقوں سے استعمال کے لئے موڈیول اور سسٹم (ii) نتیجہ الیکٹرانک سسٹم۔ ریلوے سگنلنگ اور سیفٹی کے لئے آلات، کیتھوڈکس پروٹکشن کے آلات برائے پائپ لائن، سوئچنگ سسٹم اور وی سیٹ (iii) نتیجہ الیکٹرانک کل پرزے، پروفیشنل (سافٹ) فیریز، الیکٹرانکس سیرامکس، پیزو الیکٹرک ایلی منٹس اور مائیکرو ویو کے کل پرزے۔ میزائل رڈار کے مائیکروویو فیرائیٹ فیس شفٹر اور مائیکروویو کمپونٹس۔ سال 2001-2000 کے دوران اہم سرگرمیاں/حصولیابیاں تھیں: پتلے ویفروں کے استعمال سے طویل جسامت کے سلی کان سولر سیلوں کے عمل کا فروغ، مائیکروویو/ملی میٹروویو ڈائی الکٹرک ریسونیٹر اسیلیٹر کا ڈیزائن اور فروغ، ایس۔ بینڈ ڈیول موڈ ہائی پاور فیس شفٹر کا فروغ، 99 فی صد ایلومینا سرامک ساخت اور اس کے ماحصل کا فروغ۔

سائنسی اور صنعتی تحقیق کی کونسل

سائنسی اور صنعتی تحقیق کی کونسل (سی ایس آئی آر) کا قیام 1942ء میں ایک خودمختار سوسائٹی کے طور پر عمل میں آیا تھا۔ اس کا ایک جامع چارٹر ہے جس میں سائنس اور صنعتی تحقیق کا فروغ رہنمائی اور تال میل، لیبارٹریوں کے لئے فنڈ کی فراہمی اور ریسرچ کے نتائج کو صنعتی ترقی کے لئے استعمال کرنا شامل ہے۔ اس کے ذمہ ایکسٹرا مورال ریسرچ میں تعاون دینے کی خدمت بھی ہے۔ سی ایس آئی آر نے پورے ملک میں 41 لیبارٹریوں اور 80 فیلڈ توسیعی مرکزوں کا جال قائم کر رکھا ہے۔ لیبارٹریاں ریسرچ و ڈولپمنٹ کی خدمات انجام دیتی ہیں۔ یہ خدمات مائیکروالیکٹرانک سے لے کر فیٹلرجی، جڑی بوٹیوں سے لے کر صنعتی مشینوں کیمکلز اور مولیکولر بائیولاجی سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس کے علاوہ شیشہ، مٹی اور چمڑے کی اشیاء سے بھی ان کا تعلق ہے۔ جن شعبوں میں سی ایس آئی آر کو عالمی طور پر تسلیم کیا گیا ہے وہ ہیں۔ ایرواسپیس انجینئرنگ، ڈرگ اور فارمیسیوٹیکل، بائیو سائنس اور بائیو ٹکنالوجی، کیمکلز (کیٹلسٹ اور پولی میر) پیٹرولیم (صاف کرنے اور میٹروکیمکلز) میٹریل (مرکبات) چمڑا (پروسیسنگ، کیمکل اور پروڈکٹس ڈیزائن) جیو فیزکس اور ریڈیو فزکس، سی ایس آئی آر کا اس وقت سرکاری سرمایہ سے صنعتی ریسرچ کی خدمات انجام دینے والی لیباریٹریوں کا طویل سلسلہ قائم کرنے والی دنیا کی صف اول کی تنظیموں میں شمار ہوتا ہے۔

سی ایس آئی آر کنبہ میں 22,000 افراد ہیں۔ ان میں 5,300 سائنسداں ہیں اور ان میں سے 60 فیصد کے پاس پی ایچ ڈی یا ایم ٹیک کی ڈگریاں ہیں۔ سی ایس آئی آر کا سالانہ بجٹ لگ بھگ 800 کروڑ روپے ہے۔ اس میں سے 75 فیصد رقم حکومت بطور گرانٹ دیتی ہے۔ اور 25 فیصد رقم کا انتظام خود سی ایس آئی آر اپنی ٹکنالوجیوں کی ریسرچ اور ڈولپمنٹ لائسنسنگ اور تکنیکی خدمات اور مشاورت فراہم کرتی ہے۔ سی ایس آئی آر نے عالمی دانش کی منڈی میں کاروبار کا آغاز کر دیا ہے اور ریسرچ د

ڈولپمنٹ کے ٹھیکوں کے ذریعہ لگ بھگ 3 ملین امریکی ڈالر کماتی ہے 2000-1999ء میں سی ایس آئی آر کی معلومات پر مبنی صنعتی پیداوار لگ بھگ 4,400 کروڑ روپے کی تھی۔ اب تک سی ایس آئی آر نے لگ بھگ 4,000 ٹکنالوجیاں تخلیق کی ہیں جن میں 80 فیصد چھوٹی صنعتوں میں استعمال کے لئے نہائیت موزوں ہیں۔ سی ایس آئی آر نے بھارت میں لگ بھگ 340 پیٹنٹ کے لئے درخواستیں دیں اور بیرون ملک 200۔ کسی ایک تنظیم کی جانب سے دی جانے والی درخواستوں کی یہ سب سے بڑی تعداد ہے۔ سی ایس آئی آر ملک میں املاک دانش کی تحریک میں پیش پیش ہے۔ اور ہلدی کو امریکہ کی جانب سے پیٹنٹ کرانے کی مخالفت کر کے راہ نمائی کی ہے۔ اب تک سی ایس آئی آر نے لگ بھگ 50,000 ریسرچ فیلوشپس / ریسوسی ایٹ شپس کو منظوری دی ہے اور لگ بھگ دس ہزار اعلیٰ قابلیت رکھنے والے ذہین سائنسدانوں کی مدد کی ہے۔ لگ بھگ 450 عمر رسیدہ سائنسدانوں کو بھی مالی امداد دی ہے تاکہ وہ سائنس کی ترقی کے لئے اپنی ذہانت اور تجربہ کو استعمال کریں۔ 99-1998 میں کونسل نے انوکھی اسکیم ''سائنس میں لیڈرشپ کے لئے نوجوانوں کا C.S.I.R. پروگرام'' شروع کیا، جس کے تحت ہائی اسکول امتحان (10 ویں کلاس) کے بہترین 50 طلبا کو کونسل کے خرچ پر قریبی کونسل کی تجربہ گاہ / اداروں میں مدعو کیا جاتا ہے۔

سی ایس آئی آر، ٹکنالوجی اور ٹکنالوجی کی خدمات کا عالمی درجہ کا وصیلہ ہے اس کی جانب سے فراہم کی جانے والی ٹکنالوجی کی خدمات اور امداد میں وسائل کا سروے مسائل کو حل کرنے کے طریقے، ٹسٹنگ، کیلیبریشن اور سرٹی فیکیشن اور انسانی وسائل کی ٹریننگ شامل ہیں۔ ملک میں سائنسی تحقیق کے نتائج کو عام کرنے اور سائنسی مزاج پیدا کرنے کے ساتھ ہی تخلیق کا رجحان بڑھانے کے لئے بھی سی ایس آئی آر نے قابل ذکر خدمات انجام دی ہیں۔ سائنسی مطبوعات اور مواصلات کے لئے دو ادارے الگ الگ کام کرتے ہیں۔ یہ ہیں سائنسی مواصلات کا قومی ادارہ (این آئی ایس سی او ایم) اور سائنسی و دستاویز سازی کا قومی بھارتی مرکز (این ایس ڈی او سی) یہ دونوں ادارے نئی دہلی میں ہیں۔

حصولیابیاں

بھارت میں عوامی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرنے والی سی ایس آئی آر کی کچھ مصنوعات میں کم ہارس پاور (20 ایچ پی) کے پہلے بھارتی ٹریکٹر سوراج اور اموں بے بی فوڈ شامل ہیں۔ واضح رہے کہ امل بے بی فوڈ بھینس کے دودھ پر مبنی ہے اور دیسی بے بی فوڈ صنعت کے بنیادی پتھر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ اچھی طرح پہچان بنانے والے صنعتی اور تکنیکی مصنوعات کی ایک لمبی فہرست ہے جیسے: (اے) آل کمپوزٹ، دیسی دو سیٹوں والا ٹریز ہوائی جہاز ''ہنسا'' جب 11 مئی 1998ء کو اس کی کامیاب تجرباتی پرواز ہوئی تو اس نے ایک نئی تاریخ بنائی اور (بی) متوازن سپر کمپیوٹر فلوسولور ایم کے 3 جس کو نیشنل ایرواسپیس لیبارٹیز بنگلور نے تیار کیا ہے اور جس کو مانسون ڈائنمکس، اسٹرکچرل میکینکس، امیج پروسیسنگ اور کرپٹوگرافی کی طرح کے مختلف سپر کمپیوٹنگ مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

بھارت میں بہت سے صنعتی اور دیگر شعبوں میں تغیر پیدا کرنے میں سی ایس آئی آر نے بہت نازک کردار ادا کیا ہے۔ مثال کے طور پر مندرجہ ذیل شعبوں اور کرداروں کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔ (i) کیمیکل صنعت: سی ایس آئی آر نے چند شعبوں میں عالمی پیمانہ پر پیش قدمی کی ہے جب کہ دوسرے شعبوں میں اس نے ہندوستان کو ایم این سی کو اجارہ داری ختم کرنے کے قابل بنایا ہے (اے) ایگرو کیمیکلز: بھارت میں تکنیکی گریڈ کی کیڑے مار دواؤں کی پیداوار کا لگ بھگ چوتھائی حصہ سی ایس آئی آر ٹکنالوجی پر مبنی ہے۔ سی ایس آئی آر نے مقررہ نشانہ کی کیڑے مار دوائیں کپاس اور میٹھے آلو کے کیڑوں مکوڑوں پر قابو حاصل کرنے کے مرکبات اور بائیولوجیکل طریقے اور نیم پر مبنی کیڑے مار دوائیں بھی تیار کی ہیں۔ (بی) پیٹرول وار پیٹرو کیمیکلز: سی ایس آئی آر کے وسیع دائرہ اثر والی خدمات میں عطریات (بی ٹی ایکس) نکالنے کی ٹکنالوجیاں، کھانے کے لائق بگزین، ایڈیپک تیزاب، (سنگل اسٹیپ

پروسیس)وز بریکنگ آف پٹیرولیم ریزیڈیوز، زیولائٹ کیٹالسٹ (زیلوفلنگ ہائیڈروڈی ویکسنگ) پی ٹی۔آر ایس ریفارمنگ کیٹالسٹ شامل ہیں۔سی ایس آئی آر کی اس شعبہ کی ٹکنالوجیوں میں سالانہ صنعتی پیداوار لگ بھگ 1,500 کروڑ روپے کی ہے۔(سی) صنعتی کیٹالسٹ (غیر تغیر پذیر مادہ) سی ایس آئی آر نے صنعت کو بہت سی مصروف اورنئی کیٹالسٹ کے بارے میں معلومات فراہم کی ہیں۔(2)دواؤں اور فارمیسی کی صنعت: سی ایس آئی آر نے کم از کم 30 عام استعمال کی دواؤں کو تیار کرنے کے نئے طریقے تلاش کرنے میں مدددی ہے۔آزادی کے بعد بھارت نے 14 نئی دوائیں ایجاد کی ہیں ان میں سے دس دوائیں سی ایس آئی آر کی تیار کی ہوئی ہیں۔(3) چمڑے کی صنعت سی ایس آئی آر نے اس صنعت کو عالمی درجہ کی، ماحول کے لئے سازگار ٹکنالوجیاں فراہم کی ہیں جو کہ اس صنعت کے تمام شعبوں کا احاطہ کرتی ہیں۔معیار اور مقدار کو بڑھانے کے مقصد سے سی ایس آئی آر نے چمڑے کی صنعت کی مسلسل ترقی کے لئے ایک ٹکنالوجی مشن شروع کیا ہے۔(4) کوئلہ کی صنعت: کوئلہ کے سلسلہ میں سی ایس آئی آر کی بنیادی خدمت کے نتیجہ میں۔ان فلوشیٹس کی تیاری اور تمام واشریز کی تصریح کرنے میں مدد ملی جو کہ 1958ء سے قائم کی جاتی رہیں۔(5) دیہی صنعتیں: سی ایس آئی آر نے ان ٹکنالوجیوں کو فروغ دیا اور فراہم بھی کیا جو کہ کم خرچ سے تیار ہونے والے مکانات، نیم مشینی اینٹ سازی، دیہی صنعتوں کی تعمیر، صفائی ستھرائی، پینے کے پانی، آگ کا مقابلہ کرسکنے والی چھپروں کی چھت اناج اور پانی کا ذخیرہ کرنے کی جگہیں، آئیوڈین کا پتہ لگانے والی کٹس، جڑی بوٹیوں اور عطریات میں کام آنے والے پودوں کی کاشت، اور ضروری تیلوں کو نکالنے میں مدد دینے والی ٹکنالوجیوں کو فروغ دیا ہے۔(6) معلومات میں اضافہ: سی ایس آئی آر نے کئی شعبوں میں بنیادی سائنس میں قابل ذکر اضافہ کیا ہے۔مثال کے طور پر (4) نیشنل کیمیکل لیباریٹریز نے کا تیار کیا گیا بانس میں فصل سے پہلے پھول آنے کا طریقہ جس کا ذریعہ 15 سال میں پھول آنے کی مدت کو گھٹا کر چند ہفتے کر دیا گیا ہے (بی) بحیرۂ ہند کی تہہ میں پولی میٹلک سمندری نوڈیول کے لئے سروے کرنا اور اسے نکالنا جو اقوام متحدہ کے سمندری قانون کے تحت بھارت کو اولین سرمایہ کار کا مرتبہ دیتا ہے۔(سی) کالرا (ہیضہ) جینی سطح پر مطالعات کے نتیجہ میں دو ٹیکے تلاش کئے گئے ہیں جن پر تجربات ہو رہے ہیں ایک اور کام مشترکہ جینی اور طبعی نقشہ پورے (V) کالرا جینوم کا تیار کیا گیا ہے اور دنیا پر پہلی بار مشتہر کیا گیا ہے۔(ڈی) کالا آزار: اس کی وجہ کو سمجھنا اور علاج کرنا (ای) موتیا بند: بڑھاپے کے ساتھ آنکھوں کی پتلیوں میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کی تفہیم (ایف) چھ مختلف جینین کے کلون اور اظہار کے لئے سالٹ سنس ٹیوا ایکسپریشن ویکٹر (جی) خلاء کے قریبی ماحول کی آئیونسفیرک کیمسٹری اسٹراٹو اسفیرٹ میسو اسفیر کوپلنگ کے ابتدائی مطالعات اور کالی کپاس کی زمین تیار کرنے کی بنیادی ٹکنالوجی جس نے ملک میں اس قسم کی زمین کے ابتک مشکل سمجھے جانے والے شعبوں کے دریچے تعمیراتی سرگرمیوں کے لئے کھول دیئے ہیں (گجرات اور مہاراشٹر میں)۔(7) وسائل کی تلاش: سی ایس آئی آر نے نئے اضافی قدرتی وسائل کا پتہ لگانے میں مدددی جیسے کوئلہ، ہائیڈرو کاربن گیس ہائیڈریٹس، سونے، ہیروں اور معدنیات، پولی میٹلک سمندری نوڈولس جو کہ میگنیز اور تانبے سے بھری ہوئی ہیں اور زیر زمین پانی کے نئے ذخائر وغیرہ کی نشاندہی۔(8) ماحول اور قدرتی حالات: اپنے این ای ای آر نا گپور کے ذریعہ سی ایس آئی آر اگر ماحول کے نظام کے ڈیزائن اور ماڈلنگ ماحولیاتی نگرانی اور ماحولیاتی بائیو ٹکنالوجی میں پیش پیش ہے سی ایس آئی آر نے حال ہی میں جو دو نئی ٹکنالوجیاں تلاش کی ہیں ان سے تاج محل کے آس پاس آلودگی کو دور کرنے میں بڑی مدد ملی ہے یہ ٹکنالوجیاں ہیں (اے) آگرہ کی فاؤنڈری سے پیدا ہونے والی کثافت کو ختم کرنے کے لئے دھواں نہ دینے والے ایندھن کا استعمال (بی) متھرا ریفائنری کی تیل گیسوں کیمو۔ بائیو کیمیکل ڈی سلفرائزیشن۔

ایٹمی توانائی

ایٹمی انرجی کا محکمہ وسیع بنیاد والی کثیر رخی کمیشن ہے جو کہ اساسی اور عملی ٹکنالوجی کے فروغ اور صنعت میں اس کے استعمال کے شعبوں میں عمل پذیر ہے۔اس کی اہم ذمہ داری ملک میں دستیاب یورنیم اور تھوریم سے محفوظ اور کفایتی ایٹمی توانائی پیدا کرتا ہے۔

یہ ریڈیو، آسیوٹوپوں کی پیداوار کے لئے ریسرچ ری ایکٹر بناتا ہے۔ اور صحت، زراعت اور صنعت میں استعمال کے لئے آسیو ٹوپ اور گیز ٹکنالوجی کے پروگرام چلاتا ہے۔ یہ ہائی ٹکنالوجی کے کئی شعبوں جیسے۔ ایکسی لٹریٹرس، لیزرس، سپر کمپوٹر، ترقی یافتہ اشیاء اور آلات میں کام کرتا ہے اور صارفین وصنعتوں کو ٹکنالوجی کی منتقلی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ یہ ایٹمی توانائی اور اس سے منسلک سائنس کے اولین شعبوں میں بنیادی تحقیقات میں تعاون فراہم کرتا ہے۔ جس کا تعلق محکمہ کے پروگراموں سے متعلق ہوتا ہے۔ یہ قومی سلامتی میں بھی اشتراک کرتا ہے۔ تحقیق سے متعلق ترقی یافتہ شعبوں میں بین الاقوامی تعاون کی ترغیب دیتا ہے۔

اس وقت ڈی اے ای کے تحت 5 تحقیقاتی مراکز ہیں جن کے نام یہ ہیں: بھابھا ایٹمک ریسرچ سنٹر (بی اے آر سی) ممبئی، اندرا گاندھی سنٹر برائے ایٹمی ریسرچ (آئی جی سی اے آر) کلپکم (تامل ناڈو)، سنٹر برائے ایڈوانسڈ ٹکنالوجی (سی اے ٹی) اندور، (مدھیہ پردیش) ویری ایبل انرجی سائیکلوٹرون سنٹر (وی ای سی سی) کلکتہ اور ایٹمک منرل ڈائرکٹریٹ برائے تلاش وتحقیقات (اے ایم ڈی) حیدرآباد، تین صنعتی تنظیمیں ہیں جن کے نام ہیں ہیوی واٹر بورڈ (ایچ ڈبلو بی) ممبئی، نیوکلیائی اینڈھن کمپلکس (ایس ایف سی) حیدرآباد اور بورڈ آف ریڈی ایشن اینڈ آئسوٹوپ ٹکنالوجی (بی آر آن ٹی) ممبئی، چار پبلک سکٹر انڈرٹیکنگز یہ ہیں نیوکلیر پاور کارپوریشن آف انڈیا لیمیٹڈ (این پی سی آئی ایل) ممبئی، یورانیم کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ ممبئی (یو سی آئی ایل) جادوگوڈا (بہار) انڈین ریرارتھ لمیٹڈ (آئی آر ای) ممبئی اور الیکٹرانکس کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ (ای سی آئی یل) حیدرآباد اور چار خدماتی تنظیمیں ڈائرکٹوریٹ آف پرچیز اینڈ اسٹورز (ڈی پی ایس) ممبئی، کنسٹرکشن سروسز اینڈ اسٹیٹ منیجمنٹ گروپ سی ایس اور ای ایم جی) ممبئی، جنرل سروسز آرگنائیزیشن (جی ایس او ممبئی کلپاکم اور ایٹمی توانائی تعلیمی سوسائٹی (اے ای ای ایس) ممبئی ہیں۔

ڈی اے ای سات خود مختار ریسرچ اداروں کو بھی مالی امداد دیتا ہے، جن کے نام یہ ہیں: ٹاٹا انسٹی ٹیوٹ آف فنڈامنٹل ریسرچ ممبئی، ٹاٹا میموریل سنٹر ممبئی، ساہا انسٹی ٹیوٹ آف نیوکلیر فزکس کلکتہ انسٹی ٹیوٹ آف فزکس بھونیشور، مہتہ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، الہ آباد میتھ سائنس انسٹی ٹیوٹ چنئی، اور انسٹی ٹیوٹ فار پلاسمار یسرچ احمد آباد۔

ڈی اے ای کا بورڈ آف ریسرچ ان نیوکلیئر سائنس (بی آر این ایس) اور نیشنل بورڈ برائے ہائر میتھمیٹکس (این بی ایچ ایم) بالترتیب نیوکلیائی اور متعلقہ شعبوں میں اور میتھمیٹک میں ریسرچ کے فروغ کے لئے کام کرتا ہے۔

نیوکلیائی توانائی پروگرام

محکمہ ایٹمی توانائی کے نیوکلیائی توانائی پروگرام کے تحت پریشرائزڈ ہیوی واٹر ری ایکٹروں، فاسٹ بریڈر ری ایکٹروں اور تھوریم پر مبنی ری ایکٹروں کو کاروباری سطح پر تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، ان ری ایکٹروں کے چلانے اور رکھ رکھاؤ فضلہ منتظمہ، تحفظ اور ماحولیاتی نگرانی کے لئے ٹکنالوجی کو فروغ دینا بھی اس پروگرام کا حصہ ہے۔ پریشرائزڈ ہیری واٹر ری یکٹر (PHWR) کے ڈیزائن، بنانے اور چلانے میں محکمہ نے جامع صلاحیت حاصل کرلی ہے۔ 220 میگاواٹ والے (PHWR) ای ایکٹروں کی معیار بندی ہوچکی ہے اور اسے 500 میگاواٹ صلاحیت تک بڑھایا جارہا ہے، نیوکلیئر فیول سائیکل کی بھی پوری طرح دیسی کاری کی جاچکی ہے جو کہ ایٹمی توانائی پروگرام کو مدد فراہم کرتی ہے اور جس میں معدنی تحقیق، کان کنی، ہیوی واٹر پیداوار، اینڈھن بنانے، اینڈھن کے بازعمل اور فضلہ منتظمہ وغیرہ شامل ہیں۔ اب 2,720 میگاواٹ کی کل تنصیبی صلاحیت والے 14 آپریٹنگ نیوکلیر ری ایکٹر (2 بوائلنگ واٹر ری یکٹر اور PHWR 12) کام کررہے ہیں۔ حالاں کہ ہندوستانی نیوکلیئر پروگرام کے پہلے مرحلے میں ری ایکٹر کی شکل پریشرائزڈ ہیوی واٹر ری ایکٹر (PHWR) کا انتخاب کیا گیا تھا، مگر آپریٹنگ تجربہ حاصل کرنے کے لیے شروع میں تاراپور (مہاراشٹر) میں ایک ایٹمی توانائی مرکز قائم کیا گیا۔ اس مرکز میں دو بوائلنگ ری ایکٹر تھے، جس نے 1969 میں کام کرنا شروع کردیا۔ یہ ری ایکٹر ابھی بھی کام کررہے ہیں۔ بعد میں کناڈا کے تعاون سے راوت بھاٹا

(راجستھان) میں بنے دو پریشرائزڈ ہیوی واٹر ری ایکٹروں نے 1972 اور 1980 میں کاروباری پیداوار شروع کی۔ نیوکلیائی توانائی پلانٹوں کے ڈیزائین، تشکیل اور چلانے میں ہندوستانی صلاحیت اب پوری طرح ثابت ہوگئی ہے جب کہ ملک میں بنے دو PHWR کو 1984 اور 1986 میں چنئی کے قریب کلپکم (تملناڈ) میں شروع کیا گیا۔

تحقیق اور ترقی و ملک میں موجودہ صنعتی ڈھانچے کے اشتراک سے 220 میگاواٹ کے پی۔ ایچ۔ ڈبلو ری ایکٹروں کے ڈیزائن میں اصلاح اور معیار بندی ہو پائی۔ اس ڈیزائن کی بنیاد پر نرورہ (اتر پردیش) میں دو ری ایکٹر لگائے گئے، جنہوں نے 1989 اور 1991 میں کام کرنا شروع کر دیا۔ بعد میں 1992 اور 1995 میں 220 میگاواٹ والے دو دیگر ایٹمی توانائی ری ایکٹروں نے کاکراپار (گجرات) میں کام کرنا شروع کردیا۔ اس کے ساتھ ہی پریشرائزڈ واٹر ری ایکٹروں کی دیسی تکنیک پوری طرح سے تجارتی طور پر پختہ ہوگئی۔ بعد میں NPCIL نے کیگا (کرناٹک) اور راوت بھاٹا (راجستھان) میں اعلیٰ ٹکنالوجی کے دو۔دو 220 میگاواٹ والے PHWR لگائے جس نے سال 1999 اور 2000 میں کام شروع کر دیا۔

نیوکلیائی ٹکنالوجی میں بھارت کے بڑھتے تجربات کے نتیجے میں اس کے نیوکلیائی بجلی پلانٹوں کے کام کاج میں سدھار آیا ہے۔ سال 2000 کے دوران کل ملا کر 1,490 کروڑ اکائیوں سے بھی زیادہ کی بجلی پیدا ہوئی۔ پلانٹوں کی اوسط صلاحیت بڑھ کر 82 فی صد کی سطح تک پہنچ گئی۔ 500 میگاواٹ PHWR کو قائم کرنے کے لیے ٹکنالوجی کا فروغ بھی ملک میں کیا جاچکا ہے۔ پہلی 2x500 میگاواٹ PHWR ری ایکٹر اکائیوں کی تشکیل تاراپور (TAPP-3 & 4) میں کی جارہی ہے۔ جس کی تکمیل 2005-2006 میں ہوجائے گی۔

کنڈن کولم، تملناڈ میں 2000 میگاواٹ نیوکلیائی توانائی مرکز (2x1000) میگاواٹ لائٹ واٹر ری ایکٹر NPCIL کا ایک نیا پروجیکٹ ہے۔ ان 2x1000 میگاواٹ روسی VVER اکائیوں کا تعمیری کام جلد ہی شروع ہو جائے گا۔

فاسٹ بریڈر پروگرام

فاسٹ بریڈر ری ایکٹر پروگرام کی تشکیل اور بننے والے تجربی ری ایکٹر کے بارے میں مطالعہ 60 کے دہے میں شروع ہوا۔ فاسٹ بریڈر ٹسٹ ری ایکٹر (ایف۔ بی۔ ٹی۔ آر) کی تعمیر 1972 میں شروع ہوئی اور 1985 میں اس کی تکمیل ہوئی۔ ری ایکٹر کے اہم کل پرزوں کی تعمیر ہندوستان میں ہوئی۔ FBTR دنیا میں اپنی طرح کا ایک ہی ری ایکٹر ہے جو کہ پلیوٹونیم یونیم مکسچر کاربائیڈ ایندھن کور کا استعمال کرتا ہے۔ ایندھن کا فروغ BARC میں کیا گیا۔ ایندھن جلانے کی صلاحیت، چھوٹے کور مارک-I میں MWDT+72,000 کو پار کرگئی۔ ری ایکٹر کو 13 میگاواٹ (TH) کی توانائی سطح تک چلایا گیا ہے اور 7.4 لاکھ یونٹ بجلی کی پیداوار ہوئی ہے۔ فزکس اور انجینئرنگ تجربوں کی کامیاب تکمیل کے ساتھ FBTR نے مشن حاصل کر لیا جو کہ پروٹوٹائپ فاسٹ بریڈر ری ایکٹروں (PFBR) کے ڈیزائن اور تعمیر میں ایک قدم ثابت ہوگا۔ 500 میگاواٹ PFBR کا ڈیزائن تیار کیا جاچکا ہے اور ہندوستانی صنعت کے ساتھ مل کر ٹکنالوجی کا فروغ ہو رہا ہے۔ PFBR قائم کرنے کے لیے قبل پروجیکٹ کی سرگرمیاں وقت کے حساب سے چل رہی ہیں۔ PFBR کی تعمیر جلد ہی شروع ہوگی۔

تھوریم استعمال

تھوریم پر شعاع پڑنے سے یہ نیوکلیئر ایندھن یورنیم۔233 میں بدل جاتا ہے۔ ہندوستان میں تھوریم کے وسیع وسائل ہیں۔ ہندوستانی نیوکلیائی پروگرام کے تیسرے مرحلے میں تھوریم کا استعمال توانائی کی پیداوار کے لیے کیا جاتا ہے۔ یہ مرحلہ شروع ہو چکا ہے۔ ان کوششوں میں IGCAR کلپکم میں 30 کلوواٹ (عام توانائی) ری ایکٹر ''کامنی'' کا کامیاب ڈیزائن اور

آپریشن شامل ہے۔ اس ری ایکٹر کا استعمال تجرباتی / عدالتی کاموں کے لیے نمونوں کے اشعاع میں ہوتا ہے۔ BARC اعلیٰ ہیوی واٹر ری ایکٹروں کا فروغ کر رہا ہے۔ جو کہ تھوریم۔ یورینیم۔233 اور تھوریم۔ پلوٹونیم مکسڈ آکسائیڈ دونوں ہی طرح کے ایندھنوں کا استعمال کرے گا۔ یہ ری ایکٹر ٹکنالوجی فروغ مرحلے میں پہنچ چکا ہے۔ یورینیم۔233 کی پیداوار کی ٹکنالوجی ثابت ہو چکی ہے، ساتھ ہی کامنی میں اشعاع شدہ ایندھن کو یورینیم۔233 سے الگ کرنے کی سہولتیں قائم کی جا چکی ہیں۔ PHW ری ایکٹر میں تھوریم ایندھن بنڈلوں کا استعمال فلکس فلیٹنگ میں کامیابی کے ساتھ کیا گیا۔

نیوکلیائی ایندھن کا بار بار استعمال

نیوکلیائی ایندھن کو بار بار استعمال کرنے اور اس سے متعلقہ ٹکنالوجیوں (ری ایکٹروں کے علاوہ) میں ڈی اے ای خود کفیل ہو چکا ہے۔ یہ ٹکنالوجیاں ان سرگرمیوں کا احاطہ کرتی ہیں جو نیوکلیائی بجلی پروگرام کے سلسلہ میں معدنیات کو تلاش کرنے، کان کنی، ہیوی واٹر پیدا کرنے اور ایندھن فیبری کیشن سے لے کر ایندھن کو دوبارہ استعمال میں لانے اور فضلے کے نظم و نسق تک پھیلی ہوئی ہیں۔

محکمہ ایٹمی توانائی کے جو ادارے اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ ہیں۔ حیدرآباد کا ایٹمی معدنی ریسرچ اور تلاش ڈائرکٹریٹ جادوگڑا (بہار) کا بھارتی یورینیم کارپوریشن لمیٹڈ، ممبئی کا بھارتی ریئر ارتھس لمیٹڈ، ممبئی کا ہیوی واٹر حیدرآباد کا نیوکلائی ایندھن کمپلکس بی۔اے۔آر۔سی اور آئی۔جی۔سی۔اے۔آر۔

معدنیات کی تلاش اور کان کنی

ایٹمی معدنیات ڈائرکٹریٹ برائے تحقیق و تلاش (AMD)، یورینیم تھوریم، ریردھات اور ریئر ارتھس، ٹائیٹنیم اور زرکونیم معدنی وسائل کا سروے، پہچان اور تلاش کا کام کرتا ہے۔ یورینیم کچ دھاتوں اور معدنی ریت کی کان کنی اور پراسینگ، بتدریج ہندوستان یورینیم کارپوریشن لیمٹڈ (UCIL) اور ہندوستانی ریئر ارتھس لیمٹڈ (IRI) کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ AMD کی کوششوں کے نتیجے میں جھارکھنڈ میں جادوگڈا، بھٹین اور نروا پہاڑ میں یورینیم کی کانیں کھلیں۔ ان کانوں سے ہندوستانی نیوکلیائی توانائی پروگرام کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ میگھالیہ میں ڈومیا سایٹ یورینیم وسائل کی تلاش حال کے برسوں تک ایک اہم کامیابی رہی۔ AMD نے میگھالیہ میں وائی کیان، آندھرا پردیش میں لمبا پور۔ ایلا پور اور تملا پلئے، جھارکھنڈ میں توتو رام ڈیہہ، بگجاتا، کنیالوکا اور ماہول ڈیہہ اور مدھیہ پردیش میں بودال و جاوال میں بھی یورینیم ذخیروں کا پتہ لگایا ہے۔ کرناٹک میں گوگی، آندھرا پردیش میں کوپونورو اور گنڈی و راجستھان روھل میں بھی یورینیم معدنیات ملنے کے آثار ملے ہیں۔ AMD نے ایلمنائٹ، روٹائل، زرکان، موناز ایٹ، گارنیٹ اور سلمینایٹ کے بھی درمیان سینٹر معدنیات ذخائر کا پتہ لگایا۔ UCIL نے اپنا کام جادوگوڑا سے شروع کیا اور بعد میں بھٹین اور نروا پہاڑ میں دو کانیں کھولیں (یہ سبھی اکائیاں جھارکھنڈ کے سنگھ بھومی (مشرقی) ضلع میں واقع ہیں) ان کانوں سے ملنے والے قدرتی یورینیم کو پہلے کیک میں تبدیل کر کے حیدرآباد کے نیوکلیائی ایندھن کمپلکس (NFC) میں بھیج دیا جاتا ہے، جہاں PHW ری ایکٹروں میں ایندھن کی شکل میں وضع کیا جاتا ہے۔

ہندوستان ریئر ارتھ لمیٹڈ (IRE) کے تین معدنی ریت الگ کرنے کے پلانٹ مانولاکوریچی (تملناڈ)، چھاورا (کیرل) اور OSCOM چھتر پور (اڑیسہ) میں ہیں۔ یہاں ایلمینایٹ، روٹائل، موناز ائیٹ، زرکان، سلیمینایٹ اور مارنیٹ جیسے صنعتی معدنیات کی پیداوار ہوتی ہے۔ IER کی پیداوار دنیا کے ترقی یافتہ بازاروں میں برآمد کی جاتی ہے۔ سال 2000-1999 کے دوران IRE کی فروخت 215 کروڑ روپے تک پہنچ گئی۔ برآمد کے ذریعے بیرونی زرمبادلہ 78.25 کروڑ روپے تھا۔ IRE کو

مصر میں موناز ایٹ پراسیسنگ کے لیے چھوٹے پائلیٹ پلانٹ قائم کرنے کے لیے 23.3 لاکھ امریکی ڈالر کا آرڈر ملا ہے۔

ہیوی واٹر کی پیداوار

چونکہ پریشرائزڈ ہیوی واٹر ری ایکٹروں (پی ایچ ڈبلو آر) میں بطور موڈریٹر اور کولینٹ (حرارت کم کرنے کے لئے) حیوی واٹر استعمال ہوتا ہے اس لئے واٹر ٹکنالوجی کے لئے الیکٹرولائسیس استعمال کرنے ننگل (پنجاب) (بڑودہ اور) ہریرا (گجرات) کوٹہ (راجستھان) مانوگورو (آندھراپردیش) تالچر (اڑیسہ) تھل (مہاراشٹر) اور توتیکورین (تامل ناڈو) میں قائم ہو چکے ہیں۔ مانوگرداور کوٹا کے حیوی واٹر پلانٹ ملک میں ہی ترقی یافتہ ہائیڈروجن سلفائڈ واٹر اکسچینج پروسس پر مبنی ہے جب کہ دیگر ہوی واٹر امونیا ہائیڈروجن مبادلہ پروسس پر مبنی ہے۔ ننگل کے پلانٹ میں ہیوی واٹر پیداوار الکٹرولائس کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ ہیوی واٹر کی پیداوار میں خود کفالت بھی حاصل کی جا چکی ہے۔ اب تک جنوبی کوریا کو 116 ٹن ہیوی واٹر برآمد کیا گیا ہے۔

نیوکلیائی ایندھن کی تیاری

یلو کیک کو نیوکلیائی خالص یورانیم میں بدلنے کی ٹکنالوجی اور ایندھن کے عنصر کی تیاری کی ٹکنالوجی بھی ملک کے اندر ہی تیار کی گئی۔ 1959ء کے وسط میں پہلے ایندھن کا عنصر ٹرامبے میں تیار کر لیا گیا تھا۔

1971ء میں حیدرآباد میں نیوکلیائی ایندھن کمپلکس (این ایف سی) قائم کیا گیا یہاں پی ایچ ڈبلو آر اور بوائلنگ واٹر ری ایکٹروں (بی ڈبلو آر) کے لئے صنعتی پیمانہ کی نیوکلیائی ایندھن اسمبلیز اور زرکالائے ڈھانچہ جاتی میٹریل تیار کئے جاتے ہیں۔

این ایف۔ سی میں مختلف انجینئرنگ صنعتوں کے لئے بغیر جوڑ والے اسٹین لیس اسٹیل رآفیری دھات اسٹیل ٹیوبوں اور الکٹرانک صنعتوں کے لئے بہت زیادہ خالص اشیاء کی بھی پیداوار ہوتی ہے۔ پی۔ ایف۔ سی آر جیسے ترقی یافتہ ری ایکٹروں کے حصوں کا فروغ بھی اس کمپلکس میں کیا جاتا ہے۔ این ایف سی نے نیوکلیائی ایندھن اور زرکوے لائے کے اجزا کی تیاری کی صلاحیت کے ساتھ ساتھ یورنیم آکسائیڈ ایندھن یورنیم ایندھن اسمبلی اور زرکو بلائے کے اجزاء کے نئے منصوبوں کو شروع کر دیا ہے۔

BARC اور NFC میں صنعتی استعمال کے لیے کئی طرح کے ایندھنوں کو فروغ دیا جاتا ہے FBTR کے لیے ٹرامبے میں تیار کی گئی مکسڈ یورینیم۔ پلوٹینیم کاربائیڈ ایندھن نے بہتر کام کیا ہے۔ TAPS کے لیے دیسی موکس ایندھن اکائیوں کو وضع کرنے کے لیے تاراپور میں ترقی یافتہ ایندھن تیار کرنے کی سہولت قائم کی گئی۔

ایندھن کی تیاری اور فضلہ کا رکھ رکھاؤ

بھارتی ایٹمی توانائی وسائل کی بازعمل کاری نے ایک بند سلسلے کو اپنایا ہے جس کے تحت استعمال کئے گئے ایندھن کے ری پروسنگ اور پلوٹینیم اور یورینیم 233 کو دوبارہ قابل استعمال بنانا اس کا اہم جز ہے۔ ہندوستان نے نیوکلیئر پروگرام شروع ہونے کے ساتھ ہی ایندھن ری پروسنگ ٹکنالوجی کو فروغ دینے کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ آج بھارت میں ٹرامبے، تاراپور اور کلپکم میں ایندھن کاری پروسنگ پلانٹ ہے۔ کلپکم میں FBTR ایندھن کی ری پروسنگ کے لیے اہم مبنی پلانٹ تقریباً تکمیل کے مرحلے میں ہے اور فاسٹ ری ایکٹر کے ایندھن کے پلانٹ کی تعمیر کا کام چل رہا ہے۔ ٹرامبے میں وٹریفیکیشن جیسی پیچیدہ ٹکنالوجی کو بھی فروغ دیا گیا ہے اس ٹکنالوجی پر مبنی فضلہ بے کار کرنے کا پلانٹ (WIP) تاراپور میں کام کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ ٹرامبے و کلپکم میں دو پلانٹ اور بھی تیار ہو رہے ہیں۔

نیوکلیائی توانائی کے شعبہ میں تحقیق وترقی

نیوکلیائی توانائی اور نیوکلیائی ایندھن سائیکل کے شعبہ کے سلسلے میں پروگرام کثیر پہلو ریسرچ وڈویلپمنٹ کی بنیاد پر محکمہ ہذا نے تیار کیے ہیں۔ری ایکٹر ٹکنالوجی کے شعبہ میں بڑے پیمانہ پر کیے گئے کام کے نتیجہ میں اندرون ملک آلات اور پرزے تیار کرنے کا عمل تیز ہوا ہے۔اس کی وجہ سے پاور ری ایکٹروں کو چلانے اور رکھ رکھاؤ کی تکنیک کو فروغ حاصل ہوا ہے۔اس ٹکنالوجی میں خودکاری، نگرانی، معائنہ، مرمت اور رکھ رکھاؤ سسٹم، ساز وسامان وآلات کی مرمت وغیرہ شامل ہے۔

اشعاع ریزی ٹکنالوجی کا اطلاق

محکمہ ایٹمی توانائی کے ریسرچ پروگرام ایٹمی توانائی پروگرام کے لئے ریسرچ اور ترقیاتی تعاون مہیا کرانے کے ساتھ ساتھ، نیوکلیائی ٹکنالوجی کے صحت، زراعت، صنعت میں استعمال کے لئے طریقے ڈھونڈتا ہے۔ یہ ہائی ٹکنالوجی کے فروغ، اور سائنس کے اولین شعبوں میں کثیر رخی ریسرچ کے کام بھی کر رہا ہے۔

ملک میں ریڈیو۔آئیسوٹوپ کی پیداوار 1956 میں اپسراری ایکٹر کے قیام کے بعد شروع ہوئی۔ پیداواری صلاحیت کو وسعت 1963 میں فراہم ہوئی جب کہ سائرس (Cirus) ری ایکٹر نے اپنی کل مقررہ صلاحیت 40 میگاواٹ حاصل کرلیا۔ پیداواری صلاحیت میں اضافہ 1985 میں ہوا جب 100 میگاواٹ ری ایکٹر ''دھرو'' نے کام کرنا شروع کردیا۔ ''دھرو'' دنیا کے بڑے ریسرچ ری ایکٹروں میں سے ایک ہے اور کئی طرح کے ریڈیو۔آئیسوٹوپ کی تشکیل کرتا ہے۔ یہ بھی ری ایکٹر BARC میں واقع ہیں۔ محکمہ (DAE) کی شعاع ریزی اور آئیسوٹوپ ٹکنالوجیوں میں شامل ہیں۔ صنعتی ریڈیوگرافی کے لیے ریڈیو وسائل اور ریڈیوگرافی ساز وسامان، رساؤ جانچ، سلٹ جنبش کے لیے ریڈیو ٹریسروں پر مبنی ٹکنالوجی، ہائیڈرالوجی میں استعمال ہونے والی ٹکنالوجی، اشعاع ریزی عملی، پالی مرایزیشن اور مٹی کی نمکیت۔ (BRIT) صارف ایجنسیوں کو ریڈیو آئیسوٹوپ اور متعلقہ پیداوار مہیا کراتا ہے۔ ایریڈیم 192 کے سیل لگے وسائل کی 700 سے بھی زیادہ تفویض (کھیپ) ہر سال BRIT کے ذریعے فراہم کرائی جاتی ہے۔ 900 ٹیرا بیکورال (24,000 کیوری سے بھی زیادہ) صلاحیت والی ان پیداواروں کا استعمال ملک میں مختلف صنعتوں/ پروجیکٹوں میں صنعتی پرزوں کے ریڈیوگرافی جانچ کے لیے کیا جاتا ہے سال 2000-2001 میں صنعت، زراعت اور صحت خدمات کے لیے 21 کروڑ روپے کے ریڈیو آئیسوٹوپ پیداوار مہیا کرائی گئی۔

BARC کے ذریعے کئی تحقیقی ری ایکٹروں کو ڈیزائن، تعمیر اور آپریٹ کیا گیا ہے۔ ان میں اپسرا (1 میگاواٹ)، سائرس (40 میگاواٹ)، جیرلینا (صفر توانائی)، پورنیا I-III- (چھوٹے کور والے تھوریم ری ایکٹر دھرو (100 میگاواٹ) اور کامنی (30 کلوواٹ) شامل ہیں۔

زراعت اور غذا کا تحفظ: محکمہ ایٹمی توانائی کے نیوکلیئر زرعی پروگرام کے تحت زیادہ پیداوار دینے والے اور مرض سے آزاد بیجوں کی پیداوار، کھاد کی پیداوار، جراثیم کش سے متعلق مطالعات، غذا کے ریڈیشن کا پروسس اور تضیع منظمہ کی جاتی ہے۔ بی۔اے آر۔سی کے فصل سدھار پروگرام کے تحت ٹرامبے کی تحقیقی کوششوں کے نتیجے میں دالوں، تلہنوں، چاول، اور پٹ سن کی 22 بہتر اور زیادہ پیداوار دینے والی نسلیں فروغ پا سکیں اور انہیں بویا جا رہا ہے۔ اشعاع ریزی سے ہونے والی تبدیلیوں کی ایک اہم حصولیابی ہری کھاد فصل۔ سیس بنیا روس ٹراٹا کا فروغ ہے۔ ہری کھاد پیداوار تکنیک چھوٹی فصلوں کے لیے نہایت تائید قیمت ہے۔ کئی جرثومہ فرمونوں کو تیار کیا گیا ہے اور مٹی میں تغذیہ کا پتہ لگانے کی تکنیک کو فروغ دیا گیا ہے۔

غذائی اشیاء کے اشعارع کے لیے دو تحقیقی اور فروغ شعاع ریزی سہولیات کو لائسنس دیا گیا ہے۔ یہ ہیں BARC کی فوڈ

ٹکنالوجی ڈویژن میں فوڈ پیکیج اشعارع اور جودھپور (راجستھان) میں دفاعی لیباریٹری۔ مسالوں اور دیگر مصنوعات کی اشعاع ریزی عمل کرنے والا پلانٹ یکم جنوری 2000 سے نئی ممبئی میں کام کر رہا ہے۔ اسے BRIT (بورڈ آف ریڈیشن اینڈ ریڈیو آیسوٹوپ ٹکنالوجی) نے لگایا ہے۔

پانی سے نمک ہٹانا: بی۔اے۔آر۔سی نے کثیر مرحلے والا فلیش تبخیر، ریورس اوسموسس اور کم حرارت پر تبخیر کی ٹکنالوجی کو فروغ دیا ہے۔ جن کا استعمال پانی سے نمک ہٹانے میں ہوتا ہے۔ ان عمل کی بنیاد پر مرکز نے دیہی علاقوں، جہاز میں لگے پلانٹوں اور دیگر استعمال کے لئے نمک ہٹانے کے لئے پلانٹوں کو فروغ دیا گیا ہے۔ کالپکم میں 6,300 مکعب میٹر ہر روز کی صلاحیت والا مشترکہ کثیر مرحلائی ریورس اوسموسس نیوکلائی نمک ہٹانے کے مظاہرہ پلانٹ لگائے جا رہے ہیں۔ جو کہ متحدہ کثیر مرحلے والا فلش ریورس اور ساسس تکنیک پر کام کرے گا۔

نیوکلیائی ادویات اور صحت کی دیکھ بھال: ٹرامبے کے ریسرچ ری ایکٹروں اور بی۔ای۔سی۔سی کے ایکسی لریٹر میں پیدا ریڈیو آیسوٹوپوں کا استعمال علاج کے لئے ضروری ریڈیو ادویاتی مصنوعات کے بنانے میں ہوتا ہے۔ نیوکلیائی پروگرام کے محکمہ صحت کے لئے جو تنظیمیں اشتراک کر رہی ہیں۔ وہ ہیں۔ ممبئی کے بی۔آر۔آئی۔ٹی اور آر۔ایس۔سی اور کلکتہ کا علاقائی ریڈیشن مرکز (آر۔آر۔ایم۔سی)

ٹرامبے کے ریسرچ ری ایکٹروں میں نیوکلیائی ادویات میں استعمال کے لیے باقاعدہ متعدد ریڈیو۔ آیسوٹوپ تیار کیے جاتے ہیں۔ توانائی ری ایکٹروں میں بھی کوبالٹ۔60 ریڈیو۔ آیسوٹوپ اور ریڈیو۔ یوکلائیڈ مہیا کراتا ہے۔ جن کو BRIT کے ذریعے میڈیکل استعمال کے لیے ملک بھر میں فراہم کروایا جاتا ہے VECC کے ایکسیلٹر کے ذریعے بھی ریڈیو۔ آئیسوٹوپ تیار کیے جاتے ہیں جن کا اطلاق میڈیکل استعمال میں ہوتا ہے۔

BRIT ہر سال 45,000 سے بھی زیادہ کھیپ مختلف ریڈیو دوائیوں، کولڈ کٹس اور ریڈیو ایمینو کٹ ملک کے تقریباً 120 نیوکلیائی ادویات مراکز اور 650 آر۔آئی۔اے لیبارٹریز میں بھیجتا ہے۔ BRIT کے بنگلور اور دہلی میں واقع علاقائی مراکز کے ذریعے اپنے علاقے کے اسپتالوں میں استعمال کے لیے ریڈیو ادویہ، ٹکنیشیم 99 ایم، فراہم کرائی جاتی ہے۔ یہ ہندوستان کے 62 شہروں کی 170 ٹیلی تھیراپی اکائیوں میں کوبالٹ 60 ٹیلیتھیری وسائل اور کینسر علاج کے سیزیم۔ 137 اور اریڈیم-192، بریکی تھیراپی وسائل بھی فراہم کراتا ہے۔ اندور میں CAT نے میڈیکل استعمال کے لیے لیزر کو فروغ دیا ہے۔ مرکز کے ذریعے ترقی یافتہ سرجکل کاربن ڈائی آکسائیڈ لیزر سسٹم متعدد سرجیکل عمل میں مفید ہے۔ ان نظاموں کو ملک کے متعدد اسپتالوں میں فراہم کیا جا چکا ہے۔

طبی مصنوعات کا اتلاف جراثیم

ہندوستان میں طبی مصنوعات کو جراثیم سے پاک کرنے کے لیے شعاع ریزی کا استعمال دہا سالوں سے ہو رہا ہے۔ BRIT کے ٹرامبے میں واقع آئیسومیڈ پلانٹ میں ہر سال تقریباً 13,000 مکب میٹر طبی مصنوعات کو جراثیم سے آزاد کیا جاتا ہے۔ دس لاکھ سے بھی زیادہ دائی (مڈوائف) کٹ اور بچے کی پیدائش کے وقت ضروری پیک شعاع ریزی کے ذریعے اتلاف جراثیم کر کے WHO کی مدد سے حاصل دیہی طبی پروگرام کے ذریعے گاؤں میں بانٹے گئے ہیں تاکہ ماؤں کو تعدد سے بچایا جاسکے اور اطفال اموات کی شرح گھٹانے میں مدد ملے۔ آیسومیڈ سے ملتے جلتے پلانٹ بنگلور، نئی دہلی اور جودھپور میں کام کر رہے ہیں۔ بلڈ بنکوں اور اسپتالوں میں استعمال کے لیے BRIT کے ذریعے ڈیزائن اور ترقی یافتہ بلڈ اشعارع آلات (بی.آئی 2000) درآمد شدہ آلات کا متبادل ہے۔

صنعت میں ریڈیو آئسوٹوپ

ٹرامبے میں بنے ریڈیو آئسوٹوپوں کا صنعتوں میں وسیع پیمانے پر استعمال غیر تخریبی جانچ، گاما اسکیننگ کے ذریعے کیمیائی پلانٹوں میں خرابی کا پتہ لگانے اور متعدد نہایت قلیل مقدار میں استعمال کے لیے ہوتا ہے۔ BRIT کے ذریعے صنعتوں کو کوبالٹ 60 اور اریڈیم-192 ریڈیوگرافی وسیلے فراہم کرائے جاتے ہیں۔ اس کے ذریعے ڈیزائن اور ترقی یافتہ رولی ریڈیوگرافی ساز و سامان ملک میں مقدد صنعتوں میں کام آرہے ہیں۔

لیزر

DAE (محکمہ ایٹمی توانائی) کے CAT اور BARC اس پروگرام میں مصروف عمل ہیں۔ CAT نے ادویات، صنعت اور ریسرچ وترقی میں استعمال کے لیے لیزر ٹکنالوجی کو فروغ دیا ہے۔ اس میں جراحی کے لیے اور فولاد کی موٹی چادروں کو کاٹنے کے لیے کاربن ڈائی آکسائیڈ لیزر کے ذریعے علاج، جراحی کے ذریعے علاج، اینڈواسکوپی، صنعتی استعمال کے لیے 4kw کاربن ڈائی آکسائیڈ اور تپ دق کے علاج کے لیے لیزر پر مبنی آلات کا کامیابی کے ساتھ فروغ دیا ہے۔ CAT میں ترقی یافتہ 10kw کا کاربن ڈائی آکسائیڈ لیزر 7.5kw کو مستقل قوت فراہم کر رہا ہے۔ دیگر حصولیابیوں میں کاربن آئسوٹوپ کو الگ الگ کرنے کے لیے TEA لیزر کے ذریعے HE 500 پیٹیشن ریٹ پر ایک میگاواٹ سے زیادہ پیک پاور دینا، تحقیق وترقی اور طبی اطلاق کے لیے موزوں ND:YAG لیزر رویلڈنگ مرکز، لیزر راین گروور اور KDP کے اعلیٰ کوالٹی والے بڑی سائز کے کرسٹل تیار کرنا شامل ہے۔ CAT کی کوششوں کے نتیجے میں کئی طرح کے کینسر کے علاج اور جلنے والے زخموں کے علاج کے لیے نائٹروجن لیزر کو فروغ دیا گیا ہے۔

اعلیٰ ٹکنالوجی کا فروغ

ڈی اے ای کی ریسرچ تنظیم نے بہت سی اعلیٰ درجہ کی ٹکنالوجیوں کو فروغ دیا ہے۔ ان میں نیوکلیائی ریسرچ کے لئے ایکسی لیٹرز، سرجری (جراحی) اور صنعت میں استعمال کیلئے لیزر، متوازن پروسیسنگ تکنک کے استعمال کے ذریعہ سپر کمپیوٹر سسٹم کی تنصیب تاکہ کرنچنگ جاب کی جاسکے۔ جائنٹ میٹرویو ریڈیو ٹیلی اسکوپ (جی ایم آرٹی) بنے، ایڈوانسڈ ریموٹ ھینڈلنگ اور روبوٹک آلات اور صنعتوں میں استعمال کے لئے سرونی پولیمرز، میڈیکل تشخیص کے دوران آرگن امیجنگ میں استعمال ہونے والی سائنٹی گرافک طریقے اور الٹرپیور میٹریلز کے کمپوزیشنل کیرکٹرائزیشن اور جائزہ کے لئے مختلف ترقی یافتہ سہولتیں اور مختلف الکٹرانک نظام وآلات شامل ہیں۔

ایکسی لیریٹرز: ذرہ ایکس لیریٹرز کے ڈیزائن، تعمیر اور آپریشن کی مکمل صلاحیت ایٹمی توانائی کے محکمہ نے حاصل کر لی ہے۔ ایکس لیریٹرز کا استعمال نیوکلیائی تحقیق آئسوٹوپ پیداوار اور اشعاع ریزی عمل میں ہوتا۔ ملک کی چند بڑی ایکسی لریٹر سہولیات میں کلکتہ میں ویری ایبل نرجی سائیکوٹرون، (وی ای سی) ممبئی میں 14 ایم وی پیلٹرون ایکسی لیریٹر، اور اندور میں زیر تعمیر سنکروٹرون ریڈی ایشن فورسز (ایس آر ایس) انڈس-I اور ٹرامبے میں فولڈ ڈٹینڈم آئن ایکس لریٹر شامل ہیں۔ VEC میں نیوکلیائی شعبوں میں تحقیق کے لیے پروٹان ڈیوٹران اور الفا ذرہ شعاع اور کیلیم ریڈیو۔آئسوٹوپ کی پیداوار کی جاتی ہے۔ آج کل مرکز میں K-500 انتہائی ایصال کے سائیکلوٹرون کی تعمیر کا کام چل رہا ہے۔ CAT، اندور میں بنیادی اور اطلاقی ریسرچ کے لیے سنکروٹون ریڈیشن سورسز (SRS) کی تعمیر ہو رہی ہے۔ انڈس-1 میں تین ایکسی لریٹر-20 ایم ای وی (Mev) مائیکروٹون، 450 Mev بوسٹر سنکروٹون اور 450 Mev اسٹوریج رنگ ہیں، جو کہ عام طور سے کام کر رہے ہیں۔ اپریل 1999 میں پہلی بار انڈس-1 میں

کرنٹ کا ذخیرہ کیا گیا۔ BARC نے اپریل 2000 میں ٹرامبے میں فولڈڈ ٹینڈم آین ایکسی لریٹر Fotia جاری کیا ہے جو کہ نیوکلیائی ایٹمی اور میٹریل سائینس میں بنیادی اور اطلاقی تحقیق کے لیے ہلکی اور بھاری اشعاع فراہم کرائے گا۔ BARCT-TIFR کے ممبئی کے پیلٹرون ایکسی لریٹر سہولیات مرکز نے بین الاقوامی سطح پر اپنا اثر قائم کیا ہے۔ حال ہی میں امریکہ کی بروک ہیون قومی تجربہ گاہ میں BARC کے ذریعے ڈیزائن کیے ہوئے اور ترقی یافتہ، ذرات کا پتہ لگانے والا پلانٹ شروع کیا گیا ہے، جو نیوکلیئر فزکس کے اولین شعبوں میں کام کرے گا۔

کرایوجینکس

CAT اور VECC نے کرایوجینکس میں مہارت کو کامیابی کے ساتھ فروغ دیا ہے۔ CAT میں کلوزڈ سائیکل کرایو ریفریجریٹر جو کہ 6.5 کیلون کی ترتیب میں درجہ حرارت پیدا کر سکتا ہے، کو بھی فروغ دیا جارہا ہے۔ دو مرحلے اور یک مرحلے کرایو کولرس کو بھی فروغ دیا گیا ہے جو کہ آزمائشی طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔

الیکٹرانکس، ساز وسامان اور کمپیوٹر

مختلف استعمال کے لیے ترقی یافتہ الیکٹرانک نظاموں، ساز وسامانوں اور پرزوں کے فروغ میں DAE (محکمہ ایٹمی توانائی) کے تحقیقی مراکز مصروف عمل ہیں۔ ٹرامبے میں الیکٹرانک کے شعبے میں الیکٹرانک کارپوریشن آف انڈیا (ECIL) جو کہ حیدرآباد میں واقع ہے، ایک اہم تنظیم ہے۔

کارپوریشن نے 70 اور 80 کے دہے میں ملک میں بلیک اینڈ وہائیٹ اور رنگین ٹیلی ویژن سیٹ لاکر ٹیلی ویژن انقلاب پیدا کردیا، اس نے دیہی ری براڈکاسٹ نظام کے ذریعے پورے ملک میں ٹیلی ویژن پہنچادیا۔ کارپوریشن کے سافٹ ویئر تجربے کے باعث بینکنگ شعبے میں خودکاری، پولیس کے لیے کنٹرول روم اور ڈائل 100 کی خودکاری، دفاع اور ٹیلی مواصلات سیکٹروں کے لیے میسیج سوئچنگ نظام، بندرگاہوں، کارپوریشنوں اور بازاروں کے لیے منتظمہ اطلاعاتی نظاموں کا فروغ ہو پایا۔ ملک گیر ٹیلکس نٹ ورکوں، میسیج سوئچنگ نیٹ ورک اور ٹیلی فون ایکسچینجوں کے رکھ رکھاؤ کا نظام مہیا کراکر ECIL نے ٹیلی مواصلات میں کافی اشتراک کیا۔ دفاعی فورسز کو کمان، کنٹرول، مواصلات، کمپیوٹر اطلاعاتی / جاسوسی نظاموں کے شعبوں میں ECIL ٹکنالوجی پرمبنی حل مہیا کررہا ہے۔ نیوکلیائی اور حرارتی بجلی گھر، فولاد پلانٹ اور دیگر متعلقہ عمل پذیر صنعتوں میں ECIL کا کنٹرول نظام لگا ہوا ہے۔

NPCIL کے ذریعے لگائے جارہے نیوکلیائی توانائی پلانٹوں میں BARC (بھابھا ایٹامک ریسرچ سنٹر) کا اشتراک بہت اہم ہے۔ BARC کے ذریعے ترقی یافتہ نظاموں میں پروگرامیبل ڈیجیٹل کمپیریٹر سسٹم، ڈیول پروسیسر ہاٹ اسٹینڈ۔ بائی پراسیس کنٹرول نظام، سوپروائیزری کنٹرول اور اعداد وشمار حاصل کرنے کا نظام وغیرہ شامل ہیں۔ فیلڈ میں استعمال کے لیے BARC نے NPCIL کو تین چینل نگرانی (BARCI) نظاموں کو مہیا کیا ہے۔

BARC میں ترقی یافتہ دیگر نتائج ہیں: انڈین ریلوے کے WAG-5 سیریز کے انجنوں میں ریٹروفٹنگ کے لیے مائیکروپروسیسر پر مبنی ٹریکشن کنٹرول نظام، فوٹو سکنڈ اسپیکٹرومیٹر کا قیام، ڈائمنڈ فلم ڈیپوزیشن تکنیک اور متعدد سلیکان پر مبنی ٹکڑوں کو تیار کرنا۔ PC پر مبنی CAMAC ایکسی لریٹر کنٹرول نظام، انفرادی نگرانی کے لیے امیج تجزیہ نظام چہرے کی تصویروں، دستخطوں، فنگر پرنٹ اور آواز کے اجزاء سمیت انفرادی تفصیلات کے ذخیرے اور واپسی حاصل کرنے کا ملٹی میڈیا ڈاٹا بیس سیکوریٹی اطلاق کے لیے، ٹرامبے میں کی جانے والی دیگر پیش رفت ہیں۔ فزیکل پروٹکشن سسٹم ڈیولپمنٹ پروگرام کے تحت BARC نے ایک

سسٹم اینوائرمنٹ
CCTV نظام کو ڈیجیٹل ویڈیو اسٹوریج سہولت، مائیکرو کنٹرولر پر مبنی ڈسٹری بیوٹڈ الارم سسٹم اور ریئل ٹائم آپریٹنگ سسٹم اینوائرمنٹ کے تحت ایس کنٹرول سسٹم کے ساتھ فروغ دیا ہے اور ترغیبی جفتہ (Inductively coupled) پلازما سورس ماس اسپکٹرومیٹر (ICP-MS) کی تعمیر کی ہے۔ BARC میں ترقی یافتہ انسٹرومنٹڈ پائپ انسپکشن گیج (IPIG) اہم کامیابی ہے۔ طویل قطروالی پائپ لائنوں کے لیے پائپ انسپکشن گیج کا بھی منصوبہ بنایا گیا ہے۔ IAEA پروگرام کے تحت BARC نے گاما کیمرے کے لیے انوگامی۔ 5 انٹرفیس کارڈ درآمد کیا ہے۔

اسپیسفک انٹیگریٹڈ
IGCAR نے ڈسٹری بیوٹیڈ ڈاٹا ایکوزیشن اور اینالسس نظام کو بھی شروع کیا ہے۔ مرکز نے اپلیکیشن اسپیسفک انٹیگریٹڈ سرکٹ (ASIC) کا فروغ اور ملک میں ترقی یافتہ SCADA کو شروع کیا ہے جن کا استعمال مان گرو کے ہیوی واٹر پلانٹ میں ہو رہا ہے۔ RAPS-II میں اطلاعاتی نظام اور توتی کورن کے ہیوی واٹر پلانٹ میں ڈاٹا لاگنگ اور ڈسپلے سسٹم کو بھی فروغ دیا گیا ہے۔

ریفلکٹر کے طور پر ہوتا
CAT میں ملٹی لیر تیار کرنے سے متعلق ٹکنالوجی کو فروغ دیا گیا، جس کا استعمال سافٹ ایکس رے ریفلکٹر کے طور پر ہوتا ہے۔

نوڈ سسٹم تیار کیا گیا
BARC کے ذریعے ترقی یافتہ انوپم سوپر کمپیوٹر میں متواتر بہتری لائی جارہی ہے۔ پینٹیم-III پر مبنی 84-نوڈ سسٹم تیار کیا گیا ہے جس نے 15 گیگا فلوپس کی برقرار رفتار کا مظاہرہ کیا ہے۔ امید ہے کہ نویں منصوبے کے آخر تک 50 گیگا فلوپس متواتر رفتار حاصل ہو جائے گی۔ انوپم کی کئی قسمیں DAE اور دیگر تنظیموں میں لگائی گئی ہیں۔

ریسرچ وفروغ
ریموٹ ہینڈلنگ اور روبوٹکس: بی۔اے۔آر۔سی اور آئی جی۔سی۔اے آر دونوں ہی جگہ رپورٹ سائنس ریسرچ وفروغ پروگراموں کی اسکی بڑی اہمیت ہے۔ بی۔اے۔آر۔سی اور ایچ ایم۔ٹی بنگلور کے تعاون سے بنایا سیلیٹر ماسٹر سلیب سرو۔مینو پلیٹرس کا فیلڈ میں تجربہ کیا جاچکا ہے۔ ریڈیو ایکٹو کیمکل تجربہ گاہوں میں استعمال کے لئے پانچ ڈگری آف فریڈم والے روبوٹ، 6 ڈگری آف فری ڈم والے روبوٹ اور چلنے پھرنے والے روبوٹ کوٹرامبے میں فروغ دیا گیا۔ آئی جی سی اے آر میں غیر تباہ کن ای ویلوایشن کے لئے مختلف آلات مثلاً موبائل اسکینر (موب اسکین) اور روبوٹک آلات مثلاً ریموٹ سے چلائے جانے والے پاور مین پولیٹر (روپ مین) بھی تیار کیے گئے۔ ریموٹ آپریشن کے لئے بوتلوں کے ڈھکن لگانے اور کھولنے کے لئے ایک ڈی کنگ روبوٹ بھی تیار کیا گیا۔

پوکھرن تجربات

زمین دوز نیوکلیائی تجربہ کیا
18 رمئی 1974ء کو بھارت نے راجستھان کے ریگستان میں پوکھرن کے مقام پر ایک پرامن زمین دوز نیوکلیائی تجربہ کیا تھا۔ 24 سال گزر چکنے کے بعد بھارت نے پوکھرن رینج میں 11 راور 13 رمئی 1998ء کو کامیابی کے ساتھ پانچ نیوکلیائی تجربات کئے۔ ان میں ایک تھرمونیوکلیئر ڈی وائس، ایک نیومن ڈی وائس اور ایک سب کلوٹن نیوکلیائی ڈی وائس شامل تھے۔ سبھی آلات کے پہلے سے اعلان کئے گئے نتیجوں اور ڈیزائن پیرامیٹر کی جانچ سے موصول پیمائشوں سے تجربہ کیا گیا اور انہیں درست پایا گیا۔

ٹکنالوجی کے تانے بانے

نیوکلیائی بجلی
ڈی اے ای کو اپنے مختلف تحقیقی مراکز میں انتہائی اور اعلیٰ درجہ کی ٹکنالوجی کے شعبوں میں کی گئی کثیر پہلو تحقیق سے نیوکلیائی بجلی کے پروگرام میں اور اس سے متعلقہ نیوکلیائی ایندھن کی سائیکل میں ملک کو خود کفیل ہونے میں مدد ملی ہے۔ ڈی اے ای کی تنظیموں

کی اندرونی طور پر حاصل شدہ ٹکنالوجی کی دوسرے شعبوں میں منتقل کر کے استعمال میں لانے کے سلسلہ میں زبردت کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ ڈی اے ای کے زیر اہتمام تحقیق وترقی کا جو کام ہوا ہے اس کے نتیجہ میں بہت سی ٹکنالوجیاں حاصل ہوئی ہیں جن سے بہت سی ہندوستانی صنعتوں کو فائدہ پہنچا ہے۔ ان میں میٹریل اور آمیزہ دھات، ریڈیو آئسوٹوپ پر مبنی آلات اور ٹکنک ٹشو کلچر ٹکنالوجی، جراحی کے لئے لیزر، اور صنعتی استعمال، الیکٹرانک آلات اور کل پرزے وغیرہ شامل ہیں۔ IIT کانپور اور DAE نے نیوکلیئر سائنس اور ٹکنالوجی کے پوسٹ گریجویٹ کورس میں داخلہ لینے کے خواہش مند طلبا کے انتخاب کے لیے باہمی معاہدہ کیا ہے۔

ریسرچ کے لیے فنڈ مہیا کرنا

DAE، بورڈ آف ریسرچ اینڈ نیوکلیئر سائنس (BRNS) اور نیشنل بورڈ آف ہائیر میتھمیٹکس (NBHM) جو کہ ممبئی میں واقع ہیں، علی الترتیب نیوکلیائی سائنس اور ریاضیات میں تحقیقی سرگرمیوں کی یونی ورسٹیوں اور دیگر تعلیمی اداروں میں حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ NBHM بین الاقوامی میتھمیٹکل اولمپیاڈ میں بھی حصہ لیتا ہے۔

بورڈ آف ریسرچ ان نیوکلیئر سائنسز یونیورسٹیوں اور اداروں میں تحقیقی عمل کو چار دہائیوں سے اسپانسر کرتا ہے۔ پچھلے کچھ سالوں میں بی۔آر۔این۔ایس۔ نے قومی تجربہ گاہوں میں بھی کئی تحقیقی پروجیکٹوں کو اسپانسر کیا ہے۔ محکمہ کے تحقیقاتی مرکزوں نے قومی اداروں، یونیورسٹیوں اور دیگر کے ساتھ تحقیقی تال میل کے معاہدوں پر دستخط کئے ہیں۔ 2001-2000 کے دوران بی۔آر۔ این۔ایس نے 54 نئے پروجیکٹوں کو مالی امداد دینا قبول کیا اور 134 چل رہے پروجیکٹوں کو جاری رکھا۔ بی۔آر۔این۔ایس نے آئی۔آئی۔ٹی ممبئی میں سینٹر فار ڈیزائن کا اینڈ ویری فکیشن آف سافٹ ویر، پونے یونی ورسٹی میں نیشنل سینٹر فار فاسٹ ری ایکشن کائنیٹکس اور ای۔آر۔ڈی۔ وڈودرا، میں لاس آف کولینٹ اکسیڈنٹ اینوائرنمنٹ ریسٹولیشن اینڈ ایجنگ ٹیسٹ فیسلٹی فار لارج کمپونٹ قائم کیے جانے کی منظوری دے دی ہے۔ بی۔آر۔این۔ایس ہونہار سائنس دانوں کو ینگ سائنٹسٹ پروجیکٹ انعام، ڈاکٹر کے۔ایس۔کرشن تحقیقاتی ایسوسیٹ شپ اور ہومی بھابھا چیئرس بھی فراہم کرتا ہے۔

انسانی وسائل کی ترقی

ایٹمی ٹکنالوجی کو بڑھاوا دینے کے محکمہ ایٹمی توانائی کی کوششوں کے تحت اس کے سائنس دانوں/انجینئروں کے لئے اعلی درجے کا تربیتی پروگرام چلایا جاتا ہے۔ محکمہ کے تحقیقاتی سہولتوں کے استعمال کے لئے بین یونیورسٹیوں کی تنظیم کے تحت پروگرام چلایا جاتا ہے۔ محکمہ کے ماہرین کے تجربے کے فائدے سے یونیورسٹی نظام میں اعلی سائنسی تعلیم کا معیار بڑھتا ہے۔ آئی۔اے۔ای۔اے کے ذریعہ یا دوطرفہ معاہدوں کے تحت دیگر ملکوں کو تربیتی سہولتیں/فیلوشپ بھی مہیا کرائی جاتی ہے۔

DAE کی اکائیوں کے ذریعے ٹریننگ کورس، سیمینار، مذاکرات اور ورکشاپ پابندی سے منعقد کیے جاتے ہیں۔ ٹرامبے کا ٹریننگ اسکول اور اس سے منسلک CAT اندور، NFC حیدرآباد اور NPCIL کے ذریعے نیوکلیر اور اس سے متعلقہ ٹکنالوجیوں میں کثیر موضوعاتی مخصوص ٹریننگ دی جاتی ہے۔ محکمہ اور UGC نے 1989 میں اندور میں بین یونی ورسٹی گروپوں کی تشکیل کی جو کہ محکمے کی ریسرچ سہولیات جیسے ٹرامبے کے ریسرچ ری ایکٹر، کولکاتہ کا سائیکلوٹرون وغیرہ کو یونی ورسٹی کے ریسرچ اسکالروں کو مہیا کراتا ہے۔ یہ گروپ UGC کی نگرانی میں کام کراتا ہے۔ DAE نے قومی لیبارٹری اور یونی ورسٹی نظاموں کے درمیان ہم آہنگی بڑھانے کے لیے کئی قدم اُٹھائے ہیں ان میں ان قومی پیمانے پر شہرت یافتہ اداروں کو امداد دینا شامل ہے، جو کہ نیچرل سائنس، ریاضیات اور علم فلکیات سے فیوزن ریسرچ تک کے بنیادی اور عملی تحقیق میں مصروف عمل ہیں۔ DAE کے پروگراموں سے

جڑے شعبوں کے لیے یونی ورسٹیوں اور اداروں کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

فروغ انسانی وسائل پروگراموں سے نیوکلیئر زراعت، نیوکلیئر ادویات، ریڈیو، آئیسوٹوپ ٹکنالوجی اور خصوصی خدمات کے میدان میں کئی ملکوں کو فائدہ ہوا ہے۔ ہند۔ جرمن دوطرفہ معاہدوں اور دیگر پروجیکٹوں کے تحت مل جل کر تحقیقاتی پروگرام چلائے جا رہے ہیں۔ تربیتی سہولیات، فیلوشپ، سائنسی دورے وغیرہ اور خصوصی کاموں کے لئے سائنس دانوں کی خدمات فراہم کرنے کی پیش کش آئی۔ اے۔ ای۔ اے کے ذریعہ ان ملکوں کو کی جاتی ہے۔ جن کے ساتھ ہندوستان نے ایٹمی توانائی کے پرامن استعمال کے شعبے میں دوطرفہ معاہدے کئے ہیں۔

بین الاقوامی تعلقات

بھارت بین الاقوامی ایٹمی توانائی ایجنسی آئی اے (ای۔اے) کے گورننگ بورڈ کا ممبر اس کے قیام کے وقت سے ہی ہے۔ ستمبر 1994ء میں بھارت کو ایک سال کے لئے آئی اے ای اے کے گورننگ بورڈ کا چیئرمین بھی چنا گیا تھا۔ DAE ورلڈ ایسوسیشن آف نیوکلیئر آپریٹرس کا سرگرم ممبر ہے اور امریکہ، جاپان اور جنوبی کوریا سمیت کئی ملکوں کے ماہرین کے ساتھ تبادلۂ خیال کرتا ہے۔ IGCAR نے بھی انٹرنیشنل ورکنگ گروپ آن فاسٹ ری ایکٹرس میں سرگرم کردار ادا کرتا ہے۔

بھارت کے خلائی پروگرام

بھارت کے خلائی پروگرام کا باقاعدہ آغاز 1972ء میں ہوا تھا جب خلائی کمیشن اور محکمہ خلاء (ڈی او ایس) کا قیام عمل میں آیا تھا مقصد یہ تھا کہ خلائی ٹکنالوجی اور اس کے استعمال کو فروغ دیا جائے بالخصوص ٹیلی مواصلات ٹیلی ویژن نشریات، موسمیات، وسائل کے سروے اور نظم و نسق کے شعبوں میں۔ سٹلائٹوں، لانچ گاڑیوں اور زمینی نظام کی تیاری خلائی پروگرام کے ناگزیر مقاصد ہیں۔ خلائی پروگرام پر خاص طور پر بھارت خلائی تحقیق کی تنظیم (اسرو) قومی ریموٹ سنسنگ ایجنسی اور فزیکل ریسرچ لیباریٹری کے ذریعہ عمل کیا گیا۔ گزشتہ 25 سال کے دوران بھارت کے خلائی پروگرام کے مربوط اور خود کفیل نظام کے ذریعہ متاثر کن ترقی ہوئی ہے۔

انسیٹ سسٹم

انڈین نیشنل سٹلائٹ سسٹم (انسیٹ سسٹم) ٹیلی مواصلات، موسم پر نظر رکھنے اور اعداد وشمار نشر کرنے، ٹیلی ویژن براڈ کاسٹنگ اور ریڈیو ٹیلی ویژن پروگرام کی تقسیم کے لئے ایک کثیر مواصلاتی سٹلائٹ کا نظام ہے۔ یہ محکمہ خلاء (ڈی او ایس) محکمہ ٹیلی مواصلات (ڈی او ٹی) بھارت کے محکمہ موسمیات (آئی ایم ڈی) آل انڈیا ریڈیو (اے آئی آر) اور دوردرشن کے مشترکہ اہتمام میں کام کرتا ہے۔ انسیٹ خلائی شعبہ کے قیام اور اسے چلانے کی براہ راست ذمہ داری ڈی او ایس پر ہے۔

انسیٹ بی کو متحرک کرنے کے ساتھ ہی 1983 میں انسیٹ نظام کا قیام عمل میں آیا تھا۔ اس وقت اسرو کے ذریعے تیار کیے گئے INSAT-2C، INSAT-2E اور INSAT-3B کام کر رہے ہیں۔ INSAT-2DF، ARABSAT سے اکتوبر 1997 میں خریدا گیا۔

انسیٹ 2 سی میں انسیٹ 2 اے اور 2 بی کی طرح مواصلاتی ٹرانسپونڈروں کو لے جانے کے علاوہ کے یو بینڈ ٹرانسپونڈر بھی شامل ہیں جو کہ کاروباری مواصلات، توسیع شدہ دوری تک ٹی وی پروگراموں کو پہنچانے والے سی بینڈ ٹرانسپونڈروں سے لیس ہیں جو ان پروگراموں کو جنوب مشرقی ایشیا سے مشرق وسطی تک پہنچاتے ہیں اور موبائل سٹلائٹ سروسز کو چلانے کے لئے

ٹرانسپونڈروں سے بھی لیس ہیں۔ اس میں موسم کی خبر رکھنے والے آلات نہیں نصب ہیں۔ انسیٹ 2 سی اور انسیٹ 2بی جیو اسٹیشنری مدار میں واقع ہیں اور مقررہ آربٹل سلاٹس کو ٹھیک ڈھنگ سے استعمال کر سکتے ہیں۔ انسیٹ 2 ای میں بہتر قسم کے موسمی آلات رکھے جا سکتے ہیں۔ اور انسیٹ 2 سی ہی کی طرح مواصلاتی آلات رکھے جا سکتے ہیں۔ ڈی او ایس کی جانب سے انسیٹ 2 ای پر سی بینڈ صلاحیت کے 36 ایم ایچ زیڈ کے مساوی گیارہ یونٹس اعلی سیٹ تنظیم کو لیز پر (پٹہ پر) دی جائیں گی۔ انسیٹ 3 اے سے انسیٹ 3 ای تک کے پانچ سٹلائٹوں کو 2000-1999 کے درمیان لانچ کرنے کا پروگرام ہے 22 مارچ 2000 میں انسیٹ 3 اے سے چھوڑا گیا۔ اس سے 12 وسیع سی بینڈ ٹرانسپونڈ، 3k یو بینڈ ٹرانسپونڈر اور ایک موبائل سٹلائٹ خدماتی ٹرانسپونڈر شامل ہیں۔

ان سیٹ کے ذریعہ استعمال کی جانے والی صلاحیت انسیٹ 2 ای میں پیدا کی جا رہی ہے ملک کے شمال مشرقی حصہ میں مختلف اقسام کے 564 سے زیادہ ٹیلی مواصلات کے ٹرمنل کام کر رہے ہیں جس میں 50 ٹرمنل دیہی ٹیلی گرانی کے لئے ہیں جو کہ انسیٹ نٹ ورک میں کام کر رہے ہیں جو کہ 135 سے زیادہ راستوں پر دونوں جانب سے کام کرنے والے لگ بھگ 5,600 اسپیچ سرکٹ فراہم کرتے ہیں۔ ضلعی اور ریاستی صدر مقامات کے درمیان قومی پیمانہ پر اعداد و شمار کے بارے میں معلومات فراہم کرنے والے 800 سے زیادہ مائیکرو ٹرمنل بھی قومی اطلاعاتی مرکزوں کے تحت قائم کئے گئے ہیں۔

انسیٹ کے ذریعہ کچھ سٹلائٹ پر مبنی نیٹ ورک بھی کام کر رہے ہیں جیسے نیشنل تھرمل پاور کارپوریشن (این ٹی پی سی) گیس اتھارٹی آف انڈیا لمیٹڈ (جی اے آئی ایل) نیوکلیر پاور کارپوریشن (این پی سی) انڈین ٹیلی فون انڈسٹریز (آئی ٹی آئی) آئیل اینڈ نیچرل گیس کمیشن (او این جی سی) نیشنل فرٹی لائزرس لمیٹڈ (این ایف ایل) اور کول انڈیا لمیٹڈ (سی آئی ایل) پریس ٹرسٹ آف انڈیا (پی ٹی آئی) نیشنل تھرمل پاور کارپوریشن NTPC نے زیادہ سرعت کے ساتھ اور زیادہ سے زیادہ خبریں فراہم کرنے اور اطلاعاتی خدمات فراہم کرنے کے لئے انسیٹ سٹیلائٹ کی براڈ کاسٹ سہولیات سے استفادہ کیا ہے۔ انسیٹ 2 سی، انسیٹ۔2 ای کی دستیابی کے ساتھ ہی کے یو بینڈ اور موبائل سٹلائٹ سروس کو استعمال کر کے کاروباری مواصلات کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

انسیٹ میں لگے ہوئے وی ایچ آر آر آلہ کی مدد سے موسم کے بارے میں جو معلومات حاصل کی جاتی ہیں ان سے ملک میں موسم کی بہتر پیش گوئی میں کافی مدد ملی ہے۔ سٹیلائٹ پر مبنی کسی خاص علاقہ میں نازل ہو سکنے والی تباہی کے بارے میں وارننگ وصول کرنے والے سو سے زاید آلات ان ساحلی علاقوں میں نصب کئے گئے ہیں جو سمندری طوفانوں سے خبردار کرتے ہیں۔

انسیٹ سے ٹیلی ویژن کی خدمات میں بھی سدھار آیا ہے۔ 1070 سے زیادہ ٹی وی ٹرانسمیٹر وں کو انسیٹ کے ذریعہ جوڑ دیا گیا ہے۔ انسیٹ ٹیلی ویژن نیٹ ورک کی رسائی ملک کی 85 فیصد آبادی تک ہے۔ انسیٹ 2 سی کیبلوں کے ذریعہ بھارتی ٹیلی ویژن کی رسائی ملک کی سرحدوں سے بھی آگے تک ہوگئی ہے اور اب جنوب مشرقی ایشیا اور مشرق وسطی تک بھارتی ٹی وی کے پروگرام دیکھے جا سکتے ہیں۔ ٹیلی ویژن سے تعلیم دینے کی خدمت انسیٹ کے ذریعہ نیشنل نیٹ ورکس میں قومی سطح پر انجام دینے کا اور کئی ریاستوں بشمول آندھرا پردیش، اڑیسہ مہاراشٹر گجرات اور اتر پردیش میں پرائمری اسکول کی سطح پر ٹیلی ویژن سے تعلیم دینے کا انتظام کیا گیا ہے۔ انسیٹ کے ایک چینل کو تعلیم اور ٹریننگ کے لئے وقف کر دیا گیا ہے۔ سٹلائٹ پر مبنی ترقیاتی مواصلات و ٹریننگ کے مظاہرہ کے لئے ایک دو سالہ پائلٹ پروجکٹ مدھیہ پردیش کے ضلع جھبوا میں ہاتھ میں لیا گیا ہے۔ اسے اب پڑوسی اضلاع سمیت 1,000 دیگر گاؤں میں لے جایا جا رہا ہے۔

بھارت کا ریموٹ سنسنگ سٹلائٹ نظام

بھارت کے ریموٹ سنسنگ (آئی آر ایس) سٹلائٹ قدرتی وسائل کے قومی انتظام کا نظام (این این آر ایم ایس) کی جان
ہیں جن کی نوڈل ایجنسی محکمہ خلاء (ڈی او ایس) ہے اور جو آپریشنل ریموٹ سنسنگ اعداد و شمار کی خدمت انجام دیتے ہیں۔
مارچ 1988 میں آئی آر ایس۔1 اے کو متحرک کر کے آئی آر ایس نظام کو شروع کیا گیا تھا۔ ایک اسی طرح کا سٹلائٹ آئی آر ایس
1۔بی اگست 1991 میں داغا گیا تھا تا کہ آئی آر ایس کی خدمات کو جاری رکھا جائے۔ آئی آر، ایس، ایس آئی آر ایس، پی 3۔ آئی
آر ایس 1 ڈی اور آئی۔آر۔ایس۔پی۔4 کے ذریعہ آئی آر ایس نظام کو مزید طاقتور بنایا گیا ہے۔ ان میں سے آخری دو
سٹلائٹ بھارت کی اپنی ہی لانچ گاڑی پی ایس ایل وی، آئی آر ایس۔1 سی 28 دسمبر 1995 کو ایک روسی راکٹ سے داغے
گئے تھے اور آئی آر ایس 1 ڈی کو 29 ستمبر 1997 کو پی ایس ایل وی کے ذریعہ داغا گیا تھا جس کے نتیجہ میں زیادہ لمبے چکر کاٹنے،
اسپیکٹرل بینڈوں اسٹریواسکوپ امیجنگ، وسیع علاقہ کا احاطہ کرنے اور پہلے کے سیارچوں سے زیادہ واپس آنے کی اہلیت حاصل
کرنے میں مدد ملی ہے۔ ان پر اعداد و شمار کو ریکارڈ کرنے کے لئے ٹیپ ریکارڈر لگے ہوئے ہیں آئی آر ایس۔پی 3 کو پی ایس ایل
وی کی تیسری ترقیاتی پرواز (پی ایس ایل وی۔ڈی 3 کے ذریعہ 21 مارچ 1996 کو داغا گیا تھا۔ اس میں ایک موڈولر آپٹو
الیکٹرانک اسکینر (ایم او ایس) لگا ہے جو کہ ڈی ایل آر جرمنی نے ڈیزائن اور تیار کیا ہے۔ اس میں آئی آر ایس۔ اسی ہی کی طرح کا
ایک وائیڈ فیلڈ سنسر (ڈبلو آئی ایف ایس) بھی اعزازی شارٹ ویو آئی آر (ایس ڈبلو آئی آر) بینڈ کے ساتھ لگا ہوا ہے تا کہ پیڑ
پودوں کی دولت کا پتہ لگایا جا سکے۔ اس کے ساتھ ہی ایک ایکسرے ایسٹرونامی پے لوڈ (ایکس اے پی) بھی نصب ہے تا کہ کامک
ایکسرے کے وسائل اور ٹرانزی اینٹ ایکسرے وسائل کی چھان بین کی جا سکے۔ پی۔ایس۔ایل وی سے آئی۔آر۔ایس۔پی
(اوسیان سیٹ) کو 26 مئی 1999 کو داغا گیا۔ نقشہ تیار کرنے اور زرعی وسائل کے سروے کے لئے اگلے تین سالوں میں علی
الترتیب آئی۔آر۔ایس۔پی۔5 اور آئی۔آر۔ایس۔پی۔6 بھیجے جانے کا منصوبہ ہے۔

این این آر ایم ایس کے تحت ملک میں ریموٹ سنسنگ کا استعمال اب مختلف شعبوں میں ہوتا ہے مثلاً زیر کاشت رقبہ اور
پیداوار کا تخمینہ لگانے، خشک سالی کی وارننگ دینے اور اس کا جائزہ لینے، سیلاب پر قابو پانے اور اس سے ہونیوالے نقصان کا جائزہ
لینے، زمین سے استعمال رصورتحال کے بارے میں معلومات فراہم کرنے، زراعت کے تعلق سے موسمی منصوبہ بندی، بنجر زمین کے
نظم ونسق، آبی وسائل کا انتظام کرنے، زیر زمین پانی کو استعمال کرنے، برف کے پگھلنے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے
واٹر شیلڈ اور کمانڈ ایریا کی دیکھ ریکھ ماہی گیری کو ترقی دینے، شہری ترقی، معدنیات کا اندازہ لگانے اور جنگلات کے وسائل کا سروے
کرنے وغیرہ کے لئے۔ آئی۔آر۔ایس سے موصول اطلاعات کا اہم استعمال 1992 میں شروع کئے گئے مستقل ترقی کے تطبیق
مشن میں کیا جاتا ہے۔ اس مشن کے لئے 175 ضلعوں کو منتخب کیا گیا ہے۔ جن میں طویل مدتی فروغ کے مخصوص جگہ عمل پروجکٹ
شروع کرنے کا نشانہ رکھا گیا ہے۔ آئی۔آر۔ایس۔پی۔4 سے بحری وسائل سے متعلق استعمالات کی نئی راہ کھول دی ہے۔

لانچ گاڑی ٹکنالوجی

ہندوستان نے لانچ گاڑیوں کے شعبے میں شروعات ایس۔ایل۔وی۔3 کی عام صلاحیت کے ساتھ کی جو 40 کلوگرام کے
درجہ کے سٹلائٹ کو زمین کے قریب مدار میں بھیج سکتا تھا۔ اس صلاحیت میں فروغ یافتہ لانچ گاڑی (Augmented
Satellite Launch Vehicle-ASLV) بننے سے کافی بہتری ہوئی۔ ان گاڑیوں نے مئی 1992 و مئی 1994 میں
کامیابی سے دو اڑانیں بھریں۔ اور ایس۔آر۔او۔ایس۔ایس (وسیع رونی سٹلائٹ سیریز) سٹلائٹوں کو گاما رے برسٹ تجربے
سے اور ریکارڈنگ پوٹینشیل اینلائزر کے ساتھ زمین کے نچلے مدار میں پہونچایا گیا۔ دوسرا مصنوعی سیارہ ایس۔آر۔او۔ایس

ایس۔سی2ابھی بھی اہم وقیمتی سائنسی اعداد وشمار بھیج رہا ہے۔

اب ہندوستان میں آپریشنل لانچ وہیکل (PSLV) کو فروغ دیا جا چکا ہے۔اس سے 1200 کلوگرام IRS درجے تک کے ریموٹ سنسنگ مصنوعی سیاروں کو قطبی شمس یک زمانی (Polar Sunsyncronise) مدار میں قائم کیا جا سکتا ہے۔ترقی کی پہلی کامیاب اڑان پی۔ایس۔ایل۔وی ڈی2، 15 اکتوبر 1994 کو ہوئی اور اس نے سٹیلائٹ آئی۔پی۔آر۔ایس۔پی۔2 کو مقررہ قطبی مدار میں کامیابی کے ساتھ قائم کیا۔دوسری اور آخری ترقی اڑان پی۔ایس۔ایل۔وی۔ڈی۔3، 21 مارچ 1996 کو ہوئی۔جس سے آئی۔ایس۔آر۔پی۔3 کو قطبی مدار میں پہونچا دیا گیا۔پہلی آپریشنل اڑان پی۔ایس ایل وی سی اے آئی۔آر۔ایس۔1 ڈی کو مدار میں قائم کیا۔پی۔ایس۔ایل۔وی 2 نے انڈین ریموٹ سنسنگ سٹیلائٹ، آئی۔آر۔ایس۔پی 4 (اوشین سیٹ) ایک کوریائی مصنوعی سیارہ کٹ سیٹ۔3 اور ایک جرمن مصنوعی سیارہ ٹوب سیٹ کو 26 مئی 1999 کو 727 کلومیٹر کے قطبی یک زمانی مدار میں چھوڑا گیا۔2000-01 میں پی۔ایس۔ایل۔وی۔سی3 سے آئی۔آر۔ایس۔پی۔5 (کروٹوسیٹ) اور بیلجیم سٹیلائٹ پروبا کو لانچ کیا جائے گا۔جیوسنکرونس سٹیلائٹ لانچ گاڑی (GSLV) جس میں ایک کرایوجنک مرحلہ بھی ہوگا اور جو 2,000 کلوگرام کے ان سیٹ درجے کے سیارے کو جیوسنکرونس منتقلی مدار میں پہونچانے کے اہل ہوگا۔اس کی کافی تیزی سے ترقی ہو چکی ہے اور 2000-2001 تک اس کا پہلا تریاتی تجربہ کئے جانے کی امید ہے۔

خلائی سائنس

خلائی سائنس تحقیق کے تحت خاص طور سے علم فلکیات، فلکی طبیعات، سیاراتی کرہ ہوا، ایرونامی، علم ارضیات اور نظام شمسی کے مطالعات و نظریاتی طبیعات میں تحقیق ہوتی ہے۔تحقیقی کام خاص طور سے احمد آباد کی علم طبیعات کے تجربہ گاہ میں ہوتا ہے۔تھوڑا بہت تحقیقی کام ترواینت پورم کی خلائی طبیعات کے تجربہ گاہ، خلائی اطلاقی مرکز احمد آباد، ISRD سیٹلائٹ سینٹر بنگلور میں ہوتا ہے۔ارضیاتی ماحول پر انسانیاتی سرگرمیوں کے مطالعے کے لئے کرہ ارض۔کرہ حیاتیات تحقیقی پروگرام کے تحت باقاعدہ غباروں، راکٹوں اور سیاروں کے ذریعہ تجربے کئے جا رہے ہیں کرہ ہوا حرکیات، کرہ ہوا کی ہلچل اور ان کی وسعت کی پیمائش کرہ ہوا کی آلودگی، ہوا کے دباؤ کی سمت، بادل طبیعات وغیرہ کے لئے ترویج کے قریب گاڈانکی میں ایک قومی میواسفیرڈ، اسٹیریٹواسفیر رڈار فیسلٹی (NMRF) قائم کیا گیا ہے۔ایس۔آر۔او۔ایس۔ایس مصنوعی سیاروں میں کی گئی ماکرونوں کے دھماکہ تجربوں اور آئی۔آر۔ایس۔پی3 سٹیلائٹ پر ایکس رے پیلوڈ سے ملے قیمتی اعداد و شمار سے اعلیٰ توانائی علم فلکیات میں تحقیق میں مزید مدد ملی ہے۔

خلائی صنعت تعاون

خلائی صنعت تعاون کے تحت 236 سے زیادہ صنعتوں کو اسرو کے ذریعہ ترقی یافتہ جدید ٹکنالوجی کے کاروباری استعمال کے لئے منتقل کیا گیا ہے۔صنعتوں کو ٹکنالوجیوں سے متعلق صلاح بھی دی جاتی ہے۔صنعتوں کے ذریعہ اپنی ٹکنالوجی صلاحیت اور مہارت کا استعمال کرنے میں بھی خلائی پروگرام معاون ثابت ہوئے ہیں ایرونائکس، مواصلات اور انجینئرنگ سے متعلق کئی بڑی کمپنیوں نے خلائی ہارڈویر کے بارے میں خصوصی محکمے بنائے ہیں۔اسرو کے ذریعہ ترقی یافتہ ٹکنالوجی کے مختلف شعبوں میں استعمال اور کاروباری بنانے کے لئے انترکش کارپوریشن لمیٹڈ نام سے ایک سرکاری کمپنی کی تشکیل کی گئی ہے۔

انترکش لمیٹڈ کو ایک سرکردہ امریکی کمپنی سے پوری دنیا میں ہندوستانی ٹیلی مواصلاتی سیاروں سے ملنے والے اعداد و شمار کو حاصل کرنے و فروخت کرنے کا ایک اہم کنٹرکٹ مل چکا ہے۔دنیا بھر میں کئی ارضی مراکز اب تک ہندوستان کے ذریعہ دئے گئے ساز و سامان سے انڈین ریموٹ سنسنگ سیٹلائٹ کے اعداد و شمار حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھ چکے ہیں اور انترکش لمیٹڈ کئی

معاہدوں کی تکمیل بھی کر چکا ہے۔

تعلیمی اور تحقیقی و فروغ اداروں سے تعلقات

خلائی پروگرام میں بہتری لانے کے لئے 'اسرو' تعلیمی اور تحقیقی و فروغ اداروں کے ساتھ تعلق بنائے رکھنے کا ایک سرگرم پروگرام چلا رہا ہے۔ اسپانسر ریسرچ اسکیم کے تحت تعلیمی اور تحقیقی و فروغ اداروں میں چلنے والے کئی پروجیکٹوں کو محکمہ خلاء کے ذریعہ فنڈ کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ کئی سرکردہ اداروں خلائی ٹکنالوجی سیل قائم کیا گیا ہے۔

بین الاقوامی تعاون

بین الاقوامی تعاون، ہندوستانی خلائی پروگرام کا اہم جز ہے۔ اکویٹوریل راکٹ لانچنگ مرکز قیام، ایس۔ آئی۔ ٹی۔ ای اور اس۔ ٹی۔ ای۔ پی کا آپریشن، آریہ بھٹ، بھاسکر 1 اور 2، اور ایپل لانچ کرنا، انسانی خلائی مہم 'وکاس' انجن کا فروغ وغیرہ کام کئی ملکوں کے تعاون سے ممکن ہوئے ہیں۔ ان پروگراموں میں جن ملکوں کا تعاون حاصل ہوا ہے، وہ ہیں۔ امریکا، سابق سوویت یونین، فرانس، جرمنی، یوروپی خلائی ایجنسی وغیرہ۔ ہندوستان نے چین، فرانس، جرمنی، کناڈا، ہنگری، ماریشش، ناروے، روس، سویڈن، سیریا، نیدرلینڈ، اور اکرین اور کئی خلائی ایجنسیاں جیسے یوروپی خلائی ایجنسی کے ساتھ تعاون کے معاہدے کئے گئے ہیں۔ دیگر ملکوں کے ساتھ اپنے تجربوں کی حصہ داری کے تحت ہندوستان "SHARES" پروگرام دوسرے ملکوں کے ملازمین کو تربیت دیتا ہے۔

ماحولیات سے متعلق تحقیق کے بین الاقوامی مہم میں ہندوستان نے سرگرم حصہ داری کی ہے۔ بیرونی خلا کے پرامن استعمال کے لئے تشکیل کی ہوئی اقوام متحدہ کی کمیٹی میں بھی ہندوستان بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔ سیارے کی مدد سے تلاش اور بچاؤ کے بین الاقوامی پروگرام کے تحت ہندوستان نے مقامی استعمال کے دو ٹرمنل اور مشن کنٹرول مرکز قائم کئے ہیں۔ نومبر 1995 میں ہندوستان میں اقوام متحدہ کے ایشیا بحرالکاہل علاقائی مرکز کا افتتاح ہوا، جو خلائی ٹکنالوجی کے سماجی فائدے کے شعبے میں کی گئی تحقیق و ترقی کی حصہ داری میں ہندوستان کے کردار کو ظاہر کرتا ہے۔

خلائی مرکز اور اکائیاں

خلائی مرکز اور اسرو کا ہیڈ کوارٹر بنگلور میں واقع ہے۔ خلائی پروگرام کے تحت تحقیق و فروغ کے تحت تحقیق و فروغ کے کام مندرجہ ذیل مراکز اور محکمہ خلاء/اسرو کی اکائیوں میں کئے جاتے ہیں۔

(1) وکرم سارابھائی ریسرچ مرکز، تری اننت پورم، لانچ گاڑیوں کے فروغ کا اولین مرکز ہے۔ یہ راکٹ تحقیق منصوبے، اور لانچ گاڑیوں کے فروغ کے پروجیکٹوں کو بنانے اور ان کے نفاذ کے لئے اہم مرکز ہے (2) اسرو سٹیلائٹ مرکز (ISAC) بنگلور، سائنسی، تکنیکی اور ان کے استعمال سے متعلق مشنیوں کے لئے سٹیلائٹ کے ڈیزائن، تعمیر، جانچ اور انتظامیہ کے لئے ذمہ دار ہے۔ (3) خلائی اطلاق مرکز (SAC) احمد آباد، مصنوعی سیاروں کے پے لوڈ نظام کا تصور اور فروغ اور خلائی ٹکنالوجی کے استعمال کے مظاہرے کا مرکز ہے۔ (4) شار (SHAR) مرکز، شری ہری کوٹہ آندھرا پردیش کے مشرقی ساحل پر واقع ہے اور اسرو کا خاص لانچ مرکز ہے۔ اس مرکز میں ہندوستانی لانچ گاڑیوں کے ٹھوس ایندھن کے مختلف مراحل کا زمین پر تجربہ اور آگے بڑھانے کے عمل بھی کیا جاتا ہے۔ (5) مائع کی قوت سابقہ سسٹم کا مرکز (LPSC) لانچ گاڑیوں اور مصنوعی سیاروں کو مائع کی قوت سابقہ نظام کے فروغ کا اہم مرکز ہے۔ تروانت پورم، بنگلور، اور مہندر گری (تمل ناڈ) میں اس مرکز کی شاخیں ہیں۔ (6) ترقی اور تعلیمی ترسیل

اکائی، اقتصادی تعین قدر کا کام دیکھتی ہے۔ (7) اسرو ٹیلی میٹری ٹریکنگ (نگرانی) اور کنٹرول نٹ ورک کا ہیڈ کوارٹر اور مصنوعی سیارہ کنٹرول مرکز بنگلور میں ہے۔ شری ہری کوٹا، تری اننت پورم، بنگلور، لکھنؤ، پورٹ بلیر اور ماریشس میں اس کے ارضی اسٹیشن ہیں۔ یہ اسرو کی لانچ گاڑیوں اور سٹیلائٹ مشنوں اور دیگر خلائی ایجنسیوں کو ٹیلی میٹری، نگرانی اور کنٹرول سہولتیں فراہم کرتے ہیں۔ (8) ہاسن، کرناٹک کا ماسٹر کنٹرول سہولتوں (MCF) کا مرکز ان سیٹ مصنوعی سیاروں کے لانچ کرنے کے بعد کی سبھی سرگرمیوں کے لئے ذمہ دار ہے۔ جن میں سٹیلائٹ کے دیگر عمل شامل ہیں۔ (9) اسرو جمود نظام اکائی (IISU) ترواننت پورم سٹلائٹوں اور لانچ گاڑیوں کے لئے جامد نظام کو فروغ دیتا ہے۔ (10) فزیکل ریسرچ تجربہ گاہ (PRL) احمد آباد محکمہ خلاء (DOS) کے تحت خلائی اور متعلقہ سائنس میں تحقیق کرنے والا اہم مرکز ہے۔ (11) محکمہ خلا کے تحت قومی ریموٹ سنسنگ ایجنسی (NRSA) حیدرآباد سٹیلائٹ سے حاصل اعداد و شمار کا استعمال کر زمینی وسائل کی شناخت، درجہ بندی اور نگرانی کے لئے ذمہ دار ہے اور (12) نیشنل میسواسفیر، اسٹریٹو اسفیر، اسٹریٹو اسفیر، ٹروپو اسفیر ریڈر فیسلیٹی (NMRF) تروپتی کے پاس گاندکی میں واقعہ ہے۔ ماحولیات تحقیق میں، سائنس داں اس سہولیت کا استعمال کرتے ہیں۔ علاقے میں خلائی اطلاق کو فروغ دینے کے لیے شلانگ میں نارتھ ایسٹرن اسپیس ایپلی کیشن سنٹر (NESAC) قائم کیا گیا ہے۔

انفارمیشن ٹکنالوجی

انفارمیشن ٹکنالوجی (IT) میں ترقی کا ملک کی اقتصادیات اور اس طرح انسان کی معیار زندگی پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ کمپیوٹر، مواصلات اور مافیہ کی واقفیت کے ساتھ ساتھ جہاں ایک طرف وسیع مواقع حاصل ہو رہے ہیں وہیں دوسری طرف چیلنج کا بھی سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ آئی۔ٹی۔ انقلاب نے اقتصادی اور سماجی کایا پلٹ کے نئے امکانات کے دروازے کھول دیئے ہیں جس کا فائدہ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دونوں ہی ممالک پوری طرح سے اٹھا سکتے ہیں۔

سافٹ ویئر صنعت، معاشیات کے سب سے زیادہ تیزی کے ساتھ بڑھ رہے سیکٹروں میں سے ایک کی شکل میں ابھرا ہے۔ پچھلے پانچ سالوں سے ہر سال 50 فی صد سے زیادہ CAGR اضافہ درج کیا گیا اور سال 2001-2000 میں کل پیداوار 8.3 ارب ڈالر اور برآمد 6.2 ارب ڈالر تک پہنچ گئی۔ سرکار نے ہندوستانی سافٹ ویئر صنعت کے لیے سال 2008 تک 50 ارب ڈالر کی برآمد کا ہدف رکھا ہے۔

ہندوستان میں IT سافٹ ویئر اور خدمات صنعت کا کل گھریلو پیداوار میں تقریباً 2 فی صد کا اشتراک ہے۔ میکنزی رپورٹ کے مطابق 2008 تک ہندوستانی سافٹ ویئر کا مجموعی گھریلو پیداوار (GDPI) بڑھ کر 77 فی صد ہو جائے گا۔ سال 2001-2000 کے کل ہندوستانی برآمد 440 ارب ڈالر تھی، جس میں سافٹ ویئر اور خدمات کا حصہ 14 فی صد تھا۔ امید ہے کہ 2008 تک ہندوستان آئی۔ٹی۔ سافٹ ویئر اور خدمات کی برآمد کل ہندوستانی برآمد کی 35 فی صد ہو جائے گی۔ ہندوستانی سافٹ ویئر پروفیشنلس نے عالمی بازار میں اپنی مخصوص پہچان بنالی ہے۔ آج فارچون 1000 کمپنیوں میں سے 260 کمپنیاں یعنی دنیا کی ہر بڑی چار کمپنیوں میں سے تقریباً ایک اپنی سافٹ ویئر ضرورتیں ہندوستان سے پوری کر رہی ہیں۔ ہندوستان کی سافٹ ویئر صنعت نے بہترین وشاندار کوالٹی فراہم کرنے میں نمایاں امتیاز حاصل کرلیا ہے۔ متعدد ہندوستانی سافٹ ویئر کمپنیوں نے بین الاقوامی معیار کا سرٹیفکٹ حاصل کرلیا ہے۔ چوٹی کی 400 کمپنیوں میں سے 250 سے زیادہ نے ISO 9000 سرٹیفکٹ حاصل کرلیا ہے۔ زیادہ اہم تو یہ ہے کہ 27 ہندوستانی کمپنیوں نے SEI CMM (سافٹ ویئر انجینیئرنگ انسٹی ٹیوٹ کیپلٹی میچیورٹی ماڈل) لیول 5 سرٹیفکٹ (سافٹ ویئر سرگرمیوں کے لیے اعلیٰ کوالٹی معیار) حاصل کرلیا ہے۔ انفارمیشن ٹکنالوجی کے میدان میں زیادہ تر کثیر ملکی کمپنیوں کے ہندوستان میں سافٹ ویئر فروغ مراکز ریسرچ فروغ مراکز ہیں۔

آج کی علم معاشیات میں ہندوستان کے پلس قدرتی وسائل کے طور پر بڑی تعداد میں تکنیکی طور پر ماہر افرادی قوت ہے۔ دنیا میں آج امریکہ کے بعد ہندوستان میں ہی انگریزی بولنے والے سائنس داں پروفیشنلوں کی تعداد ہے۔ 31 دسمبر 2000 کو ہندوستان میں سافٹ ویئر صنعت میں 4,10,000 پروفیشنل روزگار میں تھے۔

ہندوستانی سافٹ ویئر صنعت کا اضافہ نہ صرف تیزی سے ہو رہا ہے، ساتھ ہی قیمت افزائش میں بھی یہ آگے بڑھ رہا ہے اور اسٹاف تعاون سے سافٹ ویئر فروغ ارتباط کے ذریعے آئی.ٹی کاروباری مشاورت تک اس صنعت کی ارتقا پذیری ہوئی ہے۔ سافٹ ویئر کے میدان میں ہندوستانی کامیابی کا سہرا صنعت کی جدید تکنالوجی کی واقفیت اور تجربے کو دیا جاسکتا ہے۔ ہندوستانی سافٹ ویئر کمپنیوں نے مستقل کوشش کی ہے کہ دنیا میں مستقل ابھرتی تکنیکوں کو اپنائیں اور سبقت لے جانے کی کوشش کرتی رہیں۔ ہندوستانی آئی.ٹی صنعت کی نشوونما کے اہم ڈرائیور کے طور پر ہندوستانی آئی.ٹی. تائیدی خدمات سیکٹر ابھر رہا ہے۔ آئی.ٹی. تائیدی صنعت میں 70,000 لوگ روزگار سے ہیں اور کل آئی.ٹی. سافٹ ویر اور خدمات صنعت کی آمدنی میں اسکا حصہ 10.6 فی صد ہے۔ سال 2001-2000 میں کل سافٹ ویر برآمد 28,350 کروڑ روپے تھی، جس میں سے 62 فی صد شمالی امریکہ (امریکہ اور کناڈا)، 24 فی صد یوروپ، 4 فی صد جاپان اور 10 فی صد باقی دنیا کو برآمد کیا گیا۔ امریکی معاشیات مندی کے پس منظر میں ہندوستانی کمپنیاں تیزی سے نئے بازاروں میں گھس رہی ہیں، یوروپ میں اپنی موجودگی بڑھا رہی ہیں اور ایشیاء میں اپنی اپنی شراکت مضبوط کر رہی ہیں۔ پچھلے کچھ مہینوں میں متعدد امریکی کمپنیوں نے ہندوستانی سافٹ ویئر صنعت میں گہری دلچسپی دکھائی ہے۔ ساتھ ہی جاپان اور یوروپ کی کمپنیاں بھی ہندوستان سے زیادہ سامان خرید رہی ہیں۔

سافٹ ویئر برآمد کے میدان میں غیر ملکوں میں فراہم کرائی جا رہی خدمات کا دبدبہ اور بھی بڑھ رہا ہے۔ بیرون ملک خدمات کی کل برآمد کا حصہ بڑھ کر 44 فی صد ہو گیا، جب کہ آن سائٹ خدمات نے 56 فی صد کا اشتراک کیا۔ ایسا STPI اور VSNL کے ذریعے صنعت کو مہیا کرائے تیز رفتار (64 kbps, 2 mpbs) ڈاٹا مواصلات ربط کے باعث ہو پایا۔ 31 مارچ 2001 تک ہندوستانی سافٹ ویر کمپنیوں نے 64 kbps بیرون ممالک سافٹ ویئر ترقی کے لیے زیادہ تیز رفتار ڈاٹا مواصلات ربط کے لیے 1,400 لیز ڈ لائن لے رکھی تھی۔

سافٹ ویئر فروغ کے لیے اہم شراکت کے ساتھ ساتھ سرکار راستے کی رکاوٹوں کو بھی دور کر رہی ہے۔ خوشحالی اور اقتصادی ترقی کے لیے متعدد تراکیب کی جا رہی ہیں تاکہ ملک میں روزگار کے مواقع حاصل ہو سکیں۔ سرکار نے سفارش کی ہے کہ ہر ایک وزارت اپنے بجٹ کا 3-2 فی صد انفارمیشن تکنالوجی کی حوصلہ افزائی پر خرچ کرے۔ یہ گھریلو سافٹ ویئر صنعت کی ترقی کی جانب ایک قدم ہے اور یہ آئی.ٹی کے سرکاری کام کاج اور ای. گورنس کے ساتھ اشتراک میں مزید مضبوطی فراہم کرے گا۔ اس کے باعث شہری۔ سرکار کے تعلق میں بہتری اور شفاف فعلیت میں اصلاح کے ذریعے شہریوں کو بہتر خدمات فراہم ہوگی۔

الکٹرانک پیداوار

سال 2001-2000 میں ہندوستانی الکٹرانکس پیداوار 68,450 کروڑ روپے ہونے کا اندازہ ہے جو کہ 2000-1999 کے 52,450 کروڑ روپے سے 31 فی صد زیادہ ہے۔ آج دنیا کے بھی سرکردہ برانڈوں نے یا تو ملک میں پیداوار صلاحیت قائم کر لی ہے یا تکنیکی/ مالیاتی اشتراک کے ذریعے بازار میں آگئے ہیں۔ اس سے صارفین کو مصنوعات کی خصوصیات، تکنالوجی معیار مسابقانہ قیمتوں میں کئی متبادل مل گئے ہیں۔ برآمد اور گھریلو سکٹروں میں کمپیوٹر سافٹ ویئر ایک اہم سیکٹر بن گیا ہے جو کہ بہت تیزی سے آگے بڑھ گیا ہے۔ سال 01-2000 کے دوران سافٹ ویئر برآمد 28,350 کروڑ روپے تھی جو کہ 2000-1999 کے 17,150 کروڑ روپے کے مقابلے 65 فی صد زیادہ ہے۔ گھریلو سافٹ ویئر پیداوار 2001-2000 میں 9,400 کروڑ

روپے تھی جب کہ 2000-1999 میں 7,200 کروڑ روپے تھی۔ پچھلے 5 سالوں میں الکٹرانک پیداوار کی تفصیل جدول 7.1 میں دی گئی ہے۔

الکٹرانک کامرس اطلاعات ٹکنالوجی بل 2000 : الکٹرانک کامرس اشخاص اور کمپنیوں کو سبھی طرح کے مالیاتی لین دین الکٹرانک طریقے سے کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ انفارمیشن ٹکنالوجی بل 18 اکتوبر 2000 سے لاگو ہوگیا ہے۔ اس میں الکٹرانک معاہدوں کو تسلیم کرنا، کمپیوٹر جرائم کو نہ ہونے دینے، دستاویزوں اور ڈیزیٹل دستخطوں کو الکٹرانک طور سے داخل کرنے کے لئے قانونی ڈھانچہ ہے۔ اس کے لئے ہندستانی ثبوت ایکٹ، ہندستانی پینل کوڈ، آر۔بی۔آئی۔ ایکٹ اور بنکرس بک ثبوت ایکٹ میں مناسب ترمیم کی گئی ہے۔ آئی۔ٹی۔ ایکٹ کے لاگو ہوجانے سے ہندوستان ان چنندہ درجن بھر ملکوں میں شامل ہوگیا ہے جہاں ای۔کامرس کے لئے قانونی ڈھانچہ موجود ہے۔

سیمی۔کنڈکٹر انٹیگر یٹیڈ سرکٹ لے آؤٹ ڈیزائن بل 2000 : سیمی کنڈکٹر انٹگر یٹیڈ سرکٹ لے آوٹ ڈیزائن کے تحفظ اور اس سے جڑے معاملوں کے لیے حکومت نے سیمی کنڈکٹر انٹگر یٹیڈ سرکٹ لے آوٹ ڈیزائن ایکٹ 2000 بنایا ہے۔ اس کو لاگو کرنے والے قوانین کا خاکہ انفارمیشن ٹکنالوجی کی وزارت کے ویب پیج پر ڈالا گیا ہے۔

کمیونٹی انفارمیشن سینٹر: وزارت انفارمیشن ٹکنالوجی نے شمال مشرقی اور سکم کے 480 بلاکوں میں 220 کروڑ روپے کی لاگت سے کمیونٹی انفارمیشن سنٹر (CIC) قائم کرنے کا پراجیکٹ شروع کیا ہے، تاکہ علاقے کی سماجی، اقتصادی، ترقی ہو، بلاک سطح پر ربط سازی ہو، یہ پراجیکٹ دو سال میں پورا ہوجائے گا۔ اس اسکیم کے تحت VSAT کا استعمال انٹرنیٹ ربط دہی کے لیے کیا جا رہا ہے۔ 30 بلاکوں میں پائلٹ پراجیکٹ پورا ہوگیا ہے۔ اس اسکیم کے ذریعے حکومت ان 95 فی صد لوگوں تک پہنچنا چاہتی ہے، جو کہ ڈیزیٹل دنیا سے الگ ہے۔ صحت، تعلیم، ای۔گورننس، ڈاٹا ترسیل، دستاویز تیار کرنے، قومی آفات کے منتظمہ کے لیے ربط دہی، آفا منتظمہ وغیرہ میں IT کے استعمال کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ CIC مراکز سے صحت، توانائی پانی، تعلیم، خواندگی اور غریبی کے مسائل سے نمٹنے میں مدد مل سکتی ہے۔

آئی۔ٹی۔ وزیروں کی قومی کانفرنس

وزارت انفارمیشن ٹکنالوجی نے 15 جولائی 2000 کو نئی دہلی میں مختلف ریاستوں کے آئی۔ٹی وزیروں کی پہلی کانفرنس منعقد کی گئی تا کہ انفارمیشن ٹکنالوجی کو بڑھاوا دینے کے لیے عوامی عمل منصوبہ تیار کیا جاسکے۔ وزیر اعظم نے اس کانفرنس کا افتتاح کیا جس میں 14 وزراے اعلیٰ نے حصہ لیا۔ کانفرنس میں درج ذیل فیصلوں کا اعلان کیا گیا: (i) قومی طویل دوری کے مواصلات (نیشنل لونگ ڈسٹنس آپریشن NLDO) کو پابندی سے مکمل آزاد کرنا، (ii) انٹرنیٹ سروس پرووائیڈرس ISP کے لیے زیر سمندر آپٹیکل فائبر ربط دہی کے اجارہ داری سے آزاد کرنا (iii) انفارمیشن ٹکنالوجی میں فروغ انسانی وسائل کے لیے ٹاسک فورس کی تشکیل۔

ان فیصلوں سے ملک میں ٹیلی مواصلات اور انفارمیشن ٹکنالوجی تعلیم کے لیے بنیادی ساختی سہولتیں مضبوط ہوں گی۔ مذاکرات کے بعد کانفرنس میں ہندوستان میں آئی۔ٹی کو بڑھاوا دینے کے ایکشن پلان کو اتفاق رائے سے منظور کیا گیا۔

عوام کے لیے انفارمیشن ٹکنالوجی

وزارت انفارمیشن ٹکنالوجی نے لوگوں کی انفارمیشن کے لیے ورکنگ گروپ کی تشکیل کی تھی۔ ورکنگ گروپ نے اپنی رپورٹ میں سال 2008 تک 10 کروڑ انٹرنیٹ کنکشن کا نشانہ مقرر کیا اور ملک میں 10 لاکھ انٹرنیٹ تائیدی کیوسک/ سائبر کیفے

قائم کرنے کی بات کہی۔ ورکنگ گروپ کی اہم سفارشیں ہیں (ii) پانچ سالوں کے اندر 60,000 اسکولوں میں آئی.ٹی.سہولت مرکز قائم کرنا (ii) ویب پرمبنی عوام۔رخی سرکاری خدمات (iii) آئی.ٹی.بنیادی ساخت، سہولیات اور خدمات کے لیے لائسنس اور نگرانی کو ختم کرنا (iv) انٹرنیٹ پر ہندوستانی زبانوں والے مواد کے فروغ کو بڑھاوا دینا (v) آئی.ٹی. یاتراؤں اور دیگر پروگراموں کے ذریعے بیداری تحریک چلانا (vi) پانچ سال کے لیے آئی.ٹی مشن کی تشکیل جو کہ رپورٹ میں کی گئی سفارشوں کو عمل میں لائے گا۔(vii) سرکاری تقرری کے لیے انفارمیشن ٹکنالوجی کی واقفیت کو ضروری بنانا (viii) سرکار میں 5 فی صد بجٹ کی آئی.ٹی کے کام کے لیے طے کرنا (ix) دیہی فنکاروں اور صنعت کاروں کی مدد کے لیے ریاستی حکومت کے پورٹل (x) ایک مقام پر سرکاری انفارمیشن خدمات کے لیے انٹرنیٹ پورٹل (xi) انٹرنیٹ پر ساری سرکاری معلومات مہیا کرانا (xii) انٹرنیٹ پر سبھی طرح کی سرکاری ادائیگی، اور (xiii) پبلک امتحانوں کے نتیجوں کو انٹرنیٹ پر دستیاب کروانا۔

ٹیلی مواصلات

انٹرنیٹ سروس پرووائیڈرس ISP کو ملک میں بین الاقوامی گیٹ وے اور پن ڈبی لینڈنگ مرکز بنانے کی منظوری دے دی گئی ہے۔ISP بیرون ملکی سیلائٹ سے بینڈ وِتھ بھی کرائے پر لے سکتی ہے۔اس سے ملک میں انٹرنیٹ بینڈ وِتھ کی دستیابی بہتر ہوگی اور انٹرنیٹ سہولیات کو وسعت فراہم ہوگی۔قومی طویل فاصلہ اور ISD ٹیلی مواصلات خدمات کھول دی گئی ہیں۔ملک میں فائبر آپٹکل کیبل کی تاریں بچھائی جارہی ہیں۔مارچ 2002 میں VSNL کی اجارہ داری ختم ہوجائے گی۔

ای.گورنینس مرکز

عالمی اقتصادیات نے اقتصادی سرگرمیوں کو تیز کرنے، موثر انتظامیہ دینے اور فروغ انسانی وسائل میں انفارمیشن ٹکنالوجی کی اہمیت کو قبول کیا ہے۔ای.گورنینس کی اہمیت بڑھنے کی وجہ سے وزارت نے اپنی نئی دہلی کی الکٹرانکس ''نکتین'' حدود عمارت میں سنٹر فار ای گورنینس (CEG) قائم کیا۔اس مرکز میں متعدد ای.گورنینس استعمالوں اور حلوں کو دکھایا گیا ہے جن پر عمل ہو چکا ہے۔ساتھ ہی تکنیکی مشاورت، تصوری ثبوت اور تکنیکی مظاہرہ جیسی خدمات فراہم کرائی جاتی ہیں۔

مرکز میں ملک اور بیرون ملک اولیس کمپنیوں، تکنیکی اداروں اور کاروباری ساتھیوں کی مدد لی جائے گی اور مخصوص ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے پراجیکٹ شروع کیے جائیں گے۔یہ مرکز ی میں اس طرح کے اداروں سے مضبوط رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرے گا، تاکہ متواتر تال میل اور حصہ داری سے دنیا کے بہترین طریقوں کو اپنایا جاسکے۔مرکز میں ہی ڈیک، بی۔ایم۔سی، این آئی سی۔مائکروسافٹ، آریکل اور آئی کیو ورچویل اپنے کام کا مظاہرہ کررہے ہیں۔ای.گورنینس کو بڑھاوا دینے کے لیے CISCO 20 لاکھ امریکی ڈالر کے سرمائے سے سینٹر آف ایکسیلین پری۔ یمنس قائم کرے گا۔

میڈیا لیب ایشیا

امریکہ کے Masschussets Institute of Technology (میس چوسٹس) کے ساتھ مل کر میڈیا لیب ایشیا قائم کرنے کی تجویز کو منظوری مل گئی ہے۔یہ آئی.ٹی کے میدان میں مستقبل کی ٹکنالوجیوں کے فروغ پر دھیان دے گی۔جیسے انٹرنیٹ اور ملٹی میڈیا۔یہ بین الاقوامی سطح کی تجاویز اور منتظم کاری کو بڑھاوا دے گی، ہندوستان کے ضمن میں مسائل کے حل کے لیے مستقبل کی ٹکنالوجیوں پر دھیان دے گی اور طلباء ٹیچروں اور منتظم کاروں، صنعت اور صارفین کے لیے ایک ساتھ تعمیری و تخلیقی ماحول میں کام کرنے کے لیے فضا تیار کرے گی۔

ہندوستانی زبانوں کے لیے ٹکنالوجی کا فروغ

ہندوستانی زبانوں کے لیے ٹکنالوجی فروغ پروگرام کے تحت ہندوستانی زبانوں کی پراسسنگ، ٹولس، ہیومن انٹرفیس سسٹم، ٹرانسپورٹ اسپورٹ سسٹم، کورپورا اور لکسی کل وسائل کے فروغ کے لیے کئی کوششیں کی گئیں۔ ہندوستانی زبانوں میں اطلاعات کے پراسس کے لیے ملک میں 13 تعلیمی اور تحقیقی وفروغ اداروں میں ایک پراجیکٹ چلایا جارہا ہے۔اس کا مقصد سماج میں انفارمیشن ٹکنالوجی کی رسائی میں وسعت فراہم کرنا، ہندوستانی زبانوں میں آئی.ٹی کی تقسیم کو بہتر کرنے کے لیے ویب سائٹوں پر ہندوستانی زبانوں میں معلومات مہیا کرانا اور لسانی انجینئرنگ کے ٹیکنالوجی سے بھرپور علاقوں میں تحقیق کرنا ہے۔

ہندوستان کے سافٹ ویئر ٹکنالوجی پارک

ہندوستان میں سافٹ ویئر ٹکنالوجی پارک ملک بھر میں 18 مراکز میں واقع ہیں: پونے، بنگلور، بھونیشور، حیدرآباد، نوئیڈا، گاندھی نگر، تروننت پورم، موہالی، (چنڈی گڑھ) جے پور، کولکاتہ، ممبئی، چنئی، میسور، کوئمبٹور، ویزاگ، گوہاٹی، اندور اور سری نگر۔ یہ پارک سافٹ ویئر برآمد کنندگان کو تیز رفتار ڈیٹا ترسیل کی سہولتوں کے ساتھ ساتھ ایک ہی مقام پر ربط وہی مہیا کراتے ہیں۔ STPI نے سلکان ویلی (امریکا) میں تجارتی تعاون مرکز کھولا ہے۔ پارکوں کی برآمدنی ہر سال 100 فی صد سے زیادہ کا اضافہ درج کررہا ہے۔ ان اکائیوں نے سال 2001-2000 میں 20,000 کروڑ روپے کا سافٹ ویئر برآمد کیا۔ پارکوں میں 6,400 سے زیادہ اکائیاں رجسٹرڈ ہیں۔

قومی انفارمیٹکس مرکز

قومی انفارمیٹکس مرکز (NIC) مرکزی حکومت کے محکموں، ریاستی حکومت کے محکموں، اضلاع انتظامیہ (540 اضلاع) اور ریاستی حکومت کے ذریعے تشکیل شدہ نئے ضلعوں کو کمپیوٹر تعاون دیتا ہے۔ NIC نے سیٹلائٹ پرمبنی کمپیوٹر مواصلات نیٹ ورک قائم کیا ہے جس سے ای میل، انٹرنیٹ، فائل ٹرانسفر، قومی اور بین الاقوامی ڈاٹا وسائل تک رسائی (بایومیڈیکل، زمین ریکارڈ وغیرہ سمیت) الکٹرانک ڈاٹا انٹرچینج (EDI) ویڈیو کانفرنسنگ سہولیات وغیرہ فراہم کرائی جاتی ہیں۔ NIC نے مرکزی حکومت کے محکموں اور ریاستی حکومت کے سکریٹریٹ میں لوکل ایشیا نیٹ ورک قائم کیے ہیں۔ NIC سرکاری ملازمین کو پابندی سے ٹریننگ دے رہی ہے تاکہ وہ کمپیوٹرائزڈ SIS اور ڈاٹا بیسوں کا استعمال کرسکیں۔ NIC نے سپریم کورٹ، 18 ہائی کورٹ اور ملک کی 430 نچلی عدالتوں کو کمپیوٹرائزڈ کردیا ہے تاکہ کام کاج ٹھیک سے ہو، کیس دائر کرنے والوں کو کھلا پن حاصل ہو اور قانونی ڈاٹا میں تیار ہو۔

NIC حکومت ہند کے مختلف اجزاء کی ورلڈ وائڈ ویب پر موجودگی کو یقینی بنا رہا ہے۔ مرکزی وزارت/محکمہ جات، اداروں اور ریاستی حکومتوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے لیے 270 ویب سائٹ کو فروغ دیا ہے اور/یا ویب سروروں پر ہوسٹ کیا ہے۔ NIC نے حال ہی میں اپنی ویب سائٹ پر مختلف امتحانوں کے نتیجے دکھائے ہیں۔

جدول 7.1 الکٹرانکس پیداوار

(کروڑ روپیوں میں)

مد	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000	2000-01
صارف الکٹرانکس	6,500	7,600	9,200	11,200	11,550

صنعتی الکٹرانکس	3,100	3,150	3,300	3,750	4,000
کمپیوٹرس	2,740	2,800	2,300	2,500	3,400
انفارمیشن اور نشریات آلے	3,000	3,250	4,400	4,000	4,500
دفاعی اہمیت کے الٹرانکس	1,300	900	1,300	1,450	1,750
پرزے	3,700	4,400	4,750	5,200	5,500
سب ٹوٹل	**20,340**	**22,100**	**25,250**	**28,100**	**30,700**
برآمدات کے لیے سافٹ ویئر	3,700	6,500	10,940	17,150	28,350
گھریلو سافٹ ویئر	2,600	3,470	4,950	7,200	9,400
کل جمع	**26,640**	**32,070**	**41,140**	**52,450**	**68,450**

1-اندازا

بحری فروغ

محکمہ بحری فروغ کا قیام جولائی 1981 میں ملک میں بحری فروغ کی سرگرمیوں کو منظم کرنے، مربوط اور ترقی دینے کے عمل کے لئے ایک نوڈل ایجنسی کے طور پر کی گئی۔

محکمے کے خاص مقاصد یہ ہیں۔ (1) سمندری سطح کی کان کنی کرنا، دھات صاف کرنے اور اخراج اور توانائی سے متعلق ٹکنالوجی کا فروغ (2) قطبی سائنس کے اولین شعبوں کی تحقیق میں اشتراک (3) بحری وسائل کی تلاش اور بحر اعظم سے متعلق پیرامیٹر کا باہمی تعلق، سیاحت اور تلاش سے متعلق پیمانہ بندی اور پالیسیوں کو طے کرنے کے لئے مطالعہ کرنا (4) بحری جاندار اور غیر جاندار وسائل کی تلاش اور متواتر و مناسب استعمال کے لئے ٹکنالوجی و سہولتوں کو فروغ دینا (5) متحدہ ساحلی اور بحری علاقوں کا منتظمہ، بحری کمیونٹی کا فروغ، بحر اعظم اطلاعاتی خدمات وغیرہ سے متعلق ترقیاتی سرگرمیاں جن کا براہ راست استعمال سماج کے فائدے کے لئے کیا جا سکے۔ (6) بحری سائنس اور ٹکنالوجی میں بنیادی تحقیق، انسانی وسائل کا فروغ، تعلیمی اداروں میں تفوق و فضلیت کے مرکز قائم کرنا اور بحر اعظم اس کی فوقیت اور استعمال کے بارے میں عوامی شعور پیدا کرنا۔

محکمہ کے ذریعہ چلائے جا رہے پروگرام اور سرگرمیاں متواتر اور ماحول دوست کے طور ملک کے سماجی اور اقتصادی فائدے کے لئے بحری جانداروں اور غیر جاندار وسائل کے استعمال سے متعلق ہے۔ ان مقاصد کا حصول محکمہ کے پروگراموں کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ جنہیں نویں پنج سالہ منصوبے کے دوران نئی شکل اور ہیئت دی گئی ہے۔

انٹارکٹک مہم اور قطبی سائنس

1981 میں بھیجے گئے پہلے ہندوستانی سائنس داں انٹارکٹک مہم سے ملک میں قطبی سائنس پروگرام کی شروعات ہوئی۔ اب تک 20 سالانہ سائنس داں انٹارکٹک پر بھیجی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ سمندر پر اور انٹارکٹک کے پانی میں کرل تشخیص کے مطالعے کے لئے ایک ایک مہم بھیجی گئی۔

ہندوستانی اسٹیشن، میتری، مشرقی انٹارکٹک کے مرکزی ڈرانگنگ ماڈلینڈ میں واقع ہے۔ اس نے قطبی علم کے سبھی اہم مضامین میں استعمال کرنے کے لئے تقریبا 50 قومی ریسرچ تجربہ گاہوں، اداروں اور یونیورسٹیوں کے 1,300 سے زیادہ اشخاص کو

پلیٹ فارم مہیا کرایا۔ مہم کے لئے خصوصی سامان اور تعاون ہندوستانی فوج اور ڈی۔ آر۔ ڈی۔ او۔ کی تجربہ گاہوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔

ہندوستان کے ذریعہ انٹارکٹک میں مستقل مرکز بنا کر سائنس کی اولین شعبوں میں مطالعات کی صلاحیت کی وجہ 1983 سے ہمارے ملک کو انٹارکٹک معاہدہ نظام میں صلاح کار ممبر کا اہم درجہ ملا ہوا ہے۔ انٹارکٹک میں ہندوستان کی طویل مدتی سائنسی پالیسی اس طرح کی بنائی گئی ہے کہ قومی ترجیح والے امور کا حل حاصل ہو۔ ساتھ ہی دنیا کے اس مسائل پر بھی دھیان دیا جاتا ہے۔ کہ جو برفانی براعظم سے متاثر ہوتی ہیں۔ ان سب سے حوصلہ پاکر قطبی علم کے کئی شعبوں میں فرانسی، اٹلی، ارجنٹائنا، ایران، پیرو اور جنوبی افریقہ کے ساتھ مل کر کئی بین الاقوامی تجربے کئے جا رہے ہیں۔

انٹارکٹک کا استعمال سائنسی تحقیقی کاموں کے پلیٹ فارم کے طور پر کرتے ہوئے ہندوستان نے ہمیشہ اس بات کو اہمیت دی ہے کہ یہاں کے قدرتی ماحول کو تحفظ فراہم کیا جائے کیونکہ اس براعظم سے زمین کے پیچیدہ گلوبل پروسس پر کنٹرول ہوتا ہے۔ اس ذمہ داری کو قائم رکھنے کے لئے ہندوستان، جو کہ انٹارکٹک معاہدے کے ماحولیاتی تحفظ کے ذیلی معاہدے کا بنیادی حمایتی ہے۔ نے اس ذیلی معاہدے کو اپریل 1998 میں تصدیق کی ہے اور اس کے نتیجے میں ناروے میں ہوئی 22 ویں انٹارکٹک معاہدے کی میٹنگ کے دوران اسے ماحولیاتی تحفظ کمیٹی (CEP) کا رکن بنا دیا گیا۔

ہندوستانی قطبی سائنس کی تاریخ میں پہلی دفعہ 19 ویں ہندوستانی سائنس داں مہم کی شروعات جنوبی افریقہ کے کیپ ٹاؤن میں 9 دسمبر 1999 کو ہوئی۔ اس مہم ٹیم کے 47 ممبران ہیں۔ اسے جنوبی افریقہ سے شروع کرنے کا مقصد ممکنہ سائنسی اور اقتصادی فائدے اور ہندوستان دیگر ممالک کے درمیان قطبی علم کے شعبے میں مستقبل میں بین الاوامی تعاون ہے۔

پہلے سے چل رہے پروگراموں کے علاوہ اس مہم کے دوران کئی نئے تجربے شروع کئے گئے۔ جن میں شامل ہیں۔ (1) ارضی تجربہ، تاکہ برفانی چٹانوں کے بننے کے عمل اور دیگر اسباب کو سمجھا جا سکے (2) برفانی چٹانوں میں آرہی دراڑ کی وسعت پر ہوا کے کرنٹ (رخ) نظام کا مطالعہ تاکہ گہرے اسپیس پروسس کا پتہ لگ سکے (3) کئی خودکار موسم مراکز قائم کرنا، تاکہ دنیا میں تبدیلیوں کے مطالعے کے طور پر توانائی توازن اور برف کے ایل بیڈو اسباب کی پیائش کی جا سکے۔ (4) انٹارکٹک کے تازہ پانی کی جھیل کی تلچھٹ میں موجود نامیاتی کچرے کے مطالعے سے ماضی کے موسم اور رنباتات سے متعلق تاریخ کو دوبارہ قائم کیا جا سکے۔ (5) میتری ؑ سے پہلی بار ماحول نگرانی تجربہ گاہ قائم کرنا، تاکہ انٹارکٹک میں ہوا، شور، پانی، حیاتیاتی اور ارضی ماحول کے حالات کا جائزہ حاصل ہو سکے۔ بیسویں مہم کی موسم گرما ٹیم 19 ویں مہم کے موسم سرما ٹیم کے ممبران کے ساتھ 6 مارچ 2000 کو واپس آگئی۔

بحری جاندار وسائل

اس پروگرام کے اہم مقاصد ہیں:

بحری ماحول اور اس کی پیداواری صلاحیت کا مطالعہ: بحری ماحول اور پیداواری صلاحیت کے پیٹرن سے مفید جاندار وسائل کے بکھراؤ اور دستیابی کا پتہ لگتا ہے۔ محکمہ کے بحری جاندار وسائل پروگرام کے تحت ہندوسانی استعمال کے لئے نشاندہی کئے ہوئے مخصوص اقتصادی زون (ای۔ ای۔ زیڈ) کی موسم کے بنیاد پر ان امور کی معلومات اکٹھا کی جاتی ہے۔ ماہی گیری تحقیقی جہاز، بحری سائنس اور ریسرچ جہاز، ساگر سمپدا، صرف اسی کام کے لئے سفر کرتے ہیں۔

برعظیم ہند کے نشیبی علاقوں میں ماہی وسائل کا سروے: اس پروجیکٹ کے تحت برعظیم ہند کے نشیبی علاقوں میں آواز سروے اور کشتیوں کے ذریعہ ڈمرسل مچھلیوں کے وسائل کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ ایف۔ او۔ آر۔ بی ساگر سمپدا نے ہندوستان کے ای۔ ای۔ زیڈ میں چار سفر اس پروجیکٹ کے لئے کیا۔ بحر انڈمان میں گہرے سمندری کیکڑے اور گہرے سمندری شرمپ کا 330-300 میٹر کی گہرائی پر پتہ لگا۔ جنوب مغربی سال پر 620-300 میٹر کے گہرے علاقے میں گہرے سمندری شرمپ کا پتہ لگا۔

گہری پراگندہ سطحوں کا مطالعہ: اس منصوبے کے تحت ہندوستانی ای۔ ای۔ زیڈ میں ڈی۔ ایس۔ ایل وسائل کے حیاتیاتی ترتیب دستیابی اور تقسیم پر تفصیلی مطالعہ کیا گیا۔ 150 سے 500 میٹر کی گہرائی پر ای۔ ایس۔ ایل وسائل کا مطالعہ حیاتیاتی علم آواز کے ذریعہ کیا گیا۔ 150 سے 500 میٹر کی گہرائی پر ای۔ ایس۔ ایل وسائل کا مطالعہ حیاتیاتی علم آواز کے ذریعہ کیا گیا۔ اس کے لئے ایف۔ او۔ آر۔ وی نے چھ بحری گشت، بحرہ عرب میں، تین خلیج بنگال اور ایک بحر انڈمان میں کیئے۔ سروے کے دوران ایسا دیکھا گیا کہ گہرے سمندروں کیکڑے دن میں عمودی ہجرت کرتے ہیں۔

زہریلے الگی پھولوں کا مطالعہ: اس پروجکٹ کے تحت زہریلے الگی پھولوں کا سائنسی مطالعہ کیا جاتا ہے تاکہ موثر انتظامی امور ہوسکے۔ اسباب کو سمجھا جاسکے۔ پیدا ہونے کا قبل اندازہ ہوسکے، اور اس کے خراب اثرات کو کم کیا جاسکے۔ ایف۔ او۔ آر۔ بی کے 5 سمندری گشتوں سے 147 مراکز سے ملے نمونوں میں زہریلے الگی کی دستیابی کی جانچ کی گئی۔ مائیکروفلورا میں الگی کی 152 اقسام ملیں، 11 نقصان دہ قسموں کا بھی پتہ چلا۔

بنتھک کی پیداواری صلاحیت کا مطالعہ: اس پروجیکٹ کے تحت ہندوستانی ای۔ ای۔ زیڈ کے برعظیم علاقے کے بنتھک نباتات کی پیداواری، وسائل کی فطرت، نامیاتی اشیاء کی تبدیلی، معدنیانے کا عمل، درجہ بندی اور کیونٹی ڈھانچے کا تفصیلی مطالعہ کیا جارہا ہے۔ بنتھک پیداواری مطالعہ کے لئے ایف۔ او۔ بی ساگر سمپدا نے ایک خصوصی سفر مغربی ساحل کے پانی کے شیلف میں کیا۔ 30,50,100 اور 200 میٹر کی گہرائی سے 58 مراکز سے تلچھٹ نمونے جمع کیے گئے۔

کوچی میں ساگر سمپدا اسیل (جزو) جو کی مچھلی پالن اور علم موسمیات ریسرچ جہاز ساگر سمپدا چلاتا اور اس کا انتظام کرتا ہے اور سمندری حیاتیاتی وسائل کے تجزیہ کے پروگرام کو لاگو کرنے میں تطبیق کرتا ہے۔ اگلے کچھ سالوں میں اپنے آپ میں مکمل بحری حیاتیاتی وسائل اور ماحولیات سرکز بن جائے گا۔

DOD کے قوی پروجکٹ، سمندر سے دوائیوں کے تحت اب تک مختلف ساحلی علاقوں کے سمندری جانداروں اور نباتات کی 1,400 اقسام کی پہچان کی گئی ہے اور جمع کی گئیں ہیں۔ حیاتیاتی سرگرمیوں کو ثابت کرنے اور اس کے بعد مطالعات کے لئے 4,000 سے زیادہ نمونے اکٹھا کیے گئے۔

ان میں سے کئی نمونوں سے حاصل کئی مقدور اجزاء نے ذیابطیس، دست، کولسٹرال وغیرہ کی زیادتی کے علاج میں ہلکے سے لے کر زیادہ مضبوط تک کا اثر ظاہر کیا۔ پیداوار کے فروغ کے لئے 6 بحری عضویوں پر کام کیا جاتا ہے، جن میں ذیابطیس مخالف ر دست روکنے والی زیادہ چکنائی کو کم کرنے، کولسٹرال اور آکسیڈینٹ مخالف، بیکٹیریا اور پھپھوندی کو ضائع کرنے اور لارو امار نے کی صلاحیت ہے۔

ان میں سے تین نمونوں --- ذیابطیس مزاحم، دست مخالف اور چکنائی کی مقدار کم کرنے والے نمونوں کو ان کی زہریلی سرگرمیوں کے مطالعے کے لیے منتخب کیا۔ ان تینوں کے فروغ میں کافی پیش رفت ہوئی ہے اور پتہ لگانے کی دیگر سرگرمیاں چل

رہی ہیں۔ ان کی سرگرمیوں کی دوبارہ حاصل کیے گئے نمونوں میں توثیق ہوگئی اور دو کترنے والے جانوروں (Rodent) کی نسلوں میں بہت سے کچھ کم زہریلے پن کے باضابطہ مطالعے کی بھی از سر نو توثیق ہوگئی روڈنٹ زہریلے پن کا مطالعہ پہلے دو نمونوں پر پورا ہو چکا ہے اور انھیں محفوظ پایا گیا اور کوئی برا اثر نہیں دیکھا گیا۔ مخالف ذیابطیس اور مخالف دست کیمیکل کا ان روڈنٹ پر زہریلے پن کے سلسلے میں مطالعہ چل رہا ہے۔ تیسرے کیمیکل کے چوہوں (روڈنٹ) پر زہریلے پن کا مطالعہ چل رہا ہے۔ تقریباً 13 عضویوں، جن کی پہچان ان کے علاج کی سرگرمیوں کے لیے کی گئی ہے، ان کے پیداواری فروغ کا کام شروع کیا جائے گا۔

بحری غیر جاندار وسائل

وسطی بحر ہند بیسن (CIOB) کثیر دھات نوڈیولس کی پہچان اور تجزیہ میں کی گئی کوششوں اور فروغ کی وجہ سے ہندوستان کو 1987 سے مقامی سرمایہ کار کا درجہ ملا ہوا ہے۔ ان وسائل کی پہچان اور تجزیہ، ان وسائل کو استعمال کے لئے ٹکنالوجی اور افرادی قوت کے فروغ کے شعبے میں ہندوستان نے تب سے کافی ترقی کی ہے۔ کثیر دھات نوڈیولس کے پروگرام کے چار حصے ہیں: کثیر دھاتی نوڈیولس کا وسطی بحر ہند بیسن میں سروے اور تلاش، ماحول پر اثر کا جائزہ و مطالعہ، نوڈیولس کی کان کنی کے بارے میں ٹکنالوجی کا فروغ اور دھات کا اخراج۔ پی۔ ایم۔ این۔ کا انتظامی بورڈ اس پروگرام کی رہنمائی اور اس کی نظر ثانی کرتا ہے۔

پہلے ہی سے طے شدہ مختلف بلاکوں کثیر دھاتی نوڈیولس کے اضافی ارتکاز اور معیاریت کی خصوصیت میں بہتری کے لیے CIOB (وسطی بحر ہند بیسن) کان کنی مقام پر سروے اور تلاش کا کام جاری رہا۔ CIOB میں کی گئی سیاحت کے دوران چنندہ بلاکوں میں نزدیک سے گرڈ نمونے اکٹھا کرنے کے لیے پانچ کلومیٹر علاقے سے نمونے لیے گئے۔

زیادہ گہرائی پر کان کنی کے لئے کرالر پر مبنی فلکسیبل رائیزر پوزیٹو ڈسپلیسمنٹ پمپنگ نظریہ کے فروغ کے لئے جرمنی کی سکن یونیورسٹی کے انسٹی ٹیوٹ فار کنسٹرکشن (آئی۔ کے۔ ایس) کے ساتھ گہرے سمندر کان کنی ٹکنالوجی کے لئے مشترکہ تال میل کا ایک پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ پہلے مرحلے میں آئی۔ کے۔ ایس کے ذریعہ ترقی یافتہ زیر آب کرالر میں 500 میٹر کی گہرائی پر ریت کھودنے کے لئے منی پولیٹر، سلری پمپ، ہائیڈرالکس، توانائی نظام، آلات سازی، کنٹرول نظام لگا دیئے گئے ہیں۔

پہلے مرحلے کے حصے کے طور پر اپریل 2000 میں توتی کورن کے پاس 410 میٹر کی پانی کی گہرائی میں کرالر اور مختلف نظام کا کامیاب تجربہ کیا گیا۔ سسٹم نے مختلف رفتار پر ریت اور گارے کو پمپ کیا اور زیادہ سے زیادہ ارتکاز 1,170 کلوگرام/مکعب میٹر رہا۔ ایک دیگر جانچ توتی کورن کے ساحل کے پاس 33 میٹر گہرائی پر کیا گیا۔ ان سیٹو (In-situ) مٹی جانچ توتی کورن ساحل پر کامیابی کے ساتھ 34 میٹر کی گہرائی پر کیا گیا۔ نتیجوں کی بنیاد پر اس طرح کی جانچ 6,000 میٹر گہرائی پر کی جائے گی۔

روس کی اکادمی آف سائنسز (آر۔ اے۔ ایس) ساتھ ہوئے معاہدے کی عرض داشت میں 6,000 میٹر کی گہرائی تک کام کر سکنے والے بغیر انسان کے زیر آب آلات کے فروغ کی تجویز ہے۔ این۔ آئی۔ او۔ ٹی چنئی اور آر۔ اے۔ ایس کے ایکسپیر منٹل ڈیزائن بیورو آف اوسینا لوجکل انجینئرنگ نے 6,000 میٹر پانی کی گہرائی تک کام کر سکنے والے بغیر انسان کے زیر آب آلات کے ڈیزائن، فروغ اور جانچ کی تجویز رکھی ہے۔ مشترکہ تال میل کی اس کوشش پر کام شروع ہو چکا ہے۔

علاقائی ریسرچ تجربہ گاہ، بھوبنیشور اور بھابھا ایٹمی ریسرچ سینٹر، ٹرامبے کے ذریعہ نوڈیولس سے دھاتوں کے اخراج کے عمل کی ٹکنالوجی کو ثابت کرنے کے لئے ادے پور میں ہندوستان زنک لمٹیڈ کے ذریعہ ہندوستانی کان کنی مقاموں سے 500 کلوگرام

روزآنہ کثیر دھات نوڈیولس کی تالیف والا متواتر مظاہرہ پائلٹ پلانٹ لگایا جارہا ہے۔ اس مظاہر پلانٹ کے لئے محکمہ نے ریسرچ جہاز آر۔ بی۔ اے۔ اے سوریکو کی مدد سے تقریباً 80 ٹن نوڈیولس پہلے سے ہی اکٹھا کر لئے ہیں۔ مظاہرہ مہم سے ٹکنالوجی۔ اقتصادی مطالعات کے لئے اعداد و شمار مل پائیں گے۔

بحری ماحولیات اور ساحلی علاقے

کوسٹل اوسین مانیٹرنگ اینڈ پری ڈکشن سسٹم پروگرام کو 1990-91 سے چلایا جارہا ہے۔ 47 جگہوں پر بحری ساحل سے سمندر تک کے 0.25 کلومیٹر کی دوری تک کے علاقے میں 6 اداروں کے ذریعہ جانچ کا کام کیا جارہا ہے۔ اب تک اکٹھا کی گئی اطلاع سے پتہ چلا ہے کہ ساحل سے دو کلومیٹر دوری سے آگے کا سمندر صاف ہے۔ ممبئی کا معاملہ بالکل الگ ہے۔ جہاں سمندری ساحل سے 5 کلومیٹر دور جاکر سمندر صاف ملتا ہے۔

ساحلی تحقیقی جہاز

ساگر پوربی اور ساگر پچھمی نام کے دو ساحلی ریسرچ جہازوں کا استعمال نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اوسین ٹکنالوجی (NIOT) اور (DOD) کو بشمول COMAPS ساحلی بحر اعظم سائنس تحقیقاتی پروگراموں کے لئے کیا جاتا ہے۔ جہازوں کو ادائیگی کی بنیاد پر اور پروگرام کو دھیان میں رکھتے ہوئے پبلک اور نجی سیکٹروں کو بھی مہیا کرایا جاتا ہے۔ 2000-2001 کے دوران دونوں جہازوں نے بحری سفر کئے، نمونے مراکز پر گئے اور پانی کے تلچھٹ سی۔ ڈی۔ ڈی اور پلینکٹن کے نمونے اکٹھے کئے۔

متحدہ ساحلی اور بحری علاقے کا منتظمہ

نویں منصوبے کی مدت کے دوران محکمہ نے بنیادی سہولتوں کی ترقی اور صلاحیت کی تعمیری سرگرمیوں کو لاگو کیا، تاکہ آنے والے سالوں میں متحدہ ساحلی اور بحری علاقہ انتظامیہ (آئی۔ سی۔ ایم۔ اے۔ ایم) کے تصور کو عملی جامہ پہنایا جاسکے۔ یہ سرگرمیاں آئی۔ سی۔ ایم۔ اے۔ ایم رخی سرگرمیوں میں مہارت کے فروغ اور تربیتی پروگراموں کے انعقاد کے ذریعہ حاصل معلومات کو صارفین تک پہونچانے پر زور دیتی ہے۔ محکمہ نے چنئی میں آئی۔ سی۔ ایم۔ اے۔ ایم پروجکٹ ڈائرکٹریٹ کی تشکیل کی ہے۔ جو کہ 1998-99 کے بعد سے مختلف سرگرمیوں کو عمل میں لایا جارہا ہے۔

ماحولیات اور جنگلات کی وزارت کے ذریعہ مربوط ''ماحولیات منتظمہ صلاحیت کی تعمیر'' پروجیکٹ کے تحت عالمی بینک کے ذریعہ حاصل رقم سے چل رہی صلاحیت کے تعمیری سرگرمیوں سے مختلف شعبوں میں کام ہورہا ہے:۔ (1) گیارہ بہت زیادہ اہم سکونت کے علاقوں، جیسے مونگے کی چٹانوں اور خصوصی ہرے علاقوں وغیرہ کے لئے جی۔ آئی۔ ایس پر مبنی اطلاعاتی نظام کا فروغ۔ یہ علاقے ہیں۔ خلیج کھمبات۔ خلیج کچھ، مال ون، کارواڑ کے قریب 5 جزائر، کوچین کے قریب 3 جزائر خلیج منار، پچاورم کورنگا مینگرو، گاہرماتا، سندربن اور کزامت (جزیرہ نکش)۔ پچاورم، مینگرو علاقے کا خاکہ جی۔ آئی۔ ایس پورا کرلیا گیا ہے۔ اور خلیج منار کا شروع کردیا گیا ہے۔ (2) چندہ دریاؤ ہانوں (تاپی ندی و ہانہ، اور ایسٹور کریک) میں کچرے کو اکٹھا ہونے کی خصوصیت کی بنیاد پر کچرے کے وزن کی تقسیم طے کرنا، اس کے لئے اعداد و شمار اکٹھا کرنے کا کام چل رہا ہے۔ (3) اہم ساحلی ترقیاتی سرگرمیوں میں بندرگاہوں، پورٹ اور پانی کو تقسیم کرنے والے تعمیری کام گھریلو اور صنعتی کچرے کو ٹھکانے لگانا، بحری نقل و حمل اور ساحلی سیاحت شامل ہے۔ بندرگاہوں اور پورٹوں کے لئے ماحولیاتی اثر کے جائزے کے رہنما اصولوں کا خاکہ تیار ہوچکا

ہے۔(4) بندرگاہوں اور جہازی پناہ گاہوں کے لیے ماحولیاتی اثر کی جانچ (EAA)(5) چنئی، گوا اور خلیج کچھ کے لئے مثال آئی۔سی۔ایم۔اے۔ایم اسکیموں کا فروغ (6) بنیادی سہولتیں، تربیت، تحقیق وفروغ اور سروے، اس جز کے تحت صلاحیت کی تعمیر پروگرام کے تحت بنی صلاحیتوں کے استعمال کے طویل مدتی تربیت پروگرام کو چلانے کے لئے بنیادی سہولتیں قائم کی جارہی ہیں۔آئی۔سی۔ایم۔اے۔ایم منصوبوں کے لئے ساحلی ریاستوں کو تربیت دی جائے گی۔اس کے تحت تحقیق وترقی کے کاموں کو کئے جانے کی تجویز ہے جیسے ساحلی پانی کے استعمال کو درجہ بند کرنا اور اہم سکونتوں جیسے منگرو، لیگون وغیرہ میں اثر سے آزاد زون کی پہچان کرنا۔

بحر اعظم آبزرویشن اور انفارمیشن خدمات

بحر اعظم آبزرویشن اور انفارمیشن خدمات (او۔او۔آئی۔ایس) کے تحت لہروں، ہوا، حرارت، دھارا، کھارا پن، کنوؤں کی جانکاری، مچھلیوں کی دستیابی کے ممکنہ منطقوں کی اطلاع، ساحلی نقشوں وغیرہ جیسے ساحلی اور بحر اعظم اعداد وشمار پیداواروں کی یقینی جانکاری کو فراہم کرانا شامل ہے تاکہ ساحلی اور آف شور ترقیاتی سرگرمیوں کو تعاون مل سکے اور علم بحریات کی تحقیق کی کوالٹی میں سدھار ہوسکے۔او۔او۔آئی۔ایس کے تحت نویں منصوبے کے آخری سال تک تجرباتی بنیاد پر سارے بحر اعظم کی حالت کے پیش گوئی کے نظام کو فروغ دینے کی تجویز ہے۔او۔او۔آئی۔ایس پروگرام کے چار خاص اجزا ہیں۔بحر اعظم مشاہدہ نظام، بحر اعظم اطلاعاتی خدمات، بحر اعظم حرکی اور ماڈلنگ، سیٹلائٹ ساحل اور بحر اعظم تحقیق۔

بحر اعظم مشاہدہ نظام

بحر اعظم آبزرونگ سسٹم (او۔او۔ایس) پروگرام کا مقصد ہندوستان کے آس پاس کے سمندروں سے اصل وقت کی بنیاد پر اس جگہ کی سطح، موسم اور بحر اعظم سے متعلق معلومات حاصل کرنا ہے۔اس پروگرام کے تحت سطح پر ہوا، لہروں، ماحولیاتی دباؤ حرارت، کھارا پن، حرارت میں تبدیلی پیمانہ بندی کے لئے گھلی ہوئی آکسیجن، ہائیڈروکاربن، تغذیہ، ریڈیو ایکٹی وٹی، سمندر سطح وغیرہ کے پیمائش کی جاتی ہے۔ان اسباب کی پیمائش کے لئے موؤرڈ ڈیٹا بوائے، ڈرفٹنگ بوائے، اکسپنڈیبل بیتھی تھرموگراف (ایکس۔بی۔ٹی) کرنٹ میٹر ایرے اور ٹائیڈ گاج جیسے آلوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔اس پروگرام سے حاصل سمندر کی اصلی حالات کی جانکاری سے سٹیلائٹ سنسر کی توثیق ہوجائے گی۔او۔او۔ایس پروجیکٹ کے تین ذیلی پروجکٹ ہیں۔قومی ڈیٹا بووے پروگرام، سمندر سطح آبزرویشن اور ڈرفٹنگ بوائے اور دیگر آبزرونگ نظام۔

این۔آئی۔او۔ٹی چنئی کے ذریعہ چلائے جارہے قومی ڈیٹا بوائے پروگرام کے تحت ہندوستانی سمندروں میں 12 ڈیٹا بوائے لگائے گئے ہیں۔ان بوایوں میں ہوا، لہروں، دھارا، ہوا کا دباؤ، ہوا کی حرارت، سمندری سطح کی حرارت، گھلی ہوئی آکسیجن، کلوروفل، ریڈیو ریکٹیوٹی، ہائڈرکاربن، گندلے پن کو ناپنے کے لئے نہایت جدید سنسر لگے ہوئے ہیں۔این۔آئی۔او۔ٹی کے ذریعہ بوائیوں سے اعداد وشمار حاصل کرنے پروسس، تجزیہ اور اسٹور کے لئے ساحل پر ایک مرکز قائم کیا گیا ہے۔

این۔آئی۔او۔گوا کے ذریعہ چلائے جارہے پروگرام میں ڈرفٹنگ بوایوں، ایکسپیڈیول بیتھی تھرموگراف اور کرنٹ میٹر ایرے لگانے کی تجویز ہے تاکہ اس جگہ سے مل رہے بحر اعظم سائنس کے اعداد وشمار کے علاوہ کچھ جانکاری مل پائے۔نویں منصوبہ کی مدت میں اس پروگرام کے تحت تقریباً 48 ڈرافٹنگ بوائے، تین کرنٹ میٹر ایرے اور 1900 ایکس۔بی۔ٹی لگائے جائیں گے۔

سمندر سطح آبزروِنگ پروجیکٹ کے تحت ممبئی، پوربندر، گوا، کوچی، چنئی، وشاکھاپٹنم، پرادیپ، کوارتی، مچھلی پٹنم اور توتی کورن میں 10 جدید مدوجزر ناپنے کے آلات والے مرکز بنائے گئے ہیں۔ یہاں مدوجزر پر سلسلے وار اور مناسب وچوکس طریقے سے نظر رکھی جاتی ہے اور اوسط سمندر سطح کی طویل مدتی تبدیلیوں کا پتہ لگایا جاتا ہے۔ ان ٹائڈ گیجوں سے اعداد وشمار کو پابندی سے اکٹھا کیا جاتا ہے۔ اور پھر دہرہ دون کے ہندوستانی سروے قومی مدوجزر اعداد وشمار مرکز میں بھیج دیا جاتا ہے۔

ساحلی علاقوں میں زمین سمندر کے باہمی تعلقات منصوبے (Land Ocean Interaction in Coastal Zone, LOICZ) کے تحت زمین اور سمندر کی سرحد پر اشیا کے آمدورفت کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور علاقائی و عالمی سطح پر ساحلی علاقوں میں موسم میں ہو رہے بدلاؤ کے ضمن میں گوداوری بیسن اور مشرقی بحر عرب مارجن کے دو ساحلی علاقوں میں ان کا مطالعہ کیا جائے گا۔

بحری اطلاعاتی خدمات

ہندوستانی قومی بحر اعظم انفارمیشن خدمات مرکز کا قیام فروری 1999 میں حیدرآباد میں ایک خودمختار ادارے کے طور پر کیا گیا۔ تاکہ صارفین کے قابل استعمال مناسب اعداد وشمار حاصل ہوسکیں اور نشر کیا جاسکے۔ اس طرح ایک ہی چھت کے نیچے ریاستوں، مرکزی حکومت، کارپوریٹ سیکٹر کی صنعتوں کو سمندری سطح کی حرارت (SST) اور مچھلیوں کے پائے جانے کے ممکنہ منطقوں (PFZ) کے بارے میں صلاح، اپ ویلنگ علاقے، نقشے، گروپ، کلوروفل، معلق گاد وغیرہ کے بارے میں صلاح مل سکے گی۔

بحری علم حرکی وماڈلنگ

بحری حالت کا قبل اندازہ، بحری ماڈلوں سے پتہ لگانے کے لئے بحری علم حرکی کا جاننا ضروری ہے۔ 99-1998 میں ماڈیولر بحری ماڈل کے استعمال سے سمندری ماحولیات اور سمندر اور ہوا کے درمیان کاربن ڈائی آکسائڈ مبادلے کا مطالعہ کیا گیا۔ آندھرا ساحل پر زمین کے پانی سے بھر جانے کے جائزے کے لئے ایک طوفان کے آگے بڑھنے کی پیشن گوئی کے ماڈل کو فروغ دیا گیا، سات اشیا والا نائیٹروجن پر مبنی ماحولیاتی سسٹم کا ماڈل مکمل ہوا۔

سیٹلائٹ ساحلی اور بحری ریسرچ

اس پروجیکٹ میں بحری موسمیات کی پیمانہ بندی کو حاصل کرنے کے لئے ماڈل اور تعدیلی عمل کو فروغ دینے کی تجویز ہے مع ان کی پیمانہ بندی جیسے سطح کی حرارت، لہریں، بیتھی میٹری، معلق اشیاء، آمیزہ سطح کی گہرائی، کلوروفل، ایروسل، پانی کی بھاپ بادل، دھارا اور بحری سطح کا دغیرہ کو سیٹلائٹوں کے سنسر (حیاتی آلہ) سے کی جاتی ہے۔ لہروں اور سمندری گردش کے اعداد وشمار کو ملا کر ماڈل فروغ دیئے جائیں گے اس سال کے دوران آئی۔ آر۔ ایس اے لہروں اور بحری سطح حرارت کو تعدیلی کرنے اور ان کی تصدیق کا کام کیا گیا۔ اس میں ضرورت کے حساب سے سافٹ ویر کو بھی فروغ دینا شامل ہے۔ ای۔ آر۔ ایس۔ اور الٹی میٹر سے لیٹنٹ ہیٹ فلکس اور ایڈیلیس کا بالترتیب مطالعہ پورا کرلیا جائے گا۔ ایس۔ اے۔ آر اور الٹی میٹروں سے بیتھی میٹری کے جانچ پرکھ کے سافٹ ویر کو فروغ دینے کا کام پورا کرلیا گیا ہے۔

بحری تحقیق اور صلاحیت کی تعمیر

DOD (محکمہ بحری فروغ) بحر سے متعلق موضوعات میں بنیادی اور عملی تحقیق پر خاص زور دیتا ہے۔ خاص دھیان یونیورسٹیوں کو امداد دینے بحریاتی علم کے شعبے میں ماہر انسانی وسائل کی اساس تیار کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ اس پروگرام کا مقصد ساحلی انجینئرنگ، بحری علم کیمیا، بحری علم حیاتیات اور علم حیاتیات (خورد) فارمیسی ساحلی علاقے کا انتظامیہ وغیرہ شعبوں میں اعلیٰ سطحی اور جیداولین میدانوں میں تحقیق کی حوصلہ افزائی کرنا نیورسٹی کو بنیادی سہولتیں دینا اور بحریاتی علم کے بارے میں لوگوں میں علمی سوچ پیدا کرنا ہے۔

علم بحریات اور ٹکنالوجی میں اعلیٰ سطح کی تحقیقات کو بڑھاوا دینے اور متعلق انسانی وسائل کو فروغ دینے کے لئے مندرجہ ذیل مضامین میں نومراکز میں علم بحریات اور ٹکنالوجی سیل کھولے گئے ہیں۔(1) بحری مائیکروبایولوجی۔ گوا یونیورسٹی، گوا، (2) سمندری ساحلی ماحولیات (مشرقی ساحل) برہام پور یونیورسٹی برہام پور (3) سمندری ساحل ماحولیات (مغربی ساحل) بھاؤنگر یونیورسٹی، بھاؤنگر (4) بحری ارضیات اور ارضی طبیعات۔ منگلور یونیورسٹی منگلور (5) ساحلی سمندری کلچر سسٹم۔ آندھرا یونیورسٹی، وشاکھاپٹنم (6) بیچ پلیرس۔ تمل یونیورسٹی، تنجور، (7) بحری علم حیاتیات۔ انا ملے یونیورسٹی پرنگی پٹی (8) بحری انجینئرنگ اور زیر آب روبوٹکس۔ آئی۔آئی۔ٹی۔کھڑگ پور (9) میرین بنتھوس۔ کوچین یونیورسٹی آف ایس اینڈ ٹی۔ کوچی۔

ساحلی کمیونٹی پروگرام

سمندری ساحل سے مچھلی پکڑنے والے جہازوں کے درمیان مواصلاتی نظام

سمندر میں جانے والے ماہی گیروں کو مواصلاتی نظام کے فائدوں کو ظاہر کرنے کے لئے سات مقام پر ساحلی مراکز قائم کئے گئے ہیں۔ یہ ہیں: مغربی بنگال میں شنکر پور اور فریج گنج، اڑیسہ میں پرادیپ اور چاندی پور، شمالی گوا میں سلے گاؤں اور پانڈیچیری میں پرماویریم پٹی نم۔ ان میں سے مغربی بنگال اور اڑیسہ کے چار مرکزوں میں کام شروع ہو چکا ہے۔ انڈمان اور نکوبار جزائر میں ساحلی مرکز کی تعمیر اور ٹاور مستولوں کو لگانے کا کام چل رہا ہے۔

جزائر ترقی

جزیروں میں رہنے والوں لوگوں کو، بحری علوم اور ٹکنالوجی سے متعلق ضرورتوں کو پورا کرنے اور سمندری وسائل کو بڑھانے کی کوششوں میں قومی بحری ٹکنالوجی ادارے (این۔آئی۔او۔ٹی) چینئی نے کئی نئی پہل کی ہے۔ محکمہ کی لیونگ میرین رسورسز ان ہانسمنٹ پروجیکٹ کے تحت پہلی کارروائی کے طور پر این۔آئی۔او۔ٹی نے جزائر کے کیکڑہ وسیلہ بڑھانے کا پروگرام چلایا۔ چینئی کے نیلن کرے میں تملناڈو مچھلی فروغ کارپوریشن مچھلیوں کی افزائش نسل کی جگہ کا استعمال کیکڑہ وسائل میں اضافہ کے پروگرام کے لئے کیا جارہا ہے۔ مندرجہ ذیل علاقوں میں کئی تجربے کئے جارہے ہیں (i) کانٹے دار کیکڑے پن لرس دو مارس کو موٹا کرنے کے لئے مختلف خوراکوں (مرلس اور کلیمس) کا استعمال (ii) کیکڑوں اور غذا کا حیاتی کیمیاوی تجزیہ (iii) پانی کی کوالٹی اور مرض کا منتظمہ (iv) انڈے بچے دینے اور لاروا افزائش اور (iv) خلیج منار اور انڈمان جزائر میں کیکڑہ وسیلوں کا سروے۔

بین الاقوامی پروگرام

اقوام متحدہ کے بحری قانونوں کی یونائٹیڈ نیشنس کنونشن آف دی لا آف دی سی (UNCLOS) کی دفعات کو ہندوستان میں نافذ کرنے والی نوڈل ایجنسی بحری فروغ کا محکمہ (Department of Ocean Development) ہے۔ اقوام متحدہ کا یہ بحری قانون UNCLOS ایک ایسا دستاویز ہے جو کہ بحر اعظموں کے منتظمہ کا خاکہ اور طریقہ متعین کرتا ہے۔ ہندوستان نے جون 1995 میں اس معاہدے پر دستخط کیے۔ اقوام متحدہ کنونشن کے عمل میں آنے کے ساتھ ہی انٹرنیشنل سی بیو، اتھارٹی اور کمیشن آن دیلمٹس کانٹی نینٹل شیلف (CLCS) جیسے ادارے بھی قائم کیے گئے۔ ہندوستان ان اداروں اور معاہدے کے ممبر ملکوں کی میٹنگوں میں مستقل حصہ لیتا رہتا ہے اور بحری قانونوں کے معاملوں میں اہم کردار نبھاتا ہے۔

سی۔او۔ایم۔این۔پی/ایس۔سی۔اے۔ایل۔او پی میٹنگ

انٹارکٹک معاہدے کا ممبر بننے کے بعد ہندوستان نے 24-19 ستمبر 1999 کو گوا میں کونسل آف منیجرس آف نیشنل انٹارکٹک پروگرام (سی۔او۔ایم۔این۔اے۔پی) اور انٹارکٹک اینڈ لوجیک آپریشنس (ایس۔سی۔اے۔ایل۔او۔پی) کی مستقل کمیٹی اور انٹارکٹک تحقیق کی سائنسی کمیٹی ایکزیکیٹو کی میٹنگ کا انعقاد کیا۔ صلاح کار رکن ملکوں کے 80 نمائندوں نے شرکت کی۔

انٹارکٹک سمندری جانداروں کے تحفظ اور بچاؤ کے لئے کمیشن

انٹارکٹک معاہدے نظام کے تحت انٹارکٹک سمندری جانداروں کے تحفظ اور بچاؤ کے لئے کمیشن (سی۔سی۔اے۔ایم۔ایل۔آر) نام کے بین حکومتی تنظیم کی تشکیل کی گئی ہے۔ اس میں 23 رکن ممالک اور معاہدے کو منظور کرنے والے 6 ممالک شامل ہیں۔ یہ ماحول دوست کے طور پر انٹارکٹک پانی سے جاندار وسائل کو نکالنے کے لئے بہترین طریقوں کے رہنما اصول متعین کرتا ہے۔ سی۔سی۔اے۔ایم۔ایل۔آر کی ہوبرٹ۔آسٹریلیا میں 25اکتوبر سے 5 نومبر 1999 تک 18ویں میٹنگ ہوئی جس کی صدارت ہندوستان نے کی۔ ہندوستان نے اس بات پر زور دیا کہ کمیشن مچھلی پکڑنے کی ان سرگرمیوں پر موثر کنٹرول کرے، جو کہ معاہدہ یا اس سے جڑے بجذبات کے خلاف ہوں۔

بین حکومتی بحری سائنس کمیشن

1960 میں جونیسکو کے تحت قائم بین حکومتی سمندری سائنسی کمیشن (آئی۔او۔سی) اپنے سبھی 127 رکن ملکوں کی بھرپور کوششوں کے ذریعہ بحری سائنسی تلاش، بحری خدمات اور ترقی پذیر ملکوں میں صلاحیت کی تعمیر کو بڑھاوا دے رہا ہے۔ ہندوستان کمیشن کا ممبر ہے اور نئی الحال انتظامی کونسل کے ممبر کے طور پر سمندری سائنسی تحقیق اور خدمات میں اشتراک کر رہا ہے۔

کمیشن کی وسطی بحر ہند کی کمیٹی کے مقامی ورکشاپ اور بحر ہند کے شمالی حصے میں طوفان کی وجہ سے ہونے والی تباہیوں کے بارے میں تجاویز کو لے کر ڈبلو۔ایم۔او اور آئی۔او۔سی کی علاقائی میٹنگ دلی میں 26-20 اکتوبر 1999 کو منعقد ورکشاپ کا مقصد شمالی بحر ہند کے رکن ملکوں کی تجاویز کے خاکے پر غور کرنا تھا۔ کمیٹی کی سفارش تھی کہ پروجکٹ کو لاگو کرنے کے لئے دلی میں علاقائی پروجکٹ دفتر کھولا جائے۔ کمیشن کا وسطی بحر ہند کی کمیٹی کا تیسرا اجلاس تہران میں 23-21 فروری 2000 کو ہوا۔

خودمختار ادارے قومی بحر اعظم ٹکنالوجی ادارہ (این۔آئی۔او۔ٹی)

قومی بحراعظم ٹکنالوجی ادارے (National Institute of Ocean Technology, NIOR) کا قیام 1993 میں چنئی میں ہوا۔ اس ادارے کی سرگرمیاں سمندری توانائی، گہرے سمندر میں کان کنی، ساحلی اور ماحولیاتی انجینئرنگ اور بحری آلات سائنس کے شعبوں میں ہیں۔ دو جدید طرح کے پروجیکٹ، کان کنی ٹکنالوجی مظاہرہ اور ایک میگاواٹ کے تیرتے ہوئے او۔ٹی۔ای۔سی پائلٹ پلانٹ کے ڈیزائن مزید قائم کرنے سے متعلق ہے۔ ادارے کے ذریعہ چلائی جا رہی ایک نئی کوشش جزائر کے لوگوں کو سائنس اور ٹکنالوجی کی ضرورتوں کو پورا کرنے سے متعلق ہے۔ ادارے کے ذریعہ چلائے جا رہے دیگر پروگرام، قومی ڈیٹا بوائے پروگرام اور بحری ترقیات کی ملکیت والے ساحلی تحقیقی جہازوں کو چلانا اور ان کا انتظامی معاملہ ہے۔

قومی انٹارکٹک اور بحری تحقیقاتی مرکز

انٹارکٹک مہم سے حاصل فائدے کو بڑھانے اور قطبی علم کے اولین شعبوں میں تحقیق کو تیز کرنے کے مقصد سے 25 جنوری 1998 سے محکمہ بحری ترقی کے تحت قومی انٹارکٹک اور بحری ترقیاتی مرکز، واسکو، گوا (سابقہ انٹارکٹک مطالعاتی مرکز) کی تشکیل ایک خودمختار سوسائٹی کے طور پر کی گئی ہے۔ اس ادارے کو آنے والے سالوں میں سائنس کے قطبی علم کے ان شعبوں میں تحقیق کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ جن کے بارے میں کام کسی دیگر تجربہ گاہ یا ادارے کے ذریعہ نہیں کی جاتی۔ قدیم آب وہوا اور قدیم ماحولیاتی مطالعہ کے شعبوں میں بنیادی سہولیات اور مہارت حاصل کرنے پر خاص زور دیا جائے گا۔ اس کے لئے برف اور تلچھٹ کے اندر کا تجزیہ، سمندری برف ماحول باہمی تعلق کی جانچ، قطبی فاصلاتی حسیات کے ذریعہ آب وہوا کی ماڈلنگ جنوبی سمندروں کی بحری سائنس کم حرارتی علم حیاتیات اور ماحولیاتی طبیعی پیمانہ بندی کے بارے میں مطالعہ کیا جائے گا۔ گوا اور منگلور یونیورسٹیوں میں نے اس مرکز کو تعلیمی کوششوں کے لئے تحقیقی مرکز کے طور پر تسلیم کیا ہے جس کے نتیجے میں قطبی سائنس میں ڈاکٹر کی ڈگری دی جا سکتی ہے۔

اس مرکز کو ملک میں قطبی علم اور لوجسٹک سرگرمیوں کے لئے منصوبے بنانے، حوصلہ افزائی کرنے اور عمل میں لانے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ تاکہ انٹارکٹک میں ہندوستان کی موجودگی اور موثر ہو اور جنوبی بحراعظم اور آس پاس کے سمندروں میں دنیا بھر کے ملکوں کے درمیان اس کے مفاد کی حفاظت ہو سکے۔

حیاتیاتی ٹکنالوجی

ڈی۔این۔اے۔ ٹکنالوجی میں انقلابی ترقی، انسانی جینوم اور متعلق شعبوں میں ہوئے کاموں سے انسان کو فائدوں کے کئی امکانات کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اب ہمارے پاس ڈیزائنر نسلیں تیار کرنے کی صلاحیت ہے۔ سائنس اور ٹکنالوجی کی وزارت کے تحت 1986 میں حیاتی ٹکنالوجی محکمہ کے قیام سے ہندوستان میں حیاتی ٹکنالوجی کے فروغ کو نئی رفتار حاصل ہوئی ہے۔ 1,500 سے بھی زیادہ تحقیق اور فروغ پروجکٹوں، مظاہروں اور بنیادی سہولتوں کو مہیا کرنے کے ذریعہ ملک میں حیاتی ٹکنالوجی کے فروغ کو محکمہ نے تیز رفتار کیا ہے۔ زراعت، صحت خدمات، ماحول اور صنعت میں حیاتی ٹکنالوجی مصنوعات، اور پروسس کے طور پر عروج پر ہے۔ اعلی درجے کے تحقیق دستاویزوں کی اشاعت، حیاتی ٹکنالوجی میں ماہر لوگوں کی نشوونما، ٹکنالوجی منتقلی، قومی اور بین الاقوامی پیٹنٹ محکمہ حیاتی ٹکنالوجی کی خاص حصولیابیوں میں سے کچھ ایک ہے۔

محکمہ ہر سال 5,000 سے زیادہ سائنس دانوں کے ساتھ باہمی تعلقات بنا کر رکھتا ہے۔ تاکہ یونیورسٹیوں اور قومی تجربہ گاہوں کے تجربے کا فائدہ اٹھایا جا سکے۔ عام درجے اور سطح کے لوگوں کے کام کی نظر ثانی جائزے اور دیکھ بھال کے لئے ایک مضبوط نظام قائم کیا گیا ہے۔ حیاتی ٹکنالوجی کا فائدہ پروجیکٹوں کے فروغ، تسلیم شدہ ٹکنالوجی کے مظاہرے اور انسانی وسائل کے فروغ کے معاملوں میں ریاستی سرکاریں، خاص طور سے ریاستوں کی سائنس اور ٹکنالوجی کونسلوں کے ذریعہ نزدیکی رابطے بنے ہوئے ہیں۔ گجرات، راجستھان، مدھیہ پردیش، اڑیسہ، مغربی بنگال، ہریانہ، پنجاب، جموں وکشمیر، میزورم، آندھرا پردیش، اور اتر پردیش ریاستوں کے ساتھ پروگرام بنائے گئے ہیں۔

انسانی وسائل کا فروغ

حیاتی ٹکنالوجی کے شعبے کافی تعداد میں تربیت یافتہ ماہرین کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے محکمہ نے مربوط انسانی وسائل کا فروغ پروگرام لاگو کیا گیا ہے۔ پوسٹ گریجویٹ، پی۔ ایچ۔ ڈی، ایم۔ ڈی۔ ایم۔ ایس کے بعد کے پروگرام 60 یونی ورسٹیوں اور تحقیق و ترقی کے اداروں میں لاگو کئے جا رہے ہیں۔ تقریباً 550 طلباء کو ہر سال داخلہ دیا جاتا ہے۔ حیاتیاتی ٹکنالوجی کے اولین شعبوں میں تحقیق کے لئے ہر سال 25-20 غیر ملکی اور تقریباً 15 قومی ایسوسیئٹ شپ دیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر سال کے دیگر پروگرام سیمینار، مذاکرات، سمپوزیم اور قلیل مدتی تربیتی کورس چلاتا ہے۔ ملک کی یونی ورسٹیوں اور تحقیقی اداروں میں اعلیٰ ریسرچ کی تربیت کے انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائنس، بنگلور میں پوسٹ ڈاکٹرول فیلوشپ پروگرام چلائے جا رہے ہیں۔ پوسٹ گریجویٹ ڈگری حاصل کر چکے تقریباً 35 طلبا کو مختلف حیاتیاتی ٹکنالوجی صنعتوں میں تربیت کے لیے میسرز بایوٹیک کانسورشیم انڈیا لمیٹڈ کے ساتھ صنعتی تربیت کا پروگرام چلایا جا رہا ہے۔ حیاتی ٹکنالوجی تحقیق میں حوصلہ افزائی کے لئے قابل سائنس دانوں / ریسرچ اسکالرس کو ایوارڈ دئے جاتے ہیں۔ 45 سال سے کم عمر کے نوجوان حیاتی سائنس دانوں کو اپنے پیشے کے فروغ کے لئے 10 قومی علم حیاتیات انعام اور خواتین سائنس دانوں کے لئے 3 خصوصی ایوارڈ مقرر کئے گئے ہیں۔ محکمہ نے ملک اور بیرون ملک مظاہروں اور نمائشوں میں بھی حصہ لیا۔

حیاتی ٹکنالوجی کی سہولتیں

جدید علم حیاتیات اور حیاتیاتی ٹکنالوجی کے نہایت ترقی یافتہ شعبوں میں بنیادی سہولیات کی دستیابی سے تحقیق اور فروغ اور خدمات کو کافی بڑھاوا ملا ہے۔ چنڈی گڑھ میں واقع انسٹی ٹیوٹ فار مائیکروبیل ٹکنالوجی میں مائکروبیل ٹائپ کلچر کلکشن (MTCC) کے مطابق قومی مرکز میں 10,000 سے زیادہ صنعتی خورد عضویے ہیں۔ اسے بین الاقوامی ڈپازٹری اتھارٹی کے معیار کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ نئی دلی میں واقع ہندوستانی زرعی تحقیقی ادارے میں نیلے ہرے الگی کنجال (بلیو گرین ایلگی) کلکشن کے قومی مرکز میں تقریباً 750 نیلے ہرے الگی کنجال ہیں۔ ترواچراپلی کے بھارتی داسن یونیورسٹی میں سمندری سائنوبیکٹریا کے قومی مرکز میں ملک کے مختلف سمندری ساحلوں سے اکٹھا کئے گئے۔ 300 سے زیادہ سمندری سائنوبیکٹریا کی قسمیں ہیں۔

این۔ بی۔ پی۔ جی۔ آر۔ پوسا نئی دلی میں پلانٹ ٹشو کلچر کلکشن کے قومی مرکز میں جسم سے باہر پیدا کئے گئے 850 پودوں کی قسموں کو محفوظ کیا گیا ہے۔ لکھنؤ کے مرکزی دواؤں کے ریسرچ ادارے میں قومی تجربہ گاہ میں عضویات کلکشن (اینمل ہاؤس) مرکز اور حیدرآباد قومی تغذیہ ادارے نے 86,000 اور 60,000 تجرباتی حیوانات فراہم کیے ہیں۔ مدورے کا مراج یونیورسٹی، مدورے کے سنٹر فار جینٹک انجینئرنگ اینڈ اسٹرین مینی پولیشن میں اینٹی بایوٹک اسٹرپٹو مائیس پر کام چل رہا ہے اور آئی۔ ایم۔ ٹی۔

ای۔سی۔ایچ چنڈی گڑھ میں حیاتیاتی کیمکل انجینئرنگ ریسرچ اور عمل ترقیاتی مرکز کلاں حیاتیاتی، ری ایکٹروں میں پیشہ وارانہ سطح کے مطالعے کے لئے اعلی قیمت کے میٹابولائٹس کی جانچ اور معیار بندی میں مدد کرتا ہے۔

ممبئی کے انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ہیمے ٹالوجی میں خون کے خلیوں کو کم حرارت کے تحفظ مرکز، لکھنؤ کے سینٹرل انسٹی ٹیوٹ آف میڈیسنل اینڈ ایرومیٹک پلانٹس میں دوائیں اور ایرومیٹک پودوں کے سامان کے گودام مرکز اور سیوا گرام کے ایم۔جی۔آئی ایم ایس میں کرم اور کیمکل کے گودام مرکز نے 1997 سے دیگر مرکزوں کی طرز پر کام کرنا شروع کردیا ہے۔ اسکولوں اور کالجوں میں جینٹک تجربات کے مظاہرے کے لئے تعلیمی سیٹ کو فروغ دینے کے لئے ڈروسوفلا کا کلکشن مضبوط کیا گیا ہے۔ ہزاروں سائنس داں، طالب علم اور صنعتی ادارے ان سہولتوں کا مستقل فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ IARI، نئی دہلی میں نشو کلچر کے ذریعے تیار پودوں کی کوالٹی نگرانی اور وائرس کے علاج کی قومی سہولیات نے 5 سیٹلائٹ مراکز سمیت کام کرنا شروع کردیا ہے۔ NBPGR نئی دہلی میں ٹرانسجینک پلانٹنگ میٹریل کی کنٹینمنٹ سہولیات شروع ہوگئی ہیں۔

پروگرام تعاون اسکیم کے تحت ترقی یافتہ حیاتی ٹکنالوجی اور جدید علم حیاتیات کے مختلف شعبوں میں اعلی مراکز اور پروگرام پر مبنی سہولتوں کو قائم کرنے کے لئے تعاون دیا جاتا ہے۔ ان مراکز میں جدید علم حیاتیات کے شعبے میں اساسی ریسرچ کیا جاتا ہے، جہاں خصوصی پیداواروں اور عمل کو اجتماعی کوششوں سے فروغ دیا جاتا ہے۔ یہ مرکز بنیادی سہولتوں کے مرکز کے طور پر کام کرتے ہیں جو سائنس دانوں کی کمیونٹی کو خدمات فراہم کرتے ہیں۔ بنگلور کے ہندوستانی سائنس ادارے میں جدید علم حیات کے اعلی ترجیحی علاقوں کے لئے مخصوص تعاون پروگرام 5 سال کے لئے چلایا گیا۔ جس کے تحت 55 فیکلٹی ممبر نے مندرجہ ذیل ذیلی پروگراموں میں حصہ لیا۔

چھوا چھوت کا مرض، دوائیں اور سالمی ڈیزائن اور جینوم تنوع و جنٹیک کیاں۔ ایک دیگر پروگرام تعاون کے تحت راجیو گاندھی حیاتیاتی ٹکنالوجی مرکز ترونیدرم اولین شعبوں میں بنیادی تحقیق کی جارہی ہے یہ شعبے ہیں۔ چھوا چھات سے پھیلنے والی بیماریاں، حیواناتی حیاتیاتی ٹکنالوجی، ماحولیاتی، حیاتیاتی ٹکنالوجی۔ جنیٹک بیماریاں، اور حیاتیاتی طریق کی سالمی بنیاد۔ اس تعاون کے پروگرام سے مختلف پیداواری عمل کو فروغ ہونے کی امید ہے۔ جیسے بیماریوں کے علاج اور بچاؤ کے لئے مستقل ماپ والے ریجنٹ، دوا کے ڈیزائن اور جینٹک کیسوں کا علاج۔

ٹرانسجینک پلانٹنگ میٹریل کو کھیت میں اگانے کے لیے فراہمی سے پہلے اس پر موزوں حالت میں جانچ کرنے کے نیشنل بیورو آف پلانٹ جینٹک ریسورس، نئی دہلی میں سہولیات فراہم کردی گئی ہیں۔ اس سہولت کا اہم مقصد ملک میں کسی بھی قسم کے نقصان دہ ٹرانسجینک پلانٹنگ میٹریل کو آنے سے روکنا ہے۔ اس کے علاوہ اس سہولت کا استعمال ٹرانسجینک میٹریل کی جانچ کے لیے DNA پروبس مارکرس کو فروغ دینا اور اس شعبوں میں لوگوں کو تربیت دینا بھی شامل ہے۔

حیاتیاتی ٹکنالوجی اطلاعاتی نٹ ورک

حیاتیات کے دستیاب اعداد و شمار کے آن لائن یا آف لائن طریقوں کے مستقل استعمال کے لیے قومی بایو انفارمیٹکس نیٹ ورک (NBN) قائم کیا گیا ہے۔ اس میں ایک مرکز اعلی، 10 تقسیمی اطلاعاتی مراکز اور 44 تقسیمی ذیلی اطلاعاتی مراکز ہیں۔ ان مراکز میں بایو انفارمیٹکس ریسرچ اور ترقی (R & D) سرگرمیوں کی صلاحیت ہے اور بایو ٹکنالوجی استعمال کرنے کے لیے شماریاتی طریقوں کا فروغ کرسکتے ہیں۔

بایوٹکنالوجی کے استعمال میں بایوانفارمیٹکس کے مختلف طریقوں کے فروغ میں نٹ ورک سسٹم نے ریسرچ اسکالروں تک جدید ترین معلومات پہنچانے کا بہترین کام کیا۔ ان مراکز کو سیٹلائٹ مواصلاتی نظام کے ذریعے نٹ ورک قائم کیا گیا ہے NBRI، لکھنؤ میں بین الاقوامی لیگیوم (پھلی) ڈاٹا بیس (ILDIS) قائم کیا گیا ہے، جو کہ پھلیوں کی معلومات بایوٹکنالوجی انفارمیشن سسٹم نٹ ورک (BTIS net) صارفین تک پہنچاتا ہے۔ چھ انٹرا ایکٹو کمپیوٹر گرافکس سہولیات اور چار ایک سالہ نصابوں نے کافی پیش رفت کی ہے۔ یہ نصاب مدورے کامراج یونی ورسٹی، مدورے، پونا یونی ورسٹی، پونے، کلکتہ یونی ورسٹی، کولکاتہ اور جواہر لعل نہرو یونی ورسٹی، نئی دہلی میں چلائے جارہے ہیں۔ EMB نیٹ، EBI،GDB،PDB ڈاٹا بیس اور پودوں کی جینوم ڈاٹا بیس جیسے متعدد بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ جینٹک ڈاٹا بیسوں کے مرر سائٹ ہندوستان میں قائم کیے جارہے ہیں۔ بلند رفتار یا بلند بینڈ ودتھ نٹ ورک خدمات کے ذریعے ان ڈاٹا بیس جینومکس اور پروٹیومکس ریسرچ و فروغ سرگرمیوں کو تعاون ملیگا پبلک ڈومین والے سائنسی سافٹ ویئر مصنوعات کو BTIS نٹ کے حصے کے مرر سائٹ کی شکل میں شامل کیا گیا ہے تاکہ سالمی اور بایو ٹکنالوجی تحقیق کے لیے ضروری سافٹ ویئر پیکج کے طور پر استعمال ہوسکے۔ ان اعداد و شمار کے گہرائی سے تجزیہ کرنے سے متعدد ریسرچ نتیجوں تک پہنچنے کی امید ہے اور جدید حیاتیات اور جدید بایوٹکنالوجیکل میں تلاش و انکشاف کے لیے ان مرر سائٹ کی نالج پاتھ وے کی شکل میں کام کرنے کی امید ہے۔

فصلی حیاتیاتی ٹکنالوجی

زراعت میں بایوٹکنالوجی سے پیداوار اور کوالٹی دونوں ہی کی بہتری میں مدد مل سکتی ہے۔ چاول، گیہوں اور آرابڈوپسس کے لیے ٹرانسجینک سسٹم حاصل کرلیا گیا ہے۔ ان کا استعمال بہتر خوبیوں والے ٹرانسجینک کی پیداوار اور انضباطی جین ایکسپریشن کے عمل کو سمجھنے میں کیا جارہا ہے۔ چار اہم فصلوں۔ کپاس، چاول، مونگ کی پھلیوں اور ٹماٹر کے ٹرانجنک کے فروغ کام کئی اداروں کے ذریعے چلائے جارہے پراجیکٹوں کے تحت کیا جارہا ہے اور اس طرح ایک اچھی شروعات کی گئی ہے۔ پوری طرح سے باز تخلیقی کو کر 310 لائنیں دستیاب ہیں اور ترمیم شدہ کرائی II اے (سی) جین کی سنتھیسس پروٹین کی تلاش جاری ہے۔ حصار کے جراثیم سے آزاد گرین ہاؤس میں CICuV کے 20 آئیسولیٹ سنبھال کر رکھے گئے ہیں۔ RTSV کوٹ پروٹین کی خوبیوں کی پہچان کا کام بھی شروع ہو چکا ہے۔

ہندوستان نے ICAR کے ساتھ مل کر بین الاقوامی چاول جینوم سیکوینسنگ پروگرام میں حصہ لیا ہے اور کروموسوم عدد 11 کو سکوینس کرے گا۔ یہ کروموسوم کئی اہم زرعی، اقتصادی خوبیوں والے جینوں کا حامل ہے۔ اس پراجیکٹ سے بنیادی اعداد و شمار حاصل ہوں گے، جس کے استعمال سے بہتر ہوئے پودے، شکل، زیادہ اناج کی پیداوار، تباہ کن کیڑے مکوڑے اور مرض کے خلاف مزاحمت کی صلاحیت اور سوکھے جیسے ماحولیاتی دباؤوں کے لیے بہتر مطابقت پذیری والے جینٹکلی بہتر چاول کے پودوں کی پیداوار ہوسکے گی۔

بایوفرٹلائزر

ترقیاتی پراجیکٹوں کو نافذ کیا جارہا ہے، جن کے مقاصد ہیں: ملک کی زرعی آب و ہوا زون میں رائج مختلف فصلوں کے نظاموں کے لیے مربوط تغذیاتی منتظمہ پیکج کو فروغ دینا، اعلیٰ نائٹروجن فکسیشن صلاحیت والے ٹرانسجینک مائیکروبیل اینوکیولنٹس کا فروغ، تغذیاتی سولو بلائزیشن اور موبلائزیشن وغیرہ، نئی ٹکنالوجی کے لیے فروغ اور ریسرچ ٹکنالوجیوں پر مبنی حیاتیاتی فرٹلائزر کی

کمرشیل پیداوار۔

مائیکورائیزا:اے. ایم پھپھوندی جو کہ پودے والی فصلوں اور جنگل کے درختوں سمیت تقریباً سبھی فصلوں کے لیے موزوں ہے، ان کی بڑی مقدار میں پیداوار کی تکنالوجی TERI کو نئی دہلی کے ذریعے فروغ دیا گیا ہے اور اسے کے. بی. پی سوگرا اینڈ انڈسٹریز کارپوریشن لمیٹڈ، انا سلائی، چننئی کو منتقل کر دیا گیا ہے۔

حیاتی کنٹرول عوامل

بارہ نئے حیاتی جراثیم کش کو فروغ دیا گیا ہے۔ اور دو پائلٹ پلانٹوں میں 2.24 لاکھ ہیکٹر زمین میں استعمال کے لئے کسانوں کے لئے حیاتی کنٹرول اشیا کی پیداوار کی جارہی ہے۔ حیاتی کنٹرول اشیاء کے استعمال کے مظاہرے کے لئے مختلف فصلوں کے تحت 75,000 ہیکٹر کھیتوں کی زمین چنی گئی۔ تقریباً 35,000 کسانوں کو کھیتوں میں تربیتی پروگراموں اور سرگرمیوں سے فائدہ ہوا ہے۔ اقتصادی طور پر اہم فصلوں کے لئے حیاتی کنٹرول، بیکولووائرس پیراسائٹس، پریڈیٹرس، اینٹاگونسٹس، پھپھوند اور بیکٹیریا کی بڑی سطح پر پیداوار کے لئے تکنالوجی کو صنعتوں کو منتقل کیا گیا ہے۔

حیاتیاتی جستجو

مشرق شمالی علاقوں میں آسام، اروناچل پردیش، میزورم، سکم اور مغربی گھاٹوں میں کیرل و تملناڈ میں نباتاتی نقشہ سازی کا کام پورا ہو چکا ہے۔ مشرق شمالی ریاستوں۔ اروناچل پردیش، آسام، تریپورہ، سکم اور منی پور میں ارضیاتی اعداد و شمار جمع کرنے کا کام ہو چکا ہے۔ مشرق شمالی علاقے۔ اروناچل پردیش، آسام، میگھالیہ، سکم، میزورم میں نسلوں کی پہچان کا کام پورا ہو چکا ہے۔ کم درجہ حرارت سے متعلق جینوں کی ایمپلیفائی اور کلوننگ کی جا چکی ہے۔ ٹھنڈے علاقے میں ٹھنڈک برداشت کرنے والے سوپر آکسائیڈ اسموٹیس اینزائم کو آئسولیٹ کیا گیا ہے اور اسے کافی کم اور زیادہ درجہ حرارتوں پر بھی قائم پذیر پایا گیا۔ مین گرو اقسام سے آئسولیٹڈ اسٹریس۔ انڈیوسڈ جینیوں کے تئیں cDNA لائبریریوں کی تخلیق کی گئی ہے۔ 23 ممکنہ اسٹریس ٹولرینٹ جینوں کو آئسولیٹ اور پوری طرح سکوینس کیا جا چکا ہے۔ ان نسلوں سے 22 KDa نمک اسٹریس انڈیوسڈ پروٹین کی پہچان کی جا چکی ہے۔ مختلف فصلوں میں کافی مقدار میں ایکسپریشن دیکھا گیا ہے۔ بایو ایکٹو سالموں کی پہچان کی گئی ہے اور بیماریوں کے علاج اور حیاتیاتی جراثیم کش کی شکل استعمال کے لیے خاصیتوں کی پہچان کی جارہی ہے۔

ادویاتی اور خوشبو والے پودے

حیاتی تکنالوجی کے مداخلت کے ذریعہ جینٹک دولت کی حفاظت اور ادویاتی پودوں رمصنوعات میں بہتری کی کوشش کی جارہی ہے۔ ملک میں ایسے پودوں کی کئی قسموں کی حفاظت کے چار قومی جین بینک بنائے گئے ہیں۔ ٹراپکل بوٹینکل گارڈن اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، تریاانت پورم، نیشنل بیورو آف پلانٹ جینٹک ریسورس، نئی دہلی، آر۔ آر۔ ایل۔ اے جموں اور سی۔ آئی۔ ایم۔ اے۔ پی لکھنؤ۔ ان میں فیلڈ بینک، بیج بینک، ان وٹرو اور کم حرارت پر تحفظ کی سہولیات ہیں۔ حیاتی تکنالوجی محکمہ جی۔ 15 ملکوں میں جین بینکوں کے نٹ ورک کی تشکیل کی نوڈل ایجنسی کے طور پر کام کر رہا ہے۔ علاقے کی مکمل فہرست تیار کر لی گئی ہے۔ آیورویدمیں جانے پہچانے کچھ پودوں کے مرض مخالف عوامل کے مطالعات سے پائپرلونگم اور ٹنوسپورا کارڈیفولیا سے ہیکٹر یا کش خوبیوں والے سرگرم حیاتی مرکباتی اشیا کو خالصتاً الگ کرنے میں مدد ملی۔ ان کی کیمیکل شکلوں کا بھی پتہ لگایا گیا ہے۔ ہاپوگلایسمک سرگرمی

والے پیپٹائیڈ کی پہچان کی گئی۔ اور پیپٹائیڈ کے نئے اجزا کی سکوی ینیٹنگ کرلی گئی ہے۔ نیم سے حاصل ناسور ختم کرنے والے مرکب نے کافی امکانات پیدا کر دیئے ہیں۔ متعدد ادویاتی اور خوشبو والی نسلوں کے نسلیاتی بہتری کے مطالعہ کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ جڑی بوٹیوں والی پیداواروں پر قومی جے وگیان اور سائنس ٹکنالوجی مشن چلایا گیا۔

ریشم حیاتیاتی ٹکنالوجی

محکمہ نے مرکزی ریشم بورڈ کے ساتھ مل کر ریشم کی پیداوار (شہتوت اور دیگر پیڑوں والے) ایسے علاقوں کی شناخت کی ہے۔ جن میں حیاتیاتی ٹکنالوجی کی مدد سے ریشم کی پیداوار اور کوالٹی میں بہتری پیدا کی جاسکتی ہے اور میزبان پودے کو بھی بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ ریشم کے کیڑے پر لگنے والے کیڑے۔ اپنیلائی پر طفیلی کیڑوں کو چھوڑ دینے سے کسان کی سطح پر ہی اجی کی پریشانی کو ٹھیک سے دبایا جاسکتا ہے۔ ریشم کے کیڑوں پر پیر بن اور نیوکلیر پولی ہیڈراسس کی جلدی پہچان کے لئے وبا کے علاج کے ٹیسٹ کو فروغ دیا جارہا ہے۔ ان کی کھیتوں میں بڑے پیمانے پر جانچ کی جارہی ہے۔ تاکہ انہیں اور زیادہ مخصوص اور حساس بنایا جاسکے۔ ریشم کے کیڑوں کے لاروا کو پالنے کے لئے کئی مصنوعی خوراک کے فارمولوں کو فروغ دیا گیا ہے۔ اور ان کا تجربہ گاہ میں تجربہ کیا جارہا ہے۔ سالمی جینٹک نقشہ سازی کے لئے ریشم کے کیڑوں کی ایک جینوم پروجکٹ شروع کیا گیا ہے۔ ریشم کے کیڑے کو حیاتیاتی ری ایکٹر کے طور پر استعمال کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کیوں کہ کیڑے میں پی ٹائٹس ای دکھائی دیتا ہے۔ ریشم کے خامرہ پراسس کی جانچ ہورہی ہے۔ شہتوت میں گایوجینک ہپلائیڈ کی پیداوار کی گئی ہے اور ٹرپلوائیڈ کے ریجنریشن کے پروٹوکال کو فروغ دیا گیا ہے۔

حیوانات حیاتی ٹکنالوجی

کھیتوں میں جانوروں کی پیداوار بڑھانے میں نئی ٹکنالوجی کے استعمال پر زیادہ زور دیا جارہا ہے۔ ٹرانسجینس اور کلوننگ کے شعبے میں کافی پیش رفت ہوئی ہے۔ ٹرانسجینک جانوروں کے نشوونما کے کثیر مرکزی پروگرام میں 16 ٹرانسجینک لائینوں کو فروغ دیا گیا۔ ٹرانسجینک جانوروں کا استعمال مختلف مطالعات میں ماڈل جانوروں کے طور پر کیا جاسکتا ہے۔ نیوکلیائی منتقلی تکنیک کے ذریعے کلوننگ کے استعمال سے دل چسپ نتیجے دیکھنے کو ملے ہیں سوینگ خلیوں کی کلوننگ کے کلون والے جاندار پیدا کرنے کی کوشش چل رہی ہے۔ گایوں، بھینسوں، بکریوں وغیرہ میں حمل کا پتہ لگانے کے قابل اعتبار کٹ فروغ دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔

ہیمورہیجک سپٹی سیما کے لیے بہتر ہوئے ٹیکے اور ری کمبینٹ اینتھریکس ٹیکے کے فروغ کی کوشش چل رہی ہے۔ بلوننگ وائرس، گٹھین تپ دق، پی. پی. آر وغیرہ کے علاج کے شعبے میں کافی پیش رفت ہوئی ہے۔ دودھ دینے والے جانوروں اور بھینسوں کی دیسی نسلوں کے جنین کے تحفظ کا کام چل رہا ہے۔

مویشیوں کے لیے تغذیاتی خوراک تیار کرنے والے 200 لیٹر صلاحیت کے دوری ایکٹروں کو فروغ دیا گیا اور ان کی صلاحیت کی جانچ کا تجربہ چل رہا ہے۔ وہایٹ۔ روٹ، پھپھوندی، پکنو پورس، سنابیرنس اور ساتھس بلیری کے جینومک DNA اور CDNA لائبریری کی تشکیل اسکریننگ کے لیے کی جارہی ہے۔ وہایٹ۔ روٹ پھپھوندی کے لکینس اور لیکس جینوں سے مویشیوں کے چارے ہضم کرنے کی اور تغذیاتی صلاحیت میں بہتری ہوگی۔

آبی کلچر اور بحری حیاتی ٹکنالوجی

ٹرانسجینک مچھلی، سمندری جانداروں سے حیاتی سرگرم مرکبات، بایوری ایکٹروں کا فروغ، علاج اور ٹیکوں کے فروغ پر زور دیا جارہا ہے۔ ان کوششوں سے پیداواری صلاحیت اضافہ اور آبی کلچر میں متنوع لایا جائے گا۔ غیر روایتی نسلوں جیسے مڈ کریب، گروپرس، تازہ پانی میں جھینگوں اور سمندری گھاس پھوس کے کلچر ٹکنالوجی کے پراجیکٹوں نے اچھی پیش رفت کا مظاہرہ کیا ہے۔ ری کمبینٹ ڈی.این.اے ٹیکے سمندری گھاس پھوس سے سلفیڈ پالی سیکرائیڈس، گہرے سمندری پھپھوندی سے انزائم، مڈ۔کریب، ہیچری ٹکنالوجی، آبی کلچر پیداوار نظام کے ماحولیاتی پیرامیٹر کے ریاضیاتی ماڈل کا فروغ اور مچھلی پالن میں سالمی علم حیاتیات تجربے کو عملی تربیت کے ذریعے مضبوط کرنے کا پراجیکٹ چلایا گیا ہے۔

حیاتی تنوع کا تحفظ اور ماحول

حیاتیات اوویات ٹکنالوجی کے وسیع امکانات کو دیکھتے ہوئے صنعتوں کی ضرورتوں سے متعلق ٹکنالوجی کے فروغ اور مظاہر کے پروگرام شروع کیے گئے ہیں۔ صنعتوں کے عمل کی شروعات سے ہی ساتھ لے کر چلنے اور صنعت کی جگہ پر ہی تکنیکوں کی توثیق کے لیے بھرپور کوشش کی جارہی ہے تاکہ استعمال کنندہ کے ذریعے تکنیکوں کے انجذاب اور ٹکنالوجی کی منتقلی آسانی سے ہوسکے۔ نتیجتاً متعدد ٹکنالوجیوں کی معیار بندی کی گئی ہے جو کہ صنعت میں فوری استعمال کے لیے تیار ہیں۔ جیسے اسٹارچ فیکٹری کے خراب پانی کو نمٹانا، تاڑ کے تیل کے مل کے تلچھٹ کا نمٹانا، رنگ صفت میں تفیع کو نمٹانا، خراب ماحول والے علاقوں اور کان کنی کے بعد کوڑا کرکٹ کے بعد ماحولیاتی نظام کو ازسرنو بحال کرنا۔

جرم پلازم۔امتیازی خاصیت: حیاتیاتی ٹکنالوجیکل محکمہ نسلیاتی تنوع کی پہچان کے لیے سالمی مارکرس اور آئیوزائم مارکرس کے استعمال پر زور دے رہا ہے۔ نظام تشخیص، مرض سے حفاظت اور علاج میں استعمال کے لیے نئے ٹیکوں، دوا پہنچانے کے نظام کا فروغ، اہم حیاتیاتی / حیاتی سالموں کی پیداوار، نشاندہی کیے ہوئے اہم علاقوں میں پروگراموں کی شروعات اور ٹکنالوجی کی صنعتوں کو منتقلی کے لیے قریبی باہمی تعلق کا فروغ ہی اہم مقصد ہے۔

بیماریاں

تپ دق : مختلف پرائمروں کے استعمال کے ذریعے PCR نظاموں کی توثیق کی گئی۔ جلما، آگرہ میں مائیکرو بیکٹیریم ریپازیٹری میں 700 آیسولیٹ ہیں، جن کی خصوصیات کا پورا پتہ لگایا جاچکا ہے۔ تپ دق کے لیے BCG کے متبادل کے طور پر ٹیکوں کے فروغ کی تحقیق چل رہی ہے۔ ان کے امیدواروں میں ایم.ہباتا، ایم.ڈبلو 71 کے ڈی اے خلوی دیوار پروٹین اور ایم ٹیوبرکیولوسس کے 16 اینٹی جنوں کو سمیٹے ری کمبینٹ BCG شامل ہے۔

HIV: PGIMER، چنڈی گڑھ، AIIMS نئی دہلی، اور NICP، دہلی میں HIV تعدیہ پر کیے گئے کثیر مرکزی مطالعہ سے واضح ہوا کہ AIPS مریضوں میں مغرب میں رپورٹ کیے گئے مریضوں کے مقابلے سی.ڈی.خلیوں کی امبولیٹ اور رینج کم ہے۔ HIV کے ہندوستانی اسٹینس کے خلاف اینٹی سنس/رابیوزائم مطالعہ نئی دہلی کے NII میں کیے گئے اور ان سے HIV-I اور HIV-I کے ریسپٹروں کے خلاف ربیوزائم اور DNA مختلف اینزائموں کی تشکیل ہو پائی۔

ملیریا: IISC، بنگلور میں مطالعہ سے پتہ لگا ہے کہ ALAD انزائم ملیریا مزاہم مرکبات کو پہنچانے کا مثالی طریقہ ہے۔ پی.

وائیوکیس ہیٹ شاک ہینالو پروٹیز (PVHSP-28) کی خصوصیات AIIMS، نئی دہلی میں ہوئے مطالعہ سے پتہ چلا کہ سب سے زیادہ سرگرم 37°C اور PH 7.6 پر ہوتا ہے اور زنگ ہینالو پروٹیز کا حصہ ہے۔ اس طرح نئی دوا کے ہدف کی پہچان کے لیے نئی سمت ملی۔

ہیضہ: ریسرجنٹ اسٹرین 0139، جسے 0139 بنگال حادثے کے بعد الگ کیا گیا، کے مختلف جینوں کی حالت کی نقشہ سازی سے پتا لگا کہ اس میں سی.ٹی.ایکس جنٹک ایلمنٹ کی 3 کاپیاں تھیں جب کہ 0139 بنگال حادثے میں زہریلے جین کسکیڈ کی ایک کاپی تھی۔

جاپانی این سیفلائیس: JVE کے تشخیص نظام کے فروغ کے لیے متعدد مراکز میں مطالعہ حال ہی میں پورا ہوا، جس میں JVE کی جلد پہچان کے لیے Igm ایک لیلیسا سسٹم کو فروغ دیا گیا۔ اس نظام کی توثیق ہو چکی ہے۔ ان کیمکل کو دور کے مراکز میں پہنچانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

ہیلیکو بکٹر پائلوری: کثیر مرکزی پراجیکٹ ایچ پائلوری کے السرجینک اسٹرینس کی پہچان کے لیے ایلیسا سسٹم کو فروغ دیا گیا ہے۔ اس کی توثیق کی کوشش چل رہی ہے۔ مختلف مراکز پر خصوصیات کی پوری طرح پہچان کیے گئے کلچروں کو رکھا گیا ہے۔ مختلف اسٹرینس کے اینٹی بائیٹک/اینٹی مائیکروبیل سنٹیوٹی پروفائل اور ان کے جینٹک پری ڈسپوزیشن پورا ہو چکا ہے اور نتیجوں کا تجزیہ کیا جاچکا ہے۔

مرض جذام: مردہ مائیکرو بیکٹیریم ڈبلو پر مبنی ایمیونوموڈیولیٹر کے جذام کے مریضوں کو ملٹی ڈاک تھراپی کے ساتھ دینے کے ترقی یافتہ کر کے میسر کیڈلا فارماسیوٹکل احمد آباد کو منتقل کر دیا گیا ہے۔ لیبرو دیک نام سے رجسٹرڈ یہ ایمیونوموڈیولیٹر مختلف نجی اسپتالوں اور غیر سرکاری اداروں کو مہیا کرایا جارہا ہے۔ ابھی اسے علاج کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ مگر جسم میں مریض کے لیے مزاحم طاقت کو فروغ دینے کی صلاحیت کی جانچ ہو رہی ہے۔

کینسر سائینس: ٹرانسجینک چوہوں کے لیے لیباریٹری سی.آر.آئی، ممبئی میں قائم کی گئی ہے۔ ایم.کے. لینتھن یو، مدورئی میں مطالعات نے پہلے ہی دکھادیا ہے کا بسنتھن کو لینس پودے میں آئیسولیٹ کیے گئے ڈائفلین گلائیکوسائیڈ، جسے کا بسنتھن۔ اے کہا جاتا ہے۔ اور ل کارسی نوما خلیوں کو مارنے میں اہل ہے۔ جانوروں پر کیے گئے تجربوں سے ظاہر ہوا ہے کہ اس سے ٹیومر کی نموئی میں کمی آتی ہے اور اسکا زہریلا اثر کم ہوتا ہے۔

کھانے کے قابل ٹیکے

ہیضہ: متعدد ثمار پودوں کو CtxB (کالراٹاکسن جین) میں تبدیل کیا گیا جو کہ نوئی پھل F8 پر موثر سے متاثر ہوتے ہیں۔

ریبیز: ریبیز وائرس کے ہندوستانی جنگلی اسٹرین سے حاصل گلائیکو پروٹین G جین کو CIMAP لکھنؤ میں بند گوبھی میں ظاہر کیا گیا ہے۔

انسانی جنیٹک اور جینوم تجزیہ

اہم جنیٹک خرابیوں کے لیے 16 تشخیص اور مشاورتی اکائیوں میں 13,845 خاندانوں کو خدمات فراہم کی گئی ہیں۔ آنکھ کی

بیماریوں کے لیے سالمی جینک۔ ایل. بی. پرساد آئی انسٹی ٹیوٹ LVPEI، حیدرآباد میں چلائے جارہے پروگراموں میں چار مرض پھیلانے والی تبدیلیاں (دو مثالی تغیر پذیری) اور چھ پوکی مارفزم (ایک مثالی) کی پہچان کی گئی۔ فنکشنل جنومکس۔ سی. بی. ٹی دہلی میں 1998 میں شروع کیے گئے فنکشنل جینومکس کے پروگرام میں زیادہ تعداد میں انسانی جینوم سکوینس اعداد وشمار کے لیے مضبوط شماریاتی صلاحیت کو فروغ دیا گیا ہے۔ انسانی جینوم تنوع۔ آئی. ایس. آئی۔ آئی. آئی. سی. بی. اور ایس. آئی. این. پی. کولکاتہ کے تحقیقی گروپ نے خلاصہ کیا کہ تقریباً 50,000 سال پہلے نسلیاتی آبادی کا پھیلاؤ ہوا تھا mt DNA RFLP ہیپلی ٹائپ اعداد وشمار سے ظاہر ہوا کہ ہندوستانی آبادی میں صرف دو ہیپلو ٹائپس زیادہ تعداد میں ہیں۔

ایک نیشنل بایو اتھکس کمیٹی انسانی نسلی اور جینوم تجزیہ کے لیے پالیسی اور رہنما خطوط تیار کرتی ہے، ملک میں ''جین تھیرپی'' تحقیق کے پروگرام پر غور/نگرانی کرتی ہے، انسانی جینوم اور انسانی حقوق کے ہمہ گیر اعلانیہ سے متعلق امور کو سلجھاتی ہے اور یونیسکو کی بین الاقوامی بایو اتھکس کمیٹی سے رابطہ بنائے رکھتی ہے۔ انسانی جینوم اور نسلی پروگراموں میں تحقیق اور خدمات کی پالیسی کا خاکہ تیار کیا جارہا ہے۔

نئی نسل کے ٹیکوں کا ''جے وگیان'' اور S و T (سائنسی اور ٹکنالوجیکل) مشن اس پروگرام کے اہم مقاصد DNA کی صلاحیت، مختلف امراض کے ری کمبینٹ/پپٹائیڈ کا مطالعہ ہیں۔

ہیضہ: V- کالرا کے VAI-3 اسٹرین پر مبنی ری کمبینٹ اورل ویکسین کے مرحلہ II اور III کلینکل جانچ کی تیاریاں شروع کردی گئی ہیں۔ ریبیز IISC، بنگلور اور انڈین یمیونولاجکلس، حیدرآباد، دونوں ہی جگہ اعلیٰ خلیہ پیداوار حاصل کرنے والے پلازمڈ ڈی. این. اے. ویکسین اسکیل اپ پروٹوکال کی معیار بندی کی جاچکی ہے۔ کتوں، دودھ دینے والے جانوروں پر اثرات کی جانچ پہلے ہی ہوچکی ہے۔

جاپانی اینسیفلائیٹس: JEV کے لیے نئے ٹیکوں کو فروغ دینے کی کوشش چل رہی ہے۔ اس میں ٹشو کلچرڈ ان ایکٹووئیڈ ٹیکے، ڈی. این. اے. ٹیکے اور سنتھیٹک پیپٹائیڈ شامل ہیں اور NII نئی دہلی اور NIV پونے کے ذریعے فروغ دیا گیا ہے۔

ملیریا پر کام: پی. فلکی پورم کے MSP-1 کی خصوصیات کی پہچان اور تخلیص کا کام ہوچکا ہے اور اس کی بڑی تعداد میں اب پیداوار کی جاسکتی ہے P. Vivax اور P. Cynomolgi کے عمل پیرامیٹر کی بھی معیار بندی کی جاچکی ہے۔

تپ دِق: دہلی یونی ورسٹی تین ڈی. این. اے کینڈیڈیٹ پروٹکٹیو اینٹی جن یعنی ESAT-6، a- کرسٹالین اور M- ٹیوبر کلوسس کا سوپر آکسائیڈ ڈسمیوٹس کی تلاش کررہا ہے۔ IISC، بنگلور کے سائنس داں انسانی ٹی خلیوں کے ردعمل کے طور پر M- ٹیوبر آکلوسس سے دو مثالی پروٹینوں کی اسکریننگ کررہے ہیں۔

HIV: پستانیے ایکسپریشن ویکٹر pjw-4304 میں HIV سب ٹائپ سی آئسولیٹ کے لیے گیگ پروٹیز کا کلون ایکسپریس کیا گیا ہے۔ مویشیوں میں گیگ پروٹین سے مامونیت کے اطمینان بخش نتیجے حاصل ہوئے ہیں۔

غذا حیاتی ٹکنالوجی

حیاتی ٹکنالوجی عمل کے ذریعہ ترقی یافتہ کم قیمت کے تغذیاتی خوراک تکملہ کے بڑے پیمانے پر پیداوار کے لئے پائلٹ پلانٹوں کو شروع کرنے کی کوشش ہورہی ہے۔ کھانے میں زہریلی اشیاء جیسے سلمو نیلا ایس۔ پی۔ بیکی لس سیریس، شیگیلا ایس۔ پی

اور روٹا وائرس کی جلدی پہچان کے لئے کئی طریقوں کا پتہ لگا ہے۔ دو سال سے کم عمر کے بچوں کا روٹا وائرس دست سے بچاؤ کی بنیاد
پر تکملہ کے طور پر روٹا کولوسٹرام کے استعمال کا پتہ لگا ہے۔ کھٹے جوسوں سے کھٹا پن ہٹانے کی ٹکنالوجی کو پیٹنٹ کیا جا رہا ہے۔ کئی جنگلی
کُکرمتوں کے اقسام کو چھٹنی یہ جاننے کے لئے کی گئی ہے۔ یہ کھانے کے قابل ہیں یا نہیں۔ ان کے بڑے پیمانے پر پیداوار کے
لئے پروٹوکل کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ کھانے کے سرسوں کے تیل میں اگیری مون ملاوٹی اشیاء کا پتہ لگانے کے لئے ریپڈ ایمونو
لوجکل ڈائیگنوسٹک جانچ کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ ملک میں سات اداروں کے غذا حیاتیاتی تکنیکی تحقیق اور تربیتی کاموں کو مضبوط
بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

ٹرانسجینک عضویات کا حیاتی تحفظ

ہندوستان کے حیاتیاتی تحفظ کے قانونوں کے مطابق ری کمبنینٹ ڈی.این.اے جینوں اور ان کی پیداواروں کے لیے
وزارت ماحولیات اور جنگلات کی جینٹک انجینیئرنگ اپروول کمیٹی (GEAC) کے ذریعے ماحول اور انسان کی صحت کے تحفظ کے
لحاظ سے منظوری لینا ضروری ہے۔ حیاتیاتی ٹکنالوجی کا محکمہ ایک سائینسی ادارے کے طور پر تعاون دے گا۔ اس کے لیے جینٹک
مِنی پولیشن کی نظر ثانی کمیٹی (RCGM) کی تشکیل کی گئی ہے۔ یہ کمیٹی اداروں/تنظیموں کو ادارہ جاتی طور پر حیاتی تحفظ کمیٹی کی تشکیل
کا اختیار دیتی ہے، جس میں حیاتیاتی ٹکنالوجی کا نامزد شخص ہوتا ہے۔ ہندوستانی ماحول کے لائق ٹرانجینٹک فصلوں کی پہچان کے
لیے نگرانی / جائزہ کمیٹی کی تشکیل کی گئی ہے جو کہ تجرباتی جگہوں پر جا کر معائنہ کرے گی۔ ایسے ٹرانجینٹک خورد عضوئیوں کی پیداوار کی
کوشش کی گئی ہے جو کہ حیاتی سرگرم تھیراپٹک پروٹین کے کوڈ کا کام کرے گی۔ فیلڈ میں پہلے ٹرانجینٹک پودے کا تجربہ 1995 میں
شروع کیا گیا، جب کہ منضبط حالتوں میں گڑگاؤں میں Brassica Juncea پودوں جن میں بارجینی کو پلانٹ اسپسفک کنسٹی
ٹیوٹیو پرموٹرس کے ذریعے منضبط کیا گیا تھا اور بارسٹر جینس جن میں فلورل ٹشو اسپیسفِک پرموٹرس کو منضبط کیا گیا تھا، پودلگائی گئی۔
ان مطالعات کا مقصد زہرہ (Pollen) کے غائب ہونے کی مقدار کا جائزہ لینا تھا۔ بعد میں ٹرانجینٹک سرسوں، کپاس، ٹماٹر،
تمباکو، بینگن، اور آلو کے ساتھ مختلف مقامات پر کھیتوں میں متعدد تجربے شروع کیے گئے۔ کئی ہندوستانی اداروں اور تنظیموں نے
ٹرانجینٹک پودوں کے فروغ کا دعویٰ کیا ہے، جو کہ گرین ہاؤس/ پولی ہاؤس جانچ اور جائزے کے لیے تیار ہیں اور کچھ تو فیلڈ جانچ
کے لیے بھی تیار ہیں۔

ہندوستان میں مویشیوں پر کام ابھی شروعاتی مرحلے میں ہی ہے۔ گروتھ ہارمون جینس والے ٹرانسجینک چوہوں کی پیداوار
کے لیب تجربے کیے گئے ہیں۔ کچھ مارکر جینس کا بھی استعمال کیا گیا ہے۔ چمک پیدا کرنے والی کچھ اشیاء کو کوڈ کرنے والے جینس
کے استعمال سے چمکدار ریشم کے کیڑے پیدا ہوئے۔ اس کام سے یہ ثابت ہوا کہ عضویوں میں جینٹک مِنی پولیشن کی پالیسی لاگو
ہوسکتی ہے۔ گروتھ ہارمون جنس والے ٹرانجینٹک کیٹ فش، تلپیا اور ہندوستانی میٹھے پانی کی مچھلی پیداوار کی کوشش بھی چل رہی
ہے۔ اس کا مقصد ایسی نسلیں حاصل کرنا ہے جن میں بالیدگی جلدی آتی ہے۔ ریسرچ کام کی ترقی پذیری جاری ہے۔

ذہانت اثاثہ حقوق

محکمہ حیاتی ٹکنالوجی سے مالی تعاون پروجیکٹ کے نتیجے میں ہو رہی ایجاد کو ایک ہی مقام پر پیٹنٹ کی سہولتیں فراہم کرانے کے
لئے حیاتی ٹکنالوجیکل پیٹنٹ سہولیاتی مرکز (سیل) (بی۔پی۔ایف۔سی) کھولا گیا ہے۔ حیاتیاتی ٹکنالوجیکل میں پیٹنٹ عمل" پر
اس سیل نے جے پور لکھنؤ، ترواننت پورم اور گوہاٹی میں قومی سیمینار کا انعقاد کیا گیا، جن میں 600 سے زیادہ سائنس دانوں نے

شرکت کی۔سیل نے دو اشاعت بھی نکالی، جن کے عنوانات تھے۔''بایوٹکنالوجی پیٹنٹ فیسلیٹنگ سیل، اور''پیٹنٹنگ ان بایوٹکنالوجی'' پیٹنٹ انفارمیشن آن انٹرنیٹ، اب تک سیل نے 13 نئی درخواستوں پر غور کیا ہے۔جس میں سے پانچ پٹنٹ درخواستیں سی۔ایس۔ آئی۔آر تجربہ گاہوں میں چل رہی ڈی۔بی۔ٹی پروجکٹوں سے تھے۔محکمہ کے ذریعہ حاصل 61 پٹنٹ درخواستوں میں سے 30 کارروائی کے مختلف مراحل میں ہیں۔

خواتین اور دیہی فروغ پروگرام

ان پراجیکٹوں سے فصلہ منتظمہ، پھولوں کی کھیتی، ریشم کی پیداوار، آبی کلچر پیداوار، مویشی پالن، ادویاتی طور پر اہم جڑی بوٹیاں، قیمت افزائش سے لے کر پودوں کی پیداوار وغیرہ کے میدانوں میں تقریباً 20,000 عورتوں اور دیہی عوام نے استفادہ کیا ہے۔نسلی خرابیوں کے بارے میں بیداری پیدا کرنے اور ازداج کو مشاورت دینے کے لیے بھی پراجیکٹوں کو مدد فراہم کی گئی ہے۔قدرتی آفات کے شکار لوگوں کی باز آبادکاری کے لیے خصوصی پروگرام چلائے گئے ہیں۔اسی طرح کا ایک پروگرام اترانچل میں رودر پریاگ اور چمولی کے زلزلے سے متاثرین کی باز آبادکاری کے لیے چلایا گیا۔گجرات میں زلزلے سے متاثر لوگوں کی باز آبادکاری کے لیے پراجیکٹ شروع کیا گیا۔حیاتیاتی گاؤں کے تصور کے تحت پراجیکٹوں کو مربوط طریقے سے چلایا جاتا ہے جب کہ دیگر ٹکنالوجیکل پیکیج کو ایک جگہ سے چلایا جاتا ہے۔پوربندر کے قریب موجا میں حیاتیاتی گاؤں (Bio Village) پروگرام کا کام چل رہا ہے، جہاں 15,000 لیٹر روزانہ صلاحیت والا ریورس اوسموس پلانٹ چلایا جا رہا ہے۔اس RO پلانٹ سے خراب پانی سے بنجر زمین کی آبپاشی کی گئی۔سلواڈورا اور اینٹری پلکس جیسی غیر روایتی فصلوں سے پراجیکٹ والے گاؤں کے لوگوں میں امنگ بھر گئی ہے۔گیلی ڈیلا اور گریسی لاریا (اگار والے سمندری گھاس پھوس) جیسے الگی کنجال (Algac) کو بحری ساحل پر پیدا کرنے کے تجربوں میں بھاری کامیابی ملی۔گجرات زرعی یونی ورسٹی جونا گڑھ کے حدود عمارت میں 30 کسانوں کے لیے دو تربیتی پروگرام چلائے گئے۔چنئی میں کاروباری طور پر باصلاحیت عورتوں کو اپنا کاروبار شروع کرنے کا قائم خواتین حیاتیاتی ٹکنالوجیکل پارک کافی کامیاب رہا۔یہاں 20 صنعتی نصاب (موڈیول) تیار کیے گئے۔کچھ جڑی بوٹی مصنوعات اور حیاتیاتی جراثیم کشی کو برآمد کرنے کا بھی آرڈر مل چکا ہے۔بہت سی کاروباری عورتیں پارک میں حصہ لے رہی ہیں۔

حیاتی ٹکنالوجی پر مبنی درج فہرست ذات/قبائل کے لوگوں کے لیے پروگرام:- درج فہرست ذات/قبائل کے لوگوں کی مہارت اور آمدنی کو بڑھانے کے لیے یونی ورسٹیوں قومی تجربہ گاہوں، ریاستی حکومت کے اداروں، زرعی سائنس مراکز، غیر سرکاری تنظیموں اور رضا کارانہ تنظیموں کے ذریعے پروگرام چلائے جا رہے ہیں۔18 ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں 20 نئے پراجیکٹوں سمیت کل 50 پراجیکٹوں پر کام چل رہا ہے۔یہ پراجیکٹ ایرومیٹک اور ادویاتی پودوں، کوکرمتے کی کھیتی، پودوں کے امراض اور کیڑوں مکوڑوں کے حیاتیاتی کنٹرول، کرم افزائش اور کرم کھاد، آبی کلچر، مچھلی پالن اور انسانی صحت کی بہتری پروگراموں کا احاطہ کرتا ہے۔

زلزلے سے متاثر لوگوں کی باز آبادکاری:- گجرات میں زلزلے سے متاثر لوگوں کی باز آبادکاری کے لیے حیاتیاتی ٹکنالوجی پر مبنی پراجیکٹ چلائے گئے ہیں۔یہ پراجیکٹ لاتور (مہاراشٹر) اور چمولی (اترانچل) میں متاثرہ لوگوں کی باز آبادکاری سے حاصل تجربہ پر مبنی تھی۔ان کم خرچیلی ٹکنالوجیوں میں اسپیرولینا کھیتی، پالی ہاؤس کھیتی، حیاتیاتی کنٹرول ایجنٹ پیداوار، کرم کھاد، بچوں کے لیے کم خرچیلے غذائی تکملہ، مویشیوں کا چارہ اور صحت کی دیکھ بھال کے پروگرام شامل ہیں۔

بین الاقوامی اشتراک

جرمنی، اسرائیل، سوئیزرلینڈ، سویڈن، یو کے اور امریکہ کے ساتھ چل رہے دوطرفہ پروگراموں نے اچھی ترقی کی۔ ان ملکوں اور مصر، فرانس، جاپان، قزاکستان، پولینڈ، روس، سری لنکا اور ٹیونیشیا سمیت کئی ملکوں کے ساتھ نئے پروگرام بھی تیار کئے جا رہے ہیں۔ آسٹریلیا، برازیل، ہنگری، میکسکو، ناروے، رومانیہ، سلوانیا اور بیلاروس کے ساتھ رابطہ قائم کیا گیا ہے۔ ہندوستان روس تعاون کے تحت حیاتی ٹکنالوجی کا ایک مشترکہ مرکز قائم کیا جا رہا ہے۔ ہندوستان امریکہ تعاون کے تحت 8 نئے پروجیکٹوں کی سفارش کی گئی ہے۔ سارک اور اسیان ملکوں کثیر طرفہ پروگرام جاری رہے۔

حیاتی ٹکنالوجی سے متعلق ادارے

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ایمونالوجی (NII) نئی دہلی: اس ادارے میں دوطرفہ مقاصد کی پالیسی اپنائی جاتی ہے جس کے تحت بنیادی ریسرچ میں کوالٹی کے ساتھ ساتھ صنعت کاروں کے ساتھ شراکت کے ذریعہ استعمال کے امکانات کو تلاش کرنے کا کام بھی کیا جاتا ہے۔ ریسرچ کے اہم میدان ہیں۔ مرض سے بچاؤ اور انفکشن، جین ریگولیشن، سالمی ڈیزائن، باروری اور فروغ۔ ادارہ جے۔ ای۔ بی (جے پی۔ 97) کے ہندوستانی آسیولیٹ کے پورے جینوم کے سلسلے کا بھی پتہ لگایا ہے۔ اس سے پتہ لگا کہ اس میں اور چینی ایس۔ اے 14 آسیولیٹ کے ارتقاء کی یکسانیت ہے۔ ٹشو کلچر میں جے۔ ای۔ بی اعلی ٹائیٹر تک بڑھانے کا طریقہ کامیابی سے حل کرلیا گیا، جسے وائرل ویکسن کی بڑی تعداد کی پیداوار میں اپنایا گیا۔ ایک ہندوستانی نباتاتی پیداوار (این۔ آئی۔ آئی۔ 60) کے نئے امینو۔ موڈیلٹری استعمال کا امریکی پٹنٹ حاصل کیا گیا۔ اس سے سپٹک شاک سے بچاؤ ملتا ہے۔ اسے کاروباری پیداوار کے لئے ہندوستانی ادویات کمپنی کو سونپ دیا گیا۔ ایک دیگر پیداوار، این۔ آئی۔ آئی 70 کو بھی امریکہ سے پٹنٹ تحفظ مل گیا۔ یہ ہیمو پائس پر مثبت اثر دکھاتا ہے۔ کاروباری پیداوار کے لئے ایک فرانسیسی کمپنی کے ساتھ مل کر ترقیاتی کام کیا جا رہا ہے۔

قومی خلیہ سائنس مرکز (این۔ سی۔ سی۔ ایس) پونے: یہ مرکز تین اہم شعبوں میں کام کرتا ہے (1) حیوانات خلیوں کے کلچر کا قومی گودام (2) ریسرچ کو بنیادی سہولتیں فراہم کرنا اور (3) علم خلیہ کے شعبے میں تحقیق کرنا۔ خلیوں کے گودام میں 1,127 خلیوں کے گروپوں کا مجموعہ ہے۔ جو کہ ہائی بریڈوماس سمیت 25 مختلف نسلوں سے حاصل کئے گئے ہیں۔ پچھلے سال 384 مختلف سیل گروپوں والے 390 خلیوں کا کلچر ملک کے 384 تحقیقی مراکز کو مہیا کرائے گئے۔ مطالعہ سے پتہ چلا ہے کہ بون سیرو ڈرائیور ڈ فیکٹر سے پستان کے ایڈنو کارسینوما خلیوں کا ان وٹرو منتقل ہوتا ہے۔ ایک سرگرم حصہ۔ 55 کے ڈی۔ اے۔ پروٹین کی پہچان کر لی گئی ہے۔ ڈی۔ این۔ اے کلون میں تسلسل کا حال ہی میں پتہ چلا ہے۔ اور کینسر پھیلانے والے اجزا سے میل نہیں کھاتا۔ جن کا مقصد یہ ہے کہ ایک ناول اوکوجن ہے۔

قومی برین ریسرچ سنٹر (NBRC) نئی دہلی: محکمہ کے اس خود مختار مرکز کو جون 1999 میں ایک سوسائٹی کے طور پر رجسٹرڈ کرایا گیا۔ یہ مرکز مرض اور عام حالات میں برین کے عملی نظام کو سمجھنے کے لئے بنیادی ریسرچ کرے گا۔ برین سائنس کے میدان میں کام کر رہی مختلف تجربہ گاہوں کے درمیان نئے تعلق جوڑتا ہوا نٹ ورکٹ قائم کیا جائے گا۔ مرکز کی شروعاتی سرگرمی کے طور پر مرکز کے ذریعہ نئی دلی میں انٹرنیشنل کلوکیم آن برین ریسرچ، کا انعقاد کیا گیا۔ اس رسمی مذاکرات کے دوران برین ریسرچ کے ابھرتے ہوئے میدانوں پر دھیان دیا گیا۔ اس دوران این۔ بی۔ آر۔ سی اور امریکہ کے نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف منٹل

ہیلتھ کے درمیان سائنسی تعاون بڑھانے سے متعلق مشترکہ بیان پر دستخط کئے گئے اسی طرح ایک معاہدہ جاپان کے رکین برین سائنسی انسٹی ٹیوٹ کے ساتھ بھی کیا گیا۔ روایتی دواؤں میں تعاون کے لیے USUHS کے ساتھ معاہدہ پر دستخط کیے۔

سنٹر فار ڈی۔ این اے فنگر پرنٹنگ اینڈ ڈائیگنوسٹکس (سی۔ ڈی۔ ایف۔ ڈی) حیدرآباد: اس مرکز میں 155 معاملے آئے، جو کہ باپ کے متعلق تنازعات، پہچان، زنا کاری، قتل اور دیگر جرائم سے متعلق تھے۔ دو ریاست عدالتی تجربہ گاہوں کے ساتھ تعاون کے معاہدے پر دستخط کئے گئے۔ مختلف جنٹک بے ضابطگیوں کے ڈی۔ این۔ اے حل کے لئے مرکز کے پاس 409 معاملے آئے، جب کہ 129 معاملے کروموسوم کے حل کے لئے تھے۔ کئی ڈیٹا بیس کے ساتھ حیاتی انفارمیشن سائنسی کی سہولت پوری طرح سے کام کررہی ہے۔ ریشم کے کیڑے کے جینوم کا سلسلہ جاننے اور مائیکروم بیکٹریم ٹیوبرکلوسس کے سالمی تجزیہ جاننے کے لئے بنیادی ریسرچ بھی کیا جارہا ہے۔ ڈی۔ این۔ اے فنگر پرنٹنگ کا ایک اعلیٰ تربیت کورس بھی اس سال چلایا گیا۔

قومی نباتاتی جینوم ریسرچ سنٹر: جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی میں دستیاب سہولتوں اور مہارت کی سطح کو سدھار کر یہ مرکز تشکیل کیا گیا۔ اس کا اہم مقصد نباتی جینوم کے پہچانے گئے پہلوؤں پر بنیادی اور عملی تحقیق کرنا ہے تاکہ اہم جینو کی پہچان ہو سکے اور سدھرے ہوئے زرعی موسمی خصوصیات اور مرض مخالف ٹرانس جینک پودوں کو تیار کرنے کے لئے ان کا استعمال کیا جا سکے۔

قومی حیاتیاتی وسائل ترقی بورڈ، نئی دلی: حکومت نے قومی حیاتیاتی وسائل ترقی قومی بورڈ کی منظوری دے دی ہے۔ اس بورڈ کی ذمہ داری ملک میں حیاتی تنوع کا متواتر استعمال کرنے سے ہے۔ اس بورڈ نے ملک کے حیاتی وسائل کی ڈیزیٹائزڈ انونٹری، کے پروگرام اور خصوصی علاقوں کے لئے خاص پروگرام بھی چلائے ہیں۔ ساحلی حیاتیاتی وسائل میں اضافہ، تحفظ، فہرست تیار کرنے اور حیاتیاتی ٹکنالوجی پارک قائم کرنے کے پراجیکٹوں کو منظوری دے دی گئی ہے۔ امپھال میں حیاتیاتی وسائل اور متواتر فروغ ادارے (Institute of Bioresources and sustainable Development, IBSD) کے قیام کو منظوری مل چکی ہے۔

8۔ ماحول

وزارت برائے ماحول و جنگلات مختلف ماحولیاتی و جنگل بانی پروگراموں کی منصوبہ بندی، نشوونما، ارتباط اور نفاذ کی نگرانی کے لئے حکومت ہند کی انتظامی ساخت میں ایک نقطہ ماسکہ کے طور پر کام کرتی ہے۔ وزارت کو ملک میں اقوام متحدہ کے ماحولیاتی پروگرام (یو۔این۔ای۔پی) انٹرنیشنل سنٹر فار انٹگریڈ ماؤنٹین ڈویلپمنٹ (آئی۔سی۔آئی۔ایم۔او۔ڈی) کے لئے مرکزی ایجنسی کے طور پر نامزد کیا گیا ہے۔ اقوام متحدہ ماحولیات اور فروغ کانفرنس (یو۔این۔سی۔ای۔ڈی) کی متعاقب کارروائی پر دھیان دینا ہے۔

نباتاتی حیوانات، جنگل اور جنگلاتی حیات کے تحفظ اور سروے، ماحولیاتی آلودگی کی روک تھام و نگرانی، جنگل کاری، تنزل پذیر علاقوں کو پھر سے ہرا بھرا بنانا اور ماحول کا تحفظ کرنا اس وزارت کی ذمہ داری ہے۔ ان مقاصد کے لئے قانونی و باضابطہ تدابیر کا انتظام کرنا ہے۔ جن کا مقصد ماحول کا تحفظ اور حفاظت ہے۔

قدرتی وسائل کا سروے

1890 میں قائم ہندوستانی نباتاتی سروے ملک کے جنگلاتی وسائل کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس کا صدر دفتر کلکتہ میں ہے او رملک کے مختلف حصوں میں اس کے نو سرکل ہیں جن کے ذریعے باقاعدگی سے کھوجی سفر کرتے ہیں اور نتائج کو قومی، ریاستی اور ضلعی سطح کی نباتاتی فہرست میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

1916 میں قائم ہندوستانی حیاتیاتی سروے، ملک کے حیوانی وسائل کا سروے کرتا ہے۔ ZSI کا صدر دفتر کلکتہ میں ہے اور ملک کے مختلف حصوں میں اس کے 16 مراکز واقع ہیں۔ ZSI پورے ملک کے حیوانات کا سروے کرنے کے لئے باقاعدگی سے دورے کرتا ہے۔

ہندوستانی جنگلاتی سروے (FSI) پر ملک کے جنگلاتی وسائل کے سروے کی ذمہ داری ہے۔ اس کا صدر دفتر دہرہ دون میں ہے اور اس کے چار علاقائی، دفاتر، بنگلور، کلکتہ، ناگ پور اور شملہ میں واقع ہیں۔ FSI آر ایف 1:50,000 کے پیمانے پر موضوعی نقشے اور آر ایف 1:2,50,000 کے پیمانے پر ملک کے جنگلاتی اور نباتاتی نقشے تیار کرتا ہے۔ موضوعی نقشے دس سالہ عرصے پر محیط ہوتے ہیں اور نباتاتی نقشے دو سال کے عرصے پر۔ جنگلاتی رپورٹ 1999 کے مطابق ملک میں کل جنگلاتی علاقے تقریباً 6.37 کروڑ ہیکٹیر ہیں، یعنی یہ ملک کے جغرافیائی علاقے کا 19.39 فی صد ہے۔

محفوظ کرۂ حیات

محفوظ کرۂ حیات اپنے نمائندہ ماحولی نظام میں نسلی تنوع قائم رکھنے والے کثیر المقاصد محفوظ علاقے ہیں۔ محفوظ کرۂ حیات

کے خاص مقاصد ہیں(i) پودوں، جانوروں اور خوردبینی جرثوموں میں یک جہتی اور تنوع قائم رکھنا(ii) ماحولیاتی تحفظ اور دوسرے
ماحولی عناصر سے متعلق تحقیق کی حوصلہ افزائی کرنا،(iii) تعلیم، آگہی اور تربیت کی سہولت فراہم کرنا۔ اب تک 12 محفوظ کرۂ
حیات علاقوں کی نشاندہی کی گئی ہے جن کے نام ہیں(i) نیل گیری،(ii) نندا دیوی(iii) نوکریک (iv) گریٹ نیکوبار (v) منار
کی کھاڑی(vi) ماناس(vii) سندربن(viii) سملی پال)(ix) ڈبروڈ یکھووا(x) دیہانگ دیبند (xi) پنچ مڑھی اور(xii) کنچن
جنگا۔

مرطوب زمین، مین گرو اور مرنجانی سنگستان

ہندوستان میں مرطوب علاقائی ماحولیاتی نظام کا قابل قدر سرمایہ موجود ہے، جو شمال میں لداخ کے سرد اور خشک منطقہ سے
مشرق میں امپھال کے مرطوب منطقہ تک، مغرب میں راجستھان کے خشک اور گرم منطقہ سے ٹراپیکی مانسونی وسطی ہندوستان تک
اور جنوبی جزیرہ نما کے مرطوب منطقے تک کے مختلف جغرافیائی خطوں میں پھیلا ہوا ہے۔ ہندوستان کے زیادہ تر مرطوب علاقہ براہ
راست یا بالواسطہ طور پر گنگا، برہمپتر، نرمدا، تاپتی، گوداوری، کرشنا، کاویری وغیرہ کے اہم دریائی نظام سے منسلک ہیں۔ مرطوب
علاقوں کے تحفظ کے لیے وزارت کے ذریعے 1987 سے ایک پروگرام چلایا جارہا ہے جس کے تحت 13 ریاستوں میں کل 20
مرطوب زمین علاقے ہیں اس کے لیے کئی طرح کی پہل کی گئی۔ تحفظ کے لیے انجینئرنگ متبادل کو اپنانے کے بجائے خاص طور
سے حیاتیاتی تدابیر پر زور دیا جارہا ہے۔ متعلقہ ریاستی حکومتوں کے ذریعہ کارساز کمیٹیاں قائم کی کی گئی ہیں۔ ہر ایک منتخب مرطوب
علاقے کے لئے نوڈل تحقیقی/تعلیمی ادارے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اٹھارہ مرطوب علاقوں کے لئے انتظامی لائحہ عمل مرتب کئے
جاچکے ہیں اور کیرل کے دو مرطوب زمینی علاقوں کے لیے منصوبوں کو حتمی شکل دی جاچکی ہے۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں کے محل
وقوع رقبہ اور ماحولیاتی درجہ بندی کے سلسلے میں معلومات بہم پہنچانے کے لئے مرطوب علاقوں کی ڈائریکٹری شائع ہوچکی ہے۔
مرطوب علاقوں کے بین الاقوامی اہمیت کے حامل معاہدے کا ہندوستان بھی دستخط کنندہ ہے۔ خاص طور سے مرغابیوں کی قدرتی
رہائش گاہ (رام سسار معاہدہ)۔

مین گرو نمکییت برداشت کرنے والے جنگلاتی نظام ماحولیات ہیں جو خاص طور پر ٹراپیکی اور نیم ٹراپیکی بین اقوامی سطح پر
مدوجزری علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ نباتاتی اور حیاتیاتی انواع کے بڑے مخزن ہیں جو ایک طویل ارتقائی دور تک ساتھ
ساتھ رہے ہیں اور ان میں نمکییت برداشت کرنے کی غیر معمولی صلاحیت ہوتی ہے یہ خط ساحل کو پائیداری عطا کرتے ہیں اور
سمندر کی مداخلت روکنے کے لئے فصیل کا کام کرتے ہیں۔ دنیا کے چند سب سے عمدہ قسم کے مین گرو ہندوستان میں پائے جاتے
ہیں۔ جو ہندوستانی سمندری ساحل کے محفوظ دہانوں، مدوجزری آبی درزوں میں پائے جاتے ہیں۔ اس کا رقبہ 6,000 مربع
کلومیٹر ہے جو دنیا کے کل مین گرو علاقے کا سات فیصد ہے۔ مین گرو تحفظ اور منجمنٹ کی اسکیم کے تحت عمیق تحفظ اور منجمنٹ کے لئے
15 مین گرو علاقوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ جن کے نام ہیں: شمالی انڈمان اور نیکوبار (انڈمان اور نیکوبار جزیرے) ماسندربن
(مغربی بنگال) بھیتر کانکا (اڑیسہ) کورنگ، گوداوری ڈیلٹا اور دریائے کرشنا کا دہانہ (آندھراپردیش)، مہاندی ڈیلٹا (اڑیسہ)،
پچھاورم، اور پوائنٹ کالی مار (تمل ناڈو) گووا، کچھ کی کھاڑی (گجرات)، کنڈاپور (کرناٹک) اچرا رتناگیری (مہاراشٹر) اور
دمباند (کیرل)، ان سبھی مین گرو علاقوں کے منجمنٹ کے لئے لائحہ عمل کو منظوری مل چکی ہے۔

مرنجانی سنگستان اتھلے پانی کے ٹراپیکی بحری نظام ماحولیات میں جن کی خصوصیت نباتاتی اور حیاتیاتی تنوع اور ہائی بائیوماس
کی پیداوار ہے۔ تحفظ اور مینجمنٹ کے لئے چار مرنجانی علاقوں کو منتخب کیا گیا ہے جو اس طرح ہیں۔ منار کی کھاڑی، انڈمان اور

نیکوبار جزیرے، لکشد یپ جزیرے اور کچھ کی کھاڑی، ان کے انتظامی لائحہ عمل کی ترتیب اور نفاذ کے لئے ریاستی سطح کی کارساز کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ انڈومان اور نیکوبار اور منار کی کھاڑی کے مرنجانی سنکستان کے لئے اس لائحہ عمل کو منظوری بنایا جاچکا ہے۔

حیاتیاتی تنوع

غذا، زراعت، دوا اور صنعت میں ہونے والے صرف کا حیاتیاتی تنوع سے سیدھا تعلق ہے۔ یہ ماحولیاتی توازن کو قائم رکھنے اور ارتقائی عمل جاری رکھنے کا بھی کام کرتا ہے۔ حیاتیاتی تنوع کے ذریعے ہمیں جو بالواسطہ ماحولیاتی خدمات حاصل ہوتی ہیں ان میں نوری امتزاج (Photo Synthesis)، زیرگی، اخراج بخارات، کیمیائی دوری، تغذیاتی دوری، مٹی کا رکھ رکھاؤ، موسم کی باقاعدگی ہوا اور پانی نظام کا منتظمہ، تفیح/فضلہ تخلیص اور پسٹ کنٹرول وغیرہ شامل ہیں۔

ہندوستان دنیا کے بارہ وسیع حیاتیاتی تنوع والے ملکوں میں سے ایک ہے۔ وہ مئی 1994 میں ہوئے حیاتیاتی تنوع سے متعلق بین الاقوامی معاہدے پر دستخط کرنے والے ملکوں میں شامل ہے۔ متعلقہ دفعات کو عمل میں لانے کے لیے حیاتیاتی تنوع کے درج ذیل مقاصد ہیں۔ حیاتیاتی تنوع کا تحفظ، اس کے اجزاء ترکیبی کا مسلسل استعمال اور وسائل سے ہونے والے فائدے کی مناسب و مساوی تقسیم۔ وزارت نے 6 جنوری 2000 کو ایک قومی حیاتیاتی تنوع پالیسی اور لائحہ عمل جاری کیا ہے جس کا مقصد حیاتیاتی تنوع کے تحفظ اور لگاتار استعمال کی موجود کوشش کی توثیق کرنی ہے۔ حیاتیاتی تنوع ایکٹ پارلیمنٹ میں پیش کیا جاچکا ہے جسے جانچ پڑتال اور رپورٹ پیش کرنے کے محکموں سے متعلق پارلیمنٹ کی مستقل کمیٹیوں کے پاس بھیجا جارہا ہے۔

جنگلات

جنگلات تجدیدی وسائل ہیں جو ملک کی معاشی ترقی میں قابل قدر شراکت کے ساتھ ساتھ ماحولی معیار کے اضافے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ہندوستان میں 6,33,397 لاکھ ہیکٹر رقبے پر جنگلات پھیلے ہوئے ہیں جو ملک کے کل جغرافیائی رقبے کا 19.39 فیصد ہے۔ اس میں گھنے جنگل 11.48 فیصد، کھلا جنگل 7.76 فیصد اور مین گرو جنگلات 0.15 فیصد کے رقبے پر ہیں۔ اور جھاڑ جھنکاڑ رقبہ 1.74 فی صد ہے۔ سال 1999-1997 کے دوران 3,896 مربع کلومیٹر جنگلاتی علاقے میں توسیع ہوئی ہے۔

جنگلاتی پالیسی اور قانون

ہندوستان ان چند ممالک میں سے ہے جن کے پاس 1894 سے ہی جنگلات سے متعلق ایک واضح پالیسی رہی ہے۔ جس پر 1952 اور 1988 میں نظرثانی کی گئی۔ 1988 کی جنگلاتی پالیسی کا خاص نعرہ جنگلات کی حفاظت، تحفظ اور ترقی ہے۔ اور اس کے اہم مقاصد ہیں (i) ماحولیاتی تناسب کی بحالی اور بازیابی کے ذریعہ ماحولی استحکام کی نگہداشت (ii) قدرتی میراث کا تحفظ (iii) دریاؤں، جھیلوں اور مصنوعی جھیلوں کے آبگیرہ علاقوں میں مٹی کے کٹاؤ اور مٹی کے کٹاؤ کی روک تھام، (iv) راجستھان کے ریگستانی علاقے اور ساحلی علاقے کی جانب ٹیلوں ریگ کی توسیع پر روک، (v) وسیع جنگل کاری اور سماجی شجرکاری کے ذریعہ جنگل کے درختوں کی تعداد میں اضافہ کرنا، (vi) دیہی اور قبائلی آبادی کے لئے ایندھن، چارہ اور دوسری چھوٹی موٹی جنگلاتی چیزوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے اقدام کرنا (vii) قومی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے جنگلاتی پیداوار میں اضافہ

کرنا، (viii) جنگلاتی پیداوار کے حسن استعمال کی حوصلہ افزائی کرنا اور لکڑی کا متبادل تلاش کرنا اور (ix) ان مقاصد کے حصول اور موجودہ جنگلات پر دباؤ کم کرنے کے لئے عوام، خاص کر عورتوں کا زیادہ سے زیادہ تعاون حاصل کرنا۔

اگلے 20 سالوں کے لیے لمبی مدت کے لیے ایک جامع طویل مدتی پالیسی منصوبہ کی شکل میں قومی جنگلاتی ایکشن پروگرام (NFAP) تیار کیا گیا ہے اور اسے جاری بھی کیا جا چکا ہے۔ اس پروگرام کا مقصد جنگلوں کی کٹائی کو روکنا اور ملک کے ایک تہائی حصہ کو درختوں جنگلوں سے ڈھکنا ہے۔

جنگل تحفظ ایکٹ 1980 کے تحت جنگلاتی زمین کو غیر جنگلاتی زمین میں تبدیل کئے جانے سے قبل مرکزی حکومت کی منظوری ضروری ہوتی ہے۔ علاقائی چیف محافظین جنگلات کو 5 ہیکٹر تک کی جنگلاتی زمین کو غیر جنگلاتی مقصد کے لئے تبدیل کرنے کی منظوری کا اختیار حاصل ہے۔ ان میں کانکنی و ناجائز قبضوں کے معاملے شامل نہیں ہیں۔ ریاستی مشاورتی گروپ کی صلاح سے انہیں 5 سے 20 ہیکٹر تک کی جنگلاتی زمین کے معاملوں پر غور کرنے کا اختیار ہے۔

جنگلوں کو ضائع ہونے سے بچانے اور ان کے فروغ کے لیے دیہی کمیونٹیوں کی مدد لینے کی غرض سے وزارت نے 1990 میں رہنما خطوط جاری کیے تھے۔ اس کے بعد ہی جوائنٹ فارسٹ مینجمنٹ (JFM) کا نظریہ قائم کیا گیا۔ مشترکہ جنگلاتی منتظمہ کے لیے یکم ستمبر 2000 تک 26 ریاستوں کے ذریعے تجاویز جاری کی جا چکی ہیں۔ ملک کے تقریباً 102.5 لاکھ ہیکٹیر رقبہ کے پست شدہ جنگلوں کی حفاظت اور انتظام و انصرام 36,165 دیہی جنگلاتی محافظ کمیٹیوں کے ذریعے کیا جا رہا ہے۔

قومی جنگلاتی پالیسی 1998 کے مدنظر قبائلی اکثریت والے علاقوں میں ضائع ہو چکے۔ جنگلوں کو پھر سے ہرا بھرا کرنے کے کام میں مقامی لوگوں کو شامل کرنے کے لیے صدفی صد مرکزی کفالت کی اسکیم شروع کی گئی ہے۔ اس اسکیم کا ''پست شدہ جنگلوں کو استعمال کی شراکت کی بنیاد پر نئے سرے سے زندگی عطا کرنے کے لیے قبائلی اور دیہی غریب عوام کی ایسوسیشن'' ہے۔ اس اسکیم کا مقصد قبائیلوں کو روزگار اور حق استفادہ مہیا کروانا ہے اور یہ مختلف ریاستوں میں عمل میں لائی جا رہی ہے۔

جنگل کی آگ سے بچاؤ

مرکز کی تائید یافتہ ''جدید فارسٹ فائر کنٹرول کے طریقہ کار کی ابتداء نام کی اس اسکیم کا مقصد (i) قدرتی اور انسان کے بنائے جنگلوں کی حفاظت اور تحفظ کو دھیان میں رکھتے ہوئے جنگلوں کی آگ پر قابو پانا اور جنگلوں میں آگ لگنے کے حادثات اور ان کی مقدار میں کمی لا کر جنگلوں کی پیداواری صلاحیت میں بہتری پیدا کرنا (ii) جنگلوں کی آگ کی روک تھام، پتہ لگانے اور بجھانے کے اصول اور تکنیکی تیار کرنا، انکا ٹیسٹ کرنا اور ان کا مظاہرہ کرنا۔ فی الحال یہ اسکیم 11 ریاستوں میں عمل میں لانے کی تجویز ہے۔ دسویں پنج سالہ اسکیم کے تحت ایک قومی ماسٹر پلان تیار کیا گیا ہے اور اس میں ردوبدل کر کے اسے نیا نام ''جنگلاتی آتش کنٹرول اور منتظمہ'' رکھا گیا ہے۔

جنگلاتی ذی حیات

قومی جنگلی ذی حیات لائحہ عمل جنگلاتی ذی حیات کے تحفظ کی حکمت عملی اور منصوبوں کا ڈھانچہ تیار کرتا ہے۔ ہندوستانی وائلڈ لائف بورڈ، جس کے صدر وزیراعظم ہیں۔ جنگلاتی ذی حیات کے تحفظ کے مختلف منصوبوں کی تعمیل کی نگرانی اور ہدایت کرنے والی چوٹی کی مشاورتی جمعیت ہے۔ تا حال تحفظ شدہ علاقوں کی فہرست میں 88 قومی پارک اور 490 پناہ گاہ ہیں۔ جو ملک کے کل

جغرافیائی رقبہ 1.53 لاکھ مربع کلومیٹر پر پھیلا ہے۔ جنگلاتی ذی حیات (حفاظت) ایکٹ 1972، کو قطع نظر جموں اور کشمیر (جس کے پاس جنگلاتی ذی حیات کا اپنا ایکٹ ہے) سبھی ریاستوں نے اختیار کرلیا ہے۔ اس ایکٹ کے ذریعہ جنگلاتی ذی حیات کے تحفظ اور زیر خطر انواع کی حفاظت کی جاتی ہے اور نایاب اور زیر خطر انواع کی تجارت پر بھی روک لگائی جاتی ہے۔ جنگلاتی ذی حیات (حفاظت) ایکٹ 1972 اور دوسرے متعلقہ قوانین پر نظرثانی کے لئے ایک بین ریاستی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ ہندوستان زیر خطر حیاتیاتی اور نباتیاتی انواع کی تجارت سے متعلق بین الاقوامی معاہدے کا دستخط کنندہ ہے۔ جس کے مطابق زیر خطر انواع اور اس کی پیداوار کی برآمد اور درآمد پر سخت نگرانی رکھی جاتی ہے۔ ہندوستان سائبیرین کرین کے تحفظ سے متعلق ایک مفاہمتی میمورنڈم کا بھی دستخط کنندہ ہے۔ قومی پارکوں کی ترقی اور عمدہ انتظام، جنگلاتی ذی حیات کے تحفظ، شکار پر پابندی اور جنگلاتی پیداوار کی غیر قانونی تجارت پر پابندی، قومی پارکوں اور پناہ گاہوں کے گردونواح میں ماحولیاتی ترقی، ہاتھیوں اور ان کی قدرتی رہائش کی حفاظت اور آسام میں گینڈہ کے تحفظ کے لئے مرکز ریاستوں کو مالی اور تکنیکی امداد فراہم کرتا ہے۔ باگھ پراجیکٹ اپریل 1973 میں جاری کیا گیا۔ اس پراجیکٹ کے تحت پورے ملک میں 27 ٹائیگر ریزرو قائم کئے گئے ہیں۔ یہ پناہ گاہیں 14 ریاستوں میں لگ بھگ 37,761 مربع کلومیٹر میں پھیلی ہوئی۔ تحفظ شدہ علاقوں میں آباد خاندانوں کو اپنی مرضی سے دوسری جگہ آباد ہونے کے لئے سرکار مالی امداد فراہم کرتی ہے۔ ہاتھی پراجیکٹ کے تحت جنگلی ہاتھیوں کی آزاد چارہ گاہ والی آبادی کی پہچان کی جاتی ہے اور ان کے طبعی مسکن اور نسلی بقا کو یقینی بنانے کے لئے متعلقہ ریاستوں کی مالی معاونت کی جاتی ہے۔ حیاتیاتی پارکوں کے انتظام وانصرام کی نگرانی کے لئے مرکزی چڑیا گھر اتھاریٹی قائم کی گئی ہے۔ جو 200 زائد چڑیا گھروں میں ربط اور جانوروں کی سائنٹفک منتقلی کی نگرانی کرتی ہے۔ اتھاریٹی کے ذریعہ چڑیا گھروں سے متعلق تیار کی گئی پالیسی حکومت اور چڑیا گھروں کے آپریٹروں کی مناسب رہنمائی کرتی ہے۔

انڈین بورڈ فار وائلڈ لائف (IBWL) جنگلی ذی حیات تحفظ کے میدان میں ایک ملک کی چوٹی کا مشاورتی ادارہ ہے، جس کے صدر وزیر اعظم ہیں۔ بورڈ کی سفارش پر جنگلی ذی حیات ریسرچ کے ایک ترمیم شدہ رہنما اصول تیار کرنے کے لیے ایک کمیٹی کی تشکیل کی جارہی ہے۔

ماحولی اثرات کا جائزہ

بھارت میں ماحولی اثرات کے جائزہ کا پروگرام 1978 میں شروع کیا گیا۔ جنوری 1994 میں جاری ایک نوٹی فیکشن کے ذریعہ صنعتی، کان کنی، آبپاشی، بجلی، نقل وحمل، سیاحت، ترسیل، وغیرہ شعبوں کے فروغ کے پروجیکٹ کے 29 درجات کے لئے اس پروگرام کو لازمی بنادیا گیا۔ 1997 میں اس جائزہ پروگرام نوٹی فیکشن میں ترمیم کی گئی اور عوامی سماعت کو اس جائزہ عمل کا لازمی جزو بنادیا گیا۔ ماحول سے متعلق منظوری وزارت میں اثرات کے جائزے عمل کی ایجنسی کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ کسی بھی صلاحیت کے بجلی پلانٹوں کے معاون تخلیق کے معاملوں میں یہ اختیار ریاستی حکومتوں کو دے دیا گیا ہے۔ اس کے تحت 500 میگاواٹ قوت تک کے سیال شدہ بیڈ تکنالوجی والی گیس ناپتھا پر مبنی اور کوئلے پر مبنی بجلی پلانٹ اور 250 میگاواٹ تک روایتی کوئلے پر مبنی بجلی گھر آتے ہیں۔ لیکن یہ محفوظ جنگلوں، محفوظ کردہ حیات اور آلودگی کی نگاہ سے نازک علاقوں کی سرحد سے 25 کلومیٹر کے اندر یا ریاستی سرحد کے 50 کلومیٹر کے اندر نہیں ہونا چاہئے۔ سی آر زیڈ-1 کے طور پر درجہ بند علاقوں کو چھوڑ کر موجودہ بندرگاہ سرحدوں کے اندر پراجکٹوں کے معاملوں میں ساحلی ضابطہ زون نوٹی فکیشن کے تحت منظوری دینے کا اختیار وزارت آبدوز نقل وحمل کو دے دیا گیا ہے۔ CRZ-1 کی شکل میں زمرہ بند علاقوں کو چھوڑ کر موجودہ بندرگاہ حدود کے اندر کے پراجیکٹوں کے معاملے میں ساحلی حد

بندی زون نوٹیفکیشن کے تحت منظوری دینے کا اختیار وزارت آبدوزنقل وحمل کو دیا گیا ہے۔

ساحلی حد بندی زون (i) CRZ-1 میں درجہ بند علاقوں کو چھوڑ کر باقی CRZ میں مائع قدرتی گیس کے حصول، ذخیرہ کرنے اور ری گیسیفکیشن کی منظوری دینے کے لیے وزارت نے ساحلی حد بندی زون (CRZ) نوٹیفکیشن 1991 میں ترامیم جاری کی ہیں۔اس ترمیم کے نتیجے میں CRZ میں تیل اور قدرتی گیس کی تلاش کرنے اور اسے نکالنے کے ساتھ ساتھ اس سے متعلقہ دیگر سرگرمیوں اور سہولتوں کی بھی منظوری دی گئی ہے۔ بڑے پراجیکٹ کے بارے میں ماہرین کی صلاح پر ضرورت پڑنے پر خاص گروپ رکمیٹیوں اور ٹاسک فورس کی تشکیل کی جاتی ہے۔ تفصیلی چھان بین اور تعین قدر کے بعد تعین قدر و تشخیص کمیٹی پراجیکٹوں کی توثیق تردید کی سفارش کرتی ہے۔اس کے کھلے پن کو یقینی بنانے کے لئے فروری 1999 سے جنگلات اور ماحول کی منظوری سے متعلق معلومات کو ویب سائٹ پر مہیا کرایا گیا ہے۔(http://www.nic.in/envfor.nic.in) منصوبوں کی نوعیت وفطرت کے حساب سے کچھ حفاظتی اقدامات کے لئے بھی سفارش کی جاتی ہے۔ نگران حفاظتی اقدامات کی نگرانی اور وقت پر نفاذ کے لئے وزارت نے شیلانگ، بھوبنیشور، چنڈی گڑھ، بنگلور، لکھنؤ اور بھوپال میں چھ علاقائی مراکز بھی قائم کئے ہیں۔

وزارت نے 13 دسمبر 2000 کو EIA (ماحولیاتی اثر) نوٹیفکیشن میں ترمیم کیا جس میں سرحدی علاقوں میں دفاع سے متعلق سڑک کے تعمیری پراجیکٹوں کو EIA نوٹیفکیشن کے دائرے میں چھوٹ دی گئی ہے۔وزارت کے ذریعے 3 جنوری 2001 کو جاری نوٹیفکیشن کے مسودے کے مطابق چھوٹے صنعتی علاقے کی اکائیوں، قومی شاہراہوں کو چوڑا کرنے اور مضبوط بنانے، آبپاشی پراجیکٹوں کی جدید کاری اور 25 ہیکٹر علاقے کے پٹے والی زمین پر قائم کان کنی پراجیکٹ (اہم معدہ) کو عوامی سماعت سے چھوٹ دی گئی ہے۔

آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول

سال 1992 کے دوران آلودگی میں تخفیف کی پالیسی اسٹیٹمنٹ اپنائی گئی جس میں آبی، فضائی اور زمینی آلودگی کے کنٹرول اور اس میں تخفیف کے لئے قانونی دستاویز، مالی حوصلہ افزائی رضاکارانہ قرار، تعلیمی پروگرام اور معلوماتی مہم چلانے کی گنجائش ہے۔اس پالیسی اسٹیٹمنٹ کو اپنانے کے بعد تمام سرگرمیوں کا محور حسب ذیل مسائل ہیں۔ صاف اور کم فضلہ پیدا کرنے والی تکنیک کی حوصلہ افزائی، دوبارہ استعمال ری سائکلنگ، پانی کے معیار میں سدھار، ماحول کی آڈٹ، قدرتی مسائل کی اکاؤنٹنگ معیاروں کی ترقی، اداروں اور انسانی وسائل کی ترقی، وغیرہ۔آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول کے سبھی معاملوں کو حکم اور کنٹرول میتھڈ کے ساتھ ساتھ رضاکارانہ ضابطوں، مالی اقدامات، عوام کی شمولیت اور ان میں آگہی کے فروغ سے بھی حل کیا جاتا ہے۔

ماحول کے لئے موزوں صرفی اشیا کی نشاندہی کے لئے ایکومارک لیبل جاری کی گئی ہے۔ ایکومارک، کے معیار کو آخری شکل دی گئی اور وزارت نے ابھی تک مختلف مصنوعات کے معیار سے متعلق 18 اطلاعیہ جاری کیا ہے۔

صنعتوں کو ماحول سے متعلق تفصیل تیار کرنے میں مدد دینے کے لیے صنعتوں کے سیکٹر مخصوص ماحولیاتی جانچ کا دستور العمل تیار کیا گیا ہے۔

چھوٹے درجہ کی صنعتوں میں صفائی تکنیک کو اختیار کرنے اور انہیں ضروری تکنیکی امداد فراہم کرنے کی اسکیم کے تحت چھوٹی صنعتوں کی ترقیاتی آرگنائزیشن کے ملازمین اور صنعت کاروں کے لئے تربیتی اور آگہی کے پروگرام منعقد کئے جا رہے ہیں۔

چھوٹے اور اوسط درجہ کی صنعتوں میں کم سے کم فضلا پیدا کرنے والی تکنیک استعمال کرکے پیداوار بڑھانے اور ماحول کی حالت بہتر کرنے کے لئے گروہ بند کوششوں کی حوصلہ افزائی ''ویسٹ منی منریشن سرکل'' کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ ملک کے مختلف صنعتی خطوں میں اب تک اس طرح کے 45 سرکل قائم کئے جاچکے ہیں۔

متعدد بڑے شہروں کے لیے آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لیے عمل منصوبے تیار کیے گئے ہیں اور متعلقہ ریاستی حکومتوں کے ذریعے لاگو کیے جارہے ہیں۔

موٹر گیسولین اور ڈیزل جیسے ایندھن میں بہتری لانے کے لئے ایک پروگرام شروع کیا گیا ہے جسے مرحلہ وار طریقے سے ملک بھر میں شروع کیا جارہا ہے۔ ملک بھر میں سبھی پیٹرول پمپوں پر یکم فروری 2000 سے صرف وہ پیٹرول ملے گا جس میں سیسہ موجود نہ ہو اور 0.25 فی صد بشمول سلفر ڈیزل یکم جنوری 2000 سے مل رہا ہے۔ قومی راجدھانی خطہ دہلی میں 31 مئی 2000 سے زیادہ سے زیادہ 5 فی صد سلفر کے ساتھ ڈیزل اور 2 اپریل سے کچھ چنندہ خردہ فروشوں کے ذریعے زیادہ سے زیادہ 0.05 فی صد سلفر کے ساتھ ڈیزل کی فراہمی کی جارہی ہے۔ آبی نقل وحمل وزارت نے قومی راجدھانی خطہ میں غیر کمرشیل پیٹرول اور ڈیزل سے چلنے والے چار پہیوں کی سبھی گاڑیوں کے لئے یکم جون 1999 کو یورو۔ I اخراج معیاروں کے مساوی انڈیا 2000 اخراج معیاروں کے مطابق رجسٹریشن سے متعلق اصولوں کا اعلانیہ بھی جاری کردیا گیا ہے۔ سبھی طرح کی گاڑیوں کے لئے یہ معیاد پورے ملک میں یکم اپریل 2000 سے اثر پذیر ہوگئی ہیں۔ آبی نقل وحمل کی وزارت نے بھارت II نام کے اور سخت معیاروں کو بھی نوٹیفائی کیا ہے جو یورو۔ II اخراج معیاروں کے مطابق ہیں۔ یکم اپریل 2000 سے قومی راجدھانی خطہ میں لاگو ہونے والے یہ معیار یورو۔ II معیاروں کے مطابق مانے جانے والے سبھی موٹر گاڑوں اور چار پہیوں والے ان مسافر گاڑیوں کے رجسٹریشن کے لئے ہوں گے جن کا کل گاڑی وزن 3,500 کلوگرام کے مساوی یا اس سے کم ہوگی۔

ممبئی، دہلی، بڑودہ اور سورت میں موٹر گاڑیوں کے لیے صاف ایندھن کی شکل میں CNG کا استعمال شروع کیا گیا ہے۔ مرکزی حکومت نے CNG کٹوں اور اس کے پرزوں کی درآمد پر ایکسائیز ڈیوٹی میں چھوٹ دینے کی شکل میں بالواسطہ مالیاتی حوصلہ افزائی بھی کی ہے۔

مرکزی آلودگی کنٹرول بورڈ

مرکزی آلودگی کنٹرول بورڈ، پانی اور ہوا کی آلودگی کے جائزے، نگرانی اور کنٹرول کے لئے قومی سطح کا چوٹی کا ادارہ ہے۔ بورڈ پر پانی کی آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول ایکٹ (1974) ہوا کی آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول ایکٹ (1981) اور پانی (محصول) ایکٹ (1977) کو نافذ کرنے کی انتظامی ذمہ داری ہے۔ مرکزی آلودگی کنٹرول بورڈ، ہوا، پانی اور آواز کی آلودگی کی روک تھام اور کنٹرول کے لئے مرکزی حکومت کو اپنے مشورے سے بھی نوازتا ہے اور ماحولی (حفاظت) ایکٹ 1986 کو نافذ کرنے کے لئے وزارت کو اپنی تکنیکی خدمات فراہم کرتا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت مختلف زمروں کی صنعتوں کے لئے اور اخراجی معیاروں کا اعلان کیا جاچکا ہے۔ سال 2001-2000 کے دوران کوئلہ کانوں، کپڑا ملوں وغیرہ سے نکلنے والے فضلے کے لیے معیار اور نہانے کے کام آنے والے پانی کی کوالٹی کے معیار کا یقین کرکے گزٹ میں نوٹیفائی کیا ہے۔

زیادہ آلودگی پیدا کرنے والی صنعتوں کے 17 اقسام کی پہچان کرلی گئی ہے۔ جس میں سمنٹ، حرارتی بجلی، شراب کے کارخانے، چینی، کھاد، منظم لوہا اور فولاد صنعت، تیل صاف کرنے کے کارخانے، لگدی اور کاغذ صنعت پٹرو، کیمکل صنعت، پسٹسی

سائنڈ، چمڑے کی تجربہ گاہیں، بنیادی دوائیں اور فارماسیوٹیکل، کاسٹک سوڈا اور جستہ، تانبا اور المونیم پگھلانے کے کارخانے شامل ہیں۔اس ضمن میں کل 1551 صنعتی اکائیوں میں سے 1284 اکائیوں نے آلودگی کنٹرول کے لئے مناسب طریقوں کا استعمال کرلیا ہے اور 172 اکائیوں کو بند کردیا گیا ہے اور باقی 53 بیمار اکائیاں ہیں۔

مرکزی آلودگی کنٹرول بورڈ نے ریاستوں کے آلودگی بورڈوں سے مشورہ کر کے 24 ایسے خطرناک طور پر آلودہ علاقوں کی نشاندہی کی ہے جہاں آلودگی روکنے کے لئے خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ یہ علاقے ہیں۔ واپی (گجرات)، سنگرولی (اترپردیش)، کوربا، رتلام، ناگدا، (مدھیہ پردیش)، ڈگبوئی (آسام)، تلچر (اڑیسہ) بھدراوتی (کرناٹک) ہوڑا (مغربی بنگال)، دھنباد (بہار) پالی اور جودھپور (راجستھان)، منالی اور شمالی آرکوٹ (تمل ناڈو) وشاکھاپٹنم اور پٹن چیرو (آندھراپردیش)، چیمبور (مہاراشٹر) نجف گڑھ (دہلی) گوبند گڑھ (پنجاب) اور یوگ منڈل (کیرل) اور پرواتو اور کالا امب (ہماچل پردیش)۔ان علاقوں کے لئے لائحہ عمل تیار کرلیا گیا ہے اور ان پر عمل کیا جارہا ہے۔

مرکزی آلودگی کنٹرول بورڈ، ریاستی آلودگی کنٹرول بورڈوں کے تعاون سے پورے ملک میں قائم 507 نگراں اسٹیشنوں کے ذریعہ تازہ پانی کے وسائل کی نگرانی کرتا ہے۔ اس میں 414 اسٹیشن ندیوں کے ساحل پر 33 جھیلوں 25 زیر زمین وسائل اور 30 دیگر آبی وسائل جیسے نہروں، تنگ کھاڑی اور نالوں پر واقع ہیں۔

قومی محیط ہوا کے معیار کی نگرانی کے پروگرام کے تحت 90 شہروں / مہانگروں میں پھیلے 290 مراکز ملک کی محیط ہوا کے معیار کی نگرانی کرتے ہیں۔

خطرناک اشیا کا مینجمنٹ

وزارت برائے ماحول اور جنگلات خطرناک کیمیکل، بیکار اشیا اور خرد جسموں کے مینجمنٹ اور کنٹرول کی مرکزی ایجنسی ہے۔ ماحول (حفاظت) ایکٹ، 1986 کے مطابق حسب ذیل قوانین وضع کئے گئے ہیں۔ (i) خطرناک کیمیا کی پیداوار، ذخیرہ اندوزی اور درآمد قانون 1989 (ii) خطرناک بے کار اشیا (انتظام و انصرام) قانون 1989 اور (iii) خطرناک خرد جسیمہ رنسلیاتی انجینئرڈ عضویہ یا خلیہ کی پیداوار، استعمال، برآمد، درآمد اور ذخیرہ اندوزی، 1989، (iv) بایو میڈیکل ویسٹ رول 1998 خطرناک کیمکلوں کی پیداوار، ذخیرہ اور درآمد قانون 1989 میں، 1994 میں ترمیم کی گئی اور اسکا اعلانیہ 20 جنوری 2000 کو جاری کیا گیا۔

خطرناک کیمکل کی وجہ سے پیدا ہونے والے ناگہانی حالات سے نپٹنے کے لیے وزارت میں ایک کنٹرول روم اور بحران آگہی نظام قائم کیا گیا ہے۔ ریاستی حکومتوں کو، بحران منتظمہ منصوبے تیار کرنے کے لیے رہنما خطوط بھیجے گئے ہیں اور اس کے لیے بنیادی ڈھانچہ مضبوط بنانے کی غرض سے انھیں مالی امداد بھی فراہم کی جارہی ہے۔ بھوپال، وڈودرہ، منالی اور کھپالی میں ایمرجنسی ریسپانس سنٹر بنانے کی رقوم مہیا کرائی جارہی ہے۔ ''مرکزی بحران گروپ چوکسی نظام'' کی لال کتاب بھی شائع اور تقسیم کی گئی ہے، جس میں مرکزی اور ریاستی سطح کے ان افسروں اور دفتروں کے نام، پتہ اور ٹیلیفون نمبر شامل کیے گئے ہیں، جن سے ناگہانی حالات کے وقت رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

اقوام متحدہ کے ماحول سے متعلق ادارے UNEP کے تعاون سے 1989 میں باسیل (سوئٹزرلینڈ) میں خطرناک کچرے

سے متعلق ہونے والے معاہدے پر دستخط کرنے والے دنیا کے 126 ملکوں میں ہندستان بھی شامل ہے۔اس معاہدے کا مقصد خطرناک بے کار اشیا کی ایک ملک سے دوسرے ملک میں غیر قانونی منتقلی پر پابندی لگانا ہے۔ ہندوستان نے جینیوا میں اکتوبر 2000 میں منعقد بیسل کونشن کے ممبر ممالک کے پانچویں کانفرنس کی سولہویں تکنیکی اور پہلی قانونی ورکنگ گروپ میٹنگ میں حصہ لیا۔اس نے قائم پذیر حیاتیاتی آلودکاروں (POP) کے بارے میں 2000 میں منعقد چوتھی اور پانچویں بین حکومتی مذاکرات کمیٹی(INC) کی میٹنگوں میں بھی حصہ لیا۔

عوام سے مطلوبہ تجاویز اور تبصروں کی بنیاد پر بنائے گئے شہری ٹھوس کچرا(منتظمہ اور نمٹانا) قانون کو حتمی طور پر 25 ستمبر 2000 کو اعلانیہ کے ذریعے جاری کردیا گیا۔لیڈ ایسیڈ بیٹریز(منتظمہ اور نبٹانا) قانون 1999 کے بارے میں عوام سے تجاویز اور اعتراضات طلب کرنے کے لیے 25 مئی 2000 کو اعلانیہ کا مسودہ جاری کیا گیا۔خطرناک فضلہ سے متعلق قانونوں کے نفاذ کی صورتحال پر لگاتار نظر رکھی جارہی ہے۔13 مئی 2000 کو ملک کے 373 اضلاع میں خطرناک فضلہ پیدا کرنے والی 13,011 اکائیاں تھیں۔اس سے نکلنے والے 44 لاکھ ٹن فضلہ(کچرے) میں 16.80 لاکھ ٹن کا از سر نو استعمال کیا جاسکتا تھا۔1.90 لاکھ ٹن کچرا جلائے جانے کے قابل تھا اور باقی 25.20 لاکھ ٹن مٹی میں ملایا جاسکتا تھا۔

قومی اتھاریٹی برائے تحفظ ندی

1985 میں مرکزی گنگا اتھاریٹی کا قیام، گنگا لائحہ عمل مرحلہ-I کے تحت عمل میں آیا۔جنھیں 31 مارچ 2000 کو بند کردیا گیا۔ قومی اتھارٹی برائے تحفظ ندی کی کارساز کمیٹی نے گنگا عمل منصوبہ اور ندیوں کی صفائی سے متعلق چل رہے دیگر منصوبوں کے کام کی پیش رفت کا جائزہ لیا۔گنگا عمل منصوبہ کے مرحلہ-I کے تحت آلودگی کم کرنے سے متعلق 261 منصوبوں میں سے 258 منصوبوں کو پورا کیا جاچکا ہے اور باقی منصوبے 30 ستمبر 2001 تک پورے ہونے تھے۔

گنگا ایکشن پلان کے مقاصد میں ندی میں بہنے والی گندگی کو دوسری جگہ جمع کرنا اور انہیں صاف کرکے قابل قدر توانائی کے وسیلے کے روپ میں تبدیل کرنا ہے۔روزانہ 87 کروڑ 30 لاکھ لیٹر گھریلو گندگی کو گنگا میں گرنے سے روکنے، اس کی سمت بدلنے اور انہیں صاف کرنے کے لئے بنیادی ڈھانچہ تیار کرنے کا نشانہ رکھا گیا ہے۔اس ضمن میں 87.3 کروڑ لیٹر گندگی کو بیچ میں روکنے اور 54 کروڑ لیٹر شہری گندگی کی روزانہ صفائی کرنے کے قابل بنیادی ڈھانچہ تیار کرلیا گیا ہے۔اب تک منظور شدہ 261 پراجیکٹوں میں سے 258 پورے کرلئے گئے ہیں۔ان میں کم خرچ والی تقریباً تمام صفائی اسکیموں اور بجلی سے چلنے والے مردہ سوز گھروں کی تعمیر کا کام پورا کرلیا گیا ہے۔ان اسکیموں سے گنگا ندی پر آلودگی کے بوجھ میں قابل قدر کمی آئی ہے۔

ایک سرکاری قرارداد کے مطابق گنگا ایکشن پلان کے دوسرے دور کو، قومی منصوبہ برائے تحفظ ندی کے ساتھ ضم کرلیا گیا ہے۔ اس وسیع ایکشن پلان کے تحت اب 16 ریاستوں میں 27 بین ریاستی ندیوں کے کنارے بسے 149 شہر آتے ہیں۔اس ایکشن پلان کے تحت 29 شہروں میں آلودگی کم کرنے کا کام شروع ہورہا ہے۔آلودگی کم کرنے کے کل ملاکر 41 منصوبوں کو منظوری دی گئی ہے۔اس منصوبے کے تحت اب تک 5 منصوبے پورے ہوچکے ہیں۔تقریباً MLD 618 آبی آلودگی کو روکنے، دیگر جگہ بھیجنے اور نبٹانے کا ہدف رکھا گیا ہے۔

گومتی ایکشن پلان کے تحت اتر پردیش میں لکھنؤ، سلطان پور اور جونپور میں گومتی ندی کے ساتھ ساتھ آلودگی کم کرنے کا کام شروع کیا جارہا ہے۔اس ایکشن پلان کے تحت تقریباً 269 ایم۔ایل۔ڈی گندے پانی کو روکنے، دوسری جگہ منتقل کرنے یا اس کا

حل پیدا کرنے کا ہدف ہے۔ قومی ندی تحفظ منصوبے کے تحت آندھرا پردیش، جھارکھنڈ، گجرات، کرناٹک، مہاراشٹر، اتر پردیش، اڑیسہ، پنجاب، راجستھان اور تملناڈو کے 46 شہروں میں آلودگی کم کرنے کا کام چلایا جارہا ہے۔ اس منصوبے کے تحت 181 میں سے 60 منصوبوں کو پورا کیا جاچکا ہے۔ قومی جھیل تحفظ منصوبے کے فنڈ کے لیے مختلف باہری ایجنسیوں سے رابطہ قائم کیا گیا۔ اس پراجیکٹ سے متعلق شرائط عالمی بینک کے ساتھ طے کرلی گئی ہیں اور تحفظ پروگرام کو شروع کرنے کے لیے پنجاب کی تین مربوط زمینی علاقے: روپڑ، کنجلی اور ہریکے اور راجستھان کے دو مرطوب علاقے۔ نسا نبھر اور اودے پور جھیل کامپلکس کو خاص طور سے چنا گیا ہے۔

قومی شجرکاری اور ماحولیاتی ترقی بورڈ

قومی شجرکاری اور ماحولیاتی ترقی بورڈ (NAEB) کی تشکیل 1992 میں کی گئی۔ قومی شجرکاری اور ماحولیاتی ترقی بورڈ کی ذمہ داریوں میں شجرکاری کی حوصلہ افزائی کرنا، پیڑ لگانا، ماحولیات کی بحالی اور ملک میں ماحولیاتی ترقی کی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہے جس میں پست شدہ جنگلاتی علاقوں اور اس سے منسلک علاقوں، قومی پارکوں، پناہ گاہوں اور ماحولیات کے لحاظ سے دوسرے کمزور علاقوں جیسے مغربی ہمالیہ، آراولی اور مغربی گھاٹ وغیرہ پر خاص توجہ دینا شامل ہے۔ قومی شجرکاری اور ماحولیاتی ترقی بورڈ، بنجر زمین کی ترقی کے مربوط منصوبوں ایندھن کی لکڑی اور چارہ کے منصوبوں طبی نباتات اور چھوٹے جنگلاتی پیداوار کے منصوبوں، ہوائی سڈنگ، بیج کی ترقی، تکنیکی پھیلاؤ اور رضا کار اداروں کو مالی امداد فراہم کرنے کی ذمہ داریوں کو نبھاتا ہے۔ قومی شجرکاری اور ماحولیاتی ترقی بورڈ نے جنگل کاری کی حوصلہ افزائی اور منتظمہ کی پالیسی تیار کرنے کے لیے مخصوص اسکیمیں تیار کی ہیں۔ اس سے ریاستوں کو خاص جنگل کاری کرنے اور متحدہ جنگلاتی منتظمہ کی شراکت اسکیم عمل کے ذریعے بایوماس کی پیداوار بڑھانے کے لیے ماحولیاتی فروغ پیکیج تیار کرنے میں مدد ملے گی۔ IAEP کے تحت 2001-2000 سے ''سمپورن گرام روزگار یوجنا'' (SGVSY) اور جنگل فروغ ایجنسی بنانے کے کام کو وسیع بنیاد پر عمل میں لایا جارہا ہے تاکہ دیہی علاقوں کے فروغ کے لیے مختلف اسکیموں کے تحت ملنے والے فنڈ کو ایک جگہ نافذ کیا جاسکے۔ ملک کے ساحلی علاقوں میں موزوں اقسام کے درختوں کی شجرکاری کے لیے قومی شجرکاری اور ماحولیاتی ترقی بورڈ نے وزارت کے ذریعے متعین ضرورت مند علاقوں میں دو اہم ساحلی پناہ گاہی پٹی شجرکاری پروگراموں کی شروعات کی ہے۔ ان پروگراموں کے تحت پناہ گاہی علاقے، نسل اور جڑی بوٹیوں والے پودے لگانے کے پراجیکٹ ہاتھ میں لیے گئے ہیں۔

قومی شجرکاری اور ماحولیاتی ترقی بورڈ کے سات علاقائی مراکز ملک کی منتخب یونیورسٹیوں اور قومی سطح کے اداروں میں واقع ہیں۔ یہ مراکز بے مثال ٹکنالوجیوں کو وسعت دینے اور تحقیقاتی حصولیابیوں کو ایک بڑے ناظرین تک پہونچانے میں بورڈ کی معاونت کرتے ہیں۔

ریسرچ پرموشن

تحقیقی پروگرام برائے ماحول

اس پروگرام کا مقصد وسائل کے مینجمنٹ کے لئے مستقل حکمت عملی کو ترقی دینا اور ماحول کے اعتبار سے اولیت رکھنے والے علاقوں میں ماحولی تجزیے کے لئے سہولتیں اور تربیت یافتہ لوگوں کو فراہمی ہے۔ تحقیقی پراجیکٹوں کی تین خصوصی اسکیموں کے تحت

حمایت کی جاتی ہے۔(a)انسان اور کرۂ حیاتی تحقیقی پروگرام (b) ماحولی تحقیقی پروگرام اور (c) مشرقی اور مغربی گھاٹوں کے لئے
تحقیقی پروگرام جہاں ماحولیاتی تحقیقاتی پروگرام میں کیمیا، حیاتیاتی کیمیا اور انجینئرنگ جستجو، ٹکنالوجی کی ترقی، فضلہ کا ازسرِ نو
استعمال، وسائل کی بحالی وغیرہ۔ وہیں ماحولیاتی نظام اسکیم کے تحت، تحفظ، انتظامیہ، ماحولیاتی اثر اور حیاتی کرہ پر انسانی سرگرمیوں
سے پڑنے والے اثر، موسم میں تبدیلی اور انسان اور حیاتی وسائل کے درمیان آپسی تعلق وغیرہ آتے ہیں۔ مشرقی اور مغربی گھاٹوں
کا تحقیقاتی پروگرام ملک کے مشرقی اور مغربی گھاٹ کے علاقوں کے وسائل منتظمہ کے مقامی مسائل پر مرکوز ہے۔ سال کے دوران
تحقیق اور ترقی کی مختلف اسکیموں کے تحت 21 علاقوں کی پہچان کی گئی۔
2000-2001 کے دوران 21 نئے پراجکٹوں کو منظور کیا گیا 30 کو پورا کیا اور 59 جاری پراجکٹوں کا تجزیہ کیا گیا اور ترقی
کے نقطۂ نگاہ سے ان کی نگرانی کی گئی۔

جی بی پنت ادارہ برائے ہمالیائی ماحول

1988 میں قائم جی بی پنت ادارہ المورٖہ (اترانچل) برائے ہمالیائی ماحول (GB PIHE) وزارت برائے ماحول اور
جنگلات کا ایک خودمختار ادارہ ہے جو ماحولیات کے لحاظ سے ہمالیہ کے علاقے کی صحت مند ترقی کے لئے حکمت عملی تکنیک اور
جانکاری فراہم کرنے کی ذمہ داری پورا کرتا ہے۔ قابل عمل تحقیقی پراجیکٹوں کو چلانے کے علاوہ اس ادارے نے ہمالیہ کے علاقوں
میں آب وہوا سے متعلق جانکاری جمع کرنے اور ان کا تجزیہ کرنے کے لئے تین موسم کا پتہ لگانے والے تین مراکز قائم کئے گئے
ہیں۔ سکم، ناگالینڈ، اور ہماچل پردیش میں اس ادارے کے یونٹس واقع ہیں۔
ادارے نے آئی۔ ایچ۔ آر سے متعلق تین اہم علاقوں میں رہنما اصولوں کو تیار کیا ہے۔ جس میں آئی۔ ایچ۔ آر (گرین روڈ
نظریہ) میں سڑک سیکٹر۔ آبپاشی و گھریلو استعمال کے لئے برساتی پانی کے استعمال اور پہاڑی شہروں میں رہائشی عمارتوں، ٹورسٹ
رکمرشیل کمپلکس کے لئے جگہوں کی منصوبہ بندی اور جگہ کا انتخاب شامل ہے۔

تحقیق برائے جنگل بانی

جنگل بانی تحقیق کی خصوصی ذمہ داری ہندوستانی کونسل برائے جنگلاتی تحقیقی تعلیم، دہرہ دون پر ہے۔ اس سے وابستہ مندرجہ
ذیل جنگل بانی تحقیقی ادارے اور مراکز ہیں جو اپنے مخصوص ماحولیات اور آب وہوا میں تحقیقی کام جاری رکھتے ہیں۔
(i) جنگلاتی تحقیقی ادارہ دہرہ دون (ii) خشک منطقہ کے جنگل بانی کا جنگلاتی ادارہ، جودھپور (iii) بارش اور مرطوب پت جھڑ
جنگلات کا ادارہ جورہٹ (iv) ٹراپیلی جنگل بانی تحقیقی ادارہ، جبلپور (v) اوڈ سائنس اور تکنیک کا ادارہ بنگلور (vii) معتدل
جنگلاتی تحقیقی مرکز، شملہ (viii) مرکز برائے جنگلاتی پیداوار رانچی (ix) ادارہ برائے سماجی شجرکاری اور ماحولیاتی بازآبادکاری الہ
آباد (ix) حیاتی ٹکنالوجی اور مین گرووجنگلوں کے لئے جدید مرکز حیدرآباد (x) جنگلاتی تحقیق اور انسانی وسائل کی ترقی کا ادارہ
چھندواڑ (xi) انسٹی ٹیوٹ آف فارسٹ جینٹکس اینڈ ٹری بریڈینگ کوئمبٹور علاوہ ازیں ہندوستانی پلائی اوڈ صنعتی تحقیقی ادارے
بنگلور کا تبادلہ وزارت برائے صنعت سے وزارت برائے ماحول اور جنگلات میں کردیا گیا ہے۔ یہ ادارہ لکڑی کی پیداوار کی تحقیق
کے علاوہ ملازمین کو ٹمبر کے بہترین استعمال کے لئے تربیت بھی دیتا ہے۔ بھوپال میں واقع ادارہ برائے جنگلی مینجمنٹ، جنگل کے
مینجمنٹ سے متعلق تعلیم، تربیت، تحقیق اور مشورے بھی دیتا ہے۔

تحقیق برائے جنگلاتی ذی حیات

تحقیق برائے جنگلاتی ذی حیات کا کام ہندستانی جنگلاتی ذی حیات ادارہ، دہرہ دون اور سالم علی مرکز برائے طیورات (ornithology) اور نیچرل ہسٹری کوئمبٹور کرتے ہیں۔ان دونوں اداروں کے ذریعہ مندرجہ ذیل موضوعات پر تحقیقی پراجیکٹ چلائے جارہے ہیں۔جنگلی جانوروں کے جائے وقوع کا ارتقاء ہاتھیوں کی خلقی حرکت۔گھڑیالوں اور کچھوؤں کی ماحولیات، زیر خطر نوع، کردار ماحولیات، حیاتیاتی تنوع، وسائلی تحفظ کا مطالعہ اور مخصوص جانوروں کی Ecnology اور مینجمنٹ وغیرہ۔

قومی قدرتی وسائل کے مینجمنٹ کا نظام

قومی قدرتی وسائل کے مینجمنٹ کا نظام کا بنیادی مقصد رموٹ سنسنگ (Remote Sensing) کی تکنیک کا روایتی طریقوں سے استعمال سے تاکہ ملک میں قدرتی وسائل کا مناسب استعمال اور منجمنٹ کیا جاسکے۔اس اسکیم کے نفاذ سے جڑے پہلوؤں پر حیاتیاتی وسائل اور ماحول پر ایک مستقل کمیٹی وزارت کو مشورے دیتی ہے۔اس اسکیم کے تحت خصوصی تحقیقی پراجیکٹوں کو بھی مدد دی جاتی ہے۔اب تک کمیٹی نے 23 ترجیحی علاقوں کا انتخاب کیا ہے اور ان علاقوں میں 62 پروجکٹوں کی سفارش کی ہے۔ 2000-2001 کے دوران اس پراجیکٹ کے تحت 21 پراجیکٹوں کی تکمیل ہوچکی ہے۔

تعلیم، آگہی اور اطلاعات

سبھی عمر گروپ کے لوگوں میں ماحول سے متعلق تعلیم اور آگہی کے فروغ کے لئے وزارت برائے ماحول اور جنگلات، ماحولی نظام اطلاعات کے ذریعہ ماحولی جانکاری دینے کو اولیت دیتی ہے۔وزارت نے تعلیمی نصابوں میں ماحولیاتی تعلیم کو الگ سے اور ایک لازی مضمون کے طور پر شامل کرنے کے لئے رسمی تعلیم کی سبھی سطحوں میں اہم پہل کی ہے۔اس کے ثانوی، اعلی ثانوی اور تیسری سطح پر قدم اٹھائے گئے ہیں۔

اسکولی کورس میں ماحولیاتی مضمون کو شامل کرنے والی پہلی ریاست ہے۔سیمینار، سیمپوزیم ورکشاپ، تربیتی پروگراموں، ماحولیاتی کیمپوں، شامی وبصری نمائش وغیرہ کے وسیلے سے غیر رسمی تعلیم پر خاص زور دیا گیا ہے۔ قومی ماحولیاتی بیداری تحریک کا اہتمام ہر سال کیا جاتا ہے۔سال 2001 کے دوران ''اپنا ماحول صاف اور ہرا بھرا رکھیے'' کے موضوع پر اس تحریک کا اہتمام کیا گیا تھا۔

وزارت نے ماحولی سائنس اور مینجمنٹ کے اولیت والے علاقوں میں آگہی، تحقیق اور تربیت کی سہولیت کو اور مضبوط بنانے کے لئے 17 اعلی درجے کے مراکز قائم کیے ہیں۔یہ مراکز ہیں: مرکز برائے ماحولیاتی تحقیق اور تربیت بنگلور، مرکز برائے ماحول کانکنی، دھنبار CPR مرکز برائے ماحولی تعلیم، چنئی اور سالم علی مرکز برائے طیورات اور قدرتی تواریخ، کوئم بٹور دو دوسرے مراکز پست شدہ ماحولیات کا منجمنٹ دہلی اور ٹراپکی نباتاتی باغ اور تحقیقی ادارہ، تیروانتت پورم کو بھی اس اسکیم میں شامل کرلیا گیا ہے۔

نئی دہلی میں 1978 میں قومی قدرتی تواریخی عجائب خانہ قائم کیا گیا، اس کا مقصد ماحول اور تحفظ کے لئے غیر رسمی تعلیم کو فروغ دینا ہے۔ ماحول کے مختلف پہلوؤں سے متعلق منتقل نمائش گیلری کے علاوہ، یہ میوزیم اسکولی بچوں، کالجوں کے طلباء اور عوام کے عارضی نمائشوں اور کئی تعلیمی سرگرمیوں کا بھی اہتمام کرتا ہے۔میسور اور بھوپال اور بھوبنیشور میں تین علاقائی قدرتی تواریخی عجائب خانے قائم کئے گئے ہیں۔

ہندوستانی کونسل برائے جنگلاتی تحقیق اور تعلیم ملک میں جنگلاتی تعلیم اور پھیلاؤ کی ترقی کی سرگرمیوں کا محور ہے۔ دہرہ دون میں واقع اندرا گاندھی قومی جنگلاتی اکادمی میں ہندوستانی فارسٹ سروس کے عہدیداروں کو عرصہ ملازمت میں پیشہ وارانہ تربیت دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ریاستی فارسٹ سروس ڈگری کالج، ریاستی فارسٹ سروس کے عہدیداروں کو تربیت دیتے ہیں۔ ہندوستانی ادارہ برائے پلائی اوڈ صنعت کی تحقیق اور تربیت، بنگلور میں واقع بھارتی پلائی اوڈ انڈسٹری ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ لکڑی سائنس کے میدان میں قلیل مدتی نصاب کا انتظام کرتا ہے۔ علاوہ ازیں ہندوستانی ادارہ برائے فارسٹ مینجمنٹ بھوپال کے ذریعہ بھی جنگلاتی مینجمنٹ کی لیاقت میں ترقی کے لئے ہندوستانی جنگلاتی سروس، جنگلاتی ترقی کارپوریشن اور جنگل سے وابستہ صنعتوں سے متعلق افراد کو تربیت دی جاتی ہے۔ ہندوستانی ادارہ برائے وائلڈ لائف دہرہ دون، فارسٹ حکام، ماہرین وائلڈ لائف ماحولیات اور فارسٹ مینجمنٹ کے ملازمین کو ملک کے وائلڈ لائف وسائل کے تحفظ اور مینجمنٹ کے لئے تربیت دینے کے لئے کئی پروگرام چلائے جارہے ہیں۔

ماحولی اطلاعات نظام

وزارت برائے ماحول اور جنگلات نے 1982 میں لامرکزی ماحولی اطلاعاتی نظام کے روپ میں عوام کے لئے اطلاعات کی فراہمی، ذخیرہ اندوزی، حصول اور نشر و اشاعت کے لئے ایک ماحولی اطلاعاتی نظام قائم کیا وزارت میں واقف وکل پوائنٹ کے علاوہ وہ ماحولی اطلاعاتی نظام نٹ ورک میں فی الحال اس سلسلے کے کے 25 متعلقہ مراکز ہیں جنہیں ماحولی اطلاعاتی نظام مرکز کہا جاتا ہے۔ یہ مراکز ملک میں اولیت کے اعتبار سے اولیت والے علاقوں کے مختلف اداروں اور تنظیموں میں ماحول کے لحاظ سے قائم کیے گئے ہیں۔ وزارت میں واقع مرکزی دفتر ایک سہ ماہی جریدہ نکلتا ہے پر یاورن اکسٹریکٹ جس میں ہندوستانی تناظر میں ماحولی تحقیق کی جانکاری دی جاتی ہے۔

اقوام متحدہ ماحولی پروگراموں کے ماحولی ماخذوں کے لئے بین الاقوامی یعنی حوالہ جاتی نظام نے ماحولیاتی اطلاعاتی نظام کو جنوب ایشیائی اور ملکوں کے لئے علاقائی سروس مرکز اور قومی نقطہ ماسکہ کا نام دیا ہے۔ ماحولی اطلاعاتی نظام نے 2001-2000 کے دوران ماحولی سائنس کے مختلف پہلوؤں سے متعلق کل 15,000 سوالوں کا جواب دیا۔ ماحولیاتی اطلاعاتی نظام، این وایرو نیور، نام کا ایک ماہانہ نیوز لیٹر بھی نکالتا ہے اور اسے وزارت کا ہوم پیج بھی بنایا ہے۔ انٹرنیٹ پر اس سے مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاعات حاصل کی جاسکتی ہے۔ http://envfor.nic.in/envis اینوالیسی کو یو۔این۔ڈی۔پی اور آئی۔ڈی۔آر۔سی سے مالی امداد حاصل کرنے والا منصوبہ ''سسٹینیبل ڈیولپمنٹ نیٹ ورک پروگرام (ایس۔ڈی۔ای۔پی) پر عمل درآمد کرنے کی بھی ذمہ داری دی گئی ہے۔ ایس۔ڈی۔این۔پی کے لئے ایک ویب سائٹ بنائی گئی ہے۔ جس کا فائدہ مختلف طبقات کے لوگ اطلاع حاصل کرنے کے لئے اٹھاسکتے ہیں۔ (http://sdnp.delhi.nic.in)

فیلوشپ اور انعامات

اندرا گاندھی پریاورن پرسکار 1987 سے جاری کیا گیا۔ یہ انعام ماحول کے شعبے میں اہم خدمات انجام دینے والی تنظیم یا فرد کو ہر سال دیا جاتا ہے یہ انعام ایک لاکھ روپیہ نقد، ایک چاندی کی ٹرافی اور ایک اعزازی سند پر مشتمل ہوتا ہے۔

اندرا گاندھی پریاورشی برکھ متر 1986 میں وزارت برائے ماحول اور جنگلات نے شروع کیا۔ جنگل بانی اور بنجر زمین کے نشو ونما کے لئے بہترین خدمات پیش کرنے والے افراد اور تنظیموں کو یہ انعام دیا جاتا ہے۔ 1993 سے اب تک 12 انعامات

مختلف تعلیمی اداروں، پنچائتوں، رضا کار ایجنسیوں، سرکاری ایجنسیوں اور افراد کو دیے جا چکے ہیں۔ ہر ایک انعام ایک تمغہ، ایک اعزازی نشان اور پچاس ہزار روپے پر مشتمل ہوتا ہے۔

94-1993 میں قومی جنگل بانی اور ماحولیاتی ترقی بورڈ کے ذریعہ شروع کیا گیا مہابرکش پرسکار، مخصوص نسلوں کے پیڑ لگانے والے اشخاص اور تنظیموں کو پیڑوں کے زیادہ سے زیادہ گھیرے، اونچائی قوت و اچھی حالت کے لئے ہر سال دیا جاتا ہے۔ اس میں 25 ہزار روپے توصیف نامہ اور آرائشی لوح دیا جاتا ہے۔

راجیو گاندھی ماحولی انعام برائے صاف تکنیک 1993 میں شروع کیا گیا یہ انعام ان صنعتی اکائیوں کو دیا جاتا ہے جنہوں نے صاف تکنیکیوں کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے اور صنعتی کاموں سے پیدا شدہ ماحولی مسئلوں کے حل کے لئے نت نئے ذرائع مہیا کرائے ہیں۔

وزارت برائے ماحول اور جنگلات کا مخصوص سائنس انعام وزارت برائے ماحول اور جنگلات اور اس سے منسلک دفاتر اور رضا کار تنظیموں کے گروپ A, کے سائنس دانوں میں طبع زاد اور عمل تحقیق کی حوصلہ افزائی کے لئے سال 93-1992 میں وزارت برائے ماحول اور جنگلات کا خصوصی سائنسی انعام جاری کیا گیا۔ اس اسکیم کے تحت ہر سال بیس ہزار روپے کے دو انعام دیئے جاتے ہیں۔

پیتمبر پنت قومی ماحولی فیلوشپ انعام 1978 میں شروع کیا گیا یہ سالانہ انعام ماحولی سائنس سے متعلق تحقیق کے کسی بھی شاخ میں افضلیت کے اعتراف، حوصلہ افزائی اور حمایت کے لئے دیا جاتا ہے۔

ریگستانی ماحولیات کی فیلوشپ قدرتی تحفظ کے تئیں بشنوئی برادری کے رول کے اعتراف اور ریگستانی ماحولیات کے مطالعہ کی حوصلہ افزائی کے لئے وزارت کے ذریعہ جودھپور یونیورسٹی میں ریگستانی ماحولیات کی فیلوشپ جاری کی گئی ہے۔

بی۔ پی۔ پال قومی ماحولی فیلوشپ انعام برائے حیاتیاتی تنوع 1995 سے شروع کی گئی۔ یہ فیلوشپ بہت ہی اہم تحقیق اور ترقیاتی کاموں کے اعتراف میں دی جاتی ہے اور اس کا مقصد باصلاحیت افراد کی حوصلہ افزائی ہے جو حیاتیاتی تنوع کے میدان میں تحقیق اور ترقیاتی کاموں کے لئے اپنا سارا وقت صرف کر دیتے ہیں۔

راجیو گاندھی قومی انعام برائے تحفظ وائلڈ لائف اور سالم علی / کیلاش سانکلا فیلوشپ جنگلاتی ذی حیات اور تحقیق کے میدان میں اہم کاموں کے لئے مشہور حکام اور فلڈ ورکروں کے اہم کاموں کے اعتراف میں وزارت نے حال میں اسی انعام کو جاری کیا ہے۔ اس کے علاوہ جانداروں کی حفاظت میں غیر معمولی بہادری اور ہمت کا نمونہ پیش کرنے والوں کے لئے امرتا دیوی بشنوئی کے نام سے ایک اور انعام کا قیام کیا گیا ہے۔

ماحول کے تحفظ کے لئے قومی ایوارڈ ہر سال ان صنعتوں اور مہم کو دیا جاتا ہے۔ جو صاف ٹکنالوجیوں، پیداوار اور نظاموں کے فروغ یا استعمال کی سمت اہم اور ٹھوس تعاون کرتے ہیں، جس سے آلودگی کم ہوتی ہے اور ماحول کی آلودگی کے مسائل تجرباتی حل تلاش کرتے ہیں۔ ہر سال 18 انعام دئے جاتے ہیں جو زیادہ آلودہ صنعتوں کے منتخبہ درجوں کے لئے ایک ایک اور چھوٹی صنعتوں کو پانچ دئے جاتے ہیں۔

وزارت نے جنگلی ذی حیات کے تحفظ کے لیے شجاعت و ہمت دکھانے پر دیہی عوام کے لیے امرت دیوی جنگلی ذی حیات

تحفظ ایوارڈ قائم کیے جانے کی منظوری دی ہے۔ یہ ایوارڈ امرتا دیوی وشنوئی کے نام پر رکھا گیا۔ نظام تقسیم (حیوانات ونباتات) میں اعلیٰ کام کی حوصلہ افزائی کے لیے جانکی امال قومی ایوارڈ دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس ایوارڈ میں 50 ہزار روپے نقد اور ستائشی۔ سرٹیفکٹ دی جاتی ہے۔

ماحول سے متعلق قوانین

وائلڈ لائف (حفاظت) ایکٹ، 1972 جنگلاتی ذی حیات کے معقول اور جدید منجمنٹ کا انتظام کرتا ہے۔ جب کہ جنگلاتی (تحفظ) ایکٹ، 1980 جنگلاتی کی اندھا دھند کٹائی اور جنگلاتی زمین کو کسی دوسرے کام کے لئے استعمال سے روکنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ آبی اور ہوا ایکٹ، پانی اور ہوا کی آلودگی کے کنٹرول کا ایک اہم حربہ ہے۔ ان کے مطابق مرکزی اور ریاستی سطح پر آلودگی کنٹرول بورڈ قائم کرنے کا اہتمام ہے۔ ان سبھی ایکٹوں میں وقتاً فوقتاً ترمیم کی جاتی ہے۔ تاکہ ان کے دائرۂ عمل، وسعت اور تعزیراتی دفعات کے حقیقت پسندانہ اور وسیع بنایا جاسکے۔

وزارت کے ذریعہ ماحول پر ایک وسیع قومی پالیسی تیار کی جارہی ہے۔ پانی (آلودگی سے بچاؤ اور کنٹرول) محصول ایکٹ 1977 میں بھی ترمیم کیا جارہا ہے۔ شہروں اور صنعتوں میں ہورہی وسعتوں کے ساتھ کام کے بوجھ اور ذمہ داریوں میں جو اضافہ ہو رہا ہے اسے پورا کرنے کے لیے آلودگی کنٹرول بورڈوں کے وسائل میں اضافہ کے لیے پانی (محصول) ضابطوں کو مضبوطی فراہم کرنے کے لیے پانی (آلودگی سے بچاؤ اور کنٹرول) محصول ایکٹ 1977 میں بھی ترمیم کی جارہی ہے۔ اس سلسلے میں 15 دسمبر 2000 کو لوک سبھا میں ایک بل پیش کیا گیا تھا۔ کوئمبٹور میں 30-29 جنوری 2001 کو ماحول وجنگل پر ایک قومی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔

بین الاقوامی تعاون

وزارت برائے ماحول اور جنگلات اقوام متحدہ کے ماحولی پروگرام، جنوبی ایشیائی ماحولی تعاون پروگرام (SACEP) مرکز برائے بین الاقوامی مربوط کوہ اور ترقی اور بین الاقوامی یونین برائے تحفظ قدرت اور قدرتی وسائل اور دوسری بین الاقوامی ایجنسیاں، علاقائی جماعتیں اور کثیر فریقی اداروں کے لئے مرکزی ایجنسی کے طور پر میں کام کرتے ہیں۔

ہندوستان نے ماحول کے حلقہ عمل میں کئی معاہدوں پر دستخط کئے ہیں۔ وزارت کے اور اس کی ایجنسیوں کو سویڈن، نیدرلینڈ، ناروے، ڈنمارک، آسٹریلیا، برطانیہ، امریکا، کناڈا، جاپان اور جرمنی وغیرہ مختلف ملکوں سے دوطرفہ بنیاد پر تعاون حاصل ہوتا ہے۔ مختلف ماحول اور جنگلاتی منصوبوں کے لئے اقوام متحدہ اور کئی دوسری کثیر فریقی، ایجنسیاں، جیسے، یو۔ این۔ ڈی۔ پی۔ عالمی بینک، ایشیائی ترقیاتی بینک، او۔ ای۔ سی۔ ایف (جاپان) اور او۔ ڈی۔ اے (برطانیہ) سے امداد حاصل ہوتی ہے۔

اوزون سیل

اوزون پرت کو محفوظ رکھنے کے لئے 70 کے عشریہ کی ابتداء میں عالمی سطح پر کوششیں کی گئیں جن کی وجہ سے 1985 میں اوزون پرت کو نقصان پہنچانے والے عناصر O.D.S ویانا معاہدہ ہوا اور 1987 میں مانٹریال قرارداد منظور ہوئی۔ ہندوستان مانٹریال قرارداد میں اور 1992 کے لندن ترمیم میں شامل ہوا۔ اس قرارداد کے تحت اوزون پرت تباہ کرنے والے عناصر کو مرحلہ وار طریقے سے ختم کرنے اور اوزون اور اسے تباہ کرنے والی اشیا سے متعلق جانکاری دینے کے لئے وزارت نے اوزون سیل قائم

کیا ہے۔اوزون سے متعلق موضوعات پر اس سیل کے ذریعہ ایک دو ماہی نیوز لیٹر شائع کیا جاتا ہے۔صنعتوں میں اوزون سے متعلق آگہی پیدا کرنے کے لئے یہ سیل کئی ورک شاپوں اور سیمینار کا اہتمام کرتا ہے۔وزارت O.D.S کو مرحلہ وار طریقے سے ختم کرنے والی پراجیکٹوں کو درآمد محصول/آبکاری محصول کی رعایت دیتا ہے اور O.D.S سے خالی تکنیکوں میں نئی سرمایہ کاری کے لئے ٹیکس میں رعایت سے متعلق رہنما اصول/ضابطوں کو آخری شکل دے چکا ہے۔O.D.S کے درآمد کے لئے لائسنس جاری کرنے کی پالیسی نافذ کی جاچکی ہے اور وزارت کی سفارش پر ہندوستانی ریزرو بینک (RBI) نے تمام تجارتی بینکوں کو ہدایت دیا ہے کہ وہ O.D.S تکنیکوں کو سرمایہ فراہمی یا سرمایہ باز فراہمی کی ممانعت کی ہے۔نئی پارٹیوں کے ساتھ .O.D.S کے کاروبار پر بھی پابندی لگادی گئی ہے۔منسٹریل معاہدے کی پابندی کو یقینی بنانے کے لیے قانونی سہولیات فراہم کرنے کے لیے .O.D.S قانون اور کنٹرول 2000 کا بھی اعلانیہ جاری کیا گیا ہے۔

9۔ صحت اور خاندانی بہبود

آئین کی رو سے صحت ریاستی فہرست کے تحت آتا ہے۔ تاہم مختلف معاملوں میں مرکزی حکومت کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ بڑے سرایت پذیر امراض اور غیر سرایت پذیر امراض کے کنٹرول اور سد باب، واضح پالیسی سازی، میڈیکل اور نیم طبی تعلیم اور اس کے انضباطی اقدام، ادویہ پر کنٹرول اور اشیا خوردنی میں ملاوٹ پر روک جیسے اہم کاموں میں مرکزی حکومت بھی مداخلت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں آبادی کے اضافے پر کنٹرول، محفوظ زچگی، طفلی بقا اور ٹیکا لگانے کے پروگراموں میں بھی مرکز ریاستی حکومتوں کی مدد کرتا ہے۔

1951 میں زچگی کے دوران زندہ اطفال کی میں طفلی شرح اموات 148 فی ہزار سے کم ہو کر 1999 میں 70 فی ہزار رہ گئی۔ 1951 میں اوسط عمر، مردوں کی 37.1 اور عورتوں کی 36.2 تھی جو کہ 1999 میں 62.3 (مرد) اور 65.27 (عورت) ہوگئی۔ گنی ورم سے ہونے والی بیماریوں پر پوری طرح قابو پالیا گیا ہے۔ 1996 کے بعد سے ان بیماریوں کا کوئی معاملہ سامنے نہیں آیا۔ جذام کا مرض، پولیو، نوزائیدہ بچوں کے ٹیٹنس اور آئیوڈین کی کمی سے ہونے والے امراض کے مکمل خاتمے کی سمت مسلسل پیش رفت ہو رہی ہے۔

صحت کے منصوبے

مرکزی ہیلتھ سیکٹر میں ملیریا، تپ دق، جذام اور ایڈس جیسے متعدی امراض پر کنٹرول کرنا ہی ایک اہم معاملہ بنا ہوا ہے۔ شرح اموات میں کمی آئی ہے۔ متوقع زندگی کی شرح میں بھی اضافہ ہوا ہے، وبائی امراض بھی خاتمے پر ہیں، لیکن سرایت پذیر اور سرایت ناپذیر امراض جیسے امراض قلب، کینسر، موتیابند سے پیدا ہونے والا اندھاپن اور ذیابطیس وغیرہ میں اضافہ ہوا ہے۔

سرایت پذیر اور سرایت ناپذیر امراض کی دہشت سے نپٹنے کے لیے محکمہ صحت نے ملیریا، تپ دق، جذام، اندھاپن، ایڈس اور کینسر وغیرہ کے لیے ملک بھر میں قومی صحت پروگرام نافذ کر رہا ہے۔ متعدی امراض پر نگرانی رکھنے کے لیے اور انھیں پھوٹ پڑنے سے بچانے کے لیے بھی اسکیموں کو لاگو کیا جا رہا ہے۔ مرکزی اسپتالوں میں ایمرجنسی خدمات کی وسعت فراہم کرنے کا بھی منصوبہ تیار کیا گیا ہے جو عمل درآمد کے مختلف مراحل میں ہے۔ مرکزی صحت سیکٹر کے اداروں اور تنظیموں کی تجدید اور جدید کاری کے منصوبے، ادویات کوالٹی کنٹرول اور غذائی حفاظت کو مضبوطی فراہم کرنے کے ہدف کے ساتھ تیار کیا گیا ہے۔ میڈیکل اور پیرامیڈیکل تعلیم، تحقیق اور مریضوں کی دیکھ ریکھ میں لگے مرکزی اداروں کو مضبوط بنایا جا رہا ہے۔

قومی صحت پروگرام

ملیریا (Malaria)

قومی انسداد ملیریا پروگرام کسی ایک قابل سرایت مرض کے خلاف چلایا جانے والا دنیا کا واحد سب سے بڑا پروگرام ہے اور یہ

خاندانی فلاح و بہبود کے طریقہ کار کی قبولیت

لاکھ میں

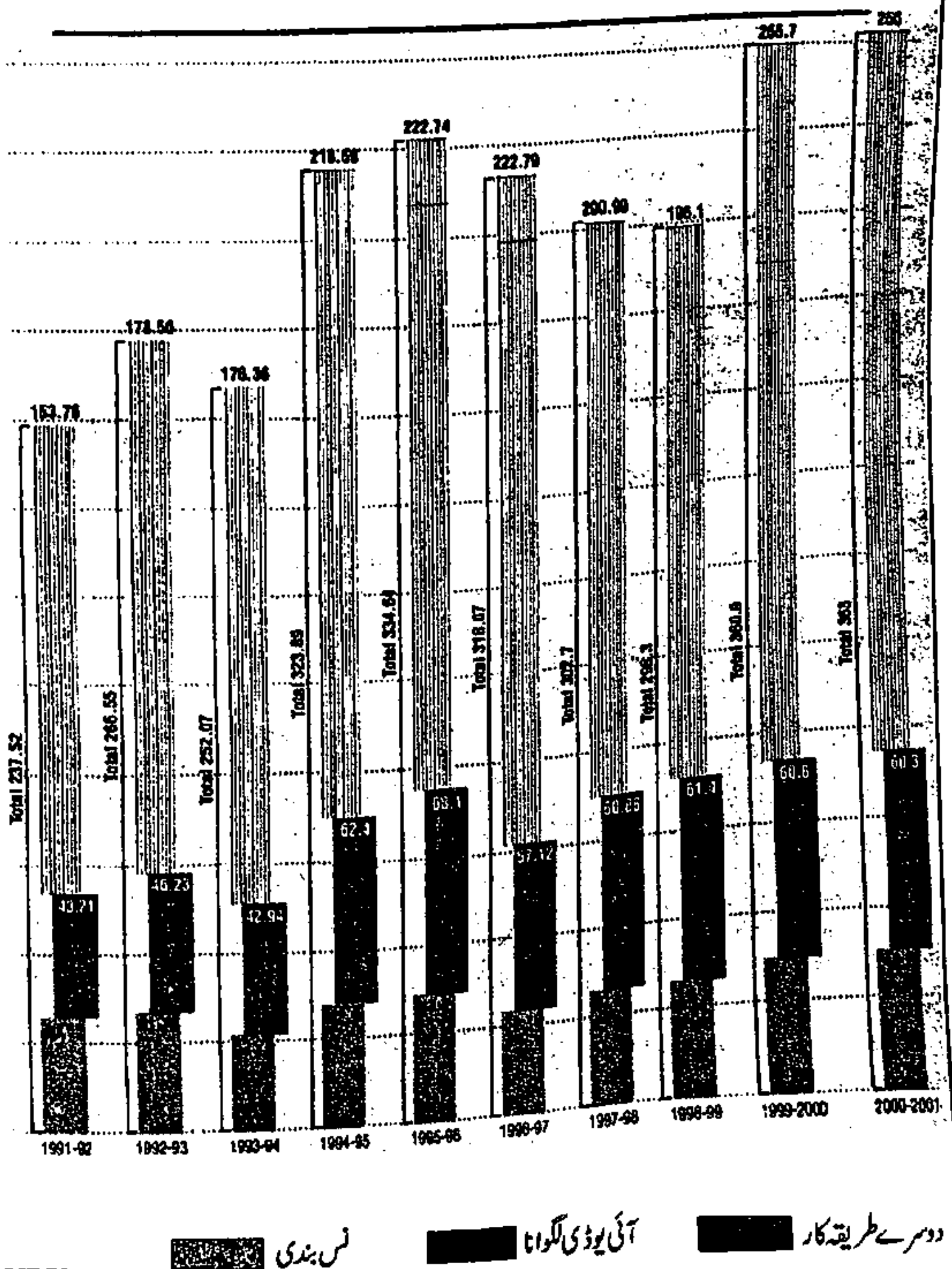

KBK

ملک کا بھی سب سے جامع اور کثیر الجہتی عوامی صحت پروگرام ہے۔ حصول آزادی کے وقت ملک میں ملیریا کے مرض میں مبتلا مریضوں کی تعداد 7.5 کروڑ تھی لیکن 1958 میں قومی انسداد ملیریا پروگرام کے کامیاب نفاذ سے 1965 میں حاصل شدہ اعداد وشمار کے مطابق یہ تعداد صرف ایک لاکھ رہ گئی۔ ملیریا سے ہونے والی اموات پر پوری طرح قابو پالیا گیا۔ بدقسمتی سے کچھ وجوہ کی بنا پر ان کی کامیابیوں کو جاری رکھنا ممکن نہیں ہوسکا۔ دوبارہ ملیریا پھیلنے کی وجہ سے انسداد ملیریا پروگرام کو معمولی ترمیم کے ساتھ پھر شروع کیا گیا۔ یہ ترمیم شدہ پروگرام یکم اپریل 1977 کو نافذ ہوا۔

اس پروگرام کے نفاذ کے بعد ملیریا کے معاملوں میں متواتر کمی آئی۔ سال 1976 میں جہاں 6.47 ملین معاملے سامنے آئے تھے وہیں 1987 میں یہ تعداد کم ہوکر محض 1.66 ملین رہ گئی۔ 1989 سے ملیریا کے معاملوں کی تعداد سالانہ 20 سے 30 لاکھ تک ہے۔ 2000 کے دوران عارضی طور پر حاصل اعداد وشمار کے مطابق پی پھالسیپَر م کے 10 لاکھ معاملوں سمیت ملیر کے ساڑھے 19 لاکھ معاملوں کا پتا چلا اور ملیریا کے باعث 940 موتیں درج کی گئیں۔

شمال مشرقی ریاستوں میں ملیریا کے زیادہ پھیلاؤ اور ان ریاستوں میں وسائل کی کمی کے مدنظر دسمبر 1994 سے ریاستوں کو ملیریا کے سدباب کے لئے مرکز سے صد فیصد مالی امداد دی جارہی ہے۔ ملیریا موثر کنٹرول کے لئے ستمبر 1997 سے عالمی بینک کے تعاون سے ایک وسیع ملیریا پراجیکٹ چلایا جایا ہے۔ اس پراجیکٹ کے تحت آندھرا پردیش، چھتیس گڈھ، بہار، جھارکھنڈ، گجرات، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، راجستھان اور اڑیسہ کے سو قبائلی اکثریتی اضلاع اور ملیریا کے لحاظ سے غیر محفوظ 19 قصبے شامل کئے گئے ہیں۔

فائیلریا

فائیلریا کی روک تھام کے لئے 1955 سے قومی فائیلریا کنٹرول پروگرام چلایا جارہا ہے۔ یہ پروگرام مندرجہ ذیل سرگرمیوں کا احاطہ کرتا ہے: (i) آج تک جن علاقوں کا سروے نہیں ہوا ہے وہاں سروے کرکے وسائل کی حد بندی کرنا اور (ii) شہری علاقوں میں لاروا اور جراثیم تباہ کرنے کی تراکیب کے پروگرام کو تیز کرنا۔ ایک تخمینے کے مطابق فائیلریا مرض کے غیر محفوظ علاقوں میں 46 کروڑ لوگ رہتے ہیں۔ اس وقت تقریباً 5 کروڑ 17 لاکھ شہری لوگوں کے تحفظ فراہم کرنے کے لئے لوگوں کو 206 کنٹرول یونٹوں اور 199 فلیریا کلینکوں کے ذریعہ لاروا ختم کرنے والی تدابیر اپنا کر تحفظ دیا جارہا ہے۔ قابل سرایت امراض کے قومی ادارے، دہلی کے زیر نگرانی کالی کٹ، راجا مندری اور ورانسی کے تین علاقائی فلیریا تربیتی اور تحقیقی مراکز میں فلیریولوجی کی تربیت دی جاتی ہے۔ 1997 میں بہار، اتر پردیش، مغربی بنگال، آندھرا پردیش، اڑیسہ، تمل ناڈو اور کیرل کے 13 اضلاع کی تقریباً ایک کروڑ آبادی کو ڈائی تھائل کاربامزین (ڈی ای سی) خوراک دی گئی۔

کالا آزار

بہار اور مغربی بنگال سے مختص کالا آزار عوامی صحت کا ایک سنگین مسئلہ بن گیا ہے۔ سال 1990-91 تک اس مرض کے کنٹرول کے لئے انسداد ملیریا پروگرام کے بجٹ سے مالی امداد فراہم کی جاتی تھی۔ 1999 کے آخری اعداد وشمار کے مطابق کالا آزار کے 12,886 معاملے اور 297 اموات درج کی گئیں۔ 2000 میں 14,339 معاملے اور 150 اموات درج کی گئیں (عارضی اعداد وشمار) مرکز، متاثرہ ریاستوں کے جراثیم کش ادویات اور کالا آزار کی درآمد شدہ دوائیں اور معلومات مہیا کراتا ہے۔

جاپانی انسیفلیٹس

جاپانی انسیفلیٹیس (اے ای) مرض ایک خوردبینی وائرس کی وجہ سے ہوتا ہے اور مچھروں کے ذریعہ پھیلتا ہے۔ اس مرض کی وجہ سے ہونے والی اموات کی شرح 10 سے 40 فیصد تک ہے۔ پچھلے پانچ سالوں میں آندھرا پردیش، اتر پردیش، مغربی بنگال، آسام، تمل ناڈو، کرناٹک، کیرالا، منی پور، گوآ، پنجاب، ہریانہ اور بہار میں اس کے سب سے زیادہ معاملے درج کئے گئے۔ 2000 کے دوران 2,593 معاملوں کا پتہ چلا اور 556 موتیں درج کی گئیں۔ مرکزی تحقیقی ادارہ، کسولی میں اس مرض کے علاج کے لئے ٹیکا تیار کیا جاتا ہے۔ جاپانی انسیفلیٹس کے کنٹرول کے لئے قومی انسداد ملیریا پروگرام کے تحت سرمایہ فراہم کیا جاتا ہے۔

ڈینگو بخار رڈینگو دماغی بخار

ڈینگو بخار ایک جراثیمی بیماری ہے جو مادہ اے ڈیز (AEDES) مچھروں کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔ ہندوستان میں پہلی بار 1950 کے دہے میں اسکے جرثومے کو پہچانا گیا۔ ملک کے مختلف حصوں بالخصوص شہری علاقوں میں کئی بار اس بیماری نے وبائی شکل اختیار کر لی چار قسم کی ڈینگو وائرل کی بیماریاں ہندوستان میں پائی جاتی ہیں ڈینگو وائرل صرف علامتی بھی رہ سکتا ہے یا پھر بخار کی وجہ ہونے والی بیماری (وائرل سنڈروم) یا ڈینگو ہیمرج بخار کی شدت کی شکل لے سکتی ہے۔

دلی میں 1996 میں ڈینگو کی وبا پھیلی تھی اس وقت کل 10,252 معاملے سامنے آئے تھے اور 423 اموات کی اطلاع ملی تھی۔ ہریانہ، پنجاب، اتر پردیش، کرناٹک، مہاراشٹر، اور تامل ناڈو سے بھی اسی سال 16517 لوگوں کے بیمار ہونے اور 545 لوگوں کے مرنے کی اطلاع ملی تھی۔ 1999 میں 944 لوگوں کو یہ مرض ہوا تھا اور 17 اموات ہوئی تھیں، یہ موتیں تامل ناڈو، کرناٹک، دہلی، کیرالہ، ہریانہ، مہاراشٹر، اڑیسہ اور راجستھان سے پنجاب، اتر پردیش اور گجرات میں ہوئی۔ سال 2000 کے دوران 622 معاملوں اور 7 اموات کا پتہ چلا ہے۔ 2001 میں (مئی تک) 41 معاملے درج کیے گئے۔

دق

دنیا کے دق مریضوں میں سے ایک تہائی ہندوستان میں رہتے ہیں۔ اس میں ہر سال تقریباً 20 لاکھ مریضوں کا اضافہ ہوجاتا ہے۔ ان میں سے تقریباً 8 لاکھ دق مریض نہایت متعدی اسمیر پوزیٹو میں مبتلا ہیں۔ اندازہ ہے کہ اس مرض سے ہر سال 5 لاکھ مریضوں کی موت واقع ہوجاتی ہے۔

حکومت ہند نے 1962 میں قومی ٹی بی کنٹرول پروگرام شروع کیا تھا۔ اب 446 ضلعوں میں ضلع ٹی۔ بی مراکز قائم کئے گئے ہیں۔ ملک میں بڑے قصبوں اور شہروں میں 330 ٹی بی کلینک ہیں جب کہ 17 دق تربیتی اور مظاہری مراکز ہیں اور ملک کے مختلف ہسپتالوں میں دق کے مریضوں کے لئے 47,000 بیڈ فراہم کئے گئے ہیں۔ اس پروگرام کو پرائمری ہیلتھ کیئر کے ساتھ متحد کر دیا گیا ہے۔ سال 98-1997 سے صدفی صد مرکزی مدد سے سبھی مریضوں کو دوائیں فراہم کرائی جا رہی ہیں۔ 26 مارچ 1997 سے نئے اسمیر پوزیٹو معاملوں کے 85 فی صد علاج اور 70 فی صد معاملوں کی تلاش کا ہدف رکھ کر نظرثانی شدہ قومی ٹی بی کنٹرول پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ یہ پروگرام WHO کی راست نگرانی اور علاج کی مختصر مدت کی سفارشوں پر مبنی ہے۔ اسے DANIDA کی مدد سے اڑیسہ اور DFID کی مدد سے آندھرا پردیش اور باقی ریاستوں میں WHO جیسی بین الاقوامی ایجنسیوں کی مدد سے لاگو کیا گیا ہے۔

اس وقت ترمیم شدہ قومی ٹی بی کنٹرول پروگرام کے تحت قریب 40 کروڑ سے زیادہ لوگوں کو سہولتیں فراہم کی جارہی ہیں اور 2002 تک اس کو 50 کروڑ آبادی تک وسعت فراہم کرنے کی تجویز ہے۔ سال 2004 تک 80 کروڑ لوگوں کو اس پروگرام کے دائرے میں لانے کی تجویز ہے۔ آج تک نظر ثانی شدہ ٹی بی کنٹرول پروگرام کے تحت 6 لاکھ لوگوں کا علاج شروع کیا گیا ہے۔ ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں کو بچایا گیا ہے اور 10 لاکھ لوگوں کا تپ دق کے مرض کے سرایت پذیر ہونے سے بچاؤ کیا گیا ہے۔

جذام

دنیا میں سب سے زیادہ 67 فیصد جذام کے مریض ہندوستان میں ہیں۔ قومی انسداد جذام پروگرام 1983 میں شروع کیا گیا۔ یہ پروگرام پوری طرح مرکزی حکومت کے ذریعہ چلایا جارہا ہے۔ 94-1993 میں اس کو عالمی بینک کی مدد سے وسعت فراہم کی گئی۔ قومی انسداد جذام پروگرام کے دوسرے مرحلے کی شروعات یکم اپریل 2001 کو عالمی بینک کی مدد سے تین سال کے لیے کی گئی۔ اسکا مقصد مرض جذام کو عوامی صحت مسئلے کے طور پر 2004-2003 کے آخر تک پوری طرح ختم کردینا ہے تاکہ اس کے بعد 10,000 کی آبادی میں ایک سے بھی کم مریض ہو۔ مارچ 2001 تک 12 ریاستوں۔ ناگالینڈ، پنجاب، ہریانہ، سکم، ہماچل پردیش، میگھالیہ، تریپورہ، میزورم، منی پور، جموں وکشمیر، راجستھان اور آسام نے انسداد جذام کا نشانہ پورا کرلیا تھا۔ ملک کے سبھی اضلاع میں مریضوں کو مفت دوا مہیا کرنے کے لیے 556 کمیٹیاں بنائی گئیں۔ مرض جذام سے لڑنے میں 288 غیر سرکاری تنظیمیں حکومت کی مدد کررہی ہیں۔ جذام مریضوں کے سروے، ان کی تعلیم اور علاج میں لگی غیر سرکاری تنظیموں کو حکومت ہند مدد فراہم کراتی ہے۔ سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے جذام مریضوں کو مفت دوا دی جاتی ہے۔ مارچ 2001 تک ملک میں 4.3 لاکھ کوڑھ مریضوں کا اندراج تھا، جس میں 99.5 فی صد مریض کثیر ادویہ علاج لے رہے تھے۔ 1981 میں مرض جذام میں مبتلا مریضوں کی تعداد 97 سے گھٹ کر مارچ 2001 تک 4.28 (عارضی اعداد وشمار) فی دس 10,000 میں سے ہزار ہوگئی۔ ترمیم شدہ انسداد جذام مہم کا پہلا مرحلہ سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں لاگو کیا گیا۔ اس مہم کا دوسرا مرحلہ 2000-1999 میں انڈمان اور نکوبار، مجموعہ جزائر کو چھوڑ کر سبھی مرکز کے زیر انتظام علاقوں اور ریاستوں میں لاگو کیا گیا۔ اس دوران 2.11 لاکھ مریضوں کی پہچان کی گئی۔ سبھی مریضوں کو مفت کثیر ادویہ علاج فراہم کیا گیا۔

اندھاپن

قومی اندھاپن کنٹرول پروگرام 1976 میں مرکزی حکومت کے صد فیصد مالی تعاون سے شروع کیا گیا تھا۔ اس پروگرام کی مختلف سرگرمیوں میں یہ بھی ہیں۔ علاقائی عام امراض چشم اداروں کا قیام، میڈیکل کالجوں اور ضلع ہسپتالوں کا درجہ بڑھانا، گشتی آنکھ اکائیوں کی ترقی، امراض چشم کے ماہرین کی قابل قدر تعداد میں بحالی اور مختلف خدمات کا انتظام۔ اس پروگرام کے نتائج کے جائزے کے لئے سال 89-1986 کے دوران قومی سطح کا سروے کیا گیا جس کے مطابق 1.49 فیصد لوگوں میں اندھے پن کے آثار نظر آئے۔

قومی سطح کے سروے کے نتیجوں کے مطابق بھارت میں ایک کروڑ 20 لاکھ اندھے ہیں۔ ان میں 80.1 فی صد لوگوں کے اندھے پن کی وجہ موتیابند ہے۔ آندھرا پردیش، اڑیسہ، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، راجستھان، تملناڈو اور اتر پردیش میں کل اندھے لوگوں کا دو تہائی حصہ ہے۔ 99-1998 میں کرائے گئے سروے سے یہ پتہ چلا ہے کہ اندھے پن کے معاملوں میں معمولی کمی ہوئی ہے اور آپریشن کرانے والوں کی فی صد میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ 2000-1999 کے دوران تقریباً 35 لاکھ لوگوں نے موتیابند کا

آپریشن کرایا۔

تیسری سطح پر ملک میں آنکھوں کے علاج کے لئے نئی دہلی میں AIIMS کے ڈاکٹر راجندر پرساد مرکز کے علاوہ 11 علاقائی مراکز کام کررہے ہیں۔ان مرکزوں کو آنکھوں کے علاج کے لئے بہترین اداروں کی شکل میں قائم کیا گیا ہے۔ان کے علاوہ قومی انسداد اندھا پن کنٹرول پروگرام کے تحت 82 میڈیکل کالجوں درجہ بڑھایا گیا ہے۔آنکھوں کے علاج سے متعلق مددگاروں کے تربیت کا انتظام 39 میڈیکل کالجوں میں کیا گیا ہے۔اب تک سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر 166 آئی بینک قائم کئے گئے ہیں۔

ثانوی سطح پر 445 ضلع اسپتالوں میں آنکھوں کے علاج کے لئے آلات مہیا کئے گئے ہیں۔عالمی بنک کی مدد سے چل رہے اندھے پن کو کنٹرول کرنے کے پراجیکٹ کے تحت 307 آنکھ کے نئے وارڈ اور آپریشن تھیٹر بنائے گئے ہیں۔600 سے زیادہ ڈاکٹروں کو لینس امپلانٹ کرنے کی تربیت دی گئی ہے۔

دیہی علاقوں میں اندھے پن کا مسئلہ سب سے زیادہ ہے۔اس لئے امراض چشم کے امراض کی خدمات سروس کے خدمات کے دائرے کو وسیع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔فی الحال 80 مرکزی گشتی یونٹ (میڈیکل کالجوں سے منسلک) اور 341 ضلع گشتی آئی کیمپ لگا کر آنکھوں کے عام علاج اور خاص طور پر موتیابند کے آپریشن کئے جارہے ہیں۔دیہی علاقوں میں موتیابند کے آپریشن عام طور پر انہیں گشتی اکائیوں کے ذریعہ کئے جاتے ہیں ابھی تک 5,633 ابتدائی صحت مرکزوں میں آنکھوں کے علاج کے لئے ضروری آلات مہیا کئے جاچکے ہیں۔اور وہاں آنکھوں کے علاج کے لئے نیم معاون طبی عملہ بحال کیا گیا ہے۔

سرایت پذیر جنسی امراض

حکومت ہند نے چوتھے پنج سالہ منصوبے کے تحت سرایت پذیر جنسی امراض (STDs) کنٹرول پروگرام کو مرکز سے تعاون شدہ کنٹرول پروگرام کے طور پر شروع کیا تھا۔اس پروگرام کے تحت درج ذیل بنیادی ساختوں کو فروغ حاصل ہوا (a) ریجنل STD (سرایت پذیر جنسی امراض) ریفرل ریسرچ اینڈ ٹریننگ سینٹر، 5 علاقائی مراکز؛ چنئی، ناگپور، نئی دہلی، کولکتہ اور حیدرآباد میں کھولے گئے۔(b) پورے ملک کے زیادہ تر میڈیکل کالجوں اور ضلعی اسپتالوں میں 504 کلینک کام کررہے ہیں۔یہ کلینک STD میں مبتلا شخص کا علاج کرتے ہیں اور مشورہ فراہم کرتے ہیں (c) سرایت پذیر جنسی امراض اور قومی ایڈس کنٹرول پروگرام کے تحت سبھی 504 جگہوں میں جہاں STD سے متعلق کلینک ہیں، امراض خواتین سے متعلق کلینکوں کو مالی امداد فراہم کی جارہی ہے۔یہ مدد STD مریضوں کے علاج کے لیے دوا وغیرہ حاصل کرنے کے لیے مہیا کرائی جارہی ہے۔

قومی ایڈس کنٹرول پروگرام

حکومت ہند AIDS/HIV کی وباء کو صرف صحت کے مسئلے کے طور پر نہیں بلکہ اسے ترقیاتی معاملے کے طور پر دیکھتی ہے جو سرکاری اور غیر سرکاری سیکٹروں کے مختلف اقتصادی اور سماجی سرگرمیوں پر اثر انداز ہورہی ہے۔قومی ایڈس کنٹرول پروگرام دوسرا مرحلہ 1999 میں 5 سالوں کے لیے شروع کیا گیا تھا۔یہ پروگرام .I. D. A اور دیگر دوفریقی معطیٰ ایجنسیوں جیسے USAID اور DFID کی مدد سے شروع کیا گیا۔پروگرام کے اس مرحلے کے دو مقاصد ہیں۔(a) ہندوستان میں HIV تعدیہ کی نموشرح کو گھٹانا (b) ہندوستان کی HIV سے جوجھنے کی صلاحیت کو مضبوط کرنا۔اس پروگرام کے دو اجزا ہیں (i) سب سے زیادہ جوکھم والے گروپوں کو ہدف بنانے میں ترجیح (ii) عام کمیونٹیوں کے لیے انسدادی

مداخلت: اس جزو کے تحت (a)IEC کا انعقاد اور بیداری مہم (b) رضا کارانہ مشاورت اور جانچ سہولیات کی ہمت افزائی کرنا (c) خون کی حفاظت اور اس کا محفوظ رکھ رکھاؤ (iii) AIDS/HIV میں مبتلا اشخاص کا کم قیمت پر علاج (iv) ادارہ جاتی مضبوطی، اور (v) بین شعبہ جاتی اشتراک۔

HIV کی دبا پر نظر رکھنے کے لیے قومی ایڈس کنٹرول پروگرام کے تحت 1998 کے اگست۔ اکتوبر ماہ کے دوران قومی پیمانے پر نگرانی پروگرام شروع کیا گیا تھا۔ تب سے پابندی سے اس طرح کے پروگراموں کا دور چل رہا ہے۔ ان پروگراموں پر مبنی اعداد و شمار کے مطابق HIV تعدیہ میں کوئی خاص اضافہ نہیں ہوا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق 1996 میں 35 لاکھ لوگ HIV میں مبتلا تھے اور 1999 میں 37 لاکھ اور 2000 میں 38 لاکھ 60 ہزار HIV تعدیہ کے معاملے درج کیے گئے۔ ایڈس کے معاملے حالاں کہ کم ہی بتائے جاتے ہیں اور ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں سے دسمبر 2000 تک ایڈس کے 16,722 معاملوں کی معلومات حاصل ہوئی تھی۔

آئیوڈین کی کمی سے ہونے والی بیماریاں

آئیوڈین جسم کے لئے ضروری تغذیہ ہے اور عام جسمانی نشوونما کے لئے ہر روز 150-100 ملی گرام آئیوڈین ضروری ہے۔ روزانہ کے کھانے میں آئیوڈین کی کمی کی وجہ سے گھینگا اور آئیوڈین کی کمی سے وابستہ دوسرے امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔ گھینگا کو ہندوستان میں صحت کا بڑا سنگین مسئلہ مانا گیا ہے۔ 28 ریاستوں اور 5 مرکزی علاقوں کے 282 اضلاع میں کرائے گئے نمونہ سروے کے نتیجوں سے معلوم ہوتا ہے کہ 241 اضلاع میں آئیوڈین کی کمی سے پیدا ہونے والی بیماریوں کا اثر ہے۔ جہاں 10 فیصد سے زیادہ لوگ آئیوڈین کی کمی سے لاحق ہونے والے امراض میں مبتلا ہیں۔ اندازہ ہے کہ ملک میں 7 کروڑ 10 لاکھ لوگ آئیوڈین کی کمی سے پیدا ہونے والے امراض کے شکار ہیں۔

سرکار نے 1962 میں مرکز کے صد فیصد مالی تعاون سے قومی گھینگا کے کنٹرول پروگرام شروع کیا تھا۔ اس پروگرام کا مقصد ان علاقوں میں جہاں آئیوڈین کی کمی ہے آئیوڈائز نمک مہیا کرانا ہے۔ 1985 میں سرکار نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ 1992 تک پورے ملک میں کھانے میں استعمال ہونے والے خوردنی نمک کی پیداوار کو پوری طرح آئیوڈائز کر دیا جائے گا۔ ہندوستان میں ہر سال 44 لاکھ میٹرک ٹن آئیوڈائز نمک تیار ہوتا ہے۔ نمک کمشنر نے جن 930 نجی نمک صنعت کاروں کو لائسنس جاری کیا تھا ان میں سے تقریباً 532 نے آئیوڈائز نمک تیار کرنا شروع کر دیا ہے۔ آئیوڈین کی کمی سے ہونے والی تمام بیماریوں کی اہمیت پر زور دینے کے لئے National Goitre Control Programme کا نام بدل کر National Iodine Deficiency Disorder Controal Programme) رکھ دیا گیا ہے۔ پی ایف اے ایکٹ کے تحت مرکزی سرکار نے 31 ریاستوں رمرکزی علاقوں میں خوردنی آئیوڈائز نمک کو چھوڑ کر دوسرے تمام قسم نمک پر پابندی لگانے کے احکامات جاری کر دیا ہے۔ دیگر دو ریاستوں میں بغیر آئیوڈین کے نمک پر جزوی پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ ان ریاستوں نے اپنے ہیلتھ ڈائریکٹوریٹ کے دفتر میں آئی۔ ڈی۔ پی سیل قائم کر لئے ہیں۔

امراض کی نگرانی کا پروگرام (Diseases Sarveillance Programme)

قابل سرایت امراض کے قومی نگرانی پروگرام کے تحت ان امراض پر خاص طور پر دھیان دیا جاتا ہے۔ جن کے بڑے پیمانے پر یا وبا کے طور پر پھیلنے، کا خدشہ رہتا ہے۔ اس پروگرام کا مقصد ضلعی سطح پر اس بیماری کا پتہ لگانے کے انتظام کو مضبوط بنانا

اور بیماری پھیل جانے پر اس کی روک تھام کی مناسب ترکیب کرنے کی صلاحیت کو فروغ دینا ہے۔ یہ پروگرام 1997-98 میں پانچ منتخب ریاستوں کے ایک ایک ضلع میں تجرباتی طور پر شروع کیا گیا تھا اور اسی سال 20 اضلاع کو مزید شامل کیا گیا۔ 1998-99 میں اس میں 20 ضلعوں اور 8 ریاستوں کو اور شامل کیا گیا۔ سال 2000-2001 میں اس کام میں 35 مزید اضلاع شامل کیے گئے۔ 1999-2000 تک جتنی بھی ریاستیں اضلاع اس پروگرام میں شامل کیے گئے تھے ان کاموں کی تکمیل ہو چکی ہے۔ ان اضلاع میں پیرامیڈیکل تربیت بھی فراہم کی جا رہی ہے۔ سال 1999-2000 اور سال 2000-2001 میں ریاستی حکومتوں کو بالترتیب 2.71 اور 4.31 کروڑ روپے کی امداد دی گئی۔

ذہنی صحت (Mental Health)

قومی ذہنی صحت پروگرام، 1982 میں شروع کیا گیا۔ اس کے بعد 1996-1997 میں مثالی پراجیکٹ کے طور پر ضلعی ذہنی صحت پروگرام کی ابتداء ہوئی۔ یہ پروگرام کمیونٹی بنیاد پر شروع کیا گیا تا کہ اس سے خاندان کے دائرے میں ذہنی صحت کے مسئلے سے نمٹا جا سکے۔ اس کا مقصد مرض کی جلد تشخیص اور علاج کے ساتھ ہی ساتھ دماغی امراض کے اسپتالوں سے ڈسچارج ہوئے افراد کو اپنے خاندان اور کمیونٹی کی سطح پر علاج جاری رکھنا ہے۔ اس سلسلے میں مفت دوائیں دی جا رہی ہیں۔ یہ پراجیکٹ 16 ریاستوں میں نافذ کیا جا رہا ہے۔ اس مقصد کے لیے ایک ضلع اور ایک چوٹی کے ادارے کو منتخب کیا گیا ہے۔ زیادہ تر ریاستوں میں ذہنی صحت اتھارٹی کی تشکیل کی گئی ہے۔ ذہنی امراض کے اسپتالوں کی حالت میں بہتری پیدا کی جا رہی ہے، جہاں بھی ضرورت ہوتی ہے ادارہ برائے قومی ذہنی صحت اور نیورو سائنسیس (NIMHANS) بنگلور، تکنیکی امداد مہیا کرا رہا ہے۔ نیز 1997-1998 کے دوران اس پروگرام کو مزید سات اضلاع میں وسعت فراہم کی گئی ہے۔ اس کے لیے ہماچل پردیش، ہریانہ، اتر پردیش، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، پنجاب اور اروناچل پردیش کے ایک ایک ضلع کو منتخب کیا گیا۔ بجٹ کے تخمینے میں 4 سو کروڑ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس پروگرام کے مسائل کے لئے کمیونٹی بنیاد کے طرز عمل کو اپنایا گیا ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل امور شامل ہیں۔ (i) ریاستوں میں شناخت کئے گئے مرکزی اداروں میں ذہنی صحت کے کارکنوں کی ٹیم کو تربیت دینا (ii) ذہنی صحت کے مسائل کے علاج کے لئے آگہی پیدا کرنا، (iii) ذہنی امراض کی تشخیص اور علاج کے لئے معاشرے میں ہی علاقائی طور پر انتظام کرنا۔ اس میں OPD اور ہسپتال میں علاج اور مریض کے صحت یاب ہو جانے کے بعد اس کے صحت کی لگا تار دیکھ ریکھ کا انتظام شامل ہے۔ (iv) علاقائی سطح پر حاصل شدہ اعداد و شمار اور تجربوں کو ریاست اور مرکز تک پہنچانا تا کہ مستقبل کے منصوبے اسی تجربے کی بنیاد پر بنائے جا سکیں اور سروس اور تحقیقی امور میں بہتری لائی جا سکے۔ ریاستی سطح کے تربیت دہندہ کو قومی ذہنی پروگرام اور نیورو سائنسیس ادارہ (NIMHANS) بنگلور میں تربیت دی جاتی ہے۔ ذہنی امراض کے اسپتالوں میں زیادہ عرصے تک رہنے والے مریضوں کے مسائل کو دور کرنے اور پرانے مریضوں کی نئی ''اینٹی سائیکوٹک اور اینٹی ڈیپریسینٹ'' جیسی جلد اثر کرنے والی دوائیاں فراہم کرنے کی کوشش جاری ہے۔

کینسر (Cancer)

ملک میں کینسر میں مبتلا تقریباً 20 سے 25 لاکھ لوگوں کی تعداد مستقل برقرار رہتی ہے اور ہر سال کینسر کے تقریباً 7 لاکھ نئے معاملے سامنے آتے ہیں۔ وقت پر تشخیص نہ ہونے اور علاج نہیں ہونے کی حالت میں کینسر کی وجہ سے موت واقع ہو جانے کا خدشہ زیادہ رہتا ہے۔ اس لئے اس مرض کی روک تھام، جلد شناخت اور پورے ملک میں علاج کی سہولت بڑھانے پر خاصی توجہ

دی جارہی ہے۔ قومی کینسر کنٹرول پروگرام کے تحت درج ذیل منصوبے عمل میں لائے جارہے ہیں۔(I) علاقائی کینسر مراکز کی ترقی (ii) میڈیکل کالجوں میں اون کولوجی شعبوں کو قائم کرنا (iii) کوبالٹ تھیراپی یونٹوں کا قیام کرنا (iv) ضلعی کینسر انسداد پروگرام اور (v) صحت سے متعلق تعلیم اور سرعت عمل۔ مختلف ریاستوں میں 14 علاقائی مراکز کو تجربہ گاہ اور ریفرل مرکز تسلیم کرلیا گیا ہے۔ بہار، اتر پردیش، تملناڈو اور مغربی بنگال میں ایک ترمیم شدہ پروگرام برائے ضلع کینسر کنٹرول شروع کیا گیا ہے۔ ان ریاستوں میں تقریباً 15 لاکھ عورتوں کو کینسر اور دیگر بیماریوں سے متعلق اعداد وشمار جمع کرنے اور بیداری پیدا کرنے کے پروگرام میں لگایا گیا ہے۔ اس پراجیکٹ کو پورا کرنے کے لیے 31 مارچ 2002 کی تاریخ طے کی گئی ہے۔

پروگرام برائے انسداد گنی ورم

1977 میں ہندوستان سے چیچک کے مرض کو پوری طرح ختم کرنے کے بعد گنی ورم کے انسداد کا نشانہ رکھا گیا ہے۔ 1983-84 میں ہندوستان اس مرض کے انسداد کا پروگرام شروع کرنے والا دنیا کا سب سے پہلا ملک بنا۔ ملک کے دور افتادہ گاؤں میں جہاں پینے کا صاف پانی نہیں ملتا وہاں بڑی تعداد میں لوگ اس بیماری کے شکار ہیں۔ پروگرام برائے انسداد گنی ورم، مرکزی وزارت برائے دیہی علاقہ اور روزگار اور ریاستوں کے عوامی صحت محکموں کے تعاون سے ملک کے ابتدائی صحت نگہداشت کے بنیادی ڈھانچے کے روپ میں نافذ کیا گیا ہے۔

1984 میں سات ریاستوں میں گنی ورم سے ہونے والے امراض کے 40 ہزار معاملے سامنے آئے تھے۔ مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی موثر حکمت عملی اور متواتر کوششوں کی وجہ سے گنی ورم کا آخری معاملہ جولائی 1996 میں آیا تھا۔ اور تب سے اس مرض پر پوری طرح قابو پالیا گیا ہے۔ فروری 2000 میں WHO کی سرٹیفکیشن ٹیم نے اس امر کی تصدیق کردی کہ ہندوستان سے گنی ورم کا مرض ختم ہوگیا۔

پروگرام برائے انسداد یاز

یاز جسم کو بدنما اور معذور بنانے والا (Non-Venereal Treponemal In fection) ہے۔ اس کو پوری طرح سے روکا جاسکتا ہے۔ لمبے عرصے تک اثر کار پینسلین کے ایک ٹیکے کے ذریعہ اس کی روک تھام اور علاج کیا جاسکتا ہے۔ یاز کے مرض کا انسداد ممکن ہے۔ دور افتادہ علاقوں میں صحت خدمات کی کمی کی وجہ سے یہ مرض لاحق ہوتا ہے۔ یاز کے پھیلاؤ کو روکنے کا پروگرام ابتداء میں مرکزی حکومت کے ایک منصوبے کے تحت 1996-97 میں اڑیسہ کے کوراپوٹ ضلع میں شروع کیا گیا۔ اس پروگرام کو مدھیہ پردیش، آندھرا پردیش، مہاراشٹر اور گجرات، آندھرا پردیش، مہاراشٹر، اڑیسہ، اتر پردیش، بہار اور آسام میں جاری رکھا گیا۔ اس پروگرام کے عمل درآمد کی نگرانی کے لئے اور تال میل قائم رکھنے کے لئے دلی میں واقع قومی قابل سرایت مرض کی انسٹیٹیوٹ اہم ایجنسی ہے۔ اس کے لئے نویں منصوبے میں 3 کروڑ 70 لاکھ کی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس پروگرام کی سرگرمیاں سبھی ریاستوں میں چل رہی ہیں۔ سال 2000 میں یاز کے کل 2,525 معاملے سامنے آئے۔

میڈیکل راحت اور رسد

اسپتال اور ڈسپنسریاں

میڈیکل سہولیات خصوصی طور پر مرکزی اور ریاستی حکومتیں مہیا کراتی ہیں۔ کچھ چیریٹیبل، رضاکار اور نجی ادارے بھی یہ سہولیات

فراہم کرتے ہیں۔ چھوٹے اسپتالوں سے بہتر علاج کے لئے بڑے اسپتالوں میں بھیجے جانے والے مریضوں کی نگہداشت کے لئے ضلع اور سب ڈویژنل اسپتالوں کی خامیوں کو دور کرکے اسے بہتر بنایا جارہا ہے۔ یکم جنوری 1996 کو اسپتالوں کی تعداد 15,533 لاکھ تھی اور فی اسپتال 63,177 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

دیہی صحت کا بنیادی ڈھانچہ

دیہی آبادی کو صحت کی نگہداشت کی سہولیات فراہم کرنے کے مقصد سے حکومت نے کم سے کم ضرورت پروگرام کے تحت دیہی علاقوں میں صحت کی بنیادی سہولت فراہم کرنے پر خاص توجہ دینا شروع کیا ہے۔ قومی صحت پالیسی میں عوام کے لئے مرض کی روک تھام، علاج اور باز آبادکاری وصحت خدمات کی فراہمی پر زور دیا گیا ہے۔ اس کا مقصد ابتدائی صحت نگہداشت کے طرز عمل کو اپناتے ہوئے عوام کے صحت اور علاج کے عمل میں ان کی حصہ داری کو یقینی بنایا جاتا ہے۔

دیہی علاقوں میں مربوط صحت اور خاندانی بہبود کے سپردگی نظام کے تحت نٹ ورک کے ذریعہ صحت سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ 30 جون 1999 تک 2935 کمیونٹی صحت مراکز، 22,975 ابتدائی صحت مراکز، 1,37,271 ذیلی مراکز کا جامع نٹ ورک تیار کرلیا گیا تھا۔ جس کے ذریعہ عوام کی نچلی سطح تک ابتدائی صحت سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔ میدانی علاقوں میں 5,000 آبادی کے لئے ایک ذیلی مرکز ہے جب کہ درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کے مشکل علاقوں کے لئے 3,000 کی آبادی پر ایک ذیلی مرکز کی سہولیت ہے۔ میدانی علاقوں میں 30,000 کی آبادی کے لئے اور قبائلی اور دور افتادہ علاقوں میں 20,000 کی آبادی کے لئے ایک ابتدائی صحت مرکز کی سہولت دی گئی ہے۔ ایک ابتدائی صحت مرکز کے ساتھ یا کمیونٹی سینٹر میں 30 بیڈ، عمدہ لیباریٹری اور ایکسرے کی سہولت بھی فراہم کی جاتی ہے۔ یہ مراکز 80,000 سے 1 لاکھ 20 ہزار تک کی آبادی کو اپنی خدمات مہیا کراتے ہیں۔

مرکزی حکومت کی صحت اسکیم

مرکزی حکومت کی صحت اسکیم مرکزی حکومت کے ملازمین، پنشن یافتہ ملازمین اور ان کے لواحقین کو تمام طبی سہولیات مفت مہیا کرانے کے مقصد سے 1954 میں شروع کی گئی تھی۔ اس اسکیم کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ ملازمین کو علاج کے خرچ کی واپسی کے قانون کے تکلیف دہ عمل سے نہ گزرنا پڑے۔ اس منصوبے کے تحت مرکزی حکومت کے ملازمین کے علاوہ پارلیمنٹ کے موجودہ اور سابق ممبران، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں (موجودہ اور ریٹائر)، مجاہدین آزادی، نیم خودمختار باڈی، نیم سرکاری تنظیموں کے ملازمین، تسلیم شدہ جرنلسٹ، سابق گورنروں اور بھارت کے سابق نائب صدور کو بھی خدمات فراہم کرائی جاتی ہے۔ شروع میں یہ اسکیم دلی میں شروع کی گئی تھی۔ اس کے بعد الہ آباد، احمد آباد، بنگلور، ممبئی، کلکتہ، حیدرآباد، جے پور، جبلپور، لکھنؤ، چنئی، میرٹھ، ناگپور، پٹنہ، پونے، کانپور، ترونت پورم اور گوہاٹی میں بھی سی۔جی۔ایچ۔ایس کی خدمات شروع کی گئیں۔ اس کے تحت بھوبنیشور اور رانچی میں اکاؤنٹ جنرل آف انڈیا کے ملازمین کو بھی اس کی خدمات فراہم کی جاتی ہیں۔ اس وقت ملک میں 9 لاکھ 86 ہزار کارڈ ہولڈروں کے لئے 241 ایلوپیتھی ڈسپنسریاں ہیں اور 42 لاکھ 37 ہزار لوگ سی۔جی۔ایچ۔ایس خدمات کا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ انہیں مرکزی حکومت کے صحت پروگرام (سی۔جی۔ایچ۔ایس) سہولتوں کے تحت ڈسپنسریوں کی آیورویدک، ہومیوپیتھی، یونانی، سدھ اور یوگا اکائیوں کے ذریعہ ہندوستانی علاج سسٹم کے خدمات بھی فراہم کرائے جاتے ہیں۔ ہر سسٹم کی ڈسپنسریوں کی تعداد اس طرح ہے۔ آیورویدک ڈسپنسری (31 یونٹ) ہومیوپیتھی ڈسپنسری (34 اکائیاں) یونانی ڈسپنسریاں (9 اکائیاں) سدھ

ڈسپنسریاں (2 اکائیاں) اور یوگ کی 3 اکائیاں۔ سی۔ جی۔ ایچ۔ ایس کے تحت 19 پولی کلنک، 2 لیب اور 17 دانتوں کے علاج کی اکائیاں کام کر رہی ہیں۔

مرکزی حکومت کی صحت اسکیم سے استفادہ کرنے والے، سی۔ جی۔ ایچ۔ ایس/سرکاری اسپتال کے ڈاکٹروں کی سفارش پر اپنی پسند کے سی۔ جی۔ ایچ۔ ایس تسلیم شدہ اسپتال میں خاص علاج کراسکتے ہیں۔ اس علاج کے اخراجات کا انتظام حکومت کے ذریعہ طے شدہ شرح/حدوں کے مطابق ہے۔

ہنگامی طبی راحت

متنوع آب و ہوا اور طبعی ساخت والے اس ملک میں لوگوں کو وقتاً فوقتاً قدرتی آفات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پیسفک خطے میں ہندوستان قدرتی آفات کے خدشے والا اہم ملک ہے۔ سال 2001-2000 میں 13 ریاستوں میں سیلاب اور بھاری بارش کا سامنا کرنا پڑا جب کہ 6 ریاستوں میں ہبوط ارض (Landslide) کا واقعہ ہوا۔ گجرات میں پچھلے 50 سالوں میں دوسرا سب سے بڑا زلزلہ درج کیا گیا، جس کا مرکز گجرات کے بھج علاقے سے شمال مغرب میں 20 کلومیٹر دور تھا۔ ریکٹر اسکیل پر اس کی شدت 6.9 درج کی گئی۔ 26 جنوری 2001 کو صبح 8.46 پر آئے اس زلزلے میں ریاستی حکومت کے اندازے کے مطابق 3.70 لاکھ مکان زمین بوس ہو گئے تھے۔ 9.23 لاکھ مکانوں کو جزوی نقصان ہوا۔ کل 19,984 لوگ مارے گئے۔ بچاوے، نجا، راپر، جام نگر، کانڈلہ اور بھج میں صحت کا بنیادی ڈھانچہ تباہ ہو گیا تھا، جس سے صحت کی دیکھ ریکھ کا نظام ٹھپ ہو گیا تھا۔ فوری طبی راحت مہیا کرانے کے لیے مرکزی حکومت کے اسپتالوں AIIMS کے ڈاکٹروں اور معاون ملازموں کے گروپوں کو دوا اور میڈیکل ساز و سامان کے ساتھ جہاز سے بھج بھیجا گیا تھا۔ اس آفت کے بعد تقریباً 3 مہینے تک عارضی لیباریٹری سمیت مرکزی نگرانی اکائی وہاں کام کر رہی تھی۔ اس اکائی کا مقصد کسی بھی وبا کی روک تھام کے لیے عوام کے لیے میڈیکل تدابیر لاگو کرنے کے لیے ریاستی حکومت کو مدد فراہم کرنا تھا۔

آفت کی صورت حال کی منجمنٹ کی ذمہ داری ریاستی حکومتوں پر ہے حکومت ہند کے وزارت برائے صحت اور خاندانی بہبود کا صحت سروس ڈائرکٹوریٹ، صحت سیکٹر کی ذمہ داریوں کو پوری کرنے کے لئے ریاستی حکومتوں کو تکنیکی امداد فراہم کرتا ہے۔ یہ کام صحت سروس ڈائرکٹوریٹ کا ہنگامی طبی راحت کا محکمہ کرتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ریاستی حکومتوں کے ساتھ لگاتار رابطہ رکھا جاتا ہے۔

ادویہ

ادویہ اور کاسمیٹک ایکٹ 1940 (جس میں وقتاً فوقتاً ترامیم کی گئیں) ادویہ اور کاسمیٹک کی درآمدات، پیداوار، فروخت اور تقسیم کی دیکھ ریکھ کرتا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت گھٹیا قسم کی ملاوٹی اور غلط برانڈ کی ادویہ درآمدات، پیداوار اور فروخت پر پابندی لگائی جاتی ہے۔ مرکزی حکومت کے ذریعہ غیر ممالک سے درآمد کی گئی ادویہ کی جانچ کرنے، ریاستی حکومتوں کی سرگرمیوں میں ربط کرنے، ادویہ کی انضباطی معیار بندی اور نئی دواؤں کو غیر ممالک سے درآمد کرنے یا ملک میں تیار کرنے کی اجازت دینے کا اختیار ہے۔ جن ادویہ کی پیداوار، فروخت اور تقسیم اندرون ملک ہوتی ہے اس کی معیار بندی اور منجمنٹ کا فریضہ ریاستی حکومتیں ادا کرتی ہیں۔ مرکزی ادویہ معیار کنٹرول آرگنائزیشن (CDSCO) کے ممبئی، کلکتہ، غازی آباد اور چنئی میں واقع علاقائی دفاتر اور لکھنؤ، پٹنہ اور حیدرآباد میں واقع ذیلی علاقائی دفاتر اس ایکٹ کو نافذ کرنے کے لئے ریاستی تنظیموں کے ساتھ قریبی رابطہ رکھتے ہیں۔

CDSCO ادویات کی معیار بندی کے ضمن میں متعلقہ افراد کے لئے تربیتی پروگرام بھی منعقد کرتا ہے۔کلکتہ میں واقع مرکزی ہدایات لیباریٹری، مرکزی حکومت کے ذریعہ بیرونی ممالک سے درآمد ادویات کی جانچ کرتی ہے اور ملک میں تیار ادویات کی بھی معیار بندی کرتی ہے۔اس کام میں غازی آباد کی مرکزی ہندوستانی فارما کوپیا لیباریٹری، چنئی اور ممبئی اور ریاستی ادویات کنٹرول اتھاریٹی تعاون کرتے ہیں۔ادویات اور کاسمیٹک ایکٹ کے تحت عدالتوں کے ذریعہ بھیجے گئے نمونوں کے لئے اپیلی لیباریٹری کی روپ میں CDL کلکتہ سرگرم عمل ہے۔بلڈ بنکوں، بلڈ مصنوعات، منی (اسپرم) اور ٹیکوں وغیرہ کے لائسنس ریاستی لائسنسنگ اتھاریٹی کی سفارش کے بعد نئی دلی کے سی۔ڈی۔ایس۔سی۔او۔میں واقع مرکزی لائیسنسنگ اپرول اتھاریٹی سے منظوری لینی ہوتی ہے۔قانون کے تحت تشکیل دیا ہوا ادویہ تکنیکی مشاورتی بورڈ مرکز اور ریاستی حکومتوں کی تکنیکی امور پر صلاح دیتا ہے۔

کیمیا اور پیٹرو کیمیا کا محکمہ ادویات کی قیمت اور فارمولے پر 1962 سے ہی قانونی کنٹرول رکھتا ہے۔لیکن 1970 کے بعد سے اسے موثر طریقے سے نافذ کیا جارہا ہے۔ادویہ (قیمت کنٹرول) آرڈ 1970 کی جگہ ترمیم شدہ ادویات (قیمت کنٹرول) آرڈر 1994 نے لے لیا ہے۔جس کی وجہ سے ادویات کی تھوک قیمت اشاریے دوسری اجناس کی طرح ایک جیسے رکھے جاتے ہیں۔

ٹیکا (ویکسین) کی پیداوار

ہندوستان پولیو کو چھوڑ کر خسرا کے ساتھ قومی حفاظتی اقدامی پروگرام کے تحت آنے والے تمام ٹیکوں کی پیداوار میں خودکفیل ہے۔پولیو کا ٹیکا کثیر مقدار (مرتکز شکل) میں درآمد کیا جاتا ہے۔اسے ہافکین بائیو فارموسیوٹیکل لمٹیڈ، ممبئی بھارت ایمولوجیکلو اینڈ بائیولوجیکل کارپوریشن لمٹیڈ، بلند شہر (یوپی) ریڈی کیورا فارما، دہلی اور بائیومیڈ پرائیویٹ لمٹیڈ، غازی آباد (یوپی) میں پتلا کر کے شیشی میں بھرا جاتا ہے۔پولیو کے ٹیکے کی پیداوار بھی جلد ہی ملک میں شروع ہونے کی امید ہے۔بی۔سی۔جی ٹیکے کی مانگ کو پورا کرنے کے لئے قومی یمونائزیشن پروگرام کے تحت بی۔سی۔جی کے کی باقی ماندہ مانگ کو پورا کرنے کے لئے چنئی کے گنڈی میں بی۔سی۔جی لیباریٹری کی توسیع کا کام چل رہا ہے۔لیباریٹری میں زائد ویکسن ہیں جن کو برآمد کیا جاسکتا ہے۔ہیپاٹائٹس-B ٹیکوں کو لگانے کا سلسلہ NIP کے تحت تجربے کے طور پر شروع کیا گیا ہے۔ہیپاٹائٹس-B ٹیکے کی دیسی پیداوار بھارت بائیوٹیک لمیٹڈ، حیدرآباد اور شانتا بائیوٹیکنکس پرائیوٹ لمیٹڈ، حیدرآباد میں شروع کیا گیا ہے۔

تغذیہ

ہندوستان میں تغذیہ سے متعلق مخصوص مسائل ہیں پروٹین توانائی ناقص تغذیہ، آئیوڈین کی کمی سے ہونے والی بیماریاں، وٹامن 'A' اور خون کی کمی۔علاوہ ازیں فلوروسس بھی تغذیہ سے متعلق ایک اہم بیماری ہے اور لیتھورزم کا بھی کچھ علاقوں میں اثر رہتا ہے۔صحت سروس کے ڈائریکٹوریٹ جنرل کا تغذیہ سیل ان تمام معاملوں میں تکنیکی صلاح دیتا ہے۔سترہ ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں قائم تغذیہ ڈویزن کا کام غذا کا جائزہ لینا۔تغذیہ سے متعلق تعلیمی مہم چلانا، ضمنی غذا کے پروگرام کی دیکھ ریکھ کرنا اور ناقص تغذیہ میں اصلاح کے لئے اقدام مربوط طفلی ترقیاتی اسکیم (ICDS) مو تغذیہ اور صحت کے مسائل کو کنٹرول کرنے کے لئے اپنی خدمات کا ایک پیکج فراہم کررہی ہے۔غذا میں وٹامن 'A' کی کمی سے ہونے والے بچوں کے اندھے پن کی روک تھام کے لئے صحت کارکن ہر چھ مہینے بعد بچوں کو وٹامن 'A' کی مرتکز خوراک دیتے ہیں۔اسی طرح عورتوں اور بچوں میں تغذیہ کی کمی سے ہونے والی خون کی کمی کی روک تھام کے لئے لوہا اور فولک ایسڈ کی گولیاں بھی صحت مراکز کے ذریعہ تقسیم کی جاتی ہیں۔"قومی

ادارہ برائے تغذیہ' حیدرآباد، اور کل ہند ادارہ برائے حفظان صحت اور عوامی صحت، کلکتہ، تغذیہ کی تحقیق اور تربیت کے اہم ادارے ہیں۔

میڈیکل تعلیم اور تحقیق

ہندستانی کونسل برائے میڈیکل تحقیق

ہندستانی کونسل برائے میڈیکل تحقیق (آئی۔سی۔ایم۔آر) وزارت صحت وخاندانی بہبود کے تحت ایک خود مختار ادارہ ہے۔ یہ بائیو میڈیکل کی تشکیل، ربط اور تحقیق کے لئے بڑھاوا دینے والی چوٹی کا ادارہ ہے۔ کونسل کے بنیادی کاموں میں قومی سطح میڈیکل تحقیق کے لئے حکمت عملی تیار کرنا، تحقیقی مقصد کے لئے ترجیحی علاقوں کی شناخت تحقیقی اداروں، میڈیکل کالجوں اور یونیورسٹیوں کو مالی امداد فراہم کرکے، ان تحقیقات پر عملدرآمد کرانا شامل ہے۔ کونسل کے اہم تحقیقی پروگرام عام طور پر بیرونی تحقیقی پروگراموں کے ذریعہ چلائے جاتے ہیں۔ اس کے لئے ملک کے مختلف حصوں میں واقع میڈیکل کالجوں میں 31 انسانی تناسل و توالد تحقیقاتی مراکز کام کررہے ہیں۔ داخلی تحقیقی سرگرمیاں ممبئی میں واقع تناسل وتوالد تحقیقی مرکز اور حیدرآباد کے قومی تغذیائی ادارے کے ذریعہ چلایا جاتا ہے۔ قومی خاندانی بہبود پروگرام کے تحت خاندانی منصوبہ بندی تکنیک پر ریسرچ کے لئے کونسل کو سالانہ بنیاد پر مالی امداد مہیا کرائی جاتی ہے۔

ہندستانی میڈیکل کونسل

ہندستانی میڈیکل کونسل کا قیام ایک قانونی ادارے کے روپ میں، ہندستانی میڈیکل کونسل ایکٹ، 1938 (جسے بعد میں ہندستانی میڈیکل ایکٹ، 1956 کے تحت مسترد کردیا گیا اور 1958 میں اس ایکٹ میں معمولی ترمیم کی گئی) کے تحت عمل میں آیا۔ 1993 میں ہندوستانی میڈیکل کونسل ایکٹ 1956 میں ترمیم کی گئی تاکہ وزارت برائے صحت اور خاندانی بہبود کی پیشگی منظوری کے بغیر میڈیکل کالجوں کی تعداد میں اندھادھند اضافہ، بنشستوں میں اضافہ اور نئے تدریسی کورس شروع کرنے پر پابندی لگائی جاسکے۔ کونسل کے دیگر اہم کاموں میں انڈر گریجویٹ اور گریجویٹ سطح کی تعلیم کے لئے یکساں معیار قائم رکھنا، ہندوستانی میڈیکل رجسٹر تیار کرنا، غیر ممالک میں میڈیکل ڈگریوں کے تبادلے کو منظوری دینے کے لئے ان ممالک سے رابطہ قائم کرنا، میڈیکل تعلیم جاری رکھنا اور منظور شدہ لیاقت والے ڈاکٹروں کو عارضی رمستقل منظوری دینا، زائد لیاقت والے ڈاکٹروں کا رجسٹریشن اور دولت مشترکہ ممالک میں جانے والے ڈاکٹروں کو گڈ اسٹینڈنگ ڈاکٹر سرٹیفکیٹ دینا۔ ابھی تک ملک میں 183 میڈیکل کالج ہیں ان میں 157 کو ہندستانی میڈیکل کونسل کی توثیق مل چکی ہے۔ 26 نئے میڈیکل کالجوں کو M.B.B.S کورس چلانے کے لئے مرکزی حکومت سے منظوری ملی ہوئی ہے۔ ان کالجوں میں ہر سال تقریباً 19,090 طالب علموں کے داخلے کی گنجائش ہے۔

ہندستانی ڈینٹل کونسل

ہندوستانی ڈینٹل کونسل کا قیام ڈینٹسٹ ایکٹ، 1948 کے تحت عمل میں آیا۔ اس ایکٹ کا خاص مقصد ملک میں دندانی تعلیم، پیشہ اور اخلاقیات کو باقاعدہ بنانا ہے۔ کونسل تعلیمی سہولیات کی موزونیت کو یقینی بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً ڈینٹل اداروں کی جانچ کرتی ہے۔ ملک میں 126 ڈینٹل کالج ہیں جن میں بی۔ڈی۔ایس کورس کے لئے 8,181 طالب علموں کے داخلے کی گنجائش ہے۔

ہندستانی فارمیسی کونسل

ہندستانی فارمیسی کونسل ایک قانونی جمعیت ہے جس کا قیام فارمیسی ایکٹ، 1948 کے تحت عمل میں آیا۔ کونسل فارمسٹوں کی تربیت کے لئے یکساں معیار کی تعدیل اور نگہداشت کرتی ہے۔ فارمیسی کے ڈپلوما کورس کے لئے نصابی اور ضابطے کے ساتھ ساتھ فارمیسٹوں کے رجسٹریشن بھی کونسل کے ذریعہ ہی کئے جاتے ہیں۔ فی الحال 343 ڈینٹل اداروں سے ہر سال 20,000 طالب علموں کو فارمیسی میں ڈپلوما (ڈی۔فارما) دیا جارہا ہے اور 143 اداروں کے ذریعہ 7,500 طالب علموں کو فارمیسی کی ڈگری بی۔فارما کی تربیت دی جارہی ہے۔

انڈین نرسنگ کونسل

انڈین نرسنگ کونسل قانون کے تحت ایک ادارہ ہے۔ جس کی تشکیل نرسنگ ایکٹ 1947 کے تحت ہوئی ہے۔ یہ کونسل نرسوں، دائیوں، معاون نرسوں، مڈوائیف اور ہیلتھ وزیٹروں کی تربیت کے یکساں معیار کو برقرار رکھتی ہے اور باضابطہ بناتی ہے۔ کونسل مختلف نرسنگ کورسوں کے لیے نصاب اور اس کا نظم وضبط تیار کرتی ہے۔ فی الحال 701 جنرل نرسنگ اور مڈوائف اسکول، 348 معاون نرس اور مڈوائفری اسکول اور 14 نرسنگ تعلیم میں ڈپلومہ اور انتظامی ادارے، 120 بی۔ایس۔سی (نرسنگ) کالج ملک میں فعال ہیں۔ ہر سال اوسطاً 15 سے 20 ہزار نرسیں تربیت پاکر نکلتی ہیں۔ اب تک مختلف نرسنگ کونسلوں میں 7,37,280 نرسیں رجسٹرڈ ہیں۔

میڈیکل سائنسز کی قومی اکادمی

میڈیکل سائنسز کی قومی اکاڈمی کا قیام ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کے طور پر کیا گیا جس کا مقصد طبی سائنس کی ترقی کی حوصلہ افزائی کرنا تھا۔ اکادمی فیلو اور ممبروں کا انتخاب کرکے صلاحیتوں اور فضیلتوں کو منظوری دیتی ہے پیشہ ور ڈاکٹروں کو نئے مسائل سے عہدہ برآ مد ہونے اور طبی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ان کے علم کو تازہ کرنے (Up to date) کے لئے اکادمی نے 1982 سے متواتر میڈیکل تعلیم پروگرام نافذ کیا ہے۔ اس اکاڈمی میں 25 اکتوبر 1999 تک 17 اعزازی فیلو، 683 فیلو اور 1627 ممبران تھے۔

تعلیم صحت

مرکزی تعلیم صحت بیورو، صحت کی تعلیم کے لئے چوٹی کا ادارہ ہے جو ریاست اور ضلع سطح کے صحت اور متعلقہ سیکٹروں کے عملے کو تربیت دیتے ہیں۔ یہ تربیت یافتہ لوگ سماج میں صحت کی تعلیم کو عام کرتے ہیں۔ 1956 میں قائم یہ بیورو مواصلت اور تربیت کے علاوہ صحت کی تعلیم کی ترقی اور صحت سے متعلق حالیہ مسائل کے ضمن میں جانکاری مہیا کرتا ہے۔ بیورو 8 تکنیکی ڈویزنوں کے ذریعہ اپنے مقاصد کی حصول یابی کی کوشش کرتا ہے جن کے نام ہیں۔ تربیت، میڈیا، اداریہ، صحت کی تعلیم، سروسز، تحقیق اور تعین قدر، فیلڈ اسٹڈی اور مظاہرہ سینٹر اور صحت سے متعلق ووکیشنل کورس۔ تربیتی ڈویزن کے ذریعہ جو پروگرام چلائے جاتے ہیں وہ ہیں: دہلی یونیورسٹی کا دو سال کا تعلیم صحت کا پوسٹ گریجویٹ ڈپلوما، میڈیا کے عملے کے لئے 8 ہفتوں کا تربیتی کورس، پارامیڈیکل ایجوکیشن میں سرٹی فیکٹ کورس، ضلع سطح کے میڈیکل افسروں کے لئے کورس، وغیرہ علاوہ ازیں نرسنگ، پارامیڈیکل پروفیشنل اور بین الاقوامی مندوبین کے لئے ایک دن کے 28 کورس منعقد کئے جاتے ہیں۔

میڈیا ڈویژن، بیورو کے تشہیر سے متعلق کام کی نگہداشت کرتا ہے اور یہ ڈویژن سواستھ ہند (انگریزی ماہنامہ) آروگیہ سندیش (ہندی ماہنامہ) اور سواستھ شکھا سماچار (ہندی سہ ماہی) نام کے تین رسالے شائع کرتا ہے۔ ان رسالوں میں صحت سے متعلق اہم مواد شائع کئے جاتے ہیں۔ یہ ڈویژن عوامی صحت کے اہم مسائل پر پرچے، فولڈر، وغیرہ مطبوعہ مواد بھی تیار کرتا ہے۔ جس کو ہیلتھ ڈویژن اسکولوں میں مشتہر کرتا ہے۔ ہیلتھ ایجوکیشن سروس ڈویژن، ہیلتھ ایجوکیشن کے فروغ کے لئے سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں کا تعاون کرتا ہے۔ یہ ڈویژن قومی اور بین الاقوامی ایجنسیوں سے رابطہ قائم رکھتا ہے۔ مرکزی ہیلتھ ایجوکیشن بیورو، 10+2 سطح پر صحت سے متعلق پیشہ وارانہ کورس کے فروغ کے لئے مرکزی تنظیم کے روپ میں کام کرتا ہے۔ اور اس کام میں اسے ایجوکیشن ڈویژن کا تعاون حاصل رہتا ہے۔ صحت سے متعلق پیشہ وارانہ کورس ڈویژن۔ اس کورس کے لئے نصاب اور نصابی بک تیار کرتا ہے اور ریاستوں اور مرکزی علاقوں کو اس کورس کے آغاز کے لئے حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ تحقیق ڈویژن صحت کے مختلف پہلوؤں پر کرواری مطالعہ کرتا ہے۔ علاقائی مطالعہ اور مظاہرہ مرکزی بیورو کی علاقائی تجربہ گاہیں ہیں جہاں ہیلتھ ایجوکیشن کے نظام کو اپنانے سے پہلے ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔

قومی امداد فنڈ برائے امراض

اس فنڈ کا قیام 1997 میں صحت اور خاندانی بہبود کی وزارت کے تحت 5 کروڑ کے ابتدائی فنڈ سے کیا گیا۔ ملک کے 14 ریاستوں میں یہ فنڈ قائم کیا گیا ہے۔ آندھرا پردیش، ہماچل پردیش، جموں وکشمیر، کرناٹک، کیرل، گوا، گجرات، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، میزورم، راجستھان، تری پورہ، تملناڈو اور مغربی بنگال، دہلی میں بھی اس طرح کا فنڈ قائم کیا گیا ہے۔ اس منصوبے کے تحت ان ریاستوں اور مرکز کے زیر نگرانی علاقوں کو مالی امداد جاری کی جاچکی ہے۔ علاج کے معاملوں کی چھان بین کے لئے سبھی پانچوں مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں کمیٹیاں بھی قائم کی گئی ہیں۔ ان مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے لئے 99-1998 میں 50-50 لاکھ روپے کی رقم منظور کی گئی تھی۔ جنوری 1998 میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ دلی میں مرکزی حکومت کے تین اسپتالوں اور قومی سطح کے تین سرکردہ اداروں جیسے آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنس (ایمس)، نئی دلی، پی۔ جی۔ آئی۔ ای۔ آر چنڈی گڑھ اور جپمیر، پانڈیچری کو قومی امداد فنڈ برائے امراض سے دس لاکھ روپے (ہر ایک) منظور کئے جائیں۔ اس کا مقصد نہایت غریب مریضوں کو 11 جنوری 2001 سے 25 ہزار روپے کے بجائے 50 ہزار روپے تک کی مدد فراہم کرانا تھا۔ یہ اسکیم اب بنگلور میں واقع نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف نیشنل ہیلتھ اینڈ نیوروسائنسز کولکاتہ، سنجے گاندھی پوسٹ گریجویٹ انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز لکھنؤ اور گاندھی میموریل اینڈ ایسوسیٹیڈ ہاسپٹل (KGMC) لکھنؤ میں بھی لاگو کی گئی ہے۔ ان میں سے ہر ایک کو حال ہی میں 15 لاکھ روپے کی پیشگی رقم فراہم کی گئی ہے۔

خاندانی بہبود پروگرام

ہندوستان میں خاندانی بہبود پروگرام سرکاری طور پر 1952 میں شروع کیا گیا تھا۔ اس کا مقصد قومی اقتصادیات کی ضرورت کے مدنظر آبادی کی سطح کو قائم رکھنے کے لیے شرح پیدائش میں کمی لانا تھا۔ ملک کی جمہوری روایتوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے خاندانی بہبود پروگرام کے تحت منصوبہ بند اور ذمہ دار پدری خاصیت کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ اس کے لیے رضا کارانہ اور اطلاعات فراہم کرنے والی ایسی تراکیب کی مدد لی گئی جو ذاتی طور پر قبول کی جاسکے۔

اب یہ ثابت ہوگیا ہے کہ آبادی تبھی قائم پذیر رہ سکتی ہے جب اطفال کی بقا کے مسائل، مادی صحت معاملے اور مانع حمل

مسائل کو ساتھ ساتھ اور موثر طور پر دیکھا جائے۔ خاندانی بہبود پروگرام کی کامیابی، خواندگی شرح میں بہتری، عورتوں کی تعلیم اور فرد وخاندان کی سماجی۔ اقتصادی سطح جیسے مختلف عوامل پر انحصار کرتی ہے۔ اس پروگرام کے تحت سرکاری طبی سہولیات کے دائرے میں تولیدی اور صحت اطفال خدمات مہیا کرائی جا رہی ہیں۔

نمبر شمار	پیرامیٹر	1951	1971	1981	1991	1999
-1	شرح پیدائش	40.8	36.9	33.9	29.5	26.1
-2	شرح اموات	25.1	14.9	12.5	9.8	8.7
-3	شرح اموات اطفال (فی 1000 زندہ پیدائش)	148.0	129	110	80	70
-4	(0-4) کی عمر کے بچوں کی زندہ رہنے کی شرح	NA	51.9	41.2	26.5	22.5 (1998)
-5	مجموعی شرح باروری	6.0	5.2	4.5	3.6	2.9 (NFHS-II)
-6	پیدائش کے وقت (مرد) زندگی کے امکانات	37.1	46.4	54.1	60.6	62.30
	(عورت)	36.2	44.7	54.7	61.7	65.27
			(1961-71)		(1991-96)	(1996-2001)

SRS(Sample Registration System)

قومی آبادی پالیسی

سرکار نے قومی آبادی پالیسی (NPP) 15 فروری 2000 کو اپنایا۔ اسے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے 2000 کے بجٹ سیشن کے دوران منظوری کے لیے رکھا گیا تھا۔ حکومت کی یہ پالیسی شہریوں کے لیے رضا کارانہ اور اطلاعات کے تیقل پر سال کے انتخاب اور ان کی مرضی پر مبنی تولیدی صحت خدمات اور خاندانی منصوبہ بندی خدمات کے انتظام کے لیے ہدف سے آزاد رسائی کے جاری رہنے کے سلسلے میں حکومت پوری طرح پابند ہے۔ اس پالیسی کے مقاصد ہیں: (i) مانع حمل تدابیر کی ابھی تک نامکمل ضرورتوں کو پورا کرنا، صحت کے لیے بنیادی ڈھانچہ، طبی عملہ اور بنیادی تولیدی اور اطفال کی صحت کی دیکھ بھال کے لیے مربوط خدمات فراہم کرنا۔ (iii) کل باروری صلاحیت کی شرح کو 2010 تک بدل سطح تک لے جانا اور (iii) 2015 تک قائم آبادی کی سطح حاصل کرنا، ایسی سطح جو قائم معاشی فائدے، سماجی فروغ اور ماحولیاتی تحفظ کی ضرورتوں کے مطابق ہو۔

قومی آبادی کمیشن

قومی آبادی کمیشن کی تشکیل کی گئی ہے۔ یہ کمیشن آبادی پالیسی کے نفاذ کا جائزہ لے گا اور اس پر نظر ثانی کرے گا۔ کمیشن کی پہلی میٹنگ وزیر اعظم کی صدارت میں 22 جولائی 2000 کو ہوئی تھی۔ اس میٹنگ میں با اختیار کارروائی گروپ (EAG) کی تشکیل کا اعلان کیا گیا۔ صحت اور خاندان بہبود کی وزارت کے تحت EAG کی تشکیل ان اضلاع کے لیے اریا مخصوص پراجیکٹ بنانے کے لیے کی گئی ہے، جو قومی خاندانی بہبود پروگرام کو لاگو کرنے میں پیچھے چل رہے ہیں۔ سال 2002-2001 میں بہار، مدھیہ پردیش، راجستھان، اتر پردیش، اڑیسہ، چھتیس گڑھ، اترانچل اور جھارکھنڈ کو خاندانی بہبود، عورت خواندگی، عورتوں کو با اختیار بنانا اور مکمل ٹیکہ کاری وغیرہ کے پیش نظر کثیر حلقہ دار پہل کو لاگو کرنے کیلیے منتخب کیا گیا۔ اس سے ان ریاستوں کے سماجی آبادیاتی

اشاریہ کی بہتری میں مدد ملے گی۔ محکمہ خاندانی بہبود کے افسروں کے لیے EAG ریاستوں میں اضلاع کو مختص کر دیا گیا ہے، تاکہ وہ اپنے ضلعوں میں مرکزی کفالت اسکیموں کی پابندی کی نگرانی کر سکیں۔

ہر ایک ریاست/ مرکز کے زیر انتظام علاقے میں علاقائی آبادی کمیشن قائم کیے گئے ہیں۔ یہ کمیشن قومی کمیشن کی طرز پر قائم ہیں۔ اتر پردیش، راجستھان، مدھیہ پردیش، ہماچل پردیش، ہریانہ، آسام، مہاراشٹر، میگھالیہ، میزورم، تملناڈو، آندھرا پردیش، لکشدیپ، جموں وکشمیر، اروناچل پردیش، کیرل، پنجاب، سکم اور مجموعہ جزائر انڈمان ونکوبار میں ریاستی آبادی کمیشن کی تشکیل کی گئی ہے۔

تولیدگی اور طفلی صحت کا پروگرام

15 اکتوبر 1997 میں تولیدگی اور طفلی صحت کا پروگرام (RCH) پورے ملک میں شروع کیا گیا۔ حالاں کہ یہ پروگرام اضلاع کی بنیاد پر شروع کیا گیا ہے لیکن ان کے نفاذ کی صلاحیت کے مطابق الگ الگ ضلعوں میں خاص ضرورتوں اور صلاحیتوں کو مدنظر رکھا جائے گا تاکہ وہاں ان سہولیات کا موثر طور پر استعمال ہو سکے۔

خام شرح پیدائش، عورتوں کی شرح خواندگی، جو ضلع کے تولیدگی اور طفلی صحت کی حیثیت کو نمایاں کرتے ہیں۔ کی بنیاد پر ان ضلعوں کو (58) A، B(184) اور C(265) کے زمروں میں منقسم کیا گیا ہے۔ ان ضلعوں میں مرحلہ وار طریقے سے تین سال کی مدت میں یہ پروگرام نافذ کیا جائے گا۔

اس پروگرام کا پچھلے سال جائزہ لیا گیا تھا۔ عالمی بنک کی مدد سے ٹیکا کاری خدمات کو پختہ بنانے کے لیے ایک عام ٹیکا کاری اور PPI کو مضبوط بنانے کی کوشش کی گئی تھی۔ پروگرام کی کمیوں کو دور کرنے کے لیے چل رہی سرگرمیوں کی رفتار بڑھانے کے ساتھ مالی دائرہ، دائیوں کی تربیت RCH کیمپوں اور RCH دور دراز خدمات شروع کی گئی تھیں۔ ریاست/ضلع سطح کی سرگرمیوں اور شہری RCH جزو کے لیے خاص طور پر EC تائید یافتہ علاقائی سرمایہ کاری پروگرام کے نفاذ میں تیزی لائی گئی تھی۔

ہمہ گیر ٹیکہ کاری پروگرام

یونیورسل ایمونائزیشن پروگرام (UIP) 1985 میں مرحلہ وار طریقے سے جاری کیا گیا تھا اور اسے 1990 تک بھی ضلعوں تک پہنچانا تھا۔ پروگرام کا مقصد ٹیکے سے روکی جاسکنے والی چھ بیماریوں سے تحفظ فراہم کرکے اطفال اور بچوں میں زچگی مرضیت اور زچگی کے دوران ہونے والی اموات کی شرح کم کرنا تھا۔

ٹیکا کاری پروگرام کا اطلاق 90-1985 کے درمیان کافی تیزی سے ہوا۔ اس کے بعد بھی 85 فی صد سے 100 فی صد کے درمیان بھی اینٹی جنو کے لیے ٹیکا کاری لگاتار چل رہی ہے۔ تعین قدر کے مختلف سروے کے مطابق 2000-1990 اور 2001-2000 کے درمیان ٹیکا کاری کی وسعت میں نمایاں تیزی آئی ہے۔ BCG کے معاملے میں 11.6 پوائنٹ، 3-DPT کے معاملے میں 25.3 پوائنٹ، 3-DPV کے معاملے میں 17.9 پوائنٹ اور خسرہ کے ٹیکے کے معاملے میں 14 پوائنٹ کا اضافہ درج کیا گیا ہے۔ پیدائش کے پہلے سال کے دوران ہی پوری طرح ٹیکہ شدہ بچوں کی تعداد 37.8 فی صد سے بڑھ کر 53 فی صد ہوگئی ہے۔ اس کے باوجود آندھرا پردیش، کرناٹک اور منی پور وغیرہ میں یہ شرح گھٹ رہی ہے۔ بہار و اتر پردیش میں بھی طرح کے اینٹی جن ٹیکوں کی وسعت کے معاملے میں لگاتار کم کو رجحان دکھا رہے ہیں۔ عام ٹیکا کاری پروگرام میں بہتری کے IDA تائید

یافتہ پراجیکٹ 31 جنوری 2001 کو شروع کیا گیا اور اسے ملک میں تین سال کی مدت میں لاگو کیا جاتا ہے۔ پراجیکٹ کی کل لاگت 1,118 کروڑ روپے ہے، جس میں IDA کے ذریعے دیا گیا 709.9 کروڑ روپے کا قرض بھی شامل ہے۔ اس پراجیکٹ کے اہم اجزاء ہیں: (a) انسداد پولیو سرگرمیاں (b) عام ٹیکا کاری خدمات کو مضبوط بنانا، اور (c) پروگرام کے لیے وسط مدتی خاکہ بنانا۔

عوامی ضرورتوں کے تخمینے کا طرز نظر

اپریل 1996 سے پورے ہندوستان میں خاندانی بہبود کے پروگرام بے نشانہ طرز نظر کی بنیاد پر نافذ کیا جارہا ہے۔ اس طرز نظر کے مطابق مانع حمل طریقوں کے متعلق اوپر سے نشانہ طے کرنے کے بجائے نچلی سطح پر لامرکزی شمولیت پر مرکوز نظام کو اپنایا گیا ہے۔ اس نظام میں عوامی ضرورتوں کو دھیان میں رکھا جائے گا اور جس سے خدمات کی معیار میں سدھار لایا جاسکے۔ سہولیات کا فائدہ اٹھانے والوں کو زیادہ آسودگی حاصل ہوسکے گی اور ان کے درمیان ان خدمات کی قبولیت بڑھائی جاسکے۔

پلس پولیو کے انسداد کی مہم

ملک میں پولیو کا پوری طرح قلع قمع کرنے کی مہم میں تیزی لانے کے لئے 96-1995 میں پلس پولیو کے سدباب کی مہم میں کافی پیش رفت ہوئی، اس کے تحت 3 سے 5 سال تک کے سبھی بچوں کے لئے 6 ہفتے کے وقفے سے پولیو کے ٹیکے کی بوندیں پلائی جاتی ہیں۔ بچوں کو پلس پولیو کی خوراک دینے کے ہر دور میں 16 کروڑ سے زیادہ بچوں کو پولیو کی خوراک دی گئی۔ سال 1994 میں تقریباً 40,000 پولیو کے معاملے سال 2000 تک گھٹ کر 265 رہ گئے ہیں۔

سال 2001 میں پولیو میں مبتلا علاقوں میں کم ترسیل پذیری کے موسم میں پولیو ویکسین کی بوندیں پلائی گئی تھیں اور وائرس کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے زائد دورے کیے گئے تھے۔ بہار، دہلی، اترپردیش، مغربی بنگال کی ریاستوں اور مہاراشٹر اور کرناٹک کے کچھ حصوں میں وقت سے پہلے دوا پلائے جانے سے سال 2001 کے دوران بیماری کے خاتمے کے آثار ہیں۔ اس طرح شدید ادوار چلانے سے پولیو کے معاملے لگاتار گھٹ رہے ہیں۔ 1998 میں جہاں 1,934 معاملے سامنے آئے تھے وہیں 1999 میں ان کی تعداد گھٹ کر 1,126 رہ گئی اور سال 2000 میں 265 اور 18 اگست 2001 تک 43 معاملے سامنے آئے ہیں۔

کمیونٹی ضرورتوں کا جائزہ نظریہ

خاندانی بہبود پروگرام یکم اپریل 1996 سے تمام ہندوستان میں ہدف سے آزاد نظریے کے ساتھ لاگو ہے۔ اس نظریے کا نام بدل کر کمیونٹی ضرورتوں کا جائزہ نظریہ (Community Needs Assessment Approach) کردیا گیا ہے۔ اس کے تحت مانع حمل کا ہدف اوپر سے طے کرنے کے نظام کے بجائے بنیادی سطح پر لامرکزی شراکت منصوبہ پر مبنی نظام بنادیا گیا ہے۔ لامرکزی منصوبے کے تحت کمیونٹی کی ضرورتوں کے مطابق کارروائی کی جائے گی اور اس سے خدمات کی کوالٹی میں بہتری، صارفین کا اطمینان اور زیادہ لوگوں کے ذریعے ان تدابیر کو اپنائے جانے کے آثار ہیں۔

نفاذ کی مشینری

خاندانی بہبود کا پروگرام ریاستی حکومتوں توسط سے چلایا جاتا ہے۔اور مرکز اس میں صد فیصد سرمایہ صرف کرتا ہے دیہی علاقوں میں خدمات دستیاب کرانے کے لئے ذیلی مراکز، ابتدائی صحت مراکز اور عوامی صحت مراکز قائم کئے گئے ہیں۔ 1981 سے ذیلی مراکز کے قیام کے لئے (ذیلی مرکز کی عمارت اور مرد صحت عملہ کی تنخواہ سے قطع نظر) مرکزی حکومت تمام مالی اخراجات بہم پہنچاتی ہے۔30 جون 1999 میں ملک میں 1.34 لاکھ ذیلی مراکز کام کر رہے تھے جبکہ 1.34 لاکھ ذیلی مراکز کی ضرورت تھی۔

ضبط پیدائش کے طریقے

سال 2001-2000 کے دوران ملک میں 45.9 لاکھ لوگوں کی نا صنف سازی کی گئی۔ اسی عرصے میں 60 لاکھ عورتوں کو لوپ (IUD Insertion) لگائے گئے۔علاوہ ازیں 151.7 لاکھ لوگوں نے Condom اور 65.4 لاکھ لوگوں نے OP کا استعمال کیا۔اندازہ ہے کہ 31 مارچ 2000 کو 17.21 کروڑ جوڑوں میں سے 46.2 فیصد نے کسی نہ کسی خاندانی منصوبہ بندی کے طریقے کو اپنالیا اور اس طرح اس پروگرام کے نفاذ سے اب تک 25 کروڑ 74 لاکھ 30 ہزار پیدائش کو روکا گیا۔

بغیر چیر لگائے نس بندی (NoScalpal Vasectomy)

NSV مردوں کے لیے سب سے موثر مانع حمل تدابیر میں سے ایک ہے۔ یہ رائج نس بندی کی بہتر شکل ہے اور اس کا کوئی خراب اثر بھی نہیں پڑتا۔1,00,166 لوگوں نے بنا چیرے کے نس بندی کا آپریشن کروایا ہے اور اس تکنیک سے آپریشن کرنے کے لیے 976 ڈاکٹروں کو تربیت دی گئی ہے۔

مانع حمل اشیا کی سوشل مارکٹنگ

مانع حمل اشیا کی سماجی فروخت کا مقصد ان لوگوں کو مانع حمل اشیا مہیا کرانا ہے جو انہیں کم قیمت پر بازار سے خرید سکتے ہیں اس اسکیم کے تحت غیر سرکاری تنظیموں اور نجی کمپنیوں کے تقسیم کے نٹ ورک کے ذریعہ Condom اور مانع عمل گولیاں کم قیمت پر فروخت کئے جاتے ہیں ان مانع حمل اشیاء کی فروخت پر حکومت کی جانب سے 55 سے 91 فیصد تک سب سڈی دی جاتی ہے۔

زچہ بچہ کی صحت

ملک میں زچہ بچہ کی صحت کا مسئلہ سب کے لئے قابل فکر ہے۔ ملک میں زچگی کے دوران ایک لاکھ میں سے 407 ماؤں کی موت ہو جاتی ہے اور یہ ترقی پذیر ممالک کے مقابلے میں دوگنا ہے۔ان کی وجوہات بھی معلوم ہیں اور ان کا سد باب ہوسکتا ہے لیکن عام طور پر نہ تو اسے روکا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کا پہلے سے پتہ چل سکتا ہے۔اس خطرناک مسئلے سے نمٹنے کے لئے موجودہ آر سی ایچ پروگرام میں دخل دینے کے کئی طریقہ سوچے گئے ہیں جو یہ ہیں:۔ پہلی ریفیرل یونٹیں طے کر کے ابتدائی صحت مراکز ، مرکزی صحت مراکز میں چوبیس گھنٹے زچگی کی خدمات مہیا کر کے ادارہ جاتی زچگی کی حوصلہ افزائی کرنا، حاملہ خواتین کا آغاز میں ہی رجسٹریشن کرانا، تا کہ ایسا انتظام ہو سکے کہ کسی بھی ہنگامی صورت حال میں احتیاطی اقدام کئے جاسکیں۔ حاملہ عورتوں کی زچگی سے قبل کم سے کم تین بار جانچ کرنا تا کہ یہ پتہ چل سکے کس بچے کی نشوونما مناسب طریقے سے ہو رہی ہے زچگی کے بعد بھی تین بار جانچ کرنا جس سے زچگی کے بعد زچہ کی صحت کا پتہ چل سکے لوگوں کو پنچایت کے ذریعہ زچگی خدمات طریقہ کار سے واقف کرانا

اور اس کے لئے غریب خاندانوں کی حاملہ خواتین کو اسپتال پہنچانے کا خرچ مہیا کرانے کے لئے ایک خدماتی فنڈ کا قیام کرنا۔ بہتر خدمات دینے کے مقصد سے اے این ایم کے میدان عمل کو بڑھانا اور آئی ای سی اور ٹریننگ کے ذریعہ معاشرتی بیداری پیدا کرنا۔

قانونی اسقاط حمل

اندازہ ہے کہ ماں کی کمزوری اور کل اموات میں 12.5 فیصد اموات کا سبب غیر قانونی اسقاط حمل ہے قانونی اسقاط حمل، تولیدگی اور اطفال کی صحت کا پروگرام (آر۔سی۔ایچ پروگرام) کا ایک اہم جز ہے۔ اور محفوظ اسقاط حمل کرانے والی ماؤں کی شرح اموات میں کمی لانے کا اہم ذریعہ عورتوں کو صحت سے متعلق خطرے سے بچانے کے لئے MTP ایکٹ، 1971 نافذ کیا گیا اس ایکٹ کے تحت حاملہ عورتیں 20 ہفتے کا حمل کی اسقاط کرا سکتی ہیں اگر یہ محسوس ہو کہ حمل کی وجہ سے غیر تندرست بچے کی پیدائش ہوگی یا متواتر حاملہ ہونے کی وجہ سے ماں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے یا پھر مانع حمل طریقے ناکامیاب ہوں تو قانونی اسقاط حمل کرایا جاسکتا ہے۔ اس وقت ملک میں 9,528 قانونی (منظور شدہ) اسقاط حمل مراکز ہیں۔ ملک میں ہر سال 6 لاکھ حمل کے اسقاط کرائے جاتے ہیں۔

پیدائش سے قبل جنس معلوم کرنے پر روک

پیدائش سے قبل بچے کا جنس معلوم کرنا غیر قانونی قرار دے دیا گیا ہے اس ضمن میں پیدائش سے قبل جنس کی پہچان (ریگولیشن اور غلط استعمال کی روک) ایکٹ 1994ء کو یکم جنوری 1996ء سے پورے ملک میں نافذ کر دیا گیا ہے پیدائش سے قبل بچے کی جنس کی جانچ کے لئے الٹراسونوگرافی ایموسنٹس کی تکنیک کے استعمال کرنے والے والدین کے لئے سزا کا پرویزن ہے۔ ان تکنیکوں کے استعمال اور جنسیاتی جانچ صرف قانون کے مطابق رجسٹرڈ جنسیاتی کلینک لیباریٹری اور کونسلنگ مراکز ہی کر سکتے ہیں۔

محکمے نے اس قانون سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے پریس اشتہار ویڈیو اسپاٹس (Video Spots) کے ذریعہ ماس میڈیا کا پروگرام شروع کیا ہے۔

تحقیق اور تعین قدر

مرکزی وزارت برائے صحت اور خاندانی بہبود نے آبادی کنٹرول، اور آبادیات اور سماجی و معاشی سروے کے مختلف موضوعات پر تحقیق کے لئے قومی راجدھانی خطہ دلی کے بشمول 17 ریاستوں میں 18 آبادی تحقیق مراکز قائم کیے ہیں ان میں 12 مرکزی یونیورسٹیوں میں 6 مراکز دیگر اداروں میں کام کر رہے ہیں سبھی مراکز خود مختار اداروں کے طور پر اپنا کام کرتے ہیں۔ اور مرکزی حکومت انہیں سالانہ بنیاد پر صد فیصد مالی امداد مہیا کراتی ہے۔ 2000-2001 میں ان مراکز نے 151 تحقیقی کام پورے کئے اور پرچے وغیرہ نکالے۔

ہندوستانی نظام ادویہ اور ہومیوپیتھی

آئیوروید و سدھی اور یونانی ادویہ جیسے ہندوستانی نظام علاج اور یوگ اور قدرتی علاج جیسے بغیر دوا کے نظام علاج کا ہندوستان

میں بڑے پیمانے پر استعمال ہوتا رہا ہے۔ صدیوں پہلے ان نظام علاج میں کافی فروغ ہو چکا تھا اور ہندستان میں انگریزوں کی آمد سے قبل خاص طور پر علاج کے یہی طریقے اختیار کئے جاتے تھے۔ ہومیو پیتھی کی ابتدا جرمنی سے ہوئی یہ نیا نظام علاج ہے اور ہندوستان میں اس کا استعمال کافی ہوتا ہے۔ یہ طریقہ محفوظ، یقینی، کفایتی، امراض کی روک تھام اور علاج کی سہولتیں فراہم کرتا ہے جس کے نتیجے میں متعدد صحت کے مسائل کافی کم لاگت میں حل کئے جاسکتے ہیں۔

ملک کی آزادی کے بعد حکومت نے ہندستانی طریقوں اور ہومیو پیتھی کی اہمیت کو تسلیم کیا اور لوگوں کے صحت سے متعلق مسئلوں کے لئے انہیں قابل استعمال طریقوں کے روپ میں فروغ دینے کی کوشش کی۔ یہ محسوس کیا گیا کہ عالمی ادارہ صحت (WHO) کے ذریعہ مقرر سب کے لئے صحت کا نشانہ محض ایلو پیتھی کے ذریعہ حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اس نشانے کو حاصل کرنے کے لئے ہندوستانی نظام علاج اور ہومیو پیتھی کو بھی شامل کیا جانا ضروری ہے اس لئے آیورویدا، سدھ اور یونانی ادویہ جیسے رواجی طریقوں کو اور ایلو پیتھی کے ساتھ ساتھ قومی نظام علاج میں شامل کیا گیا۔ اس سے علاج کے ان تمام طریقوں کے اپنی اپنی خوبیوں کے ساتھ ترقی کرنے کا راستہ ہموار ہوا۔ ان میں ہر نظام علاج کا اپنا فلسفہ اور طریقہ ہے اپنی خوبیاں اور خامیاں ہیں۔ ہندوستانی نظام طب اور ہومیو پیتھی محفوظ استعمال میں آسان اور کفایتی ہیں اور کثیر تعداد میں لوگ انہیں پسند کرتے ہیں۔ حکومت ان طریقوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے جس کے نتیجے میں ان طریقوں کو اداری طور پر فروغ حاصل ہوا ہے۔

اداری ڈھانچہ

اان طریقوں میں پیڑ پودوں سے بنی ادویات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اگرچہ بحری اور معدنی اشیا سے بنی دوائیں بھی کام میں لائی جاتی ہیں۔ نتیجتاً اب ان سسٹم کی اداری شکل کے طور پر فروغ ہوا ہے۔ جس میں قانونی تعدیلی باڈی، تحقیقاتی کونسل، قومی کونسل، فارما کوپیل لیبارٹریز اور ادویہ پیداواری اکائیاں شامل ہیں۔

قانونی تعدیلی کونسلیں: بھارتی ادویات کی مرکزی کونسل (سی۔ سی۔ آئی۔ ایم) اور مرکزی کونسل برائے ہومیو پیتھی کا قیام پارلیمنٹری قانون کے تحت کیا گیا۔ آیورویدا، سدھ اور یونانی طریقہ کار، مرکزی ہومیو پیتھی کونسل کے تحت مرکزی ہندوستانی ادویات و ہومیو پیتھی کونسل کے دائرے میں آتی ہیں۔ یہ کونسلیں نصاب کا تعین، تعلیم کا معیار بنانے اور اسے قائم رکھنے اور آیورویدا، سدھ، یونانی اور ہومیو پیتھی کے ڈاکٹروں کا مرکزی رجسٹر رکھنے کا کام کرتی ہیں۔

تحقیقی کونسلیں: چار چوٹی کی تحقیقی کونسلوں کے نام اس طرح ہیں: مرکزی کونسل برائے آیوروید و سدھ تحقیق، مرکزی کونسل برائے یونانی علاج تحقیق، مرکزی ہومیو پیتھی تحقیقی کونسل مرکزی یوگ و قدرتی علاج کونسل۔ یہ کونسلیں ملک بھر میں پھیلی اپنی اکائیوں کے ذریعہ تحقیقی کام کراتی ہیں۔ یہ صحت کی دیکھ بھال، ادویات کی تحقیقی سروے کا کام کرتی ہیں اور اعلیٰ درجے کے قدیم ادب کو بحال کرنے، زچگی کے قبل اور زچگی کے بعد کی دیکھ بھال پر ریسرچ کرنے اور مانع حمل ادویات کو فروغ دینے کے کام میں لگی ہوئی ہیں۔

قومی ادارے: ہندستانی نظام ادویہ اور محکمہ ہومیو پیتھی کے پاس درج ذیل سات قومی ادارے ہیں: قومی آیورویدا، ادارہ جے پور، قومی ہومیو پیتھی ادارہ کلکتہ، قومی یونانی علاج کا ادارہ، بنگلور قومی سدھ ادارہ، چنئی، قومی ادارہ برائے قدرتی علاج، پونے، مرار جی دیسائی قومی یوگ ادارہ، نئی دہلی اور قومی آیوروید پیٹھ، نئی دہلی اور قومی ادارہ برائے یونانی علاج۔

ادویہ ایکٹ: ہندستانی نظام علاج اور ادویات، ہومیوپیتھی، ادویات و کاسمٹکس ایکٹ 1940 کے تحت شامل ہیں۔ آیورویدا، سدھ اور یونانی ادویات کے لئے ایک الگ سے ادویات تکنیکی مشاورتی بورڈ ہے۔ ادویہ بنانے والوں کے لائسنس ریاستی ادویات اتھارٹی جاری کرتی ہے۔ پیداواری اکائیوں کے لئے ادویات بنانے کے موزوں طریقے متعین کئے گئے ہیں۔

پیداکاری اکائیاں: اترپردیش میں واقع، دی انڈین میڈیسن فارماسیوٹکل کارپوریشن لمیٹڈ بہتر وعمدہ فارمولوں سے آیوروید و یونانی دوائیں تیار کرتا ہے۔ یہ کمپنی 300 سے زیادہ آیورویدک اور یونانی دوا بھی بناتی ہے۔

ہندستانی نظام علاج اور ہومیوپیتھی کے تحت ہندوستان میں صحت کی دیکھ بھال کے لئے ایک وسیع ڈھانچہ ہے۔ اس میں 2,854 اسپتال، 22,735 ڈسپنسریاں، 9,496 ادویات بنانے والی فارمیسیاں اور ہندوستانی نظام علاج اور ہومیوپیتھی کی پریکٹس کرنے والے 5 لاکھ 87 ہزار ڈاکٹر موجود ہیں۔

نویں منصوبے کے دوران منصوبے کے تحت 266 کروڑ 35 لاکھ روپے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ 2000-2001 کے لئے 120 کروڑ مختص کئے گئے ہیں۔

فروغ کے مخصوص دائرے

ہندستانی نظام ادویہ اور ہومیوپیتھی کے محکمے نے مندرجہ ذیل حلقوں کے فروغ پر خاص توجہ مرکوز کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ (1) ہندستانی نظام ادویہ اور ہومیوپیتھی کی تعلیم کے معیار میں اضافہ کرنا (2) ادویہ کی معیار بندی (3) ہندستانی نظام ادویہ اور ہومیوپیتھی کے خام مال (مثلاً جڑی بوٹیاں، دھات اور معدنیات، سمندری اور جاندار اشیا وغیرہ) کی فراہمی کو بہتر بنانا (4) تحقیق اور فروغ (5) اطلاعاتی نظام، تعلیم اور مواصلاتی نظام (6) قومی صحت پروگرام اور خاندانی بہبود کے پروگرام میں ہندستانی نظام ادویہ اور ہومیوپیتھی کی حصہ داری میں اضافہ کرنا۔

تعلیمی معیار

اس محکمے کے زیر نگرانی پورے ملک میں 396 انڈر گریجویٹ اور 55 پوسٹ گریجویٹ کالج کام کر رہے ہیں یونانی، ہومیوپیتھی اور سدھ طریقہ کے بھی 20 پوسٹ گریجویٹ کالج کھولے گئے ہیں۔ اس سسٹم کی حوصلہ افزائی کے ماڈل ادارے کے طور پر قومی سطح کے تعلیمی ادارے بھی قائم کئے گئے ہیں۔

مرکزی حکومت انڈر گریجویٹ اداروں کے کام کاج کو بہتر بنانے اور ان کے معیار میں اضافے کے لئے مالی امداد فراہم کر رہی ہے۔ معلموں، ڈاکٹروں اور نیم علاجی عملے کے کام کے ساتھ ساتھ تعلیم جاری رکھنے اور ان میں حوصلہ پیدا کرنے کے لئے تربیتی پروگرام چلائے جا رہے ہیں۔ ریاستی حکومتیں ان کورسوں کے لئے معلموں اور ڈاکٹروں کے نام اسپانسر کرتی ہیں۔ اس درمیان ہندستانی طریقہ علاج اور ہومیوپیتھی کے گریجویٹ یا پوسٹ گریجویٹ کالجوں کو مضبوطی فراہم کرنے کے لئے موجودہ منصوبے میں ہندستانی طریقہ علاج اور ہومیوپیتھی سے متعلق علم کی تعلیم کے مختلف اجزاء کو بھی اس میں شامل کرلیا گیا ہے۔ یوگ اور قدرتی علاج کی تعلیم کے شعبے میں، نصاب میں شامل کئے جانے والے موضوعات تیار کرلئے گئے ہیں۔ اس کے لئے علیحدہ تعدیلی ادارے بنانے کے سوال پر غور وخوض ہو رہا ہے۔ لیکن یوگ اور قدرتی علاج کی تعلیم کے لئے جب تک دستوری تعدیلی ادارہ نہیں بن جاتا ہے تب تک ڈپلومہ، ڈگری نصابوں کی تعلیم دینے والے اداروں کو منظوری فراہم کرنے کے لئے کوئی طریقہ نکالا

جارہا ہے۔ دستوری تعدیلی ادارہ۔سی۔سی۔آئی۔ایم اور سی۔سی۔ایچ نے تعلیم، معیار نصاب وغیرہ کے لئے کم سے کم معیار بندی طے کی گئی ہے اور ان طریقوں سے علاج کرنے والوں کا رجسٹریشن کیا جاتا ہے۔ ہندستانی طریقہ علاج کا بین الاقوامی سطح پر وسعت دینے کے لئے بین الاقوامی تبادلہ پروگرام بھی شروع کیا گیا ہے۔

ادویہ کی معیار بندی

آیورویدِ، سدھ، یونانی اور ہومیوپیتھی کی دواؤں کی ذخیرہ ادویہ کمیٹیاں دواؤں کے معیار بندی کے ارتقاء کے لئے کوشاں رہی ہیں۔ 258 آیورویدک دواؤں کی معیار بندی کو شائع کیا جاچکا ہے جب کہ اور 100 ادویات کے نام تیار کئے جارہے ہیں۔ ہومیوپیتھی ادویات کی لغت کمیٹی نے 916 دواؤں کو معیار بند کیا ہے جو آٹھ حصوں میں ہے اور یونانی ادویات ذخیرہ نے 269 ادویات کی معیار بندی کی ہے۔ سدھ ادویات ذخیرہ کمیٹیاں نے 200 ادویات کی معیار بندی کی ہے۔ ادویات کی لغت کمیٹیوں مزید ادویات کی معیار بندی کرنے کے کام میں لگی ہوئی ہیں۔

یہ تجربہ گاہیں ہیں فارمیکوپیل لیباریٹری آف انڈین میڈیسن، غازی آباد اور ہومیوپیتھک فارمیکوپیل لیباریٹری، غازی آباد۔ اضافی اساسی سہولتیں مہیا کر کے ان تجربہ گاہوں کو مضبوطی فراہم کرنے کے لئے ایک پروجیکٹ تیار کیا گیا ہے۔ اسی طرح ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی ادویات جانچ تجربہ گاہوں اور ادویات کی پیداواری اکائیوں کو مضبوطی فراہم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے تاکہ گورنمنٹ فارمیسوں میں تیار کی گئی اعلیٰ کوالٹی کی آیورویدک، سدھ اور یونانی فارمیسوں ادویات کی معیار بندی کے کام میں تیزی لانے کے لئے تحقیقی اداروں کے تجربہ گاہوں کو سالانہ 10 دواؤں کی معیار بندی کے کام میں شامل کیا گیا ہے۔ اس طرح کے 31 ادارے اس مقصد کے لئے مالی امداد کر رہے ہیں۔ 300 ادویات کی معیار بندی کی ارتقاء کے لیے تحقیقی کونسلیں اور ادویہ کی تحقیقی اکائیاں اس کام میں لگی ہیں۔

ہندستانی ادویہ سے متعلق معاملوں میں حکومت کو صلاح دینے کے لئے آیورویدِ/سدھ/یونانی ادویہ کے تکنیکی صلاح کار بورڈ اور ادویہ صلاح کار کمیٹی قائم کی گئی ہے۔ ہندوستانی ادویات کی جانچ کرنے والی نجی ادویات جانچ تجربہ گاہوں کو منظوری فراہم کرنے کا ایک منصوبہ بنایا جارہا ہے۔ ادویات کی کچھ بنیادی جانچ کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

خام مال

ہندستانی طریقوں اور ہومیوپیتھی کے دواؤں کے لئے خام مال کے طور پر مختلف جڑی بوٹیاں، معدنیات، دھات اور بحری اور جانداروں سے پیدا شدہ اشیا استعمال کی جاتی ہیں۔ 80 فیصد دوائیں جڑی بوٹیوں سے حاصل کی جاتی ہیں۔ محکمہ نے ایسے پودوں کی سپلائی بڑھانے کے لئے تحفظ، روک تھام ٹیسو کلچر، جین بینکوں میں ذخیرے اور ایسے پودوں کے بڑے پیمانے پر باغیچے تیار کرنے کے لئے اقدام کئے ہیں۔ زرعی تکنیکوں کے فروغ کے لئے تحقیقی اداروں کو امداد بہم پہچانے کے لئے ایک خصوصی منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔ جس میں سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کو شامل کیا گیا ہے۔ اس منصوبے میں 34 ادارے شامل ہیں اور انہیں 125 قسم کے پودوں کے تحفظ کا کام دیا گیا ہے۔ محکمہ نے ادویات والے پودوں سے متعلق بورڈ (میڈیسن پلانٹس بورڈ) کی تشکیل کا عمل حال ہی میں شروع کیا ہے۔ یہ بورڈ ادویاتی پودوں کے تحفظ، مارکٹنگ اور برآمد کرنے میں تال میل قائم کرے گا۔

تحقیق اور ترقی

چار چوٹی کی تحقیق کونسلیں (i) مرکزی کونسل برائے آیورویداور سدھ کی تحقیق (CCRAS)، (ii) مرکزی کونسل برائے یونانی ادویہ کی تحقیق (CCRM) مرکزی کونسل برائے ہومیوپیتھی کی تحقیق (CCRH) اور (iv) مرکزی کونسل برائے یوگا اور قدرتی علاج کی تحقیق (CCRYN)، طبی تحقیق، ادویات کی معیار بندی کے لئے تحقیق، ادویات کی پرکھ کرنے کی تحقیق، خاندانی بہبود سے متعلق تحقیق، قبائلی تحقیق کے شعبوں میں تحقیقی سرگرمیاں چلاتی ہے۔ مرکزی آیوروید وسدھ کونسل کی ملک میں 33 سے زیادہ اکائیاں ہیں۔ اس کونسل نے 18 آیورویدک اور سدھ کی دواؤں کا پیٹنٹ کیا ہے۔ CCRUM کے 32 ادارے/اکائیاں ہیں۔ یہ کونسل اپنی پیداوار کا پیٹنٹ حاصل کرنے کی کوشش کررہی ہے۔ CCRH کی پورے ملک میں 50 ادارے/اکائیاں ہیں۔ CCRYN رضا کار یوگ اور قدرتی علاج کے اداروں کو تربیتی پروگرام چلانے کے لئے مالی اعانت کررہی ہے۔ جیسے کلینک ریسرچ، مریض کی نگہداشت یونٹوں کو مضبوط کرنا، ایک سال کا ڈپلومہ کورس چلانا، اور سیمینار ورکشاپ/کانفرنس وغیرہ کا انعقاد کرنا۔

اطلاع، تعلیم اور مواصلات

ہندستانی ادویات اور ہومیوپیتھی سے خاص طور پر پرانی بیماریوں کا موثر علاج ہوسکتا ہے۔ جس کا ایلوپیتھی میں نہیں ہے اس نظام علاج کی خوبیوں سے متعلق عوام میں جانکاری دینا ضروری ہے۔ آیوروید اور یونانی طریقہ علاج کے ذریعہ عام بیماریوں کے علاج کے بارے میں کچھ پرچے بھی نکالے ہیں۔ ان طریقوں کے معیار کی تشہیر کے لئے رضا کار اداروں کو حصہ دار بنانے کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔ محکمہ نے اپنی سرگرمیوں کے بارے میں مزید معلومات دینے کے اپنی ویب سائٹ بھی بنائی ہے۔ htt/mohfw.nic.in/ismh/

10۔ فلاح و بہبود

ہندستان ایک رفاہی ملک ہے جو عام طور سے اپنے تمام شہریوں اور خاص طور سے سماج کے پسماندہ طبقات کی فلاح و بہبود کے لئے پابند ہے۔ بھارتی آئین کی تمہید میں مذکور، ریاست کے ہدایتی اصول، بنیادی حقوق اور 46,39,38 جیسی خصوصی دفعات رفاہ عام کے لئے ریاست کے عہد کا ثبوت ہیں۔

شروع میں رفاہی پروگراموں کا مقصد کچھ بنیادی اور آبادکاری کی خدمات مہیا کرانا تھا۔ لیکن پچھلے کئی سالوں سے رفاہی پروگراموں کو لاگو کرنے میں تحفظاتی اور شفا بخش نظریہ اپنانے کے بجائے انہیں ارتقا پذیر بنانے پر زور دیا جا رہا ہے۔ ان پروگراموں کا مقصد معذوروں، سن رسیدہ لوگوں، نشیلی اشیا کے عادی لوگوں، سماج کے حاشیائی طبقے کے لوگوں اور درج فہرست ذاتوں، درج فہرست قبیلوں و دیگر پسماندہ واقلیتوں، معذوروں، ضعیفوں، بے گھر بچوں اور نشیلی اشیا کے استعمال کی عادت والے لوگوں کو طبقوں کو سماجی انصاف اور اختیار دلانا ہے۔

سماج کے کمزور اور سماجی۔ معاشی طور پر محروم طبقوں کو اختیارات دلانے کے زیادہ تر بہبود پروگراموں کے دباؤ کو دیکھتے ہوئے 25 ستمبر 1985 میں تشکیل شدہ فلاح و بہبود وزارت کو 25 مئی 1998 کو نیا نام دیا گیا۔ سماجی انصاف اور تفویض اختیارات وزارت۔

ان سبھی طبقوں کے علاوہ جانوروں کی دیکھ بھال کے لئے بھی سماجی انصاف اور اختیارات کی وزارت ذمہ دار ہے۔ صرف درج فہرست ذاتوں کا معاملہ 13 اکتوبر 1999 کو بنائے گئے وزارت برائے قبائلی معاملات کے ذمہ سونپ دیا گیا ہے۔

وزارت برائے سماجی انصاف اور تفویض اختیارات جن شعبوں کے کام کاج دیکھتی ہے، وہ ایسے ہیں جہاں ریاستی حکومتیں بھی اہم کردار نبھاتی ہیں۔ اس طرح ان پروگراموں کو لاگو کرنے کی ذمہ داری مرکز اور ریاستی حکومت کے درمیان تقسیم ہو جاتی ہے۔ مرکز فلاح و بہبود سے متعلق پالیسیاں اور پروگرام بنانے کے ساتھ ساتھ ریاستوں کی فلاحی خدمات کو لاگو کرنے کے لیے ان کے درمیان ہم آہنگی قائم کرنے اور حوصلہ افزائی کرنے کے لیے بھی ذمہ دار ہے۔

درج فہرست ذاتوں کی فلاح

درج فہرست ذاتوں کا تعین آئین کی دفعہ 341 کے تحت کیا گیا ہے۔ 1991 کی مردم شماری کے مطابق ملک میں درج فہرست ذاتوں کے لوگوں کو تعداد 13.82 کروڑ اور درج فہرست قبائل کے لوگوں کی تعداد 6.78 کروڑ ہے۔ جو ملک کی کل 84.63 کروڑ تعداد کا علی الترتیب 16.48 فیصد اور 8.08 فیصد ہے۔ 1991 کی مردم شماری کے مقابلے، ان کی تعداد میں تھوڑا سا اضافہ ہوا ہے۔

اس وقت درج فہرست ذاتوں کی تعداد ملک کی کل آبادی کا 15.75 فیصد اور درج فہرست قبائل کی تعداد 7.85 فیصد تھی۔ آئین میں ان طبقوں کے مفاد کے لئے بہت سی تدبیریں کی گئی ہیں۔ ساتھ ہی ہر پنج سالہ منصوبے میں ان طبقوں کی ترقی کو قومی پالیسی کا سب سے اہم ہدف تسلیم کیا گیا ہے۔

آئینی تحفظات

بھارت کے آئین میں درج فہرست ذاتوں، قبیلوں و دیگر پسماندہ طبقوں کو تعلیمی اور معاشی اعتبار سے آگے بڑھانے اور ان کی سماجی معذوری کو دور کرنے کے لئے انہیں ضروری تحفظ فراہم کرانے کی تدبیریں کی گئی ہیں۔ اس کے لئے یا تو کچھ خصوصی انتظامات کیئے گئے ہیں یا پھر بطور شہری ان کے عام حقوق پر زور دیا گیا ہے۔

ان طبقوں کے لئے آئین میں کچھ مخصوص حفاظتی اقدامات اس طرح ہیں: (i) انسداد چھوا چھوت اور کسی بھی شکل میں ان کے چلن پر روک (دفعہ 17) (ii) ان کے تعلیمی اور معاشی مفاد کو ترقی دینا اور ہر طرح کے استحصال و سماجی ناانصافیوں سے ان کا تحفظ (دفعہ 46) (iii) ہندوؤں کے عوامی مذہبی مقامات کے درقانونی طور پر ہر ذات اور طبقے کے لئے کھولنا (دفعہ (B)25)، (iv) دکانوں، عوامی کھانے پینے و ٹھہرنے کے مقاموں، تفریحی مقاموں و کنوؤں، تالابوں، نہانے کے گھاٹوں، سڑکوں اور سرکاری پیسے سے کلی یا جزوی طور سے محفوظ کسی بھی جگہ یا عوامی مقامات کے استعمال سے متعلق تمام محرومیوں، جواب دہی، رکاوٹوں اور شرائط کا خاتمہ کرنا، (دفعہ (2)-15)، (v) درج فہرست قبائل کے لوگوں کے مفاد کے تحفظ کے لئے، عام شہریوں کو بھارت میں کسی بھی جگہ پر آمدورفت، رہنے و سکونت اختیار کرنے اور جائیداد کے خرید و فروخت سے متعلق عام قانون پر جائز پابندی لگانے کا قانونی اہتمام، (دفعہ (5)-19) (vi) سرکار کے ذریعے چلائے جانے والے یا سرکاری خزانے سے امداد حاصل کرنے والے تعلیمی اداروں میں داخلے سے متعلق پابندیوں کو ختم کرنا، (دفعہ (2)29) (vii) ریاستوں کو سرکاری نوکریوں میں درج فہرست ذات و قبائل کے لوگوں کو معقول نمائندگی دینے اور اس سے جڑے ان کے دعوؤں پر غور کرنے کا اختیار عطا کرنا (دفعہ 16 اور 335) (viii) لوک سبھا اور صوبائی اسمبلیوں میں درج فہرست ذات و قبائل کے لئے 25 جنوری 2000 تک خصوصی نمائندگی کا انتظام کرنا، (دفعہ 332 اور 335) (ix) ان کی فلاح و بہبود اور مفاد کے تحفظ کی خاطر ریاستوں میں قبائلی صلاح کار کونسلیں و علیحدہ شعبے قائم کرنا اور مرکز میں خصوصی افسر کا تقرر کرنا (دفعہ 164 اور 338 و پانچواں شیڈیول) درج فہرست ذات و قبائلی علاقوں کے انتظام اور کنٹرول کے لئے خصوصی اہتمام (دفعہ 244 اور پانچواں و چھٹا شیڈیول) اور (xii) انسانوں کی تجارت اور ان سے جبراً مزدوری کرانے پر پابندی لگانا (دفعہ 23)

قومی کمیشن برائے درج فہرست ذات و قبائل

آئین کی (65ویں ترمیم) 1990 میں شامل دفعہ 338 کے تحت مقرر کیئے جانے والے خصوصی افسر کی جگہ قومی درج فہرست ذات و قبائل کمیشن تشکیل کیا گیا ہے۔ اس میں صدر جمہوریہ کے ذریعہ چیئرمین (صدر) اور نائب چیئرمین کے ساتھ ساتھ پانچ اور ممبروں کا بھی تقرر کیا جاتا ہے۔ کمیشن کے فرائض درج ذیل ہیں۔ (الف) آئین یا کسی اور قانون کے تحت درج فہرست ذاتوں و قبائل کے لوگوں کے تحفظ سے متعلق سبھی معاملوں کی جانچ اور نگرانی (ب) درج فہرست ذاتوں و قبیلوں کے لوگوں کو ان کے حقوق و ان کے حفاظتی اقدامات سے محروم کیئے جانے کی خصوصی شکایتوں کی جانچ (ج) ان لوگوں کی سماجی اور معاشی ترقی کے لئے منصوبے بنانے میں تعاون و صلاح دینا اور مرکزی و ریاستی سرکاروں کے ذریعے ان میں ہورہی ترقی کا جائزہ لینا، (د) صدر جمہوریہ کو سالانہ یا جب بھی کمیشن بہتر سمجھے، اس وقت عملی حفاظتی اقدامات کی رپورٹ بھیجنا (ح) درج فہرست ذاتوں، قبیلوں کے تحفظ، فلاح و بہبود اور سماجی و معاشی ترقی کی مختلف تدبیروں سے متعلق مرکزی / ریاستی سرکاروں کے ذریعے کیا احتیاط برتی جائے اس بارے میں رپورٹ و مشورہ دینا اور (و) درج فہرست ذاتوں، قبیلوں کے تحفظ، فلاح و بہبود ترقی اور آگے بڑھانے کے لئے ایسے تمام کام کرنا، جن کی ذمہ داری پارلیمان کے ذریعے کسی قانون یا قاعدے کے تحت صدر جمہوریہ نے کمیشن کو سونپی ہو۔

صدر جمہوریہ اس طرح کی سبھی رپورٹوں کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش کرنے کا اہتمام کرائینگے۔ ان رپورٹوں کے

ساتھ اس کی عرضداشت بھی شامل رہے گی۔ جس میں مرکزی سرکار سے متعلق سفارشوں کے بارے میں کی گئی مجوزہ کارروائی کی تفصیل ہوگی۔ اگر کوئی سفارش قبول نہیں کی گئی ہے تو اس کی وجہ بھی عرض داشت میں دینی ہوگی۔ اگر اس طرح کی رپورٹ یا اس کا کوئی حصہ ریاستی سرکار سے متعلق ہوگا تو اس کی کاپی گورنر کو بھیجی جائیگی۔ جو اسے صوبائی اسمبلی میں پیش کرنے کا اہتمام کرینگے۔

کمیشن جس وقت درج فہرست ذاتوں و قبیلوں کو آئین یا کسی موجودہ قانون یا سرکار کے کسی حکم کے تحت مہیا کرائی گئی حفاظت سے متعلق معاملے کی چھان بین یا نگرانی کر رہا ہوگا تو اسے دیوانی عدالت کے تمام اختیارات حاصل ہوں گے۔ درج ذیل طرح کے معاملوں میں اسے خاص طور سے یہ اختیارات حاصل ہوں گے (الف) بھارت کے کسی بھی حصے سے کسی بھی شخص کو طلب کرنا، کمیشن کے سامنے اس کی حاضری کو ناگزیر بنانا اور حلف کے ساتھ اس سے پوچھ گچھ کرنا (ب) کسی دستاویز کی چھان بین کرنے اور اسے کمیشن کے سامنے پیش کرنے کا حکم دینا (ج) حلف نامہ کے ساتھ گواہی لینا، (د) کسی بھی عدالت یا دفتر سے عوامی ریکارڈ یا اس کی کاپی منگانا (ح) گواہوں اور دستاویزوں کو جانچ پڑتال کے لئے حکم نامہ جاری کرنا اور (و) صدر جمہوریہ کے ذریعے قانون کے تحت سونپا گیا دیگر کوئی معاملہ

مرکزی اور سبھی ریاستی سرکاریں درج فہرست ذاتوں وقبیلوں سے متعلق سبھی خصوصی پالیسیوں کے بارے میں کمیشن سے مشورہ کریں گی۔

پارلیمانی کمیٹی

درج فہرست ذاتوں قبیلوں کے لوگوں کے تحفظ کی خاطر آئینی تحفظاتی تدبیروں پر عملدرآمد کی جانچ کے لئے حکومت نے تین پارلیمانی کمیٹیاں تشکیل دی ہیں۔ ان میں سے اول پارلیمانی کمیٹی 1966 میں، دوسری 1971 میں اور تیسری 1973 میں تشکیل کی گئی۔ اب ان کے مقام پر محنت اور بہبود کے لئے پارلیمنٹ کی مستقل کمیٹی تشکیل کی جا چکی ہے۔

ریاستوں میں فلاحی محکمے

ریاستوں اور یونین علاقوں میں درج فہرست ذاتوں رقبیلوں اور دیگر پسماندہ طبقوں کی دیکھ ریکھ کے لئے الگ محکمے ہیں۔ الگ الگ ریاستوں میں انتظامی ڈھانچہ الگ الگ طرح کا ہے۔ بہار، مدھیہ پردیش، اور اڑیسہ میں آئین کی دفعہ 164 کے تحت قبائلی لوگوں کی فلاح کے لئے الگ سے وزیروں کا تقرر کیا گیا ہے۔ کچھ دیگر ریاستوں نے مرکز کی پارلیمانی کمیٹی ہی کی طرح ریاستی اسمبلی کے ممبروں کی کمیٹیاں بنائی ہیں۔ تمل ناڈو اور مغربی بنگال سمیت درج فہرست علاقوں والی سبھی ریاستوں نے درج فہرست قبیلوں کی فلاح و بہبود اور ترقی کے بارے میں مشورے کے لئے آئین کی پانچویں شرائط کے تحت قبائلی صلاح کار کونسلیں تشکیل دی ہیں۔

رضا کار تنظیمیں

کئی رضا کار تنظیمیں بھی درج فہرست ذاتوں قبیلوں کی فلاح کو بڑھاوا دینے میں لگی ہوئی ہیں۔ کل ہند سطح کی اہم تنظیموں میں ہریجن سیوک سنگھ دہلی، بھارتی ریڈ کراس سوسائٹی نئی دہلی، رام کرشن مشن، نریندر پور، بھارتی آدم جاتی سیوک سنگھ نئی دہلی، رام کرشن مشن، پری، سلچر اور پرولیا، مہاراشٹر میں بھارتیہ ساج انتی منڈل، بھیونڈی اور سرونٹس آف سوسائٹی، پونا شامل ہیں۔ حکومت درج فہرست ذاتوں کے کام کرنے والی مقامی سطح کی رضا کار تنظیموں کو مالی تعاون بھی عطا کرتی ہے۔ 2000-2001 کے دوران اس طرح کی 340 رضا کار تنظیموں کو 22.50 کروڑ روپے دیے گئے۔

چھوا چھوت مخالف قانون

چھوا چھوت کی غلط روایت کو روکنے کے لئے 1955 میں بنے قانون کے دائرے کو وسیع کیا گیا ہے اور اس کے سزا کے نظم کو مزید سخت کردیا گیا ہے۔ اس کے لئے قانون میں بڑے پیانے پر ترمیم کی گئی ہے اور اسے ''قانون تحفظ برائے شہری حقوق'' 1955 کا نام دیا گیا ہے۔ ترمیم شدہ ایکٹ 19 نومبر 1976 سے نافذ ہوگیا ہے۔ اس قانون میں چھوا چھوت کی وجہ سے کسی بھی شخص کو انسداد چھوا چھوت کے بعد حاصل حقوق کے استعمال سے روکنے والوں کے لئے سزا دینے کا اہتمام ہے۔ بار بار اس طرح کے جرائم کرنے والوں کو مزید سخت سزا رجرمانہ دینے کا انتظام کیا گیا ہے۔

قانون تحفظ برائے شہری حقوق (1955) ریاستی سرکاروں کے ذریعہ لاگو کیا جاتا ہے۔ قانون کی دفعہ 15A(4) کی شرائط کے مطابق مرکزی حکومت اس قانون کی دفعہ 15A کی شرائط پر عمل سے متعلق سالانہ رپورٹ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش کرتی ہے۔ قانون تحفظ برائے شہری حقوق 1955 کی دفعہ 15A(2) کی شرائط کے تحت ریاستی و مرکزی علاقوں کے نظام کو اس قانون پر کارگر طریقے سے عمل کرنے کے لئے مرکزی امداد فراہم کرائی جاتی ہے۔ 23 ریاستوں ریونین علاقوں نے چھوا چھوت کے معاملوں میں درج فہرست ذات کو لوگوں کے لئے قانونی امداد کا اہتمام کیا ہے۔ 19 ریاستوں نے قانون تحفظ برائے شہری حقوق کی خلاف ورزی کی نگرانی کے لئے خصوصی دستے رسیل بنائے ہیں۔ 20 ریاستوں رمرکزی علاقوں نے چھوا چھوت کے مسئلوں اور اس سے متعلق دشواریوں کی وقت وقت پر معائنہ کے لئے مختلف سطح پر کمیٹیاں تشکیل دی ہیں۔ یہ کمیٹیاں قانون تحفظ برائے شہری حقوق کو موثر طریقے سے نافذ کرنے کے مشورے بھی دیتی ہیں۔

اس قانون کو نافذ کرنے کے لئے ریاستوں کو کل خرچ کا 50 فی صد اور مرکزی علاقوں کو سو فی صد مالی تعاون دیا جاتا ہے۔ آندھرا پردیش، بہار، کرناٹک، مدھیہ پردیش، راجستھان اور تمل ناڈو کے چھوا چھوت کی بری رسم والے اضلاع میں اس طرح کے معاملوں کو تیزی سے نمٹانے کے لئے 36 خصوصی عدالتیں رخصوصی چلتی پھرتی عدالتیں تشکیل کی گئی ہیں۔ ریاستوں کو قانونی شرائط کو موثر طریقے سے نافذ کرنے کیلئے وقت وقت پر ضروری خط ورہنمائی اور ہدایتیں دی جاتی ہیں۔

درج فہرست ذات اور قبائل پر ہونے والے ظلم کی روک تھام

درج فہرست ذات وقبائل (انسداد ظلم) قانون 1989، 30 جنوری 1990 سے نافذ ہوا۔ اس میں ظلم کی فہرست میں آنے والے جرائم کے اندراج کے ساتھ ساتھ ان کے لئے سخت سزا کا بھی انتظام ہے۔ 1995 میں درج فہرست ذات ودرج فہرست قبائل (ظلم کی روک تھام) ایکٹ کے تحت وسیع ضابطے بھی بنائے گئے جس میں دیگر باتوں کے علاوہ متاثر لوگوں کے لئے راحت اور بازآبادکاری کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

ریاستوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اس طرح کے مظالم کی روک تھام کی تدبیریں کریں اور مظلوموں کے لئے مالی اور سماجی آباد کاری کا اہتمام کریں۔ اروناچل پردیش، میزورم اور ناگالینڈ کو چھوڑ کر دیگر سبھی ریاستوں و مرکزی علاقوں میں اس طرح کے معاملوں میں اس قانون کے تحت مقدمہ چلانے کے لئے خصوصی عدالتیں قائم کی گئی ہیں۔ درج فہرست ذات وقبائل کے لوگوں پر مظالم کی روک تھام کے قانون کے تحت آندھرا پردیش، مدھیہ پردیش، راجستھان، گجرات اور کرناٹک میں خصوصی عدالتیں تشکیل دی جاچکی ہیں۔

مرکز کے ذریعے پیش کی گئی اسکیم کے تحت اس قانون کو نافذ کرنے پر آنے والے مصارف کا 50 فیصد ریاستی اور 50 فیصد مرکزی حکومت ادا کریں گی۔ مرکزی علاقوں کو اس کے لئے صد فی صد تعاون دیا جاتا ہے۔

خصوصی مرکزی اعانت

یہ مرکزی اسکیم درج فہرست ذاتوں میں غریبی کے استیصال کے لئے وزارت سماجی انصاف اور حقوق کا سب سے اہم منصوبہ ہے۔ جس کے لئے خصوصی مرکزی مدد کے تحت، صوبوں اور مرکزی علاقوں کو ان کے اس طرح کے پروگراموں کے لئے صدفی صد مدد دی جاتی ہے۔ اس منصوبے کا بنیادی مقصد درج فہرست ذاتوں کے لوگوں کے ارتقائی پروگراموں کو آگے بڑھانا ہے۔ اس کے تحت کنبوں پر مرکوز منصوبوں کے ذریعے محدود وسائل سے ہی ان کی کاروباری / پیشہ وارانہ صلاحیت، پیداوار اور آمدنی بڑھانے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔

خصوصی مرکزی تعاون کے ذریعے آمدنی بڑھانے کے کنبوں پر مرکوز پروگراموں کی کمزوریوں اور وسائل کی کمی کو دور کر کے اسکیم کو زیادہ مقصدی اور موثر بنانے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ 80-1979 میں جب یہ اسکیم شروع کی گئی تھی اس وقت اس کے لئے فقط پانچ کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے۔ صوبائی حکومتوں و مرکزی علاقوں کی انتظامیہ سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ مختلف علاقوں و درج فہرست ذاتوں کی معاشی ترقی کے پروگراموں کو نافذ کرنے والی ایجنسیوں کی خصوصی مرکزی اعانت عطا کریں۔ 2000-2001 کے دوران اس کے لئے 450.39 کروڑ روپے فراہم کئے گئے۔

تربیت اور دیگر پروگرام

مرکزی عوامی سروس کمیشن، صوبائی عوامی سروس کمیشن، پبلک سیکٹر کے کاروباری شعبوں بینکنگ سروس بھرتی بورڈ اور اس طرح کے دیگر اداروں کے ذریعے منعقد کئے جانے والے مختلف مقابلی امتحانات کے لئے درج فہرست ذاتوں و قبیلوں کو تربیت دینے کے لئے تربیت اور دیگر پروگرام کی اسکیموں کو چوتھے پنچ سالہ منصوبے میں شروع کیا گیا۔ اس کے لئے قبل امتحان تربیتی مرکزوں کو، خواہ وہ ریاستی / مرکزی علاقوں کی حکومتوں، یونیورسٹیوں یا نجی اداروں کے طور پر چلائے جا رہے ہوں، گرانٹ عطا کی جاتی ہے۔ ریاستی حکومتوں کو ان کے قول سے زیادہ 50:50 کی بنیاد پر مالی تعاون دیا جاتا ہے۔

مرکزی علاقوں کی انتظامیہ، یونیورسٹیوں (جامعات) اور نجی اداروں کو صوفی صد امدادی رقم فراہم کی جاتی ہے۔ کچھ تربیتی مرکزوں نے درج فہرست ذاتوں و قبیلوں کے امیدواروں کو تربیت دیکر ہندوستانی انتظامی سروس (I.A.S) و دیگر متعلقہ خدمات، میڈیکل، انجینئرنگ اور بینکنگ سروس میں آنے میں قابل ذکر خدمات انجام دی ہیں۔ 2001-2000 میں ان مراکز کو 2.25 کروڑ روپے فراہم کئے گئے۔

بک بینک اسکیم

میڈیکل اور انجینئرنگ ڈگری کے نصابوں کے لئے درج فہرست ذاتوں / قبیلوں کے طلبہ کو درسی کتاب فراہم کرانا کتاب بینک کا مقصد ہے۔ اس اسکیم میں 92-1991 سے زراعت، مویشیوں کا علاج، صنعتی نصابوں کی بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ 2-2 طلبہ کے لئے کو درسی کتابوں کا ایک سیٹ فراہم کیا جاتا ہے۔ 2001-2000 کے دوران 2.48 کروڑ روپے اس پروگرام کے لئے جاری کئے گئے۔

قبل میٹرک وظیفہ

78-1977 میں شروع کیا گیا یہ پروگرام ایسے لوگوں کی تعلیمی ترقی کے لئے ہے۔ جو نام نہاد غلیظ پیشوں یعنی خشک پاخانوں

کی صفائی، چمڑا صاف کرنے، چمڑا اتارنے، جھاڑو لگانے جیسی روایتی صفائی کا کام کرتے ہیں۔ یکم نومبر 1991 سے اس پروگرام میں ترمیم کر کے پہلی جماعت سے پانچویں جماعت تک کے طلبہ کو 25 روپے ماہانہ چھٹی جماعت سے آٹھویں جماعت تک 40 روپے ماہوار نویں سے دسویں جماعت تک کے طلبہ کو 50 روپے ماہانہ، کو وظیفہ مہیا کرایا جارہا ہے۔ ہاسٹل میں رہنے والے تیسری سے آٹھویں جماعت تک کے طلبہ کو 200 روپے ماہانہ اور نویں سے دسویں جماعت تک کے طلبہ کو 250 روپے ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔ ہاسٹل میں رہنے والے اور دیگر طلبہ کو 500 روپے سالانہ ایڈہاک (عارضی) مدد بھی دی جاتی ہے۔ 25 فروری 1994 سے اس اسکیم میں مزید ترمیم کر آمدنی کی حد ہٹادی گئی ہے۔ آٹھویں جماعت تک بچوں کی کوئی قید نہیں ہے ایک ہی ماں باپ کے سبھی بچوں کو وظیفہ حاصل ہوسکتا ہے۔

لیکن اگر تیسرے یا اس سے اگلے بچے کی پیدائش یکم اپریل 1993 کے بعد ہوئی ہو تو خاندان کے صرف دو بچوں کو ہی وظیفہ دیا جائیگا۔ نویں اور دسویں جماعت میں پڑھنے والے ایک ہی والدین کے صرف دو بچے ہی وظیفہ پانے کے اہل ہوں گے۔ یکم اپریل 1998ء سے متعلقہ طبقے کے معذور طلبا کے لئے اضافی فنڈ مہیا کرایا گیا ہے۔ 2000-2001 میں 11.63 کروڑ روپے کی مرکزی امداد دی گئی جس سے 4.41 لاکھ طلبا کو فائدہ حاصل ہوا۔

میٹرک کے بعد وظیفہ برائے طلبہ درج فہرست ذات وقبائل

درج فہرست ذاتوں وقبیلوں کے طلبہ کو میٹرک کے بعد وظیفہ دینے کی اسکیم 95-1994 میں شروع کی گئی۔ اس کا مقصد مختلف اسکولوں اور کالجوں کے میٹرک کے بعد کی جماعت کے طلبہ کو جو اپنی تعلیم پوری کرنے سے قاصر ہوں انہیں مالی تعاون عطا کرنا ہے۔ 95-1994 میں جب یہ اسکیم شروع کی گئی تھی اس وقت درج فہرست ذاتوں کے فقط 114 طلبہ کو وظیفہ عطا کیا گیا تھا، اب یہ تعداد بڑھ کر 15 لاکھ پہنچ گئی ہے۔ سال 2000-2001 میں 114.5 کروڑ روپے کی مرکزی امداد اس پروگرام کے لئے دی گئی۔ آمدنی کی حد 60,095 روپے سالانہ صنعتی مزدوروں کے لئے اکتوبر 1999 تک کے صارفی قیمت اشاریہ کے لئے تسلیم ہوگی اس اسکیم کے فائدہ ایسے والدین/سرپرست کے سبھی ممبروں کو ملے گا جو اس کے اہل ہیں۔

صفائی مزدوروں کی نجات اور بازآبادکاری

صفائی مزدوروں کی نجات اور بازآبادکاری کی قومی اسکیم کے تحت صفائی مزدوروں اور ان کے اہل وعیاں کو متبادل باعزت پیشوں میں بازآبادکاری کے لیے امداد دی جاتی ہے۔ اور ان کی بازآبادکاری کی ٹریننگ کے لیے صدفی صد مرکزی امداد دی جاتی ہے، اس کے لیے اکائی پراجیکٹ کی لاگت 50,000 روپے ہوتی ہے۔ 10,000 روپے تک کی سبسڈی امداد کے طور پر دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مارجن منی قرض اور بنک قرض بھی دیا جاتا ہے۔ صفائی مزدوروں کے طبقی گروپوں کی تشکیل کے ذریعے ریاستوں کو سینٹری مارٹوں کے تصور کے بارے میں تجویز پیش کی گئی ہے۔ ان سینٹری مارٹوں نے صفائی مزدوروں کو ٹھیکیداری کے مواقع فراہم کرائے ہیں اور آندھرا پردیش، تملناڈ اور اتر پردیش میں اب یہ صفائی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ سال 2000-2001 میں اس اسکیم پر عمل درآمد کے لیے ریاستوں کو 60.92 کروڑ روپے فراہم کیے گئے۔

اعلیٰ تعلیم کے لئے قومی بیرونی وظیفہ اور سفری امداد

اس اسکیم کے تحت منتخب طلباء کو غیر ممالک میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ یہ امداد انجینئرنگ، ٹکنالوجی اور سائنس مضامین میں پی۔ ایچ۔ ڈی اور پوسٹ ڈاکٹرل ریسرچ اور کچھ مخصوص شعبوں میں پوسٹ گریجوٹ سطح کے کورسوں کے لئے دی جاتی ہے۔ اس اسکیم میں ردوبدل کر کے اسے پھر سے نافذ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اب برطانیہ میں

پڑھنے والے طلبا کو 700, 7ڈالر یا 5,000 پونڈ اسٹرلنگ سالانہ گزارہ بھتہ دیا جائیگا۔ برطانیہ میں پڑھنے والے طلبا کو کتابیں خریدنے کے لئے ضروری آلات، سفری اخراجات پر ہونے والے مصارف کے لئے دی جانے والی رقم 385 امریکی ڈالر سے بڑھا کر 500 ڈالر یا 325 پونڈ سالانہ کردی گئی ہے۔ ساتھ ہی ویزا فیس بھی بھارتی روپوں میں ادا کی جائے گی۔ اس کے تحت آنے جانے کے لئے کفایتی درجہ کا ہوائی کرایہ بھی دیا جائے گا جس کا انتظام کسی ملکی ہوائی سروس کے ساتھ ہوگا اس کے علاوہ آلات بھتہ اور فوری سفری خرچ، متعلقہ ادارہ کے ذریعہ وصول کی جانے والی حقیقی فیس اور میڈیکل بیمہ پریمیم پر ہونے والے خرچ کی بھی ادائیگی کی جائیگی۔

برطانیہ میں پڑھنے والے طلبہ کے لئے یہ رعایت بھی ہے کہ وہ معینہ بھتہ کے ساتھ 2400 امریکی ڈالر یا 1560 پونڈ سالانہ تک کا تحقیقی کام کرنے کے لئے کمائی بھی کر سکتے ہیں لیکن معینہ حد سے زیادہ آمدنی پر اسی مناسب سے وظیفہ میں سے رقم کم کردی جائیگی۔ غیر ممالک میں مختلف کورسوں میں مطالعہ کے لئے مدت کی زیادہ سے زیادہ حد پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے 4 سال، ماسٹرس ڈگری کے لئے 3 سال اور پوسٹ ڈاکٹرل ریسرچ کے لئے ایک یا مزید ڈیڑھ سال طے کی گئی ہے۔ غیر ممالک کے لئے منتخب امیدوار اگر ملازمت میں ہے تو اس کی ماہانہ آمدنی یا اس کے والدین / سرپرست کی آمدنی 12 ہزار روپے سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔ کسی بھی والدین / سرپرست کا صرف ایک بچہ ہی اس اسکیم کا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس کی عمر 35 سال سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے اور اسے صرف ایک بار ہی یہ فائدہ ملے گا۔

اس اسکیم کے تحت ہر سال 30 وظیفے دئے جاتے ہیں۔ درج فہرست ذاتوں کو 17، درج فہرست قبائل کو 9، درج فہرست ذات عیسائی / مشتہر فہرست سے خارج فرقوں خانہ بدوش اور نصف خانہ بدوش ایک۔ بے زمین کھیتی مزدور اور روایتی دستکار ایک۔ 55-1954 میں اس اسکیم کے تحت اب تک کل 732 طلبا کو یہ وظیفہ دیا جاچکا ہے۔ ان میں سے 1998 تک 532 طلبا نے اس سے استفادہ کیا۔

درج فہرست ذات کے لئے ریاستی ترقی کارپوریشن

درج فہرست ذاتوں وقبیلوں کے لوگوں کو غریبی کی سطح سے اوپر اٹھانے کی غرض سے 79-1978 میں صوبائی سطح پر درج فہرست ذات ترقی کارپوریشن کو امداد دینے کی اسکیم شروع کی گئی۔ اس وقت صوبوں و پانچ یونین علاقوں میں یہ کارپوریشن کام کررہے ہیں۔ مرکزی سرکار کارپوریشن کے سرمایہ حصص میں 49 فیصد تک کی حصے دار ہے اور صوبائی حکومتیں 51 فیصد کا اشتراک کرتی ہیں۔ سال 2001-2000 کے دوران حکومت ہند کی جانب سے 27.63 کروڑ روپے تعاون کے طور پر دئے گئے۔

بابا صاحب ڈاکٹر امبیڈکر فاؤنڈیشن

اس فاؤنڈیشن کو 24 مارچ 1992 کو ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کی شکل میں قائم کیا گیا تھا۔ فاؤنڈیشن کو بھارت رتن ڈاکٹر بابا صاحب بھیم راؤ امبیڈکر کے صد سالہ سالگرہ تقریب کو لاگو کرنے ان کے دیکھ ریکھ اور انتظام کی ذمہ داری سونپی گئی۔ (i) دلی میں ڈاکٹر امبیڈکر قومی عوامی کتب خانہ (ii) ڈاکٹر امبیڈکر کے خیالات اور اصولوں کے بارے میں ریسرچ کے لئے یونیورسٹیوں / تعلیم اداروں میں ڈاکٹر امبیڈکر نشست کا قیام (iii) کمزور طبقات کے معیار زندگی میں بہتری لانے کے لئے اور معاشرہ ہم آہنگی کے لئے ڈاکٹر امبیڈکر قومی ایوارڈ (iv) سماج کے حاشیائی اور نظر انداز کئے جانے والوں کے لئے معاشرتی تبدیلی ہم آہنگی برابری کا بین الاقوامی ایوارڈ (v) ہندی اور دیگر ہندوستانی زبانوں میں بابا صاحب ڈاکٹر امبیڈکر کے کاموں کے مجموعے کی اشاعت (vi) 26 علی پور روڈ، دلی میں ڈاکٹر امبیڈکر کے یادگار کی تعمیر (vii) ڈاکٹر امبیڈکر کی سوانح حیات اور مقاصد پر سیمینار، کانفرنس،

ورکشاپ، نمائش اور میلوں وغیرہ پروگراموں کا انعقاد۔

درج فہرست قبیلوں کی ترقی

ہندوستان کا آئین مختلف آرٹیکل جیسے 14, 16, 46, 244, 275(i), 330, 338, 339, 340, 342 وغیرہ کے تحت درج فہرست قبائل کے کئی اقسام کے سماجی، اقتصادی اور سیاسی حقوق متعین کرتا ہے۔ آئین کے 73 ویں اور 74 ویں ترمیم پنچایت (درج فہرست علاقوں کی وسعت) ایکٹ 1996 کے ذریعے درج فہرست علاقوں میں وسعت کا منصوبہ بنانے اور فیصلہ لینے کے عمل میں قبائلیوں کی موثر حصہ داری کو یقینی بناتی ہے۔ درج فہرست قبائل کی ترقی پر مزید توجہ مرکوز کرنے کے مقصد سے اکتوبر 1999 میں ایک الگ وزارت کی تشکیل کی گئی جسے وزارت برائے قبائلی امور کا نام دیا گیا۔ وزارت برائے سماجی انصاف اور تفویض اختیارات سے الگ کی گئی یہ وزارت درج فہرست قبائلیوں کے سلسلے میں پالیسی متعین کرنے، منصوبے بنانے اور ان کے فروغ کے لیے پروگراموں اور اسکیموں میں باہمی ارتباط کرنے والی نوڈل وزارت ہے۔ یہ وزارت، دیگر مرکزی وزارتوں/محکموں اور ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعے ان کمیونیٹیوں کی ترقیوں کے لیے کی جارہی کوششوں کی تائید اور تکمیل کرتی ہے۔

1991 کی مردم شماری کے مطابق درج فہرست قبیلوں کی کل ہند تعلیمی شرح 29.60 فی صد ہے۔ جب کہ تعلیم کا قومی اوسط 52.21 فیصد ہے۔ قبائلی عورتوں اور عام عورتوں کی تعلیمی شرح میں آج بھی بڑا فرق ہے۔ قبائلی عورتوں کی تعلیم کا اوسط صرف 18.19 فیصد ہے جب کہ اس کے بالمقابل ملک میں عام عورتوں کی تعلیمی شرح 39.29 فیصد ہے۔

فی الحال ملک میں قبائلی ترقی کے 194 مربوط منصوبے چلائے جارہے ہیں۔ چھٹے منصوبے میں مربوط قبائلی ترقی پروگرام
سے باہر کے علاقوں کی شناخت کی گئی۔ ایسے علاقے جن کی 10,000 تک کی کل تعداد میں قبائلی آبادی 50 فیصد سے زیادہ ہے
انہیں ذیلی قبائلی منصوبے کے تحت ترمیمی علاقہ ترمیماتی پیش کش کا نام دیا گیا ہے اور انہیں M.A.D.A 252 کے ذیل میں
شامل کرلیا گیا۔ اس کے علاوہ 79 ایسی بستیوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ جن کی 5,000 کی آبادی میں درج فہرست قبیلوں کی
تعداد 50 فیصد ہے۔

خصوصی مرکزی امداد

یہ خصوصی مرکزی امداد ان ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام کے لئے دی جاتی ہے جو قبائلی ترقی کے تکملہ کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ یہ امداد بنیادی طور پر خاندان پر مبنی آمدنی اسکیموں کے لئے زراعت، باغبانی، چھوٹی سینچائی، مٹیوں کے تحفظ، مویشیوں کو پالنے، جنگلی بانی، تعلیم، کوآپریٹیو، مچھلی پالنا، دیہی اور چھوٹی صنعتوں جیسے شعبوں میں اور کمترین مزدوری پروگراموں کے لئے دی جاتی ہے۔ 2000-2001 کے دوران اس کے لئے ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو 400 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔

آئین کی دفعہ (i) 275 کی پہلی شرط کے مطابق ریاستی حکومتوں کی درج فہرست قبیلوں کی فلاح و بہبود کو فروغ دینے والے مالیاتی منصوبوں کے لئے سرمایہ مہیا کرانے اور قبائلی علاقوں میں نظم و نسق کی سطح کو ریاست کے دیگر علاقوں کے نظم و نسق کی سطح پر لانے کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے۔ 2000-2001 میں اس کے لئے بجٹ میں 191.29 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔

قدیم قبائلی گروپوں کی اسکیم

ٹکنالوجی کے قبل زراعت کی سطح، خواندگی میں کمی اور کم ہوتی ہوئی یا جامد آبادی کی بنیاد پر 15 ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں 75 قبائلی گروپوں کی شناخت کر انہیں قدیم قبائلی گروپ کا درجہ دیا گیا ہے۔ 99-1998 سے ان گروپوں کی ہمہ گیر ترقی کے لئے ایک مرکزی سیکٹر کی اسکیم شروع کی گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت دیگر کسی اسکیم کے ذریعہ جو پروجیکٹ/سرگرمیاں نہیں چلائی جارہی ہیں، انہیں شروع کرنے کے لئے مربوط قبائلی ترقیاتی پروجیکٹ قبائلی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اور غیر سرکاری تنظیموں کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ 2001-2000 میں اس اسکیم کے تحت 10.71 کروڑ روپے کی مالی امداد کی منظوری دی گئی۔

قبائلی تحقیق ادارہ

آندھرا پردیش، آسام، بہار، گجرات، کیرل، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، اڑیسہ، راجستھان، تمل ناڈو، مغربی بنگال، اتر پردیش، منی پور اور تری پورا نے 14 قبائلی تحقیقی ادارے قائم کئے ہیں۔ یہ تحقیقی ادارے، ریاستی حکومتوں کو منصوبہ بنانے کی ضروری معلومات فراہم کرنے، ریسرچ اور تعین قدر کا مطالعہ کرانے، اعداد و شمار جمع کرنے، روایتی قانونوں کی فہرست بنانے اور تربیت، سیمینار اور ورکشاپ کا اہتمام کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

ان میں سے کچھ اداروں میں میوزیم بھی ہے۔ جہاں قبائلی اشیاء کی نمائش کی گئی ہے۔ 2001-2000 کے دوران، ریاستی حکومتوں کو اس مد میں 97.08 لاکھ روپے فراہم کئے گئے۔

قبائلی طلبہ/طالبات کے لئے ہوسٹل

طالبات کے لئے ہوسٹل اسکیم تیسرے پنج سالہ منصوبے میں شروع کی گئی تھی۔ اس کا مقصد تعلیم حاصل کر رہی قبائلی طالبات کو رہائشی سہولت مہیا کرانا تھا۔ اس منصوبے کے تحت صوبوں کو ہوسٹلوں کی تعمیری لاگت کی 50 فیصد رقم اور مرکزی علاقوں کو سو فیصد رقم مرکزی اعانت کی شکل میں دی جاتی ہے۔ لڑکیوں کے لئے جس طرح ہوسٹل کی اسکیم شروع کی گئی تھی اسی طرح لڑکوں کے لئے بھی 90-1989 میں اسکیم شروع کی گئی۔ سال 2001-2000 کے دوران 26 ہاسٹلوں کی تعمیر کے لئے 4.85 کروڑ روپے کی رقم جاری کی گئی۔

قبائلی ذیلی منصوبہ علاقوں میں آشرم اسکول

مرکز کے ذریعہ مجوزہ یہ اسکیم 91-1990 میں شروع کی گئی۔ اس کے تحت اسکول کھولنے کے لئے ریاستوں کو 50 فیصد اور مرکزی علاقوں کو صد فی صد اعانت دی جاتی ہے۔ 2000-1999 میں آشرم 36 اسکولوں کی تعمیر کے لئے 5.32 کروڑ روپے دیئے گئے۔ سال 2001-2000 میں اس پروگرام کے لیے کوئی رقم نہیں جاری کی گئی۔

قبائلی علاقوں میں پیشہ وارانہ تربیت

مرکزی سیکٹر کی یہ اسکیم 93-1992 میں شروع کی گئی۔ اس کا مقصد بے روزگار قبائلی نوجوانوں کو روزگار/خود روزگار کے مواقع فراہم کرنا تھا۔ اس اسکیم کے تحت پیشہ وارانہ مراکز کھولے جاتے ہیں۔ 2001-2000 میں 32 ایسے مراکز کے لئے 2.54 کروڑ جاری کئے گئے۔

کم تعلیم والے علاقوں میں قبائلی لڑکیوں کی تعلیم

آٹھ صوبوں کے 48 منتخب قبائلی اضلاع میں جہاں نسوانی تعلیم کی شرح دو فیصد سے کم ہے وہاں قبائلی لڑکیوں کی تعلیم میں اضافے کے لئے 94-1993 میں یہ اسکیم شروع کی گئی۔ اور جولائی 1998 میں اس میں ترمیم کی گئی۔ اب 14 ریاستوں میں درج فہرست قبائلی عورتوں کے 10 فی صد سے کم خواندگی والے 134 اضلاع میں یہ پروگرام چلایا جارہا ہے۔ اس منصوبے کے تحت پانچویں جماعت تک کی لڑکیوں کے لئے رہائشی اسکول قائم کئے جاتے ہیں۔ یہ اسکیم رضاکار تنظیموں اور ریاستوں و مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعے لاگو کی جاتی ہے۔ 2001-2000 میں 38 کمپلکس کے لئے 1.47 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔

بھارتیہ قبائلی کوآپریٹو مارکٹنگ ترقی فیڈریشن (TRIFED)

قبائلی لوگوں کو نجی تاجروں کے استحصال سے بچانے اور انہیں ان کی معمولی جنگلاتی پیداوار اپنی ضرورت سے زائد زرعی پیداوار کو منافع بخش بنانے کے لئے سرکار نے اگست 1987 میں بھارتیہ قبائلی کوآپریٹو مارکٹنگ ترقی فیڈریشن (ٹرائیفیڈ) قائم کیا تھا۔ فیڈریشن کثیر ریاستی کوآپریٹو سوسائٹی ایکٹ 1984 کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ٹرائیفیڈ چینلائزنگ ایجنسی کے طور پر بھی کام کرتی ہے۔ 2000-1999 اس کا مجازی شیئر سرمایہ ایک ارب روپے اور ادا شدہ سرمایہ 99.98 کروڑ روپے تھا۔ ٹرائیفیڈ کے اصل سرمایہ میں سرکاری اصل کاری 99.75 کروڑ روپے تھی۔ اور باقی 23 لاکھ روپے دوسرے حصہ داروں نے دیئے۔

معمولی جنگلاتی پیداوار کے لئے امدادی گرانٹ

یہ مرکزی سیکٹر کی اسکیم ہے۔ اس کے تحت صوبائی قبائلی فروغ کوآپریٹو کارپوریشن، (STDCCS) جنگلاتی ترقی کارپوریشن (FDCS) اور معمولی جنگلاتی پیداوار (تجارت اور ترقی) (MFPTDFS) فیڈریشن کو معمولی جنگلاتی پیداوار آپریشن شروع کرنے کے لئے صدفی صد اعانت فراہم کی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت ریاستیں، گرانٹ کا استعمال ان کاموں کے لئے کرسکتی ہیں۔ STDCCS اور MFPTDF کا حصص سرمایہ مضبوط کرنے، (ii) سائنسی طریقے کے گوداموں کی تعمیر کرنے (iii) معمولی جنگلاتی پیداوار کی افادیت بڑھانے کے لئے پروسس صنعتیں اور (iv) کارپوریشن کے ذریعے تحقیق اور ترقیاتی سرگرمیوں میں 2001-2000 کے دوران مختلف ریاستی کارپوریشنوں کے لیے 8.42 کروڑ روپے بجٹ میں مختص کئے گئے ہیں۔

دیہی اناج بینک اسکیم

دور دراز اور پچھڑے قبائلی علاقوں کے بچوں کو غیر معیاری غذا کی وجہ سے ہونے والی اموات کی روک تھام کے لئے حکومتی اقدام کی شکل میں 97-1996 میں دیہی اناج بینک اسکیم شروع کی گئی۔ دور دراز اور پچھڑے قبائلی علاقوں میں اطفال کی شرح اموات کم کرنے کے طریقوں کے لئے ان علاقوں کی شناخت کرلی گئی تھی ان دور دراز دیہی علاقوں میں رہنے والے درج فہرست قبائلیوں میں تغذیہ معیار کو کم ہونے سے بچانے کے لئے ان اناج بینکوں کا پروویزن کیا گیا۔ اس کے لئے رقوم ٹرائی فیڈ کے ذریعہ جاری کی جاتی ہے۔ 2001-2000 میں اس اسکیم کے لئے 3.15 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔ اب تک ملک میں 534 اناج بنک قائم کیے جاچکے ہیں۔

درج فہرست قبیلوں کے لئے کام کر رہی رضا کار تنظیموں کو اعانت

وزارت، درج فہرست قبیلوں کی فلاح کے لئے کام کر رہی ان رضا کار تنظیموں کو امدادی گرانٹ فراہم کرتی ہے۔ جو رہائشی اسکولوں، ہوسٹلوں، طبی اکائیوں، کمپیوٹر ٹریننگ اکائیوں، مختصر نویسی اور ٹائپ تربیتی اکائیوں، بال واڑی، بچہ خانہ (آئی۔سی۔ ڈی۔ایس پروگراموں کے تحت نہ آنے والے علاقے) کتب خانوں اور سماجی۔ بصری اکائیوں جیسے منصوبوں کے لئے کام کرتے ہیں۔ یہ گرانٹ عام طور سے منصوبے کی کل منظور شدہ لاگت کی 90 فیصد تک ہوتی ہے۔ اور بقیہ 10 فیصد رقم تسلیم شدہ رضا کار تنظیموں کے ذریعے خود مہیا کی جاتی ہے۔ 2001-2000 میں 228 تنظیموں کو تقریباً 21.88 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔

میٹرک کے بعد وظائف

درج فہرست ذاتوں/قبائلیوں کے میٹرک کے بعد تعلیم حاصل کر رہے طالب علموں کو وظیفہ دینے کی اسکیم 1944 میں شروع کی گئی۔ اس کا مقصد منظور شدہ نصابوں بشمول کمرشیل، تکنیکی، غیر پیشہ وارانہ اور غیر تکنیکی نصابوں کے مطالعے کے لیے انھیں مالی امداد فراہم کرنا تھا۔ یہ پروگرام ریاستی حکومتوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے منتظمہ کے ذریعے لاگو کیا جاتا ہے۔ انھیں اس کے لیے ان کو سونپی گئی ذمہ داری کے علاوہ صد فی صد مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ سال 2001-2000 میں اس پروگرام کے لیے 63.10 کروڑ روپے دیئے گئے۔ اندازہ ہے کہ 3.66 لاکھ درج فہرست قبائلی طلبا نے اس کا فائدہ اٹھایا۔

دیگر تعلیمی اسکیمیں

وزارت برائے قبائلی امور، درج فہرست قبائلی طلبا، کو بیرون ملک اعلیٰ تعلیم کے لیے اسکالر شپ اسکیمیں، بک بنک، کوچنگ اور ان کی صلاحیت کو نکھارنے والی دیگر متعلقہ اسکیموں کو بھی لاگو کر رہی ہے تاکہ ST طلباء اس سے استفادہ کر سکیں۔

قومی درج فہرست قبائلی مالیاتی ترقیاتی کارپوریشن

اپریل 2001 میں حکومت ہند نے قومی درج فہرست مالیاتی ترقیاتی کارپوریشن کی تشکیل کی۔ اسے قومی درج فہرست ذات اور درج فہرست مالیاتی ترقیاتی کارپوریشن سے الگ کر کے ایک سرکاری کمپنی کی طرح بنایا گیا ہے۔ NS TFDC مکمل طور پر حکومت ہند کی ملکیت والی کمپنی ہے جس کی با اختیار شیر پونجی 500 کروڑ روپے ہے۔ درج فہرست ذاتوں کے اقتصادی طور پر استعداد حیات پراجیکٹوں کو مالی امداد فراہم کرنے والا یہ چوٹی کا ادارہ ہے۔ کارپوریشن فی اکائی 10 لاکھ روپے تک کی لاگت والی آمدنی پیدا کرنے والی اسکیموں کے درج فہرست قبائلیوں کو رعایتی شرح پر مالی امداد مہیا کراتا ہے، ان کے ہنر کو فروغ دینے والے پروگراموں کے لیے گرانٹ عطا کرتا ہے اور ہدف گروپوں کے ذریعے چلائی جا رہی سرگرمیوں کے لیے پچھلے اور اگلے کے درمیان ایک جڑاو (ربط) پیدا کرتے ہوئے مشکل خلا کو پر کرتا ہے۔ درج فہرست قبائل کے وہ ممبر جن کی سالانہ خاندانی آمدنی غریبی لائن آمدنی کی حد سے دوگنی سے زیادہ نہیں ہے، وہ زراعت اور اس سے جڑے کاموں پیداوار اور خدمات شعبے کی سرگرمیوں کی مالی امداد حاصل کرنے کے مجاز ہیں۔

پسماندہ طبقوں کی فلاح و بہبود

آئین کی دفعہ 15(4) میں ریاستوں کو، شہریوں کے سماجی اور تعلیمی اعتبار سے پسماندہ طبقوں، درج فہرست ذاتوں و قبیلوں

کے لوگوں کی ترقی کے لئے مخصوص تدبیریں کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ دفعہ (4)16 میں ریاستوں کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ وہ سرکاری خدمات اور عہدوں میں ایسے کسی بھی پچھڑے طبقے کے لئے، جنہیں ان میں مناسب ریزرویشن نہیں ملا ہے۔ ریزرویشن کا انتظام کر سکتے ہیں۔

دفعہ 16 یا 46,38 اور دفعہ 38 کے 16 ویں حصہ کے شق (i) کے تحت آئین میں دیئے گئے دیگر فرائض کے تحت ریاستوں کے لئے لازم کر دیا گیا ہے کہ وہ "سماجی نظم ونسق کو جہاں تک ممکن ہو سکے بہتر بنائے اور موثر ڈھنگ سے لاگو کر کے عوامی بہبود کو بڑھاوا دے، جن میں انصاف، سماجی، اقتصادی، اور سیاسی قومی زندگی کے سبھی اداروں کو مطلع کریں" دیگر کمزور طبقوں کے تعلیمی اور معاشی مفاد کو بڑھاوا دینے، سماجی ناانصافی اور تمام طرح کے استحصال سے انہیں بچانے کے لئے دفعہ 46 میں ایک بے حد اہم ہدایت ہے۔ آئین کے 16 ویں حصہ میں " کچھ طبقوں سے متعلق مخصوص انتظامات " ہیں۔ اسی حصہ کی دفعہ 340 میں پسماندہ طبقوں کی حالت کا پتہ لگانے کے لئے کمیشن مقرر کرنے کا بھی اہتمام ہے۔

سرکار نے دفعہ 15 اور 16 پر سنجیدگی سے غور کیا اور 1979 میں دوسرے پسماندہ طبقات کمیشن (منڈل کمیشن) کا تقرر کیا۔ کمیشن کو جن باتوں پر غور کرنا تھا یہ ہیں (i) یہ متعین کرنا کہ سماجی اور تعلیمی اعتبار سے پسماندہ طبقوں کی پہچان کا اصول کیا ہو، (ii) سماجی و تعلیمی اعتبار سے پسماندہ طبقوں کو برتر بنانے کے لئے کون سے اقدامات کیے جائیں (iii) جن پس ماندہ طبقات کو عوامی خدمات میں مناسب نمائندگی نہیں ملی ہے ان کے تقرر میں دیگر اقدامات سے ریزرویشن کا انتظام کرنا، اور (iv) کمیشن کے ذریعہ امر واقعہ کا پتہ لگا کر جو سفارشیں کی جائیں۔ ان کی بنیاد پر رپورٹ پیش کرنا۔ کمیشن نے اپنی رپورٹ 31 دسمبر 1980 کو پیش کی۔

منڈل کمیشن کی سفارشوں پر طویل بحث و غور خوض کے بعد اس وقت کی حکومت نے انہیں نافذ کرنے کا فیصلہ کیا اور 13 اگست 1990 کو ایک سرکاری میمورنڈم جاری کیا گیا۔ جس میں دیگر پس ماندہ طبقات کو حکومت ہند کے تحت آنے والی عوامی خدمات اور عہدوں میں 27 فیصد ریزرویشن دینے کا فیصلہ کیا گیا۔

اس میمورنڈم کے نتیجے میں دیگر پسماندہ طبقات کو ریزرویشن دینے کے خلاف چاروں طرف احتجاج کیا گیا اور مبینہ ریزرویشن پر سوالات اٹھاتے ہوئے عدالت عظمیٰ میں کئی استغاثے داخل کیے گئے۔ عدالت عظمیٰ نے 16 نومبر 1992 کو سبھی استغاثوں کا فیصلہ کیا عدالت عظمیٰ نے اکثریت سے فیصلہ کیا کہ 13 اگست 1990 کے حکومتی میمورنڈم کو نافذ کرتے وقت دیگر پس ماندہ طبقات کے سماجی اعتبار سے برتر لوگوں کو ریزرویشن سے باہر رکھا جائیگا۔ عدالت نے حکومت ہند، ریاستی اور یونین علاقوں کی حکومتوں کو دیگر پسماندہ طبقات کی فہرست میں نام شامل کرنے کی درخواستوں اور ضرورت سے زیادہ نام شامل کرنے یا کم کرنے کی شکایتوں کی، جانچ کرنے کی سفارشوں کے لئے کوئی مستقل ادارہ تشکیل کرنے کی بھی ہدایت دی۔ اس کے مطابق 14 اگست 1993 کو پس ماندہ طبقات کے لئے ایک قومی کمیشن بنایا گیا۔ جس کی پچھلے کمیشن کی میعاد ختم ہونے کے بعد 28 فروری 1997 کو تشکیل کی گئی ہے۔ اب ایک بار پھر اس کی بار تشکیل کی جا رہی ہے۔ قومی کمیشن برائے پسماندہ طبقات ایکٹ کے متن کے مطابق ہر ممبر اپنا کام کاج سنبھالنے کی تاریخ سے 3 سال کی مدت تک ممبر رہ سکتا ہے۔ 28 جولائی 2000 کو کمیشن کی ایک بار پھر تشکیل کی گئی ہے۔

حکومت ہند نے سماجی اعتبار سے خوش حال طبقے کی پہچان کرنے کے لئے 22 فروری 1993 کو ماہرین کی ایک کمیٹی تشکیل دی۔ اس کمیٹی کی سفارشوں کی بنیاد پر حکومت ہند نے 8 ستمبر 1993 کو ایک میمورنڈم جاری کیا۔ جس میں درج ذیل سہولتیں دی گئی ہیں۔ حکومت ہند کے تحت آنے والی نوکریوں میں دیگر پسماندہ طبقات کے لوگوں کو 27 فیصد ریزرویشن اور انہیں طبقے کے خوش

حال لوگوں کو ریزرویشن نہیں دیا جائیگا۔

دیگر پس ماندہ طبقات کے لئے 27 فیصد ریزرویشن کو پوری طرح نافذ کرنے کے مقصد سے ان طبقوں کو یہ سہولتیں بھی فراہم کی جاری ہیں۔ (i) درج فہرست ذاتوں، قبیلوں کے امیدواری کی طرح 13 اکتوبر 1994 سے دیگر پسماندہ طبقات کے لئے بھی تحریری امتحانات اور انٹرویو کے معیار میں رعایت دی گئی ہے۔ اور (ii) 25 جنوری 1995 کو سرکار نے نوکریوں میں سیدھی بھرتی کے وقت دیگر پسماندہ طبقات کے امیدواروں کو دیگر اہلیت ہونے پر اوپری عمر کی حدود میں تین سال کی چھوٹ دینے اور سول سروسز امتحانات میں شامل ہونے کے سات مواقع فراہم کئے جانے کی ہدایتیں بھی جاری کی ہیں۔

حکومت ہند نے عدالت عظمیٰ کی ہدایت کے مطابق پہلے مرحلے میں اعلان شدہ دیگر پسماندہ طبقات کی مرکزی فہرست مکمل کرلی ہے۔ اس میں وہ ذاتیں رکیونٹی شامل ہیں جو منڈل کمیشن کے ذریعے بنائی گئی فہرست اور 21 ریاستوں اور 5 مرکزی علاقوں کی حکومتوں کے ذریعے تیار کی گئی پچھڑے طبقات کی فہرست میں عام طور سے شامل ہیں۔ 2001-2000 میں حکومت نے دیگر پسماندہ طبقات کو مرکزی فہرست میں شامل کرنے رترمیم کرنے سے متعلق تین اعلانیہ جاری کی ہیں۔

قومی پسماندہ طبقات مالیاتی اور ترقیاتی کارپوریشن

قومی پسماندہ طبقات مالیاتی اور ترقیاتی کارپوریشن (NBCFDC) کی تشکیل حکومت ہند کی وزارت فلاح و بہبود کے تحت 13 جنوری 1992 کو کی گئی۔ کمپنی ایکٹ کی دفعہ 25 کے تحت یہ ایک کمپنی ہے، جس کا مقصد منافع حاصل کرنا نہیں ہے۔ اس کا مجازی سرمایہ حصص 200 کروڑ روپئے تنہا حکومت ہند نے لگائے ہیں۔ جسے بڑھا کر اب 700 کروڑ روپئے کردیا گیا ہے۔ کارپوریشن کا خاص مقصد پسماندہ طبقات کی بہبود کے لئے مالی اور ترقی سے متعلق سرگرمیوں کو بڑھاوا دینا اور ان طبقات کی غریب ترین لوگوں کی پیشہ وارانہ مہارت کی ترقی اور خود کے روزگار میں مدد دینا ہے۔ کارپوریشن کو جاری کی گئی پونجی۔ 99-1998 تک 290.40 کروڑ تھی جو اب بڑھا کر کروڑ 40-390 روپئے کردی گئی ہے۔

کارپوریشن درج ذیل علاقوں کے مناسب نفع حاصل کرنے والوں کو قرض رگرانٹ کی شکل میں مالی تعاون دیتا ہے۔ زراعت اور اس سے متعلق دست کاروں اور روایتی پیشہ وروں، تکنیکی تجارت، چھوٹے کاروبار، چھوٹی صنعت اور نقل و حمل کی خدمات، کارپوریشن نے 2001-2000 تک 3,35,631 مستفید لوگوں کے لئے کل 522.45 کروڑ تقسیم کئے ہیں۔

کارپوریشن نے پسماندہ طبقات کی مجاز خواتین کے لیے ''سورنیما'' نام سے ایک خاص اسکیم شروع کی ہے اس اسکیم کے تحت مجاز خواتین کو رعایتی شرح پر ایک لاکھ روپے تک کی مالی امداد حاصل ہوسکتی ہے۔

مذکورہ کارپوریشن کی اس اسکیم کے تحت 30 فیصدی منافع کمانے والی خواتین کو مدد دی جائیگی جس میں سے 5 فیصد منافع خوروں کو ''سورنما'' کے تحت امداد دی جائے گی۔

پسماندہ طبقات کی بہبود کے لئے اسکیمیں

سرکار نے دوسرے پسماندہ طبقات کی بہبود کے لئے سال 99-1998 میں درج ذیل اسکیمیں شروع کی ہیں۔

(الف) امتحانات سے قبل کوچنگ: اس اسکیم کا مقصد دیگر پسماندہ طبقات کے امیدواروں کو کوچنگ دینا ہے تاکہ وہ مختلف مقابلہ جاتی رداخلے کے امتحانات میں کامیابی حاصل کرسکیں ان کوچنگ مراکز میں وہی طلبہ داخلہ لینے کے مجاز ہوں گے جس کے والدین رسرپرست کی سالانہ آمدنی ایک لاکھ روپے سے کم ہو۔ اس کے لئے سال 2001-2000 میں ایک تنظیم کو ایک لاکھ

روپے جاری کئے گئے۔

(ب) دیگر پسماندہ طبقات کے لڑکے لڑکیوں کے لئے ہوسٹل: اس اسکیم کے تحت ان ریاستوں/مرکزی علاقوں میں ہوسٹلوں کی تعمیر کی جائے گی جہاں ان طبقات کی گھنی آبادی ہے اور ہوسٹلوں کی کمی ہے۔ یہ اقامت گاہیں سکنڈری، سینئر سیکنڈری، کالج اور یونیورسٹی میں پڑھنے والے طلبا کے لئے بنائی جائیں گی۔ ان میں کم سے کم ایک تہائی اقامت گاہیں صرف طالبات کے لئے ہوں گی۔ 5 فیصد سیٹیں معذور طلبا کے لئے مخصوص ہوں گی۔ یہ اسکیمیں اس طبقہ کے خوشحال خاندانوں کے طلباء کے لئے نہیں ہوگی۔ ان تعمیر کا نصف خرچ مرکزی حکومت اور باقی ریاستی سرکاریں دیں گی۔ مرکزی حکومت کے اداروں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعہ بنائے جانے والے ہوسٹلوں کو صد فی صد اخراجات مرکز برداشت کرے گا۔ اس کے لئے زمین کی تحویل، ملازمین کی تنخواہ اور رکھ رکھاؤ پر ہونے والے اخراجات متعلق ریاستی حکومتوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو برداشت کرنا ہوگا۔

(ج) دیگر پسماندہ طبقات کے لئے قبل میٹرک وظائف: ایسے طلبا کو دیئے جائیں گے جن کے والدین/سرپرستوں کی سالانہ آمدنی 44.500 روپے سے زائد نہ ہو یہ وظیفہ پہلی سے دسویں جماعت تک کے ان طلبہ کو ملے گی جو ہوسٹلوں میں نہیں رہتے ہیں اور ہوسٹلوں میں رہنے والے دوسری سے دسویں جماعت تک کے طلبا کو ملے گی دسویں کے بعد وظیفہ موقوف کردیا جائے گا اور سال میں 10 ماہ وظیفہ ملے گا۔ یہ انہیں طلبا کو ملے گا جو ریاستیں حکومتوں/مرکزی علاقوں کی امداد سے چلنے والے اسکولوں میں پڑھ رہے ہوں گے۔ اس میں 50 فیصد مدد مرکزی حکومت دے گی۔ ان اسکیم کے لئے 2001-2000 کے سال میں آندھرا پردیش، بہار، مدھیہ پردیش، اور تریپورہ کو 6 کروڑ روپے کی رقوم جاری کی گئیں۔

(د) میٹرک کے بعد پڑھنے والے دیگر پسماندہ طبقات کے طلبا کو وظیفہ: اس اسکیم کے تحت دیگر پچھڑے طبقات کے ان طلباء کو وظائف دیے جاتے ہیں جو میٹرک پاس کرنے کے بعد سنیئر سیکنڈری کی پڑھائی پوری کرنا چاہتے ہیں اس میں مرکزی حکومت کے ذریعہ ریاستوں/مرکزی علاقوں کو وظیفہ کے لئے صد فیصد امداد دی جاتی ہے۔ یہ مرکزی امداد دیگر پچھڑے طبقات کے ان طلباء کے لئے ہے جو تسلیم شدہ اداروں میں تعلیم حاصل کررہے ہیں نیز انہیں طلبا کو دی جائے گی جن کے والدین/سرپرست کی سالانہ آمدنی 44,500 روپے سے زائد نہ ہو اس کے لئے 2001-2000 میں آندھرا پردیش، بہار، کرناٹک، مدھیہ پردیش، اور تریپورہ کو 8.99 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔

(ح) دیگر پچھڑے طبقے کی بہبود کے لئے رضا کار تنظیموں کو امداد: اس اسکیم میں رضا کار تنظیموں کے ذریعہ دیگر پچھڑے طبقات کی سماجی/معاشی حیثیت بہتر بنانے نیز تعلیم کا معیار بڑھانے کے لئے خدمات شامل ہیں تاکہ انہیں مناسب روزگار مل سکے اس کے لئے ایسے مرکز کھولنے اور خدمات دینا شروع کرنے میں امداد دی جائے گی جو پچھڑے طبقوں کو اپنی آمدنی بڑھانے میں تعاون کریں سرکار کے ذریعہ میرٹ کی بنیاد پر طے کی گئی اس امداد کا 90 فیصد تک سرکار دے سکتی ہے۔ اس مد میں 2001-2000 سال کے دوران 80 پروگراموں کے لیے غیر سرکاری تنظیموں کو 1.59 کروڑ روپے مختص کئے گئے۔

اقلیتوں کی فلاح و بہبود

حکومت نے قومی سطح پر پانچ کمیونٹیوں مسلم، سکھ، عیسائی، بودھ، زرتشت کو اقلیتوں کے طور پر نوٹی فائیڈ کیا ہے۔ 1991 کی مردم شماری کے مطابق ملک کی کل آبادی کا 17 .17 فیصد حصہ اقلیتوں کا ہے۔ آئین ہند میں اقلیتوں کے مفاد کے تحفظ کا اہتمام ہے اور اس کے تحت انہیں اپنی زبان، رسم الخط، تہذیب کو محفوظ رکھنے اور اپنی پسند کے مطابق تعلیمی اداروں کو قائم کرنے اور چلانے سے متعلق [illegible] کے حقوق کو منظوری دی گئی ہے۔

مذہبی اقلیتوں کے تحفظ کے لئے آئین میں درج مختلف تدابیر پر عمل کا معائنہ کرنے اور تمام تحفظاتی تدابیر و قوانین پر کارگر ڈھنگ سے عمل کا نفاذ کرنے کے لئے جنوری 1978 میں اقلیتی کمیشن تشکیل دیا گیا۔ کمیشن اقلیتوں کے بارے میں مرکز اور ریاستی حکومتوں کی عمل درآمد کی پالیسیوں کا معائنہ کرتا ہے اور اپنی سالانہ رپورٹ حکومت کو پیش کرتا ہے۔ قومی اقلیتی کمیشن ایکٹ 1992، پارلیمنٹ کے ذریعے پاس کیا گیا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت پرانے کمیشن کے مقام پر 17 مئی 1993 کو قانونی سطح پر قومی اقلیتی کمیشن تشکیل کیا گیا ہے۔ کمیشن میں ایک صدر، ایک نائب صدر اور مرکزی حکومت کے نامزد کئے ہوئے ممبر ہوتے ہیں۔ 21 جنوری 2000 کو قومی اقلیتی کمیشن کی باز تشکیل کی گئی۔

آئین کی دفعہ B-350 کے تحت لسانی اقلیتوں کو مہیا کرائے گئے حفاظتی اقدامات سے متعلق سبھی معاملوں کی جانچ کے لئے لسانی اقلیتی کمشنر کا تقرر کیا گیا ہے۔ اس کے ذریعے ان فرقوں کے لوگوں اور ان کی انجمنوں سے حاصل شکایتوں اور درخواستوں کی چھان بین کی جاتی ہے۔ کمشنر کا ہیڈ کوارٹر الہ آباد میں ہے اور اسکے علاقائی دفاتر کلکتہ، بلگام اور چنئی میں ہے اب تک کمشنر نے اپنی 35 رپورٹیں پارلیمان کے سامنے پیش کی ہیں۔

اقلیتوں کی بہبود کے لئے 15 نکاتی پروگرام کا مقصد اقلیتوں کے جان و مال کی حفاظت کرنا، سرکاری نوکریوں میں اقلیتوں کا خاص طور سے خیال رکھنا، ترقیاتی پروگراموں میں ان کے ساتھ بھید بھاؤ روکنا اور انہیں مالی امداد مہیا کرانا ہے۔ اس پروگرام کا ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی حکومتیں اور متعلقہ مرکزی وزارت/محکمہ نفاذ کررہی ہیں۔ 15 نکاتی پروگرام کو اقلیتوں کی بہبود کے لیے اور مفید بنانے کے لیے کارروائی کی جارہی ہے۔

سرکاری نوکریوں میں اقلیتوں کے لئے مواقع بڑھانے اور پیشہ وارانہ نصابوں میں ان کی تعداد بڑھانے کے لئے وزارت سماجی انصاف اور حقوق 93-1992 سے ایک اسکیم چلا رہی ہے۔ جس کے تحت ان طبقے کے امیدواروں کو امتحانات سے قبل کوچنگ (امدادی تدریس) دی جاتی ہے۔ نویں منصوبے کے دوران اسکے لئے 12 کروڑ روپے کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں سے مارچ 2001 تک اقلیتوں کے کمزور طبقات کے 21,710 لوگوں کی کوچنگ کے لئے 8.20 کروڑ روپے کی رقوم جاری کی گئیں۔ اقلیتوں کی اکثریت والے علاقوں میں سماجی۔ معاشی ترقی کے لئے حکومت نے علاقائی بنیاد پر کام کرنے کو منظوری دی ہے۔ اس کے تحت پہلے مرحلے میں 1971 کی مردم شماری کی بنا پر 41 اضلاع کا انتخاب کیا گیا ہے۔

قومی اقلیتی ترقی اور مالیاتی کارپوریشن

حکومت نے پانچ ارب روپے کے مجاز اصل سرمایہ والا قومی اقلیتی ترقی اور مالیاتی کارپوریشن قائم کیا ہے۔ کارپوریشن اقلیتی فرقے کے پسماندہ طبقوں کی بہبود کے لئے معاشی اور ترقیاتی سرگرمیوں کو بڑھاوا دیتا ہے۔ اس میں کچھ خاص پیشے والے لوگوں اور اقلیتی عورتوں کو ترجیح دی جارہی ہے۔

آٹھویں منصوبے کے دوران کارپوریشن کو 125 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔ 99-1998 کے دوران سرکار نے اپنا حصہ 125 کروڑ سے بڑھا کر 300 کروڑ کردیا بشرطیکہ کارپوریشن کی پونجی میں ریاستی حکومتیں/مرکزی علاقے بھی اپنے اپنے حصہ کو شامل کریں۔ سال 2001-2000 میں کارپوریشن نے 20,274 مستفید لوگوں کو 72.44 کروڑ روپے کے قرض منظور کئے۔ کارپوریشن نے سال 1995-1994 سے لے کر 2001 تک 86.874 فائدہ چاہنے والوں کو مجموعی امداد کی شکل میں 296.78 کروڑ روپے فراہم کرائے۔ چھوٹی قرض اسکیم کے شروع ہونے سے لے کر اب تک اس کے تحت 52 رضا کار تنظیموں کو 1.58 کروڑ روپے کی رقم جاری کی گئی، جس سے 2,697 لوگ مستفید ہوئے۔

وقف

وقف، ایسے کاموں کے لئے مستقل طور پر وقف کی گئی منقولہ یا غیر منقولہ ایسی جائداد ہے جو مسلم قانون کے مطابق مقدس، مخیر انہ اور مذہبی اہمیت کی حامل ہو۔ دینی خدمات کے لئے خیرات کی گئی ہو۔ ان اداروں کے بہتر انتظام اور ان کے مقاصد ترقی اور فروغ کے عمل کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ ریاستی حکومتیں وقف جائیداد کا سروے جلد پورا کر کے وقف قانون کو زیادہ موثر بنانے کی تدابیر کرسکتی ہیں۔

وقف ایکٹ 1995

اوقاف اداروں کے بارے میں مرکزی قانون پر عمل کی ذمہ داری سماجی انصاف اور اختیارات کا مجاز بنانے کی وزارت کی ہے۔ اوقاف اداروں کے انتظام کو مزید مستحکم کرنے کے لئے پارلیمان نے ایک نیا قانون بنا کر 1995 میں اسے نافذ کیا۔ اسے وقف ایکٹ 1995 کا نام دیا گیا ہے۔ یکم جنوری 1996 سے ملک میں اس قانون کے نافذ ہونے کے بعد وقف سے متعلق پہلے کے مرکزی قانون جیسے وقف ایکٹ، 1945 اور وقف (ترمیم) ایکٹ 1984 ختم ہو گئے ہیں۔ 1995 کا نیا وقف قانون جموں و کشمیر کے علاوہ بقیہ پورے ملک پر لاگو ہوتا ہے۔ اس قانون میں وقف اداروں کے انتظام کے لئے لا مرکزی سسٹم قائم کرنے کے ساتھ ساتھ وقف بورڈ کو جمہوری بنانے کا بھی اہتمام ہے۔ تمام وقف اداروں کے متولی (ناظم) کو اپنے کام کی خود مختاری حاصل ہے۔

ریاستوں کے تمام اوقاف کی ذمہ داری ریاستی حکومتوں کے ذریعہ تشکیل دیئے گئے وقف بورڈروں کی ہوتی ہے۔ ریاستی وقف بورڈ یہ طے کرتے ہیں کہ اوقاف اداروں کا کام اور انتظام ٹھیک طرح سے چلتا رہے اور ان کی آمدنی کا استعمال انہیں مدوں میں کیا جائے، جن کے مقاصد کے لئے ان کی تشکیل کی گئی ہے۔ بورڈ کا اپنا دفتر اور عملہ ہوتا ہے اور اس کا خرچ مختلف اوقاف اداروں سے ضابطے کے تحت حاصل کئے گئے چندوں سے چلتا ہے۔ ریاستی حکومتیں وقف بورڈوں کے کام کی نگرانی کے لئے ذمہ دار ہیں۔ بورڈ کے ممبروں اور اعلیٰ انتظامی افسر (معتمد) کے تقرر کے علاوہ بورڈ کا سالانہ بجٹ حاصل کرنے اور اس کے حساب کتاب کی جانچ کے لئے محاسب کے تقرر کی ذمہ داری بھی ریاستی حکومت کی ہے۔ صوبائی حکومتیں بورڈ کو ہدایات دے سکتی ہیں اور بعض معاملوں میں بورڈ کی جگہ پر کام بھی کرسکتی ہیں۔

مرکزی حکومت، مرکزی وقف کونسل اور ریاستی وقف بورڈ کے کام کاج سے موافقت رکھ کر تب تک کام کرسکتی ہیں جب تک کہ ان کی سرگرمیاں جمہوری ہوں۔ وقف ایکٹ 1995 کی شرائط کے تحت آندھرا پردیش، گجرات، میگھالیہ، مدھیہ پردیش، تمل ناڈو اور مغربی بنگال و مرکزی علاقے دادر نگر حویلی لکش دیپ، انڈمان نکوبار اور دلی انتظامیہ نے نئے وقف بورڈ تشکیل کئے ہیں۔

مدھیہ پردیش راجستھان، اتر پردیش، کیرل اور تمل ناڈو کی ریاستی حکومتیں و لکش دیپ کے مرکزی علاقے کی انتظامیہ اور قومی راجدھانی خطہ دلی کی انتظامیہ نے اس نئے ایکٹ کے تحت وقف عدالتیں بھی قائم کی ہیں۔ ملک میں وقف اداروں وقف بورڈوں کے نظم و نسق اور کام کاج کے بارے میں مرکز کو صلاح دینے کے لئے مرکزی وقف کونسل نام کا ایک قانونی ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ وقف سے جڑے معاملوں کا انچارج مرکزی وزیر کونسل کا صدر ہوتا ہے۔ وقف ایکٹ 1995 کے تحت 26 جون 1997 کو مرکزی وقف کونسل کی دوبارہ تشکیل کی گئی۔

درگاہ خواجہؒ صاحب

بین الاقوامی سطح پر مشہور اجمیر کی حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی درگاہ 1955 کے درگاہ خواجہ صاحب ایکٹ کے تحت ایک وقف کی دیکھ ریکھ میں ہے۔ اس وقت ادارے کا انتظام درگاہ کمیٹی نام کی مرکز کے ذریعے مقرر کی گئی کمیٹی کے ہاتھوں میں رہتا ہے۔ جس کی مدد کے لئے ایک افسر "ناظم" ہوتا ہے۔ کمیٹی کے پاس اپنا فنڈ ہے جس سے دیگر باتوں کے علاوہ درگاہ میں آنے والے زائرین کی سہولیت کے لیے انتظام کیا جاتا ہے۔ کمیٹی کے دو دواخانے ہیں اور زائرین کو کم خرچ پر رہنے کی سہولت فراہم کرنے کے لئے ایک کثیر منزلہ مہمان خانہ بھی تعمیر کرایا گیا ہے۔ 2000 تک خیرات، اشتراک اور کرایہ سے 1.48 کروڑ روپے حاصل ہوئے۔ 2001-2000 کے دوران درگاہ شریف کے رکھ رکھاؤ کے لئے درگاہ کمیٹی نے 2.18 کروڑ روپے کا بجٹ منظور کیا۔

مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن

مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا قیام ایک سوسائٹی کے طور پر کیا گیا تھا۔ جس کا مقصد اقلیتوں، خاص طور پر پسماندہ اور دیگر لوگوں میں تعلیم کو فروغ دینا تھا۔ مولانا آزاد ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے مقاصد کی تکمیل کے لئے حکومت ہند مالی امداد بھی فراہم کرتی ہے۔

2001-2000 کے دوران فراہم رقوم 70.01 کروڑ روپے تک پہونچ چکی تھی۔ 99-1998 میں اس کام کے لئے 30 کروڑ کی مدد کے برابر رقم ہر سال امداد کے طور پر دی جارہی ہے۔ فاؤنڈیشن نے 31 مارچ 2001 تک 336 غیر سرکاری تنظیموں کے لئے 39.94 کروڑ روپے کی امداد منظور کی اور 281 غیر سرکاری تنظیموں کو 30.64 کروڑ روپے جاری کئے۔

نوکریوں میں ریزرویشن

آئین کی دفعہ (4)16 کے تحت ایسے کسی بھی پس ماندہ طبقے کو ریزرویشن دینے کی اجازت دی گئی ہے جس کے بارے میں ریاست کو یہ لگتا ہو کہ اسے سرکاری نوکریوں میں مناسب نمائندگی نہیں ملی ہے۔ اس اہتمام کے تحت حکومت نے اپنی نگرانی والے عہدوں اور خدمات میں درج فہرست ذاتوں رقبیلوں کے لئے ان کی آبادی کی تناسب میں ریزرویشن کا اہتمام کیا ہے۔ اس کے علاوہ جسمانی طور پر معذور اور سابق فوجیوں کے لیے کچھ خاص اسامیوں میں ریزرویشن کا اہتمام کیا گیا ہے۔ آئین کی دفعہ 335 میں یونین یا ریاست کی سرگرمیوں سے متعلق کسی عہدے یا خدمات میں تقرری میں انتظامی صلاحیت بنائے رکھنے کے ساتھ ساتھ اور خدمات میں درج فہرست ذاتوں رقبیلوں کے ممبروں کے دعوں کا لگاتار خیال رکھنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ دفعہ 335 کی ذیلی دفعہ میں یہ اہتمام ہے درج فہرست ذاتوں اور قبائل کے لوگوں کے لیے کسی بھی امتحان میں حاصل کرنے کے مجاز نمبروں میں رعایت دینے یا تعین قدر معیاروں کو کم کرنے، ترقی دینے کے معاملوں میں ریزرویشن دینے سے متعلق گنجائش رکھنے کے بارے میں اس دفعہ کی کسی بات سے مداخلت نہیں ہوگی۔

کل ہند سطح پر کھلے تقابلی امتحانات کے ذریعے سیدھی بھرتی سے پر کی جانے والی اسامیوں میں درج فہرست ذاتوں، قبیلوں اور دیگر پسماندہ طبقات کے لئے علی الترتیب 15 فیصد، 7.5 فیصد اور 27 فیصد ریزرویشن کا انتظام ہے۔ کھلے مقابلہ جاتی امتحان کے علاوہ دیگر طریقے سے کل ہند سطح پر سیدھی بھرتی سے پر کی جانے والی اسامیوں میں درج فہرست ذاتوں کے لئے 16 2/3 فیصد، درج فہرست قبیلوں کے لئے 7.5 فیصد اور دیگر پسماندہ طبقات کے لئے 25.84 فیصد ریزرویشن کا انتظام ہے۔ پرموشن (ترقی) کے معاملے میں درج فہرست ذاتوں کے لئے 15 فیصد اور درج فہرست قبیلوں کے لئے 7.5 فیصد ریزرویشن کا انتظام

کیا گیا ہے۔ ترقی کے لئے پسماندہ طبقات کے لیے ریزرویشن کا انتظام نہیں ہے۔ 3 فی صد خالی اسامیاں جسمانی طور پر معذوروں کے لیے محفوظ کی گئی ہیں۔ سابق فوجیوں کے لیے بھی ریزرویشن دستیاب ہے۔

آئین کی دفعہ 341 اور 342 میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ کسی ریاست یا یونین علاقے میں درج فہرست ذاتوں اور قبیلوں میں کن کو شامل کیا جائیگا۔ کسی مخصوص علاقے میں جسے درج فہرست ذاتوں رقبیلوں کے لئے مختص کیا گیا ہے، رہنے والے خاص فرقے کے لوگوں کو ہی ان سہولیات کا فائدہ حاصل ہو۔ یہ متعین کرنے کے لئے بین الریاستی پابندی لگائی گئی ہے۔ سرکاری نوکریوں اور خدمات میں درج فہرست ذاتوں رقبیلوں کے لوگوں کو ریزرویشن دینے کا مقصد ان ذاتوں کے کچھ لوگوں کو روزگار مہیا کر خدمات میں فقط ان کی نمائندگی بڑھانا نہیں ہے (حالانکہ یہ ریزرویشن کا ایک خاص اور فوری مقصد ہے) بلکہ ان ذاتوں کے لوگوں کو سماجی اور تعلیمی اعتبار سے اوپر اٹھا کر انہیں سماج میں مناسب مقام دلانا بھی اس کا ایک مقصد ہے۔ درج فہرست ذاتوں اور قبیلوں کے علاوہ کچھ دیگر پس ماندہ طبقے اور فرقے بھی ایسے ہیں جن کی طرف فوراً توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی بات کو دھیان میں رکھ کر ان ذاتوں اور کمیونٹیوں (جو دیگر پسماندہ طبقات کے نام سے جانی جاتی ہیں) کے لئے حکومت ہند کی خدمات و نوکریوں میں ریزرویشن کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جسمانی طور سے معذوروں اور سابق فوجیوں کو بھی کچھ خاص عہدوں پر ریزرویشن دینے کا اہتمام ہے۔

درج فہرست ذاتوں، درج قبیلوں اور دیگر پس ماندہ طبقات کو سرکاری اسامیوں میں مناسب نمائندگی دینے کیلئے کچھ چھوٹ اور رعایتیں دی گئی ہیں۔ ان میں سے کچھ اس طرح ہیں۔ (الف) درج فہرست ذاتوں رقبیلوں کے لئے اوپری عمر کی حد میں 5 سال کی چھوٹ (ب) دیگر پسماندہ طبقات کے امیدواروں کو اوپری عمر کی حد میں تین سال کی چھوٹ (ج) درج فہرست ذاتوں اور قبیلوں کے امیدواروں کو سیدھی بھرتی کے معاملوں میں جہاں ضروری ہو وہاں تجربے سے متعلق اہلیت میں رعایت اور (د) درج فہرست ذاتوں رقبیلوں کے امیدواروں کو درخواست کی فیس سے چھوٹ۔

ریزرویشن کی یہ اسکیم قومیائے گئے بینکوں سمیت عوامی سیکٹر کے کاروبار میں بھی اپنائی جا رہی ہے۔ ریاستی حکومتوں میں بھی ان طبقات کو اسامیوں کے لئے ریزرویشن دیا گیا ہے۔ لیکن ریاستی حکومت کی خدمات کلی طور سے ریاستی حکومت کے اختیار میں آتی ہیں۔ ریزرویشن سے متعلق احکامات پر عمل درآمد کے تعین کے لئے مختلف وزارتوں رمحکموں کے تحت ہر ایک شعبے میں درج فہرست ذاتوں رقبیلوں اور دیگر پسماندہ طبقات کے لئے محکموں میں علیحدہ افسر رابطہ کا تقرر کیا گیا ہے۔ بھرتی افسروں کو سالانہ تو ضیح پیش کرنا ہوتی ہے۔ تاکہ سرکاران کی چھان بین کر سکے۔ مرکزی حکومت کی خدمات میں درج فہرست ذاتوں/ قبائیلوں کی نمائندگی کی تفصیل جدول 10.1 میں پیش کی گئی ہے۔

جدول 10.1: مرکزی حکومت کی خدمات میں درج فہرست ذاتوں رقبیلوں کی نمائندگی

(یکم جنوری 1999 کے مطابق)

گروپ	کل	درج فہرست ذاتیں	فیصد	درج فہرست قبائل	فیصد
A	93,520	10,558	11.29	3,172	3.39
B	1,04,963	13,306	12.668	3,512	3.35
C	23,96,426	3,78,115	15.78	1,45,482	6.07
D	9,49,353	1,89,761	19.99	66,487	7

(صفائی مزدوروں کو چھوڑ کر)					
صفائی مزدور	96,435	63,233	65.57	5,314	5.51
کل (صفائی مزدوروں کو چھوڑ کر)	35,44,262	5,91,740	16.7	2,18,653	6.17
کل (صفائی مزدوروں کو شامل کر کے)	36,40,697	6,54,973	17.99	2,23,967	6.15

معذوروں کی بہبود

وزارت برائے سماجی انصاف اور حقوق کا نفاذ، معذور افراد کے فلاح کے لئے سبھی پالیسیوں رمعاملوں سے متعلق ایک اہم وزارت ہے۔

قومی نمونہ سروے تنظیم کے ذریعے 1991 میں کرائے گئے سروے کے مطابق ملک میں جو لوگ بولنے، سننے اور لنگڑے پن میں سے کسی ایک جسمانی معذوری کا شکار ہیں۔ وہ ملک کی کل آبادی کا 1.9 فیصد ہیں۔ دیہی علاقوں میں جسمانی معذوری ایک ہزار لوگوں میں 20 کے تناسب میں اور شہری علاقوں میں 16 افراد فی ہزار پائی گئی ہے۔ تنظیم کے ذریعے 1991 میں ایک اور سروے کرایا گیا، جس میں 14-1 سال تک کی عمر کے بچوں کے ذہنی ارتقا میں تاخیر کے بارے میں جانکاری حاصل کی گئی۔ جو ملک کی کل آبادی کا 3 فیصد ہے۔

مرض جذام سے متاثر لوگوں کے بارے میں اندازہ ہے ان کی تعداد تقریباً 40 لاکھ ہے، جس میں 20 فی صد بچے ہیں۔ ہر سال معذوری کے لئے معاملوں کے بارے میں اندازہ ہے کہ ان کی تعداد ساڑھے سات لاکھ ہو جاتی ہے۔ عام طور پر ملک کی آبادی کا 5 فی صد حصہ کسی نہ کسی طرح کی معذوری کا شکار ہے۔

معذور اشخاص (یکساں مواقع، حقوق کی حفاظت اور پوری شرکت) ایکٹ، 1995 نام کے جامع قانون کو فروری 1996 میں نافذ کیا گیا۔ اس قانون کے تحت مرکز اور ریاستی سطح پر معذوروں کی آبا کاری کو بڑھاوا دینے والے پروگرام جیسے۔ تعلیم، روزگار، اور پیشہ وارانہ تربیت، بغیر روک ٹوک کا ماحول پیدا کرنا، معذوروں کے لئے آبادکاری خدمات کا انتظام، ادارہ جاتی خدمات اور بے روزگاری بھتہ و شکایتوں کا ازالہ جیسے امدادی سماجی تحفظ کی تدبیریں کرنا وغیرہ باتوں پر دھیان دیا گیا ہے۔ معذور افراد کے لئے وزارتوں رمحکموں اور پبلک سیکٹر کی اکائیوں میں A,B,C,D گروپوں میں محفوظ کئے جانے والے عہدوں کی شناخت رنظر ثانی کے لئے 2 جولائی 1999 کو ماہرین کی ایک کمیٹی کی تشکیل کی گئی۔

قومی ادارے

جسمانی اور ذہنی طور سے معذور افراد اور گروپوں کو فلاح کے منصوبے کے تحت مکمل سہولیات فراہم کرنے اور ان کے مختلف مسائل سے موثر طریقے سے نمٹنے کے مقصد سے سبھی طرح کے معذوروں کے لئے ان قومی اداروں کو معذوروں کے بڑے علاقوں میں قائم کیا گیا ہے۔ (1) قومی نابینہ ادارہ، دہرہ دون (2) قومی ادارہ برائے جسمانی معذور، کلکتہ (3) علی یاور جنگ قومی ادارہ برائے سماعی معذور ممبئی اور (4) قومی ادارہ برائے ذہنی معذور سکندرآباد (5) ادارہ برائے قومی باز آبادکاری ٹریننگ و ریسرچ، ٹیسٹنگ اور (6) ادارہ برائے جسمانی معذور نئی دہلی۔

ان قومی اداروں میں اس بات پر زیادہ زور دیا جاتا ہے کہ افرادی قوت کا فروغ ہو، باز آبادکاری کے لئے خدمات فراہم

کرنے کے پروگراموں کے ماڈلوں کو ترقی دی جائے، دور دراز لوگوں تک یہ خدمات مہیا کرائی جائیں اور بائیو میڈیکل انجینئرنگ، چنی، کمزوری، دیکھنے، سننے، اور بولنے میں مشکلات کے معاملوں میں تحقیقاتی اور ترقیاتی کام چلائے جائیں۔

کانپور کا بھارتی مصنوعی اعضا پیدا کاری محکمہ جو کمپنی ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ 1976 سے جسمانی نقائص سے متعلق بیماریوں اور اندھے پن سے معذور افراد کے لئے معاون آلات کی ترقی پیداوار اور مارکیٹنگ میں لگا ہوا ہے۔

24 جنوری 1997 کو شروع کیا گیا قومی مالیاتی فروغ کارپوریشن برائے معذور، معذور افراد کو خود روزگاری صنعت لگانے کے لئے قرض کی امداد اور اپنے ہنر میں بہتری پیدا کرنے کے لئے مواقع فراہم کرتا ہے۔

ہندستانی آبادکاری کونسل

سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت 6 مئی 1986 کو رجسٹرڈ سوسائٹی کے طور قائم باز آبادکاری کونسل کو ہندوستانی باز آبادکاری ایکٹ 1992 کے تحت قانونی درجہ دیا گیا جو کہ 31 مئی 1993 سے نافذ ہوا۔ یہ کونسل مختلف معذوروں کے معاملوں میں الگ الگ زمروں کے کاروباریوں کے لئے ٹریننگ، پالیسی اور پروگرام طے کرنے کے لئے ذمہ دار ہے۔ اس کے کاموں میں شامل ہیں۔

(1) مختلف سطحوں پر ٹریننگ کورسوں کی معیار بندی (ii) ملک بھر کے بھی تربیتی اداروں میں ٹریننگ کا معیار ایک سا بنانا (iii) ملک میں اور ملک سے باہر کے اداروں اور یونیورسٹیوں کو ان کے تربیتی کورسوں کو مبادلہ بنیاد پر منظوری فراہم کرنا (iv) باز آبادکاری کے شعبے میں تسلیم شدہ پیشہ ورانہ مہارت رکھنے والے پیشہ ور لوگوں کا ایک مرکزی باز آبادکاری رجسٹر رکھنا۔

قومی اداروں کے اضافی مراکز کے طور پر ملک بھر میں 6 مربوط علاقائی وسائل مراکز کی تشکیل کی ایک تجویز کو منظوری دے دی گئی ہے۔ یہ مراکز باز آبادکاری کے میدان میں ہنرمند کارکن تیار کرنے کے لئے ٹریننگ پروگرام چلائیں گے اور معذوروں کی باز آبادکاری خدمات بھی فراہم کرائیں گے۔ ریڑھ کی ہڈی کی چوٹوں اور دیگر بڑی بیماریوں کے شکار معذور لوگوں کے لئے چار علاقائی باز آبادکاری مراکز کی تشکیل کرنے کی ایک اور تجویز منظور کر لی گئی ہے۔ یہ مراکز اسی طرح کی معذور لوگوں کو عام طور پر کام چلانے اور انہیں خود کفیل بنانے کی سہولتیں فراہم کریں گے۔ اٹلی کی حکومت ان مراکز کو آلات کے طور پر امداد فراہم کر رہی ہے۔

چنئی میں قومی انسٹی ٹیوٹ برائے مختلف معذوری قائم کرنے کی تجویز ہے جو مختلف معذوروں سے متاثر افراد کو بڑے پیمانے پر خدمات فراہم کرائے گا۔ باز آبادکاری مہیا کرانے، خاص طور سے ان معذور لوگوں کے لیے جو دیہات یا دور دراز والے علاقے میں رہتے ہیں۔ قومی پروگرام برائے معذور اشخاص کی باز آبادکاری (NPRPO) شروع کیا گیا ہے۔ اس پروگرام کے ذریعے باز آبادکاری خدمات کو بنیادی سطح تک پہنچانے کا ہدف رکھا گیا ہے۔ اس پروگرام کو لاگو کرنے کے لیے ملک بھر میں 100 سے زیادہ اضلاع کا انتخاب کر لیا گیا ہے۔

معذوروں کے لئے روزگار

یہ مرکز کی مدد سے چلائی جانے والی اسکیم ہے۔ اس اسکیم کا اہم مقصد معذوروں کو ملک بھر میں پھیلے عام روزگار دفاتر یا خصوصی روزگار دفاتر میں بنائے گئے خصوصی دستوں کے ذریعے منافع بخش روزگار مہیا کرانا ہے۔ خصوصی سیل کے لئے مرکزی حکومت صد فی صد مالی امداد فراہم کرے گی جب کہ خصوصی روزگار دفتروں کے لئے 80 فی صد مالی تعاون دیا جائے گا۔

ضعیفوں کی بہبود

ضعیفوں کی فلاح کے لئے نومبر 1992 میں وزارت سماجی انصاف اور حقوق نے رضا کار تنظیموں کے لئے مرکزی امدادی اسکیم شروع کی۔ یہ مد ضعیفوں کے لئے بنے مکانات دن میں ان کی دیکھ بھال کرنے والے مراکز اور چلتے پھرتے ہسپتالوں کو قائم کرنے اور انہیں جاری رکھنے کے لئے دی جاتی ہے۔

ضعیفوں کی بہبود کی غیر اداری خدمات اور انہیں مدد دینے کے لئے بھی امداد دی جاتی ہے۔ 99-1998 میں ترمیم شدہ اسکیم کو 'ضعیف افراد کے لئے مربوط پروگرام' کا نام دیا گیا ہے۔ اس ترمیم شدہ اسکیم کے تحت آنے والے اخراجات کا 90 فی صد حصہ حکومت ہند برداشت کرے گی۔ جب کہ باقی اخراجات متعلق تنظیمیں/اداروں کو برداشت کرنا ہو۔ لیکن اسکولوں، کالجوں اور نہرو یووک مرکزی تنظیم، جیسے تسلیم شدہ ادارے برائے نوجوانون اور ضعیف اشخاص کے لئے پروگرام و خدمات چلانے والی تنظیم، راشٹریہ سیوا یوجنا (N.S.S) کے معاملے میں پروجیکٹ کا صد فی صد اخراجات حکومت برداشت کرے گی۔ اگر کوئی پروگرام ریاستی حکومت/کارپوریشن کے ذریعہ سیدھے ہاتھ میں لیا جاتا ہے تو حکومت ہند اور ریاستی حکومتیں/میونسپل کارپوریشن، اس کے اخراجات 90:10 کے تناسب میں برداشت کریں گے لیکن اگر کوئی پروگرام مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے انتظامیہ کے ذریعہ چلایا جاتا ہے تو اس کے سارے اخراجات حکومت ہند دے گی۔

اس طرح اگر پروگرام کے کسی حصے کو وزارت چلاتی ہے۔ (منصوبے کا تعین قدر و اراس پر نظر رکھنا، تائید کرنا، شعور پیدا کرنا، تحقیق، دستاویز سازی، تربیت وغیرہ) تو اس کے سارے اخراجات کا پروگرام کے لئے کیے گئے بجٹ اہتمام میں سے برداشت کیا جائے گا۔ ان میں سے ہر ایک پروگرام کے لئے تنظیموں کو کل خرچ کا 10 فی صد دینا ہوگا (قبائلی علاقوں میں فقط پانچ فیصد) اور باقی 90 فیصد (قبائلی علاقوں میں 95 فیصد) امداد حکومت ہند کی امدادی رقم سے دی جائے گی۔ ''ضعیف اشخاص کے لیے مربوط پروگرام اسکیم کے تحت 733 ضعیفوں کے لیے گھر، دن میں دیکھ بھال کے مراکز اور چلتے پھرتے اسپتالوں کو مدد فراہم کی جا رہی ہے۔

ضعیفوں کے لئے گھر: اس گھر میں 60 سال اور اس سے زیادہ عمر کے کم سے کم 25 غریب / بے سہارا لوگوں کو رکھا جاتا ہے۔ سماج کے نچلے اور متوسط آمدنی والے طبقے کے ایسے ضعیف لوگوں کو بھی ان گھروں میں پناہ دینے پر غور کیا جاسکتا ہے۔ جن کی کہیں سے کوئی آمدنی نہ ہو اور جنہیں رہنے کی جگہ کی از حد ضرورت ہو۔ لیکن اس سے قبل متعلقہ رضا کار تنظیمیں اچھی طرح جانچ پڑتال کرتی ہیں اور کسی کو سہارا دینا ان کے صوابدید پر منحصر ہے۔ اس پروگرام کے تحت جز وقتی میڈیکل آفسر اور تربیت یافتہ سماجی کارکن/صلاح کار کے تعاون سے رہائش گاہ کے ضعیفوں کی جسمانی اور ذہنی صحت کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ ایک متعین حد تک انہیں دوائیں بھی فراہم کی جاتی ہیں۔

ضعیفوں کی دیکھ بھال کے لئے دن کے مراکز (ڈے کیر سنٹر): شہری جھگی جھونپڑی والی بستیوں اور دیہی / قبائلی علاقوں میں ضعیفوں کے ڈے کیر سینٹر لئے چلانے کے لئے رضا کار تنظیموں کو امداد دی جاتی ہے۔ ان میں کم از کم 50 ضعیفوں کا ہونا ضروری ہے۔ اس پروگرام کا مقصد ضعیفوں کا ان کے کنبے سے میل جول قائم رکھ کر ان کی دیکھ ریکھ کی کوششوں میں ہاتھ بٹانا ہے۔ 60 سال اور اس سے زیادہ عمر کے غریب اور خوش حال، دونوں ہی طبقوں کے ضعیف اس پروگرام کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ضعیفوں کے لئے گشتی طبی خدمات: شہری جھگی جھونپڑی والی بستیوں اور دیہی / قبائلی علاقوں میں طبی خدمات فراہم کرنے کے لئے تجربہ کار و ماہر رضا کار تنظیموں کو گرانٹ عطا کی جاتی ہے۔

ضعیفوں کے لئے غیر اداری خدمات: ضعیفوں کو قانونی صلاح، پنشن، جی پی ایف، ایچ آر اے، انکم ٹیکس اور بینک وغیرہ کے کاموں میں تعاون کرنے کے لئے ایک سماجی کارکن کو مقرر کیا جاتا ہے۔ چشمے بنانے کے لئے آنکھوں کی جانچ، سماعی آلات اور نقلی دانت حاصل کرنے میں بھی ان کی مدد کی جاتی ہے۔

پنچایتی راج اداروں/رضا کار تنظیموں کو ضعیفوں کیلئے گھروں کی تعمیر کیلئے مالی امداد دینے کی اسکیم 97-1996 میں شروع کی گئی۔ اس اسکیم کے تحت ہر ضلع میں جہاں سرکاری امداد یافتہ کوئی گھر ضعیفوں کے لئے نہیں ہے۔ کم سے کم ایک پناہ گاہ ضعیفوں کو مہیا کرانا ہے جس میں 60 سال سے زیادہ عمر کے کم از کم 25 ضعیفوں خاص کر بے سہارا ضعیفوں کو رکھا جا سکے (اس میں 25 فیصد جگہ درج فہرست ذاتوں/قبائل کے لئے محفوظ ہوگی) اس اسکیم کے تحت ایک بار تعمیری کام کے لئے 5 لاکھ روپے سے بڑھا کر 30 لاکھ روپے کردی گئی ہے۔ پنچایت راج اداروں/رضا کار تنظیموں/اپنی مدد آپ کرنے والے گروپوں کو ضعیف اشخاص کے لیے ضعیف گھروں/کثیر خدمات مراکز کے تعاون دینے کی اسکیم کے تحت 59 ضعیف گھروں کی تعمیر کی گئی ہے۔

آدھار

''آدھار'' وزارت برائے سماجی انصاف وتفویض اختیارات کے ذریعے شروع کی گئی پہل ہے، جس کا مقصد رضا کارانہ کوششوں اور انتظامی پہل کے ارتباط کے ذریعے ضعیف لوگوں کے مسائل کا اطمینان بخش حل ڈھونڈنے کے لیے انہیں کافی اختیار دلانا ہے۔ ''آدھار'' قومی کونسل برائے ضعیف افراد کے ایک سکریٹریٹ کے طور پر شروع کیا گیا ہے اور ایم-4 لاجپت نگر-2 نئی دہلی میں واقع ایچ ویل فاونڈیشن اس کے ساتھ تعاون کر رہا ہے۔ یہ پہلی بار ہے کہ حکومت ایسے قومی اہمیت اور تفکرات کے بڑھتے ہوئے معاملوں سے نپٹنے کے لیے رضا کارانہ شعبے میں کمیونٹی بنیاد پر عوامی تنظیم کو اختیار دے رہی ہے۔ ''آدھار'' سماجی انصاف اور تفویض اختیارات اور دیگر کئی سرکاری ایجنسیوں اور افسروں کو حاصل ہونے والی درخواستوں پر غور کر رہا ہے۔ بنیادی کارروائی پروگرام کے طور پر ''آدھار'' ملک بھر میں ضلعی سطح تک دقف لوگوں اور تنظیموں کو اپنے ساتھ جوڑے گا۔

بے سہارا بچوں کے لیے مربوط پروگرام

آٹھ بڑے شہروں میں 93-1992 میں اس وقت کی وزارت فلاح و بہبود اور یونیسیف کے ذریعے بے سہارا بچوں کے بارے میں کئے گئے سروے سے پتہ چلا کہ بڑی تعداد میں بے سہارا بچوں کو افلاس، نظر اندازی، بدسلوکی اور استحصال کا شکار ہونا پڑتا ہے اس کی وجہ ایسے حالات ہیں جن پر ان بچوں کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ سروے سے یہ بھی پتہ چلا کہ مختلف وجوہات سے بنیادی شہری خدمات ان بچوں تک کارگر اور منظم ڈھنگ سے نہیں پہنچ پاتیں۔ وزارت فلاح و بہبود نے بے سہارا بچوں کی فلاح کے لئے 93-1992 میں ایک اسکیم شروع کی تھی۔ جس کے تحت بے سہارا نظر انداز بدسلوکی اور استحصال کا شکار بچوں کی دیکھ بھال، تحفظ اور ترقی کے لئے کمیونٹی کی بنیاد پر مربوط غیر اداری، بنیادی خدمات عطا کی جاتی ہیں اس اسکیم کو 99-1998 میں ترمیم کیا گیا۔

بے سہارا بچوں کے لئے مربوط پروگرام نام کی اس ترمیم شدہ پروگرام میں بے سہارا بچوں سے متعلق کئی طرح کے پروگراموں کو مالی امداد دی جاسکتی ہے۔ اس میں ان کی رہائش، تغذیہ اور صحت کا تحفظ، صفائی ستھرائی، پینے کے قابل پانی، تعلیم، تفریح کے ذرائع اور استحصال اور خراب سلوک سے بچنے کے پروگرام شامل ہیں۔

بے سہارا بچوں کی فلاح اور ترقی میں لگی غیر سرکاری تنظیموں کو قوت عطا کرنے اور امداد کے لئے مالی تعاون دیا جاتا ہے۔ اسکیم کا 90 فیصد خرچ حکومت ہند اٹھاتی ہے اور 10 فیصد خرچ متعلقہ غیر سرکاری تنظیمیں اٹھاتی ہیں۔ اسکیم شروع ہونے سے

2000-2001 تک اس پر 32.28 کروڑ روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔

نوعمروں کو انصاف دلانے کے لئے مربوط پروگرام

نوعمروں کے انصاف فراہمی ایکٹ 1986 (.J.J.A) دیکھ بھال اور تحفظ کی ضرورت والے بچوں کے لیے ابتدائی قانون ہے۔ اسے نظر انداز کیے جانے والے اور جرائم پیشہ بچوں کی دیکھ بھال، نشوونما اور بازآبادکاری کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ان سے متعلق کچھ معاملوں پر فیصلہ لینا اور نگرانی رکھنا بھی اس میں شامل ہے۔ اسے عدل وانصاف برائے نوعمر (بچوں کی دیکھ بھال اور حفاظت) ایکٹ 2000 نام دیا گیا ہے۔ یہ نیا قانون بچوں کے زیادہ فائدے میں ہے اور مناسب دیکھ بھال اور تحفظ فراہم کرنے کے ساتھ ہی دیکھ بھال اور حفاظت کی ضرورت والے بچوں کو مکمل طور پر بازآبادکاری کی سہولت مہیا کرتا ہے، اس نئے قانون میں نوعمر مجرم اور نظر انداز کیے جانے والے بچوں کے درمیان واضح فرق کیا گیا ہے۔

سماجی انصاف اور تفویض اختیارات کی وزارت نظر انداز کیے گئے نوعمروں اور مجرم نوعمروں کے لیے آبزرویشن ہوم، مخصوص ہوم، دیکھ بھال مابعد اداروں کی تشکیل اور ان کے رکھ رکھاؤ کے لیے ریاستی حکومت/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو تعاون فراہم کرتا ہے۔ اس پروگرام کے 87-1986 میں شروع ہونے سے لے کر 2001-2000 تک اس پر 77.33 کروڑ روپے خرچ کیے جا چکے ہیں۔

سماجی دفاعی خدمات کے لئے رضا کار تنظیموں کو امداد

اس منصوبے کے تحت رضا کار تنظیموں کو ایسے پروگراموں کے لئے مدد دی جاتی ہے جو کہ وزارت کے موجودہ منصوبوں کے تحت نہیں آتے ہیں۔ خاص طور سے اس اسکیم کے تحت ان علاقوں میں پائلٹ پروجیکٹ فراہم کئے جاتے ہیں جہاں آنے والے وقت میں وزارت بذات خود آزادانہ طور پر کام کرنا چاہتی ہے۔ طوائفوں کے بچوں کی بازآبادکاری کے سلسلے میں پروگراموں مدد کی جاتی ہے بیواؤں کی بازآبادکاری کے لئے چل رہی اسکیموں اور متاثرہ بچوں وخواتین خاص طور سے ان خواتین کی امداد کرنے اور انہیں صلاح ومشورہ دینے کے لئے پہل کی گئی ہے جو جسمانی تشدد اور جنسی استحصال کا شکار ہوئی ہیں۔ اڑیسہ میں طوفان اور گجرات میں زلزلے کے شکار کو بھی مدد دی گئی ہے۔ سال 93-1992 سے لے کر 2001-2000 تک اس میں 8.07 کروڑ روپے خرچ کیے جا چکے ہیں۔

شراب اور منشیات کی روک تھام

نشے اور منشیات کے مسئلے سے نمٹنے کے لئے وزارت سماجی بہبود نے 86-1985 میں شراب اور منشیات کے نشے کی روک تھام کے لئے پروگرام شروع کیا تھا اس اسکیم کے تحت غیر سرکاری تنظیموں کو 90 فی صد (مشرق شمالی ریاستوں، جموں وکشمیر اور سکم میں 95 فی صد) تک کی مالی امداد دی جاتی ہے۔ وزارت ملک بھر میں 350 رضا کار تنظیموں کو 440 مرکز چلانے کے لئے امداد دیتا ہے۔ 2000-1999 میں اس پر 19 کروڑ روپے خرچ کئے گئے اور 2001-2000 کے لئے 22 کروڑ روپے تقسیم کئے گئے۔

جانوروں کی فلاح و بہبود

3 ستمبر 1998 سے جانوروں کی بہبود کا معاملہ وزارت برائے جنگل و ماحولیات سے تبدیل ہو کر وزارت برائے سماجی انصاف و اختیارات کا نفاذ کے تحت جانے کے بعد سے بیمار، چھوڑ دیے گئے، آوارا اور زخمی جانوروں کے بہبود کی مختلف اسکیموں کا

نفاذ کیا گیا ہے۔

بھارتی جانور بہبود بورڈ کی تشکیل جانوروں پر ظالمانہ سلوک کی روک تھام ایکٹ 1960 کے سیکشن 4 کے مطابق 1962 میں کی گئی۔ بورڈ جانوروں پر ظالمانہ رویہ کے خاتمہ کا سدباب قانون کو بھارت میں سروے عمل لے آتا ہے۔ وقتاً فوقتاً بورڈ کے ذریعہ جانوروں کے فلاح و بہبود کے لئے تربیتی کیمپ کا بھی اہتمام کرتا ہے۔

جانوروں کو پناہ دینے کے لیے، جانور گھر کی تعمیر کے لیے رضا کار تنظیموں کو مالی امداد بھی دی جاتی ہے۔ اسکیم کے مطابق رضا کار تنظیموں کو جانور گھر کی تعمیر کے لیے پراجیکٹ لاگت کی 90 فی صد رقم دی جاتی ہے، جس کے لیے زیادہ سے زیادہ حد 25 لاکھ روپے رکھی گئی ہے۔ اس میں رضا کار تنظیم کا 10 فی صد اشتراک بھی شامل ہے۔ مخصوص اشیاء کے لیے رضا کار تنظیموں کو یہ رقم 2 یکساں قسطوں میں جاری کی جاتی ہے۔ سال 2001-2000 کے دوران 5.02 کروڑ روپے کی تخمینی لاگت سے 38 نئے جانور گھروں کی تعمیر کے لیے رضا کار تنظیموں کو مالی اعانت فراہم کی گئی۔ اس کے ساتھ ہی انڈین جانور بہبود بورڈ کو 1.92 کروڑ روپے جاری کیے گئے تاکہ وہ مختلف جانوروں کی فلاح و بہبود والی تنظیموں کو پناہ گاہوں کی تعمیر اور رکھ رکھاؤ کے لیے اور بھی رقم جاری کر سکے۔

جانوروں کی بیماریوں کے لئے ایمرجنسی خدمات کی دستیابی کے سلسلے میں جانوروں کے بہبود کے شعبے میں کام کرنے والی اہل تنظیموں کو ایمبولینس خدمات کے لئے مالی اعانت فراہم کی گئی۔ سال 2001-2000 کے دوران 21 غیر سرکاری تنظیموں NGOs کو تقریباً 96 لاکھ روپے کی مالی اعانت فراہم کی گئی۔

آوارہ کتوں کے مسائل سے نپٹنے کے لئے، ایسے کتوں کے ضبط تولید اور ٹیکا کاری کے ذریعے ان کی تعداد اور ریبیز میں کمی لانے کے لیے، اسکیم لاگو کی گئی۔ مرکزی سیکٹر اسکیم کے تحت غیر سرکاری تنظیموں (NGOs) کو صد فی صد مالی اعانت دی جاتی ہے۔ 2001-2000 میں 18 غیر سرکاری تنظیموں کو تخمیناً 1.07 کروڑ روپے کی مالی امداد دی گئی۔

3.5 کروڑ روپے کی تخمینی لاگت سے فرید آباد میں قومی جانور فلاح و بہبود انسٹی ٹیوٹ (National & Institute of Animal Welfare) قائم کیا جارہا ہے۔

جانوروں کو پناہ دینے کے لئے انکے رہنے کی جگہوں کی تعمیر کے لئے رضا کار تنظیموں کو مالی اعانت بھی دیتا ہے۔ 2000-1999 میں 57 غیر سرکاری تنظیموں کو اندازاً 2.25 کروڑ روپے کی مالی اعانت دی گئی۔

خواتین اور اطفال کی ترقی

خواتین اور اطفال کو ان کی پوری صلاحیت کے ساتھ فروغ دینا، کلی انسانی وسائل کی سعی کا ایک ناگزیر جز ہے۔ یہ محکمہ ملک بھر میں خواتین و اطفال کی حالت میں سدھار کے لئے کام کر رہا ہے سرکاری اور غیر سرکاری دونوں طرح کی تنظیموں کی کوششوں میں تال میل قائم کرنے کے ساتھ ساتھ ان سے متعلق منصوبے پالیسی اور پروگرام تیار کرنے اور قانون بنانے اور ان میں ضروری ترمیم کرنے کے لئے مرکزی ایجنسی کے طور پر کام کرتا ہے۔ محکمہ ترقی خواتین و اطفال کے سرگرمیوں کے انتظام کے لئے چار بیورو ہیں اور وہ اس طرح ہیں۔

تغذیہ اور ترقی اطفال بیورو، فلاح اطفال بیورو، ترقی خواتین بیورو، اور بیورو برائے بچیاں و چوکسی۔ اس محکمہ کے اختیار میں 4 ادارے آتے ہیں۔ قومی ادارہ برائے عوامی تعاون اور ترقی اطفال، راشٹریہ مہیلا کوش اور مرکزی سماجی بہبود بورڈ اور قومی خواتین

کمیشن، قومی ادارہ برائے عوامی تعاون اور ترقی اطفال اور راشٹریہ مہلا کوش 1860 کے سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ سوسائٹیاں (انجمن) ہیں۔ مرکزی سماجی بہبود بورڈ بھارتیہ کمپنی ایکٹ 1956 کی دفعہ 25 کے تحت رجسٹرڈ ایک فلاحی کمپنی ہے۔ ان اداروں کے تمام اخراجات بھارت سرکار اٹھاتی ہے۔ اور مذکورہ محکمے اس کے کاموں میں تعاون کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ پروگراموں رمنصوبوں کو لاگو کرنے میں بھی تعاون کرتے ہیں۔

قومی کمیشن برائے خواتین (N.C.W) کی تشکیل ملک کے ایک چوٹی کے قانونی ادارے کی شکل میں 1992 میں کی گئی تھی۔ جس کا کام خواتین کی آئینی اور قانونی تحفظاتی تدابیر کی جانچ کرنا اور انہیں موثر طریقے سے نافذ کرنا ہے۔

ایوارڈ

ہندوستانی تاریخ کی 5 اولین خواتین کے نام پر حکومت ہند نے 1999 میں 5 ایوارڈ شروع کئے ہیں۔ یہ خواتین ہیں۔ دیوی اہلیابائی ہولکر کنگی، ماتا جیجابائی، رانی گائی دن لیو، لیا تنگ اور رانی لکشمی بائی۔ ہندوستانی خواتین کو معاشرتی فروغ کے دوران قابل ذکر اشتراک کے لئے یہ ایوارڈ دیے جائیں گے۔ ہر انعام میں ایک لاکھ روپے کی نقد رقم اور توصیف نامہ دیا جاتا ہے۔

ترقی اطفال

مربوط ترقی خدمات برائے اطفال (ICDS)

ہندوستان میں 6 سال سے کم عمر کے تقریباً 15 کروڑ 78 لاکھ 60 ہزار بچے ہیں، جو ملک کی کل آبادی کا 15.37 فی صد ہیں۔ سن 1974 میں قومی اطفال حکمت عملی اختیار کئے جانے کے بعد 76-1975 میں 33 مربوط ترقی اطفالی خدمات بلاکوں ر منصوبوں کے ذریعہ اس پروگرام کی شروعات ہوئی اس پروگرام میں ضمنی غذا، ٹیکے لگانا صحت کی جانچ، مشورۂ صحت، قبل اسکول غیر رسمی تعلیم اور ماؤں کے لئے صحت و غذائی تعلیم جیسی سہولیات یک مشت طور پر مہیا کرائی جاتی ہیں۔ حاملہ اور زچگی والی مائیں 6 سال تک کے بچے اس پروگرام کے ہدف ہیں۔ مربوط ترقی اطفال خدمات کا دائرہ لگاتار بڑھتا گیا آئی سی ڈی ایس ملک میں اطفال کی حفاظت اور نشوونما کے لئے چلائے جانے والا اپنی طرح کا اکیلا سب سے بڑا پروگرام ہے۔ قومی آبادی پالیسی، 2000 کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے بھی مربوط ترقی اطفال خدمات کے نٹ ورک کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ 31 مارچ 2001 تک تقریباً 2.5 کروڑ بچوں اور 50 لاکھ ماؤں نے اس اسکیم کا فائدہ اٹھایا۔ ICGS (عام) اسکیم کے تحت سال 2000-1999 اور 2001-2000 کے دوران 510 پراجیکٹوں کو چلانے کی اجازت دی گئی۔ اس طرح اتر پردیش اور بہار کے کچھ علاقوں کو چھوڑ کر مربوط ترقی اطفال خدمات پروگرام ہمہ گیر ہو گیا ہے۔

ہر آئی سی ڈی سی منصوبے میں اوسطاً 140 مرکز برائے فروغ اطفال ہوتے ہیں۔ جنہیں آنگن باڑی مراکز کے نام سے جانا جاتا ہے جو آئی سی ڈی سی پروجیکٹ کے تحت خدمات فراہم کرنے کے اہم مراکز ہوتے ہیں۔

ICDS کی سب سے نچلی سطح کی اکائی دیہی رقبائلی علاقوں یا جنگی جھونپڑی والی بستیوں میں کام کرنے والی آنگن باڑیاں ہیں۔ دیہی علاقوں رجنگی جھونپڑی والی بستیوں میں عام طور پر تقریباً 1,000 کی آبادی پر ایک آنگن باڑی کھولی جاسکتی ہے۔ جبکہ قبائلی علاقوں میں 700 کی آبادی پر ایک آنگن باڑی کھولی جاسکتی ہے۔ ہر ایک آنگن باڑی کی دیکھ بھال کے لئے ایک آنگن باڑی کارکن ہوتا ہے اور اس کی مدد کے لئے ایک معاون بھی فراہم کیا جاتا ہے۔ کئی آنگن باڑیوں کی نگرانی کے لئے ایک نگراں ہوتا ہے۔

کسی بھی ایک آنگن باڑی کارکن 6 سال سے کم عمر کے تقریباً 60 بچوں اور 12 حاملہ اور زچگی والی خواتین کو خدمات فراہم کراتا ہے۔ ترقی اطفال افسر اس منصوبے کا سربراہ ہوتا ہے۔ جو خدمات کارکن اور انتظامیہ کے درمیان رابطہ کی کڑی ہوتا ہے۔ اس منصوبے کا نگراں آنگن باڑی کارکنوں کو مربوط ترقی اطفال خدمات کے پروگرام لاگو کرنے میں تعاون اور مشورہ دیتا ہے اس کے علاوہ وہ پروجیکٹ کی شکل کا دھیان رکھتے ہوئے 17 سے 25 آنگن باڑی کارکنوں روزگار پر مبنی خدمات بھی مہیا کراتا ہے۔

آئی سی ڈی سی مرکز کے ماتحت پروجیکٹ ہے اس کے لئے جہاں مرکزی حکومت منصوبے کے چلانے کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے پورا خرچ اٹھاتی ہے وہیں ریاستی حکومتیں تکملہ تغذیات کا خرچ برداشت کرتی ہیں۔ 2000-2001 کے دوران اس اسکیم کے نفاذ پر مرکزی حکومت نے 10.46 کروڑ روپے خرچ کئے۔ اس میں ضمنی تغذیاتی پروگرام کا خرچ شامل نہیں تھا۔

مربوط ترقی اطفال خدمات (ICDS) پروگرام سماجی، اقتصادی اور عورت و مرد کی نابرابری کو کم کرنا چاہتا ہے۔ محکمہ نے اسی منصوبے کے بھی اجزاء کا استعمال کرتے ہوئے بچیوں کے لئے خاص پروگرام تیار کئے ہیں جس میں خاص طور سے اسکولی تعلیم ادھوری چھوڑنے والی ان بچیوں کی طرف زیادہ توجہ دی جارہی ہے۔ جنھیں اب تک نظرانداز کیا جاتا رہا ہے۔ جن کی عمریں 11 سے 18 سال کے درمیان ہیں۔ دسویں منصوبے کی مدت کے پورا ہوجانے تک اس پروگرام کو لاگو کرنے والے بلاکوں کی تعداد 2,000 ہوجائے گی۔

آئی سی ڈی ایس تربیتی پروگرام۔ادیشا پروجکٹ

سنسکرت زبان میں ''اودیشا'' کا مطلب ہے صبح کی پہلی کرن۔ ادیشا عالمی بنک کی مدد سے چلایا جارہا، خواتین اور ترقی اطفال پراجیکٹ قومی پیمانے پر ایک تربیتی پروگرام ہے۔ ''ادیشا'' صحت، تغذیہ اور ابتدائی تعلیم اور بہتر والدینی دیکھ بھال کے میدانوں میں اجتماعی عمل کو فروغ دے کر بچوں کی جسمانی، سماجی، جذباتی اور ذہنی فروغ کی حوصلہ افزائی کرنا چاہتا ہے۔ جن کمیونٹیوں میں بچے رہتے ہیں، نشو ونما ہوتی ہے اور بڑھتے ہیں، ان میں نوعمر بچوں کے حقوق کی فراہمی کی حوصلہ افزائی کے لیے تعین قدر، تجزیہ اور معلوماتی کارروائی کے متواتر عمل کے لیے ''ادیشا'' کو بچوں کی دیکھ بھال کرنے والے کارکنان، والدین اور کمیونٹیوں کو اختیار دینے والا اہم ادارہ مانا جاتا ہے۔

عالمی بنک نے ہندوستان میں 1980 سے کئی پراجیکٹوں کے تحت بچپن کے نشو ونما کے لیے امداد فراہم کی ہے۔ ان میں 1980-89 میں تمل ناڈو مربوط تغذیائی پراجیکٹ (TINP-I)، 1990-1997 میں TINP-II، پراجیکٹ، 1991-1997 میں ICDS-I پراجیکٹ، 1993-2002 میں ICDS-II پراجیکٹ۔ یہ پراجیکٹ درحقیقت ستمبر 2000 تک ہی منظوری کیا گیا تھا، لیکن اسے بڑھا کر ستمبر 2002 تک کردیا گیا ہے اور اس میں آندھرا پردیش کو بھی شامل کرلیا گیا ہے۔ ICDS-II پراجیکٹ پر 2000-2004 کو ICDS-III خواتین اور ترقی اطفال پراجیکٹ 1999-2004 میں ملادیا گیا ہے۔

دیگر ترقی اطفال پروگرام

ابتدائی طفلی تعلیم (ECE) اور بال واڑی تغذیائی پروگرام (BNP) ان سبھی میدانوں میں لاگو کیے جارہے ہیں جہاں ICDS مراکز نہیں ہیں۔ ابتدائی طفلی تعلیم (ECE) اسکیم آندھرا پردیش، آسام، بہار، جموں و کشمیر، مدھیہ پردیش، اڑیسہ، راجستھان، اتر پردیش اور مغربی بنگال جیسے تعلیمی طور پر پچھڑی ریاستوں میں رضا کار تنظیموں کے ذریعے چلائی جارہی ہے۔ اس میں تین سے 6 سال کے بچوں کو قبل اسکول تعلیم دلائی جاتی ہے۔ سال 2000-2001 کے دوران بچپن سے پہلے کی تعلیم کے 663 مراکز چلانے کی مالی امداد منظور کی گئی، جس کا فائدہ کل 20,000 بچوں نے اٹھایا۔ بال واڑی، تغذیائی خوراک پروگرام پر

عمل ورآمد بھارتی آدم ذات سنگھ، ہریجن سیوک سنگھ، انڈین کونسل فار چائیلڈ ویلفیئر کے ذریعے کی جارہی ہے۔ اس اسکیم کے تحت 3 سے 5 سال کی عمر کے بچوں کو تکملہ تغذی خوراک دی جاتی ہے۔ سال 2001-2000 کے دوران 461 بال واڑیاں چلانے کے لیے مالی اعانت منظور کی گئی، جن میں کل 18,000 بچے تھے۔ محکمے سے ملنے والی مالی امداد سے رضا کار تنظیموں کے ذریعے 12,470 دارالاطفال چلائے جارہے تھے۔ یہ دارالاطفال غریب کام کاجی/ بیمار ماؤں کے بچوں کے فائدے کے لیے ہوتے ہیں، جن میں دن میں دیکھ بھال تکملہ تغذی خوراک، صحت کی دیکھ بھال اور دل کو بہلانے وغیرہ کی سہولت ہوتی ہے۔ قومی دارالاطفال فنڈ کی تشکیل 19.90 کروڑ روپے سے کی گئی تھی تاکہ دارالاطفال کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کیا جاسکے۔ فنڈ سے 31 مارچ 2001 تک 2,455 دار اطفال چلانے کی منظوری دی گئی۔ اس وقت 14,920 دارالاطفال کام کررہے ہیں، جن میں 3.73 لاکھ سے زیادہ بچوں کو دن میں دیکھ بھال کی سہولت مل رہی ہے۔

اعزازات

بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے قومی اعزازات کے شروعات 1979 میں بین الاقوامی سال اطفال کے دوران کی گئی تھی۔ ان کا مقصد فلاح اطفال کے لئے رضا کارانہ طور پر کام کرنے والوں کو حکومت کی طرف سے منظوری عطا کرنا تھا۔ فلاح اطفال کے میدان میں عمدہ کارکردگی کیلئے ہر سال پانچ اعزازات اداروں کو اور تین افراد کو عطا کئے جاتے ہیں ادارہ کو دو لاکھ روپئے اور توصیف نامہ اور انفرادی اعزاز حاصل کرنے والوں کو 50,000 روپے و توصیف نامہ دیا جاتا ہے۔

فلاح اطفال کے لئے قابل ستائش کام کرنے والے اشخاص کی حوصلہ افزائی کے لئے حکومت ہند نے راجیو گاندھی مانو سیوا اعزاز کی شروعات کی ہے۔ آنجہانی وزیر اعظم راجیو گاندھی کی یاد میں شروع کئے گئے اس اعزاز کے تحت کسی شخص کے ذریعے کی گئی قابل ستائش خدمات کے لئے ایک لاکھ روپے نقد اور توصیف نامہ عطا کیا جاتا ہے۔

قومی بہادری اعزازات کا آغاز 1957 میں بھارت سرکار نے کیا تھا۔ مشکل حالات میں غیر معمولی سوجھ بوجھ اور بہادری دکھانے کے لئے بچوں کو یہ اعزاز عطا کئے جاتے ہیں۔ قومی فلاح اطفال کونسل حکومت کے مالی تعاون سے یہ اعزاز دیتی ہے۔ ہر سال یوم جمہوریہ کی قبل شام کو وزیر اعظم یہ اعزاز عطا کرتے ہیں۔

حکومت ہند نے 1996 سے 4 تا 15 سال کے بچوں کے لئے قومی اعزازات کا آغاز کیا ہے۔ اس کے تحت پڑھائی۔ لکھائی فن تہذیب اور کھیل کود جیسے میدانوں میں نمایاں کارکردگی انجام دینے والے بچوں کو انعام عطا کئے جاتے ہیں۔ اس میں ایک گولڈ میڈل اور 32 سلور میڈل (ہر ریاست/مرکز کے زیر انتظام علاقے کے لئے ایک) دئے جاتے ہیں۔ گولڈ میڈل کے ساتھ 10 ہزار اور توصیف نامہ اور سلور میڈل کے ساتھ 5,000 روپے اور توصیف نامہ دیا جاتا ہے۔

قومی پالیسی اور بچوں کے لیے منشور

حکومت کا قومی ایجنڈا یہ ظاہر کرتا ہے کہ حکومت بچوں کے حقوق کے بارے میں ایک قومی منشور کے اعلانیہ کی خواہش مند ہے، جس کا مقصد یہ یقینی بنانا ہوگا کہ کوئی بھی بچہ ناخواندہ، بھوکا اور طبی سہولتوں سے محروم نہ رہے۔ مسودہ قومی پالیسی اور بچوں کے حقوق کے بارے میں منشور کو آخری شکل دی جارہی ہے۔ مسودے کے دستاویز پر تبصرے اور نظر ثانی کے لیے ریاستی حکومتوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو بھیجا گیا۔ ایک مسودا کیبنٹ نوٹ ان مرکزی وزارتوں/محکموں کو بھی، جو بچوں کے معاملوں سے جڑے ہیں، بھیجا گیا تاکہ وہ اپنے تبصرے دے سکیں۔ امید کی جاتی ہے کہ پارلیمنٹ کے موسم سرما میں اسے پیش کردیا جائے گا۔ یہ قومی پالیسی اور بچوں کے حقوق کے بارے میں اعلانیہ قومی اطفال پالیسی 1974 کی جگہ لے گا۔ حقوق اطفال کے بارے میں UNO

کانفرنس (اعلانیہ) ہندوستان نے 1992 میں حقوق اطفال کے بارے میں UNO منشور کی توثیق کی اور 1997 میں اپنی پہلی رپورٹ پیش کی۔ حقوق اطفال کے بارے میں UNO کانفرنس کمیٹی نے اس پہلی رپورٹ کا مطالعہ کیا اور اس کی بنیاد پر ہمارے تحریری جواب کے لیے "امور کی ایک فہرست" بھیجی۔ ہندوستان کا جواب حقوق اطفال کے بارے میں UNO کمیٹی کو 15 دسمبر 1999 کو سونپا گیا۔ دیگر وزارت/محکموں/ریاستی حکومتوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں سے جانکاری حاصل کرنے کے بعد ملک کی دوسری رپورٹ کا مسودہ تیار کیا گیا۔ فروری 2001 میں یہ آخری مسودہ رپورٹ وزارت/محکموں کو ان کی جانکاری اور آخری تبصرے کے لیے بھیجی گئی۔ رپورٹ کو منظور کر لیا گیا اور اسے جینوا میں PMI کو بھیج دیا گیا۔

اقوام متحدہ کنونشن برائے حقوق اطفال

بھارت نے 1992 میں بچوں کے حقوق کے بارے میں اقوام متحدہ کے کنونشن کی توثیق کی اور 1997 میں اپنی پہلی رپورٹ پیش کی۔ 15 دسمبر 1999 کو اس ابتدائی رپورٹ پر بھارت کا تحریری جواب حقوق اطفال کے بارے میں اقوام متحدہ کی کمیٹی کو سونپا گیا۔ محکمہ ترقی خواتین واطفال نے سکریٹری کی صدارت 15 ممبران کی نیشنل کوآرڈی نیٹنگ میکنزم کی تشکیل کی ہے جو بچوں کے حقوق کے بارے میں اعلانیہ کے عمل درآمد پر نگرانی رکھے گا اور اس سے براہ راست متعلقہ دیگر سبھی سرگرمیاں پر بھی دھیان رکھے گا۔

قومی کمیشن برائے اطفال

محکمہ برائے ترقی خواتین واطفال کا قومی کمیشن برائے اطفال کی تشکیل کرنے کا عمل چل رہا ہے۔ وزارت وسائل فروغ انسانی کے بارے میں پارلیمنٹ کی مستقل کمیٹی نے 1998 میں اپنی دو میٹنگوں میں اس طرح کی تجاویز کو اصولی طور پر منظوری دے دی ہے۔

کمیٹی کی سفارشوں کے بنیاد پر ایک مسودہ نوٹ تیار کیا گیا اور سبھی ریاستی حکومتیں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو انتظامیہ اور متعلقہ مرکزی وزارت/محکموں کو بھیج دیا گیا۔ زیادہ تر ریاستیں اور مرکزی علاقے اور مرکزی وزارت/محکمے عام طور سے اس تجویز سے متفق ہیں۔ 29 جون 1999 کو ہوئی میٹنگ میں قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کی طرح ہی قومی کمیشن برائے اطفال تشکیل کرنے پر عام اتفاق ظاہر کیا گیا۔ مسودہ بل حکومت کے زیر غور ہے۔ امید ہے پارلیمنٹ کے موسم سرما اجلاس میں اسے پیش کر دیا جائے گا۔

ترقی خواتین

سن 2001 کی مردم شماری کے مطابق بھارت میں خواتین کی تعداد 49.87 کروڑ ہے۔ جو ملک کی کل آبادی کا 48.2 فیصد ہے۔ آزادی کے بعد سے ہی خواتین کی ترقی، ترقیاتی کے منصوبوں کا اہم منشا رہی ہے۔ پچھلے 50 سالوں کے دوران اس سے متعلق حکمت عملی میں کئی تبدیلیاں آئی ہیں۔ جس میں 70 کی دہائی تک "بہبود" کے عزم سے 80 کی دہائی تک "ترقی" کی حکمت عملی بنی اور 90 کی دہائی میں "حقوق" پر پہنچا گیا ہے۔

محکمہ خواتین اور ترقی اطفال ابتدا سے ہی خواتین کی سماجی، اقتصادی سطح میں سدھار لانے کے لئے خصوصی طرح کے پروگرام بناتا رہا ہے۔ محکمہ خواتین اور ترقی اطفال ذریعے صحت، تعلیم، دیہی شہری ترقی وغیرہ جیسے دیگر ترقی کی راہوں پر گامزن پروگرام اور خواتین کو بااختیار بنانے کی طرف کی گئی کوششیں درج ذیل ہیں۔

بہبود اور تعاونی خدمات

کام کاجی عورتوں کے لئے ہوسٹلوں کی تعمیر کی اسکیم کا مقصد دیگر مقامات سے شہروں میں آنے والی کم آمدنی والے طبقے کی خواتین کو کم قیمت پر محفوظ رہائشی سہولت مہیا کراتا ہے۔ کچھ ہوسٹلوں میں ان عورتوں کے بچوں کے لئے دن کے وقت دیکھ بھال کی بھی سہولت مہیا ہے۔ سال 2001-2000 کے دوران 1,950 کام کاجی عورتوں کو رہنے کی سہولت فراہم کرانے کے لئے 29 مزید ہوسٹلوں کو منظوری دی گئی تھی۔ اس طرح اب کل ہوسٹلوں کی تعداد 870 ہوگئی ہے۔ جس سے 61,564 کام کاجی خواتین فائدہ اٹھارہی ہیں۔

حکومت ہند نے مرکزی علاقوں جز وقتی رہائش منصوبہ 1969 میں شروع کیا۔ اس پروگرام کے تحت ایسی عورتوں اور دو شیزاؤں کو عارضی رہائشی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ جو خاندانی مسائل، ذہنی تناؤ، سماجی استحصال بتائے جانے یا کسی دیگر وجہ سے مصیبت میں ہیں۔ یہ اسکیم ان سہولیات کا اہتمام کراتی ہے۔ جیسے: طبی دیکھ بھال، نفسیاتی علاج، صلاح و مشورہ (کونسلنگ) پیشہ دارانہ علاج، تعلیم، پیشہ وارانہ اور تخلیقی سرگرمیوں اور سماجی ہم آہنگی کی سہولیات۔ اس پروگرام میں 4,01,350 روپے متواتر عطیہ اور 50,000 روپے کا غیر متواتر عطیہ دیا جاتا ہے۔

تربیت اور روزگار

خواتین کو روزگار اور تربیت دینے کے لئے امدادی پروگرام 1987 میں شروع کیا گیا۔ اس کا مقصد زراعت، مویشی پالن، ہتھ کرگھا دست کاری، چھوٹی و دیسی صنعت اور ریلہ پروری (ریشم کیٹ پالن) جیسے خواتین کی اکثریت والے روایتی کاموں میں غریبی کی سطح سے نیچے زندگی گزارنے والی خواتین کو روزگار کے مواقع فراہم کرانے کے لئے ان کے ہنر میں مزید بہتری پیدا کرنا ہے۔ اس پروگرام میں بے سروسامان اور حاشیائی عورتوں اور کمزور طبقوں کے ایسے کنبوں پر خاص توجہ دی جارہی ہے جن کی سربراہ عورتیں ہیں۔ اب تک 4,91,795 لاکھ خواتین کو 96 پراجیکٹوں کے ذریعے فائدہ پہنچ چکا ہے۔

نوراڈ کی ترقیاتی ایجنسی (NORAD) سے امداد یافتہ خواتین کے تربیتی اور روزگار پروگرام کے تحت عوامی سیکٹر انڈرٹیکنگ / کارپوریشنز / خود مختار ادارے / رضا کار تنظیموں کو غیر روایتی تجارت میں خواتین کو تربیت دینے اور مناسب کاروبار فراہم کرانے کے لئے امداد دی جاتی ہے۔ انہیں برقیات، بجلی، کمپیوٹر پروگرامنگ، گھڑیوں کے پرزے، ہتھ کرگھا، کپڑا بنانا، بنائی، کتائی، کینٹین کا انتظام، فیشن ٹکنالوجی، اور دفتری انتظام جیسے جدید کاروباروں کی تربیت دینے کو ترجیح دی جاتی ہے۔ امداد کی خواہش مند تنظیموں کو مالی امداد دی جاتی ہے۔ ان پروگراموں سے اب تک 1,850 پراجیکٹوں کے ذریعے 2.50 لاکھ عورتوں کو فائدہ پہنچا ہے۔

دیہی پہاڑی اور قبائلی علاقوں کی ضرورت مند خواتین کے تعلیم کی کثیف اسکیم 1958 میں اور پیشہ ورانہ تربیت کا پروگرام 1975 میں شروع کیا گیا۔ بعد میں ان اسکیموں میں ترمیم کی گئی۔ 91-1990 سے ترمیم شدہ اسکیم کا نفاذ عمل میں آرہا ہے۔ کثیف تعلیم اسکیم کے تحت رضا کار تنظیموں کو دو سالہ کورس چلانے کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے تاکہ 15 سال سے زیادہ عمر کی خواتین میٹرک / سیکنڈری / انٹرمیڈیٹ اور پرائمری سطح کے امتحانات پاس کرنے میں اہل ہوسکیں۔ پیشہ وارانہ تربیتی پروگرام کے تحت ڈریس ڈیزائننگ، کمپیوٹر، ٹائپ سیٹنگ، بوتیک، ہتھ کرگھا، نرسری، معلمہ، اسٹینو جیسے پیشوں کی تربیت کے لئے مالی امداد فراہم کرائی جاتی ہے۔ 2001-2000 کے دوران ایسے 443 کورسوں کو منظوری دی گئی اور 247.47 لاکھ روپے کی رقم منظور کی گئی۔ جس میں 11,225 خاتون امیدواروں کو فائدہ پہنچا۔

مرکزی سماجی بہبود بورڈ نے خواتین کو پیشہ وارانہ تربیت دینے اور ان کے ہنر کو بڑھانے کے لے 1975 میں کاروباری

تربیت پروگرام شروع کیا۔ رضا کار تنظیموں کے ذریعے دیہی، قبائلی، پچھڑے اور شہری جھگی۔ جھونپڑی بستیوں میں یہ تربیتی پروگرام چلائے جاتے ہیں۔ اس کے تحت کمپیوٹر تربیت، کمیونٹی صحت کارکن، پیرامیڈیکل کاروباروں، ٹائپنگ، شارٹ ہینڈ جیسے پیشوں کی تربیت دی جاتی ہے تاکہ وہ روزگار حاصل کرنے کے اہل ہو سکیں۔ سبھی ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ریاستی سماجی بہبود وصلاح کار بورڈوں کے ذریعے ان تنظیموں کی پہچان کی جاتی ہے۔

سماجی۔معاشی پروگرام

سماجی۔معاشی پروگرام بے سہارا خواتین، بیواؤں، جن کو چھوڑ دیا گیا ہو اور جسمانی طور پر معذور عورتوں کو روزگار فراہم کرانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی خواتین کاروباریوں کو اپنی مصنوعات کی نمائش اور فروخت کرنے کے لیے بھی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ مرکزی سماجی فلاح و بہبود بورڈ غریب اور ضرورت مند عورتوں کے لیے زراعت پر مبنی اکائیوں جیسے ڈیری، مرغی پالن، سور پالن، بکری پالن وغیرہ، کام کے لیے رضا کار تنظیموں کی مدد کرتا ہے۔ لیکن پچھلے کچھ سالوں سے زراعت پر مبنی اکائیوں کے قیام کی تجاویز پر غور نہیں کیا جا رہا ہے۔ رضا کار تنظیموں کو پیداواری اکائیاں قائم کرنے کے لیے ہمت افزائی کی جاتی ہے۔ ضلع صنعتی مرکز، کھادی اور دیہی صنعت مرکز ان پراجیکٹ تجاویز کو منظوری دیتے ہیں، جو ان پراجیکٹوں کی عمل پذیری کا دھیان رکھتے ہیں۔ مرکزی سماجی بہبود بورڈ پیداواری اکائی قائم کرنے کے لیے مالی امداد فراہم کرتا ہے۔ الگ الگ معاملے پر غور کر کے اسی حساب سے مالی اعانت دی جاتی ہے جس کی زیادہ سے زیادہ حد 3 لاکھ ہے۔

سوئم سدھا (Swaymsidha)

''سوئم سدھا'' اسکیم مارچ 2001 میں شروع کی گئی۔ یہ اندرا مہیلا یوجنا کی ہی ترمیم شدہ شکل ہے، جس میں خواتین کے تفویض اختیار کا مربوط پروگرام بھی شامل کر دیا گیا ہے اور اسے ''سوئم سدھا'' نام دیا گیا ہے۔ موجودہ 238 بلاکوں میں چل رہے اس پروگرام کو دسویں منصوبے کے آخر تک 650 بلاکوں میں وسعت فراہم کی جائے گی۔ خواتین کو تفویض اختیار کا مربوط پروگرام (IWEP) کا مقصد ہے بااختیار خواتین کی ہمت افزائی کرنا جو سماج، کمیونٹی اور حکومت سے اپنے حقوق کا مطالبہ کریں، جن کی رسائی اور کنٹرول، مادی، سماجی اور سیاسی وسائل تک بڑھی ہو، جن کی بیداری اور بہتر ہنر مندی بہت افزونی ہو۔

اس اسکیم کے فوری مقاصد ہیں۔ خود اعتماد خواتین کے خود امدادی گروپ بنانا، ان گروپوں کے ممبروں میں اعتماد اور شعور و بیداری پیدا کرنا، معاشی وسائل پر ان کا کنٹرول، چھوٹے قرضوں تک خواتین کی رسائی بڑھانا، مقامی سطح کے منصوبوں میں عورتوں کی شراکت، DWCD (خواتین و اطفال فلاح و بہبود کا محکمہ) اور دیگر محکموں کی خدمات کو یکساں شکل فراہم کرنا۔ یہ اسکیم ریاستی حکومت، ریاستی سطح پر پہچان کیے گئے اہم محکموں اور لاگو کرنے والی بلاک سطحی ایجنسیوں کے ذریعے جاری ہوں گے۔

سُوا۔شکتی پروجیکٹ

سوا شکتی پروجیکٹ جو پہلے دیہی خواتین کی ترقی اور اختیارات کا مجاز بنانے کا پروجیکٹ کہلاتا تھا اس کو مرکز کے منصوبے کے طور پر 16 اکتوبر 1998 کو 5 سال کے لئے منظور کیا گیا اور اس کے لئے 186.21 کروڑ روپے کا اہتمام رکھا گیا اس کے علاوہ فائدہ اٹھانے والے گروپوں کو خاص طور سے شروعاتی دور میں سود شدہ قرض مہیا کرانے کے لئے پروجیکٹ مدت کے دوران 5 کروڑ روپے فراہم کرائے گئے۔ اس پروجیکٹ کے درج ذیل مقاصد ہیں۔ (1) خود کفیل خواتین کو 7,400 سے 12,000 تک سلف ہلپ گروپ (ایس۔ایچ۔جی۔) تشکیل کرنا، ہر گروپ میں 15 سے 20 ممبران ہوں گی جو وسائل کا بہتر ڈھنگ سے استعمال کر کے اپنی معیار زندگی میں سدھار لائیں گی (2) خواتین کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے مدد کرنے والی ایجنسیوں کی

اداری صلاحیت کو مضبوط اور اثر پذیر بنانا (3) سلف ہلپ گروپ (ایس۔ ایچ۔ جی) اور قرض دینے والے اداروں کے درمیان رابطے کو فروغ دینا تاکہ آمدنی پیدا کرنے کے کاموں کے لئے خواتین کو قرض کو سہولتیں مستقل یقینی بنائی جاسکیں (4) خواتین کے بہتر معیار زندگی کے لئے نچلی سطح کے کاموں سے آزادی اور وقت کی بچت کرنے والے آلات کے ساتھ وسائل کا آسانی سے مہیا کرانا اور (5) آمدنی پیدا کرنے والے کاموں میں خواتین کو شامل کرکے خواتین خاص طور پر غریب خواتین کی نگرانی آمدنی اور اخراجات پر بڑھانا۔ اترپردیش، مدھیہ پردیش، گجرات، جھارکھنڈ، کرناٹک اور بہار کے 35 اضلاع میں یہ پراجیکٹ چلایا جارہا ہے۔

بالیکا سمردھی یوجنا (B S Y)

یہ اسکیم مربوط اسکیم ہے جس کا مقصد لڑکیوں کی زندگی کے معیار کو اوپر اٹھانا ہے۔ BSY کی شروعات 2 اکتوبر 1997 کو ہوئی تھی۔ اسکے تحت 15 اگست 1997 کو یا اس کے بعد پیدا ہونے والی لڑکیوں کی ماں کو 500 روپے کی امدادی رقم دی جائیگی تاکہ وہ پیدائش کے بعد کی اپنی غذائی ضرورتیں پوری کرسکیں۔

1999 میں اس اسکیم میں کچھ تبدیلی کی گئی ہے، یعنی پیدائش کے بعد جو ہر ایک لڑکی کو 500 روپے کی امداد دی جاتی ہے (نہایت غریبی کی حالت میں رہنے والے خاندان کی دو لڑکیوں تک محدود) نیز وہ رقم لڑکی کے نام بینک میں محفوظ کردی جائے گی۔ اگر قرب و جوار میں بینک نہیں ہے تو وہ رقم ڈاک خانہ میں جمع کردی جائے گی اور لڑکی جب اسکول جانے لگے گی تو اس کا سالانہ وظیفہ بھی اسی کے کھاتے میں جمع کردیا جائے گا یہ وظیفہ پہلی کلاس سے میٹرک تک کے لئے ہے۔

لڑکی کی عمر 18 سال ہونے اور تب تک غیر شادی شدہ رہنے پر سود کے ساتھ یہ رقم اسے مل جائے گی۔

خواتین اور بچوں کے جنسی استحصال کے خلاف کارروائی کا منصوبہ

عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) نے 9 جولائی 1997 کو ایک مقدمے کے معاملے میں ایک حکم نامہ جاری کیا تھا، جس میں دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ عصمت فروشی کے مسئلے، دوشیزہ طوائفوں اور طوائفوں کے بچوں سے منسلک مسئلوں کا بغور مطالعہ کرنے کے لئے ایک اسکیم بنانے اور ان کی بہتری اور آبادکاری کے لئے مناسب منصوبے بنانے کی ہدایت کی تھی۔

اس کے مطابق عصمت فروشی، دوشیزہ طوائفوں اور پیشے وارانہ جنسی استحصال کی شکار طوائفوں کے بچوں اور خواتین و بچوں کی تجارت اور مظلوم عورتوں کے بچوں سے متعلق معاملوں کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تاکہ ایسے منصوبے بنائے جاسکیں جو عدالت عظمیٰ کی ہدایتوں کے مطابق و موافق ہوں۔ کمیٹی کے ذریعے بنایا گیا کارروائی کا مسودہ عزت ماب وزیر اعظم کی صدارت میں ہوئی ایک بیٹھک میں منظور کرلیا گیا ہے۔

کارروائی کے منصوبے سے مرکزی حکومت کی وزارتوں رمحکموں، غیر سرکاری تنظیموں، عوامی اور نجی سیکٹر میں اور سماج کے دیگر طبقوں کی سرگرمیوں کی رہنمائی ملے گی۔ منصوبے کی کارروائی میں شامل مدے درج ذیل ہیں۔ غیر قانونی تجارت کی روک تھام، بیداری پیدا کرنا اور سماجی تحریک پیدا کرنا، صحتی خدمات، تعلیم اور بچوں کی دیکھ بھال، رہائش، پناہ گاہوں و شہری سہولیات کا انتظام، معاشی خودمختاری قانونی اصلاح واحکام نافذ کرنا، بچاؤ و آبادکاری سے متعلق تنظیمیں مشینری اور طریقہ کار۔ خواتین اور بچوں کی غیر قانونی تجارت اور پیشہ وارانہ جنسی استحصال کا سامنا کرنے کے لئے تشکیل دی گئی۔ کمیٹی کی رپورٹ اور کارروائی کے منصوبے مرکزی حکومت کی متعلقہ وزارتوں رمحکمہ اور ریاستی حکومتوں رمرکزی علاقوں کو ارسال کردی گئی ہے تاکہ وہ کارروائی کے نکات کو نافذ کرسکیں۔

عورتوں سے متعلق پروگراموں پر خاص دھیان دینے کے لیے سال 2001 کو ''خواتین کو با اختیار بنانے کا سال'' کے طور پر، اعلانیہ جاری کیا گیا۔ اس سال کے دوران نئے پروگرام شروع کرنے اور قانونی تبدیلیوں پر خاص زور دیا جائے گا۔ اس سال کی کچھ حصولیابیاں یہ ہیں۔ خواتین کو ''استری شکتی پرسکار'' خواتین کو با اختیار بنانے کے لیے قومی پالیسی تیار کرنا، خواتین کو با اختیار بنانے کا مربوط پروگرام (سوئم سدھا) شروع کرنا، پارلیمنٹ کے ممبران اور سب سے نچلے طبقے کی عورتوں کے درمیان ٹیلی کانفرنس، عورتوں پر تشدد روکنے سے متعلق ضلع سطحی کمیٹیوں کو عمل پذیر بنانے کے لیے رہنمائی فراہم کرنے کے امور اور مصیبت زدہ عورتوں کے لیے ہیلپ لائن۔

قومی کمیشن برائے خواتین

قومی کمیشن برائے خواتین کی تشکیل 31 جنوری 1992 کو قومی خواتین کمیشن ایکٹ 1990 کے تحت کی گئی تھی۔ کمیشن کو سونپے گئے کام جامع اور مختلف النوع ہیں۔ جو خواتین کے حقوق وان کے فروغ کو تحفظ فراہم کرنے سے متعلق تقریباً تمام پہلوؤں سے جڑے ہوئے ہیں۔ کمیشن میں ایک صدر، پانچ ممبر اور ایک ممبر سکریٹری (معتمد) ہوتا ہے۔ یہ سبھی عہدیدار مرکزی حکومت کے ذریعے نامزد کئے جاتے ہیں۔

کمیشن اپنی ہدایتی سرگرمیوں جیسے قانون کا جائزہ، ظلم سے متعلق کسی خاص فرد کی شکایتوں کے معاملوں میں مداخلت کرنے اور مناسب و قابل عمل ہونے پر خواتین کے مفاد کے تحفظ کے لئے تدبیری کارروائی کرنے والے کاموں میں مسلسل عمل پیرا ہے۔ کمیشن نے خواتین کو جلد انصاف دلانے کو سب سے زیادہ ترجیح دی ہے۔ اس مقصد کے لئے کمیشن ''پاریوارک مہیلا لوک عدالتیں'' لگانے، خاندانوں کے نزاعی معاملوں میں مشاورتی خدمات دینے اور خواتین میں قانون کے تئیں بیداری لانے کے لئے تربیتی پروگرام منعقد کرنے کا کام کرتا ہے۔

راشٹریہ مہیلا کوش

30 مارچ 1993ء میں 31 کروڑ روپے کی پونجی سے راشٹریہ مہیلا کوش کی تشکیل کی گئی۔ اس کا اہم مقصد غریب خواتین، بالخصوص غیر رسمی حلقوں کی مفلس خواتین کی قرض سے متعلق ضرورتوں کو پورا کرنا ہے۔ اسے 1860 کے سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے تحت قائم کیا گیا تھا۔ جس کے نظم ونسق کے لئے ایک گورننگ بورڈ بنایا گیا ہے۔ ریاستی وزیر برائے ترقی خواتین واطفال فنڈ کے صدر ہوتے ہیں۔ کوش نے 30 اپریل 2001 تک 103.52 کروڑ روپے کے قرض منظور کئے تھے۔ جن سے 868 غیر سرکاری تنظیموں کے تعاون سے 4,07,108 لاکھ خواتین مستفیض ہوئیں۔ معمولی قرض دینے کے علاوہ راشٹریہ مہیلا کوش نے خواتین کو خود امدادی گروپ بنانے اور انہیں استحکام بخشنے کے لئے بھی غیر سودی قرض کی ایک اسکیم بنائی ہے۔ جسے گرانٹ میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت 25 رضا کار پارٹیوں کو ایک لاکھ روپے کا بغیر سودی قرض دیا جاتا ہے کچھ شرطیں پوری کرنے پر یہ قرض امداد میں بدل سکتا ہے۔ اس میں 30 اپریل 2001 تک 396 غیر سرکاری رضا کار پارٹیوں کو سیلف ہلپ گروپ بنانے کے لئے 363.98 لاکھ روپے منظور کئے گئے۔

قومی عوامی تعاون اور ادارۂ ترقی اطفال

قومی عوامی تعاون اور ادارہ ترقی اطفال خواتین اور اطفال کی ترقی کے محکمے کے تحت کام کرنے والا خودمختار ادارہ ہے۔ ادارے کے خصوصی مقاصد میں، سماجی ترقی میں خود کے کاموں کو بڑھاوا دینا، ترقی اطفال کی سرگرمیوں کا جامع ڈھنگ سے معائنہ کرنا اور قومی حکمت عملی برائے اطفال کے مطابق پروگراموں کو فروغ دینا اور ان کی حوصلہ افزائی کرنا شامل ہے۔ ادارہ سماجی،

ترقی میں سرکاری اور رضا کارانہ کوششوں کے درمیان تال میل رکھنے اور سرکاری اور رضا کارانہ کوششوں سے بچوں سے متعلق پروگراموں کے لئے یکساں بنیادی ڈھانچہ فراہم کرنے کے لئے بھی کام کرتا ہے۔

اپنے ان مقاصد کے حصول کے لئے ادارہ تحقیق اور ترقی کا مطالعہ بھی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ پروگرام کو نافذ کرنے والے کارکنوں کے لئے تربیتی پروگرام، کانفرنس، سیمینار و ورکشاپ کا انعقاد اور اطلاع و تدوین اسناد خدمات منعقد کرانے میں بھی شمولیت رکھتا ہے۔ ادارہ مربوط ترقی اطفال خدمات پروگراموں کے کارکنان کو تربیت دینے والا چوٹی کا ادارہ ہے۔ ادارے کے بنگلور، گوہاٹی اور لکھنؤ میں تین علاقائی مراکز بھی ہیں۔

مرکزی سماجی بہبود بورڈ

ملک میں سماجی بہبود سے متعلق سرگرمیوں کو بڑھاوا دینے، خواتین بچوں اور معذوروں کے بہبودی کے پروگراموں کو رضا کار تنظیموں کے تعاون سے نافذ کرنے کے لئے 1953 میں مرکزی سماجی بہبود بورڈ قائم کیا گیا تھا۔ بورڈ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ آزاد بھارت میں یہ پہلی تنظیم ہے جو خواتین اور اطفال کے ترقیاتی پروگراموں کو نافذ کرنے میں عوامی امداد حاصل کرنے کے لئے غیر سرکاری اداروں سے مدد لے رہی ہے۔ 1954 میں ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں ریاستی سماجی بہبود بورڈ تشکیل دیئے گئے۔ بورڈ کے ذریعہ نافذ کئے گئے پروگراموں میں ضرورت مند بے سہارا خواتین کی سماجی، معاشی ترقی کے پروگرام، عورتوں و دوشیزاؤں کے لئے تعلیم و پیشہ وارانہ تربیت کے پروگرام، دیہی وغریب خواتین میں بیداری پیدا کرنے کے پروگرام، خاندانی مشاورتی مراکز رضا کارانہ کارروائی بیورو، بچوں کے لئے تعطیلی کیمپ، سرحدی علاقوں میں بہبودی کی توسیع کے منصوبے اور بال واڑی، اطفال خانہ، کام کاجی عورتوں کے لئے ہوسٹل کی سہولیت فراہم کرانا شامل ہے۔

خوراک اور تغذیہ بورڈ

خوراک اور تغذیہ بورڈ کو قومی تغذیہ یائی پالیسی کے تحت یکم اپریل 1993 کو محکمہ ترقی خواتین اور اطفال میں تبدیل کردیا گیا۔

خوراک اور تغذیہ بورڈ کے دلی، ممبئی، کلکتہ، اور چنئی میں چار علاقائی دفاتر اور 29 ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں 43 کمیونٹی خوراک اور تغذیہ کی توسیعی اکائیاں ہیں۔ خوراک اور تغذیہ بورڈ کی سرگرمیوں کے شعبے ہیں۔ تغذیہ تعلیم اور حالت کا تعین، پھلوں اور سبزیوں کے گھریلو تحفظ کی تربیت، مربوط اطفال فروغ کے پروگرام کے تحت تکمیلی خوراک کی دیکھ بھال، تعلیمی اور تربیتی مواد کی ترقی اور تقسیم، عوامی بیداری تحریک، تغذئی خوراکوں کا فروغ اور پیش رفت، خوراک کا تغذیہ اور معیار بندی، تحقیق اور فروغ اور قومی تغذیہ پالیسی اور معیار بندی، تحقیق و فروغ اور قومی تغذیہ پالیسی پر عمل درآمد۔

اطلاع اور عوامی تعلیم

خواتین اور ترقی اطفال سے متعلق سبھی معاملوں کے بارے میں اطلاعات کی ترسیل کے سبھی دستیاب ذرائع سے ہدف کئے ہوئے گروپوں اور عوام تک پہونچانے کی سنجیدہ کوششیں کی جارہی ہیں معاشرتی ترقی کا نشانہ حاصل کرنے کیلئے لوگوں کا نقطہ نگاہ/نظریہ بدلنا ضروری ہے۔

اس کے لئے انہیں معلومات فراہم کرنے، انہیں ترغیب دینے کے لئے بیرونی تشہیراتی سرگرمیاں چلائی جارہی ہیں۔ اس کے خاص مقاصد میں بچوں کی مزدوری، بچیوں اور بچوں کی مکمل نشو ونما، عورتوں کو بااختیار بنانے، تغذیہ، عورتوں کو برابری کا درجہ

دلانے اور بچپن کی شادی، جہیز، بچیوں کا جنسی استحصال جیسے معاملوں پر رائے عامہ تیار کرتا ہے۔

پنشن اور حاملین پنشن کی بہبود

روزگار، عوامی شکایات اور وزارت پنشن کے تحت محکمہ پنشن اور حاملین پنشن کی بہبود، پنشن سے متعلق عموی پالیسی کا تعین کرنے والی مرکزی ایجنسی ہے۔ یہ محکمہ ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد ملازموں کو ملنے والے مختلف فائدوں کے بارے میں شکایتوں کو دور کرنا اور حاملین پنشن کی بہبود کے اقدام کرتا ہے۔ پچھلے کچھ سالوں میں پنشن کے انتظامی طریقہ کار کو آسان اور کارگر بنانے کے لئے کئی قدم اٹھائے گئے ہیں۔ پانچویں مرکزی تنخواہ کمیشن کے مطابق پنشن، فیملی پنشن کی شرحوں میں جو اضافے کئے گئے ہیں وہ اس طرح ہیں:

(1) کم سے کم پنشن / فیملی پنشن 1275 روپیے ماہانہ طے کردی گئی ہے بشرطیکہ کہ پیشتر جس عہدہ سے سبکدوش ہوا ہے اس کا کم سے کم مشاہرہ حقیقی پنشن / فیملی پنشن کی رقم سے بالترتیب 50 فیصد اور 30 فیصد سے کم نہ ہو (2) کیموٹیشن کو پنشن کا 40 فیصد کردیا گیا ہے (3) گریجویٹی کی حد بڑھا کر ساڑھے تین لاکھ کردی گئی ہے۔ (4) فیملی کی تعریف وسیع کردی گئی ہے اور اس میں والدین کو بھی شامل کرلیا گیا ہے جو یکم جنوری 1998ء سے فیملی پنشن کے حقدار ہوں گے (5) ڈپازٹ لنکڈ بیمہ اسکیم کے تحت ادا کی جانے والی رقوم 30 ہزار سے بڑھا کر 60 ہزار روپیے کردی گئی ہے۔ (6) مرکزی حکومت کے ان سبھی حاملین پینشن کو 100 روپے ماہانہ میڈیکل الاؤنس ملے گا جو ایسے علاقوں میں رہتے ہیں جہاں مرکزی صحتی خدمات فراہم نہیں ہیں۔ (7) 18 نومبر 1960 سے 31 دسمبر 1985 کے درمیان ریٹائر ہونے والے مرکزی پرویڈنٹ فنڈ کے حاملین (جنہوں نے سبکدوشی سے پہلے 20 سالہ سروس مدت پوری کی تھی) کو یکم نومبر 1997 سے 600 روپے فی ماہ کی شرح سے اضافی رقم دی جائے گی (8) وزارت [illegible] سے متعلق پارلیمنٹ کی مستقل کمیٹی کی 44 ویں رپورٹ کے پیرا 61 میں کی گئی سفارشوں کے مطابق مرکزی حکومت کی خدمات سبکدوش والے ملازمین کو پینشن اور دیگر ادائیگی وقت پر کرنے کے بارے میں تفصیلی ہدایتیں دی گئی ہیں۔ اس میں یہ بھی اہتمام ہے کہ خدمات سے سبکدوش ملازمین کو گریجویٹی کی ادائیگی میں دیر ہونے پر دیا جانے والا سود، متعلقہ افسران / سپروائزر اور آفس انچارج کی تنخواہوں میں سے تناسبی بنیاد پر کاٹا جائے گا (9) فیملی پنشن پانے والے سبکدوش اشخاص کو 18 جولائی 1997 سے فیملی پنشن پر مہنگائی راحت اسی حالت میں ادا ہوگی، اگر ان کی دوبارہ خدمات کی تنخواہ، عہدے کے کم از کم تنخواہ اسکیل کے برابر کردیا گیا ہو، (10) مرکزی حکومت کے وہ ملازمین جنہیں ان کے محکمہ کے پبلک سیکٹر کی اکائی / خودمختار تنظیم میں شامل ہوجانے پر یکمشت رقم حاصل ہوئی ہو انکو عدالت عظمی کے 15 دسمبر 1995 کے فیصلے کے مطابق، ترمیم شدہ پنشن کے ایک تہائی کیموٹڈ حصے کی بحالی کا حق ہے۔ پنشن کی اس دوبارہ حاصل اور مربوط رقوم پر ہنگامی راحت بھی دی جائے گی۔ سپریم کورٹ کے 26 اپریل 2000 کے فیصلے کی وجہ سے پنشن کے ایک تہائی کیموٹڈ حصے کے بجائے پوری پنشن پر مہنگائی راحت کو منظوری دی گئی ہے۔ حکومت نے مرکزی حکومت کے سبھی شہری پینشن ہولڈروں کو شناختی کارڈ جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

11۔عوامی ذرائع ابلاغ

بھارت جیسے ملک میں ارتقاء کی پالیسیوں اور پروگراموں کے تئیں عوام میں بیداری پیدا کرنے کی راہ میں عوامی ذرائع ترسیل کا رول بہت اہم ہے۔ یہ انہیں ملک کی تعمیر کے کام میں سرگرم ساجھے دار بننے کے لئے اکساتا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے عوامی ذرائع ابلاغ کے روایتی اور عوامی طور طریقوں وسیٹلائٹ کے ذریعے ہونے والی ابلاغ کے ساتھ ساتھ جدید ترین سماجی بصری ابلاغ کے بیچ منطقی اور تدابیری طریقے سے رابطہ قائم رکھنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ وزارت اطلاعات ونشریات اس میدان کی سب سے اہم ایجنسی ہے۔ نشریات کے شعبے میں پرسار بھارتی ہے جسے 1997 کے ایکٹ کے تحت تشکیل دیا گیا اور دوردرشن اور آکاش وانی کو اس کے تحت لایا گیا۔ اس کے علاوہ، ملک بھر میں تقریباً 100 نجی چینل اور کیبل نٹ ورک نشریات کے شعبے کے تحت ہیں۔ اطلاعات کے شعبے میں اخبارات ہیں جن کے کام کاج پر پریس کونسل آف انڈیا نگرانی رکھتی ہے۔ اسکے علاوہ سرکار کی میڈیا اکائیاں بھی ہیں جو اس طرح ہیں۔ پریس انفارمیشن بیورو، ڈائرکٹریٹ آف ایڈورٹائزنگ اینڈ ویژول پبلسٹی، پبلیکیشنز ڈویژن، ڈائرکٹریٹ آف فیلڈ پبلسٹی، سانگ اینڈ ڈرامہ ڈویژن، فوٹو ڈویژن اینڈ دی ریسرچ، ریفرنس اینڈ ٹریننگ ڈویژن۔ فلم بنانا غیر سرکاری سیکٹر میں ہے۔ لیکن فلم ڈویژن، ڈائرکٹریٹ آف فلم فیسٹیول، نیشنل فلم ڈیولپمنٹ کارپوریشن، سنٹرل بورڈ آف فلم سرٹیفکیشن، فلم آرکائیو آف انڈیا اینڈ چلڈرن فلم سوسائٹی کے ذریعہ حکومت فلموں کے سیکٹر میں بھی اپنا اشتراک کرتی ہے۔ گورنمنٹ نے دو فلم ادارے قائم کئے ہیں۔ ان میں پہلا پونے میں اور دوسرا کلکتہ میں ہے۔

پچھلے دو دہوں میں ٹکنالوجی میں ہوئی ترقیوں کے نتیجے میں اطلاعات ونشریات کے شعبے میں انقلابی تبدیلیاں ہورہی ہیں۔ 1980 کے دہے میں دوردرشن نے اپنے چینلوں کے قومی پیمانے پر نشریات کے لئے ان سیٹ کا استعمال شروع کیا اور ملک بھر میں 1000 سے زیادہ ارضی ٹرانسمیٹر قائم کئے ہیں۔ 90 کی دہائی میں ملک کے کئی حصوں میں نجی ٹیلیویژن چینلوں کا جال بچھ گیا۔ اطلاعات کو جمع کرنا اور نشریات میں کمپیوٹر کے استعمال سے انقلابی ترقی ہوئی ہے۔

کنورزنس کے مختلف طرح کے استعمال کا رواج ایک تکنیکی انقلاب ہے جس نے کل میڈیا منظر کو متاثر کیا ہے۔ فلم، ٹیلیویژن اور میوزک انڈسٹری کی مختلف شاخوں میں بھی نظام اپنایا جارہا ہے۔ یہ سبھی صنعتیں، کمپیوٹر، آڈیو ویڈیو ٹیپ کا استعمال کررہی ہیں ٹیلی کمیونیکشن ہو، کمپیوٹر ہو یا نشریات ہو سبھی کے لئے ایک ہی سیٹلائٹ اور آپٹکل فائبر کو اطلاعات کی نشریات کے اساسی ساخت کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ کمپیوٹر نہ صرف اطلاعات کے تحویل کے لئے استعمال ہورہا ہے، بلکہ اطلاعات حاصل کرنے اور نشریات کے لئے بھی اس کا بڑے پیمانے پر استعمال ہورہا ہے۔ حکومت کنورزنس قانون کا خاکہ تیار کرنے کی کوشش کررہی ہے۔ اس قانون میں نشریات، ٹیلی کمیونکیشن اور اطلاعاتی تکنیک تینوں شعبوں کے ترقیاتی مسائل اور ضابطہ کے بارے میں متحدہ طور پر گنجائش رکھی جائے گی۔

100 سے زیادہ ایف ایم ریڈیو اسٹیشنوں کی منظوری دی گئی ہے جنہیں نجی کمپنیوں کے ذریعہ قائم کیا جائے گا اور چلایا جائے

گا۔حکومت نے ملک کے ٹیلیویزن چینلوں کے اپ لنکنگ پالیسی کو سہل بنایا ہے، کیبل چینلوں پر چوری کی فلموں کو دکھانے سے روکنے اور شراب، تمباکو اور ماں کے دودھ کی متبادل مصنوعات پر پابندی لگانے کے لئے کیبل نٹ ورک قانون میں ترمیم کی گئی ہے۔اس ترمیم کے تحت کسی بھی کیبل نٹ ورک کو دوردرشن کے کم از کم تین چینل دکھانا بھی لازمی بنایا گیا ہے۔حکومت نے کچھ شرائط کے ساتھ ڈائرکٹ ٹو ہوم (ڈی۔ٹی۔ایچ) خدمات کی منظوری دینے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ اس سے متعلق رہنا خطوط 15 مارچ 2001 کو جاری کیے گئے۔جو کہ وزارت کی ویب سائٹ nib.nic.in پر دستیاب ہے۔

الیکٹرانک میڈیا

آکاش وانی

بھارت میں نشریات کی شروعات 1927 میں ممبئی اور کلکتہ کے دو نجی ملکیت والے ٹرانس میٹروں سے ہوئی تھی۔حکومت نے ان ٹرانس میٹروں کو 1930 میں اپنے اختیار میں لے لیا اور انڈین براڈ کاسٹنگ کے نام سے اسے چلانا شروع کر دیا۔1936 میں اسے "آل انڈیا ریڈیو" نام دیا گیا اور 1957 میں اسے "آکاش وانی" کے نام سے جانا جانے لگا۔آل انڈیا ریڈیو عوام کی معیاری تفریح کرانے کے ساتھ ہی ان تک اہم جانکاری پہنچانے کا بھی موثر ذریعہ ہے۔

نیٹ ورک

حصول آزادی کے وقت ملک میں 6 ریڈیو اسٹیشن تھے۔اس وقت آکاش وانی نٹ ورک میں 208 مراکز اور 327 ٹرانسمیٹر کام کر رہے ہیں۔ان میں 149 میڈیم ویو، 55 شارٹ ویو اور 123 ایف۔ایم۔ٹرانسمیٹر ہیں۔اس نیٹ ورک کے ذریعہ ملک کے 80 فیصد علاقے میں کل 98.8 فیصد عوام تک آکاش وانی نشریات پہنچتی ہیں۔

موسیقی

آکاش وانی کے کل نشریاتی اوقات میں سے 40 فیصد اوقات کلاسیکی سگم لوک فلم اور علاقائی زبانوں کی موسیقی کے لئے متعین ہیں۔سال 2000 میں آکاش وانی نے ملک بھر میں 16 مقامات پر موسیقی کا پروگرام منعقد کیا۔اس میں مدعو سامعین کے سامنے قدیم اور کرناٹک موسیقی کے 36 سرکردہ و مشہور فن کاروں نے موسیقی پیش کی۔قدیم موسیقی (ہندوستانی اور کرناٹک) کے قومی پروگرام میں سرکردہ اور نئے ابھرتے ہوئے فن کاروں کو پیش کیا گیا۔علاقائی اور سگم موسیقی کے قومی پروگرام میں ملک کی روایتی موسیقی کو تحفظ اور محافظات فراہم کرنے کی کوشش کی گئی اور ساتھ ہی ساتھ عام سامعین کے لیے ملک کے دیگر علاقوں کی موسیقی کے بارمیں واقفیت فراہم کی گئی۔اس سلسلے کے پروگراموں کے تحت مختلف طرح کی موسیقی جیسے راجستھان کے مانڈ کے مختلف طرز، "نرگن پرمپرا" میں کبیر اور تمل، تلگو، کنڑ اور ملیالم زبانوں میں فطرت کے گیتوں کو نشر کیا گیا۔قومی تناظر میں یہ پروگرام بہترین تھے۔

نوجوانوں میں موسیقی کی نئی صلاحیتوں کی تلاش کے لئے آکاش وانی کا مقابلہ موسیقی ہر سال منعقد ہوتا ہے۔یہ مقابلہ مختلف زمروں جیسے کہ کلاسیکی (ہندوستانی اور کرناٹک دونوں) و ہلکی موسیقی میں منعقد کیا جاتا ہے سال 1999 کے دوران سبھی کیٹیگریوں میں چالیس نئے موسیقی فنکاروں کا پتہ لگایا گیا۔

تجارتی نشریاتی خدمات

آل انڈیا ریڈیو کی تجارتی نشریات یکم نومبر 1967 کو شروع ہوئی تھی۔ اب 126 پرائمری چینل مراکز، 39 وودھ بھارتی مراکز، 76 مقامی ریڈیو اسٹیشنوں اور 4 ایف۔ ایم میٹرو چینلوں سے اشتہار نشر ہوتے ہیں اور نئی دہلی کے نیشنل چینل اور شلانگ کی شمالی مشرقی خدمات پر بھی اشتہار دیے جانے لگے ہیں۔

اشتہار اور اسپانسر پروگراموں کے علاوہ سامعین اور چھوٹے اشتہار دینے والوں کی دلچسپی کے لیے درج ذیل کچھ نئی خدمات شروع کی گئی ہیں۔ (i) مبارک باد/تہنیت کے پیغامات-- آل انڈیا ریڈیو نے سامعین کے عزیز و اقارب کے لیے مبارک باد/نیک خواہشات کے پیغامات سے آمدنی حاصل کرنے کی جدید کوشش کی ہے۔ پہلے یہ نشریات مفت کی جاتی تھیں۔ (ii) اشتہارات حسب درجہ بندی-- درجہ بند اشتہارات صرف اخبارات و رسائل میں دیکھے جاتے تھے۔ اب ریڈیو پر بھی ایسے اشتہارات کو جگہ مل گئی ہے۔ اس کے تحت ہلکے پھلکے بجٹ والے مقامی اشتہار دینے والوں کے لیے اشتہارات کے لیے مختلف طرح کے متبادل دستیاب ہیں۔ یہ درجہ بند اشتہارات براہ راست نشریات کے لیے قبول کیے جاتے ہیں۔ (iii) لائیو اسپاٹ-- ایسے دور دراز کے علاقوں کے لیے، جہاں بازار میں ریکارڈنگ کی سہولیات دستیاب نہیں ہیں۔ آل انڈیا ریڈیو نے حال ہی اسپاٹس کی سیدھی نشریات کی شروعات کی ہے۔ (iv) آل انڈیا ریڈیو کے اسٹوڈیو کو کرائے پر دینا-- AIR نے چھوٹے اور مقامی طور پر اشتہار دینے والوں کی مدد کے مقصد سے انھیں کرائے پر اپنے اسٹوڈیو مہیا کرانے کا فیصلہ کیا ہے۔ (v) اشتہار دینے والوں کی گذارش پر اسپاٹس/ اسپانسر پروگراموں کو تیار کرنا-- مشتہرین کی گذارش پر AIR اسپاٹ/اسپانسر پروگرام تیار کرتا ہے۔ یہ اس کی تیاری AIR کے اسٹوڈیو میں اس کے اسٹاف اس کے ہی تکنیکی ساز و سامان سے کرتے ہیں۔ اس کے بدلے میں مشتہرین سے مناسب فیس لی جاتی ہے۔ (vi) سیدھی بکنگ-- آمدنی بڑھانے کے لیے AIR نے ان ہاؤس مارکیٹنگ کے ذریعے اشتہار اور اسپانسرڈ پروگراموں کی سیدھی بکنگ شروع کی ہے۔

سامعین کی شراکت بڑھانے کے مقصد سے AIR نے لائیو فون ان، ڈائل ان، ڈائل آوٹ، ریڈیو برج جیسے آپس میں تال میل بڑھانے والے زیادہ سے زیادہ پروگرام شروع کیے ہیں۔ مقامی ریڈیو اسٹیشنوں سے دوپہر میں ''وودھ بھارتی'' کے پروگرام نشر کیے جا رہے ہیں۔ یہ اسٹیشن صبح اور شام کو اپنے بنائے پروگرام نشر کرتے ہیں۔

ڈراما

آل انڈیا ریڈیو کے سبھی راجدھانی اور علاقائی مراکز اعلیٰ ڈراموں کے ساتھ ہی غیر معمولی اور مقبول ناولوں، افسانوں اور اسٹیج ڈراموں کی ریڈیو تطبیق بھی نشر کرتے ہیں۔ زیادہ تر مرکزوں سے باقاعدگی سے فیملی ڈراما سیریل نشر کیے جاتے ہیں۔ ہر مہینے کی چوتھی جمعرات کو ڈراموں کا قومی پروگرام نشر کیا جاتا ہے۔ اور متعلقہ مراکز سے علاقائی زبانوں میں یہ نشریات ساتھ ہی ساتھ کی جاتی ہیں۔ ہر مہینے کے تیسرے جمعے کو ڈراما سیریز کے تحت 30 منٹ کے خصوصی ماڈل ڈرامے نشر کیے جاتے ہیں۔ 19 بڑی زبانوں میں ملک گیر پیمانے پر ڈراما لکھنے کے مقابلے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ سبھی انعام یافتہ ڈراموں کا ہندی میں ترجمہ کروایا جاتا ہے اور پھر اسے دیگر مراکز کو مختلف زبانوں میں ترجمے اور پیش کرنے کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔

نیوز سروس ڈویژن

آکاش وانی کا نیوز سروس ڈویژن بھارتی اور غیر ملکی سامعین کے لئے خبروں، تبصروں کی نشریات پیش کرتا ہے۔ بھارت میں

خبروں کی نشریات آکاش وانی کے قیام سے کافی پہلے شروع ہوگئی تھی۔ ملک کا پہلا نیوز بلیٹن 23 جولائی 1927 کو ممبئی مرکز سے ایک نجی کمپنی، انڈین براڈ کاسٹنگ کمپنی کے تحت نشر کیا گیا تھا۔ آکاش وانی کی نیوز ڈویژن 10 سال کے بعد اگست 1937 میں وجود میں آئی۔

1939-40 میں آل انڈیا ریڈیو سے 27 نیوز بلیٹین نشر ہوئی تھیں جب کہ اس وقت روزانہ 319 بلیٹین نشر کی جاتی ہیں۔ ان نشریات کا مجموعی وقت 40 گھنٹے 5 منٹ کا ہے۔ ان میں سے 84 دلی سے گھریلو خدمات میں نشر ہوتے ہیں۔ جن کا نشریاتی وقت 12 گھنٹے 5 منٹ ہے اور 45 علاقائی نیوز یونیٹس روزانہ 144 خبر نامے نشر کرتی ہیں، جن کا کل نشریاتی وقت 18 گھنٹے 41 منٹ ہے۔ غیر ممالک کے لئے آکاش وانی 8 گھنٹے 59 منٹ میں 25 زبانوں (بھارتی و غیر ملکی) میں 65 بلیٹن نشر کرتی ہے نیوز سروس ڈویژن 28 مئی 1995 سے ایف ایم چینل پر خصوصی خبریں نشر کر رہا ہے۔ اب یہ خبریں دن رات نشر ہوتی ہیں آکاش وانی سے فون پر خبریں دینے کی سہولیات 25 فروری 1998 کو شروع کی گئی اس خدمت کے تحت خاص نمبر گھمانے پر ہندی اور انگریزی میں تازہ خاص خبریں سنی جا سکتی ہیں۔ آکاش وانی اب انٹرنیٹ پر بھی آگئی ہے۔

آل انڈیا ریڈیو سے کھیلوں کی خبریں، دھیمی رفتار کی خبریں اور یوتھ بلیٹین جیسے خصوصی بلیٹین بھی نشر ہوتے ہیں۔ روزانہ انگریزی و ہندی میں دہلی سے 2 یوتھ بلیٹین نشر ہوتا ہے۔ آکاش وانی کے کلکتہ مرکز سے بھی 2 یوتھ بلیٹین بنگالی میں نشر ہوتی ہیں۔ اوقات حج کے دوران دہلی سے حاجیوں کی سہولیت کے لئے روزانہ پانچ منٹ کا حج بلیٹین نشر کیا جاتا ہے۔ اخباروں پر تبصرے کا پروگرام بھی روزانہ نشر ہوتا ہے۔ نیوز سروس ڈویژن خبری بلیٹینوں کے علاوہ انگریزی، ہندی اور اردو میں بھی خبروں پر مختصر کئی پروگرام اور تبصرے نشر کرتا ہے۔ پارلیمان کے اجلاس کے دوران دونوں ایوانوں کی کارروائی پر تبصرے ہندی اور انگریزی میں نشر کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح علاقائی نیوز اکائیاں بھی اپنی اپنی صوبائی اسمبلیوں کی کارروائی کا جائزہ نشر کرتی ہیں۔

نیوز ریل پروگرام 10 دسمبر 1995 کو انگریزی (ریڈیو نیوز ریل) اور ہندی (سماچار درشن) میں دلی سے شروع ہوا تھا۔ علاقائی نیوز یونٹ سے متعلق علاقائی زبان میں ریڈیو نیوز ریل پروگرام بھی تیار کیا جاتا ہے۔

آل انڈیا ریڈیو کے لئے زیادہ تر خبریں تمام ملک میں پھیلے اس کے نامہ نگاروں سے موصول ہوتی ہیں۔ اس کے بھارت میں باقاعدہ 90 نامہ نگار ہیں اور کولمبو، ڈھاکہ، دبئی، ہانگ کانگ، واشنگٹن، کاٹھمانڈو اور برسلس میں بھی باقاعدہ نامہ نگار رہتے ہیں۔ ان کے ساتھ ہی آل انڈیا ریڈیو کے 246 جز وقتی نامہ نگار ہیں جو اہم ضلعوں کے صدر مقام پر مقیم ہیں۔ آکاش وانی اپنی خبروں کو زیادہ جامع بنانے اور ذرائع میں اضافہ کی غرض سے خبر رساں ایجنسیوں۔ یو این آئی، پی ٹی آئی اور ان کی ہندی خدمات وارتا اور بھاشا اور رائے این آئی سے بھی خبریں لیتی ہے۔ جنرل نیوز روم اور ہندی خبر پول سے جڑی مونیٹرنگ اکائی (انگریزی و ہندی) بھی خبریں یکجا کرنے کے دیگر ذرائع ہیں۔ جو دنیا کی اہم خبر رساں تنظیموں کی بلیٹین سنتی اور درج کرتی ہیں۔ علاقائی اکائیوں کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے نیوز سروس ڈویژن نے ایک گھریلو ویب سائٹ شروع کی ہے۔ نیوز کا کوریج بڑھانے کے لیے ایشیا -- پیسفک براڈکاسٹنگ یونین کے ممبروں کے ساتھ ریڈیو خبروں کے مبادلہ پروگرام کو شروع کیا گیا ہے۔

بیرونی خدمات ڈویژن

آکاش وانی کے بیرونی خدمات ڈویژن کا اپنی نشریات کی پہونچ اور دائرہ دونوں اعتبار سے دنیا بھر میں غیر ملکی ریڈیو نیٹ ورکوں میں اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ خاص طور سے ان ممالک سے جہاں ہندوستانی آبادی ہے اور جہاں ہندوستان کا مفاد بھی جڑا

ہوا ہے۔ بیرونی خدمات ڈویژن اپنے مختلف پروگراموں کے ذریعے قومی اور بین الاقوامی معاملوں پر ہندوستان کا نظریہ پیش کرتا ہے۔ اس ڈویژن سے 26 زبانوں میں (16 غیرملکی اور 10 ہندوستانی) تقریباً 100 ملکوں میں تقریباً 70 گھنٹے 45 منٹ پروگراموں کی نشریات کی جاتی ہے۔ بیرونی نشریات ڈویژن، غیرملکی سامعین کو ہندوستانی قوم کی خصوصیات اور ان روایتوں سے تعلق قائم رکھنے میں مدد کرتا ہے جو ہندوستانی ہیں اور یہ کھلے سماج کے طور پر ایک قوم کے خیالات اور ان کی حصولیابیوں کو ظاہر کرتا ہے۔

آکاش وانی اپنے بیرونی سامعین کے لئے عربی، بلوچی، بری، چینی، داری، فرنچ، انڈونیشائی، نیپالی، فارسی، پشتو، روسی، سنہلی، سواہلی، تھائی، تبتی اور انگریزی زبانوں میں پروگرام نشر کرتا ہے۔ بھارتی زبانوں، ہندی، تمل، تیلگو، بنگلہ، گجراتی، پنجابی، سندھی، اردو، سرائیکی اور ملیالم زبانوں میں بھی بیرونی خدمات ڈویژن سے نشریات ہوتی ہیں۔

سال 2001-2000 کے دوران، کانفرنسوں، مذاکرے، سیمینار اور فلم تقاریب سے متعلق پروگراموں اور قومی اور بین الاقوامی اہمیت کے واقعات کو تبصرہ، ریڈیو رپورٹ، انٹرویو وغیرہ کے طور پر بڑے پیمانے پر نشر کیا گیا۔ اس کے علاوہ بھارت آنے والے سرکردہ غیرملکی مہمانوں اور غیرممالک میں جانے والے بھارتی سرکردہ شخصیات کے سفر سے متعلق نشریات بھی نشر کی گئیں۔ اس کے علاوہ کولمبیا میں غیروابستہ تحریک کے ملکوں کے وزراے خارجہ کی کانفرنس، جی-77 چوٹی کانفرنس، جی-15 کا قاہرہ میں منعقد اجلاس، BIMST یوروپی کمیونٹی کی تیسری وزارتی سطح کی میٹنگ، سیرالون میں ہندوستانی امن فوج کا کردار و اہمیت، جی-8 اجلاس، ملینیم عالمی امن اجلاس اور سڈنی میں منعقد ملینیم کے پہلے اولمپک سے متعلق پروگرام کو بیرونی خدمات کے ذریعے نشر کیا گیا۔

انگریزی اور ہندی خدمات کے ذریعے لبرلائزیشن (نرم کاری) کی نئی اقتصادی پالیسی، ہندوستان میں پونجی سرمایہ لگانے کے نئے ماحول اور حکومت کی اسکیموں اور اقدامات وغیرہ کے بارے میں وسیع پیمانے پر تشہیر کی گئی۔ 15 اگست 2000 سے انگریزی، ہندی، اردو، سندھی، پشتو، عربی اور گجراتی میں بیرونی خدمات ڈویژن کی ڈیجیٹل سٹلائٹ خدمات شروع کی گئی۔

بیرونی خدمات ڈویژن ثقافتی مبادلات کے پروگرام کے تحت تقریباً 80 بیرونی نشریاتی خدمات کو موسیقی، مذاکرات اور دیگر پروگراموں کی ریکارڈنگ فراہم کراتا آرہا ہے۔ بیرونی خدمات کی نشریات سارک ممالک، مغربی ایشیا، خلیجی ممالک اور جنوب مشرقی ایشیائی ملکوں میں بیرونی ڈویژن کے پروگرام میں رات 9 بجے کا انگریزی بلیٹن نشر کر رہا ہے۔ یہ بلیٹن درحقیقت گھریلو خدمات کے لیے ہے۔ بیرونی خدمات ڈویژن ہر ہفتہ کو دنیا کے مختلف حصوں کی یو۔این۔ نیوز پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔

بیرونی خدمات، پروگرام تبادلہ اسکیموں کے تحت تقریباً 100 ملکوں اور بیرونی نشریات تنظیموں کو موسیقی، بولے گئے الفاظ اور دیگر پروگراموں کی ریکارڈنگ مہیا کراتا آرہا ہے۔ امریکا اور کناڈا کے سامعین کی سہولیات کے لئے انگریزی اور ہندی میں انٹرنیٹ کے ذریعہ 12 گھنٹے کا پروگرام نشر کرنے کا پروگرام کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔

نیشنل چینل

اس چینل کا افتتاح 18 نومبر 1988 کو کیا گیا تھا اور یہ ہر وقت شبینہ خدمات کے طور پر کام کر رہا ہے اور ملک کے 76 فیصد لوگ اس کی نشریات کے دائرے میں آتے ہیں۔ قومی چینل سے ہندی، اردو اور انگریزی زبانوں میں پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔ یہ چینل میگزین پروگرام "وودھا" (ہندی)، منظر (اردو) اور "وودھا" (انگریزی میں بھی) پیش کرتا ہے۔

اس چینل سے رات بھر ہر گھنٹے ہندی اور انگریزی میں باری باری تازہ خبریں نشر کی جاتی ہیں۔ ہندوستانی اور کرناٹک کلاسیکی موسیقی کے طے شدہ پروگرام کے علاوہ ملک کی کئی زبانوں اور بولیوں میں علاقائی اور بھکتی موسیقی نشر کرتا ہے۔ بستی بستی، نگر نگر چینل کا ایک پندرہ روزہ پروگرام ہے جس میں ملک بھر کی تاریخی، سماجی، ثقافتی اور سیاحتی اہمیت کے مقامات سے متعلق معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ رمضان کے مبارک مہینے میں ''سحر گاہی'' نام کا مخصوص پروگرام علی الصبح نشر کیا جاتا ہے۔ جب بھی پارلیمنٹ کا اجلاس چل رہا ہو، قومی چینل لوک سبھا/راجیہ سبھا وقفہ سوال کی کارروائی کی ریکارڈنگ نشر کرتا ہے۔

دسمبر 2000 سے قومی چینل سات مخصوص پروگراموں کا ایک سلسلہ پیش کر رہا ہے۔ اس سلسلے کے تحت ہر مہینے ایک خاص شعبے سے متعلق پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔ یہ نشریات چینل اپنے مخصوص ریڈیو ہفتہ وار پروگرام ''دھنک'' کے تحت کر رہا ہے۔ ہر مہینے تین لائیو فون۔ ان پروگرام بھی نشر کیے جاتے ہیں۔ یہ ہیں-- ہیلو ڈاکٹر، جو صحت سے متعلق مسائل کے بارے میں ہے، دوسرا پروگرام عام سماجی مسائل اور عوامی شکایتوں سے متعلق ہے اور تیسرا پروگرام فلمی موسیقی پر مبنی خالص تفریحی پروگرام ہے۔ ''سرحد'' اس کا ایک اور مقبول پروگرام ہے جسے کارگل جنگ کے دوران شروع کیا گیا تھا۔ اس میں سرحد پر تعینات دفاعی افواج کے لیے اور ان سے ملنے والے پیغام نشر کیے جاتے ہیں۔

مرکزی مانیٹرنگ سروس

مرکزی مانیٹرنگ سروس (CMS) اہم بیرونی ریڈیو اور ٹیلی ویژن نیٹ ورک کی خبروں اور خبروں پر مبنی نشریات کو مانیٹر کرتا ہے۔ یہ آکاش وانی اور دوردرشن کو تازہ خبریں بھی دیتا ہے اس وقت ایک غیر ملکی زبان سمیت 6 زبانوں میں اوسطاً 10 ریڈیو اور 4 ٹیلی ویژن نیٹ ورکوں سے اوسطاً 48 نشریات اور 44 ٹیلی کاسٹ مانیٹر کیے گئے مواد کے بارے میں روزانہ اپنی رپورٹ نکالتا ہے۔ اس رپورٹ کے علاوہ ہر ہفتے دو ہفتہ واری رپورٹ بھی نکالی جاتی ہے۔ جن میں سے ایک میں ہفتہ وار تجزیاتی رپورٹ ہوتی ہے جس میں ہفتے کی اہم خبروں کا جائزہ ہوتا ہے اور دوسری میں ہفتہ وار خصوصی رپورٹ ہوتی ہے۔ جو کشمیر مسئلے پر پاکستان کے الکٹرانک میڈیا سے ہونے والے ہند مخالف پروپیگنڈا پر مبنی ہوتی ہے۔ سی۔ ایم۔ ایس کی دو علاقائی اکائیاں جموں اور کلکتہ میں ہیں۔

نقل اور پروگرام مبادلہ سروس

اس میں محافظ آواز نقل اکائی، پروگرام مبادلہ اکائی، غیر ملکی پروگرام اکائی اور سیٹلائٹ نشریاتی اکائیاں آتی ہیں۔ اے۔ آئی۔ آر محافظ خانے میں مختلف قسم کے تقریباً 48,285 ٹیپ محفوظ ہیں، جن میں ہندوستان اور کرناٹک دونوں طرز کے نغمے اور موسیقی، لائٹ، لوک موسیقی کے 12,000 ٹیپ شامل ہیں۔ محافظ خانہ بھی صدر مملکت وزیر اعظم کی تقریروں کے ٹیپ بھی محفوظ رکھتا ہے۔

صدر جمہوریہ اور وزیر اعظم کی تقریروں کے علاوہ قومی قائد اور مشہور و معروف شخصیات کی ریکارڈنگ کے لیے یہاں کی لائبریری میں ایک مخصوص سیکشن ہے جہاں ان کی تقریروں کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔ محافظ خانے کی ریکارڈنگ کو اب کامپیکٹ ڈسکس میں بدلا جا رہا ہے، جو موجودہ ٹیپوں کی جگہ لے لیں گے۔ اب صدائی صوتی اور موسیقی کے 413 سی ڈی تیار کیے جا چکے ہیں۔

مبادلہ سروس پروگرام یونٹ آکاش وانی کے مراکز کے ساتھ ان کی ضرورتوں کے مطابق اچھے اور بامقصد پروگراموں کو تیار

کرتی ہے۔ موسیقی اور صدا بندی کے پروگراموں کے تقریباً 8,329 ٹیپ محفوظ رکھے گئے ہیں۔ اس میں ملک کی سبھی اہم زبانوں اور بولیوں میں تحریر اور قبائلی موسیقی کا الگ حوالہ سہولیات مہیا ہیں۔

نقل اور پروگرام مبادلہ سروس ایک دو ماہی بلیٹن 'ویمیہ' شائع کرتی ہے اس میں آکاش وانی کے مختلف مراکز کو تقسیم کے لئے مہیا غیر ملکی پروگراموں کی تفصیل، کرناٹک و ہندوستانی سنگیت (گائن، وادیہ) اور دوسری موسیقیوں کے پروگرام یعنی وادیہ سنگیت، اسٹیج گیت، لوک وقبائلی سنگیت اور بولنے والے پروگرام جیسے روپک ناٹک، مذاکرہ، اوپیرا اور انٹرویو وغیرہ رہتا ہے۔ یہ خدمات مختلف مراکز کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے ہمارے سٹیلائٹ ٹرانسمیشن کے بارے میں روزانہ اطلاع فراہم کرتی ہے۔

نقل یونٹ آکاش وانی کے مراکز اور نیوز سروس ڈویژن سے ملک کے مختلف حصوں میں اور غیر ممالک میں صدر اور وزیراعظم کے ذریعہ کی گئی سبھی تقاریر حاصل کرتی ہے۔

مرکزی ٹیپ بینک آکاش وانی مراکز کے اچھے پروگراموں کے مبادلے کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے اس وقت اس بنک کے 76,000 ٹیپ (صدائی فیتے) 194 آکاش وانی مراکز میں گردش کر رہے ہیں۔

غیر ملکی پروگرام اکائی آکاش وانی کے لئے مختلف ممالک سے موسیقی اور دیگر عمدہ پروگراموں کے مواد حاصل کرتی ہے۔

زراعت اور گھریلو پروگرام

آکاش وانی کے مختلف اسٹیشنوں پر زراعت و گھریلو اکائیاں کام کر رہی ہیں ہر ایک اکائی روزانہ 100-60 منٹ کے زراعتی و گھریلو پروگرام نشر کرتی ہے۔ ان نشریات میں دیہی عورتوں و بچوں کے پروگرام بھی شامل ہوتے ہیں موصول کرانے کے علاوہ نشریات کا زور اناج، تلہن، دال، سبزی، پھل وغیرہ کی پیداوار بڑھانے کے طریقوں کا پھیلاؤ، تعلیم بالغاں پر پروگرام اور دیہی ترقی میں پنچایتوں کے تعاون کے موضوع پر رہتا ہے پروگراموں میں سرکار کے ذریعہ دیہات کی فلاح کے لئے چلائے جارہے مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام زور دیا جاتا ہے۔ کئی مراکز کے ذریعہ یونیسیف (UNICEF) اور ریاستی حکومتوں کے تعاون سے ماں اور بچے کی دیکھ بھال کے پروگراموں کا سلسلہ نشر کیا جارہا ہے۔ ماحولیاتی تحفظ پروگراموں کو بھی ان نشریات میں کافی اہمیت دی جاتی ہے جس کا مقصد ماحولیاتی توازن بنائے رکھنا ہے۔

خاندانی بہبود پروگرام

آکاش وانی سرکزوں پر ہر مہینے ملک کی سبھی اہم زبانوں ربولیوں میں خاندانی بہبود پر 12,375 سے زائد پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔ خاندانی بہبود پروگرام کے تحت ایڈس، دق، ڈینگو، جنسی تعلق سے پھیلنے والی بیماریاں، پانی سے پیدا ہونے والے امراض ملیریا ختم کرنے والے پروگرام، تحفظ اطفال اور ماؤں کے تحفظ کے پروگرام، عورتوں مردوں کی نس بندی وغیرہ کے بارے میں قومی اہمیت کے پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔ کامیابی کی کہانیاں بھی باقاعدگی سے نشر کی جاتی ہیں۔

سامعین ریسرچ اکائی

سامعین ریسرچ اکائی آکاش وانی کے پروگراموں کو موثر بنانے اور ان کے ہدف کیے گئے سامعین پر اثر کے بارے میں

رہنمائی کرتی ہے۔ پچھلے کچھ سالوں سے ریڈیو کے سامعین کی تعداد جیوں کا تیوں بنی ہوئی ہے۔ اس بارے میں مطالعات سامعین کی تعداد 50 فی صد بنی ہوئی ہے۔ 53 فی صد دیہی علاقوں اور 46 فیصد شہری علاقوں میں جیسا کہ جون 2000 میں سروے ہوا تھا۔

1998-1999 اور 2000-2001 کے دوران مجموعی طور پر سننے والوں کی تعداد میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ جہاں دیہی علاقوں میں یہ تعداد 56 فی صد سے گر 53 فی صد ہوگئی لیکن شہری علاقوں 44 فی صد سے 46 فی صد ہوگئی۔

کھیل کود

سال 2000-2001 کے دوران آل انڈیا ریڈیو نے ملک و بیرون ملک میں منعقدہ بین الاقوامی کھیل مقابلوں کو موثر ڈھنگ سے پیش کیا۔ جن اہم بین الاقوامی مقابلوں کو کور کیا گیا وہ تھے: سڈنی اولمپک، ڈھاکہ میں منعقد ایشیا کپ کرکٹ، ہندوستان میں منعقد ہندوستان زمبابوے کرکٹ سیریز، لندن میں منعقد ومبلڈن ٹینس چیمپین شپ، دہلی میں منعقد ڈیوس کپ، ایشیا کپ ٹینس دہلی، بنگلور میں منعقد اے۔ ٹی۔ پی ٹور ورلڈ ٹینس چیمپین شپ، بھوپال میں منعقد بین الاقوامی نہرو کپ فٹ بال ٹورنامنٹ، دہلی میں منعقد عالمی شطرنج چیمپین شپ وغیرہ۔ ملک بھر میں منعقد مقابلے بھی کور کیے گئے۔ یہ مقابلے تھے: دہلی میں منعقد سینئر نیشنل ٹینس چیمپین شپ، جواہر لال نہرو ہاکی ٹورنامنٹ، جموں میں منعقد سینئر نیشنل ہاکی، تریچور میں سنتوش ٹرافی فٹ بال ٹورنامنٹ، ممبئی میں انتخاب پذیر رووِرس کپ فٹ بال، کولکاتہ میں منعقد IAF شیلڈ فٹ بال ٹورنامنٹ، دہلی میں منعقد سبر تو مکھرجی کپ فٹ بال، ممبئی میں رن جی ٹرافی، ایرانی ٹرافی اور چنئی میں منعقد دیودھر کرکٹ ٹورنامنٹ کو بھی شامل کیا گیا۔

سالانہ آکاش وانی اعزاز

ہر سال مختلف موضوعات اور علاقہ جاتی غیر معمولی نشریات کے لئے آکاش وانی سالانہ اعزاز عطا کئے جاتے ہیں۔ قومی ایکتا کے لئے "لسا کول انعام" اور خبروں کی رپورٹنگ میں عمدہ کارکردگی کے لئے "سال کا مراسلہ نگار" اعزاز بھی دیا جاتا ہے۔ خاص موضوعات پر بنی ڈاکیومنٹری فلم کے لئے خصوصی انعام دیا جاتا ہے۔ اس سال کا موضوع ہے نئی صدی میں بھارت۔ مختلف علاقائی مراکز پر بچوں کے لئے منعقد کئے جانے والے مقابلوں کی بنیاد پر بہترین گانے والے گروپ کے لئے قومی سطح پر (سینئر اور جونیر) انعامات عطا کئے جاتے ہیں۔ 1995 سے سامعہ تحقیق /سروے رپورٹ کے لئے بھی انعام شروع کیا گیا ہے۔ آل انڈیا ریڈیو اپنے عمدہ تجارتی نشریاتی مرکز کو بھی اعزاز دیتا ہے۔ اور تکنیکی عمدگی، مختلف علاقوں میں بہترین قیام اور رکھ رکھاؤ والے مرکز کو بھی اعزاز عطا کئے جاتے ہیں۔ آکاش وانی سالانہ ایوارڈ کے تحت اس سال سے "گاندھیائی تصورات" سے متعلق ایک اور ایوارڈ شروع کیا گیا ہے۔

دوردرشن

پبلک سروس نشریات کے لئے مخصوص دوردرشن بھارت کی قومی نشریاتی خدمات، دنیا کی سب سے بڑی ارضی نشریات میں سے ایک ہے۔ اس وقت دوردرشن کا سب سے بڑا چینل DD-1 چینل مختلف استطاعت والے 1042 ارضی ٹرانسمیٹر وں کے نیٹ ورک کے ذریعے 87 فیصد سے زائد آبادی تک اپنے پروگرام پہنچاتا ہے۔ 65 دیگر ٹرانسمیٹر دوسرے چینلوں کو ارضی تعاون دیتے ہیں۔ دوردرشن بڑی تعداد میں ہندوستانی قومی سٹیلائٹ کے ٹرانس پونڈروں کا استعمال کرتا ہے۔ دوردرشن نے ملک کے

49 شہروں میں پروگرام بنانے کی خدمات قائم کی ہیں دوردرشن نے مالی سال 2001-2000 کے دوران تجارتی اشتہاروں سے تقریباً 6 ارب 37 کروڑ روپے کمائے۔

ابتدائی سال

پہلی نشریات 15 ستمبر 1959 کو آکاش وانی بھون نئی دہلی میں نصب ایک کام چلاؤ اسٹوڈیو سے کی گئی۔ 500 واٹ پاور ٹرانس میٹر دہلی سے 25 کلومیٹر کی دوری تک پروگرام نشر کر سکتا تھا۔ 1965 سے ایک نیوز بلیٹن کے ساتھ باقاعدگی سے روزانہ ایک گھنٹے کی نشریات شروع ہوئیں۔ ٹیلی ویژن نشریات بمبئی میں 1972 میں شروع ہوئیں۔ 1975 تک ان دو شہروں کے علاوہ دیگر دو شہروں کلکتہ اور چنئی کے ساتھ ساتھ سری نگر، امرت سر اور لکھنؤ میں بھی ٹیلی ویژن مراکز قائم کئے جا چکے تھے۔

سائٹ (SITE)

بھارت میں سیٹلائٹ ٹکنالوجی سے متعلق پہلا تجربہ تھا۔ "سیٹلائٹ انسٹرکشنل ٹیلی ویژن اکس پیری منٹ" جو 76-1975 میں کیا گیا تھا۔ اتفاق سے سماجی تعلیم کے لئے اس طرح کی جدید ٹکنالوجی استعمال کرنے کی دنیا میں یہ پہلی کوشش تھی۔ سال 1982 میں دہلی اور دیگر ٹرانس میٹروں کے بیچ سیٹلائٹ کے ذریعے منظم رابطے کے ساتھ قومی نشریات شروع ہوئیں اور دوردرشن نے رنگین نشریات شروع کیں۔ اس ترقی کا اہم محرک اس سال دہلی میں منعقد ایشیائی کھیل تھے۔

1992 کے بعد سے ٹیلی ویژن سہولتوں کی تیزی سے توسیع ہوئی ہے۔ کچھ وقت تو ایسا بھی رہا ہے کہ جب کہ ملک میں روزانہ کہیں نہ کہیں نیا ٹرانس میٹر لگایا جاتا تھا۔ 1990-1981 کی دہائی میں ٹرانس میٹروں کی تعداد 19 سے بڑھ کر 519 ہوگئی۔

تین سطحی خدمات

دوردرشن میں تین سطحوں والی بنیادی پروگرام خدمات ہیں۔ قومی، ریاستی اور مقامی۔ قومی پروگرام میں ان واقعات اور معاملوں پر زور دیا جاتا ہے جن میں سارے ملک کی دلچسپی ہوتی ہے۔ اور ان میں خبروں، حالات حاضرہ، ثقافتی رسالوں، سائنس سیریلس، موسیقی، رقص، ڈرامہ اور فیچر فلموں کو شامل کیا جاتا ہے۔ علاقائی پروگرام ریاستی دارالحکومت سے نشر ہوتے ہیں اور متعلقہ ریاست میں لگے سبھی ٹرانسمیٹروں سے ریلے کئے جاتے ہیں۔ علاقائی پروگرام بھی قومی پروگراموں کی ہی طرح ہوتے ہیں لیکن ان کی زبان اور محاورے اس علاقے سے مخصوص ہوتے ہیں۔ مقامی پروگرام کسی خاص مقام سے منسلک ہوتے ہیں اور ان میں مقامی موضوعات اور مقامی لوگوں کو شامل کیا جاتا ہے۔

اطلاعاتی پروگرام

قومی نشریات میں ہندی اور انگریزی میں نیوز بلیٹن طے اوقات میں باری باری نشر کئے جاتے ہیں۔ سبھی اہم مراکز شام کو اپنی اپنی زبانوں میں علاقائی خبریں شائع کرتے ہیں۔ کچھ "کیندروں" کے ذریعے علاقائی خبریں اردو میں بھی نشر کی جاتی ہیں۔ دوردرشن حالات حاضرہ پر بہت سے پروگرام نشر کرتا ہے۔ جن میں اہم موضوعات پر گہرائی سے بحث کر کے مختلف آرا کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ اطلاعاتی پروگراموں میں زراعت، دیہی ترقی، صحت، خاندانی بہبود، صارفین کے حقوق، ماحولیات وغیرہ موضوعات کو شامل کیا جاتا ہے۔ دوردرشن ایسے پروگرام بھی نشر کئے جاتے ہیں۔ جو خاص طور سے عورتوں، بچوں اور نوجوانوں کے لئے ہوتے ہیں۔

دوردرشن اپنے ناظرین کے لے اہم قومی اور بین الاقوامی کھیلوں کو سیدھے نشر کرتا ہے۔ کھیلوں سے متعلق واقعات کی ریکارڈنگ اور کھیلوں کی دنیا میں مایہ ناز کھلاڑیوں کے انٹرویو اور کھیلوں کی تعلیم سمیت کھیلوں کے دیگر کئی پروگرام دوردرشن پر نشر کئے جاتے ہیں۔ دوردرشن کا ایک علیحدہ کھیل چینل بھی ہے سڈنی اولمپک 2000 کی نشریات کے لئے دوردرشن نے بڑے پیمانے پر انتظامات کئے تھے۔

تعلیمی ٹی وی

تعلیمی پروگرام مختلف سطحوں پر ہوتے ہیں۔ اس میں کم پڑھے لکھے لوگوں کے لئے ابتدائی تعلیم صحت سے لے کر یونیورسٹی کے طلبہ کے لئے اعلیٰ تعلیم تک کے پروگرام شامل ہیں۔

بھارت میں پہلی اسکول ٹیلی ویژن خدمت 1961 میں دہلی میں دہلی بلدیاتی ادارے کے ذریعے چلائے جارہے اداروں کے لئے شروع کی گئی تھی۔ آج کل باقاعدہ اسکول ٹیلی ویژن پروگرام متعدد علاقائی ٹی وی اسٹیشنوں کے مراکز کے ذریعے بنائے اور نشر کئے جاتے ہیں۔ تعلیمی ٹی وی۔ پروگرام کئی ریاستوں کے ذریعے بھی الگ الگ زبانوں میں نشر کئے جاتے ہیں۔ جن میں رسمی اور غیر رسمی دونوں طرح کی تعلیم شامل ہوتی ہے۔ یہ پروگرام دہلی میں قائم مرکزی تعلیم تکنیکی ادارہ اور مختلف صوبوں میں قائم صوبائی تعلیم تکنیکی اداروں کے ذریعے تیار کئے جاتے ہیں۔

چھوٹے گاؤں اور قصبوں کے طلبہ کی پہنچ میں تعلیم کا درجہ بہتر بنائے رکھنے کے لئے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن قومی نیٹ ورک پر اپنی نشریات کے ذریعے پورے ملک میں کلاس روم چلاتا ہے۔ اس کے علاوہ قومی نیٹ ورک پر اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی کے طلبہ کے لئے بھی نصاب کی بنیاد پر پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔

26 جنوری 2000 کو "گیان درشن" کے نام سے ایک خاص تعلیمی چینل شروع کیا گیا یہ سٹیلائیٹ چینل وزارت برائے فروغ انسانی وسائل کے تعاون سے اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی کے ذریعہ چلایا جاتا ہے۔

تفریح

تفریحی پروگراموں میں موسیقی، رقص، ڈرامہ اور سیریلس کی نشریات شامل ہیں۔ قومی نیٹ ورک اور علاقائی مراکز سے فیچر فلموں اور ان کے سین پرمبنی پروگراموں کو بھی نشر کیا جاتا ہے۔

میٹرو چینل

1984 میں دہلی میں ایک دوسرے چینل کی نشریات شروع ہوئیں۔ جس کا مقصد بڑے شہروں کے مختلف طبقوں کو پروگرام دیکھنے کا ایک دیگر متبادل فراہم کرنا تھا۔ بعد میں یہ سہولیت ممبئی، کلکتہ اور چنئی کے شائقین کو بھی مہیا کرائی گئیں۔ 1993 میں قائم ان چاروں زمینی ٹرانسمیٹروں کو سٹیلائٹ سے جوڑا گیا، تاکہ شہری ناظرین کو تفریح کے مزید پروگرام دکھائے جاسکیں۔ ڈی ڈی۔2 میٹرو منورنجن چینل کی یہ خدمات 62 شہروں میں دستیاب ہیں۔ ملک کے دیگر علاقوں میں ڈش انٹینا کے ذریعے اس چینل کے پروگرام دیکھے جاسکتے ہیں۔ میٹرو چینل شہری علاقوں کے نوجوان شائقین کے لئے ہے۔

علاقائی زبانوں کا چینل

ملک کی اہم علاقائی زبانوں میں مزید پروگرام فراہم کرانے کے لئے دوردرشن نے 11 علاقائی زبانوں کے سٹلائٹ چینل شروع کئے ہیں۔ یہ زبانیں پانچ کروڑ سے زائد لوگ بولتے ہیں۔ ان چینلوں پر جدید پروگرام دکھائے جاتے ہیں۔ ان میں متعلقہ ریاستوں میں ارضی ٹرانسمیٹر وں کے ذریعے فراہم علاقائی خدمات کے پروگرام اور ڈش انٹینا کے ذریعے دیکھے جاسکنے والے پروگرام شامل ہیں۔ چونکہ اب انسیٹ سٹلائٹ کے تعاون سے تمام ملک میں پروگرام دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس لئے علاقائی زبانوں کے پروگرام اب ملک کے تمام لوگوں کے لئے آسانی سے مہیا ہیں، خواہ وہ کہیں بھی رہتے ہوں۔

دوردرشن کے دو دیگر چینل بھی ہیں ایک۔ ڈی ڈی نیوز جس پر 24 گھنٹے خبریں اور خبروں پرمبنی پروگراموں کی نشریات ہوتی ہیں اور دوسرا ڈی۔ ڈی۔ اسپورٹ جو کھیل پروگراموں کو ملک بھر نشر کرنے والا واحد چینل ہے

بین الاقوامی چینل

بین الاقوامی چینل، دوردرشن انڈیا، 1995 سے کام کر رہا ہے اور پی۔ اے۔ ایس 4 کے ذریعے اس کی نشریات ایشیا، افریقہ اور یوروپ کے 50 ممالک کو پہنچ رہی ہیں۔ جب کہ امریکہ اور کناڈا کے لئے اس کی نشریات پی۔ اے۔ ایس۔ 1 اور پی اے ایس 4 سے کی جارہی ہیں۔ ہر وقت روزانہ 24 گھنٹے اس کے پروگراموں کو نشر کیا جارہا ہے۔

تحقیق ناظرین

پیشے اور محققین کاروں کے ذریعے کئے گئے دوردرشن کی ناظرین تحقیق، اکائی، نشریات کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کرتی ہے۔ ایک ایسا طریقہ بھی ایجاد کیا گیا ہے۔ جس کے ذریعے ہر ہفتے پروگراموں کے درجے متعین کئے جاتے ہیں۔ ناظرین تحقیق اکائی ناظرین سے موصول جانکاری پر نظر رکھتی ہے اور قومی وعلاقائی سطح پر ڈیٹا بنک رکھتی ہے۔

ناظرین

حال کے سالوں میں دوردرشن کے ناظرین کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا ہے اور اس وقت تقریباً 7 کروڑ 50 لاکھ گھروں میں ٹی وی سیٹ ہیں۔ اس کا مطلب ہے 37 کروڑ 5 لاکھ لوگ اپنے گھروں میں دوردرشن کے پروگرام دیکھتے ہیں۔ مرکز اور ریاستی حکومتوں کے ذریعے مختلف منصوبوں کے تحت کمیونٹی ٹی وی سیٹ لگائے گئے ہیں۔

دیہی علاقوں میں زیادہ تر ذاتی ٹی وی سیٹوں کو کمیونٹی سیٹ کی شکل میں بھی استعمال کیا جارہا ہے۔ کیونکہ جن گھروں میں ٹی وی نہیں ہے وہ دوسروں کے گھروں میں جاکر دیکھتے ہیں۔ اس طرح کل دیکھنے والوں کی تعداد تقریباً 50 کروڑ سے زاید ہوجاتی ہے۔ آبادی کے ایک طبقے کو پچھلے چار سالوں سے وہ پروگرام بھی دیکھنے کو مل رہے ہیں۔ جو ملک کے باہر کام کر رہے تجارتی چینلوں کے ذریعے موصول کرائے جارہے ہیں لیکن دوردرشن کے شائقین کی تعداد شہری علاقوں میں 50 فی صد سے زائد اور دیہی علاقوں میں 90 فیصد سے زائد قائم ہے۔

پرسار بھارتی

آکاش وانی اور دوردرشن، وزارت اطلاعات ونشریات کے ماتحت محکموں کے طور پر کام کر رہے تھے اور لگاتار مانگ اٹھ رہی تھی کہ ان ابلاغی ذرائع کو حکومت کے اختیار سے آزاد کیا جائے ساتھ ہی انہیں خودمختاری کا درجہ دیا جائے۔ پارلیمان نے کافی پہلے 1990 میں ان ذرائع کو خودمختاری عطا کرنے کا ایکٹ پاس کر دیا تھا لیکن تب اس ایکٹ کو نوٹی فائڈ نہیں کیا گیا۔ پرسار بھارتی بھارت کی خودمختار نشریاتی کونسل کے طور پر 23 نومبر 1997 کو تب وجود میں آیا جب حکومت نے اس ایکٹ کو نوٹی فائیڈ کرنے کا فیصلہ کیا۔ پرسار بھارتی کا کام کاج ایک بورڈ دیکھتا ہے۔ جس میں ایک صدر، ایک انتظامی ممبر اور کئی جز وقتی، کامل وقتی ایکس آفیسیو اور منتخب ممبر ہوں گے بورڈ میں حکومت ہند کا ایک نمائندہ بھی ہوگا۔

پریس اور پرنٹ میڈیا

بھارت کے اخباروں کے رجسٹرار

پریس وکتاب ایکٹ 1867 اور اس کے تحت بنائے گئے ضابطوں کے مطابق ہندوستان کے اخبارات کے رجسٹرار (RNI) جنہیں عام طور پر پریس رجسٹرار کہا جاتا ہے۔ ان کو ہر سال 30 ستمبر سے پہلے حکومت کو سالانہ رپورٹ دینی پڑتی ہے۔ پریس رجسٹرار کے ذریعے جاری سال 2000 کی رپورٹ کے مطابق بھارت میں شائع اخبارات ورسائل کی تعداد 49,145 تھی، جو کہ سال 1999 کی تعداد 46,655 کے مقابلے 5.34 فی صد زیادہ ہے۔ سال 2000 میں 5,364 روزنامے، 339 ہفتے میں دو یا تین بار شائع ہونے والے، 17,749 ہفتہ وار، 6,553 پندرہ روزہ، 13,616 ماہانہ، 3,425 سہ ماہی، 1,668 دو ماہی وشش ماہی اشاعتیں 431 سالانہ اخبارات ورسائل شائع ہوئے تھے۔ سال کے دوران 101 زبانوں اور بولیوں میں اخبارات شائع ہو رہے تھے۔ ہندی میں سب سے زیادہ 19,685 اخبارات شائع ہوئے۔ انگریزی میں 7,175 اور اردو میں 2,848 اخبارات شائع ہوئے۔ کشمیری کو چھوڑ کر بقیہ سبھی اہم زبانوں میں اخبارات شائع ہوئے۔

اخبارات جو تمام ریاستوں مرکزی علاقوں سے شائع ہوئے تھے۔ 8,750 اخباروں کے ساتھ اترپردیش، بھارت میں سب سے زیادہ اخبارات شائع کرنے والے صوبے کے پروقار مقام پر بنا رہا ہے۔ روزناموں کے معاملے میں بھی اترپردیش 873 روزناموں کے ساتھ اعلیٰ مقام پر قائم رہا۔ ممبئی سے 1822 سے شائع ہونے والا گجراتی روزنامہ ''بامبے ساچار'' ابھی تک شائع ہونے والا سب سے پرانا اخبار ہے۔

2000 میں بھارت میں شائع ہونے والے اخبارات کی کل قارئین کی تعداد 12,69,63,763 تھی۔ دہلی سے شائع ہونے والے اور نئی دہلی، گڑگاؤں، کولکاتہ، رانچی، چنڈی گڑھ، بھوپال اور جے پور میں طبع انگریزی روزنامہ ''ہندوستان ٹائمس'' 8,47,346 کاپیوں کی اشاعت کے ساتھ ایک ایڈیشن والا سب سے بڑی اشاعت کا اخبار تھا۔ اس کے بعد چنئی سے شائع ہونے والا اور چنئی، کوئمبتور، حیدرآباد، بنگلور، مدورے، وشاکھاپٹنم، دہلی، ترواننت پورم اور کوچی میں طبع انگریزی روزنامہ، دی ہندو 7,79,851 کاپیوں کی اشاعت کے ساتھ دوسرے مقام پر رہا۔ کولکاتہ سے شائع ہونے والا، آنند بازار پتریکا 7,54,345 کاپیوں کے ساتھ تیسرے مقام پر رہا۔ ایک سے زیادہ ایڈیشن والے روزناموں میں انگریزی روزنامہ ''دی ٹائمس آف انڈیا'' (سات ایڈیشن) 16,87,099 کاپیوں کے ساتھ اوّل مقام پر رہا۔ ملیالم روزنامہ ''ملیالہ منورما'' (آٹھ ایڈیشن) 12,08,001 کاپیوں کے ساتھ دوسرے مقام پر اور ہندی روزنامہ، دینک جاگرن (11 ایڈیشن) 1,12,85,035 کاپیوں کے ساتھ تیسرے

مقام پر رہا۔

دہلی سے شائع ہونے والا، سرس سلل، ہندی پندرہ روزہ 11,38,431 کاپیوں کے ساتھ پیریاڈیکل میگزینوں کے درجے میں اوّل مقام پر تھا۔ کوٹائم سے شائع ہونے والے ملیالم منورما 10,31,461 کاپیوں کے ساتھ دوسرے مقام پر رہا۔

جدول 11.1: 2000 میں اخباروں کی تعداد

(زبان اور موقت اشاعت)

زبانیں	روزانہ	سہ روزہ	ہفت روزہ	پندرہ روزہ	ماہنامہ	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ	کل
انگریزی	390	30	942	711	2,868	1,255	811	168	7,175
ہندی	2,393	125	9,910	2,994	3,389	628	213	33	19,685
آسامی	16	3	77	39	62	12	10	1	220
بنگالی	99	15	618	527	710	477	179	18	2,643
گجراتی	141	12	939	210	541	59	50	14	1,966
کنڑ	332	6	377	246	635	48	20	4	1,668
کشمیری	0	0	1	0	0	0	0	0	1
کوکنی	1	0	3	1	1	1	0	0	7
ملیالم	216	6	175	158	776	60	32	8	1,431
منی پوری	14	0	6	5	10	6	4	0	45
مراٹھی	371	20	1,295	210	542	117	44	118	2,717
نیپالی	3	2	23	6	9	16	6	0	5
اڑیا	76	2	157	86	276	90	23	4	714
پنجابی	107	15	362	94	250	32	18	1	879
سنسکرت	3	0	9	4	16	15	6	0	53
سندھی	11	0	38	11	36	8	2	0	106
تمل	356	43	400	231	872	33	22	8	1,965
تیلگو	164	3	259	201	530	28	13	2	1,200
اردو	525	20	1,328	371	518	65	18	3	2,848
دوزبانوں میں	74	19	638	350	1,221	357	150	35	2,844

کئی زبانوں میں	17	4	108	68	228	69	35	13	542
دیگر	55	14	84	30	126	49	12	1	371
مجموعی	5,364	339	17,749	6,553	13,616	3,425	1,668	431	49,145

پریس انفارمیشن بیورو

پریس انفارمیشن بیورو (PIB) سرکار اور اخباروں والکٹرانک میڈیا کے بیچ اشاعت کا کام کرنے والی نوڈل ایجنسی ہے۔ جو ان کے بیچ رابطے کا کام کرتی ہے اور حکومت کی پالیسیوں، پروگرام، اقدام اور سرگرمیوں کی جانکاری دیتی ہے۔ سرکار اور میڈیا کے درمیان کام کرتے ہوئے پریس انفارمیشن بیورو سرکار کو عوام کے ردعمل کو جیسا کہ میڈیا سے پتہ چلتا ہے، حکومت کو فیڈ بیک (بازرسی) فراہم کرنے کا کام بھی کرتی ہے۔ آٹھ علاقائی دفاتر اور 32 برانچ دفاتر واطلاعی مراکز کے ذریعے، PIB مختلف ذرائع اشاعت جیسے پریس ریلیز، پریس نوٹس، فیچر مضامین، تمہیدی مواد، پریس بریفنگ، انٹرویو، پریس کانفرنسوں اور دوروں وغیرہ سے اطلاع کی اشاعت کرتی ہے۔ یہ مواد ہندی، اردو، انگریزی اور 13 علاقائی زبانوں میں 7,000 سے زاید اخباروں اور میڈیا تنظیموں تک پہنچائے جاتے ہیں۔

اس ادارے کے افسران دہلی میں اپنے صدر دفتر کے ساتھ مختلف وزارتوں اور محکموں سے منسلک ہیں۔ تاکہ وہ میڈیا تنظیموں کو اطلاع میں کرنے میں ان کی مدد کرسکیں۔ یہ حکومت کو میڈیا میں عوام کے ذریعے ظاہر کئے گئے۔ خیالوں سے واقف کراتے ہیں۔ خصوصی خدمات کی شکل میں پی آئی بی کا فیڈ بیک سیل قومی اور علاقائی روزناموں اور رسالوں سے لی گئی خبروں اور اداریوں کی بنا پر روزانہ ڈائجسٹ اور خصوصی ڈائجسٹ تیار کرتے ہیں۔ جو تمہیدی مواد، فیچر اور گرافک فراہم کرتی ہے۔ یہ مواد قومی نیٹ ورک سے شائع کئے جاتے ہیں اور مقامی پریس کو دینے کے لئے یہ مواد علاقائی اور مقامی دفاتر میں ترجمے اور اشاعت کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ پی آئی بی سرکاری سرگرمیوں سے متعلق فوٹو کوریج کا انتظام کرتی ہے اور ملک کے سبھی انگریزی اور دیگر بھارتی زبانوں میں شائع ہونے والے روزناموں اور رسالوں کو فوٹو فراہم کرتی ہے۔ 2000-2001 کے دوران، اخباروں اور رسالوں کو 2,79,573 فوٹو فراہم کئے گئے۔

پریس انفارمیشن بیورو دفتر اپنے 33 علاقائی اور شاخ دفاتر سے کمپیوٹر کے ذریعے جڑا ہوا ہے۔ جس سے اطلاع جلد سے جلد ارسال کی جاتی ہیں۔ پی آئی بی کی پریس ریلز کمپیوٹروں کے ذریعہ پی آئی بی کا انٹرنیٹ پر ایک ویب سائٹ ہے۔ جو بین الاقوامی سطح پر استعمال کے لئے پریس ریلیز، مضامین، فوٹو اور گرافک جیسا اشاعتی مواد فراہم کراتا ہے۔ پی آئی بی کا انٹرنیٹ ہوم پیج ویب سائٹ پر مہیا ہے۔ جس کا پتہ www.pib.nic.in ہے پی آئی بی نے اپنی ویب سائٹ کا تجزیہ کیا اور اس میں ای۔میل سے مواد حاصل کرنے جیسی سہولتیں جوڑیں۔ ہندی فونٹ کی سہولت ہوجانے سے ہندی تحریر کی ڈاون لوڈنگ اور پڑھنے کا کام بھی آسان اور سہل ہوگیا۔ حال ہی میں پی آئی بی کی ویب سائٹ میں ایک ڈاٹا لینک شامل کیا گیا ہے جس میں 1997 کے بعد کی سبھی پریس ریلیزیں اور فوٹو گراف ہیں۔

پی آئی بی اپنے 22 علاقائی مراکز کے ساتھ ویڈیو کانفرنسنگ انتظام سے جڑا ہے۔ اس سے علاقائی مراکز کے اطلاعاتی ذرائع سے جڑے لوگ نئی دلی یا ملک کے دیگر حصوں میں ہونے والے اخباری نمائندوں کے کانفرنسوں میں حصہ لے سکتے ہیں۔ بیورو کی پریس ریلیز کو مقامی اخبارات کو کمپیوٹر کے ذریعے فیکس کر دیا جاتا ہے۔ پریس انفارمیشن بیورو نے کمپیوٹر سے بھی کئی

دفاتر کو فوٹو بھیجنے کا کام شروع کیا ہے۔ کمپیوٹر کے ذریعے ایک بلیٹن بورڈ سروس (BBS) بھی شروع کی گئی ہے جس میں ریلیز فیچر، فوٹو اور گرافک شامل ہوتے ہیں۔ پی آئی بی، میڈیا اشخاص کو نمائندگی فراہم کرتا ہے تا کہ سرکاری ذرائع سے آسانی سے اطلاع حاصل کی جاسکے۔ فی الوقت صدر دفتر میں تقریباً 1,087 حکومت سے منظور شدہ نامہ نگار اور 234 کیمرہ مین ہیں اس کے علاوہ تقریباً 133 تکنیکی ماہرین اور 71 مدیروں رمیڈیا نقادوں کو بھی یہ پیشہ وارانہ سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔

پریس انفارمیشن بیورو کے آٹھ علاقائی دفاتر، ممبئی، چنئی، چنڈی گڑھ، کلکتہ، لکھنؤ، گوہاٹی، بھوپال اور حیدرآباد میں قائم ہیں۔ سبھی علاقائی دفاتر، برانچ دفاتر اور دیگر اطلاعی مراکز، پی آئی بی کے صدر مقام سے ٹیلی پرنٹر کے ذریعہ بھی جڑے ہوئے ہیں۔ پی آئی بی، نئی دہلی کے دفتر میں ایک قومی پریس مرکز قائم کیا گیا ہے۔ جو قومی اور بین الاقوامی، دونوں ہی طرح کے پریسوں کے لئے مرکزی نقطے کی طرح کام کرتا ہے۔ اس مرکز میں دور مواصلاتی مرکز، پریس کانفرنس ہال اور کیفٹیریا جیسی بین الاقوامی سطح کی تمام سہولتیں دستیاب ہیں۔

خبر رساں ایجنسیاں

پریس ٹرسٹ آف انڈیا

بھارت کی سب سے بڑی خبر رساں ایجنسی، پریس ٹرسٹ آف انڈیا (PTI) بھارتیہ اخباروں کی بغیر منافع کے چلائی جانے والی کوآپریٹیو ایجنسی ہے۔ جس کی ذمہ داری اپنے گاہکوں کو غیر جانبدارانہ اور اثر آفریں خبریں مہیا کرانا ہے۔ 27 اگست 1947 کو اس کا قیام عمل میں آیا اور اس نے یکم فروری 1949 سے اپنی خدمات کا آغاز کیا۔

پی ٹی آئی انگریزی اور ہندی میں اپنی خبری خدمات دے رہی ہے۔ 'بھاشا' ایجنسی کی ہندی نیوز سروس ہے۔ پی ٹی آئی کے گاہکوں میں بھارت کے 500 اخبار اور غیر ممالک کی کئی خبر رساں تنظیمیں شامل ہیں۔ ہندوستان میں سبھی اور غیر ممالک میں کئی ٹی وی رریڈیو چینل اس کی خدمات حاصل کررہے ہیں۔ لندن میں بی بی سی بھی اس کی خدمات حاصل کررہا ہے۔ نیوز سروس 1200 بٹ فی سیکنڈ کی رفتار سے (تقریباً 1400 حروف فی منٹ) سٹلائٹ، ڈاٹا چینلوں اور ٹیکر لائنوں سے حاصل کی جاتی ہے۔

پی۔ٹی۔آئی اب انٹرنیٹ پر بھی فراہم ہے اور اس کی ویب سائٹ کا پتہ ہے http/www.ptinews.com

400 نامہ نگاروں سمیت 1,500 سے زائد ملازموں والی اس ایجنسی کے ملک بھر میں 100 دفاتر ہیں اور بیجنگ، بان، قاہرہ، ڈھاکہ، اسلام آباد، لندن، ماسکو، نیویارک، اور واشنگٹن سمیت دنیا کے اہم شہروں میں اس کے غیر ملکی نامہ نگار ہیں۔ ان کے علاوہ ملک میں تقریباً 300 اسٹرنگر خبریں بھیجتے ہیں۔ جب کہ 20 جز وقتی نامہ نگار پوری دنیا سے خبریں ارسال کرتے ہیں۔

انگریزی اور ہندی زبانوں کی نیوز سروس کے علاوہ، ایجنسی کی دیگر خدمات میں آن لائن فوٹو سروس، فیچروں کا میلر پیکج میگ گرافکس، سائنسی سروس، معاشی سروس اور ڈاٹا انڈیا شامل ہیں۔ اسکرین کی بنا پر نیوز اسکین اور اسٹاکس اسکین خدمات بھی چلائی جارہی ہیں۔ پی ٹی آئی کی ایک ٹیلی ویژن ونگ بھی ہے۔ پی ٹی آئی۔ٹی وی نام کی یہ ونگ اسپاٹ کوریج دیتا ہے اور سوپنے جانے پر کارپوریشنوں کے لئے ڈاکومینٹری بھی بناتا ہے۔

پریس ٹرسٹ آف انڈیا ایک انتظام کے تحت رائٹر اور اے۔ ایف۔ پی کی خبریں بھارت میں تقسیم کرتا ہے۔ اسی طرح کا انتظام ایسوسی ایٹڈ پریس کے ساتھ اس کی فوٹو سروس اور بین الاقوامی تجارتی اطلاعات کے لئے بھی ہیں۔ پی ٹی آئی سنگاپور میں رجسٹرڈ کمپنی ایشیا پلس انٹرنیشنل کی شریک کار بھی ہے۔ اس کمپنی کی تشکیل ایشیائی ملکوں میں معاشی واقعات و حالات اور تجارتی مواقع کے بارے میں آن لائن ڈاٹا بینک فراہم کرانے کے لئے، پی ٹی آئی اور دیگر پانچ ایشیائی میڈیائی تنظیموں نے کیا ہے۔ پی۔ ٹی۔ آئی ایشیانیٹ میں بھی شریک کار ہے/ جو ایشیا پیسی فک علاقے کا 12 خبر رساں ایجنسی کے درمیان کارپوریٹ اور سرکاری پریس ریلیز کی تقسیم کے لیے ایک سرکاری انتظام ہے۔

پی ٹی آئی غیر جانبدار ملکوں کی نیوز پول اور ایشیا۔ پیسی فک (بحرالکاہل) خبر رساں ایجنسی کی اہم رکن ہے۔ یہ ایجنسی دو طرفہ بروں کے باہمی مبادلہ کا انتظام کے تحت ایشیا، افریقہ، یورپ اور لاطینی امریکی ملکوں کی کئی نیوز ایجنسیوں کا باہمی طور پر تبادلہ کرتی ہے۔

یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا

یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا (UNI) کا قیام 21 مارچ 1961 کو عمل میں آیا تھا۔ بھارت اور غیر ممالک میں قائم اپنے 90 سے زائد خبر رساں دفاتر کے ساتھ یو این آئی آج ایشیا کی سب سے بڑی خبر رساں ایجنسیوں میں سے ایک ہے۔ ملک بھر میں اس کے 1,000 سے بھی زیادہ گاہک ہیں۔ بھارت کے ہر اہم شہروں میں اس کے نامہ نگار ہیں۔ علاوہ ازیں، دنیا کی کئی راجدھانیوں میں بھی اس کے نامہ نگار ہیں۔ رائیٹر، ڈی۔ پی۔ اے، آئی۔ پی۔ ایس، آر۔ آئی۔ اے، نووستی، یونائیٹڈ نیوز آف بنگلا دیش سمیت کئی غیر ممالک نیوز ایجنسیوں کے ساتھ بھی باہمی تعاون کے معاہدے کیے گئے ہیں۔ اس کے لیے 320 کل وقتی اور تقریباً 250 اسٹرنگر کام کرتے ہیں۔

یو این آئی نے مئی 1982 میں ہندی میں 'یونی وارتا' نام کی ایک کل ہندوستانی زبان خبر رساں ایجنسی کا آغاز کیا۔ اس کے 10 سال بعد دنیا میں پہلی بار ٹیلی پرنٹر کے ذریعے اردو خبریں ارسال کرنے کے ساتھ اردو سروس کی شروعات کی گئی۔

خبر رساں ایجنسی کے ذریعے 1987 میں شروع کی گئی نیشنل فوٹو سروس اس کی ایک اور پہل قدمی ہے۔ یو این آئی باقاعدگی سے معاشی اور دیگر حالات حاضرہ کے موضوعات پر کمپیوٹر کے ذریعے بنائے گئے ایسے گرافکس بھی مہیا کراتا ہے جو کہ فوراً استعمال میں لائے جاسکتے ہیں۔

غیر جانبدار نیوز ایجنسی پول

غیر جانبدار ایجنسی پول (NANAP) ان غیر جانبدار ملکوں کی خبر رساں ایجنسیوں کے بیچ خبروں کے لین دین کا نظم ہے۔ جو خبروں کے حصول کے معاملے میں عرصہ دراز تک غیر متوازن اور جانبداری کے شکار رہے ہیں۔ یہ پول 1976 میں وجود میں آیا۔ 1976 سے 1979 تک بھارت اس پول کا پہلا صدر رہا۔ یہ پول پوری دنیا میں کام کر رہا ہے اور چار براعظموں، ایشیائی، مشرقی یورپ، افریقہ اور لاطینی امریکہ کو اپنے عملی میدان میں سمیٹے ہوئے ہے۔ پول کی خبروں کا مبادلہ چار زبانوں، انگریزی، اسپینی، فرنچ اور عربی میں کیا جاتا ہے۔

ایک منتخب جماعت جو رابطہ کمیٹی کے نام سے جانی جاتی ہے جس کا صدر منتخب 'چیئر مین' ہوتا ہے۔ کے ذریعے پول کی سرگرمیاں کو آرڈنیٹ کی جاتی ہیں۔ پول کی صدارت تین سال کی معینہ مدت کے لئے ہوتی ہے اور وہ رابطہ کمیٹی کی مدت کے ساتھ ہی چلتی

ہے۔ رابطہ کمیٹی کا انتخاب باری کی بنا پر ہوتا ہے۔ کمیٹی کے ممبروں کا انتخاب علاقائی نمائندگی، دوام، فعال، حصے داری اور باری کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ کمیٹی کی بیٹھک سال میں کم سے کم ایک بار منعقد ہوتی ہے اور تمام ممبر اس میں حصہ لے سکتے ہیں۔ صدر اور کمیٹی کے ممبروں کا انتخاب عام اجلاس میں کیا جاتا ہے۔ جو ہر تین سال کے آخر میں ہوتا ہے۔

پول کے آغاز سے 6 عام اجلاس کے علاوہ ''کوآرڈینیشن کمیٹی کی 17 دیگر میٹنگیں ہو چکی ہیں۔ پول کا چھٹا عام اجلاس طہران (ایران) میں جون 1992 میں ہوا۔ جہاں ایران کی خبر رساں ایجنسی ''ارنا'' نے انگولہ کی خبر رساں ایجنسی ''انگوپ'' سے صدارت حاصل کی۔ کوآرڈی نیشن کمیٹی کی ستمبر 2000 میں بلگراڈ میں ایک خصوصی میٹنگ منعقد کی گئی۔ اس میں یوگوسلوادیہ کی نیوز ایجنسی تانجنگ نے کوآرڈی نیشن میٹنگ کی میزبانی کرنے کی منظوری دی۔ طہران میں رابطہ کمیٹی کے ممبروں کے طور پر ایشیا سے بھارت، انڈونیشیا، شمالی کوریا، کویت، سیریا، منگولیا، بحرین، افغانستان، لبنان، اور عمان، افریقہ سے انگولہ، الجزائر، برکینہ، فاسو، کانگو، ایتھوپیا، مصر، گھانا، گونی بساؤ، مراقش، موزامبیق، نامیبیا، سینیگل، سوڈان، طنزانیہ، ٹیونیشیا، اور زامبیہ، یوروپ سے یوگوسلاویہ اور لاطینی امریکہ سے بولی ویا، کیوبہ، ایکویڈور، میکسیکو، پیرو، سوریتام اور وینے زویلا ملکوں کو چنا گیا۔

بھارت نے پول کی تشکیل اور توسیع میں اہم رول ادا کیا ہے۔ بھارتیہ نیوز پول ڈسک کا انتظام پریس ٹرسٹ آف انڈیا کے ہاتھ میں ہے۔ ایجنسی پول کے معاونوں سے خبریں حاصل کر انہیں بھارتی خبریں فراہم کرتی ہے۔ پول کے ممبر ممالک سے پول میں روزانہ تقریباً 15,000-20,000 حروف آتے ہیں اور پی ٹی آئی سے تقریباً 7,000-8,000 حروف ممبروں کو ارسال کئے جاتے ہیں۔ پی ٹی آئی نے انتارا (انڈونیشیا) بیرنامہ (ملیشیا) لنکا پواتھ (سری لنکا) جی۔ این۔ اے (بحرین)، وی این اے (ویت نام) پرنسالاطینا (کیوبہ) (تان زنگ) یوگوسلاویہ)، بی۔ ایس ایس (بنگلہ دیش) آر۔ ایس۔ ایس (نیپال) اور مینا مصر اور نامپا نامبیا، لندن کے ساتھ مسلسل، وقف سٹیلائٹ رزمینی رای میل ابلاغ سے رابطہ قائم کئے ہوئے ہے تاکہ خبروں کا بغیر کسی روک ٹوک کے لین دین ہوتا رہے۔ ملک کے اہم روزنامے ہر مہینے اس پول سے حاصل تقریباً 20 سے 30 خبریں شائع کرتے ہیں۔ بھارت میں اس نیوز پول کا پیشہ وارانہ مقام قائم رکھنا پی ٹی آئی کی ذمہ داری ہے۔

نیوز پول کے عمل کے تحت نئی دہلی کے بھارتیہ ادارہ عوامی ابلاغ کو غیر جانبدار ملکوں کے امیدواروں کو صحافت کی تربیت دینے والا اہم ادارہ مانا جاتا ہے۔ بھارتیہ ادارہ عوامی ابلاغ نیوز ایجنسی صحافت کا باقاعدہ تعلیمی نصاب چلاتی ہے۔ سال میں دو بار چلنے والا پانچ مہینوں کا یہ نصاب پول کی رکن ایجنسیوں کے نامہ نگاروں میں کافی مقبول ہے۔

بھارتیہ پریس کونسل

پریس کونسل پریس پر دوستانہ نگرانی رکھتی ہے۔ اس کو اس اصول کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا کہ جمہوریت میں پریس کو آزاد ہونے کے ساتھ ساتھ ذمہ دار بھی ہونا چاہئے۔ کونسل ایک کارپوریٹ ادارہ ہے جس کی میعاد باقاعدہ طور پر بڑھتی رہتی ہے۔ اس میں صدر اور 28 ممبر ہوتے 20 ادارتی دنیا سے 5 ممبر پارلیمنٹ اور باقی تین کی نامزدگی ساہتیہ اکادمی، بھارتی بار کونسل اور یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔

روایت کے مطابق اس کا صدر عدالت عظمی (سپریم کورٹ) کا کوئی سابق جج ہوتا ہے اور اس کی نامزدگی ایک کمیٹی کے

ذریعے کی جاتی ہے جس میں ایوان بالا کے چیئرمین، ایوان زیریں کے اسپیکر اور کونسل کے 28 ممبروں میں سے منتخب ایک ممبر رہتا ہے۔ ہر تیسرے سال کونسل کی بازتشکیل کی جاتی ہے کونسل کی آمدنی کے اپنے وسیلے یا ذرائع ہیں۔ یہ رجسٹرڈ اخباروں اور نیوز ایجنسیوں سے فیس وصول کرتی ہے۔ یہ مرکزی حکومت سے اپنے کام کاج کرنے کے لئے مالی امداد بھی لیتی ہے۔ کونسل کو اپنے سامنے آنے والی شکایتوں کی جانچ کرنے کے ساتھ ہی پریس کی آزادی و معیار کی خلاف ورزی کرنے والے معاملوں کی خود بھی جانچ شروع کرنے کا اختیار ہے۔ کونسل کو اپنی ذمے داری نبھانے کے لئے ناگزیر لگے تو یہ سرکار سمیت کسی بھی افسر کے خلاف اظہار خیال کر سکتی ہے۔

ایک خود مختار، نیم عدالتی تنظیم کے طور پر پریس کونسل کا مقصد اخلاقی اصولوں کی عمل میں لانا اور اخباروں میں خود ضابطگی کے اصولوں کو رائج کرنا ہے پریس کونسل ان واقعات کا تجزیہ کرتی رہتی ہے جو پریس کی آزادی میں دخل انداز ہوتے ہیں۔ پریس کونسل اپنے یہاں محصول پریس کے خلاف شکایتیں صحافت کے اخلاقی اصولوں کے خلاف ورزی کرتے یا پریس کی آزادی میں دخل اندازی کی شکایتوں کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کے نبھانے کا کام عام طور پر عدالتی فیصلے کے ذریعہ کرتی ہے۔ اگر جانچ کے بعد کونسل اس بات سے مطمئن ہوتی ہے کہ کسی نیوز ایجنسی یا اخبار نے صحافت کی اخلاقیات یا عوامی دلچسپی کے خلاف ورزی کی ہے یا یہ کہ ایڈیٹر یا ورکنگ جرنلسٹ نے کوئی کاروباری غیر اخلاقی کام کیا ہے تو کونسل اسے تنبیہہ دے سکتی ہے۔ نصیحت کر سکتی ہے یا ملامت و مذمت کر سکتی ہے یا اس کے رویے کو رد کر سکتی ہے یا نا منظور کر سکتی ہے۔ پریس کونسل کو معہ حکومت کسی افسر کے خلاف بھی پریس کی آزادی میں مداخلت کرنے کے ایسا تبصرہ کرنے کا اختیار ہے، جیسا وہ مناسب سمجھیں، پریس کونسل کا فیصلہ آخری ہوتا ہے اور کسی عدالت میں اس کے خلاف سوال نہیں اٹھایا جا سکتا۔

سال 2000 کے وسط میں پریس کونسل کی آٹھویں مدت کی بازتشکیل کا عمل شروع کیا گیا۔ اس کی مدت 28 مارچ 2001 کو ختم ہونی تھی۔ 2001-2000 کے دوران کونسل کو 1204 شکایتیں سوصول ہوئیں، جن میں سے 404 پریس نے دائر کی تھیں اور 800 پریس کے خلاف تھیں۔ 800 معاملے پہلے ہی سے زیر غور تھے۔ کونسل نے 515 معاملوں میں اپنا فیصلہ دیا۔ کل ملا کر 867 معاملے ابتدائی حالت ہی میں خارج کر دیئے گئے کیونکہ جانچ کرنے کی کوئی موزوں بنیاد نہیں تھی۔ کونسل نے 2001-2000 کے دوران کل 1,382 معاملوں کا تصفیہ کیا۔

16 نومبر 2000 کو قومی پریس ڈے منایا گیا اور اس موقع پر ''ناگہانی حالات سے نپٹنے کے لیے عوام کو تیار کرنے میں پریس کا کردار'' کے موضوع پر سیمینار کا انعقاد کیا۔ کونسل نے 17 سے 19 نومبر تک تین دنوں کا سارک میڈیا کانفرنس کا بھی منعقد کیا۔

پریس کونسل ایکٹ 1978 کے تحت کونسل کو یہ اختیار ہے کہ وہ پریس کی آزادی اور اس کے معیاروں کو متاثر کرنے والے معاملوں پر خود ترغیبی مطالعہ کروا سکتی ہے۔

شعبۂ تحقیق، حوالہ اور تربیت

شعبہ تحقیق حوالہ اور تربیت، وزارت اطلاعات و نشریات اور اس کی میڈیا اکائیوں کے لئے خبر رساں خدمت ایجنسی کے طور پر کام کرتا ہے۔ اس کے کاموں میں حالات حاضرہ کے واقعات اور تازہ موضوعات پر تمہیدی مواد و حوالے کے مواد فراہم کرانا اور وزارت اور اس کے دفاتر کے استعمال کے لئے اشتہاراتی مواد تیار کرنا شامل ہے۔ شعبہ قومی اہمیت کے موضوعات پر حوالے کے مواد، فیکٹ شیٹ اور پس منظر کے مواد کے حصول کے ساتھ ساتھ ممتاز شخصیتوں کی سوانح بھی میسر کراتا ہے اور قومی واقعات کا

سالانہ پروگرام کیلنڈر بھی نکالتا ہے۔ محکمہ نے ایک ماہانہ ڈیولپمنٹ ڈائجسٹ شروع کیا ہے جو کہ ترقیاتی امور سے متعلق ہوتا ہے۔ قومی اور بین الاقوامی میڈیا کے واقعات پر پندرہ روزہ میڈیا اپ ڈیٹ بھی نکالتا ہے۔ میڈیا سے جڑے قومی و بین الاقوامی واقعات پر مرکوز ڈائری بھی نکالتا ہے۔

شعبہ ہر سال بھارت، سالانہ ریفرنس کی ترتیب واشاعت کرتا ہے۔ یہ سال نامہ دستاویز کی طرح معلومات سے پر کتاب ہے۔ جسے محقق، صحافی سرکاری اہل کار اور دیگر لوگ اعلی درجے کی ریفرنس بک تسلیم کرتے ہیں۔ اس کی اشاعت پہلی بار 1953 میں ہوئی تھی۔ اب تک اس کے 45 ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس سالانہ ریفرنس بک میں بھارت کی جغرافیائی، سیاسی اور اقتصادی حالات وخصوصیات کا ذکر رہتا ہے اور سماجی واقتصادی ترقی کے لئے چلائے جارہے منصوبوں اور پروگراموں کے بارے میں موصول تازہ ترین معلومات شامل کی جاتی ہیں۔ جنوری میں پہلی بار 1 یونٹیں۔ 2000 کے نام سے سالانہ پروگرام کیلنڈر بھی نکالا گیا۔

کتابوں سے بھری ہوئی شعبے کی ایک لائبریری ہے۔ جس میں 66,000 سے زائد کتابیں رپورٹوں اور رسالوں کے جلد سازی کئے ہوئے نمبر ہیں۔ اس میں صحافت، رابطہ عامہ، اشتہار اور سامعی بصری میڈیا سے جڑے موضوعات پر خصوصی کتابیں، مخزن علوم سیریز، سالنامے اور معاصر مضامین ہیں۔ 2000-1999 میں کتب خانے میں مختلف عنوانوں پر تقریباً 335 نئی کتابیں جن میں 27 ہندی کتابیں تھیں۔ کتب خانہ وزارت اطلاعات ونشریات اور اس کی میڈیائی اکائیوں وباقاعدہ نامہ نگاروں کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ تقریباً 1,000 قاری اس کے ممبر ہیں۔ شعبہ نے قومی معلومات کے لئے کمپوزٹ لائبریری انفارمیشن منجمنٹ سسٹم شروع کیا ہے۔

عوامی ابلاغ پر قومی تدوین اسناد مرکز کا قیام، شعبے کے ایک جز کے طور پر 1976 میں وزارت اطلاعات ونشریات کے ذریعے تشکیل دی گئی۔ خصوصی کمیٹی کی سفارشوں کی بنیاد پر عمل میں آیا۔ اس مرکز کا اہم مقصد عوامی ابلاغ، پریس کی شمولیت کے ساتھ، ریڈیو، ٹی وی، اشتہار، روایتی وعوامی میڈیا اور مرکزی وریاستی حکومتوں کی میڈیا اکائیوں سے جڑے واقعات اور رجحان سے منسلک اطلاعات جمع کرنا، ان کی وضاحت اور نشر واشاعت کرنا ہے۔ جمع معلومات کو یہ مرکز اپنے سات مرکزوں کے ذریعے تقسیم کرتا ہے۔ مرکزی عوامی ابلاغ کے ریفرنس سالنامے "ماس میڈیا ان انڈیا" کی تدوین بھی کرتا ہے۔

شعبہ نئی دہلی کے بھارتیہ عوامی ابلاغ ادارے کے تعاون سے ادارہ برائے بھارتی عوامی ابلاغ خدمات کے گروپ A اور B کے افسران کی تربیت کے لئے کئی طرح کے کام کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت افرادی قوت کے منصوبے اور ترقی کو کتنی اہمیت دیتی ہے۔

فوٹو ڈویژن

فوٹو ڈویژن فوٹوگرافی کے میدان میں اپنے قسم کی سب سے بڑی پیداواری اکائی ہے یہ ڈویژن حکومت ہند کی طرف سے ملک۔ بیرون ملک میں اشتہار کے لئے کالے۔ سفید اور رنگین فوٹو تیار کرتا ہے۔ یہ ڈویژن، وزارت اطلاعات ونشریات کی مختلف تعاون اکائیوں اور مرکز ریاستی سرکاروں کے دیگر محکموں کے ساتھ ساتھ وزارت امور خارجہ کے بیرونی اشتہار ڈویژن کے ذریعے بیرونی ممالک میں قائم بھارتی سفارتخانوں کو فوٹو مہیا کراتا ہے۔ یہ صدر مملکت، نائب صدر اور وزیراعظم کے ملک کے مختلف علاقوں کے اور بیرون ملک کے دوروں کے ساتھ ساتھ غیر ممالک کے خصوصی مہمانوں کے بھارتی دورے کے دوران بڑے

پیانے پر فوٹو کوریج کرتا ہے۔

ڈویژن غیر۔اشتہاری تنظیموں اور رجزل پبلک کو بھی قیمتاً فوٹو اور رنگین سلائڈ فراہم کرتا ہے۔ڈویژن کی اپنی آلات سے مزین تجربہ گاہ ہے۔ جہاں مختلف قسم کے فوٹو گرافی سے متعلق کام کئے جاتے ہیں۔ دہلی میں قائم ڈویژن کے صدر مقام میں ایک فوٹو ڈیٹا بینک بھی قائم کیا گیا ہے۔ممبئی، چینئی، کلکتہ اور گوہاٹی میں ڈویژن کے چار علاقائی دفاتر ہیں ۔ 2001-2000 کے دوران ڈویژن نے فوٹو گراف سے 1,347 لاکھ روپے کی آمدنی حاصل کی۔سرکاری سرگرمیوں کے فوٹو پبلیسٹی کے لئے نیوز فوٹو نٹ ورک قائم کیا گیا ہے جو سبھی علاقائی مراکز سے جڑا ہے۔موجودہ واقعات کے فوٹو گراف کو نیوز فوٹو نٹ ورک ذخیرہ کرنے کا عمل چل رہا ہے۔فوٹو ڈویژن PIB کے ذریعہ انٹرنیٹ پر بھی فوٹو بھیجتا ہے۔

فوٹو ڈویژن نے مصر، قاہرہ میں گروپ 15 ممالک کے اجلاس کو وسیع پیانے پر کور کیا۔اس اجلاس میں نائب صدر نے بھی حصہ لیا تھا۔فوٹو ڈویژن نے وزیر اعظم کی امریکہ، روم، اٹلی، ویتنام اور انڈونیشیا کے سفر کا بھی بڑے پیانے پر کوریج کیا۔

پبلیکیشن ڈویژن

پبلیکیشن ڈویژن ملک کا سب سے بڑا طباعت واشاعت کا ادارہ ہے۔ یہ ڈویژن قومی اہمیت کے واقعات کے بارے میں کتابیں ورسالے شائع کرتا ہے اور مناسب قیمت پر انہیں فروخت کرتا ہے۔ڈویژن نے اب تک تقریباً 7,000 کتابیں شائع کی ہیں۔جن میں تقریباً 1,500 ابھی بھی رائج ہیں۔ سال 2001-2000 میں ڈویژن نے 155 کتابیں شائع کیں۔ڈویژن سے شائع کتابوں میں فن، تاریخ، تہذیب وتمدن، ممتاز شخصیتوں کی سوانح عمریاں، زمین اور لوگ، نباتات اور حیوانات، سائنس اور تکنیکی، گاندھیائی ادب سے لے کر بھارت۔ ایک ریفرنس سالنامہ، اور ماس میڈیا ان انڈیا جیسی ریفرنس کی کتابیں (دونوں کی ترتیب واشاعت ریسرچ ریفرنس اور تربیت ڈویژن کرتا ہے) محکمہ امداد اور وزراء اعظم کی منتخب تقریروں کے والیوم بھی شائع کرتا ہے۔

ڈویژن کو ''مہاتما گاندھی کے کاموں کا مجموعہ'' جو کہ غالباً سب سے بڑا ضخیم پروجکٹ ہے، کو شائع کرنے کا فخر حاصل ہے۔ انگریزی اور ہندی میں اسکی 100 جلدیں ہیں، پبلیکیشن ڈویژن نے مہاتما گاندھی پر ملٹی میڈیا سی۔ڈی۔ انگریزی اور ہندی میں نکالی ہے۔جس میں 15 منٹ گاندھی جی کی آواز، ان پر 30 منٹ کی فلم، فوٹیج، تقریباً 550 فوٹو گراف اور ان کی تحریروں وتقریروں کے 55,000 صفحات شامل ہیں۔

پبلیکیشن ڈویژن نے سال 2001-2000 میں کئی اہم کتابوں کی اشاعت کی ہے، جن میں انگریزی میں 50 ایرس آف انڈین ریپبلک، آرکیلاجی، پریسیڈینٹ اسپیک ٹو دی نیشن (2000-1950)، ہندی میں نوبل پرسکار وجیتا مہلائیں اپ گرہ کے باہر بھیتر۔ بھارت کے ہستا کشر اوراشٹ چھاپ کویوں کی رچنائیں مین ٹینس ان انڈیا شامل ہیں۔

پبلیکیشن ڈویژن انگریزی، ہندی اور علاقائی زبانوں میں 21 میگزینیں بھی شائع کرتا ہے۔خاص طور پر ترقیاتی منصوبوں پر مدون میگزین یوجنا اب 13 ہندوستانی زبانوں میں شائع ہو رہی ہے۔ ہندی اور انگریزی میں شائع ہونے والی کروکشیتر میگزین میں دیہی ترقی پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔ بال بھارتی (ہندی) بچوں کی میگزین ہے اور آج کل (ہندی اور اردو) مشہور ادبی میگزین ہیں۔روزگار سے متعلق ہفتہ وار ایمپلائمنٹ نیوز/روزگار سماچار انگریزی، ہندی اور اردو میں شائع ہوتے ہیں اور اس کی تعداد اشاعت 5.50 لاکھ سے زاید ہوگئی ہے۔

ڈویژن ابلاغ عامہ کے مختلف موضوعات پر بنیادی اور تخلیقی تحریروں کی حوصلہ افزائی کے مقصد سے بھارتیندو ہریش چند انعام سے نوازتا ہے۔ بچوں کے ادب اور قومی یک جہتی اور عورتوں کے مسائل پر لکھی نمائندہ تخلیقوں کو بھی انعام سے نوازا جاتا ہے۔

سماعی۔بصری میڈیا

فیچر فلموں کے بنانے میں ہندوستان سب سے آگے ہے۔ یہاں سال بھر میں دنیا میں سب سے زیادہ فیچر فلمیں بنتی ہیں۔ بھارت میں فیچر فلمیں 13-1912 سے بن رہی ہیں۔ آر۔ جی تورنی نے این جی چترے کے ساتھ مل کر 1912 میں ''پنڈلک'' بنائی تھی۔ جب کہ دھنڈی راج گووند پھالکے (1944-1870) نے 1913 میں ''راجہ ہریش چندر'' بنائی۔ اس کے بعد آردے شیر ایرانی (1996-1886) نے جب 1931 میں ''عالم آرا'' بنائی تو خاموش فلموں کی جگہ متکلم فلموں نے لے لی۔ حالاں کہ خاموش فلموں کا سلسلہ 1934 تک جاری رہا۔ سال بھر میں بننے والی فیچر فلموں کے معاملے میں بھارت کا مقام دنیا میں اول ہے۔

مرکزی فلم سرٹیفکیشن (تصدیق) بورڈ

مرکزی فلم تصدیق بورڈ (CBFC) کے ذریعے تصدیق ہوجانے کے بعد ہی کوئی فلم بھارت میں دکھائی جاسکتی ہے۔ سینما آٹوگرافی ایکٹ 1952 کے مطابق قائم اس بورڈ میں ایک صدر اور کم از کم 12 اور زیادہ سے زیادہ 25 غیر سرکاری ارکان ہوسکتے ہیں۔ ان کا تقرر حکومت ہند کرتی ہے۔ بورڈ کا صدر مقام ممبئی میں ہے اور اسکے نو علاقائی دفاتر ہیں۔ بنگلور، ممبئی، کلکتہ، حیدرآباد، چنئی، تروانت پورم، نئی دہلی، کٹک اور گوہاٹی، 14 زبانوں میں بننے والی فلموں کی دیش میں قائم نو دفاتر کے ذریعہ تصدیق کی جاتی ہے صلاح کار پینل فلموں کی جانچ میں علاقائی دفاتر کی مدد کرتے ہیں۔ ان پینلوں میں ممتاز ماہر تعلیم، نقاد فن، صحافی، سماجی کارکن، ماہر نفسیات وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ بورڈ سینیما آٹوگرافی ایکٹ 1952، سینما آٹوگرافی (تصدیق) ایکٹ 1983 کے انتظاموں اور اس سے منسلک مرکزی حکومت کے ذریعے جاری ہدایتوں کے مطابق فلموں کی تصدیق کے لئے جانچ کرتا ہے۔ 2000 میں بورڈ نے 855 بھارتی فلموں اور 203 غیر ملکی فلموں کی تصدیق کی۔ ساتھ ہی 1,058 بھارتی اور 194 غیر ملکی مختصر فلموں، 111 بھارتی ویڈیو فیچر فلموں، 503 بھارتیہ ویڈیو مختصر فلموں، 38 غیر ملکی ویڈیو فیچر فلموں اور 167 غیر ملکی ویڈیو مختصر فلموں کو بھی سند عطا کی۔

فلم ڈویژن

فلم ڈویژن کو نیوز ریل اور ڈاکومنٹری کی احیاء کے لئے 1948 میں قائم کیا گیا تھا۔ یہ ڈویژن ڈاکومنٹری اور نیوز ریل بنانے اور تقسیم کرنے والی سب سے بڑی قومی ایجنسی ہے۔ ڈویژن نیوز ریل، ڈاکومنٹری اور دیہی شائقین کے لئے علاقائی زبانوں میں 16 ملی میٹر کی مختصر فلمیں بناتا ہے۔ یہ ادارہ حکومت ہند کی مختلف وزارتوں اور شعبوں کے لئے تعلیمی، تفہیمی اور کارٹون فلمیں بھی بناتا ہے۔ فلم ڈویژن کے آرکائیوز میں 8,000 ڈاکومنٹری فلمیں، مختصر فلمیں اور اینمیشن فلمیں ہیں اپنی 10 تقسیمی شاخوں کے ذریعے، جو بنگلور، ممبئی، کلکتہ، حیدرآباد، لکھنؤ، چنئی، مدورے، ناگپور، تروانت پورم اور وجے واڑا میں کام کررہی ہیں۔ ڈویژن ہر ہفتے ملک بھر میں پھیلے سینیما گھروں کو تقسیم کرنے کے لئے اپنی ڈاکومنٹری نیوز ریل دیتا ہے۔ فلم ڈویژن ڈاکومنٹری اور مختصر فلموں کی بین الاقوامی فلم تقریب کا بھی انعقاد کرتا ہے۔ دنیا کی ڈاکومنٹری فلموں کی تحریک میں فلم ڈویژن اہم و طاقتور تنظیم کے طور پر ابھرا ہے۔

فلم ڈویژن ملک کے مختلف حصوں میں فلمی میلوں کا انعقاد کرتا ہے۔ اس نے جے پور، بھونیشور، تروانت پورم اور شملہ میں

کامیابیوں اور حصولیابیوں کی ڈاکومینٹری فلموں کا انعقاد کیا۔ 1999 کے دوران ڈویژن نے ترواننت پرم، شملہ، ارناکلم میں انعام یافتہ فلموں کی ڈاکومنٹری فلم فیسٹیول کا انعقاد کیا۔ 2000-1999 کے دوران فلم ڈویژن نے 36 ویں مہاراشٹر فلم فیسٹیول میں ریاستی ایوارڈ حاصل کیا اور 46 ویں قومی ایوارڈ فیسٹول میں 3 ایوارڈ جیتے۔ فلم ڈویژن کو 26 ویں بین الاقوامی کمرشیل فلم، ٹیلی ویژن اور ویڈیو پروگرام تقریب میں بین الاقوامی جوری ایوارڈ، ایکوٹاپ 1999 سے بھی نوازا گیا۔

فلم ڈویژن کو ڈاکومینٹری فلموں، مختصر فلموں، اور کارٹون فلموں کے دوسالہ ممبئی بین الاقوامی فلم تقاریب کے انعقاد کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے۔ فروری 2000 میں ان فلموں کی چھٹی تقریب میں 34 ملکوں کی 542 فلموں کو شامل کیا گیا۔ ڈویژن نے ملک کے مختلف حصوں میں فلمی تقاریب کا انعقاد کیا۔

2001-2000 کے دوران فلم ڈویژن نے جمشید پور، جے پور، چنئی میں ڈاکومنٹری فلموں کی تقریب منعقد کی۔ دہلی میں پہلی بار بین الاقوامی مختصر اور اینیمیشن فلمیں (DIFF-2001) ڈاکومنٹری، کارٹون فلمی تقاریب کا انعقاد کیا گیا۔ یہ غیر مقابلہ جاتی انعقاد تھا، جس میں 15 سے زیادہ ملکوں کی 100 سے زیادہ فلمیں دکھائی گئیں۔

قومی فلم ترقی کارپوریشن لمٹیڈ

قومی فلم ترقی کارپوریشن لمٹیڈ (NFDCL) کو 1975 میں قائم کیا گیا۔ بعد میں 1980 میں بھارتی فلم برآمدات کارپوریشن اور فلم فائنانس کارپوریشن کو ضم کرکے اس کا پھر سے قیام کیا گیا۔ اس کارپوریشن کا مقصد ہندوستان میں فلموں کے معیار کو بہتر بنانا اور آڈیو ویژول اور متعلقہ شعبوں میں جدید ترین ٹکنالوجی کو فروغ دینا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اور ملک میں معیار فلم تحریک کو فروغ دینے کے لئے کارپوریشن کئی سرگرمیاں چلاتا ہے۔ جن میں سماجی اعتبار سے مناسب موضوع پر تخلیقی وفنکارانہ بہتری والی اور تجرباتی طرح کی عمدہ فلموں کو مالی تعاون، پیداوار اور مشترکہ پیداوار، تھیٹر ویڈیو اور ٹیلی ویژن جیسے مختلف ذرائع سے فلموں کی تقسیم واشاعت، قومی فلم ترقی کارپوریشن فلمی صنعت کو جدید ترین ٹکنالوجی کے مطابق ضروری قبل از پیداوار اور پیداوار کے بعد بنیادی سہولیات فراہم کراتا ہے تھیٹروں کی تعمیر کے لئے مالی تعاون کا انتظام کرنا، فلم سوسائٹیوں، قومی فلمی سرکل اور ملکی غیر ملکی فلموں سے منسلک فلمی ہفتوں، بھارتی پنورما کے تعاون سے فلمی تقاریب وغیرہ کے انعقاد سے سنیما کے کلچر اور فلموں کی سمجھ کو فروغ دیتا ہے۔

کارپوریشن معیار، مواد اور تعمیری اقدار کے نظریے سے عمدہ کم بجٹ والی فلموں کو بڑھاوا دینے کا تہیہ کرتا ہے۔ 2001-2000 (نومبر 2000 تک) کے دوران مختلف زبانوں میں 3 فلمیں مکمل ہو چکی تھیں، 6 فلمیں تیاری کے مراحل میں تھیں۔ کارپوریشن نے 28 غیر ملکی فلموں کو ٹیلی ویژن اور سیٹلائٹ حقوق کے لیے حاصل کیا اور اسی دوران 46 فلموں کو برآمد کیا۔ NFDC کا 16 mm فلم مرکز، کولکاتہ مشرقی علاقے کی فلم صنعت کو پیداوار اور مابعد پیداوار کے لیے سہولتیں فراہم کرتا ہے۔ ممبئی میں قومی فلم ترقیاتی کارپوریشن کی 'لیزر سب ٹائٹلنگ' یونٹ ہے جہاں لیٹن رسم خط کی سبھی غیر ملکی زبانوں اور عربی میں سب ٹائٹل تیار کرنے کی سہولیات دستیاب ہیں۔ اس یونٹ میں مختلف علاقائی اور غیر ملکی زبانوں میں سب ٹائٹلنگ کا کام بھی ہوتا ہے۔

NFDC کے ذریعے 4.16 کروڑ کی رقم سے سنے آرٹسٹ ویلفیئر آف انڈیا قائم کیا گیا ہے۔ یہ ہندوستانی فلم صنعت کا سب سے بڑا ٹرسٹ ہے۔ سال 2001-2000 (نومبر تک) 35 لاکھ روپے کی امدادی رقم ضرورت مند سنے آرٹسٹوں کو بطور پنشن فراہم کی گئی ہے۔

2000-1999 کے دوران فلم ڈویژن نے 34 اخباری رسائل اور 84 ڈاکومنٹری مختصر فیچر، ویڈیو فلمیں وغیرہ بنائیں اور 1377 کروڑ روپے کی آمدنی حاصل کی۔

فلمی تقریب ڈائرکٹوریٹ

فلمی تقریب ڈائرکٹوریٹ کا قیام 1973 میں بھارت سرکاری وزارت اطلاعات ونشریات کے تحت عمل میں آیا تھا۔ اس کا اہم مقصد معیاری سینما کی حوصلہ افزائی کرنا تھا۔ ڈائرکٹوریٹ نے ہر سال قومی فلمی تقریب کا انعقاد کر کے اچھی ہندوستانی فلموں کے لئے ایک پلیٹ فارم مہیا کرایا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر بھی تہذیبی مفاہمت اور دوستی کی ترقی اس کے ذریعے ہوئی ہے۔ ملک کے اندر ناظرین کو دنیا کی عمدہ ترین نئی فلموں کو دیکھنے کا موقع ڈائرکٹوریٹ نے میسر کرایا ہے۔

بھارت کا 31 واں بین الاقوامی فلمی میلہ نئی دہلی میں جنوری 2000 کے درمیان منعقد ہوا۔ سال 2001 سے بین الاقوامی فلم تقریب کا انعقاد جنوری کے بجائے 31 اکتوبر کو کیا جائے گا۔ حالاں کہ 20-10 اکتوبر 2001 کو بنگلور میں ہونے والی ہندوستانی بین الاقوامی فلم تقریب ملتوی کردی گئی۔

فلم تقاریب ڈائرکٹریٹ نے بھارت کے ثقافتی مبادلہ پروگرام کے تحت یوروپی یونین، شمالی کوریا (عوامی/ریپبلک)، پولینڈ، آئس لینڈ، جاپان اور یونان کی فلموں کی تقاریب منعقد کی گئیں۔ چین، فرانس، شمالی کوریا، برازیل، سری لنکا اور شکاگو (U.S.A.) میں فلم تقاریب میں نمائش کے لیے ہندوستانی فلم ہفتہ کا اہتمام کیا گیا۔ جرمنی، منگولیا اور روس میں ہندوستانی فلم ہفتہ کا انعقاد کیا گیا اس کے علاوہ سارک فلم تقاریب اور فرانس ومصر میں ہندوستانی فلم ہفتہ میں نمائش کے لئے بھی فلمیں بھیجی گئیں۔ ڈائرکٹریٹ نے غیر ممالک میں منعقد 51 فلم تقاریب میں حصہ لیا۔

بھارتی قومی فلمی محافظ خانہ

اس فلمی محافظ خانہ کا قیام فروری 1964 میں وزارت اطلاعات ونشریات کی تعاونی اکائی کے طور پر عمل میں آیا تھا۔ اس کے تین اہم مقاصد ہیں (i) بھارتی سینما کے ورثہ کی تلاش اکتساب اور آئندہ نسلوں کے لئے ان کا تحفظ (ii) دستاویزوں اور اعداد وشمار کی درجہ بندی وفلموں سے منسلک تحقیق اور (iii) فلمی ثقافت کی نشر واشاعت کے مرکز کے طور پر کام کرنا۔ محافظ خانہ کا صدر مقام پونا میں ہے اور بنگلور تروانت پورم اور کلکتہ میں اس کے علاقائی دفاتر ہیں۔ اس کا 16 ملی میٹر والی فلموں کو تقسیم کرنے والا کتب خانہ تمام ملک میں اپنے ممبروں کو سہولیات فراہم کرتا ہے۔ محافظ خانہ مئی 1969 سے ہی بین الاقوامی فلمی محافظ خانہ وفاق کا ممبر ہے۔ جو اسے تحفظاتی تکنیک، دستاویز، کتابیات وغیرہ پر ماہرین کے مشورے اور مواد فراہم کراتا ہے۔ NFAI، ممبئی، کولکاتہ، بنگلور، چنئی، حیدرآباد، تروانت پورم، کوچی، جمشید پور اور پونے میں مشترکہ نمائشی پروگرام کا بھی انعقاد کرتا ہے۔ NFAI فلم اور ٹیلی ویژن کے اداروں FTII اور دیگر تعلیمی اور ثقافتی تنظیموں کے ساتھ فلمی پرکھ یا قدر شناسی کے قلیل مدتی اور طویل مدتی کورسوں کا اہتمام کرتا ہے۔

قومی فلمی مرکز برائے اطفال ونوجوان

اس ادارے کو 1955 میں قائم کیا گیا تھا۔ پہلے یہ قومی اطفال ونوجوان فلم مرکز کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اس کے قیام کا مقصد فلموں کے ذریعے بچوں کو اقدار کے ساتھ ساتھ تفریح فراہم کرنا تھا۔ اس کا کام بچوں کے لئے فلمیں بنانا، انہیں حاصل

کرنا، تقسیم اور نمائش کرنا ہے۔ CFSI کا ہیڈ آفس ممبئی میں ہے اور دہلی و چنئی میں اس کے علاقائی آفس ہیں۔

مرکز کے ذریعے بنی فلموں کو اضلاع کے مطابق پیکج پروگرام کے تحت فلموں کی نمائش کرتا ہے۔ 2000-2001 کے دوران ایسے 88 پروگراموں کے 2,064 شو ہوئے جنہیں 12.11 لاکھ لوگوں نے دیکھا۔ ان پروگراموں کو حالیہ سالوں میں شمال مشرقی اور دور دراز کے نئے علاقوں میں لے جانے کی خصوصی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

مرکز کے ذریعے بنی فلموں کو مختلف قومی اور بین الاقوامی فلمی تقریبوں میں ارسال کیا جاتا ہے۔ سوسائٹی کے ذریعہ بنی فلموں کو کئی اعزاز بھی مل چکے ہیں۔ مرکز میں ہر دوسرے سال اپنی بین الاقوامی فلمی تقریب کا انعقاد بھی کرتا ہے۔

اشتہار اور مرئی نشر و اشاعت ڈائرکٹوریٹ

اشتہار اور مرئی نشر و اشاعت ڈائرکٹوریٹ (D.A.V.P) سرکار کی اولین ملٹی میڈیا اکائی ہے۔ جو لوگوں کو مرکزی حکومت (ریلوے کو چھوڑ کر) کی پالیسیوں، منصوبوں اور پروگراموں کی جانکاری دیتی ہے اور ترقیاتی سرگرمیوں میں حصہ لینے پر آمادہ کرتی ہے۔ یہ ایجنسی ان تمام وزارتوں کو سنگل ونڈو سروس فراہم کراتی ہے۔ ابلاغ کے لیے پریس اشتہار، آؤٹ ڈور پبلیسٹی، نمائش، سماعی و بصری اور چھپے ہوئے: پوسٹر، فولڈر، بروشرس اور بک لیٹ وغیرہ کا استعمال کرتی ہے۔ نئی دہلی میں قائم صدر مقام کے علاوہ ڈائرکٹوریٹ کے دو علاقائی دفاتر بنگلور اور گوہاٹی میں ہیں۔ کلکتہ اور چنئی میں ڈائرکٹوریٹ کے علاقائی تقسیمی مراکز ہیں۔ ملک بھر میں 35 علاقائی نمائش اکائیاں ہیں۔

پریس اشتہارات

DAVP حکومت ہند کی مختلف وزارتوں / محکموں اور کچھ خود مختار اداروں کی طرف سے اشتہارات جاری کرنے کے لیے اخبارات اور رسائل کا ایک پینل تیار کرتا ہے۔ یہ پینل 14 فروری 2001 کو نافذ کی گئی نئی اشتہارات پالیسی کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔ ڈائرکٹریٹ کے پینل میں اس وقت ملک بھر کے 2,400 سے بھی زیادہ اخبارات اور رسائل ہیں۔ ایک سال میں ڈائرکٹریٹ کے پینل میں رکھے گئے ہندی، انگریزی اور علاقائی زبانوں کے اخبارات اور رسائل کو تقریباً 1,60,000 اشتہار جاری کیے گئے۔

مواد کی طباعت

ڈائرکٹریٹ پوسٹر، فولڈر، کتابچے، بروشر، ڈائری، کیلنڈر، دیوار پر لٹکانے والی اشیاء، اسٹیکر وغیرہ جیسے تشہیری مواد کی طباعت کرتا ہے۔ یہ مواد غریب طبقے کے لوگوں کی سماجی، اقتصادی ترقی اور عوام کی فلاح و بہبود سے متعلق اسکیموں اور پروگراموں سے متعلق ہوتی ہے۔ ان کو مختلف زبانوں میں مشتہر کیا جاتا ہے۔ پورے سال میں تقریباً 700 پبلیکیشن کے لیے دو کروڑ کے آس پاس اشاعتی مواد کو طبع کرایا جاتا ہے۔

بیرونی تشہیر

ایک سال میں حکومت کے مختلف پروگراموں سے متعلق 350 ہورڈنگ، 2,500 کیاوسک لگائے گئے اور تقریباً اتنی ہی دیواروں پر پینٹنگ کی گئی۔ 19,000 سے بھی زیادہ بسوں میں پینل پر اشتہار دیے گئے۔ سینما گھروں میں سلائیڈوں کی پانچ

سیریز (ہر ایک سیریز میں 13 زبانوں میں 9,000 سلائڈیں تھیں) کی نمائش کی گئی۔

نمائش

اشتہار اور مرئی ڈائرکٹریٹ نے حکومت کے مختلف پروجیکٹ، پروگراموں اور پالیسیوں کی تشہیر کے لئے 400 نمائشوں کا انعقاد کیا۔ یہ نمائشیں قومی اتحاد اور بھائی چارہ، صحت اور خاندانی بہبود، ترقیاتی پروگرام اور دیگر موضوعاتی معاملوں پر مبنی تھیں۔ یہ پروگرام ڈائرکٹریٹ نے اپنی 35 علاقائی نمائشی اکائیوں کے ذریعے کیا۔

سمائی وبصری تشہیر

DAVP مختلف مرکزی وزارتوں، محکموں اور خود مختار اکائیوں کے لیے ریڈیو اسپاٹ/جینگلس، اسپانسرڈ پروگرام، ویڈیو اسپاٹ، ڈاکومنٹری فلم اور چھوٹی فلموں کو تیار کرتا ہے۔ ایک سال میں ہندی، انگریزی اور علاقائی زبانوں میں تقریباً 4,500 سامعی پروگرام اور 150 ویڈیو پروگرام تیار کیے گئے۔ ڈائرکٹریٹ کا اپنا بھی ساز وسامان سے مزین ایک آرٹ اسٹوڈیو بھی ہے۔ یہاں ڈی.ٹی. پی سیل بھی ہے، جس سے پبلیکیشن کے ڈیزائن، پریس اشتہارات وغیرہ بھی تیار کیے جاتے ہیں۔

ماس میلنگ ونگ

اشتہار اور مرئی ڈائرکٹریٹ کی ماس میلنگ ونگ ایشیا کی سب سے بڑی ماس میلنگ ونگ میں سے ایک ہے۔ اس کے پاس 560 زمرات کے تقریباً 16 لاکھ تنظیموں کے پتے محفوظ ہیں۔ ان پتوں کو باقاعدہ اپ ڈیٹ کیا جاتا ہے اور وقتاً فوقتاً ان پر نظر ثانی کی جاتی ہے۔ ایک سال میں تقریباً 1.6 کروڑ خط بھیجے جاتے ہیں۔

علاقائی تشہیری ڈائرکٹوریٹ

علاقائی تشہیری ڈائرکٹوریٹ حکومت اور عوام کے درمیان دوطرفہ رابطے کے طور پر کام کرنے والا دیہی ترقی بین انفرادی ابلاغ کا ایک سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ''پنج سالہ منصوبہ اشتہاری تنظیم'' کے نام سے اسے 1953 میں قائم کیا گیا تھا۔ اور اس کا واحد مقصد منصوبے کو مشتہر کرنا تھا۔

1959 میں تنظیم کا نام بدل کر علاقائی تشہیری ڈائرکٹوریٹ کر دیا گیا۔ پچھلے کئی سالوں میں اس تنظیم کے میدان عمل کے ساتھ ساتھ اس کے مقاصد اور نصب العین کی بھی توسیع ہوئی ہے۔

ڈائرکٹوریٹ کے نصب العین اور مقاصد اس طرح ہیں (1) حکومت کی پالیسیوں اور پروگراموں کے بارے میں لوگوں کو براہ راست جانکاری دینا (2) عوام کو جمہوریت سوشلزم (اشتراکیت) اور سیکولرزم جیسی بنیادی قومی اقدار کی تعلیم دینا (3) قومی تعمیر کے پروگراموں میں عوام کا فعال تعاون حاصل کرنا اور ساتھ ہی ترقی و بہبود کے پروگراموں کی موافقت میں عوام کا رجحان بنانا اور (4) حکومت کے پروگراموں، پالیسیوں اور دیہی سطح پر ان پر عمل درآمد کے بارے میں عوام کے ردعمل سے سرکار کو واقف کرانا تا کہ ضرورت پڑنے پر مناسب کارروائی اور صحیح اقدام کئے جاسکیں۔ ڈائرکٹوریٹ خاص طور پر اجتماعی مباحثے، عوامی جلسے، سیمیناروں، سمپوزیم وغیرہ جیسے بین انفرادی ابلاغی ذرائع کا استعمال کرتا ہے۔ جس کے تعاون سے یہ عوام تک اپنے پیغام پہنچاتا ہے۔ پروگراموں کو موثر بنانے کے لئے، ریلیوں سے جیسے رنگارنگ پروگراموں کے علاوہ نغمہ سرائی، رنگولی مباحثے، مضمون لکھنا،

کھیل کود جیسے مقابلوں کا بھی انعقاد کیا گیا۔

دہلی میں صدر مقام کے علاوہ ملک بھر میں اس کے 22 صوبائی دفاتر اور 268 فیلڈز اکائیاں کام کر رہی ہیں۔ 2000-2001 کے دوران علاقائی تشہیری ڈائرکٹریٹ نے الٰہ آباد کے تاریخی کمبھ میلے (اتر پردیش) کلو کا دسہرہ (ہماچل پردیش) پوری کی رتھ یاترا (اڑیسہ)، اجمیر کا عرس (راجستھان) اور سون پور کے مویشی میلے (بہار) کا کوریج کیا۔ ان دفاتر نے 31,268 فلم نمائش، 8,111 مذاکرات، 10,467 مخصوص پروگراموں اور 52,123 اجتماعی مذاکرات، 3,675 سیمینار، 34,847 تصویری نمائشوں کا انعقاد کیا۔ علاقائی دفتروں نے اپنے اپنے علاقے کے عوامی نمائندوں کے لیے 10 سیاحتی سفروں کا اہتمام کیا۔ انھیں مشرق شمالی ریاستوں کے صنعتی اور زرعی ترقیاتی علاقوں کا دورہ کرایا گیا۔

گیت اور ڈرامہ ڈویژن

گیت اور ڈراما ڈویژن کا قیام آل انڈیا ریڈیو کی ایک اکائی کے طور پر 1954 میں عمل میں آیا تھا۔ 1960 میں اسے وزارت اطلاعات ونشریات کے تحت ایک دفتر کی شکل میں خود مختار میڈیا اکائی کا درجہ فراہم کیا گیا۔ اس کا قیام پنج سالہ منصوبے کے لئے براہ راست باتدبیر میڈیا کے ذریعے، خاص کر روایتی اور لوک پر چار کے ذرائع کے مختلف فارموں (ہیئتوں) کا استعمال کرنے کی غرض سے کیا گیا تھا۔ یہ تنظیم عوام کے ساتھ فوراً الحاق قائم کرنے اور نئی نئی آراء کو موثر ڈھنگ سے اپنے پروگراموں میں شامل کرنے کی بہتر حالت میں ہے۔ یہ روایتی ڈرامہ، اوپیرا (رقص ڈرامے) لوک گیت، کٹھ پتلی جیسے مختلف اسٹیج پروگراموں میں روشنی، موسیقی کا استعمال کر کے شائقین کا دھیان قومی زندگی اور مختلف فیلڈ میں ہونے والی ترقی کے مختلف پہلوؤں کی طرف مبذول کراتا ہے۔

ڈویژن کے بھوپال، کلکتہ، چنڈی گڑھ، دہلی، گوہاٹی، لکھنؤ، چنئی، پونا، بنگلور اور رانچی میں 10 علاقائی مراکز ہیں۔ اس کے 9 ذیلی مراکز بھوبنیشور، حیدرآباد، پٹنہ، امپھال، جودھپور، دربھنگہ، نینی تال، شملہ اور سری نگر میں ہیں۔

گیت اور ڈرام ڈویژن کے ذریعے سرحدی علاقوں میں تشہیر کا منصوبہ 1966 میں شروع کیا گیا۔ اس کا مقصد حساس بین الاقوامی سرحدی علاقوں میں عوام کا حوصلہ بلند رکھنے اور انہیں ملک کی یک جہتی اور سالمیت کے جذبے سے پرکھنا ہے۔ 1967 میں فوجی تفریح شاخ کی تشکیل کی گئی۔ اس کا مقصد سرحدی علاقوں میں مقرر فوجیوں کی تفریح کرنا ہے۔ نو دستوں میں سے ایک چنئی میں اور بقیہ دہلی میں ہیں۔ ڈویژن نے 1976 میں لائٹ اینڈ ساؤنڈ (روشنی اور آواز) اور سیمابی آمیزش سے ایک نئے ذرائع کی شروعات کی ہے۔ دہلی اور بنگلور میں ایک ایک لائٹ اینڈ ساؤنڈ اکائی ہے۔ 1981 میں ڈویژن نے قبائلی لوگوں کی حصہ داری کی غرض سے رانچی میں قبائلی مرکز قائم کیا ہے۔ یہ پروگرام جھارکھنڈ، بہار، اڑیسہ، چھتیس گڑھ اور مدھیہ پردیش کا احاطہ کرتا ہے۔

ٹریننگ

بھارتی ادارہ برائے فلم اور ٹی وی

بھارتی ادارہ برائے فلم اور ٹی وی، پونے فلم اور ٹیلیویژن کے آرٹ وفن کی تربیت دیتا ہے۔ ادارے میں طلباء کو فلم اور ٹیلیویژن کے باقاعدہ نصابوں میں داخلہ دیا جاتا ہے اور تین سطحی نصاب کے کامیاب تکمیل پر ہدایت کاری، سنیمیٹوگرافی، ادارت اور آڈیوگرافی میں ڈپلوما دیا جاتا ہے۔ ادارہ میڈیا، ٹیلیویژن اور آڈیوگرافی سے متعلق مختلف موضوعات میں قلیل مدتی کورس بھی

چلاتا ہے اور دوردرشن میں کام کرنے والے ملازمین کو پروگرام بنانے اور تکنیکی طریقہ کاری کی تربیت دیتا ہے۔ بھارتی اطلاعاتی خدمات کے افسران کے لئے قلیل المدتی کورس بھی منعقد کئے جاتے ہیں۔

بھارتی فلم اور ٹیلی ویژن ادارہ مختلف قومی اور بین قومی فلمی تقاریب میں پابندی سے طلباء۔ ڈپلومہ فلموں کو نمائش کے بھیجتا ہے۔ طلبا فلم جی کرتا تھا' کو 1999 کے 46ویں قومی فلم تقریب میں بہترین چھوٹی فیچر فلم کے ایوارڈ سے نوازا گیا۔ 47ویں فلم تقریب میں، آف کنفیوشیس ایس۔ اسپائس اینڈ تائیگن کو غیر فیچر فلم زمرے میں بہترین ایڈیٹنگ کا ایوارڈ ملا۔ اس فلم کو خاص جیوری ایوارڈ بھی دیا گیا۔ کوڈک کے ذریعے اسپانسرڈ ایشیا پیسفک فلم اسکول کمپٹیشن میں ''فائر'' فلم کو خاص طور سے سراہا گیا۔ ''اے شارٹ فلم اباوٹ وار'' کو اعلیٰ زمرے کی سینماٹوگرافی کے لیے قومی فاتح کے طور پر منتخب کیا گیا۔ فلم ''تیور مادھیم'' کی یوروپ کے کئی ملکوں میں نمائش ہو چکی ہے۔ یہ اسمتا پاٹل کی پہلی فلم تھی۔ اس کی ہدایت اردن نے کیا تھا۔

ادارہ NFAI کے ساتھ مل کر ہر سال گرمیوں میں چار ہفتے کا فلم پرکھ کورس بھی چلاتا ہے۔

ستیہ جیت رے فلم اور ٹی وی ادارہ

ستیہ جیت رے فلم اور ٹی ادارہ کا قیام 1995 میں کلکتہ میں ہوا اور مغربی بنگال سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ 1961 کے تحت ایک تنظیم کی شکل میں اس کا رجسٹریشن 18 اگست 1995 کو کیا گیا۔ ادارہ فلم اور ٹی وی پر پروگراموں کی تیاری اور متعلقہ دوسرے موضوعات پر تربیت دینے کا کام کرتا ہے۔ اور تربیت یافتہ لوگوں کو ڈپلوما کی ڈگری دیتا ہے اس وقت درج ذیل مضامین پر 3 سال کے ڈپلوما کورس میں تربیت دی جاری ہے۔ (1) فلم ہدایت کاری اور اسکرین پلے تحریر (2) فلم فوٹوں گرافی (3) ایڈیٹنگ اور (4) ساؤنڈ ریکارڈنگ۔ ادارہ ایک خود مختار تنظیم ہے اس کی ایک انتظامی کونسل، مستقل مالی کمیٹی اور چیئرمین کے تحت باعمل کونسل ہے جو ادارہ کے بھی صدر ہوتے ہیں۔ طلبا کے پہلے بیچ کی دو فلموں ''بھور'' اور ''مینا جھا'' کو تین قومی ایوارڈ ملے۔

بھارتی ادارہ برائے ماس کمیونیکشن

بھارتی ادارہ برائے ماس کمیونیکشن ماس کمیونکیشن کی اعلیٰ تعلیم، تحقیقات اور تربیت کا خود مختار ادارہ ہے۔ اس کا قیام 1965 میں ہوا تھا اور یہ سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1,865 کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اس ادارے کو وزارت اطلاعات ونشریات کے ذریعہ حکومت ہند سے صد فی صد تعاون ملتا ہے۔ اس کی دھینکال (اڑیسہ) کوٹیام (کیرل) جھابوا، (مدھیہ پردیش) اور دیما پور (ناگالینڈ) میں چار شاخیں ہیں۔

ادارہ مندرجہ ذیل اہم نصابوں کو چلاتا ہے۔

(1) بھارتی اطلاعاتی خدمات گروپ A کے افسران کے لئے جدید نصاب (2) صحافت (انگریزی) میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ۔ نئی دلی اور دھینکال (اڑیسہ) (3) صحافت (ہندی) میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ نصاب (4) اشتہار اور عوامی رابطے میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلوما نصاب (5) ریڈیو اور ٹیلیویژن صحافت میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ نصاب اور (6) غیر جانب دار اور ترقی پذیر ملکوں کے لئے ترقیاتی صحافت میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ نصاب۔ ادارہ مرکزی ریاستی حکومت، پبلک سیکٹر کی تنظیموں میں کام کررہے کارکنوں کی میڈیا تربیت کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے قلیل مدتی مخصوص نصاب اور ورکشاپ کا انعقاد کرتا ہے۔ فوج اور پولیس کے سینئر افسران کے لئے بھی کورس چلائے جاتے ہیں۔ ادارہ بین الاقوامی تنظیموں اور دیگر ایجنسیوں کے

ذریعہ چلائی جارہی اور مالی اعانت یافتہ کورسوں کو بھی چلاتا ہے۔اس کے علاوہ ادارہ مرکزی حکومت کے مختلف میڈیا اکائیوں میں کام کرنے والے بھارتی اطلاعاتی خدمات کے ملازموں کے لئے بھی کئی ریفریشر کورسوں کا انعقاد کرتا ہے۔

پچھلے کئی سالوں میں بھارتی ادارہ برائے ماس کمیونکیشن کے بین الاقوامی تنظیموں، سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کے لئے کئی بڑی تحقیقاتی پروجکٹوں کو بھی چلاتا ہے۔

اسٹاف تربیت ادارہ (پروگرام)

دہلی میں 1948 میں قائم آل انڈیا ریڈیو کا اسٹاف تربیت ادارہ (پروگرام) اور نظامتی ملازمین کے مختلف عملے کو خدماتی مدت کے دوران تربیت فراہم کرتا ہے۔اسکے علاوہ کٹک میں بھی ایک ایسا ادارہ ہے اور حیدرآباد، شیلانگ، احمد آباد، ترواننت پورم اور لکھنؤ میں پانچ صوبائی تربیتی ادارے ہیں۔ جو اپنے خطوں کے ریڈیو اسٹیشنوں کو تربیتی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں۔ یہ ادارے منتظمین کے لئے کئی محکمہ جاتی امتحان بھی منعقد کرتا ہے۔

ادارہ سینئر سطح کے افسروں کے لئے ہر عملہ اور مالی منتظمہ پروگرام چلاتا ہے۔ پروگرام منتظمین اور نشریاتی منتظمین کے لئے اساسی کورس بھی چلاتا ہے۔مختلف آڈیو خاکوں اور خاص ناظرین پروگراموں کے لئے خصوصی تیار شدہ کورس اور ورکشاپ کا انعقاد کرتا ہے۔عام آفس منتظمہ، محکمہ جاتی جانچ، اکاؤنٹ پروفارما، آفس ریکارڈ کے رکھ رکھاؤ کے بارے میں انتظامی تربیتی کورس کو بھی چلایا جارہا ہے۔2001-2000 کے دوران ادارے نے 1,599 ملازمین کے 99 کورسوں کو بھی چلایا۔

اسٹاف تربیتی ادارہ (تکنیکی)

اسٹاف تربیتی ادارہ (تکنیکی) آکاش وانی اور دوردرشن کے انجینئر نگ ملازموں کی تربیت سے متعلق ضرورتیں پوری کرتا ہے۔تربیت کے میدان ہیں: مختلف سطحوں میں سیدھی بھرتی کے گئے کارکنوں کے لئے معیاری کورس، صلاحیت میں اضافے کے لئے کورس، جدید نشریاتی تکنیک اور اعلا تکنیکی ملازمین کے لئے انتظامی امور کے کورس۔ادارہ انجینئر نگ اسٹاف کو انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی اور انڈین انسٹی ٹیوٹ آف سائنس (بنگلور) جیسے سرکردہ اداروں سے گریجویٹ ڈگری حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے۔یہ اعلا انجینئر نگ کارکنوں کو آئی آئی پی اے، این آئی ٹی آئی آئی جیسے مینجمنٹ اداروں میں تربیت کا بھی انتظام کرتا ہے۔ ادارہ کے درج ذیل ذمہ داریاں ہیں ڈیپارٹمنٹل مقابلہ جاتی امتحانوں کا انتظام، سیدھی بھرتی کے امتحان کی تیاری، تکنیکی دستورعمل تیار کرنا، حفاظتی دستورعمل تیار کرنا تکنیکی مونوگراف بنانا اور سہ ماہی نیوز میگزین کی اشاعت۔انسٹی ٹیوٹ نے 2001-2000 کے دوران 95 کورسوں کو چلایا اور 1,510 انجینئر نگ عملہ کو ٹریننگ بھی دی گئی۔

12۔ بنیادی اقتصادی اعداد وشمار

ہمارا ملک قدرتی وسائل اور افرادی قوت سے مالا مال ہے۔ لیکن ان کا بھرپور استعمال نہیں ہو پایا ہے۔ جب کہ ان کے بہتر استعمال کے قوی امکانات ہیں۔ بھارتی معیشت میں زراعت کا اثر سب سے نمایاں ہے۔ پچھلی دہائی میں زراعت کے میدان میں اہم تبدیلی دیکھنے میں آئی ہے۔ ہماری قومی آمدنی کا تقریباً ایک تہائی حصہ زراعت اور اس سے منسلک صنعتوں سے حاصل ہوتا ہے اور ملک میں موجود قوت مزدوری کا تقریباً دو تہائی حصہ زرعی کاموں میں مصروف ہے۔ 1947 سے ملک کی معیشت میں تنوع پیدا کرنے کے لئے قومی سطح پر کوششیں کی جا رہی ہیں۔

وزارت منصوبہ و پروگرام عمل درآمد کے تحت شعبہ شماریات ملک میں سرکاری شماریاتی طرز کا اعلیٰ ادارہ ہے۔ یہ شعبہ ہندوستانی شماریاتی خدمت عاملہ کے کنٹرول کا اختیار بھی رکھتا ہے۔ یہ بھارتی شماریاتی ادارہ، جو کہ قومی اہمیت کا خود مختار اور رجسٹرڈ سائنسی ادارہ ہے، کا انتظامی شعبہ بھی ہے۔ اس شعبے میں مرکزی شماریاتی ادارہ (C.S.O) قومی سیمپل سروے تنظیم (NSSO) کمپیوٹر مرکز اور تنخواہ و کھاتہ دفاتر شامل ہیں۔

مرکزی شماریاتی تنظیم

مرکزی شماریاتی تنظیم، شماریاتی معیاروں کی تشکیل و انہیں بنائے رکھنے، قومی اکاونٹ سے متعلق کاموں، صنعتی شماریات، دستی کام نہ کرنے والے شہری ملازموں کے لئے صارف قیمت اشاریوں، معاشی شمار اور سروے، دفتری شماریات سے متعلق معاملوں میں قومی اور بین قومی ایجنسیوں سے تال میل کے لئے ذمہ دار ہے۔ قومی شماریاتی تنظیم کی صدارت ایک ناظم اعلیٰ کرتا ہے۔ جس کی مدد کے لئے دو ایڈیشنل ڈائرکٹر جنرل، 5 ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل، 24 جوائنٹ ڈائریکٹر اور دیگر امدادی ملازمین ہوتے ہیں۔ یہ تنظیم دہلی میں قائم ہے۔ صنعتی اعداد وشمار سے جڑے اس کے کاموں کا بڑا حصہ کلکتہ میں پورا کیا جاتا ہے۔

قومی اور فی کس آمدنی

قومی آمدنی کی تعریف کے مطابق قومی آمدنی عام طور سے ملک میں رہنے والے شہریوں کے ذریعے پیداواری ذرائع سے حاصل آمدنی ہے، جس میں سے بلاواسطہ ٹیکس گھٹائے نہ گئے ہوں۔ یہ خالص قومی پیداوار کی پیداواری لاگت کے برابر ہوتی ہے۔ جدول 12.1 میں رواں قیمتوں اور 94-1993 کی قیمتوں کی بنا پر قومی آمدنی اور فی کس آمدنی ظاہر کی گئی ہے۔ جدول 12.2 میں چالو قیمتوں پر قومی پیداوار و متعلق اعداد وشمار دیئے گئے ہیں۔ جدول 12.3 میں پبلک سیکٹر کی کارگزاریاں پیش کی گئی ہیں اور جدول 12.4 میں 94-1993 سے آخری ذاتی صرف خرچ، خالص گھریلو بچت اور تشکیل اصل کے اعداد وشمار دیئے گئے ہیں۔

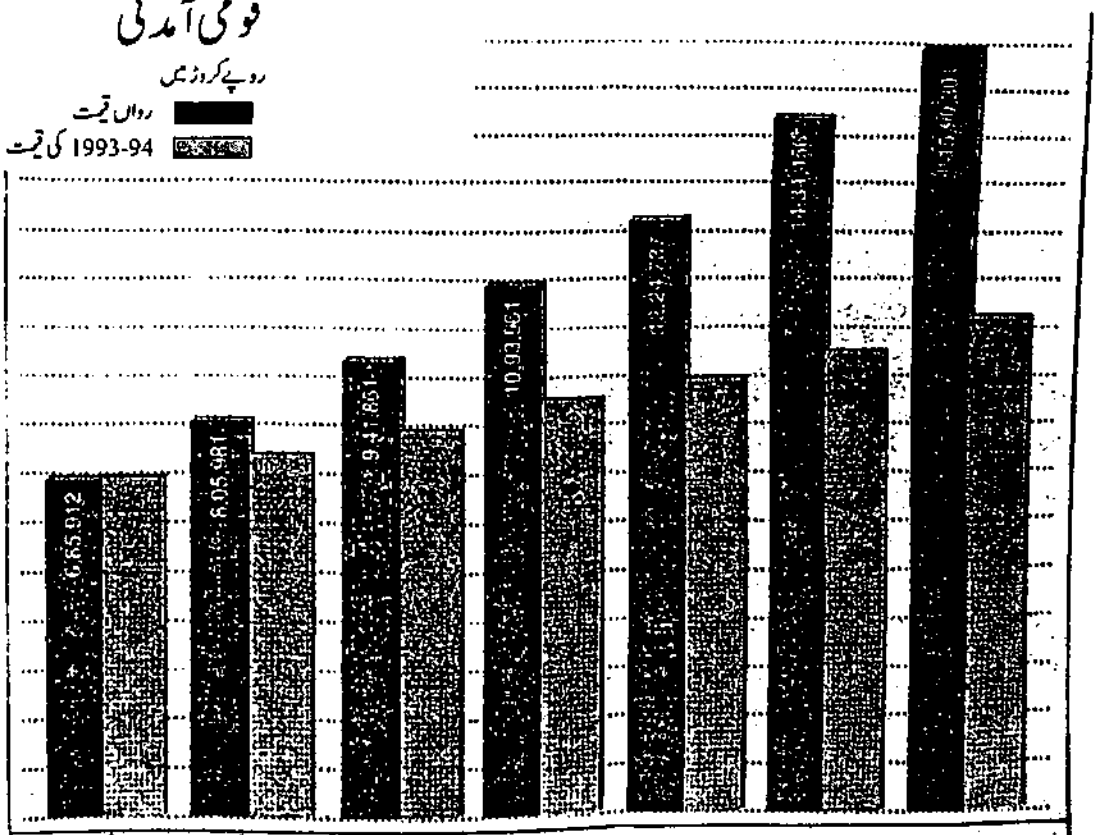
قومی آمدنی
روپے کروڑ میں
رواں قیمت
1993-94 کی قیمت
6,65,912
6,05,981

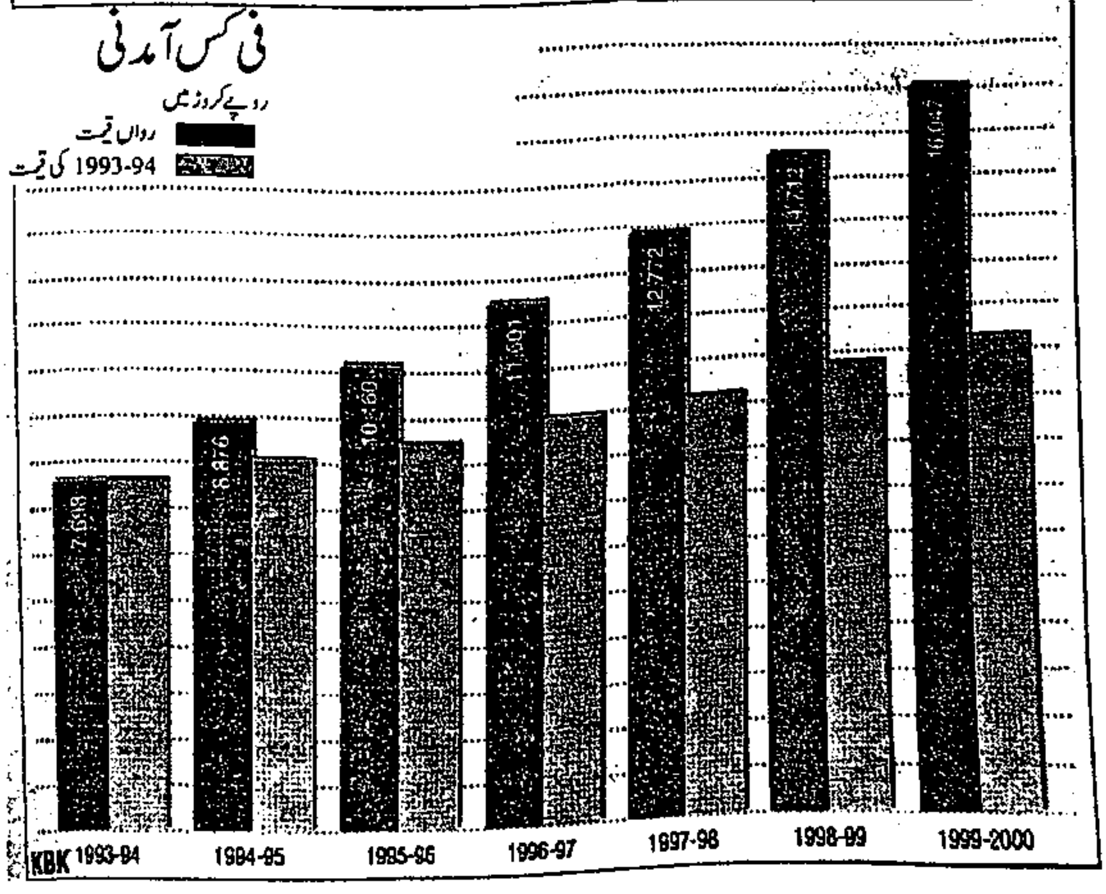
فی کس آمدنی
روپے کروڑ میں
رواں قیمت
1993-94 کی قیمت
7,698
8,876
10,460
11,601
12,772
KBK
1993-94
1994-95
1995-96
1996-97
1997-98
1998-99
1999-2000

اقسام کارکن

1991 کی مردم شماری کے لئے آبادی کو اہم کارکنوں (نو بڑے صنعتی درجوں میں منقسم) حاشیائی کارکنوں اور غیر کارکنوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ابھی تک جاری کئے گئے اعداد وشمار میں تمام کارکنوں کو اصل کارکن وحاشیائی کارکن میں ذیلی طور پر منقسم کیا گیا ہے اور شہری و دیہی علاقوں کے اصل کارکنوں کا ایک مارچ 1991 تک 9 اصل زمروں میں منقسم کیا گیا ہے انہیں جدول 12.5 میں ظاہر کیا گیا ہے۔ منظم سیکٹر کے روزگار کو جدول 12.6 میں پیش کیا گیا ہے۔

بے روزگاری

روزگار دفاتر کے رواں رجسٹر میں درج افراد کی تعداد کچھ حد تک بے روزگاری کے میلان کی جانکاری دیتے ہیں۔ روزگار دفاتر زیادہ تر شہری علاقوں میں ہوتے ہیں۔ ان دفاتر میں سبھی بے روزگار اپنے نام کا اندراج نہیں کرواتے۔ اس کے علاوہ پہلے سے روزگار میں لگے کچھ افراد بہتر ملازمت حاصل کرنے کی غرض سے اپنے نام ان دفاتر میں رجسٹرڈ کرواتے ہیں۔ 1991-2000 کی مدت کے لئے رجسٹریشن، خالی اسامیوں، امداد ملازمت اور روزگار کے آرزومند افراد سے متعلق تفصیل کو جدول 12.7 میں ظاہر کیا گیا ہے۔

قومی سیمپل سروے تنظیم

قومی سیمپل سروے تنظیم (NSSO) 1950 میں قائم کی گئی تھی۔ اس کا کام قومی آمدنی اور متعلقہ اعداد وشمار، بالخصوص معیشت کے غیر منظم سیکٹروں کے بارے میں اندازہ لگانے ومنصوبہ بنانے اور حکمت عملی تیار کرنے کے لئے جامع سروے کرنا ہے۔ 1970 میں سروے کے مختلف پہلوؤں کو ایک جگہ کر کے شعبہ شماریات کے تحت قومی سیمپل سروے تنظیم کی تنظیم نو کی گئی ہے۔ اس کی رہنمائی ایک گورننگ کونسل کرتی ہے۔ جسے اعداد وشمار یکجا کرنے، ان کا تجزیہ کرنے اور NSS ڈاٹا کی اشاعت میں آزادی وخودمختاری حاصل ہے۔ کونسل میں غیر سرکاری صدر کے علاوہ پانچ ماہر تعلیم، مرکزی وزارتوں اور ریاستی سرکاروں میں اعداد وشمار کا استعمال کرنے والے چھ ممبروں اور قومی سیمپل سروے تنظیم کا اعلی انتظامی افسر، جو کونسل کا ممبر۔ سکریٹری ہوتا ہے سمیت شعبہ شماریات کے چھ افسران ہوتے ہیں۔

قومی سیمپل سروے تنظیم کا صدر اعلی انتظامی افسر ہوتا ہے۔ جو تنظیم کی سبھی سرگرمیوں کا انتظام اور ان کی نگرانی کرتا ہے۔ اس کے تین اہم شعبے ہیں (i) سروے خاکہ اور شعبہ تحقیق (ii) فیلڈ آپریشن ڈویژن اور (iii) ڈاٹا پروسیسنگ ڈویژن (iv) کوآرڈی نیشن اور پبلکیشن ڈویژن ہر ایک ڈویژن کا سربراہ ایک ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل ہوتا ہے۔ جس کی مدد کے لئے کافی تعداد میں جوائنٹ ڈائرکٹر اور دیگر امدادی افسر وکارکن ہوتے ہیں۔

قومی سیمپل سروے تنظیم کا سروے خاکہ اور تحقیق ڈویژن کا صدر مقام کلکتہ میں ہے۔ جب کہ فیلڈ آپریشن ڈویژن کا صدر مقام دہلی میں ہے۔ جس کے تمام ملک میں 45 علاقائی اور 121 ذیلی علاقائی دفاتر سمیت 6 زونل تربیتی مراکز لکھنو، کلکتہ، ناگپور، بنگلور، جے پور اور گوہاٹی میں قائم ہیں۔ ڈاٹا پروسیسنگ ڈویژن کا صدر مقام کلکتہ میں ہے اور دہلی، گریڈیہہ، ناگپور، کلکتہ، احمد آباد، اور بنگلور میں اس کے ڈاٹا پروسیسنگ مراکز ہیں۔

جدول 12.1- پیداواری لاگت پر قومی اور فی کس آمدنی

(کروڑ روپے)

	1993-1994	1994-1995	1995-1996	1996-1997	1997-1998	1998-1999	1999-2000
حال لاگت پر خالص قومی پیداوار (کروڑ روپے میں) رواں قیمتوں پر	6,85,912	8,05,981	9,41,861	10,93,961	12,24,787	14,34,456	15,90,301
1993-94 کی قیمتوں پر	6,85,912	7,34,358	7,87,809	8,52,085	8,90,712	9,48,982	10,11,224
فی کس خالص قومی پیداوار، رواں قیمت پر	7,698	8,876	10,160	11,601	12,772	14,712	16,047
1993-94 کی بنیاد پر	7,698	8,088	8,499	9,036	9,288	9,733	10,204
خالص قومی پیداوار کا اشاریہ نمبر رواں قیمتوں پر	100	118	137	159	179	209	232
1993-94 کی بنیاد پر قیمتیں	100	108	115	124	130	138	147
خالص قومی پیداوار کا اشاریہ نمبر							
1993-94 کی بنیاد پر رواں قیمتوں پر	100	115	132	151	166	191	208
1993-94 کی قیمتوں پر	100	105	110	117	126	126	133
رواں قیمتوں پر	7,69,265	9,03,975	10,59,787	12,30,464	13,76,837	16,01,065	17,71,028
1993-94 کی بنیاد پر قیمتیں	7,69,265	8,24,816	8,86,961	9,59,360	10,05,617	10,71,073	11,40,389
مل لاگت پر مجموعی قومی پیداوار (کروڑ روپے میں) کا	100	118	138	160	179	208	230
1993-94 کی قیمتوں کی بنیاد پر اشاریہ نمبر	100	107	115	125	131	139	148

جدول 12.2 قومی آمدنی اور دیگر میزانوں میں تعلق (رواں قیمتوں پر)

(کروڑ روپے میں)

مد	1993-94	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000
A- قومی آمدنی (حاصل لاگت پر خالص قومی پیداوار)	6,85,912	8,05,981	9,41,861	10,93,961	12,24,787	14,34,456	15,90,301
B- بالواسطہ ٹیکس	1,01,126	1,21,067	1,42,400	1,62,622	1,71,141	1,85,853	2,19,579
C- امدادی رقم	23,251	25,355	27,659	37,960	38,742	43,610	49,041
D- بازار قیمت پر خالص قومی پیداوار (A+B+C)	7,63,787	9,01,693	10,56,602	12,18,623	13,57,186	15,76,699	17,60,839
E- باقی دنیا سے دیگر منتقلی کو شامل کر کے	16,541	25,416	22,112	43,968	43,764	43,242	53,132
F- نبٹان (قابل صرف) کے لائق خالص قومی آمدنی (D+E)	7,80,301	9,24,109	10,78,714	12,62,591	14,00,950	16,19,941	18,13,971
G- بیرونی ممالک سے خالص پیداواری آمدنی جوڑ کر	-12,080	-13,083	-13,484	-13,082	-13,205	-14,968	15,431
H- بازار قیمت پر خالص گھریلو پیداوار (D-G=F-G-E)	7,75,867	9,14,776	10,70,086	12,31,705	13,70,391	15,91,667	17,76,270
I- حاصل لاگت پر اصل گھریلو پیداوار (H-D-L)	6,97,992	8,19,064	9,55,345	11,07,043	12,37,992	14,46,424	16,05,732
J- حکومت کے انتظامی محکمات کی جائداد میں اضافہ اور کمپنیوں کی آمدنی گھٹا کر ☆	11,037	1,286	12,482	15,590	14,279	17,069	21,671
K- غیر محکمہ جاتی کاروباروں کی آمدنی گھٹا کر	1,836	6,711	8,075	10,728	16,010	22,094	28,266
L- نجی سیکٹر کی گھریلو پیداوار میں اضافے سے آمدنی (I-J-K)	6,85,119	8,11,067	9,34,788	10,80,725	12,07,703	14,10,261	15,55,795
M- سرکاری قرض پر سود جوڑ کر	35,783	46,180	49,354	58,241	64,109	77,017	96,154
N- حکومت کے انتظامی محکمات کے موجودہ منتقلیوں جوڑ کر	22,541	29,425	33,439	34,647	38,078	46,584	53,692
O- نجی آمدنی (L+M+N+-E-G)	7,47,877	8,99,005	10,2,209	12,04,499	13,41,449	15,60,136	17,43,342
P- نجی کارپوریٹ سیکٹر کی بچت گھٹا کر غیر ملکی کمپنیوں کی برقرار آمدنی	12,838	14,638	32,491	28,711	25,640	21,224	23,189
Q- کارپوریشن ٹیکس	10,060	13,822	16,487	18,567	20,016	24,529	29,915
R- نجی آمدنی (o-P0Q)	7,24,979	8,70,545	9,77,231	11,57,221	12,95,793	15,14,383	16,90,238
S- لوگوں کے بلاواسطہ ٹیکس	12,925	16,348	20,907	24,344	40,295	27,646	34,652
T- سرکاری انتظامی محکمات کی متفرق رسیدوں کو گھٹا کر-2	4,362	8,206	7,179	5,425	5,621	6,454	6,358
U- نبٹان کے لائق نجی آمدنی-2	7,07,692	8,45,955	9,49,145	11,27,452	12,49,877	14,80,283	16,49,228

1- ریلوے اور مواصلات کے محکموں میں ہوئی بچت شامل ہے۔

2- دستیاب اعداد و شمار کے ذریعہ ادا کی گئی فیس، جرمانے وغیرہ کی رقم کو الگ الگ کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس وجہ سے نبٹان کے لائق نجی آمدنی اس حد تک کا تخمینہ ہے۔

جدول 12.3 پبلک سیکٹر کی کارکردگی
(موجودہ قیمتوں پر)

(کروڑ روپے میں)

مد	1993-94	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000
(1) کل گھریلو پیداوار	7,81,345	9,17,058	10,73,271	12,43,546	13,90,042	16,16,033	17,86,459
پبلک	2,02,512	2,34,395	2,70,129	2,97,443	3,52,518	4,05,185	4,59,858
نجی	5,78,833	6,82,663	8,03,142	9,46,103	10,37,524	12,10,848	13,26,601
(2) مجموعی گھریلو بچت	1,93,621	2,51,463	2,98,195	3,16,923	3,58,250	3,86,732	4,35,572
پبلک	5,445	16,845	24,065	22,917	23,381	-14,345	-23,220
نجی	1,88,176	2,34,618	2,74,130	2,94,006	3,34,869	4,01,077	4,58,792
(3) مجموعی گھریلو پونجی تشکیل (غیر تطبیق)	1,82,619	2,36,784	3,15,179	3,02,781	3,49,142	3,72,018	4,44,423
پبلک	70,834	88,206	90,977	96,187	1,00,653	1,12,069	1,38,186
نجی	1,11,785	1,48,578	2,24,202	2,06,594	2,48,489	2,59,949	3,06,237
(4) حتمی صرف اخراجات	6,72,497	7,72,790	8,94,527	10,49,286	11,46,984	13,52,977	15,16,948
پبلک	97,725	1,08,633	1,28,730	1,45,633	1,72,189	2,11,770	2,51,516
نجی	5,74,772	6,64,157	7,65,797	9,03,653	9,74,795	11,41,207	12,65,432
پبلک سیکٹر کے اشتراک کا							
1- مجموعی گھریلو پیداوار	25.9	25.6	25.2	23.9	25.4	25.1	25.7
2- مجموعی گھریلو بچت	2.8	6.7	8.1	7.2	6.5	-3.7	-5.3
3- مجموعی گھریلو تشکیل اصل	38.8	37.3	28.9	31.8	28.8	30.1	31.1
4- حتمی صرف اخراجات	14.5	14.1	14.4	13.9	15.0	15.7	16.6

جدول 12.4 نجی صرف، بچت اور سرمایہ تشکیل

سال	گھریلو بازار میں آخری نجی صرف اخراجات (کروڑ روپے میں)		گھریلو بازار میں فی کس آخری نجی صرف اخراجات (روپیوں میں)		خالص گھریلو بچت (کروڑ روپے میں)	خالص بچت کی شرح (فی صد)	خالص گھریلو سرمایہ تشکیل (کروڑ روپے میں)		سرمایہ تشکیل کی شرح (فی صد)	
	موجودہ قیمت پر	1993-94 کی قیمت پر	موجودہ قیمت پر	1993-94 کی قیمت پر	موجودہ قیمت پر	موجودہ قیمت پر	موجودہ قیمت پر	1993-94 کی قیمت پر	موجودہ قیمت پر	1993-94 کی قیمت پر
1993-94	5,74,772	5,74,772	,451	6,451	1,10,268	14.2	1,15,059	1,15,059	14.8	14.8
1994-95	6,64,157	6,01,481	7,315	6,624	1,53,469	16.8	1,65,362	1,53,424	18.1	18.4
1995-96	7,65,797	6,38,938	8,261	6,893	1,80,269	16.8	2,01,049	1,71,394	18.8	19.1
1996-97	9,03,653	6,89,566	9,583	7,312	1,80,420	14.6	1,98,158	1,61,051	16.1	16.8
1997-98	9,74,795	7,01,114	10,165	7,311	2,06,200	15.0	2,28,502	1,78,926	16.7	17.9
1998-99	11,41,207	7,51,439	11,705	7,707	2,20,123	13.8	2,38,210	1,78,624	15.0	16.9
1999-2000	12,65,432	7,82,064	12,769	7,892	2,54,845	14.3	2,74,501	1,99,950	15.5	17.6

سماجی۔معاشی سروے کا یہ موضوعی پروگرام ایک واضح سائیکل کے حساب سے چلایا جاتا ہے۔جس کی مدت 10 سال ہوتی ہے۔صارف خرچ،روزگار اور بے روزگاری،غیر منظم سیکٹر میں تعمیری اداروں وکاروباری،تجارتی اداروں وکاروباروں کا سروے پانچ سال میں ایک بار کیا جاتا ہے۔جب کہ اراضی،مویشی قرض اور دراصل کاری جیسے موضوعات کا سروے 10 سال میں ایک بار کیا جاتا ہے۔اس لئے 10 سالہ وقت میں سے پہلے سے مقررہ موضوعات پر سروے کے لئے سات سال دیے جاتے ہیں۔جب کہ اعداد وشمار کا استعمال کرنے والوں کی مانگ پوری کرنے کے لئے حالات حاضرہ کی دلچسپی کے خاص موضوعات کا سروے کرنے کے لئے بقیہ تین سال ''کھلے دور'' (دو مکمل سالانہ دور اور دو نصف سالانہ دور) کی شکل میں رکھے جاتے ہیں۔خاص سروے کے ساتھ ہی ہر ایک دور میں تھوڑا سا نمونہ لے کر صارف اخراجات،روزگار اور بے روزگاری کے بارے میں بھی ڈاٹا اکٹھے کیے جاتے ہیں۔

غیر منظم صنعتوں کے چوتھے اقتصادی شماریات کے بعد قومی سیمپل سروے تنظیم کا 56 واں دور سروے (جولائی 2000-2001) صنعتوں کی تعداد غیر ڈائرکٹری پیداواری ادارے،خود کھاتہ پیداواری تنظیمیں،صارف خرچ روزگار اور بے روزگاری صنعتوں کی مستقل جائیداد،رواں سرمایہ،قرض اور کل قیمت کا تخمینہ کے علاوہ تھوڑے سے نمونے کے ذریعے گھریلو صارفین اخراجات اور روزگار/ بے روزگاری کے بارے میں بھی ڈاٹا اکٹھا کیے جارہے ہیں۔

مرکزی سیمپل میں یہ سروے 14,788 پہلے درجے کی یونٹوں (شہری اور دیہی دونوں) میں کیا جارہا ہے۔غیر منظم پیداوار پر پچھلا سروے قومی نمونہ سروے کے 55ویں دور (جولائی 1994۔جون 1955) میں کیا گیا تھا۔سروے میں ریاستی حکومتیں بھی برابری کی بنیاد پر حصہ لے رہی ہیں۔قومی نمونہ سروے تنظیم کا 57واں دور سروے خدماتی شعبے پر کیے جانے کا منصوبہ ہے۔اس کے تحت ریستراں،صحت اور سماج سے متعلق کام،دیگر کمیونٹی سماجی اور نجی خدمات کی سرگرمیوں پر سروے کیا جائے گا۔سروے کے نتائج رپورٹ کی شکل میں شائع کئے جاتے ہیں۔ایسی تقریباً 260 پرنٹڈ رپورٹیں موجود ہیں اور 459 رپورٹیں نقل کی شکل میں ہیں۔جو 55ویں دور کے سروے (جولائی 1999-جون 2000) تک کے موضوعات سے متعلق ہیں۔

قومی سیمپل سروے تنظیم جولائی 1997 سے 'سرویکشن' نام کے ایک سہ ماہی رسالے کی اشاعت بھی کررہا ہے۔قومی سیمپل سروے کی اشاعت کے لئے جو نتائج کے تیار ہوتے ہیں۔اس میں شائع کردیا جاتا ہے۔پہلے سے شائع شدہ نتائج کی بنیاد پر تجزیاتی مضمون بھی اس رسالے میں شائع کئے جاتے ہیں۔''سرویکشن'' کا 84واں شمارہ شائع ہو چکا ہے۔

54ویں دور (جنوری دسمبر 1998) کے سروے کی بنیاد پر رپورٹ شائع کی جا چکی ہے۔قومی سیمپل سروے تنظیم نے ان رپورٹوں کو اپنے سروے خاکہ اور تحقیقی شعبے،کلکتہ کے ذریعے فروخت کرنے کا اہتمام کیا ہے۔قومی سیمپل سروے تنظیم گھریلو اکائی سطح کے اعداد وشمار کو بھی فروخت کرتا ہے۔یہ ڈاٹا میگنٹک میڈیا (فلاپی۔CD روم وغیرہ) کے ذریعہ فروخت کرتا ہے۔53ویں دور تک کے ڈاٹا فروخت کے لئے دستیاب ہیں۔

جدول 12.5 مزدوروں کے درجے کے مطابق آبادی

(کروڑ روپے میں)

1991 کی مردم شماری	دیہی	شہری	کل (کروڑ میں)
کل آبادی	62.28	21.58	83.86
کل مزدور	24.90	6.51	31.41
حاشیائی مزدور	2.67	0.15	2.82
اصلی مزدور	22.23	6.36	28.59
(i) کاشت کار	10.76	0.31	11.07
(ii) زرعی مزدور	7.03	0.43	7.46
(iii) مویشی پالن، جنگل بانی وغیرہ	0.49	0.11	0.60
(iv) کان کنی اور کوئلہ نکالنا	0.10	0.07	0.18
(v) مصنوعاتی عمل کاری خدمات اور مرمت			
(a) خانگی اشیائی صنعت	0.48	0.20	0.68
(b) غیر خانگی اشیا کی صنعت	0.79	1.40	2.19
(vi) تعمیر	0.23	0.32	0.55
(vii) تجارت اور کامرس	0.73	1.40	2.13
(viii) نقل وحمل، اور مواصلات	0.27	0.53	0.80
(ix) دیگر خدمات	1.33	1.60	2.93

نوٹ : ان اعداد وشمار میں جموں وکشمیر کو چھوڑ دیا گیا ہے کیونکہ وہاں مردم شماری نہیں ہوئی ہے۔

قومی سیمپل سروے تنظیم کے ذریعے وصولی شماریات ایکٹ، 1953 (مرکزی قانون 1959) کے ضابطے کی شرائط کے تحت صنعتوں کا سالانہ سروے بھی کیا جاتا ہے۔ جس میں ایسے سبھی کارخانے آجاتے ہیں جو کارخانہ ایکٹ 1948 کی دفعہ 2-M(1) اور 2-M(2) کے تحت رجسٹرڈ ہوتے ہیں۔ ان میں وہ سبھی بجلی ادارے بھی آتے ہیں۔ جو مرکزی بجلی اتھاریٹی (مقتدرہ) میں رجسٹرڈ ہوتے ہیں اور وہ سبھی بیڑی اور سگار اکائیاں آتی ہیں جو بیڑی وسگار کارکن (شرائط روزگار) ایکٹ، 1996 کے تحت رجسٹرڈ ہوتی ہیں۔

زرعی شماریات کے میدان میں قومی سیمپل سروے تنظیم کا رول ریاستوں کے فصل تخمینے کا سروے کرنے کے لئے تکنیکی رہنمائی فراہم کرنا اور ریاستی سرکاروں کے ذریعے فصل سے متعلق جو اعداد وشمار یکجا کئے جاتے ہیں۔ ان کے معیار پر برابر نظر رکھنا ہے۔ مارچ 2001 تک 12,291 گاؤں میں مختلف فصلوں کے علاقائی شمار کی جانچ پوری ہوگئی ہے۔

تنظیم باقاعدہ طور سے دیہاتوں کے منتخب بازاروں میں چنندہ دکانوں اور فروخت مراکز سے ماہانہ طور پر منتخب ضروری مدوں کے اعداد وشمار یکجا کرتی ہے۔ لیبر بیورو کے ذریعے زرعی مزدوروں کے لیے صارف قیمت اشاریہ کے لیے جنوری 1994 سے پرانی سیریز پر مبنی 419 گاؤں سے کچھ چنی ہوئی 129 ضروری اشیاء کی خردہ قیمتوں کے اعداد وشمار کے بدلے 603 گاؤں سے 260 مدوں (ترمیم شدہ سیریز) کی قیمتوں کے اعداد وشمار بھی لیتا ہے۔ جن کی بنیاد پر لیبر بیورو کے ذریعے زرعی مزدوروں کے لئے صارف قیمت اشاریہ کو باقاعدگی سے ماہانہ طور پر شمار کیا جاتا ہے۔ ان اعداد وشمار کو لیبر بیورو کی ماہانہ میگزین انڈین لیبر جنرل میں شائع کیا جاتا ہے۔

قومی سیمپل سروے تنظیم شہری علاقوں میں اول درجے کی اکائیوں کو سیمپل خاکہ موصول کرانے کے لئے شہری خاکہ سروے کرتا ہے۔ یہ سروے پانچ سال میں ایک بار کیا جاتا ہے۔ اس طرح 10 سال کی مدت میں اس ڈھانچے کی دوبار جدید کاری کرلی جاتی ہے۔ پچھلے دور (2000-1997) کا شہری ڈھانچہ سروے علاقائی کام جو جولائی 1997 سے شروع کیا گیا تھا اب ترقی پر ہے اور 1,394 شہروں میں پھیلے 1,93,347 بلاکوں میں پورا کرلیا گیا ہے۔ شہری ڈھانچہ سروے کے کام کی افادیت وامیدوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے سال 1988 میں سے کمرشیل بنانے کا ایک پروگرام شروع کیا گیا تھا اور مارچ 1999 کے آخر تک اس سے 9,59,000 روپیے حاصل کئے جاچکے ہیں۔

قومی نمونہ سروے تنظیم اپریل 2000 میں اپنے قیام کا 50 سال پورا کرچکی ہے۔ قومی نمونہ سروے تنظیم کی گولڈن جبلی کی سال بھر چلنے والی تقاریب ''قومی سروے کے ذریعے سماجی معاشی تبدیلیوں کو سمجھنا'' کے موضوع پر 13-12 مئی 2001 کو نئی دہلی میں منعقد ایک ورکشاپ سے اختتام پذیر ہوئی۔

قیمتیں

تھوک قیمتوں کے اشاریہ نمبر کی نئی سیریز (اساس100=1994-1993) اپریل 2000 میں شروع ہوئی۔ ان سیریزوں میں 435 چنندہ چیزیں شامل ہیں۔ جب کہ پرانی سیریز (اساس100=1982-1981) میں 447 چیزیں ہی شامل تھیں۔ پرانی سیریز میں جہاں 2,371 ڈاٹا شامل کئے جاتے تھے۔ وہیں نئی سیریزوں میں قیمتوں کے 1,918 ڈاٹا لئے جاتے ہیں۔

جدول 12.8 میں 1995-1994 سے 2000-1999 تک سبھی اشیا کی تھوک قیمتوں کے سالانہ اشاریہ نمبر (اساس (100=1994-1993) کے ساتھ تین اہم درجات (1) ابتدائی اشیا (2) ایندھن، بجلی، روشنی اور لبری کینٹ اور (3) مصنوعی پیداواروں کے منتخب گروپوں رذیلی گروپوں کا اشاریہ پیش کیا گیا ہے۔

صارف قیمتیں

جدول 12.9 میں صنعتی مزدوروں کے لئے 1991-1990 سے 2001-2000 تک کے صارف قیمت اشاریے کو پیش

جدول12.6: منظم سیکٹر میں روزگار

(لاکھ میں)

	مارچ 1991	مارچ 1992	مارچ 1993	مارچ 1994	مارچ 1995	مارچ 1996	مارچ 1997	مارچ 1998	مارچ 1999
پبلک سیکٹر									
مرکزی حکومت	34.10	34.28	33.83	33.92	33.95	33.66	32.95	32.53	33.13
ریاستی حکومت	71.13	71.90	72.93	73.37	73.55	74.14	74.85	74.58	74.58
نیم سرکاری	62.22	63.93	64.90	65.14	65.20	64.58	65.35	64.61	63.85
مقامی ادارے	23.13	21.98	21.60	22.02	21.97	21.92	22.44	22.46	22.59
پرائیویٹ سیکٹر									
غیر زراعتی									
بڑے ادارے (25یا زیادہ ملازمین)	67.83	69.56	69.46	.69.98	71.18	75.50	77.06	78.21	77.70
چھوٹے ادارے (10سے24ملازمین)	8.92	8.90	9.04	9.32	9.40	9.61	9.79	9.27	9.28

نوٹ: کچھ معاملوں میں ہندسوں کو مکمل اعداد میں لکھے جانے کی وجہ سے میزان کل میں فرق ہوسکتا ہے۔

کیا گیا ہے۔ جدول 12.10 میں 1990 سے 2000-2001 تک کے شہروں میں دستی کام نہ کرنے والے مزدوروں کے کل ہنداور کچھ چنے ہوئے مراکز کے صارف قیمت اشاریے دیے گئے ہیں۔

معاشی شماراور سروے

مرکزی شماریات تنظیم (C.S.O) نے پہلی معاشیات شماری 1977 میں غیر زراعتی اقتصادیات سے غیر منظم سیکٹروں کے اعداد و شمار کی کمی کو دور کرنے کے لئے کرائی تھی۔ اس کا مقصد غیر زرعی کاروباروں کے بارے میں بنیادی اطلاعات میسر کرانا ہے۔ اور کاروباروں کے ڈھانچوں، اصل کاری، درآمد ے۔ پیداوار، روزگار، قومی معیشت میں تعاون وغیرہ کے بارے میں تفصیلی جانکاری فراہم کرانے کیلئے مزید مابعد سروے کا ڈھانچہ تیار کرنا تھا۔

پہلی معاشیات شماری کے بعد دو سیمپل سروے ہوئے۔ ان میں سے ایک 79-1978 میں غیر منظم مصنوعاتی پیداوار کے بارے میں اور دوسرا 80-1979 میں تجارت، نقل وحمل، ہوٹل اور ریستوران، اسٹور اور گودام میں رکھی اشیا اور خدمات سے متعلق تھا۔

سال 1980 میں دوسرا معاشی شمار (آسام کو چھوڑ کر) باقی سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں کرایا گیا تھا۔ سال 1987-1988 میں 64 شہروں میں اس سروے سے جدید اعداد و شمار کو اکٹھا کیا گیا۔ اقتصادی سروے 1988 میں ہوٹلوں، ریستوراں اور نقل وحمل پر، دوسرا 90-1989 غیر منظم پیداوار پر، تیسرا 1991-1990 میں تجارتی سیکٹر پر اور چوتھا 1992-1991 میں خدماتی شعبے پر کیا گیا۔

جدول 12.7: روزگار دفاتر کے رواں رجسٹروں (2000-1991 جنوری۔دسمبر) میں رجسٹریشن، خالی اسامیوں، تقرریوں اور روزگار چاہنے والوں کی کیفیت

سال	روزگار دفاتر کی تعداد	رجسٹریشن	نوٹی فائیڈ خالی آسامیاں	تقرری ر تعیناتی	سال کے آخر میں رواں رجسٹر	پچھلے سال کے مقابلے میں رواں رجسٹر میں فی اضافہ
1991	854	6,235.9	458.6	253.0	36,299.7	4.8
1992	860	5,300.6	419.6	238.7	36,758.4	1.3
1993	887	5,532.2	384.7	231.4	36,275.5	(-)1.3
1994	891	5,927.3	396.4	204.4	36,691.5	1.1
1995	895	5,858.1	385.7	214.9	36,724.3	0.1
1996	914	5,872.4	423.9	233.0	37,429.6	1.9
1997	934	6,322.0	393.0	275.0	39,139.9	4.6
1998	945	5,852.0	358.8	233.3	40,089.6	2.4
1999	955	5,966.0	328.9	221.3	40,371.4	0.7
2000	958	6,041.9	284.5	177.7	41,343.66	2.4

نوٹ: اعداد کو سالم عدد میں لکھے جانے کی وجہ سے میزان کل میں فرق ہو سکتا ہے۔
ا۔ ان میں یونیورسٹی روزگار اطلاعات اور رہنمائی مراکز بھی شامل ہیں
وسیلہ: ڈی۔ جی ای اور ٹی

جدول 12.8 تھوک قیمتوں کا اشاریہ نمبر(1994-1993 کی بنیاد=100) ترمیم شدہ سیریز

بڑے گروپ رگروپ ذیلی رگروپ	وزن	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000
I سبھی کموڈیٹیز	100.000	112.6	121.6	127.2	132.8	140.7	145.3
بنیادی اشیاء	22.025	115.8	125.3	135.8	139.4	156.2	158.0
(a) غذائی اشیاء	15.402	112.8	122.2	137.3	141.4	159.4	165.5
(b) غیر غذائی اشیا	6.138	124.2	135.4	134.2	137.5	151.8	143.0
(c) ریشے	0.485	104.9	94.7	107.2	99.8	110.9	110.4
II ایندھن، بجلی، روشنی اور لبری کینٹ	14.226	108.9	114.5	126.4	143.8	148.5	162.0
III مصنوعاتی پیداوار	63.749	112.3	121.9	124.4	128.0	133.6	137.2
(a) غذائی اشیاء	11.538	114.1	117.8	124.9	134.6	149.7	151.3
(b) مشروبات، تمباکو اور اشیائے تمباکو	1.339	118.3	128.1	134.9	150.5	166.7	174.1
(c) کپڑا	9.800	118.2	129.4	118.7	115.5	114.4	115.0
(d) لکڑی اور لکڑی کی پیداوار	0.173	110.9	118.9	122.1	153.0	198.9	193.9
(e) کاغذ اور کاغذی پیداوار	2.044	106.1	131.2	131.0	126.7	130.8	149.3
(f) چمڑا اور چمڑے کی مصنوعات	1.019	109.7	119.2	121.2	128.8	133.2	154.6
(g) ربڑ اور پلاسٹک مصنوعات	2.388	106.4	123.0	124.2	124.5	123.7	123.6
(h) کیمکل اور کیمکل مصنوعات	11.931	116.6	126.8	131.1	137.1	145.8	155.2
(i) غیر دھاتی معدنیاتی اشیاء	2.516	110.9	126.4	129.4	127.0	130.2	127.4
(j) اساسی دھات، معدنی آمیزش آمیز اور دھات اشیاء	8.342	108.4	120.3	125.9	130.7	132.8	135.0
(k) مشینری اور مشینری آلات	8.363	106.0	111.8	115.7	115.3	116.0	116.1
(l) دیگر مختلف صنعتی مصنوعات	4.295	107.4	115.9	123.1	127.8	131.4	135.4

سن 1991 میں جموں وکشمیر کو چھوڑ کر ملک کی تمام ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں جو مردم شماری کرائی گئی۔ اس سے قبل مکان شماری کے ساتھ 1990 کی تیسری اقتصادیات شماری بھی کی گئی۔ 1990 کی اقتصادیات شماری کے ڈیٹا کی جدول سازی و عمل کاری کا کام شعبہ شماریات کے مرکز کے ذریعے کیا گیا ہے۔ 1990 کی اقتصادیات شماری کیلئے جو بنیادی ڈھانچہ تیار کیا گیا تھا۔ اس کی اساس پر 93-1992 میں مابعد سروے کرائے گئے جو کان کنی اور پتھر کوئلہ نکالنے اسٹور و گودام سیکٹر سے متعلق تھے اور 1994 میں جنوری سے ستمبر تک ہوٹل و ریستوران، نقل وحمل کے بارے میں سروے کرائے جا چکے ہیں سال 97-1996 کے دوران ایک دوسرا مابعد سروے منظم کاروباری اداروں پر کیا گیا۔

سال 1990 کے اقتصادی شماریات کے نتیجوں کے مطابق ملک میں 2.5 کروڑ کاروباری ادارے تھے جن میں سے 2.27 کروڑ غیر زراعتی سیکٹروں میں تھے ان میں جن 7.21 کروڑ لوگوں روزگار ملے تھے ان میں سے 4.02 کروڑ بھاڑے پر کام کرنے والے مزدور تھے 1.77 کروڑ کاروباری اداروں میں مستقل طور پر ایک بھی بھاڑے پر کام کرنے والا مزدور نہیں تھا اور ان کو عام طور پر فیملی ممبروں کے ذریعہ ہی چلایا جارہا تھا۔

جدول 12.9 صنعتی مزدوروں کا صارف قیمت اشاریہ

(آل انڈیا)	کل غذائی اشیاء	دہلی	کانپور	چنئی	کلکتہ	احمدآباد	ممبئی	سال
4.98	4.93	4.97	4.69	5.05	4.74	4.78	5.12	لنکنگ فیکٹر
199	193	201	202	189	203	196	201	1990-1991
230	219	225	228	216	223	225	234	1991-1992
254	240	253	245	243	241	242	260	1992-1993
272	258	278	262	264	264	257	279	1993-1994
304	284	306	283	297	286	285	314	1994-1995
337	313	331	313	336	319	309	346	1995-1996
369	342	356	337	367	347	343	372	1996-1997
388	366	392	360	390	369	363	412	1997-1998
445	414	461	420	432	427	409	461	1998-1999
446	428	486	430	452	439	428	474	1999-2000

2000-2001	512	444	456	478	430	518	444	453

1-اوسط 1960 کو بنیاد مان کر اپریل تا ستمبر 1998 کے چھ مہینوں کے اشاریوں پر منحصر ہے۔
2-1982 کو بنیاد مان کر اکتوبر 1988 سے مارچ 1989 تک کے چھ مہینوں کے اشاریوں پر منحصر ہے۔

نوٹ: پرانی اشاریہ سیریز (1960-100) کی جگہ نئی سیریز (1982-100) اکتوبر 1988 اشاریے سے شروع ہوئی ہے۔ 1960 اور 1982 کی سیریزوں میں رابطہ عوامل بھی اکتوبر 1988 کے اشاریے سے چالو ہوا ہے۔

وسیلہ: لیبر بیورو، شملہ

چوتھی اقتصادی شماری 99-1998 میں جملہ ریاستوں/مرکزی علاقوں میں کی گئی وقت کی بچت اور قیام سلسلہ کے مقصد سے اسے مردم شماری سے الگ رکھا گیا ہے چوتھی شماریات کا کام پورا ہو گیا ہے۔ سبھی ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے 20 اہم موضوعات سے متعلق سرعتی شماریات و جدول سازی کی بنیاد پر عارضی نتیجوں کو طباعت کے لئے مانیٹر کمیٹی کی منظوری مل چکی ہے۔ یہ رپورٹ وزارت کی ویب سائٹ پر بھی دستیاب ہے۔ (www.nic.in/stat)

جدول 12.10 ہاتھ سے کام نہ کرنے والے شہری مزدوروں کا صارف قیمت اشاریہ

(بنیاد 1960-100)

سال	ممبئی	کلکتہ	چنئی	دہلی/نئی دہلی	کل ہند
1990-1991[1]	154	164	168	156	161
1991-1992[1]	180	181	189	177	183
1992-1993[1]	204	198	212	196	202
1993-1994[1]	219	212	232	211	216
1994-1995[1]	239	229	259	229	237
1995-1996[1]	260	251	284	247	259
1996-1997[1]	285	268	311	267	283
1997-1998[1]	309	286	334	288	302
1998-1999[1]	339	316	368	338	337
1999-2000	353	328	386	359	352
2000-2001	375	344	420	381	371

1- نومبر 1987 سے 85-1984 میں 100 عدد کو بنیاد بنا کر اشاریوں کی نئی سیریز کی گئی تھی۔ نئی بنیاد پر کل ہند اشارے کو 5.32 جز وضربی سے ضرب کر کے پرانی بنیاد میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ متبادلہ جز وضربی ممبئی میں 5.38، کلکتہ میں 451، چنئی میں 5.77 اور دہلی/نئی دہلی میں 5.08 ہے۔

ان نتیجوں کے مطابق 3 کروڑ 3 لاکھ 50 ہزار کاروباری اداروں میں سے 2 کروڑ 68 لاکھ 70 ہزار کاروباری ادارے غیر زرعی شعبوں میں تھے۔ ان میں عام طور پر کام کرنے والے 8.33 کروڑ مزدوروں میں 4 کروڑ 32 لاکھ 90 ہزار بھاڑے پر کام کرنے والے مزدور تھے۔ 2.138 کروڑ کاروباری ادارے بھاڑے پر کام کرنے والے مزدوروں کے بغیر پابندی سے کام کرر ہے تھے۔

13۔ مالیات

وزارت مال سرکار کے مالی امور کے انتظام وانصرام کے لئے ذمہ دار ہے۔ یہ ان تمام مالی اور اقتصادی معاملوں سے تعلق رکھتی ہے، جن کا اثر ملک بھر میں پڑتا ہے۔ اس میں ترقیاتی اور دیگر کاموں کے لئے وسائل فراہم کرنا بھی شامل ہے۔ سرکار کے خرچ کا بھی انضباط کرتی ہے۔ جس میں ریاستوں کو سونپے جانے والے وسائل بھی شامل ہیں۔ وزارت مال کے تین شعبے ہیں (i) اقتصادی امور، (ii) اخراجات اور (iii) محاصل۔

اقتصادی امور

اقتصادی امور محکمے کے آٹھ اہم شعبے ہیں۔ جن کے نام ہیں۔ (1) اقتصادی (2) بینکنگ (3) بیمہ (4) بجٹ (5) اصل کاری (6) خارجی مالیات (7) فنڈ بینک اور (8) کرنسی وسکے۔ دیگر کاموں کے ساتھ ساتھ یہ محکمہ رواں معاشی رجحانوں پر بھی نظر رکھتا ہے۔ اور سرکار کو ملک کے اندرونی اور خارجی معاشی نظام کے مختلف موضوعات کے بارے میں صلاح دیتا ہے۔ جیسے تجارتی بینک، میعادی قرض دینے والے ادارے، اصل کاری کو باقاعدہ بنانا، بیرونی اعانت وغیرہ۔ مرکزی حکومت مجلس قانون ساز کے جن صوبوں رمرکزی علاقوں میں صدر مملکت کی حکمرانی ہو، ان کا بجٹ یہ محکمہ تیار کرتا ہے اور اسے پارلیمان میں پیش کرنے کی ذمہ داری بھی اسی محکمہ کی ہے۔

عوامی اقتصادیات

آئین میں سرکاری کام کے لئے فنڈ اکٹھا اور صرف کرنے کا اختیار مرکز اور ریاستوں کے درمیان تقسیم کردیا گیا ہے۔ مرکز ریاستی سرکاروں کی آمدنی کے وسائل عام طور پر جدا جدا ہیں۔ فقط تھوڑی سی ڈیوٹی اور ٹیکس میں دونوں کی شراکت ہوتی ہے۔ آئین میں انتظام ہے۔ (1) کوئی بھی ٹیکس قانونی مجاز کے بغیر لگایا یا وصول نہیں کیا جاسکتا۔ (2) عوامی فنڈ سے فقط آئین میں مندرج طریقوں رضابطوں سے ہی خرچ کیا جاسکتا ہے، اور (3) مرکزی امور میں پارلیمانی کے ذریعے اور ریاستوں کے معاملے میں مجلس قانون ساز کے ذریعے طے شدہ طریقوں سے ہی انتظامی حکام سرکاری فنڈ سے رقم خرچ کرسکتے ہیں۔

مرکزی سرکار کی تمام آمدنی، حصولیابی اور تقسیم کو دو الگ الگ عنوان کے تحت رکھا جاتا ہے۔ یعنی بھارت کا مجتمع فنڈ اور بھارت کا عوامی کھاتہ۔ مرکزی سرکار کی تمام آمدنیوں، لئے گئے قرض اور قرضوں کی ادائیگی سے حاصل رقم کو ملا کر مجتمع فنڈ بنتا ہے۔ اس فنڈ سے کوئی بھی رقم تب تک نہیں نکالی جاسکتی، جب تک کہ پارلیمان کے ایکٹ کے تحت اس کا اختیار نہ مل جائے۔ دیگر سبھی وصولیوں، جیسے جمع رقوم، سروس فنڈ اور ابلاغ رقوم وغیرہ عوامی اکاؤنٹ کے تحت آتی ہیں اور ان کی ادائیگی کے لئے پارلیمان کی اجازت لینا ضروری نہیں ہوتا۔ جن غیر متوقع ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے سالانہ تصرف ایکٹ میں انتظام نہیں ہوتا، ان کے لئے آئین کی دفعہ 267(1) کے مطابق غیر متوقع فنڈ قائم کیا گیا ہے۔ بھارتی آئین میں ہر ریاست کے لئے مجتمع فنڈ عوامی کھاتہ اور غیر متوقع فنڈ کو قائم کرنے کا انتظام ہے۔

سب سے بڑا سرکاری ادارہ ریلوے، اپنا بجٹ پارلیمان میں الگ سے پیش کرتا ہے۔ دیگر تصرف اور تقسیم کی طرح ریلوے کے تصرف اور تقسیم پر بھی پارلیمانی کنٹرول ہے۔ تاہم، ریلوے کا اپنا الگ سے نقد بقایا نہیں ہوتا۔ اس لئے ریلوے کی کل آمدنی و اخراجات کو عام بجٹ کے حصے کی شکل میں مرکزی سرکار کے بجٹ میں شامل کرلیا جاتا ہے۔

ذرائع آمدنی

مرکزی ٹیکسوں سے حاصل آمدنی کے اہم ذرائع ہیں۔ کسٹم ڈیوٹی، مرکزی آبکاری محصول، کارپوریٹ اور انکم ٹیکس۔ ٹیکس کے بغیر حاصل آمدنی میں خصوصاً سود کی وصولی، ادائیگی اور منافع شامل ہیں۔ سود میں ریلوے اور ٹیلی مواصلات سے حاصل سود بھی ہوتا ہے۔ ریاستوں کی آمدنی کے خصوصی ذرائع ہیں۔ ریاستی سرکاروں کے ذریعے لگائے گئے ٹیکس اور ڈیوٹی۔ مرکزی، سرکار کے ذریعے لگائے گئے ٹیکسوں میں ریاستوں کا حصہ اور مرکزی حکومت سے ملنے والی اعانت، املاک ٹیکس، چنگی وٹرمنل ٹیکس (آخری ٹیکس) مقامی سرمایہ کے خصوصی ذرائع ہیں۔

وسائل کی منتقلی

مرکزی حکومت کے ذریعے ریاستوں کے وسائل کی منتقلی بھارت کے وفاقی اقتصادی اہتمام کی اہم خصوصیات ہے۔ ریاستوں کو مرکزی حکومت سے ٹیکسوں اور ڈیوٹیوں میں سے ان کا حصہ تو ملتا ہی ہے۔ ماسوا اس کے ریاستوں کو ضابطے کے تحت دیگر گرانٹ اور ترقیاتی وغیر ترقیاتی کاموں کے لئے بھی قرض ملتا ہے۔ مختلف پنج سالہ منصوبوں میں ریاستوں کو منتقل وسائل کے کل رقم کی تفصیل جدول 13.1 میں پیش کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ مرکزی حکومت مختلف اسکیموں کے نفوذ کے لئے متعلقہ ایجنسیوں کے ذریعہ بھی وسائل منتقل کرتی ہے اور اس کے لئے ریاستوں کے بجٹ کو ذریعہ نہیں بنایا جاتا۔

جدول 13.1 ریاستوں کو منتقل وسائل

کروڑ روپے میں

میعاد	ٹیکس اور ڈیوٹی	گرانٹ	قرض (مجموعی)	کل
پہلا منصوبہ	344	288	799	1,431
دوسرا منصوبہ	688	789	1,411	2,888
تیسرا منصوبہ	1,196	1,304	3,100	5,600
سالانہ منصوبے				
1966-1967	373	419	916	1,708
1967-1968	417	471	869	1,757
1968-1969	492	499	891	1,882
چوتھا منصوبہ	4,562	3,831	6,708	15,101
پانچواں منصوبہ	8,268	8,198	8,978	25,444

سالانہ منصوبہ				
1979-1980	3,406	2,288	2,697	8,391
چھٹا منصوبہ	23,728	17,941	23,722	65,391
ساتواں منصوبہ	49,465	42,005	48,945	1,40,415
1990-1991	14,534	13,202	14,476	42,212
1991-1992	17,197	15,700	13,145	46,042
1992-1993	20,522	17,830	13,282	51,634
1993-1994	22,242	20,830	15,075	58,147
1994-1995	24,840	20,047	18,234	63,121
1995-1996	29,285	21,287	18,7623	69,335
1996-1997	35,061	23,157	23,106	81,324
1997-1998	43,548	29,738	29,500	1,02,786
1998-1999	39,145	25,096	39,172	1,03,953
1999-2000	43,481	29,011	21,116	93,608
(RE)2000-2001	52,418	38,875	21,498	1,12,791
(BE)2001-2002	61,618	43,390	21,340	1,26,348

یکم اپریل 1999 سے خالص چھوٹی بچتوں کے 75 فی صد حصے کو عوامی کھاتا سے ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو منتقل کرنے کا ایک نیا سسٹم رائج کیا گیا ہے۔

سالانہ بجٹ

یونین کی آئندہ مالی سال کی سبھی متوقع وصولیوں اور خرچ کا تخمینہ ہر سال پارلیمان میں پیش کیا جاتا ہے۔ اسے "سالانہ مالی بیان یا بجٹ" کہا جاتا ہے۔ اس میں پچھلے سال، رواں سال (جب بجٹ پیش کیا جاتا ہے) اور آئندہ سال کا، جسے بجٹ سال کہا جاتا ہے۔ ملک اور بیرون ملک کے سبھی طرح کے مرکزی حکومت کی لین دین کی تفصیل ہوتی ہے۔

بجٹ پیش ہونے کے بعد پارلیمان کے دونوں ایوانوں میں اس پر عام بحث ہوتی ہے۔ بھارت کے مجتمع فنڈ میں سے ہونے والے تخمینی اخراجات کو ایوان زیریں میں 'مطالبہ زر' کی شکل میں رکھا جاتا ہے۔ پھر مجتمع فنڈ میں سے نکالی جانے والی سبھی رقوم کو ہر سال پارلیمان میں پاس تصرف ایکٹ کے ذریعے مجاز کیا جاتا ہے۔ بجٹ کی ٹیکس تجویزوں کا مسودہ قانون کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے اور اسے سال کے مالی ایکٹ کے طور پر پاس کیا جاتا ہے۔ اس طرح ریاستی حکومتیں مالی سال شروع ہونے سے قبل اپنے اپنے مقننہ میں آمدنی اور اخراجات کے تخمینے پیش کرتی ہیں۔ اخراجات کے لئے مقننہ کی منظوری بھی اسی طریقے سے حاصل کی جاتی ہے۔ 93-1992 سے مرکزی حکومت کے بجٹ کی تفصیلی جدول 13.2 میں پیش کی گئی ہے۔

سرکاری قرض

ملک کے اندر لئے گئے قرض، سرکاری قرض میں شامل ہیں۔ جیسے بازار قرض، معاوضہ اور دیگر بانڈ، ریزرو بینک، ریاستی حکومتوں، تجارتی بینکوں اور دیگر پارٹیوں کو جاری کئے گئے ٹریزری بل، بین الاقوامی مالیاتی اداروں کو جاری کئے گئے غیر مبادلاتی غیر سودی رقم کی ضمانت، بیرونی ممالک و بین الاقوامی اداروں سے لئے گئے قرض۔ جدول 13.3 میں کچھ منتخب مالی سالوں کے آخر میں سرکاری قرض اور دیگر واجبات کی حالت کا جائزہ لیا گیا ہے۔ دیگر واجبات میں مختلف چھوٹی بچت اسکیمیں، پروویڈینٹ فنڈوں، بھارتی صنعتی ترقی بینک، بھارتی یونٹ ٹرسٹ اور تومیائے گئے بینکوں کو جاری ضمانتیں، خصوصی بچت اسکیموں کی جمع رقوم، ریزرو فنڈ اور اجماع کا بقایا شامل ہیں۔

غیر ملکی امداد

کثیر فریقی/دو فریقی ایجنسیوں سے غیر ملکی امداد حاصل کرنے اور اس میں باہمی ارتباط کے لیے اقتصادی معاملوں کا محکمہ مرکزی محکمہ ہے۔ غیر ملکی امداد حاصل کرنے کی خواہش مند وزارت/محکمہ جات، ریاستی حکومتیں اور دیگر ایجنسیاں، وزارت کی مرکزی انتظامیہ کے معرفت اپنی تجاویز/اسکیموں کو اقتصادی امور کے محکمے کو بھیج سکتی ہیں۔ غیر ملکی امداد کے بارے میں اپنی سبھی تجاویز اقتصادی امور کے محکمے کو بھیجتے وقت وزارت/محکموں کو یہ یقینی بنالینا چاہیے کہ ان کی یہ تجاویز/اسکیم منصوبے سے متعلق ترجیحات، بحث سے متعلق منظوری، انتظامی منظوری اور پلاننگ کمیشن کی منظوری لے لی گئی ہو۔ ہندوستان کے ترقیاتی مرحلے میں غیر ملکی امداد نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ تاہم عوامی سیکٹر کی کل سرمایہ کاری میں غیر ملکی امداد کا حصہ 10 فی صد سے بھی کم رہا ہے، لیکن یہ امداد اس لیے اہم رہی ہے کیوں کہ مختلف سیکٹروں کے کچھ اہم کام بیرونی امداد کے فنڈ کے ذریعے ہی پورے کیے گئے ہیں۔

نرم کاری (لبرلائیزیشن) کے ساتھ غیر ملکی امداد کی اہمیت بڑھ گئی ہے کیوں کہ ہمہ گیر اقتصادی ڈھانچے میں مقابلہ جاتی صلاحیت حاصل کرنے کے لیے سماجی اور بنیادی ساختوں کے شعبوں میں پونجی کی سرمایہ کاری بہت کم ہو پا رہی ہے۔ سماج کے کمزور سیکشنوں کی حالت میں بہتری پیدا کرنے کے لیے پروگراموں کے سلسلے میں بھی غیر ملکی امداد کی کافی ضرورت ہوتی ہے۔

مرکزی وزارت/ریاستی حکومتوں سے متعلق تجاویز کے بارے میں کثیر فریقی/دو فریقی ایجنسیوں سے کیے گئے سبھی معاہدوں پر مرکزی حکومت دستخط کرتی ہے۔ حکومت ہند کو حاصل غیر ملکی امداد سے متعلق پالیسی سے متعلقہ امور کے بارے میں بھی اقتصادی امور کا محکمہ جائزہ لیتا ہے۔ یہ محکمہ سیکٹروار یا قرض کے حسب سے بیرونی قرض کے سلسلے میں ترقیاتی کاموں کی فہرست بنانے بیرونی امداد کے سلسلے میں متعلقہ فریقوں سے مذاکرات کرنے اور اس کے اطلاق کے بارے میں نگرانی کا بھی کام کرتا ہے۔

مختلف کثیر فریقی اور دو فریقی ایجنسیوں سے حاصل غیر ملکی امداد ریاستوں کو اضافی مرکزی امداد کی شکل میں ریاستوں کے پراجیکٹوں کے متعین شرائط کے مطابق دے دی جاتی ہے۔ یہ شرائط مختلف کثیر فریقی/دو فریقی ایجنسیوں سے حاصل غیر ملکی امداد کی شرائط سے مختلف ہوتی ہیں۔ مخصوص زمرے میں نہ آنے والی ریاستوں کو یہ امداد 30:70 کے تناسب میں امداد اور قرض کے طور پر دی جاتی ہے۔

سال 2001-2000 میں سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعے 14,238.67 کروڑ روپے کی امداد رقم (عارضی) خرچ کی گئی، جب کہ 2000-1999 سال میں یہ رقم 14,296.96 کروڑ تھی۔ سال 2001-2000 میں ریاستوں کو اضافی مرکزی امداد کی شکل میں 8,093.22 کروڑ روپے دیئے گئے جب کہ 2000-1999 میں یہ رقم 6,341.04 کروڑ روپے تھی۔ رواں مالی سال (2002-2000) میں 20 جون 2001 تک اضافی مرکزی امداد کی شکل میں 3,215.47 کروڑ روپے

جدول 13.2 بجٹ پوزیشن

(کروڑ روپے میں)

	1992-93 اصل	1993-94 اصل	1994-95 اصل	1995-96 اصل	1996-97 اصل	1997-98 اصل	1998-99 اصل	1999-2000 اصل	2000-2001 بجٹ ترمیم شدہ (RE)	2000-2001 بجٹ تخمینہ (BE)
1- مالیہ کا حصول	74,128	75,453	91,083	1,10,131	1,26,279	1,33,901	1,49,510	1,81,513	2,06,166	2,31,745
2- مالیہ اخراجات	92,702	1,08,169	1,22,112	1,39,860	1,58,933	1,80,350	2,17,419	2,49,109	2,83,536	3,10,567
3- مالیہ خسارہ	18,574	32,716	31,029	29,730	32,654	46,449	67,909	67,596	77,370	78,822
4- پونجی کا حصول	36,178	55,440	68,695	58,338	61,544	98,167	1,29,856	1,16,571	1,29,356	1,43,478
5- قرضوں کی وصولیابی اور دیگر وصولیابی	8,317	6,143	11,952	7,902	7,995	9,230	16,507	11,854	17,385	27,164
6- قرض اور دیگر واجبات	27,861	49,297	56,743	50,436	53,549	88,937	1,13,349	1,04,717	1,11,972	1,16,314
7- پونجی اخراجات	29,916	33,684	38,627	38,415	42,074	51,718	61,947	48,975	51,987	64,656
8- کل وصولیابیاں	1,10,306	1,30,893	1,59,778	1,68,468	1,87,823	2,32,068	2,79,366	2,98,024	3,35,523	3,75,223
9- کل اخراجات	1,22,618	1,41,853	1,60,739	1,78,275	2,01,007	2,32,068	2,79,366	2,98,084	3,35,523	3,75,223
10- بجٹ خسارہ (9-8)	12,312	10,960	961	9,807	13,184	-	-	-	-	-
11- مالی خسارہ {(1+5)-9=6+10}	40.173	60,257	57,704	60,243	66,733	88,937	1,13,349	1,04,717	1,11,972	1,16,314

1- اس میں 91 دن کی محکمہ خزانہ (ٹریزری) کے بلوں اور نقد بقایا کے ڈراڈاؤن کے ذریعے حاصل قرض شامل ہیں۔

2- اس میں تمام ذرائع سے سرکاری قرض ضرورتیں شامل ہیں۔

جدول 13.3 حکومت ہند کے سرکاری قرض و دیگر واجبات

(مارچ کے آخر میں)

(کروڑ روپے میں)

مد	1991	1992	1993	1994	1995	1996	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000	2000-01 (RE)	2001-02 (BE)
1- اندرونی قرض ((i) سے vii تک)	1,54,004	172,750	1,99,100	2,45,712	2,66,467	3,07,868	3,44,476	3,88,998	4,59,6962	7,14,254	8,04,528	8,92,935
(I) بازار قرض	70,520	78,023	81,693	1,10,611	1.30,908	1,63,986	1,83,976	2,16,464	2,85,413	3,55,862	4,31,809	5,04,662
(II) دیگر (مخصوص بیئر بانڈ شامل ہیں)	2,863	5,425	10,078	10,095	10,821	5,275	12,373	50,969	48,396	46,362	51,359	57,936
(III) 91 دن ٹریزری بل	6,953	8,840	20,614	32,595	32,327	43,790	56,519	1,601	1,501	1,521	1,521	1,521
(IV) ٹریزری بلوں کے بدلے میں ریزرو بینک کو جاری مخصوص سیکورٹیز	66,000	71,000	71,000	71,000	71,000	71,000	71,000	1,01,818	1,01,818	1,02,054	1,02,054	1,02,054
(V) خصوصی فلوٹنگ اور دیگر قرضہ جات[2]	6,566	8,415	14,669	20,365	20,365	22,771	19,562	17,100	21,522	22,209	22,790	22.767
(VI) ہندوستانی ریزرو بینک کو جاری خاص سیکورٹیز	1,102	1,047	1,046	1,046	1,046	1,046	1,046	1,046	1,046	1,046	1,845	1,845
(VII) چھوٹی بچتوں پر خاص سیکورٹیز	-	-	-	-	-	-	-	-	-	1,85,200	1,93,150	2,02,150
2- بیرونی قرض[3]	31,525	36,948	42,269	47,345	50,928	51,249	54,239	55,332	57,254	58,437	58,428	59,594
کل سرکاری قرض (1+2)	185,259	2,09,698	2,41,369	2,93,057	3,17,395	3,59,117	3,98,714	4,44,330	5,16,950	7,72,691	8,62,956	9,52,529
3- دیگر دین داریاں[4]	1,29,029	1,44,964	1,60,554	1,84,911	2,21,215	2,47,115	2,76,962	3,33,964	3,74,8562	2,48,338	3,00,679	3,63,421
کل سرکاری قرضے اور دیگر دین داریاں	3,14,558	3,54,662	4,01,923	4,77,968	5,38,610	6,06,232	6,75,676	7,78,294	8,91,806	10,21,029	11,63,635	13,15,950

1- ختم شدہ قرضوں، معاوضوں اور دیگر بانڈوں کا بقایا شامل ہے۔ جیسے: دیہی ترقی بانڈ اور پونجی سرمایہ کاری بانڈ، سالانہ سرٹیفکیٹ اس میں شامل نہیں ہے۔

2- انٹرنیشنل مالیاتی ادارے جیسے انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ، انٹرنیشنل بینک فار ری کنسٹرکشن اینڈ ڈیولپمنٹ اور ایشیائی ترقیاتی بینک کو جاری نان نگوشیبل اور غیر سودی سیکورٹیز۔

3- بک ویلیو پر

4- چھوٹی بچت اسکیموں، پروویڈنٹ فنڈ کی خصوصی جمع رقوم اور دیگر محفوظ فنڈوں و جمع رقوم کے تحت لگائی ہوئی رقوں پر سود شامل ہے۔

RE= نظر ثانی شدہ تخمینہ۔ BE= بجٹ تخمینہ۔

کی غیر ملکی امداد ریاستوں کو فراہم کی گئی۔

بینکنگ

بھارت میں زمانہ قدیم سے ہی کسی نہ کسی شکل میں بینکنگ کا طریقہ موجود رہا ہے۔ تب اس کا اہم کام رقم ادھار دینا ہوتا تھا۔ لیکن جدید بینکنگ کی ابتدا آج سے ایک صدی پہلے ہوئی تھی۔ انگریزوں کے دور حکومت میں ابتدائی بینکنگ ادارے ''ایجنسی ہاؤس'' کہلاتے تھے، جو تجارتی کاموں کے ساتھ ساتھ بینکنگ کا بھی کام کرتے تھے۔ ان میں سے زیادہ تر ایجنسی ہاؤس 1929-1932 کے دوران بند کر دیئے گئے۔ تشویشناک مالی پریشانی کے بعد تین پریسی ڈنسی بینکوں کو ملا کر 1919 میں 'امپیریل بینک آف انڈیا' قائم کیا گیا۔

بھارتیوں کے ذریعے محدود ذمہ داری والا پہلا بینک ''اودھ کامرشیل بینک'' تھا، جسے 1881 میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کے بعد 1894 میں پنجاب نیشنل بینک قائم کیا گیا۔ 1906 میں شروع کی گئی سودیشی تحریک نے کئی تجارتی بینکوں کو قائم کرنے میں فعال رول ادا کیا۔ 17-1913 کے دوران بینکنگ بحران اور 1949 کی ختم دہائی میں مختلف ریاستوں میں 588 بینکوں کے دیوالیہ ہو جانے سے اس خیال کو قوت ملی کہ تجارتی بینکوں کو باقاعدہ اور بااختیار بنایا جائے۔ جنوری 1946 میں بینکنگ کمپنی (نگرانی آرڈیننس) اور فروری 1946 میں بینکنگ کمپنی (شاخوں پر پابندی) ایکٹ پاس ہوا۔ بینکنگ کمپنی ایکٹ فروری 1949 میں پاس ہوا۔ جس کی بعد میں بینکنگ ضابطہ ایکٹ کے نام سے ترمیم کی گئی۔

تجارتی بینکوں کو معین سماجی فرائض اور مقاصد کے ساتھ مالی ترقی کی خصوصی دھارا میں لانے کے نظریے سے سرکار نے 14 اہم بینکوں کی املاک اور نظم کو، جن میں ہر ایک کی پونجی 50 کروڑ روپئے سے زائد تھی، 19 جولائی 1969 کو احکام جاری کر کے اپنے اختیار میں لے لیا۔ اس کے بعد 15 اپریل 1980 کو چھ مزید تجارتی بینکوں کو قومیا لیا گیا۔ پبلک سیکٹر بینکوں کو قومیانے کے مقاصد کا خاکہ 21 جولائی 1969 کو بنایا گیا تھا۔

قومیانے کے بعد کی تین دہائیوں میں ملک میں بینکنگ نظام کی غیر معمولی تیزی سے توسیع ہوئی۔ جغرافیائی لحاظ سے اور مالی ترقی کے اعتبار سے بھی۔ کیونکہ آٹھویں دہائی کے آخر میں اس نظام میں کچھ سختیاں اور کچھ کمزوریاں پائی گئی تھیں۔ اس لئے حکومت ہند کو لگا کہ انہیں دور کیا جانا چاہئے۔ تاکہ اقتصادی نظام ایک بہتر اور مقابلاتی معیشت کے نقیب کی طرح اپنا رول ادا کر سکے۔ اس لئے 14 اگست 1991 کو ایک اعلی سطح کمیٹی، مالی نظام کے ڈھانچے، تنظیم، کام کاج، طریق کار، کے تمام پہلوؤں کی جانچ کے لئے تشکیل کی گئی۔ جناب ایم۔ نرسمہم کی صدارت میں بنی اس کمیٹی کی سفارشوں کی بنا پر 93-1992 میں بینکنگ کے طریق کار میں جامع اصلاح کی گئی۔ اس اصلاح کا مقصد یہ متعین کرنا تھا کہ بینکوں کے بیلنس شیٹ سے ان کی حقیقی مالی حالت کا پتہ چل سکے۔ ان میں سے ایک خاص قدم تھا۔ آمدنی کی شناخت، اثاثہ کی درجہ بندی اور ریزرو بینک کے ذریعے مقرر غیر جانبدار کسوٹی کی بنیاد پر بینکوں کے ذریعے (خصوصی کام کے لئے) مالی انتظام کرنا۔ اس اصلاح کے طریق کار کا ایک اور خاص قدم تھا۔ بین الاقوامی معیاروں کے موافق سرمایے کی موزونیت کا معیار متعین کرنا۔

قومیانے کے بعد کے عہد میں نجی سیکٹر میں کسی نئے بینک کو قائم کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ تاہم 1993 میں بینکنگ کے طریق کار میں زیادہ سے زیادہ پیداوار اور موثر بنانے کے لئے شدید تقابل پیدا کرنے کی غرض کو محسوس کرتے ہوئے بھارتی بینکنگ نظام میں پرائیویٹ سیکٹر (نجی سیکٹر) کو نئے بینک کھولنے کی اجازت دیدی گئی۔ ان بینکوں کو دیگر باتوں کے ساتھ، کم سے کم درج ذیل شرائط پورا کرنا تھا۔ (1) یہ بینک ایک پبلک لمیٹڈ کمپنی کے طور پر رجسٹرڈ ہو (2) کم سے کم ادا شدہ سرمایہ 100 کروڑ روپیہ ہو (3) اس کے حصص اسٹاک ایکسچینج میں مندرج ہوں (4) بہتر ہو کہ اس بینک کا صدر مقام ایک ایسے شہر میں ہو۔ جہاں کسی

اور بینک کا صدر مقام نہ ہو اور (5) بینک کا طریق کار حساب کتاب اور دیگر حکمت عملیاں بھارتی ریزرو بینک کے ذریعے متعین دانش مندانہ معیاروں کے مطابق ہوں۔ اسے آغاز سے ہی آٹھ فی صد شایان شان سرمایہ حاصل کرنا ہوگا۔

نجی سیکٹر میں نئے بینک کھولنے کے لیے جنوری 2001 نظر ثانی شدہ رہنما خطوط جاری کیے گئے۔ جن کی اہم باتیں درج ذیل ہیں: (a) نئے بینک کی ابتدائی کم ترین اداشدہ پونجی 200 کروڑ ہو جانی چاہیے۔ کاروبار شروع کرنے کے 3 برسوں کے اندر یہ اداشدہ پونجی بڑھ کر 300 کروڑ ہو جانی چاہیے۔ (b) نئے بینک قائم کرنے والوں کی حصہ داری بینک کی اداشدہ پونجی میں ہر وقت کم سے کم 40 فی صد بنی رہے گی۔ (c) نئے بینک کی اصل حصہ پونجی میں غیر مقیم ہندستانیوں کی زیادہ سے زیادہ پونجی 40 فی صد تک ہوگی۔ (d) نئے بنک کا قیام کسی بڑے صنعتی گھرانے کے ذریعے نہیں کیا جائے گا۔ نئے بینک کو قائم کرنے والوں کے کاروباری کام کاج سے اور نئے بینک کی حصہ پونجی میں 10 فی صد تک پونجی لگانے والی نجی کمپنیوں کے تجارتی لین دین سے نیا بینک دور رہے گا۔ نئے بنکوں کو 10 فی صد تک کی پونجی برقرار رکھنی ہوگی اور انھیں اپنے کل بینک ادھار کا 40 فی صد حصہ ترجیحی درجے والے سیکٹر کو دینا ہوگا۔ بینکنگ کا کام نہ کرنے والی مالی کمپنیوں (NBFC) کو درج فہرست بینکوں میں بدلنے کے بارے میں بھی رہنما خطوط جاری کیے گئے ہیں۔

جناب ایم نرسمہم کی صدارت میں ایک اعلی سطحی کمیٹی دسمبر 1997 میں حکومت ہند نے تشکیل کی تھی۔ جس کا کام اصلاح نظام مالیات کی سفارشوں جو کہ 1991 میں سی۔ ایف۔ ایس نے کی تھیں اس کے عمل درآمد کا جائزہ لینا تھا۔ ساتھ ہی ضروری اصلاحات کا ایسا چارٹ بنانا تھا جو آنے والے سالوں میں بینکنگ کے نظام کو مستحکم اور بہترین آلات سے مزین کر، بین الاقوامی اقتصادی ماحول کا موثر ڈھنگ سے مقابلہ کر سکے۔ اپریل 1998 میں کمیٹی نے اپنی رپورٹ حکومت ہند کو پیش کر دی ہے۔ اس رپورٹ کی کچھ سفارشوں کو منظور کر لیا گیا ہے اور نافذ ہو چکی ہیں۔ نافذ ہو چکی سفارشوں میں خصوصا سرمایہ کے کافی ہونے کا تناسب، سرکاری گارنٹی والے قرض، معیاری پیشگیوں کے سرمائے کا اہتمام اور بیلنس شیٹ میں پہلے سے زیادہ باتوں کا خلاصہ کرنے جیسے اکاؤنٹ سے متعلق تجاویز شامل ہیں۔ دیگر سفارشیں میں زیر غور ہے۔

بھارتی ریزرو بینک

بھارتی ریزرو بینک کا قیام ریزرو بینک آف انڈیا ایکٹ، 1934 کے تحت یکم اپریل 1935 کو ہوا تھا اور یکم جنوری 1949 کو اس کو قومیا لیا گیا۔ ایک روپے کے سکوں، نوٹوں اور چھوٹے سکوں کو چھوڑ کر بھارت میں کرنسی جاری کرنے کا اختیار صرف ریزرو بینک ہی کو حاصل ہے۔ ریزرو بینک مرکزی حکومت کے ایجنٹ کے طور پر بھارت سرکار کے ذریعے جاری کئے جانے والے ایک روپے کے نوٹوں، سکوں اور چھوٹے سکوں کی تقسیم کا ذمہ دار ہے۔ ریزرو بینک بھارت سرکار، ریاستی سرکاروں، تجارتی بینکوں، ریاستی تعاون بینکوں اور کچھ مالی اداروں کے بینکر کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔ یہ قرض کے مناسب استعمال سے قیمتوں میں استواری لانے کے ساتھ پیداوار بڑھانے کے لئے زر پالیسی تیار کرتا ہے اور اسے نافذ کرتا ہے۔ ساتھ ہی ریزرو بینک روپے کے زر مبادلہ کو استوار بنائے رکھنے میں خصوصی رول ادا کرتا ہے اور بین الاقوامی مانیٹری فنڈ میں ہندستان کے ممبر ہونے کی وجہ سے حکومت کے ایجنٹ کے طور پر کام کرتا ہے۔ ریزرو بینک ترقی اور فروغ کے مختلف کام بھی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ، یہ حکومت ہند کے قرض لینے کے پروگراموں کو بھی اپنے ہاتھ میں لیتا ہے۔

بینکنگ نظام کی ترتیب

دسمبر 2000 کے آخری جمعہ تک بھارتی تجارتی بینکنگ نظام میں 297 درج فہرست بینک (غیر ملکی بینکوں سمیت) تھے۔

مارچ1999 سے مارچ 2000 کی مدت میں درج فہرست تجارتی بینکوں کی تعداد میں 8 کی کمی ہوئی۔ فہرستی بینکوں میں 223 بینک سرکاری سیکٹر میں ہیں اور یہ سبھی فہرستی بینکوں کی تقریباً82فی صد رقم جمع کرتے ہیں۔ سرکاری سیکٹر کے بینکنگ نظام میں 196 علاقائی دیہی بینک ہیں جو خاص طور سے دیہی علاقوں میں چھوٹے قرض لینے والے اشخاص کو مزید قرض دینے کی غرض سے قائم کیے گئے ہیں۔ ان بینکوں کا کام کچھ خاص علاقوں، بالخصوص عموماً دو۔ تین اضلاع تک ہی محدود رہتا ہے۔ یہ بینک کچھ دیگر تجارتی بینکنگ کا کام بھی کرتے ہیں۔ عوامی سیکٹر کے باقی 27 بینک باقاعدہ تجارتی بینک ہیں اور وہ ہر طرح کے تجارتی بینکنگ کا کاروبار کرتے ہیں حال ہی کی بھارت میں تجارتی بینکنگ فروغ کے متعلق کچھ خصوصی باتیں جدول 13.4 میں دی گئی ہیں۔

عوامی سیکٹر کے بینکوں میں دسمبر 2000 کے آخر تک بھارتی اسٹیٹ بینک گروپ (اپنے سات منسلک بینکوں سمیت) سب سے بڑی اکائی تھا۔ اس کے 13,492 دفاتر ہیں اور اس بینک میں 2,20,211 کروڑ روپے سے زیادہ جمع ہیں و بینک نے 1,52,132 کروڑ روپئے ادھار دیے ہیں۔ ان بینکوں کا کل یا زیادہ تر حصہ سرمایہ بھارتی اسٹیٹ بینک اور اس کے شریک بینکوں کا حصہ ایک گروپ کی شکل میں عوامی سیکٹر کے بینکوں کے ذریعے کیے گئے کل کاروبار کا34.4فی صد (جمع و پیشگی رقم کا جوڑ) اور تمام بینکنگ نظام کے کل کاروبار کا26.6فی صد کے آس پاس ہوتا ہے۔ دیگر 19 قومیائے گئے بینک وہ ہیں، جن کو1969 اور1980 میں قومیایا گیا تھا۔

رقم کا اجماع اور اس کا استعمال

بینکوں کو قومیانے کے بعد کی مدت میں فہرستی بینکوں کی جمع رقوم میں قابل قدر اضافہ ہوا ہے۔ جون1969 کے آخر میں ان بینکوں میں جمع سرمایہ 4,646 کروڑ روپئے تھا۔ دسمبر 2000 کے آخر تک یہ سرمایہ بڑھ کر 8,82,373 کروڑ روپئے ہوگیا۔ عوامی سیکٹر بینکوں میں جون 1969 تک کل سرمایہ 3,871 کروڑ روپئے تھا۔ دسمبر 2000 کے آخر تک یہ رقم بڑھ کر 6,89,653 کروڑ روپئے ہوگئی۔ بینکوں کے ذریعے جمع کیے گئے سرمایے کا استعمال (1) قرض لینے والوں کو قرض اور پیشگی رقم دینے میں (2) نقدی کی مقررہ شرائط پوری کرنے کے لئے سرکاری اور دیگر تسلیم شدہ اداروں میں اور (3) مشترکہ فنڈوں، اصل کاری، بٹے اور دیگر متعلقہ سرگرمیوں میں کیا جاتا ہے۔

سرکاری اور دیگر منظور شدہ صنعتی اداروں میں بینکوں کی اصل کاری میں نمایاں اضافہ ہوا ہے، جو جون1996 میں 1,361 کروڑ روپئے سے بڑھ کر مارچ 2000 کو 3,13,421 کروڑ روپئے ہوگیا۔ فہرستی تجارتی بینکوں کی پیشگی رقوم جون 1969 میں فقط 3,599 کروڑ روپئے تھیں، جو دسمبر 2000 کو بڑھ کر 5,15,868 کروڑ روپئے ہوگئی۔ پچھلے کچھ سالوں کے دوران ترجیحی سیکٹر کے خطے میں قابل قدر بہتری آئی ہے۔

ترجیحی سیکٹر کو پیشگی رقوم

قومیائے جانے کے بعد کے دوران میں عوامی سیکٹر کے بینکوں کو جو خصوصی کام سونپے گئے۔ ان میں اقتصادیات کے اب تک نظر انداز حلقے میں چھوٹے ادھار لینے والوں کو قرض کی سہولت فراہم کرنا تھا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بینکوں نے زراعت، چھوٹے کاروباری سیکٹر، سڑک، آبی نقل و حمل، خردہ تجارت اور چھوٹے موٹے دھندوں وغیرہ جیسے خطوں میں چھوٹے ادھار لینے والوں کے لئے قرض مہیا کرانے کی اسکیمیں تیار کی ہیں۔ جنہیں عام طور سے بینک قرض سہولت میں بہت کم حصہ ملتا تھا۔ کمزور طبقوں کی وسائلی ضرورتوں کو پورا کرنے کی غرض کو محسوس کرتے ہوئے ان کی خاص ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے، صرف قرض (کچھ محدود دائرے تک) اور خود کفالتی گروپ کے قرضوں کو بھی ترجیحی درجے والے سیکٹر میں شامل کرلیا گیا

ہے۔گھروں کے لئے قرض (پانچ لاکھ روپے تک) فی یونٹ دیہات وقصبوں کے لئے، 10 لاکھ فی یونٹ (شہروں اور بڑے شہروں کو بھی) ترجیحی سیکٹر میں شامل کرلیا گیا ہے۔ اس دوران فوقیتی سیکٹر کو دی گئی پیشگی رقم جو جون 1969 سے ستمبر 2000 کے درمیان 441 کروڑ سے بڑھ کر 1,34,107 کروڑ روپے ہوگئی۔ جو سرکاری سیکٹر کے بینکوں کے خالص بینک قرض کا 43.41 فی صد ہے۔

پسماندہ طبقوں کو قرض

دیہی علاقوں کو زیادہ قرض فراہم کرانے کے لئے بھارتی ریزرو بینک نے تجارتی بینکوں کو صلاح دی کہ وہ اپنے خالص بینک قرض کا کم سے کم 10 فی صد کمزور طبقوں کو مہیا کرائیں۔ یا اپنے ترجیحی سیکٹر کی پیشگی رقموں کا 25 فی صد کمزور طبقوں کو مہیا کردیں۔ ان میں شامل ہیں۔ چھوٹے اور حاشیائی کسان، بے زمین مزدوروں، اسامی کسان، فصلی، بٹائی دار، دست کار، دیہی اور گھریلو صنعتیں، جن میں انفرادی قرض کی حد 25,000 روپے سے زیادہ نہیں ہے۔ سرکاری اسکیموں سے فائدہ اٹھانے والے جیسے شہری علاقوں میں چھوٹی صنعتوں کی اسکیم، اسکیم آف اربن مائیکرو انٹر پرائیز (SUME) اور ''سورن جینتی گرام سوروزگار اسکیم'' (SGSY) (پہلے مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام IRDP، صفائی مزدوروں، درج فہرست ذاتوں اور قبائل کی آزادی اور آبادکاری کی اسکیم، تفرقی شرح سود سے مستفید لوگ، ستمبر 2000 کے آخر تک پسماندہ طبقات کو دی گئی پیشگی کی بقایا رقم 19,608 کروڑ تھی، جو ان کے خالص بینک قرض کا 7.15 فی صد اور ترجیحی سیکٹر کی پیشگی رقم کا 17.5 فی صد تھی۔

زراعت کے لئے قرض

اس کا ہدف یہ رکھا گیا کہ بینک کل جتنا روپیہ قرض دیتے ہیں، اس کا 15 فی صد، زراعتی سیکٹر میں بلاواسطہ قرض فراہمی کا کام مارچ 1985 تک پورا کردیں۔ بعد میں اس ہدف کو بڑھا کر 18 فی صد کردیا گیا۔ جو مارچ 1990 تک پورا کیا جانا تھا۔ اکتوبر 1993 میں بھارتی ریزرو بینک کے ذریعے جاری جدید ترین ہدایتوں کے مطابق 18 فی صد کے ہدف کو تشخیص کرنے کے لئے زراعت کے واسطے بلاواسطہ اور بالواسطہ، دونوں ہی طرح کی پیشگی رقوم کو لینے کا فیصلہ کیا گیا، بشرطیکہ زراعت کے لئے بلاواسطہ پیشگی رقوم بینکوں کی کل قرض میں سے 18 فی صد کے زراعتی قرض کے ایک چوتھائی سے زائد نہ ہوں۔ ستمبر 2000 تک سرکاری حلقے کے بینکوں نے زرعی سیکٹر کو 48,897 کروڑ روپے دیئے تھے، جو خالص بینک قرض کا 15.83 فی صد ہوتا ہے۔

درج فہرست ذاتوں رقبیلوں کے قرض خواہوں کو پیشگی رقوم

درج فہرست ذاتوں وقبیلوں کے لوگوں کو سماج کا سب سے غیر محفوظ طبقہ مانا جاتا ہے۔ بینکوں سے کہا گیا ہے کہ وہ ان کے معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لئے انہیں خود روزگار والے کاروبار چلانے کی خاطر مناسب قرض دینے کی خصوصی کوششیں کریں۔ جس سے وہ منافع والی پیداوار حاصل کرسکیں۔ مارچ 2000 کے آخر تک سرکاری سیکٹر کے بینکوں کے ذریعے درج فہرست ذاتوں رقبیلوں کو دیئے گئے قرض کی کل بقایا رقم 9,630.71 کروڑ روپے تھی اور قرض کھاتوں کی تعداد 71.36 لاکھ تھی۔

تفرقی شرح سود اسکیم

سن 1972 میں شروع کی گئی تفرقی شرح سود اسکیم (D.R.I.) کے تحت سرکاری سیکٹر کے بینکوں کو پچھلے سال دئے گئے کل قرضوں کا کم سے کم ایک فی صد سماج کے پسماندہ طبقوں میں سے پسماندہ ترین طبقوں کو چار فی صد کی سالانہ شرح سود سے قرض دینے کا ہدف پورا کرنا پڑتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت ایسے غریب لوگوں کو قرض دیا جاتا ہے، جن کی خاندانی آمدنی دیہی علاقوں میں

6,400 روپے سے اور دیگر علاقوں میں 7,200 روپے سے زائد نہ ہو اور جن کے پاس 2.5 ایکٹر سے زائد بے آب پاشی والی وایک ایکٹر سے زائد آب پاشی والی زمین نہ ہو۔ انہیں میعادی قرض اور پیداواری کاموں کے لئے ادھار اور کاروباری سرمایہ کے طور پر 6,400 روپے تک کا قرض امداد کے طور پر دیا جاتا ہے۔ مارچ 2000 کے آخر میں عوامی سیکٹر کے بینکوں نے 432.82 کروڑ روپے تفرقی شرح سود پر قرض دے رکھے تھے۔

سورن جینتی گرام سوروزگار یوجنا

سورن جینتی گرام سوروزگار یوجنا نے مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام (آئی۔آر۔ڈی۔پی) اور اس کی متعلقہ اسکیموں نے دیہی نوجوانوں کو خود روزگار کے لئے تربیت، دیہی علاقوں میں خواتین واطفال ترقی، دیہی فنکاروں کو نئے اوزار، گنگا فلاحی اسکیم اور 10 لاکھ کنویں کھودنے کی اسکیم کی جگہ لے لی ہے۔ یہ اپریل 1999 سے لاگو ہوئی ہے۔

اسکیم کا مقصد ملک کے دیہی علاقوں میں بڑی تعداد میں چھوٹے کاروبار قائم کرنا ہے۔ اسکیم کے تحت آنے والے خاندانوں کو غریبی لائن سے اوپر لایا جائیگا۔ اس میں ان خاندانوں کو بینک قرض اور سرکاری سبسڈی کی ملی جلی شکل میں لاگو کر کے آمدنی مہیا کرنے کے لئے ذرائع فراہم کرائے جائیں گے۔ آمدنی کے لئے ایسی سرگرمیوں کا ہونا ضروری ہے جس سے تیسرے سال سے بینک کو کم از کم 2,000 روپے کی ادائیگی کی جاسکے۔

سورن جینتی گرام سوروزگار اسکیم کے سبھی پہلوؤں کو کور کیا گیا ہے۔ اس اسکیم میں 75 فی صد اور 25 فیصد ریاستوں کے ذریعہ مالی فنڈ مہیا کیا جائے گا۔ یہ اسکیم پنچایت کمیٹی کے ذریعہ لاگو کی جائے گی۔ قرض کی رقم کی کوئی زیادہ سے زیادہ مد نہیں ہے۔ اس کام کے لیے گروپ سرگرمیوں کو ترجیح دہ جائے گی۔ بلاک سطح پر شناخت کی گئی 5-4 اہم سرگرمیوں میں اس امداد کا کافی حصہ رہے گا۔

سال 2001-2000، اس اسکیم کے نفاذ کا دوسرا سال تھا۔ فروری 2001 تک کل 6,52,337 ''سوروزگاری'' (خود روزگار کرنے والے) کو امداد فراہم کی گئی۔ بینکوں نے 86,860.82 لاکھ روپے قرض میں اور حکومت نے 42,363.77 لاکھ روپے امداد کی شکل میں دیے۔ امداد یافتہ کل ''سوروزگاریوں'' میں 2,04,261 درج فہرست ذاتوں کے، 81,947 درج فہرست قبائل کے، خواتین 2,77,308 اور 4,456 معذور اشخاص تھے۔

سورن جینتی شہری روزگار یوجنا

سورن جینتی شہری روزگار یوجنا یکم دسمبر 1997 سے سبھی شہری اور نیم شہری علاقوں میں نافذ ہے۔ اس کی دیگر جزئیات میں دو ذیلی اسکیمیں ہیں۔ شہری روزگار پروگرام (یو۔ایس۔ای۔پی) اور شہری علاقوں میں خواتین اور اطفال ترقی کی اسکیم (ڈی۔ ڈبلو۔سی۔یو۔اے) میں کس کو مدد دی جائے اس کی پہچان پر گھر گھر سروے کے ذریعہ شہری بلدیاتی اداروں کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اس کے تحت کم از کم 30 فی صد خواتین، 3 فی صد معذوروں اور درج فہرست ذات اور قبائل کی اوسط تعداد کے برابر اس گروپ کے لوگوں کو امداد دینا ضروری ہے۔ اس اسکیم کے 75 فی صد سبسڈی مرکز اور 25 فی صد ریاستی حکومتیں دیتی ہیں۔ یو۔ ایس۔ای۔پی اسکیم کے تحت شہری علاقوں میں ایسے بے روزگار یا نیم بے روزگار نوجوانوں کو جو غریبی لائن کے نیچے کے خاندانوں کے ہیں اور یو۔ایل۔پی میں درج فہرست ہیں۔ بنک قرض دئے جاتے ہیں تاکہ وہ اپنا چھوٹا موٹا کاروبار شروع کر سکیں۔ ان نوجوانوں کے لئے کم از کم نویں کلاس تک پڑھا لکھا ہونا چاہئے۔ ہر اسکیم میں 50,000 روپے تک کے پروجیکٹوں کے لئے مدد دی جاتی ہے۔ اس میں سرکار منصوبے کی لاگت کے 15 فی صد کے برابر سبسڈی دیتی ہے لیکن سبسڈی کی منظور شدہ حد 7,500 روپے رکھی گئی ہے۔ استفادہ کنندہ کو پروجیکٹ کا 5 فی صد رقم بینک کے پاس مارجن منی کے طور پر جمع کرانی ہوتی ہے۔ اس میں

شراکت دار کی بھی چھوٹ ہوتی ہے۔ ریزرو بینک آف انڈیا کے ذریعے متعین شرح پر سود لیا جاتا ہے۔ ڈی۔ ڈبلو۔ سی۔ یو۔ اے اسکیم میں خواتین کاروباری ایک گروپ بنا کر خود روزگار کر سکتی ہیں۔ گروپ میں کم از کم دس شہری غریب خواتین ہونی چاہئے۔ اسکے علاوہ یہ گروپ اپنی چھوٹی بچت لون کریڈٹ، تھرفٹ کمیٹی بھی شروع کر سکتی ہیں۔ ایسے گروپ کے منصوبوں پر سرکار پروجیکٹ لاگت کا 50 فی صد یا 1,25,000 روپے ان میں سے جو بھی کم ہے کہ مساوی سبسڈی دیتا ہے۔ شروعاتی 18-6 مہینے کی چھوٹ کے قرض ادائیگی 3 سے 7 سال میں کی جا سکتی ہے۔ ادائیگی کا فیصلہ بنک کرتا ہے۔ 2000-1999 میں بنکوں نے 98,096 لوگوں کے لئے 24,508.10 لاکھ روپے منظور کئے اور 66,747 لوگوں کو 16,089.41 لاکھ روپے کے قرض دیے۔

وزیراعظم روزگار یوجنا

تعلیم یافتہ بے روزگار نوجوانوں کے لئے وزیراعظم روزگار یوجنا 2 اکتوبر 1993 سے شروع کی گئی ہے۔ اس یوجنا کا مقصد آٹھویں پنج سالہ منصوبے کے دوران نہایت چھوٹے کاروباروں میں شہری علاقوں کے تقریباً 10 لاکھ تعلیم یافتہ بے روزگار نوجوانوں کی روزی کے لئے روزگار مہیا کرانا ہے۔ اس اسکیم کو شہری علاقوں میں 94-1993 میں اور ملک بھر میں یکم اپریل 1994 سے نافذ کیا گیا ہے۔ بے روزگار تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے خود روزگار اسکیم کو وزیراعظم روزگار یوجنا کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے۔ 2001-2000 میں 2.07 لاکھ کھاتے داروں کو 1,320.36 کروڑ روپے کے قرض منظور کئے گئے جب کہ 1.15 لاکھ کھاتے داروں کو 701.56 کروڑ روپے کی ادائیگی کی گئی۔

علاقائی دیہی بینک

علاقائی دیہی بینک کا قیام، خصوصاً دور دراز کے دیہی علاقوں کے ان لوگوں کو بینکنگ کی سہولت فراہم کرنے کی غرض سے کیا گیا ہے۔ جہاں پر بینک کی سہولیات نہیں ہیں۔ ان بینکوں کا مقصد سماج کے ان کمزور طبقوں کو رعایتی شرح پر ادارہ جاتی قرض فراہم کرانا ہے۔ جو مجبور ہو کر ساہوکاروں کے پاس جاتے ہیں۔ بینکوں کا ایک مقصد دیہی بچت کو پیداوار سرگرمیوں میں لگانا بھی ہے۔ 22 مارچ 1997 سے ان بنکوں کو ہدف گروپ سے باہر کے لوگوں کو قرض دینے کی اجازت دے دی اور انہیں دیئے گئے ادھار کو ترجیحی اور دیگر درجوں میں رکھا گیا، اسی طرح ان بنکوں کے ذریعہ مدتی اجماع میں بھی چھوٹ دے دی گئی۔ اس کے بعد علاقائی دیہی بنکوں کو کچھ شرائط کے ساتھ الگ الگ شرح سے سود دینے کی چھوٹ دے دی گئی۔ ان علاقائی دیہی بنکوں کی شاخوں کے ذریعے مارچ 2001 کے آخر میں دیئے گئے قرض کی رقم 15,798.54 کروڑ روپے تھی۔ ان علاقائی دیہی بینکوں نے مارچ 2001 کے آخر تک جمع کی شکل میں 37,635.71 کروڑ روپے جمع کئے۔ (یہ اعداد و شمار عارضی ہیں) کچھ مقررہ شرائط پوری کرنے پر علاقائی دیہی بینک غیر مقیم ہندستانیوں کا اکاؤنٹ روپے میں کھول سکتے ہیں۔

بھارتی صنعتی ترقی بینک

اس بینک کا قیام بھارتی صنعتی ترقی بینک ایکٹ، 1964 کے تحت عمل میں آیا۔ یہ صنعتوں کی ترقی کے لئے قرض اور دیگر سہولیات دینے والا اہم مالی ادارہ ہے۔ یہ صنعتوں کو مالی تعاون دینے والا، فروغ دینے والا اور صنعتوں کی ترقی میں لگے اداروں کے کام میں بھی تال میل قائم کرتا ہے۔ بھارتی صنعتی ترقی بینک بڑے صنعتی اداروں کو بلاواسطہ سرمایہ فراہم کرتا ہے اور چھوٹے و متوسط صنعتوں کو بینکوں و صوبائی سطح کے مالی اداروں کے ذریعے امداد فراہم کرتا ہے۔ 2001-2000 کے دوران کل 28,711 کروڑ روپے کی امداد (عارضی) منظور کی گئی، جو 1999-1998 سے 6.5 فی صد زائد ہے 2001-2000 میں 17,498.3 کروڑ روپے تقسیم کئے گئے، جو کہ 2.6 فی صد زیادہ ہے۔ ٹیکس دینے کے بعد بینک نے 691 کروڑ روپے کا منافع کمایا۔

بھارتی درآمد۔ برآمد بینک

بھارتی درآمد۔ برآمد بینک (ایکزم بینک) کا قیام یکم جنوری 1982 کو بھارتی بیرونی تجارت کو سرمایہ، سہولت و فروغ دینے کے لئے عمل میں آیا تھا۔ 31 مارچ 2001 کو ختم ہوئے سال میں اس بینک نے 2,174 کروڑ روپئے کے قرض منظور کئے گئے جب کہ 1,896 کروڑ روپئے ہی کے قرض تقسیم کئے گئے۔ 2001-2000 میں اس بینک کے جنرل فنڈ کھاتے میں 205 کروڑ روپئے کا خالص منافع ہوا۔

بھارتی صنعتی قرض اور اصل کاری کارپوریشن لمٹیڈ (ICICI Limited)

بھارتی صنعتی قرض اور اصل کاری کارپوریشن لمٹیڈ (ICICI) کا قیام 1955 میں عوامی لمٹیڈ کمپنی کی شکل میں عمل میں آیا تھا۔ اسکے اغراض و مقاصد میں صنعتی اکائیوں کو فروغ دینا اور انکی مدد کرنا تھا۔ دیگر کاموں کے ساتھ ساتھ اس کا مقصد صنعتی اداروں کا قیام، توسیع اور جدید کاری میں تعاون کرنا، ایسے اداروں میں دیسی و دیسی دونوں طرح کے ذاتی سرمایے کو فروغ دینا و حوصلہ افزائی کرنا، صنعتی ترقی کو بڑھاوا دینے اور حوصلہ افزائی کرنے و پونجی بازار کی ترقی میں مدد دیتا ہے۔ یہ بھارتی اور غیر ملکی کرنسیوں میں میعادی قرض فراہم کراتا ہے۔ حصص اور تمسکوں کو جاری کرنے کی ذمہ داری اٹھاتا ہے۔ حصص وغیرہ خریدنا و دوسروں کے قرض واپس کرنے کی ضمانت دیتا ہے۔ 2001-2000 کے دوران آئی سی آئی سی آئی نے 56,092 کروڑ روپے کے قرض منظور کیے اور 31,964.55 کروڑ روپے تقسیم کئے۔ پچھلے سال کے مقابلے ان دونوں رقوم میں 29 اور 24 فی صد کا اضافہ درج کیا گیا۔

قومی رہائش بینک

اس بینک نے جولائی 1988 میں کام کرنا شروع کیا۔ قومی رہائش بنک ملک میں مکان کیلئے سرمایہ فراہم کرنے والا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ نیشنل ہاؤسنگ بنک ایکٹ 1987 کے تحت اس کی تشکیل ریزرو بینک آف انڈیا کے امداد یافتہ خود مختار ادارے کے طور پر کی گئی۔ ضابطے کے تحت قومی تعمیر مکان بنک، صحت مند مکانیات کے مالیاتی نظام کے مکانی مالیات کے ذریعہ فروغ، ترقیاتی اور باضابطہ پہلوؤں کو نمایاں کرتا ہے۔ اسکے کام کی شروعات جولائی 1998 میں کی گئی۔ 12 جون 2000 کو قومی رہائش بینک ایکٹ 1987 کے تحت قومی رہائش بینک ایکٹ (ترمیم) قانون نافذ ہوا۔ اس کا مجاز سرمایہ 500 کروڑ روپے ہے۔ 30 جون 2000 کو این۔ ایچ۔ بی کا اداشدہ سرمایہ 350 کروڑ روپے اور محفوظ سرمایہ اور بچی رقم 565.92 کروڑ روپے ہے۔ اس کے اہم کاموں میں مکان کے لئے قرض دینے والے مجاز مالی اداروں کو (i) باز رقوم مہیا کرانا (ii) بلاواسطہ قرض دینا شامل ہے۔

(i) ری فنانس: این ایچ بی درج فہرست کمرشیل بنکوں کی تعمیری مکان سرمایہ کمپنیاں (HFCs) اور کوآپریٹیو سیکٹر کے ادارے جیسے قرض دینے والے مجاز اداروں کو ری فنانس کی سہولت فراہم کرتا ہے۔ ان اداروں کو ان کے ذریعہ افراد اور سرکاری اور نجی تنظیموں کو رہائشی زمین کی ترقی اور مکان کی تعمیر کے لئے دیئے گئے قرض کے مطابق مالی امداد دی جاتی ہے۔ قومی تعمیر مکان بینک نے 2000-1999 میں (جولائی 1999 سے جون 2000 تک) پرائمری اداروں کو کل 841.68 کروڑ روپے کی ری فنانس امداد مہیا کرائی۔ 30 جون 2000 تک یہ بینک مجموعی طور پر کل 5,215.69 کروڑ روپے کی باز مالی امداد دے چکا تھا۔ اس تاریخ تک کل 29 تعمیر مکان کمپنیوں کو اس بینک سے امداد حاصل کرنے کی توثیق حاصل ہو چکی تھی۔

(ii) بلاواسطہ قرض: نیشنل ہاؤسنگ بینک پبلک ایجنسیوں کو مربوط آراضی ترقی و بسیرا پروجکٹوں (ایل۔ ڈی۔ ایس۔ پی) گندی بستیوں کے ترقیاتی منصوبوں (ایس۔ آر۔ پی) اور ہاؤسنگ انفرا اسٹرکچر پروجیکٹس (HIP) کے لئے سیدھے مالی سہولتیں فراہم کرتا ہے۔ اس کے لئے پروجیکٹوں رایجنسیوں کو بینک مالی ضابطوں سے متعلق اصولوں کا پابند ہونا پڑتا ہے۔

بلاواسطہ قرض سہولت کے تحت بینک نے اب تک 282 پروجیکٹ منظور کیے ہیں۔ سال 2000-1999 میں اس اسکیم کے تحت 50.50 کروڑ روپے کے قرض جاری کئے گئے۔ ان پروجیکٹوں کے لئے جون 2000 کے آخر تک اس اسکیم کے تحت اس بینک نے کل ملا کر 332.92 کروڑ روپے دیئے۔

قومی تعمیر مکان بینک نے ہاؤسنگ مالی کمپنیوں کو جمع قبول کرنے کے متعلق کچھ ہدایتیں بھی جاری کی ہیں۔ ان کمپنیوں کی کارکردگی میں اصلاح کے لئے بینک نے تسلیم شدہ آمدنی اثاثہ کے درجہ بند دفعات اور مرتکز قرض وغیرہ کے بارے میں احتیاط برتنے کے قاعدے بھی جاری کئے ہیں۔

بھارت کی آزادی کی 50 ویں سالگرہ کے موقع پر بنک نے گولڈن جبلی دیہی ہاؤسنگ فنانس اسکیم شروع کی اس کا مقصد مالی اداروں کو دیہی علاقوں میں لوگوں کو ذاتی قرض دینے کے لئے ترغیب دینا ہے۔ 2000-1999 میں قرض دینے والے پرائمری اداروں نے 1,25,000 ہاؤسنگ اکائیوں کو قرض دئے، جب کہ 2001-2000 میں 1,50,000 ہاؤسنگ اکائیوں کو قرض دینے کا نشانہ رکھا گیا ہے۔ ہاؤسنگ سیکٹر کو زیادہ سے زیادہ قرض ملے، اس کے لئے قومی رہائشی بینک اس پر مبنی ضمانتی اسکیم شروع کرنے کے عمل میں ہے۔

تعمیری مکان کے لئے سرمایہ

تعمیر مکان کے لئے 2000-1999 کے دوران مجموعی طور پر کم از کم ہدف تجارتی بینکوں کی پچھلے سال جمع رقوم میں اضافے کافی صد 1.5 فی صد سے بڑھا کر 3 فیصد کر دیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ہدایت دی گئی ہے کہ رواں سال میں پچھلے سال کے مقابلہ تقسیم کم نہ ہو۔ تجارتی بینکوں کے ذریعے کسی فرد کو بلاواسطہ یا بالواسطہ طور سے دی جانے والی تعمیر مکان قرض کی رقم، ابتدائی حلقوں کی پیشگی کی اہلیت کے لئے، پہلے سے 5 لاکھ روپے ہے۔ لیکن شہری اور بڑے شہری علاقوں میں بلاواسطہ قرض (تعمیر مکان کے لئے) کی رقم بڑھا کر 10 لاکھ کر دی گئی ہے۔ ترجیحی سیکٹر کی پیشگیوں میں این۔ ایچ۔ بی اور ہڈ کو کو مخصوص بانڈوں میں بنکوں کے ذریعہ کی جانے والی اصل کاری کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ یہ خاص طور سے مکان کے لئے دئے جانے والے قرض کے لئے ہے، پھر قرض کی رقم چاہے جتنی بڑی ہو بینکوں کی یہ سرمایہ کاری ترجیحی سیکٹروں میں مانی جاتی ہے۔

بھارتی بینک برائے ترقی چھوٹی صنعت (SIDBI)

بھارتی بینک برائے ترقی چھوٹی صنعت کا قیام بھارتی بینک برائے ترقی چھوٹی صنعت ایکٹ 1989 کے تحت میں عمل آیا۔ یہ ہندستانی صنعتی ترقی بینک کی پوری ملکیت والا امدادی بینک ہے۔ یہ چھوٹی صنعتوں کے فروغ، سرمایہ کاری اور ترقی میں تعاون کرنے والا خاص مالی ادارہ ہے۔ اس بینک نے 2 اپریل 1990 سے اپنا کام شروع کیا اور یہ دیگر اداروں جیسے کہ ریاستی مالیاتی کارپوریشنوں، تجارتی بینکوں، اور ریاستی صنعتی ترقی کارپوریشنوں کے تعاون سے ملک گیر پیمانے پر چھوٹی صنعتوں کو امداد مہیا کرتا ہے۔ SIDBI نے SIDBI ایکٹ 1989 میں ترمیم کی جو SIDBI (ترمیم) ایکٹ 2000 کے طور پر 27 مارچ 2000 کو لاگو ہو گیا۔ سال 2001-2000 کے دوران اس بینک نے مجموعی طور پر 10,820.6 کروڑ روپے کے قرض منظور کئے۔ اور 6,441.3 کروڑ روپے جاری کئے۔

قومی زرعی و دیہی ترقی بینک (NABARD)

قومی زرعی و دیہی ترقی بینک، یعنی نابارڈ کا قیام 12 جولائی 1982 کو عمل میں آیا تھا۔ نابارڈ نے ہندستانی ریزرو بینک کے

شعبہ زرعی قرض، دیہی منصوبہ بندی و قرض سیل اور زراعت کی سرمایہ باز فراہمی و ترقی کارپوریشن کی ذمہ داری اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔ نابارڈ کا قیام دیہی علاقوں میں زراعت، چھوٹی صنعتوں و دیہی و گھریلو صنعتوں، دست کاروں اور دیگر مالی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لئے قرض فراہم کرنے کے لئے کیا گیا تھا، تاکہ منظم دیہی ترقی کو فروغ دیا جاسکے اور دیہی علاقوں کو خوش حال بنایا جاسکے۔

نابارڈ ایکٹ 1981 میں سال 2000 میں ترمیم کی گئی۔ یہ ترمیم قرضوں کو باضابطہ بنانے میں نابارڈ کی اہمیت، پونجی کی حد 500 کروڑ سے بڑھا کر 5,000 کروڑ روپے کرنے، غیر سرکاری حصہ پونجی 49 فی صد تک کرنے اور حکومت ہند اور ریزرو بنک آف انڈیا کی کم ترین حصہ داری 51 فی صد رکھنے، منتظمہ بورڈ کی تنظیم میں تبدیلی کر ریاستی حکومتوں اور حصہ داروں کی نمائندگی بڑھانے اور حکومت ہند یا ریزرو بنک آف انڈیا کی منظوری لیے بغیر بورڈ منتظمہ کی سفارش سے وسائل بڑھانے سے متعلق ہے۔

نابارڈ صوبائی زمینی ترقی بینکوں، صوبائی تعاون بینکوں، درج فہرست تجارتی بینکوں اور علاقائی دیہی بینکوں کو سرمایہ باز فراہمی عطا کرتا ہے۔ جب کہ کم از کم اصل کاری قرض کے ذریعے فرد، شراکتی کاروبار کمپنیاں، اور ریاستی ملکیت کارپوریشن وغیرہ مستفید ہوسکتے ہیں۔

1995-1996 سے نابارڈ، بڑی اور مجھولی آبپاشی اسکیموں، دیہی سڑکوں اور پلوں، غذا کو محفوظ رکھنے کی اسکیموں، فاصل آب (پن دھارا) انتظامیہ اسکیموں وغیرہ سے متعلق جدید دیہی بنیادی ساختوں اور ضروری سہولیات و خدمات سے جڑے پراجیکٹوں کو فروغ دینے/موجودہ پراجیکٹوں کی تکمیل کے لیے ریاستی حکومتوں کو قرض فراہم کرنے کی منظوری دیتا آرہا ہے۔ نابارڈ کے تعاون سے مرکز کے ذریعے بنائے گئے دیہی اساسی ساخت ترقی فنڈ (RIDF) سے یہ قرض دیا جاتا ہے۔

2000-2001 کے دوران سرمایہ باز فراہمی کے لئے 6,218 کروڑ روپے کے قرض تقسیم کیے۔ موسمی زراعتی سرگرمیوں کے لئے مارچ 2000-2001 کے آخر تک 6,399.92 کروڑ روپے کے قلیل مدتی قرض منظور کیے گئے تھے۔ مارچ 2001 کے آخر تک 4,966.39 کروڑ روپے بقایہ تھے۔ 2000-2001 کے دوران جو قرض کی حد منظور کی گئی تھی۔ ان میں تلہن کی پیداوار کے لئے 936.62 کروڑ روپے قومی دال ترقی پروگرام (DTP) کے لئے 49.87 کروڑ روپے اور قبائلی آبادی کی ترقی کے لئے 211.36 کروڑ روپے شامل ہیں۔ مارچ 2001 تک 2000-2001 کے لئے زراعتی کاموں کے لئے علاقائی دیہی بنکوں کو 1,114.42 کروڑ روپے کی قلیل مدتی قرض کی حد منظور کی گئی۔ مارچ 2001 کے آخر تک نابارڈ کو سرمایہ باز اسکیم کے تحت علاقائی دیہی بنکوں کو قلیل مدتی قرض کا بقایہ 986.84 کروڑ روپے تھا۔ 2000-2001 کے دوران 1,49,050 سے زیادہ خود امدادی گروپ بینکوں سے جڑے اور 287.88 کروڑ روپے کی قرض امداد منظور کی گئی۔ نابارڈ کی سرمایہ اسکیم کے تحت 250.62 کروڑ روپے منظور کیے گئے۔ اب خود امدادی گروپوں کی تعداد 2,63,285 ہوگئی ہے۔ انھیں 31 مارچ 2001 تک 480.87 کروڑ روپے قرض کے مد میں دیئے گئے۔ اس رقم میں 400.74 کروڑ نابارڈ نے باز مالیاتی مواد فراہم کی۔

بیرونی ممالک میں بھارتی بینک

ان دنوں 32 ملکوں میں ہندستانی بینک کام کر رہے ہیں۔ ان کی 94 برانچ آفس، 3 غیر ملکی بینک، 5 جوائنٹ وینچر، 16 معاون تنظیم اور 14 نیابتی آفس ہیں۔ 31 مارچ 2001 کو بیرون ممالک 9 ہندستانی بینک کاروبار کر رہے تھے۔ ان میں سے 8 سرکاری سیکٹر کے اور ایک غیر سرکاری سیکٹر کا تھا۔ بینک آف بڑودہ کے دس ملکوں میں سب سے زیادہ 38 برانچ آفس تھے۔ اس کے بعد اسٹیٹ بینک آف انڈیا کے 13 ملکوں میں 22 برانچ آفس تھے۔ برطانیہ میں ہندستانی بینکوں کی سب سے زیادہ 19 شاخیں تھیں۔ اس کے بعد فجی میں بینکوں کی 9 شاخیں تھیں۔ بہاماس، کیمین جزائر، چینل جزائر اور ماریشس جیسے مالیاتی مراکز میں ہندستان کے بیرون ملکی بینک کام کر رہے تھے۔ اسٹیٹ بینک آف انڈیا، بینک آف بڑودہ اور بینک آف انڈیا گویانس، ہانگ کانگ، یوگانڈا، کینیا، بوتسو، کناڈا، ماریشس اور نائیجریا میں واقع ہیں۔

جدول 13.4 بھارت میں تجارتی بینکوں کا فروغ

نمبر شمار	مد	مارچ 1996	مارچ 1997	مارچ 1998	مارچ 1999	مارچ 2000
-1	تجارتی بینکوں کی تعداد	293	299	300	303	297
	(a) درج فہرست تجارتی بینک	291	297	299	302	297
	علاقائی دیہی بینک	196	196	196	196	196
	غیر فہرستی تجارتی بینک	2	2	1	1	-
-2	بھارت میں دفاتر کی تعداد	63,026	63,550	64,218	64,939	65,412
3	دفاتر کے مطابق آبادی (ہزار میں	15	15	15	15	15
4	فہرستی بینکوں کے مجموعی ڈپازٹ (کروڑ روپے میں)	4,29,003	4,99,763	5,98,485	7,14,025	8,51,593[1]
5	فہرست تجارتی بینکوں کی کل قرض (کروڑ روپے میں)	2,54,015	2,78,401	3,24,079	3,68,837	4,54,069
6	فہرست تجارتی بینکوں کی فی کس ڈپازٹ (روپے میں)	4,613	5,261	6,170	7,237	8,498
7	فہرست تجارتی بینکوں کی فی کس قرض	2,719	2,931	3,356	3,738	4,531
8	ڈپازٹ۔ رواں قیمتوں پر قومی آمدنی کا فیصد	44.0	43.8	47.3	48.7	54.1

1- اس میں سرجنٹ انڈیا بانڈ شامل ہے (17,945 کروڑ)

ذریعہ: 2۔ بینکنگ شماریات بیسک اسٹیٹسٹکل ریٹرنس والیوم۔ 28 مارچ 1999

انشورنس

لائف انشورنس کارپوریشن آف انڈیا

لائف انشورنس کارپوریشن آف انڈیا کا قیام یکم ستمبر 1956 کو ملک میں زندگی بیمہ کا پیغام پھیلانے اور عوام کی بچت کو قومی تعمیری سرگرمیوں میں لگانے کے لئے عمل میں آیا تھا۔ یہ کارپوریشن اپنے ممبئی میں قائم مرکزی دفتر اور ممبئی، کلکتہ، دہلی، چنئی، حیدرآباد، کان پور اور بھوپال میں قائم سات علاقائی دفاتر، اہم شہروں میں قائم اپنے 100 علاقائی دفاتر اور 2048 شاخ دفاتر کے ذریعے کام کرتا ہے۔ 31 مارچ 2001 تک ملک بھر میں اسکے 7.87 لاکھ مستعد ایجنٹ پھیلے ہوئے تھے۔ یہ بیرونی ممالک میں بھی کاروبار کرتا ہے اور اس کے دفاتر فیجی، ماریشس اور برطانیہ میں ہیں۔ جیون بیما کارپوریشن بیرونی ممالک میں بیما کے میدان میں مشترکہ کاروبار سے منسلک ہے۔ جیسے کین، انڈیا انشورنس کمپنی لمیٹڈ، نیروبی یونائٹیڈ اورنیٹل انشورنس لمیٹڈ۔ کوالالمپور، لائف انشورنس کارپوریشن (انٹرنیشنل) ای۔سی۔ بحرین۔ کارپوریشن نے 26 دسمبر 2000 کو کاٹھمنڈو میں مقامی صنعتی گروپ کے ساتھ جیون بیما نگم (نیپال) کے نام جوائنٹ کمپنی بنائی۔ افریقہ میں بیما کرنے کے لیے 19 جنوری 2001 کو

ایل۔آئی۔سی (ماریشس) نام سے لمیٹڈ غیر ملکی کمپنی بنائی گئی۔

بھارتی جیون بیما کارپوریشن نے 2001-2000 میں 194.34 لاکھ پالیسیوں کے تحت 1,23,078.89 کروڑ روپے کا نیا کاروبار کیا ہے۔جیون بیما کارپوریشن کے گروپ انشورنس یعنی گروپ بیما شعبے نے 6,204.98 کروڑ روپے کا کاروبار کیا اور 39.37 لاکھ لوگوں کو تحفظ فراہم کیا۔ اس کے علاوہ کارپوریشن نے 3,44,769 نئی انفرادی پنشن پالیسی فروخت کی۔

31 مارچ 2001 کو لائف انشورنس کارپوریشن کا لائف فنڈ 1,800 ارب تک پہنچ گیا۔ 2001-2000 کے دوران کارپوریشن نے پالیسی ہولڈروں کی موت کے معاملوں میں 1,910 کروڑ روپے میچورٹی دعوں کے تحت 9,757.53 کروڑ روپے اور سالانہ دعوں کے تحت 647.02 کروڑ روپے کی ادائیگی کی۔

سماجی تحفظ گروپ اسکیم

بھارتی جیون بیما کارپوریشن کے ذریعے انتظامی سماجی تحفظ فنڈ (SSF) کا قیام 1989-1988 میں عمل میں آیا تھا، تاکہ سماج کے کمزور اور غیر محفوظ طبقوں کی بیمے سے متعلق ضرورتیں پوری کی جاسکیں۔ 31 مارچ 2001 کو مختلف سماجی تحفظ گروپ منصوبوں کے تحت 24 پیشہ وارانہ مالی تعاون گروپوں کے 45 لاکھ سے زائد لوگ آتے تھے۔ان کو مالی تعاون سماجی تحفظ فنڈ سے دیا جاتا ہے۔ان منصوبوں کے تحت 18 سے 60 سال کے لوگوں کو قدرتی اموات پر 5,000 اور ناگہانی و اتفاقی اموات پر 25,000 روپے دیئے جاتے ہیں۔ بیمے کی قسط کا 50 فیصد سماجی تحفظ فنڈ دیتا ہے اور 50 فیصد فائدہ اٹھانے والے کو دینا پڑتا ہے۔ جزوی طور پر معذور افراد کو 12,500 روپے دیئے جاتے ہیں۔

بے زمین زرعی مزدور گروپ بیما اسکیم 1987 سے نافذ ہے۔اس اسکیم کے تحت 60-18 کی عمر والے خاندانوں کے ایسے لوگ اہل ہیں۔جن کا مال گزاری کے کاغذات میں زمین کے مالک کے طور پر نام درج نہیں ہے اور جنہیں زرعی زمین وراثت میں نہیں ملی ہے۔اس بیما اسکیم کے تحت 60 سال سے کم عمر میں موت ہوجانے کی حالت میں 2,000 روپے کی بیمے کی رقم دی جاتی ہے۔یکم اپریل 1990 تک اسے مرکزی حکومت کی طرف سے بھارتی جیون بیما کارپوریشن چلاتا تھا اور حکومت فائدہ اٹھانے والے بیمار کھنے والوں کو پوری بیما قسط سماجی تحفظ فنڈ کے ذریعے ادا کردی جاتی تھی۔آج کل 1.2 کروڑ سے زائد بے زمین مزدور اس منصوبے کے تحت آتے ہیں۔ 2001-2000 میں 32,237 دعوے نمٹائے گئے۔ یہ اسکیم 14 اگست 2000 تک جاری رہی۔

پورے ملک میں منظم دیہی ترقی پروگرام سے فائدہ اٹھانیوالے 60-18 کی عمر کے لوگوں کا بھارتی جیون بیما کارپوریشن کے ذریعے چلائی جارہی گروپ جیون بیما اسکیم کے تحت بیما کیا جاتا ہے۔اس کی پوری قسطیں حکومت ہند چکاتی ہے۔ بیما کرانے والے کو عام موت کی حالت میں 5,000 روپے اور اتفاقی موت ہونے پر 10,000 روپے ملتے ہیں۔ 2001-2000 میں 3,148 دعووں کو بے باق کیا گیا۔

دیہی گروپ جیون بیما اسکیم کا اعلان اس وقت کے وزیراعظم نے 15 اگست 1995 کو کیا تھا۔اس گروپ بیما اسکیم کے تحت دیہی علاقوں میں رہنے والے لوگوں کا 5,000 روپے کا بیما کیا جاتا ہے۔ جو لوگ 40 سال کی عمر تک بیما کرالیتے ہیں انہیں 60 روپے سالانہ قسط دینی پڑتی ہے اور جو 40 سال کی عمر کے اور 50 سال تک بیما کراتے ہیں انہیں 70 روپے سالانہ قسط دینی پڑتی ہے۔اس اسکیم میں داخلے کے لئے کم سے کم عمر 20 سال اور زیادہ سے زیادہ 50 سال ہے۔ 60 سال کے بعد ہونے والی اموات اس اسکیم کے تحت نہیں آتیں۔ اس اسکیم میں کوئی بچت کا عنصر بھی نہیں ہے۔اس اسکیم کے تحت دو قسم کی بیما پالیسیوں کی

پنشن کش کی جاتی ہے۔.A, قسم اور .B, قسم اول .A, قسم کی بیما پالیسی میں پوری بیما قسط ادا کرنی پڑتی ہے۔ جب کہ .B, قسم کی پالیسیاں ان لوگوں کے لئے ہیں جو غریبی کی سطح سے نیچے ہیں۔ ان میں فی خاندان فقط ایک ہی پالیسی دی جاتی ہے۔ اس میں 50 فیصد سبسڈی یا مالی تعاون دیا جاتا ہے۔ جسے مرکز اور ریاستیں یکساں برداشت کرتے ہیں۔ پنچایتیں اس اسکیم کے ایجنٹ کے طور پر کام کرتی ہیں اور متوسط درجے کی پنچایتیں اس اسکیم کو چلانے والی چوٹی کی ایجنسیاں ہوتی ہیں۔ بھارتی جیون بیما کارپوریشن دیہی کارکنوں کو نیا ممبر بنانے کے لئے چھ روپے اور ہر سال تجدید کے لئے تین روپے کی محر کے رقم دیتا ہے۔ 15 اگست 1995 سے 31 مارچ 2000 تک 14,35,416 لوگوں کو ممبر بنایا گیا۔ ان میں سے 61,133 اور 13,74,283 افراد علی الترتیب چھوٹ پانے والے اور عام (چھوٹ نہ پانے والے) رکنیت کے درجے میں تھے۔ 31 مارچ 2001 تک یہ اسکیم نافذ رہی۔

جن شری بیمہ یوجنا

مرکزی وزارت نے سماجی تحفظ گروپ انشورنس اسکیم (SSGIS) اور دیہی مجموعی جیون بیمہ (RGLIS) یوجنا کو موزوں بناتے ہوئے ضم کر دیا اور نئی اسکیم۔ جن شری بیمہ یوجنا شروع کرنے کی منظوری دی۔ جو کہ 10 اگست 2000 کو جاری ہوگئی۔

اس اسکیم کے تحت فطری موت پر بیمہ ہولڈر کو 20 ہزار روپے دئے جائیں گے۔ حادثہ کی وجہ سے موت یا مستقل معذوری کی حالت میں 50 ہزار روپے کا فائدہ دیا جائے گا۔ جزوی معذوری کی حالت میں 25 ہزار روپے دئے جائیں گے۔ اس اسکیم کے تحت فی شخص پریمیم 200 روپے ہے۔ ان کا 50 فی صد یعنی 100 روپے مرکزی حکومت ادا کرے گی، باقی رقم وہ شخص خود برداشت کرے گا۔

ہندستانی عمومی بیمہ کارپوریشن (GIC)

بھارت میں جنرل بیما صنعت کو قومیایا گیا اور نومبر 1972 میں مرکزی حکومت نے بھارتی جنرل بیما کارپوریشن کے نام سے ایک سرکاری کمپنی بنائی۔ یکم جنوری 1973 سے کام کر رہی 107 ہندوستانی اور بیرونی کمپنیوں کو ملک کی چار اہم کمپنیوں میں منقسم کر دیا گیا: (i) نیشنل انشورنس کمپنی لمیٹڈ (ii) نیو انڈیا انشورنس کمپنی لمیٹڈ (iii) اورنٹیل انشورنس کمپنی لمیٹڈ (iv) یونائیٹڈ انڈیا انشورنس کمپنی لمیٹڈ جنرل بیما کارپوریشن کی یہ چار معاون کمپنیاں ملک بھر میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہوئے اپنا کاروبار کرتی ہیں، اور ہر طرح کا جنرل بیما کرتی ہیں، قطع نظر، قومی ہوائی کمپنیوں اور فصل بیما کے۔ یہ کام بھارتی عموی بیما کارپوریشن کرتا ہے۔

گھریلو بازار کے علاوہ فی الحال یہ صنعت اپنی شاخوں یا ایجنسیوں کے ذریعے براہ راست 16 ممالک میں اور 14 ممالک میں اپنی ضمنی اور معاون کمپنیوں کے ذریعے کام کر رہی ہے۔ سنگاپور میں انڈیا انٹرنیشنل انشورنس پرائیوٹ لمیٹڈ نام سے بھاری عموی بیما کارپوریشن کی کام ملکیت والی معاون کمپنی کام کر رہی ہے اب یہ کمپنی سنگاپور میں نمایاں کمپنی بن گئی ہے۔

پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے منظور شدہ انشورنس ریگولیٹری اینڈ ڈیولپمنٹ اتھارٹی بل 1999، 29 دسمبر 1999 سے نافذ کر دیا گیا۔ اس ایکٹ میں قانون کے تحت بیما ریگولیٹری اتھارٹی (IRDA) قائم کرنے کا اہتمام ہے، تا کہ بیما کرانے والوں کے مفاد کی حفاظت کی جاسکے اور بیما صنعت کے انضباط فروغ اور منظم ترقی کو یقینی بنایا جاسکے۔ اس قانون کے ذریعے زندگی بیما کارپوریشن ایکٹ 1956، عام بیما کاروبار (قومیانہ) ایکٹ 1972 میں ترمیم کی گئی اور بیما ایکٹ 1938 میں ضروری دفعات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے تا کہ زندگی بیما اور دیگر بیما کاروبار میں زندگی بیما کارپوریشن اور عموی بیما کارپوریشن کے بلاشرکت غیرے حق

خصوصی کو ختم کیا جا سکے IRDA (انشورنس ریگولیٹری اینڈ ڈیولپمنٹ اتھارٹی) کی تشکیل 19 اپریل 2000 کو ہوئی۔ یہ اتھارٹی اب تک 50 ریگولیشن کا اعلان کر چکی ہے۔ جو ماہرین بیمہ کی تقرری، بیما ایجنٹوں کو لائسنس دینے، بیمہ کمپنیوں کے رجسٹریشن، اثاثہ اور ذمہ داری کے حدود، دوبارہ بیمہ، سرمایہ کاری دیہی یا سماجی سیکٹر میں بیمہ کرانے والوں کی ذمہ داریوں سے متعلق ہے۔ اب تک 12 نئی غیر سرکاری کمپنیوں کو سرٹیفکٹ دیئے جا چکے ہیں جن میں سے کچھ نے کاروبار بھی شروع کر دیا ہے۔

بھارت میں 2000-1999 کے دوران جنرل بیما کارپوریشن کی کل بلا واسطہ پریمیم آمدنی 9,523 کروڑ روپے ہوئی تھی، جب کہ 1999-1998 میں یہ 8,750 کروڑ روپے تھی۔ اس طرح 1999-1998 کی پریمیم آمدنی 2000-1999 میں ہندستان میں جنرل انشورنس صنعت کی خالص پریمیم آمدنی 8,649 کروڑ روپے تھی، جب کہ سال 1999-1998 میں یہ 7,732 کروڑ روپے تھی۔ صنعت کا کل منافع 2000-1999 میں 1,152 کروڑ روپے تھا جو پچھلے سال سے 8.72 فی صد زیادہ ہے جب کہ 1999-1998 میں یہ منافع 1,467 کروڑ روپے تھا۔ 2000-1999 میں خالص منافع 874 کروڑ روپے تھا، جب کہ 1999-1998 میں یہ رقم 1,077 کروڑ تھی۔

میڈی کلیم، بیمہ میں کسی شخص کے ذریعہ بیمہ مدت کے دوران کسی بیماری یا مرض کے لگ جانے یا چوٹ کھا جانے پر اس کے اسپتال یا گھر میں علاج پر خرچ کی گئی رقم کی واپسی کا اہتمام ہے۔ پہلی نومبر 1999 سے اس اسکیم معاوضے کی رقم 3 لاکھ سے بڑھا کر 5 لاکھ کر دی گئی ہے۔ یہ بیمہ اسکیم 5 سے 80 سال تک کی عمر والے لوگوں کے لئے کھلی ہوئی ہے۔

'جن آروگیہ' بیما پالیسی خاص طور سے آبادی کے اس بڑے حصے کے لئے ہے، جو علاج کا بھاری خرچ نہیں اٹھا سکتے۔ یہ پالیسی 12 اگست 1996 کو شروع کی گئی اس کے تحت ہر شخص کو ہر سال 5,000 روپے فراہم کئے جاتے ہیں۔ پریمیم کی رقم بیما کرانے والے شخص کے لیے 45 سال کی عمر تک 70 روپے سالانہ، 45 سال سے زیادہ اور 70 سال تک کی عمر کے لوگ بھی کچھ زیادہ رقم دے کر یہ بیمہ کرا سکتے ہیں۔ 25 سال سے کم عمر کے لئے 50 روپے فی شخص فی سال ہے۔ اس بیما پالیسی کے تحت کسی شخص کو کوئی مرض یا بیماری لگ جانے یا چوٹ کھا جانے پر ہسپتال یا گھر میں علاج کرانے پر طبی خرچ کی بھرپائی کر دی جاتی ہے۔

موجودہ اوورسیز میڈیکلیم پالیسی جو بیرونی مسافروں کے ہنگامی طبی مصارف کا تحفظ کرتی ہے۔ اس میں یکم اپریل 1997 سے پرواز کے دوران 10,000 امریکی ڈالر کا ذاتی حادثہ تحفظ اور پاسپورٹ کھو جانے پر 150 امریکی ڈالر کا تحفظ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ توسیع شدہ بیما تحفظ تجارتی تعطیل تحفظ اور کارپوریٹ فریکوئنیٹ ٹریولرس تحفظ کے تحت بغیر فاضل پریمیم ادا کے میسر ہوگا۔ فاضل فائدے کے ساتھ ایک مزید جامع پالیسی بھی تیار کی گئی ہے۔

جنرل بیما صنعت کے ذریعے ایک نئی پالیسی جسے 'بدیش یاترا متر' کہا جاتا ہے۔ یکم جنوری 1998 سے شروع کی گئی ہے۔ اس کے تحت بیمار کو بیرونی سفر کے دوران طبی مصارف کے ہرجانے کے طور پر مزید منافع دیئے جاتے ہیں۔ دو طرح کی پالیسیاں ہیں: اس اسکیم کے تحت پہلی پالیسی میں کناڈا اور امریکہ کو چھوڑ کر عالمی سفر کے لئے 2,50,000 امریکی ڈالر تک کے فائدے میسر ہیں۔ اور دوسری میں کناڈا اور امریکہ سمیت عالمی سفر کے لئے 5,00,000 امریکی ڈالر تک کے فائدے میسر ہیں۔ طبعی تحفظ کے علاوہ، اس پالیسی کے تحت درج ذیل فائدے میسر ہیں: (i) ذاتی حادثہ 25,000 امریکی ڈالر تک (ii) ذاتی سامان کا گم ہو جانا، 1,000 امریکی ڈالر تک، (iii) سامان دیر سے پہنچنا، 100 امریکی ڈالر تک اور (iv) انفرادی واجبات 2,00,000 امریکی ڈالر تک۔ اس پالیسی کا پریمیم موجودہ اوورسیز میڈیکلیم پالیسی سے فقط 14 فی صد زائد ہے۔ جب کہ جیسا اوپر ذکر ہے۔ فاضل سہولتوں کے ساتھ طبی سہولتیں پانچ گنا بڑھ جائیں گی۔

19 اکتوبر 1998 کو شروع کی گئی بھاگیہ شری بال کلیان پالیسی 18 برس تک کی ایسی لڑکیوں کے لئے ہے جن کے والدین کی

عمر 60 سال سے زائد نہ ہو۔ ہر لڑکی یا ماں باپ میں سے دونوں کے معاملے میں لڑکی کے نام کسی مالیاتی ادارے میں 25,000 روپئے جمع کرائے جائیں گے اس میں سے 18 سال کی عمر ہونے تک بچی کو ایک طے رقم ہر سال دی جائے گی۔ باقی کی رقم لڑکی 18 سال کی ہونے پر حاصل کر سکے گی۔

اسی طرح راج راجیشوری خاتون بہبود اسکیم 19 اکتوبر 1998 کو شروع کی گئی جس میں 10 سے 75 سال کی خواتین کو ان کے کاروبار کی دیکھے بغیر بیمہ تحفظ کیا جاتا ہے اس میں 15 روپئے سالانہ کی پریمیم میں مکمل معذوری کی حالت میں 25,000 روپئے تک کی بیمہ رقم دی جاتی ہے اس میں شوہر کے مرجانے پر بھی 25,000 روپئے کا بیمہ تحفظ ہوتا ہے۔ کسی غیر شادی شدہ عورت کی موت کے صورت میں 25,000 روپئے کی بیمہ رقم اس کے ذریعہ وارث بنائے گئے/قانونی وارث کو حاصل ہوتی ہے۔

حکومت نے 2000-1999 کے ربیع کے موسم سے، راشٹریہ کرشی بیمہ یوجنا شروع کی ہے بیرونی فصل بیمہ اسکیم ختم کردی گئی ہے۔ اس نئے اسکیم میں ان سبھی فصلوں (اناج، باجرہ، دالیں) اور تلہنوں اور کچھ سالانہ کمرشیل رباغبانی فصلوں کو شامل کیا گیا ہے۔ جن کی پیداوار کے اعداد وشمار دستیاب ہیں۔ اس اسکیم کے تحت پہلے سال میں گنا، کپاس اور آلو کی فصلیں لی گئی ہیں۔ اور دیگر سالانہ کمرشیل رباغبانی فصلوں کو تین سال کے اندر لیا جائے گا بشرطیکہ پیداوار کے اعداد وشمار دستیاب ہوں۔

موٹر حادثے میں فریق ثلاثی کے دعوے کو عدالت میں لے جائے بغیر آپس میں سلجھانے کے لیے "لوک عدالت" کا تصور اپنا لیا گیا ہے۔ سال 1985 میں شروع لوک عدالتوں میں 31 مارچ 2000 تک 12 ہزار سے زیادہ لوک عدالتوں میں حصہ لیا گیا۔ ان میں تقریباً 4,74,000 دعوے نپٹائے گئے اور 1,946 کروڑ سے زیادہ روپیوں کا معاوضہ دیا گیا۔

جنرل بیما کارپوریشن کی معاون کمپنیوں نے جلد راحت یوجنا شروع کی ہے۔ اس کا مقصد سڑک حادثے کے شکار لوگوں کو جلد معاوضہ ادا کرنا ہے۔ اس اسکیم کے تحت دعویدار کو معاوضے کا دعوی کرنے کے لئے موٹر حادثہ دعوی عدالت کے سامنے نہیں جانا پڑتا اور وہ سیدھے متعلقہ بیما کمپنی کے پاس جاسکتا ہے۔ 18 سال یا زائد عمر سے منسلک حادثہ کے شکار لوگوں کی مہلک چوٹ کے دعوؤں کو غور وفکر کے لئے قبول کیا جاتا ہے۔ یہ اسکیم احمد آباد، ممبئی، بنگلور، کلکتہ، دہلی، کوچی، چنئی اور پونا میں چل رہی ہے۔ سال 99-1998 کے دوران 48,016 دعوے نمٹائے گئے اور 287 کروڑ روپے کی معاوضہ رقم دی گئی۔

سرمایہ فروختگی (لانجکاری) (DISINVESTMENT)

عوامی سیکٹر کے لیے حکومت کی پالیسی کے اہم عناصر ہیں: (a) برقرار رہنے کے قابل عوامی سیکٹر کی اکائیوں کی بازتشکیل اور بحال کرنا (b) نہ چل سکنے والی عوامی سیکٹر اکائیوں (PSU) کو بند کرنا (c) غیر کلیدی اہمیت کی سبھی سرکاری سیکٹر کی اکائیوں میں سرکاری حصہ کی پونجی کم کر کے 26 فی صد تک یا ضرورت پڑنے پر اس سے بھی کم کرنا (d) ملازمین کے مفاد کو مکمل تحفظ فراہم کرنا۔ یہ پالیسی سبھی غیر کلیدی اہمیت کی سبھی سرکاری سیکٹر اکائیوں کے لیے ہے، چاہے وہ منافع کما رہی ہوں یا نہیں۔

پبلک سیکٹر کے کاروباری اداروں میں حکومت کے شیئروں کو فروخت کر 2001-2000 میں 10 ہزار کروڑ روپے مجتمع کرنے کا نشانہ رکھا گیا۔ لیکن بازار کی حالت ٹھیک نہ ہونے اور دیگر مشکلات کی وجہ سے صرف 1,868 کروڑ روپے ہی جٹائے جاسکے۔ اس میں 551.50 کروڑ روپے کی وہ رقم بھی شامل ہے، جو بھارت المونیم کمپنی (بالکو) کے 51 فی صد حصے فروخت کر کے حاصل کی گئی ہے۔

انڈین آئیل کارپوریشن نے بونگائی گاؤں ریفائنری اور پیٹرو کیمیکل لمیٹڈ اور چنئی ریفائنری خریدنے کے لیے 658 کروڑ

روپے دیئے اور بھارت پیٹرولیم اینڈ کیمیکل لمیٹیڈ نے 659 کروڑ روپے کوچین ریفائنری خریدنے کے لیے دیئے۔

سال 2002-2001 میں پبلک سیکٹر کے کاروباری اداروں میں سرمایہ فروختگی کے ذریعہ 12 ہزار کروڑ روپے اکٹھا کرنے کا نشانہ رکھا گیا ہے۔ اس رقم میں سے 7,000 کروڑ روپے سرکاری سیکٹر کی اکائیوں کی بازتشکیل کے لیے، ملازمین کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے اور قرض کا بوجھ گھٹانے کے لیے، استعمال کیے جائیں گے۔ 5,000 کروڑ روپے منصوبوں کے لیے اضافی بجٹ امداد کے لیے خاص طور سے سماجی اور بنیادی ساخت کے سیکٹروں میں اخراجات کے لیے متعین کیے گئے ہیں۔ یہ رقم 30 سے زیادہ سرکاری سیکٹر اکائیوں اور ان کی ذیلی اکائیوں میں سرمایہ فروختگی کے ذریعے اکٹھا کی جائے گی۔ سرمایہ فروختگی کا یہ عمل شروع بھی ہو چکا ہے۔ عوامی سیکٹر کی اکائیوں میں کچھ اہم کمپنیوں کے نام ہیں: ایئر انڈیا لمیٹڈ (AI) انڈین ایرلائینس لمیٹڈ (IA)، کمپیوٹر مینٹیننس کارپوریشن لمیٹڈ (CNC) جیپ اینڈ کمپنی لمیٹڈ، ہندستان زنک لمیٹڈ (HU) ایچ۔ٹی۔ ایل لمیٹڈ، ہندستان کیبلس لمیٹڈ، انڈین پیٹروکیمکلس لمیٹڈ (IPCI)، انڈیا ٹورزم ڈیولپمنٹ کارپوریشن لمیٹڈ (ITDC)، IBP لمیٹڈ، مدراس فرٹلائزرس لمیٹڈ (MFL) نیشنل فرٹلائزرس لمیٹڈ (NFL)، ماروتی ادیوگ لمیٹڈ، مزل اینڈ میٹل ٹریڈنگ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ (MMTC)، اسٹیٹ ٹریڈنگ کارپوریشن (STC) اور ودیش سنچار نگم لمیٹڈ (VSNL)۔

سرمایہ کاری

بھارتی یونٹ ٹرسٹ

بھارتی یونٹ ٹرسٹ (UTI) کا قیام پارلیمان کے ایک ایکٹ کے ذریعہ چھوٹے سرمایہ کاروں کی بچتوں کو فروغ دینے اور انہیں اکٹھا کرنے کے لئے 1963 میں عمل میں آیا تھا۔ اس کا مقصد یونٹیں فروخت کر، چھوٹی بچت کرنے والے سرمایہ کاروں کی بچت کے لیے حوصلہ افزائی کرنا اور ان کے وسائل کو کارپوریٹ سیکیورٹیز میں باضابطہ بنانا ہے۔ پچھلے کچھ سالوں میں اس کا تیزی سے فروغ ہوا ہے اور اس نے متنوع سرگرمیاں شروع کی ہیں۔ اس طرح یہ ہندستانی مالیاتی نظام کا اہم حصہ بن گیا ہے۔ آج یونٹ ٹرسٹ کے پاس میوچول فنڈ صنعت کے 57 فی صد شیئر (حصص) ہیں۔

مئی 2001 تک یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا کی سبھی اسکیموں میں 70,234 کروڑ روپے سے زیادہ کی رقم جمع تھی اور 4.18 کروڑ سے زیادہ انویسٹر اکاؤنٹ تھے۔ ملک کے مختلف حصوں میں 54 شاخ دفاتر ہیں۔ اس کے 57 فرنچائز دفاتر، 183 کلکشن سنٹر، 266 چیف نمائندے اور 67,000 ایجنٹ ہیں۔ 30 جون 2001 تک ٹرسٹ نے 85 اسکیمیں اور فنڈ کھول رکھے تھے۔

یونٹ ٹرسٹ عوامی، نجی، مشترکہ اور مالی حلقے کی تمام بڑی منافع دینے والی کمپنیوں کے ساتھ ساتھ مختلف کمپنیوں میں دخل رکھتا ہے۔ ٹرسٹ سرکاری گارنٹیوں (ضمانتوں) اور بازار حصص کا ایک بڑا سرمایہ کار ہے۔ کارپوریٹ سیکٹر میں یونٹ ٹرسٹ کا سرمایہ شیئر، ڈبنچر، مدتی قرض اور مخصوص ڈپازٹ کے طور پر ہے۔ مئی 2001 تک بھارتی یونٹ ٹرسٹ کی اسکیموں کا 58 فی صد سے زیادہ فنڈ اکیوٹی میں لگا ہوا تھا۔ ہندستان کے شیئر بازاروں میں بھارتی یونٹ ٹرسٹ 40,000 کروڑ روپے سرمایہ کاری کی وجہ سے سب سے بڑا سرمایہ کار ہے۔

یونٹ ٹرسٹ نے ملک کے باہر کا فنڈ، دی انڈیا فنڈ، جولائی 1986 میں شروع کیا اور 1988 میں دوسرا ''دی انڈیا گروتھ فنڈ'' شروع کیا۔ جو نیویارک اسٹاک ایکسچینج میں درج فہرست ہے۔ بعد میں یونٹ ٹرسٹ آف انڈیا ''دی انڈیا ایکسس فنڈ، شروع کیا، جو ملک سے باہر پہلا ہندستانی انڈیکسی فنڈ ہے جو این۔ ایس۔ ای۔ 50 انڈیکسی سے منسلک ہے۔ اس ٹرسٹ نے انڈیا ڈیٹ فنڈ ''انڈیا انفارمیشن ٹکنالوجی فنڈ''، ''انڈیا پبلک سیکٹر فنڈ'' بھی چلائے ہیں۔ انڈیا انفارمیشن ٹکنالوجی فنڈ کو لیپر انٹرنیشنل

قار۔سی۔ دائی۔ 1998 کے ذریعہ ان درجات میں پہلا درجہ حاصل ہوا۔ یونٹ ٹرسٹ نے پچھلے سالوں میں دیگر ترقی پذیر ممالک جیسے سری لنکا، بھوٹان اور مصر میں یونٹ ٹرسٹ کے قیام میں تعاون دینا، انہیں تکنیکی صلاح دینا اور ان کی عام شیئر پونجی میں حصہ لے کر اپنی ترقیاتی وسعت فراہم کی ہے۔

یو۔ٹی۔آئی نے اپنے مالی کاروبار میں تنوع پیدا کرنے کے لئے اور ایک ہی چھتری کے نیچے سرمایہ کاروں کی مختلف ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے بینکنگ، سیکورٹیز، کاروبار، سرمایہ خدمات، سرمایہ صلاح اور تربیت کے میدان میں کئی معاون کمپنیاں قائم کی ہیں۔ یو۔ٹی۔آئی گروپ کی کمپنیوں میں (i) یو۔ٹی۔آئی بینک لمٹیڈ (1994) ریزرو بینک کی ہدایتوں کے تحت چلنے والا پرائیویٹ سیکٹر کا پہلا بینک (ii) یو۔ٹی۔آئی سیکورٹیز ایکسچینج بینک لمٹیڈ 1994، کسی مالی ادارے کے ذریعہ شروع کی گئی۔ پہلی شیر دلالی کمپنی (iii) یوٹی آئی انوسٹرس سروسز لمٹیڈ (1993) کسی مالی ادارے کے ذریعہ شروع کی گئی۔ پہلی اداری کفالت کی رجسٹرار اور ٹرانسفر ایجنسی (iv) یو۔ٹی۔آئی انسٹی ٹیوٹ آف کیپٹل مارکٹس (1989) جاپان کو چھوڑ ایشیا میں اپنے قسم کا پہلا ادارہ اور (v) یو۔ٹی۔آئی انوسٹمنٹ ایڈوائزری سروسز لمٹیڈ (1998) امریکا کے سیکورٹیز ایکسچینج SEC خدمات میں رجسٹرڈ پہلی سرمایہ مشاورتی کمپنی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ یو۔ٹی۔آئی (انٹرنیشنل) لمٹیڈ نام سے لندن اور دبئی میں واقع ایک مارکیٹنگ ادارہ قائم کیا ہے۔ سال 2001-2000 میں یو۔ٹی۔آئی نے سرمایہ لگانے والی خواتین کے لیے یو۔ٹی۔آئی مہیلا یونٹ اسکیم بھی شروع کی۔

راست غیر ملکی سرمایہ کاری

راست غیر ملکی سرمایہ کاری پالیسی سے ہندستانی کمپنیوں میں سرمایہ کاری کرنے اور زیادہ تر ایریا میں کلی ملکیت والی ذیلی کمپنیوں کی تشکیل کا اہتمام ہے۔ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کو منظوری فراہم کرنے کا دو سطحی نظام قائم ہے۔ یعنی خود منظوری طریقہ جس کے تحت متعین علاقوں میں مخصوص حدوں تک غیر ملکی حصہ داری کو واضح کیا گیا ہے۔ کمپنیاں شیر جاری کر سکتی ہیں اور غیر ملک سے رقم جمع کر سکتی ہیں، جس کی اطلاع 30 دن کے اندر دے دی جانی چاہیے۔ ان معاملوں میں سرکار کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ دیگر سبھی معاملوں میں غیر ملکی سرمایہ کاری پرموشن بورڈ، تجاویز پر غور کرتا ہے صنعتی پالیسی اور پرموشن ڈپارٹمنٹ ان کی جانچ کرتا ہے۔ عملی طریقۂ کار کو آسان کرنے کے لیے انڈین ریزرو بینک نے غیر ملکی سرمایہ کاری منظور کرنے سے پہلے یا بعد میں غیر ملکی سرمایہ کاروں کو شیر جاری کرنے سے پہلے "اصولی طور پر" ریزرو بینک کی منظوری لینے کا قانون ختم کر دیا ہے۔ لیکن کمپنیوں کو غیر ملکی سرمایہ کاروں کو شیر دینے کے بعد 30 دن کے اندر اس کی اطلاع ریزرو بینک آف انڈیا کو دینی ہوگی۔

خود منظوری

DIPP (ڈپارٹمنٹ آف انڈسٹریل پالیسی اینڈ پرموشن) کی پریس ریلیز نمبر 2 (2000 سیریز) میں مذکورہ کچھ ایریا کو چھوڑ کر باقی سبھی ایریا خود منظوری کے تحت آتے ہیں۔ اس DIPP کے پریس نوٹ نمبر 4 (2001 سیریز) کے ذریعے مزید ترمیم کر دی گئی ہے۔

موجودہ کمپنیوں میں غیر ملکی سرمایہ کاری کی انھیں تجاویز پر غور کیا جاتا ہے، جن میں ہندستانی کمپنی نے کیا ہو یا تجاویز ہندستانی کمپنی کے بورڈ کے ذریعے منظور کی گئی ہو۔

غیر بینکنگ مالیاتی کمپنیاں (NBFC)، غیر ملکی سرمایہ کاری افزائش بورڈ FIDB منظوری، غیر بینکنگ مالیات سیکٹر کی تجاویز پر وزارت مالیات کا محکمہ برائے اقتصادی امور انتظامی وزارت کے طور پر کام کرتا ہے۔

غیر بینکنگ مالیاتی کمپنیوں میں غیر ملکی پونجی حصہ کی سرمایہ کاری NBFC کی سرگرمیوں کے 18 زمروں میں کی جاسکتی ہے۔ جیسے مرچنٹ بینکنگ، وینچر کیپٹل، ہاؤسنگ فنانس، غیر ملکی زرمبادلہ، لیزنگ اور فنانس، مالیاتی مشاورت وغیرہ۔ حال ہی میں اس فہرست میں مائکرو کریڈٹ کی بھی سرگرمی شامل کردی گئی ہے۔ غیر بینکنگ مالیاتی کمپنی سیکٹر میں غیر ملکی سرمایہ کاری کے رہنما خطوط میں بھی ترمیم کر کے فنڈ پر منحصر نہ رہنے والی سرگرمیوں کے لیے کم ترین سرمایہ بندی پانچ لاکھ امریکی ڈالر کردی گئی ہے۔ یہ انتظام سرمایہ کاری مشاورتی خدمات، مالیاتی مشاورت، کریڈٹ ریفرنس ایجنسیاں، کریڈٹ ریٹنگ ایجنسیاں، بیرونی زرمبادلہ اور زرمبادلہ کاروبار پر لاگو ہوتا ہے۔ یہ بھی طے کیا گیا ہے کہ 5 کروڑ امریکی ڈالر کی کم ترین پونجی والی حامل کمپنی کم سے کم 5 لاکھ امریکی ڈالر کے سرمایہ سے اپنی معاون کمپنی قائم کرسکتی ہے لیکن اسے تین سال کے اندر اپنا صد فی صد حصہ پونجی میں کم از کم 25 فی صد پونجی میں لوگوں کو حصہ خریدنے کی رعایت دینی ہوگی۔

پرائمری پونجی بازار میں اصلاح پالیسی

معیار اہلیت

اہل ہونے کی معیاریت: اگر پونجی شیئر جاری کرنے والی کمپنی پچھلے کچھ سالوں سے منافع نہیں کمارہی ہے یا وہ اپنے پہلے جاری کی گئی پونجی کی خالص رقم سے پانچ گنا زیادہ پونجی جمع کرنا چاہتی ہے تو اسے یہ پونجی جمع کرنا لازمی طور پر "بک بلڈنگ روٹ" سے کرنا یا مجوزہ پونجی کا 60 فی صد حصہ اہل ادارہ جاتی گاہکوں (QIB) کے لیے مختص کرنا ہوگا۔ اگر 60 فی صد حصہ کوالیفائیڈ انسٹی ٹیوشنل بائرس (QIB) کو نہیں دیا جاسکا تو پونجی جمع کرنے کی تجویز (ایشو) ناکام ہوجائے گی۔ ان اقدامات سے چھوٹے (خوردہ) سرمایہ کاروں کو تحفظ فراہم ہوگا، کیوں کہ واقف پونجی سرمایہ کار ایسی تجویز کا بازار بھاؤ کی نگاہ سے تجزیہ کریں گے اور اس کی قیمت لگائیں گے۔

آئی پی او کی ڈیمیٹ طریقے سے خرید فروخت

شیئر سرٹیفکیٹ، الاٹ منٹ لیٹر وغیرہ کے گم ہوجانے سے متعلق دشواریوں کو دور کرنے کے لیے دور سرمایہ کاروں کو اپنے شیئر ڈیمیٹ کھاتے میں جمع کرانے کی حوصلہ افزائی کے لیے سبھی 180 کی خرید وفروخت لازمی طور پر ڈیمیٹ طریقے (ڈیمیٹر لائز: غیر مادی شکل) سے ہوگی تاہم سرمایہ کار کاغذی شیئر (مادی شکل) بھی رکھ سکتا ہے۔

شیئروں سے پہلے قرض داری کی لسٹنگ

موجودہ بنیادی ساخت والی کمپنیوں اور میونسپل کارپوریشنوں کو یہ سہولت ملی ہوئی ہے کہ وہ اسٹاک ایکسچینج میں اپنے شیئر درج کرائے بغیر قرض داری کاغذ جاری کرسکتے ہیں۔ اب یہ سہولت کچھ شرائط کے ساتھ سبھی کمپنیوں کو دے دی گئی ہے۔ کرنے کی چھوٹ دے دی گئی ہے۔ اب میوچیول فنڈ کمپنیاں غیر ملکی سیکورٹیز رقم لگاسکیں گی۔ شروع میں یہ سہولت ہندستانی کمپنیوں کے ذریعے جاری کیے گئے GDR/ADR میں رقم لگانے کے لیے دی گئی تھی۔ لیکن کوئی میوچیول فنڈ کمپنی اپنے خالص اثاثہ کے 10 فی صد سے زیادہ پونجی سرمایہ یا ایسی کوئی ایک کمپنی 50 کروڑ امریکی ڈالر سے زیادہ کی پونجی کی سرمایہ کاری نہیں کرسکے گی۔

اپنے پونجی سرمایہ کو متوازن اور محفوظ کرنے کے لیے میوچیول فنڈ کمپنیوں کو ڈرائیوٹائیوز لین دین وغیرہ کے بارے میں چھوٹ دے دی گئی ہے۔ ڈرائیوٹائیوز لین دین کے بارے میں تفصیلی رہنما خطوط جاری کردئے گئے ہیں۔

عام لوگوں کو کم از کم پونجی تجاویز میں رعایت

پرائمری پونجی بازار میں 180 کی شکل میں اچھے شیئر وغیرہ کی سہولت دستیاب ہونے کے لحاظ سے اطلاعات، تفریح اور ٹیلی مواصلات کے سیکٹروں کی ہندستانی کمپنیوں کو یہ رعایت ہے کہ وہ شیئر پونجی کے کم سے کم 10 فی صد شیئر عام لوگوں کو دے سکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ 50 کروڑ روپے کے کم از کم 20 لاکھ شیئر جاری کیے جائیں۔ بعد میں یہ رعایت انھیں شرائط کے ساتھ سبھی کمپنیوں کو دے دی گئی اور جاری کی جانے والی پونجی کی حد 50 کروڑ روپے سے بڑھا کر 100 کروڑ روپے کر دی گئی۔

غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ کار

غیر ملکی کمپنیوں اور اشخاص کو ستمبر 1992 سے یہ رعایت حاصل ہے کہ وہ ہندستانی پونجی بازار میں سیکوریٹی اینڈ ایکسچینج بورڈ آف انڈیا کے ذریعے رجسٹرڈ غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کی معرفت سرمایہ لگا سکتے ہیں لیکن کسی غیر ملکی کمپنی یا فرد کی کل پونجی سرمایہ کاری ہندستانی کمپنی کی کل پونجی کی 5 فی صد سے زیادہ نہیں ہوگی۔ غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کی کل حد 24 فی صد تھی جو کمپنی کی کل پونجی کے 40 فی صد تک ہو سکتی ہے شرط یہ ہے کہ اس کمپنی کے بورڈ آف ڈائریکٹر اور حصہ دار اس سلسلے میں خاص تجویز پاس کر دیں۔ سال 2002-2001 کے مرکزی حکومت کے بجٹ کے ذریعے یہ حد بڑھا کر 49 فی صد کر دی گئی ہے۔

منظور شدہ اسیٹ مینجمنٹ کمپنیوں اور رجسٹرڈ ہندستانی پورٹ فولیو منیجروں کو یہ رعایت دے دی گئی ہے کہ وہ پورٹ فولیو سرمایہ کاری کے ذریعے ہندستانی پونجی بازار میں غیر ملکی سرمایہ کاری کا انتظام کر سکتے ہیں۔

کارپوریٹ گورنینس

سیکورٹی اینڈ ایکسچینج بورڈ آف انڈیا (سیبی) نے مرحلہ وار پروگرام کے ذریعے کمپنیوں کی انتظامیہ کو بہتر ڈھنگ سے چلانے کے لیے قانونی تدابیر کی ہیں۔ اب کسی کمپنی کے بورڈ آف ڈائریکٹرس میں اکزیکیٹو اور غیر اکزیکیٹو سرمایہ کاروں کی زیادہ سے زیادہ تعداد طے کر دی گئی ہے۔ اس کے مطابق 50 فی صد غیر ایکزیکیٹو ڈائریکٹر ہوں گے۔ کوالیفائیڈ اور آزاد آڈٹ کمیٹی بنانی ہوگی، جس کی سال میں کم از کم 3 میٹنگیں ہوں گی۔ کمپنیوں کی سالانہ رپورٹوں میں کارپوریٹ گورنس کے بارے میں الگ سے معلومات فراہم کی جائیں گی۔ بورڈ آف ڈائریکٹرس، غیر منتظم ڈائریکٹرس کے معاوضے طے کرے گا۔ سالانہ رپورٹ میں کارپوریٹ گورنس سیکشن میں ڈائریکٹروں کا معاوضہ بتایا جائے گا۔ اسٹاک ایکسچینج میں کسی کمپنی کے شیر کو درج فہرست کرنے کے معاہدے کے نئے کلاز میں بورڈ آف ڈائریکٹرس کا طریقہ عمل بھی متعین کیا گیا ہے، ساتھ ہی ساتھ بورڈ کی میٹنگوں کے کثرت وقوع کے بارے میں بھی بتایا گیا ہے۔ مزید برآں کوئی بھی ڈائریکٹر جن کمپنیوں کا ڈائریکٹر ہے وہ ان کمپنیوں کی زیادہ سے زیادہ 10 کمیٹیوں کا ممبر بن سکے گا اور 5 سے زیادہ کمیٹیوں کا چیئرمین نہیں ہوگا۔ نئے ڈائریکٹر کی تقرری یا کسی ڈائریکٹر کی بازتقرری کی اطلاع حصہ داروں کو دی جائے گی۔ حصہ داروں اور پونجی سرمایہ کاروں کی شکایتیں دور کرنے کے لیے بورڈ آف ڈائریکٹر کی کمیٹی بھی کی تشکیل کی جائے گی۔

سرمایہ کاروں کا تحفظ اور تعلیم

SEBI (سیکورٹی اینڈ ایکسچینج بورڈ آف انڈیا) نے سرمایہ کاروں کے تعلیمی مراکز قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان میں انٹرنیٹ کی سہولتیں، کتابیں، اخبارات اور سرمایہ کاروں اور طلبا کے لیے دیگر اطلاعاتی و معلوماتی مواد بھی دستیاب رہیں گے۔ یہ بھی طے کیا گیا کہ ''سیکوریٹی اینڈ ایکسچینج بورڈ آف انڈیا'' سے رجسٹرڈ سرمایہ کاروں کی تنظیموں کو مذاکرات کا انعقاد کرانے، کتابیں اور طباعتی

تعلیمی مواد وغیرہ سرمایہ کاروں کو ارسال کرنے کے اخراجات پورا کرنے کے لیے اور کمپیوٹر ٹرمنلس، کمپنیوں کا ڈیٹا بیس اور انٹرنیٹ خدمات مہیا کرانے کے لیے ایک کروڑ روپے کی رقم متعین کی گئی۔

اجتماعی اصل کاری

SEBI (اجتماعی سرمایہ کاری اسکیمیں) ضابطہ 1999 کا اعلان 15 اکتوبر 1999 کو کیا گیا۔ ان میں یہ اہتمام کیا گیا ہے: SEBI (اجتماعی اسکیمیں) کے ضابطہ 1999 کے تحت رجسٹریشن سرٹیفکٹ حاصل کرنے والی اجتماعی سرمایہ کاری منتظمہ کمپنی کے علاوہ دیگر کوئی شخص اجتماعی سرمایہ کاری اسکیم کو نہ ہی شروع کر سکتا ہے، نہ چلا سکتا ہے اور نہ ہی اس کو اسپانسر کر سکتا ہے۔ موجودہ اجتماعی سرمایہ کاری اسکیموں کے درج بالا ضابطہ کے تحت رجسٹریشن سرٹیفکٹ حاصل کیے بغیر کوئی نئی اسکیم شروع نہیں کی جا سکتی یا سرمایہ کاروں سے رقم نہیں جمع کی جا سکتی۔ سکیوریٹیز لاز (ترمیم) ایکٹ 1999 کے لاگو ہو جانے سے اجتماعی سرمایہ کاری اسکیم کی یونٹوں اور دستاویزوں کو سیکوریٹیز کنسٹرکٹ (ریگولیشن) ایکٹ 1956 کی سیکوریٹی کی تعریف میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اس قانون کے تحت اجتماعی سرمایہ کاری اسکیموں کو اسٹاک ایکسچینج میں درج فہرست کرنے کے اصول متعین کر دیے گئے ہیں۔

میوچول فنڈوں کے ذریعے SDR/ADR میں سرمایہ کاری

میوچول فنڈ کمپنیوں میں پونجی سرمایہ کا حلقہ وسیع کرنے کے لحاظ سے ان کمپنیوں کو بین الاقوامی سیکورٹیز بازار میں پونجی سرمایہ کاری۔

وینچر کیپٹل

جوکھم پونجی سے متعلق ضابطے میں ہم آہنگی پیدا کی گئی ہے اور اب SEBI ہی ہندستانی اور غیر ملکی جوکھم پونجی فنڈوں کا رجسٹریشن اور انضباط کرے گا۔ جوکھم پونجی فنڈوں پر ٹیکسوں کے معاملے میں "پاس تھرو" کا اصول لاگو ہو گیا ہے۔ انکم ٹیکس ایکٹ ترمیم کر کے یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ جوکھم پونجی کمپنی یا جوکھم پونجی کوئہ میں کی گئی سرمایہ کاری سے ہوئی آمدنی پر اس طرح انکم ٹیکس لگے گا جیسا کہ جوکھم پونجی انڈرٹیکنگ میں سیدھے لگائی گئی پونجی سے حاصل منافع پر انکم ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔

اسٹاک ایکسچینج

اسٹاک ایکسچینج یا حصص بازار، حصص اور دیگر سیکوریٹیوں کی خرید و فروخت کے لئے منظم بازار کا کام کرتے ہیں۔ اس وقت ملک میں 24 اسٹاک ایکسچینج ہیں، ان میں سے 20 علاقائی ہیں اور ان کے کام کاج کے علاقے متعین ہیں۔ اقتصادی اصلاحات کا دور شروع ہونے کے بعد میں قائم 3 اور اسٹاک ایکسچینج قائم کیے گئے۔ نیشنل اسٹاک ایکسچینج (NSE) اور او۔ ٹی۔ سی۔ ای۔ آئی۔ ایس۔ ای جنہیں پورے ملک میں تجارت کرنے کا اختیار ہے۔ او۔ ٹی۔ سی۔ ای۔ آئی اور این۔ ایس۔ ای۔ نے اسکرین کی بنیاد پر تجارتی طریقہ کار اپنایا ہے۔ او۔ ٹی۔ سی۔ ای۔ آئی اور این۔ ایس۔ ای نے اسکرین کی بنیاد پر تجارتی طریقہ کار اپنایا ہے۔ ان دونوں نے ملک گیر پیمانے پر یہ طریقہ کار اختیار کیا ہے جن سے تجارتی عمل میکانکی واضح ہو گیا ہے۔ آئی۔ ایس۔ ای۔ (انٹر کنکٹو اسٹاک ایکسچینج آف انڈیا لمیٹڈ) کو 15 علاقائی اسٹاک ایکسچینجوں کے ممبر بروکروں (ٹریڈرس) کو اپنے قومی سطح کے بازار میں کاروبار کرنے کا راستہ مہیا کراتا ہے ساتھ ساتھ وہ بروکر یا دلال اپنے علاقائی شیئر بازار میں اکمال طور پر کام بھی کر سکتا ہے۔ این۔ ایس۔ ای۔ او۔ ٹی۔ سی۔ ای۔ آئی، آئی۔ ایس۔ ای اور اکثر علاقائی اسٹاک ایکسچینجوں میں اسکرین پر مبنی خرید فروخت نظام (ایس۔ بی۔ ٹی۔ ایس) شروع کر دیا گیا ہے تا کہ پورے ملک میں سرمایہ کاروں کو صاف و شفاف، کھلے اور صاف طریقے

سے شیئروں کی خرید وفروخت کا موقع ملے۔ 31 جنوری 2000 سے سیبی نے تسلیم شدہ اسٹاک ایکسچینجوں میں رجسٹرڈ دلالوں کے ذریعے اپنے گاہکوں کو محدود طور پر انٹرنیٹ پر تجارت کرنے کی چھوٹ دی ہے۔ 31 مارچ 2001 کو ملک کے شیئر بازار میں کل 9,954 کمپنیوں کے شیئر مندرج تھے جن کی بازار قیمت 5,71,553 کروڑ روپے تھی۔ 2001-2000 میں سبھی اسٹاک ایکسچینجوں میں کل یک طرفہ کاروبار 28,80,804 کروڑ روپے کے برابر تھا۔

ڈیپازیٹریز

ہندستانی سیکوریٹی بازار میں ایک اہم ترقی ڈیپازیٹریز کا فروغ ہے جس سے اصل کاغذ کے بغیر کاروبار اور سیکوریٹیز کا ڈی میٹریلائز ہونا ممکن ہوا ہے۔ ڈیپازیٹری ایکٹ 1996 کے تحت سیکوریٹیز اینڈ ایکسچینج بورڈ آف انڈیا (SEBI) نے نیشنل سیکوریٹیز ڈیپازیٹری لمیٹڈ (NSDL) اور سینٹرل ڈیپازیٹری سروسز (انڈیا) لمیٹڈ (CDSL) نام کی دو ڈیپازیٹری کمپنیوں کو رجسٹرڈ کیا ہے۔ ڈیپازیٹریز خدمات کا مقصد بازار کی اصلاح وجدیدیت، بیڈ ڈلیوری نا حصص میں جعل سازی کو ختم کرنے کے ذریعہ سرمایہ کار کو تحفظ فراہم کرنے کے معیار کو بڑھانا ہے۔ یہ الکٹرانک بہی کھاتوں کی رکھنے اور اسٹاک ایکسچینجوں میں اصل لیٹر کے بغیر کاروبار کو ممکن بنانے کے ذریعے کیا جاتا ہے اور اس سے حساب کے تصفیہ کا جوکھم کم ہوتا ہے۔

31 مارچ 2001 تک ملک بھر میں 335 شہروں کے 431 مراکز پر ڈیپازیٹری خدمات دستیاب تھیں۔ ان میں 36 لاکھ سے زیادہ سرمایہ کاروں کے کھاتے کھل چکے تھے اور 35,000 کروڑ کی سیکوریٹیز کو ڈی میٹریالائز کیا گیا تھا۔

سیکنڈری کیپٹل مارکٹ میں پالیسی سے متعلق اصلاح

رولنگ سٹلمنٹ: یہ پونجی بازار کا اہم اصلاحی قدم ہے، اس کے باعث کاروباروں میں یقینیت فراہم ہوتی ہے، جوکھم کم ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ ادائیگی بھی جلدی ہو جاتی ہے۔ رولنگ سٹلمنٹ کے تحت دن کے آخر میں کاروبار ختم ہونے پر اگر معاملہ نپٹایا نہیں جاسکا تو نتیجتاً ان کی ادائیگی "X" دنوں کے بعد ہوگی۔ (ہندوستانی اسٹاک مارکیٹ میں "X"5 دنوں کے لیے ہوتا ہے) ہندستان کے پونجی بازار میں رولنگ سٹلمنٹ کچھ مرحلوں میں شروع کیا گیا ہے۔ جولائی 2001 سے 414 شیئروں پر لازمی رولنگ سٹلمنٹ طریقہ عمل لاگو کردیا گیا ہے۔

ڈیریویٹو ٹریڈنگ: دسمبر 1999 میں سیکوریٹیز لاز (ترمیم) 1999 لاگو ہو جانے سے سیکوریٹیز کنٹریکٹ (ریگولیشن) ایکٹ 1956 میں ترمیم کردی گئی ہے۔ ان وسائل کا مقصد ڈیریویٹو انسٹرومنٹس کو "سیکوریٹیز" کے طور پر مانا جاتا ہے۔ اس طرح اس قانون کے مطابق ڈیریویٹو کا سودا بھی کیا جاسکتا ہے۔

ممبئی اسٹاک ایکسچینج میں 9 جون 2000 سے اور نیشنل اسٹاک ایکسچینج میں 12 جون 2000 سے ایکسچینج ٹریڈڈ اسٹاک انڈکس فیوچر شروع ہو گیا ہے۔ ممبئی اسٹاک، ایکسچینج میں یکم جون 2001 سے اور نو جولائی 2001 سے بتدریج اسٹاک انڈکس آپشن اور انڈیویزول اسٹاک آپشن کا کاروبار شروع ہو گیا۔ نیشنل اسٹاک ایکسچینج میں یہ کاروبار 4 جون 2001 اور 2 جولائی 2001 سے شروع ہوا۔

قرض مارکیٹ کا انضباط: پونجی بازاروں کو اور خاص طور سے قرض داری بازاروں کے منظم فروغ کے لیے حکومت نے پہلی مارچ 2000 کو ایک اور اعلانیہ شائع کر کے ریزرو بینک آف انڈیا اور SEBI کے درمیان قانونی ذمہ داریاں متعین کردی۔ حکومت ہند نے سرکاری سیکوریٹیز، سونے سے متعلق سیکوریٹیز، منی مارکیٹ سیکوریٹیز اور ان سے متعلق سیکوریٹیز کے قانونی اختیارات

ریزرو بینک آف انڈیا کو سونپا دیا ہے۔ بانڈس، ڈبنچرس، ڈبنچر اسٹاک، سیکورٹیز ڈیبٹ اور قرض متعلق دیگر سیکورٹیز کی قانونی ذمہ داری SEBI کو دی گئی ہے۔ ایکسچینج میں ان سیکورٹیز کے بارے میں کیے گئے کاروباروں کا انضباط ریزرو بینک آف انڈیا کے ذریعے جاری کیے گئے رہنما خطوط کے مطابق SEBI کرے گی۔

نوٹ اور سکّے

ملک میں نوٹ اور سکّے بنانے والی نو صنعتی اکائیاں ہیں۔ ان میں چار ٹکسال ہیں، دو نوٹ چھاپنے والے پریس ہیں، دو سیکورٹی پرنٹنگ پریس ہیں ایک سیکورٹی پیپر مل ہے۔

ٹکسال

ممبئی، کولکاتہ، حیدرآباد، چیرلا پلی اور نوئیڈا میں سرکاری ٹکسالیں ہیں۔ ان ٹکسالوں میں ملک کی گھریلو ضرورتوں کے لیے سکے ڈھالنا، سونے اور چاندی کی پرکھ کرنا اور تمغوں کو بنانے جیسے اہم کام کیے جاتے ہیں۔ ممبئی کی ٹکسال میں یادگار سکّے اور وزن، حجم اور لمبائی کی پیمائش بنانے اور سونا پگھلانے، تخلیص کرنے اور اس کی ڈھلائی کا کام ہوتا ہے۔ یہ ٹکسالیں اپنے جمع کرنے اور تقسیم مراکز کی معرفت صاف نہ کیے ہوئے سونے کے بدلے اسٹینڈرڈ سونے کی چھڑیں دیتے ہیں۔ کولکاتہ کا ٹکسال بھی یادگار سکّے اور تمغے بناتا ہے۔

چھاپے خانے

(1) کرنسی نوٹ پریس، ناسک (مہاراشٹر) دس، پچاس، سو اور پانچ سو روپے کے نوٹ چھاپتا ہے۔ ایک ہزار کے نوٹ بھی چھاپے جانے لگے ہیں۔

(2) بینک نوٹ پریس دیواس (مدھیہ پردیش) نوٹ چھاپتا ہے اور روشنائی بناتا ہے۔ اس پریس میں بیس، پچاس، ایک سو اور پانچ سو روپے کے نوٹ چھاپے جاتے ہیں۔ نوٹ وغیرہ چھاپنے کے لیے ضروری روشنائی بھی یہاں بنائی جاتی ہے۔ سلبونی (مغربی بنگال) اور میسور کے بھارتی ریزرو بینک نوٹ مدرن لمیٹڈ میں ریزرو بینک آف انڈیا کی نگرانی میں کرنسی نوٹ بھی چھاپے جاتے ہیں۔

(3) انڈیا سیکورٹی پریس ناسک میں دو اکائیاں ہیں۔ سینٹرل اسٹامپ پریس اور سینٹرل اسٹامپ ڈپو۔ اسٹامپ پریس میں ڈاک اور دیگر اقسام کے ٹکٹ، جیوڈیشیل اور غیر جیوڈیشیل اسٹامپ، ریزرو بینک آف انڈیا، اسٹیٹ بینک آف انڈیا کے چیک، بانڈ، قومی بچت سرٹیفکیٹ، اندرا وکاس پتر، کسان وکاس پتر، پوسٹل آرڈر، پاسپورٹ، پرامیسری نوٹ، مرکزی حکومت، سرکاری کارخانوں اور لوکل باڈیز (بلدیت) کی ضرورتوں کے سیکورٹی دستاویز چھاپے جاتے ہیں۔

(4) سیکورٹی پرنٹنگ پریس حیدرآباد میں پوسٹ کارڈ، ان لینڈ کارڈ، لفافے اور انڈیا سیکورٹیز پریس ناسک کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے نان جوڈیشیل اسٹامپ، جنوبی ریاستوں کے لیے اور ملک بھر کے لیے مرکزی ریونیو اسٹامپ چھاپتے ہیں۔

(5) سیکورٹی پیپر مل ہوشنگ آباد (مدھیہ پردیش) میں کرنسی اور بینک نوٹوں کا کاغذ اور دیگر سیکورٹیز کا کاغذ بنایا جاتا ہے۔

مصارف

شعبہ مصارف کے سات اہم ڈویژن ہیں یعنی (1) قیام ڈویژن، (2) مالی منصوبہ ڈویژن (3) مالی کمیشن ڈویژن، (4) کنٹرولر جنرل آف اکاؤنٹس، (5) لاگت کھاتہ برانچ (6) اسٹاف جانچ اکائی ار (7) مربوط مالی ڈویژن۔

قیام ڈویژن

قیام ڈویژن تنخواہ پانے والے مرکزی حکومت کے ملازموں کی خدماتی شرائط کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ بنیادی طور پر اس میں درج ذیل باتیں آتی ہیں۔ تنخواہ کی درجہ بندی پر نظر ثانی رمقرر کرنا، تنخواہ اور مختلف بھتے متعین کرنا۔ بھارت سرکار کی مختلف وزارتوں رمحکموں سے حاصل تجویزوں جن میں تنخواہوں پر نظر ثانی اور تعین کی وضاحت کرنا، تنخواہ میں اضافہ، ڈیپوٹیشن بھتہ اور مختلف زمروں کے عہدوں کی کیڈر نگرانی کے بارے میں جو تجاویز ملتی ہیں اور وضاحت طلب کی جاتی ہے۔

اس کا اس ڈویژن میں منصفانہ، نسبتاً مقابلہ پذیر وفرائض کو دھیان میں رکھتے ہوئے جائزہ لیا جاتا ہے۔ تنخواہ اور بھتوں سے متعلق پانچویں مرکزی تنخواہ کمیشن کی سفارشات کو کافی حد تک لاگو کردیا گیا ہے۔

قومی ادارہ برائے مالی منتظمہ

مالی منتظمہ کے قومی ادارے کا قیام ایک خود مختار جماعت کے طور پر محکمہ اخراجات کے انتظامی نگرانی میں کی گئی ہے۔ یہ ادارہ چھ مرکزی اکاؤنٹ خدمات کے آزمائشی اور کلاس-1 افسران کی ٹریننگ کا اہتمام کرتا ہے۔ مرکزی خدمات، آل انڈیا خدمات، ریاستی خدمات، سرکاری اداروں، مالیاتی مسائل اور غیر سرکاری اور صنعتی سیکٹر کے افسروں مالیاتی منتظمہ کے دو سالہ پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ کی تربیت دیتا ہے۔

اصلاح مصارف کمیشن

مرکزی حکومت کے کل اخراجات خاکے کی نظر ثانی کے لئے 28 فروری 2000 کو سابق سکریٹری مالیات جناب کے پی۔ گپتا کرشن کی صدارت میں اصلاح مصارف کمیشن کی تشکیل کی گئی۔ یہ کمیشن غیر ضروفری مصارف کو ختم کرنے اور دیگر اخراجات میں کمی لانے کے راستے کا نشاندہی کرے گا۔

کمیشن کے درج ذیل کام ہونگے

(1) مرکزی حکومت کی مختلف وزارت، محکمہ جات اور متعلقہ تنظیموں کے کاموں کے دہرانے کا عمل روکنے، ریاستی حکومت کے کردار اور مرکزی حکومت کے کاموں، سرگرمیوں اور انتظامی ڈھانچوں میں کمی لانے کی تجاویز دینا۔

(2) سبھی طرح کو سبسڈی کا تجزیہ اور اقتصادی طور پر موزوں بنانے کے لئے ان سبسڈیوں کو جاری رکھنے کی پرکھ اور ان کے اثرات زیادہ کرنے کی تدابیر کی تجاویز دینا۔

(3) محکمہ جاتی اور کاروباری جائدادوں کے استعمال کی فیس طے کرنے کے ڈھانچے کا تجزیہ اور لاگت وصول کرنے کی پالیسی کی تجاویز دینا۔

(4) مرکزی حکومت کی وزارت، متعلقہ محکمہ جات اور اداروں کی تعداد کا تجزیہ کرنا اور مختلف خدمات کے کیڈر اور اسٹاف کی

مناسب کے طریقہ کار کی تجاویز دینا۔

مالی منصوبہ

مالی منصوبہ۔I ڈویژن ریاستوں کے مالی منصوبوں کے جملہ مصارف سے منسلک معاملوں کو دیکھتا ہے۔ یہ ریاستوں کو بیرونی اعانت شدہ پروجیکٹوں، پہاڑی علاقہ رمغربی گھاٹ ترقیاتی پروگرام، تیز تر آبپاشی بہبود پروگرام، سرحدی علاقہ ترقیاتی پروگرام کے لئے مرکز کی خصوصی امداد اوران کے سالانہ منصوبوں کے لئے مرکزی اعانت جاری کرتا ہے۔ شمال مشرقی ریاستوں اور سکم کے لئے ختم (لیپس) نہ ہونے والے وسائل فنڈ سے مرکزی امداد اور ریاستوں کی دیگر خصوصی اسکیموں رمنصوبوں کے لئے اضافی امداد فراہم کراتا ہے۔ ریاستوں کو منصوبے کے سلسلے میں تعاون دینے کے علاوہ یہ ڈویژن غیر منصوبہ بند محاصل خسارہ اعانت، ناگہانی حالات کے لیے راحت فنڈ میں مرکزی حکومت کے حصے اور گیارہویں مالیاتی کمیشن کی تجاویز کے مطابق قومی ناگہانی حالات فنڈ سے مرکزی امداد فراہم کرتا ہے۔

قومی تباہی و ناگہانی حالات فنڈ قائم کرنے اور انتظام کرنے سے متعلق منصوبہ کے رہنما خطوط کے مطابق طوفان، خشک سالی، زلزلہ، آتش زدگی، سیلاب اور اولوں کی بارش سے متاثر لوگوں کو امداد فراہم کرنے کے لیے کسی قومی تباہی و ناگہانی حالات فنڈ سے دی جائے گی۔ اس فنڈ سے فوری امداد اور باز آبادکاری کے لیے ہی امداد دی جائے گی۔

سال 2001-2000 کے دوران ریاستوں کو قومی قدرتی آفات و ناگہانی حالات فنڈ سے 924.21 کروڑ روپے اور مرکزی راحت فنڈ سے 1430.74 کروڑ روپے دیئے گئے۔ سال 2001-2000 میں ریاستوں کو 8630.70 کروڑ روپے غیر منصوبہ بند محاصل خسارہ امداد کی شکل میں دیئے گئے۔

مالی منصوبہ ii ڈویژن مرکزی پلان سے متعلق موضوعات کو دیکھتا ہے۔ جن میں ذیل شامل ہیں۔ اندرونی اور بجٹ کے باہر کے وسائل سمیت مرکزی منصوبے کے لئے وسائل کا تخمینہ، مرکزی حکومت کی مختلف وزارتوں رمحکموں کا منصوبہ جاتی خرچ، عوامی سرمایہ کاری بورڈ، مصارف مالی کمیٹی کو ارسال کرنے سے قبل تشخیص منصوبہ پروجیکٹوں راسکیموں کی جانچ کرنا۔ مالی منصوبہ ii ڈویژن عوامی سرمایہ کاری بورڈ کا سکریٹریٹ بھی ہے۔

عوامی سرمایہ کاری بورڈ مرکزی سرکار کی وزارتوں کے عوامی سیکٹر کے اداروں میں سرمایہ کاری کی تجاویز پر غور کرتا ہے۔ ترمیم شدہ رہنما اصولوں کے مطابق 100 کروڑ روپے یا اس سے اوپر کی مرکزی علاقے کے منصوبوں کی سرمایہ کاری کی تجاویز پر عوامی سرمایہ کاری بورڈ غور کرتا ہے۔ سکریٹری (مصارف) عوامی سرمایہ کاری بورڈ کے صدر ہیں اور نائب سکریٹری (مالی منصوبہ ii) بورڈ کے سکریٹری کا کام سنبھالتے ہیں۔ 2000 میں جنوری سے دسمبر تک عوامی سرمایہ کاری بورڈ نے 25 منصوبوں پر غور کیا اور 23,495.0 کروڑ روپے کی کل سرمایہ لاگت والے 25 منصوبوں کو منظوری فراہم کی۔

مالی کمیشن ڈویژن

مالی کمیشن ڈویژن کا کام وقتاً فوقتاً تشکیل کیے گئے مالی کمیشن کی رپورٹ اور صدر/ انتظامیہ کے احکامات اور منظوریوں کو لاگو کرنا ہے۔ آئین کے آرٹیکل 280 کے تحت ہر پانچویں سال یا اگر صدر مملکت اس سے قبل بھی ضروری سمجھیں، ایک مالی کمیشن تشکیل کیے جانے کا اہتمام ہے۔ اس کا کام صدر کو درج ذیل سفارشات پیش کرنا ہے۔ ریاستوں اور مرکز کے درمیان ٹیکسوں سے حاصل ریونیوں کی تقسیم کس طرح کی جائے یا کی جاسکتی ہے اور ریاستوں کے لئے متعین کل سرمایے کی ریاستوں کو الگ الگ

تقسیم کس طرح کی جائے۔ کمیشن کی سفارشات اوران پر کی گئی کارروائی کے بارے میں تشریحی عرض داشت کے ساتھ پارلیمان کے دونوں ایوانوں میں پیش کی جاتی ہیں۔ آئین لاگو ہونے کے آغاز سے اب تک دس مالی کمیشن قائم کئے جا چکے ہیں۔ حکومت ہند نے اب تک سبھی مالی کمیشنوں کی سفارشیں بنا کسی ترمیم کے منظور کی ہیں۔ 11 ویں مالی کمیشن کی تشکیل کی جا چکی ہے۔

گیارہویں مالی کمیشن نے سال 2001-2000 کے لیے 15 جنوری 2000 کو اپنی عارضی رپورٹ دیدی ہے۔ سرکار نے اس کمیشن کی سفارشات درج ذیل معاملوں میں منظور کرلی ہیں۔ کمیشن کی خاص رپورٹ 7 جولائی 2000 کو پیش کی گئی لیکن زیرِ غور اضافی امور کے تحت کمیشن سے کہا گیا تھا کہ وہ ایسے مالیاتی اصلاح پروگرام کی تجویز دے جسے مانیٹر کیا جا سکے۔ اس کام کے لیے کمیشن کی مدت 30 جون 2000 کے بعد دو مہینے کے لیے بڑھادی گئی۔ کمیشن نے اس بارے میں 31 اگست 2000 کو اپنی رپورٹ پیش کی۔ حکومت نے 11 ویں مالیاتی کمیشن کی خاص رپورٹ اور اضافی رپورٹ دونوں کو قبول کر کے انھیں 27 جولائی 2000 کو اور 19 دسمبر 2000 کو بالترتیب پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش کیا۔

گیارہویں مالی کمیشن کی سفارشوں کے مطابق سبھی ریاستوں کی مالیاتی اصلاح پروگراموں کی نگرانی کے لیے مانیٹرنگ کمیٹی بنا دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی 11 ویں مالیاتی کمیشن کی سفارشوں پر عمل کرنے کی مدت کے لیے ریاستوں کی مالیاتی کارکردگی سے متعلق ترغیب فنڈ بنادیا گیا ہے۔ مالیاتی کمیشن محکمہ میں مالیاتی اصلاح یونٹ بنادی گئی ہے جو مالیاتی اصلاح پروگراموں پر وقت پر ریاستوں کو دی جانے والی دیگر کسی سہولت پر دھیان دے گی۔ ان سہولیات میں ملٹی لینڈنگ ایجنسیز کی سہولت بھی ہے۔ اس ضمن میں مالیاتی کمیشن محکمہ کی مالیاتی اصلاح یونٹ نے ریاستوں کی مالیاتی اصلاح سہولیات (2001-2000 سے 2005-2004 تک) کے بارے میں رہنما خطوط جاری کیے ہیں۔ اب ہر ایک ریاستی حکومت سے امید کی جاتی ہے کہ وسط مدتی مالیاتی اصلاح پروگرام بنائے گی۔ اس میں ایک مقررہ مدت میں پورا کیا جانے والا پروگرام اور ریاستوں کے متعلقہ محاصل توازن میں اصلاح کو شامل کیا جائے گا اس کے بعد ریاستی حکومتیں، حکومت ہند کے ساتھ نئے معاہدے کے عرضداشت پر دستخط کریں گی اور ترغیب فنڈ سے اپنا حصہ لے سکیں گی۔

گیارہویں مالیاتی کمیشن کی سفارشوں کے مطابق 2005-2000 کی مدت کے لیے اپ گریڈیشن اور مخصوص مسائل کے لیے مالیاتی تعاون کے تحت 774.55 کروڑ روپے اب تک دیئے جا چکے ہیں۔ بلدیاتی اداروں کے لیے ریاستوں کو مجموعی طور پر 1522.16 کروڑ روپے مالی تعاون کے طور پر دیئے جا چکے ہیں۔ غیر منصوبہ بند محاصل خسارہ مالی امداد کے تحت متعلقہ ریاستوں کو 10,186.46 کروڑ روپے دیئے جا چکے ہیں۔

دسویں مالیاتی کمیشن کی مدت 2000-1995 کے دوران ریاستوں کو اپ گریڈیشن اور مخصوص مسائل مالیاتی امداد کے تحت 1876.18 کروڑ روپے اور بلدیاتی اداروں کے لیے 4410.25 کروڑ روپے دیئے گئے۔ اس کے علاوہ 2002-2000 کی مدت میں اپ گریڈیشن اور مخصوص مسائل کے لیے مالی امداد کے تحت ریاستوں کو 81.38 کروڑ روپے دسویں مالیاتی کمیشن کے جاری کیپٹل ورکس کے لیے دیئے گئے۔

اسٹاف جانچ یونٹ

اسٹاف جانچ یونٹ (اکائی) کا قیام انتظامی اہلیت بنائے رکھتے ہوئے ملازموں کی تعداد میں کمی لانے اور کام نمٹانے و کام کے معیار کی نشوونما کی غرض سے 1964 میں عمل میں آیا تھا۔ اپنے کام کے دوران یہ اکائی جہاں کہیں ایسے طریق کار اور عمل دیکھتا ہے۔ جن میں ترمیم کرنا ضروری ہو اور جس سے ملازموں کی تعداد میں کمی ممکن ہو سکے، تو یہ اپنی رپورٹ میں ترمیم سے منسلک مناسب سفارشات کرتا ہے۔ تاہم جن شق کے طریق کار میں تفصیلی مطالعے کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہاں یہ انتظامی اصلاح اور

عوامی شکایات شعبے کے سامنے ضروری کارروائی کے لئے سونپ دے جاتے ہیں۔اسٹاف جانچ اکائی کی رپورٹ تحکمانہ ہوتی ہےاورانہیں ایک مقررمدت میں مکمل طور پرعمل میں لانا ہوتا ہے۔

کنٹرولر جنرل آف اکاؤنٹس

کنٹرولر جنرل آف اکاؤنٹس مرکزی سرکار کا چوٹی کا اکاؤنٹنگ (حساب) افسر ہے اور یہ آڈیٹر جنرل ناظر کے مشورے پر مرکزی وریاستی سرکاروں کے کھاتوں کی ہیئت متعین کرنے کے لئے آئین کی دفعہ 150 کے تحت صدر مملکت کے اختیارات کا استعمال کرتا ہے۔دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ کنٹرولر جنرل آف اکاؤنٹس کی یہ بھی ذمہ داریاں ہیں:

(i) یونین اور ریاستی حکومتوں سے متعلق سرکاری حساب کتاب کے عام اصولوں اور حساب کتاب کی شکل متعین کرنا اور ان کاموں سے متعلق ضابطےاوراس سے متعلق دستورالعمل تیار کرنااوراس پرنظرثانی کرتے رہنا۔

(ii) ریزرو بینک میں مرکزی حکومت کی بقایا نقدرقم کا حساب ملانااور خاص طور سے سول وزارتوں یامحکموں کی ریزرو بینک میں جمع رقم کا حساب ملانا۔

(iii) مرکزی سول اکاؤنٹس آفیسرز کے ذریعے حساب کتاب کے موزوں معیارات برقرار رکھنے پرنظر رکھنا۔

(iv) ماہانہ حساب کتاب کا جائزہ لینا،محاصل کے رجحانات کی سمت اخراجات کی مخصوص خصوصیات وغیرہ کا جائزہ لینااور مرکزی حکومت کے لیے سالانہ اکاؤنٹ بنانا (اس میں سول تصرف اکاؤنٹوں کا خلاصہ بھی شامل ہے) جس میں مختلف مدوں میں سالانہ حصول اورادائیگی/تقسیم دکھائی گئی ہو۔

(v) مرکزی خزانہ قواعد کا منتظمہ

(vi) سول وزارت/محکموں میں انتظامیہ اکاؤنٹنگ سسٹم نافذ کرنے میں مدد فراہم کرنااور ارتباط قائم کرنا۔

(vii) انڈین سول اکاؤنٹ سروس کے گروپ "A" اور سینٹرل اکاؤنٹس آفسوں کے گروپ "B" افسروں کے گروپ کا کیڈر منتظمہ اور

(viii) سینٹرل سول اکاؤنٹس اسٹاف گروپ "C" اور "D" کے امتحانات اور تربیت کا انتظام کرنا۔

کنٹرولر جنرل آف اکاؤنٹس ہر مہینے وزیر مال کو مرکزی حکومت کے کھاتوں کا تفصیلی تجزیاتی جائزہ بھی پیش کرتا ہے۔اس جائزے کے اندر آمدنیوں،مصارف،سرکاری مالی خسارہ سرمایہ فراہمی کے وسائل وغیرہ کے اہم پہلوؤں کی تفصیل رہتی ہے۔تا کہ اعلیٰ سطح پر معلومات سے پر فیصلہ لینے میں مدد مل سکے۔کنٹرولر جنرل ہر مالی سال کے آخر میں ایک عبوری (بنا آڈٹ کیا ہوا) تیار کرتا ہے۔مرکزی حکومت کے اعدادوشمار ہر ماہ انٹرنیٹ کے ویب سائٹ http:cga.nic.in پر شائع کیے جاتے ہیں۔جس میں سرکار کی آمدنی وخرچ کی اہم باتیں درج ہوتی ہیں۔

CGA کا آفس مالی سال ختم ہونے کے دو مہینے کے اندر حکومت کا عارضی حساب کتاب بھی تیار کرتا ہے۔سال 2000-1999 کا عارضی اکاؤنٹ فائینل آڈٹ کیے ہوئے اکاؤنٹ کے مقابلے 98فی صد سے زیادہ صحیح تھا۔

فروری 1992 میں سرکاری اکاؤنٹ اور مالی ادارے کا قیام عمل میں لایا گیا۔تا کہ مرکزی حکومت کی مختلف وزارتوں وغیرہ میں کام کرنے والے افسروں کو کھاتہ،بجٹ،مالی انتظام،مصارف کنٹرول،داخلی تنقیح حسابات،انتظام واستقرار سے متعلق کاموں

اور سرکاری کام کاج میں کمپیوٹر کے استعمال کی ایڈوانس اور اعلیٰ سطحی تربیت دی جاسکے۔ ادارے نے کلکتہ، چنئی، اور نئی ممبئی میں علاقائی تربیت مراکز کھولے ہیں۔ انڈین سیول اکاؤنٹس سروس کے افسران کو ادارے میں پیشہ وارانہ تربیت دی جاتی ہے۔

لاگت کھاتہ شاخ

شعبہ مصارف کی لاگت کھاتہ شاخ مرکزی حکومت مختلف وزارتوں اور دیگر ایجنسیوں کو لاگت سے متعلق مطالعوں میں پیشہ ورانہ تعاون فراہم کرتی ہے۔ لاگت کھاتہ شاخ، لاگت/ قیمت اور تکنیکی۔ اقتصادی مطالعہ کر پیداواروں/ خدمات کی قیمت تعین کرتی پونجی سرمایہ کی پرکھ کرتی ہے، فیصلہ لینے کے لیے لاگت کا تجزیہ کرتی ہے شیئروں/ اثاثوں اور دین داریوں اور متعلقہ معاملوں کی قیمت کا تعین کرتی ہے، اقتصادی امداد متعین کرتی ہے، لاگت اکاؤنٹ نظام کو قائم کرتی ہے، کبھیں دو سرکاری محکموں/ اداروں کے درمیان تنازعہ کی صورت میں قیمت/ لاگت طے کرتی ہے اور ٹیرف سے متعلق مطالعہ پیش کرتی ہے۔

اس شاخ کو وہ افسران چلاتے ہیں جو پیشہ وارانہ طور سے لاگت کھاتہ کار یا سندی محاسب ہوتے ہیں اور وہ بھارتی اکاؤنٹ خدمات کے ممبر ہوتے ہیں۔ دیگر وزارتوں جیسے کہ صنعت، تجارت، پیٹرولیم اور قدرتی گیس، مرکزی آبکاری ٹیکس وغیرہ کی مانگ بھی ان وزارتوں میں آئی۔سی۔اے۔ایس کے افسران شراکت کی بنیاد پر طے کر کے پوری کی جاتی ہیں۔ اس برانچ کے صدر مشیر اعلیٰ (لاگت) ہوتے ہیں جو مصارف شعبے کو آئی سی اے ایس عملے کے انتظام سے متعلق معاملوں پر صلاح دیتے ہیں۔

غیر مقیم ہندستانیوں (NRIs) کے ذریعہ سرمایہ کاری

غیر مقیم ہندستانیوں کو بھارت میں سرمایہ کاری کے امکانات کو دیکھتے ہوئے حکومت نے بھارتی کمپنیوں میں ان کی سرمایہ کاری کو لبھانے کے لئے کئی اقدام کئے ہیں۔ NRI سرمایہ کاری میں غیر مقیم ہندستانی اشخاص، جن کا اصل وطن ہندستان رہا ہو، اور اوورسیز کارپوریٹ باڈیز (OCB)، جن کی ملکیت خاص طور سے یعنی 60 فی صد اور اس سے زیادہ غیر مقیم ہندستانیوں کے ہاتھوں میں ہو، NRI سرمایہ کاری پالیسی ان سب کا احاطہ کرتی ہے۔ (i) کچھ مخصوص صنعتوں کو چھوڑ کر سبھی شعبوں میں غیر مقیم ہندوستانیوں راوران کی غیر ملکی کمپنیوں او۔سی۔او کو خود منظوری کی اسکیم کے تحت صدفی صد سرمایے والی کمپنی قائم کرنے کی سہولت ہوگی (ii) گھریلو ایئر ٹرانسپورٹ خدمات اور نجی سیکٹر کے بنکوں جیسے شعبوں میں زیادہ سیدہ غیر ملکی سرمایہ لگایا جائے گا (iii) برآمدات رخی اکائی، بیمار اکائی اور مکان جیسے شعبوں میں صدفی صد سرمایہ لگانے کی اجازت ہوگی۔

غیر مقیم ہندستانیوں کو سرمایہ کاری کی طرف لبھانے کی نرم رپالیسی پہل

(a) کسی ہندستانی کمپنی کے شیئروں وغیرہ میں پونجی سرمایہ کاری کی زیادہ سے زیادہ حد پر نظر ثانی: (i) کسی غیر مقامی ہندستانی کے ذریعے کسی کمپنی کے شیئر وغیرہ بازار بھاؤ سے خریدنے کی حد کمپنی کی اصل شیئر پونجی کی ایک فی صد سے بڑھا کر 5 فی صد کر دی گئی ہے۔ (ii) سبھی غیر مقامی ہندستانیوں (NRI) ہندستانی نژاد افراد (PIO) اور OCB کی مجموعی پورٹ فولیو سرمایہ کاری (ثانوی بازار کے ذریعے) کسی کمپنی میں 5 فی صد سے بڑھا کر 10 فی صد کر دی گئی ہے۔ (iii) سبھی غیر مقیم ہندستانیوں (NRI) ہندستانی نژاد افراد (PIO) اور غیر مقیم ہندستانیوں کی ملکیت غیر ملکی کمپنیوں (OCB) کے ذریعے پونجی مایہ کا زیادہ سے زیادہ 10 فی صد حصہ غیر ملکی ادارہ جاتی پونجی سرمایہ کاری سے الگ ہوگا تاکہ ہندستان میں پونجی سرمایہ کرنے والے غیر ملکی ادارے غیر مقیم ہندستانیوں کو کسی ہندستانی کمپنی میں پونجی سرمایہ کاری کرنے سے روک نہ سکیں۔

(b) کسی ہندستانی کمپنی کے ذریعے پونجی بازار میں اپنے شیئر فروخت کرنے کے معاملے میں غیر مقیم ہندستانیوں کے

ذریعے ایسے شیئر خریدنے کے لیے ریزرو بینک آف انڈیا سے دو مرحلوں پر اجازت لینی ہوتی تھی لیکن اب غیر مقیم ہندستانیوں کو ہندستانی کمپنیوں کے نئے شیئر خریدنے کے لیے چھوٹ دی گئی ہے۔

(c) بھارتی ریزرو بینک کی منظوری عمل کے تحت آنے والی سبھی اسکیموں کے متعلق بینک نے عام اجازت دے دی ہے۔ ہندستانی کمپنیاں اب ریزرو بینک کی قبل اجازت کے بغیر غیر مقیم ہندوستانیوں/دیگر لوگوں کے شیئر اور ڈبنچر جاری کر سکتے ہیں لیکن انھیں یہ شیئر/ڈبنچر جاری کرنے کے 30 دن کے اندر بینک کو رپورٹ دینی ہوگی۔

(d) غیر مقیم ہندوستانیوں/ہندوستانی نژاد لوگوں/غیر ملکی کارپوریٹ اداروں کے ذریعے پورٹ فولیو سرمائے کے معاملے میں منظوری جائز ہونے کی مدت بڑھانے کا عمل آسان بنادیا گیا ہے۔

(e) ثانوی بازیر کے لین دین، جو غیر مقیم ہندوستانیوں/ہندوستانی نژاد کے لوگوں/غیر ملکی کارپوریٹ اداروں کے ذریعے ریزرو بینک کی منظوری سے کچھ مخصوص بینکوں میں کیا جاتا ہے اس کی جائز مدت 5 سال کردی گئی ہے۔ اب ریزرو بینک آف انڈیا کی جگہ پر مخصوص بینک اس کی تجدید کرسکیں گے۔

یورو ایشو کے ذریعہ بیرونی سرمایہ فراہم کرنا

یورو ایشو کے ذریعہ بیرونی سرمایہ کی فراہمی (جی۔ڈی۔آر/ایف سی۔بی): سن 1992 میں یہ اسکیم شروع کی گئی جس کے تحت ہندستانی کارپوریٹ سیکٹر کو یہ اجازت دی گئی کہ وہ عالمی ڈپازیٹری میکنزم کے ذریعہ بیرونی کرنسی قابل بدل بانڈ (FCCB) ایکوٹی شیئر جاری کرکے عالمی سرمایہ بازار میں داخل ہوں۔

اس اسکیم کے تحت جن کمپنیوں کا کام (مالی و دیگر) کم از کم تین سال کی مدت تک بہتر رہا ہے۔ وہ بین الاقوامی سرمایہ بازار میں داخل ہوسکتی ہیں۔ جو کمپنیاں بنیادی سہولتیں سیکٹر کی، جیسے کہ بجلی پیداوار، دور مواصلاتی، پیٹرولیم کی کھوج اور صفائی، بندرگاہوں اور ہوائی اڈوں، سڑکوں کے منصوبوں کے لئے یورو ایشو کے ذریعے مالی تعاون دینا چاہتی ہیں، ان کے لئے تین سال کے عمدہ کام کاج کی شرائط میں ڈھیل دی گئی ہے۔

ان کمپنیوں کو جن کی سرگرمیاں خصوصاً نئی صنعتی پالیسی کے منسلکہ iii میں شامل ہیں۔ مالی امداد کے لئے یورو ایشو جاری کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر ان کے ایکوٹی شیئر د عام حصص میں لگی بیرونی ایکوٹی اور یورو ایشو کے ذریعے حاصل بیرونی حصص رقم 51 فی صد کے اندر ہوگی۔ ان کے معاملے پر محکمۂ اقتصادی، معاملات غور کرے گا اور منظوری دے گا۔ جن معاملوں میں منسلکہ iii کے باہر کی سرگرمیوں کی سرمایہ کاری ہوگی اور جن معاملوں میں یورو ایشو کے بعد بیرونی ایکوٹی ہولڈنگ 51 فی صد سے زائد ہوجائیگی۔ ان کے بارے میں محکمہ اقتصادی معاملات سے اصولی طور سے منظوری لینے کے بعد FIPB کی منظوری لینی ہوگی۔ وقتاً فوقتاً ان رہنما اصولوں کو مراحل میں نرم بنایا جارہا ہے۔

جدید پالیسی پہل/نرم کاری: (1) غیر مندرج کمپنیوں کو بھی یورو ایشو جاری کرنے کی اجازت (2) این ڈی آر/جی۔ڈی۔آر ایشو کو وقت سے جاری کرنے میں مدد دینے کے لئے 90 دن کی مدت کی شرط ختم۔ اب مدت کی کوئی حد نہیں ہے۔ (3) اے۔ڈی۔آر/جی۔ڈی۔آر ایشو کی کاروباری کو شیئر بازار اور جائداد غیر منقولہ میں سرمایہ کاری کو چھوڑ کر سبھی پابندیوں سے آزاد کردیا گیا ہے۔ (4) انفارمیشن ٹکنالوجی شعبے کی کمپنیوں کو اپنے ملازمین کو اے۔ڈی۔آر/جی۔ڈی۔آر جاری کرنے کی اجازت۔ (5) تجارت کی بازتشکیل انضمام/تقسیم کی حالت میں اے۔ڈی۔آر/جی۔ڈی۔آر۔ جاری کرنے کی اجازت۔

جن معاملوں میں منظوری کی ضرورت نہیں ہوتی ان پر ADR/GDR شیئر تبدیلی کے ذریعے غیر ملکی تجارت حاصل کرنے سے متعلق خاص کمپوزٹ کمیٹی کے غور کرنے کی ضرورت سے ہوتی ہے۔ ADR/GDR کی حاصل پونجی کو کمپنی کے شیئروں میں تبدیل کرنے کے بعد اس پونجی کو پھر ADR/GDR میں نہیں بدلا جاسکتا۔

سال 2002-2001 کے سلسلے میں کیے گئے اقدامات: (a) سال 2002-2001 کے بجٹ میں کیے گئے اعلان کے مطابق ہندستانی کمپنیوں کو یہ رعایت دے دی گئی ہے کہ وہ مقررہ شرائط کے مطابق اپنے حصہ داروں کے شیئروں کے تناسب میں غیر ملکی ڈیپازیٹری سے مل کر شیئر بازار میں GDR/ADR جاری کر غیر ملکی شیئر بازاروں میں اپنے شیئر درج کرا سکتے ہیں۔ (b) جو کمپنیاں پہلے ADR/GDR جاری کر چکی ہیں اور جن کے شیئر غیر ملکی شیئر بازاروں میں درج ہیں، ان سب کو یہ اجازت دے دی گئی ہے کہ وہ مقررہ شرائط کے مطابق منظوری لیے بنا ہی ADR/GDR سے شیئر بدل کر کسی غیر ملکی کمپنی کی ملکیت حاصل کر سکتی ہیں۔ ان شرائط میں یہ بھی کیا گیا ہے کہ ایسی کمپنیوں کو FDI پالیسی کی پابندی کرنی ہوگی اور غیر ملکی کمپنی کی ملکیت حاصل کرنے کے لیے مقررہ قیمت کی حد میں رہنا ہوگا۔ اس قیمت کی حد 10 کروڑ ڈالر یا پچھلے مالی سال کی برآمد آمدنی سے دس گنا تک ہے۔ (c) وزیر مالیات نے 2002-2000 کے بجٹ میں ہندستانی ADR/GDR کی محدود دو طرفہ عوضی سہولت کے بارے میں جو اعلان کیا تھا اس پر کس طرح سے عمل کیا جائے، اس سلسلے میں سیکورٹیز اینڈ ایکسچینج بورڈ آف انڈیا (SEBI) اور ریزرو بینک آف انڈیا سے صلاح لے کر قدم اٹھائے جارہے ہیں۔ (d) ٹیکس سے متعلق بندوبست! انڈین انکم ٹیکس ایکٹ کی دفعہ 115AC۔ (i) طویل مدتی پونجی حصول 10 فی صد (ii) قلیل مدتی پونجی حصول عام شرح (iii) سود سے حاصل آمدنی (FCCB شیئروں میں بدلے جانے تک) 10 فی صد (iv) دوہرا ٹیکس وصول نہ کرنے سے متعلق معاہدے کا اہتمام لاگو ہوگا، جہاں انھیں لاگو کیا جاسکتا ہے۔ (v) اب تک (جون 2001 تک) ہندستانی کمپنیاں تقریباً 106 یورو ایشو بین الاقوامی بازاروں میں کامیابی کے ساتھ جاری کر چکی ہیں اور ان سے 10 ارب ڈالر سے زیادہ اکٹھا ہو چکا ہے۔

بیرونی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کے ذریعے پورٹ فولیو سرمایہ کاری

بیرونی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کو پورٹ فولیو سرمایہ کاری کی جانب لبھانے کے لئے ستمبر 1992 سے ایک اسکیم شروع کی گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت پینشن فنڈ میوچول فنڈ سرمایہ کاری ٹرسٹ، اثاثہ انتظامی کمپنیاں، نامزد کمپنیاں اور متحدہ ادارہ جاتی پورٹ فولیو منیجر یا ان کے مختار نامے والے بیرونی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کو ابتدائی اور ثانوی منڈیوں میں فروخت کی جارہی سبھی تمسکات سرمایہ کاری کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

اس میں بھارت کے اسٹاک ایکسچینجوں میں مندرج یا درج کی جانے والی کمپنیوں کے ذریعے جاری شیئر قرض نامے وارنٹ اور گھریلو میوچول فنڈوں کے ذریعے شروع کی گئی اسکیمیں شامل ہوں گی۔ باقاعدہ بیرونی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں (FII) کے شیئروں میں پونجی لگانے کے بارے میں پونجی سرمایہ کاری کی حد پر اور پونجی سرمایہ کاری کی مدت پر کوئی پابندی نہیں ہے لیکن کسی کمپنی کے سرمایہ کاروں کی پونجی سرمایہ کاری کی حدیں ہیں۔

قرض فنڈ سے متعلق بیرونی ادارہ جاتی سرمایہ کاری

حکومت نے 1997-1996 کے دوران غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کے مخصوص زمروں کو واحد قرض سیکورٹیز میں یعنی صد فی صد قرض فنڈ میں پونجی لگانے کی اجازت دے دی تھی۔ جو غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ کاری SEBI سے رجسٹرڈ ہیں اور SEBI کے قواعد اور ضوابط کی پابندی کرتے ہیں وہ پونجی سرمایہ کاروں کے اس زمرے میں شامل ہیں۔ جو غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ

کار SEBI سے قرض فنڈ کی شکل میں اپنا رجسٹریشن کراتے ہیں وہ ہندستانی کمپنیوں کی قرض سیکورٹیز میں صدفی صد پونجی لگا سکتے ہیں۔ قرض سیکورٹیز میں صدفی صد سرمایہ کاری کرنے والے بیرونی ادارہ جاتی سرمایہ کار بغیر کسی پابندی کے سرمایہ کاری کرسکتے ہیں۔ ان پر سیکورٹیز کی مدت پوری ہونے تک پونجی لگائے رکھنے کی یا کسی خاص ایشو کی قرض سیکورٹیز میں پونجی لگانے کی کسی حد کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

قرض فنڈوں میں صدفی صد پونجی سرمایہ کاری کرنے والے غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ کار صدفی صد قرض فنڈوں میں غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کے ذریعے پونجی لگانے سے متعلق ہدایات کے تحت ٹریژری بل سمیت متعین تاریخوں والی سرکاری سیکورٹیز میں پونجی لگا سکتے ہیں۔ تجارت کے لیے غیر ملکوں سے سال بھر میں پونجی ادھار لینے کی جو حد ہے اس کے تحت قرض فنڈ میں صدفی صد پونجی لگانے والے بیرونی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کا پونجی سرمایہ بھی ہے۔ قرض فنڈ میں پونجی لگانے والے غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کے علاوہ باقاعدہ غیر ملکی ادارہ جاتی پونجی سرمایہ کار بھی اپنی پونجی کا 30 فی صد تک ٹریژری بل سمیت متعین تاریخوں والی سرکاری سیکورٹیز میں پونجی لگا سکتے ہیں، شرط یہ ہے کہ قرض دستاویز میں پونجی لگانے کی حد میں ہی یہ سرمایہ لگایا جائے۔

سال 1999-1998 میں اعلان شدہ رعایتوں کے تحت قرض فنڈ میں پونجی لگانے والے بیرونی ادارہ جاتی سرمایہ کار پونجی بازار میں درج نہ کیے گئے قرض دستاویزوں میں بھی پونجی لگا سکتے ہیں۔

غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں سے متعلق پورٹ فولیو کی قواعد کے تحت پونجی سرمایہ کاری کی جدید پالیسی سے متعلق سہولیات/نرم کاری: (a) قرض فنڈ میں صدفی صد پونجی لگانے والے بیرونی ادارہ جاتی سرمایہ کار پونجی بازار میں درج نہ کیے گئے اور درج کیے گئے دونوں طرح کے قرض دستاویزوں میں پونجی لگا سکتے ہیں۔ بیرونی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کے سب اکاؤنٹ کا مطلوبہ رجسٹریشن آسان کردیا گیا ہے۔ (b) SEBI کے ذریعے 1997 کے ضوابط اور قواعد کے تحت کسی کمپنی کو اپنے ہاتھ میں لینے سے متعلق کھلی تجاویز (آفرس) میں غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ کار حصہ لے سکتے ہیں۔ (c) شیئر بازار میں خریدنے اور فروخت کیے جانے والے ڈیریویٹو انٹرومنٹس (دستاویز) میں پونجی لگانے کی رعایت اور ایسی سیکورٹیز کو خود لینے یا سونپنے کی ذمہ داری بھی نہیں۔ (d) انڑکرمینٹل ایکویٹی سرمایہ کاری پر کارورڈ کور کی خرید کے ذریعے غیر ملکی زرمبادلہ کے خطرات سے روک تھام کی رعایت۔

جدید پالیسی پہل

غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کے گروپ کی وسعت جس میں درج ذیل گروپوں کے سرمایہ کاروں کو منظوری فراہم کی گئی ہے۔ اور غیر ملکی ادارہ جات سرمایہ کار (ایف آئی آئی) پورٹ فولیو سرمایہ کاری کے ذریعہ سرمایہ کاری کا اہتمام کیا گیا ہے۔ (اسے حکومت نے منظوری فراہم کردی ہے لیکن اس کو سیبی کے ذریعہ چلایا جائے گا (ا) غیر ملکی کارپوریٹوں اور بے حد خوشحال نجی سرمایہ کاروں SEBI کے ذریعہ رجسٹرڈ غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کے ذریعہ سرمایہ کاری کو منظوری فراہم کرنا اس طرح کی سرمایہ کاری پر 5 فی صد کی ذیلی حد کی شرط لاگو ہے اور یہ کسی بھی ایک کمپنی میں ایف آئی آئی کے پورٹ فولیو سرمایہ کاری کو 24 فی صد کی اوسط حد کے اندر ہی ہونا چاہیے۔ (ب) سیبی کے ذریعہ رجسٹرڈ گھریلو فنڈ منیجروں کو ہندستانی سرمایہ بازار میں غیر ملکی فنڈ کے انتظام کی منظوری دینا۔ یہ سرمایہ پورٹ فولیو سرمایہ کے ذریعہ ہونا چاہیے بشرطیکہ فنڈ کا انتظام بین الاقوامی تسلیم شدہ مالی اداروں کے ذریعہ کی گئی ہو۔

غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کے ذریعہ مخصوص طریقے سے اوسط پورٹ فولیو سرمایہ کاری کی حد میں اضافہ۔ اس معاملے میں 8 مارچ 2001 کو ضروری پریس نوٹ جاری کیا گیا جن کے مطابق ہندستانی کمپنیوں کو غیر ملکی ادارہ جاتی سرمایہ کاروں کے

پورٹ فولیو سرمایہ کاری کی عام 24 فی صد کی حد بڑھا کر 49 فی صد کرنے کے لئے اوسط حد بڑھانے کی اجازت ہوگی۔ اس میں ہندستانی کمپنی کی اداشدہ پونجی پر درج ذیل شرائط لاگو ہوں گی۔ (ا) چالیس فی صد بڑھانے کے لئے کمپنی کے بورڈ آف ڈائرکٹرز کی منظوری (ب) زیادہ سے زیادہ حد 40 فی صد بڑھانے کے لئے کمپنی کی جنرل باڈی کے ذریعہ خصوصی تجویز پاس کی گئی۔

سبھی کے مطابق سبھی غیر ملکی سرمایہ کاروں کے ذریعہ جون 2001 تک کل 14.216 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کی گئی۔

وینچر کیپٹل میں غیر ملکی سرمایہ کاری

وینچر کیپٹل فنڈز/وینچر کیپٹل کمپنی میں غیر ملکی سرمایہ کاری کو مضبوط کرنے کے لئے رہنما خطوط ستمبر 1995 میں جاری کئے گئے۔ ان رہنما خطوط کے تحت، ساحل پر سرمایہ کاری کرنے والوں کو اس امر کا اختیار ہے کہ وینچر کیپٹل انڈرٹیکنگ رفہرست سے باہر کمپنیوں میں سرمایہ لگائیں یا تو وی سی ایفس روی سی سیز میں سرمایہ کاری کے لئے ایف آئی پی بی کی منظوری حاصل کرنے کے بعد منظور شدہ گھریلو وینچر کیپٹل فنڈز رکمپنیوں میں بذریعہ سرمایہ کاری۔ ایسی صورتوں میں وینچر کیپٹل انڈرٹیکنگ رفہرست سے باہر کمپنی میں بعدازاں سرمایہ کاریوں کو مزید ایف آئی پی بی کی منظوری کی ضرورت نہیں۔ (ب)، متبادل کے طور پر غیر ملکی سرمایہ کار گھریلو وی سی ایف روی سی سی کی راہ اختیار کئے بغیر براہ راست فہرست سے باہر ہندستانی کمپنیوں کی ایکوئٹی میں سرمایہ لگا سکتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں ہر سرمایہ کاری کو غیر ملکی سرمایہ کاری کا علیحدہ عمل تصور کیا جائے گا جس کے لئے علیحدہ منظوریاں درکار ہوں گی اور ایف ڈی آئی کے قواعد اور پالیسیوں کے مطابق ہونی چاہئے۔

ان صورتوں میں جہاں غیر ملکی وینچر کیپٹل فنڈز گھریلو وی سی سیز روی سی ایفس کے ذریعہ سرمایہ لگاتا ہے تو ایسی سرمایہ کاریاں بذریعہ سیبی ضوابط، وی سی سیز روی سی ایفس پر چلائی جائیں گی اور انکم ٹیکس قانون 1961 کی دفعہ 10 (23 ایف) کی دفعات نافذ ہوں گی۔

بیرونی کمرشیل قرض (ECB)

حکومت نے ہندستانی کمپنیوں اور عوامی سیکٹر اکائیوں کو بیرون ممالک سے قرض لینے کی اجازت دے دی ہے، تاکہ وہ اپنی موجودہ صلاحیت کو بڑھا سکیں اور گھریلو سطح پر دستیاب وسائل کو وسعت فراہم کرتے ہوئے اضافی پونجی لگا سکیں۔

بیرونی کمرشیل قرض لینے کی پالیسی کا اہم پہلو یہی ہے کہ ہندستانی کمپنیوں کو سہولتیں فراہم کی جائیں لیکن بیرونی قرض کی حدوں کو بھی قابو میں رکھا جائے۔ بیرون ممالک سے ادھار لینے کی پالیسی کے رہنما اصول ہیں: قرض طویل مدتی ہونا چاہیے، لاگت کم ہو (سود کی شرح کم ہو) اور بنیادی ساختوں اور برآمد کے لیے ادھار لیا جانا چاہیے کیوں کہ یہ دونوں سیکٹر اقتصادی نظام کے فروغ کے لیے اہم ہوتے ہیں۔

آمدنی (REVENUE)

شعبۂ آمدنی مرکزی حکومت کے بالواسطہ اور بلاواسطہ ٹیکسوں کے محاصل سے متعلق معاملوں کی دیکھ ریکھ دو باضابطہ بورڈوں کے ذریعہ کرتا ہے۔ یہ بورڈ ہیں:۔ مرکزی بلاواسطہ ٹیکس بورڈ اور مرکزی بورڈ برائے آبکاری و سرحدی محاصل، اس شعبے کے ذمے مرکزی بکری ٹیکس، اسٹامپ ڈیوٹی، زرکنٹرول، غیر ملکی زرمبادلہ اور دیگر منسلک مالی ضابطوں میں انتظامی شرائط اور ضابطوں کو نافذ کرنے اور انکے نظم ونسق کا کام سونپا گیا ہے۔ افیون اور اس کی پیداواروں کی پیداوار اور بکری پر بھی اس شعبے کا کنٹرول ہے۔

بلاواسطہ ٹیکس

شعبہ انکم ٹیکس ٹیکسوں بلاواسطہ ٹیکسوں سے متعلق کئی ایکٹ نافذ کرتا ہے۔ جیسے کہ: انکم ٹیکس ایکٹ 1961، ویلتھ ٹیکس ایکٹ 1957، تحفہ ٹیکس ایکٹ 1958 سود ٹیکس ایکٹ اور مصارف ٹیکس ایکٹ 1987۔ 1997-1996 کے بعد مختلف بلاواسطہ ٹیکسوں سے حاصل ریونیو کے اعداد و شمار جدول 13.5 میں دیے گئے ہیں۔

جدول 13.5 راست ٹیکس

	محاصل رقم				(کروڑ روپے میں)
	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000	2000-01[1]
کارپوریشن ٹیکس	18,567	20,016	24,529	30,692	35,656
انکم ٹیکس	18,234	17,101	20,240	25,296	31,598
سود ٹیکس	1,712	1,205	1,264	1,212	406
ملکیت ٹیکس	76	113	162	133	129
تحفہ ٹیکس	10	9	10	-3	1
مصارف ٹیکس	293	9,834	395	272	297

1- عارضی

بجٹ 2002-2001 میں بلاواسطہ ٹیکسوں سے متعلق اہم تبدیلیاں

مالیہ ایکٹ 2001 میں مالیاتی سال 2002-2001 کے لیے راست ٹیکسوں سے متعلق جدید قانون سازی کی کچھ قابل ذکر باتیں اس طرح ہیں:

(1) انفرادی یا کارپوریٹ ٹیکسوں کی شرح میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہے۔ کوآپریٹو سوسائٹیوں کا زیادہ سے زیادہ مارجنل ٹیکس 35 فی صد سے گھٹا کر 30 فی صد کر دیا گیا ہے۔ 50,000 تک کی آمدنی پر انکم ٹیکس کی چھوٹ ملتی رہے گی۔ غیر ملکی کمپنیوں کو چھوڑ کر سبھی کارپوریٹ یا غیر کارپوریٹ ٹیکس ادا کرنے والوں سے 2 فی صد کی شرح سے سرچارج وصول کیا جائے گا۔

(2) تنخواہ یافتہ ملازموں کو زیادہ مقدار میں رعایت (1.50 لاکھ تک) 1/2 33 فی صد یا 30,000 کی رعایت 1.50 لاکھ سے 3 لاکھ روپے تک کی آمدنی پر، 25,000 روپے کی رعایت 3 لاکھ سے 5 لاکھ روپے تک کی آمدنی پر 20,000 کی رعایت) کی منظوری دی گئی۔

(3) ایک لاکھ روپے تک تنخواہ پانے والوں کو دفعہ 88 کے تحت زیادہ ٹیکس کی کٹوتی۔

(4) کمشنر (اپیل) ٹیکس کا تعین رد نہیں کرے گا یا کسی ٹیکس کے تعین کے معاملے کو ٹیکس کے تعین کرنے والوں کے پاس نہیں بھیجے گا۔

(5) اگر موقوف کرنے کے حکم ملنے کے 6 مہینے تک اپیل کا فیصلہ نہیں کیا جاتا تو ٹریبونل کے ذریعے کیے گئے موقوفی حکم پر عمل جاری نہیں رہے گا۔

(6) سیکورٹیز اور یونٹوں پر ہوئے طویل مدتی پونجی فائدوں پر ٹیکس نہیں لگے گا اگر یہ فائدہ پرائمری ایشو میں لگا دیا جائے گا۔

(7) طویل مدتی پونجی فائدے کی رقم اگر NABAR اور NHAI کے اضافی دیہی الکٹریفکیشن کارپوریشن کے بانڈ میں لگائی جائے گی تو اس پر ٹیکس نہیں لگے گا۔

(8) اپنے رہنے کے لیے گھر بنانے کے لیے، لیے گئے قرض پر ایک لاکھ روپے کی جگہ 1.5 لاکھ روپے تک کی سود شرح پر ٹیکس نہیں لگے گا۔

(9) ٹیکس کی واپسی، دوبارہ ٹیکس متعین کرنے، ٹیکس کے تعین میں ترمیم کرنے اور ٹیکس متعین کرنے پر دوبارہ غور کرنے کی مدت گھٹا دی گئی ہے۔

(10) جائیداد غیر منقولہ فروخت کرنے سے پہلے دفعہ 230A کے تحت ٹیکس کا تعین کرنے والے افسر سے ٹیکس ادائیگی کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(11) مکان سے ہونے والی آمدنی کا حساب لگانے کا انتظام معقول کر دیا گیا ہے اور معیاری کٹوتی 25 فی صد سے بڑھا کر 30 فی صد کر دی گئی ہے۔

(12) تلاشی کے معاملوں میں ٹیکس کے تعین کے لیے "بلاک پیریڈ" 10 سال سے گھٹا کر 6 سال کر دی گئی ہے۔

(13) کچھ جرمانہ لگانے میں صوابدید استعمال کرنے کے بجائے جرمانے کی معقول رقم متعین کر دی گئی ہے۔

(14) انکم ٹیکس کی تفصیل جمع کرنے کی تاریخوں میں معقول تبدیلی کر کے، یہ تاریخیں غیر کارپوریٹ سیکٹر کے لیے 31 جولائی اور کارپوریشنوں اور ان غیر کارپوریٹ سیکٹروں کے لیے جنھیں اپنے حساب کی جانچ کرانی ہوتی ہے اور 1/6 اسکیم کے تحت آنے والے لوگوں کے لیے 31 اکتوبر طے کر دی گئی ہے۔

(15) ٹیکس آڈٹ کی مخصوص تاریخ معقول بنا کر 31 اکتوبر طے کر دی گئی ہے۔

(16) "انفارمیشن ٹکنالوجی ایکٹ" کے مطابق "بک آف اکاؤنٹ" (بہی کھاتوں) اور "دستاویزات" کی تعریف کا تعین کر دیا گیا ہے۔

(17) کمپنیوں کو آپس میں ملانے کے معاملوں میں "انڈسٹریل انڈرٹیکنگ" (صنعتی اداروں) کی تعریف کا بھی تعین کر دیا گیا ہے تاکہ انضمام میں نقصان وغیرہ کو آگے دکھایا جا سکے۔

(18) زمین وغیرہ کے لازمی حصول کرنے کے معاملے میں حاصل معاوضہ اگر دفعہ 54 EC میں مذکور بانڈوں میں معاوضہ ملنے کی تاریخ (تاکہ منتقل ہونے کی تاریخ) سے 6 مہینے کے اندر ہی لگا دیا جاتا ہے تو معاوضے کی رقم پر ٹیکس نہیں لگے گا۔

(19) کمشنر کے دفتر میں ٹیکس کے تعین کے حکم پر دوبارہ غور کرنے کی درخواست دینے کی فیس 25 روپے سے بڑھا کر 500 روپے کر دی گئی ہے۔

(20) کسی اسٹاک ایکسچینج کے ڈی میچولائزیشن کی اسکیم میں اثاثوں کی منتقلی پر کچھ شرائط کے ساتھ کیپٹل گینس ٹیکس نہیں لگے گا۔

(21) سال 1991 کی مردم شماری کے مطابق سبھی شہری علاقوں میں 1/6 اسکیم لاگو کر دی گئی ہے۔

(22) جو شخص وسائل پر ہی اپنے کسی ملازم وغیرہ کے انکم ٹیکس میں کٹوتی/اکٹھا کر رہا ہے اسے ملازم کا PAN (مستقل اکاؤنٹ نمبر) لکھنا ہوگا۔

(23) سبھی کمپنیوں کی آمدنی کی تفصیل دینی ہوگی چاہے ان میں نقصان ہی کیوں نہ ہوا ہو۔

(24) دفعہ 80(i)A کے تحت بنیادی ساخت کے فروغ کے لیے ملنے والی رعایت معقول کر کے بڑھادی گئی ہے۔

(25) سڑکوں، چنگی (محصول) والی سڑکوں، قومی شاہرا ہوں، ریلوں، پانی فراہمی کے پراجیکٹوں، پانی کے تخلیص پراجیکٹوں، صفائی اور سیور وغیرہ کے پراجیکٹوں کے لیے 10 سال تک ٹیکسوں میں رعایت ہوگی (منصوبے کے ابتدائی 20 سالوں میں سے)۔

(26) ہوائی اڈوں، بندرگاہوں، اندرون بندرگاہوں یا آبی راستوں، صنعتی مقامات، بجلی پیداوار اور تقسیم کے منصوبوں کے دس سال تک ٹیکسوں میں رعایت (ابتدائی 15 سالوں میں سے)۔

(27) صنعتی پارکوں اور بجلی منصوبوں کے ذریعے اپنا کام شروع کرنے پر ٹیکس سے رعایت پانے کی مدت 31 مارچ 2006 تک بڑھادی گئی ہے۔

(28) صنعتی مقامات جیسے ''مخصوص اقتصادی زون'' (SEZ) کے فروغ میں لگائی گئی رقم پر فنڈوں کی آمدنی پر چھوٹ فراہم کی گئی ہے۔

(29) جو صنعت ''مخصوص اقتصادی زون'' کو فروغ دے رہے ہیں انھیں بھی صنعتی پارکوں کو حاصل ٹیکس میں چھوٹ دفعہ 80/A کے تحت ملے گی۔

(30) مخصوص ٹیلی کام خدمات کے لیے 31 مارچ 2000 تک حاصل ٹیکس میں 5 سال تک ٹیکس میں رعایت اور اگلے 5 سال تک (پہلے 15 سالوں میں سے) 30 فی صد کٹوتی کی رعایت، اب ان کمپنیوں کو بھی ملے گی جو 31 مارچ 2003 تک یا اس سے پہلے کام شروع کردیں گی۔

(31) درج بالا مالی رعایتیں انٹرنیٹ سروسز دینے والوں اور براڈبینڈ نٹ ورک بچھانے والوں کو بھی ملیں گی۔

(32) دفعہ 10 A اور 10 B کے تحت آن سائٹ سروسیز سافٹ ویر برآمد سے ہونے والی آمدنی پر رعایت۔

(33) پبلک لمیٹڈ کمپنیوں کی ملکیت کی منتقلی پر دفعہ 10 B /A 1 کے تحت لگی پابندیاں ہٹادی گئیں ہیں۔

(34) دفعہ 10 B کے تحت کمپیوٹر پروگراموں کو بنانے یا پراسیسمنٹ میں ڈاٹا پراسیسنگ اور ڈاٹا مینجمنٹ بھی پچھلی تاریخ میں شامل ہوگا۔

(35) آٹزم، سیریبرل پالیسی، دماغی معذوری اور دیگر کئی طرح کے معذور اشخاص کی امداد و بہبود کے لیے نیشنل ٹرسٹ میں دی گئی امدادی رقوم صدفی صد ٹیکس سے آزاد ہوں گی۔

(36) کار اور مکان کو چھوڑ کر آج کی لاگت کی بنیاد پر ملازمین کو حاصل اضافی فائدے کا تعین کیا جائے گا۔

(37) مرکزی حکومت کے ذریعے جاری رہنما خطوط کے مطابق اپنے ملازموں کے لیے کمپنی کو شیئر دینے کی اسکیم چلانی ہوگی۔

(38) بایونکنالوجی کی تحقیق وترقی پر ہونے والے اخراجات پر 150 فی صد کی شرح سے ٹیکس میں چھوٹ ملے گی۔

(39) کلینکل ٹرائلس، ریگولیٹری اپروبلس اور پیٹنٹ کرانے کے لیے بھی 150 فی صد کی شرح سے ٹیکس میں رعایت ملے گی۔

(40) سائنسی تحقیق کے منظور شدہ پروگراموں میں کسی شخص کی شرکت کو حکومت ہند کے پرنسپل سائنٹفک صلاح کار کی منظوری حاصل ہونے پر متعلق شخص کو 125 فی صد کی شرح سے ٹیکس میں چھوٹ ملے گی۔

(41) چائے صنعت کو حاصل ٹیکسوں میں رعایت 20 فی صد سے بڑھا کر 40 فی صد کردی گئی ہے۔

(42) جہازوں اور ملک کے اندر آبی شاہراہوں پر چلنے والے اسٹیمروں کی ٹوٹ پھوٹ کی شرح 20 فی صد اور 10 فی صد سے بڑھا کر 25 فی صد کردی گئی ہے۔ ٹکنالوجی اپ گریڈیشن فنڈ اسکیم کے تحت خریدے گئے پلانٹ اور مشینوں کی ٹوٹ پھوٹ کی شرح 3 سال کے لیے بڑھا کر 50 فی صد کردی گئی ہے۔

(43) نئی کمرشیل گاڑیوں کی ٹوٹ پھوٹ کی صفہائی کی شرح ایک سال کے لیے بڑھا کر 50 فی صد کردی گئی ہے۔

(44) غیر ملکی کاروں پر ٹوٹ پھوٹ لگانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

(45) ٹوٹ پھوٹ کا خرچ آٹھ سال تک دکھاتے رہنے کا بندوبست ختم کردیا گیا ہے اور ٹوٹ پھوٹ کا خرچ گھٹانے کا بندوبست ضروری قرار دیا گیا ہے۔

(46) بازادائی روک لینے کا اختیار ختم کردیا گیا ہے۔

(47) ٹیکس ادا کرنے والوں سے سود وصول کرنے اور ٹیکس ادا کرنے والوں کی سود کی شرح معقول بنا کر بالترتیب 15 فی صد اور 9 فی صد سالانہ کردی گئی ہے۔

(48) ٹیکس کو آڈٹ کرنے کا کام چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ ہی کریں گے۔

(49) لاٹری، جوئے وغیرہ سے ہونے والی غیر متوقع آمدنی پر ٹیکس کی شرح 40 فی صد سے گھٹا کر 30 فی صد کردی گئی ہے۔

(50) ٹیلی ویژن اور الکٹرانک میڈیا سے ایڈورٹائزنگ اسکیموں کے تحت دکھائے گئے گیم شو سے جیتنے اور لاٹری سے حاصل آمدنی پر وہیں وسائل پر ہی ٹیکس کاٹ لیا جائے گا۔

(51) بینک میں جمع رقم پر ملنے والی سود پر TDS چھوٹ کی حد 10,000 روپے کے بجائے 5,000 روپے کردی گئی ہے۔

(52) اپنی مرضی سے ملازمت سے ریٹائر ہونے کی اسکیم (VRS) کے تحت معاوضہ کی مد میں ہونے والے اخراجات کو 5 سالوں پر محیط کردیا گیا ہے۔

(53) NABARD، نیشنل ہاؤسنگ بینک اور SIDBI سے حاصل آمدنی پر ٹیکس میں رعایت ختم کردی گئی ہے۔

(54) ڈیوڈنڈ اور میوچول فنڈ کی آمدنی پر ٹیکس کی شرح 20 فی صد سے گھٹا کر 10 فی صد کردی گئی ہے۔

(55) جن فلاحی اور مذہبی ٹرسٹوں اور تعلیمی اداروں کی آمدنی ایک کروڑ روپے سے زیادہ ہے، انھیں ٹیکسوں میں رعایت وغیرہ پانے کے لیے مقامی اخباروں میں اپنا حساب شائع کروانا ہوگا۔

ٹیکس چوری کی روک تھام

انکم ٹیکس شعبہ کالے دھن کی روک تھام اور اس پر قابو رکھنے کے لئے وقت وقت پر ضروری قانونی اور انتظامی اقدام کرتا رہتا ہے۔ یہ شعبہ ٹیکس چوری روکنے اور کالے دھن کے پھیلاؤ کو روکنے کی بھی برابر کوشش کرتا رہتا ہے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے وہ منظم طریقے سے سروے، تلاشیاں اور ضبطگی کے کام کرتا رہتا ہے مرکزی اطلاعاتی شاخیں موصول جانکاری کی باقاعدگی

سے جانچ کرتی ہیں اور چندہ معاملوں کی چھان بین بھی کرتی ہے۔ ٹیکس چوری کرنے والے اشخاص پر جرمانہ لگا کر ان کے خلاف مقدمہ دائر کر کے سخت کارروائی کی جاتی ہے۔ ان تلاشیوں اور جائزوں سے پچھلے 6 مالی سالوں کے دوران جو نتائج موصول ہوئے ہیں ان کے اعداد و شمار درج ذیل ہیں۔

تلاشیاں

سال	تلاشیوں کی تعداد	ضبط کیے گئے اثاثوں کی قیمت (کروڑ روپے میں) جو سرکار کو سونپی گئی	چھپائی گئی آمدنی (کروڑ روپے میں)
1994-1995	4,830	381.42	577.08
1995-1996	4,612	458.14	قانون میں تبدیلی کی وجہ سے نافذ نہیں
1996-1997	4,299	405.63	ایضاً
1997-1998	3,653	306.85	ایضاً
1998-1999	57.40	300.54	ایضاً
1999-2000	5,670	412.85	ایضاً
2000-2001	5,321	512.36	ایضاً

سروے

سال	سروے کیے گئے مقامات کی تعداد	نئے ٹیکس دہندگان کی تعداد
1994-1995	7,92,006	15,16,721
1995-1996	7,83,295	13,16,764
1996-1997	8,18,982	16,58,302
1997-1998	4,59,741	23,78,194
1998-1999	1,95,136	38,56,459
1999-2000	1,24,388	30,52,034
2000-2001	88,245	32,29,975

دائر استغاثوں کی تعداد

سال	دائر مقدموں کی تعداد	فیصلہ شدہ مقدموں کی تعداد	سزایابی کی تعداد	آپسی فیصلوں کے مقدمات کی تعداد	کارروائی میں بری ہوئے اشخاص کی تعداد
1994-1995	792	2,130	127	1,379	624
1995-1996	288	2,158	79	1,592	487
1996-1997	393	1,300	20	643	637
1997-1998	801	1,239	93	143	1003
1998-1999	184	668	77	184	407
1999-2000	343	1,607	14	128	1,465

2000-2001	228	678	17	254	22

بالواسطہ ٹیکس

کسٹم اور یونین آبکاری، مرکزی حکومت کو ٹیکسوں سے حاصل محاصل کے دو خاص وسیلے ہیں۔ 2000-1999 میں 48,334 کروڑ روپے حاصل ہوئے۔ 2001-2000 میں جمع رقم 47,620 کروڑ روپے (عارضی) تھی۔

بجٹ 2002-2001 میں کسٹم ڈیوٹی میں کی گئی اہم تبدیلیاں

سال 2001-2000 میں جاری بہ لحاظ قیمت (Ad valorem) 5، 15، 25 اور 35 فی صد کی 4 شرحیں سال 2002-2001 میں بھی جاری رہیں گی۔ لیکن کسٹم ڈیوٹی میں مزید اصلاح اور ٹیکس کے ڈھانچے کو زیادہ آسان اور معقول بنانے کے لیے اس مالی سال سے 10 فی صد کا سرچارج ختم کر دیا گیا ہے۔ اس کٹوتی کے باعث کسٹم ڈیوٹی کی زیادہ سے زیادہ شرح 38.5 سے گھٹ کر 35 فی صد رہ گئی ہے۔

چائے، کافی، ناریل، ناریل کی گری، اور سوکھی گری پر بنیادی کسٹم ڈیوٹی 35 فی صد سے بڑھا کر 70 فی صد کر دی گئی ہے۔ اسی طرح ناصاف کیے ہوئے کھانے کے تیلوں پر کسٹم ڈیوٹی بڑھا کر 75 فی صد اور صاف کیے ہوئے کھانے کے تیلوں پر 85 فی صد کر دی گئی ہے۔ لیکن WTO (عالمی تجارتی تنظیم) کی شرائط کی وجہ سے سویابین کے تیل پر 45 فی صد کسٹم ڈیوٹی وصول کی جائے گی۔

انفارمیشن ٹکنالوجی سیکٹر کی حوصلہ افزائی کے لیے اور انفارمیشن ٹکنالوجی کے ساز وسامان کی قیمتیں گھٹانے کے لیے مخصوص انفارمیشن ٹکنالوجی اور ٹیلی کام کے ساز وسامان پر کسٹم ڈیوٹی گھٹا کر 15 فی صد کر دی گئی ہے۔ ان ساز وسامان کے نام اس طرح ہیں: لائن ٹیلیفون سیٹ، کارڈلیس ہینڈ سیٹ کے ساتھ فیکس مشینیں، ٹیلی پرنٹر اور ٹیلیفونک یا ٹیلیگرافک سوئچنگ آلات اور سیٹ ٹاپ باکس، ورڈ پراسیسنگ مشینیں، کلکولیٹنگ مشین، اکاؤنٹنگ مشین، آٹومیٹک ٹیلر مشین ATM اور ان کے مخصوص پرزے۔ آٹومیٹک ڈاٹا پراسیسنگ مشینوں کے لیے اسٹیٹک کنورٹرس، آٹومیٹک ڈاٹا پراسیسنگ مشینوں کی اور ٹیلی کام مشینوں کی بجلی کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے انڈکٹرس اور ان مشینوں کے پرزے، کچھ طرح کے کیپاسٹرس، بغیر ریکارڈ کیے ہوئے میگنیٹک ٹیپ، ڈیجیٹل اسٹل امیج، ویڈیو کیمرے، الکٹرانک اور الکٹرانک میکینیکل سوئچ اور فوٹو کاپی کرنے کے مخصوص آلات، تاہم عام ٹیلیفون، سیلولر، ریڈیو پیجنگ، وی۔سیٹ، پی۔ایم۔آر۔ٹی۔ایس اور انٹرنیٹ سروسز کے لیے مخصوص آلات اور ان کے پرزوں پر 5 فی صد کی رعایتی کسٹم ڈیوٹی شرح 31 مارچ 2002 تک بڑھا دی گئی ہے۔

کپڑا صنعت کی مدد کے لیے 159 مخصوص کپڑا مشینوں پر کسٹم ڈیوٹی گھٹا کر 5 فی صد کر دی گئی ہے۔ PTA، DMT، AMS اور کیپرلیکٹم پر کسٹم ڈیوٹی 25 سے گھٹا کر 20 فی صد کر دی گئی ہے۔ بے کار ریشم پر کسٹم ڈیوٹی 35 سے گھٹا کر 25 فی صد، بے کار سوتی دھاگے پر 25 فی صد سے 15 فی صد، سن کے ریشے پر 25 سے 15 فی صد اور پولیسٹر اور نائلون چپس پر 35 سے 25 فی صد کر دیا گیا ہے۔

درج ذیل اشیا پر بھی کسٹم ڈیوٹی گھٹا دی گئی ہے۔ پن کے حصے اور اس کے اجزاء پر 35 فی صد سے 15، پیسہ نکالنے، جمع کرنے والی آٹومیٹک مشینوں (ATM) کی سب اسمبلی 35 سے 15 فی صد، تھرمامیٹروں کے لیے شیشے کی کیپلری ٹیوبس 35 سے 25 فی صد، ڈیڈ برنٹ میگنیسائٹ (نہایت خالص) فیوزڈ میگنیشیا اور سمندری پانی میگنیشیا، 25 سے 15 فی صد، سیمنٹ اور کلنکرس 35 سے 25 فی صد، سوڈا ایش 35 سے 20 فی صد، کھیل کے میدانوں میں استعمال کیے جانے والے بلب اور روشنی کا سامان (اگر تسلیم یافتہ کھیل فیڈریشن یا تنظیموں کے ذریعے درآمد کیا گیا ہو) 35 سے 15 فی صد، تراشے اور پالش کیے ہوئے رنگین جواہرات

35 سے 15 فی صد، ہیرے اور زیوارات برآمد پروموشن کونسل کے تائید یافتہ مخصوص تربیتی اداروں کے ذریعے درآمد آلات وساز و سامان پر کسٹم ڈیوٹی 25 فی صد سے گھٹا کر 15 فی صد کر دی گئی ہے۔

اناکسوپرین پر 15 فی صد کسٹم ڈیوٹی لگادی گئی ہے۔ پہلی اپریل 2001 سے پرانی موٹر کاروں، کئی طرح کے استعمال میں آنے والی گاڑیوں اور دو پہیہ گاڑیوں پر کسٹم ڈیوٹی بڑھا کر 105 فی صد کر دی گئی ہے لیکن اب ان گاڑیوں کو درآمد کرنے کی تعداد پر لگی پابندی ہٹالی گئی ہے۔ سونے کی اسمگلنگ کو روکنے کے لیے دس گرام سونے پر 400 روپے کی کسٹم ڈیوٹی گھٹا کر 250 روپے فی دس گرام کر دی گئی ہے۔ کچھ خراب ہاٹ رالڈ کوائلس پر کسٹم ڈیوٹی 25 فی صد سے بڑھا کر 35 فی صد کر دی گئی ہے۔ فضا کو آلودگی سے بچانے کی تدابیر کی حوصلہ افزائی کے لیے لیکوی فائیڈ پیٹرولیم گیس کے کنورزن کٹوں اور ان کے پرزوں پر کسٹم ڈیوٹی 25 فی صد سے گھٹا کر 5 فی صد کر دی گئی ہے۔ خاص قسم کے سنیما کیمروں اور آلات پر کسٹم ڈیوٹی 25 فی صد سے گھٹا کر 15 فی صد کر دی گئی ہے۔

مرحلہ وار چھوٹ ختم کرنے کے لیے کچھ اشیاء پر 5 فی صد کی برائے نام کسٹم ڈیوٹی لگائی گئی ہے، (خاص اضافی ٹیکس کے بغیر SAD) لیکوی فائیڈ نیچرل گیس اور ویٹل اکسٹریکٹ پر زائد کسٹم ڈیوٹی ختم کر دی گئی ہے۔ ہوا سے چلنے والے بجلی بنانے کے پلانٹوں کی مرمت کے لیے ان پلانٹوں کے مخصوص کل پرزوں پر بھی اب 5 فی صد کی رعایتی کسٹم ڈیوٹی لی جائے گی۔ ہوائی جہازوں، ہوائی جہازوں کے سیمولیٹروں، ہیلی کاپٹروں اور گلائیڈروں پر 3 فی صد کسٹم ڈیوٹی لگادی گئی ہے۔

ملک میں بنی عام استعمال کی جن چیزوں پر ان کی زیادہ سے زیادہ فروخت قیمت کی بنیاد پر ایکسائز ڈیوٹی وصول کی جاتی ہے ایسی اشیاء پر زیادہ سے زیادہ فروخت قیمت کی بنیاد پر زائد کسٹم ڈیوٹی وصول کرنے کا انتظام ہے۔

کسٹم ٹیرف ایکٹ کی B 8 اور A 9 دفعات میں ترمیم کر، یہ اہتمام کر دیا گیا ہے کہ صد فی صد برآمد کرنے والے کارخانوں، فری ٹریڈ زون کے مخصوص اقتصادی سیکٹروں کے کارخانوں کے ذریعے درآمد کیے جانے والے مال پر اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی یا تحفظ کسٹم ڈیوٹی نہ لگے۔ ٹیرف ریٹ کوٹے کی بنیاد پر تحفظ کسٹم ڈیوٹی وصول کرنے کا بھی بندوبست کر دیا گیا ہے۔

سال 2002-2001 کے بجٹ میں ایکسائز ڈیوٹی سے متعلق اہم تبدیلیاں: ایکسائز ڈیوٹی کی شرح کو آسان بنانے اور تنازعات اور مقدمہ بازی کو کم کرنے کے لحاظ سے ایکسائز ڈیوٹی کی شرح ایک یعنی 16 فی صد کر دی گئی ہے، (صرف چار مستثنات ہیں)۔ مخصوص ایکسائز ڈیوٹی کی شرح 8,16,24 فی صد کی شرح بھی ایک ہی شرح 16 فی صد میں بدل دی گئی ہے۔ تباہ حال اور ناگہانی حالات کے شکار لوگوں کی امداد کے فنڈوں کے لیے سگریٹوں، پان مصالحے، بیڑیوں اور تمباکو سے بنی دیگر اشیا پر قومی تباہ کاری معاونتی ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔

کھانے پینے کا سامان بنانے کی صنعت کی حوصلہ افزائی کے لیے پھلوں اور سبزیوں سے تیار اشیا (مربے، جیلی، سوپ، چٹنی، کیچ اپ وغیرہ) ایکسائز ڈیوٹی سے آزاد کر دیے گئے ہیں۔ جن اشیاء پر 8 فی صد کی رعایتی شرح سے ایکسائز ٹیکس لگتا تھا، اب ان پر 16 فی صد ایکسائز ڈیوٹی لگے گی۔ یہ اشیاء ہیں: کپڑا دھونے کا صابن، اونی دھاگا شاڈی یارن، رول ٹاپس، وسکوس یارن وغیرہ اگر یہ کرگھوں کو دیا جائے۔ فلیکس یا رمی یارن اور ایسے سکٹ جن کے 100 گرام کے پیکٹ کی زیادہ سے زیادہ فروخت قیمت 5 روپے سے زیادہ نہ ہو۔ چکنی ٹائیلوں اور وٹریفائیڈ ٹائیلوں، اسکوٹر اور موٹر سائیکلوں، تکیوں، گدوں اور بچھونوں کے سامان، لینوں اور فرش پر بچھانے کی دریاں وغیرہ، رنگین کینوس، اسٹوڈیو بیک کلاتھ یا ایسی اشیاء لنولیم، کپڑے کی بنی دیوار کی سجاوٹ کی اشیاء پر 24 فی صد ایکسائز کی جگہ 16 فی صد ایکسائز ڈیوٹی لگے گی۔ سفید سیمنٹ اور دیگر اقسام کے مخصوص سیمنٹوں، یاچ اور تفریحی کشتیاں، ہتھیار اور گولہ بارود فر اسکن اور مصنوعی "فر" سے بنی اشیاء پر ایکسائز ڈیوٹی 24 فی صد سے بڑھا کر 32 فی صد کر دی گئی ہے۔

سوڈا واٹر، سوڈا واٹر فروخت کرنے کی مشینوں میں استعمال کیے جانے والے سوڈا واٹر کی ارتکازی اشیاء اور کاروں پر ایکسائز ڈیوٹی 40فی صد سے گھٹا کر 32 فی صد کم کر دی گئی ہے۔ پیٹرول پر ایکسائز ڈیوٹی 16 فی صد سے بڑھا کر 32 فی صد کر دی گئی ہے۔

ہائی اسپیڈ ڈیزل آمدنی پر ایکسائز ڈیوٹی 12 فی صد سے بڑھا کر 16 فی صد کر دی گئی، کمپریشڈ نیچرل گیس (CNG) پر 8 فیصد کی شرح سے ایکسائز ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔

اونی کپڑے کی ایکسائز ڈیوٹی پر نظر ثانی کر کے ڈیوٹی کی شرح 21 فی صد سے 16 فی صد کر دی گئی ہے۔ کارٹن، ڈبوں، نالی دار کاغذ یا گتے سے بنے ڈبوں پر ایکسائز ڈیوٹی کی چھوٹ ختم کر دی گئی ہے۔ اب ان پر 16 فی صد ایکسائز ڈیوٹی لگے گی۔

سلے سلائے کپڑوں پر 16 فی صد ایکسائز ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔ آزادانہ طور پر کپڑے کا سامان بنانے والوں کو اب چیمبر پر مبنی کمپاؤنڈ ڈیوٹی کی جگہ 16 فی صد بہ لحاظ قیمت ایکسائز ڈیوٹی دینی ہوگی۔ اس طرح کے صنعتکار جو مال استعمال کریں گے ان پر 16 فی صد ایکسائز ڈیوٹی کی رعایت ملے گی۔

اسٹیروں، فلٹروں، پٹی اور اٹھو پر زیادہ سے زیادہ خوردہ قیمت کی بنیاد پر ایکسائز ڈیوٹی لگے گی۔ ٹیلی ویژن سیٹوں، بجلی کے پنکھوں، چکنی اور ورٹی فائیڈ ٹائلوں اور سوڈا واٹر پر ایکسائز ڈیوٹی کی کمی میں ترمیم کر دی گئی ہے۔ ایکسائز ڈیوٹی اور زیادہ اشیاء پر وصول کرنے کے لحاظ سے اب دانت صاف کرنے کے برشوں، نقلی گیسوں، نمبر والے دھوپ کے چشموں، چھری کانٹوں اور شیشے کے بنے رسوی کے برتنوں، ربر اور ناریل کے ریشے سے بنے گدوں، کالے سفید اور رنگین ٹیلیویژن سیٹوں، 500 روپے تک کی گھڑیوں، دیوار گھڑیوں اور ان کل پرزاروں، 20 روپے تک کے بجلی کے بلبوں، 125 روپے تک کے جوتوں اور موم بتیوں پر 4 فی صد کی شرح سے (انھیں بنانے کے کام) آنے والے مال پر ایکسائز ڈیوٹی کی رعایت کے بغیر) ایکسائز ڈیوٹی لگے گی۔

اسمال اسکیل انڈسٹریز (SSI) اسکیموں میں تبدیلیاں

بال بیرنگ یا رولر بیرنگ، سوتی دھاگا، ہتھیار اور گولہ بارود، اسمال اسکیل انڈسٹریز رعایتی اسکیم سے نکال لی گئیں۔ اب SSI اسکیم قالین وغیرہ کی بنائی میں کام آنے والے دھاگوں اور شینیل کے دھاگوں پر لاگو ہوگی۔ مرکزی ایکسائز ڈیوٹی کے ضوابط آسان بنا دیے گئے ہیں۔ کمشنر (اپیل) ٹریبونل میں اپیل دائر کرنے کی مدت 3 مہینے سے گھٹا کر 60 دن کر دی گئی ہے۔

سروس ٹیکس

سروس ٹیکس درج ذیل 15 نئی خدمات پر بھی لاگو کر دیے گئے ہیں۔ سائنٹفک مشاورتی خدمات، فوٹو گرافی خدمات، کنونشن خدمات، ٹیلکس خدمات، تار خدمات، فیکس خدمات، آن لائن انفارمیشن اینڈ ڈاٹا بیس ایکس اور/ یا ریٹریول خدمات، ویڈیو ٹیپ پروڈکشن، ساؤنڈ ریکارڈنگ سروس، براڈ کاسٹنگ سروس (ریڈیو اور ٹیلی ویژن)، بیمہ سے متعلق معاون خدمات (دلالی اور ایجنسی کی خدمات) بینک اور دیگر مالیاتی خدمات (بیمہ کو چھوڑ کر) بندرگاہ خدمات، موٹر گاڑیوں (دو پہیہ سمیت) مرمت اور دیکھ بھال کے لیے مجاز خدماتی اسٹیشن۔ اب تک کل ملا کر 41 خدمات پر خدمات ٹیکس لاگو کیا جا چکا ہے۔

اسمگلنگ مخالف کارروائی

2000-2001 کے دوران اسمگلنگ، ٹیکسوں کی چوری اور دیگر معاشی جرم کے خلاف سخت کارروائی جاری رہی۔ ملک کے سمندری ساحلوں، زمینی سرحدوں، بندرگاہوں و ہوائی اڈوں پر زوردار چوکسی رکھی گئی تاکہ اسمگلنگ کو روکا جا سکے اور اسمگلنگ کے سامانوں کو پکڑا جا سکے۔ اس کے علاوہ، غیر قانونی اشیا کی اسمگلنگ کو روکنے و پتہ لگانے کے ساتھ ساتھ کسٹم افسروں نے تجارتی

دھوکا دھڑی کے معاملوں کا پتہ لگانے کے لئے بھی خصوصی کوششیں کیں۔ جیسے: بل بنانے میں ہیرا پھیری، غیر قانونی طریقے سے نفع کمانے کے لئے برآمد میں جعل سازی۔ ان کوششوں کے نتیجے کے طور پر 2001-2000 میں 743.38 کروڑ روپئے کی غیر قانونی چیزیں پکڑی گئیں۔ اور 440.12 کروڑ روپے کی چنگی کی چوری پکڑی گئی۔

بکری ٹیکس

بکری ٹیکس ریاستوں کی آمدنی کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ کسی ریاست کے اندر کسی اشیاء کی خرید وفروخت پر ٹیکس لگانا ریاستوں کا کام ہے۔ گرچہ مرکزی بکری ٹیکس ایکٹ 1956 ایک مرکزی قانون ہے اس کے نظم ونسق کا کام ریاستی حکومتوں کو سونپ دیا گیا ہے جو اس ایکٹ کے تحت اشیاء کی بین ریاستی بکری پر ٹیکس وصول کرتی ہیں۔ اور اس کی وصولی کو اپنے پاس رکھتی ہیں۔ 2001-2000 کے دوران ایک تخمینے کے مطابق کل 74,561.33 کروڑ روپئے بکری ٹیکس کے طور پر وصول کیے گئے۔

ملک کے متعین محصول نظام میں بہتری پیدا کرنے کے عمل میں یہ بات مان لی گئی ہے کہ ریاستوں کے تعین محصول نظام میں یکسانیت لانے کے لیے بکری ٹیکس کی جگہ پر ویلیو ایڈڈ ٹیکس (VAT) لگایا جانا چاہیے۔ VAT صارف اشیاء پر بالواسطہ ٹیکس ہے۔ فروخت کی گئی اشیاء کی پیداوار پروسیسنگ/تجارت وغیرہ کی ہر سطح پر اس شے کی قیمت کے حساب سے یہ ٹیکس (VAT) لگایا اور اکٹھا کیا جاتا ہے۔ اس نظام میں صارف اشیاء بنانے کے لیے استعمال کیے گئے مال اور مشینوں وغیرہ پر دیئے گئے ٹیکس میں کٹوتی بھی کی جاتی ہے۔ اس طرح صارف اشیاء پر ٹیکس کی مقدار بھی کم ہوجاتی ہے۔ 5 جولائی 2001 کو منعقد ریاستوں کے وزراء اعلیٰ اور وزراء مالیات کی میٹنگ میں اس فیصلے کی توثیق کی گئی کہ یکم اپریل 2002 سے بکری ٹیکس کی جگہ پر قیمت پر مبنی ٹیکس (VAT) لگایا جانا چاہیے، تاہم مخصوص زمرے کی ریاستیں اور نئی تشکیل شدہ ریاستیں یکم اپریل 2003 سے VAT لاگو کرسکیں گی۔

افیم پوست

بھارت عالمی بازار میں افیم کا واحد جائز پیداکار و برآمد کار ہے۔ پوست کی کھیتی اور افیم کی پیداوار اور برآمد پوری طرح مرکزی حکومت کے کنٹرول میں ہے۔ افیم کی کھیتی پر کنٹرول مزید مستحکم کردیا گیا۔ مدھیہ پردیش اور راجستھان اور اتر پردیش کے 1,02,000 کسانوں 2001-2000 سال کے دوران 17,155 ہیکٹر علاقے میں پوست کی کاشت کی۔

افیم کی پیداوار

اس فصلی سال میں 90 زاویہ کثافت کی تقریبا 727 میٹرک ٹن (عارضی) 70 زاویہ کثافت کی 935 میٹرک ٹن) افیم پیدا ہوئی۔ اس سال مدھیہ پردیش، راجستھان، اور اتر پردیش میں 70 زاویہ کثافت کی بالترتیب 57.11, 56.36 اور 45.93 کلوگرام/ہیکٹر اوسط پیداوار ہوئی جب کہ پچھلے سال یہ بالترتیب 53.92, 55.79 اور 44.76 کلوگرام/ہیکٹر تھی۔

سرکاری افیون اور الکلائیڈ کے کارخانے:

کھیتوں سے افیون کی وصولیابی، اسے ذخیرہ کرنا، اس کی تحویل، برآمد کے مقاصد سے اسے خشک کرنا اور برآمد سے متعلق دیگر کارروائیاں حکومت کے افیوں اور الکلائیڈ کارخانوں کے اہم کام ہیں جو نیمچ اور غازی پور میں واقع ہیں۔ یہ دو کارخانے کثیر مقدار کی دوائیں تیار کرنے میں بھی مصروف ہیں مثلاً کوڈین فاسفیٹ، مارفین سلفیٹ، نارکوٹین بی پی، تھیبین پیپاورین، کافرین کلورائیڈ وغیرہ برائے گھریلو استعمال۔ ان میں سے بعض دواؤں کے مرکبات ایسے کینسر کے مریضوں کے لئے لازمی ہیں جن کی بیماری موت پر ختم ہونے کا امکان ہوتا ہے۔

کارپوریٹ سیکٹر

کمپنیز ایکٹ

ہندستان میں پہلا کمپنی ایکٹ 1850 میں بنایا گیا تھا جو جوائنٹ اسٹاک کمپنیوں کے رجسٹریشن کے متعلق تھا۔ اس کے بعد ہندستانی کمپنی ایکٹ، 1866 (1866 کا 10) کمپنی ایکٹ، 1882 (1882 کا 6) ہندستانی کمپنی ایکٹ 1913 (1913 کا 7) لاگو کیا گیا۔

کمپنی ایکٹ، 1956 ایک مرکزی ایکٹ ہے جو اس وقت لاگو ہے کمپنی قانون میں سدھاروں کے مشورے کے لئے جناب سی ایچ بھابھا کی صدارت میں تشکیل ایک کمیٹی کی سفارشوں کے مطابق بنایا گیا۔ اس ایکٹ کے لاگو ہونے سے پیشتر کمپنی قانون کا انتظام ریاستی حکومتوں کی ذمہ داری تھی۔ کمپنی ایکٹ، 1956 میں مرکزی حکومت (کمپنی معاملات کے ڈیپارٹمنٹ میں) کو کمپنی معاملات کو مانیٹر کرنے منضبط کرنے اور قابو کرنے کے کئی اختیارات فراہم کیے گئے ہیں۔ کمپنیوں کو خاص طور سے درج ذیل افسران سے رجوع کرنا ہوتا ہے۔ (a) رجسٹرار آف کمپنیز (b) علاقائی ڈائریکٹرس، جنھیں مرکزی حکومت نے کچھ اختیارات منتقل کیے ہیں (c) مرکزی حکومت (d) کمپنیوں کو بند کرنے کا م ہائی کورٹوں سے متعلق آفیشیل لکیوڈیٹرس کے دفاتر کرتے ہیں۔ (e) کمپنی قانون کے تحت قائم کمپنی لا بورڈ کو کمپنی قانون 1956 کے تحت دائر کی گئی درخواستوں کو نمٹانے کا اختیار ہے۔ کمپنی قانون کے تحت کمپنی لا بورڈ کو منتقل کیے گئے اختیارات بھی حاصل ہیں۔

گزشتہ برسوں میں کمپنی ایکٹ، 1956 میں 19 دفعہ ترمیم کی گئی ہے ان میں سے 1969, 1974, 1988, 1966, 1999 اور 2000 میں کی گئی ترامیم کی خاص اہمیت ہے۔ گزشتہ کچھ برسوں سے اس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ جدید عہد میں کارپوریٹ سیکٹر کی ضرورتوں اصل کاروں (Investors) کی تمناؤں، عالمگیر سطح کی معیشت وسیع خیالی وغیرہ کو دیکھتے ہوئے کمپنی ایکٹ پوری طرح نئے سرے سے لکھا جانا چاہئے۔ اس مقصد کے لئے حکومت نے اگست 1996 میں ایک جماعت عاملہ تشکیل دی جس نے کئی تبدیلیوں کی سفارش کی ہے اور کمپنی بل 1997 کا ایک مسودہ بھی تیار کیا ہے۔ مرکزی حکومت نے بل کے متعلق سبھی منسلک لوگوں سے صلاح اور مشورہ مانگا کمپنی ایکٹ، 1956 کو پھر سے تدوین کرنے سے پہلے سبھی مشوروں پر غور کیا گیا اور پھر سرکاری بل کو آخری شکل دی گئی۔

یہ بل 14 اگست 1997 کو راجیہ سبھا میں پیش کیا گیا۔ اس بل میں مخصوص موضوعات سے متعلق کچھ موضوعات کی پھر سے درجہ بندی کردی گئی ہے اور کچھ غیر ضروری شرائط کو ختم کردیا گیا ہے اس بل میں ایکٹ کی موجودہ خامیوں کو دور کرنے کا اہتمام ہے اور ایکٹ کے بہتر نظم کے لئے اس کے موجودہ نظام کو منطقی بنایا گیا ہے۔

لیکن اور بہتر کارپوریٹ انتظامیہ اور سرمایہ کاروں کے تحفظات کے لئے کمپنی قانون 1956 میں ایک اور ترمیمی بل (کمپنی کا دوسرا ترمیمی بل 1999) لوک سبھا میں 23 دسمبر 1999 کو پیش کیا گیا اس کی اہم خصوصیات اس طرح ہیں۔ (1) نجی کمپنیوں کے لئے اداشدہ کم از کم سرمایہ ایک لاکھ روپئے اور پبلک لمیٹڈ کمپنی کے لئے یہ حد 5 لاکھ روپے کردی گئی۔ (2) شیئر ہولڈروں کو ڈیویڈنڈ / عارضی ڈیویڈنڈ ادا کرنے کی مدت 42 دن سے گھٹا کر 30 دن کی گئی (3) پبلک ایشو اور تبادلہ کے معاملے میں SEBI کو پورا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کوتاہی و غفلت کرنے والی کمپنیوں اور ان کے سرمایہ کاروں کے خلاف قانونی کارروائی کرسکیں (4) بہتر کارپوریٹ انتظامیہ کے لئے مندرج پبلک کمپنیوں کے لئے جن کا اداشدہ سرمایہ 5 کروڑ یا زیادہ ہو بورڈ آف ڈائرکٹر کی آڈٹ کمیٹی قائم کریں (5) دس لاکھ یا اس سے زیادہ سرمایہ والی کمپنیوں کو کل وقتی کمپنی سکریٹری رکھنا ضروری ہوگا (6) 50 سے زیادہ

اشخاص کو شیئر یا ڈبنچر جاری کرنے کی کسی بھی تجویز کو اب پبلک ایشو مانا جائے گا۔اس کے لئے پبلک مالی اداروں اور غیر بنکنگ مالی کمپنیوں میں مناسب ترمیم کی جائے گی۔(7) بہتر کارپوریٹ انتظامیہ کے لئے حکومت کے ذریعہ نوٹیفائڈ تاریخ سے صرف اہم معاملوں میں ڈاک ووٹ سے رائے دینے کی اجازت ہوگی (8) گورنمنٹ کمپنیوں کے معاملے میں کنٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل کو آڈیٹروں کی تقرری کا اختیار سونپا اور ایسی کمپنیوں کے شیئر ہولڈروں کے لئے اپنی سالانہ میٹنگ میں منافع طے کرنا۔(9) ایسی کمپنیوں کے ڈائرکٹروں کو جنھوں نے سالانہ حساب کتاب یا سالانہ ریٹرن لگا تار 3 سال تک نہ داخل کیا ہو، محروم کرنا (دیگر پبلک کمپنیوں میں 5 سال کے لئے ڈائرکٹر بنتے ہیں)(10) ایک ہی وقت میں کوئی 15 کمپنیوں سے زیادہ ڈائرکٹر کا عہدہ نہیں لے سکتا (11) اس ایکٹ کی تعزیرات قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں پر اضافی جرمانہ (12) انتظامی ایجنٹ، سکریٹریوں اور ٹریزررس کے نظام کے خاتمے کے بعد بیکار ہوئے انتظامی ایجنٹوں، سکریٹریوں اور ٹریزررس سے متعلق پروویزن کا خاتمہ (13) کمپنی کی شیئر ہولڈر کے آڈیٹر کے طور پر تقرری جائز نہیں ہوگی (14) پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنیاں متعدد کمپنیوں میں جس کو آڈیٹر آڈٹ کر سکتا ہے، حساب کتاب سے مستثنیٰ ہوں گی۔(15) کمپنی کے چھوٹے جمع کاروں کے مفاد کے تحفظ کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ پارلیمنٹ نے یہ بل پاس کر دیا ہے اور کمپنیز (ترمیم) بل 2000، 13 دسمبر 2000 سے لاگو ہو گیا ہے۔

کمپنی قانون سمجھوتہ اسکیم -2000

محکمہ نے کمپنی قانون سمجھوتہ اسکیم (CLSS) 2000 شروع کی۔16 مئی 2000 کو پارلیمنٹ میں اس اسکیم کا اعلان کیا گیا۔ 1,27,083 کمپنیوں نے اس اسکیم کے مطابق عرض داشت پیش کیں اور 136.83 کروڑ روپے اکٹھا کیے۔

فاسٹ ٹریک سیکشن 560 اسکیم

محکمہ نے 28 ستمبر 2000 فاسٹ ٹریک سیکشن 560 اسکیم بھی شروع کی جو 31 جنوری 2001 تک عمل پذیر رہی۔ 25,198 کمپنیوں نے اس اسکیم کا فائدہ اٹھایا اور 5.18 کروڑ روپے خرچ کیے۔

ای۔کارپوریٹ بزنس ورکنگ گروپ

محکمہ نے 12 جولائی 2000 کو ای۔کارپوریٹ بزنس ورکنگ گروپ بنایا تا کہ انفارمیشن ٹکنالوجی ایکٹ 2000 کے ساتھ کمپنی قانون 1956 کو ہم آہنگ کیا جا سکے۔اس ورکنگ گروپ نے کارپوریٹ آئیڈنٹیفکیشن نمبر شروع کرنے کی تجویز پیش کی۔ یہ تجویز مان لی گئی اور اس پر نومبر 2000 سے عمل کیا جانے لگا ہے۔21 ہندسوں کے اس نمبر سے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ کوئی کمپنی کس ریاست میں ہے، وہ کس صنعت سے متعلق ہے، اس کا مالک کون ہے اور وہ کتنے سالوں سے کام کر رہی ہے۔اس ورکنگ گروپ نے کمپنیز (مرکزی حکومت عام قانون اور فرمس) قانون 1956 کے تحت فرموں کو بھی دیکھنا شروع کیا ہے تا کہ انھیں اور زیادہ مختصر اور کمپیوٹر میں استعمال کرنے کے لائق بنایا جا سکے۔

کام کر رہی کمپنیاں

ملک میں 31 دسمبر 2000 کو شیئروں کے ذریعے 5,63,140 کمپنیاں لمیٹڈ تھیں، جن کی کل ادا شدہ پونجی 3,07,559.2 کروڑ روپے تھی۔ان میں سے 1,256 سرکاری کمپنیاں اور 5,61,884 غیر سرکاری کمپنیاں تھیں۔ان کی ادا شدہ پونجی بالترتیب 98,185.2 کروڑ اور 2,09,374.0 کروڑ روپے تھی۔

جدول 13.6 میں 31 دسمبر 2000 کو کام کر رہی کمپنیوں کی تفصیل دی گئی ہے۔

جدول 13.6 کام کر رہی کمپنیاں

	سرکاری کمپنیاں		غیر سرکاری کمپنیاں		کل کمپنیاں	
	کمپنیوں کی تعداد	تخمینا اداشدہ اصل (کروڑ میں)	کمپنیوں کی تعداد	تخمینا اداشدہ اصل (کروڑ میں)	کمپنیوں کی تعداد	تخمینا اداشدہ اصل (کروڑ میں)
عوامی لمیٹڈ کمپنیاں	646	54,044.3	75,383	1,52,216.3	76,029	2,06,260.6
ذاتی لمیٹڈ کمپنیاں	610	44,140.9	4,86,501	57,157.7	4,87,111	1,01,298.6
کل	1,256	98,185.2	5,61,884	2,09,374.4	5,63,140	3,07,559.2

نئے رجسٹریشن

2000-2001 سال کے دوران کمپنی ایکٹ کے تحت 27,187 کمپنیاں رجسٹرڈ کی گئیں۔ ان میں 20 سرکاری کمپنیاں اور شیئروں کے ذریعہ محدود ذمہ داری والی 27,187 نجی کمپنیاں، 12 غیر محدود ذمہ داری والی کمپنیاں اور 94 کمپنیاں گارنٹی کے ذریعہ محدود ذمہ داری والی اور منافع نہ کمانے کے لئے انجمن تھیں۔ اس مدت کے دوران رجسٹرڈ 27,187 شیروں سے محدود ذمہ داری والی کمپنیوں میں سے 2,179 عوامی لمیٹڈ کمپنیاں تھیں۔ ان کا کل منظور سرمایہ 24,086.04 کروڑ روپے تھا، جبکہ 25,008 نجی لمیٹڈ کمپنیاں تھیں اور ان کا کل منظور سرمایہ 8,770.63 کروڑ روپے تھا۔

بند کمپنیوں کی تعداد

2000-2001 سال کے دوران 428 کمپنیوں کی تحلیص ہوئی یا وہ دوسری وجوہات کی بنا پر بے کار ہو گئیں یا انہوں نے کام بند کر دیا اور کمپنی ایکٹ 1956 کی دفعہ 560(5) کے تحت ان کا رجسٹریشن منسوخ کر دیا گیا۔ ان میں 113 سرکاری لمیٹڈ اور 312 نجی لمیٹڈ کمپنیاں تھیں۔

اصل اجرائی

1999-2000 سال کے دوران 53 نجی، غیر مالیاتی پبلک لمیٹڈ کمپنیوں نے کمپنی ایکٹ کی دفعہ 60 کے تحت پراسپکٹس کمپنیوں کے رجسٹرار کو رجسٹریشن کے لئے درخواستیں بھیجیں۔ ان کے تحت عوام سے 1,938.57 کروڑ روپے جمع کرنے کی تجویز تھی۔ ان میں سے 1,561.40 کروڑ روپے کے شیئر عوام کو پیش کئے گئے تھے جبکہ باقی 377.17 کروڑ روپے فروغ کاروں، ڈائرکٹروں اور دوسرے لوگوں کو تفویض کے لئے مخصوص کئے گئے تھے۔ عوام کے لئے جاری 1,601.13 فی صد رقم کو خود لگانے کی ذمہ داری لی گئی تھی۔

سال 2000-2001 کے دوران غیر سرکاری، غیر مالیاتی پبلک لمیٹڈ کمپنیوں نے کوائف کی کاپیاں کمپنیوں کے رجسٹرار کو بھیجیں جن میں عوام سے 1,649.43 کروڑ روپے جمع کرنے کی تجاویز تھی۔

14۔ منصوبہ بندی

ہندوستان کی منصوبہ بندی کے ہدف اور سماجی مقاصد کی بنیاد ہمارے آئین میں بیان ریاستی پالیسی کے اصول ہیں۔ ہماری معیشت میں عوامی اور نجی سیکٹروں کو ایک دوسرے کا تکمیلی جز سمجھا جاتا ہے۔ نجی سیکٹر میں منظم صنعتوں کے علاوہ چھوٹے پیمانے کی صنعت، زراعت تجارت تعمیر مکان تعمیرا ور دوسری چیزیں آتی ہیں۔ قومی ترقی کے لئے انفرادی کوشش اور نجی پہل کے ساتھ ساتھ مناسب تعاون بھی ضروری ہے۔ پہلے اقتصادی بنیاد اور بھاری صنعتوں میں بہت زیادہ اصل کاری کے ذریعہ عوامی سیکٹر کے فروغ کا بندوبست کیا گیا، لیکن اب عوامی سیکٹر میں سرمایہ کاری پر کم زور دیا جارہا ہے اور یہ سوچا جارہا ہے کہ منصوبہ بندی زیادہ سے زیادہ ہدایتی نوعیت کی ہو۔

وزیر اعظم اٹل بہاری باجپئی پلاننگ کمیشن کے چیئر مین اور کے سی پنت پلاننگ کمیشن کے نائب چیئر مین ہیں۔ کمیشن کے ممبروں میں وزیر خارجہ جسونت سنگھ، وزیر مالیات یشونت سنہا، پلاننگ کے وزیر مملکت وجے گوئل، ڈاکٹر ایس۔ پی گپتا، ڈاکٹر ڈی این تیواری، سوم پال، ڈاکٹر کے وینکٹ سبرامنیم، جناب کمال الدین احمد اور جناب این۔ کے۔ سنگھ ہیں۔

پہلا منصوبہ

1951 میں کافی مقدار میں اناج کی درآمد اور معیشت پر افراط زر کے دباؤ کو ذہن میں رکھتے ہوئے پہلے منصوبے میں (56-1951) زراعت سمیت آبپاشی اور بجلی پراجکٹوں کو ترجیح دی گئی۔ عوامی سیکٹر میں خرچ کے لئے مقررہ 2069 کروڑ روپئے (بعد میں اسے بڑھا کر 2378 کروڑ روپئے کردیا گیا) کا تقریباً 44.6 فیصد ان کاموں کے لئے رکھا گیا۔ پہلے منصوبے میں اصل کاری کی شرح قومی آمدنی کے پانچ فیصد سے بڑھا کر تقریباً سات فیصد کرنے کا ہدف بھی رکھا گیا۔

دوسرا منصوبہ

دوسرے پانچ سالہ منصوبے (57-1956 سے 61-1960) میں ترقی کے ایک ایسے ڈھانچے کو بڑھاوا دینے کی کوشش کی گئی جس سے ملک میں اشتراکی طرز کے سماج کی تعمیر ہوسکے۔ دوسرے منصوبے کے اہم مقاصد تھے (1) قومی آمدنی میں 25 فیصد کا اضافہ (2) بنیادی اور بھاری صنعتوں کی ترقی پر خاص زور دیتے ہوئے تیز صنعت کاری (3) روزگار کے مواقع کی تیزی سے توسیع اور (4) آمدنی اور ملکیت میں غیر مساوات کو کم کرنا اور اقتصادی اختیارات کی برابر تقسیم۔ دوسرے منصوبے کا ایک اور مقصد اصل کاری کی شرح کو تقریباً سات فیصد سے بڑھا کر 61-1960 تک 11 فیصد کرنا تھا۔ اس میں صنعت کاری پر خاص زور دیا گیا جس کے تحت لوہا اور فولاد و نائٹروجن والی کھادوں سمیت بھاری کیمیکل کی پیداوار بڑھانے اور مشین بنانے والی صنعتوں کی ترقی کو بڑھاوا دینے پر زور دیا گیا تھا۔

تیسرا منصوبہ

تیسرے منصوبے (62-1961 سے 66-1965) کا مقصد خود کفیل ترقی کی سمت میں اہم پیش رفت کرنا تھا۔ اس کے فوری

مقاصد تھے: (1) قومی آمدنی میں پانچ فیصد سالانہ سے زیادہ کا اضافہ کرنا اور اصل کاری کا ایسا انتظام کرنا جس سے کہ آنے والے منصوبے کے عرصے میں بھی یہ اضافی شرح برقرار رہے۔ (2) اناج کی پیداوار میں خود کفیل اور صنعت و برآمد کی ضرورت پوری کرنے کے لئے زرعی پیداوار بڑھانا۔ (3) فولاد، کیمیکل، ایندھن اور بجلی جیسی بنیادی صنعتوں کا فروغ اور مشین بنانے کی صلاحیت کو ترقی دینا تاکہ تقریباً دس سال کے عرصے میں ملک کے اپنے وسائل سے صنعت کاری مقاصد کو پورا کیا جا سکے۔ (4) انسانی وسائل کا پورا پورا استعمال کرنا اور روزگار کے مواقع میں ٹھوس اضافے کو یقینی بنانا۔ (5) یکساں مواقع کا بالترتیب فروغ، آمدنی اور جائیداد کی غیر یکسانیت کو کم کرنا اور معاشی حقوق کی برابر تقسیم کرنا۔ تیسرے منصوبے کا ہدف قومی آمدنی میں تقریباً 30 فیصد کا اضافہ کرنا اور 61-1960 میں 14,500 کروڑ روپے سے بڑھا کر 66-19965 میں تقریباً 19000 کروڑ روپئے (61-1960) کی قیمتوں کی بنیاد پر کرنا تھا۔ اس طرح فی کس آمدنی میں اسی عرصہ میں 17 فیصد کا اضافہ کر کے اسے 350 روپیے سے بڑھا کر 386 روپے کرنے کا ہدف تھا۔

سالانہ منصوبے

1965 میں ہند و پاک جنگ سے پیدا صورت حال، دو سال تک مسلسل زبردست قحط، کرنسی کم قدری قیمتوں میں عام اضافہ وسائل میں گراوٹ جیسے اسباب سے چوتھے منصوبے کو آخری شکل دینے میں تاخیر ہوئی۔ اس لئے اس کی جگہ 1966 سے 1969 کی مدت کے دوران چوتھے منصوبے کے طرز کے تحت تین سالہ منصوبے بنائے گئے۔

چوتھا منصوبہ

چوتھے منصوبے (1974-1969) کا ہدف ترقی کی رفتار کو تیز کرنا اور غیر ملکی امداد کے غیر یقینی اثرات کو کم کرنا تھا۔ ان میں مساوات اور سماجی انصاف کو فروغ دینے کے پروگراموں کے ذریعہ زندگی کے معیار کو بہتر بنانے کی کوشش کی گئی۔ چوتھے منصوبے میں کمزور اور غریب طبقہ کے لوگوں کی حالت کو بہتر بنانے، خاص طور سے ان کی تعلیم اور روزگار کے اہتمام کرنے پر زور دیا گیا۔ دولت، آمدنی اور اقتصادی قوت کی مرکزیت کو روکنے اور ان کی برابر تقسیم کی سمت میں بھی کوششیں کی گئیں۔

منصوبے میں خالص گھریلو پیداوار (69-1968 کی پیداوار لاگت کی بنیاد پر) میں اضافہ کرنے اور اسے 70-1969 میں 29071 کروڑ روپے سے بڑھا کر 74-1973 میں 38306 کروڑ روپے کرنے کا ہدف تھا۔ افزائش کی سالانہ اوسط مرکب شرح 5.7 فیصد مقرر کی گئی تھی۔

پانچواں منصوبہ

پانچویں منصوبے (79-1974) کو بناتے وقت افراط زر کا بہت زیادہ دباؤ تھا۔ اس منصوبے کا خاص مقصد خود کفیلی حاصل کرنا تھا اور غریبی کی سطح سے نیچے زندگی بسر کرنے والوں کی کھپت کے معیار میں سدھار کرنا تھا۔ پانچویں منصوبے میں افراط زر پر قابو اور اقتصادی حالات میں بہتری کی تدابیر میں استحکام لانے کو ترجیح دی گئی۔ اس میں قومی آمدنی میں 5.5 فیصد سالانہ شرح کے اضافے کا ہدف رکھا گیا تھا۔ پانچویں منصوبے کے عرصے میں چار سالانہ منصوبوں کو اس دوران پورا کیا گیا۔ بعد میں فیصلہ کیا گیا کہ پانچویں منصوبے کو (79-1978) کے سالانہ منصوبے کے ساتھ مکمل کر دیا جائے اور نئی ترجیحات اور نئے منصوبوں کو لے کر آنے والے پانچ برسوں کے لئے نئے منصوبے کا کام شروع کیا جائے۔

چھٹا منصوبہ

غریبی دور کرنا چھٹے منصوبے (85-1980) کا اہم ہدف تھا۔ منصوبے کی حکمت عملی بنیادی طور پر یہ تھی کہ زراعت اور صنعت دونوں کے بنیادی ڈھانچے کو ایک ساتھ مضبوط کیا جائے۔ چھٹے منصوبے میں ایک دوسرے سے متعلق دشواریوں کو سلجھانے کے لئے الگ الگ غور کرنے کے بجائے ان پر منظم طریقے سے غور کرنے کا طریقہ اپنایا گیا۔ اس طرح سے انتظامی کارکردگی کو بڑھانے، سبھی سیکٹروں کی حرکتوں پر کڑی نظر رکھنے، مقامی سطح پر ترقی کے خاص منصوبے بنانے کے عمل میں لوگوں کو سرگرم طور سے شامل کرنے اور منصوبوں کو تیزی اور موثر طریقے سے لاگو کرنے پر زور دیا گیا۔

چھٹے منصوبے کا حقیقی خرچ 1,09,291.7 کروڑ روپئے (رواں قیمت پر) رہا۔ جب کہ عوامی سیکٹر کے لئے کل 97500 کروڑ روپئے کے خرچ (80-1978 کی قیمتوں پر) کا بندوبست کیا گیا تھا۔ اس طرح 12 فیصد کا اضافہ ہوا۔ چھٹے منصوبے میں اوسط سالانہ شرح 5.2 فیصد رہی، جو اس عرصے کی مقررہ ترقی کی شرح تھی۔

ساتواں منصوبہ

ساتویں منصوبے (90-1985) میں افزائش، جدید کاری، خودکفیلی اور سماجی انصاف جیسے منصوبہ بندی کے بنیادی اصولوں کا احترام کرتے ہوئے اناج کی پیداوار، روزگار اور پیداوار بڑھانے کے پروگراموں پر زیادہ زور دیا گیا۔ موافق موسم، دوسرے خاص پروگراموں پر عمل اور حکومت و کسانوں کی انتھک کوششوں کی وجہ سے ساتویں منصوبے کے دوران اناج کی پیداوار 68-1967 سے 89-1988 کے طویل عرصے میں پیداوار کی شرح 2.68 فیصد اور حال ہی میں 80 کی دہائی کی پیداوار کی شرح 2.55 کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ بے روزگاری اور غریبی کو کم کرنے کے حال کے منصوبوں کے علاوہ "جواہر روزگار یوجنا" جیسے مخصوص پروگرام بھی شروع کئے گئے ہیں۔ اس سمت میں چھوٹی صنعتوں اور اناج پروسسنگ صنعتوں کی اہمیت کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ ساتویں منصوبے میں کل خرچ 2,18,729.62 کروڑ روپئے (رواں قیمت کی بنیاد پر) رہا جب کہ عوامی سیکٹر کا کل خرچ 1,80,000 کروڑ روپئے تھا۔ اس طرح 21.52 فی صد کا اضافہ ہوا۔ اس مدت میں کل گھریلو پیداوار کی سالانہ اوسط شرح 5.8 فیصد رہی جو نشانے سے 0.8 فیصد زیادہ تھی۔

سالانہ منصوبے

مرکز میں تیزی سے بدلتی سیاسی صورت حال کے پیش نظر آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کو (95-1990) عملی جامہ نہیں پہنایا جاسکا۔ اس دوران جون 1991 میں برسراقتدار نئی حکومت نے فیصلہ کیا کہ آٹھویں منصوبے کو پہلی اپریل سے نافذ کیا جائے اور (91-1990) اور (92-1991) کو الگ الگ سالانہ منصوبہ تسلیم کیا جائے۔ آٹھویں منصوبے کو نظر میں رکھتے ہوئے تیار کئے گئے سالانہ منصوبوں پر خاص زور روزگار کے زیادہ مواقع اور سماجی تبدیلی پر دیا گیا تھا۔

آٹھواں منصوبہ

آٹھویں پانچ سالہ منصوبے (97-1992) میں توازن ادائیگی اور افراط زر کی بگڑتی ہوئی حالت کی وجہ سے ساختی مطابقت پالیسی اور وسیع استحکام پالیسیوں کو شروع کرنے کے فوراً بعد نافذ کیا گیا۔ ان مختلف ساختی مطابقت پالیسیوں کو رفتہ رفتہ لاگو کیا گیا تاکہ معیشت کو اور زیادہ ترقی کی سمت میں لے جایا جاسکے اور توازن ادائیگی اور افراط زر کی شکل کو مستقبل میں روکنے کے لئے

معیشت کو مضبوط بنایا جا سکے۔ آٹھویں منصوبے میں ان اصلاحات کی وجہ سے پالیسی سے متعلق تبدیلیوں کو ذہن میں رکھا گیا۔ آٹھویں منصوبے میں سالانہ شرح افزائش 5.6 فیصد اور اوسط صنعتی شرح افزائش کا تقریباً 7.5 فیصد کا نشانہ ہے۔ یہ افزائش کے نشانے اضافی قیمت کے استحکام اور ملک کے توازن ادائیگی میں سدھار کے ساتھ ساتھ حاصل کئے جانے تھے۔

آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران اقتصادی کارکردگی کی کچھ نمایاں باتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف) تیز اقتصادی ترقی، (ب) مصنوعاتی سیکٹر زراعت و اس سے متعلق سیکٹر کی تیزی سے نمو (ج) برآمد اور درآمد میں اہم شرح افزائش، تجارت اور چالو کھاتہ گھاٹے میں سدھار اور مرکزی حکومت کے مالی گھاٹے میں اہم کمی۔

حالانکہ عوامی سیکٹروں اور مختلف محکموں کے ذریعہ اندرونی اور اضافی بجٹ کے وسائل کی ناکافی فراہمی کی وجہ سے مرکزی سیکٹر میں خرچ میں کمی دیکھنے کو ملی ہے۔ ریاستی سیکٹر میں یہ کمی بگڑتے ہوئے رواں محاصل کے توازن کی وجہ سے مناسب وسائل کی فراہمی نہ کرنے، ریاستی بجلی بورڈوں، نقل وحمل کارپوریشنوں، گھاٹے کا ابتدائی کھاتہ، اور چھوٹی بچت کی وصولی میں کمی کی وجہ سے ہے۔ پورے آٹھویں منصوبے کے دوران (عوامی اخراجات کو شامل کرکے) رواں قیمتوں کے مطابق 4,95,669 کروڑ روپے خرچ آیا، جب کہ (92-1991 کی قیمتوں کو لے کر) پبلک سیکٹر کے لئے 4,34,100 کروڑ روپے کا تخمینہ لگایا تھا، جس کے نتیجے کے طور پر معمولی 14.2 فی صد کا اضافہ درج کیا گیا۔ آٹھویں منصوبے کے آخری چار سالوں میں GDP 7.2 فی صد اوسط سالانہ اضافہ ہوا جب کہ ہدف 5.6 فی صد تھا۔

نواں منصوبہ

''نویں پنچ سالہ منصوبے کے نظریاتی خطوط'' کو آخری تیاری کاموں کا نتیجہ شکل دینے کے ساتھ ہوئی، جسے نیشنل ڈیولپمنٹ کونسل نے متفقہ طور پر منظوری دی۔ ان پنچ سالہ منصوبہ (2002-1997) ہندوستان کی آزادی کی 50 ویں سالگرہ کے موقع پر شروع کیا گیا۔ منصوبے کو تیار کرنے کے لیے 23 اسٹرینگ کمیٹیاں اور 116 ورکنگ گروپ کی تشکیل کی گئی۔

نظریاتی پرچے کی اہم خاصیت اس طرح ہیں: (1) نویں پنچ سالہ منصوبے کے دوران GDP میں سالانہ اضافہ 7 فی صد کی شرح پر حاصل کرنے کا ہدف رکھا جائے (2) چنندہ ''سات بنیادی کم سے کم خدمات'' (BMS) پر زور دینے کے لئے ان خدمات کے لئے اضافی مرکزی امداد مہیا کرانا تاکہ مرحلہ وار طریقے سے ساری آبادی کی بنیادی، کم از کم خدمات مہیا کی جاسکیں۔ ان خدمات میں صاف پینے کے پانی کی فراہمی، پرائمری صحت خدمات کی آسانیاں فراہم کرنا، سب کے لئے ابتدائی تعلیم کا اہتمام، بے گھر غریب خاندانوں کو سرکاری تعمیر مکان امداد، بچوں کو تغذیاتی امداد، سبھی گاؤں اور بستیوں کو سڑک سے جوڑنا، اور غریب کو دھیان میں رکھ کر پبلک ڈسٹری بیوشن سسٹم کو مضبوط بنانا شامل ہے۔ (3) مضبوط مالیاتی پالیسی کو اپناتے ہوئے مرکز، ریاستوں اور پبلک سیکٹر کے کاروباری اداروں کے بشمول حکومت کے مالیاتی گھاٹے میں تیزی سے کمی لانے پر دھیان مرکوز کرنا اور اسکے لئے مالی وصولیابی میں اصلاح اور غیر ضروری اخراجات پر کنٹرول، خصوصاً سبسڈی پر کنٹرول اور صارفین کے ذریعہ اجرت کی وصولیابی اور (4) منصوبے کی لامرکزیت اور ریاستوں اور پنچایتی راج اداروں پر زیادہ انحصار کرتے ہوئے اسکا نفوذ۔

حکومت نے نویں پنچ سالہ منصوبے کے سودے کا تجزیہ کیا۔ تاکہ مندرجہ ذیل علاقوں میں وزیراعظم کے خصوصی عمل منصوبے کو اس میں شامل کیا جاسکے: (1) 10 سال کے اندر اناج کی پیداوار دگنا کرنا اور ہندوستان کو فاقوں سے آزادی دلانا (ب) مادی

اساسی ساخت میں تیز تر اصلاح کرنا (ج) قومی پانی کی پالیسی معاشرتی اساسی ڈھانچہ، دیہی تعمیر مکان، صحت دیکھ بھال خدمات، تعلیم، شہریوں کو پانی کی سپلائی اور صفائی، دیہی پانی کی فراہمی اور صفائی اور (ہ) انفارمیشن ٹکنالوجی۔

قومی فروغ کونسل کے ذریعہ 48 ویں میٹنگ میں نویں پنچ سالہ منصوبے کے جن خاص مقاصد کو قبول کیا گیا، وہ اس طرح ہیں۔ (1) زیادہ سے زیادہ روزگار پیدا کرنے اور غریبی کے خاتمے کے مقصد سے زراعت اور دیہی ترقی کو ترجیح (2) قیمتوں میں استحکام کے ساتھ ساتھ معیشت کی ترقی کی شرح کو تیز کرنا، (3) سب کے لئے خاص طور سے سماج کے کمزور طبقوں کے لئے خوراک اور تغذیہ بخش کھانے کے تحفظ کو یقینی بنانا (4) محفوظ پینے کا پانی، صحت کی دیکھ بھال کی ابتدائی سہولیات اور سب کے لئے ابتدائی تعلیم (5) آبادی کی شرح نمو کو روکنا (6) ہر سطح پر عوام کی حصہ داری اور سماجی بیداری کے ذریعہ ترقی کے عمل کو ایسا بنانا جو ماحولیات کے مطابق ہو۔ (7) عورتوں اور درج فہرست ذاتوں و درج فہرست قبیلوں اور دوسری پچھڑی ذاتوں واقلیتوں، سماجی سطح پر محروم طبقوں کی سماجی واقتصادی تبدیلی اور ترقی کے لئے نمائندے کے طور پر سامنے آسکیں (8) پنچایتی اداروں کو آپریٹیوز اور خود کے وسائل پیدا کرنے والے گروپوں جیسے عوام کی شراکت والے اداروں کو آگے بڑھانا اور ترقی دینا، (9) خود کفیلی کی کوششوں کو مضبوط کرنا۔

نویں پنچ سالہ منصوبے کے نظریاتی پرچے میں حالانکہ 7 فی صد اضافہ کی شرح کا ہدف رکھا گیا تھا، لیکن اصل میں اسی منصوبے میں مجموعی گھریلو پیداوار (GDP) میں 6.5 فی صد اوسط سالانہ اضافہ کی شرح کا ہدف رکھا گیا ہے۔ منصوبے کے پہلے دو سالوں میں گھریلو اور بین الاقوامی حالات میں تبدیلی کو دیکھتے ہوئے ہدف میں کمی کرنا ضروری ہوگیا تھا۔ نویں پنچ سالہ منصوبے کے پہلے سال 98-1997 کے دوران ہندوستانی اقتصادی نظام میں ترقیاتی شرح کم ہوکر 4.8 فی صد پر پہونچ گئی تھی۔ منصوبے کے دوسرے سال، اقتصادی نظام میں تقریباً 6.6 فی صد ترقیاتی شرح درج ہوئی جب کہ سال 2000-1999 کے دوران اس کے 6.4 فی صد رہنے اور سال 2001-2000 میں ممکنہ ترقیاتی شرح تقریباً 6 فی صد رہنے کی امید ہے۔

نویں پنچ سالہ منصوبے میں 4.3 فی صد کی درسے ترقی پذیر پونجی/ پیداوار تناسب رہنے کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اوسط گھریلو بچت اور سرمایہ کی شرح بالترتیب مجموعی گھریلو پیداوار کا 26.1 فی صد اور 28.2 فی صد رہیں گی۔ منصوبے میں 97-1996 کی قیمتوں کو بنیاد مان کر 2002-1997 کی مدت میں 2,171 ہزار کروڑ روپے کے سرمایہ کی تجاویز رکھی گئی ہیں۔ جس کے زیادہ تر حصہ کو (92.6 فی صد جو کہ 2011 ہزار کروڑ روپے بنتا ہے) گھریلو وسائل سے مالی اعانت کی جاسکتی ہے۔ پبلک سیکٹر میں سرمایہ 726 ہزار کروڑ روپے ہوگا، جو کل سرمایہ کا 33 فی صد ہوگا جب کہ آٹھویں پنچ سالہ منصوبے میں کل سرمایہ کی سطح 34.3 فی صد تک پہونچ گئی تھی۔ پبلک سیکٹر کا خرچ 8,59,200 کروڑ روپیہ تجویز کیا گیا ہے۔ جس میں سے مرکزی منصوبہ اخراجات 4,89,361 کروڑ روپے ہے۔ اس میں خصوصی عمل منصوبوں کی اضافی ضرورتوں کے لئے کئے اہتمام کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ منصوبے کے لئے مرکزی بجٹ امداد 97-1996 کی قیمتوں پر 3,74,100 کروڑ روپے رکھنے کا ہدف مقرر ہے۔

کامیابیاں

جب سے ہندوستان ایک جمہوری ملک بنا ہے۔ (51-1950 سے 2001-2000) تک گزشتہ 50 برسوں میں قومی آمدنی، خالص قومی پیداوار میں 7.6 گنا اضافہ ہوا ہے۔ یہ 1,33,499 کروڑ روپے سے بڑھ کر 10,72,906 کروڑ روپے تک پہنچ گیا ہے، یعنی سالانہ 4.2 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ فی کس آمدنی میں 2.75 گنا اضافہ ہوا ہے۔ یہ 3,718 روپے سے بڑھ کر (94-1993 کی قیمتوں کی بنیاد پر) 10,654 روپے تک پہنچ گئی ہے۔ یعنی ہر سال کل 2.1 فیصد کی مرکب افزائش درج

کی گئی ہے۔ یہ بھی شماریات 1994-1993 کی قیمت پر جزوی لاگت کی بنیاد پر کی گئی ہیں۔

ساتویں منصوبے (90-1985) کے پہلے تین برسوں کے دوران مسلسل خشک سالی کے باوجود اس منصوبے کی مدت کے دوران معیشت میں خاطر خواہ سدھار ہوا ہے۔ اس دوران کل گھریلو پیداوار میں سالانہ 6 فیصد کی شرح سے اضافہ ہوا جب کہ ہدف پانچ فیصد کا رکھا گیا تھا۔ اضافے کی یہ شرح آٹھویں پانچ سالہ منصوبے (97-1992) کے دوران بھی جاری رہی، جب کہ یہ منصوبہ ایسے وقت میں شروع کیا گیا تھا۔ جب ملک معاشی مشکلات اور بقایا کی ادائیگی کے حالات سے نبرد آزما تھا۔ جون ر 1991 میں معیشت کے معاملے میں وسیع خیالی اور ساختی مطابقت کی سمت میں پالیسیوں میں اہم اصلاحات کی گئیں اور ان تدابیر کے نتیجے بھی سامنے آئے ہیں۔

نویں منصوبے (2002-1997) میں سارے معاشی نظام کے لئے 6.5 فی صد سالانہ اوسط شرح افزائش کے بارے میں غور کیا گیا ہے۔ اس کے مقابلے نویں منصوبے کے پہلے تین سالوں کے دوران نیشنل اکاؤنٹس اسٹیٹکس کے مطابق عارضی تخمینہ (98-1997) تخمینہ 99-1998 اور پیشگی تخمینہ (2000-1999) بالترتیب 4.8 فی صد، 6.6 فی صد اور 6.4 فی صد شرح افزائش حاصل کی گئی۔ سال 2001-2000 کے لیے قومی آمدنی کے پیشگی تخمینے کے مطابق ترقیاتی شرح 6 فی صد رہنے کا اندازہ ہے۔

تھوک قیمت اشاریہ میں اتار چڑھاؤ کے مطابق ناپی جانے والی افراط زر کی اوسط شرح 98-1997 میں 4.4 فی صد 99-1998 میں 5.9 فی صد تھی جو کہ 2000-1999 کے دوران گھٹ کر تقریباً 3.3 فی صد رہ گئی۔

زراعت: کل گھریلو پیداوار میں زراعت اور اس سے متعلق کام کاج کا بڑا حصہ ہوتا ہے۔ یہ کل پیداوار کا تقریباً 27 فیصد ہوتا ہے اور اس سیکٹر میں کل افرادی قوت کے تقریباً 65 فیصد کو روزگار ملتا ہے۔ انسداد غریبی پر زراعت میں اضافے کا سیدھا اثر پڑتا ہے۔ برآمد سے ہونے والی کل آمدنی میں زرعی اشیاء کا اچھا خاصہ حصہ ہوتا ہے۔ افراط زر کو روکنے، زرعی مزدوری کو بڑھانے اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں بھی زراعت میں اضافے کا اہم کردار ہوتا ہے۔ ہندستانی کونسل برائے زرعی تحقیق (INDIAN COUNCIL OF AGRICULTURAL RESEARCH) اور ریاستوں کی زرعی یونیورسٹیوں کے تحت تحقیقی نظام کو فروغ دینے کے لئے بڑے پیمانے پر اصل کاری کی گئی۔ اس کے ساتھ ہی کسانوں کو نئی ٹکنالوجی کی جانکاری دینے کے لئے بہت ہی بہتر طریقے سے توسیعی کام شروع کیا گیا ہے۔ افزائش کے حساب سے آزادی سے پہلے کے وقفے کے مقابلے آزادی کے بعد کی مدت میں بہتر کام ہوا۔

اضافے کا رجحان اور فصل پیداوار

سال 2001-2000 کے دوران زراعت اور متعلقہ سیکٹروں میں تقریباً 0.9 فی صد اضافے کا اندازہ ہے، جو پچھلے سال 0.7 فی صد اضافے سے تھوڑا بہتر ہے۔ پچھلے دو دہوں میں زراعت کے سیکٹر میں ملک کی حصولیابیاں کافی اطمینان بخش رہی ہیں۔ سال 2001-2000 کے دوران اناج کی پیداوار 19,613 کروڑ ٹن ہوئی جب کہ ہدف 21.2 کروڑ ٹن رکھا گیا تھا۔ نویں منصوبے کے آخری سال (2002-2001) تک اناج کی پیداوار 23.4 کروڑ ٹن تک پہنچانے کا نشانہ مقرر کیا گیا تھا۔ لیکن پیداوار ممکنہ صلاحیت سے کم رہنے کو دیکھتے ہوئے پیداوار کا نظر ثانی ہدف کم کر کے 21.8 کروڑ ٹن مقرر کیا گیا ہے۔

سال 2001-2000 میں اناج کی پیداوار میں 6.1 فی صد کی شرح سے کمی آئی، جو کہ سال 1998-1997 کی 3.6 فی صد

کمی سے بھی کافی زیادہ ہے۔ سال 2001-2000 میں اناج کی پیداوار 19.613 کروڑٹن ہونے کا تخمینہ لگایا گیا ہے یعنی پچھلے سال کے مقابلے اس میں 1.274 کروڑٹن کی کمی آئی۔ خریف کے اناج کی پیداوار بھی 2000-1999 کے 10.485 کروڑٹن سے گھٹ کر 2001-2000 میں 10.232 کروڑٹن رہ گئی۔ اس مدت میں ربیع کے اناج کی پیداوار بھی 10.402 کروڑٹن سے گھٹ کر 9.381 کروڑٹن رہ گئی۔ دالوں کی پیداوار میں بھی 16.3 لاکھ ٹن کی کمی آئی، جو 2000-1999 کے 1.335 کروڑٹن سے کم ہوکر 1.172 کروڑٹن رہ گئی۔

سال 2001-2000 کے دوران تلہن کی پیداوار 1.887 کروڑٹن ہونے کا اندازہ ہے جس میں 2000-1999 کے مقابلے تیزی سے کمی آئی، تب یہ 2.087 کروڑٹن ہوئی تھی۔ کپاس کی پیداوار میں بھی کمی آئی، جو پچھلے سال کے 1.164 کروڑ گانٹھوں سے گھٹ کر 1.148 کروڑ گانٹھیں رہ گئیں۔ لیکن گنے کی پیداوار پچھلے سال کے 29.23 کروڑٹن سے بڑھ کر 2001-2000 میں 30.144 کروڑٹن پر پہنچ گئی۔

باغبانی اور پوداکاری فصلیں

ملک میں مختلف زرعی آب وہوا کے حالات ہیں، جن سے بڑی تعداد میں باغبانی اور پوداکاری فصلوں کی کاشت کے مواقع بڑے پیمانے پر دستیاب ہیں۔ پوداکاری فصلیں ملک کے قابل کاشت رقبے کے 8 فی صد زمینی حصے پر اگائی جاتی ہیں۔ اس کی مجموعی گھریلو پیداوار میں زراعت سے ہونے والی آمدنی میں 24.5 فی صد کا حصہ ہے۔ سال 2000-1999 کے دوران پھلوں کی پیداوار 4.6 کروڑٹن اور سبزیوں کی 9.1 کروڑٹن رہی۔ آٹھویں پنج سالہ منصوبے میں باغبانی سیکٹر کے فروغ کی کافی حوصلہ افزائی کی گئی۔ باغبانی کے ابھرتے سیکٹروں میں ادویاتی اور عطری (خوشبو والے) پودوں، پھولوں، سمارو غ وغیرہ کی کھیتی شامل ہے۔ شہد مکھی پالن پر بھی بڑے پیمانے پر زور دیا جاتا ہے، کیوں کہ اس سے فصلوں کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن مطلوبہ بنیادی سہولیات کی کمی اور فصل تیار ہونے کے بعد اس کے انتظام کے لیے موزوں طریقہ کار کا نہ اپنایا جانا باعث فکر ہے۔ اس سے مختلف سطحوں پر کل باغبانی پیداوار میں تقریباً 37 فی صد پیداوار ضائع ہوجاتی ہے۔ ملک میں پروسسنگ سہولیات کی حالت بھی اطمینان بخش نہیں ہے۔

سال 1991-1990 سے 2000-1999 کی مدت میں چائے کی پیداوار 72 کروڑ کلوگرام سے بڑھ کر 80.56 کروڑ کلوگرام تک پہنچ گئی۔ اس مدت میں کافی کی پیداوار 17 لاکھ ٹن سے بڑھ کر 29.2 لاکھ ٹن تک پہنچ گئی۔ اسی طرح قدرتی ربر کی پیداوار بھی 33 لاکھ ٹن سے بڑھ 62.2 لاکھ ٹن ہوگئی۔

مویشی پالن اور ڈیری صنعت

ہندوستان مویشیوں کے انواع واقسام کے لحاظ سے بہت ہی خوشحال ملک ہے۔ یہاں گائے کی 30، بھینس کی 10، بھیڑ کی 42، بکری کی 20، اونٹ کی 9، گھوڑے کی 6، سور کی تین اور مرغیوں کی 18 نسلیں پائی جاتی ہیں۔ گایوں (20.458 کروڑ) اور بھینسوں (8.421 کروڑ) کی تعداد کے اعتبار سے ہندستان کا دنیا میں پہلا، بکروں (11.528 کروڑ) میں دوسرا، بھیڑ (5.078 کروڑ) میں تیسرا اور مرغیوں (30.707 کروڑ) میں ساتواں مقام ہے۔ ہندوستانی مویشی دیہی عوام کی سماجی۔ معاشی حالت کو بہتر بنانے میں اہم کردار نبھاتے ہیں۔ مجموعی گھریلو پیداوار میں مویشی سیکٹر کا اشتراک 1991-1980 کے دوران 5.70 فی صد تھا۔ جو 1999-1998 تک بڑھ کر 6.11 فی صد ہوگیا۔ پچھلے ڈھائی دہوں میں دودھ پیداوار میں سالانہ

اضافہ شرح لگاتار 4.21 فی صد قائم رہنے اور گوشت (4.34 فی صد) اور مرغی (5.87 فی صد) سیکٹر کے اضافہ کی شرح اس سے بھی زیادہ رہنے کی وجہ سے یہ ممکن ہوا۔ مویشی سیکٹر کی پیداوار کی قیمت 1999-1998 میں تقریباً 1,23,076 کروڑ روپے تھی جو زرعی اور متعلقہ سیکٹروں کے پیداوار کی قیمت کا تقریباً 22 فی صد ہوتی ہے۔ مویشی پالن میں خاص کر دیہی عورتوں کے لیے (تقریباً 1.5 کروڑ افراد) بڑی تعداد میں خود روزگار کے مواقع دستیاب ہیں۔

زرعی برآمد

ہندوستانی زرعی برآمد کے تحت مختلف پیداوار شامل ہیں۔ چائے، کافی اور مسالوں کا ہندوستان روایتی طور سے برآمد کار رہا ہے۔ نرم کاری تجارتی انتظام کے تحت چاول، باسمتی اور غیر باسمتی دونوں اقسام کی برآمد کو بڑھاوا ملا ہے۔ اسی طرح سمندری پیداواروں کو بھی برآمد کی جانے والی اشیاء میں اہم مقام حاصل ہو گیا ہے۔

سال 1991-1990 کے دوران 6,317 کروڑ روپئے (352.1 کروڑ امریکی ڈالر) قیمت کی زرعی اشیاء برآمد کی گئیں۔ یہ 2000-1999 میں بڑھ کر 24,576 کروڑ روپئے (567.1 کروڑ امریکی ڈالر) پر پہنچ گئی۔ ملک کی کل تجارتی برآمد میں زرعی سیکٹر کی حصہ داری 1991-1990 میں 19.4 فی صد تھی۔ جو گھٹ کر 14.6 فی صد رہ گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ملک کی برآمد میں تنوع آیا اور زرعی پیداوار کے مقابلے میں دیگر صنعتی پیداواروں کی حصہ داری بڑھ گئی کئی دہوں سے چائے اور مسالوں کی، برآمد سیکٹر میں ہندوستان کی بے مثال غالب خصوصیت قائم ہے۔ ہندوستان عام طور سے اناج اور خاص طور سے چاول کے اہم برآمد کار کے طور پر ابھر رہا ہے۔ دنیا کی چاول کی تجارت میں ہندوستان کی حصہ داری 1990 میں صرف 6.4 فی صد تھی جو 1998 میں بڑھ کر 10.4 ہو گئی۔ قیمت کے لحاظ سے چاول کی برآمد 1991-1990 میں 25.7 کروڑ امریکی ڈالر تھی جو 2000-1999 میں بڑھ 71.7 کروڑ پہنچ گئی۔ پاکستان سے خوشبودار چاول اور دیگر ایشائی ممالک کے دوسرے اقسام سے سخت مقابلے کے باوجود ہندوستانی چاول کی برآمد میں اضافہ درج کیا گیا۔

ماہی گیری

ہندوستان، دنیا میں سب سے زیادہ مچھلی پیدا کرنے والے ممالک میں تیسرا بڑا پیدا کار ملک ہے۔ جہاں تک ندی، تالابوں سے مچھلی پیداوار کا سوال ہے۔ ہندوستان کا دنیا میں دوسرا مقام ہے۔ ملک میں مچھلی پیداوار میں لگاتار اضافہ درج کیا گیا ہے اور 2000-1999 میں یہ بڑھ کر 56.5 لاکھ ٹن ہو گیا۔ پچھلے دہے میں مچھلی پیداوار میں سالانہ اضافہ شرح 4.12 فی صد رہی۔ ندی تالابوں سے مچھلی پیداوار (اکیوا کلچر سمیت) 1991-1990 میں 15.4 لاکھ ٹن تھی جو 2000-1999 میں بڑھ کر 28.2 لاکھ ٹن ہو گئی۔ اس طرح اسی مدت میں مچھلی پیدوار میں سالانہ اضافہ شرح 6.55 فی صد درج ہوئی۔ فی الوقت اندرونی وسائل کی مچھلی پیداوار میں 49 فی صد اور بحری علاقے کا اشتراک 51 فی صد ہے۔ قیمت کے لحاظ سے مچھلی پیداوار کی برآمد 2001-2000 میں بڑھ کر 630.80 کروڑ ہو گئی جو 1991-1990 میں 89.33 کروڑ روپے تھی۔ اس طرح اس مدت میں سالانہ اضافہ شرح 19.18 فی صد درج ہوئی۔

قومی زرعی پالیسی

ہندوستانی زراعت کی وسیع صلاحیت کا حقیقی بھرپور استعمال، دیہی علاقوں میں زراعت کے فروغ کو بڑھاوا دینے کے لیے

بنیادی ڈھانچے کو مضبوط بنانے، قیمت افزائش کی حوصلہ افزائی کرنے، زرعی تجارت کے فروغ میں تیزی لانے دیہی علاقوں میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے، کسانوں اور زرعی مزدوروں اور ان کے خاندانوں کے لیے اطمینان بخش معیار زندگی حاصل کرنے، شہری علاقوں میں ہجرت کو روکنے اور اقتصادی نظام کی نرم کاری اور ہمہ گیریت سے پیدا چیلنجوں کا سامنا کرنے کے لیے قومی زرعی پالیسی کا اعلان کیا گیا ہے۔ دو دہے کی متعین مدت میں اس پالیسی کے تحت درج ذیل ہدف حاصل کیے جائیں گے: (a) زرعی سیکٹر میں 4 فی صد سے زیادہ سالانہ اضافہ شرح حاصل کرنا۔ (b) وسائل کے موثر استعمال پر مبنی فروغ کا ہدف حاصل کرنا تاکہ اپنی زمین، پانی اور حیاتی تنوع کی حفاظت کی جاسکے۔ (c) برابری کے ساتھ فروغ، یعنی ایسے فروغ کو انجام دنیا جس کا پھیلاؤ وسیع علاقوں اور زیادہ سے زیادہ کسانوں تک ہو، (d) مانگ پر مبنی فروغ جو گھریلو بازار کی ضرورتیں پوری کرے اور اقتصادی نرم کاری اور ہمہ گیریت سے پیدا چیلنجوں کے ضمن میں زرعی پیداواروں کی برآمد سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے میں مددگار ہو، اور (e) ایسی ترقی جو ٹکنالوجی، ماحول اور لاگت کے لحاظ سے مستقل ہے۔

آبپاشی

آبپاشی میں بڑے، اوسط اور چھوٹے منصوبوں کی صلاحیت 51-1950 میں دو کروڑ 26 لاکھ ہیکٹر سے بڑھ کر پہلے منصوبے کے آخیر میں دو کروڑ 62 لاکھ 60 ہزار، دوسرے منصوبے کے آخیر میں 2 کروڑ 90 لاکھ 80 ہزار، تیسرے منصوبے کے آخیر میں 3 کروڑ 35 لاکھ 70 ہزار اور 69-1966 میں 3 کروڑ 71 لاکھ ہیکٹر ہوگئی۔ 74-1969 کے آخیر میں آبپاشی کی صلاحیت 4 کروڑ 42 لاکھ ہیکٹر تک بڑھائی گئی۔ 80-1979 تک یہ 5 کروڑ 66 لاکھ 10 ہزار اور 85-1981 تک 6 کروڑ 52 لاکھ 20 ہزار ہیکٹر تک پہنچ گئی۔ آٹھویں منصوبے کے اخیر یعنی 97-1996 تک آبپاشی کی صلاحیت 8 کروڑ 62 لاکھ 60 ہزار ہیکٹر تک حاصل کی گئی اور اس کا استعمال 7 کروڑ 72 لاکھ 20 ہزار ہیکٹر میں کیا گیا۔ نویں پنج سالہ منصوبے میں 1 کروڑ 70 لاکھ 30 ہزار ہیکٹر علاقے میں آبپاشی صلاحیت پیدا کرنے اور ایک کروڑ 36 لاکھ 40 ہزار ہیکٹر صلاحیت کا استعمال کرنے کا ہدف رکھا گیا تھا۔ نویں منصوبے کے پہلے 2 سالوں میں 28.5 لاکھ ہیکٹر آبپاشی صلاحیت کو فروغ دینے اور 28.2 لاکھ ہیکٹر میں اس صلاحیت کا استعمال کیے جانے کا اندازہ ہے۔

توانائی

توانائی سیکٹر میں کل منصوبہ صلاحیت (استعمال میں نہ لائی گئی پیداواری صلاحیت کو لے کر) جو 1950 میں صرف 2301 میگا واٹ تھی، مارچ 1998 کے آخیر میں بڑھ کر 1,02,268 میگاواٹ (استعمال میں نہ لائی گئی پیداواری صلاحیت 13,166MW کو لے کر) ہوگئی۔ مارچ 2001 میں ملک کی مجموعی عوامی صرف صلاحیت بڑھ 1,01,154 میگاواٹ (عارضی) ہوگئی۔ جس میں 25,220 میگاواٹ پن بجلی 71,906 میگاواٹ تھرل، 2,758 میگاواٹ ایٹمی بجلی اور 1,270 ہوائی توانائی تھی۔ نویں پنج سالہ منصوبے 2000-1997 میں عوامی صرف صلاحیت میں 40,245 میگاواٹ کے اضافہ کا ہدف رکھا گیا ہے۔ اس ہدف کو حاصل کرنے کی سمت میں منصوبے کے پہلے 4 سالوں میں صرف صلاحیت میں بالترتیب 3,226 میگاواٹ، 4,242 میگاواٹ اور 4,507 میگاواٹ اور 3,776 میگاواٹ کا اضافہ ہوا ہے۔

دیہی الیکٹریفکیشن پروگرام کے تحت آٹھویں منصوبے کے آخیر تک (1991 کی مردم شماری کے مطابق) 5 لاکھ 87 ہزار گاؤں میں سے 4 لاکھ 99 ہزار گاؤں میں بجلی پہنچا کر بجلی لگانے کا 85 فیصد ہدف حاصل کیا گیا۔ مارچ 2001 تک 5.08 لاکھ

(86.5) گاؤوں کی بجلی کاری کی گئی۔

تعلیم

1986 میں بنی قومی تعلیمی پالیسی میں اس کے کارروائی منصوبے (پروگرام آف ایکشن) کے تحت 21 ویں صدی شروع ہونے سے پہلے 14 سال کی عمر کے سبھی بچوں کو اطمینان بخش سطح کی مفت اور لازمی تعلیم دینے کا ہدف رکھا گیا تھا۔ نویں منصوبے کے تحت تعلیم کے ہدف کو تین حصوں میں بانٹا گیا ہے۔ سبھی کی تعلیم تک رسائی، سبھی کو تعلیمی عمل میں بنائے رکھنا اور سبھی کو خواندہ بنانا، سال 2000 تک سب کے لئے ابتدائی تعلیم کا نظام کا ہدف حاصل کرنے کے لئے ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ساتھ صلاح ومشورے کے بعد مندرجہ ذیل اہم پالیسیاں طے کی گئیں۔

(1) درمیان میں ہی پڑھائی چھوڑنے والوں کے مسائل پر قابو کرنا اور پڑھائی جاری رکھنے پر پرزور (2) تعلیمی طور پر پسماندہ ریاستوں سے دھیان ہٹا کر پچھڑے اضلاع پر دھیان مرکوز کرنا (3) تعلیم حاصل کرنے کی کمترین سطح تک سبھی کی رسائی کو یقینی بنانا (4) اسکول کو زیادہ کارگر بنانا اساتذہ کی صلاحیت، تربیت میں اصلاح اور انہیں ترغیب دینا (5) پنچایتی راج اداروں ر دیہی تعلیم کمیٹیوں کے ذریعہ سے منصوبے کی لامرکزیت اور شراکت داری پرزور دینا۔

آٹھویں منصوبے کے دوران مرکز کی نگرانی میں مرکزی حکومت نے ابتدائی تعلیم کے سلسلہ میں اہم کردار ادا کیا۔ ان اسکیموں کا مقصد ملک میں ابتدائی تعلیم میں مثبت سدھار لانا اور تعلیم کی توسیع کرنا تھا۔ ان میں آپریشن بلیک بورڈ، تعلیم کی کمترین سطح، اساتذہ کی تعلیم کی تنظیم وتشکیل نو، پرائمری تعلیم کے لئے مقوی کھانے کا پروگرام (دوپہر کا کھانا) ضلع پرائمری تعلیم پروگرام اور اسکول میں داخلوں کو بڑھانا اور بنیادی تعلیم میں اصلاح شامل ہیں۔

اس کے نتیجے میں پچھلے سالوں میں ہمہ گیر ابتدائی تعلیم پروگراموں میں سدھار ہوا ہے۔ ابتدائی اسکولوں (درجہ ایک سے 5 تک) کی تعداد 1951-1950 کے 20.9 لاکھ کے مقابلے 1999-1998 میں بڑھ کر 62.70 اپر پرائمری اسکولوں (چھ سے آٹھویں تک) کی تعداد 51-1950 کے مقابلے 0.13 لاکھ سے بڑھ کر 1999-1998 میں 19 لاکھ ہو گئی۔ پرائمری سطح پر لڑکیوں کی داخلہ تعداد 1951-1950 کی 54 لاکھ کے مقابلے 1999-1998 میں بڑھ کر 4 کروڑ 82 لاکھ اور اپر پرائمری اسکولوں میں 5 لاکھ سے بڑھ کر ایک کروڑ 58 لاکھ 70 ہزار ہو گئی۔ لڑکیوں کے داخلے کی شرح لڑکوں کے مقابلے زیادہ رہی۔

پرائمری سطح پر لڑکیوں کے داخلے کا تناسب 51-1950 کے 24:80 سے بڑھ کر 1999-1998 میں 82:85 ہو گیا ہے۔ تازہ رجحانوں سے پتہ چلتا ہے کہ پرائمری سطح پر داخلوں میں جنس کا امتیاز کم ہو رہا ہے۔ حالانکہ اس کی رفتار دھیمی ہے۔ پرائمری سطح پر تعلیم ادھوری چھوڑنے والی لڑکیوں کی شرح بھی 61-1960 کی 90-70 کے مقابلے 1999-1998 میں گھٹ کر 44.66 فی صدرہ گئی۔ غیر رسمی تعلیم کے تحت نویں پنج سالہ منصوبے کے دوران متعدد ریاستوں ر مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں پروگراموں کو مضبوط کرنے پر زور دیا جا رہا ہے۔ رواں سال کے دوران 85 اور رضا کار اداروں کو 9,485 غیر رسمی تعلیمی مرکز چلانے کی منظوری دی گئی ہے۔

تعلیم بالغاں کے تحت ملک میں ناخواندگی دور کرنے کے لئے قومی مہم کو اہم پالیسی کے طور پر اپنایا گیا ہے۔ یہ خواندگی مہم، علاقہ خاص سے متعلق اور وقت مقررہ پر مبنی ہے اور انہیں رضا کارانہ، کفایت اور نتیجہ رخی کے طور پر فروغ دیا جا رہا ہے۔ قومی خواندگی

مشن کا اہم مقصد ملک میں 15 سے 35 عمر کے گروپ میں 10 کروڑ لوگوں کو کام کاج کے لائق خواندہ بنانا ہے تاکہ نئے خواندہ لوگوں میں استحکام کی سطح 75 فی صد پر پہونچائی جا سکے۔ مکمل خواندگی مشن کے تحت اب تک 457 اضلاع کا سروے کیا جا چکا ہے۔ ان میں سے 220 اضلاع بعد خواندگی مرحلے میں پہونچ گئے جب کہ 80 اضلاع جاری خواندگی مرحلے میں ہیں۔

53 ویں قومی نمونہ سروے تنظیم کے مطابق خواندگی کا فی صد 1999 کے 52 کے مقابلے 1997 میں بڑھ کر 62 ہوگئی اور 1998 میں اس کے 64 فی صد ہونے کا اندازہ ہے۔

خواندگی کی شہر۔ دیہی فرق تناسب میں 4 فی صد کی کافی گراوٹ آئی ہے۔ جو اس دہے میں ہوئی گراوٹ سے تیز ہے۔ 1991-97 کے دوران خواتین خواندگی مشن کے ذریعہ خواتین کی حصہ داری پر خصوصی زور دینے سے ممکن ہوا ہے۔ قومی نمونہ سروے تنظیم کے مطابق ملک میں 2001 تک خواندگی شرح کے 68 فی صد ہونے کی امید ہے۔

اقتصادی اور معاشرتی ترقی میں کردار نبھانے والی اعلی تعلیم میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ حکومت نے اعلی تعلیم میں سدھار لانے کی ٹھوس کوششیں کیں اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے یونیورسٹی گرانٹ کمیشن کی بازتشکیل کے لئے قدم اٹھانے، آزادی حاصل کرنے کے وقت ملک میں 20 یونیورسٹیاں اور 591 کالج تھے۔ جب کہ نومبر 1998 تک یونیورسٹیوں کی تعداد 187 اور یونیورسٹی کا درجہ حاصل کرنے والے اداروں کی تعداد 39 تھی۔ 2000-1999 کے شروع میں یونیورسٹیوں اور کالجوں میں 74 لاکھ 18 ہزار لوگوں نے داخلہ لیا، جس میں 25 لاکھ 74 ہزار خواتین تھیں۔ بائیو ٹکنالوجی، توانائی، تعلیم، الکٹرانکس، کمپیوٹر تعلیم اور کمرشیل انتظامیہ جیسے کئی نئے کورس (نصاب) شروع کئے گئے تاکہ ترقی یافتہ ملکوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔ نویں منصوبے کے دوران یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے مندرجہ ذیل عنوان کے تحت نئی سکیمیں شروع کی ہیں۔ (ا) برمحل کارآمد اور کوالٹی (ب) رسائی و برابری (ج) اخلاقی ر بالغان تواتر تعلیم (د) منتظمہ تعلیم اور وسائل کا تحرک۔ فاصلاتی اور خط و کتابت کورسوں کو ان لوگوں کو اعلی تعلیم حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ جو ریگی کورس کے لئے پورا وقت نہیں دے سکتے۔ درج فہرست، ذات درج فہرست قبیلہ اور دیگر پسماندہ طبقات اور اقلیتوں اور دیگر کمزور طبقات کو خصوصی سہولیات مہیا کرائی گئی ہیں۔

یونیورسٹی گرانٹ کمیشن نے بہت چھوٹے ٹرانسمیشن، جنہیں، ویری اسمال اَپرچر ٹرانسمیشن (وی۔ ایس۔ اے۔ ٹی) نٹ ورک کا نام دیا گیا ہے۔ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے، جو یونیورسٹیوں کے لئے، وائڈ ایریا نٹ ورک (ڈبلو۔ اے۔ این) یعنی وسیع علاقہ نٹ ورک کے طور پر کام کریگا۔ وی۔ ایس۔ اے۔ ٹی نٹ ورک کے استعمال میں اعداد و شمار کی منتقلی، بالواسطہ رسائی، ویڈیو کانفرسنگ فاصلاتی تعلیم اور ملٹی میڈیا سہولتیں شامل ہیں۔

تکنیکی تعلیم نظام نے ملک بھر میں اپنی کوریج اور پہونچ بڑھائی ہے۔ تاکہ پیداوار اور تکنیکی ضرورتوں کے مطابق، تنظیمی یا غیر تنظیمی اور دیہی علاقوں کی ضرورتیں بھی پوری کی جا سکیں۔ صنعتیں اور تجارتی سسٹم اور تعلیمی اداروں کے باہمد گر عمل کو ترجیح دی جا رہی ہے۔ جس سے وہ باہمی تعاون سے سرگرمیاں چلا سکیں۔ سات بڑے کلی حلقوں میں صنعت سے متعلق تحقیق و ترقی کے ابھرتے ہوئے چیلنج کا مقابلہ کرنے میں تکنیکی فروغ مہم کا خصوصی اشتراک رہا ہے۔ پولی ٹیکنک اداروں پر تکنیکی تعلیم کا معیار بڑھانے کے عالمی بینک کی مدد سے چلائی گئی سرکاری سیکٹر پروجیکٹ پورا کیا جا رہا ہے کیونکہ اس کا تیسرا مرحلہ پہلے ہی شروع کیا جا چکا ہے۔ ملک کے مشرق شمالی علاقوں کو خدمات مہیا کرنے کے لئے آسام میں نیا انڈین انسٹی ٹیوٹ ٹکنالوجی (آئی۔ آئی۔ ٹی) کھولا گیا جس کی تکنیکی اور صنعتی سرگرمیاں انفارمیشن ٹکنالوجی پر مبنی ہوں گی۔ گوالیار اور الہ آباد میں ایک ایک انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی قائم کی گئی ہیں۔

صنعت: 98-1997 میں صنعتی افزائش میں معمولی اصلاح ہوئی تھی اور یہ 6.6 فی صد پر پہونچ گئی تھی، لیکن 99-1998 میں گھٹ کر 4.1 فی صد ہوگئی۔ کان کنی اور پیداواری سیکٹر میں 7 ہوئی خراب کارکردگیوں کو اس گراوٹ کا سبب مانا جا سکتا ہے۔ 2000-1999 کے دوران صنعتی پیداوار میں نمایاں سدھار ہوا ہے۔ اپریل۔ دسمبر 2000-1999 کے دوران مجموعی صنعتی پیداوار میں 6.7 فی صد کا نمایاں اضافہ درج ہوا، جب کہ 1999-1998 میں اسی مدت کے دوران یہ 4.1 فی صد تھی۔ خاص کر پیداوار شعبے میں قابل ذکر سدھار دکھائی دیا، جہاں اضافہ کی شرح 7.1 فی صد درج ہوئی، استعمال پر مبنی درجہ بندی کے مطابق، بنیادی اشیا، ثانوی اشیاء اور صارفین اشیا میں 2001-2000 کے دوران اعلی افزائش ہوئی لیکن پونجی سے متعلقہ سامان کی پیداوار میں 2000-1999 میں 7.1 فی صد سے گر کر 5.2 فی صد رہ گئی۔ صرف پر مبنی درجہ بندی کے مطابق 2001-2000 میں ملا جلا رخ رہا۔ پائیدار اور ناپائیدار اشیاء سمیت صارفین اشیاء کی اضافہ شرح 2001-2000 میں پچھلے سال کے 5:7 فی صد اضافے کے مقابلے 7.9 فی صد اضافہ درج ہوا۔ بنیادی اشیا، پونجی اشیاء اور ثانوی اشیا میں اضافہ کی شرح میں بھاری گراوٹ درج کی گئی اور سال 2001-2000 میں یہ شرح بالترتیب 3.8 فی صد، 1.4 فی صد اور 4.5 فی صد رہی جب کہ پچھلے سال یہ شرح 5.5 فی صد، 6.9 فیصد اور 8.8 فی صد تھیں۔ بجلی، معدنی یا خام، تیل، ریفائنری، کوئلہ، اسٹیل اور سیمنٹ جیسی 6 بنیادی اور اساسی ساخت والی صنعتوں میں 2001-2000 کے دوران 5.3 فی صد افزائش درج ہوئی جب کہ اس سے پچھلے سال 2000-1999 کی اسی مدت میں یہ اضافہ 9.1 فی صد تھا۔ صنعتی پیداوار سے متعلق مجموعی اشاریہ میں ان 6 شعبوں کو 26.7 فی صد ترجیح دی جاتی ہے۔ سال 2001-2000 میں صنعتی افزائش میں کمی کا سبب ان عنصر کو جاتا ہے۔ گھریلو بازار میں ثانوی اشیاء کی مانگ میں کم پونجی والے سامان کی انونٹری سے متعلق مانگ میں کمی، تیل کی اونچی قیمت، کچھ سیکٹروں میں زائد صلاحیت کی موجودگی، کاروباری دور، صنعتی بازتشکیل میں موجود تطابق کی کمی اور گجرات زلزلے جیسا المیہ، اور سود کی اونچی شرح جس کی وجہ سے نجی سرمایہ کاری پر مخالف اثر پڑا اور عالمی اقتصادیات میں سست رفتاری وغیرہ بھی اس کی وجوہ میں شامل ہیں۔ معاشی اصلاحات کے بعد کی مدت میں 1999-1991 کے دوران کل ملا کر بلاواسطہ غیر ملکی سرمایہ کاری کی 12,050 تجاویز اور 6,869 غیر ملکی تکنیکی معاہدوں کی منظوری کی گئی جن میں تقریباً 24 کھرب 67 ارب 97 کروڑ 53 لاکھ روپے کی سرمایہ کاری کی گنجائش تھی۔

پنچایتی راج ادارے: آئین کے 73 ویں ترمیم ایکٹ 1992 پاس ہونے کے ساتھ ملک میں اقتدار کی تیسری سطح کی شکل میں پنچایتی راج اداروں کی ابتدا ہوئی۔ اس ایکٹ کے پاس ہونے کے بعد کچھ ریاستوں کو چھوڑ کر تقریباً سبھی ریاستوں / مرکز کے زیر انتظام علاقوں نے مختلف سطح پر مضبوط، عملی اور ذمہ دار پنچایتوں کے قیام کے لیے موزوں قانون پاس کیے۔ کچھ مستثنیات کے علاوہ سبھی ریاستوں میں نئے اہتمام کے مطابق پنچایتوں کی تشکیل کی گئی۔ کیرل، مدھیہ پردیش جیسی کچھ ریاستوں میں تو دوسری بار بھی پنچایتوں کے چناؤ ہو چکے ہیں۔

پنچایتی راج ایکٹ کے تحت پنچایتی راج اداروں کے ذریعے ایک ایسے لامرکزی ترقیاتی عمل کے قیام کا اہتمام ہے، جس سے فیصلہ کرنے، انھیں نافذ کرنے اور لوگوں کی معیار زندگی اور حالات سے متعلق خدمات کے تقسیمی عمل میں عام لوگوں کو شریک کار بنایا جا سکے۔ اس ہدف کو حاصل کرنے کے لیے دفعہ 243 (G) کے تحت ریاستوں سے کہا گیا ہے کہ پنچایتی راج اداروں کو مطلوبہ مالی اور انتظامی اختیار دیں، تاکہ وہ مقامی انتظامیہ کے کارگر ادارے کے طور پر کام کر سکیں۔ اس میں پنچایتی راج اداروں کو اقتصادی ترقی اور سماجی انصاف کے لیے منصوبوں کو تیار کرنے اور انھیں لاگو کرنے کے اختیار بھی سونپے گئے ہیں۔ اس کے لیے آئین کے گیارہویں شیڈول میں 29 موضوعات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس پروویژن کی پابندی کے لیے ریاستوں سے یہ امید کی گئی ہے کہ وہ پنچایتی راج اداروں سے متعلق 29 موضوعات کے بارے میں عہدیداران کے ساتھ انتظامی اور مالی اختیارات کو بھی

جدول 14.1 صنعتی سیکٹر کے بنیادی ڈھانچے کی سالانہ شرح افزائش

	سیکٹر	1996-97 فی صد	1997-98 فی صد	1998-99 فی صد	1999-2000 فی صد	2000-2001 فی صد	سال 2000-2001 کے دوران اصل پیداوار (عارضی)
1	توانائی پیداوار	3.8	6.6	6.6	7,1	3.9	499.45(BU)
2-	کوئلہ پیداوار	5.8	3.6	-2.0	3.0	3.0	307.87(MT)
3-	فروخت کے قابل فولاد پیداوار	1.6	0.6	-1.5	12.5	7.0	30.42(MT)
4-	ریلوے محصول آمدنی مال آمدورفت	4.6	5.0	-2.0	8.4	3.7	473.25(MT)
5-	اہم بندرگاہوں پر مال کی ڈھلائی	5.5	10.6	0.1	8.0	3.3	280.96(MT)
6-	ٹیلی مواصلات						
	a) سوئچنگ صلاحیت میں کل اضافہ	19.7	13.0	36.1	40.2	6.4	71,46,070Lines)
	b) ٹیلی فون کنکشن	17.5	27.1	16.4	29.7	20.5	59,24,789(Nos.)
	(مانیٹر کیے ہوئے سیکٹر) کے لئے ٹیلی مواصلات کا اہتمام						
	c) گاؤں میں عوامی ٹیلی فون	74.1	-24.4	-13.5	-8.3	1.0	34,317(Nos.)
7-	سیمنٹ پیداوار	9.5	9.1	5.6	14.0	-0.5	99.94(MT)
8-	کھاد کی پیداوار						
	a) نائٹروجن	-2.0	17.3	3.9	4.1	0.7	10.96(MT)
	b) فاسفیٹ	-0.1	16.4	3.1	7.1	10.3	3.75(MT)
9-	پٹرولیم						
	a) خام تیل کی پیداوار	-8.6	2.8	-2.8	-2.2	1.6	32.48(MT)
	b) ریفائنری مقدار	6.9	3.6	5.2	25.3	20.4	103.48(MT)
-10	شہری ہوابازی						
	a) برآمد سامان کی ڈھلائی	-	-0.2	-4.2	10.8	5.1	3,25,087(MtT)
	b) درآمد سامان کی ڈھلائی	-	1.4	-2.4	16.2	3.6	1,66,447(MtT)
	c) مسافروں کی آمدورفت	-	3.1	0.0	0.0	4.6	123.46(Lakh PAX)
	d) کمرشیل ٹرمنلوں پر مسافروں کی آمدورفت		-2.8	0.3	7.4	7.7	164.91(Lakh PAX)
-11	سڑک						
	a) قومی شاہراہوں کے معیار میں بہتری	-11.7	-34.9	47.6	68.6	27.3	1,751(Kms)
	b) قومی شاہراہوں پر کیا گیا خرچ	123.5	-62.5	137.5	82.5	28.8	134 (Nos.)

BU۔ بلین یونٹ
MT۔ ملین یونٹ
MtT میٹرک ٹن

جدول 14.2: بیس نکاتی پروگرام کی کل ہندکارکردگی (1999-1998 سے اپریل۔دسمبر 2000 تک)

نمبر شمار	پوائنٹ	مد	اکائی	1998-1999 ہدف	1998-1999 حصولیابی	1998-1999 فیصد	1999-2000 ہدف	1999-2000 حصولیابی	1999-2000 فیصد	2000-2001 ہدف	2000-2001 حصولیابی	2000-2001 فیصد
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11	12	13
1	1B	جواہر روزگار یوجنا@	افرادی دن	3964.8	3804.8	96.0	-	2655.6	-	-	1227.7	•
2	5A	فالتو زمین کی تقسیم	1000 ہیکٹر	65.6	25.4	39.0	44.8	25.6	57.0	9.3	14.4	155.0
3	7A	پینے کے پانی کا حل	تعداد	104.9	112.2	107.0	90.1	75.2	83.0	53.4	33.4	63.0
4	8A	کمیونٹی طبی مراکز	تعداد	729.0	112.0	15.0	729.0	92.0	13.0	145.0	14.0	10.0
5	8B	پرائمری طبی مراکز	تعداد	381.0	325.0	85.0	381.0	144.0	38.0	192.0	9.0	5.0
6	8D	بچوں کو ٹیکہ لگانا*@@	لاکھ تعداد	251.2	235.3	94.0	247.2	240.3	97.0	182.6	160.0	88.0
7	9C	آئی۔سی۔ڈی۔ایس بلاک$	تعداد	3882.0	3882.0	100.0	3882.0	3883.0	100.0	4498.0	4384.0	97.0
8	9D	آنگن واڑی$	تعداد	408.2	438.0	107.0	441.2	495.9	112.0	502.9	504.3	100.0
9	11A	درج فہرست ذاتوں کو امداد	تعداد	2425.0	2559.2	106.0	2500.0	1930.6	77.0	156.1	81.7	52.0
10	11B	درج فہرست قبیلوں کو امداد	تعداد	1100.7	1181.9	107.0	1113.4	1029.0	92.0	768.1	489.2	64.0
11	14C	درج فہرست ذاتوں/قبیلوں کے کنبوں کے لئے اندرا آواس یوجنا@	تعداد	987.5	888.0	90.0	845.2	836.4	99.0	595.6	354.7	60.0
12	14D	معاشی اعتبار سے کمزور طبقوں کو مکان مخصوص کرنا	تعداد	118.2	116.9	99.0	68.6	102.5	149.0	117.7	200.7	171.0
13	14E	کم آمدنی والے طبقوں کے مکان	تعداد	57.8	41.2	71.0	40.2	26.8	67.0	16.4	11.3	69.0
14	14F	جگی جھونپڑی سدھار (آبادی)@	تعداد	-	-	-	426.5	142.2	33.0	300.2	85.1	28.0
15	15	سلم بہتری آبادی	تعداد	4330.3	3344.4	77.0	4706.2	5572.6	118.0	3058.2	2995.7	98.0
16	16A	شجرکاری	لاکھ تعداد	11166.1	11542.3	103.0	12130.4	11771.6	97.0	11379.8	8996.2	79.0
17	16B	کور کیا جانے والا ایریا	000 ہیکٹر	1175.0	1588.5	135.0	1318.5	1399.4	106.0	1227.3	805.1	6.0
18	19A	الیکٹریفائڈ گاؤں	تعداد	2000.0	2757.0	138.0	2000.0	1914.0	96.0	132.5	55.5	42.0
19	19B	پمپ سیٹوں کو بجلی	تعداد	250.0	345.9	138.0	250.0	277.2	111.0	96.8	183.1	189.0
20	19C	ترقی یافتہ چولہے	تعداد	1198.0	1249.8	104.0	1845.0	1732.1	94.0	786.4	521.2	6.0
21	19D	بایو گیس پلانٹ	تعداد	100.7	112.0	111.0	120.4	124.8	104.0	69.2	49.3	71.0

* سو فیصد مرکزی شیئر پر مرکزی حمایت یافتہ اسکیم
@ 80:20 کے تناسب میں مرکز اور ریاستوں کے ذریعہ اسپانسر شدہ اسکیم
@@ ڈی۔پی۔ٹی، پولیو اور بی سی جی کے تازہ ترین اعداد و شمار وزارت صحت و بہبود اور ریاستوں اور مرکز کے ذریعہ فراہم کئے اعداد و شمار سے لئے گئے ہیں۔
$ خواتین و ترقی محکمہ، وزارت برائے انسانی فروغ وسائل کے ذریعہ فراہم کئے گئے اعداد و شمار سے لئے گئے ہیں۔
نوٹ: اس تفصیل میں بتائی کامیابیوں کے فیصد اور کچھ مدوں کی بیوروں میں معمولی فرق ہو سکتا ہے۔
☆ 2000-1999 میں اس کی جگہ جواہر گرام سمردھی یوجنا نے لے لی ہے۔

فروغ دیں۔ اس ضمن میں تین Fs یعنی فنکشن (عمل)، فنکشنر یز (کارکن) اور فنڈ سے متعلق نفوذ مختلف ریاستوں میں الگ الگ مراحل میں جاری ہیں۔ درحقیقت کیرل، مدھیہ پردیش، اتر پردیش، تملناڈ جیسی ریاستوں میں ترقیاتی عمل کارگر ڈھنگ سے آگے بڑھا ہے۔ جہاں چندہ مدوں کے ضمن میں پنچایتی راج اداروں میں تین Fs (فنکشن، فنکشنر یز اور فنڈ) سے متعلق اختیارات کو منتقل کیا گیا ہے۔ آئین کی دفعہ (i) 243 میں ریاستی مالی کمیشن (SFC) کی تشکیل کا اہتمام ہے جو پنچایتوں کی مالی حالت کا تجزیہ کریں گے اور ریاستی حکومتوں اور پنچایتوں کے درمیان خالص ٹیکسوں کی تقسیم پر لاگو ہونے والے اصولوں اور پنچایتوں کے ذریعے وصول کیے جانے والے ٹیکسوں اور انھیں دی جانے والی مالی اعانت کے بارے میں سفارش کریں گے۔ کچھ مستثنیات کو چھوڑ کر بھی ریاستوں نے اپنے اپنے مالی کمیشن کی تشکیل کرلی ہے۔ زیادہ تر ریاستوں کے مالی کمیشنوں نے متعلقہ ریاستی حکومتوں کو اپنی رپورٹ پیش کردی ہے۔ کچھ ریاستوں نے اپنے ریاستی مالی کمیشنوں کی سفارشیں مکمل طور پر قبول کرلی ہیں، جب کہ کچھ دیگر ریاستوں نے مالی کمیشن کی رپورٹ کو جزوی طور پر قبول کرلیا ہے یا ابھی ان پر غور کیا جارہا ہے۔ کیرل جیسی کچھ ریاستوں نے دوسرے مالی کمیشن کی بھی تشکیل کرلی ہے۔

74ویں آئینی ترمیم ایکٹ کی دفعہ (Z) اور (D) کے تحت لامرکزی منصوبوں کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ ہر ایک ریاست میں ضلعی سطح پر ضلع پلاننگ کمیٹی (DPC) کی تشکیل کی جائے گی تاکہ ضلع میں پنچایتوں اور میونسپلٹیوں کے ذریعے تیار کیے گئے منصوبوں کو مضبوطی فراہم کی جاسکے اور پورے ضلع کے لیے ترقیاتی منصوبے کا مسودہ تیار کیا جاسکے۔ اس طرح ضلعی منصوبہ کمیٹیوں کا قیام ہر ضلع میں ہونا ہے۔ جو شہری اور دیہی علاقوں دونوں کے لیے ملے جلے منصوبے تیار کریں گی۔

پنچایت (درج فہرست علاقوں میں وسعت) ایکٹ 1996 کے پرویژن 24 دسمبر 1996 سے لاگو ہوگئے ہیں۔ ایکٹ میں آٹھ ریاستوں کے قبائلی علاقوں میں پنچایتوں کی توسیع کا اہتمام ہے۔ یہ ریاستیں ہیں۔ آندھرا پردیش، بہار، گجرات، ہماچل پردیش، مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، اڑیسہ اور راجستھان۔ اس سے قبائلی سماج قدرتی وسائل پر اپنے روایتی حقوق کا تحفظ کرسکے گا اور اپنے تقدیری امور پر خود ہی نگرانی رکھ سکے گا۔

گرام سبھا کو اب جمہوریت میں حصہ داری اور لامرکزی نظام میں نہایت اہم ادارے کی شکل میں تسلیم کیا گیا ہے۔ سال 2000-1999 کو ''گرام سبھا سال'' کے طور پر منایا جانا، اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ زیادہ کھلاپن اور جواب دہی کو یقینی بنانے کے لیے ریاستی حکومتوں کا دھیان اس طرف دلایا گیا ہے کہ گرام سبھا سماجی آڈٹ (حساب کی جانچ پڑتال) کے نظام کے ذریعے ترقیاتی پروگراموں کے مناسب عمل درآمد میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ کئی ریاستوں نے گرام سبھاؤں کو مضبوط بنانے اور ان کی میٹنگ وقت پر ہو یہ یقینی بنانے کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں۔

73ویں آئینی ترمیم کے تناظر میں ضلعی دیہی ترقیاتی ایجنسیوں کو بھی نئی شکل دی جارہی ہے تاکہ انھیں بدلے ہوئے ماحول کے مطابق بنایا جاسکے۔ یہ ایجنسیاں اب ضلع پریشد کی نگرانی اور دیکھ ریکھ میں کام کریں گی۔

پنچایتی راج اداروں کو کامیاب بنانے اور ان میں صلاحیت پیدا کرنے کے لیے ایک مدت معینہ تربیتی پروگرام ان اداروں کے نئے ممبروں، درج فہرست ذاتوں/ قبائل/ عورتوں اور سرکاری عہدیداران کے لیے شروع کیا گیا ہے، تاکہ انھیں منصوبہ عمل اور مختلف پروگراموں کی عمل درآمد ٹکنالوجی اور دیگر ممکنہ جانکاری دی جاسکے۔

شماریات اور نفاذ پروگرام وزارت کو ملک کے گیارہ صنعتی ڈھانچے کے سیکٹروں یعنی بجلی، کوئلہ، فولاد، ریلوے، بندرگاہ، سڑک،

شہری ہوابازی، ٹیلی مواصلات، کھاد، سیمنٹ، اور پیٹرولیم کے ماہانہ کام کاج پر نظر رکھنی پڑتی ہے۔ اور اس کی رپورٹ وزیراعظم کے آفس اور کابینہ کے سکریٹریٹ کو بھیجنی پڑتی ہے۔ 97-1996 سے ہر بنیادی ڈھانچے کے سیکٹر کی شرح افزائش اور سال 2001-2000 کے دوران ان کی پیداوار/کارکردگی صلاحیت جدول 14.1 میں دی گئی ہے۔

بیس نکاتی پروگرام کی مانیٹرنگ

بیس نکاتی پروگرام ایک پیکیج ہے، جس کے تحت مرکزی حکومت، ریاستی حکومت مرکز کے زیر انتظام علاقوں، انتظامیہ کے ذریعے نافذ کیے جا رہے، منصوبہ بند/غیر منصوبہ بند دونوں ہی طرح کے پروگرام/اسکیمیں شامل ہیں۔ ملک کی غریب اور سہولتوں سے محروم آبادی کی زندگی پر ان پروگراموں کا سیدھا اثر پڑتا ہے۔ خلاصے کے طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ پروگرام سرکار کی ترجیحات اور پابند اوقات طریقے سے سماجی۔ اقتصادی مسائل کو حل کرنے اور اس کے سروکار کا ایک دستاویز ہے۔ ان ہدف شدہ اسکیموں/پروگراموں کا فائدہ ہدف شدہ گروپوں تک پہنچاتا ہے۔ بیس نکاتی، پروگرام کی شروعات 1975 میں کی گئی تھی۔ اس وسیع پروگرام میں 1982 اور 1988 میں ترمیم کی گئی۔

بیس نکاتی پروگرام 1986 کی اہمیت: 20 نکاتی پروگرام ریاستی حکومتوں/مرکز کے زیر انتظام انتظامیہ اور مرکزی محکموں کے منصوبہ بند اور غیر منصوبہ بند دونوں مدوں کا ناگزیر حصہ ہے۔ اس پروگرام کے تحت مختلف مدوں کے لئے خرچ ریاستی حکومتوں/مرکز کے زیر انتظام اور مرکزی حکومت کی نوڈل وزارتوں/محکموں کے ذریعہ متعلقہ منصوبوں کے مدوں کے تحت فراہم کرایا جاتا ہے۔ خاندانی بہبود جیسے کچھ پروگراموں کے لئے رقم کا پورا انتظام مرکز کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ جب کہ دیگر پروگراموں جیسے سورن جینتی گرام سُوروزگار یوجنا، اور اندرا آواس یوجنا کے لئے مرکز اور ریاستیں مشترکہ طور پر رقم فراہم کراتی ہیں۔

1986 کے تحت معاملوں پر متعلقہ محکموں/وزارتوں نے ریاستوں کے ساتھ صلاح ومشورہ کر کے سالانہ ہدف طے کئے۔ نفاذ پروگرام محکمہ بیس نکاتی پروگرام 1986 کے تحت نگرانی کے لئے 119 مدوں کی پہچان کی گئی ہے۔ 54 مدوں کو اندازے کی بنیاد پر اور 65 مدوں کی طبعی بنیاد پر نگرانی کی گئی ہے۔ مقدار کے تعین کے لئے شناخت کی گئی 65 مدوں میں سے 20 مدوں کی رپورٹ ماہانہ بھیجی جاتی ہے۔ ماہانہ طور پر نگرانی والے بیس نکاتی پروگراموں کی مدوں میں کل ہند بنیاد پر 1999-1998 سے 2000-1999 اور اپریل سے دسمبر 2000 تک کے لئے کام کاج کی فہرست 14.2 میں ظاہر کیا گیا ہے۔

ممبران پارلیمنٹ کے مقامی حلقے کی ترقی اسکیم

ممبران پارلیمنٹ کے انتخابی حلقہ ترقی اسکیم کا اعلان پارلیمنٹ میں 23 دسمبر 1993 کو کیا گیا تھا۔ اس کے تحت ہر ایک ممبر اپنے انتخابی حلقے میں متعلقہ ضلع کلکٹر کو ہر سال ایک کروڑ روپئے کے خرچ والے کام کا مشورہ دے سکتا ہے۔ اس رقم کو 99-1998 میں بڑھا کر دو کروڑ روپے فی ممبر کر دیا گیا۔ ایوان بالا کا ممبر اپنی مرضی کے مطابق اس ریاست سے، جہاں سے وہ منتخب ہوا ہے۔

ایک یا اس سے زیادہ ضلعوں کو چن سکتا ہے۔ نامزد ممبر اپنی مرضی سے ریاست کے ایک یا اس سے زیادہ ضلعوں کو ترقی کے لئے منتخب کر سکتا ہے۔ ان اسکیموں کا نفاذ ضلع کلکٹروں کے ذریعہ، اس سے متعلق جاری ہدایات کے تحت کیا جاتا ہے۔ حکومت ہند کے محکمہ برائے نفاذ پروگرام پر اس کی ذمہ داری ہے۔

پہلے وزارت دیہی ترقی (اب وزارت دیہی علاقہ اور روزگار) کے پاس اس اسکیم کا انتظام تھا۔ بعد میں اسے اکتوبر

1994 سے وزارت پلاننگ اور نفاذ پروگرام کے، نفاذ پروگرام محکمے کو سونپ دیا گیا۔

اس اسکیم کی اہم باتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف) اس اسکیم کے تحت کام کرنے کی نوعیت ترقیاتی ہونی چاہئے، یہ مقامی ضرورتوں پر مبنی ہونی چاہئے جس سے مستحکم املاک بنائی جا سکے۔ (ب) اس اسکیم کے تحت سامان یا املاک آلات کی خرید یا محصول کے خرچ کی اجازت نہیں ہے۔ (ج) یہ کام ایسے ہونے چاہئیں جنہیں ایک یا دو مراحل یا مدت میں پورا کیا جا سکے۔ (د) اس اسکیم کے تحت جاری رقم منسوخ نہیں ہوگی۔

دسمبر 1993 میں اس اسکیم کے اعلان کے بعد وزارت دیہی ترقی نے 94-1993 کے لئے علامتی طور پر، فی ممبر پارلیمنٹ 5 لاکھ روپئے جاری کئے۔ یہ رقوم ریاستی حکومتوں کو جاری کی گئیں۔ 99-1998 سے ہر ممبر پارلیمنٹ کے لئے ایک کروڑ روپئے کی رقم بلاواسطہ طور پر ضلع کلکٹروں کو جاری کی جارہی ہے۔ 31 مارچ 2001ء تک اس اسکیم کے تحت 7,0978 کروڑ روپئے جاری کئے گئے۔ اس میں سے 4,649.49 کروڑ روپئے خرچ کئے جا چکے ہیں۔

جدول 14.3 میں ریاست وار واقعی خرچ کی تفصیل دی گئی ہے۔

کچھ علاقوں کی ترقی میں اس اسکیم کا کافی اچھا اثر پڑا ہے۔ اس کے تحت مختلف کام کئے گئے ہیں۔ جیسے اسکولی عمارتوں، اسپتالوں، دیہی سڑکوں، چھوٹے پلوں، ضعیف اور معذور افراد کے لئے قیام گاہوں، ثقافتی اور کھیل کود کی سرگرمیوں کے لئے عمارتوں، عوامی لائبریریوں، لاش بھٹی، عوامی بیت الخلاء کی تعمیر اور ٹیوب ویل کی کھدائی۔ ان کاموں سے سماج میں لوگوں کو کافی فائدہ پہنچا ہے۔

جدول 14.3

لوک سبھا اور راجیہ سبھا کے ممبران کو جاری کی گئی رقم رخرچ کی صورت حال (31 مارچ 2001 تک)

(لاکھ روپئے میں)

نمبر شمار	ریاست رمرکز کے زیر انتظام علاقے	مرکزی حکومت کے ذریعہ جاری رقم	منظور شدہ رقم	منظور شدہ کا فی صد	استعمال شدہ خرچ	جاری رقم سے استعمال رقم کا فی صد
1	آندھرا پردیش	58,185.0	55,096.0	94.7	40,386.5	69.4
2	اروناچل پردیش	2,765.0	2,512.1	90.9	1,798.1	65.0
3	آسام	18,785.0	1,324.0	87.0	13,336.8	71.0
4	بہار	52,520.0	4,895.0	89.3	34,269.6	65.3
5	چھتیس گڑھ	13,845.0	12,872.0	93.0	9,466.2	68.4
6	گوا	2,265.0	2,042.8	90.2	1,580.8	69.8
7	گجرات	33,175.0	29,122.0	87.8	20,977.66	63.2
8	ہریانہ	13,515.0	12,565.0	93.0	10,165.0	75.2

9	ہماچل پردیش	6,485.0	5,776.0	89.1	4,773.9	73.6
10	جموں اور کشمیر	5,400.0	4,407.4	81.6	2,568.6	47.6
11	جھارکھنڈ	13,030.0	10,804.0	82.9	7,872.1	60.4
12	کرناٹک	36,800.0	33,537.0	91.1	25,805.7	70.1
13	کیرالہ	26,075.0	23,437.0	89.9	13,955.3	53.5
14	مدھیہ پردیش	38,150.0	34,157.0	89.5	26,775.0	70.2
15	مہاراشٹر	59,965.0	55,671.0	92.8	33,542.8	55.9
16	منی پور	2,865.0	2,620.3	91.5	2,146.6	74.9
17	میگھالیہ	2,215.0	1,917.5	86.6	1,880.2	84.9
18	میزورم	2,010.0	1,824.0	90.7	1,715.4	85.3
19	ناگالینڈ	1,960.0	1,722.0	87.9	1,510.0	77.0
20	اڑیسہ	28,40.0	25,928.0	90.5	16,474.2	57.5
21	پنجاب	16,705.0	14,639.0	87.6	8,175.2	48.9
22	راجستھان	32,945.0	30,802.0	93.5	22,649.3	68.7
23	سکم	1,900.0	1,810.0	95.3	1,654.1	87.1
24	تمل ناڈو	56,85.0	54,685.0	96.5	46,891.6	82.7
25	تری پورہ	2,665.0	2,577.5	96.7	1,014.2	38.1
26	اترانچل	5,575.0	5,114.7	91.7	3,910.2	70.1
27	اترپردیش	1,03,090.0	94,580.0	91.7	69,709.2	67.6
28	مغربی بنگال	48,605.0	42,993.0	88.5	26,342.9	54.2
29	انڈومان نیکوبار	505.0	327.1	64.8	327.1	64.8
30	چنڈی گڑھ	655.0	579.8	88.5	392.9	60.0
31	دادرا اور نگر حویلی	955.0	914.2	95.7	536.9	56.2
32	دمن اور دیو	705.0	471.4	66.9	471.4	66.9
33	دہلی	9,295.0	7,797.7	83.9	6,039.8	5.0
34	لکش دیپ	755.0	716.4	94.9	716.4	94.9
35	پانڈیچری	2,010.0	1,900.0	94.5	655	32.6
	نامزد	7,740.0	5,947.4	76.8	4,462.6	57.7
	کل ٹوٹل	7,09,440.0	6,45,103.3	90.9	4,64,949.2	65.5
	اڑیسہ ریلیف	340.0	340.0			

15۔ زراعت

زراعت سیکٹر میں آج ہماری قوت محنت (Labour Force) کا تقریباً 64 فیصد حصہ روزی روٹی حاصل کررہا ہے اور کل گھریلو پیداوار کا تقریباً 26.4 فیصد اس سیکٹر سے ملتا ہے۔ ملک کی کل برآمد میں زراعت کا حصہ تقریباً 18 فیصد ہے۔ غیر زرعی سیکٹر کے لئے بڑی مقدار میں استعمال ہونے والی چیزیں اور بیشتر صنعتوں کے لئے خام مال زرعی سیکٹر سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اناج کی فی کس دستیابی 1999 میں یومیہ 467 گرام تک پہنچ گئی، جب کہ چھٹی دہائی کے شروع میں یہ فی کس 395 گرام یومیہ تھی۔ کیمیائی کھادوں کی کھپت کے معاملے میں امریکہ، سابق سوویت یونین اور چین کے بعد ہندوستان کا چوتھا مقام ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ علاقے پر دلہن کی کھیتی کرنے والا ملک ہندوستان ہی ہے، جب کہ کپاس کی پیداوار میں ہندوستان ایسا پہلا ملک ہے جہاں کپاس کی ایک میل دار قسم کو ترقی دی گئی ہے۔

فصلوں کے موسم

ہندوستان میں موٹے طور پر تین فصلیں ہوتی ہیں۔ خریف، ربیع اور گرمی کی فصل (زائد) خریف کے موسم میں خاص طور سے دھان، جوار، باجرا، مکا، کپاس، گنا، تل، اور مونگ پھلی کی کھیتی کی جاتی ہے۔ ربیع کی خاص فصلوں میں۔ گیہوں، جوار، جو، چنا، توریا اور سرسوں شامل ہیں۔ گرمی کے موسم میں بھی دھان، مکا، اور مونگ پھلی اگائی جاتی ہیں۔

زمین کا استعمال

ملک کا جغرافیائی رقبہ 3287.3 لاکھ ہیکٹر ہے۔ اس میں سے 92.8 فیصد زمین کے استعمال سے متعلق اعداد و شمار دستیاب ہیں۔ زمین کے استعمال کے بارے میں ریاستوں سے دستیاب اعداد و شمار کے مطابق 51-1950 میں 404.8 لاکھ ہیکٹر زمین پر جنگل تھے، جب کہ 1998-1997 میں یہ بڑھ کر 688.5 لاکھ ہیکٹر ہوگیا۔ اس عرصہ میں بوئی جانے والی زمین 1187.5 لاکھ ہیکٹر سے بڑھ کر 1,420.2 لاکھ ہیکٹر ہوگئی۔ فصلوں کی اقسام کے لحاظ سے اگر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ کھیتی والے کل علاقوں میں غیر اناج کے مقابلے اناج کی کھیتی زیادہ ہوتی رہی ہے۔ مگر اناج کی کھیتی جو 51-1950 میں 76.7 فیصد زمین پر ہورہی تھی۔ وہ 1998-1997 کے دوران کم ہوکر 66.6 رہ گئی۔

بیج

مختلف زرعی آب و ہوائی علاقوں میں زرعی پیداوار اور پیداواری میں مستقل افزائش کے لئے بیج اہم اور بنیادی عنصر ہے۔ معیاری بیج پروگرام تقریباً تین دہائی پہلے شروع کیا گیا تھا۔ چھٹی دہائی کے شروع میں ملک میں اچھے قسم کے بیجوں کی مقدار کچھ ہزار کنٹل ہی تھی۔ ہندوستانی بیج پروگرام بڑے پیمانے پر بیج کی افزائش کے لئے محدود پیڑھی سسٹم سے وابستہ رہا ہے۔ اس میں بیج کی تین پیڑھیاں تسلیم کی گئی ہیں۔ نسل کشی، بنیادی اور تصدیق شدہ بیج، اس کے تحت بیج کی افزائش کی کڑی میں نسل کشی سے لے کر کسانوں تک بیج کی پہنچ کے دوران کوالٹی کو یقینی بنانے کے لئے خاطر خواہ تدابیر کی گئی ہیں۔ 1997-1996 سے 2001-2000

کے دوران کسانوں کو تقسیم کی گئی تصدیق شدہ کوالٹی بیج کی مقدار اور 2001-2000 کے لئے نشانے نیچے ظاہر کئے گئے ہیں۔

سال	تصدیق شدہ/بہتر قسم کے بیج تقسیم (لاکھ کوئنٹل میں)
1996-1997	73.27
1997-1998	75.60
1998-1999	84.97
1999-2000	91.00
2000-2001	100.00 تخمینی
2001-2002	109.66 (ہدف)

بیج صنعت کا ڈھانچہ

بھارتی بیج پروگرام میں مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو ہندوستانی کونسل برائے زرعی تحقیق، ایس۔اے۔یو سسٹم اور عوامی سیکٹر، کوآپریٹو سیکٹر اور نجی اداروں کا تعاون شامل ہے۔ اس سیکٹر میں دو قومی سطح کے کارپوریشن جیسے ہندوستانی ریاستی فارم کارپوریشن اور قومی بیج کارپوریشن (NSC) 13 ریاستی بیج کارپوریشنس اور نجی سیکٹر کی تقریباً 100 اہم بیج کمپنیاں کام کررہی ہیں۔ کوالٹی کو کنٹرول کرنے اور تصدیق کے لئے 21 ریاستی بیج سرٹی فکیشن ایجنسیاں (SSCAS) اور 101 ریاستی بیج جانچ کرنے والی تجربہ گاہیں (SSTLS) ہیں۔ بیجوں کی پیداوار اور تقسیم میں نجی سیکٹر نے، خاص طور سے 1988 کی نئی بیج پالیسی اپنائے جانے کے بعد سے اہم کردار ادا کرنا شروع کردیا ہے مگر منظم بیج سیکٹر کی شکل میں، خاص کر اناج کی فصلوں اور اناج کے بیجوں کے سیکٹر میں عوامی سیکٹر کا تسلط برقرار ہے۔

قانونی انتظام اور پالیسی

ملک میں فروخت کئے جانے والے بیجوں کی کوالٹی کو کنٹرول کرنے کے لئے 1966 کا بیج ایکٹ قانونی بندوبست کرتا ہے۔ ایکٹ میں رضاکارانہ بنیاد پر بیجوں کی تصدیق کے سسٹم کا اہتمام ہے۔ ایکٹ میں یہ شرط بھی ہے کہ بیجوں کی مختلف قسموں کا اعلان کیا جائے۔ ایسا کرنا سرٹیفکیشن کی پیشگی شرط ہے۔

مرکزی بیج کمیٹی اور اس کی مختلف ذیلی کمیٹیاں و مرکزی بیج سرٹیفکیشن بورڈ، ایکٹ کے تحت قائم اہم ایجنسیاں ہیں جو اس کے انتظام سے متعلق سبھی معاملوں اور بیجوں کی کوالٹی پر کنٹرول کے لئے ذمہ دار ہیں۔

کسانوں کو معیاری بیجوں کی یکساں تقسیم کو یقینی بنانے کے لئے بیج کو 1955 کے لازمی اشیاء ایکٹ کے تحت ضروری اشیاء میں شامل کیا گیا ہے۔ حکومت ہند نے بیجوں پر کنٹرول رکھنے کے لئے 1983 میں بیج (کنٹرول) احکام جاری کیا تھا۔

کسانوں کے حق میں بیجوں کی برآمد کو بڑھاوا دینے کے لئے بیج برآمد کرنے کے عمل کو آسان بنایا گیا ہے۔ نجی طور پر تیار قسموں/میل دار بیجوں کی بھی آزادانہ برآمد کی اجازت دی گئی ہے، بشرطیکہ قدرتی آفت سے کوئی ہنگامی صورت حال پیدا نہ ہوئی

ہو اور ملک کی گھریلو مانگ پوری کرنے کے لئے بیج ضروری نہ ہو۔ بیج کی پیداوار کو منظم کرنے کی غرض سے اہم برآمدی آرڈر پر بنا کسی ممانعت کے برآمد کی اجازت دی جاتی ہے دوسرے معاملوں میں برآمد۔ درآمد پالیسی کی شرائط کے مطابق برآمد کی کھیتی حد مقرر کی گئی ہے۔

قومی بیج پراجکٹ۔III (این ایس پی۔III) کے تحت ایس ایس سی، ایس ایس سی اے اور ایس اے یو ہندوستانی زرعی کونسل کو بنیادی ڈھانچے کے فروغ کے لئے امداد دی جاتی ہے تا کہ کسانوں کو کوالٹی بیج فراہم کرنے کے عمل کو یقینی بنایا جاسکے اور بیج کوالٹی کنٹرول پروگرام میں پوری طرح سے بہتری لائی جاسکے۔

بیج ایکٹ کے مقاصد کو دھیان میں رکھتے ہوئے 3 اپریل 2001ء تک کے دوران بیج ایکٹ کے مقصد کے لئے مختلف فصلوں کی 3,024 قسموں کا اعلان کیا گیا اور 191 کو منسوخ کیا گیا ہے کیونکہ وہ قدیم اور غیر مروج ہو گئی تھیں۔

بیج بنک اسکیم کا قیام اور رکھ رکھاؤ

محکمہ زراعت اور امداد باہمی نے نویں منصوبے کے دوران مرکزی سیکٹر میں ایک اسکیم شروع کی ہے۔ اس اسکیم کا اہم مقصد قدرتی آفات وغیرہ سے پیدا ناگہانی صورتحال میں بیج دستیاب کرانا اور ساتھ ہی، بیجوں کے ذخیرہ کے لیے بنیادی ڈھانچے کو فروغ دینا ہے۔ اس اسکیم کو قومی بیج کارپوریشن، ہندوستانی ریاستی فارم کارپوریشن اور 12 ریاستی بیج کارپوریشنوں کے ذریعے نافذ کیا جارہا ہے۔

پودوں کے اقسام اور کسانوں کے حقوق کے تحفظ کا قانون

بھارت عالمی تجارتی تنظیم (W.T.O) کا ممبر ہے۔ اس کے تحت ''ٹرپس معاہدے'' کی شرط پوری کرنے کے لئے حکومت 'سوئی جینرلیس سسٹم' کے بارے میں ایک قانونی مسودہ تیار کر رہا ہے تا کہ بھارت کی مخصوص پودوں کے اقسام اور کسانوں کے حقوق کا تحفظ کیا جاسکے۔ اس قانون کو بنانے کے لئے پودوں کی نسلیں، تحفظ قانون کی پابندی کے لئے ایک نئی مرکزی اسکیم بھی تیار کی جاچکی ہے۔ پودوں کی نسلیں اور کسانوں کے حقوق کے تحفظات ایکٹ کو وزارت کی منظوری مل جانے کے بعد اس کی پرکھ کے لئے پارلیمنٹ کی جوائنٹ کمیٹی کے حوالے کیا گیا۔ جس پر اس نے نظر ثانی کی اور وہ لوک سبھا میں زیر غور ہے۔

کھاد

زرعی پیداوار بڑھانے میں کھادوں کی بہت اہمیت ہے۔ سالانہ 2001-2000 کے دوران کیمیائی کھادوں کی کھپت نائیٹروجن (N) فاسفیٹ (P) اور پوٹاش (K) تغذیے کی شکل میں 1 کروڑ 65 لاکھ 90 ہزار ٹن ہونے کا اندازہ ہے، جب کہ 2000-1999 کے دوران ایک کروڑ 87 لاکھ ٹن کی کھپت ہوئی تھی۔

کھادوں میں سب سے زیادہ استعمال یوریا کا ہوتا ہے۔ اس کی قیمت، تقسیم اور ایک جگہ سے دوسری جگہ تک لے جانے پر حکومت کا کنٹرول ہے اس کی فروخت قیمت اور ہر ایک کارخانے کی لاگت (ری ٹنشن قیمت) کے درمیان کے فرق کے برابر سرکار یوریا پیداکاروں کو ری ٹنشن قیمت اور سبسڈی (آر۔پی۔ایس) اسکیم کے تحت دی جاتی ہے۔

اس طرح درآمد یوریا پر بھی سرکار سبسڈی دیتی ہے۔ سرکاری فراہمی اسکیم کے تحت مقررہ جگہوں پر یوریا بھیجنے کے لئے سرکار پیداکاروں کو کرایہ بھی ادا کرتی ہے۔ سال 2000-1999 اور 2001-2000 میں حکومت نے آر۔پی۔ایس اسکیم کے تحت

بالترتیب 8,744.07 کروڑ روپے اور 9,480.96 کروڑ روپے خرچ کئے۔

93-1992 کے دوران کنٹرول سے آزاد فاسفیٹ اور پوٹاش کھادوں کی رعایتی شرح پر فروخت کی ایک خاص اسکیم کے تحت ڈی اے پی اور ایم او پی کھادوں پر 1,000 روپے فی ٹن کی رعایت دی گئی اور تناسب میں مرکب کھادوں پر چھوٹ دی گئی۔ غیر کنٹرول کھادوں کے دام ابھی بھی زیادہ مانے گئے ہیں، اس لئے بعد کے برسوں میں رعایت میں اضافہ کیا گیا۔ سال 2001-2000 کے دوران فاسفیٹ اور پوٹاش زرخیز آوروں پر رعایت شرح مندرجہ ذیل جدول میں دکھائی گئی ہے۔

کنٹرول سے آزاد فرٹلائیزروں میں رعایت کی شرح (روپے فی ٹن)

پیداوار	1-4-2000 30-6-2000	1-7-2000 سے 30-9-2000 تک	1-10-2000 سے 31-12-2000 تک	1-1-2001 سے 31-3-2001 تک
گھریلو ڈی۔اے۔پی	4,450	3,700	3,900	4,100
درآمدشدہ ڈی۔اے۔پی	1,050	1,350	1,550	2,550
ایم۔او۔پی	2,900	3,050	3,200	3,200
مرکب	2,502-4,082	2,081-3,543	2,194-3,733	2,306-3,8866
ایس۔ایس۔پی	800	700	700	700

قیمتوں کا کنٹرول ہٹا دئے جانے کے بعد ان کھادوں کی زیادہ سے زیادہ خوردہ قیمتیں (ایم۔آر۔پی) ریاستی حکومتوں کے ذریعہ ظاہر کی جانے لگیں اور مرکز (ڈی۔اے۔سی) ریاستی حکومتوں کے ذریعہ جاری رعایتوں سے متعلق رسیدوں کی ادائیگی کر دیتا تھا۔ اپریل 1997 سے 29 ستمبر 2000 تک ڈی۔ایس۔سی۔خود ایم۔آر۔پی کو ظاہر کرتا ہے۔ 30 ستمبر 2000 کے بعد زیادہ سے زیادہ خوردہ قیمتیں (MRP) محکمہ فرٹیلائیزر (DOF) کے ذریعے متعین کی جارہی ہیں۔ کیوں کہ پوٹاش اور فاسفورس فرٹیلائیزروں کی فروخت پر رعایت کی اسکیم "حکومت ہند کے کام کی تقسیم" کے اصولوں کے تحت محکمہ فرٹیلائیزر کو سونپ دی گئی ہے۔ حکومت ہند کے ذریعے متعین زیادہ سے زیادہ خوردہ قیمتیں اس طرح ہیں۔

پیداوار	1-4-1997 سے 28-2-2000 (روپیہ فی میٹرک ٹن)	29-2-2000 سے 31-3-2001 (روپیہ فی میٹرک ٹن)
ڈی۔اے۔پی	8,300	8,900
ایم۔او۔پی	3,700	4,255
مرکب	6,200-8,000	6,620-8,250

ایس۔ایس۔پی۔کی قیمت اب بھی ریاستی حکومت اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعہ طے کی جاتی ہیں۔

کھادوں پر سے کنٹرول ہٹائے جانے کے بعد فاسفیٹ اور پوٹاش کھادوں کی قیمت میں تیزی سے اضافہ ہوا جس سے ان کھادوں کے استعمال میں کمی آئی اور نائٹروجن، فاسفیٹ، پوٹاش کے استعمال کا تناسب بڑھ کر 9.5: 3.2:1 ہو گیا۔

1997-98 میں کھادوں پر دی جانے والی رعایت میں اضافہ اور کچھ دوسری پابندی ہٹائے جانے کی وجہ سے فاسفیٹ اور پوٹاش کھادوں کی کھپت میں اہم اضافہ ہوا ہے۔ نتیجے کے طور پر نائٹروجن، فاسفیٹ، اور پوٹاش کے استعمال کا تناسب کافی بہتر ہوگیا۔

1996-97 میں 10:2:9:1 کے مقابلے میں بہتر ہو کر سال 1997-1998 میں نائیٹروجن فاسفورس اور پوٹاش کا تناسب 7:9:2:8:1 گیا۔ سال 1999-2000 کے لئے اور بہتر ہو کر 6:9:2:9:1 ہوگیا ہے۔ اندازہ ہے کہ 2000-2001 میں نائٹروجن فاسفورس اور پوٹاش کا تناسب 7:0.2:7:1 رہے گا۔

حکومت ہندوستان کھادوں کے متوازن اور منضبط استعمال کے لئے مرکز کی حمایت یافتہ ایک اسکیم چلا رہی ہے۔ اس کا مقصد کمپوسٹ، ہری کھاد اور بایو کھادوں کے ذریعہ غذائیت والے عنصر کے نامیاتی ذرائع کو مقبول بنانا۔ نواں منصوبہ لاگو کیے جانے کے لیے اسکیم منظور کر لی گئی ہے۔ جس کے لیے 46.11 کروڑ روپے جاری کیے گئے ہیں۔ سال 1997-1998 کے دوران مختلف ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو 355.55 لاکھ روپے کی رقم، 48 مٹی جانچ لیباریٹریوں کی حالت میں بہتری لانے، چار میکینکی کمپوسٹ پلانٹ قائم کرنے اور حیاتیاتی کمپوسٹنگ کے 26 تربیتی کیمپوں کے انعقاد کے لیے دی گئی۔ سال 2000-2001 کے دوران دو کمپوسٹ پلانٹوں کو قائم کیا گیا، 24 مٹی جانچ تجربہ گاہوں کو قائم میں بہتری لانے اور حیاتیاتی کمپوسٹنگ کے بارے میں تربیت اور مذاکرات منعقد کرنے کے لیے 278.44 لاکھ روپے جاری کیے گئے۔ 4 اکتوبر 2000 سے یہ اسکیم عمل درآمد کے بڑے پیمانے پر منتظمہ نظام میں شامل کر لی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب ریاست اور مرکزی علاقے اسکیم کے پروگراموں کو اپنے عمل منصوبے کے تحت نافذ کر سکتے ہیں۔

حکومت نے ضروری اشیا ایکٹ، 1955 کے تحت جاری 1985 کے کھاد کنٹرول آرڈر کے ذریعہ پورے ملک میں فروخت کی جا رہی کھادوں کی تفصیل اور ان کے نمونے جمع کرنے و نمونوں کے جائزے کے طریقوں کا تعین کیا ہے۔ اس میں کھادوں کی تجارت اور تقسیم پر کنٹرول کے لئے عمل درآمد ایجنسیاں قائم کرنے کا بھی اہتمام ہے۔ مختلف ریاستوں میں کھادوں کی کوالٹی کی جانچ کے لئے 66 تجربہ گاہیں ہیں۔ ان سبھی تجربہ گاہوں کی کل سالانہ تجربے کی صلاحیت 1,20,115 کھاد نمونوں کی جانچ کرنے کی ہے۔ مرکزی کھاد کوالٹی کنٹرول اور تربیتی اداروں کو مضبوطی فراہم کرنے کے لئے حکومت چوتھے پانچ سالہ منصوبے سے عوامی سیکٹر کی ایک مرکزی اسکیم چلا رہی ہے۔ نویں پانچ سالہ منصوبے میں اس پروگرام کو 6.80 کروڑ روپے کی لاگت سے چلایا جا رہا ہے۔ یہ ادارہ ریاستوں کے عمل درآمد افسروں، کھاد کا تجربہ کرنے والوں، ترقی پذیر ممالک سے تربیت کے لئے آنے والے افراد کے لئے تربیتی کورس چلاتا ہے۔ آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران فریدآباد میں واقع مرکزی کھاد کوالٹی کنٹرول اور تربیتی اداروں اور اس کی علاقائی تجربہ گاہوں نے کل 34,662 کھاد کے نمونوں کی جانچ کی اور کھاد انسپکٹروں اور تجزیہ نگاروں کے لئے 61 تربیتی پروگرام۔ 178 اختیاری کورس اور 105 ڈیلر تربیتی پروگرام چلائے۔ کھاد ڈیلروں کے لئے تربیتی کورسز ریاستی حکومتوں اور کھاد صنعتوں کی مدد سے بھی چلائے جا رہے ہیں۔

مٹی اور پانی کا تحفظ

ملک میں زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے مٹی اور پانی کے تحفظ کے لئے تدابیر بہت اہم ہیں۔ اس طرح کے پروگرام سب سے پہلے پہلے پانچ سالہ منصوبے کے دوران شروع کیے گئے تھے۔ ان کے تحت شروع سے ہی آنے والی دشواریوں کی شناخت، کرنے کی تکنیک کا فروغ، صحیح قانون بنانے، اور قانونی رابطہ کمیٹی کی تشکیل پر زور دیا گیا۔ مٹی اور پانی کے تحفظ کے کام کاج میں کوئی خیالی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ لیکن مختلف پانچ سالہ منصوبے کے دوران پروگرام کے تصور میں کافی تبدیلی آگئی ہے۔

حال میں ندی گھاٹی پروجیکٹ کے تحت 33 آب گیروں کے کل 719.5 لاکھ ہیکٹر آبگیروں کے علاقے میں سے 180.2

لاکھ ہیکٹر زمین میں ندی گھاٹی پراجیکٹ نافذ کیا جارہا ہے۔ اسکیم کی ابتدا سے 2000-1999 کے آخر تک 39 لاکھ 30 ہزار ہیکٹیر زمین کی مختلف مٹی اور پانی تحفظ کی تدابیر کے ذریعے ٹھیک کیا جاچکا ہے۔ اس طرح سیلاب کے خدشے والی ندیوں کے 12 آبگیروں کے کل 2 کروڑ 42 لاکھ 60 ہزار ہیکٹر علاقے میں ایک اسکیم چلائی جارہی ہے۔ اس کے تحت کل 78.9 لاکھ ہیکٹر ٹھیک کیے جانے کے لائق زمین ہے۔ جس سے 2000-1999 کے آخیر تک 12 لاکھ ہیکٹر علاقے کو ٹھیک کیا گیا۔

ساتویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران پنجاب، ہریانہ، اور اترپردیش میں الکلی مٹی سدھار کی مرکزی حمایت یافتہ اسکیم شروع کی گئی تھی۔ آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران اس اسکیم کی توسیع گجرات، مدھیہ پردیش، اور راجستھان میں کی گئی۔ نویں منصوبے کے دوران اقتصادی معاملوں کی کیبنیٹ نے اس اسکیم کو ملک کی ان سبھی ریاستوں میں نافذ کرنے کے بارے میں طے کیا، جہاں سائنسی معیاروں کے مطابق قلوی مٹی کا مسئلہ موجود ہے۔ اس اسکیم کا اہم مقصد پھر سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لیے قلوی مٹی کی طبعی حالت اور پیداواری صلاحیت میں بہتری لانا ہے۔ اسکیم کے اہم اجزاء میں آبپاشی کے پانی کی فراہمی کو یقینی بنانا، کھیتوں کے ترقیاتی کام جیسے زمین کو ہموار کرنا، پشتہ لگانا، اجتماعی نکاس نظام، اصلاح زمین نافذ کرنا، نامیاتی کھاد کے استعمال وغیرہ شامل ہیں۔ 2001-2000 کے آخیر تک ملک کی کل 35.8 لاکھ ہیکٹر الکلی زمین میں سے 6.5 لاکھ ہیکٹر زمین کو زیر کاشت لایا گیا۔

الکلی زمین کو کاشت کے لائق بنانے اور ترقی کے لئے 85.80 کروڑ کی تخمینہ لاگت سے ایک اور پراجیکٹ اترپردیش اور بہار میں یورپی اقتصادی کمیونٹی (EEC) کی مدد سے شروع کیا گیا ہے۔ اس میں حکومت ہند کی حصہ داری 6.08 کروڑ روپئے کی ہے۔ یہ پراجیکٹ 94-1993 میں شروع ہوا اور اس کے 2001 تک پورا ہونے کی امید ہے۔ سات سال کی مدت میں اس پراجیکٹ کے تحت 15,000 ہیکٹر الکلی زمین کو کاشت کے قابل بنانا ہے، جس میں سے 2001-2000 کے آخیر تک 30,825 ہیکٹر زمین کی اصلاح کی جاچکی ہے۔

سات شمالی مشرقی ریاستوں کے جھوم کھیتی والے علاقوں میں پن دھار ترقی اسکیم آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران 95-1994 میں شروع کی گئی تھی۔ سو فیصد مرکزی مدد والی اس اسکیم کے لئے 45 کروڑ روپئے کا خرچ مقرر کیا گیا تھا۔ اسکیم کا ہدف پن دھارا کی بنیاد پر جھوم علاقوں کو پوری طرح سے فروغ دینا ہے۔ اس اسکیم میں 97-1996 سے تیزی آئی ہے۔ آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران شمالی مشرقی ریاستوں میں اصلاح پیکج کے ذریعہ 81 ہزار ہیکٹر زمین کو کاشت کے قابل بنایا گیا 40.826 کروڑ روپے جاری کیے گئے۔ مارچ 2001 تک 1.21 لاکھ ہیکٹر زمین کو ٹھیک کیا گیا۔ جس پر 65.65 کروڑ روپئے خرچ ہوئے۔ جدید فاصل آب کے لیے عام رسائی پرمبنی اسکیم کے نئے رہنما خطوط 14 نومبر 2000 سے لاگو ہو گئے ہیں۔ ترمیم شدہ لاگت معیاروں کے مطابق ٹھیک کیے جانے والے خالص ایریا کی بنیاد پر 10,000 روپے فی ہیکٹیر کے اخراجات منظور کیے جاچکے ہیں۔ اس میں زائد سرگرمیوں اور بہتر ادارہ جاتی تکنیک شامل ہے۔ نویں منصوبے کے دوران 75 کروڑ روپے کے اخراجات سے 1.20 لاکھ ہیکٹر زمین کے ٹھیک کیے جانے کا ہدف کیا گیا ہے۔

زرعی اوزار اور مشینیں

میکانیکی کھیتی

ملک میں کھیتی کی پیداوار بڑھانے، زرعی کاموں سے متعلق بدمزگی کم کرنے اور کسانوں میں سماجی و اقتصادی فرق کو دور کرنے کی غرض سے ترقی یافتہ اور جدید زرعی مشینیں کسانوں کو فراہم کرانے اور میکانیکی کھیتی کو فروغ دینے کے لئے سرکاری

پروگرام شروع کئے گئے ہیں۔ٹریکٹروں سمیت زرعی مشینیں خریدنے کے لئے کسانوں کو مدد دی جارہی ہے۔زرعی مشینوں کے لئے انسانی وسائل کی ترقی کے واسطے بنیادی ڈھانچے کی توسیع کی گئی ہے تاکہ زرعی مشینوں کے انتظام،مرمت اور رکھ رکھاؤ،صحیح انتخاب و اس کو چلانے کے لئے تربیت دی جاسکے۔

اس کے علاوہ زرعی مشینوں کی جانچ کی جاتی ہے تاکہ ان کی کارکردگی اور کوالٹی کا جائزہ لیا جاسکے۔لیکن زرعی مشینوں کی ترقی میں مسلسل اضافے کے باوجود زرعی ترقی میں اس کا فائدہ ہمیشہ ایک جیسا نہیں رہا،کیونکہ زیادہ تر سدھار شمالی ریاستوں اور آبپاشی کی سہولیات والے کچھ علاقوں میں دیکھا گیا ہے۔

مویشیوں اور افرادی قوت کو حالانکہ زراعت میں قوت کا اہم ذریعہ تسلیم کیا جاتا رہا ہے،لیکن بجلی سے چلنے والے اوزار اور مشینوں جیسے ٹریکٹر،جوتائی کرنے والی مشینیں (ٹلر) اور فصل کی کٹائی کرنے والی مشینوں کی کھیتی کی میکانیت میں اہم کردار ہے۔اس وقت ملک میں ایسے بہت قسم کے ٹریکٹر اور اچھی کوالٹی والی مشینیں ملنے لگی ہیں۔جن میں ایندھن بہت زیادہ نہیں لگتا۔حکومت کی کوششوں سے کسانوں کے ذریعہ زرعی مشینوں کے استعمال میں کافی اضافہ ہوا ہے۔2001-2000 کے دوران ٹریکٹروں اور بجلی سے چلنے والی مشینوں (پاور ٹلر) کی پیداوار اور بکری میں ریکارڈ اضافہ ہوا ہے۔اس دوران 2,54,825 ٹریکٹر اور 16,018 پاور ٹلروں کی فروخت ہوئی۔دوسرے زرعی اوزاروں کی تعمیر اور استعمال میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے۔

نویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران آدمی یا بجلی سے چلنے والے ترقی یافتہ اوزاروں اور چھوٹے چھوٹے ٹریکٹروں کو عام بنانے پر زور دیا جارہا ہے۔پانی کے انتظام میں پانی کی بچت کرنے والی تدبیروں جیسے چھڑکاؤ اور آبپاشی کے نظام کی طرف خاص توجہ دی گئی ہے۔اس کے لئے تلہنوں،دالوں اور باغبانی کے فروغ پروگراموں کی حوصلہ افزائی دی گئی ہے۔نئے اور کوالٹی کے زرعی اوزار بنانے کے لئے ابتدائی نمونوں اور ان کے جگس اور فکسچر کے صنعتی ڈیزائن کو ترقی دی جارہی ہے۔ان اسکیموں سے ملک میں زرعی مشینری کو فروغ دینے کے راستے میں حائل مشکلات کو دور کیا جاسکے گا۔

فارم مشینری تربیت اور جانچ ادارے

بدنی (مدھیہ پردیش)،حصار (ہریانہ) گرلاڈنے (آندھرا پردیش) اور وشوناتھ چریالی (آسام) میں فارم مشینری کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں ہر سال تقریباً 3,500 کارکنوں کو تربیت دینے اور 70 مشینوں کی جانچ کی صلاحیت ہے۔ان اداروں کے قیام کے بعد سے 64,623 سے زیادہ کارکنوں کو تربیت دی جاچکی ہے اور تقریباً 1,575 مشینوں کی جانچ کی جاچکی ہے۔2001-2000 کے دوران ان اداروں نے 4,357 کارکنوں کو تربیت دی اور 80 مشینوں کی جانچ کی۔حکومت نے تملناڈو میں ایک اور زرعی مشینی تربیت اور جانچ ادارے کے قیام کی منظوری دے دی ہے۔

چھوٹے کسانوں میں زرعی میکانیت کو بڑھاوا دینا

کاشت کی پیداواری صلاحیت دیگر باتوں کے علاوہ کسانوں کو توانائی کی فراہمی اور اس کے دانشمندانہ استعمال پر انحصار کرتی ہے۔زرعی ساز وسامان اور مشینوں کے استعمال کو حکومت کی کفالتی اسکیموں کے تحت بڑھاوا دیا جاتا ہے۔اس کے تحت کسانوں کو زرعی ساز وسامان کی خریداری کے لیے مالی امداد دستیاب ہوتی ہے۔کسانوں کو موقع پر جاکر دھان کے پودے لگانے والے آلات،رائس بیڈ پلانٹر وغیرہ کیسے کام کرتے ہیں،یہ دکھانے پر زور دیا جاتا ہے۔نویں منصوبے میں اس کے لیے 150 لاکھ روپے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ملک کی مختلف آب وہوا کے علاقوں میں ایک اسکیم "مطالعات کا اہتمام ہے اور میکانیت کی طویل مدتی حکمت عملیوں کی ترتیب" شروع کی گئی ہے۔اس پر 130 لاکھ روپئے کا اخراج ہوگا۔

زراعتی پیداوار

(لاکھ ٹن میں)

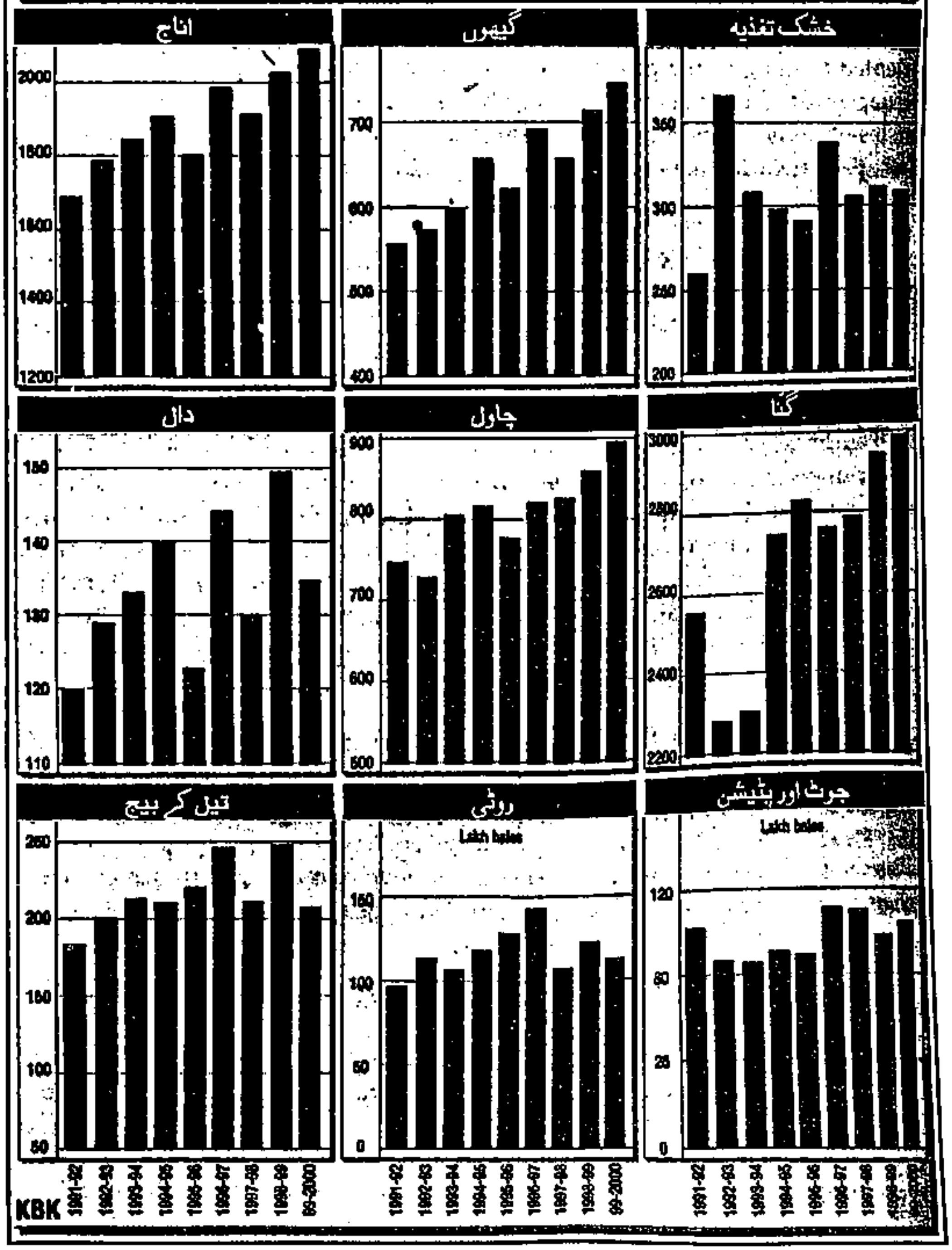

ریاستی زرعی صنعت کارپوریشن

زرعی کاموں کے لئے مختلف صنعتی سازوسامان تک کسانوں کی پہنچ بڑھانے میں ترغیبی کردارادا کرنے کے لئے ریاستی زرعی صنعت کارپوریشن کا قیام عمل میں آیا ہے۔ان کارپوریشنوں نے زرعی اوزاروں اور مشینوں کی تعمیر اور مارکیٹنگ کا کام شروع کر کے اپنی سرگرمیوں کی توسیع کی ہے۔ان کارپوریشنوں کا بکری کے بعد خدمات فراہم کرنے اور زراعت پر مبنی صنعتوں کی ترقی اور انہیں بڑھاوا دینے میں اہم کردار ہے۔حکومت ہند کی اکوئی حصہ داری 17 ریاستی زرعی صنعت کارپوریشنوں کو قائم کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ منی پور اور پانڈیچری کی حکومتوں نے مرکزی حکومت کی اکوئی حصہ داری کے بنا ہی اپنے ریاستی زرعی صنعت کارپوریشن قائم کئے ہیں۔1999-1998 کے دوران بھی 15 ریاستی زرعی صنعت کارپوریشنوں کا مشترکہ کاروبار 2,066.15 کروڑ روپئے (عارضی) کا رہا۔

پودے کی حفاظت

ساتویں پانچ سالہ منصوبے سے پودحفاظتی حکمت عملی کو نئی شکل دی گئی اور کیڑے مکوڑوں کے لئے ایک مربوط انتظام کو پودے کی حفاظت کا اصل اصول اور بنیاد بنایا گیا۔کیڑے مکوڑوں کے لئے مربوط انتظام کا مطلب ہے ماحول کے مطابق طریقے اپنانا اور کیڑوں پر قابو پانے کے لئے متبادل کھیتی کے طریقوں اور میکانکی، حیاتیاتی تدابیر کے ذریعہ سے خطرناک کیمیائی کیڑا کش دواؤں کے استعمال میں کمی لانا، انسانی وسائل کی ترقی پر زور دینا اس پروگرام کی اہم خصوصیت ہے۔اس ہدف کو پانے کے لئے حکومت ہند نے فارمرس فیلڈ اسکول (FFSs) کے ذریعہ چاول سبزیوں، تلہنوں، دلہنوں اور کپاس میں کیڑے مکوڑے کے مربوط انتظام کی تربیت دینے کے لئے مظاہرے (نمونے کے طور پر کھیتی کرنا) کئے۔اس اسکیم میں 1994F.F.S سے اب تک کے ذریعہ 28,456 زرعی توسیع افسروں اور 2,03,032 کسانوں کو مختلف طریقوں کی تربیت دی گئی۔

باہری کیڑوں اور بیماریوں کو ملک میں آنے سے روکنے کے لئے، پودحفاظتی قرطینہ کا کام شروع کیا جاتا ہے۔اس کے تحت گھریلو پودقرطینہ تدابیر کے ذریعہ ملک میں پہلے سے موجود غیر ملکی کیڑوں اور بیماریوں پر قابو پانے اور ان کا صفایا کرنے کی کوششیں کی گئیں۔اس ہدف کو پانے کے لئے تباہ کن کیڑوں اور وبا قانون۔1914 (ڈی۔آئی۔پی۔ایکٹ) اور اس کے تحت جاری پود، پھل اور بیج (ہندوستان در آمد ریگولیشن) آرڈر 1989 کی شرائط لاگو کی گئیں اور برآمد کے قابل پودسامان کے لئے نباتات صفائی سند جاری کی گئیں اور درآمد کئے گئے پودوں اور پودسامان کے درآمد کے بعد قرطینہ کی تدابیر کی گئیں۔اس کے علاوہ بیج فروغ کی نئی پالیسی کے ضمن میں نشاندہی کئے ہوئے پودوں اور ردپانی سامانوں کے معاملے میں داخلے کے بعد قرطینہ سے متعلق نگرانی اور جانچ کا کام خصوصی جانچ اتھارٹیوں (P.L.A) کو سونپا گیا ہے جن میں ریاستی زرعی یونیورسٹیوں کے سائنس داں ہوتے ہیں۔درآمد کے لئے فوٹوسینٹری سند پودوں کے قرطینہ مرکز سے جاری کئے جاتے ہیں۔ عالمی تجارتی تنظیم کے انتظام کے تحت زرعی جنسوں کی برآمد درآمد میں اضافہ کو دیکھتے ہوئے UNDP پروجیکٹ کے تحت ممبئی، کولکاتہ، چنئی، امرتسر کے 5 علاقائی پلانٹ قرطینہ مراکز کو اور دہلی میں واقع قومی پودقرطینہ مرکز کو مضبوط بنایا جارہا ہے۔

حیدرآباد میں واقع قومی پودحفاظتی تربیتی ادارے نے 2001-2000 میں 482 کارکنوں کو تربیت دینے کے لئے طویل مدتی مختصر مدتی 27 پودحفاظتی پروگرام منعقد کئے۔ٹڈیوں کے داخلے پر نظر رکھنے کے لئے ٹڈیوں کے خدشے والے ممالک اور اناج زرعی تنظیم کے ساتھ رابطہ رکھا گیا ہے۔ٹڈیوں کے خطرات سے آگاہی والی تنظیم کے بھارت میں 5 دفاتر اور 23 چوکیاں ہیں۔

ان سے راجستھان، گجرات اور ہریانہ کے دو لاکھ اسکوائر کلومیٹر علاقے میں ٹڈیوں کی نگرانی کی جاتی ہے۔

بارش پر منحصر علاقوں کے لئے قومی پن دھارا پراجیکٹ

یہ پراجیکٹ 1991 میں 25 ریاستوں اور دو یونین علاقوں میں شروع کیا گیا۔ یہ پراجیکٹ نویں منصوبے میں جاری رہا۔ اس کا مقصد بارش پر منحصر علاقوں میں نباتات کی پیداوار بنائے رکھنا اور ماحولیاتی توازن قائم رکھنا ہے۔ اس میں جن باتوں پر خاص زور دیا گیا ہے یہ ہیں۔ (1) قابل کاشت اور بنجر زمینوں کو بہتر بنانے کی تدابیر (2) نالوں کی صفائی (3) قابل کاشت اور بنجر علاقوں میں کثیر فصلی رلی جلی رپٹیوں میں کھیتی جس میں پھلی دار فصلوں پر زیادہ زور دلیان نامیاتی کاشت، خشک زمین باغبانی، زرعی جنگلی بانی، چارگاگاہ، مالی مویشی منتظمہ اور گھریلو پیداواری سسٹم، اس پراجیکٹ میں عوامی حمایت اور مشترکہ وسائل کے انتظار وغیرہ کو یقینی بنانے کے لئے معقول اداری انتظامیہ کا بھی اہتمام ہے جو آبگیر علاقوں رگاؤں کی خصوصی اداروں کی مدد کرتا ہے۔

قومی پن دھارا ترقی پراجکٹ میں زیادہ سے زیادہ لامرکزیت اور عوام کی حصہ داری ٹکنالوجی کا انتخاب اور ادارہ جاتی انتظامیہ میں زیادہ لچیلے پن کو یقینی بنانے کے لئے اس میں کافی کچھ ترمیم کی گئی ہے تاکہ یہ طویل مدت تک چل سکے۔ آٹھویں پانچ سالہ منصوبے میں 43 لاکھ ہیکٹر زمین کو فروغ دیا گیا جو 2554 پن دھارا علاقوں میں چلائے گئے پراجکٹوں کا نتیجہ ہے۔ 52-771 کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔ نویں پانچ سالہ منصوبے میں متعین 1020 کروڑ روپے میں 22.5 لاکھ ہیکٹر علاقے کا ترقیاتی ہدف رکھا گیا ہے۔

پن دھارا ترقیاتی فنڈ

قومی زرعی و دیہی ترقیاتی بینک (نابارڈ) کے تحت ایک پن دھارا ترقیاتی فنڈ قائم کیا گیا۔ اس کا مقصد ترجیحی بنیاد پر چنے گئے 100 اضلاع میں عوامی حصہ داری کی بنیاد پر مربوط پن دھارا ترقیاتی پروگرام چلاتا ہے۔ اس فنڈ میں 200 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ اسکا استعمال سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں کی سطح پر چلائے گئے اس طرح کے مختلف پروگراموں کو آگے بڑھانے اور انہیں قوت فراہم کرنے کے لئے ضروری متعینہ حالات تیار کرنے پر کیا جائے گا۔ اس فنڈ کا استعمال مرکزی حکومت اور ریاستوں سے متعلق وزارت اور محکموں کی ہم آہنگی کے ساتھ ان کی کوششوں کو جاری رکھنے کے لئے کیا جائے گا لیکن اس اپنی الگ شناخت ہوگی اور اس کے لئے مرکزی حکومت کے ذریعہ مالیاتی اور انتظامی اشتراک کیا جائے گا۔ اس فنڈ سے نابارڈ کی مدد کا استعمال 14 ریاستوں میں پھیلے پروگراموں کے لئے کئے جانے پر غور کیا گیا ہے اور پہلے مرحلے میں اسکا فنڈ چھ ریاستیں حاصل کریں گی جن میں آندھرا پردیش، مہاراشٹر، گجرات، مدھیہ پردیش، اڑیسہ اور اترپردیش شامل ہیں۔

عالمی بینک کی مدد سے چلنے والے پن دھارا ترقی پراجیکٹ

مربوط پن دھارا ترقیاتی پروجیکٹ (IWDP) (کوہستانی علاقے مرحلہ-I اور مرحلہ-II): مربوط علاقائی پن دھارا پراجکٹ (کوہستانی علاقے میں پہلا اور دوسرا مرحلہ) کے پہلے مرحلے کا کام 31 مارچ 1999 کو پورا ہو گیا۔ پہلے مرحلے میں بین الاقوامی ترقیاتی ایجنسی (آئی-ڈی-اے) کی 665.4 لاکھ ڈالر (62-285 کروڑ روپے) کی قرض امداد سے 1.96 لاکھ ہیکٹر زمین کو بہتر بنایا گیا۔ اب اس پراجیکٹ میں کے دوسرے مرحلے کا کام شروع ہو گیا ہے جس پر 19.3 کروڑ ڈالر (954.60 کروڑ روپے) کی لاگت آنے کا تخمینہ ہے اس کے لئے آئی۔ ڈی۔ اے سے 13.5 کروڑ روپے کا قرض ملے گا۔ دوسرے مرحلے میں ہریانہ، ہماچل پردیش، جموں وکشمیر، پنجاب اور اترپردیش کے پہاڑی علاقوں میں زرعی پیداوار کے امکانات

کو دوبارہ فروغ دیا گیا ہے۔

آسام دیہی ڈھانچہ اور زرعی امداد پراجکٹ

یہ پراجکٹ 1995 سے چل رہا ہے۔اس پر 567.65 کروڑ روپے کی لاگت کا اندازہ ہے اور یہ 2003 میں مکمل ہو جائے گا۔اس کا مقصد وسائل کا بہتر استعمال کو غریبی دور کرنا اور زرعی سیکٹر میں افزائش شرح تیز کرنا ہے۔

اتر پردیش متنوع زرعی تائیدی اسکیم

عالمی بینک کی تخمینی 16.5 کروڑ امریکی ڈالر (699 کروڑ روپے) کی امداد سے یہ سات سالہ اسکیم شروع کی گئی۔اس میں زرعی پیداوار بڑھانے، نجی سیکٹر کی ترقی میں حصہ داری کے لئے حوصلہ افزائی کرنے اور بنیادی ڈھانچے کی بہتری کرنا ہی اس کا مقصد ہے۔

یوروپی اقتصادی کمیونٹی کی مدد سے چلنے والے پراجیکٹ

دون وادی پراجیکٹ

اس پراجیکٹ کا مقصد دون وادی کے ماحول کی مسلسل ہو رہی ہے تنزلی کو روکنا ہے۔پراجیکٹ اپریل 1993 میں شروع کیا گیا تھا اور دسمبر 2001 میں پورا ہو جائے گا۔اس کے تحت 82.95 کروڑ روپے کی لاگت سے 37,400 کروڑ روپے کے اخراجات ہو چکے تھے۔

جرمن ''کے ایف ڈبلیو' امدادی پراجیکٹ

جرمنی کی کے۔ڈبلیو۔ایف کی مدد سے کرناٹک میں 53,633 ہیکٹر علاقے کی بہتری کے لئے 56.08 کروڑ روپے (2.4 کروڑ جرمن مارک) کا ایک منصوبہ چلایا جارہا ہے۔1996 سے شروع اس پراجیکٹ میں 6 غیر سرکاری تنظیمیں شامل ہیں اور یہ 2002 تک چلے گی۔کے۔ایف۔ڈبلو کی مدد سے نابارڈ کے ذریعہ ایک پراجیکٹ مہاراشٹر میں بھی چل رہا ہے۔کل 19.73 کروڑ روپے کے اس پراجیکٹ میں جرمن امداد 1.2 کروڑ مارک کی ہے۔اسے غیر سرکاری تنظیموں کی سرگرم شراکت سے لاگو کیا جارہا ہے۔

''ڈی۔اے۔این۔آئی۔ڈی۔اے'' سے مدد یافتہ پراجیکٹ

جامع پن دھارا ترقیاتی پراجیکٹ۔ترونیلویلی، تملناڈو

ڈی۔این۔آئی۔ڈی۔اے کی مدد سے یہ پروجیکٹ 91-1990 میں شروع کیا گیا۔اس کا دوسرا مرحلہ 1994 سے چل رہا ہے۔اس کا مقصد پست شدہ زمین کو مزید خراب ہونے سے روکنا ہے دیگر مختلف اقسام کی زمینوں کی افزائش اور فائدہ مند استعمال کرنا اور سروے، وسعت اور تربیت تحفظاتی پٹیوں میں شجر کاری اور نمائش کے لئے پلاٹوں کی تشکیل وغیرہ اس پراجیکٹ کے جزو ترکیبی ہیں دوسرے مرحلے میں اب تک 19.25 کروڑ روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔

جامع پن دھارا ترقیاتی پراجیکٹ۔رام ناتھ پورم،تملناڈو

یہ پراجیکٹ 95-1994 میں شروع کیا گیا۔اس کا مقصد ترجیحی بنیاد پر چنندہ پن دھارا علاقوں کے کسانوں کو خشک زمین میں کاشت کاری کرنے، رینج مینجمنٹ، باغبانی، فن جنگل بانی کاموں میں اہل بنانا ہے۔اس پراجیکٹ کے اہم جز و ترکیبی ہیں۔ دیہی پراجیکٹ کمیٹیوں کے لیڈرشپ تیار کرنا، نرسری کی افزائش کرنے کی تربیت۔بورویل رکھ رکھاؤ جتائی اور بیجوں کی پیداوار اور تقسیم، تحفظاتی پٹیوں، مٹی اور نمی والے پلاٹوں کی تشکیل وغیرہ شامل ہے۔مکمل پروجیکٹ کی لاگت 13 کروڑ روپے ہے۔اس میں اب تک 8.10 کروڑ روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔

کرناٹک میں جامع پن دھارا ترقیاتی پراجیکٹ

یہ پروجیکٹ ڈی۔اے۔این۔آئی۔ڈی۔اے کی تعاون سے 91-1990 میں شروع کی گئی جس پر 13.35 کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے۔اسے کرناٹک کے بیلگاؤں اور دھارواڑ ضلعوں میں لاگو کیا جارہا ہے۔اس میں مٹی اور پانی تحفظ، جنگلوں کو پھر سے ہرا بھرا بنانا تربیت، سروے، مطالعات اور تحقیقاتی پروگرام شامل ہیں۔ڈی۔اے۔این۔آئی۔ڈی۔اے اس کے دوسرے مرحلے کے لئے تعاون دینے کو تیار ہوگیا ہے۔دوسرا مرحلہ 1997 سے چل رہا ہے۔اور اس پر 21 کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے۔یہ مرحلہ 2004 تک چلے گا اب تک اس پر 1.56 کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

جامع پن دھارا ترقیاتی پراجیکٹ۔کوراپٹ، اڑیسہ

یہ پروجیکٹ 94-1993 میں لاگو کیا گیا اس کا مقصد متوازن اور مقامی لوگوں کے لئے قابل قبول زمین کے استعمال کا نظام قائم کرنا اور قدرتی وسائل پر بہت بوجھ ڈالے بغیر دیہی عوام کے معیار زندگی کو بہتر بنانا ہے۔اس پراجیکٹ کی کل لاگت 13.25 کروڑ روپے ہے اور اس پر 7.08 کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

جامع پن دھارا ترقیاتی پراجیکٹ۔مدھیہ پردیش

پانچ سال کے اس پروجیکٹ پر مارچ 1997 سے کام چل رہا ہے اور اس پر 13.15 کروڑ روپے کی لاگت آنے کا تخمینہ ہے۔اس کے تحت جھابوا، دھارا اور رتلام ضلعوں کی 4000 ہیکٹر زمین کی افزائش کا پروگرام ہے۔اب تک اس پر 1.15 کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

فصل پیداوار پروگرام

مستحکم کھیتی اور اناج کی مجموعی پیداوار میں اضافے کے لئے مرکزی حمایت یافتہ مختلف اسکیموں سے ریاستوں ریونین علاقوں کی مدد کی جارہی ہے۔ان میں (1) گیہوں پر مبنی فصل سسٹم والے علاقوں میں مربوط اناج ترقی پروگرام (آئی۔سی۔ڈی۔پی گیہوں) (2) دھان پر مبنی فصل سسٹم میں مربوط اناج ترقی پروگرام (آئی۔سی۔ڈی۔پی چاول) اور (3) موٹے اناج کے لئے فصل سسٹم علاقے پر مبنی مربوط اناج ترقی پروگرام (آئی۔سی۔ڈی۔پی۔موٹے اناج) شامل ہیں۔اس کے علاوہ، نئی قسموں کو مقبول عام بنانے کے لئے چاول، گیہوں اور موٹے اناج سے متعلق بیج منی کٹ پروگرام بھی چلائے جارہے ہیں۔اسی طرح سے تجارتی فصلوں کے لئے بھی پروگرام چلائے جارہے ہیں۔ان میں مرکزی حمایت یافتہ گھنا کپاس ترقی پروگرام (آئی۔سی۔ڈی۔پی) گنے پر مبنی فصل سسٹم کی مستحکم ترقی اور خصوصی پٹسن ترقی پروگرام شامل ہیں۔

اناج کی ترقی میں 95-1994 سے فصل سسٹم اپنایا جارہا ہے۔ یہ فصل پر مرکوز نظام پیداوار اور پیداواری بڑھانے کی غرض سے تیار کئے جاتے ہیں۔ ان کے تحت کھیتوں میں مظاہرے اور ٹیکنالوجی کی منتقلی کے بارے میں کسانوں کو تربیت، مربوط وبا مینجمنٹ کو مقبول بنانے اور مربوط غذائی مینجمنٹ، زیادہ پیداوار دینے والی قسموں کی تشہیر، کسانوں کیلئے وسائل کی بنیاد پر تیار کرنے کے لئے زرعی اوزاروں کی فراہمی، پیداوار بڑھانے میں تعاون دینے والے کسانوں رپنچایتوں کو انعام وغیرہ کی اسکیمیں چلائی جاتی ہیں۔ اسکیموں کو نافذ کرنے والی ریاستوں ریونین علاقوں کے ذریعہ ان کے مختلف عناصر کے لئے کسانوں کو مدد دی جاتی ہے۔ فصل پر مرکوز اسکیموں کو نافذ کرنے کے نتیجے میں اور کسانوں کی جاری کوششوں کی بدولت نویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے آخری سال کے مقابلے اناج، کپاس، اور گنے کی پیداوار میں قابل ذکر اضافہ ہوا ہے۔

فصل پیداوار

کچھ چنے ہوئے سالوں کی خاص فصلوں کی ایریا پیداوار کی تفصیل جدول 15.1 میں ظاہر کی گئی ہے۔

تلہن، دلہن اور مکا سے متعلق ٹیکنالوجی مشن

تلہن سے متعلق تکنالوجی مشن سے تلہن کی پیداوار میں اہم کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ 99-1998 کے دوران تلہن کی مسلسل ریکارڈ پیداوار ہوئی اور یہ 1999-1998 کے مقابلے 3,038 کروڑ روپے کی تلہن، کسٹر آئل، مونگ پھلی اور رام تل جیسے تیلوں کو برآمد کیا گیا۔ تلہن کی پیداوار بڑھانے کے لئے مرکزی حمایت یافتہ تلہن پیداوار پراجیکٹ نویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران بھی جاری رکھا جارہا ہے۔

خوردنی اشیاء مویشی چارا اور صنعتوں کے لئے خام مال جیسی مختلف شکلوں میں مکا کے استعمال کو دیکھتے ہوئے 1995 میں اسے بھی تکنالوجی مشن کے تحت شامل کیا گیا۔ مکا کی پیداوار بڑھانے کے لئے آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران تیز مکا ترقی پروگرام تیار کیا گیا تھا۔ جیسے نویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران جاری رکھنے کی تجویز ہے۔

ملک میں خوردنی تیلوں کی دستیابی بڑھانے کے لئے آٹھویں پنچ سالہ منصوبے میں پام (کھجور) ترقی پروگرام شروع کیا گیا تھا جس کے لئے 11 منتخب ریاستوں میں 8 لاکھ ہیکٹر زمین کو پام کی کھیتی کے لئے موزوں پایا گیا۔ 99-1998 تک اس میں سے 44,000 ہیکٹر علاقے میں پام (کھجور) کے درخت لگائے گئے۔

باغبانی

باغبانی فصلوں کے تحت پھلوں، سبزیوں، جڑ والی فصلوں، پھولوں، جڑی بوٹی اور خوشبودار پودوں، کُکرمتا (مشروم)، باغبانی فصلوں، مسالوں وغیرہ کی بہت ساری قسمیں شامل ہیں۔ ہندوستان کے معتدل، نیم ٹراپکی اور خشک علاقوں جیسے متنوع زرعی آب وہوائی حالات میں بڑی مقدار میں یہ فصلیں اگائی جاتی ہیں۔

گزشتہ برسوں میں باغبانی فصلوں کے علاقے اور پیداوار میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ ہندوستان دنیا میں پھل کی پیداوار میں پہلا مقام پہلے ہی حاصل کر چکا ہے۔ اور سبزیوں کی پیداوار میں ہندستان کا دنیا میں چین کے بعد دوسرا مقام ہے۔ آم، ناریل، کاجو، مسالوں وغیرہ کی پیداوار میں پہلا مقام ہے۔ بھارت کاجو کا سب سے بڑا برآمد کرنے والا ملک ہے جو دنیا کی تقریباً 40 فیصد مانگ کو پوری کرتا ہے۔ مسالوں کے عالمی بازار میں بھارت کا حصہ لگ بھگ 18 فیصد ہے۔ بھارت ادرک اور ہلدی کا سب سے بڑا پیداواری ملک ہے اور دنیا کی کل پیداوار میں اس کا حصہ بالترتیب 65 اور 76 فیصد ہے۔

1998-99 میں ناریل کی کھیتی 19.08 ہیکٹر علاقے میں کی گئی اور 14 ارب 9 کروڑ 25 لاکھ کھوپرے (گولے) کی پیداوار ہوئی اس کے ساتھ ہی ناریل کی پیداوار کے معاملے میں بھارت دنیا میں پہلے مقام پر آ گیا۔ ناریل کی کھیتی میں قریب ایک کروڑ خاندان لگے ہوئے ہیں ملک کے کل وناسپتی تیل میں اس کا حصہ 5 سے 6 سے فیصد ہے اور ہر سال ناریل ڈیشوں اور اس سے متعلقہ اشیا سے 200 کروڑ روپے کا غیر ملکی زرمبادلہ حاصل کیا جاتا ہے۔ کل ناریل پیداوار کا 88 فی صد کیرل، تملناڈو، آندھرا پردیش اور کرناٹک میں ہوتا ہے مشرقی شمالی ریاستوں میں۔ مدھیہ پردیش بہار وغیرہ میں ناریل کی کھیتی زور پکڑتی جا رہی ہے۔

1999-2000 میں کاجو کھیتی 6.86 لاکھ ہیکٹر میں کی گئی اور پیداوار 5.2 لاکھ ٹن ہوئی۔ کیرالہ، کرناٹک، تامل ناڈو، اور آندھرا پردیش میں کاجو کی کھیتی مقبول ہے۔ اور ہندوستان کاجو کی پیداوار اور برآمد میں دینا میں سب سے آگے ہے۔ جو دنیا کی تقریباً 50 فیصد مانگ کو پورا کرتا ہے۔

باغبانی کو اب روایتی کھیتی کے متبادل کی شکل میں اقتصادی نقطہ نظر سے زندہ رہنے والا پیشہ تسلیم کیا جا رہا ہے۔ اس سے لاکھوں لوگوں کی غذائیت سے بھرپور خوراک ملتی ہے اور روزگار کے مواقع فراہم ہوتے ہیں۔

مویشی پالن

مویشی پالن اور ڈیری ترقی کا دیہی معیشت میں اہم کردار ہے۔ دیہی خاندان خاص کر بے زمین، چھوٹے وحاشیائی کسان انہیں آمدنی کے ضمنی ذرائع کی شکل میں اپناتے ہیں۔ اس پیشے سے خشک سالی کے اندیشے والے علاقوں، پہاڑی قبائلی اور ایسے دوسرے علاقوں میں رہنے والے لوگوں کو معاون روزگار ملتا ہے، جہاں سال بھر فصل کی پیداوار میں لگے رہنا ممکن نہیں ہے۔

ملک کی زرعی پیداوار میں مویشی پالن کا 23 فی صد اشتراک ہے۔ قومی اکاؤنٹ کے تخمینہ کے مطابق 2000-1999 میں مویشی سیکٹر میں پیداوار کی مجموعی قیمت 1,30,233 کروڑ روپے تھی، جب کہ زرعی سیکٹر کے لئے کل پیداوار کی مجموعی قیمت 5,59,406 کروڑ روپے تھی۔ اس میں بوجھ ڈھونے والے مویشیوں کا اشتراک شامل نہیں ہے۔

ہندستان میں دنیا کے سبھی ملکوں سے زیادہ مویشی ہیں۔ دنیا کی کل بھینسوں کا 57 فیصد اور گایوں بیلوں کا 15 فیصد ہندوستان میں ہے۔ 1992 مویشی شماری کے مطابق ملک میں تقریباً 20.5 کروڑ گائیں و 8.4 کروڑ بھینس ہیں جب کہ 1951 میں یہ تعداد بالترتیب 15.5 اور 4.3 کروڑ تھی۔ اس طرح آزادی کے بعد بھینسوں کی تعداد دوگنی ہو گئی۔ مرغ کی تعداد میں بھی تقریباً 4 گنا کا اضافہ ہو گیا ہے۔

گائے، بیل اور بھینس کا فروغ

ہندوستان میں ٹراپیکی آب وہوا کی گایوں اور بیلوں کی 27 اور بھینسوں کی 17 اچھی دیسی نسلیں فراہم ہیں۔ ہندوستان کی گائیں مشکل حالات میں بھی زندہ رہنے اور گرم آب وہوائی کی بیماریوں، خاص طور سے ٹک بورن اور پروٹوزون جیسی وبائی بیماریوں کو سہنے کی صلاحیت کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ گائے، بیل اور بھینسوں میں نسلی سدھار لانے، اہم نسلوں کے رکھ رکھاؤ اور اچھی نسل کے سانڈ تیار کرنے اور فروزن سیمن بینک دستیاب کرانے کے لئے مختلف مرکزی اور مرکز حمایت یافتہ پروگرام چلائے جا رہے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ 80 فی صد گائے۔ بیل اور 60 فی صد بھینسیں کسی متعین نسل کی نہیں ہیں۔ جس کے باعث اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ ترجیحی بنیاد پر ان کی نسلی بہتری کی جائے۔ دودفعا کی پیداوار بڑھا کر فی شخص دودھ کی دستیابی بڑھانے، گائے، بیل اور بھینسوں میں نسلی بہتری لانے کے لیے کئی مرکزی اور مرکزی کفالت میں پروگرام چلائے جا رہے

ہیں۔اس بات کی بھی کوشش کی جارہی ہے کہ جن دیسی گائے، بیلوں اور بھینسوں کے ختم ہونے کا خطرہ پیدا ہوگیا ہے، انھیں ان کے اپنے علاقوں میں تحفظ اور حفاظت فراہم کی جائے۔آئندہ نسل میں بہتری کے لیے عمدہ نسل کے سانڈ پیدا کرنے، انجمادی منی اور انجمادی جینن دستیاب کرانے کی صلاحیت کی بنیاد پر مخصوص مویشیوں کا انتخاب اور رجسٹریشن کیا جاتا ہے۔اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ترقی یافتہ جینین منتقلی ٹکنالوجی استعمال کی جاتی ہے۔

قومی پراجیکٹ برائے مویشی اور بھینس افزائش نسل کے تحت پروگرام کولاگو کرنے والی ایجنسیوں کو صدفی صد امداد دی جاتی ہے۔اس پراجیکٹ کے پہلے مرحلے کے مکمل ہونے پر جس کے 10 دیں منصوبے میں پورا ہونے کی امید ہے، پراجیکٹ کے تحت مویشی اور بھینسوں کی کل 70 فی صد بالغ مادہ آجائیں گی، جو اس پروگرام کے تحت اس وقت آنے والی تعداد کے تین گنے سے زیادہ ہے۔یہ پراجیکٹ تقریباً 14,000 نجی اے۔آئی۔ (مصنوعی تخم ریزی) پریکٹشنروں کو بھی فروغ حاصل ہوگا اور سالانہ 6.6 کروڑ ڈوزز (دوا کی مقدار) فروزن منی (Semen) پیداوار کی صلاحیت ہوگی۔پہلے مرحلے (2000-2001) کے پہلے سال کے دوران آندھرا پردیش، اروناچل پردیش، ہریانہ اور پنجاب کو قومی پراجیکٹ میں حصہ لینے کے لیے امداد فراہم کی گئی۔امکان ہے کہ 2001-2002 کے آخر تک بھی اہم ریاستیں اس پراجیکٹ میں شرکت کرنے لگیں گی۔

ملک میں سات مرکزی مویشی نسل کشی فارم سورت گڑھ (راجستھان) دھمرڑ (گجرات) الماڈی (تامل ناڈو) چپلیما، سملی گڈا (اڑیسہ) اندیشنگر (اترپردیش) ہیسر گھٹا (کرناٹک) میں چلائے جارہے ہیں۔

یہ گائے، مویشیوں، بھینسوں کی سائنسی افزائش نسل پروگراموں اور عمدہ نسل کے سانڈ اور فروزن سیمن کی پیداوار میں لگے ہیں۔فروزن سیمن پیداوار اور تربیتی ادارہ ہیسر گھٹہ (کرناٹک) نے 2000-2001 کے دوران اونچی نسل کے ہالسٹیں فروسین جرسی کے فروزن منی کی 8.79 لاکھ ڈوز مختلف ریاستوں کو دی اور 149 مویشی ڈاکٹروں کو فروزن سیمن ٹکنالوجی میں تربیت دی گئی۔

مرغی پالن کا فروغ

گزشتہ برسوں میں حکومت اور منظم نجی سیکٹر کے ذریعہ تحقیق اور فروغ کو بڑھاوا دیئے جانے کی وجہ سے ملک میں مرغیوں کی پیداوار میں اہم ترقی ہوئی ہے۔81-1980 کے دوران انڈوں کی پیداوار تعداد کر 10 ارب تک تھی۔جو 2000-1999 میں 31.5 ارب ہوگئی۔امید ہے کہ 2001-2000 میں یہ تعداد بڑھ کر 32 ارب انڈوں تک ہوجائے گی۔اس وقت انڈوں کی پیداوار میں بھارت کا پانچواں مقام ہے۔

ممبئی، بھونیشور، ہیسر گھٹا اور چنڈی گڑھ میں واقع مرکزی مرغی نسل کشی فارم سائنسی طریقوں سے مرغیوں کی نسل تیار کرنے کے کام میں لگے ہیں۔یہاں زیادہ انڈے دینے والی میل دار نسل کی مرغیوں کو بھی ترقی دی گئی ہے۔اس کے علاوہ گوشت کے لئے تیزی سے بڑھنے والے میل دار نسل کے چوزوں کو بھی یہاں فروغ دیا گیا ہے۔ہیسر گھٹا مرکزی بطخ نسل کشی فارم زیادہ انڈے دینے والی خاکی کمیکل نسل کی بطخ تیار کرتا ہے۔اس نسل کی بطخوں کے چوزے یہاں سے مختلف ریاستوں اور یونین علاقوں کو بھیجے جاتے ہیں۔بنگلور، ممبئی بھونیشور اور گڑگاؤں میں واقع چار تربیتی مراکز میں نمونے کی بنیاد پر انڈے دینے اور چوزوں کے بارے میں نمونوں کی جانچ کی جاتی ہے۔اس جانچ سے عوامی اور نجی سیکٹر میں مرغی پالنے والوں، انڈے سینے کے فارموں کے مالکوں اور نسل کشی فارموں کے ملک میں دستیاب انڈے اور گوشت کے لئے پالی جانی والی مرغیوں کے بارے میں اہم جانکاری حاصل ہوتی ہے۔ہیسر گھٹا میں واقع مرکزی مرغی پالن تربیتی ادارہ ریاستی حکومتوں، یونین علاقوں کی انتظامیہ، زرعی یونیورسٹیوں، ریسرچ اداروں اور نجی سیکٹر کی تنظیموں کے کارکنوں کے لئے مرغی پالن کے مختلف شعبوں میں مختصر مدت کے لئے پریکٹیکل کورس

جدول 15.1: ہندوستان میں اہم فصلوں کا رقبہ، پیداوار و حصولیابی

A۔ علاقہ لاکھ ہیکٹر میں
P۔ پیداوار لاکھ ٹن میں
Y۔ حاصل فی ہیکٹر کلوگرام

فصلیں		1950-1951	1960-1961	1970-1971	1980-1981	1990-1991	1995-1996	1996-1997	1997-1998	1998-1999	1999-2000
1		2	3	4	5	6	7	8	9	10	11
چاول	A	308.10	341.28	375.92	401.52	426.87	428.37	434.33	434.46	448.02	449.72
	P	205.76	345.74	422.25	536.31	742.91	769.75	817.37	825.35	860.77	894.75
	Y	668	1,013	1,123	1,336	1,740	1,797	1,882	1,900	1,921	1,990
گیہوں	A	97.46	129.27	182.41	222.79	241.67	250.11	258.87	266.96	275.23	274.34
	P	64.62	109.97	238.32	363.13	551.34	620.97	693.50	663.45	712.88	755.74
	Y	663	851	1,307	1,630	2,281	2,483	2,679	2,485	2,590	2,755
جوار	A	155.71	184.12	173.74	158.09	143.58	113.26	114.31	108.01	97.94	103.98
	P	54.95	98.14	81.05	104.31	116.81	93.27	109.34	75.28	84.15	88.63
	Y	353	533	466	660	814	823	956	697	859	852
باجرا	A	90.23	114.69	129.13	116.17	104.76	93.19	99.80	96.68	92.97	88.55
	P	25.95	32.83	80.29	53.43	68.94	53.81	78.65	76.44	69.56	56.57
	Y	288	286	622	458	658	577	788	791	748	639
مکا	A	31.59	44.07	58.53	60.05	59.04	59.79	62.60	63.21	62.04	64.27
	P	17.29	40.80	74.86	69.56	89.62	95.34	107.69	108.16	111.48	114.73
	Y	547	926	1,279	1,159	1,518	1,595	1,720	1,711	1,797	1,785
کل	A	782.30	920.18	1,017.82	1,042.10	1,031.73	987.32	1,011.34	1,009.76	1,016.70	1,018.86
اناج	P	424.14	693.14	966.04	1,189.62	1,621.25	1,681.05	1,851.92	1,792.79	188.70	195.52
	Y	642	753	949	1,142	1,571	1,703	1,831	1,775	1,856	1,919

جدول 15.1: (جاری)

1		2	3	4	5	6	7	8	9	10	11
چنا	A	75.70	92.76	78.39	65.84	75.21	71.16	68.47	75.63	84.69	63.05
	P	36.51	62.50	51.99	43.29	53.56	49.79	55.66	61.32	68.01	50.82
	Y	482	674	663	657	712	700	813	811	803	806
کل دالیں	A	190.91	245.63	225.34	224.57	246.62	222.83	224.47	228.71	235.01	211.90
	P	84.11	127.04	118.18	106.27	142.65	123.10	142.44	129.79	149.07	133.50
	Y	441	539	524	473	578	552	635	567	634	630
کل اناج	A	973.21	1,155.81	1,243.16	1,266.70	1,278.35	1,210.15	1,235.80	1,238.47	1,251.67	1,230.59
	P	508.25	820.18	1084.22	1,295.90	1,763.90	1,804.15	1,994.40	1,922.59	2,036.07	2,088.75
	Y	522	710	872	1,023	1,380	1,491	1,614	1,552	1,627	1,697
مونگ پھلی	A	44.94	64.63	73.26	68.01	83.09	75.24	75.96	70.88	73.96	68.65
	P	34.81	48.12	61.11	50.05	75.15	75.79	86.43	73.72	89.82	53.10
	Y	775	745	834	736	904	1,007	1,138	1,040	1,214	774
سرسوں یا	A	20.71	28.83	33.23	41.13	57.82	65.46	65.45	70.41	65.13	60.70
سرسوں کا بیج	P	7.62	13.47	19.76	23.04	52.29	60	66.58	47.03	56.64	59.58
	Y	368	467	594	560	904	916	1,017	668	870	982
کل تیلوں	A	107.27	137.70	166.44	176.03	241.48	259.64	263.38	261.24	262.29	243.73
کے بیج	P	51.58	69.82	96.30	93.72	186.09	221.06	243.85	213.25	247.48	208.72
	Y	481	507	579	532	771	851	926	816	944	856

11	10	9	8	7	6	5	4	3	2		1
42.25	40.55	39.30	41.74	41.47	36.86	26.67	26.15	24.15	17.07	A	گنا
2,990.36	2,887.22	2,795.41	2,775.60	2,811	2,410.46	1,542.48	1,263.68	1,100.01	570.51	P	
70,780	71,203	71,134	66,496	67,787	65,395	57,844	48,322	45,549	33,422	Y	
87.59	93.42	88.68	91.21	90.35	74.40	78.23	76.05	76.10	58.82	A	(سوت)[2]
116.44	122.87	108.51	142.31	128.61	98.42	70.10	47.63	56.04	30.44	P	
226	224	208	265	242	225	152	106	125	88	Y	
8.50	8.48	9.06	8.97	7.37	7.18	9.41	7.49	6.29	5.71	A	جوٹ[3]
94.17	88.37	99.60	99.61	76.75	79.17	65.08	49.38	41.34	33.09	P	
1,995	1,875	1,978	1,998	1,875	1,833	1,245	1,186	1,183	1,043	Y	
1.86	1.77	2.01	2.04	1.89	2.39	359	3.31	2.74	Not	A	میسٹا[3]
11.13	9.74	10.57	11.69	11.32	13.11	16.52	12.55	11.29	Avail-	P	
1,078	990	949	1,030	1,078	988	828	684	742	able	Y	

1- نوتیلوں کے بیج اس طرح ہیں۔ مونگ پھلی۔ ارنڈ، تل، نائجر سیڈ، سویابین، سورج مکھی، ریپ سیڈ، اور سرسوں، السی اور کسم۔

2- مصنوعات 170-170 کلوگرام کی لاکھ گانٹھوں میں۔

3- مصنوعات 180-180 کلوگرام کی گانٹھوں میں۔

منعقد کرتا ہے۔ چنڈی گڑھ، ممبئی اور بھونیشور میں واقع زرعی یونیورسٹیوں میں کسانوں اور عوامی ونجی سیکٹروں کی تنظیموں کو مرغی کے دانے کے جائزے کی سہولت فراہم کرائی جاتی ہے۔

2001-2000 میں مرکزی مرغی نسل کشی فارموں کے ذریعہ زیادہ انڈے دینے والی مرغیوں کے 23 ہزار چوزے اور گوشت کے لئے تیزی سے بڑھنے والے 45 ہزار چوزے فروخت کئے گئے۔ ہسر گھٹا میں واقع مرکزی بطخ نسل افزائش فارم کے ذریعہ 1.18 لاکھ بطخوں کی نسل افزائش کئے ہوئے چوزے تیار کئے گئے۔ اسی کے ساتھ مرکز میں بٹیر، ٹرکی تیتر پرندوں کو لاکر مرکز کی سرگرمیوں میں تنوع پیدا کیا گیا ہے۔ نویں منصوبہ کے دوران سکم سمیت مشرق شمالی ریاستوں میں چھوٹے کسانوں کے لیے مرغی پالن کی ایک خاص اسکیم شروع کی گئی۔ حالیہ مالی سال کے دوران اسے دیگر ریاستوں میں بڑھایا جارہا ہے۔

بھیڑ پالن

ملک میں تقریباً 5.1 کروڑ بھیڑ اور 11.5 کروڑ بکریاں ہیں۔ اندازہ ہے کہ ملک میں تقریباً 50 لاکھ خاندان بھیڑ، بکری، خرگوش پالن اور دوسرے متعلقہ کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے ہندوستان میں بھیڑوں کی پیداوار کم رہی ہے۔ پیداواری میں کمی کی اہم وجوہات میں دیسی بھیڑوں کی تولیدی صلاحیت کا صحیح استعمال نہ ہونا، دستیاب ٹکنالوجی کا ٹھیک سے استعمال نہ کرنا، چارا اور خوراک کے وسائل کا ناکافی ہونا، بھیڑوں کی صحت کی دیکھ بھال کا مناسب انتظام نہ ہونا اور مارکیٹنگ سہولیات وقرض کی کمی شامل ہیں۔ 2000-1999 میں ملک میں کل 460 لاکھ کلوگرام اون کی پیداوار کا اندازہ ہے۔

مرکزی بھیڑ نسل افزائش فارم کا قیام حصار میں کیا گیا ہے۔ یہاں غیر ملکی نسل کی بھیڑیں دستیاب ہیں۔ اس فارم میں خالص غیر ملکی نسل کی بھیڑوں سے نسل افزائش کے پروگرام کے ساتھ آب وہوا کے مطابق اچھی نسل کے مینڈھے حاصل کرنے کے لئے کراس بریڈ کا کام بھی چل رہا ہے۔ فارم نے نویں منصوبے کے دوران مختلف ریاستوں 2,881 مینڈھے فراہم کیے۔ قومی میڈھا/خرگوش افزائش نسل پروگرام اور خرگوشوں کے فروغ پروگرام کے تحت ریاستی سرکاروں کو 50:50 کی بنیاد پر مدد فراہم کی جاتی ہے۔ یہ امداد بھیڑ/بکری/خرگوش فارموں کو مضبوط بنانے اور چھوٹے روئیں دار جانداروں کی قدرتی صلاحیت سدھارنے میں ریاستوں کی مدد کے لئے دی جاتی ہے۔

گوشت کی پیداوار/ پروسسنگ اور برآمد

نویں پنج سالہ منصوبہ میں مرکزی حمایت یافتہ ایک پروگرام چلایا جارہا ہے، جس کے تحت (الف) مذبحوں کی اصلاح اور اسے عصری تقاضوں کے مطابق بنانا اور (ب) ذبیحہ کی ضمنی پیداوار کے استعمال وچمڑا اتارنے کے ابتدائی مراکز کھولنے کے لئے ریاستوں کو مدد دی جارہی ہے۔ اس کا مقصد تھوک میں صاف گوشت دستیاب کرانا، مویشیوں کی ضمنی پیداوار کا منافع کے لئے استعمال، ماحولیاتی آلودگی کی روک تھام اور مویشیوں کے تئیں بے رحمی کو روکنا ہے۔ 2001-2000 کے دوران منصوبہ کے مذبحوں کی جدید کاری کے تحت آگرہ اور شاہاباد ضلع ہردوئی (اترپردیش)، جے پور اور ایٹانگر کے منصوبوں کے لئے ایک کروڑ روپئے جاری کئے گئے۔ اورنگ آباد، میرٹھ اور آگرہ کی دوسری اسکیموں کے لئے مدد دینے پر غور ہورہا ہے۔ لوتھ جمع کرنے والے مراکز کی جدید کاری کے تحت باردولی، گجرات، ایٹانگر، جودھپور اور رائے پور کے لیے 1.20 کروڑ روپئے کی رقم جاری کی گئی ہے۔

2000-1999 کے دوران گوشت اور متعلقہ اشیاء کی برآمد 706 کروڑ روپئے کی ہوئی۔ بھینس کے گوشت سے 90.89 کروڑ روپئے، بکری اور بھیڑ کے گوشت سے 4.58 کروڑ روپئے مویشیوں سے 4.58 کروڑ روپئے اور پراسیسڈ گوشت سے 54.25 کروڑ روپئے کی آمدنی ہوئی۔

سور پالن کا فروغ

ملک میں اس وقت 128 لاکھ سے زیادہ سور ہیں، جن میں سے 14.5 فیصد بہترین اور غیر ملکی نسل کے مانے جاتے ہیں۔ اس وقت ملک میں، ریاستی حکومتوں یونین علاقوں کی حکومتوں کے ذریعہ چلائے جارہے تقریباً 158 سور پالن فارم ہیں۔ ان فارموں میں لارج وہائٹ یارکشائر، ہیمپشائیر اور لینڈریس جیسی بہترین نسلیں بھی ہیں۔ یہ فارم سور پالتے ہیں اور کسانوں کو سور کے بچے، جیلیے سور و مادہ سور سپلائی کرتے ہیں تاکہ وہ کراس بریڈنگ اپنا کر دیسی نسلوں کو بہتر بنا سکیں۔

ریاستوں میں سور پالن فارموں کو فروغ دینے کے لئے مرکزی حمایت یافتہ اسکیم کے تحت انہیں مربوط سور پالن کے لئے امداد دی جاتی ہے۔ نویں پنج سالہ منصوبے کے دوران 2001-2000 تک مختلف ریاستوں کو سور پالن فارموں کی حالت میں بہتری پیدا کرنے کے لیے 1,265.75 لاکھ روپے جاری کیے جاچکے ہیں۔

چارا اور دانہ ڈیولپمنٹ

ہمارے وسیع مویشی وسائل کے سائنسی ڈھنگ سے ترقی کے لئے تغذیہ بخش چارا اور دانہ فراہم کرانا بہت ضروری ہے۔ چارے کی پیداوار کی سائنسی ٹکنالوجی فراہم کرانے کی غرض سے زرعی آب وہوا کو ذہن میں رکھتے ہوئے ملک میں سات علاقائی مراکز قائم کیے گئے ہیں۔ یہ مراکز حصار (ہریانہ) کلیانی (مغربی بنگال)، گاندھی نگر (گجرات) الماڈی (تامل ناڈو) حیدرآباد (آندھرا پردیش) سورت گڑھ (راجستھان) اور سہاما (جموں اور کشمیر) میں قائم ہیں۔ یہ مراکز چارے کی مستند بیجوں کی پیداوار اور تشہیر کا کام بھی کرتے ہیں۔ 2000-1999 کے دوران ان مراکز نے 199 میٹرک ٹن چارا و بیج پیدا کیا اور 1,680 مقامات پر فیلڈ مظاہرے کئے گئے۔

ہسر گھٹا کے مرکزی چارا۔ بیج پیداوار فارم نے 2001-2000 کے دوران مختلف قسم کی فصلوں، گھاسوں، اور پھلیوں کے 221 میٹرک ٹن بیجوں کو پیدا کیا۔ چارے کی نئی قسموں کے 150 فیلڈ مظاہرے کئے۔ زیادہ چارا دینے والی قسموں کو بڑے پیمانے پر مقبول بنانے کے لئے منی کٹ مظاہرے کی شکل میں مرکزی پراجیکٹ چلایا جارہا ہے۔ 2001-2000 کے دوران تقریباً 3.45 لاکھ کٹ کے آرڈر دیے گئے۔

خوراک اور چارے کے فروغ میں ریاستوں کی مدد کے لئے مرکزی حمایت یافتہ اسکیم چلائی جارہی ہے۔ جس کا مقصد ریاستوں کے چارا و بیج فارموں کے بندوبست کو مضبوط بنانا۔ چارا بینک قائم کرنا، چارے اور ان کے بیکار مادے کا استعمال، سلوی پاسچر، نظام قائم کرنا، چراگاہ کا فروغ اور چارے کی فصلوں کی ضرورتوں و پیداوار اور علاقے کے سروے جیسے کاموں میں ریاستوں کو مدد دینا ہے۔

2001-2000 میں چار چارا فارموں کو بہتر بنانے کے لئے 30 لاکھ روپے، 3 اروناچل پردیش اور ایک کرناٹک کو امداد فراہم کی گئی۔ اروناچل پردیش، مہاراشٹر اور کرناٹک، ان تین ریاستوں میں ایک ایک چارا بینکوں کے قیام کے لیے 63.112 لاکھ روپے جاری کیے گئے۔ ہماچل پردیش، گجرات اور کرناٹک میں بھوسے اور سیلولوز تقطیع کے استعمال کے لیے 95.28 لاکھ روپے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ سکم، مہاراشٹر، اروناچل پردیش اور ناگالینڈ میں چارا گاہ کے فروغ اور چارے کا محفوظ ذخیرہ بنانے کے لیے 81.60 لاکھ روپے کا اہتمام کیا گیا اور مہاراشٹر میں چارے کی ضرورت، پیداوار اور علاقے کے نمونے سروے کے لیے دو لاکھ روپے کا اہتمام کیا گیا۔

ڈیری ترقی

ڈیری فروغ نے دودھ کی پیداوار بڑھانے، عوام کی تغذئی خوراک میں بہتری لانے، روزگار کے مواقع پیدا کرنے، دیہی علاقوں کی آمدنی بڑھانے میں اہم کردار نبھایا ہے۔ ہندوستانی ڈیری صنعت نے آٹھویں منصوبے کے دوران 6.9 کروڑ ٹن دودھ کی پیداوار کر کے قابل ذکر ترقی حاصل کی۔ ہندوستان میں دودھ کی پیداوار 2002-2001 کے دوران 8.5 کروڑ ٹن ہو جانے کی امید ہے۔ اس سے نہ صرف ڈیری صنعت کا مقام دنیا میں پہلا ہو گیا ہے بلکہ یہ ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی کو مستقل دودھ اور دودھ سے بنی اشیاء بھی فراہم کرانے کی علامت ہے۔ حکومت ہند نے 2001-2000 کے دوران ڈیری شعبے میں 3 اسکیمیں نافذ کی ہیں ان اسکیموں کی پیش رفت درج ذیل ہے۔

(a) غیر آپریشن فیلڈ، پہاڑی اور پسماندہ علاقوں میں مربوط ڈیری فروغ پراجیکٹ:

آٹھویں منصوبے کے دوران شروع کی گئی اسکیم نویں منصوبے کے دوران جاری رکھی گئی۔ اس کے لیے مرکزی سیکٹر کی اسکیم کے طور پر 250 کروڑ روپے کے اخراجات کا بندوبست ہے۔ اس اسکیم میں صد فی صد مالی امداد کا بندوبست کیا گیا ہے۔ سال 2001-2000 سے مرکز کی کفالتی اسکیم میں اسے بدل دیا گیا ہے۔ اب تک 22 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے لیے 227.49 کروڑ روپے کے اخراجات کے ساتھ 44 پراجیکٹ منظور کیے گئے ہیں۔ 30 مارچ 2001 تک مختلف ریاستی حکومتوں کو 154.46 کروڑ روپے جاری کیے جا چکے تھے اور اسکیم کے تحت 13 ضلعے لائے جا چکے تھے۔ اس اسکیم سے 21 مارچ 2001 تک تقریباً پانچ لاکھ کسان خاندانوں کو فائدہ پہنچا اور 6,400 دیہی سطح کی ڈیری کوآپریٹو کمیٹیوں کی تشکیل کی گئی۔

(b) کوآپریٹو کمیٹیوں کو امداد:

اس اسکیم کا مقصد ضلع سطح پر بیمار ڈیری کوآپریٹو یونینوں اور ریاستی سطح پر کوآپریٹو یونینوں کو دوبارہ زندگی عطا کرنا ہے۔ اس اسکیم کو جنوری 2000 میں نویں منصوبے میں 150 کروڑ روپے کے ساتھ منظور کیا گیا تھا۔ مدھیہ پردیش میں چار، کرناٹک میں دو، اتر پردیش میں ایک اور کیرل میں ایک دودھ یونین کی باز آبادکاری تجویزوں کو کل 69.83 کروڑ روپے کے ساتھ منظور کیا گیا۔ اس کے تحت 31 مارچ 2001 کو 20.80 کروڑ روپے کی رقم جاری کر دی گئی۔

(c) دودھ اور دودھ سے بنی اشیا کے بارے میں آرڈر 1992

حکومت ہند نے دودھ اور دودھ سے بنی اشیاء کے بارے میں 9 جون 1992 کو حکم نامہ جاری کیا۔ اس آرڈر کے اہتمام کے تحت کوئی بھی شخص/ڈیری پلانٹ جو روزانہ 10,000 لیٹر سے زیادہ یا سالانہ 500 ٹن سے بھی زیادہ ٹھوس دودھ کا کاروبار کرتا ہے۔ اسے مرکزی حکومت کے ذریعے 27 اگست 1993 کو مقرر شدہ رجسٹریشن افسر کے سامنے اپنا نام مندرج کروانا ہوگا۔ اس حکم کو ریاستی حکومت نے ترمیم کر کے رجسٹریشن کے لیے 75,000 لیٹر دودھ روزانہ یا 3,750 ٹن ٹھوس دودھ سالانہ کی مقدار مقرر کر دیا۔ مرکزی رجسٹریشن افسر 75,000 لیٹر دودھ روزانہ یا 3,750 میٹرک ٹن ٹھوس دودھ کا کاروبار کرنے والوں کا رجسٹریشن کرتے ہیں۔ مرکزی رجسٹریشن افسر نے مارچ 2001 تک 274 اکائیوں کا رجسٹریشن کیا تھا۔ ان کی مجموعی صلاحیت 519.94 لاکھ ٹن لیٹر روزانہ تھی۔

ماہی گیری

ماہی گیری کی صنعت ہندوستان کی معیشت میں ایک اہم کردار ادا کررہی ہے۔اس سے خوراک کی فراہمی بڑھانے، روزگار کے مواقع فراہم کرنے، معنوی سطح میں اضافہ اور غیر ملکی زرمبادلہ حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ ماہی گیری سیکٹر میں پیداوار اور پیداواری کو بڑھانے کے لئے زراعت اور کوآپریشن محکمے نے بلاواسطہ ور یاستی حکومتوں ریونین علاقوں کے ذریعہ مختلف پیداوار اور بنیادی ڈھانچہ کی ترقی کے پروگرام شروع کئے ہیں۔اس کے علاوہ کئی فلاحی اسکیمیں چلائی جارہی ہے اور مناسب پالیسیاں شروع کی گئی ہیں۔

94-1993 سے مچھلی کی پیداوار کو مندرجہ ذیل جدول میں دکھایا گیا ہے۔

(لاکھ ٹن میں)

سال	سمندری مچھلیاں	ندیوں رتالابوں کی مچھلیاں	کل
1993-94	26.49	19.95	46.44
1994-95	26.92	20.97	47.89
1995-96	27.07	22.42	49.49
1996-97	29.67	23.81	53.48
1997-98	29.50	24.38	53.88
1998-99	26.96	25.66	52.62
1999-2000	28.34	28.23	56.57

اندرونی ماہی گیری کا فروغ

مچھلیوں کی پیداوار میں اندرونی ماہی گیری کی اہمیت کو ذہن میں رکھتے ہوئے حکومت اس سیکٹر میں مچھلی پالنے والی ایجنسیوں کے ذریعہ تازے پانی میں مچھلی پالنے کا اہم پروگرام چلارہی ہے۔ یہ ایجنسیاں مچھلی پالنے والے کسانوں کو یک مشت تکنیکی و مالی امداد اور توسیعی سہولیات فراہم کرتی ہیں۔ ملک میں مچھلی پالن کے امکان والے سبھی ضلعوں میں 422 مچھلی پالن ترقی ایجنسیوں کے ذریعہ 2001-2000 میں 30,000 لاکھ ہیکٹر نئے علاقے میں زور وشور سے مچھلی پالن پروگرام چلایا جارہا تھا۔ ان ایجنسیوں نے 20,000 لاکھ کسانوں کو مچھلی پالن کے بہتر طریقوں کی تربیت دی ہے۔

سمندری ماہی گیری کا فروغ

حکومت غریب ماہی گیروں کو ان کی روایتی ناوؤں میں موٹر لگانے کے لئے اعانت دیتی ہے۔اس سے وہ وسیع علاقے میں زیادہ دفعہ مچھلی پکڑنے جاسکتے ہیں اور اس طرح مچھلیوں کی مقدار اور ماہی گیروں کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔

اب تک تقریباً 38,000 روایتی ناوؤں کو موٹر ناوؤں میں تبدیل کیا جاچکا ہے۔حکومت مچھلی پکڑنے والی 20 میٹر سے کم لمبائی کی ناوؤں کے ذریعہ استعمال کئے گئے۔ ایچ۔ ایس۔ ڈی۔ آئیل پر مرکزی آبکاری محصول میں رعایت دینے کے پروگرام پر

عمل کر رہی ہے۔ تاکہ چھوٹی چھوٹی مشینی ناؤوں کو چلانے پر آنے والے خرچ کو کم کیا جاسکے۔ اس سے ہر سال تقریباً 18,000 مچھلی پکڑنے والی ناؤوں کو فائدہ ہوتا ہے۔

کھارے پانی کی مچھلیوں کا فروغ

اس اسکیم کا مقصد ملک کے کھارے پانی کے وسیع آبی علاقے کا استعمال جھینگا مچھلی پالنے کے لئے کرنا ہے۔ ابھی تک 22,857 ہیکٹر آبی علاقے کا فروغ مچھلی پالنے کے لئے کیا جا چکا ہے۔ اس وقت ملک کے سمندری ساحلی علاقوں میں کام کرنے والے کھارے پانی کے علاقوں میں 39 بی۔ ایف۔ ڈی۔ اے ایجنسیوں (کھارے پانی میں مچھلی پالن فروغ) کو کھارے پانی میں مچھلی پالنے والوں، جھینگا مچھلی پکڑنے والوں کو ترقی ایجنسیاں تکنیکی، مالی اور توسیعی تعاون فراہم کرتی ہیں۔ کھارے پانی میں مچھلی پالن کے مستحکم فروغ اور انتظام کے لئے سبھی سمندری ریاستوں ریونین علاقوں اور اس کام میں لگی دوسری ایجنسیوں کو ہدایات دی گئی ہیں۔ ان میں جھینگا مچھلی پالنے سے ساحلی علاقوں کے ماحولیاتی نظام پر پڑنے والے کسی طرح کے مخالف اثرات سے مقابلے کے لئے تدابیر پیش کی گئی ہیں۔ ماحول تحفظ ایکٹ کے تحت ساحلی علاقوں کی نگرانی کے لئے ایک مچھلی پالن اتھارٹی بنائی گئی تاکہ اس سرگرمی کو ماحول کے مطابق رکھا جاسکے۔

مچھلی پکڑنے کی گودیوں کا فروغ

مچھلی پکڑنے والی ناؤوں اور جہازوں کے رکنے اور ان سے مال اتارنے کے لئے چھ اہم بندرگاہوں۔ کوچی، چنئی، وشاکھاپٹنم، رائے چوک، پاردیپ اور سے سون گودی (ممبئی) میں 33 چھوٹے بندرگاہوں اور 130 مرکز پر مچھلی اتارنے کی سہولیات مرکز قائم کیے گئے۔ ساسون گودی میں ایک بڑا 10 چھوٹے مچھلی بندرگاہ اور 31 مچھلی گھاٹ مزید بنائے جارہے ہیں تاکہ مچھلی کاروبار کو مزید سہولیات فراہم کی جاسکیں۔

روایتی ماہی گیروں کے لئے فلاحی پروگرام

روایتی طریقے سے مچھلی پکڑنے والے ماہی گیروں کے لئے دو پروگرام چلائے جارہے ہیں۔ یہ ہیں (1) کام کرنے والے ماہی گیروں کے لئے گروپ بیمہ اسکیم اور (2) ماہی گیروں کے ماڈل گاؤں کا فروغ۔ (3) بچت راحت اسکیم 2001-2000 سے موت یا مستقل معذوری کی صورت میں ماہی گیروں کے لئے 50,000 روپے کے بچت بیمے کا اہتمام ہے جب کہ جزوی طور پر معذوری کے لئے یہ سہولیت 25,000 روپے مقرر کی گئی ہے۔ 2001-2000 میں 12.29 لاکھ ماہی گیروں کو اس اسکیم میں شامل کیا گیا۔ ماہی گیروں کے لئے ماڈل گاؤں فروغ پروگرام کے تحت بنیادی شہری سہولیات جیسے تعمیر مکان، پینے کا پانی، اور کمیونٹی ہال کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت اب تک ماہی گیروں کے لئے 49,000 مکانوں کی منظوری مل چکی ہے۔ اس کے علاوہ ٹیوب ویل اور کمیونٹی ہال بھی مہیا کرائے گئے ہیں۔ بچت شراکت راحت اسکیم کے تحت سمندری ماہی گیروں کو آٹھ مہینے تک 75 روپے جمع کرانا ہوتے ہیں۔ حکومت انہیں اتنی ہی رقم ملا کر بے کاری کے چار مہینوں میں فی ماہ 300 روپے کی شرح سے انہیں یہ رقوم واپس کر دیتی ہے۔ زمینی سیکٹر کے ماہی گیروں کو اس اسکیم کے تحت ہر ماہ 50 روپے دینا پڑتا ہے اور نو ماہ تک پیسہ جمع کرنے کے بعد 3 مہینوں تک انہیں 300-300 روپے فی ماہ کی شرح سے پیسہ واپس کیا جاتا ہے۔

خصوصی ادارے

مرکزی مچھلی پالن اور سمندری انجنیئرنگ تربیتی ادارہ، کوچین کا مقصد گہرے پانی میں مچھلی پکڑنے والے جہازوں کے لئے

زیادہ تعداد میں آپریٹروں اور ساحلی ادارے کے تکنیشنوں کو تربیت دینا ہے۔ چنائی اور وشاکھاپٹنم میں اس کی ایک ایک اکائی ہے۔ یہاں ہر سال تقریباً 200 تربیت حاصل کرنے والوں کو داخل کیا جاتا ہے۔ مربوط ماہی گیری پراجیکٹ، کوچین میں مچھلی کی غیر روایتی قسموں کو مقبول بنانے اور ان کو فروخت کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ مچھلیوں کے لئے ساحلی انجینئرنگ کا مرکزی ادارہ، بنگلور مچھلیوں کے لئے بندرگاہ کے مقام کا انتخاب کرنے اور کھارے پانی میں مچھلی فارم بنانے کی تکنیکی اقتصادی امکانات کا مطالعہ کررہا ہے۔ ہندوستانی شعبہ برائے مچھلی سروے کو ہندوستان کے مخصوص اقتصادی علاقے میں سمندری وسائل کے سروے اور جائزے کیلئے نوڈل ایجنسی کا کردار ادا کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اس کے ممبئی پور بندر، کوچی مارموگاؤں، وشاکھاپٹنم چنئی اور پورٹ بلیئر میں 7 آپریشن مرکز ہیں۔

زراعت شماری

زراعت اور کوآپریشن شعبہ 71-19970 سے ہر منصوبے کی مدت کے لئے زراعت شماری کررہا ہے۔ یہ شمار یونائیٹڈ نیشن کی خوراک اور زرعی تنظیم کی سفارشوں پر وعالمی زرعی شماری کے حصے کی شکل میں ریاست اور یونین علاقوں کے تعاون سے کی جاتی ہے۔ اب تک پانچ دفعہ زراعت شماری ہوئی ہے، جو 71-1970، 77-19976، 81-1980، 86-1985 اور 92-1991 میں مکمل ہوئی۔ 96-1995 میں چھٹی زراعت شماری کا کام جاری ہے۔ زرعی سال 2001-2000 کے ضمن میں ساتویں زراعت شماری کا منصوبہ تیار کیا جارہا ہے۔ بیشتر ریاستوں ریونین علاقوں میں علاقائی زراعت شماری میں اراضی کی تقسیم اور سائز کے ساتھ ساتھ زمین کی ملکیت اور پٹے داری کے اصولوں، زمین کے استعمال، فصلوں کی قسموں، آبپاشی داس کے ذرائع کے بارے میں مختلف طبقوں اور سماجی گروپوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے معلومات جمع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان اعداد وشمار کا استعمال غریبی ہٹانے کے پروگراموں اور چھوٹے وحاشیائی کسانوں کو راحت پہنچانے کیلئے کیا جاتا ہے۔

77-1976 سے پانچ سالہ بنیاد پر زراعت شماری کے تحت ان پٹ کا سروے بھی کیا جارہا ہے۔ اس طرح کے سروے سے کھادوں، جراثیم کش ادویات، زرعی مشینوں اور آلات اور زرعی جوتوں کے لئے قرض کی دستیابی جیسے سرمایوں کے بارے میں مفید معلومات حاصل ہوتی ہے۔ اب تک 77-1976، 82-1981، 87-1986 اور 92-1991 میں چار سرمایہ کاری سروے کئے جاچکے ہیں۔

سال 2000-1999 کے دوران مقررہ ہدف اس طرح رہے۔ (1) سبھی ریاستوں رمرکز کے زیر انتظام علاقوں میں 96-1995 کی زرعی ان پٹ سروے کا فیلڈ ورک مکمل کرنا (2) 92-1991 کے ان پٹ سروے آل انڈیا بلیٹن کو آخری شکل دینا (3) 97-1996 کے ان پٹ سروے کے فیلڈ ورک کو مکمل کرنا (4) 96-1995 کی زرعی شماریاتی فہرست میں اعداد وشمار بھرنے کا کام پورا کرنا اور (5) رقوم جاری کرنا۔

سال کے دوران حصولیابیاں اس طرح رہیں۔ (1) 96-1995 کی زرعی شماریات کا فیلڈ ورک تقریباً پورا کرلیا گیا ہے۔ (2) 92-1991 کے ان پٹ سروے کا فیلڈ ورک پورا کرلیا گیا ہے۔ (3) 97-1996 کے ان پٹ سروے کا فیلڈ ورک پورا کرلیا گیا، (4) اعداد وشمار درج کرنے کا کام تیزی سے چل رہا ہے اور (5) زرعی اور کوآپریٹیو محکمہ کے رہنما اصولوں کے ذریعہ فنڈ جاری کیا جاچکا ہے۔

زرعی تحقیق اور تعلیم

محکمہ زرعی تحقیق وتعلیم کا قیام وزارت زراعت کے تحت 1973 میں عمل میں آیا۔ یہ محکمہ زراعت، مویشی پالن اور ماہی گیری

کے میدان میں تحقیق اور تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لئے ذمہ دار ہے۔اس کے علاوہ، یہ ان فیلڈوں اوران سے متعلق دوسری فیلڈوں میں کام کررہی قومی اور بین الاقوامی ایجنسیوں کے مختلف محکموں اور اداروں کے بیچ تعاون بڑھانے میں مدد کرتا ہے۔یہ محکمہ ہندوستانی کونسل برائے زرعی تحقیق کو سرکاری مدد، سروس اور رابطہ فراہم کراتا ہے۔

ہندوستانی کونسل برائے زرعی تحقیق

وزارت زراعت کی زرعی تحقیق اور محکمہ تعلیم کی اہم تنظیم ہندوستانی کونسل برائے زرعی تحقیق نے زرعی ٹیکنالوجی کے ترقی، سرمایہ کاری و اناج میں خودکفیل لانے کے لئے اہم سائنسی معلومات کو عام لوگوں تک پہنچانے کے لئے معاملے میں اہم کردار نبھایا ہے۔ ہندوستانی کونسل برائے زرعی تحقیق، زرعی تحقیق، تعلیم اور توسیعی تعلیم کے میدان میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے پروگراموں کو آگے بڑھانے میں قومی سطح کی ایک خودمختار انجمن ہے۔کونسل تحفظ اور وسائل کے انتظام وفصلوں کی پیداواری، مویشیوں ومچھلیوں وغیرہ کے متعلق مسائل کا حل ڈھونڈنے کے لئے روایتی اور سرحدی علاقوں میں بنیادی وتجارتی تحقیقوں میں بلاواسطہ شامل ہوتی ہے۔ ہندوستانی کونسل برائے زرعی تحقیق کی سرگرمیاں خاص طور سے آٹھ مضامین میں تقسیم ہیں۔جیسے۔فصل سائنس شعبہ، باغبانی، مٹی زرعی سائنس اور زرعی جنگلاتی پیشہ، زرعی انجینئرنگ، مویشی سائنس، ماہی گیری، زرعی توسیع اور زرعی تعلیم۔

زرعی تحقیق

تحقیق ڈھانچے کے تحت 47 مرکزی ادارے اوران 5 قومی بیورو، 9 پراجیکٹ ڈائریکٹریٹ، 30 قومی تحقیقی مراکز، اور 80 کل ہند مربوط تحقیقی پراجیکٹ، شامل ہیں۔زراعت اور اس سے متعلق مضامین میں اعلی تعلیم کے لئے ہندوستانی کونسل برائے زرعی تحقیق کے چار اداروں کو یونیورسٹیوں کا درجہ دیا گیا ہے، اس کے علاوہ 33 ریاستی سطح کی زرعی یونیورسٹیاں اور امپھال میں ایک مرکزی یونیورسٹی ہے۔

فصل سائنس

ہندوستان میں 2001-2000 کے دوران 19.607 کروڑٹن اناج کی پیداوار ہوئی جو ایک ریکارڈ ہے۔ چاول، اور گیہوں کی پیداوار بالترتیب 8.63 کروڑٹن اور 6.846 کروڑٹن رہی۔ ہندوستان، گیہوں کی پیداوار میں دوسرا سب سے بڑا ملک ہے۔نئی تکنیکوں کا فروغ اور تجربہ اور زیادہ پیداوار دینے والی اور اہم مرض وجراثیم سے بچانے وروکنے والی قسمیں زرعی پیداوار اور ان کی پیداواری صلاحیت میں اضافہ کرنے میں بہت معاون ہیں۔آزادی کے بعد سے گیہوں کی پیداوار میں 4 گنا، اور کپاس میں تین گنا، گنے، سورگم اور تلہن میں دودوگنا اضافہ ہوا ہے۔مختلف فصلوں کی 3,000 ترقی یافتہ قسمیں جاری کی جا چکی ہیں۔کپاس، سفید جوار، ارنڈی، پیجین پی میں میل دارنسلوں کے بیج کی افزائش کرنے میں بھارت اول مقام پر اور میل داردھان افزائش کرنے میں دوسرے مقام پر ہے۔سورگم اور سورج مکھی میں بھی نئی میل دارنسلوں کو فروغ دیا گیا ہے۔

اب تک دھان کی 600 سے زیادہ پیداوار دینے والی جلدی پکنے والی، بونی اور مرض اور کیڑوں سے مقابلہ کرنے والی نسلوں کا فروغ کیا جا چکا ہے۔ ان میں شامل ہیں ہماچل اور اترانچل کے لیے وویک دھان 621 اور وویک دھان 821 نمکین اور کلوی زمین کے لیے بھی کچھ اقسام کو فروغ دیا گیا ہے جیسے CSR27 اور CSR30 مختلف ریاستوں کی جن دیگر اچھی اور میل دار قسموں کی سفارش کی جاتی ہیں وہ پرواگرد APRH26201، KRH2، CORH2، پنت شنکر دھان 1، نریندر شنکر دھان 2 اور سہیادری وغیرہ۔اتر پردیش دہلی اور ہریانہ میں بوائی کے لیے پہلی بہترین میل دار پوسا RH کی بھی سفارش کی گئی ہے۔

بھارت کے لئے گیہوں دھان کی طرح ہی ایک اہم فصل ہے۔ اور ملک کے مختلف اسٹوروں میں اس کا حصہ 36 فی صد ہے۔ گیہوں کی 286 سے زیادہ نئی نئی قسمیں فروغ پاچکی ہیں اور جاری کی جاچکی ہیں۔ یہ زیادہ پیداوار دینے والی، مرض اور کیڑے مکوڑے کی مزاحم اور مختلف قسم کی آب دہوا کے لیے مناسب ہیں۔ آبپاشی علاقوں کے لیے جدید بہتر اقسام ہیں PBW 343، PBW 396 ''شریسٹھ'' UP 2425، یہ مغرب شمالی علاقے کے میدانوں کے لیے موزوں ہیں۔ PBW 343 پنجاب کے 85 فی صد سے زیادہ علاقوں میں بوئی جارہی ہے۔ ملک کے مشرقی حصے میں بھی اس قسم نے اچھی پیداوار دی ہے۔ فوری غذا تیار کرنے میں استعمال ہونے والے گیہوں کی مشرق وسطی، جنوبی افریقہ اور بحر رومی ممالک میں کافی اچھی مانگ ہے۔ HD 4672، HI 8331، PDW 233، WH 896 اور ''مالوشکتی'' اور دروم گیہوں کی نئی قسمیں ہیں اور ان کا دانہ نہایت عمدہ ہے۔

مکئی کی اب تک 130 سے زیادہ پیداوار دینے والی مخلوط اور میل دار نسلوں کو فروغ دیا گیا ہے۔ اس کی جلدی پکنے والی میل دار نسلیں ہیں: دو یک، مکئی، میل دار 9، پوسا جلدی پکنے والی میل دار مکئی-3، JH 3459، KHMH 175، کوہ نور اور ارادلی مکئی-I، دونوں خوبیوں والی پروٹین مکئی میل دار یعنی ''شکتی مان'' -I اور ''شکتی مان-2'' بہار کے لیے موزوں ہے۔ ''شکتی مان-I'' اتر پردیش کے لیے جاری کی گئی ہے۔ یہ بچوں کی غذا، مرغیوں کے چارے اور سوروں کی خوراک کے لیے مناسب ہے۔

اب تک ملک میں دالوں کی 430 سے زیادہ ترقی یافتہ نسلیں اور میل دار اقسام، مختلف طرح کی آب دہوا میں کھیتی کے لیے جاری کی جاچکی ہیں۔ دلہنوں کی پیداوار جو 1950-1949 میں 81.6 لاکھ ٹن تھی۔ سال 2000-1999 میں بڑھ 133.5 لاکھ ٹن ہوگئی۔ کم وقت میں تیار ہوجانے والی ارہر، ارد، مونگ، مٹر کے فروغ میں قابل ذکر کامیابی ملی ہے۔ ان کی بوائی ہر طرح کی فصل کے ساتھ اور نئے علاقوں میں کی جاسکتی ہے۔ مٹر، ارہر، مونگ، ارد اور مسور کی مرض مزاحم قسمیں فروغ پاگئی ہیں۔ ان میں اہم مرضوں سے آزاد رہنے کی صلاحیت ہے۔

پچھلے ایک سال کے دوران تلہنوں کی کئی بہتر قسمیں جاری کی گئیں۔ ان میں شامل ہیں سورج مکھی میل دار MLSFH47، ارنڈی میل دار DSH177، دوہرے مقصد کے لیے السی کی قسمیں ''میراء اور پکھن اور بیج کے لیے موزوں قسمیں ''شیلا'' اور ''شیکھر'' مونگ پھلی کی قسم LSNZ اور سویابین کی قسمیں ''اہلیا 4 پربھن سویا'' ''اندرا سویا-9'' اور ہرا سویا۔ سورج مکھی کی میل دار قسم MLSFH-47 میں پھپھوند نہیں لگتی اور ارنڈی DSH-177 کمہلاتا نہیں اور اس میں سفید مکھی نہیں لگتی اور اس میں سفید مکھی نہیں لگتی۔ مونگ پھلی LGN2 قسم میں چوسنے والے کیڑے نہیں لگتے اور یہ گجرات اور جنوبی راجستھان کے بارش والے علاقوں میں جلدی بوائی کے لیے موزوں ہے۔ سویابین کی قسم ہرا سویا جو شمالی پہاڑی علاقوں ہماچل پردیش اور اترانچل کے لیے جاری کی گئی باورچی خانے کے مقصد سے بہت موزوں ہے۔

کپاس کی میل دار قسم کا فروغ کرکے اس کا کمرشیل استعمال کرنے والا بھارت واحد ایسا ملک ہے۔ لمبے ریشے والی پریمریل دار کپاس ایچ-4 اور اضافی لمبے ریشے والی ورلکشمی اور ڈی سی ایچ 32 اور سون قسموں سے عمدہ روئی تیار ہوتی ہے۔ جن سے 120 کاؤنٹ تک دھاگے تیار کئے جاسکتے ہیں۔ یہ نسلیں مصر کی گیجا-45 کا مقابلہ کرسکتی ہے۔ جلدی تیار ہونے والی فتح، دھن لکشمی اور راج ہنس نسلیں حال میں جاری کی گئیں۔ یہ پنجاب، ہریانہ اور راجستھان کے لئے مناسب ہیں۔

اس فصل کی پیداوار اور پودوں کی حفاظتی تکنیک میں پوری کامیابی حاصل کی جاچکی ہے۔ اس کے علاوہ شمالی علاقوں کے لیے میل دار جیسے کہ ''رودم شنکر'' LH4144، BAAH1 اور وسطی علاقے کے لیے PKVHy3، PKVHy4 اور JKHy2 اور جنوبی علاقے کے لیے ''موریا''، ''سروتھی'' DHB 105 اور DHB 11، تجارتی کھیتی کے لیے جاری کی جاچکی ہیں۔

زرعی۔ حیاتیاتی تنوع کو بنائے رکھنے اور بہتر اقسام کی پیداواری صلاحیت بڑھا کر نسلیاتی اساس کو وسعت فراہم کرنے کے لیے پودنسلیاتی وسائل کے قومی بیورو (NBPGR) نے پودوں کا پتہ لگایا اور مختلف ریاستوں سے 14,333 نمونے حاصل کیے۔ بین الاقوامی زرعی تحقیق کے صلاح کار گروپ اور 35 ملکوں سے کل 18,902 جرم پلازم اور نرسری/ جانچ سے 65,602 نمونے حاصل کیے گئے۔ سال کے دوران 16 ملکوں کو مختلف فصلوں کے 429 نمونے برآمد کیے گئے۔ اب تک قومی جین بینک میں تقریباً دو لاکھ نمونے جمع کیے جا چکے ہیں۔ فصلوں میں کیڑوں مکوڑوں اور امراض کو کنٹرول کرنے کے لیے مربوط پیسٹ منتظمہ پروگرام (IPM) کے لازمی جزو کے طور پر مختلف فصلوں میں کرم کش دواؤں کے استعمال پر زیادہ زور دیا گیا۔ پچھلے کچھ سالوں کے دوران مربوط پیسٹ منتظمہ کو فروغ دینے اور اس کے تصور کے مظاہرے اور تکنیک میں نمایاں پیش رفت ہوئی ہے۔ کپاس، چاول، دالوں، تلہن، گنا، لیمو، انگور اور سبزیوں پر زیادہ دھیان دیا گیا ہے۔ مختلف فصلوں کے لیے شدید حیاتیاتی مربوط پیسٹ منتظمہ (IPM) ماڈیول کو فروغ دیا گیا ہے۔ اعلیٰ کوالٹی والے NPV کی پیداوار میں کامیابی حاصل کی گئی ہے اور ''ہیلیکو ورپا'' اور ''اسپوڈوپٹیرا'' وبائی امراض پر کنٹرول کے لیے متعدد فصلوں میں اس کا وسیع پیمانے پر استعمال کیا جا رہا ہے۔

باغبانی

بھارت پھل اور سبزیوں کا دوسرا سب سے بڑا پیداکاری ملک ہے۔ ملک کی کل پھل پیداوار میں پانچ پھلوں۔ آم، کیلا، سائٹرس پھلوں جیسے سنترہ موسمی، امرود، اور سیب کا حصہ 75 فی صد ہے۔ آم کی بارہ مہینے کی بونی میل دار نسلوں کی افزائش سے اس کی پیداوار بڑھی ہے۔ ہر سال اور زیادہ مقدار میں پیدا ہونے والی دسہری کی 51 قسم کو فروغ دیا گیا ہے۔ آم کی ایک نئی قسم سش ایم I کی جس کے برآمد کے زیادہ امکانات ہیں جاری کرنے کے لیے پہچان کر لی گئی ہے۔ امرود کی للیتا نسل پیداوار اور کوالٹی کے لحاظ سے بہت عمدہ ہے۔ کیلوں میں کاروباری کھیتی کے لیے 18 بہترین اقسام کی پہچان کی گئی ہے۔ اناروں میں ایک نئی قسم اعلیٰ دانہ انار دانے کے لیے جاری کی گئی ہے۔

سبزیوں میں میل دار ٹماٹروں، گوبھی، پتے دار گوبھی، پیاز، مولی، بینگن اور ہری مرچ کے فروغ سے اب ان کی سال بھر دستیابی یقینی ہو گئی ہے۔ مغربی اتر پردیش میں آلو میں دیر سے چتی پڑنے کے سلسلے میں پہلے ہی اطلاع دینے والے ماڈل کو فروغ دیا جا چکا ہے جس کی اطلاع کی بنیاد پر مرض لگنے سے 10 دن پہلے ہی پیش گوئی کی جا سکتی ہے۔ گرم علاقوں کی قند فصلوں میں دو میل دار کساؤں ''شری ریکھا'' اور ''شری پربھا'' کا فروغ بھی قابل ذکر ہے۔ اسٹارچ پر مبنی حیاتیاتی عمل سے ضائع ہو جانے والی پلاسٹک کو بھی فروغ دیا جا چکا ہے۔ چار لائسنس دار کو اس کی تکنیکی معلومات فراہم کی جا چکی ہے اور اس کا مظاہرہ بھی کیا جا چکا ہے، ساتھ ہی ساتھ انھیں ٹریننگ بھی دی گئی ہے۔ سماروغ کی دو سے زیادہ پیداوار دینے والی اقسام، گرمی سفید بٹن سماروغ (NCB-13 اور NCB-6) جو 15 کلوگرام تک تازہ سماروغ دے سکتی ہیں۔ تجارتی پیداوار کے لیے جاری کی جا چکی ہے۔ تازہ سماروغ سے بہترین ذائقہ اور خوشبو والی عمدہ کیچ اپ بنائی جا سکتی ہے۔

باغبانی فصلوں میں گری والے پھلوں سے ان کی گری نکالنے کے عمل کو فروغ دیا گیا ہے۔ اس میں گری والے پھل کو توڑے بغیر اس میں ایک سوراخ کر کے اس کی ملائم گری نکال لی جاتی ہے۔ گوآ میں جاری کرنے کے لیے کاجو گوا 1 کی پہچان کی گئی ہے۔ مسالوں میں کالی مرچ کی دو قسمیں (پنی یور-6 پنی یور-7) الائچی کی ایک قسم (آر۔ آر۔ 1) دھنیے کی تین اقسام (RCr-684, RCr-435, RCr-436)، میتھی کی دو قسمیں (گجمیتھی-1، اور آر ایم ٹی-303) اور زیرہ اور سونف کی ایک ایک (گج زیرہ-3) اور سونف (آر ایف 101) کی پہچان کر لی گئی ہے اور انھیں جاری کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔

قدرتی وسائل منتظمہ

ملک کے قدرتی وسائل کے ماہرانہ اور مربوط منتظمہ کے لیے مٹی وسائل کی فہرست بنانے اور مناسب زرعی ٹکنالوجی کے فروغ پر زور دیا جا رہا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مختلف ریاستوں کی مٹی وسائل کے زرعی ماحولیاتی منطقوں (AEZ) اور ذیلی منطقوں میں درجہ بند کیا جا رہا ہے۔ مثال کے لیے راجستھان میں 31 زرعی ماحولیاتی ذیلی مطقے کی زمین کے مختلف استعمال اور چاراگاہ، زرعی چارہ علاقہ، چارا علاقہ، جنگلاتی چارا علاقہ اور زرعی جنگلاتی چارا علاقہ کے بارے میں اطلاع دیتے ہیں۔ تملناڈ، جموں وکشمیر، آسام، دہلی اور گوآ کے (1:250,000) پیمانے پر بنے مٹی وسائل نقشے دیہی سطح پر منصوبہ بنانے کے لیے تیار کیے گئے۔ مہاراشٹر اور مدھیہ پردیش کی مٹی سلسلہ کا مظاہرہ کرنے والا، مٹی وسائل ایٹلس، ضلعی سطح پر منصوبہ تیار کرنے کے لیے فروغ دیا گیا۔ اس میں مٹی اور آب وہوا سے متعلق وسائل کے موضوعات ان کی تقسیم، خصوصیات اور ترجیحات کے نقشے ہیں۔

پنجاب علاقے میں مونگ پھلی کی پیداوار کا پہلے سے اندازہ لگانے اور گجرات میں سرسوں کی پیداوار کی سطح کا اندازہ لگانے کے لیے فصل بڑھانے کی ماڈلنگ لاگو کی گئی۔ اس طرح خشک سالی اور بارش سے آبپاشی کیے گئے دھان میں ممکنہ اور اہم کیڑوں مکوڑوں کے پھیلنے کا اندازہ لگایا گیا۔ وسائل کے بہتر تحفظ اور منتظمہ کے لیے قابل کاشت بنائی گئی ریتیلی دومٹ زمین میں کٹاؤ کے کنٹرول اور فصل کی پیداواری صلاحیت بڑھانے کے لیے جتائی کے طریقے اور صفر جتائی بہتری کی پہچان کی گئی۔ اس سے پہلے ہندوستان کے مختلف حصوں (کوٹہ، راجستھان، باجنی، بندیل کھنڈ، ریل ماجرہ، چنڈی گڑھ وغیرہ)۔ ان پراجیکٹوں نے زمین کے استعمال کا طریقہ بدل دیا ہے اور کھیتی کے ایسے طریقے شروع کیے ہیں جن سے فصل کا علاقہ بڑھ گیا ہے۔ (50-60 فی صد اضافہ) اور فصل کی پیداواری صلاحیت دو سے چار گنا بڑھ گئی ہے۔ کنوؤں کی تعداد اور مجموعی آبپاشی شدہ زمین اور نئی فصلوں کی بوائی میں قابل ذکر اضافہ ہوا ہے۔ اس سے کسانوں کی آمدنی بڑھی ہے اور انھوں نے کاشت کاری میں زیادہ سرمایہ لگایا ہے۔ اس بات پر زور دیا گیا کہ دھان اور گیہوں کے فصل نظام میں پودوں کے تغذیاتی عناصر کی ضرورت کو مٹی کی جانچ پر بنی کیمیائی اور حیاتیاتی کھاد کے استعمال کے ساتھ ہم آہنگ کیا جائے۔ اس بات پر بہت زیادہ زور دیا گیا کہ روہنروبیم / بریڈرزوبیم کو پی جی پی آر یعنی ایزواسپریم یا سوڈموناس میں ملا کر حیاتی کھادوں کے وسائل کا زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جائے۔

مختلف زرعی جنگلاتی ماڈلوں کی پیداوار تکنیک اور فروغ کو زرعی سائنس انتظامیہ اور درختوں کی نسلوں میں الگ الگ طور پر فرق شروع کر کے مکمل کیا گیا۔ زرعی باغبانی بندوبست میں مکئی، کالا چنا، جو بیر کے ساتھ اگائے جاتے تھے۔ تحفظ کے طریقے اپنا کر لگاتار زیادہ فصل اور پھل دیا۔ یہ پایا گیا کہ جنگلاتی چارا اور باغبانی چارا بندوبست میں آنولا، سیر کر دندا کے پیڑ چارا کی پیداوار بڑھانے کے ساتھ زیادہ پھل دیئے۔

زرعی انجینئرنگ

رنگ روغن اشیاء کو بھی فروغ دیا گیا۔ زرعی جنسوں کی پیکنگ، ڈھکی کھیتی اور آبی کھیتی کے لیے پلاسٹک کا کی کامیابی کے ساتھ جانچ کی جا چکی ہے۔ ملک کے مختلف حصوں میں پیداوار کی ابتدائی جانچ کو بڑھاوا دینے کے لیے زرعی جانچ ماڈل قائم کیے جا رہے ہیں اور ان کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔

توانائی کے قابل تجدید وسائل کا بھی مطالعہ کیا جا چکا ہے اور بڑی تعداد میں سولر آلات جیسے کہ شمسی توانائی میں اناج، مرچ، دھان سکھانے والے آلات، ہیٹر، شمسی توانائی جمع کرنے والے بہتر قسم کے کچن اسٹوو، کئی ریک والا سولر ڈرایر وغیرہ کو فروغ دیا گیا ہے۔ پروڈیوسر گیس کی پیداوار کے لیے لکڑی پر مبنی گیسی فائر کو فروغ دیا گیا ہے۔ میدانی اور پہاڑی علاقوں کے لیے مختلف قسم

کے بایوگیس پلانٹوں کوفروغ دیا گیا ہے۔ مرچ خشک کرنے کے لیے شمسی توانائی سے چلنے والا ایک ڈرایر بنایا گیا ہے۔ اس سے ان متبادل شکل میں بایوماس پرمبنی گیس فایر بھی ہے۔

فصل پیداوار، باغبانی، مویشی پالن، مچھلی پالن اور دیہی گھروں کے مختلف زرعی کاموں کے لیے توانائی کا آڈٹ (جانچ پڑتال) کرنے کے بعد اقتصادی نقطۂ نگاہ سے عملی متبادل کی تجویز کے لیے معیار متعین کیے گئے ہیں۔ زرعی پیداوار کے بندوبست میں توانائی پس منظر کے تعین قدر کے لیے مختلف قسم کی آب و ہوا والے زرعی علاقوں میں توانائی کے توازن کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ پانی کے اخراج کی کئی تکنیکیں جیسے کہ سطحی، ذیلی سطحی، زاید پانی کو مختلف طریقوں سے نکالنا، کثیر کنویں پوائنٹ نظام، ڈورزن نظام، کھیت کی جتائی، دوا چھڑکنے اور فصل کاٹنے، دوانے وغیرہ کے لیے کئی طرح کے زرعی آلات وساز وسامان کو فروغ دیا گیا ہے۔ حال ہی میں گیہوں کی بوائی کرنے اور سبزی پلانٹر وغیرہ کو فروغ دیا گیا ہے۔ گنّے کی فصل کٹائی اور قطاروں میں کپاس چننے کی مشین کو فروغ دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔

فصل کٹائی کے بعد پیداوار کی جانچ کرنے کے لیے ساز وسامان کو فروغ دیا گیا ہے جیسا کہ بیج صاف کرنے والے، زمرہ بند کرنے والے، دال مل، دھان کٹائی اور مکئی کے دانے اتارنے کے آلات، مونگ پھلی دانہ نکالنے کا آلہ چھالی کا چھلکا اتارنے کی مشین اور پھلوں کی پیداوار کو اکٹھا کرنے والے ساز وسامان، شہد نکالنے کا آلہ، کنوں کی درجہ بندی کرنے والا چھوٹا آلہ، تیل نکالنے، سبزی دھونے، لاکھ کھرچنے اور مسالے صاف کرنے اور ان کو الگ کرنے کی مشینیں، پھلوں کو زمرہ بند کرنے کی مشین، لہسن کی گانٹھ توڑنے کا آلہ، مرچ کے بیج نکالنے، سنگھاڑے اور کساوا کے چھلکے اتارنے کا چاقو، کیلے کی پھانک نکالنے کا آلہ، آلو چھیلنے کا آلہ، اناج آٹے کو الگ کرنے کی چھلنی، پھل اور سبزیوں کو سکھانے والا آلہ، اناج سکھانے والا آلہ، سارو غ سکھانے کے ساز وسامان، پیر سے چلنے والی بنولے نکالنے کی مشین وغیرہ۔ سویا کی آمیزش کے ساتھ بسکٹ بنانے کی تکنیک کا تجارتی استعمال ہونے لگا ہے۔ ٹھوس، مائع اور دانے دار گڑ کی پیداوار کے لیے ساز وسامان کو فروغ دیا جاچکا ہے۔ پٹ سن اور کپاس پرمبنی کئی طرح کی پیداواریں جیسے کہ سجاوٹی کپڑوں کے لیے آمیزہ دھاگا، آگ کی روک تھام کے لیے بغیر بنا ہوا آمیزہ پٹ سن۔ کپاس اور راپسی کی سفاری سوٹنگ کو فروغ دیا جاچکا ہے۔ اسی طرح لاکھ پرمبنی حاجز اشیاء، وارنش کی سطح اونچی کر کے کھیتی کرنا، کسانوں کو چھوٹے اور بڑے پیمانے پر پانی نکاسی کا ڈھانچہ اور ڈیزائن کا مظاہرہ کیا گیا، جسے انھوں نے چھوٹے اور بڑے پیمانے پر اپنا لیا ہے۔

سائنس حیوانات

نیشنل بیورو آف جینٹک رسورسز (مویشیوں کے نسلیاتی وسائل کا قومی بیورو) میں مویشیوں کی شماری کا ڈاٹا بینک، ہندوستان کے سالانہ نسلیاتی وسائل کے اطلاعاتی نظام کے ساتھ ملا دیا گیا ہے جو CD میڈیم پر بھی دستیاب ہے۔ دیسی نسل کے 30 مویشیوں اور دس بھینسوں کے نسل کیلنڈر کو بھی فروغ دیا گیا ہے۔ ''ساہی وال'' نسل کے مویشی کی نسلیاتی خصوصیات کو FAO کے ذریعے سفارش کیے گئے پرائمروں کو 20 نہایت پالی مارفک (کثیر الاشکال) استعمال کر کے درج کیا گیا۔ باربری اور جمنا پاری بکریوں کا DNA فنگر پرنٹ تجزیہ بھی کیا گیا۔ مرغیاں بطخ وغیرہ کی پیداوار کو بڑھاوا دینے کے نر گروپ کے لیے سفید رنگوں کے پروں کے ساتھ ''سنتھیٹک برایلز'' کو فروغ دیا گیا۔ قبائلی علاقوں کے کسانوں میں مرغی پالن کی حوصلہ افزائی کے لیے انھیں 'بن راجا' گرام پریا اور کیری گولڈ نسل کی مرغیاں دی گئیں۔

قومی انسٹی ٹیوٹ برائے تغذیہ مویشی وعضویات (NIANP)، بنگلور میں مویشیوں کے خوراک وسائل پر ایک قومی سطح کے شماریات پرمبنی اطلاعاتی نظام کو فروغ دیا گیا ہے۔ مشرق شمالی کے دو نایاب مویشیوں یاک اور متھن کے عضویاتی طرز عمل کا مطالعہ

کیا گیا۔ مویشیوں سے حاصل جدید ذیلی پیداواروں کی بھی جانچ کی جارہی ہے ۔ جو انڈمان مجموعۂ جزائر، آندھرا پردیش، اروناچل پردیش، آسام، بہار، گجرات، ہریانہ، ہماچل پردیش، کرناٹک، کیرل، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، میگھالیہ، ناگالینڈ، پنجاب اور تملناڈو میں غذائی تکملہ کے طور پر استعمال ہو سکتے ہیں۔

EHV-1 میں ٹیکہ لگانے کے 7 دن بعد اینٹی باڈیز کا پتہ لگانے کے لیے ایک ایلیسا پرمبنی I gm جانچ کو فروغ دیا گیا، جب کہ پہلے روایتی ایلیسا تکنیک کے ذریعے اس کام میں ٹیکہ لگانے کے بعد 14/21 دن کے بعد اینٹی باڈیز کا پتہ لگتا تھا۔ گاؤوں کی دودھ پیداکار کوآپریٹو سوسائٹیوں سے اکٹھا دودھ کے نمونوں کی جانچ کے لیے دودھ پرمبنی گائے نسلی بروسیلا اس ایلیسا کٹ کو ملک میں ہی فروغ دیا گیا ہے۔ اس سے وبا خیز امراض سے متاثرہ گاؤوں کا پتہ لگ جائے گا اور مرض کے خاتمے اور قابو کرنے کی حکمت عملی بنائی جاسکے گی۔ گاؤوں میں سور کے بخار کا پتہ لگانے کے لیے ایک AGP جانچ کٹ کی معیار بندی کردی گئی ہے۔ بکری سے جدا کیا گیا بروسیلا برووِر-1 کا حل پذیر اینٹی جن پرمبنی ڈاٹ ایلیسا کو فروغ دیا گیا ہے۔ اس سے غلط پازیٹو رد عمل کا پتہ لگنے کا امکان کم سے کم ہو جائے گا۔

کھانے کے لیے فوری طور پر تیار چاول پرمبنی کھیر مکس کے تیار کرنے کے عمل کو فروغ دیا گیا۔ یہ کھیر عام حالت کے درجہ حرارت پر چھ مہینے تک ٹھیک رہتی ہے۔ صارفین نے اسے کافی پسند کیا ہے۔ اس کی پیداواری لاگت 500 گرام کے پیکٹ کے لیے 47.30 روپے (یہ 10 بار پیش کرنے کے لیے کافی ہے) عمدہ قسم کی موزاریلا پنیر بنانے کے عمل کو زیادہ کارگر بنایا گیا۔ ارتکازی عنصر 12، PH6، مکھن نکلا دودھ، مائیکروفلٹریشن ریٹینیٹ اور چھاچھ کا استعمال کر کے کم نمی اور کم کولسٹرال والی موزاریلا پنیر تیار کی گئی۔ سویٹ کریم چھاچھ سے فوری پیش کیے جانے کے قابل ٹھنڈے مشروبات کو فروغ دیا گیا۔ یہ کاربونیٹ پر مشتمل کولڈ ڈرنک زیادہ تغذئی اور سستی ہے۔ اس تکنیک کا استعمال کر کے نہ صرف چھاچھ کے استعمال سے صارفین کے لیے قابل قبول تغذئی مشروب فراہم کرایا جاسکتا ہے، بلکہ چھاچھ کو نالیوں میں گرنے سے پیدا آلودگی کے مسائل کا حل بھی نکالا جاسکتا ہے۔ مخصوص طریقہ علاج گرم نفوذ/بار دنفوذ علاج کے اطلاق کے ذریعے اور اسے مائیکروویو سے خشک کر کے زیادہ دنوں تک تازہ رہنے والے نابیدہ پنیر کو فروغ دیا گیا ہے۔ پنیر کو دھاتی پالیسٹر میں 65 دن اور کرایو بک پیکنگ میں 80 دن کے لیے قائم رکھ کر اس کی شیلف زندگی کو بڑھا دیا گیا ہے۔

بھینس کے گوشت کا استعمال کر کے اچھی کوالٹی کے رولس تیار کیے گئے ہیں۔ خاص قسم کے پادچ میں بھینس کے گوشت کی پیداوار کو فروغ دیا گیا۔ میمنے اور بکری کے گوشت سے پیٹیز تیار کی گئی جن کی کوالٹی اور مقدار سے پتہ لگا کہ بکری کا گوشت عمدہ قسم کی پیٹیز تیار کرنے کے لیے بہتر خام مال ہے۔ ''ڈرائی ہیٹ'' (خشک گرمی) طریقے سے خرگوش کے گوشت کی پیٹیز تیار کی گئی اور مالیسٹ ہیٹ طریقے سے خرگوش کے گوشت کے ''نگیٹ'' بھی تیار کیے گئے۔

ماہی گیری سائنس

بھارت میں سمندر اور زیر زمین پانی کے وسائل سے 5.5 لاکھ ٹن مچھلی کی پیداوار ہوتی ہے اور یہ مچھلی پیداوار، دولت مشترکہ میں پہلے مقام پر اور دنیا میں ساتویں مقام پر ہے۔ ہمارا ملک مچھلی برآمد کرنے والے دنیا کے بڑے ملکوں میں سے ایک ہے۔

کارپ اور کیٹ فش، سی باس اور ہلسا کے بچے تیار کرنے کی تکنیک میں ہم مہارت حاصل کر لیا ہے۔ اس سے سال میں دو۔دو تین تین بار مچھلی نکالی جاسکتی ہے۔ ان کے بچے دینے کے وقت کو بڑھایا گھٹایا جاسکتا ہے۔ اور ان سے بے موسم بچے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ کمپوزٹ ماہی گیری سے پیداوار اور تولید میں انقلابی بہتری پیدا ہوئی ہے۔ اس سے تالابوں میں جو 60 کے دہے میں 50 کلو فی ہیکٹر فی سال کی جگہ 2,000 کلو تک پیداوار ہونے لگی ہے۔

ICAR سائنس دانوں نے نسلی انتخاب سے روہو کارپ مچھلی کی نموئی کی ہے۔مشیر کو اونچے پہاڑی جھیلوں میں پال کر غذائی مچھلی میں تبدیل کرنے میں کامیابی حاصل کی ہے۔

مچھلیوں کو پکڑنے کے بعد ان کے محفوظ کرنے اور پیکیجنگ اور نقل وحمل کی تکنیکوں میں بھی بہتری آئی ہے اور یہ صنعت ملک کی بڑی امتیازی اور جاذب صنعت بن گئی ہے۔مچھلیوں کے بے کار حصوں اور بے کار مچھلیوں کے استعمال کی تکنیک کو بھی فروغ دیا گیا ہے۔اس سے دوائیں، کپڑے، کاسمیٹک اور رنگ وروغن صنعت کے لئے کائٹین اور کائٹوسن جیسی چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ آنکھ اور دیگر خورد سرجری اور آنکھ کے لئے مچھلی کی آنت سے دھاگے بنائے جاتے ہیں۔

زرعی تعلیم

ہندوستانی زرعی تحقیقاتی کونسل زرعی تعلیمی پروگراموں کو قومی سطح پر فروغ دیتی ہے اور تال میل رکھتی ہے۔زرعی تعلیم کے لئے ملک میں 33 ریاستی سطح کی زرعی یونیورسٹیاں، امپھال میں ایک مرکزی یونیورسٹی اور ہندستانی زرعی تحقیقاتی ادارہ، نئی دلی، ہندوستانی مویشی طبی علاج کا تحقیقی ادارہ عزت نگر، قومی ڈیری تحقیقاتی ادارہ، کرنال اور مرکزی ماہی گیری تعلیمی ادارہ ممبئی۔یہ 14 ادارے شامل ہیں، جن کو یونیورسٹی جیسا درجہ ملا ہوا ہے۔اس کے علاوہ کاشی ہندو یونیورسٹی، وشو بھارتی اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ان تینوں مرکزی، یونیورسٹیوں میں بھی زرعی تعلیم کے عمدہ پروگرام چلائے جاتے ہیں۔یہ ادارے اپنے 193 منسلکہ کالجوں میں 11 خصوصی شعبوں میں تعلیم فراہم کرتے ہیں، جن میں ہر سال 10,000 طلباء کی پڑھائی کا اہتمام ہے۔ملک میں 65 شعبوں میں پوسٹ گریجویٹ تعلیم کی سہولتیں حاصل ہیں۔زراعت، بیطاری سائنس، زرعی انجینیر نگ، جنگل بانی، ہوم سائنس باغبانی، علم غذا، ڈیری ٹکنالوجی، ماہی گیری، ریشم سازی اور زرعی مارکیٹنگ میں ڈگریاں دی جاتی ہیں۔ ملک میں 65 مضامین میں پوسٹ گریجویٹ ڈگری کی سہولیات ہیں۔

زرعی سائنس اور ٹکنالوجی میں ایڈوانس تحقیقاتی کاموں کے لئے 35 ایڈوانس مراکز، مطالعہ (سی۔اے۔ایس) قائم کئے گئے ہیں۔ان مراکز میں ریاستی زرعی یونیورسٹیوں اور ہندوستانی زرعی تحقیقاتی کونسل کے ادارے کے لوگوں کے لئے دو تین ہفتے کے مفت تربیتی کورس چلائے جاتے ہیں، جن کے لئے درخواستیں طلب کی جاتی ہیں۔کونسل طلبا کو گریجویٹ سطح پر 300 اور پوسٹ گریجویٹ سطح پر 475 وظائف بھی دیتی ہے۔دیہی عورتوں کو مجاز اور با اختیار بنانے اور ان کی حالت کو مضبوط بنانے میں مدد کرنے کے لئے ہوم سائنس کا ایک پروجیکٹ بھی چلایا جارہا ہے۔

کونسل نے عالمی بینک کے تعاون سے 14 اگست 1995 سے 7.42 کروڑ ڈالر کی لاگت سے زرعی انسانی وسائل کے فروغ کے لئے ایک پروجیکٹ بھی چلارہی ہے۔اس کا مقصد زراعت میں اعلیٰ تعلیم کا معیار بڑھا کر اور حصہ لینے والی ریاستوں کی مدد کر زرعی سیکٹر کے انسانی وسائل کو فروغ دینا اور بہتر منتظمہ فراہم کرنا ہے۔اس پروجیکٹ کے پہلے مرحلے سے ہی نمایاں فائدہ ہوا ہے۔ڈگری تعلیم کے سبھی پروگراموں میں حیاتی اعداد وشمار، حیاتیاتی تنوع، حیاتی ٹکنالوجی، زرعی کاروباری منتظمہ مارکیٹنگ، علم ماحولیات اور کمپیوٹر کے استعمال سے متعلق نئے کورس شامل کئے گئے ہیں۔ڈگری طلباء کو دیہی علاقوں میں زرعی کام (آر۔اے۔ ڈبلو۔ای) اور پلانٹ ٹریننگ پروگرام میں کارآمد بنانے کے طور پر کل 6 ماہ کا تجرباتی سرٹی فیکٹ ضروری قرار دیا گیا ہے۔اس کے علاوہ ہر سال 3,000 سائنس دانوں کو تربیت دی جاتی ہے۔اب تک 1,055 غیر ملکی سائنس داں بھی تربیت پا چکے ہیں۔اور دیگر شعبے جو AHRD-1 مرحلے سے مستفید ہوئے ہیں۔ڈیمڈ یونیورسٹیوں کے اداروں اور ریاستی زرعی یونیورسٹیوں اور زرعی شعبے کی اکائیوں عملہ کے لئے ڈیٹا بیس تیار کرنا HRD/HRM شامل ہے۔

زرعی توسیع

ہندوستانی زرعی تحقیقاتی کونسل پورے نظام میں سبھی تحقیقاتی کاموں کے تعین قدر اور تشخیص کرتی ہے اور جدید تکنالوجیوں کو کسانوں، زرعی توسیع کارکنوں اور دیگر ایجنسیوں تک پہونچاتی ہے۔ ان میں تکنالوجی کی کھیت کی سطح پر پرکھ اور تشخیص اور تحقیق کی جاتی ہے اور وہاں کسانوں، کھیت میں کام کرنے والی عورتوں اور دیہی نوجوانوں کو تکنالوجی کی عملی تربیت دی جاتی ہے۔ اس وقت مختلف ریاستوں میں کونسل کے 26 زرعی سائنس مراکز ہیں۔ ان کے علاوہ ملک کے مختلف مقاموں میں واقع 53 علاقائی زراعت سے متعلق تحقیقی مراکز نے بھی زرعی سائنس مرکز کا اضافی کام بھی سنبھال لیا ہے۔ یہ مرکز یہ کام کرتے ہیں، کھیتوں کی جانچ، تحقیق، کسانوں زراعت کے کاموں میں لگی عورتوں اور دیہی نوجوانوں کو کاروباری ٹریننگ، سیکٹر کی نچلی سطح کارکنوں کو، ان سروس ٹریننگ اور موقع پر جا کر نئی تکنیک وغیرہ کا مظاہرہ۔ یہ مرکز ریاستی زرعی یونیورسٹیوں، ہندوستانی زرعی اداروں اور چنندہ غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعے چلائے جا رہے ضلعی سطح کے ادارے ہیں۔ ان مراکز پر زراعت، باغبانی، مویشی پالن، ماہی گیری وغیرہ تمام کاموں میں ہر سال 2.50 لاکھ کسانوں کو تربیت دی جاتی ہے۔ تاکہ خود روزگار کا موقع فراہم ہو سکے۔ تربیت دہندہ کے لئے خشک علاقوں میں کاشت کاری، باغبانی، فارم مشینری، تالابوں میں مچھلی پالنے، سمندر میں مچھلی پکڑنے، کوہستانی کھیتی، ڈرائینگ اور ہوم سائنس میں تربیت کے فن سکھانے کے لئے 8 خصوصی ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ (ٹی۔ ٹی۔ سی) ہیں۔ زرعی سائنس مراکز کے سائنس دانوں کو بھی اپنے مضمون میں معلومات وعلم کی تجدید کرنے کے لئے ٹی۔ ٹی۔ سی میں بھیجا جاتا ہے۔

کونسل نے ایک جدید پروجیکٹ۔ انسٹی ٹیوٹ ویلج لنکیج پروگرام، (IVLP) شروع کیا ہے۔ تاکہ کسانوں اور سائنس دانوں کے درمیان ربط اور بڑھایا جا سکے اور زرعی تحقیقی نظام سے نکلی تکنیکی ایک گاؤں یا 1,000 کسان خاندان والے دیہی گروپوں میں ہر کسان تک پہونچ سکیں۔ یہ پراجیکٹ 70 مراکز پر چل رہے ہیں۔

کوآپریٹو (Cooperatives)

کوآپریٹو سیکٹر زرعی قرض کی تقسیم، کسانوں کو مارکیٹنگ تعاون کی سہولیات فراہم کرانے، زراعت میں استعمال ہونے والے بیج، کھاد وغیرہ کی تقسیم، کوآپریٹو تعلیم اور تربیت فراہم کرنے میں قابل ذکر اور نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ کوآپریٹو کسانوں کو پیداوار اور پیداواری صلاحیت بڑھانے اور ان کی آمدنی بڑھانے کے لیے فصل کٹائی کے بعد کی سہولتیں بھی فراہم کرتا ہے۔ ملک کا کوآپریٹو سیکٹر 5.04 لاکھ سوسائٹیوں کے 20.9 کروڑ ممبران اور 2,27,111.8 کروڑ روپے کی عمل پذیر پونجی (31 مارچ 2002 تک) کے ساتھ دنیا کے سب سے بڑے سیکٹر کے طور پر ابھرا ہے۔ کوآپریٹو سوسائٹیاں تقریباً سبھی گاؤں میں ہیں اور تقریباً 67 فی صد دیہی خاندان کوآپریٹو اداروں کے ممبر ہیں۔ زراعت اور کوآپریٹو محکمہ ملک میں کوآپریٹو اداروں کے بڑھاوا اور ترقی کے لیے مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی کفالت میں مختلف اسکیموں کو نافذ کر رہا ہے۔

قومی زرعی تکنیکی پروجیکٹ

قومی زرعی تکنالوجی پروجیکٹ (این۔ اے۔ ٹی۔ پی) ہندوستانی زرعی تحقیقی کونسل اور زرعی کوآپریٹو محکمہ مل کر عالمی بینک کی مدد سے چلاتے ہیں۔ اس پراجیکٹ کی کل لاگت 950 کروڑ روپے ہے۔ اس کا مقصد قومی اہمیت کے کچھ خاص معاملوں کا حل ہے۔ یہ ایشو ہیں۔ (1) قومی افرادی غذائی تحفظ (2) غریبی کا خاتمہ اور برابری (3) ماحولیات میں بہتری اور حیاتی تنوع کی حفاظت (4) قدرتی وسائل کا مستقل اور متوازن استعمال (5) گاؤں کے لوگوں کی آمدنی بڑھانے کے لئے پیداوار کا تنوع (6) قبائلی لوگوں، عورتوں اور پسماندہ لوگوں کی فلاح و بہبود (7) کاروباری نقطہ نگاہ سے مفید تکنالوجی کا استعمال اور برآمد کی امکانات کو

بڑھانا۔

اس پروجیکٹ کے تحت مختلف پروگراموں کو تحقیقی کام کے لئے رقوم مہیا کرائی جاتی ہیں۔ان میں برتر ٹیم (Team of Excellence; ToE)، مشن موڈ (MM) پیداواری نظام تحقیق (PSR) آئی، وی۔ایل۔پی اسکیم کے تحت ٹکنالوجی تعین قدر اور تشخیص (TAR) اور مقابلہ جاتی تعاون پروگرام (CGP) جیسے پروگرام 8 موضوعی ایریا میں چل رہے ہیں۔

ٹکنالوجی کی توسیع میں جدت (آئی۔ٹی۔ڈی) تحت 53 زونل ریسرچ مراکز (ZRS) کو زرعی سائنس مراکز بنادیا گیا ہے۔آئی۔سی۔اے آر اور ریاستی زرعی یونیورسٹیوں مختلف تحقیقاتی اکائیوں کو آپس میں متحد کر کے واحد کھڑکی متعاون نظام کے لئے زرعی ٹکنالوجی معلوماتی مراکز (اے۔ٹی۔آئی۔سی) بنائے گئے ہیں۔اس کے علاوہ ریاستی زرعی یونیورسٹیوں کے 8 زرعی وسعت تعلیمی ڈائرکٹریٹ اور 29 زونل تال میل اکائیوں کو مزید مضبوط بنایا گیا ہے۔آندھرا پردیش، بہار، ہماچل پردیش، مہاراشٹر، اڑیسہ اور پنجاب کے 24 اضلاع میں زرعی ٹکنالوجی منتظمہ ایجنسیاں قائم کی گئیں۔کسانوں اور توسیع کارکنوں کی تربیت کے لئے ریاستی زرعی منتظمہ اور وسعت تربیتی اداروں کو مضبوط کیا جارہا ہے۔پروجیکٹ کے عمل کے لئے چنندہ اضلاع میں منصوبہ بند تحقیقات اور وسعت اسکیمیں (ایس۔آر۔ای۔پی۔اے۔ایس) تیار کی گئی ہیں۔

بین الاقوامی تعاون

زرعی ریسرچ میں مختلف ممالک کے ساتھ دوفریقی تعاون بڑھانے کے مقصد سے زرعی تحقیقات اور محکمہ تعلیم (ڈی۔اے۔آر۔ای) نے مختلف ممالک کے ساتھ معاہدے کئے ہیں۔محکمہ نے اس وقت 15 ممالک کے ساتھ تعاون کا باقاعدہ اہتمام کیا ہے۔ان ممالک میں فلپین، کیوبا، ایران، ویتنام، امریکا، آسٹریلیا، تیونیشیا، ترنیداڈ ٹوباگو، اومان، پیرو، اسرائیل، یوگانڈا، مصر، تاکیاوار ازبکستان شامل ہیں۔ اس کے علاوہ آئی۔ وی۔اے۔آر نے 34 بین الاقوامی تنظیموں کے ساتھ باہمی اتفاق (MOU) پر دستخط کئے ہیں۔اس کے تحت سائنس دانوں جرم پلازم اور سائنسی ادب کے مبادلہ اور تحقیقاتی پراجیکٹ میں تعاون کیا جاتا ہے اس میں دونوں فریق آپس میں مل کر عام طور سے دوسالہ عملی منصوبہ بناتے ہیں۔

زراعتی مارکٹنگ

ڈائرکٹوریٹ آف مارکیٹنگ اینڈ انسپیکشن

ڈائرکٹوریٹ آف مارکٹنگ اینڈ انسپکشن (ڈی ایم آئی) وزارت زراعت کے تحت کام کرتا ہے جسے 19 دسمبر 1998 سے مرکزی اور ریاستی سرکاروں کو زراعتی مارکیٹنگ پالیسیوں اور پروگراموں کی تشکیل کے سلسلے میں مشورہ دیتے ہیں اور ان کے تحت مختلف اسکیموں پر عمل درآمد کے لئے مشاورتی خدمات انجام دی ہیں اس کا صدر دفتر فریدآباد میں، اور برانچ ہیڈ آفس ناگپور میں۔ پورے ملک میں اس کے 5 علاقائی دفاتر 37 معاون دفاتر اور 22 لیباریٹری ہیں۔

ڈی ایم آئی کے ذریعہ زراعتی پیداوار کی زمرہ بندی اور مارکٹنگ کے ایکٹ 1937 پر عمل درآمد کراتا ہے جس میں 1986 میں ترمیم کی گئی تھی۔زراعتی پیداوار کی نوعیت کے معیارات کو اس ایکٹ کے تحت مشتہر کیا جاتا ہے اس معیارات کو عام طور پر ایگ مارک معیارات کا نام دیا جاتا ہے اور یہ معیارات منظور بالا ایکٹ کے تحت 162 زراعتی اور متعلقہ پیداوار کے سلسلے میں مشتہر کئے جاچکے ہیں۔ متعدد اہم اشیار پیداوار مثلاً گیہوں، آٹا، بیسن دالیں، دیسی گھی اور بناسپتی تیل، کریم والا مکھن شہد، پسے مسالے سوجی، میدہ ناریل کا چورا خوشبودار تیل فیٹ اسپریڈ وغیرہ کی ایک مارک معیارات کے مطابق گھریلو بازار میں فروخت

کے لئے درجہ بندی کی جاتی ہے۔ 99-1998 کے دوران 609 اشیا کے لئے نئے گریڈ معیار تیار کئے گئے۔ 2000-1999 کے دوران اگست 99 تک ایگ مارک 39.80 کروڑ روپے کی اشیا کو برآمد کیا گیا اور 1864 کروڑ روپے کی معیار بند اشیاء گھریلو بازار میں فروخت ہوئیں۔ ڈی ایم آئی ملک میں مختلف زراعتی اشیا کے تعلق سے مارکیٹنگ، تحقیق سروے اور عمیق مطالعہ کا کام کرتا ہے۔ اور اصلاحی اقدامات تجویز کرتا ہے۔

ڈائرکٹریٹ ملک میں مختلف زرعی اشیاء کی مارکیٹنگ، تحقیق، سروے اور عمیق مطالعے کا کام کرتا ہے اور اس میں بہتری کے طریقے کے بارے میں تجویز پیش کرتا ہے۔ ڈائرکٹریٹ کا مارکیٹنگ پلاننگ اور ڈیزائن مرکز (MPDC) زرعی پیداواروں کے بازار کو فروغ دینے کے لیے ماسٹر پلان تیار کرتا ہے اور ریاستی حکومت اور مارکیٹنگ بورڈ کے افسروں۔ ملازموں کو تربیت دیتا ہے۔ ڈائرکٹریٹ اب تک بازار سروے کی 325 رپورٹ مختلف زرعی، تحقیق و سروے پر تیار کر چکا ہے۔ یہ تحقیقات کے لئے مالی تعاون کی ایک اسکیم بھی چلا رہا ہے۔ اس کی 35 ریسرچ اسکیموں پر کام چل رہا ہے۔ 2000-1999 میں اس اسکیم کے لئے مختلف اداروں اور یونیورسٹیوں کو 10.38 لاکھ روپے جاری کئے گئے۔ 99-1998 میں 21 تحقیقی مطالعے پورے کئے گئے۔ ڈی ایم آئی گوشت پیداوار حکم نامہ 1973 کو نافذ کر رہا ہے۔ جس کا مقصد گھریلو کھپت کے لئے گوشت اشیا کی کوالٹی کو قائم رکھنا اور ان کے لئے صاف ستھری تکنیک مہیا کرتا ہے۔ یہ حکم پورے ملک کے لئے ہے۔ اس حکم کے 159 لائسنس جاری کئے جا چکے ہیں۔

مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ ڈی ایم آئی صارفین اور پیدا کرنے والوں میں تشہیر کا کام کرتی ہے۔ ڈائرکٹریٹ نے 1999 میں نئی دلی میں بھارتی بین الاقوامی میلہ آہار 99 کا انعقاد کیا گیا۔ اس کے علاوہ بھوپال اور وجے واڑہ میں دو نمائشیں بھی لگائی گئیں۔ کسانوں، تاجروں، اور صارفین کے استفادے کے لئے ایگریکلچرل مارکیٹنگ سہ ماہی رسالہ بھی شائع کرتا ہے۔ ڈائرکٹریٹ کا ہیڈکوارٹر فریدآباد میں ہے۔ گوہاٹی کا اس کا سب آفس مشرق شمالی ریاستوں میں داخلی تجارت میں زرعی پیداواروں کے ایگ مارک اور کوالٹی کنٹرول کرتا ہے۔ شلانگ میں ڈائرکٹریٹ کا ایک ایگ مارک تجربہ گاہ قائم کرنے کا منصوبہ ہے۔

زراعتی مارکیٹنگ کا قومی ادارہ

زراعتی مارکیٹنگ کا قومی ادارہ (این آئی اے ایم) جے پور میں آٹھ اگست 1988 میں قائم کیا گیا تھا، یہ زرعی اور جنگلاتی محکموں کے سینئر اور متوسط منتظمین، زرعی صنعتی کارپوریشنوں، چوٹی کے کوآپریٹیو صارفین ادارے، جنس بورڈوں، ایسپیڈا کے ذریعہ تسلیم شدہ ایکسپورٹ، ہاؤسوں کے نمائندوں، غیر سرکاری تنظیموں کے کارکنوں اور کسانوں کو تربیت دیتا ہے۔ 2000-1999 میں نومبر 1999 تک NIAM نے 25 تربیتی پروگراموں کا انعقاد کیا۔ انسٹی ٹیوٹ اتر پردیش اور مغربی بنگال میں دستکاری اور ہینڈلوم کے فروغ کے مقصد سے ایک مربوط عمل منصوبہ تیار کرنے کے لئے (IRMA) کے دیہی منتظمہ ادارے کے ساتھ مل کر ایک ریسرچ پروجیکٹ چلا رہا ہے۔

16۔آبی وسائل

زراعتی صلاحیت کے بھرپور استعمال اور ملک کی ترقی کے لئے پانی ایک اہم اور ضروری عنصر ہے۔اس لئے آبی وسائل کی زیادہ سے زیادہ ترقی اور اس کے موثر استعمال کی بہت اہمیت ہے۔

وزارت آبی وسائل، ملک کے آبی وسائل کی ترقی اور اس کو منضبط کرنے کے لئے پالیسی اور پروگرام کا تعین کرتی ہے۔ وزارت کے ذمہ علاقائی منصوبے بنانا، ان میں رابطہ قائم کرنا، ہدایات جاری کرنا، تکنیکی جانچ کرنا اور منصوبوں کا تکنیکی و اقتصادی تجزیہ کرنا ہے۔کچھ مخصوص پراجیکٹوں کو مرکزی امداد فراہم کرنا، غیر ملکی امداد کا بندوبست کرنا اور بین ریاستی آبی تنازعات کے حل کرنے میں تعاون، پالیسی کا تعین اور چھوٹی آبپاشی کے فروغ کے بارے میں رہنمائی فراہم کرنا، کمان ایریا ترقی اور زیر زمین آبی وسائل وغیرہ کے فروغ کی ذمہ داریاں وزارت آبی وسائل کے سپرد کی گئی ہیں۔

ستمبر 1987 میں اپنائی گئی قومی آبی پالیسی کے تحت اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ''پانی ایک اعلیٰ قدرتی وسیلہ، ایک بنیادی انسانی ضرورت اور ایک قیمتی قومی سرمایہ ہے، لہٰذا آبی وسائل کی ترقی اور منصوبہ بندی کو قومی پس منظر میں اپنانے کی ضرورت ہے''۔اس فیصلہ کے مطابق نیشنل واٹر بورڈ نے اپنے 29 اکتوبر 1998ء کے مرحلہ میں قومی آبی پالیسی 1987 پر نظر ثانی کی مجوزہ ترمیمات پر غور کیا اور قومی آبی پالیسی 1998 کے مسودہ کو قطعی شکل فراہم کی گئی۔

پالیسی کے اس مسودے پر 7 جولائی 2000 کو وزیر اعظم کی صدارت میں ہوئی قومی آبی وسائل کونسل کی میٹنگ میں غور کیا گیا۔مجوزہ نظر ثانی شدہ قومی آبی پالیسی میں شامل زیادہ تر اہم امور پر میٹنگ میں عام اتفاق رائے قائم ہوا لیکن کچھ معاملے میں اختلاف اب بھی قائم ہے۔مختصراً یہ اس طرح ہیں: (i) جدید اطلاعاتی نظام کے لیے موزوں قانون بنانے کا اہتمام (ii) ''قانونی اختیارات کے ساتھ دریا۔طاس تنظیموں کے قیام کے لیے اہتمام، (iii) ریاستوں کے درمیان ''آبی تعین'' کے بارے میں ایک پیرا جوڑنے کا اہتمام۔

جدید قومی آبی پالیسی کے مسودے اور ریاستوں کے پانی کی تقسیم سے متعلق قومی پالیسی رہنما خطوط کے مسودے پر غور کرنے کے لیے 9 اکتوبر 2000 کو مرکزی وزیر برائے آبی وسائل کی صدارت میں قومی آبی وسائل کونسل کا ایک ورکنگ گروپ بنایا گیا، جس کے ممبران کے طور پر ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے آبپاشی/آبی وسائل کے وزرا کو شامل کیا گیا۔ ورکنگ گروپ کی پہلی میٹنگ 22 مئی 2001 کو ہوئی اور پالیسی مسودے کی دفعات پر اتفاق قائم کرنے کے لیے مرکزی آبی وسائل کے وزیر مملکت کی صدارت میں ایک کور گروپ بنایا گیا، جس کے ممبروں میں آندھرا پردیش، بہار، گوا، کرناٹک، پنجاب، راجستھان، اور تملناڈ کے آبپاشی/آبی وسائل کے وزرا شامل ہیں۔

آبی وسائل کی استعداد

ملک میں دریائی نظام کی اوسط لمبائی 1869 کلومیٹر (کعبی کلومیٹر) ناپی گئی ہے اور اس میں سے قابل استعمال حصہ 690 کعبی کلومیٹر ہے۔ اس کے علاوہ ملک میں کافی زیر زمین پانی کا ذخیرہ بھی ہے جس کا تخمینہ 432 کعبی کلومیٹر ہے۔ پانی کی فی کس فراہمی 1951 میں 5117 کعبی میٹر تھی، جو کہ اب گھٹ کر 1869 کعبی میٹر تک آگئی ہے اور دریائی میدانوں میں پانی کی قلت میں اضافہ کی وجہ سے صورت حال کے مزید خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔

آبپاشی کا فروغ

اناج کی پیداوار بڑھانے کے لئے آبپاشی کے موجودہ طریقوں کو مستحکم بنانے کے ساتھ ساتھ دوسری آبپاشی سہولیات کی توسیع کی حکمت عملی اختیار کی گئی ہے۔ بڑے، درمیانی اور چھوٹے آبپاشی کے پراجکٹوں اور کمان علاقے کی منظم ترقی کے ذریعے آبپاشی کی امداد فراہم کرائی جاتی ہے۔ آبپاشی کے متواتر اور منظم فروغ کی بدولت آٹھویں منصوبے کے آخر تک آبپاشی صلاحیت بڑھ کر تقریباً 895.6 لاکھ تک پہنچ گئی، جب کہ 1951 میں پہلے پانچ سالہ منصوبے کے شروع ہونے کے وقت آبپاشی کی صلاحیت 226 لاکھ ہیکٹر سالانہ تھی۔

اسی مدت میں آبپاشی صلاحیت کا استعمال بھی 226 لاکھ ہیکٹر سے بڑھ کر تقریباً 807.6 لاکھ ہیکٹر پر پہنچ گیا۔ نویں پنج سالہ منصوبے کے پہلے تین سالوں (2000-1999) میں 51.7 لاکھ ہیکٹر (عارضی) اضافی آبپاشی صلاحیت پیدا کی گئی اور اس میں سے تقریباً 39.4 لاکھ ہیکٹر (عارضی) استعمال میں لائی گئی۔ مختلف پنج سالہ منصوبوں کے دوران بڑے سمجھوتے اور چھوٹے آبپاشی پراجیکٹوں کے تحت ترقی یافتہ آبپاشی صلاحیت، استعمال کی گئی، صلاحیت اور زیر زمین آبی وسائل اور ہندوستان کی آبپاشی صلاحیت بتدریج جدول 16.1 اور 16.2 میں دکھائی گئی ہیں۔

جدول 16.1 پیدا شدہ اور استعمال میں لائی گئی صلاحیت کی منصوبہ وار صورت حال

(ملین ہیکٹر میں)

منصوبہ	پیدا شدہ صلاحیت					استعمال میں لائی گئی صلاحیت				
	بڑی اور درمیانی	چھوٹی			کل	بڑی اور درمیانی	چھوٹی			کل
		ایس ڈبلیو[1]	جی ڈبلیو[2]	کل			ایس ڈبلیو[1]	جی ڈبلیو[2]	کل	
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11
1951 تک (منصوبے سے پہلے)	9.70	6.40	6.50	12.90	22.60	9.70	6.40	6.50	12.90	22.60
پہلا منصوبہ (1951-56)	12.20	6.43	7.63	14.06	26.26	10.98	6.43	7.63	14.06	25.04
دوسرا منصوبہ (1956-61)	14.33	6.45	8.30	14.75	29.08	13.05	6.45	8.30	14.75	27.80
تیسرا منصوبہ (1961-66)	16.57	6.48	10.52	17.00	33.57	15.17	6.48	10.52	17.00	32.17
سالانہ منصوبے (1966-69)	18.10	6.50	12.50	19.00	37.10	16.75	6.50	12.50	19.00	35.75
چوتھا منصوبہ (1969-74)	20.70	7.00	16.50	23.50	44.20	18.39	7.00	16.50	23.50	41.89
پانچواں منصوبہ (1974-78)	24.72	7.50	19.80	27.30	52.02	21.16	7.50	19.80	27.30	48.46
سالانہ منصوبے (1978-80)	26.61	8.00	22.00	30.00	56.61	22.64	8.00	22.00	30.00	52.64
چھٹا منصوبہ (1980-85)	27.70	9.70	27.82	37.52	65.22	23.57	9.01	26.24	35.25	58.82
ساتواں منصوبہ (1985-90)	29.92	10.99	35.62	46.61	76.53	25.47	9.97	33.15	43.12	68.59
سالانہ منصوبہ (1990-92)	30.74	11.46	38.89	50.35	81.09	26.31	10.29	36.25	46.54	72.86
آٹھواں منصوبہ (1992-97)	32.96	56.60	56.60	89.56	28.44		52.32		52.32	80.76
سالانہ منصوبہ (1997-98) (عارضی)	33.64	57.62		57.62	91.26	28.93	53.05		53.05	81.98
سالانہ منصوبے (1998-99)	34.52 (عارضی)	58.79		58.79	93.31	29.81	53.78		53.78	83.59
سالانہ منصوبے (1999-2000)	35.35 (عارضی)	59.38		59.38	94.73	30.47	54.23		54.23	84.70
نواں منصوبہ (1997-2002) ہدف	42.77	63.84		63.84	106.61	37.15	57.24		57.24	94.39

1- ایس ڈبلیو = زیر زمین

2- جی ڈبلیو = سطح آب

جدول 16.2: ہندوستان میں زیرزمین آبی وسائل

نمبر شمار	ریاست/یونین علاقے	دوبارہ پر ہونے والا کل زیرزمین آبی وسائل (m.ha.m/yr.)	گھریلو، صنعتی اور دوسرے استعمال کیلئے اہتمام (m.ha.m/yr.)	آبپاشی کے لئے دستیاب کل زیر زمین آب (m.ha.m/yr.)	آبپاشی کے لئے استعمال کل زیرزمین آب (m.ha.m/yr.)	تاسبی بنیاد پر کل کشید (m.ha.m/yr.)	خالص کھپت (m.ha.m/yr.)	مستقبل میں استعمال کیلئے خالص پانی سے باقی زیرزمین آب (m.ha.m/yr.)	ترقی کیلئے استعمال کی گئی آبپاشی صلاحیت (فی صد)
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
1	آندھرا پردیش	3.52909	0.52936	2.99973	2.69975	1.11863	0.78304	2.21668	26.10
2	اروناچل پردیش	0.14385	0.02158	0.12227	0.11005	—	—	0.12227	—
3	آسام	2.24786	0.33718	1.91068	1.71962	0.20356	0.14249	1.76819	7.46
4	بہار	2.69796	0.4047	2.29327	2.06394	1.17895	0.82527	1.46800	35.99
5	چھتیس گڑھ	1.60705	0.24106	1.36599	1.22939	0.10925	0.07647	1.28952	5.60
6	گوآ	0.21820	0.00327	0.01855	0.01669	0.00219	0.000154	0.01701	8.30
7	گجرات	2.03767	0.30566	1.73199	1.55881	1.21895	0.85327	0.87872	49.27
8	ہریانہ	1.11794	0.16769	0.95025	0.85523	1.02637	0.71846	0.23179	75.61
9	ہماچل پردیش	0.02926	0.00439	0.02487	0.02238	0.00591	0.00413	0.02073	16.63
10	جموں اور کشمیر	0.044257	0.06640	0.37620	0.33860	0.00586	0.00403	0.37217	1.07
11	جھارکھنڈ	0.66045	0.09907	0.56138	0.50525	0.17352	0.12146	0.43992	21.64
12	کرناٹک	1.61750	0.24186	1.37564	1.23665	0.64973	0.45481	0.92083	33.06
13	کیرالہ	0.79003	0.13135	0.65869	0.59281	0.17887	0.12509	0.53360	18.99
14	مدھیہ پردیش	3.48186	0.52228	2.95958	2.66362	1.05494	0.73846	2.22112	24.95
15	مہاراشٹر	3.78677	1.23973	2.54704	2.29233	1.26243	0.8837	1.66334	34.70
16	منی پور	0.31540	0.04730	0.26810	0.24129	Neg.	Neg.	0.26810	Neg.
17	میگھالیہ	0.05397	0.00810	0.04587	0.04128	0.00260	0.00182	0.04405	Neg.
18	میزورم	—	—	Not Assessed	—	—	—	—	—
19	ناگالینڈ	0.07240	0.01090	0.06150	0.05535	Neg.	Neg.	0.06150	Neg.
20	اڑیسہ	2.01287	0.30193	1.71094	1.53984	0.37196	0.26037	1.45057	15.22
21	پنجاب	1.81923	0.18192	1.63730	1.47357	2.30028	1.61020	0.02710	98.34
22	راجستھان	1.26021	0.19977	1.06044	0.95440	1.10350	0.77245	0.28799	72.84
23	سکم	—	Not Assessed	—	—	—	—	—	—
24	تمل ناڈو	2.64069	0.39610	2.24458	2.02013	2.00569	1.40398	0.84060	62.55
25	تری پورہ	0.06634	0.00995	0.05639	0.05075	0.02692	0.01885	0.03754	33.43
26	اتر پردیش	8.25459	1.23819	7.01640	6.31476	4.25171	2.97619	4.04021	42.42
27	اترانچل	0.28411	0.04262	0.24149	0.21734	0.09776	0.06843	0.17306	28.34
28	ویسٹ بنگال	2.30914	0.34637	1.96277	1.76649	0.9025	0.63175	1.33102	32.19
	کل ریاستیں	43.30063	7.09873	36.20191	32.58033	19.25207	13.47627	22.72564	37.23

جدول 16.2 (جاری)

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
یونین علاقے									
-1	انڈمان نکوبار	—	—	Not Assessed	—	—	—	—	—
-2	چنڈی گڑھ	0.00297	0.00044	0.00252	0.00227	0.00351	0.00245	0.00007	—
-3	دادرا اور نگر حویلی	0.00422	0.00063	0.00359	0.00323	0.00065	0.00046	0.00313	12.81
-4	دمن	0.00071	0.00011	0.00060	0.00054	0.00069	0.00048	0.00012	80.00
-5	دیو	0.00037	0.00006	0.00031	0.00028	0.00042	0.00029	0.00002	94.84
-5	این۔سی۔ٹی۔دہلی	0.02916	0.01939	0.00977	0.00879	0.01684	0.01180	-0.00203	120.78
-6	لکشدیپ	0.03042	0.00456	0.00195	0.00176	0.00109	0.00076	0.00119	39.12
-7	پانڈیچری	0.01746	0.00262	0.01484	0.01335	0.01645	0.01152	0.00332	77.63
	کل یونین علاقے	0.085530	0.02782	0.03358	0.03022	0.03966	0.02777	0.00581	—
	مجموعی	43.38593	7.12655	36.25938	32.63345	19.29173	13.50404	22.73145	37.24

نوٹ

-1 کالم5=:زیرزمین آبی وسائل۔گھریلو،صنعتی اوردوسرے استعمال کے لئے اہتمام(کالم۔4)

-2 کالم6= کالم پانچ کا90%

-3 کالم7= کل کشید آبپاشی کے لئے آبی وسائل سے نکالی گئی پانی کی کل مقدار

-4 کالم8= کل کشید کا70 فیصد(پانی کے نقصان کا زیادہ تر حصہ واپس زیرزمین آبی مخزن میں چلا جاتا ہے)

-5 کالم9= کالم5 کالم8 خالص شکل میں

-6 کالم10=زیرزمین پانی کی ترقی کی سطح (کالم8/کالم5)x100

بڑے اور درمیانی آبپاشی پراجیکٹ:

جن آبپاشی پراجیکٹوں میں دو ہزار سے 10 ہزار ہیکٹر زراعت کے قابل زمین میں آبپاشی کی سہولیات مہیا کرائی جاسکتی ہیں انہیں درمیانی آبپاشی پراجکٹ کہتے ہیں۔ اسی طرح جن پراجیکٹوں میں 10 ہزار ہیکٹر سے زیادہ زراعت کے قابل کمان علاقوں میں آبپاشی ہوتی ہے، انہیں بڑے آبپاشی پراجیکٹ کہتے ہیں۔ مختلف منصوبہ جاتی مدت میں بڑے اور درمیانی پراجکٹوں پر کئے گئے خرچ اور حاصل کی گئی آبپاشی صلاحیت کی تفصیل جدول 16.3 میں دی گئی ہے۔

نویں پنچ سالہ منصوبے کے شروع میں 171 بڑے پراجیکٹوں کے لیے 60,806 کروڑ روپے، 259 درمیانی پراجیکٹوں کے لیے 5,743 کروڑ روپے اور 72 توسیعی، تجدید اور جدید پراجیکٹوں کے لیے 9,142 کروڑ روپے متعین کیے گئے۔ مجموعی طور پر ان پراجیکٹوں کے لیے 75,691 کروڑ روپے متعین کیے گئے، جس سے تقریباً 165 لاکھ ہیکٹر زائد آبپاشی صلاحیت حاصل ہوئی۔

جدول 16.3 بڑے اور درمیانی آبپاشی پراجکٹس (خرچ اور حاصل صلاحیت)

منصوبے کی مدت	خرچ لاگت (کروڑ روپے میں)	حاصل شدہ صلاحیت (لاکھ ہیکٹر میں)	کل حاصل شدہ صلاحیت (لاکھ ہیکٹر میں)
منصوبے سے پہلے کی مدت	حاصل نہیں	9.70	9.70
پہلا منصوبہ (56-1951)	376	2.50	12.20
دوسرا منصوبہ (61-1956)	380	2.13	14.33
تیسرا منصوبہ (66-1961)	576	2.24	16.57
سالانہ منصوبے (69-1966)	430	1.53	18.10
چوتھا منصوبہ (74-1969)	1,242	2.60	20.70
پانچواں منصوبہ (78-1974)	2,516	4.02	24.72
سالانہ منصوبے (80-1978)	2,079	1.89	26.61
چھٹا منصوبہ (85-1980)	7,369	1.09	27.70
ساتواں منصوبہ (90-1985)	11,107	2.22	29.92
سالانہ منصوبے (92-1990)	5,459	0.82	30.74
آٹھواں منصوبہ (97-1992)	21,168	2.22	32.96
سالانہ منصوبے (98-1997)	7,566	0.68	33.64
سالانہ منصوبے (99-1998)	9,322	0.88	34.52
سالانہ منصوبے (2000-1999)	12,280	0.83	35.35

سرعت پذیر آبپاشی سہولیات کے پروگرام

ہندوستان میں منصوبہ بندی کی شروعات کے بعد سے بڑی تعداد میں آبپاشی پراجکٹ شروع کیے گئے لیکن ریاستوں کے مالی دباؤ کی وجہ سے کئی پراجکٹ ادھورے رہے۔ 97-1996 میں ایک سرعت پذیر فائدہ پروگرام شروع کیا گیا، جس کا ہدف ان میں سے کچھ ادھورے پراجکٹوں کو پورا کرنے کے لئے ریاستوں کو مدد کے طور پر قرض فراہم کرنا ہے۔ اس پروگرام کے تحت 20 ریاستوں کو 97-1996 سے دی جانے والی امداد کی تفصیل جدول 16.4 میں دی گئی ہے۔

جدول 16.4: سرعت پذیر آبپاشی سہولیات کے پروگرام کے تحت مرکزی قرض امداد

جاری کی گئی رقم (کروڑ روپے میں)

نمبر شمار	ریاست	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000	2000-2001
-1	آندھرا پردیش	35.25	74.00	79.67	65.01	95.02
-2	اروناچل پردیش	-	-	-	7.50	7.50
-3	آسام	5.23	12.40	13.95	14.54	24.08
-4	بہار	13.50	14-04	47.82	144.04	148.44
-5	جھارکھنڈ	-	-	-	-	9.05
-6	گجرات	74.77	196.90	423.82	272.70	421.85
-7	گوا	-	5.25	-	3.500	61.65
-8	ہریانہ	32.50	12.00	-	-	-
-9	ہماچل پردیش	-	6.50	5.00	11.05	18.01
-10	جموں وکشمیر	1.30	-	-	4.68	10.46
-11	کرناٹک	61.25	90.50	94.50	157.14	171.00
-12	کیرالہ	3.75	15.00	-	-	22.40
-13	مدھیہ پردیش	63.25	114.50	90.75	105.84	151.33
-14	چھتیس گڑھ	-	-	-	-	13.93
-15	مہاراشٹر	14.00	55.00	50.86	49.87	97.02
-16	منی پور	4.30	26.00	10.78	21.81	1.50
-17	میگھالیہ	-	-	-	2.69	5.51
-18	میزورم	-	-	-	1.43	1.43
-19	ناگالینڈ	-	-	-	2.73	5.00
-20	اڑیسہ	48.45	85.00	71.50	90.25	100.32
-21	پنجاب	67.50	100.00	-	42.00	55.62

-22	راجستھان	2.67	42.00	140.05	106.66	78.47
-23	سکم	-	-	-	1.36	-
-24	تامل ناڈو	20.00	-	-	-	-
-25	تری پورہ	3.77	5.10	3.97	34.65	13.88
-26	اترپردیش	43.50	78.00	76.50	286.00	315.90
-27	اترانچل	-	-	-	-	-
-28	مغربی بنگال	5.00	20.00	10.00	25.00	26.82
	ٹوٹل	500.00	952.19	1,119.18	1,450.48	1,856.20

آبیاتی پراجیکٹ

حکومت ہند نے عالمی بینک (IDA) سے اس پراجیکٹ کے تحت 1420 لاکھ امریکی ڈالر (9.01 کروڑ کے اسپیشل ڈرائنگ رائٹس) کے امدادی قرض سے آبیاتی پراجیکٹ شروع کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھارت۔ ڈچ باہمی معاہدے کے تحت نیدر لینڈ حکومت سے 2.99 کروڑ ڈچ گلڈر (174 ملین ڈالر) تکنیکی تعاون کے طور پر حاصل ہوا ہے۔ یہ تعاون اس میں شریک ہونے والی سبھی ریاستوں اور مرکزی ایجنسیوں کو مشاورتی خدمات اور بیرون ملک تربیت کے طور پر دی جارہی ہے۔ حکومت ہند نے اگست 2000 میں بینک کو 1.5 کروڑ روپے کے اسپیشل ڈرائنگ رائٹس واپس کردیے۔ ڈالر کے مقابلے میں روپے کی گراوٹ کی وجہ سے ایسا کرنا پڑا۔ درحقیقت قرض امداد گھٹا کر 7.5 کروڑ روپے (1010 کروڑ امریکی ڈالر) کے اسپیشل ڈرائنگ رائٹس کی کردی گئی۔ اس پراجیکٹ کے تحت ملک کی جزیرہ نمائی ریاستوں آندھرا پردیش، چھتیس گڑھ، اڑیسہ، مہاراشٹر، گجرات، مدھیہ پردیش، کرناٹک، تامل ناڈو اور کیرالا کو شامل کیا گیا ہے اور 5 مرکزی ایجنسیوں، مرکزی واٹر کمیشن، سنٹرل گراؤنڈ واٹر بورڈ، مرکزی پانی وبجلی ریسرچ اسٹیشن، پونے، قومی ادارہ برائے آبیات رڑکی اور بھارتی محکمہ موسمیات میں لاگو کی جارہی ہے۔ اس پراجیکٹ کی شروعات ستمبر 1995 میں ہوئی تھی اور معاہدے کی مدت 31 مارچ 2002 کو ختم ہوگئی نظرثانی شدہ تجویز کے مطابق پراجیکٹ پر 600.08 کروڑ روپے کی لاگت آنے کا اندازہ ہے، اس میں 186.31 کروڑ روپے مرکز اور 413.77 کروڑ روپے ریاستوں کے ذریعہ خرچ کئے گئے ہیں۔

پراجیکٹ کا خاص مقصد مرکز اور ریاستوں کے اس بنیادی ڈھانچے اور عملے کی صلاحیت میں بہتری لانا ہے، جو نمی کو ناپنے اور پانی کی کوالٹی کے اعداد وشمار کو جمع کرنے اور مینجمنٹ کے لئے پراجکٹ علاقے میں بالائے سطح اور زیر زمین آبیاتی مطالعے میں لگے ہیں اور ایسے اعداد وشمار کا استعمال آبی وسائل کے جائزے اور مینجمنٹ میں کرتے ہیں۔ پراجکٹ کے تحت چلائی جارہی سرگرمیوں میں آبیاتی اور آبی موسمیات سے متعلق اعداد وشمار جمع کرنے کے لئے بنیادی ڈھانچے کی ترقی: آلات اور سامان کا اہتمام: تربیتی اور تکنیکی تعاون اور نئی عمارتوں اور فائدے سے متعلق عمل اور رکھ رکھاؤ کے خرچ کے ساتھ ادارہ جاتی ڈھانچے کو مضبوط بنانا ان کی سرگرمیوں میں شامل ہے۔ پراجیکٹ کے تحت مرکزی آبی کمیشن، مرکزی زیر زمین پانی بورڈ اور سطح آب اور زیر زمین پانی سے متعلق اعداد وشمار جمع کرنے کے لئے ذمہ دار ریاستی ایجنسیوں کے درمیان کام کرنے والے موثر کمپیوٹرائزڈ اعداد وشمار بینک کو فروغ دیا جائے گا تاکہ آبی وسائل کی مقدار اور کوالٹی کے متعلق بھروسے مند اعداد وشمار، منصوبہ بنانے والوں اور صارف کو فراہم کرائے جاسکیں۔

کمان علاقہ ترقی پروگرام

کمان علاقہ ترقی پروگرام 75-1974 میں شروع کیا گیا تھا۔ اسکا اہم مقصد سینچائی صلاحیت کے استعمال میں بہتری لانا اور آبپاشی والی کھیتی سے متعلق سبھی کاموں میں تال میل قائم کر کے سینچائی سہولیات والے علاقوں میں زرعی پیداواریت اور پیداوار میں اضافہ کرنا تھا۔ یہ سبھی کام ایریا ڈیولپمنٹ اتھاریٹی کے تحت مختلف شعبوں/موضوعات سے متعلق ایک ٹیم کے ذریعہ کئے جاتے ہیں۔

1974 میں 60 بڑے اور درمیانی پراجیکٹوں کے ساتھ اس پروگرام کی شروعات تقریباً 1.5 کروڑ روپئے ہیکٹر قابل کاشت زمین کے لئے ہوئی تھی۔ مارچ 2001 تک اس کے تحت 236 پراجکٹ شامل کئے جا چکے تھے جن میں 227.2 لاکھ ہیکٹر کھیتی کے قابل کمان علاقے میں آبپاشی کی صلاحیت کے استعمال میں سدھار لایا جارہا ہے۔ یہ علاقے 28 ریاستوں اور دو یونین علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس پروگرام کی مختلف سرگرمیوں کے لئے مرکز اپنے حصے کے طور پر ریاستوں کو 2,285.67 کروڑ روپئے دے چکا ہے، جب کہ 2001-2000 میں 162.95 کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔

اس پروگرام کے تحت کھیتوں میں ترقی کے پروگرام کو نافذ کرنا شامل ہے۔ جیسے رود باروں اور نالیوں کی تعمیر، زمین کو ہموار کرنا اور اسے صحیح شکل دینا بالائے سطح اور زیرزمین پانی کو اجتماعی طور پر کام میں لانا۔ کسانوں کو پانی کی برابر مقدار اور وقت پر فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے باری باری سے پانی کی تقسیم کا نظام شروع کیا گیا ہے۔ معقول فصل طریقوں اور بہتر کھیتی کے طرز کو اپنانے اور زمین کو زرخیز بنائے رکھنے کے لئے کسانوں میں تکنیکی علم کی تشہیر کے واسطے معقول تربیت، مظاہرے اور زرعی تربیت کو بڑھاوا دیا جاتا ہے۔

نویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران وزارت نے تین کاموں کے مدوں کی پہچان امکانی ایریا کے طور پر کی۔ وہ یہ ہیں۔ (1) شراکت داری کے ساتھ آبپاشی منتظمہ (PIM)(2) پہلے سے جاری کمان علاقہ ترقیاتی پراجیکٹوں کے کمان علاقوں میں آب گرفتگی علاقوں کو قابل کاشت کرنا (3) کسانوں اور عاملین کو تکنیکی معلومات فراہم کرنا۔ آبپاشی کے پانی کے بہتر استعمال کے لئے کسانوں کو آبپاشی منتظمہ میں شراکت دار بنانا ضروری ہے۔

اس کے لئے کسان ایسوسیشن اور آپ استعمال کنندہ ایسو سی ایشن کو حوصلہ افزائی کے طور پر 500 روپے فی ہیکٹر (225 روپے مرکز اور 225 روپے ریاست اور 50 روپے کسان ایسوسیشن کے ذریعہ) کی امداد رجسٹرڈ، اس پروگرام کا اہم حصہ ہے۔ کارکنوں اور کسانوں میں تکنیکی جانکاری، اس کے مطابق تربیت، مظاہرہ اور کسانوں اور عاملین کی تربیت اہم سرگرمی ہوتی ہے۔ مارچ 2001 تک کمان ایریا فروغ کے تحت آنے والے آب گرفتگی علاقوں میں بہتری کے لیے 360 پراجیکٹوں کو شامل کیا گیا۔

چھوٹی آبپاشی

زیرزمین اور سطح کے پانی سے متعلق وہ سبھی اسکیمیں چھوٹی آبپاشی اسکیم کے تحت آتی ہیں جن میں 2000 ہیکٹر تک زراعت کے لائق کمان علاقے کی ترقی کی جارہی ہے۔ زیرزمین پانی کی ترقی کسانوں کے ذریعہ الگ الگ اور کوآپریٹو کوششوں کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اس کے لئے کسانوں کی نجی بچت اور ادارہ جاتی مالی امداد سے رقم جمع کی جاتی ہے۔ سطحی آب سے متعلق چھوٹی

آبپاشی سے اسکیموں کے لئے عام طور پر عوامی سیکٹر کے خرچ سے رقم کا انتظام کیا جاتا ہے۔

مختلف منصوبوں میں چھوٹی آبپاشی پروگرام کے تحت ترقی دی گئی اور استعمال میں لائی گئی صلاحیت جدول 16.5 میں نمایاں کی گئی ہے۔

جدول:16.5

چھوٹی آبپاشی کے تحت ترقی اور استعمال میں لائی گئی صلاحیت

(ملین ہیکٹر میں)

مدت	ترقی یافتہ صلاحیت		استعمال میں لائی صلاحیت	
	منصوبے کے دوران	حد تک	منصوبے کے دوران	حد تک
منصوبے سے پہلے 1951 تک	-	12.90	-	12.90
پہلا منصوبہ	1.16	14.06	1.16	14.06
دوسرا منصوبہ	0.69	14.75	0.69	14.75
تیسرا منصوبہ	2.25	17.00	2.25	17.00
سالانہ منصوبے (1966-1969)	2.00	19.00	2.00	19.00
چوتھا منصوبہ	4.50	23.50	4.50	23.50
پانچواں منصوبہ	3.80	27.30	3.80	27.30
سالانہ منصوبے (1978-1980)	2.70	30.00	2.70	30.00
چھٹا منصوبہ	7.52	37.52	5.25	35.25
ساتواں منصوبہ	9.09	46.61	7.87	43.12
سالانہ منصوبے (1990-1992)	3.74	50.35	3.42	46.54
آٹھواں منصوبہ	6.25	56.60	5.78	52.32
سالانہ منصوبہ (1997-1998)	1.02	57.62	0.73	53.05
سالانہ منصوبہ (1998-1999)	1.17	58.79	0.73	53.78
سالانہ منصوبہ (1999-2000)	0.59	59.38	0.45	54.23

انتظام سیلاب

ملک کے 3,290 لاکھ ہیکٹر کل جغرافیائی علاقے میں سے 400 لاکھ ہیکٹر علاقے کو سیلاب کے خدشے والا علاقہ تسلیم کیا گیا ہے۔ جس میں سے 320 لاکھ ہیکٹر علاقہ ایسا ہے، جس کو سیلاب سے بچایا جاسکتا ہے۔ ابھی تک باندھوں کی تعمیر، نکاسی نالیوں کی تعمیر، شہری حفاظتی کاموں اور گاؤوں کو اونچائی پر بسانے جیسی تدابیر کے ذریعہ 144 لاکھ ہیکٹر زمین کو سیلاب سے پوری طرح تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ ان کاموں پر نویں پانچ سالہ منصوبے کے آخیر تک کل ملاکر 8,000 کروڑ روپے خرچ کرنے کا امکان ہے۔ اس سے نویں پانچ سالہ منصوبے کے آخیر تک کل 160 لاکھ ہیکٹر علاقے کو فائدہ پہنچنے کی امید ہے۔ سیلاب سے ہونے والے نقصان کو کم کرنے کے لئے سیلاب کے علاقوں کی شناخت کرکے ان میں پانی کی روک تھام کو یقینی بنانے اور سیلاب کے بارے میں پیش گوئی کرنے جیسی غیر ساختی تدابیر کو بھی اب ترجیح دی جارہی ہے۔

سیلاب کا انتظام ریاستوں کا کام ہے۔ پھر بھی مرکزی حکومت ریاستوں کو کچھ ایسی خاص اسکیموں کے لئے مرکزی امداد مہیا کراتی ہے، جن کی ساخت تکنیکی اور آگے بڑھانے والی ہے، جیسے گنگا کے بیسن کی ریاستوں میں کٹاؤ کو روکنے کی اسکیمیں، کوسی اور گنڈک پراجیکٹوں کے باڑھ تحفظ کاموں کے رکھ رکھاؤ وغیرہ۔ مرکزی حکومت سرحدی ریاستوں اور مشرق شمالی ریاستوں کو خاص امداد فراہم کرتی ہے تاکہ وہ کچھ خاص ترجیحی کام شروع کرسکیں۔

مرکزی آبی کمیشن ملک بھر میں اپنی شاخوں کے ذریعہ بین ریاستی ندیوں کے بارے میں سیلاب سے متعلق پیش گوئی کرتا ہے۔ مرکزی آبی کمیشن کے ذریعہ 2000 کے دوران 6,500 سے زیادہ پیش گوئیاں جاری کی گئیں۔

ندی آبی تنازعہ

ملک کے تقریباً سبھی ندی بیسن بین ریاستی ہیں۔ آبادی میں اضافے کے ساتھ سبھی علاقوں میں پانی کی مانگ بڑھتی جارہی ہے۔ ایسے میں کبھی کبھی پانی کی تقسیم کو لے کر بین ریاستی تنازعہ پیدا ہونا ایک فطری بات ہے۔ مرکز کے تعاون سے متعلقہ ریاستوں کے بیچ سمجھوتوں کے ذریعہ تنازعہ حل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ ضرورت پڑنے پر ٹریبونل کے ذریعہ فیصلے سنانے پڑتے ہیں۔

بین ریاستی تنازعہ حل کرنے کے لئے ابھی تک مندرجہ ذیل ٹریبونل بنائے گئے۔ (1) گوداوری پانی تنازعہ ٹریبونل (2) کرشنا آبی تنازعہ ٹریبونل (3) نربدا آبی تنازعہ ٹریبونل (4) کاویری آبی تنازعہ ٹریبونل اور (5) راوی ویاس، آبی تنازعہ ٹریبونل۔ ان میں سے پہلے تین ٹریبونل اپنی رپورٹ پیش کرچکے ہیں۔ جب کہ دوسرے ٹریبونلوں کو ابھی اپنی رپورٹ پیش کرنی ہے۔

زیرزمین آبی ترقی

ملک میں زیرزمین آبی صلاحیت کی جانچ پرکھ کی ذمہ داری مرکزی زیرزمین آبی بورڈ کو سونپی گئی ہے، جو آبی ارضیاتی سروے، تلاش و دریافت، جانچ پڑتال اور زیرزمین آبی علاقوں پر نگرانی کے ذریعے اس کام کو انجام دیتا ہے۔

اندازہ ہے کہ بھارت کی مجموعی زیر زمین پانی کی فراہمی تقریباً 433.9 لاکھ ہیکٹر میٹرفی سال (تقریباً 433.36 ارب کیوبک میٹر ہے)۔ تقریباً 71.3 لاکھ ہیکٹر میٹرفی سال پانی کا استعمال گھریلو وصنعتی ضرورتوں کے لئے کیا جاتا ہے۔ اندازہ ہے کہ آبپاشی کے لئے تقریباً 362.6 لاکھ ہیکٹر فی سال پانی دستیاب ہے۔ مرکزی زیر زمین آبی بورڈ کے اندازے کے مطابق اب تک دستیابی آبی وسائل کے 37.24 فی صد حصے کی وسعت ہو چکی ہے۔

ملک کے 4,272 بلاکوں میں سے (آندھرا پردیش، گجرات اور مہاراشٹر کو چھوڑ کر جہاں بالترتیب منڈل، تعلقہ اور فاصل آب کی بنیاد پر آبی وسائل کا جائزہ لیا جاتا ہے) 283 بلاکوں کو زیادہ استحصال گروپ میں رکھا گیا ہے یعنی زیر زمین پانی کی وسعت سالانہ پانی کی فراہمی سے زیادہ ہوئی ہے اور 125 بلاک، ڈارک ہیں یعنی کہ جہاں زیر زمین پانی کا فی صد 85 سے زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ آندھرا پردیش میں 12 منڈلوں کو بہت زیادہ استحصال اور 14 بلاکوں کو ڈارک گروپ میں رکھا گیا ہے۔ اسی طرح گجرات میں 13 تعلقہ میں بہت زیادہ استحصال اور 15 تعلقہ ''ڈارک'' ہیں اور مہاراشٹر میں 2 تحصیل نہایت استحصالی اور 6 ڈارک ہیں۔

ملک میں زیر زمین آبی وسائل کے فروغ اور انتظام پر نگرانی اور ان کی باضابطگی کے لیے 14 جنوری 1997 کو ماحولیاتی تحفظ ایکٹ 1986 کے تحت مرکزی زیر زمین آبی اتھارٹی کی تشکیل ہوئی۔

قومی کمیشن برائے مربوط آبی وسائل ترقی منصوبہ

مربوط آبی وسائل ترقی منصوبہ کے لیے قومی کمیشن نے 1999 میں مرکزی حکومت کو اپنی رپورٹ سونپی تھی۔ اس کا تعلق پینے کے لائق پانی، آبپاشی، صنعتی استعمال سیلاب پر کنٹرول اور فالتو پانی کو پانی کی کمی والے علاقوں میں منتقل کرنے وغیرہ کے لیے آبی وسائل کی ترقی سے ہے۔ آبی وسائل وزارت میں ایک ''نفاذ سیل'' ان سفاشوں پر غور کر رہا ہے۔

قومی آبی بورڈ

قومی آبی بورڈ کو حکومت کے ذریعہ ستمبر 1990 میں قومی آبی پالیسیوں پر عمل درآمد کے جائزے کے لئے اور اس کی رپورٹ قومی آبی وسائل کونسل کے سپرد کرنے کے لئے قائم کیا گیا تھا تاکہ ملک میں آبی وسائل کی منظم ترقی کے لئے کار گر تدابیر کو یقینی بنایا جا سکے۔ بورڈ نے بہت سے پالیسی ساز امور پر غور کیا ہے، جیسے آبی اطلاعاتی بل، دریا بیسن آرگنائزیشن کا قیام، ندی وادی پراجیکٹوں سے متاثر لوگوں کی بازآبادکاری کے بارے میں قومی پالیسی تیار کرنا، ریاستوں کے درمیان بین ریاستی ندیوں کے پانی کی تقسیم کے بارے میں قومی رہنما اصول، قومی آبی پالیسی کو اپ ڈیٹ کرنا وغیرہ شامل ہے۔

قومی آبی وسائل کونسل

قومی آبی وسائل کونسل کا قیام حکومت ہند کے ذریعہ مارچ 1983 میں چوٹی کی قومی تنظیم کے طور پر کیا گیا تھا۔ اس کے صدر وزیراعظم ہیں اور نائب صدر مرکزی آبی وسائل وزیر۔ اس کے ممبروں میں متعلقہ مرکزی وزیر، ریاستوں کے وزراء اعلیٰ اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے منتظم/لیفٹیننٹ گورنر شامل ہیں۔ وزارت آبی وسائل کا سکریٹری کونسل کا بھی سکریٹری ہے۔ کونسل کی اب

تک 3 میٹنگیں ہوئی ہیں۔ 9 ستمبر 1987 کو ہوئی دوسری نشست میں قومی آبی پالیسی کو متفقہ طور سے منظوری دی گئی۔ 7 جولائی 2000 کو ہوئی کونسل کی میٹنگ میں قومی آبی پالیسی کو اپ ڈیٹ کرنے کے مسودے پر غور کیا گیا۔

بین الاقوامی تعاون

بھارت ۔ بنگلہ دیش تعاون

ہندوستان اور بھوٹان کے بیچ بہنے والی ندیوں پر پن بجلی کی ترقی اور آبی موسمیات سے متعلق کاموں اور سیلاب کی پیش گوئی نیٹ ورک قائم کرنے کے لیے بھوٹان کی شاہی حکومت کو ہندوستان کا تعاون جاری ہے۔ دونوں ملکوں کی مشترکہ ندیوں پر بھوٹان میں آبی موسمیاتی سائنس سے متعلق مطالعات کی ایک اسکیم 1955 سے نافذ ہے۔ مطالعہ سے متعلق یہ اعداد وشمار آبی وسائل کی صلاحیت کے تعین قدر کے لیے تو مفید ہیں ہی، انھیں ان ندیوں پر ہندوستان میں واقع مراکز کو بھی اسی وقت ارسال کیا جاتا ہے تاکہ سیلاب کے بارے میں پہلے سے ہی اندازہ لگایا جاسکے۔

دونوں ملکوں کی حکومت کے افسران کی ایک مشترکہ ماہرین ٹیم ''ہندوستان اور بھوٹان کی مشترکہ ندیوں پر آبی موسمیاتی سائنس سیلاب کے لیے پیش گوئی نٹ ورک کے قیام کے لیے جامع اسکیم'' نام کے پراجیکٹ پر نگرانی رکھ رہا ہے۔ ماہرین ٹیم کی تشکیل 1979 میں کی گئی تھی۔ پراجیکٹ کی پیش رفت کا جائزہ اور دیگر ضرورتوں پر غور کرنے کے لیے ماہرین ٹیم کی میٹنگ باقاعدہ وقفے کے بعد ہوتی رہی ہے۔ اسکیم کے لیے فنڈ کی فراہمی حکومت ہند کرتی ہے۔

بھارت ۔ بھوٹان پراجیکٹ

بھارت بنگلہ دیش مشترکہ ندی کمیشن کا قیام 1972 میں دونوں ملکوں کے درمیان آبی وسائل کے شعبے میں تعاون اور مختلف امور پر غور کرنے کے لیے کیا گیا تھا۔ اس کی اب تک 34 میٹنگیں منعقد ہوچکی ہیں۔ اس سمت میں کارروائی کے لیے دونوں ملکوں کے درمیان کئی کمیٹیوں کی تشکیل کی گئی اور پرانی کمیٹیوں کا جائزہ لیا گیا۔

بھارت ۔ نیپال آبی وسائل ترقی

پنچیشور کثیر المقاصد پراجیکٹ مہاکالی ندی کی مربوط ترقی کے بارے میں بھارت اور نیپال کی حکومتوں کے درمیان فروری 1996 میں معاہدے پر دستخط کیے گئے۔ اس پراجیکٹ پر عمل درآمد کے لیے بھارت نیپال کے ماہرین کی کئی ساپتا کوشی ہائی۔ ڈیم پراجیکٹ کثیر المقاصد فائدے والا ایک اور اہم آبی ذخیرے کا پراجیکٹ ہے۔ مارچ 2001 میں ماہرین کی مشترکہ ٹیم کی میٹنگ میں اس پراجیکٹ کے لیے مشترکہ سروے اور جانچ پڑتال کے طور طریقوں پر غور کیا گیا۔

''ہندوستان اور نیپال کی مشترکہ ندیوں پر سیلاب کا پہلے سے اندازہ اور آگاہی نظام'' نام کے منصوبہ بند پروگرام کے تحت نیپال میں 37 موسمیاتی ماہرین/آبی موسمیاتی مراکز کام کررہے ہیں، جن سے اکٹھا کیے گئے اعداد وشمار ہندوستان میں سیلاب کی پیش گوئی مراکز کی مدد کے لیے فراہم کرائے جاتے ہیں۔ آبی وسائل سے متعلق مشترکہ کمیٹی کی پہلی میٹنگ اکتوبر 2000 میں ہوئی، جس میں کیے گئے فیصلے کے مطابق سیلاب کے قبل اندازہ کے بارے میں مشترکہ کمیٹی کی تشکیل کی گئی۔ اس کمیٹی کی پہلی

میٹنگ اپریل 2001 میں نئی دہلی میں ہوئی، جس میں پروگرام کا جائزہ لیا گیا اور سیلاب کا پہلے سے اندازہ لگانے کے لیے جامع منصوبہ (ماسٹر پلان) تیار کیا گیا۔

سندھ گھاٹی معاہدہ رمستقل سندھ کمیشن

1960 کے سندھ گھاٹی معاہدے کے تحت ہندوستان اور پاکستان نے سندھ پانی کے بارے میں کمشنروں کے دو مستقل عہدے بنائے ہیں۔ بھارت و پاکستان میں واقع یہ کمشنرل کر سندھ مستقل کمیشن کی تشکیل کرتے ہیں۔ مئی رجون 2000 میں کمیشن کی ایک نشست ہوئی جس میں 31 مارچ 2000 کو ختم ہوئے سال کی رپورٹ کو آخری شکل دی گئی۔ ہندوستان نے یکم جولائی سے 10 اکتوبر 2000 تک سندھ گھاٹی کی ندیوں کے بارے میں پاکستان کو سیلاب سے آگاہ کرنے کے انتظام کئے۔ اس کے لئے فوقیت والے ٹیلی گرام، ٹیلی فون اور ریڈیو نشریات کا استعمال کیا گیا۔

غیر ملکی اعانت

ملک کے مختلف علاقوں میں آبپاشی کا بندوبست کرنے کے لئے عمیق وسائل کی ضرورت ہے۔ وزارت مختلف ایجنسیوں سے بین الاقوامی امداد حاصل کرنے میں ریاستوں کی مدد کرتی ہے۔ تاکہ وہ اپنی آبپاشی کی استعداد پر قابو کرنے میں وسائل کی کمی کو دور کر سکیں۔

ملک کے آبی وسائل کی ترقی میں بین الاقوامی امداد عالمی بینک اور یوروپی اقتصادی کمیونٹی جیسی تنظیموں سے ملتی ہے۔ جاپان، جرمنی، نیدرلینڈ، فرانس، وغیرہ ممالک سے دوطرفہ تعاون حاصل ہوتا ہے۔ آبی وسائل علاقوں میں 75 فی صد مدد عالمی بینک سے ملتی ہے۔ موجودہ طور پر عالمی بینک اور دیگر دوفریقی ایجنسیوں رملک سے ملی بین الاقوامی امداد سے مختلف ریاستوں میں 21 پراجیکٹ چل رہے ہیں۔ 2001-2000 کے دوران 879 کروڑ روپے کی بیرونی امداد حاصل ہوئی۔

مرکزی تنظیمیں

مرکزی آبی کمیشن

مرکزی آبی کمیشن آبی وسائل کی ترقی کے لئے اعلیٰ قومی تنظیم ہے۔ اسے ملک میں آبپاشی، سیلاب کنٹرول، پن بجلی پیداوار اور جہاز رانی کے لئے آبی وسائل کے کنٹرول، تحفظ اور استعمال کی اسکیموں کو متعلقہ ریاستی حکومتوں کے ساتھ صلاح ومشورہ کرکے ان کے بارے میں پہل کرنے، تال میل رکھنے اور انہیں آگے بڑھانے کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ ضرورت پڑنے پر کمیشن ایسی اسکیم کی تعمیر یا اسے نافذ کرنے کا کام بھی اپنے ہاتھ میں لے سکتا ہے۔ کمیشن نے گزشتہ برسوں کے دوران منصوبے اور تحقیق کے میدان میں تکنیکی جانکاری اور پراجیکٹوں کے بندوبست، نگرانی، اور تجزیے کے میدان میں خاص مہارت حاصل کرلی ہے۔

مرکزی مٹی اور مادہ تحقیق اسٹیشن

مرکزی مٹی اور مادہ تحقیق اسٹیشن، نئی دہلی، ندی گھاٹی پراجیکٹوں کے تعمیری سامان اور علاقائی تحقیق، تجربہ گاہ، جانچ وارضی

میکینکس کے میدان میں بنیادی اور تجرباتی تحقیق سے جڑا ہے۔ یہ اسٹیشن خاص طور سے مرکزی حکومت کے مختلف محکموں، ریاستی حکومتوں اور مرکزی حکومت کے عوامی ذمہ دار اداروں کے صلاح کار کے طور پر کام کرتا ہے۔ تحقیقی اسٹیشن کی سرگرمیوں میں مٹی میکینکس، فاؤنڈیشن انجینئرنگ، کنکریٹ ٹیکنالوجی، تعمیری سامان، ارضی طبعی جانچ آلات، کیمیکل تجزیہ اور کھدائی شامل ہیں۔

ماتحت تنظیمیں

مرکزی آبی و توانائی تحقیق اسٹیشن

مرکزی آبی و توانائی تحقیق اسٹیشن پانی اور توانائی کے ذرائع کی ترقی و آبی نقل و حمل جیسے میدان میں مختلف قسم کے پراجیکٹوں کے لئے جامع تحقیق اور ترقی کے لئے امداد فراہم کرتا ہے۔ اس اسٹیشن نے گزشتہ چار دہائیوں میں جہاز آبی حرکت۔ فوٹو الاسٹیسٹی، پن بجلی مشینری، ساحلی انجینئرنگ، آبی آلات، ارضی سائنس، آبی ساخت اور اطلاعات ٹیکنالوجی جیسے چنے ہوئے شعبوں میں پراجیکٹ شروع کیا ہے۔ پانچ سالہ منصوبے کے توسط سے بنیادی ڈھانچے کی مناسب ترقی کو دیکھتے ہوئے ندی اور سمندری انجینئرنگ کے ریاضی ماڈل اور خودکار آبپاشی نہری نظام، جیسے پراجیکٹوں کے لئے اقوام متحدہ ترقی پروگرام سے اور امداد ملنے کا راستہ صاف ہو گیا ہے۔

مرکزی زیرزمین پانی بورڈ

مرکزی زیرزمین پانی بورڈ، فریدآباد کی تشکیل 1972 میں ایک چوٹی کی قومی تنظیم کے طور پر ہوئی۔ بورڈ کی اہم سرگرمیوں میں بڑی سطح پر آبی ارضیاتی تفتیش، تلاش و دریافت کے سلسلے میں گہری کھدائی کے ساتھ Remote Sensing Studies ارضی طبیعیات مطالعہ اور زیرسطح آبی ارضیاتی خصوصیات کا مطالعہ کرنے کے لیے پمپنگ جانچ اور ہائیڈروگراف مراکز کے نٹ ورک کے ذریعے ملک بھر میں سطح آب کے طرز عمل اور پانی کی کوالٹی پر نگرانی شامل ہے۔ ان تفتیش سے جو اعداد و شمار دستیاب ہوتے ہیں، ان سے ریاستی حکومتوں کو ارضی آبی فروغ اسکیم تیار کرنے کے لیے ایک سائنٹفک بنیاد فراہم ہوتی ہے۔ ریاستوں کو ارضی آبی فروغ اسکیموں کی منصوبہ بندی، ان کے لیے رقوم کی فراہمی اور انتظامیہ کے بارے میں صلاح و مشورہ دینے کے علاوہ بورڈ تحقیقات اور ترقی کے منصوبے، آبی توازن کا مطالعہ، مشترکہ استعمال کا مطالعہ اور دوبارہ مصنوعی بھرائی (recharge) کے مطالعے کی بھی ذمہ داری نبھاتا ہے۔ بورڈ مرکزی تنظیموں اور ریاستی حکومتوں کے محکموں کے عملہ کے لیے تربیت کا بھی انعقاد کرتا ہے۔

فرکا بیرج پراجیکٹ

فرکا باندھ پراجیکٹ بھاگیرتھی ہگلی ندی سسٹم کی جہاز رانی صلاحیت میں سدھار لاکر کلکتہ بندرگاہ میں تحفظ و رکھ رکھاؤ کی ضرورت کو پورا کرنے کے مقصد سے تیار کیا گیا ہے۔ بھاگیرتھی ندی، فیڈ نہر اور فرکا جہاز رانی لاک ملکر ہلدیہ الہ آباد اندرون ملک آبی راستے کی تعمیر کرتے ہیں۔ پراجیکٹ کے اہم عناصر اس طرح ہیں۔ (الف) گنگا کے آر پار۔ 2245 میٹر لمبا باندھ اور ریل و سڑک پل، ضروری ندی تربیتی کام اور داہنی طرف ہیڈ ریگولیٹر (ب) زنگی پور کے بھاگیرتھی کے آر پار 213 میٹر لمبا باندھ، (ج) 1113 کیومیک (40000 کیوسک) پانی لے جانے کی صلاحیت اور فرکا باندھ کے داہنی طرف ہیڈ ریگولیٹر سے 38.38 کلومیٹر لمبا فیڈر کینال (د) جہاز رانی کے کام جیسے لاک، لاک چینل شیلٹر بیسن، جہاز رانی روشنی اور دوسرے بنیادی ڈھانچے کی تعمیر

کے لئے پراجیکٹ، جس کی ممکنہ صلاحیت 125 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے اور خرچ 602 کروڑ روپے ہے۔ زیر غور ہے۔ حکومت نے اس پراجیکٹ کو نجی سیکٹر کے اشتراک سے نافذ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کی تعمیر، ملکیت اور اس کو چلانے کا کام نجی سیکٹر کو سونپا جائے گا۔

سردار سرودر تعمیری صلاح کار کمیٹی

وڈودرہ میں واقع سردار سرودر تعمیری صلاح کار کمیٹی کی تشکیل 1980 میں نرمدا آبی تنازعہ ٹربیونل کی ہدایت کے مطابق کی گئی تھی۔ کمیٹی کو سردار سرودر پراجکٹ کی پہلی اکائی (باندھ اور لازمی کام) اور تیسری اکائی (پن بجلی کامپلکس) کی تعمیری سرگرمیوں پر نگرانی رکھنے اور پراجکٹ کے ممکنہ خرچ، تکنیکی پہلوؤں اور ڈیزائن تیار کرنے کا کام سونپا گیا۔ وزارت آبی وسائل کا سکریٹری کمیٹی کا چیئرمین ہے۔ اس کے ممبران میں حکومت ہند سے جڑے محکموں کے افسران، چار متعلقہ ریاستوں گجرات، مہاراشٹر، مدھیہ پردیش اور راجستھان و نرمدا کنٹرول اتھارٹی کے افسران شامل ہیں۔

بان ساگر کنٹرول بورڈ

وزارت زراعت اور آبپاشی نے مدھیہ پردیش، بہار اور اتر پردیش کی حکومتوں کے مشورہ سے 30 جنوری 1976 کی قرارداد کے تحت بان ساگر کنٹرول بورڈ قائم کیا۔ اس کا مقصد مدھیہ پردیش میں نہر نظام کو چھوڑ کر سبھی متعلقہ کاموں کے ساتھ سون ندی پر بان ساگر پراجیکٹ کو کارگر ڈھنگ سے کفایت شعاری کے ساتھ اور جلدی پورا کرنا تھا۔ بورڈ کا صدر دفتر ریوا (مدھیہ پردیش) میں ہے۔

1998 کی قیمت کی سطح کے مطابق باندھ پراجیکٹ کی تخمینی لاگت 1054.96 کروڑ روپے ہے۔ 11 نومبر 2000 تک اس پراجیکٹ پر 660874 کروڑ روپے خرچ کیے جا چکے تھے۔ باندھ کی تعمیر جون 2002 تک پوری کی جانی ہے۔

گنگا سیلاب کنٹرول کمیشن

گنگا سیلاب کنٹرول کمیشن کا قیام اپریل 1972 میں ہوا۔ اس کا صدر دفتر پٹنہ میں ہے۔ یہ گنگا سیلاب کنٹرول بورڈ (جس کے صدر مرکزی آبی وسائل کے وزیر اور ممبران میں بیسن ریاستوں کے وزیراعلیٰ یا ان کے نمائندے و متعلقہ مرکزی وزیر شامل ہوتے ہیں۔) کے اکزیکیٹو اور بورڈ کے سکریٹریٹ کے طور پر کام کرتا ہے۔ کمیشن کا ایک صدر ہے اور اس کے تعاون کے لئے دو کل وقتی ممبر و دوسرے افسران اور عملے ہیں۔ متعلقہ مرکزی وزارتوں اور محکموں کے نمائندگان و بیسن ریاستوں کے چیف انجینئر کمیشن کے جزوقتی ممبران یا مستقل طور سے بلائے گئے ممبران میں شامل ہوتے ہیں۔

کمیشن کو خاص طور سے گنگا ذیلی بیسن میں ندی سسٹم کے سیلاب مینجمنٹ کے جامع منصوبے تیار کرنے، مختلف اسکیمیں لاگو کرنے کے لئے تکنیکی و اقتصادی لحاظ سے مرحلہ وار پروگرام تیار کرنے۔ اہم سیلاب مینجمنٹ اسکیموں کی نگرانی، ریل اور سڑک پلوں کے تحت آبی راستوں کی موزونیت کا تجزیہ و بیسن ریاستوں کو دوسری تکنیکی رہنمائی فراہم کرنے جیسے کام سپرد کئے گئے ہیں۔ کمیشن ریاستوں کے ذریعہ فراہم کئے جانے والے سیلاب مینجمنٹ اور سیلاب کو روکنے کی اسکیموں کا تکنیکی تجزیہ بھی کرتا ہے۔

عوامی سیکٹرانڈرٹیکنگ

پانی اوربجلی مشاورتی خدمات (ہندستان) لمٹیڈ

پانی اوربجلی مشاورتی خدمات (ہندستان) لمٹیڈ (واپکوس) وزارت آبی وسائل کے تحت عوامی سیکٹر کا ایک ذمہ دار ادارہ ہے۔ جو ہندوستان اور بیرون ملک پانی اوربجلی سیکٹر میں مربوط تکنیکی مشاورتی خدمات فراہم کرنے والی اہم ایجنسی کا کردار ادا کرتا ہے۔ اس کا قیام 1969 میں ہوا۔ آبپاشی اور پانی نکاسی، سیلاب کنٹرول اور اصلاح زمین جیسے روایتی معاملوں میں مہارت کے علاوہ، واپکوس (WAPCOS) کی سرگرمیوں میں جامع تکنیکی موضوعات شامل ہیں، جیسے پانی کی فراہمی اور صفائی (دیہی اور شہری)، زیر زمین پانی کی تلاش اور ترقی، پن/حرارتی بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم، مربوط زرعی ترقی، بندرگاہ اور گودی، ماحولیاتی انجنیئری، باندھ تحفظ اورنگرانی وغیرہ۔

قومی پراجیکٹ تعمیری کارپوریشن لمٹیڈ

قومی پراجیکٹ تعمیر کارپوریشن لمٹیڈ کا قیام 1957 میں حکومت ہند کے کاروباری ادارہ کی شکل میں عمل میں آیا تھا۔ اسے آبپاشی اورآبی وسائل، بجلی اور بھاری صنعت جیسے اہم سیکٹروں میں بنیادی ڈھانچے کی ترقی کا کام سونپا گیا ہے۔ کارپوریشن 120 سے زیادہ پراجیکٹوں کو چلارہا ہے۔

ان میں سینچائی رپانی گھاٹی پراجیکٹ، باندھوں کی تعمیر، نہر، پن اور حرارتی بجلی پراجیکٹس، سرنگوں اور صنعتی پراجیکٹوں رفولاد پلانٹ، رہائشی تعمیر اور ٹاؤن شپ پراجیکٹ، پل، ایکسپریس شاہراہیں اور رن وے اور دوسری چیزیں جیسے پانی ٹرن کی پرمبنی گندے نالے کوٹھیک کرنے کے پلانٹ شامل ہیں۔

دوسری تنظیمیں

نرمدا کنٹرول اتھارٹی

نرمدا پانی تنازعہ ٹریبونل کے فیصلے پرعمل کرتے ہوئے حکومت ہند نے نرمدا پانی اسکیموں کی تشکیل کی جن میں دوسری باتوں کے علاوہ 1980 میں نرمدا کنٹرول اتھارٹی قائم کی گئی اورٹرائبیونل کے فیصلے اورحکم کونافذ کرنے کے لئے ایک تجزیاتی کمیٹی بنائی گئی۔ حکومت ہند کی وزارت آبی وسائل کے سکریٹری کنٹرول بورڈ کے صدر ہیں۔ اس کے ممبران میں بجلی، ماحولیات اورجنگلات و وزارت فلاح و بہبود کے سکریٹری، چار ریاستوں، گجرات، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر اور راجستھان کے چیف سکریٹری، مرکزی حکومت کی جانب سے مقرر کئے جانے والا ایک ممبر عاملہ اور تین کل وقتی ممبر اور متعلقہ ریاستوں کے ذریعہ نامزد چار جز وقتی انجنیئرنگ ممبران شامل ہیں۔ اس کے صدر مرکزی آبی وسائل کے وزیر ہیں اور چار متعلقہ ریاستوں کے وزراء اعلی اس کے ارکان ہیں۔

تنگ بھدرا بورڈ

صدر نے آندھرا پردیش ایکٹ 1953 کی دفعہ (4)66 کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے تنگ بھدرا

پراجکیٹ کو پورا کرنے اور اس کو چلانے اور رکھ رکھاؤ کے لئے تنگ بھدرا بورڈ کا قیام کیا۔ بورڈ کو تنگ بھدرا پراجیکٹ کے اس حصے کو پورا کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے جو کرناٹک اور آندھرا پردیش پراجیکٹ کا مشترکہ حصہ ہے۔ کرشنا آبی تنازعہ ٹریبونل نے اپنے فیصلے میں کرناٹک اور آندھرا پردیش کے ذریعہ تنگ بھدراندی کے پانی کے استعمال کے بارے میں خاص شرائط رکھیں۔ ان شرطوں کو نافذ کرنے کی ذمہ داری ٹریبونل نے تنگ بھدرا بورڈ کو سونپی ہے۔ بورڈ آبپاشی، پن بجلی بنانے اور دوسرے استعمال کے لئے داہنے کنارے پر پانی کو کنٹرول کرتا ہے۔

بورڈ کے چیئرمین کی تقرری حکومت ہند کے ذریعہ کی جاتی ہے۔ اس کے ممبروں میں ایک مرکزی حکومت کا اور ایک ایک آندھرا پردیش اور کرناٹک کا نمائندہ ہوتا ہے۔ یہ سبھی تنگ بھدرا بورڈ میں جز وقتی طور پر کام کرتے ہیں۔ بورڈ کو چلانے کے لئے رقم دونوں ریاستی حکومتیں فراہم کراتی ہیں۔

بیتوا ندی بورڈ

بیتوا ندی بورڈ کا قیام وزارت آبی وسائل نے بیتوا ندی بورڈ ایکٹ، 1976 کے تحت کیا۔ اس کا مقصد مدھیہ پردیش اور اترپردیش کے جوائنٹ وینچر، راج گھاٹ بند پراجیکٹ کو کفایت شعاری اور کارگر ڈھنگ سے جلد پورا کرنا ہے۔ بورڈ کا صدر دفتر اترپردیش کے شہر جھانسی میں ہے۔ مرکزی آبی وسائل وزیر بورڈ کے چیئرمین اور مرکزی توانائی وزیر، دونوں ریاستوں کے وزراء اور وزیر مالیات، آبپاشی اور توانائی اس کے ممبر ہیں۔ بورڈ کو چلانے کا کام اس کی عاملہ کمیٹیوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ جس کا چیئرمین مرکزی آبی محکمے کا صدر ہوتا ہے۔ راج گھاٹ باندھ اور بجلی پراجیکٹوں کی تعمیر و بورڈ کے دفتر کا خرچ مدھیہ پردیش اور اترپردیش حکومتیں برابر برابر اٹھاتی ہیں۔

راج گھاٹ باندھ پراجیکٹ اور راج گھاٹ پن بجلی پراجیکٹ مدھیہ پردیش اور اترپردیش کے بین ریاستی پراجیکٹ ہیں۔ بند کی تعمیر اور اس سے منسلک کاموں و بجلی گھر کے سول کاموں بیتوا ندی بورڈ کے ذریعہ انجام دیا جاتا ہے۔ بجلی گھر کے انجینئری اور دیکھ بھال سے متعلق کام بیتوا ندی بورڈ کی نگرانی میں مدھیہ پردیش بجلی بورڈ کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ نہروں کی تعمیر کا کام دونوں ریاستوں کے ذریعہ اپنے اپنے علاقوں میں کئے جاتے ہیں۔ راج گھاٹ باندھ پر 300.60 کروڑ روپئے اور بجلی گھر کی تعمیر پر 123.63 کروڑ روپئے خرچ ہونے کا امکان ہے۔ راج گھاٹ باندھ پراجیکٹ اور راج گھاٹ پن بجلی پراجیکٹ کے تعمیری کام تقریباً مکمل ہو چکے ہیں اور اس کی تین اکائیاں 2000 سے شروع ہو گئی ہیں۔

قومی ادارہ برائے آبیات

قومی ادارہ برائے آبیات کو حکومت ہند نے 1979 میں آبیات کے سبھی پہلوؤں پر منظم اور سائنسی کام کرنے، انہیں بڑھاوا دینے اور ان میں رابطہ قائم کرنے کے مقصد سے قائم کیا تھا۔ اس کا صدر دفتر رڑکی میں ہے۔ یہ ادارہ وزارت آبی وسائل کے تحت ایک خود مختار سوسائٹی ہے۔ مرکزی آبی وسائل وزیر قومی آبپاشی ادارے کے صدر ہیں۔

برہمپتر بورڈ

ایک خود مختار قانونی انجمن کے طور پر برہمپتر بورڈ کو وزارت برائے آبی وسائل کے تحت اس کے ہیڈ کوارٹر گوہاٹی کے ساتھ

1982 میں قائم کیا گیا۔ اس کا ہدف برہمپتر گھاٹی، براک گھاٹی سمیت اس کی وسعت مشرقی شمالی علاقے کی سبھی ریاستوں میں ہے۔

بورڈ سروے اور تفتیش کے علاوہ کنارے کے کٹاؤ اور سیلاب پر کنٹرول اور پانی نکاسی میں بہتری اور برہم پتر اور براک گھاٹی میں آبپاشی، پن بجلی، آبی نقل وحمل وغیرہ کے لیے آبی وسائل کے استعمال کے بارے میں ماسٹر پلان تیار کرتا ہے۔ وہ ماسٹر پلان میں منتخب کیے گئے باندھوں اور دیگر پراجیکٹوں کے بارے میں رپورٹ تیار کرتا ہے اور مرکزی حکومت کے ذریعے منظور شدہ پراجیکٹوں کی تعمیر اور رکھ رکھاؤ کرتا ہے۔

قومی آبی ترقی ایجنسی

وقتاً فوقتاً ایسی تجاویز پیش کی جاتی رہی ہیں کہ کچھ علاقوں میں موجود فالتو پانی کو پانی کی کمی والے علاقوں میں منتقل کرنے کے لئے ندیوں کو آپس میں جوڑنے کے واسطے قومی آبی گرڈ بنایا جائے۔ حکومت ہند اگست 1980 میں آبی وسائل کی ترقی کے لئے قومی پس منظر تیار کیا تھا جس میں آبی وسائل کے معقول استعمال کے لئے فالتوں پانی کو پانی کی کمی والے بیسوں میں منتقل کرنے کے واسطے مختلف جزیرہ نمائی ندیوں اور ہمالیائی ندیوں کے بیچ تعلق قائم کرنے پر زور دیا گیا تھا۔ ان تجاویز کو پائیدار بنانے کے لئے حکومت ہند نے 1982 میں قومی آبی ترقی ایجنسی قائم کی۔ ایجنسی نے کل پانی منتقلی کے لئے 30 رابطوں کا پتہ لگایا ہے، جن میں 16 جزیرہ نمائی عنصر کے تحت اور 14 ہمالیائی عنصر کے تحت پیش کئے گئے ہیں۔ ان کے بارے میں قابل عمل رپورٹ تیار کی جا رہی ہے۔

ایجنسی کے ذریعہ جزیرہ نمائی عنصر کے تحت مجوزہ سبھی 137 بیسوں سب بیسوں کے بارے میں اعداد وشمار جمع کرنے اور آبی توازن سے متعلق مطالعے کا کام پورا کیا جا چکا ہے۔ اس کے علاوہ 52 منتخب کئے ہوئے موڑ پوائنٹ، 58 چنے ہوئے ذخیروں اور 18 رابطوں کا بھی ایجنسی نے مطالعہ کیا ہے اور سبھی پانی منتقلی رابطوں کی قابل عمل رپورٹ تیار کرلی ہے۔ 17 اور رابطوں کے لئے قابل عمل رپورٹ تیار کرنے کے واسطے سروے اور جانچ کے کام میں لگی ہوئی ہے۔ ہمالیائی ندیوں کے ترقیاتی عنصر کے تحت ہندوستان، نیپال اور بھوٹان میں گنگا کی مشرقی معاون ندیوں کے فالتو بہاؤ کو مغرب کی طرف منتقل کیا جا سکے اور ساتھ ہی برہم پتر اور اس کی معاون ندیوں کو گنگا کے ساتھ اور گنگا کو مہاندی کے ساتھ جوڑا جا سکے۔ اس سے فرکا بند کی جانب اور بھی زیادہ بہاؤ دستیاب ہوگا۔ ملک میں اندرونی آبی نقل وحمل کی سہولیات میں بہتری ہوگی۔

ہمالیائی ندیوں کے تحت قومی آبی ترقی ایجنسی نے 19 موڑ پوائنٹ کے پانی توازن کا مطالعہ، 16 ذخیروں کا مطالعہ، 14 رابطوں 19 آبی منتقلی رابطوں کی پیشگی قابل عمل رپورٹ تیار کرنے کا کام پورا کرلیا ہے۔

یہ تجویز ہے کہ جزیرہ نمائی اور ہمالیائی ندیوں کے درمیان بقایہ رابطوں کو بالترتیب 2004 اور 2008 تک پورا کرلیا جائے۔ بین۔ بین (طاس) آب منتقلی رابطہ اسکیموں کو مرحلے وار ڈھنگ سے لاگو کیا جا سکتا ہے۔ جو حکومت کی ترجیحات اور رقوم کی فراہمی پر انحصار کرتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے کئی دیگر تدابیر ضروری ہیں۔ جیسے؛ بین منتقلی میں شامل ریاستوں کے درمیان بات چیت اور معاہدہ، تفصیلی پراجیکٹ رپورٹ تیار کرنا اور ان رپورٹوں کا تکنیکی۔ معاشی تعین قدر کرنا اور پروجیکٹ کے سرمایہ سے

متعلق منظوری، فنڈ کا انتظام اور ان پر عمل کے لئے ایجنسیوں کو مقرر کرنا وغیرہ۔

بین طاسی آبی منتقلی پروگرام نافذ ہونے سے 3.5 کروڑ ہیکٹر زمین میں اضافی آبپاشی سہولیات فراہم کرائے جانے کا امکان ہے، جو تقریباً 14 کروڑ ہیکٹیر کی کل آبپاشی سہولیات کے علاوہ ہوگی۔ اس کے علاوہ اس سے 3.4 کلوواٹ بجلی بھی ملے گی۔ وزارت نے اپنی ویب سائٹ http:\www.wrmin.nic.in بھی شروع کیا ہے تاکہ اپنی سرگرمیوں کے بارے میں اطلاعات کو زیادہ وسیع پیمانے پر پہنچا سکے۔

17۔ دیہی ترقی

ملک کی آبادی کا تین چوتھائی حصہ دیہی بھارت میں سکونت اختیار کرتا ہے۔اس لئے قوم تبھی طاقتور اور خوش حال ہو سکتی ہے۔ جب ہمارے گاؤں غریبی اور پچھڑے پن سے آزاد ہوں۔حکومت ہند، دیہی علاقوں میں تیز رفتار اور مسلسل ترقی کے لئے کوشاں ہے۔

وزارت برائے دیہی ترقی کئی اسکیموں کے نفوذ کے لئے مصروف ہے۔جن کا مقصد دیہی عوام کو مجاز بنا کر ان کے معیار زندگی میں بہتری پیدا کرنا ہے۔غریبی کا خاتمہ اور تیز رفتار سماجی، معاشی ترقی کے مقصد کے ساتھ، ترقیاتی پروگراموں کو ایک کثیر طرفہ حکمت عملی کے ذریعہ سماج کے سب سے زیادہ نظر انداز کئے ہوئے طبقوں تک پہونچانے کے لئے لاگو کیا جارہا ہے۔صاف پینے کا پانی، دیہی تعمیر مکان اور سڑک رابطے کو اولین ترجیح دی جارہی ہے۔

مفلس اور کمزور کنبوں کو امداد فراہم کرنے کے لئے سماجی تحفظ کے پروگراموں پر خصوصی توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔سرعت پذیر دیہی ترقی کے لئے رضا کار ایجنسیوں کی امداد اور حوصلہ افزائی کے علاوہ کارکنوں کو تربیت دینے پر بھی توجہ دی جاتی ہے۔وزارت ہذا کی جانب سے پنچایت راج اداروں کو اختیارات اور مالیات کی راہ سے مضبوط بنانے کی کوششیں برابر کی جارہی ہیں۔ایک نئی پہل کے طور پر گرام سبھا ایک نمایاں ادارہ بن چکی ہے۔

شراکت داری پر مبنی جمہوریت کو معنی خیز اور موثر بنانے کے لئے غیر سرکاری تنظیموں، رضا کار گروپوں اور پنچایتی راج اداروں کو مناسب کردار فراہم کیا گیا ہے۔زمینی اصلاحات کے ساتھ ساتھ بنجر زمینوں ریگستانوں اور خشک سالی کے علاقوں کی ترقی کو بھی باعمل بنایا جارہا ہے۔زمین کی متواتر ترقی کو یقینی بنانے کے لئے ایک جامع پہل کے تحت وزارت نے دیہی ترقیاتی محکمہ کے علاوہ، دو دیگر محکموں۔محکمہ زمینی وسائل اور پینے کے قابل پانی کی فراہمی کا محکمہ، کی تشکیل کی ہے۔اس سے متعلقہ ترقیاتی اسکیموں کی کوالٹی میں بہتری کے ساتھ ساتھ، مربوط پالیسی اپنانے میں بھی مدد ملے گی۔

ملک کے دیہی علاقوں میں سماج کے پچھڑے اور نہایت پچھڑے طبقوں کی بہتری کو ذہن میں رکھتے ہوئے وزیر اعظم نے 15 اگست کے موقع پر ملک کے نام اپنے خطاب میں 10,000 کروڑ روپے کی نئی حوصلہ مندانہ اسکیم ''سمپورن روزگار یوجنا'' کا اعلان کیا، جس سے دیہی علاقوں میں روزگار کے مواقع اور زیادہ، اور یقینی طور پر فراہم ہوں گے۔اس اسکیم کے تحت پنچایتوں کے ذریعے دیئے گئے روزگار کے تحت جو لوگ پائیدار دیہی املاک کی تعمیر کریں گے انھیں نقد اور اناج کی شکل میں معاوضے کی ادائیگی کی جائے گی۔اس کے لیے مرکز کے ذریعے ہر سال 50 لاکھ ٹن اناج ریاستوں کے لیے متعین کیا گیا ہے۔جس کی قیمت 5,000 کروڑ روپے ہے۔مرکزی حکومت کی سبھی روزگار سے متعلق اسکیموں کو اس بڑی اسکیم میں شامل کردیا جائے گا۔اس اسکیم سے تقریباً 100 کروڑ افرادی دنوں کے مساوی روزگار کے مواقع دستیاب ہونے کی امید ہے۔

دیہی عوام کو اس اسکیم سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کے لیے چوطرفہ حکمت عملی اپنائی گئی ہے، جس میں اسکیم کے بارے میں لوگوں کو جانکاری دینا، اسکیم کے نفاذ میں کھلا پن، ترقیاتی عمل میں عوام کی حصہ داری کی حوصلہ افزائی کرنا، ذمہ داری کا احساس بڑھانے کے لیے سماجی حساب کتاب کی جانچ پرکھ کے تصور کو پیش کرنا شامل ہے۔

دیہی ترقی کے لئے آٹھویں منصوبے میں مختص رقم 30,000 کروڑ روپے کو بڑھا کر نویں منصوبے میں 42,874 کروڑ روپے کر دیا گیا ہے۔ وزارت برائے دیہی ترقی نے سال 2002-2001 مختلف اسکیموں کے لئے 12,265 کروڑ روپے مخصوص کیا ہے۔ اس میں 9,205 کروڑ روپے، محکمہ دیہی ترقی کے لئے زمینی وسائل کے محکمے کی اسکیموں کے لئے 900 کروڑ روپے اور پینے کے قابل پانی کی فراہمی کے محکمہ کے لیے 2,160 کروڑ روپے شامل ہیں۔

پردھان منتری گرام سڑک یوجنا (PMGSY)

پردھان منتری گرام سڑک یوجنا (PMGSY) 25 دسمبر 2000 کو شروع کی گئی۔ جس کا مقصد 1000 سے زیادہ آبادی والے ہر ایک گاؤں کو 2003 تک، 500 سے زیادہ آبادی والے گاؤں کو دسویں منصوبے کے آخر تک یعنی 2007 تک سبھی موسموں کے لیے بہتر سڑکوں سے جوڑنا ہے۔

سال 2001-2000 کے دوران اس منصوبے کے لیے حکومت ہند نے 2,500 کروڑ روپے (ہائی اسپیڈ ڈیزل پر ٹیکس 50 فی صد) مخصوص کیا تھا۔ سال 2001-2000 میں 2,435 کروڑ روپے ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو جاری کیے گئے اور سال 2002-2001 کے بجٹ میں بھی اس منصوبے کے لیے 2,500 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ اس منصوبے کے رہنما خطوط کے مطابق ضلعی ماسٹر پلان تیار کیے جائیں گے۔ بلاک اور ضلع سطح پر 6 ماسٹر پلان بنانے کے لیے ضلعی دیہی سڑک یوجنا کا مختصر دستور العمل تیار کیا گیا ہے، جس سے ہر ایک ریاست/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو بھیج دیا گیا ہے۔ سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں سے کہا گیا ہے کہ جولائی 2001 تک حالیہ سال کی پراجیکٹ تجاویز ارسال کریں۔

پردھان منتری گرام ادے یوجنا--دیہی پینے کے قابل پانی

پردھان منتری گرام ادے یوجنا کے تحت ریاستوں کو رقوم جاری کرنے کے لیے پینے کے قابل پانی کی فراہمی کا محکمہ حکومت ہند کا نوڈل محکمہ ہے۔ دیہی پانی فراہمی پروگرام کا نفاذ 1999 میں جاری اور اب تک ہوئی ترمیمات کے رہنما اصولوں کے مطابق ہوگا۔ جن ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں پنچایتی راج ادارے دیہی پینے کے قابل پانی کی فراہمی اسکیموں کو لاگو کر رہے ہیں۔ ان اسکیموں کو لاگو کرنے کی ذمہ داری انھیں سونپ دی گئی ہے۔ دیگر ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں ایجنسی ہی پانی کی فراہمی پر عمل درآمد کر رہی ہے، اور اسے ہی یہ پراجیکٹ سونپ دیئے گئے ہیں۔ اس اسکیم کے تحت ان مسائل سے نمٹا جائے گا ان دیہی علاقوں میں پینے کے قابل پانی کا بندوبست کرنا جہاں پینے کے قابل پانی دستیاب نہیں ہے یا جزوی طور پر دستیاب ہے۔ فلورائیڈ، آرسینک اور لوہے کی آلودگی جیسے نقصان دہ عناصر کو دور کرنا، آبی وسائل میں پانی کی فراہمی بنائے رکھنا، جیسے مسائل سے جوجھنا پڑے۔ خشک اور ریگستانی علاقوں اور ان علاقوں میں جہاں زیر زمین پانی کا زیادہ استعمال کیا جا چکا ہے یا پینے کے قابل پانی کی کمی ہے، متعلقہ ریاست/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعے مختص رقم کا 25 فی صد ان علاقوں میں پانی

کے تحفظ، بارش کے پانی کو جمع کرنے، زیر زمین پانی کی مقدار بڑھانے اور آبی وسائل میں پانی کی فراہمی بنائے رکھنے پر خرچ کریں گے۔

دیہی پانی فراہمی پروگرام

دیہی رہائشوں میں پینے کے پانی کی سہولتیں ریاستی سیکٹر پروگرام کے تحت مہیا کرائی جاتی ہیں۔ مرکزی کفالت کے سریع الحرکت دیہی پانی فراہمی پروگرام کے تحت امداد فراہم کر مرکزی حکومت، ریاستیں حکومتوں کی کوششوں میں قوت فراہم کرتی ہیں۔ ساتھ ہی، ریاستوں کو دیہی پانی فراہمی اسکیم کی منصوبہ بندی اور نفوذ کے لئے طاقت فراہم کی گئی ہے۔

مرکزی حکومت کے انتظامی امور کے لئے قومی ایجنڈے میں اگلے پانچ سالوں میں سبھی کے لئے محفوظ پینے کے پانی کے اہتمام پر غور کیا گیا ہے۔ سبھی دیہی رہائشوں کو پینے کا پانی فراہم کرنے کے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی حکمت عملی میں مندرجہ ذیل امور شامل ہیں۔ بچے ہوئے۔ غیر پوش یا نیم پوش رہائشوں کو محفوظ پینے کے پانی کا انتظام جلد مہیا کرانا، متاثرہ رہائشوں میں پانی کی کوالٹی سے متعلق مسائل کو سلجھانا اور پانی کی کوالٹی کنٹرول اور نگرانی سسٹم کو ادارہ جاتی کرنا، سسٹم و وسائل دونوں کے تواتر کا فروغ، اور پوش رہائشوں میں محفوظ پینے کے پانی کی مسلسل فراہمی کو یقینی بنانا۔

پانی کی فراہمی سیکٹر میں ابھی تک تقریباً 35,000 کروڑ روپے کا سرمایہ لگایا جاچکا ہے۔ یکم اپریل 2000 کو دیہی رہائشوں کو شامل کرنے کی حالت اس طرح ہے۔ (i) مکمل طور پر جس کا احاطہ کیا جاچکا ہے 12,35,759 (ii) پوری طرح احاطہ نہیں کیا جاسکا 1,66,832 (iii) اس سہولت سے محروم 20,073۔ 99 فی صد دیہی رہائشوں میں پانی کی فراہمی کی سہولتیں دستیاب ہیں۔ ہینڈ پمپ اور پائپ کے ذریعہ پانی کی فراہمی کی اسکیموں کی تعداد بالترتیب 38 لاکھ اور 11 لاکھ ہے۔

حکومت ہند نے دیہی پانی پروگرام کی دوبارہ تصحیح کی ہے۔ جو دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ، کمیونٹی پر مبنی دیہی پانی فراہمی انتظام کو اداری شکل دینے کے لئے عوام کی شراکت داری کو یقینی بنانے کے لئے مندرجہ ذیل بنیادی اصولوں کی شمولیت پر غور کیا ہے۔
(i) پراجیکٹ کا خاکہ تیار کرنا، مالیاتی کنٹرول اور انتظامیہ کی تیاری میں فیصلہ لینے کی صلاحیت کے ذریعہ، پراجیکٹ میں دیہی عوام کی مکمل شراکت کو یقینی بنانے کے لئے انہیں بااختیار بنانے کی بنیاد پر ہر ایک مانگ پر مبنی ذمہ دار اور بہتر وعمدہ نظریے کو اپنانا (ii) حکومت کی براہ راست خدمات دینے والے کردار کی سہولت دینے والوں کو منتقلی اور (iii) نقد یا امداد یا دونوں میں جزوی لاگت کی شراکت اور استعمال کنندہ کے ذریعہ عمل درآمد اور رکھ رکھاؤ، کی پوری ذمہ داری لینا۔ اہم عمل منصوبہ کی بنیاد سیکٹر اصلاح پراجیکٹ کے اطلاق کے لئے پورے ملک سے 58 اضلاع کو منتخب کیا گیا ہے۔

مرکزی --- اِسپانسرڈ دیہی سینی ٹیشن پروگرام (صفائی ستھرائی)

دیہی صفائی ستھرائی کی ذمہ داری ریاستی حکومتوں پر ہے۔ ریاستی حکومتیں ریاستی سیکٹر کے کم از کم ضرورت کے پروگرام (ایم این پی) کے تحت اس پروگرام پر عمل کرتی ہیں۔ مرکزی حکومت، ریاستوں کو مالی اور تکنیکی امداد دیہی صفائی ستھرائی کے مرکزی پروگرام/ (سی آر ایس پی) کے تحت فراہم کرتی ہے۔

سی آر ایس پی (مرکزی کفالت یافتہ دیہی صفائی پروگرام) کو 1986 میں دیہی عوام کے معیار زندگی کو بہتر بنانے اور عورتوں کو پردہ داری اور عزت و وقار فراہم کرنے کے لئے شروع کیا گیا تھا۔ 1993 میں صفائی ستھرائی کے تصور میں، نجی صفائی، گھریلو صفائی، صاف پانی، کوڑا کرکٹ اور پاخانے اور خراب پانی کو بھی ٹھکانے لگانے کی ضروریات کو شامل کرلیا گیا تھا۔ اس پروگرام میں خط غربی سے نیچے زندگی گزارنے والوں کے لئے انفرادی طور پر صاف ستھری لیٹرینوں کی تعمیر، انفرادی صاف ستھری لیٹرینوں کی تبدیلی، عورتوں کے لئے دیہی سینٹری کمپلکس کی تعمیر، سینٹری مارٹس کا قیام، لوگوں میں بیداری پیدا کرنے اور انہیں صحت کی تعلیم دینے کے لئے زوردار مہم چلانے کے اقدامات شامل ہیں۔

پہلی اپریل 1999 کو اس پروگرام کو ازسرنو تشکیل دیا گیا۔ بازتشکیل شدہ مرکزی کفالت میں دیہی صفائی پروگرام کو مرحلے وار طریقے سے غریبی تعین کرنے کے اصولوں سے جو کہ ریاست وار فنڈ کے مختص کرنے سے متعلق تھا، انحراف کر کے "مانگ پرمبنی" پہل کی طرف مرکوز کیا جارہا ہے۔ نوتشکیل شدہ پروگرام کمیونٹی کی رہنمائی اور فرد پر مرکوز ہوگی۔ پروگرام میں زیادہ سبسڈی کے بجائے کم سبسڈی کے قاعدے کو اپنایا جائیگا۔ مکمل و مجموعی صفائی ستھرائی مہم شعور و بیداری قائم کرنے کے جزو پر زور دیتا ہے اور متبادل تقسیم نظام کے ذریعہ مانگ کی فراہمی پر بھی زور دیتا ہے۔ اسکول صفائی کو ایک اہم جزو کے طور پر اسے دیہی لوگوں کے درمیان صفائی کو جامع قبولیت حاصل کرنے کے لئے ایک نقطہ دخول کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

اس پروگرام کے تحت مکمل صفائی مہم میں اولین اضلاع کی پہچان کر 96 پراجیکٹ تجاویز کو منظوری فراہم کی گئی ہے، جس کی لاگت 1102 کروڑ روپے ہے۔ اس میں مرکز کا حصہ 677 کروڑ روپے، ریاستوں کا حصہ 229 کروڑ روپے اور پنچایت/استفادہ کرنے والوں کا حصہ 196 کروڑ روپے ہے۔ مرکزی حصے کی 30 فی صد رقم یعنی 163 کروڑ روپے ضلعی طور پر لاگو کرنے والی ایجنسیوں کو پہلی قسط کی شکل میں جاری کردی گئی ہے۔ مکمل صفائی مہم کے تحت ضلعی نفاذ ایجنسیوں نے ابتدائی کارروائی شروع کردی ہے اور پہچان کیے گئے اولین اضلاع میں جانکاری دینے کی مہم تیز کردی گئی ہے۔

96 اولین اضلاع میں منظور شدہ اجزا ہیں: (i) خط غریبی کے نیچے رہنے والے خاندانوں کے لیے نجی 94.3 لاکھ بیت الخلا کی تعمیر (ii) عورتوں کے لیے 10,993 صفائی کمپلکس کی تعمیر (iii) پرائمری اور اپر پرائمری اسکولوں کے لیے ایک لاکھ بیت الخلا کی تعمیر (iv) آنگن واڑی/ بال واڑی کے لیے 6,317 بیت الخلا کی تعمیر (v) 840 دیہی صفائی بازار اور پیداوار مراکز کا قیام سال 2000-2001 تک 87,77,543 بیت الخلا کی تعمیر کی گئی اور ان پر 1,569.7 کروڑ کے روپے کی لاگت آئی۔

دیہی ہاؤسنگ

اندرا آواس یوجنا

گاؤوں میں رہنے والے غریبوں کی رہائش سے متعلق ضرورتوں کی تکمیل کے لیے جواہر روزگار یوجنا کی معاون اسکیم کے طور پر اندرا آواس یوجنا (آئی اے وائی) مئی 1985 میں شروع کی گئی تھی۔ یکم جنوری 1996 سے اس پر ایک آزاد اسکیم کی حیثیت سے عمل کیا جارہا ہے۔ اس اسکیم کا مقصد ایس سی/ایس ٹی سے تعلق رکھنے والے خط غریبی سے نیچے زندگی گزار رہے دیہی باشندوں، آزاد کرائے گئے بندھوا مزدوروں، اور غیر ایس سی/ایس ٹی زمرہ کے لوگوں کو مکان بنانے میں مدد دینا اور کچے مکانوں کو بہتر بنانے کے لئے امدادی رقم دینا ہے۔ 1995-96 سے اندرا آواس یوجنا کے تحت بیواؤں اور جنگ میں کام آنے والے فوجیوں

کے پسماندگان کو بھی لے آیا گیا ہے۔ اس کا فائدہ سابق فوجیوں اور نیم فوجی دستوں کے سبکدوش ارکان بھی عام شرائط پوری کر کے حاصل کرسکیں گے۔ تین فیصد سرمایہ دیہی علاقوں میں رہائش پذیر خط غریبی سے نیچے کے معذور لوگوں کے لئے مختص ہے۔

اس اسکیم کی خاص خاص باتیں یہ ہیں: کنبہ کی کسی خاتون کے نام مکان کی الاٹمنٹ کی جاتی ہے یا شوہر اور بیوی کے مشترکہ نام سے مکان دیا جاتا ہے۔ کم سے کم 60 فیصد سرمایہ ایس سی / ایس ٹی لوگوں کے لئے مکانات کی تعمیر پر صرف کیا جانا ضروری ہے۔ صاف ستھری لیٹرین اور دھواں نہ دینے والا چولھا اس اسکیم میں شامل ہیں۔ آئی اے وائی کے تحت استفادہ کرنے والوں کا انتخاب گرام سبھا کرتی ہے۔ تعمیر کی ٹکنالوجی، تعمیراتی سامان اور ڈیزائن کا انتخاب استفادہ کرنے والا کرتا ہے۔ میدانی اور پہاڑی یا مشکل جگہوں میں نئے مکانوں کی تعمیر کے لئے امداد بالترتیب 20,000 روپے اور 22,000 روپے فی اکائی کی شرح سے کی جاتی ہے۔ 2000-1999 سے کچے مکانوں کے سدھار پر دس ہزار روپے فی یونٹ رقم فراہم کی جانے لگی ہے۔ آئی اے وائی کا 20 فیصد سرمایہ اس مد کے لئے مختص کر دیا گیا ہے۔

86-1985 سے اب تک لگ بھگ 75 لاکھ مکانات 12,500 کروڑ روپے خرچ کر کے تعمیر کئے جا چکے ہیں۔ اس 'یوجنا' کے تحت سال 2001-2000 کے لیے 1,725 کروڑ روپے مرکز کی طرف سے دیہی تعمیر مکان کے لئے مختص کئے گئے ہیں، جس میں اس یوجنا کے لئے 1,618 کروڑ روئے مختص کئے گئے ہیں۔ تقریباً 12.94 لاکھ مکانوں کا ہدف رکھا گیا ہے۔ اس میں سے 8.63 لاکھ نئے مکان بنانے کے 1,295 کروڑ روپے اور 4.31 لاکھ بے کار کچے مکانوں پکے / آدھے پکے مکانوں میں بدلنے کے لئے 323 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔

پردھان منتری گرامودیہ یوجنا (گرامین آواس)

وزارت برائے دیہی ترقی پہلے سے ہی ہاؤسنگ سیکٹر بشمول اندرا آواس یوجنا کئی اسکیموں پر عمل درآمد کر رہا ہے۔ اس کی ذمہ داری کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے یہ محسوس کیا گیا کہ اس سمت میں کی جاری کوششوں کو طاقت پہنچانا ضروری ہے۔ یہ کام ایک جامع اسکیم کے ذریعہ کیا جارہا ہے۔ جس کا مقصد دیہی علاقوں کی غریبی لائن کے نیچے رہنے والے لوگوں کے لئے رہائش کی کمی کو دور کرنا اور ان علاقوں میں ماحول کے صحت مندانہ فروغ میں مدد دینا ہے۔ پردھان منتری گرام ادے یوجنا (دیہی رہائش) عام طور سے اندرا آواس یوجنا کے خاکے پر مبنی ہوگی۔ اور اسے پورے ملک میں دیہی علاقوں میں لاگو کیا جائے گا۔ اس اسکیم کے تحت وزارت مالیات کے ذریعے ریاستی حکومتوں کو سیدھے رقوم جاری کی جاتی ہیں۔ 2001-2000 کے دوران وزارت مالیات نے اضافی 375 کروڑ روپے کے بجائے 286.84 کروڑ روپے ریاستی حکومتوں کو جاری کیے۔ سال 2002-2001 کے دوران اضافی مرکزی امداد کے طور پر 280 کروڑ روپے کا اہتمام ہے لیکن ابھی تک کوئی فنڈ جاری نہیں کیا گیا ہے۔

دیہی مکانات کے لئے قرض اور سب سڈی کی اسکیم

ان دیہی مکان مالکوں کے لئے جن کی سالانہ آمدنی 32,000 روپے تک ہے، کے لیے دیہی مکانات کی غرض سے قرض اور سبسیڈی کی اسکیم تیار کی گئی ہے۔ مگر خط غریبی سے نیچے زندگی گزارنے والوں کو اس اسکیم کے تحت ترجیح دی جائے گی۔ اس اسکیم کے اہم پہلو حسب ذیل ہیں:

میدانی علاقوں میں فی مجاز مالک مکان 10,000 روپے کی سبسیڈی 40، ہزار روپے تک قرض، اور صاف ستھری لیٹرین اور دھواں نہ دینے والے چولھے اس اسکیم کا حصہ ہیں۔ یہ اسکیم یکم اپریل 1999 سے شروع کی گئی ہے۔ اس اسکیم کے لئے سرمایہ مرکزی اور ریاستی سرکاریں 75:25 کے تناسب سے فراہم کرتی ہیں۔ 1999-2000 کے دوران 69.00 کروڑ روپے مختلف ریاستوں کو دیے گئے۔ 2000-2001 کے لئے اس اسکیم میں 82 کروڑ مختص کئے گئے تھے۔ جس میں 26.90 کروڑ روپے جاری کیے گئے۔ سال 2001-2002 کے لیے 38 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں۔

سمگر آواس یوجنا

سمگر آواس یوجنا رہنے کی جگہ، صفائی ستھرائی اور پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے مربوط اقدامات کے لئے ایک جامع اسکیم کے طور پر پہلی اپریل 1999 سے ہی شروع کی گئی ہے۔ اس آواس یوجنا کا بنیادی مقصد دیہی علاقوں کے لوگوں اور پوری بستی کے معیار زندگی کو بلند کرنا ہے۔ خاص طور پر اس اسکیم کا واضح مقصد دیہی ترقیاتی سرگرمیوں مثلاً مکانوں کی تعمیر، صفائی ستھرائی کی سہولیات کی فراہمی اور پینے کے پانی کی اسکیموں کو مربوط بنانا اور مناسب ٹکنالوجی، آئی ای سی اور نئے خیالات کے مناسب استعمال سے ان پر عمل درآمد کو یقینی بنانا ہے۔ پہلے مرحلہ میں 24 ریاستوں/مرکزی علاقوں کے 25 اضلاع کے ایک ایک بلاک میں اس اسکیم پر عمل ہوگا۔ اس اسکیم کے تحت جن لوگوں کو فائدہ پہنچانا مقصود ہے وہ گاؤں کے غریب لوگ اور ترجیحی طور پر خط غربی سے نیچے زندگی گزارنے والے لوگ ہیں۔ 1999-2000 اور 2000-2001 کے دوران اس پروگرام پر عمل درآمد کے لئے 26.7 اور 1.35 کروڑ روپے فراہم کئے گئے۔

دیہی مکانات اور رہائشی بستی کی ترقی کا نیا طریقہ

موثر، ماحول کے لئے سازگار اور سائنسی طور پر تجربہ کی کسوٹی پر پوری اتر چکی دیسی اور جدید ڈیزائنوں، ٹکنالوجیوں سازو سامان کے استعمال کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ اسکیم یکم اپریل 1999 سے شروع کی گئی ہے۔ اس اسکیم کا مقصد دیہی علاقوں میں مکان سازی کی جدید اور بہترین ثابت ہو چکی ٹکنالوجیوں، ڈیزائنوں اور سازو سامان کے استعمال کو فروغ دینا ہے۔ اس اسکیم کے لیے 1999-2000 کے دوران 10 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے جس میں سے پراجیکٹ کو پورا کرنے کے لئے 2.41 کروڑ روپے دیئے گئے۔ سال 2000-2001 کے دوران 10 کروڑ روپے کا اہتمام کیا گیا تھا لیکن اس میں صرف 8.78 کروڑ روپے کی رقم ہی جاری ہوئی۔ سال 2001-2002 کے دوران 10 کروڑ روپے کا اہتمام ہے لیکن اس میں صرف 1.15 کروڑ روپے مختلف پراجیکٹوں کے نفاذ کے لیے جاری کیے گئے ہیں۔

دیہی تعمیراتی مراکز

تعمیراتی مرکز کی مہم جو ''نرمتی مہم'' کے نام سے جانی جاتی ہے، 1985 میں کیرلا میں شروع کی گئی تھی، جس کا مقصد ٹکنالوجی کی منتقلی، معلومات کی فراہمی، ٹریننگ کے ذریعہ مہارت میں سدھار اور سستے و ماحول کے لئے سازگار تعمیراتی سامان کے استعمال کی حوصلہ افزائی تھا۔ دیہی تعمیراتی مراکز لیباریٹری سے قطعہ زمین تک تعمیراتی ٹکنالوجی کی منتقلی کی خدمت انجام دیں گے۔ دیہی تعمیراتی مراکز ریاستی حکومت، دیہی ترقیاتی ایجنسیوں، معتبر غیر سرکاری تنظیموں، نجی کاروباری اداروں، پیشہ ور ایسوسی ایشنوں، خود مختار

اداروں، اور کارپوریٹ کمپنیوں بشمول پبلک سیکٹر ایجنسیوں کے ذریعہ قائم کئے جاسکتے ہیں۔ دیہی تعمیراتی مرکز کے قیام کے لئے یکمشت 15 لاکھ کی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ سال 2001-2000 کے دوران 3 کروڑ روپے مختص کئے گئے، جس میں سے 1.56 کروڑ روپے مختلف ایجنسیوں کو دئے گئے۔ سال 2002-2001 کے دوران بھی 3 کروڑ کا اہتمام کیا گیا ہے، جس میں 54 لاکھ روپے کی رقم ریاستوں میں مختلف ضلعی دیہی ایجنسیوں اور غیر سرکاری اداروں کو دیہی تعمیراتی مراکز کے قیام کے لیے جاری کی گئی ہے۔

قومی مشن برائے دیہی مکان اور فطری ماحول

قومی مشن برائے دیہی مکان اور فطری ماحول کا قیام دیہی ہاؤسنگ سیکٹر میں سائنس اور ٹکنالوجی کے استعمال کو بڑھاوا دینے کے لیے کیا گیا۔ دیہی ترقی کے وزیر کی صدارت میں مجلس منتظمہ اور دیہی ترقیات کے سکریٹری کی صدارت میں ایک بااختیار کمیٹی کی تشکیل کی گئی ہے۔ مشن کے ورکنگ گروپ کی میٹنگ 26 جون 2001 کو ہوئی۔

پنچایتی راج

تاریخ کے دور کے آغاز ہی سے پنچایتوں کو دیہی زندگی کی ریڑھ کی ہڈی کا درجہ حاصل رہا ہے۔ گاندھی جی کے اس خواب کو حقیقت کا روپ دیا جاچکا ہے کہ ہر گاؤں ایک جمہوریہ ہو یا بااختیار پنچایتیں ہوں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے تین سطحی پنچایتی راج کا نظام رائج کیا گیا ہے تاکہ دیہی تعمیر نو میں عوامی شرکت کو یقینی بنایا جاسکے۔ ہندوستان میں پنچایت راج کی تاریخ میں 24 اپریل 1993 کا دن ایک نشان منزل کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اسی دن آئین میں 73 ویں ترمیم کے ایکٹ 1992 کا نفاذ ہوا تھا جس کی رو سے پنچایت راج اداروں کو آئینی درجہ ملا ہے۔ اس ایکٹ کی خاص خاص باتیں یہ ہیں (i) 20 لاکھ سے زیادہ کی آبادی والی ہر ریاست میں تین سطحی پنچایتی راج نظام فراہم کرنا (ii) ہر 5 سال پر باقاعدگی کے ساتھ پنچایتی چناؤ کرنا (iii) شیڈولڈ کاسٹس، شیڈولڈ ٹرائبس اور عورتوں کے لئے سیٹیں ریزرو کرنا (33 فیصد سے کم نہیں) (iv) پنچایتوں کے مالی اختیارات کا فیصلہ کرنے کے لئے ریاستی مالی کمیشن قائم کرنا اور (v) پورے ضلع کے لئے ترقیاتی منصوبہ کا مسودہ تیار کرنے کے لئے ضلع پلاننگ کمیٹی کی تشکیل کرنا۔

آئین کے مطابق پنچایتوں کو ایسے اختیارات دئے جائیں گے تاکہ وہ سیلف گورنمنٹ (مقامی حکومت) کے طور پر کام کرسکیں۔ مناسب سطحوں پر پنچایتوں کو دئے جانے والے اختیارات اور ذمہ داریوں کا خلاصہ یہ ہے: (الف) اقتصادی ترقی اور سماجی انصاف کے لئے منصوبہ سازی (ب) آئین کے گیارہویں شیڈول میں موجود 29 موضوعات کے تعلق سے اقتصادی ترقی اور سماجی انصاف کی اسکیموں کا نفاذ اور (ج) نہ صرف ٹیکس نافذ کرنا، وصول کرنا اور خرچ کرنا بلکہ محصول، چنگی اور فیس وغیرہ بھی وصول کرنا اور خرچ کرنا۔

پنچایتوں کے (شیڈولڈ علاقوں تک توسیع کے) ایکٹ مجریہ 1996 کی رو سے آٹھ ریاستوں یعنی آندھرا پردیش، بہار، گجرات، ہماچل پردیش، مہاراشٹر، مدھیہ پردیش، اڑیسہ اور راجستھان کے قبائلی علاقوں تک پنچایتوں کو وسعت دیدی گئی ہے۔ اس ایکٹ کا نفاذ 24 دسمبر 1996 کو ہوا تھا بہار کو چھوڑ کر 1996 کے ایکٹ 40 میں موجود تمام دفعات کو بروئے کار لانے

کے لئے بہار کو چھوڑ کر باقی تمام ریاستوں نے قانون وضع کئے ہیں۔

آئین (73 ویں ترمیم) قانون گرام سبھا کو آئینی درجہ دیتا ہے۔ ہندستانی آئین کی دفعہ 243 (بی) کے مطابق، گرام سبھا سے مراد اس تنظیم سے ہے۔ جس میں گرام پنچایت علاقے کے کسی گاؤں سے متعلقہ رائے دہندگی فہرست میں درج شدہ شخص شامل ہوں۔ دفعہ 243 (اے) کے مطابق، گرام سبھا، ریاستی قانون کے ذریعہ دی گئی طاقتوں کا استعمال اور کاموں کے نمٹانے کا کام گاؤں سطح پر کرسکتی ہے۔ اس طرح 18 سال سے زیادہ عمر کے ہر گاؤں والے کو اپنا مستقبل متعین کرنے کا ایک پیدائشی اختیار ملا ہے۔ گرام سبھا وہ فورم ہے۔ جہاں غریبی لائن سے نیچے رہنے والے غریب بھی اپنی زندگی کو متاثر کرنے والے فیصلوں میں اشتراک کرسکتے ہیں۔

گرام پنچایتوں کے کاموں میں کھلا پن لانے، فائدوں کی کی یکساں تقسیم کو یقینی بنانے، کمیونٹی سرمایوں (جہاں ان کی ضرورت ہو) کو پیدا کرنے، سماجی میل جول بڑھانے میں گرام سبھا ایک اہم کردار نبھاتی ہے اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ گرام سبھا گاؤں میں کی جانے والی ترقیاتی کاموں کی اسکیم بنائے گی اور ان کی ترجیحات طے کرے گی۔ عورتیں، درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کی سرگرم حصہ داری کو بڑھائے گی۔ گرام پنچایت کے کاموں میں کھلے پن کو یقینی بنائے گی۔ گرام پنچایت کے حساب کتاب کی جانچ کرے گی۔ ریاستی حکومتوں اور مرکزی حکومت کی مختلف اسکیموں کے لئے استفادہ کرنے والوں کا انتخاب کرے گی، دیہی ترقی کے مختلف کاموں کی توثیق کرے گی اور گاؤں کے قدرتی وسائل کے منتظمہ پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے کام کرے گی۔

وزارت دیہی ترقی پنچایت ممبروں اور کارکنوں کی تربیت اور ان میں شعور بیدار کرنے کے لئے ریاستوں کو مالی امداد بھی مہیا کراتا ہے۔ وزارت پنچایتی راج سے متعلق تربیت اور شعور پیدا کرنے والے پروگرام چلانے کے لئے عوامی کاموں اور دیہی ٹکنالوجی کی ترقی کی کونسل کے ذریعہ غیر سرکاری تنظیموں کو مالی امداد فراہم کر رہا ہے۔ وزارت رضا کار تنظیموں/اداروں سے پنچایتی راج سے متعلق تحقیقاتی و تجزیاتی مطالعہ بھی کرواتا ہے۔

ریاستوں کے وزرا برائے پنچایت راج کی کانفرنس نئی دہلی میں 11 جولائی 2001 کو ہوئی، جس میں پنچایتوں کو اختیارات فراہم کرنے میں دھیمی رفتار کی وجوہ اور پنچایتی اداروں کو بلا تاخیر "سیلف گورنمنٹ" ادارے کے طور پر ابھارنے کے لیے کیے جانے والے اقدامات کے تعین کو یقینی بنائے جانے کے بارے میں غور کیا گیا۔ اتفاق رائے سے جو فیصلے لیے گئے اس میں شامل تھے پنچایتوں کے مقررہ مدت پر باقاعدہ چناؤ، آئین کے گیارہویں شیڈول میں دیئے گئے 29 موضوعات پر پنچایتوں کو مکمل اختیارات دینا، دسمبر 2001 تک ڈسٹرکٹ پلاننگ کمیٹیوں کی تشکیل اور پنچایت ایکٹ 1996 (شیڈولڈ علاقے تک وسعت) 31 مارچ 2002 تک پوری لاگو کرنا۔

سورن جینتی گرام سوا روزگار یوجنا

ایک جامع سوا روزگار یوجنا سورن جینتی گرام سوا روزگار یوجنا کے نام سے یکم اپریل 1999 کو شروع ہوئی۔

سورن جینتی گرام سوا روزگار یوجنا (ایس جی ایس وائی) دیہات کے غریب باشندوں کے لئے واحد خود روزگار پروگرام کی

حیثیت رکھتی ہے۔ اس پروگرام کو مربوط دیہی ترقی پروگرام (آئی آر ڈی پی) خود روزگار کے لئے دیہی نوجوانوں کی ٹریننگ (ٹی آر وائی ایس ایم) دیہی علاقوں میں عورتوں اور بچوں کی ترقی (ڈی ڈبلیو سی آر اے) دیہی دستکاروں کو بہتر اوزاروں کی فراہمی (ایس آئی ٹی آر اے) گنگا کلیان یوجنا (جی کے وائی) اور دس لاکھ کنویں بنانے کی اسکیم (ایم ڈبلو ایس) کی جگہ پر یکم اپریل 1999 کو نافذ کیا گیا تھا جن پر اب الگ سے عمل نہیں ہو رہا ہے۔ اس یوجنا کی تشکیل پہلے کی خود روزگار اسکیم کی تمام خامیوں اور خوبیوں کو سامنے رکھ کر کی گئی ہے۔

یوجنا کا مقصد دیہی غریبوں کی گھریلو آمدنی کو بڑھانے اور بنیادی سطح پر لوگوں کی مقامی ضرورتوں اور وسائل کو آسانی فراہم کرنا ہے۔ اس بازتشکیل کا مقصد زمین پر مبنی دیگر طریقوں سے چھوٹی صنعتوں کے فروغ کے ذریعہ متواتر آمدنی پیدا کر، پروگرام کو زیادہ موثر بنانا ہے۔

اس کا مقصد دیہی علاقوں میں بڑی تعداد میں چھوٹے کاروباری ادارے قائم کرنا ہے۔ اس یوجنا کے تحت جن لوگوں کو امداد دی جائے گی انہیں استفادہ کرنے والوں سے نہیں تعبیر کیا جائے گا بلکہ ''سوا روزگاری'' کا نام دیا جائے گا۔ ایس جی ایس وائی کا ایک خاص مقصد یہ ہے کہ اس پروگرام کے تحت امداد پانے والے ہر کنبہ کو تین سال میں غریبی کی سطح سے اوپر لایا جائے۔ چھوٹی صنعتوں کے قیام کے وقت مربوط (اجتماعی) اہمیت پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اس کے لئے لوگوں کی پیشہ وارانہ مہارت، وسائل اور بازار کی دستیابی کی بنیاد پر ہر ترقیاتی بلاک میں چار پانچ اہم سرگرمیوں کی پہچان کی گئی ہے۔ کلیدی سرگرمیوں کا چناؤ، ترقیاتی بلاک سطح پر پنچایت کمیٹیوں اور ضلعی سطح پر ضلعی دیہی ایجنسی رضلع کونسل کی تصدیق سے کیا جائے گا۔ یوجنا کی امداد کا بڑا حصہ سرگرمی گروپوں میں ہوگا۔ ہر کلیدی سرگرمی کے لئے یوجنا میں پراجیکٹ نظریہ اپنایا جائے گا۔ منتخب سرگرمیوں کے ضمن میں پراجکٹ رپورٹ بنائی جائے گی۔ سرگرمی گروپ کے لئے موجود اساس ساخت کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اور کمیوں کو پہچانا گیا ہے۔ ضلعی دیہی ترقیاتی ایجنسی (DRDA) کے ذریعہ اساسی ساخت فنڈ کو قائم رکھا گیا ہے۔ جس کا استعمال دیگر وسائل سے اضافی فنڈ بنانے کے لئے کیا جاسکتا ہے۔ اگلے 5 سالوں میں ہر ترقیاتی بلاک میں رہنے والے دیہی غریبوں میں سے 30 فی صد کو اس اسکیم کے دائرے میں لانے کی تجویز ہے۔ اس بات کا دھیان رکھا گیا ہے کہ پروگرام کی کوالٹی میں کمی لائے بغیر اکثر پنچایتوں کو اس دائرے میں لایا جائے۔ یہ پروگرام گروپ کے نظریے پر زور دیتی ہے۔ اس میں دیہی غریبوں کو خودکفیل گروپوں میں منظم کرنے اور ان کی صلاحیت کی تعمیر کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ ہر ایک امدادی خودکفیل گروپ عورتوں کو شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بلاک سطح پر کم سے کم آدھا گروپ پوری طرح عورتوں کا ہوگا۔ گروپ سرگرمی کو ترجیح دی جائے گی اور خودکفیل گروپوں کے لئے بتدریج زیادہ تر فنڈ کا انتظام کیا جائے گا۔ غریبی لائن کے نیچے کی مردم شماری میں نشاندہی کئے گئے خاندانوں کی فہرست کی گرام سبھا تصدیق کرے گی۔

ایس جی ایس وائی قرض اور سبسیڈی پر مبنی ہے۔ اس میں قرض کو زیادہ بڑے عنصر کی حیثیت حاصل ہے جب کہ سبسیڈی کو جزوی حیثیت حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ ایس جی ایس وائی، پروجیکٹوں کی منصوبہ بندی اور تیاری میں، سرگرمیوں کے حلقوں کی نشاندہی، بنیادی ڈھانچہ کی منصوبہ بندی، صلاحیت کی تخلیق اور انفرادی سوا روزگاری کو منتخب کرنے میں قرض دینے کی قبل کی سرگرمیوں اور قرض وصولی کے ساتھ قرض کے بعد کی سرگرمیوں میں بنکوں کی زیادہ حصہ داری کی اہتمام ہے۔ منصوبہ بند ترجیحی پروگراموں کے ذریعہ یہ ''یوجنا'' ہنرمندی کے فروغ پر زور دیتی ہے جنہیں قرض دیا گیا ہے ان کا جائزہ لے کے تربیت دی گئی

ہے۔ یہ یوجنا پہچانی گئی سرگرمیوں کے گروپوں کی ٹکنالوجی میں اصلاح کو یقینی بناتی ہے۔ یوجنا اپنے سوروزگاریوں کے ذریعہ بنائی گئی اشیاء کی مارکیٹنگ کو بڑھاوا دیتی ہے۔

ایس جی ایس وائی کے تحت پروجیکٹ کی لاگت کے 30 فیصد کے مساوی اور زیادہ سے زیادہ 7,500 امداد روپے دی جائے گی (ایس سی / ایس ٹی کے لئے 50 فیصد اور یا 10,000 روپے کی امداد ہوگی)۔ اپنی مدد آپ کرنے والے گروپ کے لئے 1.25 لاکھ روپے کی حد کے ساتھ پروجیکٹ کاسٹ کے 50 فیصد کے مساوی سبسیڈی ہوگی۔ یوجنا میں دیہی غریبوں کے کمزور طبقات پر زیادہ دھیان دیا گیا ہے۔ اسی طرح کم سے کم 50 فی صد درج فہرست ذات / درج فہرست قبائل 40 فیصد عورتیں اور تین فی صد معذوروں کو 'یوجنا' کا نشانہ مقرر کیا جائے گا۔ اس 'یوجنا' پر ضلع دیہی ترقیاتی ایجنسیوں کے ذریعہ پنچایت کمیٹیوں کے ذریعہ سے عمل درآمد کیا جائے گا۔ منصوبہ بندی، عمل درآمد اور نگرانی کے کام میں بنکوں اور دیگر مالی اداروں، پی۔آر۔آئی۔ غیر سرکاری تنظیموں کے ساتھ ساتھ ضلعوں کے تکنیکی اداروں کو شامل کیا جائے گا۔

ایس جی ایس وائی کے لئے فنڈ میں مرکز اور ریاستی حکومت کی حصہ داری کی شرح 75:25 کی ہوگی۔ ریاستوں کے لئے مختص کی جانے والی مرکزی رقم ریاستوں میں غریبی کی صورت حال کے تناظر میں تقسیم کی جائے گی۔ مگر سال کے دوران قوت جذب اور خصوصی ضروریات کو بھی نظرانداز نہ کیا جائے گا۔

سال 2000-2001 کے دوران 1084.60 کروڑ روپے خرچ کئے گئے اور 1,416.4 کروڑ روپے کے قرض تقسیم کئے گئے۔ کل 4.89 لاکھ خود امدادی گروپوں کی تشکیل کی گئی اور 9.78 لاکھ سوروزگاریوں کی امداد کی گئی۔ سال 2001-2002 کے لئے بجٹ 700 کروڑ روپے متعین کیا گیا ہے۔

ڈی آر ڈی اے کا نظم ونسق

انتظامی اخراجات کے متعلق مختلف پروگراموں میں یکسانیت نہ ہونے کی وجہ سے ایک نئی مرکزی کفالت کی اسکیم، ضلعی دیہی ترقیاتی ایجنسی (DRDA) یکم اپریل 1999 سے شروع کی گئی۔ اس اسکیم کا مقصد ضلعی دیہی ترقیاتی ایجنسیوں کے انتظامیہ کی لئے فنڈ کا طریقہ کار مرکز اور ریاستوں کے درمیان 75:25 کے تناسب کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ رواں سال میں ضلعی دیہی ترقیاتی ایجنسی کے لئے انتظامیہ میں 220 کروڑ کے بجٹ کا اہتمام کیا گیا ہے۔

روزگار یقین دہانی اسکیم

مختلف ریاستوں کے قحط سے متاثر ہونے والے علاقوں، ریگستانی علاقوں، قبائلی اور پہاڑی علاقوں میں تصحیح شدہ عوامی تقسیم نظام (RPDS) عمل پذیر تھا۔ اس میں واقع 257 اضلاع کے 1,778 پچھڑی پنچایت سمیتوں میں عمل درآمد کے لئے روزگار یقین دہانی اسکیم (ای اے ایس) 2 اکتوبر 1993 کو شروع کی گئی تھی۔ بعد میں یہ اسکیم مرحلہ وار ملک کی بقیہ پنچایت کمیٹیوں میں بھی لاگو کی گئی اور آخر کار 1997-1998 میں اسے ہمہ گیر کر ملک کی سبھی 5,448 دیہی پنچایت کمیٹیوں کو اس میں شامل کیا گیا۔ ملک کے تمام دیہی بلاکوں میں زیر عمل اس اسکیم کو یکم اپریل 1999 کو از سر نو مرتب کیا گیا تھا۔ جس کے نتیجے میں یہ تعین کی بنیاد پر واحد مزدوری روزگار پروگرام بن گیا ہے۔

اس اسکیم کا ابتدائی مقصد غریبی سطح سے نیچے رہنے والے غریبوں کو مزدوری روزگار کی شدید قلت کے دوران اضافی مزدوری روزگار مواقع کو فراہم کرنا ہے۔ اس کا مقصد طویل مدتی، اجتماعی، سماجی اور اقتصادی، اثاثے کو متواتر فروغ دینا ہے۔

یہ اسکیم ان سبھی دیہی غریبوں کے لئے ہے، جنھیں مزدوری روزگار کی ضرورت ہے۔ لیکن درج فہرست ذات/قبائل کے ممبروں کو اور خطرناک پیشوں سے نکالے گئے اطفال مزدوروں کے سرپرستوں کو ترجیح دی گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت وسائل کی تقسیم مرکزی اور ریاستی حکومتیں 75:25 کے تناسب میں کریں گی۔

سال 2000-1999 کے دوران اس اسکیم کے لئے مرکزی حکومت نے 1,736.42 کروڑ روپے مختص کئے تھے۔ 1,592.54 کروڑ روپے خرچ کر کے کل 2,786.17 لاکھ ڈیلی مزدوری روزگار پیدا ہوا ہے۔ سال 2001-2000 کے لئے مرکزی حکومت کا حصہ 1,300 کروڑ روپے ہے۔

جواہر گرام سمردھی یوجنا

جواہر گرام سمردھی یوجنا، پہلے کی جواہر روزگار یوجنا کی بازتشکیل، منظم اور جامع شکل ہے۔ پہلی اپریل 1999 کو شروع کی گئی اس 'یوجنا' کا مقصد غریبوں کے معیار زندگی کو بہتر بنانا ہے۔ اس 'یوجنا' کو دلی اور چنڈی گڑھ کو چھوڑ، سارے ملک میں سبھی گرام پنچایتوں میں لاگو کیا گیا ہے۔ 'یوجنا' کا خاص مقصد گاؤں میں روزگار کے مواقع بڑھانے کے لئے دیرپا اثاثوں کے ساتھ، مانگ پر مبنی دیہی اساسی ساخت کی تشکیل اور دیہی علاقوں میں غریب بے روزگار/نیم روزگار والے لوگ اس 'یوجنا' کے ہدف گروپ ہیں۔ سماج کے کمزور طبقات کو اس 'یوجنا' کے تحت خصوصی تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔

'یوجنا' میں خرچ کی جانے والی رقم 75:25 کے تناسب میں مرکز اور ریاستی حکومتیں تقسیم کریں گی۔ مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے معاملے میں سارے اخراجات مرکزی حکومت برداشت کرے گی۔ یوجنا کو پوری طرح گرام پنچایت سطح پر لاگو کیا گیا ہے۔ ضلعی دیہی ترقیاتی ایجنسیوں اور ضلعی کونسلیں سیدھے گرام پنچایتوں کو رقم دیں گی، جس میں ریاست کا بھی حصہ شامل ہوگا۔ گرام سبھا کی منظوری سے سالانہ عمل منصوبہ تیار کرنے اور اسے لاگو کرنے کا پورا اختیار گرام پنچایت کو ہے۔

یوجنا کا 22.5 فی صد فنڈ درج فہرست ذات/قبائل کی الگ فائدہ اٹھانے والی اسکیموں کے لئے متعین کیا گیا ہے۔ سالانہ مختص رقم کا 3 فی صد معذوروں کے لئے بندش سے آزاد بنیادی ڈھانچہ تیار کرنے پر خرچ کیا جائے گا۔ یوجنا کے تحت مزدوری ریاستی حکومتیں طے کریں گی۔ گرام پنچایتوں کو گرام سبھا کی منظوری سے 50 ہزار روپے تک کی تعمیر کے کاموں کے لئے منصوبوں کے لئے اختیار حاصل ہوگا۔ گرام سبھا کی منظوری کے بعد 50 ہزار روپے سے زیادہ کے کاموں کے لئے گرام پنچایت متعلقہ افسران کی تکنیکی/انتظامی منظوری حاصل کرے گی۔ گرام پنچایتوں کو سال میں انتظامی اخراجات رہنمائی اخراجات اور تکنیکی صلاح لینے کے لئے 7,500 روپے یا فنڈ کا 7.5 فی صد تک، جو بھی کم ہو خرچ کرنے کی اجازت ہے۔ اثاثوں کے رکھ رکھاؤ پر 15 فی صد تک رقم خرچ کی جاسکتی ہے۔ گرام پنچایتوں کو آبادی کی بنیاد پر فنڈ کو بغیر کسی حد کے خرچ کیا جاسکتا ہے۔ جامع رہنمائی، ارتباط، نگرانی، معائنہ اور وقت وقت پر رپورٹ دینے کے لئے ضلع دیہی ترقیاتی ایجنسیاں/ضلعی کونسلیں انٹرمیٹ پنچایتیں ذمہ دار ہوں گی۔ سال 2001-2000 کے لئے مرکز نے 'یوجنا' کے لئے 1,510 کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے۔ اس میں 1,384.86

کروڑ روپے کی رقم ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو جاری کی گئی۔

قومی سماجی امدادی پروگرام

قومی سماجی امدادی پروگرام NSAP کا آغاز 15 اگست 1995 کو ہوا، یہ مرکزی کفالت کا پروگرام ہے۔ 2002-2001 کے بجٹ میں اس پروگرام کے لئے 635 کروڑ روپے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس پروگرام کے تین اجزاء تھے۔ قومی ضعیف العمر پینشن اسکیم (NOAPS)، قومی فیملی بہبود اسکیم (NFBS) اور قومی اسکیم برائے بہبود زچگی (NMBS) یہ سبھی اسکیمیں ضعیفی، خاندان کے کمانے والے ممبر کی موت اور زچگی کے دوران سماجی تحفظ فراہم کرتی ہیں۔ تاہم قومی اسکیم برائے بہبود زچگی (NMBS) وزارت صحت و خاندانی بہبود کو یکم اپریل 2001 سے منتقل کردی گئی۔ (i) بڑھاپے کی قومی پنشن اسکیم (این او اے پی ایس) اس کے تحت ان افراد کے لئے 75 روپے ماہانہ مرکزی امداد دستیاب ہے جو 65 سال یا اس سے زیادہ عمر کے اور بے سہارا ہیں۔ تقریباً 50,54,299 افراد کو سال 2001-2000 کے دوران اس پروگرام کے دائرے میں لایا گیا۔ (ii) قومی فیملی بینیفٹ اسکیم (این ایف بی ایس) کے تحت کنبہ کے کمانے والے شخص کی موت ہونے پر خط غریبی سے نیچے زندگی گزارنے والے کنبہ کو مرکزی حکومت کی جانب سے یک مشت مالی امداد دی جاتی ہے۔ امداد کی رقم 10,000 روپے ہے۔ کمانے والے شخص کی عمر 18 سال سے زیادہ اور 65 سال سے کم ہونی چاہئے۔ تقریباً 1,86,918 کنبوں کو سال 2001-2000 کے دوران اس پروگرام کے دائرے میں لایا گیا۔ اور (iii) قومی میٹرنٹی بینیفٹ اسکیم (این ایم بی ایس) کے تحت خط غریبی سے نیچے زندگی گزارنے والے کنبوں کی حاملہ خاتون کے لئے پہلی دو زندہ ولادتوں تک مرکزی امداد دستیاب ہے۔ حاملہ خواتین کا 19 سال یا اس سے زیادہ عمر کا ہونا ضروری ہے۔

ولادت سے کئی ہفتہ قبل 500 روپے کی یک مشت نقد امداد دی جاتی ہے۔ تاخیر کی صورت میں ولادت کے بعد بھی یہ امداد دی جاسکتی ہے۔ سال 2001-2000 کے دوران اس پروگرام سے 12,92,181 خواتین مستفید ہوئیں تقریباً 12,92,181 خاندانوں کو سال 2001-2000 کے دوران اس پروگرام کے دائرے میں لایا گیا۔

انا پورنا اسکیم

وہ سینئر شہری (65 سال یا زیادہ عمر کے) جو مجاز ہونے کے باوجود قومی بڑھاپا پنشن اسکیم میں شامل نہیں کئے جاسکے کو غذا کا تحفظ فراہم کرنے کے لئے یکم اپریل 2000 کو انا پورنا اسکیم شروع کی گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت ہر فائدہ اٹھانے والے کو ہر ماہ 10 کلو اناج مفت میں دیا جاتا ہے۔ سال 2001-2000 کے دوران اس اسکیم کے لئے 99.91 کروڑ کا بجٹ 32 ریاستوں/ مرکزی علاقوں کے لیے جاری کیا گیا۔ سال 2002-2001 کے دوران اس اسکیم کے لیے 100 کروڑ (عارضی) کے بجٹ کا اہتمام کیا گیا ہے۔

تربیت

مختلف دیہی ترقیاتی پروگرام کو نافذ کرنے کے لیے باصلاحیت اور متحرک و فعال سرکاری اور غیر سرکاری افسران کی ضرورت ہوتی ہے یہ کام بہت چیلنج سے بھرپور ہوتا ہے۔ پنچایتی راج اداروں کو بااختیار بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ان کے منتخب نمائندوں کو ان کے اختیارات کا علم ہو، تاکہ وہ آئینی ذمہ داریوں کو مہارت کے ساتھ بہتر ڈھنگ سے نبھاسکیں۔ اس مقصد کے حصول کے

لیے قومی سطح پر قومی دیہی ترقیاتی اداروں کو قائم کیا گیا اور ریاستی سطح پر بھی 28 ریاستی دیہی ترقیاتی ادارے اور 88 توسیعی تربیتی مرکز ضلعی/ ذیلی علاقائی سطح پر کھولے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان تربیتی اور تحقیقاتی اداروں کو جو دیہی ترقیاتی پروگرام سے متعلق موضوعات سے جڑے ہیں، دیہی ترقیاتی وزارت ان اداروں کے لیے فنڈ فراہم کرتی ہے۔

عوامی اقدام اور دیہی ٹکنالوجی فروغ کی کونسل

دیہی ترقی میں رضا کارانہ تعاون کی حوصلہ افزائی اور فروغ اور دیہی خوش حالی میں اضافہ کے لئے جدید ٹکنالوجیوں کے استعمال کے لئے حکومت ہند نے ستمبر 1986 میں عوامی اقدام اور دیہی ٹکنالوجی کے فروغ کی کونسل (سی اے پی اے آرٹی) قائم کی تھی۔ یہ کونسل محکمہ دیہی ترقی کے تحت ایک رجسٹرڈ سوسائٹی ہے جس میں دو خود مختار اداروں پیپلز ایکشن برائے ڈولپمنٹ انڈیا (پی اے ڈی آئی) اور کونسل برائے فروغ دیہی ٹکنالوجی (سی اے آرٹی) کو ضم کر دیا گیا ہے۔

سی اے پی اے آرٹی نے 9 علاقائی کمیٹیاں رعلاقائی مراکز، جے پور، احمد آباد، بھوبنیشور، پٹنہ، چنڈی گڑھ، حیدرآباد، گوہاٹی اور دھارواڑ میں قائم کی ہیں۔ علاقائی کمیٹیوں کو اپنے اپنے علاقوں میں 20 لاکھ روپے تک کے پروجیکٹوں کو منظوری دے کر انہیں رضا کار ایجنسیوں سے مکمل کرانے کا اختیار دیا گیا ہے۔ آغاز سے اپریل 2001 تک اس نے 570 کروڑ کے 19,600 پروجیکٹوں کو منظوری دی ہے۔

بنجر زمین کی ترقی کا مربوط پروگرام

مربوط ویسٹ لینڈس ترقیاتی پروجیکٹ پر 90-1989 سے عمل ہو رہا ہے۔ یکم اپریل 1995 سے واٹرشیڈ ترقی کے نئے رہنما اصولوں کے مطابق اس اسکیم پر عمل ہو رہا ہے۔ اس اسکیم سے دیہی علاقوں میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور بنجر زمین کی ترقی کے پروگراموں میں عوامی تعاون کے حصول میں بھی مدد ملتی ہے۔ یہ مکمل طور پر مرکزی کفالت کی اسکیم ہے۔ اس پروگرام سے بنجر زمین کے ترقیاتی پروگراموں میں لوگوں کی حصہ داری بڑھانے کے ساتھ ساتھ دیہی علاقوں میں روزگار پیدا کرنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

اس پروگرام کا اہم مقصد دیہی رخورد فاصل آب منصوبوں پر مبنی متحدہ بنجر زمین کی ترقی کا نفاذ کرنا ہے۔ زمین کی صلاحیت، جگہ کی حالت یا مقامی ضرورتوں کو دھیان میں رکھ کر حصہ داران منصوبوں کو بناتے ہیں۔

مارچ 2001 تک 28 ریاستوں میں مربوط واٹرشیڈ ترقیاتی پروجیکٹوں کو نافذ کیا گیا۔ ان پروجیکٹوں پر 1,49,654 کروڑ روپے خرچ ہوں گے اور پروجیکٹوں کا مجموعی رقبہ 34.05 لاکھ ہیکٹر کے کل پروجیکٹ سیکٹر میں یہ پروگرام اصلاح کے مختلف مرحلوں میں تھا۔ ان میں سے یکم اپریل کے پہلے کے پراجیکٹ تقریباً پورے ہو چکے ہیں۔ اسی طرح کل 29 لاکھ ہیکٹر علاقے پر لاگو پروجیکٹ عام رہنما اصولوں کے تحت عمل پذیر ہو رہے ہیں۔

سرمایہ کاری فروغ اسکیم

غیر جنگلاتی بنجر زمینوں کی ترقی کے لئے وسائل مہیا کرنے میں کارپوریٹ ادارے اور مالی اداروں کی حصہ داری کو بڑھاوا

دینے کے لئے 95-1994 میں سرمایہ کاری کے فروغ رافزائش کی اسکیم شروع کی گئی تھی۔ اس اسکیم کا خاص مقصد (i) مرکزی اور ریاستی حکومتوں، پنچایتوں، دیہی جماعتوں اور نجی کسانوں سے متعلق غیر جنگلاتی علاقوں کی بنجر زمینوں کی ترقی کے لئے مالی اداروں، بینکوں، کارپوریٹ باڈیز، اور لوگوں سے وسائل کو مہیا کرانے رلبھانے رچینل بنانے رمتحرک کرنے اور (ii) مختلف طرح کی صنعتوں اور باغبانی رکاروباری شجرکاری میں خام مال کے طور پر استعمال زرعی جنگل بانی، پیداوار سمیت اضافی حیاتیاتی کیت کی پیداوار اور فراہمی کو مہیا کرانا ہے۔

اس اسکیم کے تحت عام کٹگری (افراد رگروپ) کے لئے مرکزی پروموشنل گرانٹ رسبسڈی 25 لاکھ روپے یا زراعت پر مبنی ترقیاتی سرگرمیوں کا منصوبہ لاگت کے 25 فی صد سے کم نہ ہو، تک محدود ہے۔ چھوٹے کسانوں کے لئے سبسڈی کی حد 30 فی صد ہے اور حاشیائی کسانوں، درج فہرست ذات رقبائلی کسانوں کے لئے اس زراعت پر مبنی ترقیاتی سرگرمیوں کے منصوبہ کی لاگت کا 50 فی صد ہے۔

سال 1998 میں تصحیح شدہ اسکیم میں بشمول درج فہرست ذات رقبائل حاشیائی کسانوں سے متعلق بے کار زمینوں کی ترقی پر زور دیا گیا ہے۔ 2001-2000 تک 26 پراجیکٹ کو منظوری دی گئی ہے۔ جن میں 893.08 ہیکٹر بنجر زمین اور 67.316 لاکھ روپے کی سبسڈی شامل ہے۔

ٹکنالوجی کی ترقی، وسعت اور تربیتی اسکیم

سال 94-1993 میں بنجر زمین کی بہتری کے ذریعہ خوراک، لکڑی ایندھن اور چارہ وغیرہ کے متواتر پیداوار کے لئے مناسب ٹکنالوجی کے فروغ کے لئے ایک مرکزی ہیکٹر اسکیم ٹکنالوجی ترقی، وسعت اور تربیت کی اسکیم جاری کی گئی۔

اس اسکیم کے اہم مقاصد میں شامل ہیں (ا) بنجر زمین کے لئے ایک ڈاٹا بیس کا فروغ (ب) مختلف درجات کی بنجر زمین کے لئے مناسب، کفایتی اور توثیق شدہ ٹکنالوجی پر عمل درآمد (ج) بنجر زمین ترقی کی افزائش کے لئے تحقیقاتی نتیجوں اور مناسب ٹکنالوجی کا پھیلاؤ۔

اس اسکیم کو ہندوستانی زرعی تحقیقاتی کونسل، جن کے پاس کافی اداری ڈھانچہ اور تنظیمی تائید ہو، کے ذریعہ لاگو کیا جارہا ہے۔ مارچ 2001 کے آخر تک کل 104 منظور شدہ پروجکٹوں میں 33 منصوبے مکمل ہو گئے ہیں یا انھیں بند کر دیا گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یکم اپریل 2001 تک صرف 71 پراجیکٹ جاری تھے۔

اس اسکیم کے تحت حکومت، نجی اداروں سمیت یونیورسٹیوں، پنچایتوں وغیرہ کی ملکیت والی بنجر زمینوں پر پروجیکٹوں کو لاگو کرنے کے لئے 100 فی صد مرکزی گرانٹ دیتی ہے۔ نجی کسانوں رکارپوریٹ جماعتوں کے بنجر زمین پر لاگو پروجکٹوں کے معاملے میں پروجیکٹ لاگت کو 60:40 کے تناسب میں محکمہ زمینی وسائل اور استفادہ کرنے والوں میں تقسیم کرنا ضروری ہوتا ہے۔

خشک سالی سے ممکنہ متاثر علاقوں کا پروگرام

خشک سالی سے متاثر ہوسکنے والے علاقوں کا پروگرام (ڈی پی اے پی) 1973 میں شروع کیا گیا تھا۔ اس پروگرام کے مقاصد حسب ذیل ہیں: (i) فصل اور مویشیوں کی پیداوار پر اور زمین کی پیداوار پر خشک سالی کے خراب اثرات کی روک تھام (ii) زمین پانی اور دیگر قدرتی وسائل کی حفاظت اور ترقی تاکہ بشمول بارش، ماحولیاتی توازن باقی رکھا جاسکے۔ اور (iii) پروگرام کے علاقوں میں رہنے والے وسائل کی کمیوں کے شکار اور مستفید نہ ہونے والے لوگوں کی اقتصادی اور سماجی حالت کو بہتر بنانا۔ اور مکمل اقتصادی ترقی کی افزائش کرنا۔

ان مقاصد کو زمین کی ترقی، آبی وسائل کی ترقی، جنگلی بانی رچارہ گاہ ترقی کے لئے فاصل آب پہل کے ذریعہ ترقیاتی کاموں پر عمل درآمد کے ذریعہ حاصل کئے جارہے ہیں۔ موجودہ طور پر اس پروگرام میں 16 ریاستوں میں 180 اضلاع کے 961 بلاک شامل ہیں۔ سال 1996-1995 تک مختلف پروگراموں کے تحت ریاستوں میں 11,738 فاصل آب پراجیکٹوں کو منظور کیا گیا ہے۔ ان میں 3,126 پراجیکٹوں کے لیے کل پروجیکٹ لاگت جاری کردی گئی ہے اور باقی 8,612 پر نفاذ مختلف مراحل میں ہے۔ 11,738 پراجیکٹوں کے ذریعے 38.7 ہیکٹر زمین کے لیے پانی فراہم کیا جارہا ہے۔

ریگستان کی ترقی کا پروگرام

ریگستان کی ترقی کا پروگرام (ڈی ڈی پی) 1978-1977 میں شروع کیا گیا تھا۔ یہ پروگرام راجستھان گجرات اور ہریانہ کے گرم صحرائی علاقوں اور جموں وکشمیر اور ہماچل پردیش کے سرد صحرائی علاقوں، دونوں کے لئے ہے۔ 96-1995 سے آندھرا پردیش اور کرناٹک کے کچھ مزید اضلاع کو بھی اس پروگرام میں شامل کرلیا گیا ہے۔ پروگرام کا مقصد ماحولیاتی توازن کو قدرتی وسائل جیسے پانی، زمین اور نباتات علاقوں کا استحصال، تحفظ اور ترقی کے ذریعہ محفوظ رکھنا اور زمین کی زرخیزی ر پیداوار کو بڑھانا ہے۔ موجودہ طور پر سات ریاستوں کے 40 اضلاع کے 232 بلاکوں میں فاصل آب پراجکٹ چل رہا ہے۔ سال 1996-1995 میں 5,333 فاصل آب کے تحت ریاستوں کے مختلف پروگراموں کو منظوری دی گئی ہے۔ ان میں سے 712 پراجیکٹوں کی لاگت رقم جاری کردی گئی ہے۔ 4,631 پراجیکٹ لاگو ہونے کے مختلف مراحل میں ہیں۔ ان 5,333 پراجیکٹوں کے ذریعے 26.8 لاکھ ہیکٹر زمین کو فائدہ پہنچنے کا امکان ہے۔

زمینی اصلاحات

آزادی کے بعد سے اپنائی گئی زمین اصلاحات کا مقصد مساواتی سماجی ڈھانچے کے نظام کے لئے زراعتی روابط کی از سر نو تشکیل، زمینی روابط میں استحصال کا خاتمہ، اصل کاشتکاروں کو زمین کی ملکیت فراہم کرنے کا صدیوں پرانا ہدف حاصل کرنا، دیہی غریبوں کی زمینی اساس کو وسعت فراہم کرنا، زرعی پیداوار بڑھانا اور زرعی نظام کو متنوع بنانا ہے۔

زمینی اصلاحات کی حکمت عملی کے اہم جز زمین داری نظام اور بچو لیے پیٹے داری کو ختم کرنا، کاشتکاری لگان داری یا اسامی اصلاح، زرعی زمین کی ملکیت کی حد بندی کا تعین، زرعی زمین کو استوار کرنا، بے زمین و دیہی غریبوں کے بشمول، بھودان، سرکاری بنجر زمین کی تقسیم، زمینی ریکارڈ کے انتظام کی جدید کاری اور تکمیل، نظرانداز کی ہوئی قبائلی زمین کی بحالی اور انتقال اراضی کو روکنے

کے لئے خصوصی اقدامات اٹھانا، زمین تک وسیع رسائی کے لئے عورتوں کو بااختیار بنانا، جنسی بنیاد پر امتیاز ختم کرنا ہے۔

ابتدا سے ستمبر 2000 تک ملک میں 73.49 لاکھ ایکٹر زمین زائد (فاضل) بتائی گئی تھی، جس میں 64.84 لاکھ ایکٹر زمین کو تحویل میں لیا گیا اور 52.99 لاکھ ہیکٹر زمین کو 55.10 مستفید لوگوں میں تقسیم کیا گیا، جن میں سے درج فہرست ذات کے متعلق 36 فی صد لوگ اور 15 فی صد درج فہرست قبائلی تھے۔

ابھی تک 147.47 لاکھ ایکٹر سرکاری بنجر، بے زمین دیہی غریبوں میں تقسیم کی جا چکی ہے۔ ملک کی کئی ریاستوں میں کاشت کاروں کو ملکیت کے حقوق فراہم کرنے یا کاشت کاروں کے ذریعہ معاوضہ بھرنے پر ملکیت حقوق کو حاصل کرنے سے متعلق قانونی اہتمام کئے گئے ہیں۔ اب تک 156.30 لاکھ ایکٹر رقبے پر 124.22 لاکھ کاشتکاروں کے حقوق کو یقینی بنایا گیا ہے۔

کئی ریاستوں سے حاصل رپورٹوں کے مطابق، اب تک 3.75 لاکھ قبائلی زمین کے نظرانداز کئے جانے کے معاملے رجسٹرڈ کئے گئے ہیں۔ جو 8.55 ایکٹر رقبے سے متعلق ہے، ان میں سے 1.62 لاکھ معاملے قبائلیوں کے حق میں سلجھائے گئے ہیں اور یہ معاملے کل 4.47 ایکٹر زمین سے متعلق ہیں۔ سال 1989-1988 میں زمین کے ریکارڈوں کے کمپیوٹرائزیشن کے لئے ایک مرکزی کفالت شدہ اسکیم شروع کی گئی تھی۔ موجودہ طور پر یہ اسکیم ملک کے 544 اضلاع میں لاگو کی گئی ہے۔ کئی ریاستوں میں استعمال کنندہ اور عوام کے لئے حقوق کے ریکارڈوں کی کمپیوٹرائزڈ کاپیاں مہیا کرائی گئی ہیں۔ 7 دسمبر 2000 تک 1,857 تحصیلوں رتعلقوں میں یہ اسکیم لاگو کی گئی۔

نگرانی اور جائزہ

وزارت ہذا مختلف ریاستوں میں چلائے جارہے دیہی اساسی ڈھانچے کی ترقی کے پروگراموں کی عام طور پر اور غریبی ہٹانے اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے والے پروگراموں کو بالخصوص نگرانی رکھنے اور ان کے جائزے کو بہت اہمیت دیتی ہے۔ نگرانی اور جائزے کے جامع نظام میں مرکز اور ریاستی حکومتوں، دونوں کے افسران کے ذریعہ پیش رفت رپورٹ، مالیاتی کوائف، آڈٹ رپورٹ، زوروار نگرانی وغیرہ کے مختلف نظام شامل ہیں۔ وزارت کے منتخب پروگرام کے تیز تر جائزے کا نظام بھی شروع کیا ہے۔ دیہی ترقیاتی وزارت نے ایک ویب سائٹ www.rural.nic.in بھی اپنے پروگراموں کی تفصیلی معلومات کے لئے بنا رکھا ہے۔ پروگراموں کے نفوذ کی نگرانی کے لئے ریاست نے ضلع ربلاک سطحوں پر چوکسی اور مانیٹرنگ کمیٹیاں جموں وکشمیر اور کرناٹک کو چھوڑ کر سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں تشکیل دی ہیں۔

پروگراموں کے نفاذ کی نگرانی کے لیے ریاست/ضلع/ بلاک سطح پر نگہداری اور آگاہی کمیٹیاں جموں وکشمیر اور کرناٹک کو چھوڑ کر سبھی ریاستوں/مرکز کے زیرِ انتظام علاقوں میں تشکیل کی گئیں۔ ان دونوں ریاستوں نے اس طرح کے کاموں کے نمٹانے کے لیے اپنی کمیٹی تشکیل کی ہے۔

18۔ خوراک اور رسد عامہ

غذا و عوامی تقسیم کے محکمے پر ملک کی خوراک کی معیشت کے بندوبست کی ذمہ داری ہے۔اس وزارت کے ذریعہ اناج کی وصولی، اناج کا ذخیرہ کرنا و اس کا رکھ رکھاؤ، اسٹوریج، نقل و حمل اور تقسیم ایجنسیوں کو اناجوں کی سپردگی جیسے کئی کام کئے جاتے ہیں۔ وزارت اناجوں کی پیداوار، ذخیرے اور قیمت پر گہری نظر رکھتی ہے اور ملک کے مختلف حصوں میں مناسب قیمت پر ان کی دستیابی کو یقینی بناتی ہے۔

اناج کی پیداوار

1991-92 سے 2000-2001 (12 اپریل 2001 تک) اناجوں کی پیداوار جدول 18.1 میں دکھائی گئی ہے۔

جدول 18.1 اناجوں کی پیداوار

(لاکھ ٹن میں)

فصل	1991-92	1992-93	1993-94	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000	2000-01
چاول	746.8	728.6	803.0	818.1	769.8	817.3	825.4	860.0	894.8	855.0
گیہوں	556.9	572.1	598.4	657.7	621.0	693.5	663.5	712.9	755.7	685.5
موٹا اناج	259.9	365.9	308.2	298.8	290.3	341.1	304.0	313.3	304.7	303.6
دالیں	120.2	128.2	133.0	140.4	123.1	142.5	129.7	149.1	133.5	117.2
کل	1,683.8	1,794.8	1,842.6	1,915.0	1,804.2	1,994.4	1,922.6	2,036.1	2,088.7	1,961.3

اناجوں کی خرید

معاون قیمت (Support price) پر اناجوں کی خرید سے زرعی پیداوار کی قیمتوں میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔اس سے دو مقاصد پورے ہوتے ہیں۔اول، تو کسانوں کو ان کی پیداوار کی منافع بخش قیمت ملتی ہے اور دوسرے، اناجوں کا زیادہ سے زیادہ ذخیرہ بنتا ہے۔جدول 18.2 میں چاول اور گیہوں جیسی مخصوص فصلوں کی 1991-1992 کے مارکٹنگ موسم سے اب تک کی خرید کی مقدار کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

جدول18.2 اناجوں کی خرید

(لاکھ ٹن میں)

فصل	1991-92	1993-93	1993-94	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	99-2000	2000-21	2001-02
چاول[1]	102.55	130.53	142.61	137.05	100.45	129.60	155.86	125.90	182.06	191.03	63.89[3]
گیہوں[2]	77.53	63.80	128.35	118.69	123.27	81.57	92.98	126.52	141.44	163.56	206.14

1- مارکیٹنگ سیزن: اکتوبر۔ستمبر

2- مارکیٹنگ سیزن اپریل۔مارچ

3- 2 مئی2000 تک (صرف مرکزی پول)

بفراسٹاک (محفوظ ذخیرے)

اناج کے بفراسٹاک رکھنے کی پالیسی کے مطابق ۔مرکزی پول میں سال کی مختلف تاریخوں کو کم سے کم اسٹاک مندرجہ ذیل ہونے چاہئیں۔

(لاکھ ٹن میں)

تاریخ	گیہوں	چاول	کل
یکم اپریل	40	118	158
یکم جولائی	143	100	243
یکم اکتوبر	116	65	181
یکم جنوری	84	84	168

اسٹاک پوزیشن

31 مارچ 2001 کو سرکاری ایجنسیوں کے پاس اسٹاک رکھنے کی پالیسی مرکزی پول میں 44.95لاکھ ٹن اناج تھا(عارضی)، جب کہ گزشتہ سال اسی مدت289.06 میں(عارضی) لاکھ ٹن اناج کا اسٹاک تھا۔

تقسیم

سال 2001کے دوران مناسب قیمت کی دکانوں کے ذریعہ تقسیم اور فلاحی روزگار پروگراموں کے لئے مختلف ریاستوں/یونین علاقوں نے مرکزی پول سے تقریباً179.467لاکھ ٹن اناج حاصل کیا، جب کہ 2000-1999 کے دوران 230.531لاکھ ٹن اناج حاصل کیا گیا تھا۔اپریل2000 سے مارچ2001 تک کا نشانہ،عوامی تقسیم کے تحت کل اجناس(چاول گیہوں) کی مقدار قریب114.78 لاکھ ٹن تھی۔اس میں38.44لاکھ ٹن گیہوں اور76.34لاکھ ٹن چاول تھا۔

درآمد برآمد

سرکار نے 2000-2001 کے دوران STC، MMTC، PEC وغیرہ کے ذریعے 22.98 لاکھ میٹرک ٹن گیہوں درآمد کیا۔ 2000-2001 کے دوران اناج (گیہوں اور چاول) برآمد نہیں ہوا۔ مختلف پارٹیوں نے چاول کی برآمد کے لیے 59,096 میٹرک ٹن کی مقدار اٹھائی۔

انتیودیہ انّ یوجنا (AAY)

نہایت غریب لوگوں کے لیے حکومت نے انیتودیہ انّ یوجنا (AAY) کی شروعات کی ہے۔ وزیر اعظم نے 25 دسمبر 2000 کو اس کا اعلان کیا۔ اس یوجنا کے تحت ہر ایک مجاز خاندانوں کو 25 کلوگرام اناج نہایت کم قیمت پر دو روپے فی کلوگرام گیہوں اور 3 روپے فی کلو چاول فراہم کرایا جاتا ہے۔ ملک میں ایک کروڑ انیتودیہ خاندان ہیں۔ ان خاندانوں کی پہچان ریاست اور مرکز کے زیر انتظام علاقے غریبی لائن کے نیچے رہنے والے خاندانوں میں سے کرتے ہیں۔

اپریل سے ستمبر 2001 کے دوران 6.52 لاکھ ٹن اناج کی تقسیم میں سے ریاستوں/ مرکز کے زیر انتظام علاقوں نے 4.9 لاکھ ٹن اناج اٹھایا۔ اس طرح اٹھائے جانے والے اناج کا فی صد 75.16 رہا۔

کام کے بدلے اناج پروگرام

وزارت دیہی ترقی نے جنوری 2001 میں خشک سالی سے متاثرہ ریاستوں کے دیہی علاقوں میں " کام کے بدلے اناج پروگرام" شروع کیا ہے۔ یہ پروگرام روزگار گارنٹی اسکیم کے تحت شروع کیا گیا ہے۔ بعد میں اس اسکیم کی توسیع کر کے اسے کیرل اور بہار کے سیلاب/ بھاری بارش سے متاثرہ علاقوں میں بھی لاگو کیا گیا۔ اس پروگرام کے تحت اضافی وسائل کے طور پر اناج (گیہوں اور چاول) کے مفت بانٹنے کا بندوبست ہے۔ اب تک اس پروگرام کے تحت دس ریاستوں کو 27.42 لاکھ ٹن اناج (16.28 لاکھ ٹن چاول اور 11.14 لاکھ ٹن گیہوں) تقسیم کیا جا چکا ہے۔

سمپورن گرامین روزگار یوجنا

مرکزی کفالت میں سمپورن گرامین روزگار یوجنا 25 ستمبر 2001 کو شروع کی گئی۔ سمپورن گرامین یوجنا کے تحت سبھی روزگار اسکیموں کو ضم کر دیا جائے گا۔ سمپورن گرامین یوجنا کے تحت تقریباً 5 ہزار کروڑ قیمت کا تقریباً 50 لاکھ ٹن اناج ہر سال ریاستوں/ مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو مفت مہیا کرایا جائے گا۔ 5 ہزار کروڑ روپے کی اضافی رقم کا استعمال روزگار اسکیموں کے سلسلے میں ضروری اور مال خریدنے کے طور پر کیا جائے گا۔ اس اسکیم کے تحت ہر سال تقریباً 100 کروڑ افرادی دن روزگار کی تخلیق کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اسکیم کے تحت دیہی بے روزگار مزدوروں کے لیے فی افرادی دن 5 کلوگرام اناج دیا جائے گا۔ مزدوری کا باقی حصہ نقد دیا جائے گا۔

دوپہر کے کھانے کی اسکیم

دوپہر کے کھانے کی اسکیم 15 اگست 1995 سے وزارت فروغ انسانی وسائل کے محکمہ تعلیم کے ذریعہ شروع کی گئی۔ یہ اسکیم روزگار ضمانت اسکیم/ پہلے کے ترمیم شدہ عوامی نظام تقسیم کے 2,368 بلاکوں کے پرائمری اسکولوں کے طالب علموں کی فلاح کے لئے چلائی گئی اسکیم کے تحت ہندوستانی اناج کارپوریشن ریاستوں/ یونین علاقوں کو مفت اناج (گیہوں اور چاول) مہیا کراتا

ہے۔ لیکن اسکیم کے تحت دی جانے والی اجناس کی اقتصادی لاگت، کارپوریشن وزارت ترقی انسانی وسائل کے محکمہ تعلیم سے وصول کرتا ہے۔ 97-1996 میں عورتوں کو، نیچی شرح خواندگی والے دوسرے سبھی بلاکوں کو (2,005 بلاک) اور 98-1997 میں سبھی پرائمری اسکولوں (828 بلاکوں میں) و تقریباً 3,000 نگر پالیکاؤں کو بھی اس اسکیم کے دائرے میں لایا گیا۔ 2001-2000 کے دوران ریاستوں ریونین علاقوں کو 8.23 لاکھ ٹن گیہوں اور 16.57 لاکھ ٹن چاول مختص کیا گیا ہے۔ جس میں سے 4.014 لاکھ میٹرک ٹن گیہوں اور 11.179 لاکھ ٹن چاول اٹھایا گیا۔ سال 2002-2001 کے دوران 30 ستمبر 2001 تک 7 لاکھ ٹن اناج اٹھایا گیا، جب کہ اس مدت کے لیے 28.83 لاکھ ٹن اناج مختص کیا گیا ہے۔

مربوط فروغ اطفال اسکیم / گیہوں پر مبنی تغذئی پروگرام

اس اسکیم کے تحت مختص اناج کا استعمال ریاست اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں مربوط فروغ اطفال اسکیم (ICDS) کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس کے تحت 6 سال سے کم عمر کے بچوں اور حاملہ / زچہ (دودھ پلانے والی مائیں) کو تغذیاتی توانائی والی خوراک فراہم کرائی جاتی ہے۔ غذا اور عوامی تقسیم کا محکمہ اس سلسلے میں فروغ خواتین اور اطفال کے نوڈل محکمہ کی گذارش پر اناج کا تعین کرتا ہے۔ یکم نومبر 2000 سے ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو اس اناج کی فراہمی خط غریبی سے نیچے رہنے والے خاندانوں کو (BPL) شرح پر اسکیم کے تحت امداد فراہم کی جاتی ہے۔ سال 2002-2001 کے دوران 3.5 لاکھ ٹن اناج (2.50 لاکھ ٹن گیہوں اور ایک لاکھ ٹن چاول) کا تعین ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے لیے کیا گیا۔

درج فہرست ذات / قبائل / دیگر پچھڑے طبقات کے ہوسٹلوں میں اناج کی فراہمی

اکتوبر 1994 میں شروع کی گئی اسکیم کے نفاذ اور نگرانی کے لیے وزارت برائے انصاف اور تفویض اختیارات کو نوڈل وزارت بنایا گیا ہے۔ کسی بھی ہوسٹل میں درج بالا طبقات کے اگر دو تہائی طلباء رہتے ہوں تو وہ ہوسٹل ہر ماہ فی طالب علم پندرہ کلو گرام اناج پانے کے حق دار ہیں۔ اس اسکیم کے تحت اناج کی سالانہ ضرورت تقریباً 2.45 لاکھ ٹن ہے۔ رواں سال میں تقریباً 1.75 لاکھ ٹن اناج اب تک تقسیم کیا جا چکا ہے۔

انا پورنا اسکیم

اس اسکیم کے لیے دیہی فروغ کی وزارت کو نوڈل محکمہ بنایا گیا ہے۔ اس اسکیم کی شروعات 2001-2000 میں کی گئی۔ یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو نادار، ضعیف اور معمر شہری ہیں اور 65 سال سے زیادہ کے ہیں اور جو قومی ضعیفی پنشن اسکیم کے مجاز تو ہیں لیکن ان کو یہ پنشن نہیں مل رہی ہے، انھیں 10 کلوگرام اناج ہر ماہ فی شخص مفت دیا جائے گا۔

سال 2001-2000 کے دوران رعایتی شرح پر 1.65 لاکھ ٹن اناج (گیہوں اور چاول) وزارت برائے دیہی فروغ کو مختص کیا گیا۔ اس میں سے 9 ہزار میٹرک ٹن گیہوں اور 10 ہزار میٹرک ٹن چاول اس کے لیے اٹھایا گیا۔ سال 2002-2001 کے لیے 1.62 لاکھ ٹن اناج مختص کیا گیا ہے۔

مقصود عوامی نظام تقسیم (TPDS)

نہایت غریب خاندانوں کو جو خط غریبی سے نیچے زندگی گذارتے ہیں ان کو کم ترین مقدار میں اناج مہیا کرانے کو یقینی بنانے کے لیے حکومت ہند نے جون 1997 میں مقصود عوامی تقسیم نظام کی شروعات کی۔ اس سے ملک میں تقریباً 6 کروڑ غریب

خاندانوں کو فائدہ مل رہا ہے جن کے لیے 72 لاکھ ٹن سالانہ اناج کا بندوبست کیا گیا ہے۔

ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں سے یہ گذارش کی گئی ہے کہ وہ مقصود عوامی نظام تقسیم کو نافذ کریں اور اس میں سماج کے صرف کمزور اور حقیقی طور پر غریب ترین افراد پر خصوصی دھیان دیں چاہے وہ دیہی یا شہری علاقے کے ہوں۔ ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو یہ تعین پچھلے دس سالوں کے دوران عوامی نظام تقسیم کے تحت اٹھائے گئے سالانہ اناج کے اوسط کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ حکومت ہند نے یکم اپریل 2000 سے نہایت غریب خاندانوں کے لیے آدھی رعایتی شرح پر ہر ماہ فی خاندان اناج کی مقدار 10 کلوگرام سے بڑھا کر 20 کلوگرام کر دیا ہے۔ جولائی 2001 میں خط غریبی سے نیچے رہنے والے خاندانوں کے لیے اناج کا تعین مزید بڑھا کر 20 کلوگرام سے 25 کلوگرام فی خاندان کر دیا گیا ہے۔ اناج کے اضافی تعین کے بعد خط غریبی سے نیچے رہنے والے 6.52 کروڑ خاندانوں کے لیے سالانہ 195.60 لاکھ ٹن اناج کی ضرورت ہوگی۔ سال 2002-2001 کے دوران ستمبر تک 81.12 لاکھ ٹن چاول اور 69.48 لاکھ ٹن گیہوں کا تعین مقصود عوامی نظام تقسیم (انتیودیہ، غریبی سطح کے نیچے، غریبی سطح کے اوپر اور زائد) کے تحت کیا گیا۔ اس تعین کے بعد 37.15 لاکھ ٹن چاول اور 19.34 لاکھ ٹن گیہوں اٹھایا گیا۔ عوامی تقسیم نظام کو زیادہ موثر بنانے کے لیے 31 اگست 2001 کو عوامی نظام تقسیم (کنٹرول) احکام 2001 جاری کیا گیا۔

گیہوں اور چاول کی کھلی فروخت

حکومت ہند، اگر ضرورت ہوئی تو فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کے ذریعہ گیہوں اور چاول کی کھلی فروخت کراتی ہے۔ گیہوں کی موجودہ اسکیم پر 1998 سے عمل درآمد ہو رہا ہے۔ موجودہ کھلی فروخت گیہوں اسکیم 18 نومبر 1998 سے جاری ہے۔ گیہوں کے زائد اسٹاک کو نمٹانے کے مقصد سے 11 جولائی 2000 سے پنجاب میں گیہوں کی گھریلو فروخت اسکیم پھر شروع کی گئی، جس کے تحت جولائی، اگست اور ستمبر 2000 میں گیہوں کی قیمت بالترتیب 700 روپے، 750 روپے اور 800 روپے فی کوئنٹل رکھی گئی۔ جولائی 2000 میں گیہوں کی کھلی فروخت 700 روپے فی کوئنٹل نہیں ہوسکی۔ اس لیے یہ اسکیم 9 اگست 2000 سے ملک کے دیگر علاقوں میں بھی لاگو کی گئی اور اگست و ستمبر 2000 کے لیے کھلی فروخت کی شرح کا تعین کیا گیا۔ فوڈ کارپوریشن آف انڈیا (FCI) کی اعلیٰ سطحی کمیٹی کو اکتوبر 2000 سے گیہوں کی کھلی فروخت کی شرح مقرر کرنے کا اختیار دیا گیا۔ اب اس کی شرح ماہانہ بنیاد پر مقرر کی جا رہی ہے۔ گیہوں کی کھلی فروخت سے کوئی بھی صارف، تاجر، ریاستی حکومتیں مرکز کے زیر انتظام علاقے، رولر آٹا چکی، چکی، کوآپریٹو ادارے، سوپر بازار اور سول سپلائی کارپوریشن فائدہ اٹھا سکتے ہیں، لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ کم سے کم شرح پر 10 میٹرک ٹن کی خریداری کریں۔ چاول کی کھلی فروخت 4 ستمبر 2000 سے شروع ہوئی۔ فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کو چاول کم اٹھانے والی ریاستوں میں ہی تیس لاکھ ٹن چاول کی کھلی فروخت کرنے کا اختیار دیا گیا۔ بعد میں چاول کی فروخت مرکزی پول سے چاول حاصل کرنے والی ریاستوں میں بھی کی گئی۔ تاہم چاول کی کھلی فروخت کی قیمت لیوی قیمت کے مقابلے زیادہ مقرر نہیں کی جاتی تھی۔ چاول کی کھلی فروخت اب بند کر دی گئی ہے۔

بین الاقوامی تعاون

ہندوستان بین الاقوامی غلہ کونسل (سابق بین الاقوامی گیہوں کونسل) کا ممبر ہے۔ ہندوستان عالمی خوراک تحفظ کی ایف۔اے۔او کمیٹی اور سارک خوراک ریزرو بورڈ کا بھی ممبر ہے۔ ہندوستان بین الاقوامی چینی تنظیم کا بھی ممبر ہے۔ کناڈا کے ریگینا میں منعقد سال 2001-2000 کی بین الاقوامی اناج کونسل کی میٹنگ میں ہندوستان اس کا اور اس کی مجلس منتظمہ کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔ ہندوستان سارک فوڈ سیکوریٹی ریزرو بورڈ کا بھی ممبر ہے۔

اسٹوریج

عوامی سیکٹر کی تین ایجنسیاں (بھارتی فوڈ خوراک کارپوریشن، مرکزی اسٹوریج کارپوریشن اور 16 ریاستی گودام کارپوریشن) اہم ہیں، جو اجناس کے لئے گودام کی سہولیات فراہم کراتی ہیں۔ یکم مارچ 2001 کو اسٹوریج صلاحیت اس طرح تھی:

اسٹوریج صلاحیت

(لاکھ ٹن میں)

ایجنسیاں	احاطہ		صلاحیت		کل
	نجی	کرایہ پر	نجی	کرایہ پر	
FCI[1]	125.97	115.70[1]	23.51	45.67	310.85
CWC	55.97	14.34	10.83	2.53	83.67
SWCs	85.16	40.10	20.19	-	145.45

مرکزی گودام کارپوریشن اور ریاستی گودام کارپوریشن کی بشمول کرائے پر لی گئی صلاحیت 69.13 لاکھ میٹرک ٹن تھی۔

مرکزی ویر ہاؤسنگ کارپوریشن نے 7,000 ٹن کی صلاحیت والے کرائے کے گوداموں کے ساتھ 1957 میں اپنا کام شروع کیا تھا۔ دھیرے دھیرے کارپوریشن نے اپنی اسٹوریج صلاحیت بڑھائی اور یکم مارچ 2001 تک کارپوریشن 83.67 لاکھ میٹرک ٹن صلاحیت کے ساتھ 467 مراکز چلا رہا تھا۔ مرکزی ویر ہاؤسنگ کارپوریشن 109 کسٹم والے گوداموں کو بھی چلاتا ہے۔ جن کی صلاحیت یکم مارچ 2001 کو 7.49 لاکھ ٹن تھی۔ کارپوریشن لگاتار منافع کمار ہا ہے۔ اور مقسوم منافع (ڈیوڈنڈ) دے رہا ہے۔

مرکزی ویر ہاؤس کارپوریشن 16 ریاستوں کے ریاستی ویر ہاؤس کارپوریشنوں سے بھی تعاون لیتا ہے۔ کارپوریشن کی ریاستی ویر ہاؤس کارپوریشنوں کی پونجی میں 50 فی صد کی حصہ داری ہے۔ 31 مارچ 2001 کو مرکزی ویر ہاؤسنگ کارپوریشن کا یہ سرمایہ حصہ 53.83 کروڑ روپے تھا۔

فصل کٹائی کے بعد اناج منتظمہ

اناج بچاؤ مہم

اس اسکیم کا نفاذ ریاستی حکومتوں، غیر سرکاری تنظیموں، کارپوریٹ ہاؤسوں وغیرہ کے تعاون سے 17 اناج بچاؤ مہم (SGC) دفاتر کے ذریعے کیا جا رہا ہے۔ اس اسکیم کا اہم مقصد IGMRI (انڈین گرین اسٹوریج مینجمنٹ اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ) کے ذریعے ترقی یافتہ تکنیکی معلومات کی منتقلی کسانوں تک کرنی ہے تاکہ فصل کٹائی کے بعد ہونے والے اناج کے نقصان کو کم کیا جاسکے۔ اس اسکیم (SGC) کا مقصد (i) اناج کی بربادی کو روکنے کھیتوں و کھلیانوں کی سطح پر اسٹوریج میں اصلاح کے لئے کسانوں کو اسٹوریج کی معقول تکنیک اپنانے کے لئے تعلیم، ترغیب اور متحرک کرنا ہے (ii) اناج کی حفاظت کے لئے سائنسی طریقہ کار کے بارے میں کسانوں کو وظیفہ اور غیر وظیفہ والے کورس کو چلانا (iii) اسٹوریج کی ترقی یافتہ سہولتوں جیسے دھات کے

برتن، پکی کوٹھیوں، سیمنٹ کی کوٹھیوں وغیرہ کے اپنائے جانے کو مقبول بنانا (iv) ایسے مرکزی گاؤوں کو فروغ دینا جس میں کم سے کم 30 فی صد موجودہ اسٹوریج ساختوں کی اصلاح کی گئی ہو اور تقریباً 10 فی صد اسٹوریج ساختوں جیسے دھات کے مال دان (Metal bin)، پوسا بن، پکا کوٹھی اور آر سی سی رنگ بن وغیرہ کو سائنٹفک بنایا گیا ہو۔

سال 2001-2000 کے دوران 40,717 کسانوں کو تربیت دی گئی 1,635 وظیفے والے تربیتی پروگرام منعقد کئے گئے، 21,399 دھات کے برتن تقسیم کئے گئے، 21,996 غیر دھاتی اسٹوریج سہولتوں کو فروغ رتعمیر دیا گیا اور 435 مرکزی گاؤں کو فروغ دیا گیا۔ جب کہ 1,150 گاؤں کا احاطہ کیا گیا۔

اناج کے لئے کوالٹی کنٹرول

حکومت مرکزی پول کے لئے خریدے گئے اناج کی کوالٹی پر مناسب نگرانی رکھتی ہے۔ نئی دلی، کلکتہ اور حیدرآباد میں وزارت کے کوالٹی کنٹرول، فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کی ایجنسیوں کے ذریعہ خریدے گئے اناج، اسٹوریج اور تقسیم کے وقت اس کی کوالٹی پر نگرانی رکھتے ہیں۔

ہندوستانی اناج منتظمہ اور تحقیقاتی ادارہ

اناج کے اسٹوریج اور تحفظ سے متعلق تحقیق اور ترقی کا کام ہندوستان تحقیق ادارہ برائے اناج مینجمنٹ ہاپوڑ اور اس کے لدھیانہ، حیدرآباد، جبلپور، ادے پور اور جورہاٹ میں واقع دوسرے پانچ اسٹیشنوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ ادارہ اناج کے اسٹوریج نگرانی، کیڑوں کے کنٹرول وغیرہ پر اسٹوریج ایجنسیوں کے افسران اور کیڑے مار عملہ کے لئے تربیتی پروگرام کا بھی انعقاد کرتا ہے۔

چینی کی صنعت

چینی کی صنعت ملک کی دوسری سب سے بڑی زراعت پر مبنی صنعت ہے۔ 30 جون 2001 کو ملک میں 506 چینی ملیں قائم تھیں، جب کہ 51-1950 میں ان کی تعداد 138 تھی۔ 1996-1995 سے 2001-2000 تک چینی کی پیداوار، گھریلو کھپت، اور درآمد/برآمد کی تفصیل نیچے دی جا رہی ہے۔

چینی سیزن (اکتوبر-ستمبر)	پیداوار	گھریلو کھپت	برآمد	درآمد
1995-1996	164.29	131.72[1]	8.87	0.42
1996-1997	129.05	136.75	5.36	0.26
1997-1998	128.44	139.95	0.97	6.29
1998-1999	154.52	140.82	0.09	8.32
1999-2000[2]	181.93	155.08	0.23	4.69

2000-2001[2] (31-07-2001 کے مطابق)	176.99	158.11	4.08[2] (31-05-2001 کے مطابق)	0.08

-1 1.99 لاکھ ٹن درآمد شدہ چینی بھی شامل

-2 عارضی

حالاں کہ چینی پر اب بھی جزوی کنٹرول کی پالیسی نافذ ہے لیکن حکومت نے مرحلہ وار طریقے سے چینی صنعت آزاد کرنے کی تدابیر کی ہیں۔

چینی کے لیے عوامی تقسیم نظام کی باز تشکیل کی گئی ہے اور اسے ہدفی بنایا گیا ہے۔ یکم فروری 2001 سے عوامی تقسیم نظام کے تحت چینی سبھی ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں صرف خط غربی سے نیچے رہنے والے خاندانوں کو دی جاتی رہی۔ لیکن صرف مشرق شمالی ریاستوں، پہاڑی ریاستوں اور جزائر گروپ والے علاقوں میں چینی سبھی راشن کارڈ ہولڈروں کو دی جارہی ہے۔

خوردنی تیل

حکومت کی یہ پالیسی رہی ہے کہ خوردنی تیلوں کے لے ایسا موثر منتظمہ فراہم کیا جائے جس سے ملک بھر میں صارفین کو یہ مناسب قیمت پر آسانی سے دستیاب ہوسکے۔ تلہن کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔ 1990-1991 میں 186 لاکھ ٹن تلہن کی پیداوار ہوئی تھی جب کہ 1998-1999 میں یہ بڑھ کر 215.40 لاکھ ٹن ہوگئی ہے۔ خوردنی تیلوں کے ثانوی وسائل جیسے کپاس کے بیج، کوپرا، رائس بران اور جنگل اور پیڑ کے تیل والے اجزاء کا بھی استحصال کیا گیا۔ ان وسائل کا گھریلو نباتاتی تیل پیداوار میں تقریباً 25 فی صد تک کا اشتراک رہا ہے۔ ملک میں متواتر مانگ اور فراہمی میں فرق کئی سالوں سے چل رہے اور اسی وجہ سے لگاتار خوردنی تیلوں کو درآمد کیا جارہا ہے۔ یکم اپریل 1999 سے خوردنی تیلوں کے درآمد کی اجازت دی گئی ہے۔ سال 1999-2000 کے دوران 34.55 لاکھ ٹن خوردنی تیل درآمد کیا گیا۔

موجودہ پالیسی کے مطابق پام تیلوں سمیت سبھی کچے تیلوں پر کسٹم ڈیوٹی 65 فی صد کی گئی ہے، لیکن سویابین کے تیل پر عالمی تجارتی تنظیم کی پابندی کی وجہ سے یہ کسٹم ڈیوٹی 45 فی صد رکھی گئی ہے۔ سبھی ریفائنڈ تیلوں پر کسٹم ڈیوٹی 85 فی صد (بنیاد) مقرر کی گئی ہے۔ ریفائنڈ تیلوں پر 4 فی صد کی شرح سے خاص اضافی محصول لگایا گیا ہے۔

نباتاتی تیل صنعت کی حالت

نباتاتی تیل صنعت کا کنٹرول۔ ضابطہ مندرجہ ذیل کے تحت کیا جاتا ہے۔ (ا) خوردنی تیل اشیا (ضابطہ) احکام۔ 1998-(ب) خوردنی تیل پیکنگ (ضابطہ) احکام۔1998 (ج) محلل تخفیض شدہ تیل، بنا تیل خوراک اور خوردنی آٹا کنٹرول احکامات۔ 1967 اور (د) دالیں، تلہن اور خوردنی تیل (اسٹوریج کنٹرول) احکام، 1967۔ یہ احکامات اپنی فطرت کے اعتبار سے قانونی حیثیت رکھتے ہیں اور انھیں ضروری اشیاء ایکٹ کے ذریعے اختیارات کی نوعیت حاصل ہے۔ سال 1990-1991 میں بازار کی نرم کاری اور صنعتوں کو لائسنس سے آزاد کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ صلاحیت میں کافی اضافہ ہوا اور کم منافع پر مسابقت میں تیزی آئی۔ درج ذیل جدول سے خوردنی تیل صنعت کے مختلف سیکٹروں کی حالت کا پتہ چلتا ہے۔

نباتاتی تیل صنعت کے اقسام	اکائیوں کی تعداد	سالانہ صلاحیت (لاکھ میٹرک ٹن میں)	صلاحیت کا استعمال (فی صد میں)
تلہن پرائی اکائیاں[1]	1,50,000 (تقریباً)	425 (بیج کی اصطلاح میں)	10.30
سالونٹ ایکسٹریکشن اکائیاں	783	338	34
ریفائنریز	300 (تقریباً)	50 (تیل کی اصطلاح میں)	32
ونسپتی اکائیاں	219	48.06 (بناسپتی تیل کی پیداوار کی اصطلاح میں)	41

1- اس میں اسمال اسکیل/منظم اکائیاں سیکٹر شامل ہیں۔

سرکار کی نرم کاری صنعتی پالیسی کے مطابق، (نباتاتی یا ونسپتی) ان میں سے ایک ہی استعمال کیجیے۔ تیل کے پراسس سے متعلق سرگرمیوں کے لیے کسی لائسنس کی ضرورت نہیں ہے، لیکن اس کے لیے شرط ہے کہ مجوزہ اکائی مقامی پالیسی کے تحت نہ آتی ہو اور نہ ہی ایسی اکائیوں میں ان اشیاء کی پیداوار ہوتی ہو جو کہ چھوٹی صنعتوں کے لیے محفوظ ہیں۔

ہندوستان ونجیٹیبل آئل کارپوریشن لمیٹیڈ

ہندوستان ونجیٹیبل آئل کارپوریشن لمیٹیڈ عوامی سیکٹر کا ایک ذمہ دار ادارہ ہے۔ اس کا قیام مارچ 1984 میں عمل میں آیا تھا ساتھ ہی اس میں گنیش فلورمل اور امرت سر آئل ورکس نامی دو قومیائی ہوئی کمپنیوں کو ملا دیا گیا تھا۔ یہ کارپوریشن عوامی نظام تقسیم کے تحت بناسپتی کی تیاری اور فراہمی، درآمدی تیل کی پروسسنگ و ڈبہ بندی کا کام کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی کارپوریشن مختلف قسم کے ناشتے کی تغذیہ بخش اشیاء کو فوراً کھانے کے لائق کھانا اور پروٹین سے بھرپور سویا اشیاء کی پیداوار کرتا ہے۔ کارپوریشن نے پورے ملک میں 8 پیداواری اور ڈبہ بندی کی اکائیاں قائم کی ہیں۔ اس کی مجاز پونجی 10 کروڑ روپے ہے جب کہ ادا شدہ پونجی 7.71 کروڑ روپے ہے۔

دہلی ونسپتی اکائی 1996 میں بند کر دی گئی۔ کولکتہ اکائی کو بھی بند کر دیا گیا۔ BIFR نے HVOL (ہندوستان ونجیٹیبل آئلس کارپوریشن لمیٹڈ) کو دسمبر 1999 میں ایک کمزور صنعتی کمپنی قرار دیا گیا تھا۔ لاسرمایہ کاری کمیشن کی سفارشوں کی بنیاد پر حکومت نے HVOC کی سبھی اکائیوں کو بند کر دینے کا فیصلہ کیا۔ نتیجتاً 1276 ملازمین میں سے 1148 نے رضا کارانہ طور پر ریٹائرمنٹ لینے کا فیصلہ کیا۔

اناج پروسسنگ

وزارت برائے اناج پروسسنگ صنعت جولائی 1988 میں قائم کی گئی تھی، جس کا مقصد ملک میں اناج پروسسنگ صنعت کی

ترقی پر زور دینا تھا۔ بعد میں اسے محکمہ بنا کر وزارت برائے زراعت کے تحت لایا گیا۔ اقتصادی وزم پالیسی کے اس دور میں وزارت اناج پروسسنگ کے سیکٹر میں اصل کاری کرنے، برآمد کو بڑھاوا دینے اور اناج پروسسنگ صنعت کی پائیدار ترقی کے لئے مناسب ماحول بنانے کے لئے کام کر رہی ہے۔

اناج کٹائی صنعت

ملک میں جدید/جدید بنائی گئی چاول ملوں کی تعداد 1970 میں تقریباً صفر ہی تھی مگر ایک جنوری 2001 کی صورت حال کے مطابق یہ تعداد 35,088 پہنچ گئی تھی۔ ان جدید/جدید بنائی گئی ملوں سے بھوسی کی دستیابی میں سدھار کو دیکھتے ہوئے امید کی جارہی ہے کہ 2000-1999 میں تقریباً 34 لاکھ ٹن بھوسی کی پروسسنگ ممکن ہو پائے گی۔

مختلف ریاستوں میں تیرہ علاقائی توسیعاتی مراکز بنائے گئے ہیں۔ زرعی یونیورسٹیوں/تحقیقاتی اداروں کے تعاون سے چاول ملوں کی جدید کاری اور چاول سے بنی اشیاء کے فائدے کے بارے میں بتانے کے لئے ان خدماتی مراکز کو بنایا گیا ہے۔ کوئمبٹور، کھڑگ پور کانپور اور پونے میں چاول ملوں اور متعلقہ ساز وسامان کے جانچ کے لئے چار مرکزی چاول ملوں کی مشین بنانے والوں اور چاول ملوں کے لئے آلات جانچ میں تعاون مہیا کرا رہے ہیں۔ ساتھ ہی یہ مراکز بہتر مشینوں کے انتخاب چلانے میں، اور رکھ رکھاؤ کے بھی تجاویز دیتے ہیں۔ ہندوستانی ٹکنالوجی ادارے آئی۔ ٹی کھڑگ پور کا فصل کے بعد کا ٹکنالوجی سینٹر طویل مدتی اور قلیل مدتی تربیت کا بھی انعقاد کرتا ہے۔

گیہوں کی قیمتوں اور تقسیم پر کوئی پابندی نہیں ہے نیز ان کی پیداوار کے لئے کسی لائسنس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے ملوں کو گیہوں کی اپنی ضرورتوں کی فراہمی کے لئے کسی بھی ذرائع سے گیہوں لینے کی چھوٹ ہے۔ جس سے حکومت پر ان کے انحصار کی ضرورت نہیں رہ گئی ہے۔ تقریباً ایک کروڑ پانچ لاکھ ٹن گیہوں کو ملک کی 820 آٹا ملوں کے ذریعہ گیہوں سے بنی مختلف مصنوعات میں تبدیل کیا جارہا ہے۔ اور اس کی قائم صلاحیت بھی کہیں زیادہ تقریباً ایک کروڑ 95 لاکھ ٹن ہے۔

صارف خوراک صنعت

صارف خوراک صنعتوں میں خاص طور سے تیار اشیاء یا پکانے کے لئے تیار اشیاء آتی ہیں۔ جیسے پاستہ، کوکو پر مبنی اشیاء بیکری مصنوعات بسکٹ، ٹھنڈے مشروبات وغیرہ۔ ہندوستان میں بیکری صنعت ممکنہ طور پر سب سے بڑی خوراک پروسیڈ صنعت ہے۔ دو خاص بیکری صنعتوں، ڈبل روٹی اور بسکٹ میں کل بیکری پیداوار کا تقریباً 82 فیصد آجاتا ہے۔ ڈبل روٹی بسکٹ پیسٹری، کیک، بن، رسک وغیرہ بیکری مصنوعات کی سالانہ پیداوار 30 لاکھ ٹن سے زیادہ مانی گئی ہے۔ ڈبل روٹی اور بسکٹوں کا ملک کے منظم اور غیر منظم دونوں سیکٹروں کی پیداوار کا بالترتیب 15 لاکھ ٹن اور 11 لاکھ ٹن ہونے کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ ڈبل روٹی اور بسکٹوں کی پیداوار کل پیداوار کا تقریباً 35 فیصد منظم سیکٹروں میں ہوتی ہے۔ گیہوں سے بننے والی دوسری شئے، پاستہ، کہی جاتی ہے۔ جو مقبول ہوتی جارہی ہے۔ اس طرح کی اشیاء میں نوڈل، سوئیاں، میکرانی، سوادھیتی آتی ہیں۔

چاکلیٹ، مشروب چاکلیٹ، کوکا مکھن، کوکا مکھن سبسٹی ٹیوٹ، کوکا پر مبنی مالٹڈ ملک فوڈ جیسی کوکو مصنوعات کی تیاری میں تقریباً 20 اکائیاں لگی ہوئی ہیں۔ جو تقریباً 34000 ٹن کوکو مصنوعات بناتی ہیں۔ ٹھنڈے مشروب کی پیداوار 2000-1999 کے 623 کروڑ بوتلوں سے بڑھ کر 2001-2000 میں 654 کروڑ بوتلوں تک پہنچ گئی۔

اس وقت 136 اکائیاں حکومت ہند کے لائسنس کے تحت بیئر بنانے میں لگی ہیں۔ ان کا سالانہ کاروبار 4 لاکھ کلو لیٹر ہونے کا

اندازہ لگایا گیا ہے۔

پھل اور سبزی پروسسنگ صنعت

پھل اور سبزی پروسسنگ صنعتوں کی ممکنہ منصوبہ صلاحیت 1999 کے 21 لاکھ ٹن سے بڑھ کر 2000 میں 21.10 لاکھ ٹن ہوگئی۔ لیکن ملک میں ڈبہ بند پھلوں اور سبزیوں کی پیداوار میں کمی آئی ہے۔ یہ پیداوار 1999 میں 9.4 لاکھ ٹن تھی جو 2000 میں بڑھ کر 9.9 ٹن ہوگئی۔

خوراک پروسسنگ صنعت وزارت کے ذریعہ عمل درآمد پھل مصنوعات آرڈر، 1955 (ایف۔پی۔او) کا مقصد پھل مصنوعات کے لئے صاف اور صحت مند ماحول کو یقینی بنانا ہے۔ صاف ماحول میں بہتر قسم کی مصنوعات کی تیاری کے لئے اس آرڈر میں (1) تیار کرنے کے کامپلکس، اس کے آس پاس و اس کے ملازمین میں صفائی و صحت مند حالات، (2) پروسیس کے لئے استعمال پانی، (3) مشینوں و آلات اور، (4) مصنوعات کے معیار کے بارے میں کم سے کم ضروریات طے کی گئی ہیں۔

پھل مصنوعات کے تحت رجسٹرڈ اکائیوں کی کل تعداد 5,198 سے بڑھ کر 5,293 تک پہنچ گئی تھی۔

ڈیری مصنوعات

2000-2001 کے دوران دودھ مصنوعات کے 8.10 کروڑ ٹن ہونے کا اندازہ لگایا گیا تھا۔ جب کہ 1999-2000 میں یہ پیداوار 7.8 کروڑ ٹن تھی۔ بچوں کے لئے دودھ سمیت دودھ پاؤڈر کی ممکنہ پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔

1999 میں اس کی پیداوار 2.25 لاکھ ٹن تھی جب کہ 2000 میں بڑھ کر 2.30 لاکھ ٹن ہوگئی ہے۔ مالٹڈ فوڈ مصنوعات کی ممکنہ پیداوار بھی 1999 کے 66,000 ٹن سے بڑھ کر 2000 میں 67,000 ٹن ہوگئی ہے۔ 2000 کے دوران منظم سیکٹر میں پنیر کی پیداوار تقریباً 7,500 ٹن رہی۔ کنڈنسڈ دودھ کی پیداوار 1999 میں 11 ہزار ٹن تھی جو کہ 2000 میں بڑھ کر تقریباً 11,500 ہوگئی ہے۔

گوشت و پولٹری گوشت پروسیسنگ

گوشت و گوشت سے بنی اشیاء کی پیداوار میں قابل ذکر اضافہ ہوا ہے۔ گوشت و گوشت سے بنی اشیاء کی 1994 سے 1998 تک کی مدت میں پیداوار کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(ہزار ٹن میں)

	1994	1995	1996	1997	1998
بھیڑ، بکریوں کا گوشت	637	647	669	670	675
سور کا گوشت	365	420	420	420	420
مرغی کا گوشت	442	578	480	580	600
مویشی (گائے کا گوشت)	1,290	1,292	1,292	1,292	1,295
بھینس کا گوشت	1,200	1,204	1,204	1,205	1,210

ملک میں گوشت کی کل پیداوار تقریباً 40.5 لاکھ ٹن ہے۔ ملک میں کل مویشیوں کی تعداد میں ذبح ہونے والے مویشیوں کا تناسب 6 فیصد، بھینسوں کے لئے 10 فیصد، سوروں کے لئے 99 فیصد، بھیڑوں کے 31 فیصد اور بکریوں کے معاملے میں 39 فیصد ہے۔

مچھلی پروسسنگ

ہندوستان میں 50 فیصد مچھلیاں سمندر سے حاصل کی جاتی ہیں، جس میں سے کافی بڑی مقدار میں مچھلیاں ساحلی علاقوں سے حاصل کی جاتی ہیں۔ گہرے سمندر سے صرف دو فیصد مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں۔ سمندر اور اندرونی آبی ذرائع سے مچھلی کی پیداوار 1997-98 کے 53.90 لاکھ ٹن سے گھٹ کر 1998-99 میں 52.60 لاکھ ٹن ہوگئی۔ سمندری پیداوار کی ڈبہ بندی اور ان کو فروزین حالت میں رکھنے کا کام تقریباً پوری طرح برآمدی بازار کے لئے کیا جاتا ہے۔

کل ملاکر سمندری پیداوار صنعت میں 386 فریزنگ اکائیاں، 13 ڈبہ بندی اکائیاں، 12 مچھلی خوراک اکائیاں اور تقریباً 486 کولڈ اسٹوریج اکائیاں، 611 پیلنگ شیڈ/قبل پراسسنگ پلانٹ اور 216 دیگر مچھلی اسٹوریج (خاص طور پر خشک مچھلی اسٹوریج)، کام کررہی تھیں۔

برآمد

2000-2001 میں پروسسڈ پھلوں اور سبزیوں کی برآمد 525 کروڑ روپے کی ہوئی جب کہ 1999-2000 میں یہ صرف 656 کروڑ روپے کی تھی۔ گوشت پرمبنی اشیا کی برآمد 2000-2001 میں 950 کروڑ روپے ہونے کا اندازہ ہے جب کہ پچھلے سال یہ 879 کروڑ روپے ہی تھی۔ ڈبہ بند غذائی اشیا بشمول اناج پیداوار کی برآمد 2000-2001 میں تقریباً 4,895 کروڑ روپے ہونے کا تخمینہ لگایا گیا ہے جب کہ 1999-2000 میں یہ 6,335 کروڑ روپے تھی اور سمندری پیداوار کی برآمد 1999-2000 میں 5,117 کروڑ روپے سے بڑھ کر 2000-2001 میں 444, کا کروڑ روپے ہونے کا اندازہ ہے۔

امور صارفین

قیمت مینجمنٹ

مالی سال 2000-2001 کے دوران قیمتوں کی صورت حال اور ضروری اشیاء کی دستیابی تقریباً معتدل رہی۔ حالانکہ چنا، ارد، چینی اور مٹی کے تیل وغیرہ کی قیمتوں میں معمولی اضافہ ہوا۔ افراط زر کی سالانہ شرح، جو تھوک قیمت اشاریہ پر مبنی تھی۔ اس مدت میں 6.3 فی صد رہی جب کہ 2000 میں یہ 5.5 فی صد تھی۔

ضروری اشیاء کی قیمتوں کو مناسب سطح پر بنائے رکھنے اور کھلے بازار میں ان کی دستیابی کو یقینی بنانے کے لئے حکومت نے کئی قدم اٹھائے۔ وزیر اعظم کی صدارت میں قیمتوں کی کابینہ کمیٹی اور قیمتوں پر نگرانی سے متعلق کیبنٹ سکریٹری کی صدارت مخصوص کارروائی کمیٹی قیمتوں اور ضروری اشیاء کی سپلائی پر مسلسل نگرانی رکھ رہی ہے۔ صارف معاملات کے محکمے کے ذریعہ 12 ضروری اشیاء کی قیمتوں پر یومیہ اور ہفتہ وار نگرانی رکھی جاتی ہے۔ ان اشیاء میں گیہوں، چاول، چینی، ارہر، چنا، موونگ پھلی تیل، سرسوں تیل، بناسپتی، نمک، چائے، آلو اور پیاز شامل ہیں۔ خوردنی تیل، دالوں اور گیہوں وغیرہ جن اشیاء کی کمی تھی، ان کی درآمد کی گئی۔ ریاستی حکومتوں/یونین علاقوں کے ذریعہ جمع خوروں، کالا بازاروں اور دوسرے غیر سماجی عناصر کے خلاف ضروری اشیاء ایکٹ اور ایسے ہی دوسرے قوانین کے تحت سخت کارروائی کی گئی ہے۔

جنس وار قیمت رجحانات

اناج

سال 2000-2001 کے دوران تھوک قیمت اشاریہ کی ایک قابل ذکر بات یہ رہی کہ ذیلی گروپ کے طور پر پرائمری اشیاء (1.2 فی صد) اور بنائی گئی اشیا (3.8 فی صد) کی قیمتوں میں اضافہ کم رہا، جب کہ ایندھن، بجلی، لبریکنٹس جیسی مقررہ قیمتوں والی اشیاء کی قیمتوں میں زیادہ (21.9 فی صد) اضافہ ہوا۔ اس مدت کے دوران ذیلی گروپ کے طور پر اناج کی تھوک قیمت اشاریہ میں 4.5 فی صد کی معمولی کمی ہوئی۔ اس ذیلی گروپ کی تمام اشیاء میں یہ کمی ظاہر ہوئی۔

اس میں چاول کا ایک فی صد اور باجرہ کی 24.3 فی صد اعانت رہی۔ ایسا خاص طور سے سال 2000-1999 میں ریکارڈ سطح پر پیداوار میں اضافے کے باعث ممکن ہوا۔ جو کہ 19.5222 کروڑ ٹن تھی۔ سال 2001-2000 کے دوران اناج کی 18.441 کروڑ ٹن پیداوار ہونے کا پیشگی اندازہ لگایا گیا ہے۔ جو کہ پچھلے سال کے مقابلے 1.111 کروڑ ٹن یعنی 5.7 فی صد کم رہے گی۔ اس کے باوجود اناج کے وسیع ذخائر کی وجہ سے چاول اور گیہوں کی قیمتوں میں اضافہ ہونے کا کسی طرح کا امکان نہیں ہے۔

دالیں

سال 2000-2001 کے دوران دالوں کے ذیلی گروپ کے قیمت اشاریہ میں 8.8 فی صد کا اضافہ دیکھا گیا جب کہ پچھلے سال 8.9 فی صد کا اضافہ ہوا تھا۔ رواں سال میں دالوں کی قیمتیں بڑھنے کی اہم وجہ چنے اور ارد کے تھوک قیمت اشاریہ میں زبردست تیزی رہی۔ چنا میں 23.6 فی صد اور ارد میں 20 فی صد کا اضافہ درج کیا گیا لیکن ارہر اور مسور کے تھوک قیمت اشاریہ میں 14 فی صد اور 6.6 فی صد کی کمی آئی۔

سال 2000-1999 کے دوران 1.335 کروڑ پیداوار ہونے کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ سال 2001-2000 کے لیے دال کی پیداوار کا پیشگی اندازہ 1.172 کروڑ ٹن کا تھا جبکہ ہدف 1.5 کروڑ ٹن کا تھا۔ پیداوار میں یہ کمی رواں سال میں دال کے مختلف اقسام کی قیمتوں میں اضافے کا باعث ہوسکتی ہے۔ اپریل۔ دسمبر 2000 کی مدت میں 2.06 لاکھ ٹن دال درآمد کی گئی جب کہ اپریل۔ دسمبر 1999 میں 1.96 لاکھ ٹن دال درآمد کی گئی۔

خوردنی تیل

سال 2001-2000 کے دوران خوردنی تیلوں کی قیمتوں میں زبردست کمی آئی۔ اس مدت کے دوران ذیلی گروپ کے طور پر خوردنی تیل کے تھوک قیمت اشاریہ میں 7.5 فی صد کی گراوٹ آئی جب کہ پچھلے سال اس میں 17.7 فی صد کی گراوٹ تھی۔ اس گراوٹ میں جن خاص خوردنی تیلوں کے قیمت اشاریہ کا اشتراک رہا ان میں خاص ہیں۔ نباتاتی (12.3- فی صد) سرسوں کا تیل (4.1- فی صد) مونگ پھلی کا تیل (13.1- فی صد) اور ناریل تیل (20.50- فی صد) ملک میں تلہن کی پیداوار میں اضافہ، بین الاقوامی بازاروں میں خوردنی تیلوں کی قیمتوں میں کمی اور قیمت کنٹرول کے لئے حکومت کے ذریعہ کی گئی۔ موثر کوششوں کے نتیجے میں خوردنی تیلوں کی قیمتوں میں کمی رہی۔

چینی

2000-2001 کے دوران چینی کی قیمت عمومی سطح پر رہی۔ تھوک قیمت اشاریہ میں 0.7 فی صد کی کمی ہوئی، جب کہ پچھلے

سال 3.4 فی صد کا اضافہ تھا۔ اسی مدت میں چینی کے تھوک قیمت اشاریہ میں 3.4 فی صد کا معمولی اضافہ ہوا جب کہ پچھلے سال ملک میں چینی کی قیمتوں اور اس کی دستیابی، عام طور پر سکون بخش رہی ہے۔

سبزیاں

سال 2001-2000 کے دوران، ملک میں آلو، پیاز کے ساتھ ساتھ سبزیوں کی دستیابی اور قیمتیں کل ملا کر اطمینان بخش رہیں۔ اس مدت کے دوران، کسی بھی سبزی کی قیمت میں خاص تیزی نہیں دیکھی گئی۔ تھوک قیمت اشاریہ میں حالانکہ 15.3 فی صد کا اضافہ ہا لیکن آلو، اور پیاز جیسی اہم سبزیوں کے قیمت اشاریہ میں بالترتیب 32.50 فی صد اور 40.7 فی صد کی کمی آئی۔ سال 2000-1999 میں پیاز کی پیداوار 49 لاکھ ٹن کے مقابلے 01-2000 میں اس کی پیداوار 46 لاکھ ٹن ہوئی۔ پیاز کی کمی سے نمٹنے کے لئے حکومت نے پیاز کی برآمد پر کیتی پابندی لگادی اور پیاز کے پیداکاروں اور صارفین کے فائدوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے مختلف متعین ایجنسیوں کے ذریعے مرحلہ وار طریقے سے پیاز کی برآمد کی منظوری دے دی۔

چائے

سال 2001-2000 کے دوران ملک میں چائے کی قیمتیں اور دستیابی اطمینان بخش رہی، حالاں کہ اس مدت میں چائے کے تھوک قیمت اشاریہ میں 21.8 فی صد کا اضافہ ہوا، جب کہ 2000-1999 کے دوران اس میں 12.5 فی صد کی کمی ہوئی تھی۔ اس کے باوجود اپریل سے فروری 2001 کے دوران اس کی پیداوار 78.871 کروڑ کلوگرام ہوئی۔ حالاں کہ پچھلے سال کی اس مدت میں پیداوار 78.202 کروڑ کلوگرام ہوئی تھی۔ اپریل سے دسمبر 2000 کے دوران 14.20 کروڑ کلوگرام چائے برآمد کی گئی، جب کہ پچھلے سال اسی مدت میں 14.28 کروڑ کلوگرام برآمد ہوئی۔ اسی مدت میں 3.87 کروڑ کلوگرام چائے درآمد کی گئی جب کہ سال 1999 میں اسی مدت میں 45.8 لاکھ کلوگرام درآمد کی گئی۔

سال 2001-2000 کے دوران ضروری اشیاء کی قیمتیں اور دستیابی اطمینان بخش رہی۔ اچھی پیداوار اور دالوں، خوردنی تیلوں وغیرہ اشیا کی فراخدلی درآمد پر قیمتوں پر مثبت اثر پڑا۔ جوائنٹ نگرانی کمیٹی ضروری اشیاء کی فراہمی کو آسان رکھنے کے لئے ضروری تدابیر کرتی رہتی ہے۔ مرکز اور ریاستوں کی سطح پر قیمت کا نگرانی نظام ضروری اشیاء کی کمی اور قیمتوں میں اچانک تیزی سے نمٹنے کے لئے پوری طرح تیار ہے۔

صارف کوآپریٹیوز

صارفین کو مناسب قیمتوں پر ضروری اور دیگر اشیاء کی فراہمی کے لئے صارف کوآپریٹیوز اہم کردار نبھا رہے ہیں۔ صارف کوآپریٹیو اشیاء کی مصنوعی کمی، زیادہ قیمتیں وصول کرنے، ملاوٹی اشیاء کی فراہمی اور نجی تاجروں کے ذریعہ اپنائی جانے والی غیر مناسب تجارتی چالوں سے صارفین کے مفاد کی حفاظت کر کے ضروری اشیاء کے تقسیم نظام کو طاقتور بنانے اور قیمتوں کے ممکنہ حد تک مستحکم رکھنے میں مدد کرتی رہی ہے۔ صارف کوآپریٹیوز کا جمہوری بنیاد پر چنا گیا منتظمہ سسٹم بھی انہیں صارفین کے ذریعہ قبول کئے جانے میں مددگار ثابت ہوا ہے۔ ستمبر 2000 تک 4,61,079 مناسب ریٹ کی دوکانوں میں سے 96,550 دوکانیں کوآپریٹیو سیکٹر کی تھیں۔

حالیہ سال سے NCCF کو مرکزی حکومت نے ''سروا پریہ'' اسکیم چلانے کے لیے اسے ایک نوڈل ایجنسی نامزد کیا ہے۔ اسی کے مطابق NCCF نمک، چائے، خوردنی تیل، صابن اور دال کی کچھ اقسام وغیرہ چندہ ریاستوں، کوآپریٹو تنظیموں اور

ریاستی سول سپلائی کارپوریشنوں کو تقسیم کرتی ہے یہ اشیاء بازار قیمت سے کم قیمت پر دی جارہی ہیں۔

صارف تحفظ ایکٹ 1986

صارف تحفظ ایکٹ، 1986 (1986 کا 68) صارف کے بہتر تحفظ کے لئے انہیں تلافی کا طریق کار فراہم کرنے اولا۔ ایک بہت ہی ترقی پسند اور جامع قانون ہے۔ کئی ملکوں کے صارف تحفظ قوانین کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد اور صارفین تجارت اور صنعت کے نمائندوں کے صلاح ومشورے اور بہت زیادہ مباحثے کے بعد اسے نافذ کیا گیا۔ ایکٹ کی سبھی شرائط ایک جولائی 1987 سے نافذ ہوئیں۔ اس ایکٹ کا خاص مقصد صارفین کو بہتر تحفظ فراہم کرانا ہے۔ ایکٹ میں 1991 اور 1993 میں ترمیم کی گئی تاکہ اس کا دائرہ بڑھایا جاسکے اور تلافی مشینری کی طاقت کو بڑھایا جاسکے۔ اس ایکٹ میں مزید ترمیم کے لیے اقدامات کیے گئے ہیں تاکہ صارف فورم اپنے معاملے تیزی سے نمٹا سکے۔ صارف تحفظ (ترمیم) ایکٹ 2001 کو 26 اپریل 2001 کو راجیہ سبھا میں پیش کیا گیا ہے۔

ایکٹ کی اہم خصوصیات اس طرح ہیں۔ (i) حکومت کے ذریعہ واضح طور پر چھوٹ دیے گئے سامانوں وخدمات کو چھوڑ کر، یہ ایکٹ سبھی سامانوں وخدمات پر لاگو ہوتا ہے۔ (ii) عوامی اور کوآپریٹیوز سبھی سیکٹر اس کے دائرے میں آتے ہیں۔ ایکٹ کی شرائط تلافیاتی فطرت کی ہوتی ہیں (iii) اس میں صارفین کے لئے ان کے حقوق کا خیال رکھا گیا ہے۔ (1) جان مال کے لئے خطرناک اشیاء وخدمات کی فروخت کے خلاف تحفظ کا حق (2) اشیاء اور سروس کی کوالٹی، مقدار، طاقت، معیار اور قیمت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا حق تاکہ غیر معقول تجارتی طریقوں کے خلاف تحفظ مل سکے (3) جہاں ممکن ہو۔ مقابلے کی قیمتوں پر مختلف طرح کی اشیاء وسروس تک پہنچ کا حق (4) سنوائی اور یقین دہانی کا حق تاکہ متعلقہ فورم میں صارفین کے مفاد پر مناسب سنوائی ہو۔ (5) غیر مناسب تجارت کے طریقوں واستحصال کے خلاف انصاف پانے کا حق اور (6) صارف تعلیم کا حق۔ (iv) ایکٹ میں مرکزی اور ریاستی سطح پر صارف تحفظ کونسل کے قیام کا اہتمام ہے۔ جن کا خاص مقصد صارفین کے حقوق کا تحفظ اور ان کو آگے بڑھانا ہے۔ (v) صارفین کی شکایتوں کے آسان سستے اور جلد حل کے لئے ایکٹ میں تین سطحوں پر صارف شکایت کو دور کرنے کے لئے نیم عدالتی انتظام کا اہتمام کیا گیا ہے یہ ہیں: قومی سطح پر قومی کمیشن کے نام سے قومی صارف تنازعہ تلافی کمیشن، ریاستی سطحوں پر ریاستی کمیشن کے نام سے صارف تنازعہ تلافی کمیشن اور (vi) ایکٹ کی شرائط، دوسرے نافذ قانون کے علاوہ ہیں۔

اس وقت ملک میں قومی کمیشن کے علاوہ ہر ایک ریاست اور یونین علاقے میں 32 ریاستی کمیشن، 569 ضلعی فورم کام کررہے ہیں۔ 3 مزید ریاستی کمیشن کی تشکیل چھتیس گڑھ، اترانچل اور جھارکھنڈ ریاستوں میں کی گئی ہے۔ ضلع فورم اور ریاستی کمیشنوں کا قیام ریاستی حکومتیں کرتی ہیں۔ جب کہ قومی کمیشن مرکزی حکومت کے ذریعہ قائم کیا گیا ہے۔ حکومت صارف انجمنوں اور میڈیا کے ذریعہ پیدا بیداری کی وجہ سے ان عدالتوں میں معاملوں کی تعداد دن بدن بڑھتی جارہی ہے۔

خوراک اور صارف معاملات کی وزارت، صارف عدالتوں کے ذریعہ حل کئے جانے والے معاملوں کی نگرانی کرتی ہے۔ اپنے قیام سے لے کر 30 دسمبر 2000 تک قومی کمیشنوں میں 21,356 معاملے داخل کئے جاچکے ہیں۔ جب کہ 11,841 معاملے حل کئے جاچکے ہیں۔ اسی طرح ریاستی کمیشنوں میں 2,08,795 معاملے داخل کئے گئے جب کہ 1,26,164 معاملے حل کیے گئے اور ضلعی فورم میں 14,39,800 معاملے داخل کئے گئے اور 11,95,174 معاملے حل کئے گئے۔ حکومت نے صارف عدالتوں کا بندوبست مضبوط کرنے کے لئے ریاستوں/یونین علاقوں کو 61.80 کروڑ روپے کی ایک مشت اعانت کی اسکیم شروع کی ہے۔ ہر ایک ریاستی کمیشن کو پچاس پچاس لاکھ روپے اور ضلعی فورم کو دس۔ دس لاکھ روپے اس اسکیم کے تحت چار قسطوں میں دیے گئے۔ 24 دسمبر کو ہر سال ''قومی یوم صارف'' کے طور پر منانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

صارف ویلفیئر فنڈ

صارف کی فلاح و بہبود کے تحفظ، صارف بیداری کو ترقی اور ملک میں خاص طور سے گاؤوں میں صارف تحریک کو مضبوط بنانے کے مقصد سے 1992 میں صارف ویلفیئر فنڈ بنایا گیا۔ اس میں عورتوں کی حصہ داری پر خاص زور دیا گیا ہے۔ مرکزی آبکاری اور نمک ایکٹ 1944 کے تحت محاصل محکمہ کے ذریعہ قائم اس فنڈ کو خوراک اور صارف معاملات کی وزارت چلاتی ہے۔ مرکزی حکومت کو مدد دینے کے مقصد سے مرکزی آبکاری اور نمک ایکٹ 1944 میں 1991 میں ترمیم کی گئی۔ ان فنڈوں میں ایسی رقم جمع کی جاتی ہے جسے مصنوعات بنانے والوں کو واپس نہیں کی جاتی۔

صارف ویلفیئر قوانین کے تحت تین سال سے صارف ویلفیئر سرگرمیوں میں لگی اور اس وقت کسی قانون کے تحت رجسٹرڈ کوئی ایجنسی رتنظیم، گاؤں رمنڈل رسمتی سطح پر کام کرنے والی صارف کارپوریٹیوز، صنعت، ریاستی حکومتیں وغیرہ اس فنڈ سے مالی امداد حاصل کرنے کی حقدار ہیں۔ مالی امداد خاص طور سے صارف میں بیداری پیدا کرنے، صارف تعلیم، اشاعتی سامان تیار کرنے، تربیت، تحقیق، تجربے کے لئے تجربہ گاہوں کا قیام، دیہی بیداری پر مبنی پراجیکٹس کے لئے دی جاتی ہے۔ ایک انفرادی عرضی پر امداد کی کل رقم پانچ لاکھ روپئے تک محدود ہوتی ہے اور 10 فیصد کا انتظام درخواست دینے والے کو کرنا پڑتا ہے۔ غیر معمولی معاملوں میں سو فیصد امداد پر بھی غور کیا جاسکتا ہے۔ مارچ 2001 تک صارف ویلفیئر فنڈ کو چلانے والی کمیٹی نے 4.44 کروڑ روپئے کی امداد کی 488 تجاویز کو منظوری دی تھی۔

حکومت نے 5 سال کی مدت میں ملک کے سبھی اضلاع میں ضلعی صارف اطلاعاتی مرکز (DCIC) قائم کرنے کی ایک اسکیم کو منظوری دی ہے۔ اس طرح کے سبھی مراکز کو 5 لاکھ روپے فراہم کرائے جائیں گے۔ ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو صلاح دی گئی ہے کہ وہ اس کے لیے اپنی تجاویز بھیجیں اور ابھی تک 18 تجاویز منظور کی گئی ہیں اور 22 تجاویز کی توثیق کی گئی ہے۔

ہندوستانی معیار بیورو

پیداوار، مال، جانچ طریقۂ کار، خدمات وغیرہ پر قومی معیار تیار کرنے کے لیے حکومت ہند کی ایک تجویز کے تحت 6 جنوری 1947 کو ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کے طور پر ہندوستانی معیار بیورو وجود میں آیا۔ اس بندوبست کو 26 نومبر 1986 کو پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے ذریعے قانونی درجہ دیا گیا۔ یکم اپریل 1987 کو ہندوستانی معیار بیورو، قومی معیارات ادارہ کی شکل میں سامنے آیا۔

ہندوستانی معیار بیورو حکومت ہند کی قومی معیار تنظیم ہے۔ اس کے اہم کاموں میں معیار تیار کرنا اور انہیں نافذ کرنا، مصنوعات اور کوالٹی نظام دونوں ہی کے لئے تصدیق اسکیم چلانا، صارفین میں بیداری پیدا کرنا، تجربے کے لئے تجربہ گاہوں کا قیام و انتظام اور بین الاقوامی معیار تنظیموں کے ساتھ قریبی تعلقات بنائے رکھنا شامل ہیں۔ ہندوستانی معیار بیورو کا ہیڈ کوارٹر دہلی میں ہے اور 5 علاقائی دفاتر کلکتہ، چنڈی گڑھ، ممبئی، دلی اور چنئی میں ہیں اور ملک میں مختلف جگہوں پر 18 برانچ آفس ہیں۔ بیورو کی تکنیکی کمیٹیوں کے ممبر کی صورت میں 26,000 سے بھی زیادہ تکنیکی ماہرین شامل ہیں۔ جن کی مدد سے ضرورت پر مبنی معیار تیار کئے جاتے ہیں۔ بیورو میں معیار بندی پراجیکٹس کی صحیح طریقے سے جانچ پڑتال کی جاتی ہے تاکہ ان کی افادیت کو یقینی بنایا جاسکے۔ 2000-2001 کے دوران 300 معیار تیار کئے گئے۔ اس وقت معیشت کے اہم حصوں کے لئے 17,600 ہندوستانی معیار دستیاب ہیں جو صنعت کو اپنی پیدا شدہ اشیاء و خدمات کا معیار بہتر بنانے میں مدد کرتے ہیں۔ بیورو نے 3,600 سے زیادہ ہندوستانی معیار کو بین الاقوامی معیار اور یورپی یونین کے معیار کے ہم آہنگ ربرابر بنایا ہے تاکہ عالمی اور یورپی بازاروں میں ہندوستانی برآمد میں آسانی ہو۔

بیورو کی مصنوعات تصدیق مارک اسکیم سے صارفین کو قومی معیار کے مطابق کوالٹی کی تصدیق ہوتی ہے۔ چالو لائسنس کی تعداد 31 مارچ 2001 کو 15,083 تک پہنچ گئی جن میں خوراکی اشیاء سے لے کر الکٹرانک تک کی 1000 مختلف اشیاء، ان لائسنس کے تحت آتی ہیں۔ بنیادی طور سے یہ اسکیم رضا کارانہ شکل کی ہے۔ لیکن کچھ مصنوعات کے بڑے پیمانے پر استعمال و تحفظ کو ذہن میں رکھتے ہوئے رسوئی گیس سلنڈروں، فولادی اشیاء بناسپتی، سیمنٹ، کھاد، خوراک میں ملائے جانے والے رنگ وغیرہ جیسی 133 اشیاء کے لئے اسے لازمی بنادیا گیا ہے۔ سال 2001-2000 کے دوران بیورو کے افسران نے معیاری نشانات کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے 23 تلاشی اور چھاپہ ماری مہم چلائی۔

بیورو کے بین الاقوامی کوالٹی نظام معیار (آئی۔ ایس۔ او۔ 9000 معیار) پر مبنی تصدیق اسکیم کے تحت 31 مارچ 2001 تک 747 لائسنس چالو تھے۔ کوالٹی نظام معیار، بیورو کی اسکیم کو مقبول بین الاقوامی نمائندہ بنانے والی تنظیم، نیدر لینڈ کی راڈ وور اکریڈیٹیائی (RVA) سے نمائندگی مل چکی ہے۔ ہندوستانی معیار بیورو نے HACCP مربوط کوالٹی نظام تصدیق بھی شروع کیا ہے جو کہ واحد آڈٹ کے ذریعے HACCP اور ISO 9000 کے لیے دوہرے مفاد کے ایوارڈ سرٹیفکٹ فراہم کراتا ہے، اس سے غذا اور غذائی ماحصل شعبے میں برآمد کنندگان کو مدد ملے گی۔ بیورو نے HACCP مربوط کوالٹی نظام تصدیق اسکیم کے تحت اب تک 23 لائسنس جاری کیے ہیں۔ جو کہ 23 تکنیکی شعبوں میں شہرت یافتہ ہے۔

زیادہ سرسبز ماحول کے تئیں بڑھتی ہوئی رائے عامہ کو دیکھتے ہوئے بیورو نے ماحول مینجمنٹ نظام (آئی۔ ایس۔ او 14,000 سیریز) سے متعلق آئی۔ ایس۔ او۔ معیار اپنائے ہیں اور ای۔ ایم۔ ایس (ماحول مینجمنٹ نظام) تصدیق کی شروعات کی ہے۔ اور 31 مارچ 2000 تک تقریباً 20 لائسنس جاری کئے گئے۔ ملک بھر میں بیورو کی آٹھ تجربہ گاہیں ہیں جو تصدیق شدہ اشیاء کی آزاد طریقے سے جانچ کرتی ہیں۔ سال کے دوران ان تجربہ گاہوں میں 30,000 نمونوں کی جانچ کی گئی۔

ہندوستانی معیار بیورو (ISO) اور بین الاقوامی الکٹروٹیکنیکل کمیشن (IEC) کا ممبر ہے۔ حکومت کی ہدایت پر ہندوستانی صنعت اور تجارت کو معیار، تصدیق اور تکنیکی قانون کے بارے میں عالمی سطح پر اطلاعات فراہم کرنے کے لئے بیورو ''گیٹ'' عالمی تجارت تنظیم (WTO) کے تحت مرکزی پوچھ تاچھ پوائنٹ کے طور پر کام کر رہا ہے۔

بیورو کے ذریعہ چلائے جارہے، راجیو گاندھی قومی کوالٹی انعام، منوفیکچررس میں مقابلے کا احساس پیدا کرنے کے مقصد سے 1991 میں قائم کیا گیا تھا۔ 1999 کے انعامات کو آخری شکل فراہم کردی گئی ہے۔

بیورو ملک میں واحد ایجنسی ہے جسے ہندوستانی معیار بیورو ایکٹ 1986 کے تحت حکومت ہند نے ہندوستانی معیاروں کے مطابق زیورات پر نشان لگانے کے لئے نامزد کیا ہے۔

ہندوستانی معیار بیورو نے قدرتی معدنی پانی کے لیے IS-13428:1998 اور ڈبہ بند پینے کے قابل پانی کے لیے 50 لائسنس اور قدرتی معدنی پانی کے لیے 3 لائسنس جاری کیے۔ بیورو نے درآمد شدہ اشیا کے لئے نئی توثیقی اسکیم شروع کی ہے۔ ان اسکیموں کا مقصد غیر ملکی ردر آمد شدہ مصنوعات کی توثیق میں مدد کرنا ہے اور یہ یقینی بنانا ہے کہ اشیا کے درآمد ہوتے وقت قومی معیاروں میں شامل کوالٹی معیار کو اپنایا جائے۔ غیر ملکی پیداکاروں کے لیے اس اسکیم کے تحت نیپال اور بھوٹان کے صنعتکاروں کو لائسنس جاری کیے جاچکے ہیں۔

ناپ تول کے معیار

ملک کو آزادی ملنے کے بعد ناپ تول نظام میں معیار کے متعلق اہم سدھار ہوا ہے۔ ناپ تول معیار ایکٹ 1956 کے تحت

میٹرک نظام پر مبنی ناپ تول کے یکساں معیار بنائے گئے۔ وزارت رسد عامہ اور صارف معاملات میں ناپ تول ڈائریکٹریٹ اس معاملے سے متعلق سبھی سرگرمیوں کو دیکھنے والی اہم ایجنسی ہے۔

بین الاقوامی نظام کی یونٹوں کا قیام اور اپنے قوانین کو بین الاقوامی طریقوں کے مطابق بنانے اور کچھ کمیوں کو دور کرنے کے لئے 1956 کے ایکٹ کے مقام پر ایک جامع قانون۔ ناپ تول معیار ایکٹ 1976 لایا گیا۔ نئے قانون میں دوسری باتوں کے علاوہ اشیاء کے ڈبہ بندی کے بارے میں قانون بنائے گئے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ پیکٹ میں بند اشیاء صارف کو فروخت کرتے وقت کوئی بے ایمانی نہ ہونے پائے۔ ڈبہ بند اشیاء ایکٹ کی شرطوں اور ناپ تول معیار (پیکجڈ اشیاء) قانون، 1977 جیسے متعلقہ قوانین ستمبر 1977 سے نافذ ہیں۔ پیکٹ بند اشیاء کے بارے میں ایکٹ کی شرطوں کے مطابق خردہ فروخت کے لئے پیکٹ بند ہر شے پر شے کا نام، تیار کرنے یا پیکٹ بند کرنے والے کا نام اور پتہ۔ شے کی حقیقی مقدار، پیکٹ بندی یا تیار کرنے کا مہینہ۔ سال اور قیمت وغیرہ لکھا ہونا ضروری ہے۔ خردہ فروخت قیمت کے لازمی اعلان میں ڈبے پر سبھی ٹیکسوں کو شامل کیا جاتا ہے۔ پیک کی ہوئی اشیاء قانون کے لئے ایک مستقل کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جو وقتاً فوقتاً وزارت میں ملنے والی مختلف ترمیمی تجاویز پر غور کرتی ہے اور مناسب مشورے دیتی ہے۔ ترمیم کو آخری شکل دینے سے پہلے کمیٹی متعلقہ وزارت، صارف تنظیموں، معیار اداروں اور دوسری متعلقہ تنظیموں سے صلاح کرتی ہے۔

1976 کے ایکٹ کی شرطوں کے تحت سبھی نئے بھاروں ناپوں کی جانچ تجربہ گاہوں سے کرانی ہوتی ہے اور اس کی پیداوار شروع کرنے سے پہلے ان کا ماڈل منظور کروانا ہوتا ہے۔ بھار اور ناپ (ماڈل منظوری) ایکٹ، 1987 نامی متعلقہ قانون 1987 سے نافذ ہے۔ 1976 کے ایکٹ کے تحت بنائے گئے دوسرے قوانین 1980، (2) ناپ اور بھار معیار (بین ریاستی تصدیق اور اسٹامپنگ) قانون، 1987، (3) بھار اور ناپ معیار (اعدادی) قانون 1987، (4) بھار اور ناپ کا معیار (عام) قانون، 1987 اور (5) بھار اور ناپ معیار (قومی معیار) قانون 1988۔

آئین کی 42 ویں ترمیم سے بھار اور ناپوں کے نفاذ کا معاملہ ریاستی فہرست سے متوازی فہرست میں آ گیا ہے۔ ملک بھر میں عمل درآمد میں یکسانیت کو یقینی بنانے کے لئے ایک مرکزی ایکٹ۔ بھار اور ناپ (عمل درآمد) ایکٹ، (1985 نافذ کیا گیا۔ اس ایکٹ میں تجارتی سودوں اور صنعتی پیداوار اور صحت عامہ کے تحفظ اور انسانی حفاظت سے متعلق کاموں میں استعمال کئے جانے والے بھار، ناپ اور بھار رناپ آلات کے بارے میں موثر قانونی کنٹرول کی شرائط شامل ہیں۔

ہندوستان بین الاقوامی لیگل میٹرولوجی کا ممبر ہے۔ اس تنظیم کا قیام لیگل میٹرولوجی (بھار اور ناپ) سے متعلق قوانین میں عالمی تجارت میں یکسانیت لانے کے لئے کی گئی تھی تاکہ بین الاقوامی تجارت ہموار طریقے سے اور عملی طور پر چل سکے۔ ریاستوں اور یونین علاقوں کے قانونی معیار کو احمد آباد، بھونیشور اور بنگلور میں واقع تین علاقائی۔ ریفرنس معیار تجربہ گاہوں کے ذریعہ اپنے علاقوں میں پیمانہ بند کیا جاتا ہے۔ یہ علاقائی صنعتوں کو بھی تجربہ گاہوں میں پیمانہ بندی کی سہولت اور خدمت فراہم کرتے ہیں۔ بھار اور ناپ آلات کے ماڈل منظوری ٹیسٹ کے لئے بھی یہ منظور شدہ تجربہ گاہیں ہیں۔ نویں پانچ سالہ منصوبے میں شمالی علاقے کے لئے ایک تجربہ گاہ فرید آباد میں اور شمالی مشرقی علاقے کے لئے ایک دوسری تجربہ گاہ گوہاٹی میں قائم کی جارہی ہے۔

رانچی میں واقع ہندوستانی میٹرولوجی ادارہ، لیگل میٹرولوجی کے قانونی اور اس سے متعلق مضامین کی تربیت دیتا ہے۔ ریاستوں کے عمل درآمد افسروں کے علاوہ کئی افریقی، ایشیائی اور لاطینی امریکہ کے ملکوں کے نمائندے ادارہ کے ذریعہ چلائے جانے والے پروگراموں میں حصہ لیتے ہیں۔ انسٹی ٹیوٹ نے حال ہی میں ریاستوں کی صارف تنازعات رفع کرنے والی ایجنسیوں کے غیر عدالتی ممبروں کو بھی تربیت دینا شروع کیا ہے۔

19۔توانائی

توانائی، اقتصادی ترقی اور زندگی کا معیار بہتر بنانے کے لئے ایک لازی وسیلہ ہے۔حکومت ہند کی توانائی،کوئلہ وپٹرولیم اور قدرتی گیس وزارتوں کو ذمہ داری سونپی گئی ہے۔کہ وہ سماج کی بڑھتی ہوئی توانائی کی ضرورتوں کی مناسب قیمت پر فراہمی کے لئے توانائی کے روایتی ذرائع کوفروغ دیں۔توانائی کے غیرروایتی رتبادل رنئے اورلائق تجدید ذرائع جیسے شمسی،ہوااور بایوتوانائی وغیرہ کے فروغ اور ترقی پر وزارت غیرتوانائی ذرائع مسلسل توجہ دے رہی ہے۔ملک میں دستیاب توانائی میں معنی خیز حصہ داری کے ایٹمی توانائی محکمہ کے ذریعہ توانائی ترقی کوتیز کیا جارہا ہے۔

بجلی

ہندوستان میں بجلی ترقی کی شروعات 19 ویں صدی کے اواخر میں ہوئی جب 1897 میں دارجلنگ میں بجلی کی فراہمی شروع ہوئی اوراس کے بعد 1902 میں کرناٹک کے شوسمدرم میں پن بجلی اسٹیشن لگایا گیا۔آزادی سے پہلے بجلی کی فراہمی خاص طور سے نجی سیکٹر کے ذریعہ کی جاتی تھی اوروہ بھی شہری علاقوں تک ہی محدود تھی۔بجلی (فراہمی) ایکٹ 1948 میں بنا۔پانچ سالہ منصوبے کے مختلف مراحل میں ریاستی بجلی بورڈوں کا قیام ملک بھر میں بجلی فراہمی صنعت کے منظم فروغ کی سمت میں ایک اہم قدم تھا۔ان کے کثیرالمقاصد پراجکٹس شروع ہوئے اورحرارتی ، پن اور ایٹمی توانائی اسٹیشنوں کے قیام کے بعد سے بجلی پیداوار میں اہم اضافہ ہوا۔

بجلی سے متعلق معاملہ ہندوستانی آئین کے ساتویں شیڈیول کی فہرست 3 میں 38 پر درج ہےاور متوازی معاملہ ہے۔ملک میں بجلی کے فروغ کا کام وزارت توانائی دیکھتی ہے۔وزارت کا کام صحیح منصوبہ بندی، پالیسی کی تشکیل،اصل کاری کے فیصلے کے لئے پراجیکٹوں کا مطالعہ،بجلی پراجیکٹوں کے عمل درآمد،تربیت اورافرادی قوت کے فروغ کی نگرانی،انتظامیہ اورحرارتی وپن بجلی، ترسیل وتقسیم کے متعلق قانون بنانا ہے۔

یہ وزارت ہندوستانی بجلی قانون، 1910 اور بجلی (سپلائی) ایکٹ 1948 اور بجلی ریگولیٹری کمیشن ایکٹ 1998 کے عملدرآمد کی ذمہ داری سنبھالتی ہے۔یہ حکومت کی پالیسی کے مقاصد کے مطابق وقتاً فوقتاً ضرورت کے مطابق ان قوانین میں ترمیم بھی کرتی ہے۔

مرکزی سیکٹر میں پیداوار اور ترسیل پراجیکٹوں کی تعمیر اور چلانے کا کام مرکزی سیکٹر توانائی کارپوریشن یعنی۔قومی حرارتی بجلی کارپوریشن (این۔ٹی۔پی۔سی) قومی پن بجلی کارپوریشن (این۔ایچ۔پی۔سی) شمال مشرقی بجلی کارپوریشن (این۔ای۔ای۔پی۔سی۔او) اور ہندوستانی بجلی گرڈ کارپوریشن لمیٹیڈ (پی۔جی۔سی۔آئی۔ایل) کوسونپا گیا ہے۔بجلی گرڈ مرکزی سیکٹر میں سبھی موجودہ اور مستقبل کے ترسیل پراجیکٹوں اور قومی بجلی گرڈ کی تعمیر کے لئے ذمہ دار ہے۔جوائنٹ وینچر سیکٹر کے دو توانائی کارپوریشن۔ناتھپا جھاکری توانائی کارپوریشن (NJPC) اورٹہری ہائیڈروڈیولپمنٹ کارپوریشن (THDC)،ناتھپا جھاکری پاور پراجیکٹ (ہماچل پردیش) اورٹہری ہائیڈرو کمپلکس (اترانچل) کے لیے بالترتیب ذمہ دار ہیں۔دو قانونی ادارے۔

دامودر گھاٹی کارپوریشن (DVC) اور بھاکڑا ویاس مینجمنٹ بورڈ (بی۔ بی۔ ایم۔ بی) وزارت توانائی کے انتظامی کنٹرول میں ہیں۔ وزارت توانائی کے تحت دیہی الیکٹریفکیشن کارپوریشن (آر۔ ای۔ سی) دیہی الیکٹریفکیشن کے لئے مالی امداد فراہم کراتا ہے۔ بجلی مالی کارپوریشن (پی۔ ایف۔ سی) توانائی سیکٹر کے پراجیکٹوں کو معیاری مالی امداد دیتا ہے۔ اس کے علاوہ خود مختار تنظیمیں (سوسائٹیز) یعنی مرکزی بجلی تحقیق ادارہ (سی۔ پی۔ آر۔ آئی۔) قومی بجلی تربیتی ادارہ (این۔ پی۔ ٹی۔ آئی) اور توانائی مینجمنٹ سینٹر (ای۔ ایم۔ سی) بھی وزارت توانائی کے انتظامی کنٹرول میں ہیں۔ نجی سیکٹر کے بڑے بجلی پراجیکٹوں کی مدد کے لیے پاور ٹریڈنگ کارپوریشن کی تشکیل کی گئی ہے۔ جو بجلی خریدنے کے معاہدے (PPA) کو قطعی شکل فراہم کرنے والی واحد تنظیم ہے۔

ملک میں 1947 میں صرف 1,400 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت تھی جو کہ 2000-2001 کے آخر تک بڑھ کر 1,01,153.60 میگاواٹ ہوگئی جس میں سے 25,219.55 میگاواٹ پن بجلی 71,906.42 میگاواٹ حرارتی گیس اور ڈیزل ملا کر 1,269.63 میگاواٹ ہوا اور 2,758 میگاواٹ ایٹمی ذرائع سے حاصل ہوتی ہے۔ سال 2001-2002 کے لیے صلاحیت میں اضافے کا پروگرام 4,764.70 میگاواٹ کا رکھا گیا ہے۔ 01-2000 میں 499.450 ارب یونٹ رہا۔ جس میں 408.208 ارب یونٹ حرارتی توانائی 74.346 ارب یونٹ آبی توانائی اور 16.896 ارب یونٹ ایٹمی بجلی کا حصہ تھا۔ سال 2001-2002 کے لئے 503 ارب یونٹ بجلی پیداوار کا نشانہ رکھا گیا ہے۔ پلانٹ لوڈ فیکٹری میں پچھلے کچھ سالوں سے مسلسل ترقی ہوئی ہے اور یہ 2000-2001 میں 69 فی صد ہوگئی ہے جب کہ 1990-1991 میں یہ 69 فی صد ہی تھی۔ سال 2000-2001 میں اسکا ہدف 69 فی صد رہی۔

قومی بجلی گرڈ

مرکزی حکومت نے 1980 میں اصولی طور پر اپنی ملکیت اور کنٹرول میں قومی پاور گرڈ کے قیام کو منظوری دی تھی۔ بھارتی پاور گرڈ کارپوریشن لمیٹڈ کو قومی پاور گرڈ کو فروغ دینے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ قومی پاور گرڈ کے مرحلہ وار فروغ کے لیے کئی اسکیمیں بنائی گئی ہیں۔ علاقائی گریڈوں کے چلانے کے سلسلے میں پیرامیٹر میں تغیر کو دیکھتے ہوئے شروع میں HVDC بین ربط کی اسکیم بنائی گئی تاکہ شمالی، مغربی، جنوبی اور مشرقی علاقوں کو آپس میں جوڑا جا سکے (مشرقی اور مشرق شمالی علاقوں کو AC لائنوں کے ساتھ پہلے ہی جوڑا جا چکا ہے)۔ بین علاقائی روابط کے ذریعے (وندھیاچل پر 500 میگاواٹ HVDC بیک ٹو بیک)، مغرب اور جنوب (1000 میگاواٹ)، (چندر پور میں HVDC بیک ٹو بیک)، مشرق اور جنوب (گازووا کا میں 500 میگا واٹ HVDC بیک ٹو بیک) کے درمیان عمل درآمد ہو رہا ہے۔

اس کے علاوہ کئی بین علاقائی AC لنک (سرکاری ملکیت والے) ہیں جن کا موجودہ طور پر علاقوں کے درمیان بجلی کے لین دین کے لیے ریڈیل موڈ میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ بعد میں اعلیٰ صلاحیت HVDC اور EHVAC لائنوں پر مشتمل ہائی برڈ سسٹم کے ذریعے قومی گرڈ کو مضبوط بنایا جائے گا۔ بین علاقائی منتقلی صلاحیت آج 4,350 MW ہوگئی ہے۔ مقررہ پروگرام کے مطابق سال 2002 تک مشرق شمالی سا سارام HVDC انٹر کنکشن کی تعمیر پوری ہو جانے کے بعد قومی پاور گرڈ کا بنیادی ڈھانچہ بن کر تیار ہو جائے گا۔ تب تک بین علاقائی بجلی منتقلی صلاحیت بڑھ کر 4,850 MW پر پہنچ جائیں گی۔ ٹرانسمیشن ہائی ویز کے ساتھ مختلف بین علاقائی AC اور HVDC لنکوں کے قیام سے بین علاقائی بجلی منتقلی صلاحیت کو سال 2001 تک بڑھا کر 23,400 اور 2012 تک 30,000 میگاواٹ پر پہنچانے کی اسکیم ہے۔

مرکزی بجلی مقتدرہ (CENTRAL ELECTRICITY AUTHORITY)

مرکزی بجلی مقتدرہ (سی۔ای۔اے) ایک قانونی تنظیم ہے، جس کی تشکیل بجلی (سپلائی) ایکٹ 1948 کی دفعہ 3(1) کے تحت کی گئی ہے۔ اسے 1951 میں جز وقتی تنظیم کے طور پر قائم کیا گیا تھا اور اسے 1975 میں کل وقتی تنظیم بنا دیا گیا۔ یہ وزارت توانائی، حکومت ہند کا متعلقہ دفتر ہے۔ سبھی تکنیکی، مالی اور اقتصادی معاملوں میں سی۔ای۔اے۔ وزارت توانائی کی مدد کرتا ہے۔ سی۔ای۔اے پر تکنیکی رابطے اور پروگراموں کی نگرانی کی ذمہ داری اور کئی قانونی کام بھی سونپے گئے ہیں۔

سی۔ای۔اے کو خاص طور سے قومی بجلی وسائل کے کنٹرول اور استعمال، بجلی اسکیموں کے تکنیکی و تجارتی تجزیے۔ بجلی کے مختلف میدان میں اعداد و شمار کو جمع کرنے، ملازموں کی تربیت اور بجلی سے متعلق معاملوں کی تحقیق کو فروغ دینے کے بارے میں مضبوط، بہتر اور ایک یکساں قومی بجلی پالیسی کے فروغ، بجلی ترقی کے لئے مختصر مدتی اور ایک بہتر تناظر میں منصوبہ تیار کرنے اور متعلقہ بندی ایجنسیوں کی سرگرمیوں میں رابطے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

مرکزی بجلی ریگولیٹری کمیشن (CERC)

مرکزی بجلی ریگولیٹری کمیشن کی تشکیل جولائی 1998 میں کی گئی تھی۔ یہ بجلی سیکٹر کی نیم عدالتی تنظیم ہے۔ کمیشن کے کاموں میں مرکزی حکومت کی ملکیت اور نگرانی والی بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں کے محصول کو منضبط کرنا، بین ریاستی ٹرانسمیشن محصول کو منضبط کرنا، بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں اور اس کی ترسیل کرنے والی ایجنسیوں کے درمیان تنازعات کا تصفیہ کرنا شامل ہے۔ کمیشن نے دستیابی پر مبنی محصول (ABT) کے بارے میں بھی احکام جاری کیے ہیں۔ بجلی قانون (ترمیم) ایکٹ 1998 میں CERC کے ذریعے ٹرانسمیشن لائسنس جاری کرنے کا اہتمام ہے۔ اس اہتمام کی پابندی کرتے ہوئے کمیشن نے سبھی فریق کے خیالات جاننے کے لیے ٹرانسمیشن لائسنس ڈاکومنٹ جاری کیا ہے۔

بجلی سیکٹر میں اصلاح اور تشکیل نو

ہندوستان میں بجلی سیکٹر مختلف مسائل سے گھرا ہوا ہے اور اس وجہ سے توانائی کی مسلسل بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے میں مشکلیں آ رہی ہیں۔ اہتمام و انتظام و اختیارات اور مختلف ضابطوں اور ریاستی بجلی بورڈوں کے غیر معقول ڈھانچے کی وجہ سے یہ بجلی بورڈ وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی ضرورتوں کو پورا نہیں کر پا رہے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر بھاری خسارے میں چل رہے ہیں۔ اور انہیں بڑی ہی توانائی سیکٹر ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ مختلف مسائل کی وجہ سے ہی توانائی سیکٹر میں ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ حکومت ہند ملک میں اصلاحی عمل شروع کرنے اور ان کی رفتار بڑھانے میں محرک کا کردار ادا کرتی ہے۔ مختصراً اصلاحی حالت کو مندرجہ ذیل طور پر بیان کیا جا سکتا ہے۔

ملک میں حال ہی میں اصلاح اور باز ساختی عمل تیزی سے آگے بڑھا ہے۔ 3 مارچ 2001 کو وزیر اعظم کی صدارت میں ہوئی وزرائے اعلیٰ/ وزرائے توانائی کی میٹنگ میں اصلاحات اور ان سے متعلق مسائل پر غور کیا گیا اور مقررہ وقت پر نتائج حاصل کرنے کے لیے ایک ایجنڈا منظور کیا گیا۔ کانفرنس میں منظور کی گئی کچھ اہم قرار داد ہیں: (i) وزیر اعظم کی گرامودے یوجناء کے تحت دیہی بجلی کاری کو بنیادی خدمات سمجھا جانا چاہیے۔ (ii) دسویں پنج سالہ منصوبے کے آخر تک دیہی بجلی کاری کے کام کو مکمل کر لیا جانا چاہیے (iii) گیارہویں پنج سالہ منصوبے کے آخر تک سبھی گھروں کو بجلی فراہمی کے دائرے میں لے آنا، (iv) سبھی KV فیڈرس کے لیے توانائی جانچ پرکھ لازمی بنانا (v) دسمبر 2001 تک میٹر لگانے کا کام پورا کرنا (vi) مرکز اور ریاستوں کی سطح پر ریگولیٹری کمیشنوں کے ذریعے محصول کا تعین (vii) زراعت کے لیے بجلی کا محصول کم از کم 50 پیسے فی یونٹ ہو (viii) مانگ کے

ضمن میں انتظامی پروگرام جیسے توانائی کے لحاظ سے کفایتی بلبوں، ٹیوب لائٹوں، زرعی پمپ سیٹوں کا استعمال اور مصروف اور غیر مصروف اوقات کے لیے الگ الگ شرح سے محصول وصول کرنے کے لیے میٹرنگا نا۔

مرکزی ریگولیٹری کمیشن نے پوری طرح کام کرنا شروع کر دیا ہے، جس کی تشکیل مسابقت، کارکردگی اور بلک بجلی بازاروں میں کفایت کو بڑھاوا دینے، فراہمی کی کوالٹی میں بہتری، سرمایہ کاری کے لیے حوصلہ افزائی اور مانگ۔ فراہمی کی خلا کو پر کرنا اور صارفین کے مفاد کی حفاظت کے لیے ادارہ جاتی رکاوٹوں کو دور کرنے کے بارے میں حکومت کو صلاح دینے کے لیے کیا گیا تھا۔

بجلی (فراہمی) ایکٹ کے سیکشن A 43 کے سب سیکشن 2 کو 11 ستمبر 2000 سے ہٹا دیئے جانے کے ساتھ آندھرا پردیش، کرناٹک، اتر پردیش، مغربی بنگال، مدھیہ پردیش اور دہلی کے ریاستی بجلی ریگولیٹری کمیشن اب اپنے دائرہ اختیار کے محصول تعین کے اختیارات کو موثر طریقے سے استعمال کر رہے ہیں۔

وزارت توانائی نے تعین وقت کے طریقہ کار کے ذریعے اصلاحات لاگو کیے جانے کے بارے میں زیادہ تر ریاستوں کے ساتھ معاہدوں کے عرضداشت پر دستخط کیے ہیں۔ ریاستوں کے ذریعے یہ اصلاح حکومت ہند کی مخصوص مالیاتی اور تکنیکی مدد سے نافذ کیے جائیں گے۔ مرکزی امداد میں دیگر باتوں کے علاوہ درج ذیل تدابیر بھی شامل کی گئی ہیں: (i) سرعتی بجلی فروغ پروگرام (APDP) کے ذریعے ٹرانسمیشن اور تقسیمی نٹ ورک میں اصلاح کے لیے مدد فراہم کرنا، جس میں توانائی کا حساب رکھنے اور حرارت/ پن بجلی پیدا کرنے والی اکائیوں میں میٹرنگانے اور ان کی تجدید اور جدید کاری کے لیے امداد فراہم کرنا شامل ہے۔ (ii) اضافی بجلی کا اہتمام (a) مرکزی بجلی گھروں سے اضافی بجلی کی تقسیم (b) CPSU کے ذریعے بجلی پیدا کرنے کی نئی صلاحیت کا فروغ (iii) ضروری بین ریاستی ٹرانسمیشن لائنوں کا اہتمام اور کچھ چنندہ بین ریاستی لائنوں کا کام PGCIL کے ذریعے شروع کیے جانے کی ذمہ داری لینا (iv) مطلوبہ معیارات میں رعایت کے لیے PFC کے ذریعے اضافی رقم دستیاب کرنے کا اہتمام (v) عبوری موت میں ساختی تطابق کے لیے مالی تعاون۔

بجلی ریگولیٹری کمیشن (ترمیم) بل 1999 کو لوک سبھا کے ذریعے اپریل 2001 میں پاس کر دیا گیا۔ اس سے دو یا زیادہ ریاستوں/ مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے لیے مشترکہ بجلی ریگولیٹری کمیشن بنایا جائے گا۔

دیہی الکٹریفکیشن

دیہی الکٹریفکیشن میں دو طرح کے پروگراموں کے لئے بجلی فراہمی شامل ہے۔ (الف) پیداوار سے متعلق سرگرمیاں جیسے چھوٹی آبپاشی، دیہی صنعت وغیرہ اور (ب) گاؤوں میں بجلی پہنچانا۔ دیہی الکٹریفکیشن پروگراموں کا تعین اور تکمیل ریاستی بجلی بورڈ ریاستی حکومت کے محکمے کرتے ہیں۔ دیہی الکٹریفکیشن کے تحت 5,87,258 گاؤں میں سے 5,08,065 گاؤوں کا الکٹریفکیشن ہو چکا ہے۔ اسی طرح ایک کروڑ 95 لاکھ پمپ سیٹوں کے الکٹریفکیشن کرنے کے ہدف کے مقابلے مارچ 2001 تک ایک کروڑ 27 لاکھ 67 ہزار 681 پمپوں کا الکٹریفکیشن ہو چکا ہے۔ کٹیر جیوتی، پروگرام کے تحت 43.5 لاکھ سنگل کنکشن فراہم کئے گئے ہیں۔ دیہی علاقوں میں غریبی لائن کے نیچے زندگی گزارنے والے لوگوں کے لیے مارچ 2001 تک 2 ارب 61 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

بجلی تجارت

بڑے بجلی پراجیکٹوں کے فروغ کو بڑھاوا دینے اور زیادہ بجلی وسائل کے مقامات سے الگ الگ وقت پر بجلی کی کمی والے

علاقوں میں بجلی منتقل کر کے موجودہ وسائل سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے لیے عوامی سیکٹر کے اداروں اور دیگر اداروں کی ایکویٹی شراکت سے انڈین بجلی ٹریڈنگ کارپوریشن لمیٹڈ کا قیام ہوا۔ کارپوریشن پڑوسی ملکوں سے بجلی کے لین دین کے لیے ایک نوڈل ایجنسی کے طور پر کام کرے گا۔

عوامی سیکٹر انڈر ٹیکنگ اور دوسری تنظیمیں

قومی حرارتی توانائی کارپوریشن

قومی حرارتی توانائی کارپوریشن (NTPC) نئی دہلی کا قیام حرارتی توانائی کے فروغ کے لئے مرکزی سیکٹر کی بجلی پیدا کرنے والی کمپنی کی شکل میں 1975 میں ہوا۔ این۔ٹی۔پی۔سی شیڈیول 'A' ''نورتن'' کمپنی ہے، جس میں 44,957.87 کروڑ روپے کی کل منظور شدہ اصل کاری ہے۔ این۔ٹی۔پی۔سی کی 22,955 میگاواٹ منظور شدہ صلاحیت ہے اور 19,435 میگاواٹ کی نصب شدہ صلاحیت ہے۔ جو کل ہند حرارتی توانائی صلاحیت کی تقریباً 27 فیصد ہے۔ اس وقت این۔ٹی۔پی۔سی کے پاس کوئلے پر مبنی 13 حرارتی توانائی پراجکٹس اور گیس رسیال ایندھن پر مبنی سات مشترکہ سائیکل پراجیکٹ ہیں۔ کارپوریشن نے سپر حرارتی توانائی پراجکٹس قائم کیے ہیں۔ یہ ہیں:- سنگرولی، رہند، وادری (اتر پردیش) کوربا (چھتیس گڈھ) وندھیاچل (ایم پی) رام گنڈم (آندھرا پردیش) فرکا (مغربی بنگال) کہل گاؤں (بہار) تلچر کانیہا (اڑیسہ)۔ کارپوریشن نے گیس پر مبنی 7 مشترکہ سائکل پراجکٹس کا بھی قیام کیا ہے۔ یہ ہیں۔ انتا (راجستھان)، اور یہ (اتر پردیش) دادری (اتر پردیش) کواس (گجرات) اور گندھار (گجرات)۔ اس کے علاوہ قومی حرارتی بجلی کارپوریشن نے اونچاہار حرارتی توانائی اسٹیشن (420 میگاواٹ) اور تلچر (اڑیسہ) کے حرارتی بجلی گھر (460 میگاواٹ) اور اتر پردیش کے ٹانڈہ میں 440 میگاواٹ اسٹیشن کی ذمہ داری بھی لی ہے۔ کارپوریشن نے اڑیسہ میں 2,000 میگاواٹ صلاحیت والی، تلچر کانیہا، 2، ٹی۔پی۔پی اور آندھرا پردیش میں سمہادری ٹی۔پی۔پی۔ 1,000 میگاواٹ صلاحیت والے بدر پور تھرمل پاور اسٹیشن کا 1978 سے منتظمہ اور مدھیہ پردیش کے کوریہ میں بالکو کے 270 میگاواٹ والے کیپٹو پاور پلانٹ کو بنانے اور اس کے انتظام کی ذمہ داری بھی N.T.P.C کی ہے۔

نویں منصوبے کی مدت (1997-2002) کے دوران این۔ٹی۔پی۔سی نے مارچ 2001 تک اپنی صلاحیت میں 2200 میگاواٹ کا اضافہ کر چکا ہے۔ حال ہی میں لاگو کی گئی اسکیم کے تحت N.T.P.C 2012 تک 40,000 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے والی کمپنی ہو جائے گی۔ NTPC نے کول باندھ ہائیڈرو پراجیکٹ (800 میگاواٹ) کو لاگو کرنے کے لیے ہماچل پردیش سرکار کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کیا ہے۔ کارپوریشن نے 2001-2000 کے دوران 3,612 کروڑ روپے (عارضی) کا منافع کمایا۔

قومی پن بجلی کارپوریشن

قومی پن بجلی کارپوریشن لمیٹڈ (NHPC) کا قیام 1975 میں ہوا۔ اس کا مقصد۔ مرکزی سیکٹر میں پن بجلی کی مکمل ترقی جن میں پن بجلی گھروں کی جانچ، تحقیق، ڈیزائن، تعمیر، چلانا و دیکھ ریکھ شامل ہے۔ حکومت ہند کی اس شیڈیول 'A' کمپنی کی پونجی 5,000 کروڑ روپے اور اصل کاری بنیاد 10,000 کروڑ روپے سے زیادہ کی ہے۔ کارپوریشن نے اب تک آٹھ پن بجلی پراجیکٹوں کی تعمیر کا کام پورا کیا ہے۔ یہ ہیں۔ بیراسیول (ہماچل پردیش) 198 میگاواٹ، لوکٹک (منی پور) 105 میگاواٹ، سلال پہلا مرحلہ (جموں و کشمیر) 345 میگاواٹ، سلال پہلا دوسرا مرحلہ (جموں و کشمیر) 345 میگاواٹ، ٹنک پور (اتر پردیش 120 میگاواٹ، چمیرا پہلا مرحلہ (ہماچل پردیش) 540 میگاواٹ یوڑی (جموں و کشمیر) 480 میگاواٹ اور رنگت مرحلہ 2 (سکم) 60 میگاواٹ۔ کارپوریشن کے پاس ان سبھی بجلی گھروں کو چلانے اور دیکھ بھال کی ذمہ داری ہے جن کی کل نصب شدہ صلاحیت

2,193 میگاواٹ ہے۔کارپوریشن نے 2002-2001 میں 9,580.75 لاکھ ایم یو بجلی کی پیداوار کی۔کارپوریشن نے نیپال میں دیوی گھاٹ پن بجلی پراجیکٹ (14 میگاواٹ) کی بھی تعمیر کی۔کارپوریشن اس وقت جموں وکشمیر میں ڈلہستی 390 میگاواٹ، ہماچل پردیش میں 300 میگاواٹ صلاحیت والی چمیرا مرحلہ II سکم میں 510 میگاواٹ تیستا مرحلہ-V منی پور میں 90 میگاواٹ کی لوک تک ڈاون اسٹریم اور جھارکھنڈ میں 710 میگاواٹ کی کویل کارو ایچ۔ای۔پی پن بجلی پراجیکٹ اور اتر پردیش میں دھولی گنگا پہلا مرحلہ 280 میگاواٹ پن بجلی پراجیکٹوں کا کام کررہا ہے۔ایجنسی کے طور پر اسے بھوٹان کے کوریچو پن بجلی پراجیکٹ (60 میگاواٹ) اور انڈمان نیکوبار جزائر میں کل پونگ پن بجلی پراجیکٹ (5.25 میگاواٹ) کی تعمیر کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

کارپوریشن کو جموں وکشمیر میں سات پراجیکٹ نافذ کرنے کا کام سونپا گیا ہے، جن کی متحدہ تنصیبی صلاحیت 2,798 میگاواٹ ہوگی۔NHPC نے 19,900 میگاواٹ صلاحیت والی سیانگ اور سبانسری تھالا پراجیکٹوں کے لیے تلاش اور جائزہ کا کام بھی شروع کیا ہے۔

وزارت توانائی نے کاویری پراجیکٹ کی تعمیر کے لیے بھی کارپوریشن کی شناخت ایک نوڈل ایجنسی کے طور پر کی ہے۔ہوا توانائی، چھوٹے/نہایت چھوٹے پن بجلی پراجیکٹوں اور ارضی حرارتی بجلی سے متعلق کام بھی کارپوریشن شامیانے کے طور پر کررہا ہے۔دسویں اور گیارہویں پنچ سالہ منصوبے کے تحت 1517 اور 4005 میگاواٹ اضافی صلاحیت کی تخلیق کا بھی ہدف ہے۔سال 2001-2000 کے دوران کارپوریشن نے کل 443.19 کروڑ روپے کا فائدہ کمایا ہے۔کارپوریشن نے پن بجلی توانائی کے میدان میں مشاورت کا کام بھی شروع کیا ہے۔

ہندوستانی توانائی گرڈ کارپوریشن لمیٹیڈ

ہندوستانی توانائی گرڈ لمیٹیڈ (پی۔جی۔سی۔آئی۔ایل) کو 23 اکتوبر 1989 کو کمپنی قانون 1956 کے تحت حکومت ہند کی لمیٹیڈ کمپنی کی شکل میں 5,000 کروڑ کے منظور شدہ سرمایہ کے ساتھ قائم کیا گیا۔کارپوریشن کا مقصد پختہ تجارتی اصولوں کی بنیاد پر علاقوں کے اندر اور علاقائی اور قومی سطح پر قابل اعتماد، محفوظ اور کم لاگت پر بجلی کی منتقلی کے لیے قومی وعلاقائی بجلی گرڈ کا قیام اور اس کو چلانا ہے۔اسے منی رتن کا درجہ بھی حاصل ہے۔

31 مارچ 2001 کو پاور گرڈ تقریباً 40,189 سرکٹ کلومیٹر لمبی لائینوں کو چلا رہا تھا۔ان میں 800 KV کی ٹرانسمیشن لائینیں 562 سرکٹ کلومیٹر، HVDC سسٹم کی 1630 سرکٹ کلومیٹر، 400 KV کی 29,070 سرکٹ کلومیٹر، 220 KV کی 7,099 سرکٹ کلومیٹر اور 132 KV کی 1,828 کلومیٹر لمبی لائینیں شامل تھیں۔ان کا آپریشن پاور گرڈ کے ذریعے 66 ذیلی مراکز کے ذریعے 33,230 MVA ٹرانسفارمیشن صلاحیت کے ساتھ کیا جارہا تھا۔پاور گرڈ کے ٹرانسمیشن نظام کی دستیابی 98 فی صد سے زیادہ برقرار ہے، جس کے لیے کارپوریشن نے بین الاقوامی خدمات کے معیار کے مطابق انعال اور رکھ رکھاؤ بنا رکھا ہے۔پاور گرڈ آج دنیا کی ''سب سے بڑی ٹرانسمیشن خدمات'' ہے۔حال ہی میں ملک میں کل پیدا بجلی کا تقریباً 40 فی صد پاور گرڈ ٹرانسمیشن نٹ ورک کو منتقل کیا جارہا ہے۔سال 2001-2000 میں کارپوریشن نے 2695.05 کروڑ روپے (عارضی) کا کاروبار کیا اور 692.19 کروڑ روپے (عارضی) کا منافع کمایا۔پاور گرڈ نے کشن پور۔موگا (سرکٹ-II) ناتھپا جھاکڑی۔عبداللہ پور، اگرتلہ۔کمارگھاٹ، جالندھر۔ہمیر پور، جالندھر۔دسویا وغیرہ، ٹرانسمیشن لائینوں سمیت کل 1172 سرکٹ کلومیٹر لمبی ٹرانسمیشن لائینیں شروع کی ہیں۔کارپوریشن نے جالندھر میں 1575 MVA ٹرانسفارمیشن صلاحیت کا ایک 400/220 KV سب اسٹیشن بھی شروع کیا ہے۔پاور گرڈ کی ٹھوس کوششوں کے باعث آل انڈیا سطح پر مختلف علاقوں کے درمیان توانائی لین دین 2000-1999 سے 7350 MU سے بڑھ کر 2001-2000 میں 8230 MU ہوگیا۔پاور گرڈ سارس ملکوں کے درمیان

باہمی روابط کے ذریعے توانائی مبادلہ، مختلف وسائل کا مناسب استعمال اور لوڈ پیٹرن کو فروغ دے کر سارک گرڈ کی ترقی میں اہم ترغیبی کردار ادا کر رہا ہے۔

دیہی الکٹریفکیشن کارپوریشن لمیٹڈ

دیہی الکٹریفکیشن کارپوریشن کو 1969 میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کا اہم نشانہ ملک میں دیہی الکٹریفکیشن کے کام کو مالی امداد فراہم کرنا ہے۔ آر ای سی کو 1992 میں کمپنی قانون کی دفعہ A-4 کے تحت عوامی مالی ادارہ قرار دیا گیا۔ کارپوریشن کی مالی امداد سے دیہی الکٹریفکیشن کام میں قبائلی گاؤں اور دلت بستیوں سمیت گاؤں کے الکٹریفکیشن، پمپ سیٹوں اور زراعت پر مبنی چھوٹی اور دیہی صنعتوں کو بجلی اور دیہی رہائشی گھروں اور سڑک پر روشنی کے لئے بجلی فراہم کرائی جاتی ہے۔ ترسیل اور تقسیم کے بندوبست کو مضبوط کرنے اور ان میں بہتری لانے کے لئے اور ساتھ ہی ہوا کی توانائی اور پن بجلی جیسے چھوٹے بجلی پیدا کرنے والے پراجکٹوں کے واسطے کارپوریشن ریاستی بجلی بورڈوں کو امداد دیتا ہے۔ آر ای سی شیڈیول 'B' تنظیم ہے۔

2000-2001 کے دوران آر ای سی نے دلت بستیوں اور چھوٹے گاؤں کے الکٹریفکیشن اور دوسری خدمات کے بجلی اہتمام کے لئے 6,308 کروڑ روپے کی قرض امداد منظور کی اور اس میں سے 4,109 کروڑ روپے تقسیم کیے۔ کارپوریشن نے مارچ 2001 تک 28,589 کروڑ روپے کی قرض امداد کو منظوری دے چکا تھا، جس میں سے 20,072 کروڑ روپے تقسیم کیے جا چکے تھے۔ سال 2000-2001 میں 3,582 کروڑ روپے کی قرض وصولی کی گئی۔ سال کے دوران کارپوریشن نے 453 کروڑ روپے کا خالص منافع کمایا۔

توانائی مالی کارپوریشن لمیٹیڈ

توانائی مالی کارپوریشن لمیٹیڈ نئی دہلی کی تشکیل کمپنی ایکٹ، 1956 کے تحت 16 جولائی 1986 کو ہوئی اور اگست 1990 میں اسے عوامی مال ادارہ قرار دیا گیا۔ اس کے اہم کاموں میں بجلی پیدا کرنے والے پراجیکٹوں، ترسیل اور تقسیم، بجلی پلانٹوں کی درستی اور تجدید، نظام میں سدھار اور توانائی تحفظ پروگرام، سامان اصل کی دیکھ ریکھ و مرمت کے لئے مالی امداد فراہم کرنا ہے۔

کارپوریشن کا منظور سرمایہ حصص 2,000 کروڑ روپئے کا اور ادا شدہ سرمایہ 1,035.45 کروڑ روپئے کا ہے۔ 31 مارچ 2001 تک کارپوریشن توانائی سیکٹر کو 30,674 کروڑ روپئے کا قرض منظور کر چکا تھا اور 19,222 کروڑ روپئے مہیا کر چکا ہے۔ اپنے مالی کاموں کی شروعات سے ہی کارپوریشن لگاتار منافع حاصل کر رہا ہے۔ سال 2000-2001 کے لئے کارپوریشن کا ٹیکس کے بعد 604 کروڑ روپئے منافع کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ کارپوریشن 1993-94 سے ہر سال حکومت کے ساتھ اقرار ناموں پر دستخط بھی کرتا آرہا ہے۔ 2000-2001 کے دوران کارپوریشن نے 7,706 کروڑ روپئے کی منظوری دی، جب کہ اصل تقسیم 3,230 کروڑ روپے رہی۔

شمال مشرقی توانائی کارپوریشن

بجلی پیدا کرنے والے پراجیکٹوں کی ترقی سے شمال مشرقی علاقے کی بجلی کی پیداوار کی صلاحیت سے فائدہ اٹھانے کے مقصد سے 1976 میں کمپنی ایکٹ کے تحت شمال مشرقی بجلی کارپوریشن لمیٹیڈ (NEEPCO)، شیلانگ میں قائم کیا گیا۔ NEEPCO شیڈیول 'B' کی تنظیم ہے، جس کا بااختیار سرمایہ حصص 25 سو کروڑ روپے ہے۔ شمال مشرق کی سبھی ریاستوں میں کارپوریشن کے جو پراجیکٹ چل رہے ہیں وہ یہ ہیں: کوپلی جرن -- 1 (150 میگاواٹ) آسام، کوپلی -1 توسیع (100

میگاواٹ) آسام، آسام گیس پر مبنی متحدہ سائیکل بجلی پراجیکٹ، کاٹھلگوی (291 MU)، آسام اور اگرتلہ گیس پر مبنی بجلی پراجیکٹ (84 میگاواٹ) تریپورہ اور دویانگ پن بجلی پراجیکٹ (75 میگاواٹ)، ناگالینڈ۔ ان بجلی گھروں سے سالانہ 2000-2001 کے دوران تقریباً 256 کروڑ یونٹ توانائی پیدا کی گئی۔ کارپوریشن رانگانندی پن بجلی پراجیکٹ (405 میگاواٹ)، اروناچل پردیش، تویترل پن بجلی پراجیکٹ (60 میگاواٹ) میزورم اور کوپولی پن بجلی پراجیکٹ مرحلہ-II (25 میگاواٹ آسام کو بھی چلا رہا ہے۔ رانگانندی پن بجلی پراجیکٹ کی 135-135 میگاواٹ کی اکائیاں مارچ 2002 تک شروع کرنے کا پروگرام طے کیا گیا ہے۔ کارپوریشن نویں پنج سالہ منصوبے کے تحت اروناچل پردیش میں کامنگ پن بجلی پراجیکٹ (600 میگاواٹ)، میزورم میں توئی وئی پراجیکٹ (210 میگاواٹ) منی پور میں تپائی کھ پن بجلی پراجیکٹ (150 میگاواٹ)، آسام میں لورکوپری پن بجلی پراجیکٹ (150 میگاواٹ) تریپورہ میں تریپورہ گیس پر مبنی پراجیکٹ (500 MV) اور اروناچل پردیش میں رانگانندی پر پن بجلی پراجیکٹ مرحلہ-2 (180 MW) کا کام بھی شروع کرنے پر غور کر رہا ہے۔

ناتھپا جھاکڑی توانائی کارپوریشن لمیٹڈ

ناتھپا جھاکڑی توانائی کارپوریشن لمیٹڈ (NJHPC) شملہ (ہماچل پردیش) کا قیام حکومت ہند اور حکومت ہماچل پردیش کے مشترکہ کاروباری ادارے کی شکل میں عمل میں آیا۔ جس میں دونوں کی حصہ داری 3:1 کے تناسب سے تھی۔ اس کا مقصد 6×250 میگاواٹ کے ناتھپا جھاکڑی پن بجلی کو تیار کرنا ہے۔ این۔ جے۔ پی۔ سی کی حصص پونجی 4,500 کروڑ روپے ہے۔

اس پروجیکٹ کی منظوری اپریل 1989 میں دی گئی تھی کارپوریشن ہماچل پردیش میں ستلج ندی کے بیسن میں پن بجلی اسکیموں کو تیار کرنا ان کی حوصلہ افزائی کرنا، تحقیقی اداروں کا قیام عمل میں لانا انہیں چلانا اور ان کی دیکھ بھال کرنا ہے۔ یہ پروجیکٹ ستلج ندی کے بالائی حصوں میں پن بجلی صلاحیت کو زیر استعمال لانے کے لئے ہے۔ چالو ہو جانے پر اس پروجیکٹ سے ہر سال 67,000 لاکھ یونٹ بجلی پیدا کی جاسکے گی یہ شمالی گرڈ کو 1,500 میگاواٹ قیمتی پیکنگ بجلی دے گا۔ پراجیکٹ کے 2003 میں شروع کیے جانے کی اسکیم ہے۔ کارپوریشن ستلج بیسن میں اور بھی پراجیکٹ شروع کرنے کی اسکیم بنا رہا ہے۔

ٹہری پن بجلی ترقی کارپوریشن

ٹہری پن بجلی ترقی کارپوریشن، ٹہری گڑھوال، اتر پردیش کا قیام 12 جولائی 1988 کو حکومت ہند اور اتر پردیش حکومت کے جوائنٹ وینچر کی صورت میں کیا گیا۔ اسکا مقصد ٹہری پن بجلی پراجکٹ (2,400 میگاواٹ) کی تعمیر حکومت کے ذریعہ ذمہ داری سونپنے پر بھاگیرتھی، بھلنگنا گھاٹی میں دوسرے پن بجلی مقامات / پراجکٹوں کی ترقی اور اس کے استعمال کے لئے منصوبے بنانا اور انہیں عملی شکل دینا ہے۔ کارپوریشن کے منظور سرمایہ حصص 2,000 کروڑ روپے ہے۔

ٹہری توانائی کمپلکس کے تحت 260.5 میٹر اونچا چٹانوں سے بنا ٹہری باندھ اور 1000 میگاواٹ کا پن بجلی پلانٹ (کمپلکس کا مرحلہ-1)، ٹہری میں 1000 میگاواٹ کا ٹہری پمپ اسٹوریج پلانٹ اور 975 میٹر اونچا کنکریٹ باندھ اور کوٹیشور میں 400 میگاواٹ پن بجلی پلانٹ، ساتھ میں بجلی خارج کرنے کے لیے 800 KV ایسوسیٹیڈ ٹرانسمیشن سسٹم شامل ہے۔

یہ پراجیکٹ ہر سال 650 کروڑ یونٹ بجلی پیدا کرے گا اور 2.07 لاکھ ہیکٹر اضافی زمین کو آبپاشی کی سہولیات فراہم کرے گا اس کے علاوہ 6.04 لاکھ ہیکٹر زمین میں موجودہ آبپاشی سہولیات کو اور بہتر بنایا جاسکے گا۔ اس پراجیکٹ کے ذریعے دلی، اترانچل اور اتر پردیش کے گاؤں میں پینے کے پانی کی سہولت مہیا کرائی جاسکے گی۔

داموودر گھاٹی کارپوریشن

حکومت ہند کا پہلا کثیر القاصد ندی گھاٹی پراجکٹ، کلکتہ کی داموودر گھاٹی کارپوریشن کا قیام، بہار اور مغربی بنگال ریاستوں میں پھیلی داموودر گھاٹی کی یکساں ترقی کے مقصد سے 7 جولائی 1948 کو داموودر گھاٹی کارپوریشن ایکٹ (1948 کا 14 واں) کے تحت عمل میں آیا تھا۔ کارپوریشن کے مقاصد سیلاب کنٹرول اور آبپاشی، بجلی پیداوار و تقسیم، مٹی تحفظ، داموودر گھاٹی علاقے کے رہنے والوں کی سماجی و اقتصادی فلاح و بہبود شامل ہیں۔ کارپوریشن کے اہم پراجکٹوں میں چار ڈیم مائتھان، پنچیٹ، تلیا اور کونار ہیں، جن میں کونار کو چھوڑ کر باقی باندھوں کے ساتھ پن بجلی گھر بھی جڑے ہوئے ہیں۔ بوکارو 'A' بوکارو 'B' چندر پورہ اور درگا پور میجیا میں حرارتی بجلی گھر اور مائتھان میں ایک گیس ٹربائن اسٹیشن بھی شامل ہیں۔ جھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے ریاستی بجلی بورڈوں کے علاوہ، یہ کارپوریشن کوئلہ کانوں، فولاد پلانٹوں، ریلوں و دوسری بڑی صنعتوں کو بجلی فراہم کرتا ہے۔ اس کے نظام ترسیل کی کل لمبائی 5,441.97 سی کے ایم ہے۔ کارپوریشن کے 55 ذیلی اسٹیشن ہیں۔ یہ نظام این ٹی پی سی آر چوکھا سے جڑا ہوا ہے اور ای۔ آر۔ ای۔ بی۔ آپس میں جڑے گرڈ نظام کے ایک حصے کی شکل میں کام کرتا ہے۔ مارچ 2000 کے آخیر تک ڈی۔ وی۔ سی کی کل منصوبہ صلاحیت 2,761.5 میگاواٹ تھی، جس میں 2,535 میگاواٹ حرارتی بجلی صلاحیت، 144 میگاواٹ پن بجلی صلاحیت اور 62.5 میگاواٹ گیس پلانٹوں کی پیداوار صلاحیت شامل ہے۔

بھاکڑا بیاس مینجمنٹ بورڈ

بھاکڑا بیاس مینجمنٹ بورڈ (BBMS) بھاکڑا اور پونگ میں پانی جمع کرنے کی صلاحیت کی وسعت کے لئے بی۔ ایس۔ ایل۔ آبی موصل نظام کے ذریعہ فراہم سہولیات کا انتظام کرتا ہے۔ بورڈ کو یہ ذمہ داری بھی دی گئی ہے کہ وہ استفادہ کرنے والی ریاستوں کو ان کے حصے کے مطابق پانی اور توانائی مہیا کرائے۔ بورڈ اس کے علاوہ بھاکڑا ناٹگل پراجکٹوں، ویاس پروجکٹ اکائی۔ 1 اور اکائی۔ 2 اور توانائی مراکز، گرڈ ذیلی مراکز اور ترسیلی لائنوں کے نٹ ورک، انتظامی رکھ رکھاؤ اور چلانے کا کام بھی کرتا ہے۔ بھاکڑا ویاس منتظمہ بورڈ کے بجلی مراکز پر پیدا ہونے والی توانائی اخراج نظام کے ذریعہ 400 کلو وولٹ، 220 کلو وولٹ، 132 کلو وولٹ، اور 66 کلو وولٹ ترسیلی لائنوں اور 24 کے۔ ایچ۔ وی۔ ذیلی مراکز کے ذریعہ 3,775 سرکٹ کلومیٹر تک پہنچایا جاتا ہے۔ بھاکڑا بیاس مینجمنٹ بورڈ کے بجلی پلانٹوں کی تنصیبی صلاحیت 2,861.15 میگاواٹ ہے۔ 2000-2001 کے دوران ان پلانٹوں سے 10,424 ملین یونٹ بجلی کی پیداوار ہوئی ہے۔

پاور ٹریڈنگ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ (PTC)

PTC کی تشکیل کمپنی ایکٹ 1956 کے تحت 16 اپریل 1999 کو کی گئی۔ اس کا اہم مقصد نجی سیکٹر کے بڑے بجلی پراجیکٹوں کو تعاون دینا ہے۔ کارپوریشن واحد ایسی تنظیم ہے جو طویل مدتی منتظمہ کے تحت صارفین/ریاستی بجلی بورڈوں اور آزاد بجلی پیدا کاروں کے ساتھ یک طرفہ اور کثیر فریقی/کثیر سطحی بجلی خریداری معاہدے کو عملی شکل فراہم کرتا ہے۔ اس طرح کارپوریشن بڑے اور دیگر اہم پراجیکٹوں کے فروغ کاروں، آزاد بجلی پیدا کاروں (IPP) کثیر فریقی/ریاستی بجلی بورڈوں کے ساتھ طویل مدتی معاہدوں کے ذریعے ممکنہ جوکھم سے بھی بچاتا ہے۔ PTC نے ہماچل پردیش میں CPP ہائیڈرو اسٹیشنوں سے 70 میگاواٹ بجلی کی خرید اور دہلی کو اس کی فروخت کے بارے میں معاہدہ کیا۔ کارپوریشن چوکھا پن بجلی پراجیکٹ بھوٹان سے مشرق شمالی علاقوں کی مفادی ریاستوں کو بجلی کی فراہمی اور نیپال سے بجلی کے لین دین کے لیے نوڈل ایجنسی نامزد کیا گیا ہے۔ نیپال کے ساتھ موجودہ طور پر 50 میگاواٹ کا بجلی مبادلہ ہوتا ہے۔

توانائی مینجمنٹ مرکز

حکومت ہند نے اپریل 1989 میں توانائی مینجمنٹ مرکز (EMC) نئی دہلی قائم کیا۔ اس کا کام ہندستان کے مختلف توانائی اداروں میں اس میدان کے تجربوں کے تبادلے و اس میدان میں اطلاعات، تحقیق و تربیت اور بین الاقوامی تعاون سے متعلق کام کاج کے مرکز کی شکل میں کام کرنا ہے۔ مرکز نے آج کل کرناٹک کی صنعتوں کے لئے توانائی تحفظ پر مبنی بھارت جرمن تکنیکی تعاون پروگرام کا پہلا مرحلہ مکمل کرلیا ہے۔

پروگرام کے دوسرے مرحلے کے تحت توانائی کارکردگی معاہدہ اور توانائی صلاحیت پراجیکٹوں کو مستقل طور پر لاگو کرنے کی میکانیت کا فروغ، سرٹیفکٹ کورس، نگرانی نظاموں کا سرگرمی دخول اور توانائی منیجروں کی اثر پذیری، ترسیل اور تقسیم کے دوران ہونے والے نقصانات اور دیہی علاقوں میں بجلی کی کھپت میں کمی لانا شامل ہے۔ پروگرام کے 3 سال میں پورا ہونے کی امید ہے۔

قومی توانائی تربیتی ادارہ

قومی توانائی تربیتی ادارہ (NPTI) فرید آباد کا قیام 1980 میں ایک خودمختار تنظیم کی شکل میں کیا گیا۔ یہ ہندوستانی بجلی سیکٹر انسانی وسائل ترقی کے لئے ملک کی اعلیٰ تنظیم کی شکل میں کام کرتا ہے۔ اس کے نیویلی، درگاپور، بدرپور، نئی دہلی) اور ناگپور میں چار علاقائی توانائی تربیتی ادارے ہیں۔ یہ ادارے بجلی انجینئروں، آپریٹروں اور تکنیشیوں کے لئے حرارتی و پن بجلی پیداوار، بجلی نظام اور دوسرے متعلقہ میدانوں میں قلیل رطویل مدتی کئی تربیتی پروگرام چلاتے ہیں۔ ادارہ اپنے 4 علاقائی اداروں کے ذریعہ حرارتی بجلی پلانٹ انجینئرنگ میں پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ کا کورس بھی چلاتا ہے۔ N.P.T.I نے کمپیوٹر پر مبنی خود تربیت تربیتی پیکج (C.B.T) کے فروغ کا کام بھی کیا ہے، جس کا استعمال کئی ریاستوں کے بجلی بورڈوں اور توانائی مراکز کر رہے ہیں۔ NPTI کے بدرپور اور ناگپور میں 210 میگاواٹ اور فرید آباد میں 500 میگاواٹ کے حرارتی بجلی پلانٹوں کے 3 نہایت جدید ریئل ٹائم پاور پلانٹ سمولیٹر ہیں۔

مرکزی توانائی تحقیق کا ادارہ

مرکزی توانائی تحقیق ادارہ (CPRI) بنگلور کا قیام 1960 میں ہوا تھا۔ 1978 میں اس کی تنظیم نو کر کے ذریعہ وزارت توانائی کے تحت ایک خودمختار سوسائٹی بنادیا گیا یہ ادارہ ایک انتظامی جماعت کے ذریعہ چلایا جاتا ہے جس میں حکومت توانائی ادارے، صنعتوں اور اداروں کے نمائندے شامل ہیں۔ اس ادارے کے اہم مقاصد ہیں:۔ (1) توانائی انجینئرنگ کی تجرباتی تحقیق کیلئے قومی تجربہ گاہ کی شکل میں کام کرنا، (2) ملک میں بنے بجلی آلات کی تصدیق اور تجربے کے لئے آزاد اور غیر جانب دار ادارے کی شکل میں کام کرنا۔ (3) پیداوار ترقی کے لئے مظاہراتی تجربے، (4) استعمال کرنے والے اداروں اور صنعتوں سے متعلق مشکلات کے حل کے لئے مشورے دینا اور (5) توانائی نظام کے میدان میں متعلقہ معاملوں پر تحقیقی پروگراموں کو پیش کرنا۔

ادارے کے تحت کئی تحقیق تجربہ گاہیں و تجرباتی مراکز ہیں۔ اس ادارہ کا صدر دفتر بنگلور میں ہے اور دوسری شاخیں بھوپال، حیدرآباد، ناگپور، غازی آباد، تروانت پورم ورائے چور میں ہیں۔

نجی سیکٹر کی شراکت

حکومت ہند نے توانائی پیداوار منصوبوں میں نجی سیکٹر کی شراکت کی اجازت کے لئے 1991 میں ایک پالیسی کا اعلان کیا۔

فروری 1995 میں حکومت ہند نے فیصلہ کیا کہ نجی سیکٹر کی توانائی سے متعلق کسی بھی تجویز پر مرکزی توانائی مقتدرہ (CEA) کے ذریعہ تب تک غور نہیں کیا جائے گا جب تک کہ بین الاقوامی مقابلہ جاتی بولی اصول کے تحت ٹینڈر کے ذریعہ پراجکٹ منظور نہ ہوا ہو۔ لیکن کچھ زمروں کے بجلی پروجیکٹ، جہاں معاہدے کی عرضداشت/بات چیت کا راستہ علمی سمجھا جائے، کے لیے ICB سے پراجیکٹ منظور ہونے کی شرط سے چھوٹ دی گئی ہے۔

اب تک CEA کے ذریعے 55 نجی بجلی پراجیکٹوں کو تکنیکی۔ اقتصادی منظوری دی گئی ہے اور اس میں تقریباً 4000 میگاواٹ صلاحیت کے 12 پراجیکٹ شروع ہو چکے ہیں اور 4,600 میگاواٹ صلاحیت کے 12 پراجیکٹ زیر تعمیر ہیں۔ اس کے علاوہ کئی ایسے پراجیکٹ ہیں، جن کا قیام ریاستی سرکار کی منظوری سے نجی سیکٹر کے ذریعے کیا جارہا ہے اور ان کے لیے CEA کی تکنیکی۔ اقتصادی منظور (TEC) کی ضرورت نہیں ہے۔ سال 1991 میں بجلی شعبے میں نجی سیکٹر کی شراکت کی پالیسی کے بعد سے کل ملا کر تقریباً 5,900 میگاواٹ صلاحیت کے 27 پراجیکٹ پوری طرح شروع ہو چکے ہیں۔

حکومت ہند نے 1994 میں کاؤنٹر گارنٹی کے لئے 8 پراجکٹوں کی پہچان کی۔ اس میں سے 5 پراجیکٹوں کو کاؤنٹر گارنٹی دی جا چکی ہے، جب کہ ایک پراجیکٹ کے معاملے میں ایک نجی پرموٹر کے ذریعے کاؤنٹر گارنٹی کی درخواست واپس لے لی ہے۔ باقی پروجیکٹوں کے لیے کاؤنٹر گارنٹی، متعلقہ ریاستی حکومتوں کے ذریعے مقررہ شرائط کیے جانے کی معلومات فراہم کرنے پر دی جاسکتی ہے۔

ملک میں وسیع حرارتی بجلی گھروں کی تعمیر اور بڑی جسامت سے اقتصادی فائدے کی حوصلہ افزائی کے لئے ترمیم شدہ جامع توانائی پالیسی جاری کی گئی ہے۔ وسیع بجلی گھر پراجکٹوں کی شکل میں کئی پراجکٹوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔ پاور ٹریڈنگ کارپوریشن (پی۔ ٹی۔ سی) طویل مدتی توانائی خرید معاہدہ (P.P.A) کے تحت میگا بجلی سے بجلی خریدنے اور پھر اسے انھیں معاہدے کے تحت استفادہ کرنے والی ریاستوں کو فروخت کے لیے با اختیار کیا گیا۔ اس کے لئے میگا بجلی پراجکٹوں کو کچھ مالی رعایت دی گئی تاکہ محصول کم کیے جاسکیں۔

کوئلہ

کوئلہ ملک میں توانائی کا اہم ذریعہ ہے اور یہ ملک کی تجارتی توانائی کی کھپت کا تقریباً 67 فیصد پورا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئلہ، فولاد اور کاربوکیمیکل صنعتوں میں کام آنے والا ضروری مادہ بھی ہے۔

کوئلہ ذخائر

ہندوستانی ارضیاتی سروے کے مطابق ہندستان میں یکم جنوری 2001 کو محفوظ کوئلے کا ذخیرہ 1,200 میٹر کی گہرائی تک رہ گیا۔ ہندوستانی زیر زمین سروے کے محکمہ کے اندازے کے مطابق کوئلے کا ذخیرہ 2,13,905.51 ملین ٹن تھا۔ مختلف ریاستوں میں کوئلے کے ذخائر کی تقسیم اس طرح ہے۔ جیسا کہ جدول 19.1 میں دکھایا گیا ہے۔

جدول 19.1: کوئلہ ذخائر کی تقسیم

(ملین ٹن میں)

ریاستیں	تصدیق شدہ	اشارتی	اخذ کیا گیا نتیجہ	کل
آندھرا پردیش	7,529.41	3,363.83	2,781.66	13,674.90

اروناچل پردیش	31.23	11.04	47.96	90.23
آسام	259.37	26.83	34.01	320.21
بہار/جھارکھنڈ	35,147.58	28,444.18	5,582.83	69,174.59
مدھیہ پردیش/چھتیس گڑھ	14,017.30	22,102.07	8,199.65	44,319.02
مہاراشٹر	4,388.50	1,301.65	1,605.41	7,295.56
میگھالیہ	117.83	40.89	300.71	459.43
ناگالینڈ	3.43	1.35	15.16	19.94
اڑیسہ	11,307.68	23,728.50	16,535.11	51,571.29
اترپردیش	756.98	295.82	---	1,061.80
مغربی بنگال	10,845.62	10,925.66	4,147.26	25,918.54
کل	84,413.93	90,241.82	39,249.76	2,13,905.51

پیداوار

سال 2000-2001 کے دوران کوئلے کی پیداوار 309.63 ملین ٹن (سی۔آئی۔ایل 268.19 میٹرک ٹن۔ایس۔سی۔سی۔ایل 30.27 میٹرک ٹن اور صنعتوں کی کانوں سے 11.17 میٹرک ٹن) کان کنٹرول آرڈر 1945 کی جگہ کان کنٹرول آرڈر 2000 لاگو کیا گیا۔اس کے مطابق سبھی درجات کے کوئلے کی قیمت اور تقسیم پہلی جنوری 2000 سے کنٹرول سے آزاد کردی گئیں۔ کوئلے کی تقسیم رابطہ اور اسپانسر شپ کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔توانائی اور سیمنٹ جیسی اقتصادی نظام کے اہم سیکٹروں کے لئے تقسیم نظام سہ ماہی بنیاد پر اسٹینڈنگ لنکیج کمیٹی کرتی ہے۔جس کی تشکیل وزارت کوئلہ کے ماتحت ہوتی ہے۔رابطے کے معاملے میں غیر اہم سیکٹر صارفین کول انڈیا لمیٹڈ کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔سال 2000-1999 اور 2001-2000 کے دوران اقتصادی نظام کے اہم سیکٹروں میں کچے کوئلے کی کھپت جدول 19.2 میں دکھائی گئی ہے۔

جدول 19.2 : کل مختص کوئلہ

(دس لاکھ ٹن میں)

سال	بجلی[1]	فولاد[2]	ریل	سیمنٹ	کھاد	دوسرے	کل
1999-2000	224.74	21.40	0.01	9.50	3.37	47.41	306.43
2000-2001[3]	239.51	22.87	0.01	10.03	3.14	39.78	315.34

1۔واشری مڈلنگ سمیت

2۔درآمد کے علاوہ

3-عارضی

پراجیکٹس اور منصوبہ بندی

کول انڈیا لمیٹیڈ (CIL) بورڈ کے ذریعہ 29 دسمبر 1997 کو منظور ترمیم شدہ اختیار منتقلی کے تحت CIL کے بورڈ آف ڈائرکٹرز 100 کروڑ روپئے تک کی لاگت والے کوئلہ پراجیکٹوں کو منظوری دے سکتا ہے۔ جب کہ 50 کروڑ روپئے تک کی لاگت والے کوئلہ پراجیکٹوں کو ناردن کول فیلڈ لمیٹیڈ (NCL)، ویسٹرن کول فیلڈ لمیٹیڈ (WCL)، ساؤتھ ایسٹرن کول فیلڈ لمیٹیڈ (SECL) و مہاندی کول فیلڈ لمیٹیڈ (MCL) کے بورڈ آف ڈائرکٹر منظوری دے سکتے ہیں۔ بشرطیکہ پراجیکٹ کو منظور پانچ سالہ اور سالانہ منصوبوں میں شامل کیا جانا چاہئے۔ اور ان کے لئے خرچ دستیاب ہونا چاہئے اور ضروری رقم کمپنی کے اندرونی وسائل سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ اور منصوبے پر کیا گیا خرچ حکومت کے ذریعہ منظور سرمایہ بازار میں شامل ہو۔ ای۔ سی۔ ایل، بی۔ سی۔ سی۔ ایل، سی۔ سی۔ ایل، اور سی۔ ایم۔ پی۔ ڈی۔ آئی۔ ایل کے بورڈ ڈائرکٹر 20 کروڑ روپئے تک کے کوئلہ پراجیکٹوں کو منظوری دے سکتے ہیں۔ SCCI بورڈ 50 کروڑ روپئے تک کے پراجیکٹ کو منظوری دے سکتا ہے۔

100 کروڑ روپے سے زیادہ کے پراجیکٹ حکومت کے ذریعے منظور کیے جاتے ہیں۔ 1973 میں کوئلہ صنعت کے قومیائے جانے کے بعد سے مارچ 2000 تک دو کروڑ روپے یا اس سے زیادہ لاگت والے 464 کوئلہ پراجیکٹوں کو منظوری دی جاچکی تھی۔ ان پر کل ملا کر 23,095.94 کروڑ روپے کی اصل کاری ہوئی ہے۔ 464 پراجیکٹوں میں سے 355 پورے ہو چکے ہیں اور 109 پر مختلف مراحل میں کام چل رہا ہے۔ ان کوئلہ کان پراجیکٹوں کے پورا ہو جانے پر ان کی کل صلاحیت 365.55 میلین ٹن سالانہ ہوگی۔

کان کنی اور کان کنی ٹیکنالوجی

ہندوستان میں کوئلہ کان کنی کا کام تقریباً 200 برسوں سے ہو رہا ہے، لیکن 1973 میں کوئلہ صنعت کے قومیائے جانے کے بعد اس میں حقیقی اضافہ ہوا ہے۔ اس وقت ملک میں کوئلہ کی پیداوار خاص طور سے عوامی سیکٹر کی کمپنیوں، کول انڈیا لمیٹیڈ اور سنگرونی کولریز کمپنی لمیٹیڈ کے اختیار کے حلقے میں ہے۔ ٹسکو، اسکو DVC اور بنگال المطا کی کچھ کانیں ہی نجی سیکٹر میں ہیں۔ ملک کی کل کوئلہ پیداوار کا 90 فیصد کول انڈیا لمیٹیڈ کے ذریعہ پیدا کیا جاتا ہے۔ اس کی کوئلہ پیدا کرنے والی سات معادن کمپنیاں ہیں، جن کے نام ہیں ایسٹرن کول فیلڈ لمیٹیڈ (ECL) بھارت کوکنگ کول فیلڈ لمیٹیڈ (BCCL) سینٹرل کول فیلڈ لمیٹیڈ (CCL) ناردن کول فیلڈ لمیٹیڈ (NCL) ساؤتھ ایسٹرن کول فیلڈ لمیٹیڈ (SECL)، مہاندی کول فیلڈ لمیٹیڈ (MCL) اور ویسٹرن کول فیلڈ لمیٹیڈ (WCL) آٹھویں کوآپریٹو کمپنی سینٹرل مائنس پلاننگ اینڈ ڈیزائن انسٹی ٹیوٹ لمیٹیڈ (CMPDIL) ہے۔ جو منصوبہ بندی اور ڈیزائن ادارہ ہے۔ سنگرینی کولریز کمپنی لمیٹیڈ مرکزی اور آندھرا پردیش حکومت کی جائنٹ وینچر ہے۔ تقریباً 76 فیصد کوئلہ کھلی کانوں سے نکلتا ہے۔ ڈریگ لائنس، شاویلس، ڈمپرس، ڈرلس وغیرہ کے استعمال سے یہ عمل پوری طرح سے مشینی بنادیا گیا ہے۔ زیر زمین کانوں کی میکانیت کے لئے بھی کوششیں کی جارہی ہیں۔ کوئلہ کانوں کے زیادہ تر ساز وسامان ملک میں ہی دستیاب ہیں۔ اس وقت 14 کوکنگ کول واشریز کام کر رہی ہیں، جن کی سالانہ صلاحیت 230.8 لاکھ ٹن ہے۔

کوئلہ تحفظ

کوئلہ تحفظ، کان کنی کی منصوبہ بندی کرنے اور ان پر عمل کرنے کا لازمی جزو ہے۔ کوئلے کے ذخائر سے ایک ہی جگہ سے زیادہ سے زیادہ کوئلہ نکال کر یہ مقصد پورا کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں مشینی کھلی کانوں سے کوئلہ نکالنے کی ٹیکنالوجی کافی مقبول ہے۔ ایک ہی جگہ کے کوئلہ ذخائر سے اس طرح سے کوئلہ نکالنے کا حصہ 90 فیصد تک رہتا ہے۔ ہندوستان میں کیونکہ کوئلے کے ذخائر زیادہ تر

موٹی دراروں کی شکل میں پائے جاتے ہیں اور یہ اتھلی گہرائیوں میں ہوتے ہیں۔اس لئے زیادہ سے زیادہ کوئلہ حاصل کرنے کے لئے زیر زمین کان کنی کی خصوصی تکنیک کو ترقی دی جارہی ہے۔سنگر ینی کولر یز کمپنی لمیٹڈ کی کانوں میں بلاسٹنگ گیلری طرز کا کامیابی کے ساتھ استعمال کیا جارہا ہے۔کول انڈیا لمیٹڈ اور سنگرینی کولر یز کمپنی لمیٹڈ کی کانوں میں کان کنی کی لانگ وال تکنیک اپنائی گئی ہے۔ جس سے زیادہ مقدار میں کوئلہ نکلتا ہے۔آسام میں مارگھیریٹا علاقے کی موٹی اور ڈھلان دار دراروں میں شیلڈ مائننگ طرز آزمایا گیا ہے۔روایتی طریقے سے کوئلہ حاصل کرنے کا فیصد 32 سے 35 فیصد رہتا تھا، جو شیلڈ مائننگ طرز سے 70 فیصد تک ہو گیا ہے۔

کوئلہ کان تحفظ اور ترقی ایکٹ، 1974 میں کوئلہ تحفظ، کوئلہ کانوں میں نئی ٹیکنالوجی کی ترقی راستعمال، کانوں میں حفاظت اور کان کنی کاموں میں تعاون جیسی سرگرمیوں کا خرچ چلانے کے لئے کوئلہ کی ترسیل پر آبکاری محصول لگانے کا اہتمام ہے۔ مستقل سائنسی اور تحقیقی کمیٹی اور اس کی چار ضمنی کمیٹیوں کی دیکھ ریکھ میں کوئلہ سیکٹر میں مختلف تحقیقی اور ترقیاتی سرگرمیاں چلتی ہیں۔ پیداوار، پیداواری، حفاظت، کوئلہ تیاری، کوئلے کا استعمال، ماحول اور ماحولیات کے میدان میں عملی تحقیق کی جاتی ہے۔

حفاظت اور فلاح

کوئلہ صنعت میں حفاظت کا معیار بہتر بنانے کے لئے کی گئی خصوصی کوششوں کے نتیجے میں ہر 10 لاکھ ٹن کوئلے کی پیداوار پر حادثے میں ہونے والی اموات کی شرح 2000 کے دوران کم ہو کر کول انڈیا لمیٹڈ میں 0.37 و سنگرینی کولر یز کمپنی لمیٹڈ میں 0.81 رہ گئی۔حفاظت کے بارے میں ایک مستقل کمیٹی کانوں کے حفاظتی معیار کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتی ہے۔

کول انڈیا میں 5.44 لاکھ سے زیادہ مزدور کام کر رہے ہیں اور کوئلہ صنعت میں 7 لاکھ سے زیادہ ملازمین کام کرتے ہیں۔ تو میانے کے بعد ان کی فلاح کے لئے مکان، پانی کی فراہمی، طبی اور تعلیمی سہولیات وغیرہ میں سدھار پر زیادہ زور دیا جارہا ہے۔

لگنائٹ

ملک میں تقریباً 3,416.8 کروڑ ٹن لگنائٹ کے ذخائر ہیں۔اس میں سے 330 کروڑ ٹن لگنائٹ نیولی لگنائٹ علاقے میں ہیں۔جو تامل ناڈو کے آرکوٹ ضلع میں ہے، پایا جاتا ہے۔موجودہ کان کنی پیمانوں کے مطابق اس میں سے 200 کروڑ ٹن کی کان کنی کی جاسکتی ہے۔تامل ناڈو کے ترچی ضلع میں جیمکونڈم میں تقریباً 115 کروڑ ٹن لگنائٹ کا ذخیرہ پایا گیا ہے۔منارگڑی دویرانم کے مشرقی علاقے میں بالترتیب 2,228.3 اور 142.20 کروڑ ٹن کے ذخیرے پائے گئے ہیں۔راجستھان، گجرات، جموں وکشمیر میں بالترتیب 228.6، 152.7 اور 12.8 کروڑ ٹن لگنائٹ کے ذخائر ہیں۔

نیویلی میں لگنائٹ ذخائر سے لگنائٹ کی کان کنی نیولی لگنائٹ کارپوریشن لمیٹڈ کے ذریعہ کی جاتی ہے۔1956 میں ایک نجی لمیٹڈ کمپنی کو حکومت ہند نے پوری طرح سے اپنے قبضے میں کر لیا تھا جسے 7 مارچ 1986 کو عوامی لمیٹڈ کمپنی میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس عرصے میں اس نے کافی مہارت حاصل کر لی ہے اور لگنائٹ کان کنی کے میدان میں و ملک میں لگنائٹ پر مبنی بجلی پیداوار کے میدان میں اہم تنظیم بن کر ابھری ہے۔اس کارپوریشن کے مربوط کامپلکس میں دو لگنائٹ کی کانیں، دو حرارتی بجلی گھر، ایک کھاد پلانٹ، و ایک بریکیٹنگ و کاربنائزیشن پلانٹ کام کر رہے ہیں۔

کارپوریشن نے 2001-2000 کے دوران ایک کروڑ 81 لاکھ 72 ہزار ٹن لگنائٹ، 1,467.96 کروڑ یونٹ بجلی، 97,290 ٹن یوریا اور 86,426 ٹن کوئلے کی پیداوار کی۔

غیر روایتی توانائی کے ذرائع

ہندوستان میں 1970 کی شروعات میں غیر روایتی توانائی یا لائق تجدید توانائی ذرائع کے زیادہ سے زیادہ استعمال کی اہمیت سمجھی گئی۔ گزشتہ 3 دہوں کے دوران مختلف سیکٹروں میں استعمال کے لئے لائق تجدید توانائی کی مختلف ٹیکنالوجی کے فروغ، تجربے اور استعمال کی سمت میں اہم کوششیں کی گئیں۔ ہندوستان اب لائق تجدید توانائی کے بڑے پروگرام چلانے والے ملکوں میں سے ایک ہے۔ اس میں بایوگیس بایوماس، شمسی توانائی، ہوا کی توانائی، چھوٹی پن بجلی، اور دوسری ابھرتی ٹیکنالوجی سے متعلق پروگرام شامل ہیں۔ کئی لائق تجدید توانائی سسٹم اور مصنوعات اب عملی شکل میں دستیاب ہیں اور رکاز ایندھن کے مقابلے میں کم خرچ والے ہیں۔ 1992 میں بنی غیر روایتی توانائی ذرائع وزرارت غیر روایتی / لائق تجدید توانائی سے متعلق مالی فروغ، صنعتی صلاحیت کی تعمیر، مظاہرے وتجارتی پروگراموں کو فروغ، تحقیق اور ترقی وٹیکنالوجی ترقی، سرمائے کا تحفظ، انسانی وسائل ترقی اور بین الاقوامی معاملوں سے متعلق سبھی پہلوؤں سے جڑی پالیسی کا تعین، منصوبہ بندی، فروغ، اور رابطے کا کام کرتی ہیں۔

ہندوستان لائق تجدید توانائی کے میدان میں دنیا کے سب سے بڑے پروگراموں میں سے ایک پر عمل درآمد کر رہا ہے۔ جس میں بہتر چولھے، بایوگیس پلانٹ، جلدی اگنے والے ایندھن درخت کی قسمیں، بایوماس گیسی فائرس، شمسی حرارتی وشمسی فوٹو وولٹک نظام، ہوا کی توانائی فارم، ہوا پر مبنی ملیں، بایوماس پر مبنی مشترکہ پیداوار چھوٹے اور بہت چھوٹے پن بجلی نظام، شہری بلدیاتی اور صنعتی کچرے سے توانائی حاصل کرنا، ہائڈروجن توانائی، سمندری توانائی، ایندھن سیل، الکٹروالس اور گیسوبل شامل ہیں۔ تحقیق و ترقی، ٹیکنالوجی ترقی اور مظاہرے کے پروگرام چلائے جا رہے ہیں۔ ان کی بنیاد پر کئی لائق تجدید توانائی سسٹم و پیداوار نہ صرف تجارتی شکل میں دستیاب ہیں بلکہ رکاز ایندھن کے مقابلے کم خرچیلے ہیں۔ لائق جدید توانائی سسٹم اور پیداوار کے لئے ایک جامع گھریلو پیداوار کی بنیاد تیار ہوگئی ہے۔ ہندوستان فوٹو وولٹیک (پی۔ وی) سنگل کرسٹل سلیکان سولر سیل پیدا کرنے والا دنیا کا تیسرا ملک ہے۔

ہندوستان میں آج لائق تجدید توانائی کے غیر روایتی ذرائع کے استعمال کے لئے ٹیکنالوجی کی ترقی کی ایک بہت بہتر تحقیق و ترقی کی بنیاد ہے۔ غیر روایتی توانائی کے آلات کے ڈیزائن، اس کی صنعت اور فراہمی کے لئے ملک میں مینوفیکچرنگ بنیادی ڈھانچے اور مشاورتی خدمات ملک میں ابھری ہیں۔ ان میں عوامی اور نجی دونوں ہی سیکٹروں میں چھوٹی، درمیانی ربڑی صنعتیں شامل ہیں۔ ہندوستان اب اس سیکٹر میں اپنا سامان، تکنیکی مہارت اور خدمات خاص طور سے ترقی پذیر ملکوں کو فراہم کرنے کی حالت میں ہے۔ بایوگیس پلانٹوں کی تعمیر کے لئے کئی ترقی پذیر ممالک کو تکنیکی رہنمائی وتعاون فراہم کرایا گیا ہے۔ برآمد کئے جانے والے سامان میں شمسی فوٹو وولٹائک سسٹم، حرارتی تجربوں کے لئے پرت چڑھی خصوصی چادریں اور شمسی کوکر شامل ہیں۔ ہندستان میں بنے پون ٹربائن اور ٹربائن کے پرزے یوروپ، آسٹریلیا اور سری لنکا کو درآمد کئے گئے ہیں۔ سوئزرلینڈ، انڈونیشیا، اور امریکہ جیسے ملک گیسی فائیر کے ہندستانی ڈیزائن سے کافی متاثر ہوئے ہیں۔ بایوماس گیسی فائر کی تعمیر کی تکنیکی جانکاری سوئٹزرلینڈ کی ایک نجی کمپنی کو فراہم کی گئی ہے۔ ہندوستانی سائنس دانوں اور انجینئروں نے اقوام متحدہ ترقی پروگرام، یونیسکو، یونیڈو جیسی اقوام متحدہ کی تنظیموں اور ایسی ہی دوسری تنظیموں کے ذریعہ غیر روایتی / لائق تجدید توانائی کے مختلف پہلوؤں سے متعلق مشاورتی خدمات مہیا کرائی ہیں۔

کامیابیاں

ہندوستان میں لائق تجدید توانائی سے متعلق دنیا کا سب سے بڑا پروگرام چل رہا ہے۔ اب یہ واضح ہوگیا ہے کہ لائق تجدید توانائی کے ذرائع اپنی ابدی فطرت اور ماحول سے مناسبت کی خصوصیت کی وجہ سے مستقل توانائی ترقی کی بنیاد فراہم کرا سکتا ہے۔

گزشتہ دو دہائیوں کے دوران گاؤوں اور شہروں میں کئی لائق تجدید توانائی ٹیکنالوجی کو فروغ دیا گیا۔ کچھ کامیابیوں کو تخمینی صلاحیت کے ساتھ جدول 19.3 میں ظاہر کیا گیا ہے۔

جدول 19.3

قابل تجدید توانائی صلاحیت اور فراہمی

نمبر شمار	ذرائع / سسٹم	تخمینی صلاحیت	31-3-2001 کو صورت حال
1۔	بایو گیس پلانٹ (تعداد)	120 لاکھ	32 لاکھ
2-	بہتر چولہے (تعداد)	12 کروڑ	337 لاکھ
3-	سولر واٹر ہیٹنگ سسٹم		5,50,000 مربع میٹر سے زائد (کلکٹر ایریا)
4۔	سولر فوٹو وولٹیک نظام	20 میگاواٹ / مربع کیلو میٹر	73 میگاواٹ (23 میگاواٹ برآمد سمیت)
5۔	بایو ماس پاور	19,500 میگاواٹ	
	(I) بایو ماس گیسی فائرس پر منحصر بجلی پیداوار (اکیلے اپنے استعمال والے)		40.18 میگاواٹ
	(ii) بایو ماس کمبوشن گیسی فائر پر مبنی بجلی پیداوار		79 میگاواٹ
	(iii) گنے کی بھوسی پر مبنی ذیلی پیداوار		213 میگاواٹ
-6	ہوائی توانائی	45,000 میگاواٹ / مربع کلومیٹر	1,340 میگاواٹ
-7	چھوٹی پن بجلی	15,000 میگاواٹ	1,361 میگاواٹ (25 میگاواٹ صلاحیت تک)
-8	سولر فوٹو وولٹک توانائی		1.61 میگاواٹ گرڈ سے تعلق (884 کلو وولٹ گرڈ سے غیر متعلق)
-9	مربوط دیہی توانائی پروگرام		860 بلاک
-10	توانائی پارک		189 عدد
-11	ہوا کے پمپ		714 عدد
-12	ایرو جنریٹر / ہائی برڈ سسٹم		92 کلوواٹ
-13	شمسی پی وی پمپ		4,200 عدد

-14	شمسی کوکر		5,08,000 عدد
-15	فضلے سے حاصل توانائی	1,700 میگاواٹ	16.2 میگاواٹ

دیہی توانائی

دیہی علاقوں میں 30 لاکھ فیملی بایوگیس پلانٹ اور 3 کروڑ 20 لاکھ ترقی یافتہ چولھوں کو لگانے کے ساتھ ہی کھانا پکانے کی توانائی کے میدان میں ایک بڑی کامیابی حاصل کی گئی ہے۔ اس میدان میں ہندوستان سے آگے صرف چین ہی ہے۔ اب تک کل صلاحیت کا تقریباً ایک چوتھائی کا ہی استعمال کیا گیا ہے۔ اس وقت بایوگیس پلانٹوں ترقی یافتہ چولھوں کے استعمال سے ہر سال دو کروڑ ٹن ایندھن کی لکڑی کی بچت کی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ خرچیلی اور ماحولیات کو نقصان پہنچانے والی کیمیائی کھادوں کی جگہ استعمال کے لئے بایوگیس پلانٹ 38 لاکھ ٹن نامیاتی کھاد کی پیداوار کررہے ہیں۔ جو 9 لاکھ ٹن یوریا، سالانہ کے برابر ہے۔

قومی بایوگیس ترقی پروگرام

خاندانوں کے لئے بایوگیس پلانٹوں کو فروغ دینے کے لئے قومی بایوگیس ترقی پروگرام 82-1981 میں شروع کیا گیا تھا۔ اس کا مقصد گاؤوں میں صاف اور سستے توانائی کے ذرائع دستیاب کرانا، کیمیائی کھادوں کے استعمال میں ضمنی طور پر زرخیز نامیاتی کھاد تیار کرنا، صفائی ستھرائی کی حالت بہتر بنانا اور عورتوں کو چاکری سے آزادی دلانا ہے اس پروگرام کے تحت کھادی وگرام ادیوگ کے تیرتے ہوئے ڈرم والا، منجمد ڈوم کی طرح کار برائز ڈ نائلون کے کپڑے سے بنا اور آسانی سے لے جاسکنے والا تھیلا نما ڈائجسٹر جیسے تین قسم کی ڈیزائنوں والے بایوگیس پلانٹ بنائے جارہے ہیں۔ اس پروگرام کی سب سے قابل ذکر خصوصیت یہ ہے کہ گاؤوں میں رہنے والے، گوبر، رسوئی کے کچرے، جل کھمبی وغیرہ سڑنے والے نامیاتی مادوں کے ساتھ ساتھ آدمی کے فضلات کو بھی بھرائی مادے کی صورت میں قبول کرنے لگے ہیں۔

بایوگیس پروگرام، ریاستی حکومتوں اور یونین علاقوں کی انتظامیہ، ریاستوں کی کارپوریٹ اور رجسٹرڈ جماعتیں، کھادی ودیہی صنعت، ممبئی اور قومی ڈیری ترقی بورڈ، گجرات کے ذریعہ چلایا جاتا ہے۔ غیر سرکاری تنظیموں کو بھی اس پروگرام کے عمل درآمد کے لئے ہدف دئے جاتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں بایوگیس ٹیکنالوجی کے استعمال کی بڑی پیمانے پر شہرت کے لئے وزارت صارفین کو مالی اعانت اور مالی مدد دینے کے ساتھ ساتھ کاراندازوں، کارپوریٹ جماعتوں اور غیر سرکاری تنظیموں کو بھی پہلے تین برسوں تک مفت دیکھ ریکھ اور سروسنگ وارنٹی سمیت، ٹرن کی، بنیاد پر بایوگیس پلانٹوں کو لگانے کے لئے بھی مالی امداد فراہم کررہا ہے۔ صاف بیت الخلاء وغیرہ سے جڑے بایوگیس پلانٹوں اور ڈیزل بچانے پر اضافی اعانت بھی دی جاتی ہے۔ ریاستی حکومتوں اور دوسری عمل درآمد ایجنسیوں کو مختلف سطحوں پر تنظیمی تربیت کے لئے ہدف سے جڑی سروس اجرت بھی دی جاتی ہے۔ تکنیکی امدادی اکائیاں 9 مقامات پر قائم کی گئی ہیں۔ جو نامرکزیتی طور پر تکنیکی وتربیتی امداد فراہم کررہی ہیں۔ اس کے علاوہ 15 بایوگیس توسیعی مراکز کے قیام کو بھی منظوری دی گئی ہے۔ زرعی ترجیح والے علاقوں کو اسکیموں کے تحت بایوگیس پلانٹوں کے قیام کے لئے تجارتی اور کوآپریٹیو بینک قرض مہیا کرارہے ہیں۔ قومی زرعی ودیہی ترقی بینک، بایوگیس پلانٹوں کے لئے تقسیم کی جانے والی رقم کے لئے بینکوں کو آٹومیٹک سرمایہ باز فراہمی سہولت مہیا کررہا ہے۔

خاندانوں کے لئے بایوگیس پلانٹوں کے علاوہ، مختلف صنعتوں کے لئے کمیونٹی، ادارہ جاتی اور فضلات پر مبنی بایوگیس پلانٹ بھی لگائے جارہے ہیں۔ یہ اسکیم ریاستی حکومتوں کی مرکزی ایجنسیوں وغیرہ سرکاری تنظیموں کے ذریعہ چلائی جارہی ہے۔ ایسے پراجیکٹوں کے لئے ہندوستانی لائق تجدید توانائی ایجنسی، سودی اعانت فراہم کررہی ہے۔

2000-2001 کے آخر تک کل ملا کر 32 لاکھ بایوگیس پلانٹ لگائے جا چکے تھے، جو ایک اندازے کے مطابق ہر سال 39 لاکھ ٹن ایندھن لکڑی کے برابر ایندھن گیس کی پیداوار کریں گے۔ اس کے علاوہ یہ پلانٹ ہر سال 9 کروڑ دس لاکھ ٹن زرخیز نامیاتی کھاد تیار کر رہے ہیں، جس سے کیمیائی کھادوں کی کمی دور ہوتی ہے اور مٹی کی زرخیزی بڑھتی ہے۔ وزارت مسلسل تحقیق اور ترقی، ٹیکنالوجی میں بہتری و بایوگیس پلانٹوں کی قیمت کو کم کرنے کے لئے کوششیں کر رہی ہے۔ ملک کی ٹھنڈی آب و ہوا والے علاقوں میں استعمال کے لئے مناسب ٹیکنالوجی کو بھی ترقی دی جا رہی ہے۔

قومی ترقی یافتہ چولھا پروگرام

قومی ترقی یافتہ چولھا پروگرام 1987-1986 میں شروع کیا گیا تھا۔ اس پروگرام کا مقصد ایندھن کی بچت، رسوئی گھروں سے نکلنے والے دھوئیں کو ختم یا کم کرنا، جنگلوں کو تباہی اور ماحولیات کی پست کاری پر روک لگانا، گاؤوں میں عورتوں کی چاکری کو کم کرنا اور ان کی صحت کے خطرے کو کم کرنا اور روزگار کے مواقع بڑھانا ہے۔ تحقیق اور ترقی کی مسلسل کوششوں کے نتیجے میں، طرح طرح کے ترقی یافتہ/بغیر دھوئیں کے چولھے تیار کئے گئے ہیں۔

یہ مستحکم اور اٹھائے جا سکنے والے، دونوں ہی قسم کے ملتے ہیں۔ روایتی چولھوں کی 10-8 فیصد صلاحیت کے مقابلے میں ترقی یافتہ چولھوں کی کمتر ین حرارتی صلاحیت 25-20 فیصد ہوتی ہے۔ کوالٹی اور ٹکاؤ پن کے تعین کے لئے ہندوستانی معیاد بیورو نے پورٹیبل چولھوں کے لئے آئی۔ ایس۔ آئی نشان والی اسکیم شروع کی ہے۔ مختلف مقامات پر واقع آٹھ تکنیکی امدادی اکائیاں ہندوستانی معیار بیورو و تجرباتی مراکز کے طور پر کام کرتی ہیں۔ اس پروگرام کو کثیر ایجنسی سسٹم کے ذریعہ چلایا جاتا ہے۔ جس میں ریاستوں کے نوڈل محکمے، ریاستوں کی نوڈل ایجنسیاں و کارپوریٹ جماعتیں و ساتھ ہی کھادی و دیہی صنعت کارپوریشن، قومی ڈیئری ترقی بورڈ اور غیر سرکاری تنظیمیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ غیر روایتی توانائی ذرائع کی وزارت صارفین اور عمل درآمد ایجنسیوں، دونوں ہی کو مالی و تکنیکی امداد فراہم کراتی ہے۔

2000-2001 کے آخر تک کل ملا کر 3 کروڑ 20 لاکھ ترقی یافتہ چولھے لگائے جا چکے تھے۔ امید ہے کہ ان سے ہر سال 105 لاکھ ٹن سے زیادہ جلائی جانے والی لکڑی کی بچت کے ساتھ ساتھ عورتوں کی مشقت کم ہوگی، ان کی صحت بہتر ہوگی اور جنگلوں کی تباہی پر روک لگے گی۔

مربوط دیہی توانائی پروگرام (NPIC)

مربوط دیہی توانائی پروگرام، 7ویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران منتخبہ ریاستوں میں ایک رہنما منصوبے کے طور پر شروع کیا گیا تھا۔ اس پروگرام کے مقاصد، کھانا پکانے، گرمی فراہم کرنے اور روشنی کا بندوبست کرنے کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے توانائی کا انتظام کرنا ہے۔ پروگرام میں مقامی طور پر دستیاب وسائل کا کمزور طبقوں کے لئے زیادہ سے زیادہ استعمال پر اور دیہی علاقوں کی اقتصادی ترقی میں اہم کھپت کی شکل میں توانائی کے اہتمام پر زور دیا جا رہا ہے تا کہ مرکزیت ترقی کے عمل میں تیزی لانے کے ساتھ ساتھ روزگار، پیداواری اور آمدنی میں اضافہ ہو۔

اب تک اس پروگرام کے تحت 860 بلاکوں اور 19 ریاستی سطح کی تکنیکی تعاون اکائیوں اور 171 ضلعی سطح کی تکنیکی تعاون اکائیوں کو منظوری ملی ہے۔ اس کے علاوہ بلاک سطح کے 22 قومی پائلٹ منصوبوں کو بھی اس پروگرام کے تحت گاؤں باکولی (دہلی)، لکھنؤ (اترپردیش)، بنگلور (کرناٹک)، کھیڑا ضلع (گجرات) اور شیلانگ (میگھالیہ) میں قومی و علاقائی تربیتی تحقیقی اور ترقی اداروں کو منظوری دی گئی ہے۔ دہلی و لکھنؤ کے دو مراکز کام کرنے لگے ہیں۔ ان دو مراکز نے کئی تربیتی پروگرام منعقد کئے ہیں۔

مخصوص علاقہ مظاہرہ پروگرام

1992-93 میں شروع ہوا تھا اور اس کا مقصد سنگلاخ و دور دراز علاقوں، پہاڑی علاقوں، جزیروں و دوسرے ایسے مشکل مقامات پر جہاں بجلی نہیں پہنچی ہو، لائق تجدید اور غیر روایتی توانائی نظام کا مظاہرہ کرنا تھا، تاکہ وہاں کے رہنے والوں کو توانائی سے متعلق ضرورتوں کی فراہمی ہو سکے۔ اس مظاہرہ پروگرام کے تحت 1995-1994 میں توانائی پارک اسکیم نام سے ایک اور اسکیم شروع کی گئی، جس میں اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹی، آئی آئی ٹی وغیرہ کو شامل کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ تاکہ ان پارکوں کا فائدہ طلباء برادری کو مل سکے۔ 31 مارچ 2001 تک 235 توانائی پارک منظور کئے جا چکے تھے۔

شمسی توانائی

ہندوستان کو ہر سال 50,000 کھرب کلوواٹ شمسی توانائی حاصل ہوتی ہے۔ ملک کے بیشتر حصوں میں ہر سال تین سو دن دھوپ چمکتی رہتی ہے۔ فی مربع کلومیٹر علاقے میں 20 میگاواٹ شمسی توانائی پیدا کی جا سکتی ہے۔ اس وقت شمسی توانائی کو دو مختلف ذرائع سے استعمال میں لایا جا رہا ہے۔

شمسی حرارتی ذریعہ اور شمسی فوٹو وولٹیک ذریعہ۔ گھریلو تحقیق اور ترقی کی بنیاد پر سیلوں اور پینلوں کی تعمیر کی ٹیکنالوجی کی ترقی اور اسے تجارتی شکل دی گئی ہے۔ ہندوستان ان 6 ملکوں میں سے ایک ہے جنہوں نے پولی سلکان مادے کی تعمیر کی ٹیکنالوجی تیار کی ہے۔ ہر سال 18 میگاواٹ کی ماڈیول پیداوار کی سطح حاصل کر لی گئی ہے جو عالمی پیداوار کی 7 فیصد ہے۔ سیل، ماڈیول سسٹم کی پیداوار میں تقریباً 45 کمپنیاں لگی ہوئی ہیں۔ شمسی کوکر اور شمسی واٹر ہیٹر جیسے شمسی حرارتی سسٹم کی مقامی پیداوار میں 100 سے زیادہ کمپنیاں شامل ہیں۔

شمسی حرارتی توانائی پروگرام

شمسی توانائی کو سورج کی حرارت کو جمع کرنے والے (COLLECTOR) آلات اور ریسوروں سے حرارتی توانائی میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ مختلف سیکٹروں میں حرارتی توانائی کی بڑھتی ہوئی مانگ کو دیکھتے ہوئے شمسی توانائی آلات کے استعمال کی وسیع گنجائش ہے۔ شمسی توانائی آلات کا استعمال پانی گرم کرنے، جگہ گرم کرنے، کھانے پکانے، سکھانے، پانی کو نمک سے صاف کرنے، صنعتی حرارت عمل، صنعتی استعمال کے لئے بھاپ پیدا کرنے اور توانائی پیدا کرنے کے استعمال، ریفریجریشن نظام کو چلانے وغیرہ کے لئے کیا جاتا ہے۔ ان آلات کو تین درجات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ 100 ڈگری سینٹی گریٹ تک گرم کرنے والے نچلے گریڈ کے آلات، 100 ڈگری سینٹی گریڈ سے 300 ڈگری سینٹی گریڈ کے بیچ درمیانی گریڈ کے شمسی حرارتی آلات اور 300 سینٹی گریڈ سے اوپر کے لئے اونچی حرارت والے شمسی حرارتی آلات۔ شمسی حرارت جمع کرنے والے آلات اور صحیح ڈیزائن والے ریسوروں کی مدد سے شمسی توانائی کے استعمال سے 1000 ڈگری سینٹی گریڈ تک کی حرارت پر بھاپ پیدا کی جا سکتی ہے۔

شمسی واٹر ہیٹروں، شمسی کوکروں، شمسی ڈرائروں وغیرہ جیسے نچلے گریڈ کے شمسی حرارتی آلات کو ملک میں ترقی دی گئی ہے۔ اور ان کا مختلف کاموں میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ 50 لیٹر روزانہ سے لے کر 2,10,000 روزانہ تک کی صلاحیت والے واٹر ہیٹر کو ملک میں قائم کیا جا چکا ہے۔ ان کا گھریلو، صنعتی اور تجارتی استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ بھی ٹیکنالوجی ہندوستانی سائنس دانوں نے ملک میں ایجاد کی ہیں۔

دیہی بجلی کرن کی پیش رفت

گاؤں کا بجلی کرن

(مجموعی)

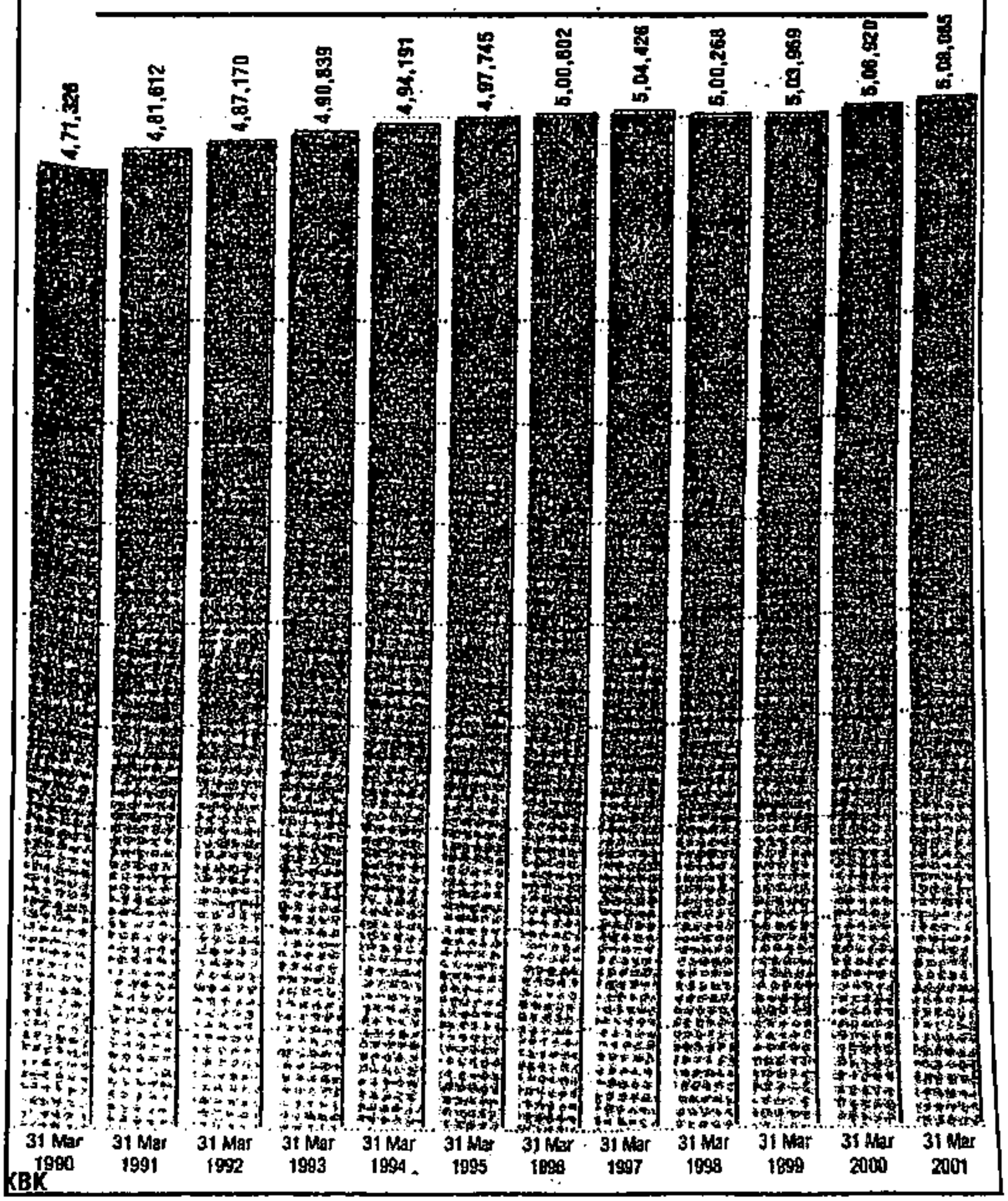

شمسی توانائی کے استعمال کے میدان میں شمس حرارتی ٹیکنالوجی اب مختلف طرح کے استعمال کے لئے آسانی سے اپنائی جارہی ہے۔ اب تک تقریباً 5,50,000 مربع میٹر کلکٹر علاقہ قائم کیا جاچکا ہے۔ جس میں تقریباً 50,000 گھروں میں 100-50 لیٹر صلاحیت کے گھریلو واٹر ہیٹر سے لے کر روزانہ 2,40,000 لیٹر تک کی پانی گرم کرنے کی صلاحیت والے صنعتی اور تجارتی سسٹم شامل ہیں۔ پانچ لاکھ سے زیادہ صندوق نما شمسی کوکر کا بھی استعمال کیا جارہا ہے۔

کھانا بنانے کے لئے دنیا کی سب سے بڑے شمسی بھاپ نظام برھما کماریوں، کے ذریعہ راجستھان کے ماؤنٹ آبو میں قائم کیا گیا ہے۔ اور یہ اپریل 1999 سے اچھی طرح کام کررہا ہے۔

توانائی کی کھپت گھٹانے اور عمارتوں میں آرام دہ حالات میں بہتری لانے کے لئے حرارت کو برداشت کرنے والے فن تعمیر کو استعمال کرنے کی زوردار کوششیں کی جارہی ہیں۔ سبزیوں، پھولوں وغیرہ کو ٹھنڈی آب وہوائی علاقوں میں اگانے کے لئے گرین ہاؤس ٹیکنالوجی بھی کامیابی کے ساتھ تیار کی گئی ہے۔ اور بازار میں لائی گئی ہے۔ وزارت نے بازار فراہم کرنے کے لئے حال میں کوششیں شروع کی ہیں۔ اہم شہروں اور قصبوں میں ''آدتیہ شمسی دکانیں'' کھولی جارہی ہیں اور اس کے لئے وزارت ریاستی نوڈل ایجنسیوں / پیدا کاروں صانع تنظیموں اور غیر سرکاری تنظیموں کو مالی اور تنظیمی امداد دے رہی ہے۔ یہ دوکانیں، آلات کی فروخت، ان کے رکھ رکھاؤ مرمت واطلاعات کی تقسیم کا کام کررہی ہے۔

شمسی فوٹو وولٹیک پروگرام

شمسی فوٹو وولٹیک ٹیکنالوجی سے شمسی شعاریزی کو بجلی میں بدلنے میں مدد ملتی ہے۔ اس میں ٹربائن وغیرہ جیسے متحرک پرزوں کے استعمال کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نہ صرف روشنی، واٹر پمپنگ اور ٹیلی مواصلات جیسے استعمال کے لئے بلکہ گاؤوں، اسپتالوں، لاجوں وغیرہ کی بجلی سے متعلق ضرورتوں کو پورا کرنے والے بجلی پلانٹوں کے لئے بھی فوٹو وولٹیک نظام کارآمد توانائی ذرائع کی شکل میں ابھرا ہے۔

تقریباً 50 میگاواٹ کے 8,50,000 سے زیادہ فوٹو وولٹیک سسٹم قائم کئے جاچکے ہیں۔ اس کے علاوہ 23 MWe صلاحیت کے سولر فوٹو وولٹرک پیداوار کی برآمد کی جاتی ہے۔ دیہات، دور دراز کے علاقے کمرشیل مقاصد، مکان اور سڑک پر روشنی / پانی کے پمپ اور وہیں ٹیلی مواصلات کے لئے 32 الگ الگ طرح کے نظام کام کررہے ہیں۔ شمسی توانائی سے 5,00,000 گھروں میں بجلی اور پمپ سے پانی کی سہولتوں کا استعمال ہورہا ہے۔ تقریباً 1,90,000 ریڈیو ٹیلیفون بھی شمسی توانائی سے چل رہے ہیں۔ ایس۔ وی۔ پی پروگرام کے تحت مارچ 2001 تک 3,50,000 شمسی لالٹینیں، 1,50,000 گھروں میں بجلی کا انتظام، سڑکوں پر 41,000 لائٹیں، 4,200 پانی کے پمپ، کل ایک میگاواٹ کی صلاحیت والے بنا گرڈ کے بجلی پلانٹ قائم کردئے گئے تھے۔

لائق تجدید ذرائع سے توانائی

لائق تجدید اشیا سے 3,041 میگاواٹ سے زاید کی بجلی پیداواری صلاحیت جوڑی جاچکی ہے۔ بشتر لائق تجدید توانائی صلاحیت تجارتی پراجکٹ سے حاصل کی جاتی ہے۔ لائق تجدید توانائی کے چار اہم میدان میں جن سے بجلی حاصل کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں یہ ہیں۔ ہوائی توانائی، چھوٹی پن بجلی، بایوماس اور شمس توانائی۔

ہوائی توانائی

ہندوستان میں ہوائی توانائی صلاحیت کا، کم سے کم 45,000 میگاواٹ کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ لیکن ممکنہ ریاستوں میں گرڈ کی حالت کو دیکھتے ہوئے یہ صلاحیت 13,000 میگاواٹ تک ہی محدود ہے۔ اب تک کل ملا کر 1,340 میگاواٹ صلاحیت نصب کی جا چکی تھی اور اسے گرڈ سے جوڑ دیا گیا تھا۔ اسے لے کر جرمنی، امریکا، ڈنمارک اور اسپین کے بعد ہندوستان دنیا کا پانچواں ایسا ملک ہو گیا ہے جس نے اتنی بڑی مقدار میں ہوا کی توانائی پیدا کرنے کی گرڈ سے منسلک نظام کو ترقی دی ہے۔ گھریلو ٹربائن صنعت کے ساتھ یک مشت پالیسیوں کی وجہ سے ہندوستان میں ہوائی توانائی سیکٹر میں دھماکے دار اضافہ ہوا ہے۔ 2001-2000 میں ہندوستان میں تعمیر ہوا پر مبنی ٹربائن 50 کروڑ قیمت کی برآمد کی گئیں۔ ہوائی توانائی پروگراموں کی مدد کے لئے وزارت، دنیا کا سب سے بڑا ہوائی وسائل تجزیاتی پروگرام چلا رہی ہے۔ ہوائی توانائی پراجکٹ کے لئے 200 مراکز کی پہچان کی گئی ہے۔ جو اس کے لئے مناسب ہو سکتے ہیں۔ چنائی میں ہوائی توانائی ٹیکنالوجی مرکز (C-WET) کا قیام کیا گیا ہے۔ جس کا مقصد ہوائی توانائی کے استعمال کو فروغ دینا اور ملک کے بڑھتے ہوئے ہوا پر مبنی بجلی سیکٹر کو تعاون دینا ہے۔

بایوماس سے توانائی

بایوماس سے توانائی پر قومی پروگرام کا مقصد مختلف طرح کی بایوماس اشیاء کا زیادہ سے زیادہ استعمال کرنا ہے۔ ان اشیاء میں جنگل اور زرعی صنعتوں پر مبنی تضیع (تلچھٹ)، توانائی پر مخصوص شجر کاری کے علاوہ ماہرانہ اور اسٹیٹ آف دی آرٹ، تکنیک سے تبدیلی کے ذریعہ جنگل اور زرعی تضیع سے توانائی کی پیداوار شامل ہے۔ ان تکنیکوں میں احتراق بھٹی میں ڈالنا، آتشی طریقہ کار گیس انجن یا ان کا آمیزہ، جن کا استعمال صرف بجلی پیداوار یا توانائی کے ایک سے زیادہ قسم کے معاون پیداوار کے لئے ایک میگاواٹ توانائی صلاحیت والے گرڈ کے لئے کیا جاتا ہے۔

ملک میں بایوماس پیداوار کی صلاحیت کا اندازہ 19,500 میگاواٹ ہے۔ اس میں ملک کی موجودہ چینی ملوں میں گنے کی ساٹھی پر مبنی 3,500 میگاواٹ پیداوار کی اضافی قوت شامل ہے۔ ملک میں 292 میگاواٹ کے بایوماس پر مبنی 384 پراجیکٹوں کے قیام کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ 384 میگاواٹ کے پراجیکٹوں قائم کرنے کا کام پورا کیا جا رہا ہے۔ 14 ریاستوں نے ریاستی بجلی بورڈوں کی دوبارہ خرید اور تقسیم شدہ بجلی کو محفوظ رکھنے کی پالیسی کا بھی اعلان کیا۔

شمسی فوٹو وولٹیک توانائی پروگرام

وزارت نے چھوٹی جگہ پر استعمال کے لئے 100-25 کلوواٹ کے دو شمسی فوٹو وولٹیک توانائی پراجکٹ کے قیام کی ایک اسکیم میں شروع کی یہ پراجکٹس تھے۔ (1) بڑے شہری مراکز میں مشغول اوقات میں پیک لوڈ سیونگ سسٹم ظاہر کرنے کے لئے عوامی عمارتوں کی چھتوں پر لگائے جانے والے سسٹم اور (2) اور دور دراز کے دیہی علاقوں میں گرڈ کے آخری سروں والے حصوں میں تقسیم ٹی اور ڈی سپورٹ سسٹم کا اہتمام کیا گیا ہے۔ 3 جزائر اور دور دراز کے علاقوں میں ڈیزل کی بچت کرنے والے آلات لگانا۔ ملک کے مختلف حصوں میں کل 211.6MW پراجیکٹ قائم کیے جا چکے ہیں۔ ملک کے مختلف حصوں میں 17 گرڈ انٹر ایکٹیو SPV پراجیکٹ لگائے جا رہے ہیں جن کی کل صلاحیت 1.3 میگاواٹ ہوگی۔

چھوٹی پن بجلی

ملک میں چھوٹی پن بجلی صلاحیت کا تقریباً 15,000 میگاواٹ ہونے کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ مارچ 2001 کے آخیر تک 25

میگاواٹ تک کی انفرادی صلاحیت تک کے کل ملا کر 1,361 میگاواٹ کے چھوٹے پن بجلی پراجیکٹ نصب کیے جا چکے تھے اور 180 میگاواٹ سے زیادہ کے پراجیکٹ زیر تعمیر ہیں۔ چھوٹے پن بجلی پراجیکٹ کے لئے نجی سیکٹر کو دعوت دینے کے لئے 13 ریاستوں نے اپنی پالیسیوں کا اعلان کیا ہے۔ وزارت برائے غیر روایتی توانائی کو 25 میگاواٹ تک کے چھوٹے پن بجلی پراجیکٹوں کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ کیمونٹی حصہ داری کے تحت چھوٹے پن بجلی پراجیکٹ جی۔ای۔ایف ریو ۔این۔ڈی پی پہاڑی پن بجلی پراجیکٹوں کے تحت قائم کئے جا رہے ہیں اور بہت چھوٹے پن بجلی کے پورٹیبل سیٹوں کو بھی فروغ دیا جا رہا ہے۔ اس پروگرام کے تحت پرانے چھوٹے آبی پراجیکٹوں کو نئی شکل دینے اور ان کی تجدید کاری اور واٹر ملو کی ترقی کا کام بھی چل رہا ہے۔ ملک میں چھوٹے پن بجلی پروگرام کو فروغ دینے کا ایک اعلیٰ تکنیکی ادارہ الٹرنیٹ ہائڈرو اینرجی سینٹر گزشتہ ایک دہائی سے بھی زیادہ مدت سے رڑکی یونیورسٹی میں کام کر رہا ہے۔

بایوماس پروگرام

بایوماس گیسفیکیشن پروگرام کے تحت صنعتی استعمال کے لئے حرارتی توانائی سے پیدا کرنے، پانی کی پمپنگ اور 500 کلو واٹ تک بجلی پیدا کرنے کے لئے بایوماس گیس فائر کو فروغ دیا گیا ہے۔ ان گیس فائروں میں لکڑی کے ٹکڑوں اور دوسرے بایوماس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ کل 40.18 میگاواٹ کی صلاحیت کے بایوماس گس فائر اب تک قائم کئے جا چکے ہیں۔ برکیٹنگ پروگرام کے تحت برکیٹ بنانے کے لئے زراعت اور جنگلاتی فضلوں کا استعمال کیا جا رہا ہے۔

شہری اور صنعتی فضلات سے توانائی

وزارت سے حمایت یافتہ تحقیقی پراجیکٹوں سے مختلف قسم کے فضلات جیسے بلدیہ کے سیال اور ٹھوس فضلات، چمڑے کی صنعت سے نکلنے والے فضلات، عرق کشید کارخانے، چینی میں۔ لگدی و کاغذ صنعت وغیرہ کے فضلات کی پروسسنگ اور ٹریٹمنٹ کے لئے ٹیکنالوجی کی ترقی ہوئی ہے۔ جو استعمال کے لئے بآسانی دستیاب ہے۔ فضلات کے ٹریٹمنٹ کے امکانات اور اہمیت کو دیکھتے ہوئے ملک میں فضلات مینجمنٹ نظام میں اصلاح کی صورت میں مناسب ٹیکنالوجی کے استعمال کو فروغ دینے کے لئے وزارت نے جون 1995 بایوگیس میں شہری، بلدیاتی اور صنعتی فضلات سے توانائی حاصل کرنے کا قومی پروگرام شروع کیا۔ اس کے لئے فضلات منتظمہ کو بہتر بنانے کے لئے مناسب تکنیک کو اپنائے جانے پر خاص زور دیا جاتا ہے۔

وزارت غیر روایتی توانائی ذرائع کے سکریٹری کی چیئرمین شپ میں ایک اعلیٰ جماعت کی شکل میں قومی بایوتوانائی بورڈ تشکیل دیا گیا، جو UNDP/GEF کی مدد سے حاصل پراجیکٹ کے عمل درآمد کے لئے اعلیٰ رفتار کی بایومتھینیشن طریقۂ عمل کے فروغ کے سلسلے میں پالیسی، رہنمائی اور ہدایات دینے و ملک میں بایوتوانائی ترقی کے لئے قومی حکمت عملی کو فروغ دینے کا کام کرتا ہے۔

جدید ٹیکنالوجیز

وزارت غیر توانائی ذرائع جدید ٹیکنالوجی پروگرام میں توانائی کے کیمیائی ذرائع (ایندھن سیل) ہائڈروجن توانائی، ارضی حرارتی توانائی، بری نقل وحمل کے لئے متبادل ایندھن اور بحری توانائی سے متعلق پروگراموں کو عملی شکل فراہم کرنا، شامل ہیں۔ کئی تحقیقی، سائنسی اور تعلیمی اداروں، تجربہ گاہوں اور صنعتی تنظیموں کے ذریعہ تحقیقی فروغ اور مظاہرے سے متعلق پراجیکٹ چل رہے ہیں۔ ان کوششوں میں اساسی ڈھانچہ پیداوار تکنیک اور ماہر کاریگروں کی ترقی میں مدد ملی ہے۔

فیول سیل: فیول سیل کے لئے ہائیڈروجن ابتدائی ایندھن ہے اور یہ آکسیجن گیسوں کے درمیان تعامل کے ذریعے بجلی پیدا

کرتا ہے۔ ہائیڈروجن قابل تجدید وسائل سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اپنے موڈیولر فطرت کی وجہ سے، منقسم توانائی پیداوار کے لئے فیول سیل بہت ہی مناسب ہے۔ قائم/پورٹیبل بجلی پیداوار اور خودکار اطلاق کے لیے ایک پری کمرشیل پروٹون ایکسچینج ممبرین فیول سیل اسٹیک (5KW) کو بھی فروغ دیا گیا ہے۔ ملک میں فیول سیل نظاموں کی پیداوار کو تجارتی بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ بڑے پیمانے پر فیول سیل کا استعمال کر کے نایاب رکازی ایندھن پر انحصار کم کیا جا سکتا ہے اور ہوا کو صاف ستھرا اور آلودگی سے پاک رکھا جا سکتا ہے۔

ہائیڈروجن توانائی وزارت: ملک کے کئی اداروں میں ہائیڈروجن کو ایندھن کی شکل میں استعمال کئے جانے کے لئے اور اس کی پیداوار اور ذخیرے کے مختلف پہلوؤں کے لئے کئی تحقیقاتی اور ترقیاتی پروجیکٹ چلائے رہی ہے۔ نتیجتاً بجلی پیدا کرنے کے لیے فیول سیل میں ہائیڈروجن کے استعمال کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ ہائیڈروجن پر مبنی چھوٹے جنریٹر، دو پہیوں والی گاڑیاں اور کٹیالٹک برنروں کو گھریلو اور صنعتی استعمال کے لئے ترقی دی جا رہی ہے اور مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ وزارت نے ہائیڈروجن سے چلنے والی 50 موٹر سائیکلوں کے مظاہرے اور فیلڈ جانچ کیے ہیں۔

بجلی گاڑیاں: بجلی گاڑیوں کو پیٹرول یا ڈیزل انجنوں کی جگہ پر ایک الکٹرک موٹر کے ذریعے چلایا جاتا ہے۔ موٹر کی ریچارج ایبل بیٹریوں یا فیول سیلوں سے بجلی ملتی ہے۔ بجلی گاڑیاں ماحولیاتی نقطۂ نگاہ سے صاف، شور سے آزاد، توانائی کے لحاظ سے موثر ہوتی ہیں، اس لیے ان سے مستقل نقل و حمل کا بندوبست کیا جا سکتا ہے۔ بیٹری سے چلنے والی بجلی گاڑیوں کا ایک اہم جزو جدید اعلیٰ توانائی سے مرتکز بیٹریوں اور فیول سیلوں کے فروغ کے لیے تحقیق اور ترقی پراجیکٹ منظور کیے ہیں۔ وزارت بیٹری سے چلنے والے سائیکل رکشہ، تین پہیوں والی گاڑیوں کے فروغ اور مسافر کاروں کی وسیع جانچ کے پراجیکٹوں کو بھی مدد دے رہی ہے۔ BHEL بھوپال کے ذریعے بجلی گاڑیوں کے لیے تین فیز والا اے سی ویکٹر کنٹرول ڈرائیو کو فروغ دینے ایک پراجیکٹ پر بھی عمل کیا جا رہا ہے۔

ارضی حرارتی توانائی: ارضی حرارتی توانائی، زمین کے اندرونی حصے میں حرارتی توانائی کا ایک وسیع ذخیرہ ہے۔ جیولاجکل سروے آف انڈیا کے ذریعے ملک بھر میں 340 ارضی حرارتی گرم جھرنوں کی پہچان کر لی گئی ہے۔ چھوٹے پیمانے پر برقی پیداوار حرارت سے متعلق استعمال کے لیے ارضی حرارتی توانائی کے استعمال کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ حال ہی میں چھتیس گڑھ کے تتاپانی ارضی حرارتی علاقوں میں 300 کلوواٹ صلاحیت کا ارضی حرارتی بجلی پلانٹ لگانے کی منظوری NHPC کو دی گئی۔ جموں و کشمیر کے پوگا ارضی حرارتی علاقے کی جھیلوں کی صلاحیت کو آنکنے اور بجلی پلانٹ لگانے کے امکان کی جانچ کا کام قومی ارضی طبیعی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، حیدرآباد کے ذریعے کیا جا رہا ہے۔

بحری توانائی: سمندر زمین کی سطح کا 71 فی صد حصہ ہے جو شمسی توانائی کو قدرتی طریقے سے اکٹھا کرتا ہے۔ بحری حرارت اور مدوجزر موج سے ماحول کو محفوظ رکھتے ہوئے بجلی پیدا کی جا سکتی ہے۔ حالانکہ موجودہ طور پر ترقی یافتہ تکنیک سے بڑے پیمانے پر فروغ کے لئے مد (جوار) کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مغربی بنگال کے سندر بن علاقے میں درگاواتی کریک میں 3 میگاواٹ کی ایک چھوٹی مد توانائی پروجیکٹ کو قائم کرنے کے لئے تفصیلی رپورٹ تیار کی جا رہی ہے۔ بنگلور کے میسرز میکان لمیٹڈ کے ذریعے جزر (Wave) توانائی تکنیک اور تلاش کے دیگر ایریا پر مزید تحقیقات کے لیے جائزہ رپورٹ تیار کی جا رہی ہے۔

وزارت نے مختلف لائق تجدید توانائی ذرائع کی ٹکنالوجی ترقی اور استعمال کے لئے مندرجہ ذیل ادارے کھولے ہیں:

(a) شمسی توانائی مرکز:

یہ ہندوستان میں شمسی توانائی کی تحقیق، ترقی اور فروغ کے لئے وقف ہے۔ یہ مرکز دہلی کے پاس گڑگاؤں، فریدآباد سڑک پر گوالا پہاڑی (ہریانہ) میں واقع ہے۔ یہ شمسی توانائی پیداوار کے تجربے اور تصدیق کے لئے قومی ادارہ کی شکل میں کام کرتا ہے۔ یہ مرکز 15 ترقی پذیر ممالک کے گروپ (جی۔15) کے بیچ شمسی توانائی کے میدان میں تعاون کے لئے تال میل کرتا ہے۔ اور بین الاقوامی سرگرمیوں میں حصہ لیتا ہے۔

سولر توانائی مرکز

(b) ایک اعلیٰ تحقیقی اور ترقی ادارہ، سردار سورن سنگھ قومی لائق تجدید توانائی ادارہ، پنجاب میں جالندھر کے پاس ایک خودمختار رجسٹرڈ سوسائٹی کی شکل میں قائم کیا گیا۔ یہ ادارہ غیر روایتی/لائق تجدید توانائی ذرائع، سبھی سطحوں پر انسانی ترقی وسائل، ڈاکٹریٹ کے بعد کی تحقیق و لائق تجدید توانائی ٹیکنالوجی کو تجارتی شکل دینے سے متعلق تحقیق سے جڑی سبھی فیلڈ کی ترقی سرگرمیوں کے لئے جدید ترین تحقیق و ترقی عمل کے لئے تکنیکی مرکز کے طور پر کردار نبھاتا ہے۔

(c) مرکز برائے توانائی تکنالوجی (C-WET): چنائی میں آزاد تنظیم (رجسٹرڈ سوسائٹی) کی صورت میں ہوائی توانائی ٹیکنالوجی مرکز (C-WET) کے قیام کو منظوری دی جا چکی ہے۔ یہ مرکز ہندوستان میں ہوا پرمبنی توانائی کے فروغ کے لئے تکنیکی مرکز کے طور پر کام کرے گا اور اس کا مقصد ملک میں ہوا پرمبنی توانائی کے استعمال کو بڑھاوا دینا و ترقی پذیر ہوا پرمبنی توانائی سیکٹر کو تعاون دینا ہے۔ اس کے علاوہ احمد آباد، بھونیشور، چنڈی گڑھ، چنائی، بھوپال، گوہاٹی، حیدرآباد، لکھنؤ، اور پٹنہ میں علاقائی دفاتر کھولے گئے ہیں۔

عوامی سیکٹر انڈرٹیکنگ

لائق تجدید توانائی سیکٹر کو رعایتی مالی امداد کے مقصد سے وزارت نے اپنے تحت مالی ادارہ ہندوستانی لائق تجدید توانائی ایجنسی لمیٹڈ (IREDA) تشکیل دیا ہے اور دنیا میں اپنی نوعیت کی واحد ایجنسی ہے۔ اریڈا کا قیام عوامی سیکٹر کے انٹرپرائز کی شکل میں مارچ، 1987 کو ہوا۔ اس کا خاص مقصد این۔آر۔ایس۔ای۔ ٹیکنالوجی کو بڑھاوا دینے ان کی ترقی و مالی امداد کے لئے گروان فنڈ کا کام کاج دیکھنا ہے۔ 31 مارچ 2001 کو 200 کروڑ روپے کا منظور حصص سرمایہ اور 300 کروڑ روپے کا اداشدہ سرمایہ 223.35 کروڑ روپے تھا اس نے مارچ 2001 کے آخیر تک ہوا، چھوٹی پن بجلی، سولر، بایوتکنالوجی، توانائی صلاحیت اور تحفظ جیسے قابل تجدید توانائی سیکٹروں میں 1,453 پراجیکٹوں کے لئے تقریباً 4,589.27 کروڑ روپے کا کل قرض منظور کیا تھا اور تقریباً 2,129.20 کروڑ روپے جاری کئے گئے تھے۔ منظور شدہ پراجیکٹوں کی تنصیب شدہ صلاحیت تقریباً 1,654 میگاواٹ کے برابر تھی، جن سے 9.43 لاکھ ٹن کوئلے کی توانائی کی بچت ہوگی اور اس کے علاوہ توانائی کی بچت/تحفظ بھی ہوگا۔ کام کررہے پراجیکٹوں سے بجلی پیداوار شروع ہوگئی ہے اور ہرسال یہ توانائی کی بچت کررہے ہیں۔

لائق تجدید توانائی پروگراموں کو نئی سمت

لائق تجدید توانائی ذرائع سے توانائی کے پوری طرح استعمال کے نجی/غیرملکی ڈائرکٹ اصل کاری کو بڑھاوا دینے کے لئے کئی اہم پالیسی کی پہلی کی گئی جن میں وزارت کے ذریعہ نافذ کئے جارہے ہیں وسیع پروگراموں کے تحت مالی امداد کا اہتمام و لائق تجدید توانائی پراجیکٹوں میں براہ راست بیرونی اصل کاری سمیت نجی اصل کاری کے لئے عمل کو آسان بنانا شامل ہے۔ مالی امداد میں پراجیکٹ کو نصب کرنے کے لئے پہلے درجے میں 100 فیصد فرسودگی، آبکاری محصول اور سیل ٹیکس میں چھوٹ اور لائق تجدید توانائی پراجیکٹوں میں استعمال ہونے والے سامان، کل پرزے اور آلات کے ہندوستان پر رعایتی محصول درآمد شامل ہیں۔ اس کے

علاوہ حکومت وزارت سے مالی امداد جیسے سود اعانت اور سرمایہ اعانت اور اریڈا سے رعایتی قرض دستیاب کراتی ہے۔مختلف لائق تجدید توانائی پراجیکٹوں کے لئے اب تک 14 ریاستوں نے ایسی پالیسیوں کا اعلان کیا ہے۔

گیارہویں پانچ سالہ منصوبے کے آخیر میں 2012 میں ملک کی کل تنصیبی بجلی پیداوار صلاحیت کا تقریباً 10 فیصد ایک اندازے کے مطابق لائق تجدید ذرائع پر مبنی ہوگا۔اس سیکٹر کی ترقی میں تیزی لانے کے لئے ایک جامع لائق تجدید توانائی پالیسی اور الگ قانون تیار کیا جارہا ہے۔اس پالیسی کے اہم مقاصد۔کم از کم 1-دیہی توانائی کی ضرورتوں کو پورا کرنا۔2-شہری اور دیہی علاقوں میں زراعت،صنعت،کاروبار اور گھریلو کاموں کیلئے لامرکزی رآف گرڈ بجلی کی فراہمی مہیا کرنا۔3-گرڈ کی خوبیوں والی بجلی کی پیداوار اور فراہمی کو یقینی بنانا۔

تیل اور قدرتی گیس

خام تیل کی پیداوار اور قدرتی گیس

دو قومی کونسل تیل کمپنیاں او۔این۔جی۔سی اور او۔آئی۔ایل اور کچھ نجی اور جوائنٹ سیکٹر کی کمپنیاں ملک میں تیل اور قدرتی گیس کی تلاش اور پیداوار میں لگی ہوئی ہیں۔2001-2000 کے دوران تقریباً 324.26 لاکھ ٹن خام تیل کی پیداوار ہوئی جب کہ نشانہ 324.64 لاکھ ٹن خام تیل کی پیداوار کا تھا۔قدرتی گیس کی پیداوار 2001-2000 میں تقریباً 29.48 ارب مکعب میٹر ہوئی جب کہ 2000-1999 میں یہ 28.446 ارب مکعب میٹر تھی۔

پچھلے کچھ برسوں کے کچے تیل کی پیداوار میں اضافہ نہ ہو پانے اور ایک طرح سے جمود کا شکار ہونے کی وجہ ہے:- کوئی بڑی تلاش نہ ہونا،ممبئی ہائی سمیت اہم پیداواری فیلڈوں کا بڑھنا اور قدرتی طور پر گھٹاؤ ہونا،مشرق شمال میں آپریشنل حالتوں میں ماحولیاتی دباؤ اور آسام اور گجرات جیسی ریاستوں میں بجلی کی کمی۔

تیل و گیس کی تلاش اور پیداوار

تیل و گیس کی تلاش اور پیداوار بڑھانے کے لیے کئی اقدامات کیے گئے ہیں۔ان میں دیگر باتوں کے علاوہ نئی تلاش لائسنسنگ پالیسی(NELP) کے ذریعے تلاش عمل کی رفتار میں تیزی لانا،تیل نکالنے کا بہتر طریقہ کار(IOR) اپنا کر پیداواری فیلڈوں سے پیداوار اور وصولیابی میں بہتری،تیل ریکوری میں اضافہ (EOR)،اسکیموں کو لاگو کرنا اور غیر ملکوں سے تیل اور گیس اکیوٹی پونجی جٹانا شامل ہے۔

انڈیا ہائیڈروکاربن وزن 2025

تیل اور گیس کی تلاش میں تیزی لانے اور ان کی پیداوار بڑھانے کے لیے مختلف اقدامات شروع کیے گئے ہیں تا کہ انڈیا ہائیڈروکاربن ویژن 2025 میں متعین وسیع تلاش اور پیداوار کا ہدف حاصل کیا جا سکے۔ان مقاصد میں دیگر باتوں کے علاوہ پیداواری طاسوں (بیسن) میں تلاش اور استحصال کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنا،غیر پیداواری/فرنٹیر طاسوں میں تلاش کے کاموں میں وسعت فراہم کرنا ہے۔مقررہ وقت کی حد کے دوران ملک کے رسوئی طاسوں کی تخمینہ سازی،سبھی تلاش کیے گئے/مستقبل کی تیل فیلڈوں سے زیادہ سے زیادہ ریکوری،غیر ممالک میں تلاش اور پیداوار اور تحقیق و ترقی میں تعاون کرنے کے لیے زمین حاصل کرنا شامل ہے۔

ہندوستانی علاقوں میں تلاش سرگرمیوں میں پہل

ملک میں تلاش سرگرمیوں میں تیزی لانے کے لیے حکومت نے حال ہی میں نئی تلاش لائیسنسنگ پالیسی (NELP) جاری کی ہے۔ NELP کے دو مرحلوں، یعنی NELP-I اور NELP-II کا اعلان 1999 اور 2000 میں کیا گیا تھا، جس کے نتیجے میں 47 بلاکوں کے لیے پیداوار میں شراکت معاہدوں پر دستخط کیے گئے۔ ان میں 8 زمین پر 24 سطحی سمندر میں اور 15 گہرے سمندری بلاک شامل ہیں۔ NELP-I میں پہلی بار گہرے آبی علاقوں سے متعلق بلاکوں میں بڈنگ مدعو کی گئی۔ NELP بلاکوں میں آسام، گجرات، راجستھان، ممبئی نزد ساحل، کرشنا گوداوری نزد ساحل اور کاویری نزد ساحل میں پیٹرولیفرس طاسوں کا رقبہ بھی شامل ہے۔ اپریل 2000 میں NELP-I کے تحت جن بلاکوں میں پیداوار شراکت معاہدے کی بنیاد پر دستخط کیے گئے تھے، ان سبھی میں کام شروع ہو گیا ہے۔ ایک سال کی مدت میں ان میں سے کچھ بلاکوں کے ابتدائی کاموں کے موافق نتیجہ سامنے آئے ہیں۔ ان نتیجوں میں بلاک KG-DWN 98/2 میں تیل اور گیس کی نئی تلاش شامل ہیں۔ NELP-II کے بلاکوں کے لیے ''پیداوار شراکت معاہدہ'' کی بنیاد پر 17 جولائی 2001 کو دستخط کیے گئے۔ بڈنگ جمع کرانے کی آخری تاریخ سے ½3 مہینے کی مدت میں معاہدوں پر دستخط کیا جانا ایک بے نظیر کام رہا۔ NELP کے تحت معاہدے کیے گئے سبھی 47 بلاکوں میں کاموں کو مقررہ مدت میں لاگو کیے جانے کو دیکھتے ہوئے کل 5 لاکھ مربع کلومیٹر رسوبی ایریا میں سرگرم تلاش اور پیداوار سرگرمیوں کے تحت آ جائے گا۔ ان بلاکوں میں پہلے مرحلے کے تلاش پروگرام کے لیے تقریباً 53.5 کروڑ امریکی ڈالر کی سرمایہ کاری کا اندازہ ہے۔ NELP کے اگلے مرحلے یعنی NELP-III کے لیے تیاری کا کام جاری ہے، جس کا اعلان 2002-2001 میں ہونے کا اندازہ ہے۔

موجودہ فیلڈوں سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے اقدامات

پیداوار بڑھانے کے اہم اقدامات کے تحت جو ONGC کے ذریعے ممبئی ہائی نارتھ (MHN) ممبئی ہائی ساؤتھ (MHS) سمیت اپنے اہم پرانے تیل فیلڈوں میں IOR اور EOR اسکیموں کو لاگو کرنا شامل ہے۔ ONGC کے ذریعے اس مقصد کے لیے طے کی گئی 19 اسکیموں میں سے 11 اسکیمیں پہلے ہی منظور کی جا چکی ہیں، جن میں ممبئی ہائی نارتھ (MHN) بازترقی کی اسکیم بھی شامل ہے۔ یہ اسکیمیں نفاذ کے مختلف مراحل میں ہیں۔ ممبئی ہائی ساؤتھ (MHS) کے لیے بازترقی کی اسکیم کو جلد منظوری ملنے کا امکان ہے۔ MHN کی بازترقی کی اسکیم جنوری 2001 میں شروع کی گئی۔ چھوٹی سائز کی 9 تیل فیلڈوں کے بارے میں مختلف نجی پارٹیوں، ہندوستانی اور غیر ملکی کمپنیوں کے ساتھ فروری 2001 میں PSC یعنی پیداوار میں شراکت معاہدہ پر دستخط کیے گئے تاکہ ان کی تیزی سے ترقی کی جا سکے۔

کول بیڈ میتھین کی تلاش

اپریل 2001 میں حکومت نے ملک میں 7 کول بیڈ میتھین بلاکوں کے لیے بین الاقوامی بولی کے پہلے دور کا اعلان کیا 31 اگست 2001 کو 6 بلاکوں کے لیے بولیاں حاصل ہوئیں۔ CBM-I بلاکوں کے لیے بولیوں کی جانچ پڑتال اور انھیں قطعی شکل فراہم کرنے کا کام مقررہ مدت کے طریقۂ کار سے کیا جا رہا ہے۔ جس کی بنیاد پر بلاک مختص کیے جائیں گے اور اس سے توانائی کے ایک متبادل وسائل کی تلاش اور فروغ کے لیے مشترکہ کوشش شروع ہو سکے گی۔

بیرون ملک سے ایکویٹی آئل

تیل اور گیس کی گھریلو دستیابی بڑھانے اور ہندوستانی اقتصادیات کو موزوں/ قائم پذیر، یقینی اور کم لاگت پر ہائیڈروکاربن

توانائی فراہم کرنے ONGC ویدیش لمیٹڈ (OVL) نے روس میں ساکھالن تیل سیکٹر میں 20 فی صد شراکت کے لیے میسرز روزینفٹ کے ساتھ فروری 2001 میں دستخط کیے۔ اس کے علاوہ OVL نے ویتنام میں ایک گیس پراجیکٹ میں 45 فی صد حصہ داری کے لیے دستخط کیے۔ اس پراجیکٹ سے گیس کی پیداوار 2003-2002 میں شروع ہو جانے کا امکان ہے۔

کروڈ آئل اور پیٹرولیم مصنوعات کی درآمد

کچے تیل اور پیٹرولیم پیداوار اشیا کی کل درآمد (نجی اور متوازی مارکیٹرز درآمد کے بشمول) 2001-2000 میں 783.37 لاکھ ٹن ہوئی، جس کی قیمت 71,604 کروڑ روپے تھی۔ جب کہ اسی دوران خالص درآمد کروڈ آئل اور پٹرولیم پیداوار (نجی پارٹیوں کی درآمد کو چھوڑ) 77.306 لاکھ ٹن رہی، جس کی قیمت 70,442.17 کروڑ روپے میٹر تھا۔

قدرتی گیس

2001-2000 کے دوران قدرتی گیس کی پیداوار 29.477 ارب مکعب میٹر رہی جب کہ 2000-1999 میں یہ 28.445 ارب مکعب میٹر تھی۔ 2001-2000 میں 24.069 ارب مکعب میٹر قدرتی گیس کا استعمال ہوا جب کہ 99-1998 کے دوران 25.716 ارب مکعب میٹر کا استعمال کیا گیا۔ پہلی اپریل 2001 کو استعمال کرنے لائق بقیہ گیس کا ذخیرہ 638 ارب مکعب میٹر تھا۔

تیل کی صفائی

حالیہ برسوں میں ہندوستان میں تیل صفائی صلاحیت میں شاندار پیش رفت ہوئی ہے۔ تیل صفائی صلاحیت جو نویں پنج سالہ منصوبہ کے شروع میں 622.4 لاکھ ٹن سالانہ تھی، اب بڑھ کر تقریباً دوگنی ہوگئی ہے۔

ملک میں اس وقت کل 17 صفائی کرنے والے کارخانے ہیں جن میں 15 پبلک سیکٹر میں، ایک مشترکہ سیکٹر میں اور ایک نجی سیکٹر میں ہے۔ ان کی تنصیب شدہ صلاحیت 11 کروڑ 25 لاکھ 40 ہزار میٹرک ٹن سالانہ یکم اپریل 2001 تک تھی۔ عوامی سیکٹر کے 15 تیل صاف کرنے کے کارخانوں میں 7 انڈین آئل کارپوریشن لمیٹڈ (IOCL) کے ہیں، جب کہ 8 کی ملکیت ہندوستان پیٹرولیم کارپوریشن لمیٹڈ (ایچ۔ پی۔ سی ایل۔2) چنئی پیٹرولیم کارپوریشن لمیٹڈ (سی۔ پی۔ سی۔ ایل) (سابقہ مدراس ریفائنری لمیٹڈ) کے پاس ہے۔ جب کہ ایک ایک بھارت پیٹرولیم کارپوریشن۔2 لمیٹڈ (بی۔ پی۔ سی۔ ایل) کوچی ریفائنری لمیٹڈ (کے۔ آر۔ ایل) (سابقہ کوچین ریفائنری) بونگائی گاؤں ریفائنری اور پیٹروکیمکلس لمیٹڈ (بی۔ آر۔ پی۔ ایل) اور نومالی گڑھ ریفائنری لمیٹڈ (این۔ آر۔ ایل) کے پاس ہے۔ مشترکہ سیکٹر میں 96 لاکھ 90 ہزار ٹن صلاحیت کی منگلور ریفائنری اور پیٹروکیمکلس لمیٹڈ (ایم۔ آر۔ پی۔ ایل) شامل ہیں۔ نجی سیکٹر میں صرف ایک تیل صفائی کارخانہ ریلائنس پیٹرولیم لمیٹڈ ہے۔ جس کی تنصیب شدہ صلاحیت 2 کروڑ 70 لاکھ میٹرک ٹن سالانہ ہے۔

ملک میں تیل کو صاف کرنے کی صلاحیت میں تیزی کے ساتھ اضافہ کے لیے پیٹرولیم سیکٹر کو جون 1998 میں لائسنس سے آزاد کردیا گیا اور مرحلہ وار (APM) ڈھنگ سے ختم کرنے کا عمل اپریل 1998 سے شروع کیا گیا ہے۔

پی ایس یو کے ذریعہ ایل پی جی کی مارکٹنگ

پہلی اپریل 2001 کو ملک میں ایل پی جی آئل مارکیٹنگ کمپنی کے 6,477 LPG ڈسٹری بیوٹرس تھے، جب کہ صارفین کی

تعداد 579 لاکھ تھی۔ حکومت نے 2001 کے دوران 1.3 کروڑ LPG کنکشن جاری کرنے کا نشانہ مقررہ کیا ہے۔ LPG ڈسٹری بیوشن نٹ ورک کی توسیع کے لیے 2,952 اضافی نئے تقسیم کار مقرر کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے، جس کے لیے انتخابی عمل شروع ہو چکا ہے۔ 2,952 نئے تقسیم کاروں میں سے 1200 سے زیادہ دیہی ڈسٹری بیوٹرس ہیں۔

ایل پی جی کی متوازی مارکٹنگ

حکومت نے نجی کمپنیوں کے توسط سے عام آدمی کے لئے ایل پی جی اور مٹی کے تیل کی دستیابی کو یقینی بنانے کی غرض سے 1993ء میں ایل پی جی اور کیروسین کی متوازی مارکٹنگ کا نظام رائج کیا تھا۔ متوازی مارکیٹنگ میں لگے لوگ نوٹی فائڈ ایجنسی سے مجاز سرٹی فیکٹ لے کر اپنے مارکیٹنگ نٹ ورک کے ذریعہ بازار شرح پر اپنا مصنوعات کو درآمد کرنے کے لئے آزاد ہیں۔ 31 مارچ 2001 کو کل ملا کر 114 پارٹیوں نے 6,132.4 ٹی۔ایم۔ٹی، ایس۔کے۔ او اور 24 پارٹیوں کے 914.5 ٹی۔ایم۔ٹی۔ رسوئی گیس کو درآمد کیا۔

گیس اتھارٹی آف انڈیا لمیٹڈ

گیس اتھارٹی آف انڈیا لمیٹڈ کا قیام 1984 میں عمل میں آیا تھا تا کہ قدرتی گیس کی تلاش کے بعد اس سے متعلق دوسرے امور مثلاً اس کی منتقلی، پروسسنگ، تقسیم اور فروخت وغیرہ کا بہتر طور پر بندوبست کیا جا سکے کمپنی کو ترجیحی بنیاد پر ملک بھر میں ایچ بی جے پائپ لائین بچھانے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے اس وقت گیس اتھارٹی بھارت کی ایسی سب سے بڑی کمپنی ہے جو قدرتی گیس کی فروخت اور اس کو مارکیٹ میں لانے کی ذمہ داری انجام دیتی ہے۔ کمپنی نے ملک میں 4,200 کیلومیٹر پائپ لائن کا جال بچھار کھا ہے اور 5 ہزار سو میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کیلئے بجلی گھروں کو اور 10 ایم ایم ٹی پی اے سے زیادہ یوریا کی پیداوار کے لئے فرٹلائزر زمرہ کو گیس بھی فراہم کرتی ہے اس کے علاوہ ملک کے مختلف حصوں میں قائم 500 صنعتی اداروں کو 60 ایم ایم ایس سی ایم ڈی گیس کی سپلائی بھی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

گیس اتھارٹی وجے پور مرحلہ۔ 1 اور 2 (مدھیہ پردیش)، واگوڈیا دگندھار (گجرات)، للکوا (آسام)، اوسر (مہاراشٹر)، اور اوریا (اتر پردیش)، 7 رسوئی گیس پلانٹوں کو چلا رہا ہے۔ ان پلانٹوں کی قائم شدہ صلاحیت 11,68,844 میٹرک ٹن فی سال ہے۔ اتھارٹی نے اتر پردیش کے پاتا میں بین الاقوامی معیار کی پیٹرو کیمکلس کمپلکس قائم کیا ہے، جس کی صلاحیت 2,60,000 ٹی۔پی۔اے پیداوار کی ہے۔ ممبئی، دہلی میں گیس سپلائی کے لئے بھی ایک نئی مشترکہ کمپنی قائم کی ہے۔ گیس اتھارٹی آف انڈیا لمیٹڈ نے ممبئی میں اتھارٹی برٹش گیس، برطانیہ کے ساتھ مل کر مہانگر گیس لمیٹڈ اور دلی میں بھارت پیٹرولیم کارپوریشن لمیٹڈ کے ساتھ مل اندر پرستھ گیس لمیٹڈ کے نام سے مشترکہ کمپنی بنائی ہے۔ کمپنی گیس نقل وحمل کے گجرات کے کانڈلہ جام نگر سے ہوتے ہوئے اتر پردیش کے لونی تک 1,246 کلومیٹر لمبی ایل۔پی۔جی پائپ لائن پراجکٹ پر کام کر رہی ہے۔ جنوب میں بھی دو پائپ لائنیں بچھانے کی تجویز ہے۔

پہلی لائن وجاگ سے سکندرآباد کے درمیان 600 کلومیٹر لمبی ہوگی اور اس پر 502 کروڑ روپے خرچ ہونے کا اندازہ ہے۔ دوسری پائپ لائن منگلور سے میسور ہوتے ہوئے کوئمبٹور تک جائے گی۔ 710 کلومیٹر لمبی اس لائن پر 625 کروڑ روپے خرچ ہونے کا اندازہ ہے۔ کمپنی نے ان ٹیلی کام آپریٹروں کے لیے قومی پیمانے پر مربوط کمیونیکیشن گرڈ فراہم کرنے کے لیے اپنے فائبر آپٹک نٹ ورک کے ذریعے بینڈ وڈتھ لیزنگ کے لیے ٹیلی کام سیکٹر میں بھی قدم رکھا ہے۔ اس سمت میں اتھارٹی نے دہلی، وجے پور سیکٹر پہلے ہی طے کر لیا ہے اور "خدماتی سطح پر معاہدے" کو قطعی شکل فراہم کر دی گئی ہے۔ دہلی۔ جے پور رابطہ بھی شروع

ہوگیا ہے اور دہلی راج کوٹ۔سیکٹر ستمبر 2001 کے وسط تک شروع ہوجانے کی امید ہے۔اتھارٹی ONGC اور گاز پردم کے ساتھ NELP-I اور NELP-II کی بولیوں میں شامل رہا ہے اور اس کے رفیق کو NELP-I کے تحت بنگال اور اڑیسہ نزد ساحل میں 2 اور NELP-II کے تحت 6 بلاک دیئے گئے ہیں۔

کمپنی نے گیس پر مبنی بجلی پراجیکٹوں میں بھی دل چسپی ظاہر کی ہے اور گجرات اسٹیٹ انرجی جزیشن لمیٹڈ کی 156 میگاواٹ کے بجلی پراجیکٹ میں 12 فی صدا کیوٹی حاصل کی ہے۔

انجینئرس انڈیا لمیٹڈ

انجینئرس میں انڈیا لمیٹڈ (ای آئی ایل) کا قیام پبلک سیکٹر کی کمپنی طور پر 1965 میں عمل میں آیا تھا۔تیل صاف کرنے، پیٹرو کیمکل، تیل اور گیس پروسسنگ، آف شور ڈھانچے اور پلیٹ فارم، کھادیں، علم دھات اور توانائی کے شعبوں میں ڈیزائن اور انجینئرنگ کی یہ اولیں کمپنی ہے۔ای۔آئی۔ایل کے ذریعہ مہیا کرائی جارہی خدمات میں ڈیزائن۔انجینئرنگ حصول تعمیر منتظمہ، شروع کرنے میں اور پروجیٹ منتظمہ شامل ہے۔ماحولیاتی انجینئرنگ حرارت اور کیت منتقلی آلات، انفارمیشن ٹکنالوجی، اشیاء اور رکھ رکھاؤ جوکھم تجزیہ، توانائی تحفظ اور پیشگی کنٹرول اور رجائیت وغیرہ شعبوں میں خصوصی خدمات بھی فراہم کرتا ہے۔اپنے آپریشن میدان میں یہ ایک ساتھ ٹرن کی بنیاد پر کام کرتا ہے۔اس نے اب تک 4000 سے زیادہ پروجکٹوں پر کام کیا ہے جن میں سے 275 بڑے پروجکٹ ہیں۔ای۔آئی۔ایل نے الجیریا۔بحرین۔ایران۔عراق۔کوریا۔کویت۔ملیشیا۔ناروے۔قطر۔سعودی عرب۔سری لنکا۔متحدہ عرب امارات اور ویتنام جیسے ملکوں میں اپنی خدمات مہیا کی ہیں۔انجینئرس انڈیا لیٹڈ اب قومی شاہراہوں اور پلوں، ہوائی اڈوں، ماس ریپڈ ٹرانسپورٹ سسٹم بندرگاہوں اور ٹرمنلوں، بجلی پراجیکٹوں، غیر روایتی/ قابل تجدید توانائی وسائل عمارت اور متعلقہ کاموں سمیت کئی شعبوں کو اپنی سرگرمیوں میں شامل کرتے ہوئے تنوع کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔ انجینئرس انڈیا متواتر منافع کما رہا ہے۔ 2001-2000 میں کمپنی کا کل کاروبار 787.3 کروڑ (آڈٹ کرنے کے قبل) رہا۔پچھلے 10 برسوں میں کمپنی کے کل کاروبار میں تقریباً 7 گنا اضافہ ہوا۔

پبلک سیکٹر کی تیل کمپنیاں

ملک میں پیٹرولیم اشیاء کی مارکٹنگ عوامی سیکٹر کی چار بڑی تیل کمپنیوں کے ذریعہ سے کی جاتی ہے۔ان کے نام ہیں۔انڈین آئل کارپوریشن لمیٹڈ، بھارت پیٹرولیم کارپوریشن لمیٹڈ، ہندوستان کارپوریشن لمیٹڈ اور آئی۔بی۔پی کمپنی لمیٹڈ۔پہلی اپریل 2001 کو ملک بھر میں صارفین کو ایم۔ایس۔ایچ۔ایس۔ڈی۔ایل۔ڈی۔او کیروسین اور رسوئی گیس فراہم کرانے کے لئے 18,239 ایم۔ایس/ایچ۔ایس۔ڈی کے رٹیل مراکز، 6,409 کیروسین اور ہلکے ڈیزل کے ڈیلر اور 6,477 رسوئی گیس کی دوکانیں تھیں۔ملک میں رٹیل فروخت نٹ ورک کے علاوہ براہ راست فراہمی کے ذریعہ پوری کرتی ہے۔

انڈین آئل کارپوریشن

انڈین آئل ریفائنری لمیٹڈ اور انڈین آئل کمپنی لمیٹڈ کو ملا کر ستمبر 1964 میں انڈین آئل کارپوریشن (آئی او سی) کا قیام عمل میں آیا۔کارپوریشن چار ڈویژنوں پر مشتمل ہے۔مارکٹنگ ڈویژن جس کا صدر دفتر ممبئی میں ہے۔ریفائنری ڈویژن اس جس کا صدر دفتر دہلی میں ہے پائپ لائن ڈویژن جس کا صدر دفتر نوئیڈا (U.P) میں ہے۔اور آسام آئل محکمہ جس کا صدر دفتر گوہاٹی میں ہے۔الگ الگ ڈویژن کی حیثیت سے کام کرتی ہیں۔آئی او سی نے فرید آباد میں ایک تحقیق اور صنعتی مرکز قائم کیا ہے یہ مرکز گاہکوں کو تکنیکی خدمات فراہم کرتی ہے اور ڈیزل اور پیٹرول وغیرہ کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔اس مرکز میں متبادل

ایندھن کی پیداوار اور اس کے استعمال کے امکانات پر بھی سرگرمی سے کام ہو رہا ہے۔ آئی او سی کا ایک ذیلی ادارہ انڈین آئل بلینڈنگ لمیٹڈ کے نام سے جو پیٹرولیم مصنوعات میں چکنائی بنانے کا کام کرتا ہے۔

بھارت پیٹرولیم کارپوریشن لمیٹڈ

جنوری 1976 میں حکومت نے برماشیل کی دو کمپنیوں کو اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد برماشیل ریفائنریز لمیٹڈ کا نام بدل کر 12 فروری 1976 سے بھارت ریفائنری لمیٹڈ کر دیا گیا ہے۔ ریفائنری اور مارکٹنگ کی مربوط کمپنی ہونے کی وجہ سے کمپنی کا نام بدل کر یکم اگست 1977 کو بھارت پیٹرولیم کارپوریشن لمیٹڈ (BPCL) رکھ دیا گیا۔ کمپنی خام تیل کی پروسسنگ اور پیٹرولیم مصنوعات کی مارکیٹنگ کرتی ہے۔ کمپنی نے پیٹروکیمیکل کے فیڈ اسٹاک کو تیار کرنے اور مارکیٹنگ کے میدان میں بھی مصروف عمل ہے۔

حکومت ہند نے 1992 سے 1994 کے دوران BPCL کے اپنے شیئروں کا 33.8 فی صد حصہ سرمایہ فروختگی کے ذریعے یہ شیئر مالیاتی اداروں، بینکوں، میچول فنڈ اور BPCL ملازمین کو فروخت کر دیا۔ کمپنی میں حکومت ہند کی موجودہ حصہ داری 66.20 فی صد ہے۔ سال 2001-2000 کے دوران BPCL نے کوچی ریفائنریز لمیٹڈ (KRL) اور نومالی گڈھ ریفائنری لمیٹڈ (NRL) کے زیادہ تر شیئر خرید لیے۔ اس سے دونوں کمپنیوں KRL اور NRL (اب VPCL) کی معاون کمپنیاں بن گئی ہیں۔

ہندوستان پیٹرولیم کارپوریشن لمیٹڈ

بھارت پیٹرولیم کارپوریشن لمیٹڈ 15 رجولائی 1974ء کو اس وقت وجود میں آیا جب حکومت نے ایسو ایسٹرن، آئی ان کارپوریشن امریکا کی بھارت میں املاک کو حاصل کر لیا اور اب یہ کمپنی حکومت کے زیر انتظام ہے۔ حکومت نے 21 دسمبر 1976 کو کالٹکس آئل ریفائننگ انڈیا کو حاصل کر کے اسے ایچ پی سی ایل میں ضم کر دیا۔ HPCI عوامی سیکٹر کی بڑی کمپنی ہے اور یہ ہندوستان میں دوسری سب سے بڑی متحدہ آئل کمپنی ہے، جسے ''نورتن'' کا درجہ حاصل ہے۔ ایچ پی سی ایل کی خاص سرگرمیوں میں خام تیل کی صفائی، گریس اور پیٹرولیم مصنوعات کی تیاری کے علاوہ ایل پی جی سمیت پیٹرولیم مصنوعات کی مارکٹنگ وغیرہ شامل ہیں۔

آئی بی پی کمپنی لمیٹڈ

آئی بی پی کمپنی لمیٹڈ جو 1970 میں آئی او سی کی ذیلی کمپنی بن گئی تھی، 1972 میں آزاد سرکاری کمپنی کے طور پر کام کرنے لگی۔ یہ اپنی ذیلی کمپنی بامیر لاری اینڈ کمپنی لمیٹڈ کے 61.8 فیصدی حصے کو کنٹرول کرتی ہے۔ آئی بی پی لمیٹڈ کے تین بزنس گروپ ہیں جن کے نام یہ ہیں۔ بزنس گروپ (پیٹرولیم) بزنس گروپ (کیمکلس) اور بزنس گروپ (انجینئرنگ) بزنس گروپ (پیٹرولیم) ایم ایس، ایچ ایس ڈی، ایل ڈی او، ایف او۔ رایل۔ ایس۔ ایچ۔ ایف کو جمع کرنے، تقسیم اور مارکٹنگ وغیرہ کا کام کرتا ہے۔ آٹو موٹیو لیوبس وگریز اور صنعتی لیوبز کی آمیزش مارکٹنگ کے کام میں لگا ہوا ہے۔ بزنس گروپ (کیمکلس رسکری رایملشن) دوھماکہ خیز کارٹرز وسائٹ مکسڈ ویوفیوز کی تیاری و مارکٹنگ کو دیکھتا ہے۔ بزنس گروپ (انجینئرنگ) صنعتی وحیاتیاتی ڈیسلس کے پیداوار و مارکیٹنگ کا کام کرتا ہے۔ عالمی معیار کا یہ ساز وسامان متعلقہ صنعتی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ اس کمپنی کی چار مشترکہ کمپنیاں ہیں جن کے نام یہ ہیں نومالی گڑھ، ریفائنری لمیٹڈ، آئی بی پی کالٹکس لمیٹڈ، انڈین آئل ٹینکنگ لمیٹڈ اور پیٹرونیٹ انڈیا لمیٹڈ، آئی بی پی نے اب ایل پی جی کی مارکٹنگ کی طرف بھی توجہ کی ہے۔ ایل پی جی کے نئے تقسیم کاروں کو مقرر کرنے کے بعد کمپنی ایل پی جی خوردہ فروخت پر توجہ مرکوز کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ کمپنی نے راجستھان، ہریانہ، مہاراشٹر، پنجاب، تملناڈ، اترپردیش، مغربی بنگال

اور آندھرا پردیش میں رسوئی گیس کی خوردہ مارکیٹنگ بھی شروع کی ہے۔

سین گپتا کمیٹی کی سفارشوں اور ڈس انوسٹ منٹ (سرمایہ کاری) کمیشن کی رپورٹ کے بعد حکومت ہند نے IBP میں اپنی حصہ داری 26 فی صد رکھنے اور باقی شیئر، اہم حصہ دار کو فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

پیٹرولیم مصنوعات کی حفاظت اور ماحول کا تحفظ

غیر روایتی توانائی کے جدید ذرائع کے فروغ کے باوجود، پیٹرولیم ہندوستان میں ایندھن کا اہم ذریعہ بنا ہوا ہے۔ اس کی کھپت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ 51-1950 میں جہاں یہ صرف 3.5 ایم ایم ٹی تھا وہیں 99-1998 میں بڑھ کر 90-80MMT ہو گیا۔ سال 02-2001 تک اسے بڑھ کر 130 ایم ایم ٹی ہو جانے کا امکان ہے۔ گھریلو سطح پر ہماری پیداوار صرف 33 ایم ایم ٹی ہے۔ جو ہماری سالانہ ضرورتوں کا تقریباً 35 فی صد ہے۔ حکومت قیمتی غیر ملکی کرنسی کے بہاؤ کو روکنے کے لئے لگاتار، پیٹرولیم مصنوعات کے تحفظ پر دھیان دے رہی ہے اور گھریلو پیداوار اور پیٹرولیم مصنوعات کے درمیان فرق کو کم کرنے کو زیادہ ترجیح دے رہی ہے۔

آٹوموٹیو توانائی کے شعبے میں متبادل ایندھنوں کے کارگر ہونے کے تعین قدر کے لئے کئی مطالعات کئے جا رہے ہیں۔ سپریم کورٹ کے جولائی اور ستمبر 1998 میں دی گئی ہدایتوں کے بموجب ان کوششوں کو مزید طاقت ملی ہے۔ ممبئی اور دلی میں عوامی نقل وحمل کے کمپریسڈ نیچرل گیس (سی۔این۔جی) اپنانے کی تیاریاں پورے زوروں پر ہے۔ اس کے لیے دہلی میں اندر پرستھ گیس لمیٹڈ کے ذریعے CNG کے بنیادی نٹ ورک کی توسیع کی جا رہی ہے۔ ممبئی میں یہ کام گیس لمیٹڈ کے ذریعے کیا جا رہا ہے۔ گجرات میں وڈودرہ، سورت اور انکلیشور میں بھی CNG لاگو کی جا رہی ہے۔

پٹرولیم مصنوعات کی مانگ پوری کرنے کی خاطر وزارت نے متبادل بین ایندھنوں کی سمت میں ٹھوس قدم اٹھاتے ہوئے مہاراشٹر اور اتر پردیش میں 5 فی صد ایتھانول آمیز پٹرول کے استعمال کی جانچ کرنے کے لیے 3 تجرباتی پراجیکٹ شروع کیے گئے ہیں۔ اس سے نہ صرف پٹرول کی مانگ میں کمی آئے گی، بلکہ گاڑیوں سے ہونے والی آلودگی بھی کم ہوگی۔ اس کے علاوہ حکومت نے ایک ٹاسک فورس کی بھی تشکیل کی ہے، جو MS کے ساتھ ایتھانول کی آمیزش 5 فی صد سے بڑھا کر 10 فی صد کرنے کے لیے معیار کو فروغ دے گی اور ایتھانول کے ڈیزل (HSD) کے ساتھ آمیزش کی تکنیکی، آپریشنل، ماحولیاتی، لاجسٹک پہلوؤں کا مطالعہ کرے گی۔ DME وغیرہ متبادل ایندھنوں پر غور کرنے کے لیے تجرباتی پراجیکٹ بھی جاری ہیں جب کہ متعلقہ شعبوں میں تحقیق اور ترقی کی کوششیں بھی جاری ہیں۔ آلودگی دور کرنے کی ضرورت پوری کرنے کے لیے پٹرولیم اور قدرتی گیس کی وزارت نے سیسہ سے آزاد پٹرول، بنزین کی کم مقدار والا پٹرول، کم نہایت کم سلفر والا ڈیزل، پری مکسڈ، 2T آئیل و پٹرول جیسے بہتر کوالٹی کے ایندھن شروع کر کے کئی اقدامات کیے ہیں۔ دہلی اور ممبئی جیسے بڑے شہروں میں اب 0.05 فی صد سلفر اور 1 فی صد بنزین آمیز پٹرول سپلائی کیا جا رہا ہے، جسے مستقبل قریب میں دیگر بڑے شہروں میں سپلائی کیا جائے گا۔ قومی راجدھانی خطے دہلی اور ممبئی الٹرا لو سلفر ہائی اسپیڈ ڈیزل (بھارت اسٹیج-II) سپلائی کیا جا رہا ہے۔ الٹرا لو سلفر ڈیزل کی یہ کوالٹی 2005 تک مرحلہ وار طریقے سے بڑے شہروں، اہم شہروں اور پھر سارے ملک میں فراہم کرائی جائے گی۔

پٹرولیم کنزرویشن ریسرچ ایسوسیشن (PCRA) تیل تحفظ کی ضرورت، اہمیت اور اس کے فائدوں کے بارے میں لوگوں میں بیداری لانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ایسوسیشن نے ایسے علاقوں کی پہچان کرنے کے لیے سیکٹر وار سرگرمیاں شروع کی ہیں، جہاں تیل اور گیس کی بربادی زیادہ ہوتی ہے۔ ایسوسیشن ان علاقوں میں پٹرولیم اشیاء کے صحیح استعمال کے طور طریقے کی بھی تجویز پیش کرتا ہے۔

20۔ صنعت

بھارت نے 4719 میں آزادی ملنے کے بعد صنعتی ترقی کے حصول کی کوشش کی شروعات کی۔ 1948 میں صنعتی پالیسی کی قرارداد منظور ہونے کے بعد بھارتی صنعتی پالیسی کے ارتقاء کا عمل شروع ہوا۔ قرارداد میں نہ صرف پالیسی کے وسیع ضوابط اور ہدایات کی وضاحت کی گئی بلکہ نئے صنعت کار اور اتھاریٹی کی حیثیت سے صنعتی ترقی میں ریاستوں کے رول کو بھی اجاگر کیا گیا۔ ایک کے بعد ایک جو صنعتی پالیسی سے متعلق قراردادیں منظور کی گئیں اس میں بھی عوامی زمرہ کی طرف جھکاؤ کا ذکر کیا گیا۔ 1956 میں منظور کی جانے والی صنعتی پالیسی قرارداد میں بھی عوامی زمرہ کو معیشت میں اہم رول ادا کرنے کی اشارتاً بات کہی گئی۔ قرارداد میں صنعتوں کی درجہ بندی بھی کردی گئی اور یہ وضاحت کردی گئی کہ اس سلسلے میں ریاست کی مکمل ذمہ داری ہوگی جنہیں دھیرے دھیرے ریاست کے کنٹرول میں لانا تھا۔ عوامی زمرہ کی تسلیم شدہ حیثیت کا اعادہ کرتے ہوئے عوامی زمرہ کو بھی ساتھ ساتھ پھلنے پھولنے اور ترقی کرنے کے مواقع فراہم کئے گئے اس طرح حکومت نے صنعتی ترقی کی پالیسی میں لچک دار رویہ اختیار کرکے عوامی اور نجی دونوں زمروں کی اہمیت کو تسلیم کرلیا۔

حکومت نے جولائی 1991ء سے صنعتی پالیسی میں جو پیش قدمی کی ہے اس کا مقصد ماضی کی صنعتی دستیابیوں کی بنیاد پر نہ صرف آگے بڑھتے رہنا ہے بلکہ بھارتی صنعت کو بین الاقوامی سطح پر مقابلہ جاتی بنانے کے عمل کو بھی تیز کرنا ہے۔ یہ صنعتی پالیسی جہاں صنعت کی طاقت اور اس کے استحکام کو تسلیم کرتی ہے وہاں زیادہ نمو کے لئے بھی مقابلہ جاتی توانائی فراہم کرتی ہے۔ اس سلسلے میں کی جانے والی پہل اصل اور اندرون ملک اور بیرون ملک مقابلوں کو بڑھاوا دینا ہے۔ اس مقصد کو مارکٹ کے ہر پہلو سے بھرپور جائزہ لے کر اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کے ساتھ قریبی روابط قائم کرکے نیز سپلائر کی تکنالوجی سے حسب ضرورت استفادہ سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یاد رہے کہ اصلاح کا عمل ہمیشہ جاری رہتا ہے۔

بنیادی اصلاحات

صنعتی لائسنسنگ پالیسی

1991 میں نئی صنعتی پالیسی کے نفاذ کے ساتھ اصول اور ضوابط میں ضرورت کے مطابق تبدیلی کا عمل بھی شروع کیا گیا تمام مدوں کے لئے صنعتی لائسنسنگ کا نظام ختم کردیا گیا، البتہ حفاظتی، فوجی اور ماحولیات سے متعلق چھ صنعتوں کو اس سے مستثنیٰ رکھا گیا۔ جن چھ صنعتوں کو مستثنیٰ رکھا گیا وہ یہ ہیں: (1) شراب اور نشہ آور چیزوں کی کشید، (2) سگار، سگریٹ، تمبا کو اور تمبا کو کا متبادل (3) الکٹرانک ایرواسپیس اور دفاعی ساز وسامان (4) صنعتی دھماکہ خیز (آکسیس ڈیٹونیٹنگ فیز، سیفٹی فیوز، فلیتے، بارود، فائیروسیلولوز اور ماچس بھی شامل ہیں) (5) صحت کے لئے مضر کیمکل (6) ادویات اور فارماسیوٹیکل۔ 1994 میں ترمیم شدہ ڈرگ پالیسی کے بموجب)۔

صنعتوں میں مقامیت کو لگاتار بڑھانے کے لیے مرحلہ وار پیداواری پروگرام کا نظام ختم کردیا گیا ہے۔ صرف ماحولیاتی

اسباب سے بڑے شہروں میں صنعتوں ہی کے قیام کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ نئی صنعتی پالیسی کے مطابق صنعت (ترقی اور انضباط) ایکٹ 1951 کے تحت درج ذیل معاملوں میں صنعتی لائسنس کی ضرورت ہوتی ہے۔ (1) جب پراجکٹ کے تحت ایسی اشیا کی پیداوار کی جاتی ہو جو لازمی لائسنس والی صنعتوں کی فہرست میں شامل ہیں یا (2) بڑے شہروں والی پابندی یعنی 10 لاکھ سے زیادہ آبادی (1991 کی مردم شماری کے مطابق) والے شہروں میں صنعتوں کے قیام پر لاگو ہوتی ہے یا (3) جب چھوٹی صنعتی سکٹر کے لیے محفوظ اشیاء کی پیداوار کسی دیگر سیکٹر کی اکائی کے ذریعہ کیا جانا ہو۔ موزوں لائسنسنگ نظام کے تحت آنے والے پراجکٹوں کے ضمن میں صرف ضرورت اس بات کی ہوگی کہ صنعتی انڈرٹیکنگ مقررہ فارم میں صنعتی پالیسی اور پیش رفت کے محکمہ میں صنعتی تعاون کا سکریٹریٹ میں ایک میمورنڈم دینا ہوگا۔

بہت سی صنعتیں پہلے عوامی زمرہ کے لئے محفوظ تھیں۔ حال ہی میں دفاعی شعبے کو 26 فی صد تک غیر ملکی پونجی سرمایہ کاری کے ساتھ نجی سیکٹروں کے لیے بھی کھولنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اب کچھ گنے چنے شعبوں کو ہی محفوظ شعبے میں رہنے دیا گیا ہے۔ ان میں یہ صنعتیں شامل ہیں (1) اسلحہ، دفاعی ساز و سامان اور جنگی جہاز (2) ایٹمی توانائی میں استعمال ہونے والی دھات (پیداوار اور استعمال پر کنٹرول ایوارڈ مجریہ 212 (ای) مورخہ 15 مارچ 1995 ترمیم شدہ) (4) ریلوے ٹرانسپورٹ لیکن ان صنعتوں میں بھی نجی زمرہ کو امتیازی بنیاد پر شرکت کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

نئی صنعتی پالیسی کے تحت کارخانوں کو کوئی بھی نئی چیز بنانے کی اجازت دی جاسکتی ہے بشرطیکہ اس کے لئے لائسنس لینا ضروری نہ ہو۔ اگر کوئی مقامی دشواری ہو تو بھی یہ سہولت دستیاب رہے گی۔ جہاں تک ایسی اشیاء تیار کرنے والے پروجیکٹوں کا سوال ہے جو لازمی لائسنس کے زمرہ میں نہیں آتے یا پھر ایسے کسی پروجیکٹ کی توسیع کا معاملہ درپیش ہو تو اس صورت میں متعلقہ صنعت کار کو ایک مقررہ فارم پر کرکے وزارت صنعت میں سکریٹریٹ برائے صنعتی تعاون کے پاس بھیجنا چاہے۔

حکومت چھوٹی صنعتوں میں ہی کچھ اشیاء تیار کرنے کی خصوصی اہتمام اپنا کر چھوٹے صنعتی سیکٹر کو مستقبل تحفظ فراہم کرتی رہے گی۔ چھوٹی صنعتوں کی کمپنیوں کو چھوڑ کر، چھوٹی صنعتوں کے سیکٹر کے لئے مخصوص اشیاء بنانے والی سبھی صنعتی کمپنیوں کو صنعتی لائسنس حاصل کرنا ہوگا اور اپنے سالانہ پیداوار کے 50 فی صد برآمد کی ذمہ داری لینی ہوگی۔ لیکن لائیسنس کی شرط ایسے صنعتی ادارے پر نہیں لاگو ہوگی جو صد فی صد برآمد رخی انڈرٹیکنگ اسکیم، برآمد پراسیسنگ زون اور خاص اقتصادی زون اسکیموں کے تحت کام کر رہے ہیں۔ چھوٹے اور معاون صنعتی کمپنیوں کے لئے 24 ستمبر 1999 سے سرمایہ کی حد تین کروڑ سے گھٹا کر ایک کروڑ روپے کردی گئی ہے۔ لیکن بے حد چھوٹی اکائیوں کے لئے سرمایہ کی سطح 25 لاکھ روپے ہی بنی رہے گی۔

غیر ملکی راست سرمایہ کاری

حکومت صنعتی زمرہ میں تیز رفتار ترقی کا تہیہ کئے ہوئے ہے غیر ملکی راست سرمایہ کاری (ایف ڈی آئی) کے رول کو معاشی ترقی کی اعلا سطح کو حاصل کرنے کی غرض سے اسے ایک ذریعہ کے طور پر تسلیم کرلیا گیا ہے ایف ڈی آئی ٹکنالوجی کے گریڈ کو فروغ دینے، انتظامی امور کی عالمی سطح تک رسائی، انسانی اور قدرتی وسائل، کے زیادہ سے زیادہ استعمال، بھارتی صنعت کو بین الاقوامی طور پر مقابلہ جاتی بنانے، برآمدات منڈیوں تک رسائی، اور بین الاقوامی معیاری سامان اور خدمات تک رسائی کے مواقع فراہم کرکے گھریلو صنعتوں اور بھارتی صارفین کے لئے فوائد اور سہولتوں کی راہیں ہموار کرتی ہے۔

اہم ترغیبات

ہندوستانی صنعت کو اپنی سرگرمیوں کو چلانے میں اور آسانی دینے کے مقصد سے حکومت نے منفی فہرست کو چھوڑ کر دیگر سبھی

چیدہ صنعتوں کی پیداوار
(لاکھ ٹن میں)

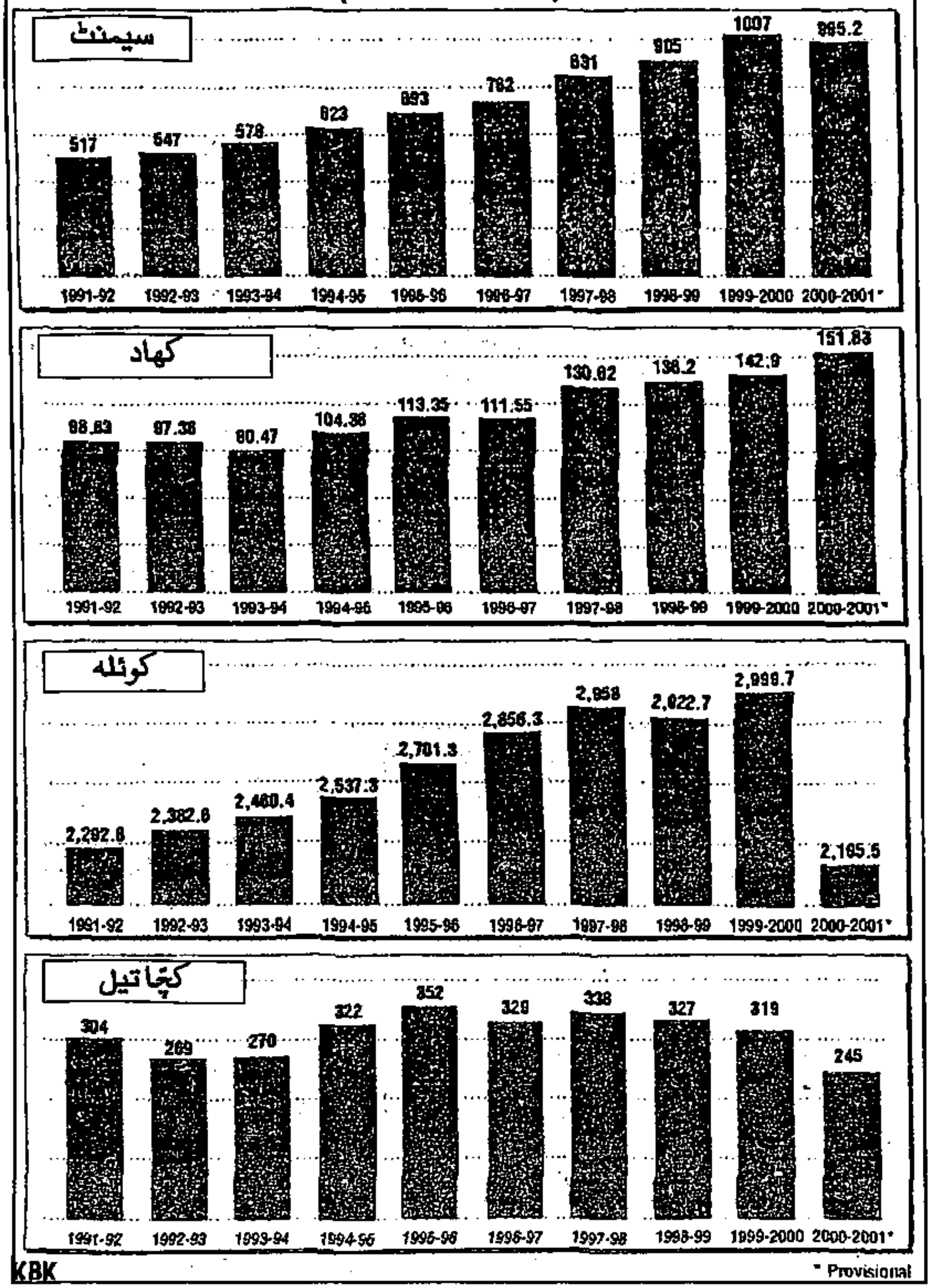

معاملات میں خودراست غیر ملکی سرمایہ لگانے کی اجازت دے دی ہے۔از خود غیر ملکی سرمایہ کاری کا سیدھا مطلب ہے کہ غیر ملکی سرمایہ کاروں کو سرمایہ لگانے کے 30 دنوں کے اندر اور کوئی شیئر جاری کرنے کے بھی 30 دنوں کے اندر ہندوستانی ریزرو بینک کو اس بارے میں مطلع کرنا ہے۔

منفی فہرست میں درج ذیل باتیں شامل ہیں۔(1) ایسی سبھی تجاویز جن میں صنعتی (فروغ اور ضابطہ) ایکٹ 1951 کے تحت صنعتی لائسنس کی ضرورت ہے اور ایسے معاملے جن میں چھوٹی صنعتوں کے لئے محفوظ اشیا بنانے والی اکائی کی کل حصہ پونجی میں 24 فی صد سے زیادہ غیر ملکی سرمایہ کاری ہوئی ہو اور ایسی سبھی سرگرمیاں جن میں 1991 کی صنعتی لائسنس کے تحت حکومت کے ذریعہ نوٹی فائڈ پالیسی کے نقطہ نگاہ سے صنعتی لائسنس کی ضرورت ہو۔(2) ایسی سبھی تجاویز جن میں غیر ملکی تعاون کی ہندوستان میں پہلے سے ہی کوئی مشترکہ کمپنی ہو۔(3) ایسی سبھی تجاویز جن میں موجودہ ہندوستانی کمپنی کے شیر کا غیر ملکی رغیر مقیم ہندوستانی رغیر ملکی ضابطہ ادارے کو منتقلی اور (4) ایسی سبھی تجاویز جو نوٹی فائڈ پالیسی کے باہر ہو یا جن میں سیدھے غیر ملکی سرمائے کی اجازت نہ ہو یا جب کسی سرمایہ کار نے غیر ملکی سرمایہ پرموشن بورڈ بنگ کو درخواست دی اور از خود سرمایہ کی اجازت نہ ملی ہو۔

غیر بنکنگ مالیاتی کمپنیاں (NBFC) صدفی صد غیر ملکی ایکوٹی رکھ سکتی ہیں، شرط یہ ہے کہ وہ ہولڈنگ کمپنیاں ہوں۔فنڈ پر مبنی غیر بنکنگ مالیاتی کمپنیوں کے لیے کم از کم سرمایہ شدگی شرائط اس طرح ہیں:(i) 51 فی صد تک راست غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے 5 لاکھ امریکی ڈالر کا براٹ اپ فرنٹ۔(ii) 51 فی صد سے زیادہ اور 75 فی صد راست غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے 50 لاکھ امریکی ڈالر کا براٹ اپ فرنٹ۔(iii) 75 فی صد سے زیادہ اور 100 فی صد راست غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے 5 کروڑ امریکی ڈالر جس میں سے 75 لاکھ ڈالر براٹ اپ فرنٹ کی شکل میں اور باقی 24 مہینوں میں ادا کرنے ہوں گے۔

جو سرگرمیاں فنڈ پر مبنی نہیں ہیں، ان پر 5 لاکھ امریکی ڈالر کی کم از کم سرمایہ شدگی شرط غیر ملکی سرمایہ کاری والے سبھی منظور شدہ NBFC پر لاگو ہوگی۔غیر ملکی سرمایہ کاری صدفی صد عمل پذیر ذیلی کمپنیاں بنا سکتی ہیں۔(ذیلی کمپنیوں کی تعداد سے متعلق کوئی پابندی نہیں ہے)۔اس کے علاوہ ان پر اپنی 25 فی صد حصہ پونجی ہندوستانی کمپنیوں کو فروخت کرنے کی شرط بھی لاگو نہیں ہوگی لیکن انھیں 5 کروڑ ڈالر لگانے ہوں گے، جس میں سے 75 لاکھ ڈالر فوری طور پر اور باقی 24 مہینے میں دینے ہوں گے۔جوائنٹ وینچر چلانے والی ایسی غیر بنکنگ مالیاتی کمپنیاں جن میں سے 75 فی صد یا 75 فی صد سے کم غیر ملکی سرمایہ کاری ہوئی ہے، انھیں دیگر غیر بنکنگ مالیاتی سرگرمیوں کے لیے ذیلی کمپنیوں کی تشکیل کی اجازت ہوگی۔لیکن اس کے ساتھ شرط یہ ہوگی کہ ذیلی کمپنیاں بھی مقررہ کم از کم پونجی درونی بہاؤ کے اصول کی پابندی کریں گی۔(سبھی غیر بنکنگ مالیاتی سرگرمیوں کو ہندوستانی ریزرو بنک کے رہنما اصولوں کے تحت خود منظوری میں رکھا گیا ہے)۔نجی بنکنگ کے شعبوں میں سبھی وسائل سے 49 فی صد راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی خود منظوری کے تحت کی جا سکتی ہے۔لیکن اس کے لیے اشورینس ریگولیٹری اینڈ ڈیولپمنٹ اتھارٹی سے لائسنس حاصل کرنا ہوگا۔ نرم کاری کے عمل میں درج ذیل FDI پالیسی میں تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ان BtoB ای۔کامرس کے لیے صدفی صد راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی اجازت (ii) 22 صارفین مد پر سے منقسم منافع کے توازن کی شرط فوری طور پر ہٹا دی گئی۔(iii) بجلی سیکٹر میں غیر ملکی سرمایہ کاری کی حد ختم کر دی گئی۔اس سیکٹر کو غیر ملکی راست سرمایہ کاری کو خود منظوری نظام کے تحت لایا گیا۔(iv) تیل صفائی کے شعبے میں خود منظوری نظام کے ذریعہ صدفی صد غیر ملکی سرمایہ کاری کی رعایت۔

انفارمیشن ٹکنالوجی شعبے میں آنے والی تجاویز کو خود منظوری روٹ کے دائرے میں رکھا گیا ہے۔بھلے ہی درخواست گذار کمپنی کا پہلے سے ہی اس فیلڈ میں کوئی جوائنٹ وینچر ہو یا ٹکنالوجی منتقلی معاہدہ ہو چکا ہو۔درج ذیل کے سوائے مخصوص اقتصادی زون میں سبھی پیداواری سرگرمیوں کے لیئے خود منظور کے تحت صدفی صد راست بیرونی سرمایہ کاری کی اجازت ہوگی:(i) ہتھیار اور گولہ بارود، دفاعی ساز و سامان کے لیے دھماکہ خیز اور متعلقہ اشیاء، دفاعی ایرکرافٹ اور جنگی جہاز (ii) ایٹمی سامان (iii) نشیلی دوائیں

اور خطرناک کمیکل (iv) الکوحل پر مشتمل مشروب کی کشید اور (v) سگریٹ، سگار اور بنائی گئی متبادل تمباکو۔ ٹیلی کام سیکٹر میں درج ذیل سرگرمیوں کے لیے کچھ شرائط کے ساتھ صدفی صدراست غیر ملکی سرمایہ کاری کی اجازت ہوگی۔ (i) گیٹ وے سہولت مہیا نہ کرانے والے انٹرنیٹ سروس پرووائیڈر (سٹیلائٹ اور تحت البحر تاروں کے ذریعہ)۔ (ii) I.P زمرہ I کے ڈارک فایبر کے ذریعہ بنیادی ڈھانچہ فراہم کرانے والے (iii) الکٹرانک میل اور (iv) وائس میل۔ لائسنسنگ اور ضمانت کی شرائط کی بنیاد پر درج ذیل ٹیلی کام خدمات کے لیے 74 فی صدراست غیر ملکی سرمایہ کاری کی اجازت (49 فی صد سے زیادہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی تجاویز کے لیے حکومت سے قبل منظوری لینی ہوگی)۔ (a) گیٹ وے کے ساتھ انٹرنیٹ خدمات مہیا کرانے والے (b) ریڈیو پیجنگ اور (c) اینڈ ٹو اینڈ بینڈ وڈتھ۔

ہوائی اڈوں میں صدفی صد غیر ملکی سرمایہ کاری کی رعایت ہوگی لیکن، 74 فی صد سے زیادہ ہونے پر حکومت کی قبل منظوری لینی ہوگی۔ خطوط تقسیم کرنے کی سرگرمیوں کو چھوڑ کر کوریئر خدمات میں موجودہ قوانین کے مطابق حکومت کی قبل منظوری لے کر صدفی صدراست غیر ملکی سرمایہ کاری کی رعایت ہوگی۔ مربوط ٹاؤن شپ کے فروغ کے لیے حکومت کی قبل منظوری سے صدفی صد غیر ملکی سرمایہ کاری کی اجازت ہوگی۔ زمین کے فروغ اور بنیادی ڈھانچے سے متعلق سہولیات مہیا کرانا شہری، بستیوں کی فروغ کا لازی جزو ہوگا۔ سبھی بڑے شہروں میں سریع عوامی نقل وحمل نظاموں اور اس سے متعلق زمینی جائیداد کے کمرشیل فروغ کے لیے صد فی صدراراست غیر ملکی سرمایہ کاری کی خود منظوری کی اجازت دی گئی۔

دوائیں اور دوا سازی میں خود منظوری نظام کے ذریعہ صدفی صدراست غیر ملکی سرمایہ کاری کی اجازت، دفاعی صنعتی سیکٹر بھی ہندوستانی نجی سکٹر کی صدفی صد شرکت کے لیے کھلا۔ لائسنسوں کی بنیاد پر 26 فی صد غیر ملکی راست سرمایہ کاری کی بھی اجازت۔ ہوٹل اور سیاحت سیکٹر میں خود منظوری نظام کے ذریعہ صدفی صدراست غیر ملکی سرمایہ کاری کی اجازت۔ ٹکنالوجی کی منتقلی کے بغیر غیر ملکی تعاون کے ٹریڈ مارک اور برانڈ نام کا استعمال کرنے کے سلسلے میں برآمد پر 2 فی صد اور گھریلو فروخت پر ایک فی صد کی رائلٹی کی ادائیگی کی خود منظوری نظام کے تحت اجازت۔ غیر ملکی کمپنی کی پوری ملکیت والی ذیلی کمپنی کو برآمد پر 8 فی صد اور گھریلو فروخت پر 5 فی صد (رائلٹی کی مدت سے متعلق کوئی پابندی نہیں) رائلٹی خود منظوری نظام کے تحت ادائیگی کی اجازت۔ غیر ملکی جوکھم پونجی فنڈ/کمپنیوں کو صرف SEB-I کے ضوابط اور قوانین اور متعلقہ سکٹر میں راست غیر ملکی سرمایہ کی حدوں کے تحت گھریلو جوکھم پونجی کمپنیوں اور دیگر کمپنیوں میں خود منظوری نظام کا فائدہ اٹھا کر دیگر سرگرمیاں چلانے کی اجازت۔ غیر ملکی کرنسی میں سرمایہ کاری کرنے والے غیر مقیم ہندوستانیوں کو اپنا منافع بیرون ممالک لے جانے کی پوری رعایت، جب کہ روپئے والے اکاؤنٹ کے ذریعہ ہندوستانی روپیہ میں کی گئی سرمایہ کاری سے کمائی گئی آمدنی واپس باہر نہیں لے جائی جا سکے گی۔ ایشائی ترقیاتی بنک DEG (ADB), CDC, IFC وغیرہ بین الاقوامی اداروں کو SEBI/RBI کے رہنما خطوط اور مخصوص سکٹروں کے لیے راست غیر ملکی سرمایہ کاری سے متعلق حدوں کے تحت گھریلو کمپنیوں میں سرمایہ کاری میں رعایت۔ ماضی میں صنعتی تعاون سکریٹریٹ (SIA) کے ذریعہ برآمد سے متعلق پابندی والے جو صنعتی لائسنس فنتالیٹرس جاری کیے گئے ہیں، انھیں ایسے سامان کے برآمد کی پابندی سے آزادی دے دی گئی ہے، جسے محفوظ فہرست سے ہٹانے کے بارے میں مناسب اعلانیہ جاری کر دیا گیا ہے۔

غیر ملکی سرمایہ کاری نفاذ اتھارٹی

حکومت نے وزارت برائے کامرس اور صنعت کے تحت غیر ملکی سرمایہ کاری نفاذ اتھارٹی کی تشکیل کی ہے۔ اتھارٹی کا مقصد غیر ملکی راست سرمایہ کاری کی تصدیق شدہ تجاویز کا نفاذ، غیر ملکی سرمایہ کاروں کو ضروری منظوری حاصل کرنے میں امداد/عملی طور پر مدد کرنا، کام کے عملی مسائل کو حل کرنا، مسائل کے حل کے لیے مختلف سرکاری ایجنسیوں سے رابطہ قائم کرنا اور شراکت داری کے

جذبے سے مواقع کو زیادہ سے زیادہ بڑھایا ہے۔ ضرورت پڑنے پر اتھارٹی حکومت ہند کے دیگر سیکریٹریوں، چیف کمشنر (NRI)، مالیاتی اداروں کے اعلیٰ افسران اور صنعت اور کامرس کے پیشہ ورانہ طور پر ماہرین کو بھی شامل کرسکتا ہے۔ صنعتی پالیسی اور پرموشن محکمہ کے تحت صنعتی تعاون سیکریٹریٹ غیر ملکی سرمایہ کاری نفاذ اتھارٹی کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔

بیرونی راست سرمایہ کاری
منظوری اور درونی بہاؤ

(روپے کروڑ میں US $/ ملین میں)

سال (جنوری-دسمبر)	بیرونی راست سرمایہ کاری منظوری تعداد	منظور شدہ ایف ڈی آئی	بیرونی سرمایہ کاری کا درونی بہاؤ	بیرونی راست سرمایہ کاری کی منظوری شرح (فیصد میں)
1991	289	Rs. 534.11 US $ 218.27	Rs. 351.43 US $ 143.62	65.80
1992	692	Rs. 3,887.54 US $ 1,485.49	Rs. 675.18 US $ 258	17.37
1993	785	Rs. 8,859.33 US $ 2,890.48	Rs. 1,786.71 US $ 582.94	20.17
1994	1,062	Rs. 14,187.19 US $ 4,522.53	Rs. 3,289.28 US $ 1,048.54	23.18
1995	1,355	Rs. 32,071.72 US $ 10,213.92	Rs. 6,820.03 US $ 2,171.98	21.26
1996	1,559	Rs. 36146.81 US $ 10,510.85	Rs. 10,389.20 US $ 3,020.99	28.74
1997	1,665	Rs. 54,891.35 US $ 15,302.86	Rs. 16,425.33 US $ 4,579.13	29.92
1998	1,191	Rs. 30,813.50 US $ 7,800.89	Rs. 13,339.84 US $ 3,377.17	43.29
1999	1,726	Rs. 28,366.53 US $ 6,753.94	Rs. 16,867.79 US $ 4,016.10	59.46
2000	1,726	Rs. 37,039.45 US $ 8,613.83	Rs. 19,341.74 US $ 4,498.07	52.22
2001 (جنوری-اپریل)	640	Rs. 11,909.76 US $ 2,646.61	Rs. 5,595.61 US $ 1,243.50	46.98
میزان	12,690	Rs. 2,58,707.29 US $ 70,959.67	Rs. 94,882.14 US $ 24,940.04	36.68

رواں صنعتی پیداوار

صنعتی پیداوار کے اشاریہ سے متعلق سرعتی اندازوں کے مطابق 2001-2000 میں صنعتی پیداوار کی کل شرح 5 فی صد رہی جب کہ 2000-1999 میں یہ 6.7 فی صد تھی۔ سال 2001-2000 کے دوران کان کنی اور پتھر کی کان کنی، پیداواری اور بجلی سیکٹروں کی ترقیاتی شرح بالترتیب 3.6 فی صد، 5.3 فی صد اور 4 فی صد رہی۔ صارفین اشیاء کے سیکٹر میں کل ترقیاتی شرح 2000-1999 کے 5.7 فی صد کی سطح سے بڑھ کر 8 فی صد ہوگئی۔ صارفین کے ناپائیدار سامان کے میدان میں 2001-2000 کے دوران ترقیاتی شرح 6.1 فی صد رہی جب کہ 2000-1999 میں یہ 3.2 فی صد تھی۔ پائیدار صارف اشیاء کی ترقیاتی شرح 13.9 فی صد رہی۔ سال 2001-2000 کے دوران ثانوی اشیاء، پونجی سامانوں اور بنیادی سامانوں کی ترقیاتی شرح بالترتیب 4.6 فی صد، 1.7 فی صد اور 3.8 فی صد رہی۔

مال پیداواری سیکٹر میں 14 زمرات میں ترقیاتی شرح مثبت رہی۔ ان میں سے چار گروپوں پول میں یہ ترقیاتی شرح دو ہندسوں میں پہنچ گئی۔ یہ گروپ ہیں: غذائی اشیا، چمڑا اور فروائی مصنوعات، ربر، پلاسٹک، پٹرولیم اور کوئلہ پیداوار، مشینری اور ساز و سامان کو چھوڑ کر دیگر دھاتی مصنوعات اور ان کے حصے/ پرزے۔ 3 صنعتی گروپوں -- کاغذ اور کاغذ سے بنی اشیا، طباعت و اشاعت اور متعلقہ صنعتیں، غیر دھاتی معدنی اور اشیا نقل وحمل سے متعلق ساز وسامان اور ان کے حصوں/ پرزوں سے متعلق منفی ترقیاتی شرح درج کی گئی۔

مالیاتی سال 2001-2000 کے دوران کل صنعتی ترقیاتی شرح 5 فی صد رہی، لیکن 6 کروڑ بنیادی شعبے کی اہم صنعتوں نے اوسطاً 5.3 فی صد کی ترقیاتی شرح حاصل کی۔ چھ بنیادی ساخت صنعتوں کی کارکردگی کی تفصیل درج ذیل جدول میں دی گئی ہے۔

سالانہ اضافہ شرح

نمبر شمار	صنعت	وزن	1996-97	1997-98	1998-99	99-2000	2000-01
1	بجلی	10.1690	3.8	6.6	6.6	7.2	4.0
2	کوئلہ	3.2216	5.7	3.6	-2.1	3.1	3.3
3	اسٹیل	5.1278	5.8	6.3	1.3	14.9	7.0
4	خام پٹرولیم	4.1721	-4.7	2.9	-3.4	-2.4	1.6
5	پٹرولیم ریفائنرز پیداوار	2.0021	7.0	3.7	5.2	25.4	20.3
6	سیمنٹ	1.9891	9.6	9.1	5.7	14.3	-0.5
	مجموعی	26.6817	3.7	5.7	2.8	9.1	5.3

زمرہ وار پالیسیاں

توانائی: توانائی زمرہ میں 100 فیصدی اکویٹی سمیت نجی زمرہ کو شرکت کی اجازت دی گئی ہے۔ بجلی کی پیداوار اور ٹرانسمیشن میں صد فیصدی اکویٹی تک بیرونی راست سرمایہ کاری، بجلی کارخانوں کی تعمیر اور ان کی دیکھ بھال کے اجازت کی ضرورت نہیں، نجی زمروں کو (کوئلہ/گیس) تھرمل پلانٹ قائم کرنے کی اجازت کسی بھی طرح اور سائز کے ہائیڈرو پروجکٹ اور شمسی توانائی پروجکٹ

قائم کرنے کے لئے بھی باضابطہ اجازت کی ضرورت نہیں۔

ہندوستانی مالیاتی اداروں سے قرض لینے کے لیے 40 فی صد کی حد میں ڈھیل دی گئی ہے۔توانائی کے تحفظ اور توانائی صلاحیت بیورو کے قیام کے بارے میں قانون بنائے گئے۔ملک میں طویل سائیز کے حرارتی بجلی پلانٹوں کے قیام کے لیے ترمیم شدہ میگا پاور پالیسی بنائی گئی۔چودہ ریاستوں نے بجلی ریگولیٹری کمیشنوں کی تشکیل کردی ہے۔طویل مدتی بجلی خریداری معاہدے کے تحت میگا بجلی پراجیکٹوں سے بجلی کی خریداری اور ریاستوں کو بجلی فروخت کرنے کے لیے پاور ٹریڈنگ کارپوریشن کی تشکیل کی گئی۔وزارت توانائی میں ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لیے ایک گروپ (CRG) کی بھی تشکیل کی گئی۔بجلی ٹرانسمیشن کی سرگرمیوں کو آزاد حیثیت دی گئی ہے اور مرکزی اور ریاستی ٹرانسمیشن افادیت کا تصور سامنے آیا ہے۔مرکزی بجلی اتھارٹی کی منظوری کے بغیر قائم کیے جاسکنے والے پراجیکٹوں کے پونجی سے متعلق اخراجات کی حد بڑھادی گئی ہے۔

ٹیلی کام: نجی زمرہ کو شرکت کی اجازت بنیادی، سیلولر، موبائل، ویلیو ایڈیڈ سروس اور سیٹیلائٹ کے ذریعے گلوبل موبائل پرسنل کمیونیکیشن خدمات میں 49 فیصدی تک پیداواری سرگرمیوں کے لئے بیرونی اکویٹی کی اجازت دے دی گئی ہے۔ گیٹ ویز کے ساتھ انٹرنیٹ سروس پرووائیڈر (ISP)، ریڈیو پیجنگ اور اینڈ ٹو اینڈ بینڈ وڈتھ کے پراجیکٹوں میں 74 فی صد راست غیر ملکی پونجی سرمایہ کاری کی اجازت ہے، جس میں 49 فی صد خود منظوری نظام کے ذریعے ہے۔انٹرنیٹ سروس پرووائیڈر (بنا گیٹ وے سہولت کے) بنیادی ڈھانچوں کی سہولیات میں صد فی صد راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی اجازت ٹیلی کام خدمات پراجیکٹوں (سیلولر، بنیادی، انٹرنیٹ سمیت) کے لیے ساز وسامان کی درآمد کے لیے رعایتی درآمد محصول کی سہولیات دستیاب ہیں۔ سال 2000 میں ٹیلی کام ریگولیٹری اتھارٹی آف انڈیا ایکٹ میں ترمیم سے TRAI کی باز تشکیل اور ٹیلی کام تنازعہ کے نمٹانے اور اپیلی ٹریبونل (TDSAT) کی تشکیل کی، اہ آسان ہوئی ہے۔

سڑکیں: سڑکوں، قومی شاہراہوں، فلائی اوروں، چنگی سڑکوں، نقل وحمل سرنگوں کی تعمیر اور رکھ رکھاؤ کی صد فی صد بیرونی شراکت سمیت نجی سیکٹر کی شراکت داری کی اجازت دی گئی ہے۔بنیادی ڈھانچے کی سہولت کے تحت آنے والی سڑکوں کے دس سالہ محصول میں رعایت کا اہتمام کیا گیا ہے، جس کا فائدہ 20 سال کی مدت کے درمیان اٹھایا جاسکتا ہے۔قومی شاہراہ اتھارٹی (NHAI) کو 'بناؤ، رکھواور منتقل کردو' (BOT) پراجیکٹوں میں 30 فی صد تک اکیوٹی کی شراکت کی اجازت دی گئی ہے۔

بندرگاہ: بندرگاہ سیکٹر میں بیرونی سرمایہ کاری کے لئے رہنما اصولوں کو اور نرم بنایا گیا ہے۔بندرگاہ کی تعمیر اور رکھ رکھاؤ میں صد فی صد اکیوٹی حصہ داری کے لئے خود بخود منظوری کا بھی اہتمام ہے اس کے علاوہ آبی نقل وحمل میں معاون مددگار خدمات فراہم کروانے والے پروجیکٹوں جیسے جہاز سے مال کی ڈھلائی اور لگان وغیرہ کے لئے 51 فی صد تک کی بیرونی اکیوٹی کے لئے بھی خود بخود منظوری کا اہتمام بھی دستیاب ہے۔نجی زمرہ کی شرکت کے لئے بندرگاہ زمرہ میں مندرجہ ذیل علاقوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔(i) بندرگاہوں کی موجودہ املاک کو پٹے پر دینا (ii) اضافی املاک بنانا (iii) مال لادنے اور ڈھلائی کے لئے ضروری ساز و سامان کو پٹے پر دینا (iv) چلانے کی سہولیات (v) بندرگاہ پر مبنی صنعتوں کی اپنی نجی سہولیات۔ اہم بندرگاہوں کے لئے ٹیرف اتھاریٹی کے قیام کے لئے ایک آرڈی نینس لاگو کیا گیا۔اس کا مقصد بندرگاہ ٹرسٹ اور نجی اداروں کے ذریعہ فراہم کرائی جارہی خدمات کے بدلے انہیں ملنے والے محصول کو متعین کرنا ہے۔اس پر عمل درآمد 1997 سے نافذ ہوگیا ہے۔

شہری ہوابازی: گھریلو اڑانوں کے لئے نجی سیکٹر کو اپنی خدمات فراہم کرنے کی منظوری دی گئی۔گھریلو ہوائی جہاز سیکٹر میں 40 فی صد تک کی بیرونی اکیوٹی کی اجازت دی گئی ہے۔بیرونی ایرلائنس کے ذریعہ بلاواسطہ یا بالواسطہ اکیوٹی شراکت کی منظوری نہیں دی گئی ہے۔غیر مقامی ہندوستانی رغیر ملکی باضابطہ ادارہ (OCB) کو صد فی صد بیرونی اکیوٹی کی اجازت دی گئی ہے۔مال

ڈھلائی، اور چارٹرڈ اڑان کے معاملے میں کھلے آسمان کی پالیسی 1990 سے ہی نافذ ہے۔ ہوائی جہاز تجدید کاری، ارضی خدمات اور ہوائی جہاز کی تعمیر کے شعبے میں نجی سیکٹر کی شراکت کی بھی اجازت دی گئی ہے۔ گھریلو ہوائی نقل وحمل خدمات میں غیر ملکی ایرلائنس سے بلاواسطہ یا بالواسطہ ایکوٹی شرکت کی اجازت نہیں دی گئی۔ غیر ملکی مالیاتی اداروں کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ گھریلو جہاز خدمات سیکٹر میں اپنی حصہ داری رکھیں بشرطیکہ کسی غیر ملکی ایرلائنس میں ان کی حصہ داری نہ ہو۔

ہلکی انجینئرنگ صنعتیں

انجینئرنگ صنعتیں ایک الگ ہی سیکٹر ہے جس میں بال اور رولر بیرنگ صنعت، کاسٹنگ، اسٹیل فورزنگ پروسس کنٹرول انسٹرومنٹ، اسٹیل پائپ اور ٹیوب وغیرہ شامل ہیں۔ اسی صنعت کی پیش رفت اور ترقی کی شرح دیگر صنعتوں کی پیداواری اور ان کی کارکردگی کو متعین کرتا ہے۔ اسی صنعت کی پیداوار دیگر صارفین صنعتوں سے حاصل شدہ مانگ پر منحصر ہے۔ ہلکی انجینئرنگ صنعتوں کے مختلف سیکٹروں کی ترقی کی شرح یکساں نہیں ہے۔ لیکن کل ملا کر اس نے نرم ماحول میں اچھا مظاہرہ کیا ہے۔ پھر بھی ہلکی انجینئرنگ صنعتوں سے متعلق زیادہ تر شعبوں میں گھریلو اور بین الاقوامی دونوں ہی طرح کے سرمایہ کاروں کے لئے بے پناہ امکانات موجود ہیں۔

سمینٹ صنعت

سیمنٹ بنیادی ڈھانچے سے متعلق ایک اہم صنعت ہے۔ ملک میں اس کا مقام اولین صنعتوں میں ہے۔ پہلی مارچ 1989 کو قیمت اور کنٹرول سے متعلق بندشوں کو پوری طرح ہٹالئے جانے اور پالیسی سے متعلق نئے اصلاحات کو لاگو کرنے کے بعد سیمنٹ صنعت نے صلاحیت / پیداوار اور پراسس ٹکنالوجی دونوں میں تیزی سے قدم بڑھائے ہیں۔ 30 اپریل 2001 کو ملک میں 119 بڑے سیمنٹ کے پلانٹ تھے، جن کی تنصیب شدہ صلاحیت تقریباً 12.24 کروڑ تھی۔ اس کے علاوہ ملک میں تقریباً 300 چھوٹے سیمنٹ پلانٹ ہیں، جن کی تخمینی صلاحیت 90 لاکھ ٹن سالانہ ہے۔ سال 2001-2000 کے دوران مانگ میں کمی کے باعث سیمنٹ صنعت کی اضافہ شرح منفی رہی۔

بھارت سیمنٹ کی مختلف اقسام تیار کر رہا ہے مثلاً آرڈینری پورٹ لینڈ سیمنٹ، پورٹ لینڈ پوزالانا سیمنٹ، پورٹ لینڈ بلاسٹ فرنیس سلیگ سیمنٹ، ایل ویل سیمنٹ اور وہائٹ سیمنٹ وغیرہ۔ سیمنٹ کی یہ اقسام بی آئی ایس کے تحت تیار کی جاتی ہیں اور ان کی کوالیٹی کا دنیا کی بہترین سیمنٹ سے موازنہ کیا جا سکتا ہے۔

سیمنٹ صنعت تکنیکی ترقی اور جدید کاری سے قدم ملا کر چلی ہے۔ 2001-2000 میں 51.5 لاکھ ٹن (عبوری) سیمنٹ برآمد کی گئی۔ بھارتی سیمنٹ کا معیار بہتر ہونے کے بعد اس کی مانگ بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ملیشیا، نیپال، برما، افریقہ اور جنوب مشرقی ایشائی ممالک میں بڑھ گئی ہے۔

چمڑا صنعت

بھارتی چمڑا صنعت منظم اور غیر منظم دونوں زمروں تک پھیلی ہوئی ہے۔ چھوٹے پیمانے کا دیہی اور دستکار سیکٹر مجموعی پیداوار کا 75 فیصدی چمڑا تیار کرتے ہیں۔ اگر چہ روایتی طور پر بھارتی چمڑا صنعت پکایا ہوا چمڑا اور کھالیں برآمد کرتی ہے 70 کے دہے میں ہی چمڑا پیداواری سیکٹر میں ہندوستانی چمڑا صنعت اولیس شکل میں ابھرا ہے۔ چمڑا سیکٹر کی برآمد میں کافی بہتری پیدا ہوئی ہے اور یہ 1992-1991 کے 3,036 کروڑ روپے کے مقابلے 2000-1999 میں 6,968 کروڑ روپے ہوگئی ہے۔ اپریل 2000

سے فروری 2001 تک 8,227 کروڑ روپے تھا۔

اقوام متحدہ ڈیولپمنٹ پروگرام (UNDP) کے تعاون سے ملک میں چنندہ اداروں اور ایجنسیوں کے ذریعے 1992 سے 1998 تک حکومت نے قومی چمڑا ترقیاتی پروگرام (مرحلہ-1) چلایا۔ اس پروگرام کا مقصد چنندہ اداروں اور ایجنسیوں کے ذریعے ملک میں چمڑا صنعت کی مربوط ترقی حاصل کرنی تھی۔ اس سے چمڑے کے جوتے، کپڑے اور دیگر سامان کے ڈیزائن اور پیداوار کے لیے ٹریننگ نظام میں بہتری لانے میں مدد ملی۔

چمڑا پروگرام کا دوسرا مرحلہ 1998 سے شروع کا گیا۔ چمڑے کی صنعت میں ''چھوٹی اکائیوں کی ترقی اور روزگار پروگرام'' کے نام سے چلائی جارہی اس اسکیم کو بھی اقوام متحدہ ترقیاتی پروگرام سے مدد ملی ہے 71.5 لاکھ امریکی ڈالر کی یہ امداد ستمبر 1998 سے مارچ 2002 کے دوران دی جائے گی۔

نویں پنج سالہ منصوبہ کے تحت قومی چمڑا ترقیاتی پروگرام کی ایک نئی اسکیم کو منظوری مل گئی ہے۔ جنوری 2000 سے ٹینری جدید کاری اسکیم شروع کی گئی ہے۔ اسکیم کے تحت چھوٹی صنعتی اکائیوں کی جدید کاری کے لئے امدادی رقم فراہم کرنے کا اہتمام ہے۔

ربر کے سامان کی صنعت

ربر کے سامان بنانے والی صنعت لائسنس سے آزاد صنعتیں ہیں۔ ربر سے بننے والی اہم اشیا میں سبھی طرح کے ٹائر اور ٹیوب، سرجیکل دستانے، پروفیلیکٹک سازوسامان، کنویر اور V-بیلٹ، ہوز پائپ، کھیل کا سامان وغیرہ شامل ہیں۔ ربر کی بہت سی اشیا جیسے سائیکل ٹائر اور ٹیوب، کینواس کے جوتے، ربر کے واشر وغیرہ، اسمال اسکیل سیکٹر میں پیداواری کے لیے مخصوص ہیں۔

اس وقت ربر کے سامان کی صنعت 32 ٹائر کارخانوں، 220 مجھلے درجے کے کارخانوں، 5500 چھوٹے پیمانے کے کارخانوں اور چھوٹے سیکٹر میں اتنی ہی تعداد کے کارخانوں پر مشتمل ہے۔ یہ صنعت براہ راست 3.50 لاکھ افراد کو روزگار فراہم کرتی ہے اور 12 ہزار کروڑ روپے سے زیادہ کا کاروبار کرتی ہے۔ 1992-1991 میں ربڑ اشیا کی برآمدات 313 کروڑ روپے کی تھی جو 2000-1999 میں بڑھ کر تقریباً 1,409 کروڑ ہوگئی۔ ٹائیر اور ٹیوب اس صنعت کے بہت اہم جزو ہیں اور انکا کا روبار 10 ہزار کروڑ روپے ہے۔ سال 2000-1999 میں ٹائروں کی برآمد بڑھ کر 853 کروڑ ہوگئی ہے۔

کاغذ صنعت

ہندوستان میں کاغذ کی صنعت بنیادی طور پر درختوں پر مبنی نہیں ہے کیوں کہ بازار میں آنے والا 62 فیصدی کاغذ غیر رسمی خام مال مثلاً زراعتی فضلہ اور ردی کاغذ سے تیار کیا جاتا ہے۔ ایک تخمینہ کے مطابق 06-2005 میں کاغذ کی مانگ 54.80 لاکھ ٹن کے آس پاس ہوجائے گی۔

کاغذ صنعت جس میں 1996-1995 میں 7.9 فی صد کی شرح سے فروغ ہورہا تھا، 1997-1996 میں مندی کا شکار ہوا اور ترقیاتی شرح 3.1 فی صد تک گرگئی۔ 17 جولائی 1997 سے حکومت نے کاغذ صنعت کو پوری طرح لائیسنس سے آزاد کردیا۔ 1999-1998 میں ترقیاتی شرح 5 فی صد اور 2000-1999 میں 13.49 فی صد رہی لیکن 2001-2000 میں ترقیاتی شرح گھٹ کر 11.29 فی صد کی سطح پر آگئی۔

اس وقت ملک میں کاغذ کے 515 سے زائد کارخانے ہیں (اس میں اخباری کاغذ ملیں بھی شامل ہیں) اور لگ بھگ 51 لاکھ ٹن کاغذ تیار ہوتا ہے۔ اس وقت ملک میں کاغذ کے جو کارخانے ہیں ان کی پیداواری صلاحیت 60 فیصد ہے۔ 194 کاغذ ملیں

ہیں، جن میں سے زیادہ تر چھوٹی ملیں ہیں جو یا تو بیمار ہیں یا پھر بند پڑی ہیں۔ کاغذ کی صنعت کے لئے خاص طور سے غیر روایتی خام مال استعمال کرنے والے کارخانوں کے لئے مختلف سرکاری فنڈ سے مدد کی گئی ہے۔ 75 فی صد سے زیادہ غیر روایتی خام مال کے استعمال پر غیر روایتی کچے مال سے بنے کاغذ اور گتے کے پیدا کاروں کو ہر سال پہلے 3,500 ٹن پیداوار پر ایکسائیز ڈیوٹی سے چھوٹ دی جاتی ہے۔ 2000-1999 میں 2.77 لاکھ ٹن کاغذ برآمد کیا گیا جب کہ تقریباً ایک لاکھ ٹن کاغذ درآمد کیا گیا۔

نیوز پرنٹ صنعت

1981 تک نیشنل نیوز پرنٹ اور پیپر ملز نیوز پرنٹ تیار کرنے والی واحد مل تھی۔ اب اس مل کو نیپا لمیٹڈ کے نام سے جانا جاتا ہے جس نے 1955 سے پیداوار شروع کی تھی۔ اس وقت ملک میں 63 اخباری کاغذ کی ملیں ہیں جن کی پیداواری صلاحیت قریب 11.84 لاکھ ٹن ہے 2001-2000 میں 6.34 لاکھ ٹن اخباری کاغذ بننے کا اندازہ ہے۔ اخباری کاغذ کی فراہمی اور پیداوار بڑھانے کے لئے اس سے پیداواری ٹیکس ختم کر دیا گیا ہے۔ اخباری کاغذ کی درآمد کو آزاد کر دیا گیا اور اب وہ عام لائسنس کی فہرست میں ہے۔

صابن اور ڈٹرجنٹ

صابن اور ڈٹرجنٹ کی صنعت کو چھوٹے پیمانے کے سیکٹر اور منظم سیکٹر دونوں میں فروغ حاصل ہوا ہے۔ ڈٹرجنٹ اور صابن پر سے لائسنس ختم کر دیا گیا ہے۔ کپڑا دھونے کا 90 فیصدی صابن چھوٹے پیمانے کے سیکٹر میں تیار ہوتا ہے۔ ٹوائلٹ صابن بہر حال بڑے پیمانے کے کارخانے تیار کرتے ہیں۔ 2000-1999 کے دوران لانڈری صابن، ٹوائلٹ صابن اور سنتھیٹک ڈٹرجنٹ کی پیداوار علی الترتیب 7.50 لاکھ ٹن، 5.3 لاکھ ٹن اور 26 لاکھ ٹن ہوئی۔

سرکاری زمرہ

سرکاری زمرہ نے ملک کی منصوبہ بند معیشت اور صنعتی ترقی میں کلیدی رول ادا کیا ہے۔ منصوبہ بندی کے مقصد سے سرکاری زمرہ میں وہ تمام سرگرمیاں شامل ہیں جن کو مرکزی بجٹ کے باہر سے رقوم فراہم کی جاتی ہیں اس طرح اگر دیکھا جائے تو سرکاری زمرہ کا سائز یقیناً بہت بڑا ہے۔ اس زمرہ میں سرکاری محکمے اور ان کی کمپنیاں خواہ وہ مرکزی ہوں یا ریاستی، آبپاشی اور بجلی پروجیکٹ، ریلوے، ڈاک و تار، آرڈیننس فیکٹریاں اور دوسرے محکمہ جاتی کارخانے، بینکنگ، انشورنس، مال اور دوسری خدمات، یہاں اصل توجہ مرکزی سرکاری سیکٹر انٹر پرائز (سی پی ایس ای) پر ہے۔ یہ ادارہ سرکاری کمپنیوں یا سرکاری کارپوریشنوں کی حیثیت سے قائم کیا گیا ہے۔ بینکنگ نظام کو اس سے الگ رکھا گیا ہے۔

جب بھارت آزاد ہوا تھا۔ اس وقت وہ بنیادی طور پر زرعی حیثیت والا ملک تھا۔ صنعتی بنیاد کمزور تھی بچت اور سرمایہ کاری کی سطح بہت کم تھی اور بنیادی ڈھانچے کی سہولتوں کا تقریباً فقدان تھا۔ اس وقت آمدنی میں قابل ذکر نابرابری تھی، روزگار کے مواقع بے حد کم تھے۔ اور سنگین عدم توازن کا دور تھا۔ ایسی صورت میں یہ ضروری تھا کہ اگر حکومت کو اپنی معاشی ترقی کی رفتار کو بڑھانا اور اسے برقرار رکھنا ہے تو اسے اس میدان میں سخت جدوجہد کرنا پڑے گی۔ ان حالات میں معیشت کے ہر زمرہ میں حکومت کی مداخلت ناگزیر تھی کیونکہ نجی زمرہ کے پاس فنڈ کی صورت میں نہ تو ضروری وسائل تھے اور نہ ہی یہ زمرہ بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری کو جوکھم اٹھانے کے لئے تیار تھا۔

پچھلے کئی برسوں میں عوامی سیکٹر کے سرمائے میں قابل ستائش اضافہ ہوا ہے۔ 1951 میں پانچ سی پی ایس ای 29

کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کی گئی۔ 31 مارچ 2000 کو بڑھ کر 2,52,554 کروڑ روپے تک پہنچ گئی۔ یہ سرمایہ کاری سرکاری زمرہ کے 240 کارخانوں میں ہوئی۔ 2000-1999 کے دوران کوئلہ اور پیٹرولیم مصنوعات میں مرکزی عوامی سیکٹر کی کمپنی کا 90 فی صد اور لگنایٹ کی پیداوار میں 100 فی صد سے بھی زیادہ کا اشتراک رہا۔ غیر لوہا دھاتوں جیسے المونیم، تانبہ، سیسہ اور جستے کی کل پیداوار کا 80 فی صد عوامی سیکٹر کے ذریعہ کیا گیا۔

عوامی سیکٹر کی کمپنیوں نے 2000-1999 کے دوران اپنے اندرونی وسائل سے 35,891 کروڑ روپے کمائے۔ یہ کمپنیاں مرکزی سرکار کو ڈیویڈنڈ کارپوریٹ ٹیکس، کسٹم ڈیوٹی کی شکل میں اشتراک کر کے وسائل مہیا کرانے میں بھی اہم کردار نبھا رہی ہیں۔ 2000-1999 کے دوران عوامی سیکٹر کی کمپنیوں نے 56,434 کروڑ روپے کا مرکزی حکومت کے فنڈ میں اشتراک کیا۔ عوامی سیکٹر کی کمپنیاں شہری رکھ رکھاؤ، انتظامیہ اور دیگر سماجی کاموں جیسے تعلیم، علاج اور ثقافتی سرگرمیوں اپنا اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ 31 مارچ 2000 تک عوامی سیکٹر کی کمپنیوں نے شہری رکھ رکھاؤ اور سماجی کاموں کے لئے 3,524 کروڑ روپے خرچ کئے اور اس کے علاوہ 20 لاکھ لوگوں کو روزگار فراہم کیا۔

92-1991 سے سی پی ایس آئی کی کارکردگی میں نمایاں بہتری دیکھنے میں آئی ہے اور اس کے فروغ کا عمل بدستور جاری ہے۔ 92-1991 سے 2000-1999 تک کچھ مالی اعداد و شمار جدول 20.1 میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

جدول 20.1: مرکزی عوامی سیکٹر کمپنیوں کی کارکردگی

سال	مجموعی فروخت	مجموعی منافع	اصل منافع	ٹیکس میں گنجائش	منافع کے حصے کی ادائی	مرکزی خزانہ میں ادائی	مجموعی ملکی وسائل پیداوار
1991-92	1,33,906	13,675	2,356	1,647	687	19,264	12,943
1992-93	1,47,266	15,957	3,271	1,805	792	21,657	14,792
1993-94	1,58,049	18,556	4,545	2,110	1,028	21,960	16,676
1994-55	1,87,355	22,630	7,187	2,581	1,436	26,036	19,992
1995-96	2,26,919	27,587	9,574	4,047	2,205	28,673	24,198
1996-97	2,60,735	30,915	10,186	5,192	3,097	39,009	25,554
1997-98	2,75,996	37,212	13,720	5,634	4,073	42,292	31,192
1998-99	3,09,994	39,766	13,235	6,499	5,469	46,925	31,301
1999-2000	3,89,310	42,422	14,555	7,706	6,246	56,434	35,891
1991-92 کے بعد 1999-2000 میں اضافہ (فی صد)	291	310	618	468	909	293	277

صنعتی پالیسی میں نرمی کے بعد نہ صرف یہ کہ مجموعی قیمتوں میں سدھار ہوا ہے بلکہ اہم مالی تناسب میں بھی بہتری ہوئی ہے۔ صنعتوں میں لگائی جانے والی رقم سے حاصل اصل منافع جو 92-1991 میں 11.6 فیصدی تھا، وہ 2000-1999 میں بڑھ کر 14 فیصدی ہوگیا۔ اسی طرح منقسم منافع 29.2 فی صد سے بڑھ کر 37.5 فی صد ہوگا۔ 11 مرکزی پی ایس یو کی نشاندہی نورتن کی حیثیت سے کی ہے اور ان پی ایس یو کے بورڈ آف ڈائرکٹرس کو مزید خودمختاری اور کام کرنے کی آزادی دی ہے تاکہ یہ عالمی سطح پر موثر طور سے اپنا رول انجام دے سکیں۔ جن پی ایس یو کو خودمختاری دی گئی ہے وہ کمپنیاں ہیں۔ بھارت ہیوی الکٹریکل لمٹیڈ، بی۔ پی۔ سی۔ ایل، بھارتی گیس اتھاریٹی لمٹیڈ، ہندوستان پیٹرولیم کارپوریشن لمٹیڈ، ہندستانی تیل کارپوریشن، آئی۔ پی۔ سی ایل، مہانگر ٹیلیفون نگم لمٹیڈ، قومی حرارتی توانائی، کارپوریشن تیل اور قدرتی گیس کارپوریشن، ہندستانی اسٹیل اتھاریٹی لمٹیڈ اور ودیش سنچار نگم لمٹیڈ۔ ان میں نئے سامان کی خرید پر رقوم صرف کرنے ہتکنالوجی کے مشترکہ کارخانوں میں شرکت، ہتکنالوجی معلومات کا حصول تنظیمی ڈھانچہ کی تشکیل، مشترکہ مالی پروجیکٹوں کا قیام، بورڈ سطح سے نیچے کے عہدوں کی تشکیل اور ان کو ختم کرنا، گھریلو اور بین الاقوامی بازار سے پونجی حاصل کرنا شامل ہے، تاکہ منافع بخش کارخانوں کو سہولتیں فراہم کی جائیں اور ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ پبلک سیکٹر کی نورتن کمپنیوں نے 2000-1999 میں 13,067 کروڑ روپے کا خالص منافع کمایا۔

حکومت نے نورتن کے علاوہ پی ایس یو کو مالی اور انتظامی خودمختاری بھی دی ہے۔ ان پروجیکٹوں کی درجہ بندی کر کے انہیں منی نورتن کا نام دیا گیا ہے۔ وہ صنعتیں جنہوں نے پچھلے تین سالوں میں لگاتار منافع کمایا اور تین سالوں میں سے ایک یا زیادہ بار تیس کروڑ روپے کا خالص منافع حاصل کیا، انہیں منی رتن۔1 کے درجہ میں رکھا گیا ہے۔ درجہ کی منی رتن ایسی کمپنیاں ہیں جنہوں نے پچھلے تین سالوں میں منافع کمایا اور جس کا نٹ ورک مثبت ہے۔ عوامی سیکٹر کی کمپنیوں کے ان دونوں ہی درجوں کو کچھ خاص طرح کی خودمختاری ملی ہوئی ہے۔ جیسے کہ وہ 300 کروڑ روپے تک یا اپنے نٹ ورک کے برابر جو بھی کم ہو (منی رتن۔1 درجے کی کمپنیوں کے لئے) بنا حکومت کی منظوری کے خرچ کر سکتے ہیں۔ منی رتن۔2 کی کمپنیاں، نٹ ورک کے 50 فی صد تک یا 150 کروڑ روپے تک خرچ کر سکتی ہیں۔ یہ کمپنیاں، مشترکہ کمپنی سیکٹر میں بھی داخل ہوسکتی ہیں۔ کمپنیاں: غیر ممالک میں دفاتر کھول سکتی ہیں اور مشترکہ ٹکنالوجی ادارے قائم کرسکتی ہیں۔ 31 مارچ 2001 تک 46 انٹرپرائیزز کو "منی رتن" کے درجے میں رکھا جاچکا تھا۔

حکومت کی یہ مسلسل کوشش رہی ہے کہ عوامی سیکٹر کی ان کمپنیوں کی بحالی / بازتشکیل کی جائے تاکہ ان کی کارکردگی، پیداوار اور منافع میں اضافہ ہو سکے۔ لیکن خاص زور خسارے میں چل رہی ان بیمار کمپنیوں پر ہے جنہیں بحال کیا جانا ممکن ہے۔ خسارے میں چل رہی ہے۔ صنعتی کمپنیوں کے معاملے میں صنعتی اور مالیاتی بازتشکیل بورڈ کو بیمار صنعتی کمپنی (خصوصی اہتمام) ایکٹ 1985 کے اہتمام کے تحت نام بھیجے گئے ہیں تاکہ ان کے سلسلے میں مناسب بحالی پیکج بن سکے۔ خسارے میں چل رہی دیگر کمپنیوں کے معاملے میں انتظامیہ وزارت / محکمہ جات متعلقہ کمپنیوں کے منتظمین، ملازمین اور دیگر ماہرین / صلاحکاروں کے مشورے سے ان اکائیوں کی بازتشکیل کے لئے مناسب تدابیر کرنا ہے۔ عوامی سیکٹر کی کمپنیاں، اشیا کی تیاری اور خدمات مہیا کرانے کے معاملے میں لگے ہوئی ہیں۔

ان درجات کے تحت 1999-1998 اور 2000-1999 میں عوامی سیکٹر کی کمپنیوں کا مظاہرہ جدول 2-20 میں دکھایا گیا ہے۔

جدول:20.2: پیداوار اور خدمات گروپ کے کاروباری اداروں کی کارکردگی

(کروڑ روپے میں)

نمبر شمار	تفصیل	پیداوار سیکٹر		سروس سیکٹر		میزان	
		1999-2000	1998-99	1999-2000	1998-99	1999-2000	1998-99
1	عمل پذیر کاروباری اداروں کی تعداد	157	160	75	75	232	235
2	استعمال پونجی	1,97,243.03	1,74,470.12	1,06,.68.04	90,622.71	3,03,411.07	2,65,092.83
3	خالص مالیت	1,19,575.79	1,13,900.89	41,489.45	34,163.38	1,61,065.24	1,48,064.27
4	کاروبار/عملی آمدنی	3,16,801.81	2,41,635.59	72,508.13	68,543.57	3,89,309.94	3,10,179.16
5	پیداوار/خدمات کی لاگت	2,86,489.22	2,17,789.42	73,794.16	63,835.15	3,60,283.38	2,81,624.57
6	فروخت کی گئی اشیاء کی لاگت	2,81,414.93	2,14,513.39	67,326.78	64,080.43	3,48,741.71	2,78,593.82
7	اضافی قدر	86,226.23	78,752.73	37,630.07	34,575.04	1,23,856.30	1,13,327.77
8	فرسودگی، سود اور ٹیکس سے قبل منافع (PBIT)	43,573.76	39,161.12	18,778.28	17,334.01	62,352.04	56,495.13
9	فرسودگی	16,037.04	13,197.41	3,893.36	3,570.55	19,930.40	16,767.96
10	سود اور ٹیکس سے قبل منافع (PBIT)	27,536.72	25,963.71	14,884.92	13,763.46	42,421.64	39,727.17
11	سود	12,358.80	12,659.06	7,801.38	7,365.63	20,160.18	20,160.18
12	قبل ٹیکس منافع (PBT)	15,177.92	13,304.65	7,083.54	6,397.83	22,261.46	19,702.48
13	بندوبست برائے ٹیکس	5,982.78	4,582.12	1,723.68	1,917.35	7,706.46	6,499.47
14	خالص منافع	9,195.14	8,722.53	5,359.86	4,480.48	14,550.00	13,203.01
(a)	نفع بخش عوامی سیکٹر کاروباری اداروں (PSES) کا منافع	18,641.84	17,058.82	5,972.82	5,449.51	24,614.66	22,508.33

(b) خسارے والے عوامی سیکٹر اداروں کا خسارہ	9,446.70	8,336.29	612.96	969.03	10,059.666	9,305.32
(c) منافع کار عوامی سیکٹر کاروباری اداروں کی تعداد	71	75	54	51	125	126
(d) خسارے والے عوامی سیکٹر اداروں کی تعداد	86	84	20	23	106	107
(c) بے نفعی/خسارہ والے عوامی	-	1	1	1	1	2
15 ڈیوڈنڈ	4,716.41	4,196.36	739.07	735.20	5,455.48	4,931.56
16 ڈیوڈنڈ ٹیکس	678.11	457.82	112.30	78.77	790.41	536.59
17 برقرار منافع	3,800.62	4,068.35	4,508.49	3,666.51	8,309.11	7,734.86
18 مالیاتی نسبت (فی صد)						
(a) استعمال پونجی اور فروخت کی	160.61	138.50	68.30	75.64	128.31	117.01
(b) استعمال پونجی اور PBDIT کی	22.09	22.45	17.69	19.13	20.55	21.33
(c) استعمال پونجی اور PBIT کی	13.96	14.88	14.02	15.19	13.98	14.99
(d) خالص مالیت اور PBT کی	12.69	11.68	17.07	18.73	13.82	13.31
(c) کاروبار اور PBDIT	13.75	16.21	25.90	25.29	16.02	18.21
(f) کاروبار اور PBIT کی	8.69	10.74	20.53	20.08	10.90	12.81
(g) کاروبار اور PBT	4.79	5.51	9.77	9.33	5.72	6.35
(h) کاروبار اور خالص منافع کی	2.90	3.61	7.39	6.54	3.74	4.26
(i) ادا ڈیوڈنڈ	51.29	48.11	13.79	16.41	37.48	37.35

جولائی 1991 کی نئی صنعتی پالیسی میں مذکورہ عوامی سیکٹر کی کمپنیوں کے لئے جو اہم پہل کی گئی ان میں عوامی سیکٹر کی سبھی کمپنیوں کو MOU کے نظام کے تحت لانا ہے۔ MOU (میمورنڈم آف انڈر اسٹینڈنگ) کا یہ نظام عوامی سیکٹر کی کمپنیوں اور انتظامی

امور کی وزارت کے درمیان مضبوطی لاتا ہے۔

اس سے ان کمپنیوں کو واضح ہدف کا پختہ انتظام ہو جاتا ہے۔ یہ نظام 88-1987 میں شروع ہوا تھا، جب عوامی سیکٹر کی چار
کمپنیوں نے باہمی مفاہمت کے میمورنڈم پر دستخط کیے۔ 2001-2000 میں 107 باہمی مفاہمت میمورنڈم پر دستخط کیے گئے۔
2000-1999 میں عوامی سیکٹر کی 49 کمپنیوں کو بہت عمدہ، 29 کمپنیوں کو بہت اچھا، 9 کمپنیوں کو بہتر اور 16 کو عام اور 3
کمپنیوں کو کمزور آنکا گیا۔

2000-1999 کے دوران MOU پر دستخط کرنے والی عوامی سیکٹر کی کمپنیوں کا مجموعی منافع 11 فی صد ہدف سے زیادہ رہا۔

اہم صنعتیں

کپڑا

ٹکسٹائل سیکٹر، جو ملک کی مجموعی صنعتی پیداوار کا ایک اہم حصہ ہے خود کی ضرورتیں پوری کر قومی معیشت میں اہم رول ادا کرتی
ہے، خواہ وہ روزگار کے مواقع پیدا کرنے کی بات ہو یا زرمبادلہ کمانے، کی دونوں میدانوں میں اس کی خدمات اہمیت کی حامل
ہیں۔ اس وقت کپڑا صنعت ملک کی صنعتی پیداوار میں تقریباً 14 فی صد کا اور مجموعی گھریلو پیداوار (GDP) میں 4 فی صد کی شراکت
کر رہی ہے۔ تقریباً 35 لاکھ لوگوں کو اس سے روزگار مل رہا ہے۔ زرعی سیکٹر کے ساتھ یہ سیکٹر تقریباً 9 کروڑ لوگوں کو روزگار فراہم کر
رہا ہے۔ ملک کی مجموعی برآمد آمدنی میں اس کی شراکت 30 فی صد سے زیادہ اور ملک کے کل درآمد اخراجات میں اس کا حصہ صرف
7-8 فی صد ہے۔ یہی واحد صنعت ہے جو خام مال سے لے کر اعلیٰ ترین ویلو ایڈیڈ مصنوعات جیسے سلے سلائے کپڑے وغیرہ تک
پوری طرح خود منحصر ہے۔

کپاس

کتائی ملوں میں دھاگے کی کل کھپت کا 75 فی صد سے زیادہ اور ٹکسٹائل سیکٹر میں دھاگے کی کل کھپت کا 58 فی صد سوتی
دھاگے سے پورا ہوتا ہے۔ 51-1950 میں سوت کی پیداوار 30 لاکھ گانٹھ (ایک گانٹھ 170 کلوگرام کے برابر ہوتی ہے) تھی جو
کہ 1997-1996 میں بڑھ کر 90-177 لاکھ گانٹھ کی اونچی سطح تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد 2000-1999 میں پیداوار میں
گراوٹ آئی اور یہ 156 لاکھ گانٹھ کی سطح پر پہنچ گئی۔ کپاس صلاح کار بورڈ نے 2001-2000 میں 146 لاکھ گانٹھ کپاس پیدا
ہونے کا اندازہ لگایا ہے۔ سال 2001-2000 میں تقریباً 81.22 لاکھ ہیکٹر پر کپاس کی کھیتی ہو رہی تھی جب کہ 51-1950 میں
58.91 لاکھ ہیکٹر پر کپاس اگائی جاتی تھی۔ ملک میں کپاس کی فی ہیکٹر پیداواری صلاحیت بھی بڑھی ہے اور 1951-1950 کے
88 کلوگرام سے بڑھ کر 301 کلوگرام ہو گئی ہے۔

جوٹ

ملک کی جوٹ صنعت روایتی طور پر برآمدات پر مبنی ہے۔ اس سے کسانوں اور صنعتی مزدوروں کے لیے بڑی تعداد میں روز
گار کے مواقع دستیاب ہوتے ہیں۔ خام جوٹ اور جوٹ سے بنے سامان کی پیداوار کے لحاظ سے ہندوستان دنیا میں پہلے مقام پر
اور جوٹ کے سامان برآمد کرنے میں دوسرے مقام پر ہے۔ جوٹ کی برآمد میں امریکی ڈالر کے لحاظ سے 5.4 فی صد کا اضافہ ہوا
ہے۔ 15 اکتوبر 2000 کو حکومت کے ذریعے جاری احکامات کے مطابق چینی اور غذائی اشیاء کے لیے لازمی طور پر جوٹ کی

بوریوں میں پیک کرنے کی حد بڑھا کر صدفی صد اور یوریا کے لیے 20 فی صد کر دی گئی ہے۔

ریشم کی پیداوار

ہندوستان دنیا میں ریشم کا دوسرا سب سے بڑا پیدا کار ہے۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ یہاں ریشم کی چاروں اقسام کی پیداوار ہوتی ہے۔ سال 2001-1999 میں ملک میں کل ریشم کی پیداوار میں سے ملبری قسم کے ریشم کی پیداوار 91.7 فی صد، ایری قسم کی 6.4 فی صد، ٹسر 1.4 فی صد اور مونگا قسم کے ریشم کی پیداوار 0.5 فی صد رہی۔ ریشم پیداوار زراعت پر مبنی ایسی دست کاری صنعت ہے جس میں مزدوروں کی بڑی تعداد میں ضرورت ہوتی ہے، اس میں 64 لاکھ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ مند روزگار حاصل ہوتا ہے۔ سال 2001-2000 میں اپریل سے دسمبر تک کی مدت میں کل 163.84 کروڑ روپے قیمت کی ریشم برآمد کی گئی۔

ہینڈلوم

ہینڈلوم سیکٹر کپڑا بننے اور اس سے متعلق سرگرمیوں کے ذریعے 65 لاکھ سے زیادہ لوگوں کو روزگار فراہم کراتا ہے۔ 1950 کے دہے کے شروع میں ملک میں 50 کروڑ مربع میٹر کپڑے کی پیداوار ہوتی تھی، جو 2000-1999 تک دس گنا سے بھی زیادہ بڑھ کر 73.52 ارب مربع میٹر ہوگئی ہے۔ ملک میں بننے والے کل کپڑوں میں سے تقریباً 19 فی صد ہینڈلوم سے ہی بنتا ہے۔ برآمد آمدنی میں اس کا کافی اہم اشتراک ہے۔ ہینڈلوم سیکٹر کے فروغ کے لیے پہلے سے چل رہی مختلف اسکیموں کے علاوہ حکومت ہند نے ''دین دیال ہتھ کرگھا پروتساہن یوجنا'' اور ''امبیڈکر ہست شلپ یوجنا'' شروع کی ہے اور حال ہی میں قومی کپڑا ڈیزائن مرکز بھی قائم کیا گیا ہے۔

پاورلوم

اس سیکٹر میں کپڑے تیار کرنے کے ساتھ ساتھ روزگار کے مواقع میں بھی بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ پاورلوم صنعت میں کئی طرح کا کے کپڑے بنے جاتے ہیں۔ جس میں عام قسم کے کپڑے کے علاوہ باریک ڈیزائن والا بہترین قسم کا کپڑا بھی شامل ہے۔ ملک میں کپڑے کی کل پیداوار میں پاورلوم کا اشتراک 59.15 فی صد ہے اور برآمد آمدنی بڑھانے میں بھی اس کا اچھا خاصا اشتراک ہے۔

دستکاری

روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور برآمد کے ذریعے غیر ملکی زرمبادلہ کمانے، دونوں کے ہی لحاظ سے ملک کے اقتصادی نظام میں دستکاری سیکٹر کی خاص اہمیت ہے۔ تاہم دستکاری کو بڑھاوا دینے کی بنیادی ذمہ داری ریاستی حکومتوں کی ہے لیکن ریاستوں کو کوششوں میں مدد کے لیے مرکزی سطح پر ڈیولپمنٹ کمشنر (دستکاری) کا محکمہ کئی ترقیاتی اسکیموں کو لاگو کر رہا ہے۔ سال 2000-1999 کے ہاتھ کے بنے قالینوں سمیت مختلف دستکاری اشیاء کی برآمد 8,059.63 کروڑ روپے کی رہی، جو کہ پچھلے سال کے مقابلے 12.34 فی صد زیادہ ہے۔ اپریل دسمبر 2000 میں دستکاری اشیاء کی برآمد 7,206.79 کروڑ روپے رہی۔

مصنوعی دھاگے، ریشے اور سوت کی صنعت

اس صنعت کے تحت سیلولوز اور بغیر سیلولوز والا دھاگا فلامنٹ یارن بنانے والی اکائیاں شامل ہیں۔ کپڑا صنعت کے لیے اس

صنعت کی بہت زیادہ اہمیت اس لحاظ سے ہے کہ اس میں کام آنے والے کچے مال میں سے 39 فی صد کی فراہمی مصنوعی دھاگے/ریشے پیدا کرنے والی اکائیوں کے ذریعے کی جاتی ہے۔ پچھلے پانچ سالوں میں پولسٹر ریشے اور دھاگے کی پیداوار میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا ہے اور ہندوستان دنیا میں مصنوعی دھاگا/ریشے کے پانچویں سب سے بڑے پیداکار کی شکل میں ابھر کر سامنے آیا ہے۔ یہ صنعت ہندوستان میں کپڑا ملوں کے کچے مال کی ضرورت کا 34 فی صد پورا کرتی ہے۔

ریسرچ ایسوسی ایشن

احمد آباد ٹکسٹائل صنعت ریسرچ ایسوسی ایشن، ممبئی، بامبے ٹکسٹائل ریسرچ ایسوسی ایشن، ممبئی؛ ساؤتھ انڈیا ٹکسٹائل ریسرچ ایسوسی ایشن کوئمبٹور اور شمالی ہندوستان ٹکسٹائل ریسرچ ایسوسی ایشن غازی آباد، تحقیق کے ساتھ ساتھ ٹکسٹائل صنعت کو ٹکنالوجی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں صلاح کار خدمات مہیا کراتی ہیں۔ ملک اینڈ آرٹ اینڈ آرٹ سلک ملس ریسرچ ایسوسی ایشن ممبئی، ٹکسٹائل اور متعلقہ صنعت کی لامرکزی طریقے سے منظم اور صحت مندانہ فروغ کے لیے مختلف ضرورتوں کی فراہمی کرتی ہے۔ انڈین جوٹ انڈسٹریز ریسرچ ایسوسی ایشن کولکاتہ، کا مقصد پٹ سن کی تجارت اور اس سے متعلق یا اس کی معاون صنعتوں کے بارے میں تحقیق اور دیگر سائنسی کاموں کو بڑھاوا دیتا ہے۔ اون کی ریسرچ ایسوسی ایشن تھانے، اون اور اون آمیزش دھاگے کی کتائی ملوں میں میکنکل پراسس کے ساتھ ساتھ پٹ سن، اون اور مصنوعی دھاگے کے پراسس میں مصروف عمل ہے۔

برآمدات

ہندوستان کی کل برآمدات میں کپڑوں اور ٹکسٹائل صنعت کا حصہ تقریباً ایک تہائی ہے۔ کپڑے کی برآمدات 1997-1996 میں 9.91 ارب ڈالر سے بڑھ کر 2001-1999 میں 11.26 ارب ڈالر ہوگئی۔ اگر اس میں پٹ سن، ناریل ریشے اور دستکاری اشیا کو بھی شامل کرلیا جائے تو وہ بالترتیب 11.72 ارب ڈالر اور 13.32 ارب ڈالر جائے گی۔ کپڑے کی کل برآمدات میں سلے سلائے کپڑوں کا حصہ تقریباً 41 فی صد کے برابر ہے۔

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف فیشن ٹکنالوجی

فیشن ٹکنالوجی، قومی انسٹی ٹیوٹ کا قیام نیویارک کے فیشن انسٹی ٹیوٹ آف ٹکنالوجی کے تعاون سے کیا گیا تھا۔ اپنے قیام کے بعد سے یہ ادارہ فیشن ٹکنالوجی کے مختلف سیکٹروں میں اولین تربیتی ادارہ کی شکل میں ابھر کر سامنے آیا ہے۔ دہلی برانچ کے علاوہ بنگلور، کولکاتہ، چنئی، گاندھی نگر، حیدرآباد اور ممبئی میں بھی اس کے مراکز ہیں۔

ہیوی الکٹریکل انڈسٹری

ہیوی الکٹریکل انڈسٹری بجلی کی پیداوار، ٹرانسمیشن، تقسیم اور استعمال میں کام آنے والے سازوسامان پر مشتمل ہے۔ ان میں جنریٹر، بوائلر، ٹربائن اور سوئچ گیئر بھی شامل ہیں۔ دیسی صنعت تمام گھریلو ضرورتوں کو پورا کرنے کی صلاحیت سے لیس ہے۔ ملک میں تھرمل اور ہائیڈرو بجلی پیدا کرنے والے سازوسامان مینوفیکچر کرنے کی صلاحیت علی الترتیب 4500 ایم ڈبلو اور 1345 ایم ڈبلو ہے۔ سب سے زیادہ صلاحیت سرکاری زمرہ کے کارخانوں مثلاً بی ایچ ای ایل میں ہے۔ مرکزی حکومت کی اعلان کردہ نئی صنعتی پالیسی کے تحت پوری صنعت سے لائسنسنگ نظام ختم کردیا گیا ہے۔ یہ صنعت 400 KV تک کے ٹرانسمیشن، تقسیمی سازوسامان اور ہائی وولٹیج والے ڈی سی سازوسامان بنانے میں اہل ہے۔ ملک میں بھاپ اور پن بجلی ٹربائنوں کی پیداوار نجی اور عوامی دونوں ہی سیکٹروں میں ہوتی ہے۔ ان کی کل صلاحیت 7 ہزار میگاواٹ سے زیادہ ہے۔ نئی پالیسی کے تحت یہ سازوسامان غیرملکی

اشتراک سے بھی تیار کیا جاسکتا ہے اور اس کے لئے حکومت سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ بھاپ اور ہائیڈرو ٹربائین سرکاری اور نجی دونوں زمرے تیار کرتے ہیں۔ تیار کرنے کی مجموعی صلاحیت 7000 میگاواٹ سے زائد ہے۔ سب سے زیادہ صلاحیت کا حامل سرکاری زمرہ کا کارخانہ بی ایچ ای ایل ہے۔ اس کے کارخانوں میں 5 میگاواٹ کے بھاپ ٹربائنوں کی پیداوار ہوتی ہے۔ بھارت ہیوی الکٹریکلس لمیٹڈ نے اب 255 میگاواٹ (ISO ریٹنگ) بجلی بنانا شروع کردیا ہے۔

صنعتوں اور بجلی پروجیکٹوں میں استعمال کے لئے بھی بوائلر ملک میں ہی تیار کئے جاتے ہیں۔ سپر تھرمل پاور پلانٹ کے لئے بوائلر تیار کرنے کی بی ایچ اے ایل میں پوری صلاحیت ہے۔ ملک میں صنعتی بوائلر تیار کرنے والے 19 واحدے ہیں۔ منظم زمرے میں بجلی اور ڈسٹری بیوٹیشن ٹرانسفارمر تیار کرنے والے 33 کارخانے ہیں۔ ملک میں تیار ہونے والے پاور ٹرانسفارمر اور ان کی ڈیزائن اور تکنالوجی بین الاقوامی معیار پر پوری اترتی ہیں۔

الکٹریکل صنعت پیداوار کے ایک وسیع علاقہ کا احاطہ کرتی ہے۔ اس کی موجودہ صلاحیت اتنی ہے کہ وہ گھریلو مانگ کو پورا کر سکتی ہے اور برآمد بھی کرسکتی ہے۔ نئی صنعتی پالیسی کے تحت پوری صنعت سے لائسنسنگ نظام کو ختم کردیا گیا ہے۔ بہت سے الکٹریکل سامان مثلاً الکٹرک موٹر، جیلی سے بھرے کیبل، اوپٹک فائبر کیبل، اور پمپنگ سیٹ بھی 51 فیصدی بیرونی اکویٹی اور بیرونی اشتراک کے لئے کوالیفائی کرتے ہیں توانائی کے تحفظ کی ضرورت محسوس ہونے کے بعد توانائی کے حامل الکٹرک پمپوں کی تیاری پر خصوصی توجہ مرکوز کی جارہی ہے اس ضمن میں حکومت صنعت کی حوصلہ افزائی بھی کررہی ہے۔ توانائی کے حامل لیمپوں کی تیاری کے لئے متعدد غیر ملکی کمپنیوں کو بھی منظوری دے دی گئی ہے۔

آٹوموبائیلس

آٹوموٹیو (آٹوموبائل اور آٹو اجزا اسیکٹر) صنعت نے لائسنس کا نظام ختم ہونے اور 1993 میں اس سیکٹر میں راست بیرونی سرمایہ کاری کی منظوری ملنے کے بعد بہت اہم پیش رفت کی ہے۔

اس صنعت میں 31 مارچ 2000 تک 50,000 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری ہوچکی تھی۔ 2000-1999 میں اس صنعت کا کاروبار 44,338 کروڑ روپے سے بھی تجاوز کرگیا۔ اس صنعت نے لگ بھگ 4.50 لاکھ لوگوں کو براہ راست اور ایک کروڑ لوگوں کو بالواسطہ روزگار فراہم کیا ہے۔

94-1993 سے 97-1996 تک کے نرم کاری نظام میں آٹوموبائل سیکٹر میں گاڑیوں کی پیداوار کے لحاظ سے 20 فی صد کا اہم اضافہ ہوا ہے۔ کار پیداوار میں تحصیبی صلاحیت 5.2 لاکھ سے بڑھ کر 11.76 لاکھ گاڑیاں ہوگئی ہے۔ 2000-1999 میں گاڑیوں کی پیداوار میں مجموعی طور پر 15 فی صد کا اضافہ ہوا۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ 99-1998 میں دو پہیوں والی گاڑیوں کی پیداوار میں بھی کافی اضافہ ہوا۔

موٹر گاڑی کل پرزہ صنعت کا فروغ موٹر گاڑی صنعت کے فروغ سے جڑا ہوا ہے پچھلے کئی سالوں میں موٹر گاڑیوں کی پیداوار اور فروخت میں کچھ اضافہ درج کیا گیا۔ 99-1998 میں پیداوار 12,997 کروڑ روپے تک ہوئی۔ 1999-1998 میں پیداوار میں اضافہ 12,997 کروڑ روپے تک ہوا تھا، جب کہ سال 2000-1999 میں پیداوار 16,356 کروڑ روپے رہی۔

فولاد

تکمیل شدہ کاربن اسٹیل: آج ہندوستان، دنیا کا نواں سب سے بڑا فولاد پیدا کرنے والا ملک ہے۔ اس صنعت میں

90,000 کروڑ روپے کی پونجی لگی ہوئی ہے اور 5 لاکھ سے زیادہ لوگوں کو راست طور پر روزگار مل رہا ہے۔ سال 2001-2000 میں تکمیل شدہ فولاد کی ترقیاتی شرح 12.1 فی صدر ہی۔ پچھلے تین سالوں میں تکمیل شدہ فولاد کی پیداوار اس طرح رہی۔

(دس لاکھ ٹن میں)

سال	اہم پیداکار	ثانوی پیداکار	کل
1998-1999	9.91	13.91	23.82
1999-2000	11.20	15.51	26.71
2000-2001	12.45	17.25	29.20

خام لوہا: ملک میں کچے لوہے کی پیداوار بھی بڑھی ہے۔ سال 1999-1998 سے 2001-2000 تک خام لوہے کی پیداوار اس طرح رہی۔

(دس لاکھ ٹن میں)

سال	اہم پیداکار	ثانوی پیداکار	کل
1998-1999	1.354	1.644	2.998
1999-2000	1.254	1.900	3.154
2000-2001	0.96	2.43	3.390

اسپنج آئرن

اسپنج آئرن صنعت کی اس وجہ سے خاص طور پر حوصلہ افزائی کی جارہی ہے، کہ ردی دھات کو پگھلا کر اس کی کمی کو پورا کرنے کے لیے کوئی متبادل ڈھونڈا جاسکے۔ آج ہندوستان دنیا میں اسپنج آئرن کا دوسرا سب سے بڑا پیداکار ہے۔ سال 1999-1998 میں اسپنج آئرن (راست پست شدہ آئرن) کی پیداوار 51.6 لاکھ میٹرک ٹن تھی۔ سال 2000-1999 میں یہ 53.3 لاکھ ٹن رہی اور 2001-2000 میں 548 لاکھ ٹن ہوگئی۔

1999-1998 میں فولاد کی کھپت 235.4 لاکھ ٹن تھی۔ سال 2000-1999 میں یہ 250.1 لاکھ ٹن اور 2001-2000 میں 2.665 لاکھ ٹن ہوگئی۔

تقسیم

جنوری 1992 میں حکومت ہند نے لوہا اور فولاد کے بارے میں جوائنٹ پلانٹ کمیٹی کا، قیمت کنٹرول نظام جو 1964 سے

چل رہا تھا، ختم کر دیا۔ لیکن دفاع، ریلوے، چھوٹے صنعتی سیکٹر، انجینئرنگ ساز و سامان کے برآمد کنندگان کی اور مشرق شمال کی ضرورتیں ترجیحی بنیاد پر پیدا کاروں کے ذریعے وقتاً فوقتاً اعلان شدہ قیمت کی ترجیحی بنیاد پر پوری کی جا رہی ہیں۔ لوہے اور فولاد کے ڈیولپمنٹ کمشنر کے ذریعے نامزد صارفین کو کچے لوہے کی تقسیم کی جاتی ہے۔ یہ چھوٹی صنعتی اکائیوں کے ذریعے اہم پیدا کاروں سے کی جانے والی سیدھی خریداری کے علاوہ ہے۔ ڈیولپمنٹ کمشنر انجینئرنگ ساز و سامان کے برآمد کنندگان کے لیے بھی جاری کرنے سے متعلق احکامات صادر کرتے ہیں اور مشرق شمالی علاقوں کے لیے سالانہ سپلائی اسکیم بناتے ہیں۔ دفاع اور ریلوے کی مانگیں اہم پیدا کاروں کے ذریعے سیدھے پوری کی جاتی ہیں۔

برآمد اور درآمد

لوہے اور فولاد سے بنی سبھی اشیا کی برآمد اور درآمد کی اب پوری طرح چھوٹ ہے۔ اعلیٰ درجے کے آئرن کچ دھات، کروم کچ دھات، میگنیز کچ دھات کی برآمد نامزد ایجنسیوں کے ذریعے حکومت کے ذریعے مقررہ حد کے مطابق کی جاتی ہے۔ انجینئرنگ برآمد کنندگان کی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے انھیں گھریلو خام مال کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے کوششیں کی جاتی ہے۔

ہندوستان ہر سال تقریباً 10 سے 15 لاکھ ٹن فولاد برآمد کرتا ہے۔ جس طرح کی فولاد کی برآمدات میں اضافہ ہوا ہے، ان میں اہم ہیں؛ ہاٹ رولڈ کوائلس، کولڈ رولڈ کوایل اور سیمی رولڈ کوائل۔ سال 2001-2000 کے دوران قابل فروخت فولاد کی برآمد 18 لاکھ ٹن کے برابر رہی جو 2000-1999 کی برآمد کے مقابلے 9 فی صد زیادہ ہے۔

لوہا اور فولاد سیکٹر کے ذریعے برآمد

سال 2001-2000 میں تکمیل شدہ فولاد کی برآمد 26.7 لاکھ ٹن رہی۔ اس سے پہلے برآمد کیے جانے والے سامان میں خاص طور سے پلیٹ، ساختی اشیاء، چھڑیں اور بیلن وغیرہ ہوتے تھے جب کہ اب ہاٹ رولڈ کوائل، کلر کوٹیڈ شیٹس، جی پی جی سی شیٹس، پِگ آیرن اور اسپنج آئرن کی برآمد کی جاری ہے۔

موجودہ مندی (کساد بازاری) کے اسباب

پچھلے تین سال سے لوہا اور فولاد سیکٹر میں مندی کا دور چل رہا ہے۔ اس گراوٹ کے اہم اسباب ہیں۔ (a) فولاد کا استعمال کرنے والے سیکٹروں کی مانگ میں کمی (b) ملک میں چل رہی عام مندی، (c) سرکاری/نجی سیکٹر کی جانب سے بنیادی ڈھانچے کے فروغ کے بڑے پراجیکٹوں میں سرمایہ کاری نہ کیا جانا، (d) لوہے اور فولاد کی پیداوار میں کام آنے والے کچے مال کے داموں میں اضافہ (e) لوہے اور فولاد پر سے برآمد محصول میں لگاتار کمی کیا جانا (f) برآمدات کی وجہ سے زیادہ مسابقت (g) ملک میں تیار فولاد کی ڈمپنگ اور (h) لوہے اور فولاد کے لیے برآمد بازار میں مخالف حالات۔

وزارت برائے فولاد صنعتوں کو ان مسائل سے نمٹنے میں ہر طرح سے امداد فراہم کر رہا ہے۔ اس کے لیے جو قدم اٹھائے جا رہے ہیں، وہ اس طرح ہیں (a) فولاد کا استعمال کرنے والے سیکٹروں میں مانگ میں اضافہ، (b) پراجیکٹ برآمدات پر محصول، (c) بجلی اور ریل کے محصول میں کمی (d) بنیادی لاگت میں کمی (e) برآمد ڈیوٹی (f) ایکسائز ڈیوٹی (g) ڈمپنگ روکنے کے نظام کو مضبوط بنانا۔

مستقبل کے امکانات

ہندوستان لوہ کے دھات کے معاملے میں تو خوشحال ہے ہی۔ یہاں اس صنعت کو چلانے کے لیے سائنس دانوں اور انجینئر کے طور پر انسانی وسائل بھی بھرپور ہے۔ یہاں مزدوری لاگت بھی دنیا میں سب سے کم ہے۔ ملک کے موجودہ فولاد پلانٹوں کی جدید کاری اور درجات میں بلندی پر زور دیا جارہا ہے۔ جس طرح سے نہایت جدید ٹکنالوجی کو اپنایا جارہا ہے اور ملازمین کی تعداد میں کمی لانے کی تدابیر کی جارہی ہیں۔ اس سے یہ امید پیدا ہوئی ہے کہ سرمایہ لاگت کم ہوگی اور ہندوستان صنعتی علاقے میں ایک اہم طاقت کے طور پر ابھر کر سامنے آئے گا۔

فرٹلائزر

فرٹلائزر صنعت کی چار دہائیوں کی منصوبہ بندی اور ترقی نے بھارت کو فرٹلائزر پیدا کرنے والے ملکوں کے شانہ بہ شانہ کھڑا کردیا ہے۔ آج بھارت نائٹروجنی فرٹلائزر پیدا کرنے میں دنیا میں تیسرے نمبر پر ہے۔ اس وقت بھارت میں 65 کارخانے ہیں جو نائٹروجنی اور کمپلکس فرٹلائزر تیار کررہے ہیں۔ ان کارخانوں میں وہ 7 اہم یوریا پلانٹ بھی شامل ہیں، جن میں حفاظت/ فیڈ بیک سے متعلق رکاوٹوں اور مالی رکاوٹوں کی وجہ سے پیداوار بند ہیں۔ ان میں سے 39 اکائیاں یوریائی پیداوار کرتی ہیں جب کہ دیگر امونیم سلفیٹ تیار کرنے والے 9 کارخانے ہیں، ان دونوں کھادوں کی حیثیت ضمنی پیداوار کی ہے۔ ان کے علاوہ ملک میں 80 ایسے فرٹلائزر واحدے بھی ہیں، جو سنگل سپر فاسفیٹ تیار کرتے ہیں۔

نائٹروجن کی پیداواری صلاحیت 52-1951 میں محض 85 ہزار ٹن تھی جو بڑھ کر یکم اپریل 2001 کو 120.54 لاکھ ٹن تک پہنچ گئی اور اسی مدت کے دوران فاسفیٹ فرٹلائزر کی پیداواری صلاحیت 63 ہزار ٹن سے بڑھ کر 51.02 لاکھ ٹن تک پہنچ گئی۔ 52-1951 میں نائٹروجن کی 16 ہزار ٹن اور فاسفیٹ کی 11 ہزار ٹن کی 2001-2000 پیداوار ہوئی لیکن 2000-1999 کے دوران دونوں کی پیداوار میں خاصا اضافہ ہوا اور نائٹروجن کی پیداوار 109.62 لاکھ ٹن اور فاسفیٹ پیداوار 37.43 لاکھ ٹن ہوگئی۔ گزشتہ 2002-2001 کا پیداواری ہدف 116.58 لاکھ ٹن نائٹروجن اور 49.30 لاکھ ٹن فاسفیٹ رکھا گیا تھا

1995-199 سے 2001-2000 تک فرٹلائزروں کی مانگ ان کے گھریلو پیداوار اور درآمدات ہی کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال (لاکھ ٹن میں)	کھپت	پیداوار	درآمدات
1995-1996	138.77	113.35	39.55
1996-1997	143.08	111.55	19.75
1997-1998	161.88	130.62	31.74
1998-1999	167.98	136.24	31.45
1999-2000	180.70	142.89	40.75
2000-2001[1]	165.89	147.05	20.92

[1] (عبوری)

سبھی تین تغذیات یعنی نائٹروجن، فاسفیٹ اور پوٹاش کے متوازن اطلاق کو فروغ دینے کے ساتھ موزوں قیمتوں پر کسانوں کو فرٹلائزر مہیا کرانے کے مقصد سے حکومت یوریا پر معاونت (سبسڈی) فراہم کرتی ہے۔ جوکہ فی الحال صرف یہی فرٹلائزر ہے جوکہ سرکاری قیمت، تقسیم اور کنٹرول کے تحت ہے۔ فاسفیٹک اور پوٹاشک فرٹلائزروں جوکہ کنٹرول سے آزاد ہیں، ان

پر بھی رعایت دی جاتی ہے۔ یوریا اور کنٹرول سے آزاد فاسفیٹک اور پوٹاشک فرٹلائیزروں کو پچھلے 5 برسوں کے دوران دی گئی سبسڈی/رعایت کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(روپے کروڑ میں)

مدت	کنٹرول سے آزاد فرٹلائزر کے لیے اداشدہ خرچ کی رعایت	اداشدہ خرچ کی معاونت رقم: دیسی یوریا	اداشدہ خرچ کی معاونت رقم: درآمد شدہ یوریا	کل
1996-1997	1,671.77	4,743.00	1,162.85	5,905.85
1997-1998	2,595.85	6,600.00	721.96	7,321.96
1998-1999	3,789.94	7,473.00	124.22	7,597.22
1999-2000	4,500.00	8,670.00	74.07	8,744.07
2000-2001 (RE)	4,319.00	9,480.00	1.00	9,481.00
2001-2002 (BE)	5,714.00	7,956.00	500.00	8,456.00

یکم اپریل 2000 سے 2000-2001 کے لیے رعایتی بنیاد پر ملک میں پیدا DPA کے لیے 2,800 روپے فی MT، برآمدشدہ DPA کے لیے 950 روپے PMT مقرر کیا گیا تھا، جسے یکم جنوری 2001 سے ترمیم کرکے 1,850 روپے فی ٹن کردیا گیا۔ MOP کے لیے اسے 2,800 روپے PMT مقرر کیا گیا۔ SSP کے لیے یکم اپریل 2000 سے 30 جون 2000 تک 800 روپے PMT کی رعایت مقرر کی گئی۔ یکم جولائی 2000 سے 31 مارچ 2001 تک یہ شرح 700 روپے PMT کردی گئی۔ مختلف پیچیدہ فرٹلائیزروں کی رعایت کی شرح ان میں NPK کی مقدار کی بنیاد پر تناسب طور پر مقرر کی گئی۔

سرکاری زمرے کے کارخانے

سرکاری زمرہ فرٹلائزر صنعت میں اہم رول ادا کررہا ہے ریاستی ملکیت والا پہلا فرٹلائزر پروجیکٹ 1951 میں سندری (بہار) میں قائم کیا گیا تھا اس کے بعد دوسرا کارخانہ ننگل (پنجاب) میں قائم کیا گیا مگر ٹرامبے مہاراشٹر میں اور کارخانہ وجود میں آنے کے بعد حکومت نے تمام سرکاری زمرہ کے فرٹلائزر پروجیکٹوں کو واحد انڈرٹیکنگ کے تحت لانے کا فیصلہ کیا اور جنوری 1961 میں فرٹلائزر کارپوریشن آف انڈیا کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کے بعد 23 اگست 1974 کو نیشنل فرٹلائزر لمیٹیڈ وجود میں دیا اس کے بعد یکم اپریل 1978 سے فیڈ اسٹاک اور جغرافیائی بنیاد پر فرٹلائزر کارپوریشن آف انڈیا اور نیشنل فرٹلائزر لمیٹیڈ کی نو ترمیم کرکے چار کمپنیوں میں تقسیم کردیا گیا۔ اس وقت سرکاری زمرہ کے نو کارخانے فرٹلائزر محکمہ کے انتظامی کنٹرول کے تحت ہیں ایف سی آئی کے چار کارخانے سندری (بہار) گورکھپور (یوپی) تلچر (اڑیسہ) اور راما گنڈم (آندھرا پردیش) میں ہیں جنکی نائٹروجن پیدا کرنے کی مجموعی صلاحیت 5.87 لاکھ ٹن ہے۔ ان چار اکائیوں سے صرف سندری کارخانے میں پیداوار ہورہی ہے۔ دیگر کارخانوں میں پیداوار بند کردی گئی ہے۔

نیشنل فرٹلائزر لمیٹیڈ کے اس وقت 6 کارخانے ہیں۔ ننگل میں کیلشیم امونیم نائٹریٹ پلانٹ اور ننگل، بھٹنڈہ، پانی پت اور وجے پور میں یوریا کے کارخانے ہیں۔ این ایف ایل کی اس وقت مجموعی پیداواری صلاحیت 53.63 لاکھ ٹن ہے۔ جو کہ 32.25 لاکھ ٹن یوریا اور 3.20 لاکھ ٹن سی اے این کے مساوی ہے۔ 2000-2001 میں کمپنی نے 13.77 لاکھ ٹن نائٹروجن اور

29.36 لاکھ ٹن یوریا اور 1.07 لاکھ ٹن CAN کی سالانہ پیداوار کی۔

راشٹریہ کیمیکل اور فرٹلائزر لمیٹڈ (آر سی ایف) نے اکتوبر 1965 سے جولائی 1982 کے دوران ٹرامبے میں فرٹلائزر کے پانچ کارخانے اور گیس پر مبنی فرٹلائزر کا ایک بڑا کارخانہ تھال میں قائم کیا، جس نے 1985 میں کمرشیل پیداوار شروع کردی۔ آر۔ سی۔ ایف کے کارخانوں کی مجموعی پیداواری صلاحیت (نائٹروجن) 9.55 لاکھ ٹن اور 1.20 لاکھ ٹن فاسفیٹ سالانہ ہے۔ 2000-2001 کے دوران کمپنی کا 8.4 لاکھ ٹن نائٹروجن اور 0.97 لاکھ ٹن فاسفیٹ پیدا کرنے کا امکان ہے۔

ہندستانی فرٹلائزر کارپوریشن لمیٹیڈ کے پانچ کارخانے جن میں 3 نامروپ (آسام) اور ایک ایک درگاپور (مغربی بنگال) اور برونی (بہار) میں چالو حالت میں ہیں۔ ان کارخانوں میں نائٹروجن کی سالانہ پیداواری صلاحیت 4.24 لاکھ ٹن ہے۔ اس وقت صرف نام روپ کے ایک پلانٹ میں پیداوار ہو رہی ہے۔ اس کی تخصیصی صلاحیت 1.98 لاکھ ٹن نائٹروجن پیداوار کی ہے۔

فرٹلائزر اور کیمیکلس ٹراونکور لمیٹڈ (ایف اے سی ٹی) ادیوگ منڈل (کیرالہ) کے تین کارخانے ہیں جن میں ایک ادیوگ منڈل میں اور دو کوچن میں ہیں۔ یہ کمپنی فرٹلائزر کے علاوہ کیمیکل بھی تیار کرتی ہے۔ اکتوبر 1990 میں کیپرولیکٹم کارخانے کے قیام کے بعد یہ کمپنی پیٹرو کیمیکلس کے میدان میں بھی داخل ہوگئی۔ اس کمپنی کا ایک دوسرا شعبہ فیکٹ انجینئرنگ اور ڈیزائن آرگنائزیشن ڈیزائن، انجینئرنگ، تعمیرات کی نگرانی اور فرٹلائزر اور کیمیکل کارخانوں کو چلانے کی سرگرمیوں میں بھی ملوث ہے۔

مدراس فرٹلائزر لمیٹڈ (ایم ایف ایل) ایک مشترکہ کمپنی ہے جس میں ہندستانی حکومت کا حصہ 58.74 نیشنل ایرانین آئل کمپنی کا حصہ 25.44 فیصدی اور پبلک اکویٹی ہولڈنگ 15.82 فیصدی ہے۔ ایم ایف ایل کی سالانہ پیداواری صلاحیت 3.67 لاکھ ٹن نائٹروجن اور 1.43 لاکھ ٹن فاسفیٹ ہے۔

پائرائٹس، فاسفیٹ اور کیمیکل لمیٹڈ (پی پی سی ایل) مارچ 1960 میں قائم ہوئی تھی۔ یہ کمپنی پائرائٹس (گندھک کی آمیزش والی دھات) کے ذخائر کی تلاش اور امجھوری (بہار) میں سنگل سپر فاسفیٹ کی پیداوار پائرائٹ کے ذخائر کی تلاش اور پیداوار، سلادی پورہ (راجستھان) میں سنگل سپر فاسفیٹ کی پیداوار کے علاوہ مسوری میں فاسفورائٹ ذخائر سے راک فاسفیٹ نیز نکالنے کا بھی کام کرتی ہے۔ اس وقت کمپنی کے سبھی پلانٹوں میں غیر دستیابی یا لیکویڈٹی کے باعث پیداوار بند ہے۔

پارادیپ فاسفیٹ لمیٹڈ (پی پی ایل) دسمبر 1981 میں پردیپ (اڑیسہ) میں فاسفونک فرٹلائزر کمپلکس قائم کرنے کے لئے وجود میں آئی تھی۔ پروجکٹ کا مرحلہ جو 7.20 لاکھ ٹی پی اے صلاحیت ڈی پی اے پلانٹ اور متعلقہ سہولتوں پر مشتمل تھا۔ 1986 میں شروع کیا گیا۔ پروجکٹ کا دوسرا مرحلہ جو گندھک والی تیزاب اور فاسفورک تیزاب کے پلانٹ پر مشتمل تھا جون 1992 میں شروع ہوا اور باضابطہ طور پر کمرشیل پیداوار شروع کردی۔

پروجکٹس اور ڈیولپمنٹ انڈیا لمیٹڈ جس کا پہلے نام فرٹلائزر (منصوبہ بندی اور ترقیات) انڈیا لمیٹڈ تھا ڈیزائن، انجینئرنگ، تعمیرات کی نگرانی اور فرٹلائزر اور متعلقہ کیمیکل پروجکٹوں کو چلانے میں اپنی خدمات انجام دے رہی ہے اس کمپنی نے ہندستان میں کیٹالسٹ کی پیداوار کے لئے تکنیکی معلومات اور اطلاعات کے فروغ میں نمایاں رول ادا کیا ہے۔

امداد باہمی زمرہ

انڈین فارمرس فرٹلائزر کوآپریٹو لمیٹڈ (افکو) 3 نومبر 1967 کو اور کرشک بھارتی کوآپریٹو لمیٹڈ 17 اپریل 1980 کو قائم ہوئے۔ دونوں کثیر ریاستی کوآپریٹیو سوسائٹی ہیں جو محکمہ فرٹلائزر کے زیر انتظام ہیں افکو کے چھ کارخانے ہیں ایک ایک کلول اور

کانڈلا (گجرات) میں اور پھول پور، پھول پور توسیعی، انولہ، اور انولہ توسیعی (یوپی) میں ہیں۔ کرشک بھارتی کا گیس پر مبنی یوریا امونیا کا ایک کارخانہ ہزیرا (گجرات) میں ہے جس کی سالانہ یوریا پیدا کرنے کی صلاحیت 17.07 لاکھ ٹن ہے (نائٹروجن کے لحاظ سے 7.55 لاکھ ٹن)۔

موجودہ طور پر افکو کی پودوں کے تغذیات کے نقطۂ نگاہ سے تنصیب شدہ صلاحیت 18.50 لاکھ ٹن نائٹروجن اور 5.61 لاکھ ٹن فاسفیٹ کے پیداوار کی ہے۔

کیمیکلس

ملک کے اقتصادی نظام میں کیمکل صنعت کا اہم مقام ہے۔ اس میں 12 فی صد سالانہ کی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے جو کہ کل گھریلو پیداوار (GDP) کی ترقیاتی شرح کا تقریباً دوگنا ہے۔ فی الوقت اس صنعت کا کل روبار 1.150 بلین روپے ہے اور مینوفیکچرنگ سیکٹر کی پیداوار میں اس کا اشتراک تقریباً 14 فی صد ہے۔ اس سیکٹر کی برآمد 140 بلین روپے ہے، جو مینوفیکچرنگ سیکٹر کی برآمد کا 14 فی صد اور ملک کی کل برآمد کا تقریباً 10 فی صد ہے۔

جراثیم کش ادویات کی صنعت کی خاصی ترقی ہوئی ہے اور اس نے ہندوستانی زراعت اور صحت کے سیکٹر میں اہم اشتراک کیا ہے۔ قدرتی جراثیم کش کے استعمال کے علاوہ حیاتیاتی جراثیم کش کا استعمال اور ان کی برآمد بھی بڑھ رہی ہے۔

حکومت نے ماحولیات موافق اور استعمال کرنے والوں کو نقصان نہ پہنچانے والے جراثیم کش ادویات کے فروغ کے لیے گڑگاؤں میں انسٹی ٹیوٹ آف پسٹی سائیڈ فارمولیشن اینڈ ٹکنالوجی (IPFT) کا قیام کیا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ نے جدید قسم کی بنیادی جراثیم کش ادویات جیسے سسپنشن، کنسنٹریٹ، پانی میں حل پذیر دانے، مرتکز آمیزہ، مائکرو ایملشن اور کنٹرولڈ طریقے سے نکلے جراثیم کش کیمیکلس کے لیے ٹکنالوجیوں کو فروغ دیا ہے۔

رنگ۔ روغن اور ان کو بنانے میں کام آنے والے ثانوی کیمیکلوں سے متعلق صنعت، دیگر کیمیکل صنعتوں کے سلسلے میں ایک اہم کڑی کی تشکیل کرتی ہے۔ کپڑا صنعت رنگ و روغن کی سب سے زیادہ کھپت کرنے والی صنعت ہے۔ راست طریقے سے روزگار مہیا کرانے کے علاوہ یہ صنعت کئی دیگر صنعتوں جیسے کپڑا، چمڑا، پلاسٹک، کاغذ وغیرہ میں بھی معاون ہے۔ دنیا میں رنگ روغن مہیا کرانے والوں میں ہندوستان کا اہم مقام ہے۔ ہندوستان گھریلو اور برآمد بازار کے لیے تقریباً سبھی طرح کے رنگ روغن اور انھیں بنانے میں کام آنے والے زیادہ تر ثانوی کیمیکلوں کی پیداوار کرتا ہے۔ پچھلے دہے میں ہندوستان میں رنگ و روغن کی صنعت کی ترقیاتی شرح 50 فی صد سے بھی زیادہ رہی ہے اور یہ ایشیا کے علاقے میں رنگ و روغن اور انھیں بنانے میں کام آنے والے ثانوی کیمیکلوں کے دوسرے سب سے بڑے پیداکار کی شکل میں ابھر کر سامنے آیا ہے۔ کچھ اہم کیمیائی جراثیم کش اور رنگ روغن کی پیداوار کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(ہزار ٹن میں)

مد	تنصیبی صلاحیت	1999-2000	2000-2001	2001-2002
سوڈا ایش	1,865.00	1,625.8	1,640.0	1,722.0

کاسٹک سوڈا	2,036.0	1,343.8	1,480.0	1,540.0
کاربن بلیک	345.0	245.2	250.0	275.0
کیلشیم کاربائڈ	128.9	69.9	66.0	70.0
فنائل	76.6	70.0	72.0	75.0
میتھانول	386.0	345.0	360.0	365.0
تکنیکی پسٹیسائڈ	138.6	93.7	87.3	94.6
ڈائی اسٹف	58.7	28.3	29.02	32.33

کیمیکل زمرہ میں سرکاری سیکٹر کے کارخانے

کیمیکل سیکٹر میں سرکاری زمرے کے دو کارخانے ہندستان ارگینک کیمیکلس لمیٹڈ اور ہندستان انسکٹی سائیڈ لمیٹڈ ہیں۔

ہندستانی ارگینک کیمیکلس لمیٹڈ (ایچ او سی ایل) مہاراشٹر کے ضلع رائے گڑھ میں رسایانی میں 1960 میں قائم کی گئی تھی جس کا واحد مقصد ڈرگ، رنگنے کا سامان ربر کیمیکل اور لیمی نیٹس وغیرہ مینوفیکچر کرنے کے لئے متعلقہ کیمیکلس تیار کرنا تھا۔ کمپنی کے دو کارخانے ہیں جن میں ایک رسایانی (مہاراشٹر) میں اور دوسرا کوچین (کیرالا) میں ہے۔ رسایانی کا کارخانہ بھاری کیمیکل کا ارگینک گروپ اور نائٹرو بنزین، ہائیڈروجن، انلائن، سلفرک ایسڈ، ایسٹک ایسڈ وغیرہ تیار کرتا ہے۔ کوچین کے کارخانے میں فنائل، ایسٹین اور پراپلین تیار ہوتا ہیں۔ کمپنی نے پولی ٹٹرا فلورتھیلین (Polytetra fluoreethylene) (پی ٹی ایف ای) کے لئے ہندستان فلورا کاربن لمیٹڈ کے نام سے ایک ذیلی کمپنی قائم کی ہے۔ 2000-1999 کے دوران کمپنی کی کل پیداوار 3,23,202 میٹرک ٹن رہی اور 421.28 کروڑ کا کاروبار ہوا۔

ہندستانی انسکیسائیڈ لمیٹڈ (ایچ آئی ایل) 1954 میں قائم ہوا تھا اس کے تین کارخانے ہیں۔ جن میں ایک دہلی میں دوسرا ادیوگ منڈل (کیرالا) میں اور تیسرا رسایانی (مہاراشٹر) میں ہے۔ کمپنی کا جنوبی پسٹی سائڈ کارپوریشن کے نام سے ایک ذیلی کمپنی بھی قائم کی ہے جس کا صدر دفتر حیدرآباد میں اور فیکٹری کیور میں ہے۔ ایچ آئی ایل ملک میں استعمال ہونے والی اہم جراثیم کش اور ادویات ڈی ڈی ٹی، میلاتھیان، انڈوسلفان اور بوٹا لکور تیار کرتی ہے۔ یہ ملک میں تیار کی جانے والی اہم جراثیم کش ادویات ہیں۔ کمپنی نے 2000-1999 کے دوران 16,539 میٹرک ٹن پیداوار کی اور 123.96 کروڑ روپے کا کاروبار کیا۔ کمپنی کی دلی اکائی 30 نومبر 1996 سے بند کردی گئی ہے اور اسے بھٹنڈہ میں منتقل کیا جارہا ہے۔

پیٹروکیمیکلس

2001-2000 میں گھریلو پیٹروکیمیکل صنعت کو مشکلات کے دور سے گذرنا پڑا۔ کچے مال کی قیمتوں میں بھاری اضافہ اور اضافی صلاحیت سے وابستگی کے باعث اس سیکٹر کا منافع کم ہوگیا۔ کچے تیل کی بین الاقوامی قیمتیں اونچی رہنے کی وجہ سے نیپتھالی کی اوسط قیمت 230 امریکی ڈالر فی میٹرک ٹن رہی۔ اس کے علاوہ صلاحیت میں اضافہ کی وجہ سے 20 فی صد اضافی صلاحیت کی تشکیل ہوئی، جس سے پالی مرکی گھریلو قیمتوں میں گراوٹ آگئی۔ حالاں کہ مانگ میں اچھا اضافہ ہوا ہے، لیکن اضافی صلاحیت کا پورا پورا استعمال ہونے میں ابھی 3-2 سال لگیں گے۔

اہم پٹرو کیمیکلس (مصنوعی ریشہ، پالی مر، ایلاسٹومر اور سرفکٹنٹ انٹرمیڈیٹ AB) کی پیداوار 2000-1999 کے 4,619 ہزار ٹن سے بڑھ کر 2001-2000 میں 5,432 ہزار ٹن ہوگئی۔ یعنی اس میں 17.6 فی صد کا اضافہ ہوا۔ صلاحیت کا استعمال بھی 82 فی صد رہا۔ اہم پیٹرول کیمیکلوں کی پیداواری صلاحیت اس طرح رہی۔

(کلوٹن میں)

مصنوعات	1999-2000		2000-2001	
	صلاحیت	پیداوار	صلاحیت	پیداوار
پولیمر	3,837	2,707	4,109	3,441
مصنوعی ریشہ	1,944	1,514	2,002	1,555
ایلاسٹومر	142	72	145	77
سرفکٹنٹ انٹرمیڈیٹ LAB	294	326	312	359
کل	6,217	4,619	6,568	5,432

پولی مر (پولی ریتھلین، پولی پروپلین، پولی ونائل کلورائیڈ اور پولی سٹرین) کی پیداوار 2000-1999 میں 2,707 ہزار ٹن سے بڑھ کر 2001-2000 میں 3,441 ہزار ٹن ہوگئی یعنی اس میں 37 فی صد کا اضافہ ہوا۔ اس صنعت میں صلاحیت کا استعمال 83 فی صد رہا۔ سال 2000-1999 میں پولی مر کی درآمد اور برآمد بتدریج 545 ہزار ٹن اور 105 ہزار ٹن رہی۔ لیکن 2001-2000 میں (اپریل سے دسمبر تک) درآمد۔ برآمد بالترتیب 169 ہزار ٹن اور 229 ہزار ٹن رہی۔

مصنوعی ریشے (اکرمک فائبر، نائیلون، فلامنٹ دھاگا) صنعتی دھاگا اور پولی ایسٹر اسٹیپل ریشے دونوں ہی کی پیداوار میں بالترتیب 2.8 فی صد اور 2.9 فی صد کا اضافہ ہوا۔ سال 2001-2000 میں استعمال کرنے کی صلاحیت 78 فی صد رہی۔ سال 2000-1999 مصنوعی ریشوں کی درآمد۔ برآمد بالترتیب 125 ہزار ٹن اور 107 ہزار ٹن رہی اور 2001-2000 کے پہلے نو مہینوں میں یہ بالترتیب 87 ہزار ٹن اور 107 ہزار ٹن رہی۔ میسرز وردھ مان اکریلک لمیٹڈ کے سال 2001-2000 میں 16,500 ٹن صلاحیت کا اکریلک فائبر پلانٹ شروع کیا۔

مصنوعی ریشہ بنانے میں کام آنے والے ثانوی کیمیکلوں (اکریلونائیٹرائل، کپرولکٹم DMT/PTA اور MEG) کی پیداوار میں بھی 2000-1999 کے 1946 ہزار ٹن کے مقابلے 22.6 فی صد کا اضافہ ہوا اور 2001-2000 میں پیداوار بڑھ کر 2,385 ہزار ٹن ہوگئی۔ صلاحیت کے استعمال کافی صد 98 رہا۔ 2000-1999 میں مصنوعی ریشہ بنانے میں کام آنے والے ثانوی کیمیکلوں کی درآمد اور برآمد بالترتیب 145 ہزار ٹن اور 27 ہزار ٹن رہی۔ میسرز MCCPTA لمیٹڈ (متسوبشی کیمیکل جاپان اور مغربی بنگال ترقیاتی کارپوریشن کا جوائنٹ وینچر) کا 3,50,000 ٹن سالانہ صلاحیت کا پیوریفائیڈ ٹیٹرافتھ لیٹ (PTA) پلانٹ مغربی بنگال، ہلدیہ میں اپریل 2000 میں شروع ہوا۔ پلاسٹک پراسسنگ صنعت صارفین کی مختلف طرح کی

مانگ کو پورا کرنے کے لیے واجب قیمتوں پر اچھی قسم کی مصنوعات فراہم کرا رہی ہے۔ ملک میں پلاسٹک مصنوعات بنانے والی تقریباً 19,000 اکائیاں ہیں، جن میں 2001-2000 کے دوران KT 3,500 درجن سالانہ پولیمر کی کھپت ہوئی۔ 70 سے 80 فی صد پلاسٹک پراسسنگ اکائیاں چھوٹے صنعتی سیکٹر میں ہیں، جن میں کل پولیمر کی 20 سے 25 فی صد تک کی کھپت ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اس صنعت میں اکریلک پلاسٹک کی بھی کھپت ہوتی ہے۔ کل کھپت میں اس کا حصہ تقریباً 30 فی صد کا ہے۔ سال 2000-1999 میں پلاسٹک مصنوعات اور کچے مال کی درآمد قیمت بالترتیب 49 کروڑ امریکی ڈالر اور 10.9 کروڑ امریکی ڈالر رہی۔

پیٹرو کیمیکل سیکٹر میں تین تنظیمیں محکمہ کیمیکلس اور پیٹرو کیمیکلس کے زیر انتظام میں سرکاری زمرہ کا کارخانہ انڈین پیٹرو کیمیکلس کارپوریشن لمیٹڈ، جو مارچ 1969 میں قائم ہوا تھا۔ متعدد پیٹرو کیمیکلس مثلاً پالیمرس، سنتھیٹک آرگینک کیمیکلس، فائبر کی تیاری اور تقسیم کا ذمہ دار ہے۔ یہ منافع کمانے والی کمپنی ہے۔ جس نے 201-2000 کے دوران 249 کروڑ روپے کا اصل منافع کمایا۔ پٹرو فلس کو آپریٹو لمیٹڈ (پی سی ایل) جو ہندستانی حکومت اور بنکر کوآپریٹو سوسائٹیز کا ایک مشترکہ کارخانہ ہے۔ بڑودہ، اور نالا دھاری (گجرات) میں واقع اپنے دو پروجکٹوں میں پالیسٹر کے دھاگے اور نائلان کے ٹکڑے Chips (انجینئرنگ پالیمر گریڈ) تیار کرتا ہے۔ سوسائٹی نے نالا دھاری بھارتی میں، اسپنڈکس دھاگے میں چونکہ لچیلا پن ہوتا ہے اس لئے یہ دھاگہ سوئمنگ سوٹ، بنیائن اور انڈر ویئر تیار کرنے میں کام کرتا ہے۔ پی سی ایل 94-1993 تک جس کی اٹھان اطمینان بخش تھی اب وہ گھاٹے میں چل رہی ہے اور 31 مارچ 2000 تک اس کی گھاٹا 460 کروڑ روپے تک بڑھ گیا ہے۔ حکومت نے کمپنی کی حالت بہتر کرنے کی اسکیم پر غور کیا مگر اسے تکنیکی اور اقتصادی لحاظ سے عملی نہیں پایا گیا۔ لہٰذا حکومت نے سوسائٹی کو بند کرنے کا فیصلہ کیا اور 18 اپریل 2001 سے یہ کمپنی اسی طور پر بند کر دی گئی۔

سنٹرل انسٹی ٹیوٹ آف پلاسٹک انجینئرنگ اور ٹکنالوجی (سی آئی پی ای ٹی) جو ایک تربیتی ادارہ ہے رجسٹرڈ سوسائٹی کی حیثیت سے 1968 میں پیٹرو کیمکل کے محکمہ کے انتظامی کنٹرول میں ایک خودمختار تنظیم کی حیثیت سے چینئی میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کے قیام کا مقصد ہنرمند افرادی طاقت کو فروغ دینا اور پلاسٹک صنعت کو تکنیکی خدمات فراہم کرنا ہے یہ ادارہ پلاسٹک صنعت کو جانچ، معیار بندی، کوالیٹی کنٹرول اور مشاورتی خدمات بھی فراہم کرتا ہے۔ سی آئی پی ای ٹی نے احمد آباد، امرتسر، بھوپال، بھونیشور، حیدرآباد، امپھال، لکھنؤ، پٹنہ ہلدیہ اور میسور چینئی میں 12 توسیعی مراکز قائم کئے ہیں ان میں چینئی میں ہیڈکوارٹر مرکز بھی شامل ہے گوا اور پٹنہ کے نواحی علاقوں میں پلاسٹک صنعت کی مانگ کو پورا کرنے کی غرض سے (سی ائی پی ای ٹی) نے دونوں جگہ ایک ایک سروس مرکز اور تربیتی مرکز بھی قائم کیا ہے۔ پٹنہ، ہلدیہ اور گوہاٹی میں سی آئی پی ای ٹی توسیعی مرکز قائم کرنے کا عمل شروع کر دیا گیا ہے۔

ڈرگس اور فارماسیوٹیکلس

اگر دوسرے ترقی پذیر ملکوں کی نمو کی شرح کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ ہندستان نے گزشتہ چالیس برسوں کے دوران ڈرگس اور فارماسیوٹیکلس صنعت میں زبردست ترقی کی ہے۔ آج صورتحال یہ ہے کہ ہندستان ڈرگس کی نہ صرف 70 فیصدی ضروریات پوری کرتا ہے اور فارمولیشنس (بنیادی دوائیں) کی صدفی صد مانگ کو پوری کرنے کی حالت میں ہے۔ تنظیمی سیکٹر کی تقریباً 250 اکائیاں، عوامی سیکٹر کی پانچ آئی۔ ڈی۔ پی۔ ایل۔ ایچ۔ اے ایل، ایس۔ ایس۔ پی۔ ایل، بی سی پی۔ ایل، بی آئی ایل مشترکہ کمپنیوں کی سات اور چھوٹی صنعتوں کے سیکٹر میں تقریباً 5 ہزار اکائیاں دواؤں کی پیداوار میں لگی ہیں۔ ان میں 100 سے زیادہ اکائیاں تھوک دواؤں کے بنانے میں لگی ہیں۔

ہندستانی ادویات ساز صنعت میں جدید تکنالوجی کے استعمال سے بھاری مقدار میں ڈرگس اور تقریباً ہر فارمولیشن کو تیار کرنے کی صلاحیت ہے۔ جہاں تک فارمولیشن تکنالوجی کا سوال ہے اس میں ہندستان پوری طرح خود کفیل ہے اور اس کا دوسروں پر کوئی انحصار نہیں ہے۔ جہاں تک بُلک Bulk ڈرگس کا سوال ہے ان میں سلفا ڈرگس، وٹامن، ہارمون اور متعدد نئی سینتھیٹک ڈرگس مثلاً فلومینگوئن (Flumenguine) پیلا کساسن (Pefloxacion) رامپیر ل (Ramipiril) کیٹورولیک (Ketorolac) اور لسنو پرل Lisinopirl وغیرہ کی تیاری میں فارمولیشن تکنالوجی کا استعمال ہوتا ہے۔ تمام بلک bulk ڈرگس میں جو ملک میں حفظان صحت کے لئے بہت ضروری ہیں پنسلین اور رفامپسن (Rifampicin) شامل ہیں۔ پنسلین (Pencillin) اور رفامپسن (Refampicin) کی پیداوار میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور ان دونوں اہم ڈرگس کی ساری ضرورتیں گھریلو پیداوار سے ہی پوری کی جاتی ہیں۔ پہلے پنسلین جی بنانے کے صرف دو کارخانے تھے جن میں سرکاری زمرہ کا کارخانہ ہندستان اینٹی بائیٹکس لمیٹڈ (ایچ اے ایل) اور نجی زمرہ کا کارخانہ میسرز الیمبک تھا۔ 1995 کے بعد پنسلین تیار کرنے والے تین کارخانے میسرز ایس پی اسپک فارماسیوٹیکل لمیٹڈ، جے کے فارما کیمیکل لمیٹڈ اور ٹورنیٹ گجرات بایوٹیک لمیٹڈ نے 6 سو کروڑ روپے کی مالیت سے قائم کئے ہیں۔ یہ تینوں کارخانہ نجی زمرے کے ہیں اس کے علاوہ (ایچ اے ایل) میکس جی پی لمیٹڈ کے اشتراک سے ایک کارخانہ قائم کیا ہے جس کے چالو ہو جانے کے بعد پنسلین جی کی پیداوار میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ پنسلین کی گھریلو پیداوار جو پہلے 3 ہزار ایم یم یو تھی اب بڑھکر 6,000 ایم ایم یو ہوگئی اس کی پیداوار میں دوگنا اضافہ ہو گیا ہے۔ ان دونوں کارخانوں کے علاوہ نجی زمرہ کے ایک نئے جدید کارخانے میں بھی اس اہم ڈرگ کی پیداوار شروع ہوگئی ہے۔ جو انسداد دق اور انسداد جذام کے اس اہم ڈرگ کی گھریلو مانگ کو بڑی حد تک پورا کرتا ہے۔ اس اکائی نے جولائی 1997 سے کاروباری پیداوار شروع کردی ہے۔

ڈرگ پالیسی

حالیہ برسوں میں حاصل تجربات کی روشنی میں حکومت نے موجودہ ڈرگ پالیسی مجریہ 1986 میں ترمیم کی ضرورت محسوس کی ہے تاکہ اسے صنعتی پالیسی مجریہ 1991 سے ہم آہنگ کرکے اسے مزید آسان بناکر قیمتوں کے موجودہ نظام کو مزید موثر بنایا جاسکے۔ 15 ستمبر 1994 میں اعلان کی جانے والی ڈرگ پالیسی میں جو ترمیمات کی گئی ہیں اور 1999 اور مارچ 2000 میں ترمیمی ڈرگ پالیسی تیار ہوئی ان کی اہم خصوصیات یہ ہیں۔ (i) تمام بلک (bulk) ڈرگس ان کے انٹر میڈیئٹ اور فارمولیشن کے لئے صنعتی لائسنس کا خاتمہ (بجز ان پانچ بلک Bulk ڈرگس جو سرکاری زمرہ کے کارخانوں کے لئے مخصوص ہیں اور وہ ڈرگس جو ری کامبنینٹ ڈی این اے تکنالوجی کے استعمال سے تیار کی جاتی ہیں اور وہ ڈرگس بھی جن کے لئے نیوکلک Nucleic تیزاب کے انوائرو Invivo کا استعمال ضروری ہے۔ (ii) تمام بلک bulk ڈرگس ان کے انٹر میڈیئٹ اور فارمولیشن کے لئے 74 فیصدی تک غیر ملکی سرمایہ کاری کی از خود اجازت (iii) صنعتی پالیسی کے تحت غیر ملکی معاہدے کے لئے خود بخود منظوری ان میں وہ ڈرگس اور فارمولیشن شامل نہیں ہیں جو ری کامبنینٹ Recombinant ڈی این اے تکنالوجی سے تیار کئے جاتے ہیں۔ (iv) ڈرگ سیکٹر میں آر اور ڈی کو مزید متحرک کرنے کے اقدام (اے) ایسی کوئی نئی ڈرگ جو پہلے کہیں تیار نہ کی گئی ہو اور وہ گھریلو آر اور ڈی کے ذریعہ تیار کی گئی ہو اس پر کمرشیل پیداوار کی تاریخ سے دس برس تک آر ڈی شروع کرنے والی کی کے حق میں قیمتوں کے کنٹرول کا نظام نافذ نہیں ہوگا (بی) محکمہ کیمیکلس اور پیٹرو کیمیکلس ایک بین وزاتی گروپ قائم کرے گا جو ایک مقررہ مدت کے اندر ڈرگ سیکٹر میں آر ڈی کو مزید چست بنانے کے اقدام کا فیصلہ کرے گا۔ (سی) وزارت صحت اور خاندانی بہبود نئی ڈرگ کی درخواستوں پر خصوصاً جو گھریلو آر اینڈ ڈی کے ذریعہ تیار کی جائیں گی۔ جلد فیصلہ کرنے کے طریقہ کار کو مزید چست اور فعال بنائے گی۔ (v) قیمت کنٹرول کا نظام کنٹرول والی ڈرگس کی واحد فہرست کے ذریعہ ردبہ عمل لایا جائے گا۔ ایسی ڈرگس کا انتخاب 1986 میں ڈرگ

پالیسی ترمیمی بل میں درج واضح ضوابط اور ایچ اے پی ای پر مبنی فارمولیشن کی بنیاد پر کیا جائے گا، (vi) جہاں تک بنیادی مینوفیکچر کا تعلق ہے واپسی کی شرح موجودہ شرح جو کہ 14 فی صد ہے، 4 فیصدی زیادہ ہوگی۔ یہ شرح اس وقت اصل قیمت یا کاروبار میں لگائے جانے والے سرمایہ کا 22 فیصدی ہے۔ (vii) عام طور پر استعمال کئے جانے والے فارمولیشن کی قیمتوں میں یکسانیت لانے کی غرض سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ قیمت کنٹرول والے فارمولیشن کے معیاری پیک سائز کی قیمتوں کی بھی حد مقرر کردی جائے گی۔ اور اس کا اطلاق چھوٹے پیمانے کے کارخانوں سمیت تمام کارخانوں پر ہوگا (viii) ماہرین پر مشتمل ایک آزاد ادارہ کو جس کا نام نیشنل فارماسیوٹیکل پرائسنگ اتھارٹی ہوگا۔ قیمتوں کے تعین، نظر ثانی اور دوسرے متعلقہ امور کی ذمہ داری سونپی جائے گی۔ (ix) حکومت ان ادویات کی قیمتوں پر گہری نظر رکھے گی جو قیمتوں کی کنٹرول سے باہر ہیں۔ اگر ان ادویات کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ہوتا ہے تو حکومت مناسب اقدام کرے گی جن میں قیمتوں کے کنٹرول نظام کا دوبارہ نفاذ شامل ہے۔ (x) پارلیمنٹ میں قانون بنا کر ایک قومی ڈرگ اتھارٹی قائم کی جائے گی۔ یہ ادارہ وزارت صحت خاندانی بہبود کے تحت ہوگا اور کوالیٹی کنٹرول کے پہلوؤں ڈرگس کے معقول استعمال اور دوسرے امور پر نظر رکھے گا۔ (xi) میڈیسن کے دیسی اور دوسرے نظاموں کی ترقی اور فروغ سے متعلق تمام امور پر خصوصی توجہ کے لئے وزارت صحت اور خاندانی بہبود ایک علاحدہ شعبہ قائم کرے گی۔

دواؤں اور دواسازی میں خودمنظوری نظام کے ذریعے صدفی صد راست پونجی سرمایہ کی اجازت ہے، شرط یہ ہے کہ دوائیں لازمی لائیسنس کے دائرے میں نہ آتی ہوں اور اس میں ری کامبنٹ DNA تکنیک یا کسی مخصوص خلیہ۔ بافت پر اثر ڈالنے والی اشیا کا استعمال نہ ہوتا ہو۔ لائیسنس کے قابل دواؤں اور فارماسیوٹکل اور ری کمبنینٹ DNA تکنیک و مخصوص خلیہ/ بافت پر مبنی کیمیکلوں کی پیداوار کے لیے راست غیر ملکی سرمایہ کاری کی تجاویز کے لیے حکومت سے قبل منظوری لینا ضروری ہوگا۔

ڈرگس (قیمت کنٹرول) آرڈر 1995

حکومت نے ڈرگس (قیمت کنٹرول) آرڈر (ڈی پی سی او) کا نوٹیفکیشن 6 جنوری 1995 کو کیا تھا۔ اس آرڈر نے اب ڈی پی سی او مجریہ 1987 کی جگہ لے لی ہے۔ نئی ڈی پی سی او نے ڈرگ پالیسی مجریہ 1986 میں ترمیم کی ذمہ داری لی ہے۔ جس کا حکومت نے اعلان ڈرگس قیمت کنٹرول کے سلسلے میں ستمبر 1994 میں کیا تھا۔ مرکزی حکومت کو ضروری اشیا ایکٹ 1995 کی دفعہ (3) کے تحت جو اختیارات حاصل تھے وہ اب ڈی پی سی او کو تفویض کردیئے گئے ہیں۔

سرکاری سیکٹر کے دوا کارخانے

انڈین ڈرگس اور فارماسیوٹیکلس لمیٹڈ جو 5 راپریل 1961 کو کمپنیز ایکٹ مجریہ 1956 کے تحت قائم کی گئی تھی ایک صف اول کی کمپنی ہے۔ کمپنی کے پانچ کارخانے ہیں جن میں رشی کیش (یوپی) حیدرآباد (آندھراپردیش) گڑگاؤں (ہریانہ) چنئی (تامل ناڈو) اور مظفر پور (بہار) میں ایک ایک کارخانہ ہے۔ ان میں پوری ملکیت والے ذیلی کارخانے بھی شامل ہیں۔

آئی ڈی پی ایل نے بھی معیاری فارماسیوٹیکل فارمولیشن تیار کرنے کے لئے متعلقہ ریاستی حکومتوں کے اشتراک سے تین ذیلی کارخانے قائم کئے ہیں جن کے نام راجستھان ڈرگس اور فارماسیوٹیکلس لمیٹڈ جے پور، اتر پردیش ڈرگس اور فارماسیوٹیکلس لمیٹڈ لکھنؤ اور اڑیسہ ڈرگس اور کیمیکلس لمیٹڈ بھوبنیشور ہیں۔

بھارت اینٹی بائٹکس لمیٹڈ جس کا قیام مارچ 1954 میں عمل آیا تھا۔ فارماسیوٹیکلس کے میدان میں سرکاری زمرہ کا پہلا کارخانہ تھا۔ یہ کمپنی پنسلین اور دوسرے اینٹی بائٹکس تیار کرنے کے بنیادی مقصد سے قائم کی گئی تھی۔ یہ کمپنی فارمولیشن کے علاوہ

اسٹیر پٹومائسین ، ہیمائسین اور آٹوفنکن کی تیار کرتی ہے۔ ایچ اے ایل کی تین ذیلی کمپنیاں ہیں جو متعلقہ ریاستی حکومتوں کے اشتراک سے قائم کی گئی ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ کرناٹک اینٹی بائیٹکس اور فارماسیوٹیکلس لمیٹڈ، بنگلور، مہاراشٹرا اینٹی بائیٹکس اور فارماسیوٹیکلس لمیٹڈ (ناگپور) اور منی پور اسٹیٹ ڈرگس اور فارماسیوٹیکلس لمیٹڈ امپھال ہیں۔ اس کے علاوہ پنسلین کی پیداوار کے لیے نجی سیکٹر کی میکس جی بی لمیٹڈ کے ساتھ ہندوستان میکس جی بی لمیٹڈ نام کی متحدہ کمپنی بنائی گئی ہے۔

کلکتہ (مغربی بنگال) میں واقع سرکاری زمرے کے تین کارخانے میں جو ڈرگس اور فارمولیشن تیار کرتے ہیں یہ کمپنیاں پہلے نجی زمرے میں تھیں لیکن بعد میں بیمار کمپنیوں کی فہرست میں آنے کے بعد ان کا نظم ونسق مرکزی حکومت نے انڈسٹریز ڈیولپمنٹ اور ریگولیشن) ایکٹ مجریہ 1951 کے تحت اپنے ہاتھوں میں لے لیا اس کے بعد ان کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا اور نئی سرکاری زمرے کی کمپنیاں بنادی گئیں۔ بنگال ایمیونیٹی لمیٹڈ (بی آئی ایل) بنگال کیمیکلس اور فارماسیوٹیکلس لمیٹڈ (بی سی پی ایل) اسمتھ اسٹین اسٹریٹ فارماسیوٹیکلس لمیٹڈ (ایس ایس پی ایل) کے نام سے وجود میں آئیں۔ سرکاری زمرے کے ان کارخانوں کی پیداواری سرگرمیاں مغربی بنگال تک محدود ہیں۔ بی آئی ایل سب سے زیادہ سیر (SERA) اور ویکسین ٹاکسوئیڈ (Toxoid) تیار کرنے والی کمپنی ہے یہ کمپنی دوسرے فارماسیوٹیکل فارمولیشن بھی تیار کرتی ہے (بی سی پی ایل) جس کے چار کارخانے ہیں سانپ کے زہر کے انسداد کی سب سے زیادہ دوائیں انجکشن تیار کرتی ہے۔ یہ کمپنی سلفرک ایسڈ، الم (Alum) کروم (Chrome) نمک جیسے کیمیکل اور گھریلو استعمال کا سامان جیسے صابن، سر میں لگانے والا تیل اور پرفیوم بھی تیار کرتی ہے بی سی پی ایل جڑی بوٹی سے تیار مصنوعات بھی تیار کرتی ہے۔ ایس ایس پی ایل فارماسیوٹیکل فارمولیشن تیار کرتی ہے۔ اسمتھ اسٹانسٹریٹ فارموسیوٹکل لمیٹڈ ادویات سازی میں کام آنے والی بنیادی دواؤں کی پیداوار کرتی ہے۔ پچھلے کچھ سالوں سے یہ کمپنیاں گھاٹے میں چل رہی تھیں، اس لیے ان میں پھر سے نئی جان ڈالنے کے لیے انھیں BIFR کے حوالے کر دیا گیا ہے۔

فارماسیوٹیکل تعلیم اور تحقیق کا قومی انسٹی ٹیوٹ

مرکزی حکومت نے چنڈی گڑھ کے قرب موہالی میں 99 کروڑ روپے کی لاگت سے فارماسیوٹیکل تعلیم اور تحقیق کے قومی انسٹی ٹیوٹ قائم کیا ہے۔ یہ ادارہ فارمیسی کالجوں کے نصاب تیار کرتا ہے اور تعلیم یافتہ اور پیشہ ور فارمسسٹوں کی تعداد بڑھاتا ہے ادارہ اساتذہ اور صنعتی دنیا کے مختلف پروگراموں کا انعقاد بھی کرتا ہے۔ ادارے نے گریجویٹ اور پی۔ ایچ۔ ڈی۔ سطح کے مختلف کورس شروع کیے ہیں۔ یہ فارماسیوٹیکل صنعت کو تکنیکی اور ریسرچ و ترقیاتی خدمات بھی فراہم کرتا ہے۔

معدنیات

بھارت معدنیات کی دولت سے مالا مال ہے۔ آئین کے تحت کان کنی حقوق اور کان کنی سے متعلق قوانین کے نفاذ کی ذمہ داری ریاستی حکومت کو سونپی گئی ہے۔ مرکزی حکومت بہر حال کان اور معدنیات (ریگولیشن اور ڈیولپمنٹ ایکٹ) مجریہ 1957 کے تحت معدنیات کی ترقی کو کنٹرول کرتی ہے اور ان کو باضابطہ بناتی ہے۔ مندرجہ ذیل امور کے لئے قانون وضع کرنے کے اختیارات مرکز کو آئینی طور پر حاصل ہیں (1) ممکنہ لائسنس کی منظوری اور بڑے کان کنی ایجنسیوں کو کان پٹے پر دینا کا معاملہ (2) معدنیات کا تحفظ اور ترقی (3) پرانے پٹوں میں تبدیلی۔ یہ قانون یکم جون 1958 کو نافذ کیا گیا تھا۔ اور اس ایکٹ میں 1986,1972 اور 1994 میں ترمیم کی گئیں۔

معدنیاتی وسائل

ملک میں جو خاص معدنیات پائی جاتی ہیں ان کے نام اور تخمیناً ذخائر کی تفصیل اس طرح ہے۔

کوئلہ اور لگنائٹ

بھارت کے معدنی وسائل میں کوئلہ کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے اس وقت کوئلہ پیدا کرنے والے ملکوں میں چین اور امریکہ کے بعد بھارت کا تیسرا مقام ہے۔ کوئلہ ارضیاتی زمانوں کی چٹانی مسلسلوں سے پایا جاتا ہے یہ ہیں گونڈ وانہ (جو قریب 20 کروڑ سال قدیم میں) اور دوسرے جو تیرے ارضی زمانے (قریب 5 کروڑ سال قبل) میں پیدا ہوا گونڈ وانہ کوئلہ کے خاص وسائل مغربی بنگال بہار، اڑیسہ مدھیہ پردیش، مہاراشٹر اور آندھرا پردیش میں کوئلے کی کانیں ہیں اس کے علاوہ آسام اروناچل پردیش میگھالیہ اور ناگالینڈ میں بھی کوئلہ کے ذخائر ہیں اس کے علاوہ تامل ناڈو، گجرات، کے ساحلی علاقوں اور راجستھان کے تھار میں بھی لگنائٹ کے ذخائر موجود ہیں گونڈ وانہ اور شمال مشرق کے کوئلہ ذخائر میں ہر طرح کا کل 208.75 ارب ٹن کوئلہ ہے۔ یہ اعداد و شمار یکم جنوری 1999ء تک کا ہے۔ وسائل کی نظر سے اڑیسہ کی کوئلہ کانوں میں سب سے زیادہ کوئلہ ہے حالانکہ یہ معمولی درجہ کا کوئلہ ہے دھاتوں والا کوئلہ مغربی بنگال اور بہار میں دامودر گھاٹی کی کوئلہ کانوں میں نیز سہاگ پور سونہاٹ جھلمل اور ست پڑا کی وسطی دور کی بھارتی کانو میں بھی پایا جاتا ہے۔ لگنائٹ کا تخمینی ذخیرہ قریب 29.36 ارب ٹن سے کچھ زیادہ ہے اور اس میں زیادہ حصہ تامل ناڈو کے میدانوں کا ہے۔

باکسائٹ

ملک میں حاصل ہونے کے لائق باکسائٹ کے ذخائر کی مقدار 295.30 کروڑ ٹن ذخائر میں سے 246.20 کروڑ ٹن ایسے ہیں جن سے باکسائٹ نکالا جاسکتا ہے۔ نکالے جانے لائق سبھی درجات کے باکسائٹ کا 88 فی صد حصہ دھات آمیزہ نوعیت کے ہیں۔ حالات پر منحصر باکسائٹ لگ بھگ 7 لاکھ ٹن ہیں ان کے علاوہ ممکنہ ذخائر کی مقدار 90 لاکھ ٹن ہے۔ اڑیسہ، آندھرا پردیش، کے ساحلی علاقوں میں باکسائٹ کے سب سے زیادہ ذخائر ہیں۔ اس کے علاوہ اڑیسہ، آندھرا پردیش، گجرات، مہاراشٹر اور بہار میں بھی باکسائٹ کے ذخائر ہیں۔

کرومائٹ

کرومائٹ کے قابل حصول ذخائر کا تخمینہ یکم اپریل 2000 کو 9.02 کروڑ ٹن لگایا گیا ہے۔ ہر گریڈ کے ایسے ذخائر کا لگ بھگ 18 فیصدی دھات کی آمیزش والا اور 22 فیصدی چارج کروم گریڈ کا ہے۔ باکسائٹ کے 18.4 کروڑ ٹن ذخائر میں 10.1 کروڑ ٹن ذخیرہ اور 7.9 کروڑ ٹن ممنوعہ ذخائر ہیں۔ کل ذخائر ہیں۔ کل ذخائر کا سب سے زیادہ (تقریباً 96 فیصد) اڑیسہ کے کٹک میں ہے۔ اڑیسہ، کرناٹک، مہاراشٹر، بہار مدھیہ پردیش، تامل ناڈو اور منی پور میں بھی کرومائٹ کے ذخائر ہیں لیکن عمدہ اور زیادہ حرارت برداشت کرنے والا کرومائٹ بہت کم مقدار میں ہے۔

تانبا

ملک میں خام تانبے کے قابل حصول ذخائر یکم اپریل 2000 کو 53.78 کروڑ ٹن تھا جو 53 لاکھ ٹن دھات کے اجزا کے مساوی ہے۔ حالات پر منحصر تانبے کے کل ہند ذخائر 72.01 کروڑ ٹن ہیں۔ (31.6 لاکھ ٹن دھات) اور ممکنہ وسائل 6 لاکھ ٹن ہیں۔ خام تانبے کے بڑے اور اہم ذخائر سنگھ بھوم (بہار) بالاگھاٹ (مدھیہ پردیش) الور اور جھنجھنو راجستھان میں ہیں۔ اس کے علاوہ خام تانبے کے چھوٹے ذخائر آندھرا پردیش، گجرات، کرناٹک، سکم، اڑیسہ، اتر پردیش اور مغربی بنگال میں بھی ہیں۔

سونا

ملک میں سونے کی تین اہم کانیں ہیں۔ کولار گولڈ فیلڈ (ضلع کولار) ہٹی گولڈ فیلڈ ضلع رائچور دونوں کرناٹک میں ہیں۔ رایا

گری گولڈ فیلڈ اننت پور آندھرا پردیش میں ہے ملک میں کچے سونے کے مجموعی ذخائر تخمیناً 177.9 لاکھ ٹن ہیں جن سے 67.9 ٹن پکا سونا حاصل ہوتا ہے۔

کچا لوہا

ملک میں ہیمیٹائٹ خام لوہے کے قابل حصول مجموعی ذخائر لگ بھگ 1,005.2 ملین ٹن ہیں 3,408 ملین ٹن میگنائٹ کے ہیں۔اعلیٰ کوالٹی کے کچے لوہے کے ذخائر بہت محدود ہیں یہ خاص طور سے مدھیہ پردیش کے بیلاڈلا علاقے میں اور کچھ مقدار میں کرناٹک کے ہوس پیٹ علاقے میں بہار کے براجمادا علاقے میں اور اڑیسہ میں ہیں۔ہیما ٹائٹ کے ذخائر بہار، اڑیسہ، مدھیہ پردیش، کرناٹک، گوا، مہاراشٹر، آندھرا پردیش، گوا، کیرالا، بہار، راجستھان اور تامل ناڈو میں ہیں۔اور راجستھان میں ہیں جب کہ میگنا ٹائٹ کے ذخائر کرناٹک، آندھرا پردیش، گوا، کیرل، بہار، راجستھان اور تملناڈو میں ہیں۔

سیسہ۔جستہ

سیسہ اور جستہ کے ذخائر راجستھان، گجرات، مغربی بنگال، آندھرا پردیش، اتر پردیش، اڑیسہ، میگھالیہ، تامل ناڈو، اتر پردیش اور سکم میں پائے جاتے ہیں۔ ہر قسم کے خام سیسے اور جستے کے مجموعی قابل حصول ذخائر 17.68 کروڑ ٹن ہیں اور یہ ذخائر سیسے کی دھات 2,322 ہزار ٹن اور جستے کی دھات کے ایک کروڑ ٹن اجزا پر مشتمل ہیں۔اندازہ ہے کہ سیسے جستے کا ممنوعہ ذخیرہ 25 کروڑ 28 لاکھ ٹن ہے۔

مینگنیز

میگنیز کا قابل حصول ذخائر 16.70 کروڑ ٹن ہیں جن میں 40 ملین ٹن تصدیق شدہ 4.90 ملین ٹن ممکنہ اور 8 7 ملین ٹن امکانی درجے کے ہیں۔بہت سے زیادہ ذخائر کرناٹک میں ہیں۔

اس کے بعد اڑیسہ، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، اور گوا کا نمبر آتا ہے۔تھوڑی بہت مینگنیز آندھرا پردیش، بہار، گجرات راجستھان اور مغربی بنگال میں پائی جاتی ہیں۔

گیلٹ (نکل)

حالات پر منحصر نکل اور (ORE) کے ذخائر 18 کروڑ 87 لاکھ ٹن ہیں۔اڑیسہ میں اس کے 17.45 ملین ٹن اور بہار میں 90 لاکھ ٹن ذخائر ہیں۔

ٹنگسٹن

ٹنگسٹن کے قابل حصول ذخائر کا تخمینہ 38.11 ملین ٹن جس میں ڈبلو او-3 اجزا کے 87 ہزار ٹن ہیں۔اس کے حاصل ذخائر دگانا (راجستھان) میں ہیں۔اس کے علاوہ یہ دھات مہاراشٹر، ہریانہ، مغربی بنگال، اور آندھرا پردیش میں بھی پائی جاتی ہے۔

بیرائٹس

اس کو بیریم کا دیسی سلفیٹ بھی کہتے ہیں جو سفید پینٹ میں استعمال کیا جاتا ہے۔اس کے قابل حصول ذخائر 87 ملین ٹن ہیں

دنیا میں سب وزیادہ بیرائٹس کے ذخائر کڈپا آندھراپردیش میں پائی جاتی ہے جس کے قابل حصول ذخائر کی تعداد 61 ملین ٹن ہے راجستھان، مغربی بنگال، مدھیہ پردیش، تامل ناڈو، مہاراشٹر، اتر پردیش، بہار، ہماچل پردیش، اور کرناٹک میں بھی اس کے چھوٹے ذخائر ہیں۔

ہیرا

ہیرے کے ذخائر تین قسم کے جیولاجیکل نظام جیسے کمبرلائٹ پائپس، گول بینڈ کی تہہ میں اور سیلاب سے جمی مٹی کے چکنے پتھروں میں پائے جاتے ہیں۔ ہندستان میں ہیرے کے جو خاص علاقے ہیں ان میں مدھیہ پردیش میں پنا کی پٹی، کرنول ضلع میں منی مڈاگو، بنگانا پلی بن گول بینڈ کی تہہ، اننت ضلع میں وجرا کیرور کمبرلائٹ پائپ اور آندھراپردیش کرشنا ندی کی تہہ میں پائے جانے والے چکنے کنکر کے علاقے شامل ہیں۔ ذخائر کا تخمینہ صرف پنا کی پٹی میں لگایا گیا ہے۔ لگ بھگ 9.82 لاکھ کیرٹ قابل حصول ذخائر کے علاوہ 18 لاکھ 96 ہزار کیرٹس کے حالات پر منحصر ذخائر ہیں۔

ڈولومائٹ

ڈولومائٹ ملک کے تقریباً ہر حصے میں پائی جاتی ہے۔ ہر قسم کے ڈولومائٹ کے مجموعی قابل حصول ذخائر 4 ارب 38 کروڑ کروڑ ٹن ہیں، جس کا 90 فیصدی سات ریاستوں مدھیہ پردیش، اڑیسہ، گجرات، کرناٹک، مغربی بنگال، اتر پردیش اور مہاراشٹر میں واقع ہیں۔ بی ایف اور ایس ایم ایس گریڈ کی ڈولومائٹ وافر مقدار میں پائی جاتی ہے لیکن سخت قسم کے ڈولومائٹ کے ذخائر 117 ملین ٹن ہیں جو اس کے مجموعی ذخائر کا صرف 2.7 فیصدی ہے۔

فائر کلے (Fireclay)

فائر کلے عموماً کوئلہ کانوں کی تہہ میں پائی جاتی ہے۔ اس کے بڑے ذخائر بہار میں جھریا اور رانی گنج میں مدھیہ پردیش میں کوربا کی کوئلہ کی کانوں اور تامل ناڈو میں نیویلی لگنائٹ کانوں میں پائے جاتے ہیں کوئلہ کی کان میں نہ پائی جانے والی فائر کلے گجرات، مدھیہ پردیش کے جبل پور خطے اور اڑیسہ کے پہاڑ سندر گڑھ علاقے میں پائی جاتی ہے۔ ملک میں اس کے ذخائر 51 کروڑ 80 لاکھ ٹن ہیں۔

فلوراسپار (Fluorspar)

فلوراسپر کے قابل حصول ذخائر 2.95 ملین ٹن ہیں۔ یہ دھات گجرات، راجستھان، مدھیہ پردیش اور مہاراشٹر میں پائی جاتی ہے۔ لیکن پیداوار صرف راجستھان اور گجرات میں ہو رہی ہے۔

کھریا مٹی (Gypsum)

ملک میں اس کے قابل حصول ذخائر 23 کروڑ 80 لاکھ ٹن ہیں۔ ان میں 345 ہزار ٹن سرجیکل پلاسٹر گریڈ کے 39 ملین ٹن فرٹلائزر اور مٹی کے برتن بنانے کے گریڈ کے 3 کروڑ 43 لاکھ ملین ٹن سیمنٹ ریٹینٹ گریڈ کے 55 لاکھ ٹن مٹی سدھارنے کے گریڈ کے ہیں بقیہ ذخائر بغیر درجہ بندی کے ہیں۔ اس دھات کی پیداوار راجستھان، جموں وکشمیر، اتر پردیش اور گجرات تک محدود ہے۔ لیکن راجستھان اور جموں وکشمیر میں سب سے زیادہ پیدا ہوتی ہے۔

گریفائٹ(Graphite)

گریفائٹ کا قابل حصول ذخائر 4.58 ملین ٹن ہیں۔سب سے زیادہ گریفائٹ اڑیسہ میں پیدا ہوتی ہے۔آندھراپردیش میں جس قدر گریفائٹ پیدا ہوتی ہے وہ سب کی سب راما ناتھا پورم میں ہوتی ہے۔ کمرشیل اہمیت کے ذخائر آندھراپردیش، بہار، گجرات، کیرالا، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، اڑیسہ، راجستھان اور تامل ناڈو میں پائے جاتے ہیں۔

المنائٹ(Ilmenite)

اس کے قابل حصول ذخائر 9 کروڑ ایک لاکھ 50 ہزار ٹن ہیں۔ یہ دھات عام طور پر سمندر کے ساحل پر پائے جانے والے بالو میں پائی جاتی ہے۔ اس کے ذخائر رتناگیری کے مغربی ساحل سے اڑیسہ کے مشرقی ساحل میں ہیں۔ المنائٹ کیرالا، تامل ناڈو، آندھراپردیش، مہاراشٹر، مغربی بنگال اور اڑیسہ میں بھی پیدا ہوتی ہے۔

کاولن(Kaolin)

کاولن کے قابل حصول ذخائر بشمول ہر قسم کی چکنی مٹی سمیت ایک ارب 42 لاکھ ٹن ہیں۔ کاولن پیدا کرنے والی خاص ریاستیں راجستھان، کیرالا، مغربی بنگال اور گجرات ہیں۔ بال کلے Ball clay پیدا کرنے والی خاص ریاستوں میں آندھرا پردیش کا مغربی گوداوری ضلع اور راجستھان کے بیکانیر ضلع شامل ہیں۔

لائم اسٹون (چونے کے کنکڑ)(Limestone)

ہر قسم کے لائم اسٹون کے قابل حصول ذخائر 75 ارب 67 کروڑ اور 90 لاکھ ٹن ہیں۔ حالات پر منحصر مجموعی ذخائر کا تخمینہ 7 کروڑ ملین ٹن لگایا گیا ہے۔ لائم اسٹون پیدا کرنے والی خاص ریاستیں مدھیہ پردیش، آندھراپردیش، گجرات، راجستھان، کرناٹک، تامل ناڈو، مہاراشٹر، ہماچل پردیش، اڑیسہ، بہار، اور اترپردیش ہیں۔ ان کے علاوہ اروناچل پردیش، آسام، ہریانہ، جموں وکشمیر، کیرالا، اور میگھالیہ میں بھی اس کے چھوٹے ذخائر ہیں۔

ابرک(Mica)

بھارت دنیا میں سب سے زیادہ شیٹ ابرک پیدا کرنے والا ملک ہے۔ دنیا میں ابرک کی جو مجموعی تجارت ہوتی ہے اس میں 60 فیصدی ہندوستان کا حصہ ہے۔ ابرک کا اقتصادی نقطہ نگاہ سے اہم پکمیٹائٹ سمیت ابرک آندھراپردیش، بہار، میں ابرک کے ذخائر ہیں۔ ابرک کا تخمینی ذخیرہ آندھراپردیش میں 44,837 ٹن بہار میں 13,554 ٹن اور راجستھان میں 1580 ٹن ہے۔

میگنیسائٹ(Magnesite)

ملک میں اس کے قابل حصول ذخائر لگ بھگ 245 ملین ٹن ہیں جن میں 49 ملین ٹن کے ذخائر تصدیق شدہ درجہ کے ہیں۔ میگنائٹ زیادہ اترپردیش، تامل ناڈو، اور راجستھان میں پائی جاتی ہے۔ جموں وکشمیر، کرناٹک، ہماچل پردیش اور کیرالا میں بھی اس کے معمولی ذخائر ہیں۔

کیانائٹ اورسلیمانائٹ(Kyanite &Silimanite)

ملک میں کیانائٹ اورسلیمانائٹ کے ذخائرعلی الترتیب 2.82 ملین ٹن اور 5 کروڑ 16 لاکھ ٹن ہے۔ان کے علاوہ حالات پر منحصر کیانائٹ کے ذخائر کا تخمینہ 16 کروڑ 9 لاکھ 20 ملین ٹن لگایا گیا ہے۔سلیمانائٹ کے حالات پر منحصر ذخائر کا تخمینہ 58 لاکھ ٹن اور امکانی وسائل کا تخمینہ 0.8 ملین ٹن لگایا گیا ہے۔کیانائٹ کے بیشتر ذخائر کرناٹک،مہاراشٹر،بہار اور آندھراپردیش میں ہیں جب کہ سلیمانائٹ کے ذخائر تامل ناڈو،اڑیسہ،کیرالا،آندھراپردیش اور مغربی بنگال میں ہیں۔

فاسفیٹ منرلس(Phosphate Minerals)

فاسفورائٹس کے ذخائر مدھیہ پردیش،راجستھان،اترپردیش اور گجرات میں ہیں۔اس کے علاوہ کاروباری اہمیت کے ایپاٹائٹ ذخائر،جھارکھنڈ،مغربی بنگال،آندھراپردیش،تامل ناڈو اور راجستھان میں پائے جاتے ہیں ہرقسم کے راک فاسفیٹ کے قابل حصول ذخائر کا تخمینہ 14 کروڑ 53 لاکھ 70 ہزار ملین ٹن اور ایپاٹائٹ کے ذخائر کا تخمینہ 1 کروڑ 36 لاکھ ٹن لگایا گیا ہے۔

دوسری معدنیات

دوسری معدنیات جو پیدا ہوتی ہیں ان میں بنٹونائٹ(Bantonite)(راجستھان، گجرات، جھارکھنڈ، جموں وکشمیر) میں کورنڈم (کرناٹک،آندھراپردیش،راجستھان،مدھیہ پردیش)، میں کلسائٹ(Calcite)(آندھراپردیش راجستھان،مدھیہ پردیش،تامل ناڈو،کرناٹک،اترپردیش اور گجرات) میں فلرس ارتھ (راجستھان،اروناچل پردیش)،اور آندھراپردیش میں فیلڈ اسپار(راجستھان،آندھراپردیش، تامل ناڈو مہاراشٹر اور مغربی بنگال میں گارینٹ (تامل ناڈو، اڑیسہ، آندھراپردیش، اور راجستھان) میں پارائٹس (بہار، راجستھان، آندھراپردیش) میں فیلسپار وولا سٹو نائٹ (راجستھان اور گجرات) میں اسٹیٹائٹ (راجستھان،اترپردیش، کیرالا مدھیہ پردیش اور مہاراشٹر میں،زرکان کیرالا،آندھراپردیش اور اڑیسہ کے ساحلی بالو میں اور کوارٹزسائلیکا تقریبا ہرریاست میں پائی جاتی ہیں۔اس کے علاوہ ملک میں عمارت سازی کیلئے اور وہ پتھر جوزیورات بنانے میں کام آتے ہر مثلاً گرینائٹ،سنگ مرمر اور سلیٹ کے بھی بڑے ذخائر ہیں۔سب سے زیادہ گرینائٹ،تامل ناڈو، کرناٹک،آندھراپردیش اور راجستھان کی کانوں سے اور سنگ مرمر راجستھان گجرات اور اترپردیش میں کانوں سے اور سلیٹ مدھیہ پردیش،ہریانہ،اور آندھراپردیش کی کانوں سے نکالا جاتا ہے۔

معدنیات کی تلاش اور ترقی

بھارت میں معدنیاتی وسائل اور ترقی وتلاش میں متعدد تنظیمیں سرگرم ہیں۔ان میں جیولاجیکل سروے آف انڈیا،انڈین بیوروآف مائنس اور متعدد سرکاری زمرے کے کارخانے شامل ہیں۔یہ سارے ادارے وزارت کان کنی کے کنٹرول میں ہیں۔

جیولاجیکل سروے آف انڈیا

جیولاجیکل سروے آف انڈیا (جی ایس آئی) بین الاقوامی شہرت کی حامل بھارت کی ایک ممتاز جیوسائنس تنظیم ہے 1,851 میں قائم ہونے والی یہ تنظیم مختلف میدانوں میں جیوسائنس اطلاعات فراہم کرنے،قدرتی وسائل کو فروغ دینے اور ملک کے گونا گوں،ترقیاتی پروگراموں کے سلسلے میں ملک اور سائنس داں جماعت کی غیر معمولی خدمات انجام دے رہی ہے۔تب سے اب

تک GSI نے ملک کی اقتصادی وسماجی ترقی میں اپنی خدمات میں لگاتار وسعت فراہم کی ہے۔

ملک میں فولاد، کوئلہ، دھات، سیمنٹ اور پن بجلی سے متعلق مرتعش صنعتیں ملکی پس منظر میں جیولاجیکل سروے کی افادیت کا ٹھوس ثبوت ہیں۔ قدرتی آفات جیسے سیلاب، زمین کا کھسکنا، زلزلے سے متعلق رسک منظرہ، ماحولیات کی پست کاری والے علاقوں کی پہچان اور ان کی حدوں کا تعین اور نقل وحمل اور مواصلات جیسے شعبوں میں ترقیاتی معاملے کو زیادہ سے زیادہ انجام دینے کے لیے ارضیاتی سائنسی امداد فراہم کرانا GSI کی ایک اہم ذمہ داری ہے۔ جیولاجیکل سروے آف انڈیا نے ملک کے بحری ساحل سے باہر آس پاس کے نزد ساحلی علاقوں اور مخصوص اقتصادی زون میں بھی اپنی سرگرمیوں کو وسعت فراہم کی ہے۔ یہی نہیں اس نے برفیلے انٹارکٹکا برِ اعظم میں ارضیاتی سائنسی مطالعہ اور وہاں دستیاب وسائل کا بھی پتہ لگانے کی کوشش کی ہے۔ جیولوجیکل سروے آف انڈیا ملک کی سب سے بڑی سائنسی تنظیموں کے طور پر ابھر کر سامنے آیا ہے۔ یکم اگست 2000 کو اس میں 16,302 ملازمین کام کر رہے تھے۔

جیولاجیکل سروے آف انڈیا کی سرگرمیوں میں ارضی سائنس سے متعلق کئی سرگرمیاں جیسے ارضیاتی، ارضی طبیعاتی، ارضی کیمیائی نقشہ بندی، مخصوص موضوعات سے متعلق مطالعہ، زمینی اور ہوائی ارضی طبیعاتی سروے، سمندری سروے، ضلع سطح پر معلومات اکٹھا کرنے کے لیے ارضی ماحولیاتی مطالعہ، اثرات کی جانچ پرکھ، شہری ترقی اور عوامی صحت کے لیے قدرتی آفات، ارضیاتی ٹکنالوجی اور زلزلے سے متعلق سروے اور مختلف طرح کے تجرباتی مطالعے شامل ہیں۔ اس کا اہم مقصد سونا، ہیرا، قلی دھاتوں کوئلہ اور لگنایٹ، لوہا اور صنعتی دریافت پذیری سے متعلق معدن کی تلاش اور فروغ کرنا ہے۔ اس کے علاوہ یہ زمینی، سمندری اور ہوائی سروے کے ذریعے قومی سطح پر ارضی سائنس اطلاعات اور معلومات کو اپ ڈیٹ کرنا، مختلف موضوعات سے متعلق نقشہ سازی اور ان کا مطالعہ، دیہی ترقی کے لیے مربوط قدرتی وسائل سروے (پروجیکٹ DOVEMAT)، آبی وسائل فروغ سے متعلق ارضی تکنیکی کھوج، ارضی ماحولیاتی جانچ، قدرتی آفات سے متعلق مطالعہ، ہنگامی حالات کا منظرہ اور زلزلے اور زمین کھسکنے والے علاقوں کے تعین وغیرہ کا بھی کام کر رہا ہے۔ جیولاجیکل سروے آف انڈیا کے لیے جن کاموں کی پہچان کی گئی ہے۔ وہ اس طرح ہیں: ارضیاتی سائنسی معلومات فراہم کرانے کے لیے ملک کی اہم تنظیم کے طور پر کام کرنا، ارضیا سائنسی معلومات فراہم کرانے کے لیے ملک کی اہم تنظیم کے طور پر کام کرنا، ارضیا سائنس سے متعلق قومی بنیادی ڈھانچے کو اپ ڈیٹ کرنا اور ان کو بہتر شکل فراہم کرنا، قومی معدنی وسائل کی فہرست میں اضافہ کرنا، علاقائی معدنی تلاش، معدنی تلاش سے متعلق اعداد وشمار کو اکٹھا کرنا، انجینئرنگ اور ماحولیاتی ارضی تکنیکوں کا فروغ، بنیادی ارضی ماحولیاتی اعداد وشمار کو اکٹھا کرنا، قدرتی آفات سے متعلق معاملات اور ارضی سائنس اطلاعات کو اکٹھا کرنا اور اس کی اشاعت کرنا۔

انڈین بیورو آف مائنز

انڈین بیورو آف مائنز وزارت کان کنی کے تحت ایک قومی تنظیم ہے جو ملک کے معدنیاتی وسائل کے فروغ، تحفظ اور سائنسی ترقی کے لئے کام کر رہی ہے۔ ان معدنیاتی وسائل میں کوئلہ، پٹرولیم، قدرتی گیس، ایٹمی معدنیات وغیرہ شامل نہیں ہیں۔ یہ تنظیم ضوابط میں وضع کرتی ہے اور ان پر عملدرآمد بھی کراتی ہے۔ مختلف موضوعات مثلاً جیولاجیکل کان کنی اور ماحولیات پر سائنسی، تکنیکی اور معاشی تحقیق پر مبنی مطالعات کا بھی بندوبست کرتی ہے۔

آئی بی ایم فری ہولٹ اور پٹے پر دیے جانے والے علاقوں کی جیولاجیکل معلومات فراہم کرنے کی غرض سے مائننگ صنعت کو تکنیکی مشورے بھی دیتا ہے۔ آئی بی ایم کانوں اور معدنیات کے لئے اعداد وشمار بینک کا بھی کام کرتا ہے۔ اعداد وشمار پر مشتمل جریدے شائع کرتا ہے انفرادی منرل چیزوں پر خصوصی مضامین کی اشاعت کرتا ہے۔ اور مختلف متعلقہ مضامین پر خبرنامہ بھی جاری

کرتا ہے۔ یہ معدنیات کی صنعت تجارت اور قانون سازی کے تمام پہلوؤں پر مرکز اور ریاستی حکومتوں کو مشورے بھی دیتا ہے۔ آئی بی ایم اپنے تکنیکی اور غیر تکنیکی عملے کے علاوہ معدنیات صنعت اور ہندستان اور بیرون ملک دوسری ایجنسیوں کے عملے کو بھی تکنیکی تربیت فراہم کرتا ہے۔

آئی بی ایم کا ہیڈکوارٹر ناگپور میں ہے اور پورے ملک میں اس کے 12 ریجنل اور 3 سب ریجنل دفاتر اور اجمیر، ناگپور، اور بنگلور میں جدید ساز وسامان سے لیس (ORE) ڈریسنگ لیباریٹریز اور جانچ پلانٹ ہیں۔ اس کی ایک بڑی مرکزی لائبریری بھی ہے، جس میں 16 ہزار کتابیں ہیں اور 10 ہزار سے زیادہ تکنیکی جریدے ہیں۔ IBM کی ویب سائٹ http:\\ibm.nic.in سے انٹرنیٹ کے استعمال کے ذریعے اس کے بارے میں معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔

سرکاری زمرے کے کارخانے

منرل اکسپلوریشن کارپوریشن لمیٹڈ

معدنیات کی تلاش کارپوریشن لمیٹڈ (ایم ای سی ایل) کا قیام مرکزی حکومت نے سرکاری کارخانے کی حیثیت سے 1972 میں کیا تھا۔ اس کے قیام کا مقصد معدنیات کی تلاش اور پھر تلاش کے امکانات اور استعمال کے درمیان فرق کو کم کرنا تھا۔ اس کارپوریشن کے اصل کام میں معدنیاتی وسائل کی تلاش کے لئے منصوبہ بندی اور پروگرام پر عمل درآمد شامل ہیں۔ اس کا ہیڈکوارٹر ناگپور میں ہے۔ ایم ای سی ایل نے مختلف معدنیات کے 100.70 ارب ٹن سے زائد معدنیات ذخائر کا پتہ لگا کر اور متعدد معدنیاتی ذخائر کا پتہ لگا کر بخوبی اپنا کام انجام دیا ہے۔ 2001-2000 کے دوران کمپنی نے 59.60 کروڑ روپے کا کاروبار کیا۔

بھارت المونیم کمپنی لمیٹڈ

بھارت المونیم کمپنی لمیٹڈ (بالکو) سرکاری زمرہ میں المونیم پیدا کرنے والے پہلے اہم کارخانے کی حیثیت سے 27 نومبر 1965 کو قائم کیا گیا تھا۔ یہ کمپنی بلاس پور (مدھیہ پردیش) میں کوربا المونیم کمپلکس اور اسنسول (مغربی بنگال) میں بھدن باغ یونٹ چلا رہی ہے۔ کوربا المونیم کمپلکس میں 2 لاکھ ٹن المونیم سالانہ اور ایک لاکھ ٹن فروخت کے قابل المونیم دھاتیں جیسے رولڈ، بھی بندھی چیزیں پروپرزی سریے اور اکسٹروڈ وغیرہ کی پیداوار ہوتی ہیں بھدن باغ اکائی کی تخمینی پیداوار صلاحیت 6,400 ٹن فروخت کے قبل المونیم مثلاً رولڈ اشیا، فائلس اور کنڈکٹرس بنانے کی صلاحیت ہے۔ 2 مارچ 1997 کو سرکار نے اس کی 51 فیصد حصہ پونجی اور منتظمہ سے متعلق کنٹرول اسٹارلائٹ انڈسٹریز (انڈیا) لمیٹڈ کو سونپ دی ہے۔

نیشنل المونیم کمپنی لمیٹڈ

نیشنل المونیم کمپنی لمیٹڈ (نالکو) المونیا اور المونیم پیدا کرنے کی غرض سے 7 جنوری 1981 کو قائم کی گئی تھی۔ اس کا رجسٹرڈ دفتر بھونیشور میں ہے۔ یہ کمپنی پنچ پت مالی (کوراپٹ) کے ذخائر سے سالانہ 24 لاکھ ٹن باکسائٹ پیدا کرنے کی صلاحیت والی ایک باکسائٹ کان، دمن جودی (کوراپٹ) میں 8 لاکھ ٹن سالانہ صلاحیت والی المونیا ریفائنری، انگل میں 2,30,000 ٹن سالانہ صلاحیت کا المونیم اسملٹر (دھات گلانے کا کارخانہ) اور انگل میں ہی اسملٹر کے لئے 120 ایم ڈبلو کے چھ کیپٹو بجلی پلانٹ چلا رہی ہے۔ کمپنی نے 2001-2000 کے دوران 838.75 کروڑ روپے اصل منافع کمایا اور 2,406.01 کروڑ روپے (عبوری) کا کاروبار کیا۔ اس مدت کے دوران کمپنی 1,314.20 کروڑ (عبوری) کا زرمبادلہ بھی کمایا۔ باکسائٹ کانوں

صلاحیت 2.4 ملین ٹن سالانہ ایم ٹی پی وائی سے 4.8 ایم ٹی پی وائی کرنے، المونیا ریفائنری کی صلاحیت 0.8 ایم بی ٹی وائی سے 1.575 ایم ٹی پی وائی کرنے کے کمپنی کے توسیعی پروجیکٹ کو منظوری حکومت نے 3 فروری 1998 کو نالکو المونیم اسملٹر کو موجودہ 2 لاکھ 30 ہزار ٹی۔ پی۔ اے سے 3 لاکھ 45 ہزار ٹی۔ پی۔ اے صلاحیت میں بدلنے اور کیپو پاور پلانٹ کے موجودہ 720 میگاواٹ سے 840 میگاواٹ میں بدلنے کی تجویز کو منظوری دی ہے۔ اس منصوبے پر 2,062 کروڑ (جون 1997 کی قیمت سطح پر) روپے خرچ ہوں گے۔ حکومت کے کیپٹو پاور پلانٹ کی صلاحیت 840 میگاواٹ سے مزید بڑھا کر 960 میگاواٹ کرنے کی منظوری 14 فروری 2001 کو دے دی ہے۔ اس پر 480 کروڑ روپے لاگت آئے گی، (اگست 2000 کی قیمت سطح پر)۔ پراجیکٹوں پر عمل شروع ہوگیا ہے۔

ہندستان زنک لمیٹیڈ

ہندستان زنک لمیٹیڈ کا قیام 10 جنوری 1966 کو عمل میں آیا تھا۔ اس کے قیام کا مقصد پہلے سے قائم اسٹیل کارپوریشن آف انڈیا لمیٹیڈ کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لینے اور سیسہ جستہ کی بڑھتی ہوئی گھریلو مانگ کو پورا کرنے کے لئے کان کنی اور اسملٹنگ دھات پگھلانے کی صلاحیت کو فروغ دینا تھا۔ (ایچ زیڈ ایل) کا صدر دفتر اودے پور میں ہے۔ پانچ کانوں پر مشتمل اس کمپنی کے کارخانے راجستھان، آندھرا پردیش، بہار اور اڑیسہ میں کام کر رہے ہیں جن کی جستہ پیدا کرنے کی صلاحیت 1,69,000 ٹی پی اے اور سیسہ تیار کرنے کی صلاحیت 43,000 ہزار ٹی پی اے ہے۔ کمپنی اپنے گاہکوں کو ضمنی مصنوعات کے علاوہ مختلف گریڈ کا سیسہ اور جستہ فراہم کرتی ہے۔ وشاکھاپٹنم میں کمپنی کی 22,000 ٹن سالانہ تخصیصی صلاحیت کی شودھ بھٹی 24 جنوری 2001 سے بند ہوگئی ہے۔ 2001-2000 کے دوران جستہ کی پیداوار 1,48092 ٹن ہوئی۔ اس دوران سیسے کی پیداوار 33,500 ٹن رہی۔ کمپنی نے 2001-2000 کے دوران 16.10 ارب روپے کا کاروبار کیا اور اس مدت کے دوران ٹیکس ادا کرنے سے قبل 280 کروڑ روپے کا اصل منافع کمایا۔

ہندستان کاپر لمیٹیڈ

ہندستان کاپر لمیٹیڈ جس کو ملک میں بنیادی تانبا تیار کرنے میں ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ محکمہ فولاد اور کان کنی کے تحت سرکاری زمرہ کے کارخانے کی حیثیت سے 9 نومبر 1967 کو قائم ہوئی۔ کھیتری کاپر کمپلکس اس کا خاص کارخانہ ہے۔ انڈین کاپر کارپوریشن کے قومی ملکیت میں لئے جانے کے بعد ہندستان کاپر لمیٹیڈ نے اس کا نظم ونسق اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

آج کل کمپنی کے خاص کارخانے یہ ہیں (1) کھیتری کاپر کمپلکس راجستھان میں (2) انڈین کاپر کمپلکس جھارکھنڈ میں (3) ملنج کھنڈ کاپر پروجیکٹ مدھیہ پردیش میں (4) تلوجا کاپر پروجیکٹ مہاراشٹر میں۔ ہندستان کاپر لمیٹیڈ کیھوڈ وائر بار اور وائر راڈ کی شکل میں بنیادی تانبا تیار کرتی ہے۔ یہ کمپنی نہ صرف سونا، چاندی، سیلینیم، ٹیلوریم پیدا کرتی ہے۔ بلکہ سنگل سپر فاسفیٹ سلفورک ایسڈ، کاپر سلفیٹ اور نکل سلفیٹ بھی تیار کرتی ہے۔ تلوجا میں ایچ سی ایل کی صاف تانبے کی پیداواری صلاحیت 47,500 ٹی پی اے اور وائر راڈ کی پیداواری صلاحیت 60,000 ٹی پی اے ہے۔ 2001-2000 میں کمپنی نے 34.77 لاکھ ٹن کچ دھات 42,717 ٹن لسٹر کاپر اور 42,245 لاکھ ٹن صاف تانبے کی پیداوار کی۔

بھارت گولڈ مائنز لمیٹیڈ

بھارت گولڈ مائنز لمیٹیڈ (بی جی ایم ایل) کرناٹک میں واقع عالمی شہرت کی پرانی کولار گولڈ مائنز کا بندوبست کرتی ہے۔ 1956 میں اس کو قومی ملکیت میں لے کر یکم اپریل 1972 کو اس وقت کی وزارت کانکنی کے تحت اسے سرکاری زمرے کی کمپنی کی

حیثیت دیدی گئی ہے۔ کمپنی کا رجسٹرڈ دفتر کولار گولڈ فیلڈ میں ہیں اور رابطہ دفتر نئی دہلی میں ہے۔ کمپنی نے 2000-1999 میں 533.50 کلوسونا تیار کیا۔ مسلسل گھاٹے کی وجہ سے کمپنی کو بیمار صنعت قرار دیا گیا اس کے بعد اسے صنعتی اور مالی نوتعمیر، بورڈ کے حوالے کر دیا گیا۔ بورڈ نے جون 2,000 میں عوامی مفاد میں اسے بند کرنے کی سفارش کی۔ اپیلی اتھارٹی نے بھی بورڈ کے فیصلے کی تصدیق کر دی ہے۔ کمپنی کے بند کرنے کے وزارت محنت کے حکم کو کرناٹک ہائی کورٹ میں چیلنج کیا گیا ہے اور یہ اب معاملہ عدالت میں زیر غور ہے۔ تاہم اپریل سے ستمبر 2000 تک کمپنی نے 65 کلوگرام سونے کی پیداوار کی۔

سکم مائننگ کارپوریشن

سکم مائننگ کارپوریشن سابق سکم دربار کے اعلان کے بعد سکم کی ریاستی حکومت اور مرکزی حکومت کے مشترکہ کمپنی کی حیثیت سے 1960 میں قائم کیا گیا۔ اس میں سکم اور حکومت ہند کی حصہ پونجی 51:49 کے تناسب میں ہیں۔ اس کارپوریشن کو کثیر دھات والی اور (ore) کو کان سے نکالنے اور تانبا، سیسہ اور جستہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اس کمپنی کا پروجیکٹ جس کا نام ''بھوٹانگ مائن'' ہے۔ رنگ پور مشرقی بھوٹان میں ہے پاچے خانی نام کی ایک دوسری کان ہے جس سے صرف تانبا نکلتا ہے۔ کمپنی نے 2001-2000 کے دوران 22,018 میٹرک کچی دھات (فلر ORC) ٹن تانبے 1,038.5 میٹرک ٹن تانبے 260 میٹرک ٹن سیسہ اور 271.5 میٹرک ٹن جستے کی پیداوار ٹن جستے اور 105 ٹن سیسے پرمبنی مصنوعات تیار کیں۔

دھات اور معدنیات کی پیداوار

2000-1999 اور 2001-2000 کے دوران اہم معدنیات کی پیداوار کی تفصیل جدول 20.5 میں دی گئی ہے۔ گزشتہ پانچ برسوں کے دوران اہم نان فیرس دھاتوں کی پیداوار کی تفصیل جدول نمبر 20.6 میں دی گئی ہے۔

جدول 20.3 : 2000-1999 اور 2001-2000 میں معدنیات کی پیداوار

(قیمت 000 روپے میں)

معدنیات	یونٹ	1999-2000 مقدار	1999-2000 قیمت	2000-2001 مقدار	2000-2001 قیمت
سبھی معدنیات	---	---	530510357	---	480166718
ایندھن معدنیات	---	---	472753362	---	426761654
کوئلہ	000 t	309620	200280159	304103	197413300
لگنائٹ	000 t	23552	11153183	22124	10510245
قدرتی گیس (u)	mcm	27860	80707200	26885	71454117
پیٹرولیم (C)	000 t	32426	180612820	31949	147383992
دھاتی معدنیات	---	---	**38952575**	---	34874538
باکسائٹ	tonne	7893110	1551386	7049943	130311
کرومائیٹ	tonne	1951649	3510829	1737985	3467169

تانبا (کچدھات)	tonne	3482991	---	3084849	---
تانبا (مرتکز)	tonne	163558	3401387	165024	3105642
سونا (کچدھات)	tonne	439609	---	569824	---
سونا (کل)	kg	7554	3388509	2586	1421167
سونا (پرائمری)	kg	2022	971324	2153	1238630
سونا (سکنڈری)	kg	5532	2417185	433	182537
کچ لوہا (کل)	000 t	79210	20962664	74946	19236584
کچ لوہا (لپ)	000 t	32840	7921357	32090	7249587
کچ لوہا (فائنس)	000 t	40433	8869208	36138	7574298
کچ لوہا (مرتکز)	000 t	5937	4172099	6718	4412699
سیسہ اور جستہ	tonne	2648869	---	2755390	---
(کچدھات)	---	---	---	---	---
سیسہ (مرتکز)	tonne	54493	782589	62899	904011
جستہ (مرتکز)	tonne	365164	2956480	360138	3067935
مینگنیز (کچدھات)	tonne	1556430	1900126	1585726	1930972
چاندی	kg	64684	497567	53641	437919
ٹن (مرتکز)	kg	12979	1038	22812	1828
غیر فلزی معدنیات	---	---	**18804420**	---	**18530526**
اگیٹ	tonne	120	120	120	120
اپٹائٹ	tonne	11117	12992	11642	13573
فاسفورائیٹ	tonne	1252918	2029819	1191640	1771705
اسبیٹس	tonne	14516	20004	18550	20049
بال کلے	tonne	389894	33741	398236	41430
بیرائٹس	tonne	836574	312205	363414	155205
کیلاسائیٹ	tonne	62091	23685	60134	22403
چاک	tonne	123646	32145	142065	36169
مٹی (دیگر)	tonne	216354	10537	217446	10187
کورنڈم	kg	9	32	20	20
کورنڈم (روبی)	kg	---	---	---	---
ہیرا	Carat	57406	276837	40956	213985

ڈایاسپور	tonne	8667	6020	9406	8176
ڈولومائیٹ	tonne	2964289	680871	2815396	681364
ڈیونائیٹ	tonne	173188	45580	229667	77986
فیلس پار	tonne	157897	20860	194158	29513
فائر کلے	tonne	347869	42029	400334	46948
فیلسائیٹ	tonne	928	678	656	581
فلورائیٹ (گریڈڈ)	tonne	43802	157031	44784	150713
فلورائیٹ (مرتکز)	tonne	3253	21564	220	1430
فلورائیٹ مرتکز(A)	tonne	2099	14063	---	---
فلورائیٹ مرتکز(M)	tonne	1154	7501	220	1430
گارنیٹ (ابریسیٹ)	tonne	274275	77507	193406	53373
گارنیٹ (جیم)	kg	458	42	800	112
گریفائیٹ(ROM)	tonne	135036	42194	108826	38817
جپسم	tonne	2706855	418534	3247009	512041
جیسپر	tonne	5356	1026	5709	1289
کاولین (کل)	tonne	791048	583591	805560	641562
کاولین (قدرتی)	tonne	630115	84552	63642	74293
کاولین (پراسڈ)	tonne	160933	499039	168618	567269
کرائی نائیٹ	tonne	4385	3384	6191	4746
سلی مینائیٹ	tonne	15492	56769	14933	54770
لیٹرائیٹ	tonne	560724	30044	795017	56059
چونا پتھر	000 t	126070	12564409	128787	12465362
چونا کنکر	tonne	238837	28408	206767	24538
لائم شیل	tonne	86949	43933	98033	53542
میگنیشائیٹ	tonne	317255	337796	325764	465108
ابرق خام(P)	tonne	1111	24643	1807	35325
ابرق (چھیجن اور کچرا)	tonne	1267	---	1579	---
اوکر	tonne	367846	18981	418519	21934
ہرلائیٹ	tonne	274	274	383	383
پائیرائیٹ	tonne	---	---	9539	10025

پائیروفائلائٹ	tonne	144311	34149	106268	29992
کوارٹز	tonne	261057	35645	251164	31206
کوارٹزیٹ	tonne	53671	14936	60506	19250
سلیکا بالو	tonne	2073043	162617	1558419	163635
بالو(دیگر)	tonne	1971133	52529	1875097	46808
نمک(سندھا)	tonne	2530	3586	2813	4042
شیل	tonne	814266	21994	779949	17115
سلیٹ	tonne	8827	1892	10559	2998
اسٹیٹائیٹ	tonne	553241	418363	557112	390174
گندھک	tonne	62047	---	24883.	---
ورمیکیو لائیٹ	tonne	4984	4507	3123	3315
وولاسٹونائیٹ	tonne	120944	95807	117094	101448

چھوٹی صنعتوں کے فروغ کی تنظیم

وزارت برائے صنعت کی چھوٹی صنعت فروغ تنظیم 1954 میں قائم ہوئی۔ یہ اعلی ادارے کے طور پر چھوٹی صنعتوں کی مسلسل اور منظم ترقی کے لئے بنیادی سہولیات کے فروغ کے پروگراموں کو لاگو کرنے میں مرکز اور ریاستی حکومتوں کی ادارہ جاتی سرگرمیوں کے تال میل کی پالیسیاں طے کرتا ہے۔ تنظیم کا 28 چھوٹی صنعتوں کے خدماتی اداروں، 30 شاخی اداروں، 10 ٹول روم، دو توسیعی مراکز، چھ پیداواری اور پروسس فروغ مراکز، 6 تربیتی مراکز اور دلی وحیدرآباد میں بالترتیب NIESBUD اور NISIET کا جامع نٹ ورک ہے۔ جس کے ذریعہ چھوٹی صنعتوں سے متعلق عام سہولیات اور خدمات اور ساز وسامان فراہم کرنے اور مارکیٹنگ تعاون کے لئے کام کئے جاتے ہیں۔ مربوط ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ حیدرآباد، دہلی نیلوکھیڑی، تر وبلا اور ہستومنور میں ہیں۔ اس کے علاوہ چار علاقائی مراکز اور سات ایسے جانچ مراکز ہیں جو ایک خاص صنعت والے سیکٹر میں صنعتوں کو سہولیات مہیا کراتے ہیں۔

اسمال انڈسٹریز ڈیولپمنٹ آرگنائزیشن کے پاس چھوٹی صنعتوں کے لئے مندرجہ ذیل اسکمیں ہیں۔ (i) وزیراعظم کی روزگار یوجنا (ii) مربوط بنیادی ڈھانچہ فروغ اسکیم (iii) آئی۔ایس۔او۔9000 سرٹیفیکٹ کے ذریعہ حوصلہ افزائی کے ذریعہ چھوٹی صنعتوں کے سیکٹر میں کوالٹی میں بہتری (iv) چھوٹے کاروباری اداروں کی معلومات اور وسائل مراکز نٹ ورک اور (v) تکنیکی فروغ اور جدید کاری پروگرام۔

نئی اسکیمیں

(1) قرض گارنٹی اسکیم: قرض گارنٹی اسکیم 10 لاکھ روپے (ترمیم شدہ 25 لاکھ روپے تک) قرض فراہم کرنے کے لئے شروع کی گئی۔ یہ قرض بنا کسی تیسرے فریق کی ضمانت کے کمرشیل بنک اور اچھا مظاہرہ کر رہے کچھ چنے ہوئے علاقائی دیہی بینک مہیا کرائیں گے۔

جدول 20.4: غیر فولادی دھات کی پیداوار

دھات	اکائی	1994-95	1995-96	1996-97	1997-98	1998-99	1999-2000	2000-2001
المونیم	ٹن	4,76,521	5,29,264	52,60,612	5,53,640	5,42,005	6,18,682	6,42,844
تانبا (آبلہ دار)	ٹن	50,454	40,259	41,416	43,655	37,717	42,334	42,717
تانبا خالص (کیتھوڈ)	ٹن	46,134	41,153	38,481	42,375	35,834	38,464	42,245
سونا	کلوگرام	2,373	2,036	2,710	2,636	2,463	2,262	2,297
سیسہ (پرائمری)	ٹن	34,476	40,311	38,329	44,604	50,145	44,480	40,513
سیسہ (سکنڈری)	ٹن	14,020	5,344[2]	4,481[2]	3,788[2]	--	--	--
زنک (اینٹ)	ٹن	1,49,312	1,42,078	1,40,422	1,64,593	1,72,982	1,74,957	1,97,015

1-عارضی
2-انڈین لیڈ لمیٹیڈ

(2) تکنیکی اصلاح کے لئے قرض سبسڈی اسکیم۔حکومت نے اس اسکیم کو 20 ستمبر 2000 کو منظوری دی۔اسکیم کے تحت درج فہرست کمرشیل بنکوں کے ذریعہ چھوٹی صنعتوں کے کچھ خاص سب سیکٹروں میں ٹکنالوجی میں بہتری کے لیے دیئے جانے والے قرض پر 12 فی صد پونجی پرمبنی سبسڈی ملے گی۔

اسمال اسکیل سیکٹر

پچھلے 50 سالوں میں ملک کے سماجی اور اقتصادی ترقی میں چھوٹی صنعتوں کے سیکٹر نے اہم مقام حاصل کرلیا ہے۔اس نے مجموعی گھریلو پیداوار اور روزگار کی تشکیل اور برآمدات اسکا اشتراک اہم رہا ہے۔سال 96-1995 سے 2000-1999 کے درمیان چھوٹی صنعتوں کے سیکٹر کی کارکردگیوں کو جدول 20.5 میں دکھایا گیا ہے۔

چھوٹی صنعتی سیکٹر کی ترقی کی شرح کل ملا کر صنعتی سیکٹروں سے زیادہ رہی ہے۔صنعتی پیداوار کا 38 فی صد سے زیادہ اور براہ راست برآمدات کا 35 فی صد چھوٹی صنعتی سیکٹروں سے ہوا۔نئی صدی میں یہ سیکٹر ترقی کا محرک بن گیا ہے۔حکومت نے کئی معاون تدابیر کی پہل کی ہے۔ان میں ریزرویشن پالیسی، سرمایہ کی حد کا تجزیہ، جدید کاری تکنیکی فروغ، مارکیٹنگ تعاون وغیرہ شامل ہے۔بدلتی ہوئی نرم رخی اور مقابلہ جاتی معاشی ماحول میں اس سیکٹر کو مضبوطی فراہم کرنے کے لئے کئی تدابیر کی گئی ہیں جن میں جزوی ریزرویشن، سرمایہ کی حد میں تبدیلی، بیرونی حصہ داری کی سہولت، ترقیاتی مراکز کا قیام، برآمدات پروری، مارکیٹنگ تعاون، کوالٹی سے بہتری کے لئے ترغیب دینا وغیرہ شامل ہے۔

وزارت چھوٹی اور نہایت چھوٹی صنعتوں کی ضرورتوں کی تکمیل کرے گی، جن کی تعداد ملک میں کل چھوٹی اکائیوں کی 95 فی صد سے بھی زیادہ ہے۔

جامع پالیسی پیکج

نرم کاری، ہمہ گیریت اور نج کاری کی بنیاد پر موجودہ اقتصادی اصلاح اور عالمی تجارتی تنظیم کے اثرات کے ساتھ بین الاقوامی اقتصادی پس منظر میں آج کچھ نئے چیلنج پیدا ہو گئے ہیں اور چھوٹی صنعتی سیکٹر کے سامنے کئی جدید مواقع (امکانات) کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔اس کے مطابق ہی اکتوبر 1999 میں ایک نئی وزارت برائے چھوٹے پیمانے کی صنعتیں، زراعت و دیہی صنعتیں قائم کیں۔ پلاننگ کمیشن کے ذریعے بنائی گئی ایس۔پی۔ گپتا مطالعہ ٹیم کی عارضی رپورٹ کی سفارشوں پر غور کرنے کے لئے جون 2000 میں وزراء کی ایک ٹیم بنائی گئی تاکہ وہ چھوٹے اور نہایت چھوٹے صنعتی سیکٹر کے لئے جامع پالیسی پیکج تیار کرسکیں۔ ٹیم نے چھوٹی اور نہایت چھوٹی صنعتوں کے لیے جامع پالیسی پیکج تیار کرلیا ہے۔

اسمال اسکیل سیکٹر: اسمال اسکیل سیکٹروں کے لئے سرمائے کی حد ایک کروڑ روپے بنی رہے گی۔ وزارت برائے اسمال اسکیل انڈسٹریز اعلی تکنیک اور برآمد رخی صنعتوں کی ایسی خصوصی فہرست تیار کرے گا۔جنہیں معقول تکنیکی اصلاح اور مقابلہ جاتی ماحول میں اپنے آپ کو بنائے رکھنے کے لئے سرمایہ کی حد بڑھا کر 5 کروڑ روپے تک کرنے کی ضرورت ہوگی۔ چھوٹے صنعتی سیکٹر کے لئے ایکسائز ڈیوٹی کی حد 50 لاکھ روپے سے بڑھا کر ایک کروڑ روپے کردی گئی ہے۔

ملے جلے کل قرض کی حد دس لاکھ روپے سے 25 لاکھ کردی گئی ہے۔قرض گارنٹی اسکیم کے تحت صلاحیت کی حد میں بھی ترمیم کردی گئی ہے۔ یہ حد 10 لاکھ سے بڑھا کر 25 لاکھ روپے کردی گئی ہے۔مربوط بنیادی ڈھانچے کو فروغ کی اسکیم اب ملک کے دیہی علاقوں کے لئے 50 فی صد محفوظ بھی علاقوں پر لاگو ہوگی۔

وزارت صنعتی اثاثوں کو جدید بنانے کے لئے ایک اسکیم تیار کرے گا۔ شمال مشرقی ریاستوں کے لئے ناقابل تجدید پول کے تحت دستیاب فنڈ کا استعمال بشمول سکم شمال مشرقی علاقے میں مربوط اساسی ڈھانچہ فروغ اور دیگر ترقیاتی مراکز قائم کئے جائیں گے۔ اعلیٰ کوالٹی منتظمہ کی حوصلہ افزائی کے آئی۔ ایس۔ او9000 حاصل کرنے کے لئے ہر ایک اکائی کو 75 ہزار روپے دینے کی اسکیم دسویں پنج سالہ منصوبے تک جاری رہے گی۔

چھوٹی صنعتی فروغ تنظیم وزارت کامرس کی طرز پر ہی ایک بازار فروغ تعاون پروگرام چلایا یہ ایک منصوبہ اسکیم ہوگی ہینڈلوم سیکٹر کی تائید کے لئے ''دین دیال ہتھ کرگھا پروتساہن اسکیم'' شروع کی گئی ہے۔ کل 447 کروڑ روپے کی اس اسکیم سے سینکڑوں کی مالی اور ساختی سہولتیں فراہم کرائی جائے گی۔

نہایت چھوٹی صنعتیں: نہایت چھوٹے سیکٹر کے لئے سرمایہ کی حد 25 لاکھ روپے بنی رہے گی وزیر اعظم کی روزگار یوجنا کے تحت ایک خاندان کی آمدنی حد 24 ہزار روپے سے بڑھا کر 40 ہزار روپے سالانہ کردی گئی ہے۔ کل پروجیکٹ کی 20 فی صد رقم ورکنگ کیپٹل کے طور پر رکھنے کے بارے میں نائک کمیٹی کی سفارشیں مالیاتی اداروں اور بنکوں کو بھیجی جارہی ہیں۔ نہایت چھوٹی اکائیوں کے لئے کل منصوبے کا 20 فی صد رقم ورکنگ کیپٹل قرض کے طور پر رکھی جائے گی مربوط اساسی ساخت فروغ اسکیم دیہی علاقوں کے لئے پچاس فی صد محفوظ ملک کے لئے سبھی علاقوں پر لاگو ہوگی۔ اسکیم کے تحت 50 فی صد پلاٹ نہایت چھوٹے سیکٹروں کے لئے محفوظ رکھے جائیں گے۔

دیہی صنعتیں کے لئے قومی پروگرام کے تحت کھادی اور دیہی صنعتی کمیشن تنظیم برائے چھوٹی صنعتیں کا فروغ، سڈبی اور نابارڈ نے گروپ ترقی کا کام شروع کیا ہے۔ گروپ ترقی پروگرام کا سب سے زیادہ فائدہ نہایت چھوٹے سیکٹر کی اکائیوں کو ملے گا۔ ہر گروپ کے اسپانسر تنظیمیں فروغ کا خاکہ، صلاحیت، تکنیکی مداخلت، اور مارکٹنگ کی سہولتیں فراہم کرائیں گی۔ اسکیم کے تحت گروپ ترقی کے لئے ایک فنڈ بنایا جائے گا۔

جدول 20.5: اسمال اسکیل سیکٹر کی کارکردگی

سال	اکائیوں کی تعداد (لاکھ میں)	پیداوار (موجودہ قیمت پر)	1990-91 کی قیمتوں پر (کروڑ روپے)	روزگار (لاکھ میں)	برآمدات (کروڑ روپے (موجودہ قیمتوں پر)
1995-1996	27.24	3,56,213	2,22,162	152.61	36,470
1996-1997	28.57	4,12,636	2,47,311	160.00	39,249
1997-1998	30.14	4,65,171	2,68,159	167.20	43,946
1998-1999	31.21	5,27,515	2,88,807	171.58	48,979
1999-2000	32.12	5,72,887	4,16,736	178.00	54,200
2000-2001[1]	33.70	6,45,496	4,50,400	185.64	59,978

1۔ تخمینا

21۔ کامرس

بھارت کی معاشی ترقی میں بیرونی تجارت کا رول نہایت اہم ہے۔ برآمد کی جانے والی اشیاء میں زرعی اور صنعتوں میں تیار کی جانے والی اشیاء دستکاری، ہینڈلوم اور دیہی صنعتوں میں تیار کی جانے والی اشیاء شامل ہیں۔ پروجیکٹ برامدات کے شعبے میں حالیہ برسوں میں قابل ذکر ترقی ہوئی ہے۔ اس کے تحت مشاورتی خدمات، عمارت تعمیر اور صنعت لگانے کے ٹھیکے (ٹرن کی معاہدے) بھی شامل ہیں۔ اور سافٹ ویئر کی برآمدات میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا ہے یہ برآمدات بیشتر ترقی یافتہ ملکوں کو کی جاتی ہیں۔ ملک کے درآمدات میں بھی اضافہ ہوا ہے جو اشیا دوسرے ملکوں سے درآمد کی جاتی ہیں ان میں سب سے زیادہ پیٹرولیم، پیٹرولیم مصنوعات اور فرٹلائیزر درآمد کی جاتی ہے ان کے علاوہ برآمدات پیداوار کے لئے قیمتی اور نیم قیمتی پتھر، خام مال اور مشینری وغیرہ بھی درآمد کی جاتی ہیں۔ اشیا صارفین اور ثانوی مصنوعات کی درآمدات صنعتی پیداوار بڑھانے اور ٹکنالوجیکل ترقی کے لئے کی جاتی ہے۔

بیرونی تجارت کی قدر و قیمت

مجموعی بیرونی تجارت (درآمدات اور برآمدات بشمول دوبارہ برآمدات) 51-1950 میں 1,214 کروڑ روپے رہا تب سے مستقل اضافہ ہوتا رہا ہے 2001-2000 میں 4,29,246 کروڑ روپے ہوگئی۔ درآمدات، برآمدات، مجموعی تجارت اور تجارت کے توازن کی قیمت جدول 21.1 میں درج کی گئی ہے۔ یہ جدول 91-1990 سے 2001-2000 تک کی مدت کا ہے درآمدات برآمدات کا کل کاروبار اور کاروباری توازن کی رقوم جدول 21.1 میں درج ہیں۔

2001-2000 کے دوران بھارت کی مجموعی برآمدات 2,01,674 کروڑ روپے کی مالیت کی تھیں جب کہ 2000-1999 کے دوران 1,59,561 کروڑ روپے کی برآمدات کی گئیں یعنی اس مدت کے دوران 26.4 فیصدی کا اضافہ ہوا جب کہ ڈالر کے لحاظ سے اضافہ کی شرح 19.83 فیصدی تھی۔ اسی دوران درآمدات میں بھی اضافہ ہوا۔ 2001-2000 میں 2,27,572 کروڑ روپے کا مال درآمد کیا گیا جب کہ 2000-1999 کے دوران 2,15,528 کروڑ روپے کا مال دوسرے ملکوں سے درآمد کیا گیا۔ اس طرح درآمدات میں 5.6 فیصدی کا اضافہ ہوا اور ڈالر کے لحاظ سے درآمدات میں 8.3 فیصدی کا اضافہ ہوا۔ روپیوں میں تجارتی خسارہ 2001-2000 میں (-)25,898 کروڑ روپے کا تھا۔ 2000-1999 میں تجارتی خسارہ (-)55,967 کروڑ روپے تھا۔

ہندوستان کے سبھی اہم تجارتی بلاکوں اور دنیا کے سبھی جغرافیائی خطوں کے ساتھ تجارتی تعلقات ہیں۔ سال 2000-1999 اور 2001-2000 کے دوران ہماری خطہ وار اور سب خطہ وار تجارتی وسعتوں کی تفصیل جدول 21.2 میں دی گئی ہے۔

بیرونی تجارت کی سمت

بھارت کے درآمدات اور برآمدات روابط دنیا کے ہر خطے کے ملکوں (جن میں ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دونوں ملک شامل ہیں) سے ہیں۔

2000-201 کے دوران بھارت نے جو مجموعی برآمدات کیں ان میں 37.48 فیصدی ایشیا اور اوشیانا کے ملکوں سے 23.35 فیصدی، مغربی یورپ سے 24.73 فیصدی، امریکا سے اس مدت کے دوران جو مجموعی درآمدات کی گئیں ان میں سے زیادہ تر یعنی 27.50 فیصدی ایشیا اور اوشیانا کے ملکوں سے، 27 فیصدی مغربی یورپ، سے 7.88 فیصدی امریکا کا مقام رہا۔

جدول 21.1 ہندوستان کی بیرونی تجارت

(کروڑ روپے میں)

سال	برآمد	درآمد	کل غیر ملکی سرمایہ	جمع سرمایہ
1990-1991	32,557.63	43,192.86	75,750.49	-10,635.23
1991-1992	44,041.81	47,850.84	91,892.65	-3,809.03
1992-1993	53,688.25	63,374.52	1,17,062.77	-9,686.27
1993-1994	69,751.39	73,101.01	1,42,852.40	-3,349.62
1994-1995	82,674.11	89,970.66	1,72,644.77	-7,296.55
1995-1996	1,06,353.34	1,22,678.14	2,29,031.48	-16,324.80
1996-1997	1,18,817.08	1,38,919.68	2,57,736.76	-20,102.60
1997-1998	1,30,100.64	1,54,176.30	2,84,276.94	-24,075.66
1998-1999	1,39,753.14	1,78,331.85	3,18,084.99	-38,578.71
1999-2000	1,59,561.00	2,15,528.00	3,75,089.00	-55,967.00
2000-2001	2,01,674.00	2,27,512.00	4,29,246.00	-25,898.00

برآمدات

حالیہ برسوں میں بھارت کی برآمدات میں اضافے کا رجحان نمایاں رہا ہے۔ جن اشیا کی برآمدات میں حالیہ برسوں میں اضافہ ہوا ہے شجر کاری، سمندری مصنوعات کچے دھات، معدنیات، الکٹرانکس، جواہرات، زیورات، کیمکل اور متعلقہ مصنوعات انجینئرنگ کا سامان ٹکسٹائل اور ہاتھ سے بنا سامان اور قالین شامل ہے۔ لیکن 2000-2001 کے دوران شجر، زرعی اور متعلقہ مصنوعات، اسپورٹس کے سامان اور پروجیکٹ اشیاء اور، چمڑا اور اس سے بنا سامان، مصنوعات کی برآمدات کی رجحان میں کمی دیکھنے میں آئی۔ 2000-2001 کے دوران اس سے قبل اس مدت کے دوران اہم اشیاء کی برآمدات کی تفصیل جدول 21.3 میں دی گئی ہے۔

درآمدات

گھریلو استعمال، سرمایہ کاری اور پیداوار کی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے درآمدات کی جاتی ہیں۔ 2000-1999 اور 2001-2000 میں درآمد کی گئی اشیا کی تفصیل جدول 21.4 میں دی گئی ہیں۔ گروپوں کے طور پر تھوک مقدار میں کی جانے والی درآمدات میں سال 2001-2000 کے دوران 11.50 فی صد اضافہ درج کیا گیا اور یہ کل درآمد کا 44.99 فی صد تھا۔ اس گروپ میں فرٹیلائزر، اناج، خوردنی تیل، اخباری کاغذ اور پیٹرولیم مصنوعات شامل ہیں۔ جن دوسری اشیا کی درآمدات کی گئیں ان میں موتی، قیمتی اور نیم قیمتی پتھر، مشینری، پروجیکٹ کا سامان ادویات، فارماسیی مصنوعات آرگینک اور غیر آرگینک کیمیکل، کوئلہ، کوک، مصنوعی رال وغیرہ شامل ہیں۔ سال 2000-1999 اور 2001-2000 کے دوران درآمدات کی گئی اہم اشیاء کی تفصیل جدول 21.4 میں دی گئی ہے۔

جدول: 21.2 ہندستان کے بیرونی تجارت کی سمت

کروڑ روپے میں

ریجن/سب ریجن	برآمدات 1999-2000	برآمدات 2000-2001	درآمدات 1999-2000	درآمدات 2000-2001
مغربی یوروپ	40,082	45,132	58,207	59,175
یوروپی مشترکہ بازار	36,361	40,954	43,274	44,872
یوروپی آزاد تجارت علاقے کے ممالک	2,871	3,121	14,515	13,863
بقیہ یوروپ	850	1,057	419	440
ایشیا اوشینیا	51,177	60,773	80,374	92,138
افریقہ	8,707	8,512	16,040	27,781
امریکا	34,775	42,517	20,002	21,086
شمالی امریکا	32,279	39,558	16,937	17,333
جنوبی امریکا	1,570	1,602	2,577	3,453
امریکا کے دیگر خطے	926	1,358	488	282
مشرقی یوروپ	4,433	5,659	3,635	4,355

جدول: 21.3 خاص اشیا کی برآمدات

کروڑ روپے میں

اشیاء	1999-2000	2000-2001	فیصد میں تبدیلی
پلانٹیشن	3,219.52	3,164.57	(-)1.71
زرعی اور متعلقہ مصنوعات	15,880.01	17,666.38	11.25

سمندری سامان	5,124.56	6,368.37	24.27
اور(ORE)اور معدنیات	3,969.78	5,290.12	33.26
چمڑا اور اس سے بنا سامان	6,890.87	8,915.23	29.38
اسپورٹس کا سامان	290.16	314.66	8.45
قیمتی پتھر اور جواہرات	32,509.43	33,760.71	3.85
کیمکل اور متعلقہ سامان	21,285.75	28,249.86	32.72
انجینئرنگ سامان	19,005.78	26,111.62	37.39
الکٹرانکس ہارڈویر	3,148.89	5,112.63	62.36
پروجیکٹ سامان	170.68	123.42	(-)27.69
ٹکسٹائل	39,733.22	49,318.18	24.12
ہینڈکرافٹس	2,897.37	3,053.09	5.37
قالین	2,795.36	2,656.03	(-)4.96
پیٹرولیم مصنوعات	129.91	8,309.97	6,296.71
غیر درجہ بند مصنوعات	1,96.86	3,870.15	96.77

خاص اشیا کی درآمدات کا جدول نمبر 21.4 (کروڑ روپے میں)

اشیا	1999-2000	2000-2001	فیصد تبدیلی
(اے) بلک درآمدات	85,400.34	95,224.84	11.50
(i) دال	961.50	85.17	(-)91.14
(ii) فرٹلائزر	6,062.74	3,407.41	(-)43.80
(iii) نیوز پرنٹ	960.07	1,189.48	23.89
(iv) خام پیٹرولیم اور پیٹرولیم مصنوعات	54,648.60	71,496.52	30.83
(v) کھانے کا تیل	8,046.05	5,932.76	(-)26.27
(vi) گودا اور فضلہ پیپر	1,105.64	1,274.40	13.26
(vii) غیر آہنی دھات	2,369.84	2,404.41	1.46
(بی) موتی، قیمتی اور نیم قیمتی پتھر	23,555.78	21,966.90	(-)6.74
(سی) مشینری	19,850.05	18,675.59	(-)4.92
(ڈی) پروجیکٹ سامان	4,272.61	2,901.28	(-)32.10

(ای) دیگر جیسے:	82,449.75	88,004.87	6.74
(i) آرگینک اور غیر آرگینک کیمیکل	12,420.28	11,139.87	(-)10.31
(ii) کوئلہ اور کوک اور بریکیوٹس	4,368.36	5,039.99	15.37
(iii) ادویات سازی سے متعلق سامان	1,616.22	1,701.47	5.27
(iv) مصنوعی رال، وغیرہ	3,117.68	2,529.36	(-)18.87

برآمدات کے فروغ کے لیے اٹھائے گئے اقدامات

حکومت کے برآمدات کے فروغ کے سلسلے میں مستقل دھیان دینے اور کوشش کرنے کے باعث برآمدات سیکٹر پر متواتر نظر رکھی جاتی ہے اور اس مقصد کے حصول کے لیے برآمدات پالیسی تیار کی جاتی ہے۔ برآمدات میں اضافے کے لیے کیے جانے والے اقدامات میں لامرکزیت کے ذریعے کاروبار کی لاگت میں کمی کرنا، طریقہ عمل کو آسان بنانا اور برآمد۔ درآمد اور دو طرفہ پہل کے ذریعے برآمد بڑھانے کے اقدامات بھی کیے گئے ہیں۔ اس مقصد کے لیے مخصوص اقتصادی زون کی تشکیل کی جارہی ہے۔ ان کے علاوہ 2002-2001 کی نئی برآمد درآمد پالیسی میں اعلان شدہ تدابیر میں زرعی برآمدات کی حوصلہ افزائی، بازار رسائی میں پہل اور تجارتی کاروبار کے لیے سہولیات مراکز اور ٹریڈ پورٹل کی تشکیل، ایڈوانس لائسنسنگ اسکیم کو مستحکم بنانا، ڈیوٹی فری ریپلینشمنٹ سرٹیفکٹ (DFRC)، ڈیوٹی مجاز پاس بک اسکیم (DEPB) وغیرہ شامل ہیں۔

1998 میں ہندوستان اور سری لنکا کے درمیان ہوا آزاد تجارت معاہدہ (FTA) مارچ 2000 میں نافذ ہوگیا تھا۔ بنگلہ دیش۔ ہندوستان۔ میانمار، سری لنکا، تھائی لینڈ اقتصادی تعاون (BIMST-EC) بھی رفتار حاصل کر رہا ہے۔ نئی دہلی میں اپریل 2000 میں ہوئی اس کی میٹنگ میں طے کیا گیا تھا کہ BIMST-EC خطے میں آزاد تجارت معاہدہ کے مشترکہ نظریے کو لاگو کرنے کے لیے واضح ورک پروگرام کو فروغ دیا جائے۔ ہندوستان کی صدارت میں ماہرین کی ٹیم کی ترجیحی تجارتی معاہدہ کی ممکنہ پہل کے مطالعہ کے لیے تشکیل کی گئی ہے۔

درآمدی پالیسی

بنیادی سامان، خام مال، درمیانہ درجہ کی اشیا، کمپونینٹس، صارفین اشیاء، فالتو پرزے، اوزار اور دوسرے سامان بغیر کسی پابندی کے درآمد کئے جاسکتے ہیں بشرطیکہ یہ درآمدات کی منفی فہرست میں شامل نہ ہوں۔ جو سامان بغیر پابندی کے درآمد کئے جاسکتے ہیں اسے کوئی بھی شخص خواہ وہ اس کا استعمال کرتا ہو یا نہیں درآمد کرسکتا ہے۔ بہر حال اگر ایسی کسی چیز یا سامان کی درآمد کے لئے لائسنس ضروری ہے تو صرف اس کا اصل استعمال کرنے والا لائسنس جاری کرنے والے حکام کی اجازت سے درآمد کرسکتا ہے۔ ایسا کوئی سامان جو پرانا ہو یا استعمال شدہ اور اس کی زندگی کم از کم 10 برس ہوا سے بھی اصل استعمال کرنے والا درآمد کرسکتا ہے۔ 10 سال سے کم پرانی سکنڈ ہینڈ پونجی سے متعلق اشیاء کو آزادانہ طور پر درآمد کیا جاسکتا ہے۔

ہندستان کی بیرونی تجارت

(روپے-کروڑ میں)

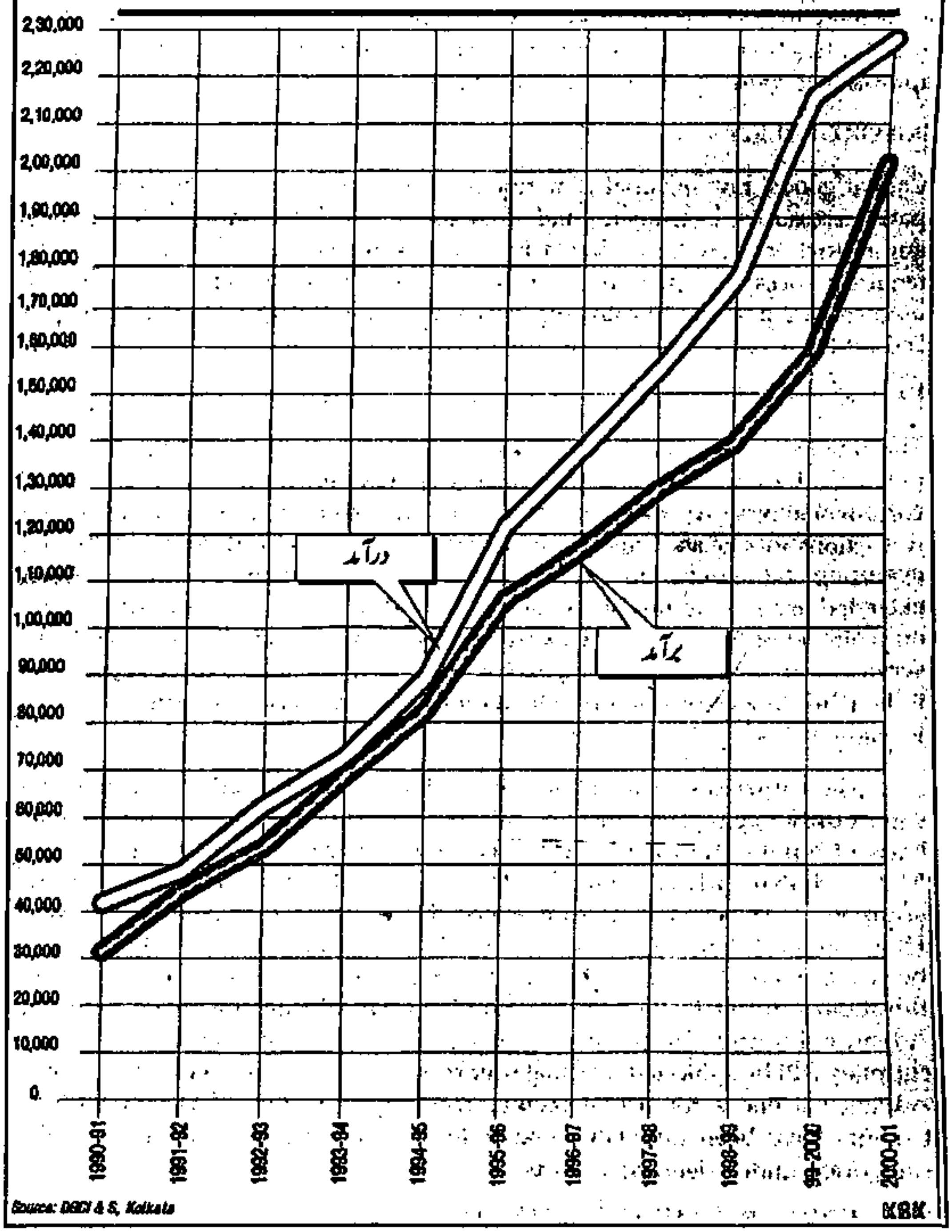

Source: DGCI & S, Kolkata

برآمدی۔درآمدی پالیسی

1997 سے 2002 تک کے لئے نئی اکزم پالیسی وضع کر لی گئی ہے۔اس پالیسی میں سابقہ پالیسی سے حاصل فوائد کو مربوط کرنے اور ٹھوس بنانے اور نرم کاری کے عمل کو آگے بڑھانے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ برآمد کنندگان کے لئے سازگار ماحول پیدا کرنے کے لئے مقدار کی پابندی کو مرحلے وار ختم کرنے اور طریقہ کار کو آسان بنانے کی مسلسل کوشش کی جارہی ہے۔ایکسپورٹ پروموشن کیپٹل گڈس (ای پی سی جی) اسکیم کو جاری رکھا گیا ہے۔اور بعض تحدیدات کے ساتھ پرانے بنیادی سامان کی درآمد کی بھی اجازت دے دی گئی ہے۔اس کے لئے کوئی کم از کم حد مقرر نہیں کی گئی اور بنیادی سامان 5 فیصدی کسٹم ڈیوٹی کی رعایتی شرح کے ساتھ درآمد کرسکتا ہے۔ کسی اضافی کسٹم ڈیوٹی کاؤنٹر ویلنگ ڈیوٹی کی ادائیگی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔اس میں بھی معاملات درآمد سے متعلق لوازمات کو پورا کرنے کی مدت بڑھا کر 8 سال کردی گئی ہے۔

برآمدات کو بڑھاوا دینے کے لئے ڈیوٹی مشثنی اسکیم ایک اہم وسیلہ ہے۔اس میں مزید وسعت فراہم کردی گئی ہے تاکہ اس میں برآمدات کے بعد ڈیوٹی فری باز فراہمی لائسنس اسکیم کو شامل کیا جاسکے۔اس سے ان پٹ (سرمایہ کی درآمد، ان پٹ/آؤٹ پٹ مصنوعات) معیاروں کی بنیاد پر کی جاسکے گی۔

یہ اسکیم ایسی 5 ہزار سے زیادہ اشیاء کے لئے دستیاب ہے۔جہاں ان پٹ، آؤٹ پٹ معیاروں میں اضافہ 33 فی صد اکائی قیمت جوڑنے کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ڈیوٹی فری اسکیم کو نیا نام ڈیوٹی فری/معافی اسکیم دیا گیا ہے۔"قبل برآمد ڈی۔ای۔پی۔بی اسکیم ختم کردی گئی ہے۔ برآمد۔بعد ڈی۔ای۔پی اسکیم ابھی چل رہی ہے کسٹم ڈیوٹی میں کی گئی تبدیلیوں کو دیکھتے ہوئے ڈی۔ای۔پی پی کی شرح کو معقول بنایا گیا ہے۔

نجی ڈی۔ای۔پی۔پی شرح کے لئے 20 کروڑ روپے کی کم از کم حد ختم کردی گئی ہے۔اصل برآمدات، گھریلو فراہمی اور برآمدات کے لئے ثانوی فراہمی کے لئے پیشگی لائسنس کے استعمال کی اجازت حقیقی حالات کو دیکھتے ہوئے ملے گا اور یہ ناقابل منتقلی ہوگا۔اصل ضرورتوں کے لئے پیشگی لائسنس کی سہولت قائم رہے گی۔ برآمدات جیسی منفعت زیادہ معقول بنائی گئی ہے تاکہ مساوی برآمد کے تحت مجاز زمروں کو یکساں فائدہ حاصل ہو۔

ای کامرس سے متعلق پہل

برآمد۔درآمد سے متعلق سودے/معاملات میں تیزی لانے اور ڈی۔جی۔ایف۔ٹی تنظیموں کے نظام عمل میں کھلا پن لانے کے مقصد سے الیکٹرانک ذریعہ سے لائسنس کے لئے درخواست دینے کی سہولت شروع کی گئی ہے۔اس کے علاوہ دیگر سرکاری تنظیموں کے ساتھ الیکٹرانک ڈاٹا کے مبادلہ کا مجوزہ سسٹم لاگو ہوجانے کے بعد ان سودوں میں جو وقت لگتا ہے اور لاگت آتی ہے، اس میں کافی کمی آئے گی۔

اشیا کی پیکیجنگ اور قیمتوں کے لیبل لگانے کی بین الاقوامی نظام اپنانے کے لئے پبلک کی ہوئی برآمد کی جانے والی اشیاء کی بارکوڈنگ کرنے کے کام کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔

زراعتی برآمد زون

امید کی جارہی ہے کہ زراعتی برآمد علاقوں سے کسانوں کو اپنی پیداوار کی اچھی قیمت مل سکے گی اور زراعت اور معادن سیکٹروں کی پیداواروں/مصنوعات کو بین الاقوامی بازاروں میں پہنچایا جاسکے گا۔ کسی بھی جغرافیائی علاقے سے مخصوص پیداوار کی شروع سے لے کر آخر تک فروغ کے لیے ریاستی حکومتیں ان علاقوں کی پہچان کریں گی۔ زراعتی برآمد زونوں میں جدید خدمات دستیاب ہوتی ہیں۔ جیسے؛ کٹائی سے قبل اور کٹائی کے بعد تدابیر اور عمل، پودے کی حفاظت، پراسسنگ، پیکیجنگ، اسٹوریج اور متعلقہ تحقیقی فروغ۔ ان علاقوں کے برآمد کنندگان برآمد۔ درآمد پالیسی کے تحت مخصوص درجہ حاصل کرنے سمیت کئی برآمد پروموشن اسکیموں کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

بازار کی رسائی کے لیے پہل کی اسکیم

غیر ملکوں میں مارکٹنگ کے فروغ کی کوششوں کے لیے 2002-2001 میں بازار رسائی پہل اسکیم شروع کی گئی ہے۔ اس اسکیم کے اہم پہلوؤں میں ہیں:- ہندوستان میں برآمدات کو بڑھاوا دینے کے اعداد وشمار تیار کرنے کے لیے چنے ہوئے ملکوں میں منتخب پیداواروں کی گہرائی سے بازار کا مطالعہ، چنے ہوئے برآمد کنندگان کے ذریعے کرائے والی حدود عمارتوں میں قائم شوروم اور گوداموں میں نمائش کے ذریعے بین الاقوامی بازار میں ہندوستان، ہندوستانی برانڈوں اور ہندوستانی پیداواروں کو بڑھاوا دینے میں مدد کرنا، چنے ہوئے اہم ڈیپارٹمنٹل اسٹورس/تجارتی نمائشیں/تجارتی میلے کے ذریعے مظاہرہ کرنا، وغیرہ۔ اس اسکیم سے غیر ملکی تجارتوں کی مانگ کے مطابق کوالٹی میں بہتری لانے اور وسیع پیمانے پر تشہیری مہم چلانے میں بھی مدد ملے گی۔ ریاستوں سے ہونے والی برآمد کو بڑھاوا دینے کے لیے منتخب پیداوار گروپوں کے لیے ریاستوں کی برآمد صلاحیت کے سروے میں سرکاری کوششوں میں بھی امداد مہیا کرائی جائے گی۔

ای او یو۔ای پی زیڈ۔ای ایچ ٹی پی۔ایس ٹی پی

جو اکائیاں اپنی مکمل پیداوار برآمد کرتی ہیں وہ برآمد پراسیسنگ زون (EP2)، الکٹرانک ہارڈویر ٹکنالوجی پارک (EHTP)، سافٹ ویئر ٹکنالوجی پارک (STP) اور ایکسپورٹ اورینٹیڈ یونٹس (EOU) میں لگائی جاسکتی ہیں۔ EP2 مخصوص ہینکلیو ہوتے ہیں جو طبعی رکاوٹوں کے ذریعے گھریلو محصول ایریا (DTA) سے الگ کردیئے جاتے ہیں اور ان کا مقصد کم لاگت پر برآمد پیداوار کے لیے بین الاقوامی مسابقت میں قائم رہنے کے قابل ڈیوٹی فری ماحول کو فروغ دینا ہے۔ تجارت اور صنعت کی مشاورت سے EOU/EP2/SEZ اسکیم کا لگاتار جائزہ لیا جارہا ہے اور ضرورت کے مطابق بہتری بھی لائی جارہی ہے۔ برآمد۔ درآمد پالیسی میں اپریل 2001 سے اثر پذیر کچھ اصلاحات میں شامل ہیں: (i) پانچ کروڑ روپے سے زیادہ کی پونجی سرمائے والی EOU/EP2 یونٹوں کے لیے مثبت خالص بیرونی زرمبادلہ کی شکل میں برآمد کا فی صد مقرر کیا گیا ہے۔ (ii) مشینری اور پلانٹوں پر 5 کروڑ سے زیادہ کے پونجی سرمایہ والے EOU/EP2/EHTP/STP یونٹوں کو اسٹار یونٹس مانا جائے گا۔ (iii) گرینائٹ سیکٹر کو کانوں تک پونجی سے متعلق اشیا ڈیوٹی فری لے جانے کی سہولت فراہم کی گئی ہے۔ (iv) EOU/EP2 اکائیوں کے ذریعے برآمد کرنے والے DTA برآمد کنندگان کے لیے ڈیوٹی ڈرابیک کے برانڈ ریٹ کے ساتھ ساتھ سبھی سیکٹروں

میں ذیلی ٹھیکہ دینے کی سہولت کی اجازت ہے۔(v) کسٹم ڈیوٹی اور ڈیولپمنٹ کمشنر کے ذریعے EOU/EP2 مشترکہ نگرانی کا اہتمام کرنا(vi) اسٹار EOU/EP2 یونٹوں کے لیے پونجی سے متعلق سامان کا قرض ادا کرنے کی بے باقی کی معینہ مدت 5 سال سے بڑھا کر 8 سال کردی گئی ہے۔(vii)EOU/EP2 یونٹوں کو سایٹ پر پونجی سے متعلق سامان تیار کرنے کی ڈیوٹی ادا کیے بغیر خام مال برآمد کرنے/خریدنے کا اہتمام (viii)EOU/EP2 یونٹوں کے ذریعے برآمد کی جاسکنے والی اشیا کی فہرست بڑھادی گئی ہے اور اس میں اب اسٹوریج سسٹم، UPS، انٹی اسٹیٹک غلیچے، سیکوریٹی سسٹم، ماڈیولر فرنیچر سمیت سبھی اشیا شامل کرلی گئی ہیں۔(ix) ڈیولپمنٹ کمشنروں کے حقوق کو لامرکزی بنانا اور وسعت اور (x) DTA یونٹوں کی پیشگی لائسنس اسکیم کے تحت بقایا برآمد جواب دہی والی EOU یونٹ میں بدلنے کے مناسب عمل کو فروغ دینا۔

سال 2001-2000 کے دوران برآمد 8,532.30 کروڑ روپے کی تھی جواس سے پچھلے سال ہوئی برآمد سے 27.49 فی صد زیادہ ہے۔

ایکسپورٹ پروسسنگ زون/مخصوص اقتصادی زون

بھارت میں سات ایکسپورٹ پروسسنگ زون کانڈلہ (گجرات) سانتا کروز (مہاراشٹر) کوچین (کیرالا) چینئی (تامل ناڈو) نوئیڈا (یوپی) فالتا (مغربی بنگال) اور وشاکھا پٹنم (آندھراپردیش) میں قائم کیے ہیں۔ حکومت ہند نے کانڈلہ (گجرات)، سانتا کروز ممبئی (مہاراشٹر) اور کوچین (کیرل)، کی موجودہ برآمد پراسیسنگ زونوں کو مخصوص اقتصادی منطقوں میں بدلنے کا اعلانیہ یکم نومبر 2000 کو جاری کردیا تھا۔ ان میں سے ہر ایک زون مالی ترغیبات کی وسیع رینج کے ساتھ ساتھ بنیادی ساختی سہولتیں مہیا کراتا ہے۔ کسٹم کلیرنس سہولیات بھی زون کے اندر ہی دستیاب ہیں۔

برآمد پروموشن صنعتی پارک

برآمدنی پیداوار کی بنیادی ساختی سہولتوں کو مہیا کرانے میں ریاستی حکومتوں کا تعاون حاصل کرنے کے مقصد سے اگست 1994 میں مرکزی کفالت کی برآمد پروموشن صنعتی پارک(EPIP) اسکیم شروع کی گئی تھی۔ ابھی تک اس صنعتی پارک کے قیام کی 25 تجاویز منظور کی گئی ہیں جن میں 11 پارک بنائے جاچکے ہیں۔

خصوصی اقتصادی زون

برآمدات کے لئے بے روکاٹ پیداواری عمل اور تجارتی سرگرمیوں کو مناسب سہولیات مہیا کرانے کے لئے خصوصی اقتصادی/معاشی زون (حلقوں) کی تشکیل کی جائے گی۔ ان منطقوں میں لگی ہوئی اکائیوں پر ویلیوایڈیشن، برآمدات کے لازم ہونے اور ان پٹ آؤٹ پٹ (سرمایہ پیداوار/معیاروں) جیسی کوئی پیشگی شرط نہیں لگائی جائے گی۔ انہیں ملک کے کسٹم حد کے علاقے سے باہر مانا جائے گا۔ ان زون میں واقع اکائیوں کو گھریلو ایریا میں فروخت کی اجازت کسٹم ڈیوٹی پوری طرح ادا کرنے کے بعد ہی دی جائے گی۔

تجارتی تعلقات

تجارتی دفاتر غیر ملکوں میں بھارتی سفارت خانوں سے ملحق ہیں۔ یہ دفاتر وزارت کامرس کے تحت کام کرتے ہیں اور بھارتی بیرونی تجارت اور معاشی تعلقات کے فروغ میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ بھارت سفارت خانوں میں مقرر تجارتی نمائندے منڈی رجحانات میں فیڈ بیک، تجارت میں فروغ کے امکانات اور جس ملک میں وہ کام کرتے ہیں وہاں کی عام معاشی صورتحال کے ذریعہ تجارتی اور معاشی وضع پالیسی کرنے میں حکومت کی مدد کرتے ہیں۔

مشرقی ایشیا

سال 2000-2001 میں آسیان ملکوں اور مشرقی ایشیا کے علاقوں کے ملکوں کے ساتھ ہندوستان کی تجارت 858.01 ملین امریکی ڈالر کی ہوئی، جو پچھلے سال کے مقابلے تقریباً 4.69 فی صد کم تھی۔ اسی مدت میں ان علاقوں کے ساتھ ہندوستان کی برآمد تجارت 338.41 کروڑ امریکی ڈالر کی تھی، جو سال 2000-1999 کی بہ نسبت 24.37 فی صد زیادہ تھی۔ تجارت میں آئی اس کمی کی وجہ یہ رہی کہ ان ملکوں سے ہونے والی درآمد میں 17.28 فی صد کی کمی ریکارڈ کی گئی۔

ہندوستان کی ان علاقوں کے ملکوں سے ہونے والی اہم برآمدات میں تیل، جواہرات، زیورات، الکٹرانک سامان، سوتی / دھاگے، مشینری اور ساز وسامان، کچا اور آدھا تیار لوہا اور فولاد، ادویات اور فارسیوٹکل مصنوعات، گوشت اور گوشت سے بنی چیزیں، بحری پیداوار وغیرہ شامل ہیں، ان علاقوں سے برآمد ہونے والی اہم اشیا میں کولا/کوک، مشینری (مشینوں کو چھوڑ کر) لکڑی اور لکڑی کا سامان، غیر لوہ دھاتیں، کچے اون، دالیں، بجلی، مشینری وغیرہ شامل ہیں۔

ہندوستان کے اس علاقے کے اہم تجارتی ملکوں کے ساتھ تجارتی معاہدے ہیں۔ جن میں ملیشیا، انڈونیشیا، تھائی لینڈ، فلپینس، جمہوریہ ویتنام، نیوزی لینڈ، آسٹریلیا، میانمار، کمبوڈیا اور لاؤ PDR شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان کا میانمار سے سرحدی تجارتی معاہدہ بھی ہے، جس کے تحت کچھ مخصوص اشیاء کی سرحدی تجارت کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

آسیان کے ساتھ مکمل بات چیت کا شریک کار بن جانے پر آسیان۔ ہندوستان جوائنٹ کوآپریشن کمیٹی کی سرپرستی میں تجارت اور سرمایہ کاری کے بارے میں آسیان، ہندوستان ورکنگ گروپ کی تشکیل کی گئی ہے تاکہ تجارت اور سرمایہ کاری کے اہم شعبے میں آسیان کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات میں مزید ترقی ہوسکے۔

افریقہ

سب سہارا افریقی علاقے کی تجارت، مجموعی عالمی تجارت کی تقریباً 3.6 فی صد سے بھی کم ہے۔ اس علاقے سے ہندوستان کی تجارت خاص طور سے جنوبی افریقہ، نائیجیریا، ماریشس، آیووری کوسٹ، تنزانیہ، کینیا، بینن، گھانا، ایتھوپیا اور سینیگل سے ہی ہے۔ سال 2000-2001 میں ہندوستان کا سب سہارا افریقہ سے ہوئی کل تجارت کا 81 فی صد ان ملکوں سے ہی ہوا تھا۔

سب سہارا افریقی ملکوں کو 2000-2001 کے دوران ہندوستان سے ہونے والی درآمد، ہندوستان کی مجموعی طور پر دنیا میں ہوئی کل برآمدات کی تقریباً 4.88 فی صد تھی۔ صرف 4 سال میں اس علاقے کو ہندوستان کی برآمد 1997-1996 کے

1,345.06 ملین امریکی ڈالر سے بڑھ کر 2001-2000 میں 180.89 ملین امریکی ڈالر ہو گئی اور اس طرح 34.482 فی صد کا اضافہ درج کیا گیا۔

برآمدات کی اہم اشیاء:- اس میں شامل ہیں: (a) سوتی دھاگے، کپڑے، میڈاپس وغیرہ (b) ادویات، فارماسیوٹکل اور فائن کیمیکل (c) دھاتوں کی مصنوعات (d) مشینری اور ساز وسامان (e) مین میڈ دھاگے۔ فیبرکس، میڈاپس (f) نقل وحمل کے ساز وسامان (g) پرائمری اور آدھا تیار لوہا اور فولاد (h) آر ایم جی سوت بشمول ایکسریز (i) پلاسٹک اور لینولیم مصنوعات اور (j) غیر نامیاتی نامیاتی / زرعی کیمیکلس۔

دوطرفہ تعاون بڑھانے کے اقدامات

ہندوستان بورکینافاسو، یتھوپیا، گھانا، انگولہ، کیمرون، ایووری کوسٹ، کینیا، لیبیا، موزمبیق، نامیبیا، نائیجیریا، روانڈا، سینیگل، جنوبی افریقہ، یوگانڈا، زامبیا، زمبابوے، سیشلس، تنزانیا، ماریشس اور بوتسوانہ کے ساتھ تجارتی معاہدے پر دستخط کیے ہیں۔ پچھلے دو سال میں ہندوستان نے تنزانیہ ماریشس اور بوتسوانہ کے ساتھ تین معاہدوں پر دستخط کیے۔ مخصوص سیکٹروں میں تجارت اور تعاون پر مذاکرات کے اہتمام کے لیے نئی دہلی میں نومبر 2000 میں زامبیا سے اور مارچ 2001 میں ایتھوپیا سے جوائنٹ ٹریڈ اینڈ کو آپریشن کی میٹنگیں منعقد ہوئیں۔

ممالک اور بالٹک ریاستیں

اس خطے میں 15 ممالک ہیں۔ روس، یوکرین، ارمیںیا، ازربائیجان، جارجیا، بیلا روس، مولووا، قزاکستان، کرغستان، ازبکستان، تاجکستان، ترکستان، لاتیوا، لیتھوانیا اور ایسٹونیا، قزاقستان، کرغستان، ازبکستان، تاجکستان، اور ترکمستان کو وسطی ایشین ری پبلک جب کہ لاتیویاڈ، لیتھوانیا اور ایسٹونیا کو بالٹک ریاستوں کے طور پر جانا جاتا ہے۔

سابق سوویت یونین کے ساتھ 91-1990 میں ہندوستان کی تجارت 7,808 کروڑ روپے تھی، جب کہ 99-1998 میں اس خطے کے ممالک کے ساتھ ہندوستان کی کل تجارت 8,249 کروڑ روپے تھی۔ سال 2001-2000 میں کل تجارت 8,061 کروڑ روپے تھی۔ اس خطے کے ممالک کے ساتھ ہندوستان کی کل تجارت کا تقریباً 80 فی صد حصہ ہندوستان اور روس کی دوفریقی تجارت ہے۔

مغربی یورپ

مغربی یورپ وہ اہم تجارتی علاقہ ہے 2001-2000 میں بھارت نے اپنی مجموعی برآمدات کا 28 فیصدی سامان برآمد کیا اور ان علاقے کے ملکوں سے اپنی مجموعی درآمدات کا 29 فیصدی مال درآمد کیا۔ مغربی یورب کا یہ علاقہ یورپی یونین (بلجیم، ڈنمارک، فرانس، جرمنی، یونان، ائیرلینڈ، لکسم برگ، اٹلی، ہالینڈ، برطانیہ، اسپین، پرتگال، آسٹریلیا، فن لینڈ اور سویڈن) اور یورپی آزاد تجارت ایسوسی ایشن (ایف ای ٹی اے) ملکوں (ناروے، سوئٹزرلینڈ، آئس لینڈ اور لیشن ٹین) پر مشتمل ہے۔ ان کے علاوہ ترکی، مالٹا اور قبرص سے بھی بھارت کے تجارتی روابط ہیں۔ ترکی اب یورپی یونین کی کسٹم یونین (ای یو) میں شامل کیا

گیا ہے۔ بھارت کی مجموعی برآمدات کا ایک بڑا حصہ آٹھ ملکوں مثلاً جرمنی، برطانیہ، بلجیم، اٹلی، فرانس ہالینڈ، اسپین اور سوئٹزرلینڈ کو برآمد کیا جاتا ہے۔ اس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس خطے کی بیشتر منڈیوں تک بھارت کی بھرپور رسائی نہیں ہے۔ مغربی یورپ کو جو خاص سامان برآمد کیا جاتا ہے، ان میں ٹکسٹائل، یارن فیبرکس انجینئرنگ سامان، سافٹ ویر، زرعی اور سمندری مصنوعات شامل ہیں۔ اس خطے سے کی جانے والی درآمدات تیار سامان خصوصاً پلانٹ اور مشینری، کیمیکل، فولاد اور ٹرانسپورٹ کے ساز و سامان پر مشتمل ہیں۔ 2001-2000 میں یورپی یونین کے ملکوں کو 23 فیصدی مال برآمد کیا گیا۔ اور وہاں سے 21 فیصدی مال درآمد کیا گیا۔ حالانکہ یوروپی یونین کے ممبر ملکوں کے ساتھ بھارت کی تجارت کو بڑھانے کی کوشش کی گئی، لیکن یوروپی یونین کے ذریعہ کی گئی کچھ بندشوں کی وجہ سے بازار تک رسائی میں مشکلات پیش آرہی ہیں۔ ان بندشوں میں وچنگ مخالف رسبسڈی مخالف جانچ شامل ہے جس کی وجہ ڈیوٹی اور دیگر تجارتی رکاوٹیں کھڑی کی گئی ہیں۔

دوسری انڈین۔ یوروپی یونین چوٹی کانفرنس، نئی دہلی میں نومبر 2001 میں ہوئی۔ پہلی ہندوستان۔ یوروپی یونین چوٹی کانفرنس جون 2000 میں لسبن میں ہوئی تھی۔

وسطی اور مشرقی یورپ

زیادہ تر وسطی اور مشرقی یوروپی ممالک کے ساتھ ہندوستان کے باہمی قریبی اور کثیر فریقی تعلق رہے ہیں۔ مشرق یوروپی ملکوں میں البانیہ، بوسینا اور ہرزے گووینا، بلغاریہ، کروشیا، جمہوریہ چیک، ہنگری، پولینڈ، رومانیہ، جمہوریہ سلوواک، سلووانیا مقدونیا اور فیڈرل ری پبلک یوگوسلاویا شامل ہیں۔ مرکزی کفالت میں سماجی اقتصادی نظام میں بازار رخی اقتصادی نظام میں بدلنے، پرانے تجارتی بندوبست کا ختم ہونا، ان ملکوں میں مشکل معاشی حدود، خوردہ بازاروں کا بکھراؤ، اونچی شرح سود کے باعث قرض (L/c) کی بنیاد پر تجارت کو بڑھاوا نہ دینے، جدید پیکیجنگ اور اچھی کوالٹی کی مانگ بڑھنے، چین، ترکی اور یوروپی یونین کے ملکوں/علاقوں کی جانب سخت مقابلہ ہونے اور ہندوستانی اشیا کی ساکھ کے مسائل کی وجہ سے ہندوستان اور وسط مشرقی یوروپی ممالک کے درمیان دوطرفہ تجارت میں کمی آئی ہے۔ سال 1991-1990 میں کل تجارت 77 کروڑ 67 لاکھ 30 ہزار امریکی ڈالر کے برابر تھی جو 2001-2000 کم ہوکر 38 کروڑ 78 لاکھ 80 ہزار امریکی ڈالر رہ گئی۔ سال 2001-2000 میں ہندوستان سے وسطی اور مشرقی یوروپی ملکوں کو ہونے والی برآمد گھٹ کر 22 کروڑ 59 لاکھ 30 ہزار امریکی ڈالر کی ہوگئی۔ جو 2000-1999 میں 20 کروڑ 27 لاکھ 80 ہزار امریکی ڈالر کی تھی۔ ان ملکوں سے ہونے والی درآمد 2000-1999 میں 17 کروڑ 38 لاکھ 30 ہزار امریکی ڈالر کی تھی، جو 2001-2000 میں گھٹ کر 16 کروڑ 19 لاکھ 50 ہزار امریکی ڈالر رہ گئی۔ ہندوستان سے مشرقی یوروپ کو ہونے والی اہم برآمدات میں سوتی دھاگا، فیبرکس، میڈاپ سیٹ، آر۔ ایم جی کاٹن، ادویات، فارماسیوٹیکل اور فائن کیمیکلس، کافی، چائے، نقل وحمل کے ساز و سامان وغیرہ شامل ہیں۔ اس علاقے سے ہماری اہم درآمدات میں مشینری (بجلی اور الکٹرانک کو چھوڑ کر) نامیاتی کیمیکلس، الکٹرانک سامان، پراجیکٹوں کے سامان، ادویاتی اور فارموسیوٹیکل مصنوعات، لوہا اور فولاد، نقل وحمل کے ساز و سامان وغیرہ۔ اہم ہیں مشرقی یوروپی ملکوں کے ساتھ کل تجارت کے تناسب میں پولینڈ کا مقام پہلا بنا ہوا ہے اور چیک ریپبلک دوسرے اور ہنگری تیسرے مقام پر ہے۔

جنوبی امریکا

1999-2000 کے دوران جنوبی امریکا اور کریبین (Caribbean) خطے کے ملکوں کو بھارت سے 65 کروڑ 24 لاکھ 60 ہزار امریکی ڈالر کا سامان برآمد کیا گیا اور ان ملکوں سے 93 کروڑ 67 لاکھ 40 ہزار امریکی ڈالر کا سامان درآمد کیا گیا۔ 2000-2001 کے دوران ان ملکوں 98 کروڑ 17 لاکھ 90 ہزار امریکی ڈالر کا جو مال برآمد کیا گیا ان میں گزشتہ اسی مدت کے دوران کے مقابلہ میں 50.47 فیصدی کا اضافہ ہوا جب کہ 72 کروڑ 40 لاکھ 10 ہزار امریکی ڈالر کی درآمدات میں لگ بھگ 22.70(-) فیصدی کا اضافہ ہوا۔ حالیہ برسوں میں کئی رکاوٹوں کے باوجود اس خطے کو بھارت برآمدات میں اضافے کی شرح بہت اچھی رہی۔ یہ اضافہ لاطینی امریکی ملکوں میں درآمد برآمد سامان پر درآمد برآمد محصول یا ڈیوٹی کو کم کرنے اور اس خطے کے ملکوں کے ساتھ تجارت بڑھانے کے لیے FOCUS : LAC پروگرام پر زور دیئے جانے اور حکومت کے عزم کا نتیجہ ہے۔ اس خطے میں ارجنٹینا، برازیل، چلی، پیرو، میکسیکو، پناما، کولمبیا، وینیزویلا اور یوروگوئے ایسے ممالک ہیں، جو بھارت کی خاص برآمد مارکیٹ ہیں۔ بھارت سے ان خطے کے ملکوں کو ٹکسٹائل تیار کپڑے، ڈرگس اور فارماسیوٹیکول انجینئرنگ سامان (سائیکل اور ان کے پرزے) ڈیزل انجن، چمڑا اور چمڑے کا بنا سامان اور رنگ وغیرہ برآمد کیا جاتا ہے۔ اور ان ملکوں سے خام معدنیات، لوہا اور فولاد اور ان سے بنا سامان، غیر آہنی دھاتیں، کھانے کا تیل، کاغذ کی لگدی اور خام اون وغیرہ درآمد کیا جاتا ہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکا، کناڈا اور میکسکو

نارتھ امریکا فری ٹریڈ ایگریمنٹ (NAFTA) پر دستخط کرنے والے ملکوں ریاست ہائے متحدہ امریکا، کناڈا اور میکسکو کے ساتھ ہندوستان کی تجارت کا رجحان درج ذیل ہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکا ہندوستان کا سب سے بڑا اکیلا تجارتی رفیق ہے، ہندوستان سے امریکا کو 2000-2001 میں 4 کھرب 24 ارب 3 کروڑ 73 لاکھ روپے کی برآمد کی گئی، پچھلے سال کے مقابلے 16.72 فی صد زیادہ تھی۔ لیکن، امریکا سے درآمد پچھلے سال کے مقابلے 16.72 فی صد زیادہ تھی لیکن امریکا سے درآمد پچھلے سال کے مقابلے 17.04 فی صد سے گھٹ کر 2000-2001 میں ایک کھرب 28 ارب 12 کروڑ 11 لاکھ کی رہ گئی۔ امریکا کے لیے ہندوستان خاص طور سے ہیرے جواہرات اور زیورات، آر ایم جی کاٹن، سوتی دھاگا، فیبرک، میڈاپس، دھات مصنوعات، آر ایم جی مصنوعی ریشے دستکاری اشیاء (ہاتھ کے بنے غالیچے کارپٹ چھوڑ کر) وغیرہ برآمد کرتا ہے۔ متحدہ امریکا ہندوستان کو خاص طور سے الکٹرانک سامان، مشینری (الکٹرانک کو چھوڑ کر) اور اشیاء، پیشہ وارانہ ساز و سامان، نامیاتی کیمیا، موتی، بیش قیمتی اور کم بیش قیمتی جواہرات وغیرہ بھیجتا ہے۔

کناڈا کے ساتھ ہندوستان کی تجارت کافی کم ہے۔ سال 2000-2001 میں ہندوستان سے کناڈا کو ہوئی برآمد 29 ارب 74 کروڑ 63 لاکھ روپے کی تھی، جو اس سے پچھلے سال کی اسی مدت میں ہوئی 25 ارب 5 کروڑ 7 لاکھ روپے قیمت برآمدات سے 18.74 فی صد زیادہ تھی۔ اسی طرح کناڈا سے ہندوستان کو ہونے والی برآمد 1999-2000 کے 16 ارب 48 کروڑ اور 84 لاکھ روپے کے 6.91 فی صد سے بڑھ کر 2000-2001 میں 17 ارب 64 کروڑ 6 لاکھ روپے کی ہوگئی تھی۔ ہندوستان خاص طور سے کناڈا کو RMG کاٹن، سوتی دھاگا فیبرک، میڈاپس، کچا اور آدھا تیار لوہا اور فولاد، ادویات، فارماسیوٹکل اور بہتر کیمیکلس۔ آر۔ ایم۔ جی مصنوعی ریشے، جواہرات اور زیورات برآمد کرتا ہے۔ ہمارے یہاں کناڈا سے خاص طور سے اخباری

کاغذ، لگدی اور ردّی کاغذ، مشینری (الکٹرانکس کو چھوڑ کر)، واپسی غیر آہنی دھاتیں اور الکٹرانک سامان درآمد کیے جاتے ہیں۔

میکسکو کے ساتھ ہندوستان کی تجارت ان سالوں میں دھیرے دھیرے بڑھی ہے۔ سال 2001-2000 میں ہندوستان نے میکسکو کو 9 ارب 44 کروڑ 57 لاکھ روپے کی برآمد کی تھی جو اس سے پچھلے سال میں ہوئی 6 ارب 10 کروڑ 50 لاکھ روپے کی برآمد سے 54.72 فی صد زیادہ تھی۔ ہندوستان میں میکسکو سے 2001-2000 کے دوران 2 ارب 9 کروڑ 36 لاکھ روپے کی درآمدات ہوئیں جو اس سے پچھلے سال کے 4 ارب 18 کروڑ 11 لاکھ روپے کی درآمدات کے مقابلے 47.53 فی صد کم تھی۔ میکسکو کو ہندوستان کی اہم برآمدات میں آر ایم جی کاٹن، ادویات، فارماسیوٹکل اور بہترین کیمیکس، نقل و حمل ساز و سامان، مشینری اور اوزار، نامیاتی / غیر نامیاتی / زرعی کیمیا، مسالے وغیرہ شامل ہیں۔ میکسکو سے ہونے والی اہم برآمدات میں فرٹیلائیزر، الکٹرانک سامان، دھات کچ دھات، دھاتی چھیلن، ادویاتی اور فارماسیوٹکل مصنوعات اور دیگر اشیا شامل ہیں۔

مشترکہ کاروبار

ریزرو بینک آف انڈیا کے مرکزی دفتر واقع ممبئی مشترکہ کارخانوں اور پوری ملکیت کے ذیلی کارخانوں میں غیر ملکی براہ راست سرمایہ کی بھارتی کمپنیوں کی تجاویز پر غور کر رہا ہے۔ ایسے بہت سے کارخانے قائم کرنے کی تجویز کو بھی منظوری دے دی گئی ہے۔ جن کا مقصد الکٹریکل سامان، چمڑا، سمندری پیداوار (Marine Products)، سلے سلائے کپڑے، اور ٹکسٹائل کے میدان میں بھارتی برآمدات کو فروغ دینا ہے۔ مینوفیکچرنگ سیکٹر میں لوہا اور فولاد، ڈرگس اور فارماسیوٹیکلس، دھاگے اور ٹکسٹائل، کپڑے، سیمنٹ اور شکر جیسے مختلف زمروں کو منظوریاں دی گئی ہیں۔ کمپیوٹر سافٹ ویر ترقی کے میدان میں بھی متعدد تجاویز کو منظوری دی گئی ہے۔ ریزرو بینک آف انڈیا کے ذریعہ منظور کی جانے والی سرمایہ کاری کی تقسیم منظم طور پر کی جاتی ہے۔

عوامی سیکٹر کے ادارے

1963 میں قائم ہونے والی منرلس اور میٹلس ٹریڈنگ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹیڈ (ایم ایم ٹی سی) کو بھارت کی بیرونی تجارت میں ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ لوہا میگنیز، کروم اور کچی دھات کی برآمد صاف کی ہوئی کھادوں میں صرف یوریا کی درآمد کارپوریشن کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اسے بھارت کا پہلا سپر اسٹار تجارتی ادارہ کا ہونے کا فخر حاصل ہے۔ یہ برصغیر کی سب سے بڑی صرافہ تجارت کمپنی کے طور پر ابھری ہے جو سب سے زیادہ مقدار میں سونے و چاندی کی درآمدات کرتی ہے اور فروخت کرتی ہے۔ مائکا ٹریڈنگ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹیڈ (مکو) کا قیام 1973 میں ایم ایم ٹی سی کی ذیلی کمپنی کی حیثیت سے عمل میں آیا تھا جس کا واحد مقصد ابرک کی تجارت کی نگرانی کرنا تھا۔ کاروبار میں روز افزوں زوال کے بعد بی آئی ایف آر نے یکم اپریل 1995 کو ایم آئی ٹی سی او کو ایم ایم ٹی سی سے ضم کرنے کا حکم دے دیا۔

اسٹیٹ ٹریڈنگ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹیڈ بھارت کی صف اول کی بین الاقوامی ٹریڈنگ کمپنی ہے جو بھارتی حکومت کی ملکیت ہے۔ یہ 1956 میں قائم کی گئی تھی۔ اسٹیٹ ٹریڈنگ کارپوریشن بہت سی اشیا کی درآمد برآمد کرنے کے علاوہ ان کی اندرونِ ملک بھی تجارت کرتا ہے۔ یہ عام استعمال کی چیزیں اور سامان کو بھی جس کی ملک میں کمی ہے درآمد کرتا ہے لیکن کمپنی وہی سامان درآمد کرتی ہے جس کو مرکزی حکومت درآمد کرنے کی اس کو ذمہ داری تفویض کرتی ہے۔

پروجکٹس اور ایکوپمنٹ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ (Projects & Equipment Corporation) پی ای سی وزارت کامرس کے تحت ایک سرکاری ادارہ ہے۔ ریلوے رولنگ اسٹاک کو برآمد کرنے کے لئے کینالائزنگ (Canalising) ایجنسی ہونے کے علاوہ پی ای سی نے ٹرن کی (Turn Key) پروجکٹس اور انجینئر نگ ساز وسامان کی برآمد میں بھی اپنی حیثیت تسلیم کرالی ہے۔ حالیہ برسوں میں اس نے دوسری تجارتی سرگرمیوں میں بھی حصہ لینا شروع کردیا ہے۔ مثلاً معاون مینوفیکچررس کی برآمدی سرگرمیوں میں تعاون کرنے کی غرض سے سامان کی برآمد اور خام مال کی درآمد۔

2000-1999 کے دوران پی ای سی نے 1,290 کروڑ (عبوری) کے مجموعی کاروبار کیا۔ ایکسپورٹ کریڈٹ گارنٹی کارپوریشن لمیٹڈ کا قیام جولائی 1957 میں ایکسپورٹ رسک انشورنس کارپوریشن کی حیثیت سے کیا گیا تھا۔ دسمبر 1983 میں اس کو ایکسپورٹ کریڈٹ اور گارنٹی لمیٹڈ میں تبدیل کردیا گیا بعد میں دوبارہ اس کا نام تبدیل کرکے ایکسپورٹ کریڈٹ گارنٹی کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ رکھ دیا گیا۔ اس کارپوریشن کے قیام کا بنیادی مقصد بھارتی برآمد کنندگان اور کمرشیل بینکوں کو ایکسپورٹ کریڈٹ بیمہ اور ضمانت کی سہولتیں فراہم کرکے بھارتی برآمدات کو فروغ دینا ہے۔

اسپائسیس ٹریڈنگ کارپوریشن لمیٹڈ (Spices Trading Corporatue Ltd) جس کا پہلے نام ڈیم ٹریڈنگ کارپوریشن تھا۔ کمپنی ایکٹ 1956 کے تحت اکتوبر 1982 میں قائم کی گئی تھی لیکن اس کارپوریشن کی اصل کاروباری سرگرمیاں ستمبر 1983 سے شروع ہوئیں۔ کمپنی کے اصل مقاصد یہ ہیں۔ مسالہ جات اور ان کی مصنوعات کی گھریلو اور بین الاقوامی تجارت کو جاری رکھا جائے، مسالوں کو پروسس کیا جائے اور ان کو محفوظ رکھا جائے، مسالہ کی مصنوعات کی پیداوار کو فروغ دینے کے لئے ہر ممکن اقدام کئے جائیں ان کے علاوہ برآمدات کی فروخت اور مسالوں اور ان کی مصنوعات کی پیداوار کو پروجیکٹ کیا جائے ان کو برقرار رکھا جائے اور اضافہ کیا جائے۔

خودمختار ادارے

درآمدات برآمدات پروموشن سرگرمیوں کو فروغ دینے سے جڑے متعدد خودمختار ادارے وزارت کامرس کے تحت کام کررہے ہیں۔ ملک میں پانچ ثانوی اشیا بورڈ ہیں جو چائے، کافی، ربڑ، مسالے، اور تمباکو کی پیداوار، ترقی اور برآمد کے ذمہ دار ہیں۔

نئی دہلی میں قائم بیرونی تجارت کا بھارت انسٹی ٹیوٹ ایک رجسٹرڈ ارادہ ہے۔ جو ملازمین کو بین الاقوامی تجارت کی جدید تکنیک کی تربیت، بیرونی تجارت کے مسائل پر تحقیق کا بندوبست، مارکٹنگ تحقیق کا انتظام، اشیا کا سروے، علاقے کا سروے اور تحقیق اور منڈی جائزہ سے حاصل اطلاعات کی تشہیر جیسے کاموں میں مصروف ہے۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف پیکنگ ممبئی ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے 14 مئی 1966 کو قائم ہوا تھا۔ یہ پیکنگ صنعت کیلئے خام مال پر تحقیق پیکنگ تکنالوجی پر تربیتی پروگرام اور اچھی پیکنگ کی ضرورت کو اجاگر کرنے کی غرض سے بیداری مہم چلاتی ہے۔

اس وقت ملک میں 20 برآمد پروموشن کونسل ہیں جن میں 11 وزارت کامرس کے تحت ہیں یہ بغیر منافع والی تنظیمیں ہیں جو کمپنی ایکٹ، سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہیں یہ تنظیمیں ملک کی برآمدات کو فروغ دینے کے اقدام کرتی ہیں۔ ہر کونسل کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مصنوعات کے مخصوص گروپ۔ پروجیکٹوں اور خدمات کو فروغ دیں۔

زرعی اور پروسیسڈ فوڈ پروڈکٹس ایکسپورٹ ترقیاتی اتھارٹی (Agrivcultural&Proccssed Food Products Export-Development-Anthority) (اے پی ای ڈی اے) کا 1986 میں قیام عمل میں آیا تھا۔ یہ زرعی برآمدات پر خاص توجہ مرکوز کرتی ہے۔اور پروسیسڈ فوڈ (Processed Food) کی فروخت کے لئے منڈیوں کی تلاش کا بھی کام کرتی ہے۔ یہ تنظیم کوالٹی کنٹرول کے موثر اقدام بھی کرتی ہے۔

میرین پروڈکٹس برآمد ترقیاتی اتھارٹی کوچین، جو اگست 1972 میں قائم ہوئی تھی۔ برآمدات پر خصوصی توجہ کے پیش نظر سمندری پیداوار کی ترقی کی ذمہ دار ہے۔

بھارت برآمدات تنظیم کی فیڈریشن نئی دہلی مختلف برآمد پروموشن تنظیموں اور اداروں کی سربراہ تنظیم ہے۔ یہ تنظیم سرکاری طور پر تسلیم شدہ برآمدات گھرانوں کو مربوط امداد فراہم کرنے کے لئے بنیادی سروسنگ ا تکنیکی طور پر ملک میں مشاورتی خدمات کے میدان میں برآمدات کو فروغ دینے کی کوششوں میں مرکزی رابطہ ایجنسی کے طور پر کام کرتی ہے۔

ثالثی کی بھارتی کونسل نئی دہلی، جو سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے تحت قائم کی گئی تھی۔ تجارتی تنازعوں کو طے کرنے اور تاجروں خصوصاً بین الاقوامی تجارت کرنے والوں کے درمیان ثالثی کو فروغ دینے کا کام کرتی ہے تجارت ترقیاتی اتھارٹی کو ٹریڈ فیئر اتھارٹی آف انڈیا میں ضم کر کے جنوری 1992 میں انڈیا ٹریڈ پروموشن آرگنائزیشن (آئی پی او) کے نام سے ایک نئی تنظیم قائم کی گئی تھی۔ اس تنظیم کے اصل مقاصد میں برآمدات کو فروغ دینا بھارت اور بیرون ملک میں ہونے والے میلوں اور نمائشوں کے توسط سے درآمدات اور تکنالوجی کے معیار کو بہتر بنانا، میلوں اور نمائشوں میں بھارت کمپنیوں سے تعاون کرنا اور مخصوص منڈیوں میں مخصوص پیداواروں کے لئے مربوط مارکٹنگ پروگراموں سے رابطہ قائم کرنا شامل ہیں۔

نیشنل سنٹر فار ٹریڈ انفارمیشن (NCTI) کا قیام مارچ 1995 میں عمل میں آیا تھا یہ ایک خصوصی صلاحیت کی تنظیم ہے جو تجارت سے متعلق اعداد وشمار جمع کرنے اور انہیں محفوظ رکھنے کے لئے جدید طریقوں کا استعمال کرتا ہے۔ اس تنظیم کا مقصد برآمدات کی پروموشن باڈیز کے ساتھ رابطہ قائم کرنا اور خواہش مند پارٹیوں کے ساتھ تجارت سے متعلق اعداد وشمار کا باہمی تعاون، ویلیڈیشن اور اعداد وشمار جمع کرتا ہے۔ یہ بیرونی ممالک میں واقع ہندوستانی تجارتی اطلاعاتی اداروں کے ساتھ رابطہ بنائے رکھتا ہے۔ یہ ہندوستان کا اہم تجارتی نقطہ ہے اور ای۔کامرس کے ذریعہ سے تجارت کو بڑھاوا دیتا ہے۔

22۔ نقل وحمل

ملک کی معاشی ترقی میں ٹرانسپورٹ کا مربوط نظام اہم رول ادا کرتا ہے ملک کا موجودہ ٹرانسپورٹ نظام مختلف طریقوں مثلاً ریل، سڑک ساحلی جہاز رانی اور ہوائی پروازوں پر مشتمل ہے۔ ٹرانسپورٹ نے حالیہ برسوں میں ٹرانسپورٹ نظام کا جال پھیلانے اوران کے فروغ میں ریکارڈ ترقی کی ہے۔ زمینی ٹرانسپورٹ کی وزارت، ریلوے اور شہری ہوابازی کو چھوڑ کر ٹرانسپورٹ کے مختلف طریقوں کی ترقی کے لئے پروگرام اور پالیسیاں وضع کرتی ہے۔

ریلوے

ملک میں مسافروں اور مال کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہونچانے میں ریلوے ایک اہم وسیلہ ہے۔ یہ نہ صرف ملک کے دور دراز علاقوں کے لوگوں کو ملاتی ہے بلکہ تجارت، یاترائیں، سیاحت اور تعلیم کا حصول بھی ممکن بناتی ہے۔ بھارت ریلوے گزشتہ ایک صدی کے دوران جوڑنے والی ایک بڑی طاقت رہی ہے۔ اس نے جہاں معاشی زندگی کو جوڑے رکھا ہے وہاں صنعت اور زراعت کی ترقی کی رفتار تیز کرنے میں بھی مدد کی ہے۔ بھارت میں پہلی ٹرین 1853 میں ممبئی اور تھانے کے درمیان چلائی گئی تھی جس نے دونوں جگہوں کے درمیان 34 کیلومیٹر کا فاصلہ کیا تھا۔ اس کے بعد پھر ریلوے نے پیچھے مڑکر نہیں دیکھا۔

اب صورت حال یہ ہے کہ 31 مارچ 2000 کو 62,759 کیلومیٹر لمبے راستے پر 6,867 اسٹیشنوں، 36,510 مسافر گاڑیوں، 4,838 دوسری کوچنگ گاڑیوں، 2,44,419 مال ڈبے، 7,517 انجن وغیرہ کا ایک بڑا نٹ ورک ہے۔

بھارت ریلوے کے وجود میں آنے کے بعد سے اب تک 148 برسوں میں حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے۔ بھارت کی معاشی، صنعتی اور سماجی ترقی میں اس نے اہم رول ادا کیا ہے۔ بھارت ریلوے کا نیٹ ورک مختلف گیج پر مشتمل 62,759 کیلومیٹر لمبے ریل راستوں پر پھیلا ہوا ہے۔ 31 مارچ 2000 کو گیج (Gauge) وار راستے اور پٹریوں کا نظام یہ تھا

گیج	راستہ (کیلومیٹر)	رننگ ٹریک (کیلومیٹر)	مجموعی ٹریک (کیلومیٹر)
بڑی لائنیں (1676 ایم ایم)	44,383	62,441	85,532
چھوٹی لائن (1000 ایم ایم)	15,013	15,411	18,674
نیرو گیج (762 ایم ایم اور 610 ایم ایم)	3,363	3,400	3,763
میزان	62,759	81,252	1,07,969

روٹ کیلومیٹر کے 23 فیصد حصے پر، رننگ ٹریک کیلومیٹر کے 33 فیصدی حصے پر اور مجموعی ٹریک کیلومیٹر کے 32.50 فیصدی حصے پر بجلی سے گاڑیاں چلائی جاتی ہیں۔ ریلوے کے پورے نیٹ ورک کو 9 منطقوں اور انہیں تقسیم کر کے ریڈ ڈویژنوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔ 31 مارچ 2000 کو سب کے سب 9 منطقوں اور متعلقہ ہیڈ کوارٹروں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ریلوے	صدر دفاتر
وسطی	ممبئی
مشرقی	کلکتہ
شمالی	نئی دہلی
شمال مشرقی	گورکھپور
شمال مشرقی سرحد	مالی گاؤں (گوہاٹی)
جنوبی	چنئی
جنوب وسطی	سکندرآباد
جنوب مشرقی	کلکتہ
مغربی	چرچ گیٹ، ممبئی

عوام اور ریلوے انتظامیہ کے درمیان مختلف کمیٹیوں کے ذریعہ تعاون حاصل کیا جاتا ہے۔ان کمیٹیوں میں معلقائی ریلوے یوزرس مشاورتی کمیٹیاں اور ڈویژنل ریلوے یوزرس (Users) مشاورتی کمیٹیاں شامل ہیں۔ 31 مارچ 2000 کو زیر استعمال انجنوں کا بیڑہ 56 بھاپ کے 4,651 ڈیزل سے چلنے والے اور 2,810 بجلی کے لوکوموٹیو پر مشتمل تھا۔ اس وقت ریلوے میں ایندھن کی کم کھپت اور زیادہ طاقت والے نئی ڈیزائنوں کے انجنوں، تیز رفتار کی ریل گاڑیوں کے مسافر ڈبوں اور مال گاڑیوں کے جدید طرح کے ڈبوں کو اپنانے کے لئے کارروائی چل رہی ہے۔ٹرینوں کے بلا رکاوٹ چلنے کے عمل کو یقینی اور محفوظ بنانے کے لئے سگنل دینے کا جدید نظام مثلاً پینل انٹر لاکنگ (Panel Inter Locking) سینٹرلائزڈ ٹریفک کنٹرول (Centralised Traffic Control) خودکار سگنل اور ملٹی اسپیکٹ کلر لائٹ سگنل (Multiaspect-Colour light Signalling) کا نظام شروع کردیا ہے۔ بھارت ریلوے نے رولنگ اسٹاک (انجن بوگیاں اور ویگن وغیرہ) وغیرہ کی گھریلو پیداوار میں اور دوسرے ساز و سامان کی پیداوار میں بھی موثر ترقی کی ہے اور اب ان تمام میدانوں میں تقریباً خودکفیل ہے۔ ریلوے منصوبہ بندی کے اصل مقاصد ٹرانسپورٹ کے بنیادی ڈھانچے کو فروغ دینا اور معیشت کی ترقیاتی ضرورتوں کو پورا کرنا ہے۔ 51-1950 میں منصوبہ دور کے شروع ہونے کے بعد سے بھارت ریلوے نے آٹھ پانچ سالہ منصوبوں پر عمل درآمد کیا ہے۔ان کے علاوہ چند برسوں تک سالانہ منصوبوں پر بھی عمل آوری کی گئی۔ آٹھ پنج سالہ منصوبوں کے دوران نظام کو جدید بنانے کے مربوط پروگراموں پر مخصوص توجہ کی گئی۔ ریل ٹرانسپورٹ کی روز افزوں، بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے لئے تکنیکی تبدیلی پر بڑھتے ہوئے اخراجات کو نظر انداز کردیا گیا تاکہ ریلوے نظام اپنی پوری صلاحیت سے کام کرسکے۔ املاک کی بحالی پر خصوصی توجہ دینے کے ساتھ ٹریک، لوکوموٹیو، مسافر گاڑیوں کے ڈبے، بوگیوں کی ڈیزائن، سگنل کے نظام اور ٹیلی مواصلات جیسے اہم علاقوں میں تکنیکی تبدیلیوں اور انہیں اپ گریڈ کرنے کے اقدام بھی شروع کئے گئے ہیں۔ ریل ٹریفک اور متعلقہ سامان کی وضاحت گوشوارہ نمبر 22.1 میں کردی گئی۔

سرکاری کارخانے

ریلوے کی وزارت کے انتظام کے تحت پانچ کارخانے کام کررہے ہیں (i) ریل انڈیا ٹیکنکل اور اکنامک سروسز لمیٹیڈ (آر آئی ٹی ای ایس) (ii) انڈین ریلوے کانسٹرکشن کمپنی لمیٹیڈ (ارکان) (iii) انڈین ریلوے فائنس کارپوریشن لمیٹیڈ (آئی آر ایف سی) (iv) کنٹینر کارپوریشن آف انڈیا لمیٹیڈ (سی او این سی او آر) اور (v) کونکن ریلوے کارپوریشن لمیٹیڈ (کے آر سی)۔ مرکز برائے ریلوے اطلاعات نظام (سی آر آئی ایس) ریلوے کے متعدد کمپیوٹرائزیشن پروجیکٹوں کی ڈیزائن بنانے اور اسے مکمل کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔

تحقیق اور ترقی

لکھنؤ میں قائم ریسرچ ڈیزائن اور اسٹینڈرڈس آرگنائزیشن (آر ڈی ایس او) بھارت ریلوے کا (آر اور ڈی) ریسرچ اور ڈیزائن شعبہ ہے۔ یہ تکنیکی امور میں بھارت ریلوے کو مشورے دیتی ہے۔ ریلوے مینوفیکچر اور ڈیزائن سے متعلق دوسری تنظیموں کو بھی یہ مشاورتی خدمات فراہم کرتی ہے۔

ریلوے مالیات

ریلوے مالیات کو 25-1924 سے عام آمدنی سے الگ رکھا گیا ہے۔ ریلوے کا اپنا الگ فنڈ اور حساب کتاب ہے۔ اور پارلیمنٹ میں ریلوے بجٹ بھی الگ سے پیش کیا جاتا ہے۔ تاہم ریلوے سرمایہ کاری کی رقم کا کچھ حصہ عام آمدنی میں شامل کردیتی ہے۔ پارلیمانی کونشن کمیٹی وقتاً فوقتاً ریلوے کے حصے کا جائزہ لیتی رہتی ہے۔

رولنگ اسٹاک

ریلوے نے حالیہ برسوں میں رولنگ اسٹاک کی پیداوار میں خودکفالتی حاصل کرنے کی مربوط کوششیں کی ہیں۔ لوکوموٹیو چترنجن لوکوموٹیو ورکس (سی ایل ڈبلو) چترنجن، ڈیزل لوکوموٹیو ورکس (ڈی ایل ڈبلو) بنارس اور بی ایچ ای ایل بھوپال میں تیار کئے جاتے ہیں۔ سرکاری زمرہ کے بھوپال کے کارخانے نے بھارت ریلوے کے لئے بجلی سے چلنے والے لوکوموٹیو تیار کرنے کی صلاحیت پیدا کرلی ہے۔ سی ایل ڈبلو نے 2000-1999 میں بڑی لائن کے (120) الکٹرک لوکوموٹیو (137) بڑی لائن کے ڈیزل لوکوموٹیو (ان میں عوامی سیکٹر کی اکائیوں کے لیے 5 انجن بھی شامل ہیں) ریلوے نے پٹیالہ میں ڈیزل کمپونٹس ورکس (ڈی سی ڈبلو) قائم کیا ہے۔ جہاں ڈیزل لوکوموٹیو کی تیاری اور کل پرزوں کی مرمت کی جاتی ہے۔ اس پروجیکٹ نے ڈیزل انجنوں کے پرزوں کی تیاری اور اس کی مرمت اور ڈیزل انجنوں کو دوبارہ تیار کرنے کی بھرپور صلاحیت حاصل کرلی۔ مسافر گاڑیوں کے بیشتر ڈبے انٹگرل کوچ فیکٹری (آئی سی ایف) پرامبور چنئی اور ریل کوچ فیکٹری کپورتھلہ میں تیار کئے جاتے ہیں۔ سال 2000-1999 میں انٹگرل کوچ فیکٹری نے پوری طرح سے مکمل 1,006 کوچ تیار کئے اور کپورتھلہ میں قائم نئی ریل کوچ فیکٹری میں 1,182 کوچ تیار ہوئے۔ ان کے علاوہ سرکاری زمرہ میں دو اور کارخانے میسرز جسوپس کلکتہ اور بھارت ارتھ مورس لمیٹیڈ بنگلور (بی ای ایم ایل) ہیں جو کوچ اور بجلی کے ریل انجن (CMU) وغیرہ تیار کرتے ہیں۔ بنگلور میں انجنوں کے پہیے اور دھرے (Axel) تیار کرنے کا ایک کارخانہ قائم کیا گیا ہے تاکہ ان دونوں سامانوں کی درآمدات کم کی جاسکیں۔ اس کارخانے نے 2000-1999 کے دوران بہت ہی اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور زرمبادلہ بچانے میں ریلوے کی مدد کی۔

جدول 22.1 ریلوے ٹریفک اور حصولیابیوں کی پیش رفت

سال	راستے کی لمبائی (کلومیٹر میں) بجلی شدہ	غیر بجلی شدہ	میزان	رننگ ٹریک (کلومیٹر میں)	مسافروں والے ڈبے (لاکھ)	کل مال مال ڈبے (لاکھ ٹن)	لوکوموٹیوں کی تعداد بھاپ	ڈیزل	بجلی	کوچنگ وہیکلس	ویگنوں کی تعداد
1950-51	388	53,208	53,596	59,315	12,840	930	8,120	17	72	19,628	2,05,596
1960-61	784	55,499	56,247	63,602	15,940	1,562	10,312	181	131	28,439	3,07,907
1970-71	3,706	56,081	59,790	71,669	24,311	1,965	9,387	1,169	602	35,145	3,83,990
1980-81	5,345	55,895	61,240	75,860	36,125	2,200	7,469	2,403	1,036	38,333	4,00,946
1990-91	9,968	52,399	62,367	78,607	38,576	3,414	2,915	3,759	1,743	38,511	3,46,102
1991-92	10,653	51,805	62,458	78,969	40,486	3,600	2,492	3,905	1,871	39,350	3,46,394
1992-93	11,064	51,422	62,486	79,200	37,494	3,709	1,725	4,069	2,012	39,924	3,37,562
1993-94	11,260	51,202	62,462	79,188	37,080	3,775	911	4,192	2,117	40,053	3,12,405
1994-95	11,772	50,888	62,660	79,495	39,150	3,816	358	4,259	2,302	39,214	2,91,360
1995-96	12,306	50,609	62,915	80,441	40,180	4,055	209	4,313	2,387	39,308	2,60,791
1996-97	13,018	49,707	62,725	80,754	41,530	4,234	85	4,363	2,519	39,257	2,72,127
1997-98	13,490	49,005	62,495	80,908	43,480	4,455	64	4,496	2,646	40,030	2,63,981
1998-99	13,765	49,044	62,809	81,511	44,110	4,416	58	4,586	2,785	40,775	2,53,186
1999-2000	14,261	48,498	62,759	81,252	45,849	4,782	56	4,651	2,810	41,348	2,44,419

ریلوے کے پیداواری پروجیکٹ بھارتی ریلوے کے لئے سامان پیدا کرنے کی بھی کوشش کررہے ہیں۔آر سی ایف نے AC,3-Tier کوچ تیار کیے ہیں جن میں ایئرکنڈیشن ڈبوں میں سفر سستا اور آرام دہ ہوجائے گا۔اس کے علاوہ 5,000 ہارس پاور کے الکٹرک لوکوموٹیو کی پیداوار چترنجن کے کارخانے میں اور فیول ایفی شینٹ (Fuel efficient) ڈیزل لوکوموٹیو کی تیاری کا کام ڈیزل لوکوموٹیو ورکس (ڈی ایل ڈبلو) میں شروع کردیا گیا ہے۔مضافاتی غیر بجلی کاری والے راستے کے لئے ڈیزل ملٹیل (Diesel multiple) یونٹس اور مین لائن الکٹرک ملٹیل (Electric multipale) یونٹس چنئی کی انٹگرل کوچ فیکٹری میں تیار کئے جاتے ہیں۔

مسافر ٹریفک

1950-51 میں 1284 ملین لوگوں نے سفر کیا جب کہ 1999-2000 میں ان کی تعداد بڑھ کر 4,585 ملین ہوگئی۔اسی طرح 1950-51 میں مسافروں کے ذریعہ طے کی گئی دوری 66.52 ارب کلومیٹر سے بڑھ کر 1,431 ارب کلومیٹر ہوگئی۔وسائل کی کمی کے باوجود ریلوے مسافر ٹریفک کی بڑھتی ہوئی مانگ سے نپٹنے میں کامیاب رہی۔مضافاتی اور لمبے فاصلے کے مسافروں کے لئے ریلوے مسافر ٹرانسپورٹ کا بہترین ذریعہ ہے۔انڈین ریلوے نے 1999-2000 کے دوران 72 نئی ٹرینیں چلائیں، 78 ٹرینوں کی مسافت میں اضافہ کیا اور غیر مضافاتی علاقوں میں 24 گاڑیوں کی فری کوئنسی میں اضافہ کیا۔نواحی علاقوں میں 7 نئی گاڑیاں شروع کیں، اس کے علاوہ 26 ڈی۔ایم۔او ر ڈیزل ہالڈ پش پل ٹرینیں، 7 ای۔ایم۔یو خدمات مین لائن کی 8 خدمات اور 46 ریل بس خدمات بھی سال کے دوران شروع کی گئیں۔

مال ڈھلائی کرایہ

صنعتی اور زرعی سیکٹروں میں روز افزوں ترقی نے ریل ٹرانسپورٹ کی مانگ میں زبردست اضافہ کردیا ہے۔کوئلہ، لوہا، فولاد اور کچ دھات پیٹرولیم مصنوعات جیسے بنیادی سیکٹروں اور ضروری اشیا مثلاً غلہ، فرٹلائزر، سیمنٹ، شکر نمک، کھانے کے تیل وغیرہ میں خاص طور سے ریل ٹرانسپورٹ کی مانگ میں اضافہ ہوا ہے۔1950-51 میں مال گاڑی سے 732 لاکھ ٹن سامان بھیجا گیا جب کہ 1999-2000 میں یہ مقدار بڑھ کر 4,564.20 لاکھ ٹن ہوگئی۔مال گاڑی سے بھیجے جانے والے مال سے حاصل بھاڑے سے آمدنی میں بھی اسی تناسب سے اضافہ ہوا۔جہاں تک نیٹ ٹن کلومیٹر (Net Tonne Kilometres) میں اضافہ کا سوال ہے۔وہ 1950-51 میں 38 ارب سے بڑھ کر 1999-2000 میں 305.2 ارب ہوگئی۔این ٹی میں اضافے کے جو اقدام کئے گئے ہیں ان میں چند یہ ہیں: (i) بعض اہم سیکٹر میں لائن کی صلاحیت میں اضافہ اور سگنل نظام کی جدید کاری (ii) کوئلہ جیسی بڑے پیانے پر ڈھوی جانے والی اشیاء کے لیے خاص مال گاڑیوں (یونٹ ٹریں) کا چلانا (iii) ویگنگ سے لیس ویگنوں میں اضافہ (iv) ٹریلنگ وزن کی صلاحیت بڑھا کر 4,500 ٹن کرنا (v) مضبوط پٹریاں اور کنکریٹ کے سلیپر فراہم کر کے ٹریک ڈھانچے کو مستحکم تر بنانا t(vi) چترنجن کو لوموٹیو ورکس میں 5 ہزار ہارس پاور کے پروٹو ٹائپ الکٹرک لوکوموٹیو کی پیداوار (vi) ڈھوئے جانے والے کا وزن بڑھا کر 4,500 ٹن کردیا جائے۔(vii) پورے ملک میں یکساں گیج والے ریلوے نظام کا قیام۔

سڑکیں

دنیا میں سب سے بڑا سڑک نیٹ ورک بھارت میں ہے۔بھارت میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 3.3 لاکھ کلومیٹر تھی۔نویں پنج

سالہ منصوبے میں ملک میں سڑک نیٹ ورک کی مربوط اور متوازن ترقی پر خاص زور دیا گیا ہے (i) بنیادی سڑک نظام جس میں قومی شاہراہوں کا احاطہ کیا جائے (ii) ثانوی اور فیڈر سڑک نظام جس میں ریاستی شاہراہوں اور اہم اضلاع کی سڑکوں کا احاطہ کیا جائے اور (iii) دیہی سڑکیں۔ جس میں گاؤں کی سڑکیں اور دیگر اضلاع کے تحت شامل دیہی سڑکیں ہیں۔ دیہی اور قبائلی علاقوں کی سڑکوں کی ترقی کے لئے ایک بڑے فنڈ کی تجویز رکھی گئی ہے۔ مرکزی سیکٹر کے لئے نویں منصوبے کے تحت 8,862.02 کروڑ روپے (1996 کی قیمتوں کی بنیاد پر) اور بیرونی امداد سے چلائے جانے والے پروجیکٹوں کے لئے 3,576.79 کروڑ روپے (1990 کی قیمت کی بنیاد پر) کا اہتمام کیا گیا ہے۔

قومی شاہراہیں

قومی شاہراہ نظام کے تحت آنے والی 57,737 کلومیٹر کے سڑکوں کی تمام تر ذمہ داری مرکزی حکومت پر ہے۔ سال 1947 میں مربوط اور قائم پذیرنٹ ورک کے فروغ کے لیے تقریباً 2,500 کلومیٹر لمبی رابطہ سڑکوں اور ہزاروں پل اور پلیوں تعمیر کی ضرورت تھی جہاں ان کا وجود نہیں تھا۔ بعد کے سالوں میں قومی شاہراہ نظام کی میں محروم سڑک رابطوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ نئی سڑکوں کی تعمیر بھی شامل ہوگئی۔ 31 مارچ 2000 تک بنائی جانے والی لنک سڑکوں کی مجموعی لمبائی 4,771 کلومیٹر ہے، جن میں موڑ اور جوڑ کی تعمیر بھی شامل ہے۔ سنگل لین کو ڈبل لین میں بدلنے کا سڑکوں کا کام 26,573 کلومیٹر تک ہوا اور چار لین کی سڑکوں کا کام 1,033 کلومیٹر تک، 16,346 کلومیٹر تک دونوں طرف کی پٹریوں کو پختہ بنایا گیا ہے۔ 601 بڑے اور 3,219 چھوٹے پلوں کی تعمیر کی گئی۔ سال 2000-2001 کے بجٹ تخمینے میں 2,506 کروڑ روپے کا بجٹ فنڈ مختص کیا گیا ہے اور 3000 کروڑ روپے کی اضافی رقم اضافی فنڈ سے نیشنل ہائی وے اتھاریٹی آف انڈیا کے لئے فراہم کی گئی۔

سال 2000-2001 کے بجٹ تخمینہ میں 2,805.28 کروڑ روپے کی رقم بجٹ سے اور 2,210.72 کروڑ روپے کی اضافی رقم اضافی محصول اکاؤنٹ سے، نیشنل ہائی وے اتھارٹی آف انڈیا (NHAI) کے لیے مختص کی گئی۔ حالاں کہ ملک میں قومی شاہراہوں کی لمبائی، سڑکوں کی کل لمبائی کا صرف دو فی صد ہے، مگر 40 فی صد سڑک نقل وحمل اسی سے ہوتا ہے۔

وزارت کئی ایسے پراجیکٹ نافذ کررہی ہے، جنھیں عالمی بنک، ایشیائی ترقیاتی بنک اور جاپان کے اوورسیز اکونامک کوآپریشن فنڈ (OECF) سے مالی تعاون حاصل ہے۔ فی الوقت عالمی بنک کے 30 کروڑ 60 لاکھ امریکی ڈالر کی قرض امداد سے پنجاب، ہریانہ، اڑیسہ، مغربی بنگال، مدھیہ پردیش اور مہاراشٹر میں 6 پراجیکٹ نافذ کیے جارہے ہیں۔ اڑیسہ اور مغربی بنگال کے پراجیکٹ مکمل ہوچکے ہیں اور باقی جون 2001 تک مکمل ہونے تھے۔ اتر پردیش میں ایک پراجیکٹ کو اوورسیز اکونامک کوآپریشن فنڈ، جاپان نے 489.90 کروڑ این کی امداد دی ہے۔ یہ پراجیکٹ بھی پورا ہوگیا ہے۔ ایشیائی ڈیولپمنٹ بنک کے 245 کروڑ امریکی ڈالر کی قرض امداد سے نیشنل ہائی وے اتھارٹی آف انڈیا (NHAI)، ہریانہ، راجستھان، مغربی بنگال، اڑیسہ، بہار اور آندھرا پردیش میں پانچ پراجیکٹ چلا رہا ہے۔ ان میں سے چار پراجیکٹ تقریباً مکمل ہوگئے ہیں اور باقی بچے ایک پراجیکٹ کو جون 2002 تک پورا ہوجانے کی امید ہے۔

ریاستی سیکٹر کی سڑکیں

ریاستی شاہراہوں اور ضلع دیہی سڑکوں کی تعمیر کی ذمہ داری ریاستی حکومت کی ہے اور ریاستوں نیز مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں ان کی دیکھ ریکھ مختلف ایجنسیاں کرتی ہیں۔ دیہی علاقوں میں کم سے کم ضرورت پروگرام سے تحت سڑکوں کی تعمیر کی جارہی ہے

ایسی سڑکوں کی تعمیر کا مقصد یہ ہے کہ 1500 آبادی والے مواضعات کو ہر موسم میں کام آنے والی سڑکوں سے جوڑ دیا جائے۔ ریاستوں میں بعض منتخب سڑکوں کی تعمیر میں مرکزی حکومت بھی ہاتھ بٹائے گی۔

سڑکوں کی لمبائی

بھارت میں مارچ 1997 میں سڑکوں مجموعی لمبائی جواہر روزگار یوجنا سڑکوں کو چھوڑ کر 24,65,87 کیلو میٹر تھی (خام اور پختہ دونوں) سڑکوں کی لمبائی کی ریاست وار تفصیل گوشوارہ نمبر 22.2 میں موجود ہے۔

جدول:22.2

بھارت میں ریاست وار سڑکوں کی لمبائی

ریاست	پکی سڑکیں	کچی سڑکیں	کل (کلومیٹر میں)
آندھرا پردیش	1,08,739	69,273	1,78,012
اروناچل پردیش	3,991	10,101	14,092
آسام	11,590	56,828	68,418
بہار	32,998	55,354	88,352
چھتیس گڑھ[1]	–	–	–
گوا	5,695	2,868	8,563
گجرات	79,380	11,516	90,896
ہریانہ	25,538	2,626	28,164
ہماچل پردیش	15,143	15,050	30,193
جموں وکشمیر	8,225	13,221	21,446
جھارکھنڈ[2]	–	–	–
کرناٹک	99,339	44,673	1,44,012
کیرالہ	45,249	1,00,455	1,45,704
مدھیہ پردیش	88,620	1,11,517	2,00,137
مہاراشٹر	2,71,684	90,209	3,61,893
منی پور	3,598	7,343	10,941
میگھالیہ	3,923	4,557	8,480

میزورم	1,983	2,846	4,829
ناگالینڈ	5,241	13,115	18,356
اڑیسہ	86,929	1,75,774	2,62,703
پنجاب	52,423	11,929	64,352
راجستھان	76,813	52,861	1,29,674
سکم	1,527	307	1,834
تمل ناڈو	1,40,414	66,089	2,06,503
تری پورہ	4,577	10,152	14,729
اتر پردیش	1,48,303	1,07,164	255,467
اترانچل[3]	—	—	—
مغربی بنگال	42,558	32,877	75,435
مرکزی علاقے			
انڈمان اور نکوبار	1,273	44	1,317
چنڈی گڑھ	1,753	0	1,753
دادرا اور ناگر حویلی	533	0	533
دمن اور دیو	101	0	101
دہلی	24,071	2,511	26,582
لکشدیپ	1	-	1
پانڈیچری	1,849	556	2,405
میزان	13,94,061	10,71,816	24,65,877

1- مدھیہ پردیش میں شامل ہے۔
2- بہار میں شامل ہے۔
3- اتر پردیش میں شامل ہے۔

نوٹ:- یہ اعداد و شمار 31 مارچ 1997 کے ہیں، ان میں جواہر روزگار یوجنا کے تحت آنے والی سڑکیں شامل نہیں ہیں۔

سرحدی سڑک تنظیم

یہ تنظیم شمالی اور شمال مشرقی سرحدی علاقوں میں فوجی اہمیت کی سڑکوں کی تعمیر کے لئے مئی 1960 میں قائم کیا گیا تھا۔ قوم کے لئے سپردگی کے جذبے کے تحت اس نے اپنی خدمات کے 41 سال پورے کر لئے ہیں۔ اس نے اپنی تشکیل سے لے کر مارچ 2001 تک 29,139 کلومیٹر لمبی سڑکوں کی تعمیر کی ہے۔ اب تک 34,306 کیلومیٹر سڑکیں پکی کرنے کا کام پورا کر لیا گیا ہے، اس کے علاوہ اس نے 16,601 میٹر مجموعی لمبائی والے کئی مستقل پلوں کی بھی تعمیر کی۔ اور 32,877 لاکھ روپے لاگت کی مستقل

تعمیر کا کام بھی پورا کیا۔ یہ نہ صرف سڑکوں کی تعمیر کرتی ہے بلکہ ایرفیلڈ، پل، عمارتیں، اسپتال اور اسکول بھی بناتی ہے۔ میانمار میں درمیانی چوڑائی کی خصوصیات کے مطابق 160 کلومیٹر لمبی تامو۔ کالے میو۔ کلیوا روڈ کو فروغ دینے کا کام 1997 میں شروع کیا گیا تھا، جواب مکمل ہوگیا ہے۔ یہ سڑک فروری 2001 میں میانمار کے PWD کو سونپ دی گئی ہے۔ فی الوقت تنظیم 19 ریاستوں میں تعمیری کام میں لگی ہوئی ہے۔ اترانچل میں قومی شاہراہ 58 کے رشی کیش۔ جوشی مٹھ ماناسیکٹر کی کل 300 کلومیٹر لمبی سڑک کو دوہرا کرنے کا کام اس سال شروع کرنے کا پروگرام ہے۔ قومی شاہراہ IA-01 پر 478 کلومیٹر لمبی سڑک کو بہتر بنایا جارہا ہے، جموں وکشمیر اور ملک کے باقی حصے کے درمیان دفاعی اہمیت کی اس شاہراہ میں جواہر سرنگ کی دوسرنگیں بھی پڑتی ہیں۔ قومی شاہراہ-IA کے جموں سے سری نگر قطعہ اور جموں پٹھان کوٹ سیکٹر میں 17.2 کلومیٹر لمبی پٹی کی چار لائینوں کے بنانے کا کام BRO کو سونپا گیا ہے۔ شمال مشرقی کونسل کی 1,642 کلومیٹر لمبی سڑکوں کا کام بھی چل رہا ہے۔ BRO کو سونپی گئی کل 719 کلومیٹر لمبائی کی بھارت، بنگلہ دیش سرحدی سڑک (مرحلہ-II) اور میگھالیہ، تری پورہ اور میزورم میں 1,337 کلومیٹر لمبائی کی باڑ لگانے کا کام (مرحلہ-II) چل رہا ہے۔ سرحدی ریاستوں میں کئی اور پراجیکٹوں پر بھی کام چل رہا ہے جن میں بنی پور میں کیتھل مانجی میں آسام رائفلس کے لئے بٹالین رہائش، ایٹانگر میں مشرق شمالی علاقائی سائنس اور ٹکنالوجی ادارے اور سرحدی ریاستوں میں آٹھ جواہر نودیہ ودیالیوں کے لئے عمارتوں کی تعمیر بھی چل رہی ہے۔ سرحدی سڑک تنظیم نے 2000-2001 کے دوران 21 بڑے مستقل پلوں کی تعمیر کا کام بھی پورا کیا اور ایسے 92 پل زیر تعمیر ہیں۔ اس وقت BRO کے تحت 4,021 کلومیٹر لمبائی کی 21 قومی شاہراہ ہیں فروغ اور رکھ رکھاؤ کے مختلف مراحل میں ہیں۔ یہ تنظیم کل ملا کر 1,745 لمبی سڑکوں کا رکھ رکھاؤ کر رہی ہے۔

جہاز رانی

بھارت کے لگ بھگ 7,516 کیلومیٹر کے وسیع ساحلی علاقے اور 20 لاکھ مربع کلومیٹر سے زائد کے معاشی زون میں جہاز رانی اہم رول ادا کرتی ہے۔ ترقی پذیر ملکوں میں بھارت ایسا ملک ہے جس کے پاس مال بردار جہازوں کا سب سے بڑا بیڑا ہے اور مال برداری (ٹن میں) میں اس کا دنیا میں 17 واں نمبر ہے۔ یکم اپریل 2001 کو 546 جہازوں سے مجموعی طور پر 68,16,599 جی آر ٹی صلاحیت تھی۔

جہاز راں کمپنیاں

بھارت میں یکم اپریل 2001 کو 122 جہاز راں کمپنیاں تھیں جن میں سرکاری زمروں والی شپنگ کارپوریشن آف انڈیا اور 10 دوسری سرکاری ایجنسیاں شامل تھیں۔ ان میں سے 84 کمپنیاں خاص طور سے ساحلی تجارت، 23 بیرونی تجارت، اور 15 ساحلی اور بیرونی دونوں تجارتوں میں مصروف ہیں۔ شپنگ کارپوریشن آف انڈیا جو ملک کی سب سے بڑی جہاز رانی کمپنی ہے۔ اس کے پاس یکم اپریل 2001 کو 95 جہازوں کا بیڑا تھا اور 26.80 لاکھ جی آر ٹی مال ڈھونے کا کام کرتی ہے۔ یہ ملک کی واحد جہاز راں کمپنی ہے جو تقریباً ہر ساحلی راستے پر چلتی ہے۔ بھارت میں مجموعی ٹن کے لحاظ سے جس قدر مال ڈھویا جاتا ہے اس کا 40 فیصدی شپنگ کارپوریشن آف انڈیا کے جہازوں کے ذریعہ ڈھویا جاتا ہے۔

ایک لاکھ یا اس سے زائد جی آر ٹی والی نجی زمرے کی اہم کمپنیوں کے نام یہ ہیں (i) گریٹ ایسٹرن شپنگ کمپنی لمیٹڈ (8.49 لاکھ جی آر ٹی)، (ii) ایسر شپنگ لمیٹڈ (6.75 لاکھ جی آر ٹی)، (iii) چوگل اسٹیم شپ لمیٹڈ (2.29 لاکھ جی آر ٹی)، (iv) وروں شپنگ کمپنی لمیٹڈ (1.79 لاکھ ٹن وزن)، (v) سنبھار شپنگ (1.70 لاکھ ٹن وزن)، (vi) ساؤتھ انڈیا شپنگ کمپنی

لمیٹڈ اور سریندر اوورسیز (1.30 لاکھ ٹن وزن)، (vii) تولانی شپنگ کمپنی (1.16 لاکھ ٹن وزن)، (viii) سنچری شپنگ (1.12 لاکھ ٹن وزن)۔

شپنگ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹیڈ

عوامی سیکٹر کی سرکاری جہاز رانی کمپنی شپنگ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹیڈ کا قیام 2 اکتوبر 1961 کو ہوا تھا۔ 31 مارچ 2000 کو کمپنی کی موجودہ اختیاراتی پونجی 450 کروڑ روپے اور ادا شدہ پونجی 282.30 کروڑ روپے تھی۔ حکومت نے اس کی 19.88 فی صد ایکویٹی پونجی کی نجی کاری کی ہے۔ کمپنی نے منافع کمانے کا ریکارڈ بنائے رکھا ہے اور اس کے اپنے کئے گئے سرمایہ پر اچھا خاصا منافع ہو رہا ہے۔ کمپنی کو فروری 2000 سے منی رتن کا درجہ دیا گیا ہے۔

2000-1999 میں کمپنی کی مجموعی آمدنی 2,607.98 کروڑ تھی اور خالص منافع 161.60 کروڑ روپے تھا۔ کمپنی کے پاس 26.80 لاکھ مجموعی رجسٹرڈ ٹن وزن کے (44.80 لاکھ کل ٹن وزن) 99 جہاز ہیں۔ جوڑ ھلائی کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ کمپنی کے بیڑے میں مختلف طرح کے جہاز شامل ہیں۔ اس میں بلک بار بردار جہاز، خام تیل و مصنوعات ٹینکر، عام مال بردار اور عمارتی لکڑی کے بار بردار، وغیرہ شامل ہیں۔ کمپنی سرکاری تنظیموں/محکموں کے 26 جہازوں کو اپنے ملازمین کے ذریعہ چلاتی ہے۔ حکومت نے شپنگ کارپوریشن کو مشترکہ جہاز رانی کمپنی کے قیام کے لئے معنوی۔ او۔ ایس۔ کے لائسنس اور ایزان سے متعلقہ اٹلانٹک کمرشیل کے ساتھ شراکت داری کی اجازت دے دی ہے۔ یہ کمپنی مہاراشٹر میں ڈابھول پاور کمپنی کے لئے عمان اور ابوظہبی سے مائع قدرتی گیس ہندوستان لے آئے گی۔

جہاز رانی کے ادارے

نیشنل شپنگ بورڈ جو ایک سرکاری ادارہ ہے اور مرچنٹ شپنگ ایکٹ مجریہ 1958 کے تحت قائم کیا گیا تھا، جہاز رانی کے امور میں حکومت کو مشورے دیتا ہے۔ بورڈ کا جلسہ وقتاً فوقتاً ہوتا ہے۔ 18 مئی 2001 کو اس کی 101 ویں میٹنگ چنئی میں ہوئی تھی۔ ہر دو سال بعد بورڈ کی باز تشکیل کی جاتی ہے۔

ساحلی جہاز رانی

ساحلی جہاز رانی اندرون ملک ٹرانسپورٹ نیٹ ورک میں توانائی کی بچت کرنے والا، ماحول موافق اور نقل و حمل میں کفایتی ذریعے بھی ہے اور گھریلو صنعت اور تجارت کی ترقی کا ایک اہم عنصر بھی ہے۔ بھارت کا ساحلی علاقہ 7516.6 کیلومیٹر لمبا ہے (اس میں 1,962 کلومیٹر انڈمان اور نکوبار جزائر گروپوں اور 132 کلومیٹر مجموعہ لکش دیپ جزائر ساحلی کنارے بھی شامل ہیں) اور اس پورے ساحلی علاقے پر 12 بڑے اور 189 چھوٹے بندرگاہ ہیں جو گھریلو ٹرانسپورٹ کے بنیادی ڈھانچے کی ترقی اور فروغ کے لئے سازگار حالات فراہم کرتے ہیں۔ بہت سے صنعتی کارخانے ساحلی علاقوں میں واقع ہیں۔

یکم اپریل 2001 کو ملک کے ساحلی جہاز رانی بیڑے میں 316 بیڑے تھے جن کی کل صلاحیت 6,97,242 GRT تھی۔

وزارت نے ساحلی جہاز رانی کے فروغ کے لیے ایکشن پلان تیار کیا ہے۔ ساحلی جہاز رانی اور بادبانی جہاز صنعت کی حوصلہ

افزائی کے لیے گھریلو تجارت کے جہازوں اور بادبانی جہازوں کو لائٹ ہاؤس ایکٹ 1927 کے اہتمام کے تحت 8 ستمبر 2000 کو گزٹ اعلانیہ کے ذریعے لائیٹ محصول کی ادائیگی سے آزاد کردیا گیا ہے۔

تربیتی ادارے

لال بہادری شاستری ایڈوانسڈ میری ٹائم اسٹڈیز اور ریسرچ ممبئی (Advanced Maritime Studies & Research کے ایل بی ایس کالج میں میرین تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کی ایک بڑی تعداد ہے اور طلبا کی تعداد کے لحاظ سے یہ دنیا کا سب سے بڑا میرین ادارہ ہے اس میں ''پوسٹ سی'' (Sea) کے 30 سے زائد نصاب ہیں۔

سمندر سے متعلق تعلیم کے ادارے ہیں ہر وقت کم از کم 1000 طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ میرین انجینئرنگ اور ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (ایم سی آر ٹی) کلکتہ میں انجینئرنگ میں چار سالہ ڈگری کورس کی تعلیم کا بندوبست ہے اس میں طلباء کے داخلے کی سالانہ تعداد 120 ہے۔ جس میں سے 10 سیٹیں بیرونی ممالک کے طلبا کے لئے ہیں۔ ایم سی آر ٹی بمبئی مکینیکل انجینئرنگ گریجوئیٹس کے لئے چھ مہینے کے کورس کا اہتمام کرتا ہے۔

ساحل پر بنی اکاڈی ٹی ایس چانکیہ دو طرح کے نصاب چلاتی ہے۔ (i) جہاز رانی سائنس میں بی ایس سی کی ڈگری کے لئے تین سالہ کورس، اس میں ہر سال 90 سیٹیں ہوتی ہیں، جن میں سے 10 بیرونی ممالک کے طلبا کے لئے ہیں۔ (ii) تین مہینے کا ''پری سی'' (Sea) تربیتی کورس برائے ڈیک Deck کیڈٹ ہر تین مہینے کے کورس میں 120 کیڈٹوں کے داخلے کی گنجائش ہے۔

سمندری ٹرانسپورٹ کے معاون (Aids)

آزادی کے بعد بھارت نے سمندری سفر کو محفوظ بنانے اور جہازوں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کرنے کے اقدام کئے ہیں۔ اس ضمن میں دی جانے والی سہولت اور امداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ آزادی سے قبل 17 لائٹ ہاؤس تھے۔ لیکن اس وقت ان کی تعداد 167 ہے ایک لائٹ شپ، سمندر میں لنگر انداز 12 روشنی والے جہاز، 11 ریڈیو سگنل، چار ڈیکا نیوی گیٹر چین اسٹیشن (Decca Navigator Chain Station) چھ لوران سی چین اسٹیشن 11 ڈیفرنشل گلوبل پوزیشننگ سسٹم مرکز اور 29 ریکان شامل ہیں۔

محکمہ ایچ ایف روی ایچ ایف ریڈیو ٹیلی فون سیٹ، تین لانچ، مشین سے چلنے والی ایک کشتی اور سمندر میں جانے والے دو بڑے جہازوں ایم وی ساگر دیپ اور ایم دی پردیپ کی بھی دیکھ بھال کرتا ہے اور ان کا کنٹرول بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔

جہاز سازی

بھارت میں سرکاری زمرہ میں 9 شپ یارڈ ہیں، ان کے علاوہ نجی زمرہ میں لگ بھگ 21 چھوٹے شپ یارڈ ہیں جو درمیانے اور چھوٹے درجے کے جہازوں کی گھریلو ضروریات پوری کرتے ہیں۔ کوچین شپ یارڈ لمٹیڈ اور ہندوستان شپ یارڈ لمٹیڈ (HSL) میں بڑے سے بڑے سائز کے جو جہاز تیار کئے جاسکتے ہیں وہ علی الترتیب 1,00,000 ڈی ڈبلو ٹی اور 50,000 ڈی ڈبلو ٹی ہیں۔ کوچین شپ یارڈ نے شپنگ کارپوریشن آف انڈیا کے لئے 86,000 ڈی ڈبلو ٹی ٹینکر کی تین سیریز

میں سے دو ٹینکروں کی ڈیلیوری کردی ہے اور تیسرا مئی 1999 میں سونپا گیا جس میں انٹیگریٹیو بل آؤٹ فٹ اور پینٹنگ ٹکنالوجی کا استعمال ہوا ہے۔ یہ بھارت میں پہلی مرتبہ بنائے گئے ہیں۔ چھوٹے شپ یارڈوں میں بھی چھوٹے اور درمیانے درجے کے جہازوں اور مچھلی کے شکار والی کشتیوں کی ملکی ضروریات کو پورا کرنے کا کام شروع ہوگیا ہے۔ جہاز سازی کی صنعت نجی زمرہ کے لئے کھلی ہے اور بحری جنگی جہازوں کے ہر سائز کے جہاز بنانے کی ان کو اجازت ہے۔

بھارت کے سرکاری زمرہ کے شپ یارڈوں کو لیول پلینگ فیلڈ(Level Playing Field) رکھنے اور بین الاقوامی مارکٹ میں مقابلہ آرائی کا اہل بنانے کی غرض سے حکومت نے اگست 1997 میں نظر ثانی شدہ سبسڈی اسکیم میں یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ سمندر میں جانے والے جہازوں کی پیداوار پر 30 فیصدی کی سبسڈی دی جائے گی۔ یہ سبسڈی گھریلو اور برآمدات ادارے پر بھی دستیاب ہوگی۔ جو جہاز راں کمپنیاں بھارت کے لئے جہاز حاصل کرتی ہیں ان کے علاوہ سرکاری زمرہ کے شپ یارڈ بھی ای سی بی کے ذریعہ فنڈ اکھٹا کرسکتے ہیں۔ یہ اسکیم 1997 سے پانچ سال تک نافذ رہے گی۔

نجی سیکٹر کی گودیوں (چپ یارڈ) کو مسابقت کے یکساں مواقع فراہم کرانے کے لیے اگست 2000 میں اسکیم میں ترمیم کی گئی جس کے لیے سمندر میں جانے والے جہازوں کی جسامت طے کردی گئی ہے جو کہ جہاز کی تعمیر لیے سبسڈی کے مجاز ہوں گے۔ نجی سیکٹر کی گودیاں صرف 120 میٹر لمبائی تک کے جہازوں کی تعمیر کرسکتی ہیں۔ اس طرح عوامی سیکٹر کی گودیاں 120 میٹر اور زیادہ لمبائی والے سمندر میں جانے والے جہازوں کے لیے سبسڈی حاصل کرسکتی ہیں۔ اب برآمدات کے آرڈروں کے لیے سبسڈی کا دائرہ بڑھا دیا گیا ہے۔ جہازوں کی جسامت اور اقسام پر غور کیے بنا ہی سبسڈی (معاونت) دستیاب ہے۔ عوامی سیکٹر کی گودیوں کو آرڈر دینے والی ہندوستانی جہاز رانی کمپنیوں کے لیے سود تفرقی معاونت اسکیم بحال کردی گئی ہے۔

وشاکھا پٹنم میں نیشنل شپ ڈیزائن اور ریسرچ سنٹر قائم کیا گیا ہے جو ایک خودمختار ادارہ ہے اور وزارت زمینی ٹرانسپورٹ کے براہ راست کنٹرول میں ہے۔ یہ ادارہ بھارت میں جہاز سازی اور جہاز رانی صنعتوں کو قومی تکنیکی بنیادی ڈھانچہ فراہم کرنے کے اصل مقصد سے قائم کیا گیا ہے۔

جہازوں کی مرمت

ملک کی 17 خشک گودیوں میں سے 13 میں تجارتی جہازوں کی مرمت کیلئے دستیاب ہیں۔ کوچین شپ یارڈ لمیٹڈ (سی ایس ایل) کوچین اور بھارت شپ یارڈ لمیٹڈ (ایچ ایس ایل) وشاکھا پٹنم کی خشک گودیوں میں علی الترتیب ایک لاکھ 25 ہزار ڈی ڈبلو ٹی اور 70,000 ڈی ڈبلوٹی کے بڑی سائز کے جہاز کھڑے ہوسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک نجی کمپنی نے مدراس کی بندرگاہ پر جہازوں کی مرمت کی سہولت کے لئے 14,000 ہزار ٹن اور 24,000 ہزار ٹن کا بوجھ اٹھانے کی صلاحیت والی دو تیرتی ہوئی گودیاں قائم کی ہیں، اس کے علاوہ ویسٹرن انڈیا شپ یارڈ لمیٹڈ نے مغربی ساحل پر مارموگاؤ میں جہازوں کی مرمت کی سہولت کا بندوبست کیا ہے، جہاں 20,000 ہزار ٹن وزن اٹھانے کی صلاحیت والی تیرتی ایک خشک گودی قائم کی ہے، جو 60,000 ڈی ڈبلوٹی کے جہازوں کی ضرورت پوری کرسکتی ہے۔ جہازوں کی مرمت سازی میں نجی سیکٹر کی حصہ داری کو بڑھاوا دینے کے لئے صنعت کو کچھ رعایتیں دی گئی ہیں۔

تحقیق اور فروغ اسکیمیں (R&D Scheme)

آبی و زمینی ٹرانسپورٹ وزارت نے جہاز سازی کی تحقیق اور ترقیاتی اسکیموں کے لئے ریسرچ اور تعلیمی اداروں کو امداد بھی فراہم کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ نویں پنج سالہ منصوبے میں مختلف IIT اور NSDRC کے ذریعے 6 اسکیموں کو پورا کر لیا گیا ہے۔ یہ اسکیمیں ہیں: 3D کے بارے میں سافٹ ویئر کے لیے مختصر دستور العمل تیار کرنا، جہاز کے ڈھانچے کا فاینایٹ ریلی منٹ تجزیہ، جہاز کے ڈیزائن اور آپریشن کے لیے کمپیوٹر سافٹ ویئر کا فروغ، میکینکی دیسی کشتیوں کے لیے بادبان و معیار ہل (Hull) کا ڈیزائن، جہازوں کا انرجی آڈٹ، الیف آر پی کشتیوں و جہازوں کے ڈیزائن تیار کرنا۔ اور چار اسکیموں کا / کام چل رہا ہے۔

ہندستان شپ یارڈ لمیٹڈ

بھارت شپ یارڈ لمیٹڈ 1941 میں نجی زمرہ سندھیا اسٹیم نیوی گیشن کمپنی لمیٹڈ کے تحت وشاکھا پٹنم میں قائم کیا گیا تھا۔ مالکان کی ایما پر حکومت نے شپ یارڈ کو اپنے قبضے میں لے کر بھارت شپ یارڈ لمیٹڈ کے نام سے ایک نئی کمپنی 1952 میں قائم کر دی۔ یہ شپ یارڈ 1962 میں صدفی صد سرکاری زمرہ کا کارخانہ بن گیا۔ اس کی سرگرمیاں اس طرح ہیں: (1) جہاز سازی یارڈ کی جہاز سازی کی صلاحیت 3.5 پانمبر قسم کے 21,500 ڈی۔ ڈبلیو۔ ٹی کے کل 75,250 ڈی ڈبلوٹی کی صلاحیت کے جہازوں کی تعمیر کی ہے۔ یہاں 50,000 ڈی۔ ڈبلوٹی کے جہاز بنائے جا سکتے ہیں۔ اس میں سلپ ویز، ڈھکی عمارتی گودی، ویٹ بیسن اور آؤٹ فٹ جیٹی وغیرہ سہولیات ہیں۔ یہ شپ یارڈ ملک کا پہلا ایسا شپ یارڈ ہے جسے بین الاقوامی کوالٹی معیار کے لئے لندن لائڈس رجسٹر آف کوالٹی اسیورنش کے ذریعہ I-S-O9001 سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے۔

(2) جہاز مرمت: مرمت گودی میں جدید خشک گودی، ویٹ بیسن، مرمت ورکشاپ وغیرہ کی سہولیات ہیں جس کی مدد سے یہاں پر ین ڈبلیو ٹینکروں اور 57,000-70,000 ڈی۔ ڈبلو۔ ٹی صلاحیت کے جہازوں کی مرمت کی جا سکتی ہے۔ (3) آف شور پلیٹ فارم یارڈ: اس کی صلاحیت ہر سال دو پلیٹ فارم بنانے کی ہے۔ بنیادی سہولتوں میں دو کرالر، کربنس اور لوڈ آؤٹ سہولتیں شامل ہیں۔ اس کمپنی نے اب تک 115 جہازوں کی تعمیر کی ہے اور انھیں سونپا ہے۔ ان میں بحریہ کا جہاز اور دیگر چھوٹے جہاز شامل ہیں۔ ستمبر 2000 میں اس یارڈ نے 42,750 کل ٹن وزن کا ایک مال بردار جہاز (VC-1135) شپنگ کارپوریشن آف انڈیا کو سونپا۔

کوچین شپ یارڈ لمیٹڈ

کوچین شپ یارڈ لمیٹڈ (سی ایس ایل) بھارتی حکومت کی ملکیت کے طور پر 29 مارچ 1972 کو قائم ہوئی تھی۔ کوچین شپ یارڈ میں 1,00,000 ڈی ڈبلیو ٹی تک کے سائز کے جہازوں کو تیار کرنے اور 1,25,000 ڈی ڈبلیو ٹی تک کے جہازوں کی مرمت کا کام ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ شپ یارڈ نے بہت بڑے بڑے جہاز (پانچ مال بردار اور تین خام تیل کے ٹینکر) تیار کر کے سپلائی کیے ہیں۔ اس کے علاوہ شپ یارڈ نے 35 چھوٹے جہازوں کو تیار کیا ہے۔ اس وقت یارڈ کے پاس 45 ٹن کا ایک " ٹگ " اور ایک ڈریزر بنانے کے آرڈر ہیں۔ یہ چنئی پورٹ ٹرسٹ کے لیے بنائے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ یارڈ کو ہندوستانی جہاز رانی کارپوریشن کے لیے 93,000 کل ٹن وزن کے دوہرے ہل والے 40 ٹینکر اور لکش دیپ انتظامیہ کے لیے 150 مسافروں کے ایک جہاز کی تعمیر کا آرڈر ہے۔ یارڈ نے اب تک سبھی طرح کے 800 سے زیادہ جہازوں کی مرمت کی ہے۔ جہاز مرمت کاروبار 1990-1991 میں 22 کروڑ روپے سے بڑھ کر 2000-2001 میں 172.69 کروڑ روپے کا ہو گیا ہے۔ کوچین شپ یارڈ ایسا واحد شپ یارڈ ہے، جسے جہاز کی تعمیر، جہاز مرمت اور بحری انجینئرنگ تربیت کے لیے ISO 9001 منظوری حاصل ہے۔

1999-2000 میں جہازوں کی مرمت میں اسے ہونے والی آمدنی ایک ارب 6 کروڑ 67 لاکھ روپے کی آمدنی ہوئی اور جہاز کی مرمت سے جو آمدنی ہوئی ہے اس میں بھی اضافہ ہوا ہے 91-1990 میں جہاز کی مرمت سے 22 کروڑ روپے حاصل ہوئے تھے۔ جب کہ 2000-1999 میں اس مد میں 30 کروڑ روپے حاصل ہونے کا امکان ہے۔

ہگلی ڈاک اور پورٹ انجینیئر لمیٹڈ

ہگلی ڈاک اور پورٹ انجینیئر لمیٹڈ (ایچ ڈی پی اے) سرکاری زمرے کے ایک نئے کارخانے کی حیثیت سے کولکاتہ، 1984 میں اس لئے قائم کیا گیا تھا کہ دستیاب بنیادی ڈھانچے کا بہتر طور پر استعمال کر کے جہاز سازی زمرہ کی جدید کاری کر کے اس کی صلاحیت کو بڑھایا جائے تا کہ کشتیوں اور جہازوں کی کم سے کم درآمد کی جائے۔ مغربی بنگال کے ہوڑہ ضلع میں سالکیا اور نظیر گنج میں کمپنی کے دو یونٹ ہیں۔

سالکیا میں ہر طرح کے جہاز مثلاً مسافر جہاز ٹگس (Tugs) ڈریجرس (Dredgers) تیرتی ہوئی خشک گودیاں، مچھلی کے شکار والے ٹرالرس، او این جی سی کے لئے سپلائی اور سپورٹ جہاز اور محکمہ لائٹ ہاؤس اور لائٹ شپ کے لئے لائٹ ہاؤس ٹینڈر جہاز تیار کئے جاتے ہیں۔ اس یونٹ کی ایک شاخ کولکاتہ بندرگاہ کے خضر پور ڈاک کمپلکس میں ہے، جہاں سمندر میں جانے والے ہر قسم کے جہازوں اور سمندر کی تہہ سے ملبہ صاف کرنے والے جہاز (Dredger) تیار کئے جاتے ہیں۔ نظیر گنج کے کارخانے میں مچھلی کے شکار کے ٹرالر، فائر فلوٹ (Fire Float) بجرے۔ مارننگ (Morning) لانچ تیار کرنے کے علاوہ ہر قسم کے جہازوں کی تعمیر و مرمت کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اس میں مختلف جہازوں کی مرمت کے ساتھ ساتھ مختلف حصوں کو بنانے، جوڑنے، ڈھلائی وغیرہ کے کام بھی کیے جاتے ہیں۔ اب (HDPE4) ایک ایک لائٹ ہاؤس ٹینڈر ویسل، سرفیس ڈریز، کثیر المقاصد صد ٹنگ بولارڈ پول ٹگ اور 400 مسافر بردار جہازوں کے آرڈر کا کام ہو رہا ہے۔

اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ

بھارت کا لگ بھگ 14,500 کلومیٹر کا آبی راستہ ندیوں، نہروں اور معاون ندیوں پر مشتمل ہے اس وقت اہم اور بڑی ندیوں کے 3,700 کلومیٹر حصے میں مشین سے چلنے والی کشتیاں اور لانچ وغیرہ چلائے جا سکتے ہیں لیکن ان ندیوں کی صرف 2,000 کلومیٹر نہر کشتیوں اور لانچوں کے استعمال کے لئے موزوں ہے جب کہ ایسی نہروں کی لمبائی 4,300 کلومیٹر ہے۔ اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ کے ذریعہ لگ بھگ 1.8 کروڑ ٹن مال ڈھویا جاتا ہے۔ اندرون ملک آبی نقل و حمل، ایندھن کے لحاظ سے یہ کفایتی اور ماحول کے موافق ذریعہ ہے۔ یہ ٹرانسپورٹ نظام روزگار فراہم کرنے کے بھی مواقع فراہم کرتا ہے۔ اور اس کیلئے اس میں پوری صلاحیت بھی ہے۔ اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ فی الوقت گنگا، بھاگیرتی، ہگلی ندی، برہمپتر، بارک ندی، گوا کی ندیوں اور گوداوری کرشنا کے ڈیلٹا والے خطوں تک محدود ہے۔ مشین سے چلنے والے چھوٹے جہازوں اور لانچوں کے علاوہ ملک کی مختلف ندیوں اور نہروں میں کشتیوں کا بھی استعمال ہوتا ہے۔

ان لینڈ واٹر ویز اتھاریٹی آف انڈیا

ان لینڈ واٹر ویز اتھاریٹی آف انڈیا 27 اکتوبر 1986 کو ان لینڈ واٹر ویز اتھاریٹی آف انڈیا ایکٹ 1986 کے تحت قانونی ادارے کے طور پر قائم کی گئی تھی۔ اس کو قومی آبی راستوں کی ترقی اور اس کو بحال رکھنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ یہ تنظیم اندرون

ملک آبی راستوں کی ترقی سے متعلق امور پر مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو مشورے بھی دیتی ہے۔

قومی آبی راستے

ملک میں ٹرانسپورٹ نٹ ورک میں اپنا رول ادا کرنے کے لئے اندرون ملک آبی راستوں اور اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ نظام کو فروغ دینے کی ضرورت کا پیش نظر حکومت نے ایسے دس اہم آبی راستوں کو نشاندہی کی ہے جن کو قومی آبی راستے قرار دینے کی تجویز ہے۔ الہ آباد اور ہلدیہ کے درمیان 1,620 کلومیٹر گنگا کو 26 اکتوبر 1988 کو، برہمپتر ندی کی سادیہ، ڈبھیری پٹی (891 کلومیٹر کو 26 اکتوبر 1986 کوڈ کولم۔ کوٹا پورم پٹی (168 کلومیٹر) مغربی ساحلی نہر، کیرالا میں چمپکارا نہر (14 کلومیٹر) اور اود یوگ منڈل نہر (22 کلومیٹر) کو یکم فروری 1993 سے قومی آبی راستے قرار دیا گیا ہے۔ ان لینڈ واٹرویز اتھارٹی آف انڈیا انھیں جہاز رانی کے لیے فروغ دے رہا ہے۔ گوداوری، سندربن، کرشنا، براک، بکنگھم نہر، براہمنی مشرقی ساحلی نہر اور داموور گھاٹی کارپوریشن جیسے دیگر آبی شاہراہوں کا تکنیکی اقتصادی مطالعہ پورا ہو چکا ہے اور انھیں قابل عمل پایا گیا ہے۔

حکومت ہند نے اندرون آبی نقل وحمل فروغ کے لیے پالیسی سے متعلق اقدامات منظور کیے ہیں، جن کے تحت ان لینڈ واٹرویز اتھارٹی آف انڈیا (IWAI) کو بازار سے فنڈوں کو مہیا کرانے کے لیے بانڈوں کو جاری کرنے کے اختیارات سونپنے، اندرون آبی نقل وحمل سیکٹر میں سرمایہ کاری کے لیے کمرشیل جوائنٹ وینچر میں شامل ہونے کے IWAI کے کردار کو وسعت فراہم کرنا، نجی سیکٹر کی حصہ داری کے لیے پالیسی سے متعلق رہنما خطوط تیار کرنے وغیرہ، کے اقدامات شامل ہیں۔ IWAI نے اندرون ملک آبی نقل وحمل کا بنیادی ڈھانچہ تیار کرنے کے لیے کئی اسکیمیں بنائی ہیں۔ اس کے علاوہ ممکنہ نجی سرمایہ کاروں میں بیداری پیدا کرنے کی غرض سے اندرون آبی نقل وحمل کے قابل عمل ہونے کے بارے میں مظاہرے کی بھی اسکیمیں بنائی گئی ہیں۔

اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ طریقہ کے فوائد اور اضافہ بنیادی ڈھانچہ پیدا کرنے کی ضرورت کے مدنظر نویں پنج سالہ منصوبے میں آئی ڈبلوٹی زمرہ کو اعلا ترجیح دی گئی ہے۔ اس سیکٹر میں بنیادی ڈھانچے کی ترقی کے منصوبے کے خاص مقصد پر زور دیا گیا ہے ہلدیہ بندرگاہ سے بہار اور اترپردیش میں کچھ جگہوں کے لئے آبی راستوں سے مال ڈھلائی خدمات تجربے کے طور پر شروع کی گئی ہے۔ وہ 20 ارب ٹن حاصل کرنے کا نشانہ ہے جو اندرون ملک مجموعی مال برداری کا دو فیصد ہے۔

مرکزی اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ کارپوریشن

یہ کارپوریشن سرکاری زمرہ کے ادارے کی حیثیت سے مئی 1967 میں قائم کیا گیا تھا اور اس کا ہیڈ کوارٹر کلکتہ میں ہے۔ اس کا خاص کام گنگا، بھاگیرتھی، ہگلی، برہمپتر اور سندر بن کی ندیوں کے ذریعہ مال لے جانا ہے۔ اندرون ملک آبی ٹرانسپورٹ کارپوریشن کلکتہ اور پانڈو (گوہاٹی کے قریب) کلکتہ اور کریم گنج (آسام) کے درمیان، کلکتہ، بنگلہ دیش اور ہلدیا اور پٹنہ کے درمیان مال برداری کے جہاز چلاتی ہے۔

کلکتہ میں کارپوریشن کا ایک شپ یارڈ بھی ہے جس کا نام راجابگان ڈاک یارڈ ہے اس شپ یارڈ میں اندرون ملک چلنے والے جہازوں اور بندرگاہ پر کھڑے جہازوں کی مرمت کا کام بھی ہوتا ہے۔ گہرے سمندر میں جہاز کی مرمت کا ایک ڈویژن کلکتہ میں ہے جو مذکورہ کارپوریشن کے تحت کام کر رہا ہے۔

اندرونی ٹرانسپورٹ اور تجارتی معاہدہ

اندرونی آبی ٹرانسپورٹ اور تجارت کے بارے میں بھارت بنگلہ دیش معاہدہ نومبر 1972 سے شروع ہوا۔ اس کی وقتاً فوقتاً تجدید کاری کی جاتی رہی ہے۔ آخری بار 28 اکتوبر 1999 کو ڈھاکا میں اس کی تجدید کی گئی اور اس کی مدت 3 اکتوبر 2001 تک کے لئے بڑھادی گئی۔

بندرگاہیں

ملک میں لگ بھگ 5600 کلومیٹر لمبے ساحلی علاقے میں 12 بڑے اور 181 دیگر چھوٹی بندرگاہیں بھی ہیں۔ بڑے بندرگاہ مرکزی حکومت کے تحت آتے ہیں، جب کہ دیگر بندرگاہ جنھیں چھوٹے / مجھولے بندرگاہ کہتے ہیں وہ متعلقہ ریاستوں کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔

مغربی ساحل پر نواشیوا میں جواہر لعل نہرو، کاندلہ، مارموگاؤ، نیومنگلور، کوچین ملک کے اہم بندرگاہ ہیں۔ جب کہ مشرقی ساحل پر واقع بڑے بندگاہوں میں کولکاتہ / ہلدیہ، پارادیپ، وشاکھا، پٹنم، چنئی ریتور اور توتی کورن آتے ہیں۔

ہندوستانی بندرگاہوں کی 1951 میں مال لادنے۔ اتارنے کی صلاحیت دو کروڑ ٹن تھی، جو اس وقت 30 کروڑ ٹن سے بھی زیادہ ہوگئی ہے۔ نویں پنج سالہ منصوبے کے شروع میں بڑی بندگاہوں کی صلاحیت 22 کروڑ ٹن تھی۔ اسے منصوبے کے آخر تک بڑھا کر 35 کروڑ ٹن تک لانے کی تجاویز ہے۔ 31 مارچ 2001 کو ملک میں بڑے بندرگاہوں کی صلاحیت حالیہ پنج سالہ اسکیم کے آخر تک بڑھ کر 5 کروڑ ٹن سے زیادہ ہوجانے کی امید ہے۔

بڑے بندگاہوں پر مال بردار جہازوں کے آنے جانے کی تعداد 15,000 جہاز سالانہ ہے۔ سال 2001-2000 کے دوران بڑے بندرگاہوں پر لادا اتارا گیا مال 28.1 کروڑ ٹن تک پہنچ جانے کی امید ہے۔ سال 2001-2000 کے دوران چھوٹے / منجھولے بندرگاہوں پر مال کی نقل وحمل 8.85 کروڑ تک پہنچ جانے کی امید ہے۔ بڑے بندرگاہوں پر زیادہ سے زیادہ مال کی نقل وحمل مائع مال (48 فی صد) کی تھی۔ اس کے بعد خشک مال کا حصہ بندرگاہوں کا تقریباً 70 فی صد مال کا نقل وحمل غیر ملکی تجارت سے متعلق تھی، جس میں سے تقریباً 30 فی صد برآمد مال شامل تھا۔

پرائیویٹ سیکٹر کی شراکت

کارکردگی، پیداواری صلاحیت اور خدمات میں بہتری پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ بندرگاہ خدمات کو مقابلہ جاتی بنانے کے مقصد سے بندرگاہ سیکٹر نجی سیکٹر کی حصہ داری کے لیے کھول دیا گیا ہے۔ یہ حکومت ہند کے اقتصادی نظام میں نرم کاری / ہمہ گیریت کی عام پالیسی کے بالکل مطابق ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ نجی سیکٹر کی حصہ داری سے نئی سہولیات کے قیام میں لگنے والی ابتدائی مدت میں کمی آئیگی اور ساتھ ہی جدید ٹکنالوجی اور اعلیٰ منتظمہ تکنیکیں ملک میں آئیں گی۔

بندرگاہ کے موجودہ اثاثوں کو پٹے پر دینے، اضافی اثاثوں کی تخلیق، بندرگاہ چلانے کے لیے ساز وسامان کو پٹے پر دینے اور نجی سیکٹر سے تیرنے والے بحری جہازوں کو پٹے پر لینے، بندرگاہ پر مبنی صنعتوں کے لیے جہاز رانی خدمات اور دیگر متعلقہ سہولیات وغیرہ کی شناخت کی گئی ہے، جن میں نجی سیکٹر کی شراکت / سرمایہ کاری کو بڑھاوا دیا جاسکتا ہے۔

جواہر لعل نہرو بندرگاہ پر نجی سیکٹر کا پہلا پراجیکٹ ناوا شیوا بین الاقوامی کنٹینرز ٹرمنل نے سال 2000 میں کام کرنا شروع کر دیا۔ اس ٹرمنل سے نہ صرف یہ کہ علاقے میں، بلکہ ملک کے سبھی بڑے بندرگاہوں میں کنٹینروں کو لادنے اتارنے کے معاملے میں کافی بڑے حصے پر قبضہ جما لیا ہے۔ توتی کورن بندرگاہ پر ایک کنٹینر برتھ (گھاٹ) کا انتظام نجی سیکٹروں کے ذریعے بھی کیا جا رہا ہے۔ کئی دیگر پراجیکٹ مختلف مراحل میں ہیں۔

جوائنٹ وینچر کی اسکیم

حکومت نے بڑے بندرگاہ اور غیر ملکی بندرگاہ کے درمیان، بڑے بندرگاہ اور چھوٹے بندرگاہ/ بندرگاہوں کے درمیان ٹنڈر سمیت اور بڑے بندرگاہ اور ٹینڈر روٹ کے ذریعے کمپنی/ کمپنیوں کے درمیان جوائنٹ وینچر قائم کرنے کی ایک اسکیم کو منظوری دے دی ہے۔ اقدامات کا مقصد بندرگاہ ٹرسٹوں کو: (i) نئی ٹکنالوجی کی طرف راغب کرنے (ii) بہتر منتظمہ اپنانے (iii) اسکیموں کو نافذ کرنے میں تیزی لانے، (iv) ضروری بندرگاہ بنیادی ساختی سہولیات کی تخلیق کے لیے چھوٹے بندرگاہوں کے ساتھ حکمت کے ساتھ اشتراک کی حوصلہ افزائی کرنے اور (v) بندرگاہوں کے لیے فنڈ مہیا کرانے میں نجی سیکٹر کے اعتماد کو مضبوط و مستحکم بنانے میں مدد ملے گی۔

شہری ہوابازی

تنظیم

شہری ہوابازی زمرہ کے کام کے تین خاص شعبے ہیں (i) ریگولیٹری (ii) بنیادی ڈھانچہ سے متعلق (iii) فضائی خدمات سے متعلق۔ فضائی خدمات کے میدان میں انڈین ایئر لائن، الائنس ایئر (انڈین ایئر لائنس کی ذیلی کمپنی) نجی شیڈولڈ ایئر لائنس، اور ایئر ٹیکسیاں گھریلو ہوائی خدمات فراہم کرتی ہیں اور ایئر انڈیا بین الاقوامی ہوائی خدمات فراہم کرتی ہے۔ پون ہنس جس کا نام بدل کر پون ہنس ہیلی کاپٹرس لمیٹیڈ رکھا گیا ہے۔ وہ تیل اور قدرتی گیس کمیشن کو اس کے سمندری علاقے کے کاموں کے لئے اور ایسے علاقوں کے لئے جہاں پہنچنا دشوار ہو ہیلی کاپٹر خدمات فراہم کرتی ہے۔ انڈین ایئر لائنس کی پروازیں اب پڑوسی ممالک جنوب مشرقی ایشیا اور مشرق وسطی تک بڑھا دی گئی ہیں۔ بھارت بین الاقوامی شہری ہوابازی تنظیم (آئی سی اے او) کا ممبر ہے۔ اور شروع سے ہی اس کی کونسل میں شامل ہیں۔

حکومت نے ایئر کارپوریشن ایکٹ 1953 کالعدم کر کے مقررہ پروازوں میں انڈین ایئر لائنس اور ایئر انڈیا کی اجارہ داری ختم کر دی ہے۔ اس وقت ملک میں دو پرائیویٹ ایئر لائنس کی پروازیں ہو رہی ہیں۔) ہیں جو مسافروں کو پروازوں میں سہولتیں فراہم کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ 38 ایئر ٹیکسی چلانے والے غیر مقررہ ہوائی خدمات فراہم کر رہے ہیں۔

گھریلو ہوائی ٹرانسپورٹ پر ایک نئی پالیسی اپریل 1997 میں منظور کی گئی تھی جس کے تحت اس سیکٹر میں داخل ہونے یا علیحدہ سے متعلق رکاوٹیں ختم کر دی گئیں۔ جہاز کے ٹائپ اور سائز کا انتخاب آپریٹر پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ صرف سنجیدہ سرمایہ کاروں کے داخلے کو یقینی بنایا گیا ہے۔ اور براہ راست یا بالواسطہ غیر ملکی ایئر لائنس کی ساجھیداری پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ ایئر ٹیکسی سروس پر موجودہ پالیسی کو جس کے تحت شمالی مشرقی خطے، انڈمان، نکوبار جزائر لکش دیپ اور جموں وکشمیر کے لئے کم سے کم پروازوں کو یقینی بنانے کی غرض سے ایئر ٹیکسیوں کے لئے راستوں کے تعین کے منصوبے کو برقرار رکھا گیا ہے۔

وزارت شہری ہوابازی

شہری ہوابازی کی وزارت شہری ہوابازی کی ترقی اور ریگولیشن کے لئے قومی پالیسیوں اور پروگراموں کو وضع کرنے نیز سیول ہوائی ٹرانسپورٹ کی ترقی اور توسیع کی اسکیموں کو تیار کرنے اور ان پر عمل آوری کی ذمہ دار ہے۔ اس کے دوسرے فرائض میں ہوائی اڈوں، ہوائی خدمات، مسافروں کے سامان وغیرہ کی نگرانی کا کام بھی شامل ہے۔ ریلوے سیفٹی ایکٹ کے تحت ریلوے سیفٹی کا کمیشن قائم کرنے کی ذمہ داری بھی وزارت شہری ہوابازی کی ہے۔

کارگو(Cargo)

بھارتی برآمدکنندگان کی مدد کرنے اور ان کی برآمدات کو زیادہ سے زیادہ مقابلہ آرائی کا اہل بنانے کی غرض سے حکومت نے یکم اپریل 1990 سے جہاز سے مال بھیجنے کے لئے ''کھلا آسامان پالیسی'' رائج کی ہے اس پالیسی کے تحت کوئی بھی غیر ملکی ایئرلائن یا برآمدکنندگان کی ایسوسی ایشن مال اُٹھانے کے لیے کرایہ کے جہاز ملک میں لا سکتے ہیں۔ حکومت نے اس بات کی اجازت دے دی ہے کہ بازار قوتیں، IATA (بین الاقوامی ہوائی نقل وحمل اتھارٹی) کی شرح کی بنیاد مان کر کارگو محصول (مال بھاڑا) متعین کرسکتی ہیں۔

سیاحوں کی چارٹر پروازیں

ملک میں غیر ملکی سیاحوں کو لانے والی چارٹر پروازوں کی گوا، آگرہ، وارانسی، جے پور اور بنگلور ہوائی اڈوں تک توسیع کردی گئی ہے۔ اب تک چارٹر پروازیں صرف بین الاقوامی ہوائی اڈوں تک محدود تھیں۔ بیرونی چارٹر پروازوں سے بھارت آنے والوں کو کسی کم سے کم 400 امریکی ڈالر ادا کرنا پڑتے ہیں۔ بہرحال سارک ممالک اور میانمار کے سیاحوں کو مذکورہ رقم کا نصف ادا کرنا پڑتا ہے۔ یہ یکم اپریل 1998 سے عمل پذیر ہے۔ (اپریل 2000 تک) 2000-1999، 952 پروازیں عمل میں آئیں، جن سے 2,07,242 غیر ملکی سیاحوں نے سفر کیا۔

تربیت دینے والے جہازوں کی درآمد

تسلیم شدہ فلائنگ کلبوں اور اداروں کے ذریعہ پرواز کی تربیت دینے والے جہازوں کی درآمد کی اجازت دینے کا اختیار ڈی جی ایف ٹی نے وزارت شہری ہوابازی کو تفویض کردیا ہے۔

شہری ہوابازی کا ڈائرکٹریٹ جنرل

شہری ہوابازی کی ڈائرکٹریٹ جنرل سول ہوائی ضوابط کے نفاذ کے لئے ایک ریگولیٹری (Regulatary) تنظیم ہے۔ اس تنظیم پر مندرجہ ذیل امور کی ذمہ داری ہے (i) بھارت سے باہر جانے اور آنے والی اور اندرون ملک ٹرانسپورٹ خدمات کو ریگولیٹ کرنا (ii) بھارت میں سیول جہازوں کا رجسٹریشن (iii) بھارت میں رجسٹرڈ جہازوں کے لئے پرواز کی اہلیت کے معیار کا ضابطہ وضع کرنا اور ایسے سیول جہازوں کو معیار کا حامل ہونے کا سرٹی فیکٹ جاری کرنا (iv) بھارت کے ہوائی اڈوں کا لائسنس

جاری کرنا (v) فضائی حادثوں کی تحقیقات کرنا (vi) بیرونی ملکوں کے ساتھ دوطرفہ ہوائی خدمات معاہدے پر عمل آوری (vii) ہوائی ٹرانسپورٹ سے متعلق امور پر مشورے دینا (viii) ہوابازی کا قانون بنانا (ix) بھارت میں فلائنگ اور گلائیڈنگ کلبوں کی تربیتی سرگرمیوں کی نگرانی (x) ہلکے جہازوں اور گلائیڈوں کا فروغ (xi) جہاز کو ٹائپ کا سرٹیفکیٹ دینا۔ (xii) پائلٹوں، جہاز کا رکھ رکھاؤ کرنے والے انجینئروں اور فلائٹ انجینئروں کو لائسنس فراہم کرنا۔ ڈائرکٹر جنرل برائے شہری ہوابازی بین الاقوامی شہری ہوابازی تنظیم کے ساتھ تمام ریگولیٹری کاموں میں تال میل قائم رکھتی ہے۔

شہری ہوابازی سلامتی بیورو

شہری ہوابازی کا سلامتی بیورو (بی سی اے ایس) شہری ہوابازی کے تمام سلامتی امور پر ایک بنیادی اور بااختیار ادارہ ہے۔ یہ ادارہ بھارت میں سیول پروازوں میں جہاز پر سوار ہونے سے قبل سلامتی اور انسداد تخریب کاری اقدام کے معیار وضع کرتی ہے اور ان اقدام پر عمل درآمد کا جائزہ لینے کی غرض سے وقتاً فوقتاً اچانک معائنوں اور ڈی چیکنگ کا اہتمام بھی کرتا ہے۔ بی سی اے ایس مستقل بنیاد پر ہوابازی سلامتی کی تربیت بھی دیتا ہے۔ اس کے چار رنجینل دفاتر ہیں جو ممبئی، دہلی، کلکتہ اور چنئی میں ہیں۔ ہر رنجینل دفتر میں بم کا پتہ لگانے اور اس کو ناکارہ بنانے کا عملہ بھی موجود رہتا ہے۔ اس بیورو کا دھماکہ خیز مادہ کا پتہ لگانے والے تربیت یافتہ کتوں کا ایک نجی اسکوئیڈ بھی ہے جس کی خدمات دہلی، ممبئی، کلکتہ اور مدراس کے بین الاقوامی ہوائی اڈوں اور سری نگر ہوائی اڈے پر بروقت دستیاب رہتا ہے۔ تربیت یافتہ کتوں کا یہ اسکوئیڈ ہوائی اڈوں کو بم سے اڑادینے کی دھمکی کا پتہ لگانے میں بھی معاون ہوتا ہے۔ اور اس میدان میں ان کتوں کو مہارت حاصل ہے۔ بیورو نے جہاز کا اغوا اور جہاز کو بم سے اڑادینے کی دھمکی جیسی سنگین صورت حال سے نپٹنے کے لئے ایک موثر طریقہ کار وضع کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔

ایئرپورٹس اتھاریٹی آف انڈیا

ایئرپورٹ اتھاریٹی آف انڈیا یکم اپریل 1995 کو بین الاقوامی ایئرپورٹ اتھاریٹی آف انڈیا اور نیشنل ایئرپورٹ اتھاریٹی کے انضمام کے بعد وجود میں آئی تھی۔ اس نئے ادارے کی ذمہ داریوں میں محفوظ اور موثر ہوائی ٹریفک، اور بھارت کے فضائی علاقے میں ایئر ٹریفک کے موثر کنٹرول کے لئے فضائی مواصلاتی خدمات کی فراہمی شامل ہے۔ اتھاریٹی پانچ بین الاقوامی ہوائی اڈوں سمیت 95 سیول ہوائی اڈوں اور فوجی ہوائی اڈوں پر 27 سیول علاقوں کا بھی انتظام اور دیکھ بھال کرتی ہے۔ یہ علاقائی حدود کے باہر توسیع شدہ پورے بھارتی فضائی علاقے کی دیکھ بھال کرتی ہے جیسا کہ بین الاقوامی شہری ہوابازی تنظیم نے منظور کیا ہے۔

اس کے اہم کاموں میں (i) سبھی ہوائی اڈوں پر مواصلاتی سہولتوں اور محفوظ ہوائی ٹریفک خدمات اور پرواز میں معاون سہولتوں کی فراہمی، (ii) رن وے، ٹیکسی وے، اپیرن اور ٹرمنل عمارت کی تعمیر، ترقی اور منصوبہ بندی، (iii) ہوائی سلامتی خدمات کی فراہمی دوسری ایجنسیوں کے تعاون سے تلاش اور بچاؤ سہولتوں کی فراہمی شامل ہے۔ اور AAI ایکٹ میں بیان کیے گئے دیگر کاموں کو انجام دینا۔

اتھاریٹی کا الہ آباد میں شہری ہوابازی تربیتی مرکز ہے جہاں ایئر ٹریفک کنٹرول، راڈر اور مواصلات وغیرہ سے متعلق تربیت دی جاتی ہے۔ اتھاریٹی کا دہلی میں قومی انسٹی ٹیوٹ برائے ہوابازی انتظامیہ اور تحقیق بھی ہے جہاں ریفریشر کورس اور ہوابازی انتظامیہ کی تربیت کا بندوبست ہے۔ اس کے علاوہ کلکتہ کے قریب نرائن پور میں فائر سروس ٹریننگ اسکول اور نئی دہلی میں فائر

ٹریننگ سنٹر بھی قائم کیا گیا ہے جہاں آگ پر قابو پانے اور راحت کے کاموں کی تربیت دی جاتی ہے۔

ہوائی اڈوں کی نجی کاری

ایئرپورٹ اتھارٹی آف انڈیا کی لمبی مدت کے لئے پٹے پر دے کر ان کی باز تشکیل کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس سے ان کی انتظامی صلاحیت میں بہتری پیدا ہوگی، ان میں فراہم خدمات رسہولتیں بین الاقوامی معیار کی بنیں گی اور ان میں نجی سیکٹر سے پونجی سرمائے میں اضافہ ہوگا۔ حکومت نے نجی سیکٹر کی حصہ داری سے بنگلور، حیدرآباد، اور گوا میں نئے ہوائی اڈوں کے قیام کی تجاویز کو بھی منظوری دے دی ہے۔ بنگلور، حیدرآباد، احمد آباد، گوا، امرتسر، گوہاٹی، ندم بیری میں واقع نئے کوچین ہوائی اڈوں کو بین الاقوامی ہوائی اڈے کے طور پر اعلانیہ جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

ہوائی خدمات

31 مئی 2001 کو بھارت کے 96 ملکوں کے ساتھ باہمی ہوائی خدمات، کے معاہدے تھے۔ ایئرانڈیا کے پاس 23 جہازوں کا بیڑہ ہے ان میں چھ 400-747، دو 300-747 B، B-747200، تین A300-B4 اور آٹھ A310-300 جہازوں پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ ایئر انڈیا نے ڈرائی لیز بنیاد پر چار A-310-300 جہاز بھی لیے ہیں۔ اپنے 27 جہازوں اور 16,714 ملازمین کے ذریعے ایئرانڈیا 35 جگہوں کے لیے اپنے جہازوں کے ذریعے خدمات مہیا کرتا ہے، جب کہ غیر ملکی ائیر لائینوں کے ساتھ بندوبست کے ذریعے 12 مزید جگہوں کے لیے بھی خدمات فراہم کراتا ہے۔ ایئر انڈیا نے 2000-1999 کے دوران 335 کروڑ مسافروں کو خدمات فراہم کیں۔

انڈین ایئرلائنس ملک کی اہم گھریلو ہوائی بار بردار (Air Carrier) ہے۔ یہ 63 گھریلو اسٹیشنوں کے لیے اپنی کامل ملکیت والی معاون کمپنی، الائنس ایئر کے ساتھ مل کر ہوائی خدمات فراہم کرتی ہے۔ انڈین ایئرلائنس 17 بین الاقوامی اسٹیشنوں کے لیے بھی ہوائی خدمات فراہم کرتی ہے۔ یہ اسٹیشن ہیں، بنکاک، سنگاپور، کوالا لمپور، رنگون، کاٹھمنڈو، کولمبو، ڈھاکہ، مالے، کراچی، کویت، شارجہ، دبئی، فجیرہ، راس الاخیمہ، مسقط، دوہا اور بحرین۔ انڈین ایئرلائنس کے بیڑے میں 57 جہاز ہیں۔ ان میں 11 A-300، 32 A-320، 11 عدد B-737 پٹے پر لیے گئے جہازوں سمیت اور تین ڈورنیئر۔ 228 جہاز شامل ہیں۔ سبھی B757 جہازوں کا چلانا الائنس ایئر کے ذریعے کیا جاتا ہے۔

پون ہنس ہیلی کاپٹرس لمیٹڈ 39 جدید ترین ہیلی کاپٹروں کی خدمات فراہم کرتی ہے اور رکھ رکھاؤ کرتی ہے۔ کمپنی کے مختلف سائز اور اقسام کے ہیلی کاپٹروں کا بیڑہ ہے جو الگ الگ طرح سے گاہکوں کی مانگ پوری کرتا ہے۔

اس میں تین سیٹ والے آر۔ 5.6،44 سیٹ والے بیلو 206، ایل 4 وبل، 11،407 سیٹ والے ڈافن اور 26 سیٹ والے ایم آئی۔ 172 ہیلی کاپٹر شامل ہیں۔ 2000-1999 میں کمپنی کے ہیلی کاپٹروں نے تقریباً 18,345 گھنٹوں کی اڑان بھری اور اس سال جولائی تک وہ 2,60,000 گھنٹوں کی اڑان بھر چکے تھے۔

اندرا گاندھی راشٹریہ اُڑان اکادمی

اندرا گاندھی راشٹریہ اڑان اکاڈمی جو فرصت گنج (یوپی) میں قائم ہے وزارت کے تحت ایک خودمختار ادارہ ہے یہ اکاڈمی

کمرشیل پائلٹوں کے لئے قائم کی گئی تھی تاکہ انہیں پرواز اور زمینی تربیت کے اعلا معیار کے حصول کے مواقع فراہم کئے جاسکیں۔ یہ اکاڈمی موٹر فلائنگ اور گراؤنڈ تربیت دینے کے لئے جدید ترین تربیت دینے والے جہازوں، کمپیوٹر پر مبنی تربیتی نظام، نوتعمیر رن وے، مصنوعی پروازوں، اور سمعی اور بصری تربیتی آلات وغیرہ سے لیس ہے۔ پرواز کی تربیت ٹرینڈاڈ T.B-20 سنگل انجن، کنگ ایئر C-90A دوہرے انجن جہاز سے دی جاتی ہے۔ کمرشل پائلٹ لائسنس کورس پابندی سے کرایا جاتا ہے۔ جس میں کثیر انجن تائید اور ساز وسامان کی درجہ بندی بھی متعین ہوتی ہے۔ اس وقت یہاں 31 پائلٹ تربیت حاصل کررہے ہیں۔

تحقیق اور ترقی

تحقیق اور ترقی کے ڈائرکٹریٹ (ڈی جی سی اے) کی ذمہ داریوں میں: (i) جہازوں، انجنوں اور دوسرے آلات کے ٹائپ کا سرٹیفکیشن، (ii) شہری ہوابازی کے جہازوں کی مرمت اسکیم اور تبدیلی کی منظوری (iii) ملک میں بنے جہازوں کے ساز وسامان اور آلات کی جانچ کا فروغ، (iv) ناکارہ جہازوں، کل پرزوں کی سائنسی لیبارٹری میں جانچ، (v) گلائڈر اور ہلکے تربیتی جہازوں وغیرہ کی ڈیزائن اور ترقی، (vi) ایندھن کے نمونوں کی جانچ، اور کوالٹی کنٹرول کے کام کی نگرانی، (vii) جہاز چلانے کے اخراجات میں کفایت شعاری اور جہازوں کی کارکردگی کا جائزہ شامل ہے۔

سیاحت

سیاحت روزگار کے مواقع فراہم کرنے، غریبی کو کم کرنے اور انسانی ترقی کے وسیلے کے طور پر ابھر کر سامنے آئی ہے۔ 1999-2000 کے دوران سیاحت زمرہ میں براہ راست روزگار پانے والوں کی تعداد 1.55 کروڑ تھی۔ سیاحت نہ صرف قومی یک جہتی اور بین الاقوامی مفاہمت کو فروغ دیتی ہے بلکہ مقامی دستکاری اور ثقافتی سرگرمیوں میں بھی معاون ہوتی ہے۔

گزشتہ تین دہائیوں کے دوران بھارت میں سیاحت کو بڑا فروغ حاصل ہوا ہے۔ 2000 کے دوران پاکستانی اور بنگلہ دیشی شہروں سمیت بھارت آنے والے سیاحوں کی تعداد 26,41,157 تھی۔ 2000 میں سیاحت سے 14,475 کروڑ روپے کا زرمبادلہ حاصل ہوا۔ اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ بھارت میں سیاحت دوسرا زمرہ ہے جو سب سے زیادہ زرمبادلہ کماتا ہے۔

اندرون ملک سیاحت سماجی اور ثقافتی روابط اور قومی یک جہتی کے قومی مقاصد کے حصول میں اہم رول ادا کرتی ہے۔ روزگار کے مواقع فراہم کرنے میں بھی اس کا تعاون بہت زیادہ ہے۔ آمدنی کی سطح میں اضافے اور طاقتور درمیانی درجے کے ابھرنے کے بعد گزشتہ چند برسوں کے دوران ملکی سیاحت میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔

بھارت میں سیاحت کی ترقی کی رفتار مزید تیز کرنے کی غرض سے نویں پنج سالہ منصوبے میں مندرجہ ذیل باتوں پر خاص توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ بنیادی ڈھانچہ کی ترقی، ٹریکنگ، ایڈونچر کھیل کود، وائلڈ لائف، ساحلی رہائش گاہوں کی ترقی، ثقافت میں یکسانیت والے ملکوں اور خطوں میں مارکٹ کی تلاش، قومی ورثہ کے پروجیکٹوں کو قائم رکھنا اور ماحولیاتی تحفظ، بڑی منڈیوں میں تجارتی منصوبے بنانا اور قومی پیکر کو فروغ، مختلف سیاحت مراکز پر سستی رہائش گاہوں کی فراہمی، سرکاری زمرہ کی کارپوریشن میں خدمات، صلاحیت کو بہتر بنانا، ہوائی اڈوں پر سہولت فراہم کرنے والے طریقہ کار کو موثر بنانا، انسانی وسائل کی ترقی، تنظیم کو مضبوط بنایا جائے، بنیادی ڈھانچے کی ترقی میں نجی زمرہ کو شامل کرنا۔

تنظیمیں

سیاحت کے فروغ میں مرکز کی جو تنظیمیں ملوث ہیں، ان میں وزارت سیاحت، انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹورزم اور ٹریول مینجمنٹ، قومی کونسل برائے ہوٹل مینجمنٹ کیٹرنگ ٹکنالوجی، انڈیا ٹورزم ڈیولپمنٹ کارپوریشن لمیٹڈ اور آبی اسپورٹس کا قومی انسٹی ٹیوٹ۔ وزارت سیاحت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اندرون ملک سیاحت کو ترقی دینے کے لئے پالیسیاں اور پروگرام بنائے اور غیر ملکی سیاحوں کو راغب کرنے کے لئے سیاحت کے بنیادی ڈھانچے، پبلسٹی اور پروموشن، اطلاعات کی فراہمی اور صنعت کے مختلف شعبوں مثلاً ہوٹلوں اور ٹریول ایجنسیوں وغیرہ کو فروغ دینے کے موثر اقدام کرے۔

ملک میں وزارت سیاحت کے 21 اور بیرونی ممالک میں 18 فیلڈ آفس ہیں جو ترقیاتی سرگرمیوں اور پروموشنل سرگرمیوں کو آگے بڑھاتے ہیں۔ غیر ملکی دفاتر بھارت میں سیاحت کو فروغ دینے کی غرض سے سیاحوں اور میڈیا وغیرہ سے مسلسل رابطہ قائم رکھتے ہیں اور بھارت دفاتر سیاحوں کی سہولیات خدمات فراہم کرنے کے علاوہ سیاحت کے بنیادی ڈھانچے کی ترقی میں ریاستی حکومتوں سے تال میل قائم رکھتے ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں ایک انتہائی مقابلہ جاتی مارکیٹ جیسی صورت حال پائی جاتی ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر وزارت سیاحت کے غیر ملکی دفاتر نے غیر معمولی اہمیت حاصل کر لی ہے۔

یہ دفاتر ٹریفک بڑھانے والے عالمی بازار میں وزارت سیاحت کی چوکیاں ہیں جن کا اصل کام مارکیٹ کی ترقی کے لئے حکمت عملی تیار کرنا اوران پر عمل درآمد کر کے بھارت میں غیر ملکی سیاحوں کی آمد میں اضافہ کرنا ہے۔ غیر ملکوں میں قائم سیاح دفاتر تشہیر اور پبلسٹی کے ذریعہ پروموشن سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ سیاحت سے متعلق اطلاعات فراہم کرتے ہیں اور تجارت اور پریس سے رابطہ قائم رکھتے ہیں۔

انڈین ٹورزم ڈیولپمنٹ کارپوریشن سرکاری زمرہ کا ایک ادارہ ہے جو اکتوبر 1966 میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کی ذمہ داریوں میں ملک کے مختلف حصوں میں سیاحوں کے لئے ٹریولرس لاج، ریسٹورنٹ اور ہوٹل کی تعمیر، انتظام اور مارکٹنگ، ٹرانسپورٹ سہولتوں کی فراہمی، سیاحوں کے لئے پبلسٹی مواد کی تیاری تقسیم اور فروخت، بغیر ڈیوٹی والی دکانوں سمیت خرید وفروخت کی آسانیاں مہیا کرنا اور تفریحی پروگراموں کا اہتمام شامل ہے۔

خدمات کے موجودہ نٹ ورک میں اشوک گروپ کے 26 ہوٹل (دو ہوٹلوں اور دو بیچ ریزارٹ سمیت)، چھ جوائنٹ وینچر ہوٹل، پانچ ریستران (چار ہوائی اڈہ ریستراں سمیت)، 11 اشوک سفر اور نقل وحمل اکائیاں، ایک ٹورسٹ سروس اسٹیشن، چھ بین الاقوامی ہوائی اڈوں پر 29 ڈیوٹی فری دوکانیں، ایک ڈاؤن ٹاؤن اور ٹیکس فری دوکان اور ایک لائٹ اینڈ شو شامل ہے، کارپوریشن نئی دہلی میں ویسٹرن کوٹ، حیدرآباد ہاؤس، وگیان بھون، شاستری بھون میں قومی میڈیا پریس مرکز میں کھانے پینے کی خدمات بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ کارپوریشن، محکمہ سیاحت کی جانب سے ایک فارسٹ لاج، ایک ریستراں اور ساؤنڈ اینڈ لائٹ شو کا بھی انتظام کرتا ہے۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹورزم اور ٹریول مینجمنٹ ایک خود مختار ادارہ ہے جو سیاحت ٹریول مینجمنٹ میں تعلیم کا بندوبست کرتا ہے اور سیاحت صنعت میں پیشہ وارانہ طور پر تربیت یافتہ افراد کی مانگ کو پورا کرتا ہے۔ یہ ادارہ ترقیاتی پروگراموں۔ سیمنار اور ورکشاپ کا بھی اہتمام کرتا ہے اس ادارہ نے پوسٹ گریجویٹ سطح پر تعلیم کے لئے کئی یونیورسٹیوں کی مدد بھی کی ہے۔

وزارت سیاحت نے ہوٹلوں، ریستورنٹوں اور دوسری سیاحت کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے افرادی قوت کے فروغ کو خاص ترجیح دی ہے۔ اس مقصد کے لئے محکمہ نے ہوٹل مینجمنٹ اور کیٹرنگ ٹکنالوجی کے 21 انسٹی ٹیوٹ اور فوڈ کرافٹس کے 15 انسٹی ٹیوٹ قائم کئے ہیں۔ یہ ادارے ہوٹل مینجمنٹ اور کیٹرنگ ٹکنالوجی اور اپلائیڈ نیوٹریشن اینڈ کرافٹ کورسز Applied Nutrition and Craft Courses کے میدانوں میں ڈپلوما کورس اور فوڈ اور بیوریج (Beverage) خدمات میں کرافٹ کورس کا اہتمام کرتے ہیں۔ فوڈ کرافٹ انسٹی ٹیوٹ عملے کے افراد کے لئے چھ مہینے سے ایک سال کی مدت کے کرافٹ کورس کا اہتمام کرتے ہیں۔

وزارت سیاحت نے مہم جویانہ سیاحت کو فروغ دینے کی غرض سے گوا میں واٹر اسپورٹس کا قومی انسٹی ٹیوٹ اور گل مرگ میں اسکائنگ اور ماؤنٹینیرنگ (Indian Institute of skiing and Mountaineering, (IIS&M ہندوستان انسٹی ٹیوٹ قائم کیا ہے۔ یہ ادارہ اولی، چنی ٹاپ، گلمرگ اور کلو میں مہم جویانہ اسپورٹس کی تعلیم اور تربیت دیتا ہے۔ واٹر اسپورٹس کا قومی انسٹی ٹیوٹ مختلف سرگرمیوں مثلاً کشتی رانی، اسکوبا (Scuba) چھلانگ اور واٹر اسکائنگ کی تعلیم اور تربیت دیتا ہے۔ یہ ادارے مہم جوئی کھیلوں سے متعلق سیاحت کو بڑھاوا دینے والے اہم ادارے کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

ہوٹلوں کی سہولت

ہوٹل سیکٹر سیاحت صنعت کا ایک انتہائی اہم جز ہے۔ جو روزگار کے مواقع فراہم کرنے اور زرمبادلہ کمانے کی صلاحیت کا حامل ہے۔ اس سیکٹر کو مزید فعال بنانے کی غرض سے حکومت ٹیکس فوائد اور دوسری ترغیبات فراہم کرتی ہے۔ صنعتی پالیسی نے ہوٹلوں اور سیاحت کے متعلق سرگرمیوں کو ترجیحی صنعت کا درجہ دے دیا ہے۔ نئی معاشی پالیسی کے تحت ہوٹل صنعت میں بیرونی سرمایہ کاری اور اشتراک کی بھی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔ اب صد فی صد پونجی تک کی حصہ داری کے لیے اجازت نہیں لینی پڑتی ہے۔

اسٹار نظام کے تحت ہوٹلوں کی درجہ بندی

وزارت سیاحت نے اسٹار سسٹم کے تحت ہوٹلوں کی درجہ بندی کردی ہے یہ درجہ بندی ایک ستارہ سے پانچ ستارہ ڈیلکس ہوٹلوں اور ہیریٹیج ہوٹلوں میں کی گئی ہے۔ محکمہ ہر تین برس بعد ہوٹلوں کی از سرنو درجہ بندی کرتا ہے تاکہ وہ مطلوبہ معیار کو برقرار رکھ سکیں۔ ہوٹل اور ریسٹورنٹ منظوری اور درجہ بندی کمیٹی جو اس مقصد کے لئے قائم کی گئی ہے۔ سیاحت کے مرکزی محکمے، ریاستی حکومتوں ہوٹل اور ٹریول صنعت ایسوسی ایشن کے نمائندوں پر مشتمل ہے۔

وزارت سیاحت کی توثیق شدہ فہرست میں مارچ 2000 کے اختتام تک توثیق شدہ ہوٹلوں کی فہرست میں 72,156 کمرے تھے۔ درجہ بندی والے ہوٹلوں میں ایک ستارہ والے 157، دو ستارہ والے 377، تین ستارہ والے 356، چار ستارہ والے 94، پانچ ستارہ والے 62، پانچ ستارے والے ڈیلکس 54 اور ہیریٹیج زمرہ والے 64 ہوٹل شامل ہیں۔

ہیریٹیج ہوٹل

1950 سے قبل تعمیر کی جانے والی حویلیوں، محلوں، قلعوں اور شاندار مکانوں میں قائم کیے جانے والے ہوٹلوں ہیریٹیج ہوٹل کی حیثیت سے درجہ بندی کی گئی ہے۔ چونکہ ان عمارتوں کا ڈھانچہ عہد گزشتہ کے ماحول اور طرز زندگی کی جھلک پیش کرتا ہے۔ اور جو سیاحوں میں بھی بہت مقبول ہیں۔ اس لئے قدیم تاریخ عمارتوں میں ہوٹلوں کے قیام کی نئی اسکیم کا مقصد کو یقینی بنانا تھا۔ کہ یہ

عمارتیں جو ہمارے ورثہ کا سنگ میل ہیں اپنی قدامت اور عوام استعمال سے برباد نہ ہوں اسی کے ساتھ انہیں توثیق شدہ سیکٹر کی املاک میں شامل بھی کرلیا جائے۔ اب تک 64 املاک کی ہیریٹیج (Heritage) ہوٹل کی حیثیت سے درجہ بندی کی گئی ہے ان عمارتوں میں کمروں کی مجموعی تعداد 1,655 ہے۔

پیئنگ گیسٹ (Paying Guest) رہائشی سہولت

بڑے سیاحت مراکز میں قیام کی سہولتوں میں اضافے کے لئے 1991 میں پیئنگ گیسٹ اکوموڈیشن اسکیم (Paying GuestAcceomodationScheme) شروع کی گئی ہے۔ اس کے تحت غیر ملکی اور گھریلو سیاحوں کو ٹھہرنے اور کھانے پینے کی بہتر سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ 1995 میں یہ اسکیم ریاستی حکومتوں کو منتقل کردی گئی۔ اسکیم کے اہم مقاصد ہیں : (a) کفایتی اور صاف ستھری رہائشی سہولتیں فراہم کرنا (b) ہندوستان آنے والے غیر ملکی سیاحوں کو ایک ہندوستانی خاندان کے ساتھ رہنے، ہندوستانی طرز زندگی کا تجربہ کرنے، خوشحال ثقافت کو پہچاننے وغیرہ کے مواقع حاصل کرنا۔

ٹریول ٹریڈ (Travel Trade)

وزارت سیاحت کا ٹریول ٹریڈ ڈویژن قومی اور بین الاقوامی ٹریول ٹریڈ سے تعاون کرتا ہے اور ٹریول ٹریڈ کے پروموشن کی راہ ہموار کرنے کے لئے مختلف مرکزی محکموں اور ریاستی حکومتوں سے تال میل بھی قائم رکھتا ہے۔ یہ ٹریول ٹریڈ ایسوسی ایشنوں مثلاً ٹریول ایجنٹس ایسوسی ایشن آف انڈیا (ٹی اے اے آئی) انڈین ایسوسی ایشن آف ٹور آپریٹرس (آئی اے ٹی او) ٹورسٹ ٹرانسپورٹ آپریٹرس ایسوسی ایشن وغیرہ اور دوسری ایجنسیوں انڈیا کنونشن پروموشن بیورو، پیسفک ایشیا ٹریول ایسوسی ایشن وغیرہ سے بھی مل کر کام کرتا ہے۔

وزارت سیاحت نے سے ٹریول ایجنٹوں ٹور آپریٹروں اور سیاحت ٹرانسپورٹ آپریٹروں کو منظوری دیئے جانے کے ضوابط کو نرم اور آسان بنادیا ہے۔ تاکہ سیاحوں کے لئے ان کی خدمات کو معیاری اور وسیع البنیاد بنایا جاسکے۔ وزارت نے اپریل 2001 تک 388 ٹور آپریٹر، 290 ٹریول ایجنٹ اور 258 ٹرانسپورٹ آپریٹر تھے۔ اور 3 مہم جو سفر آپریٹروں کی منظوری دی ہے۔ مزید سیاحوں کو راغب کرنے کے لئے ہندستان کے لئے چارٹر پروازوں اور ان پروازوں کی اجازت کے نظام کو بھی نرم بنادیا گیا ہے۔ ایک نئی ایئر کنڈیشن ٹرین ''پیلس آن وہیل'' شروع کی گئی ہے۔ جو راجستھان میں چلتی ہے۔ ایک اور خصوصی ٹرین اور ینٹ ایکسپریس گجرات سیکٹر میں چلائی گئی ہے۔ چند ٹرینیں نجی زمرہ میں شروع کئے جانے کا امکان ہے۔ PATA کی سالانہ کانفرنس نئی دہلی میں 18-14 اپریل 2002 کو ہونے جارہی ہے جس میں مختلف ممالک کے تقریباً 1300 نمائندے شرکت کریں گے۔

23۔ مواصلات

شروع میں ہندستان میں ڈاک کا نظام پوری طرح سرکاری مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا تھا اور 1837ء میں ڈاک کی خدمات عام کی گئی تھیں۔ پہلا ڈاک ٹکٹ 1852ء میں کراچی میں جاری کیا گیا تھا جو کہ صرف صوبہ سرحد کے لئے مجاز تھا۔ ہندستانی ڈاک گھر کو 1854ء میں اس وقت ایک ادارہ کے طور پر تسلیم کیا گیا تھا جب 700 ڈاک خانے عالم وجود میں آچکے تھے۔ تب سے اب تک ڈاک کی خدمات میں ہمہ جہت اضافہ ہوا ہے۔ یہ خدمات انڈین پوسٹ آفس ایکٹ 1898 کے تحت فراہم کی جارہی ہیں۔ اس قانون کی رو سے اندرون ملک چٹھی رسانی کی تمام خدمات ادا کرنے کے حقوق حاصل ہیں۔

ڈاک کا نظام (پوسٹل نٹ ورک)

ہندستان کا ڈاک کا نظام دنیا کا سب سے بڑا ڈاک نظام ہے۔ آج ملک میں 1,54,551 ڈاک خانے ہیں۔ ان میں سے 1,38,149 ڈاک خانے دیہی علاقوں میں ہیں اور 16,402 ڈاک خانے شہری علاقوں میں ہیں۔ آزادی کے وقت ملک میں 23,344 ڈاک خانے تھے، ان میں سے 19,184 ڈاک خانے دیہی علاقوں میں اور 16,302 ڈاک خانے شہری علاقوں میں تھے۔ تب سے اب تک ڈاک کے نظام میں پورے سات گنا اضافہ ہو چکا ہے۔

ایکسٹرا محکمہ جاتی ڈاک خانہ جات کی مدد سے ڈاک کی خدمات میں بالخصوص دیہی علاقوں میں ان خدمات کو وسعت حاصل ہوئی ہے۔ اوسطاً ایک ڈاک خانہ 21.26 مربع کلومیٹر رقبہ اور 5,462 نفوس کی آبادی کا احاطہ کرتا ہے۔ دیہی علاقوں میں محکمہ ڈاک کے طے کردہ اصولوں کی روشنی میں جن کا تعلق آمدنی اور فاصلہ سے ہے۔ ڈاک خانے کھولے جاتے ہیں۔ پہاڑی، ریگستانی، اور دور دراز کے علاقوں میں ڈاک خانے کھولنے پر اخراجات کا 85 فیصد بطور سبسڈی حکومت ادا کرتی ہے جب کہ معمول کے دیہی علاقوں میں دی جانے والی سبسڈی اخراجات کے 66⅔ فیصد کے مساوی ہوتی ہے۔

ڈاک کا مجموعی نظام چار زمروں کے ڈاکخانوں یعنی ہیڈ ڈاک خانوں، سب پوسٹ آفس، ایکسٹرا محکمہ جاتی سب پوسٹ آفس اور ایکسٹرا محکمہ جاتی برانچ سب پوسٹ آفس پر مشتمل ہے۔ تمام زمروں کے ڈاک خانوں میں یکساں خدمات فراہم کی جاتی ہیں۔ جہاں تک ڈیلیوری کی خدمات کا تعلق ہے، وہ صرف متعینہ ڈاک خانوں تک محدود ہیں۔ جہاں تک نظم ونسق کا تعلق ہے، حساب کے کھاتوں کو برانچ پوسٹ آفس سے درجہ بدرجہ ہیڈ پوسٹ آفس تک لے جایا جاتا ہے۔

ڈاک کا نظام (میل سسٹم)

اول درجہ کی ڈاک یعنی پوسٹ کارڈوں، ان لینڈ لیٹر، اور لفافوں کو کسی سرچارج کے بغیر ان مقامات کے درمیان ہوائی جہاز سے لے جایا جاتا ہے جہاں فضائی خدمات موجود ہیں جب کہ دوسرے درجہ کی ڈاک یعنی کتابوں کے پیکٹ، رجسٹرڈ اخبارات و رسائل زمینی راستوں سے یعنی ٹرینوں، بسوں اور دیگر طریقوں سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائے جاتے ہیں۔

محکمہ ڈاک نے 2000-1999 میں لگ بھگ 1,578.2 کروڑ ڈاک سے بھیجی جانے والی چیزوں کو ایک جگہ سے دوسری

جگہ تک پہنچایا۔ اس میں سے 1,363.7 کروڑ چیزیں اول درجہ کی ڈاک کے زمرہ کی تھیں، جس میں گھریلو ڈاک اور سرکاری و کاروباری خطوں کی تعداد شامل تھی اس سے دیہی ڈاک 625.72 کروڑ اور شہری ڈاک 924.85 کروڑ تھی۔ 2000-1999 میں غیر رجسٹرڈ ڈاک کی کتابت پر مشتمل ہے، جب کہ دوسرے درجہ کی ڈاک 214.46 کروڑ چیزوں پر مشتمل تھی۔ 2000-1999 کے دوران رجسٹرڈ ڈاک کی تعداد 27.59 کروڑ تھی۔ اس کے علاوہ محکمہ ہذا نے 2000-1999 کے دوران 11.37 کروڑ منی آرڈر بھی عوام تک پہنچائے جن کی مجموعی رقم 5,707.94 کروڑ روپے تھی۔

ڈاک کی ترسیل میں بہتری

صارفین کی زیادہ بہتر طور پر خدمت کرنے کی غرض سے مقامی ڈاک کو غیر مقامی ڈاک سے الگ کر کے اس کی تقسیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ غیر مقامی میل کو مزید حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ جیسے گھریلو ڈاک، سرکاری ڈاک، کارپوریٹ ڈاک، اخبارات ورسائل کی ڈاک اور پیکٹ و پارسل۔ یہ تقسیم ڈاک کی تقسیم میں ترجیح کا طریقہ رائج کرنے کے لئے کی گئی ہے۔ فرسٹ کلاس گھریلو اور سرکاری ڈاک کو ترجیحی ڈاک کے زمرے میں رکھا گیا ہے۔

شہروں اور قدرے بڑے قصبات میں مندرجہ ذیل چینل شروع کئے گئے ہیں۔

(اے) راجدھانی چینل۔ یہ چینل 16 رمئی 1994ء سے دہلی سے چھ ریاستی راجدھانیوں کو ڈاک کی ترسیل کے لئے شروع کیا گیا تھا۔ باقی ماندہ ریاستی راجدھانیوں کو اگست 1995ء میں اس چینل کے تحت لے آیا گیا تھا۔ راجدھانی چینل اس ڈاک کے سلسلہ میں خدمت انجام دیتا ہے جو ریاستی راجدھانیوں کے لئے ہوتی ہے بشرطیکہ ان پر پن کوڈ لکھے ہوں۔ اس طرح کے خطوط کے لئے پیلے رنگ کے لیٹر بکس لگائے گئے ہیں۔

(بی) میٹرو چینل۔ یہ چینل میٹرو شہروں بنگلور، کلکتہ، چنئی، دہلی، حیدرآباد، اور ممبئی کے درمیان اس ڈاک کی ترسیل کے لئے 2 راپریل 1994 کو شروع کیا گیا تھا۔ ان شہروں میں اس زمرہ کی ڈاک کے لئے ہلکے نیلے رنگ کے لیٹر بکس لگائے گئے ہیں۔

(سی) گرین چینل۔ اس نظام کے ذریعہ بڑے شہروں میں مقامی ڈاک کی سرعت کے ساتھ ترسیل کے لئے خصوصی انتظامات ہیں۔ کسی بھی شہر کی فرسٹ کلاس ڈاک، اسے سپرد ڈاک کئے جانے کے دوسرے ہی دن مکتوب الیہ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ مقامی ڈاک کے لئے مخصوص ڈاک خانوں میں ہرے رنگ کے لیٹر بکس لگا دئے گئے ہیں۔ اس چینل کے قیام کا مقصد مقامی ڈاک کو الگ رکھ کر جلد از جلد چھانٹ لیا جائے اور مکتوب الیہ تک بلا تاخیر پہنچا دیا جائے۔

(ڈی) کاروباری چینل۔ بزنس (کاروباری) چینل کی ڈاک اول درجہ کے ان غیر رجسٹرڈ خطوط پر مشتمل ہے جو کارپوریٹ ادارے، جن میں سرکاری اور نیم سرکاری ادارے بھی شامل ہیں کی متعینہ یونٹ آفس یا ڈاک گھر میں قائم کئے گئے مخصوص کاؤنٹر پر دئے جاتے ہیں۔ اگر ایک ہی وقت میں 2,000 سے زیادہ خطوط ہیں تو کسٹمر کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے ان کو چھانٹ دے اس چینل کو یکم جولائی 1994ء کو شروع کیا گیا تھا تاکہ ڈاک جمع نہ ہو اور گھریلو ڈاک کی ترسیل میں تاخیر نہ ہو۔

(ای) پیریوڈیکل (اخبارات) چینل۔ اس چینل کا مقصد اخبارات اور رسائل کی جلد از جلد ترسیل کی ضمانت دینا ہے کیونکہ ان کا تعلق وقت سے ہوتا ہے۔ اور انہیں بڑی تعداد میں حوالہ ڈاک کیا جاتا ہے۔ یہ چینل میٹرو شہروں اور ان بڑے شہروں میں کام کر رہے ہیں جہاں اس طرح کی ڈاک کی بھاری تعداد وصول کی جاتی ہے۔

(ایف) کثیر تعداد ڈاک چینل۔ رجسٹرڈ ڈاک کی 250 سے زائد یا غیر رجسٹرڈ ڈاک کی 2,000 ہزار اشیا کی پوسٹنگ کو

(بلک) کثیر تعداد ڈاک چینل کہا جاتا ہے۔ اس طرح کی ڈاک کو رجسٹرڈ بنڈلوں (رجسٹرڈ ڈاک کے لیے) لیبل شدہ بنڈل (غیر رجسٹرڈ ڈاک کے لیے) لازماً پہلے چھانٹ لیا جاتا ہے۔ ملک میں ایسے مخصوص ڈاک خانے ہیں جہاں بڑی تعداد میں ایسی ڈاک وصول کی جاتی ہے۔ ان ڈاک خانوں کو کارپوریٹ ڈاک خانے کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

ڈاک کی ترسیل کی جدید کاری اور پروسسنگ

سیٹیلائٹ نٹ ورک

150 ہائی اسپیڈ ویری اسمال اپرچر ٹرمنل سیٹ (VSAT) موجودہ 77 نظاموں میں جوڑے جارہے ہیں۔ اس طرح نجی نٹ ورک میں 227 VSAT مرکز اور 1,350 توسیعی مرکز ہوجائیں گے۔ VSAT مراکز سے جڑ سکنے کی صلاحیت 500 دیگر دفاتر کو مل جانے کے بعد 1,977 ڈاک گھر ایسے ہوجائیں گے۔ VSAT نٹ ورک کے ذریعے منی آرڈر اور دیگر متعلقہ لین دین کا کام کرسکیں گے۔

منی آرڈر

منی آرڈر سروس کا آغاز 1880 میں ہوا تھا۔ اس اسکیم کے تحت منی آرڈر کے ذریعہ 5 ہزار روپے تک بھیجے جاسکتے ہیں۔ 2000-1999 کے دوران 11.37 کروڑ منی آرڈر فارم کے ذریعہ 5,707.94 کروڑ روپے کی رقم بھیجی گئی۔

خودکار ڈاک پراسسنگ مرکز

نہایت جدید ڈاک چھانٹنے کی مشینوں کے لگ جانے سے کولکاتہ اور دہلی خودکار ڈاک پراسسنگ مراکز کے نقشے پر آجائیں گے۔ ان دو اور موجودہ مراکز چنئی اور ممبئی میں خودکارانہ طریقے سے ڈاک کو چھانٹنے، الگ کرنے اور مہر لگانے کے اضافی آلات لگائے جائیں گے۔

ڈاک گھر کمپیوٹرائزیشن

چار سو اہم ڈاک گھروں کا مکمل طور پر کمپیوٹرائزیشن کیا جاچکا ہے۔ اس کے علاوہ ملک بھر میں 1,950 ڈاک گھروں میں کاؤنٹروں کے کام کاج کے لیے کثیر المقاصد مشینیں لگائی گئی ہیں۔ مارچ 2002 تک 100 دیگر اہم ڈاک گھر اپنا سبھی کام کاج کمپیوٹر کے ذریعے شروع کردیں گے۔

نئی خدمات

(a) ای پوسٹ: یہ نئی خدمت حال ہی میں ایسے صارفین کے لیے شروع کی گئی ہے جن کے پاس کمپیوٹر یا انٹرنیٹ نہیں ہیں۔ یہ خدمات آندھرا پردیش، گجرات، گوآ، کیرل اور مہاراشٹر میں 203 مقامات پر دستیاب ہیں۔ (b) بل پوسٹ: محکمہ ڈاک ایک نئی خدمت بل پوسٹ شروع کرنے جارہا ہے تاکہ مختلف خدمات کی ادائیگی کی سہولت ایک ہی چھت کے نیچے مل سکے۔ اس ویب پر مبنی سہولت میں مختلف خدمات فراہم کرانے والی ایجنسیوں۔ سرکاری اور نجی کمپنیوں کے اعداد و شمار، ڈاک گھروں کے کاؤنٹروں پر انٹرنیٹ کے ذریعے دستیاب ہوسکیں گے۔ ٹیلیفون، موبائیل، فون، بجلی، پانی کی فراہمی، کارپوریشن ٹیکس وغیرہ میں سے جن سہولیات کا استعمال صارفین کرتے ہیں، اس کی ادائیگی ایک ہی کھڑکی پر کرسکتے ہیں۔ (c) تصدیق کرنے کی اتھارٹی: محکمہ قابل

اعتماد تیسری پارٹی بننا اور شہریوں کو ڈیجیٹل دستخط جاری کرنا چاہتا ہے۔ ایسا ہونے سے صارف پوری طرح محفوظ طریقے سے اپنی سبھی ضرورتوں کے لیے الکٹرانک طور پر لین دین کرنے کے اہل ہو جائیں گے۔

پریمیم پروڈکٹس

یکم فروری 1996 کو بزنس ترقیاتی ڈائرکٹریٹ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ اس کا مقصد مخصوص زمرہ کے گاہکوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مارکٹنگ اور پریمیم خدمات کو فروغ دینا تھا۔ محکمہ کی پریمیم پروڈکٹس حسب ذیل ہیں (i) اسپیڈ پوسٹ۔ اسپیڈ پوسٹ سروس یکم اگست 1986 کو شروع کی گئی تھی۔ اس سروس کے تحت ایک مقررہ وقت کے اندر ڈاک ڈیلیور کردی جاتی ہے ایسا نہ ہونے کی صورت میں جملہ اخراجات کا ہرجانہ ادا کردیا جاتا ہے۔ اسپیڈ پوسٹ نٹ ورک میں 120 قومی 494 ریاستی اسپیڈ پوسٹ مراکز اور 97 دیگر ممالک شامل ہیں۔ مستقل گاہکوں کی سہولت کے لئے ٹھیکہ جاتی اسپیڈ پوسٹ کے نظام بھی قائم کی گیا ہے ڈاک گھر تک مفت لے جانے کی خدمات (فری پک اپ) بعد میں ادا کرنے کی خدمات (بک ناؤ پے لیٹر اسکیم) دستیاب ہیں۔ (ii) ایکسپریس پارسل سروس: ایکسپریس پارسل سروس چند تبدیلیوں کے بعد یکم مارچ 1999 کو دوبارہ شروع کی گئی اس کا ایک خاص مقصد یہ تھا کہ پارسل کو مقررہ مدت کے اندر پہنچا دیا جائے۔ اس سروس کی دوسری خصوصیات میں گھر پر ڈیلیوری فاصلے۔ کے مطابق محصول، 35 کلوگرام تک وزن کا پارسل، ڈیلیوری کی ضمانت اور 50 ہزار روپے تک کی مالیت کی وی پی پی سروس شامل ہے۔ ملک کے ان 100 شہروں میں ایکسپریس پارسل بک کئے جاسکتے ہیں، جہاں قومی اسپیڈ پوسٹ مراکز دستیاب ہیں۔ (iii) بزنس پوسٹ۔ بھاری مقدار میں ڈاک بھیجنے والوں کی خاص ضرورت کو پورا کرنے کے لئے محکمہ بزنس پوسٹ خدمات یکم جنوری 1997 کو شروع کیں۔ اس کے تحت ڈاک سے قبل کے سبھی خدمات، جیسے اکٹھا کرنا، ڈالنا، لفافہ بند کرنا اور چھٹنی کرنا وغیرہ صارفین کو مہیا کرائی جاتی ہیں۔ یہ خدمات ملک کے 42 شہروں کے دفاتر میں دستیاب ہے۔ ان دفاتر کو، بزنس پوسٹ سینٹر کہا جاتا ہے۔ چنئی، دلی، ممبئی اور پونے کے بزنس پوسٹ سنٹر میں ڈسک ٹاپ انسرٹنگ سسٹم لگایا گیا ہے۔ (iv) میڈیا پوسٹ: میڈیا پوسٹ کے ذریعہ محکمہ کارپوریٹ اور سرکاری اداروں کو ممکنہ صارفین تک پہونچنے میں مدد کا انوکھا میڈیا طریقہ فراہم کرتا ہے۔ مندرجہ ذیل میں کسی بھی برانڈنگ ایکسرسائز کا فائدہ صارفین اٹھا سکتے ہیں۔ (ا) پوسٹ کارڈ ان لینڈ لیٹر، ہوائی ڈاک خطوط اور دیگر ڈاک مواد پر تشہیر اور (ب) لیٹر بکس میں جگہ کو اسپانسر کرنے کا متبادل۔ (v) سٹیلائٹ پوسٹ: سٹیلائٹ پوسٹ کے تحت صارفین کو الکٹرانک میل کے ذریعہ ڈاک بھیجنے کی سہولت فراہم کرائی جاتی ہے۔ کمپیوٹر نٹ ورک کے ذریعہ دی۔ سیٹ کے ذریعہ پیغام بھیجے جاتے ہیں اور صارفین کو اسپیڈ پوسٹ کے ذریعہ مہیا کرائی جاتی ہیں۔ سٹیلائٹ پوسٹ نٹ ورک کے ذریعہ بھارت کے 175 اہم شہروں کو جوڑا گیا ہے۔ (vi) ریٹیل پوسٹ: ڈاک گھروں کے وسیع نٹ ورک کے ذریعہ کمیشن کی بنیاد پر بھارتی ڈاک بجلی کے بل، ٹیلیفون بل، پانی کے بل، امتحانات کی فیس اور دیگر خدمات ریٹیل سطح پر مہیا کراتی ہے۔ (vii) گریٹنگ پوسٹ: ستمبر 2000 میں محکمہ نے پہلے سے ہی ادا کیے گئے لفافے اور گریٹنگ کارڈ شروع کیے۔ عام گریٹنگ کارڈوں کے مقابلے ان کارڈوں کو خرید کر سیدھے ڈاک میں ڈالا جاسکتا ہے۔ (viii) ڈاٹا پوسٹ: بنگلور اور حیدر آباد میں ڈاٹا پوسٹ کو پائلیٹ پراجیکٹوں کی شکل میں شروع کیا گیا ہے۔ اس پروڈکٹ کا مقصد ایک تفصیلی سوالنامے کے ذریعے گھریلو تفصیلات کو اکٹھا کرنا ہے۔ یہ اطلاع ڈیٹا ویرہاؤس میں رکھی جاتی ہے۔

پوسٹ شاپس

ملک کے چند اہم ڈاک گھروں کے احاطے میں پوسٹ شاپس کھولنے کی اسکیم 95-1994 میں شروع کی گئی تھی۔ ان پوسٹ شاپس میں اسٹیشنری، تہنیتی کارڈ اور چھوٹے تحفوں جیسی اشیا فروخت ہوتی ہیں۔ اس وقت ملک کے مختلف ڈاک گھروں میں

ایسی 26 پوسٹ شاپس ہیں۔

ڈاک ٹکٹ جمع کرنا

محکمہ کی جانب سے وقتاً فوقتاً خصوصی یادگاری ڈاک ٹکٹ بھی جاری کئے جاتے ہیں جن کے ذریعہ ملک کے قدرتی اور ثقافتی ورثے کو اجاگر کیا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں ڈاک ٹکٹ جمع کرتے اور ان کا مطالعہ کرنے والوں میں ہندستان کے خصوصی ڈاک ٹکٹوں کو بڑی مقبولیت حاصل ہے۔ محکمہ ان لینڈ لیٹر کارڈوں، پوسٹ کارڈوں، لفافوں، ایروگرام، اور رجسٹری لفافوں جیسی ضروری اسٹیشنری بھی فراہم کرتا ہے۔ ان کی طباعت انڈیا سیکیوریٹی پریس ناسک اور سیکوریٹی پرنٹنگ پریس حیدرآباد میں ہوتی ہے۔ محکمہ جدید ٹکنالوجی کا استعمال کرنے اور ضروری صلاحیت رکھنے والے نجی پرنٹروں کو بھی ڈاک ٹکٹیں اور ڈاک مواد چھاپنے کا کام دینے لگا ہے۔

محکمہ نے 2000 کے دوران 62 خصوصی ڈاک ٹکٹ جاری کئے، جن سے محکمہ کو 28 کروڑ روپے کی آمدنی ہوئی۔ ان ٹکٹوں کی فروخت 55 فلاٹیلک بیوراکس اور 850 فلاٹیلک کاؤنٹروں پر ہوتی ہے۔

بین الاقوامی ڈاک

ہندستان 1876 سے یونیورسل پوسٹل یونین کا اور 1964 سے ایشیائی پیسفک پوسٹل (اے۔ پی۔ یو) یونین کا رکن ہے۔ دونوں تنظیمیں ممبر ملکوں کے درمیان نہ صرف تال میل رکھتی ہیں بلکہ ڈاک نظام کو فروغ دینے میں تعاون بھی کرتی ہیں۔ ہندستان زمینی اور ہوائی ڈاک کے ذریعہ لگ بھگ دوسو ملکوں سے خطوط و رسائل وغیرہ کا تبادلہ کرتا ہے۔ ڈاک نظام کے معیار کو بہتر بنانے کی غرض سے ہندستان نے جرمنی، انگلینڈ، سنگاپور اور امریکا کے لئے سرفیس ائرلفٹیڈ (SAL) ڈاک سروس شروع کی ہے۔ صرف پارسل بھیجنے کے لئے اس سہولت کی مزید 38 ملکوں تک توسیع کردی گئی ہے۔ اس سہولت کے ذریعہ زمینی ڈاک کو کم خرچ پر ہوائی جہازوں سے پہنچایا جاتا ہے جس سے سروس میں بہتری ہوتی ہے۔

منتخب ممالک سے منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر کے ذریعہ رقوم ہندستان بھیجی جاسکتی ہیں۔ کل 29 ممالک سے بھارت میں منی آرڈر سے رقوم بھیجی جاسکتی ہیں۔ نیپال اور بھوٹان کے ساتھ ہندستان نے دوطرفہ منی آرڈر سروس نظام شروع کررکھا ہے۔ یعنی نیپال اور بھوٹان سے رقوم ہندستان بھیجی جاسکتی ہیں اور ان دونوں ملکوں کو ہندستان سے رقوم بھیجی جاسکتی ہیں۔ باقی 27 ملکوں سے صرف منی آرڈر حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ برطانوی پوسٹل آرڈر اور آئرش پوسٹل آرڈر کو ہندستان کے منتخب ڈاک گھروں میں جمع کرکے رقم حاصل کی جاسکتی ہے۔

برآمدات اور درآمدات کے امور میں آسانی پیدا کرنے کی غرض سے ممبئی، کلکتہ، چنئی اور نئی دہلی میں زرمبادلہ کے غیر ملکی پرنسپل دفاتر قائم ہیں۔ ان کے علاوہ احمدآباد، بنگلور، جے پور، کوچین اور سری نگر میں پانچ ذیلی غیرملکی ڈاک گھر بھی کھول دیئے گئے ہیں۔ بنارس، کانپور، سورت، نوئیڈا، آگرہ میں بھی برامد کنندگان اور سیاحوں کی سہولت کے لئے ایکسپورٹ ایکسٹنشن کاؤنٹر قائم کئے گئے ہیں۔

کام کرنے والی ایجنسیاں

پوسٹ آفس سیونگ بینک

ڈاک گھر بچت بنک میں صارفین کے 11 کروڑ بچت کھاتے ہیں۔ پوسٹ آفس سیونگ بینک ملک کا سب سے بڑا بچت

بینک ہے اور لگ بھگ 1,50,389 ڈاک گھروں میں سیونگ بینک کھاتے کھلے ہوئے ہیں ۔ مارچ 2001 تک قومی بچت اسکیموں کے تحت 2,18,695.15 کروڑ روپے جمع تھے۔ ان میں ڈاک خانوں میں پبلک پراویڈنٹ فنڈ کی رقم شامل نہیں ہے۔ ڈاک گھر نے حال ہی میں کثیر قومی کمپنی ویسٹرن یونین فائننشل سروسز انٹرنیشنل کے ساتھ حصہ داری کی، تاکہ صارفین کو فوری طور پر بین الاقوامی رقوم منتقلی کی سہولت حاصل ہوسکے۔ اس نئی خدمت سے 188 ملکوں سے حقیقی وقت کی بنیاد پر رقوم کی تبدیلی ہوسکتی ہے۔ یہ خدمت اس وقت 250 سے زیادہ ڈاک گھروں میں دستیاب ہے۔

میچول فنڈ اور سیکورٹیز

ڈاک گھر کی ایک اور پہل اپنے نٹ ورک کے ذریعے میچول فنڈوں کی تقسیم کے لیے IDBI پرنسپل، پروڈینشیل ICICI اور SBI میچول فنڈ کے ساتھ شراکت ہے۔ یہ خدمت 200 سے زیادہ ڈاک گھروں میں دستیاب ہے اور سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی راجدھانیوں کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔

2000-1999 کے دوران پوسٹ آفس بچت بینک کھاتوں میں 30,247 روپے جمع کیے گئے۔ ملک کے 388 ہیڈ ڈاک گھروں میں بچت بینک کھاتوں کو کمپیوٹر نظام کے تحت لایا گیا ہے۔ 31 مارچ 2000ء کو PPF (پبلک پروونڈنٹ فنڈ) میں کل جمع رقم 4,454 کروڑ روپے تھی۔ بچت کل جمع رقم 30,247 کروڑ تھی۔

پوسٹل زندگی بیمہ

پوسٹل لائف انشورنس (PLI) ڈاک ملازمین کے لئے 1884 میں شروع کیا گیا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ سہولیت مرکزی اور ریاستی ملازمین، مرکزی اور ریاستی سطح کے سرکاری کارخانوں کے ملازمین یونیورسٹی اور امداد پانے والے تعلیمی اداروں کے ملازمین اور قومی ملکیت کے بینکوں کے ملازمین کو فراہم کردی گئی۔ پوسٹل لائف انشورنس کے تحت پانچ انشورنس اسکیم چلائی جاتی ہیں۔ سرکشا (مکمل جیون بیما)، سودھا (قابل منتقلی مکمل جیون بیما)، سنتوش (بند دبستی بیما)، سومنگل (متوقع بند دبستی بیما) اور یگل سرکشا (مشترکہ لائف بند دبستی جیون بیما)۔

سماج کے کمزور طبقات اور دیہی عوام کو کم پریمیم پر بیمہ کی سہولیت فراہم کرنے کی غرض سے 24 مارچ 1995 کو دیہی پوسٹل زندگی بیمہ اسکیم شروع کی گئی تھی۔ اس میں 5 قسم کی پالیسیاں ہیں: سرکشا، سودھا، سنتوش، سومنگل اور 10 سالہ دیہی PLI۔

2001-2000 کے دوران 1,48,201 پالیسیوں سے 1,263.33 کروڑ روپے کا بیمہ کرایا گیا، جب کہ دیہی ڈاک زندگی بیمہ کے تحت 1,61,771 پالیسیوں کی مدد سے 705.66 کروڑ روپے کا بیمہ کیا گیا۔

انسانی وسائل کا فروغ

لگ بھگ 2.92 محکمہ جاتی اور 3.09 لاکھ غیر محکمہ جاتی ملازمین والے اس محکمہ کے پاس ایک ترقی یافتہ تربیتی ڈھانچہ ہے۔ اس میں سرفہرست پوسٹل اسٹاف کالج غازی آباد ہے جو نہ صرف محکمہ ڈاک کے اعلا افسروں کی تربیت اور ترقیاتی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے بلکہ ڈاک کے مختلف پہلوؤں پر ورکشاپ کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ دربھنگہ، مدورائی، میسور، سہارنپور، اور بڑودہ میں واقع پوسٹل تربیتی مراکز میں تکنیکی اور نگران عملے کو دوران ملازمت تربیت دی جاتی ہے۔ ان مراکز میں متعلقہ عملے کو کمپیوٹر کے استعمال کی بھی ٹریننگ دی جاتی ہے۔

ٹیلی مواصلات

ٹیلی گرافی اور ٹیلی فون کی ایجادات کے فوراً بعد ہندستان میں ٹیلی مواصلات سروس بھی شروع کردی گئی تھی۔ کلکتہ اور ڈائمنڈ ہاربر کے درمیان پہلی ٹیلی گراف لائن نے 1851 میں کام کرنا شروع کردیا تھا۔ مارچ 1884 تک، آگرہ سے کلکتہ تک ٹیلی گرافی کے ذریعہ پیغامات رسانی کامل شروع ہوگیا تھا۔ 1900 تک ہندستانی ریلوے میں ٹیلی گراف اور ٹیلی فون کا استعمال ہونے لگا تھا۔ کلکتہ میں 82-1881 میں ٹیلی فون سروس بھی شروع ہوگئی تھی۔ پہلا خودکار ایکسچینج شملہ میں 14-1913 میں قائم ہوا تھا جو سات سو لائنوں پر مشتمل تھا محکمہ ٹیلی مواصلات نے آزادی کے بعد معیار اور مقدار دونوں میں نمایاں ترقی کی ہے۔

آزادی کے بعد ٹیلی فون ایکسچینجوں کی تعداد جو شروع میں تین سو کے آس پاس تھی وہ مارچ 2001 میں بڑھ کر 31,952 تک ہوگئی۔ ابتدا میں زیادہ تر ایکسچینج مینویل طرح کے تھے جنھیں بعد میں خودکار الکٹرو میکینکل ایکسچینجوں میں بدل دیا گیا۔ گزشتہ پندرہ برسوں کے دوران عددی الکٹرانک ایکسچینجوں کو استعمال میں لانے کے بعد پورے نیٹ ورک کے معیار میں خاصی بہتری آئی ہے۔ اس وقت ملک کے صدفی صد سے زاید ٹیلی فون ایکسچینج الکٹرانک قسم کے ہیں۔

31 مارچ 2001 کو ہندستان کے پاس ایشیا میں سب سے بڑا ٹیلی کام نیٹ ورک تھا جو لگ بھگ 31,952 سو ٹیلی فون ایکسچینجوں پر مشتمل تھا۔ ان کے لئے 3 کروڑ 99 لاکھ 10 ہزار لائنیں کھینچی گئی تھیں اور 3,244 کروڑ ٹیلی فون زیر استعمال تھے۔ طویل فاصلے کا ٹرانسمیشن نیٹ ورک ریڈیو نظام کے 1,69,000 کلومیٹر پر مشتمل ہے۔ جب کہ آپٹیکل فائبر نظام کا راستہ 2,26,651 روٹ کلومیٹر پر مشتمل ہے۔

خودکار آئی ایس ڈی سروس (انٹرنیشنل سبسکرائبر ڈائلنگ) ہر ملک کے لئے دستیاب ہے۔ این ایس ڈی (نیشنل سبسکرائبر ڈائلنگ) سے جڑے اسٹیشنوں کی کل تعداد 21,570 ہے۔ سٹلائٹ مواصلات اور پانی کے نیچے بچھی لائنوں کے استعمال سے بین الاقوامی کی مواصلاتی نظام میں غیر معمولی ترقی ہوئی۔ آواز والی اور بے آواز ٹیلی مواصلات میں اعداد و شمار کا بھیجنا میسائل، موبائل ریڈیو، ریڈیو پیجنگ، لیزڈ لائن خدمات شامل ہیں۔ گھریلو اور کمرشیل صارفین کی مختلف ضرورتوں کو پورا کرتی ہے۔ کمپیوٹر مواصلات خدمت کے عالمی پیمانے کے استعمال کے لئے ڈیڈیکیٹڈ پیکڈ سوئچڈ پبلک ڈیٹا نٹ ورک بھی دستیاب ہے۔ آئی ایس ڈی این خدمات بھی بہت سے شہروں میں دستیاب ہیں۔ ملک کے چھ لاکھ گاؤوں میں سے 4.09 لاکھ مواضعات میں ٹیلی فون کی سہولتیں فراہم کردی گئی ہیں۔

ٹیلی مواصلات سیکٹر کو نجی سرمایہ کاری کے لیے کھولنے اور آزاد ریگولیٹر کی تشکیل کے بعد سے حکومت کا دھیان محکمہ ٹیلی مواصلات سے خدمات فراہم کرانے کے کاموں کو الگ کرنے اور سرکاری خدمات فراہم کنندہ کو مساوی سہولیات فراہم کرانے میں لگا ہوا ہے۔ اسی وجہ سے یکم اکتوبر 2000 سے ایک نئے پبلک سیکٹر انڈر ٹیکنگ۔ بھارت سنچار نگم لمیٹڈ (BSNL) کی تشکیل کی گئی اور اس نے پورے ملک میں محکمہ ٹیلی مواصلات کے ذریعے پہلے سے چلائی جارہی خدمات کا کام کاج سنبھال لیا ہے۔

بنیادی خدمات

ٹیلی کام ریگولیٹری اتھارٹی آف انڈیا (TRAI) کی سفارشوں کے مطابق حکومت نے 25 جنوری 2001 کو لائیسنس دینے کے لیے رہنما خطوط جاری کیے۔ جس کے مطابق نئی بنیادی خدمات فراہم کرانے والے بنا کسی پابندی کے سبھی خدماتی ایریا میں کھلے طور پر داخلے لے سکتے ہیں۔ ان ایریا میں وہ چھ خدماتی ایریا بھی شامل ہیں جہاں پہلے سے نجی لائیسنس موجود ہیں۔ ان رہنما خطوط کے مطابق مقامی ایریا میں ابتدائی ٹیلیفون خدمات کے صارفین کے وائرلیس سب اسکرائبر ایکسس سسٹم کے تحت بھی

ہاتھ والے ٹیلیفون سیٹ استعمال کرنے کی چھوٹ ہے۔ ان اسکیموں میں موجودہ خدمات سمیت کسی بھی بنیادی خدمات کے چلانے والے کو پہلے آؤ پہلے پاؤ کی بنیاد پر 5+5 میگاہرٹز اسپکٹرم کے متعینہ فریکوینسی بینڈ مل سکتے ہیں۔

قومی لمبی فاصلاتی خدمات

سال 1999 کی نئی ٹیلی کام پالیسی کے مطابق قومی لمبی فاصلاتی خدمات کو نجی سیکٹر کے لیے 13 اگست 2000 کو کھول دیا گیا۔ ہندوستان میں رجسٹرڈ کمپنیاں اس خدمات کے لائیسنس کے لیے درخواست دے سکتی ہیں اور ہر مجاز کمپنی کو صرف ایک لائیسنس مل سکتا ہے۔ لائیسنس غیر مخصوص بنیاد پر دیا جاتا ہے اور خدمات فراہم کرنے والوں کی کل تعداد کی کوئی حد نہیں ہے۔ ان خدمات کے لیے سیدھے غیر ملکی خدمات سرمایہ کاری کی حد 49 فی صد ہے۔ دور دراز اور غیر اقتصادی ایریا تک رسائی کے لیے ہر ایک درخواست کنندہ کمپنی کو ایک رول آؤٹ منصوبہ بنانا ہوتا ہے، جس سے ٹیلی کام سرکل میں دور دراز اور غیر اقتصادی ایریا میں چار مراحل میں پہنچنے کے طریقے بتانے ہوتے ہیں۔

بنیادی ساختی سہولتوں کے فراہم کار

بنیادی ساختی سہولتیں مہیا کرانے والوں کے دو زمرے IP-I اور IP-II کی پہچان کر لی گئی ہے اور انھیں 13 اگست 2000 سے نجی سیکٹر کے لیے کھول دیا گیا ہے۔ بنیادی ساختی سہولتوں کے فراہم کار IP-I والی ٹیلی کام خدمات کے لائیسنس ہولڈروں کو باہمی طور سے قبول کی گئی شرائط پر ڈارک فائبرس، رائٹ آف وے، ڈکٹ اسپیس اور ٹاور کرائے/ معاہدے/ فروخت بنیاد پر فراہم کرائیں گے۔ IP-I کی شکل میں کام کرنے والی کسی بھی ہندوستانی رجسٹرڈ کمپنی کو ٹیلی کام محکمے کے پاس بھی رجسٹرڈ کرانا ہوگا۔ بنیادی ساختی فراہمی درجہ IP-II میں وہ لوگ آتے ہیں جنھیں اینڈ ٹو اینڈ بینڈ وڈتھ معاہدہ/ کرایہ فروخت بنیاد پر دینے کا لائسنس ملا ہوتا ہے یعنی جن کے پاس پیغام لے جانے کے ڈیجیٹل ٹرانسمیشن صلاحیت ہوتی ہے۔ ضروری اہلیت شرائط کو پوری کرتی کسی بھی ہندوستانی رجسٹرڈ کمپنی کو IP-II لائسنس مل سکتا ہے۔ یہ لائسنس غیر خصوصی بنیاد پر ہوتا ہے اور نئے داخل ہونے والوں کی تعداد محدود نہیں ہوتی۔ ان خدمات کے لیے 74 فی صد سیدھے غیر ملکی سرمایہ کاری کی چھوٹ ہوتی ہے۔

زاید مالیت کی خدمات (ویلیو ایڈیڈ سروسز)

نئی ٹیلی کام پالیسی 1999 (NTP-99) کے ڈھانچے کے مطابق ٹیلی کام سیکٹر اس طرح کا ہوگا۔ سیلولر موبائل خدمات مہیا کرانے والے۔ کیبل خدمات مہیا کرانے والے اور طے شدہ یا مقررہ کا سروس فراہم کرانے والوں کو مشترکہ طور پر، ایکسس پرووائیڈر، کا نام دیا گیا، ریڈیو پیجنگ خدمات فراہم کرنے والے، عوامی موبائل ریڈیو ٹرنکنگ خدمات مہیا کرنے والے، قومی لمبی دوری کے آپریٹر، بین الاقوامی لمبی دوری کے آپریٹر، دیگر خدمات فراہم کرانے والے سٹیلائیٹ کے ذریعہ بین الاقوامی سطح کی موبائل انفرادی مواصلاتی خدمات (GMPCS) اور VSAT پر مبنی خدمات فراہم کرانے والے نئی پالیسی 1999 کی شرائط کے تحت ویلو ایڈڈ سروسز کے دیگر لائسنس جاری کئے جائیں گے۔

سبھی میٹرو شہروں اور چنندہ شہروں کے 18 سرکلوں کے لیے خدمات شروع ہو چکی ہیں۔ 31 جولائی 2001 کو ملک میں 42.89 لاکھ سیلولر صارفین تھے۔ نئی ٹیلی مواصلات پالیسی کے تحت سیلولر خدمات کے موجودہ لائسنس حاملین کو یکم اگست 1999 سے آمدنی میں شریک ہونے کا نظام اپنانے کی منظوری مل گئی۔ ملک کے مختلف حصوں میں سیلولر موبائل ٹیلی فون خدمات چلانے کے لئے MTNL اور BSNL کو لائسنس جاری کئے گئے ہیں۔ MTNL نے نئی دہلی اور ممبئی اور BSNL نے بہار سرکل میں خدمات شروع کر دی ہیں۔ نئی پالیسی کے تحت سیلولر آپریٹروں کو یہ رعایت دی گئی ہے کہ وہ اپنے دائرہ عمل میں سبھی طرح کی موبائل

خدمات جس میں صوتی یا غیر صوتی پیغامات شامل ہیں، ڈاٹا خدمات اور پی۔سی۔او مہیا کرا سکتے ہیں اس کے لئے سرکٹ یا پیکج سوئچ کے ساتھ کسی طرح کا نٹ ورک آلات استعمال کر سکتے ہیں۔ جو کہ بین الاقوامی، ٹیلی کام یونین ر ٹیلی کام انجینئر نگ مراکز کے معیاروں کو پورا کرتے ہیں۔

انٹرنیٹ خدمات

نومبر 1998 سے انٹرنیٹ خدمات نجی سیکٹر کے لیے کھول دی گئی ہیں۔ 31 اکتوبر 2003 تک لائسنس فیس ہٹا دی گئی ہے اور یکم نومبر 2003 سے لائسنس فیس محض ایک روپیہ سالانہ ہوگی۔ سال میں رجسٹرڈ کوئی بھی کمپنی لائسنس حاصل کر سکتی ہے اور اس کے لیے پہلے سے کسی تجربے کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔ صدفی صد تک فی بیرونی ایکوئٹی والی کمپنیاں گیٹ وے کے ساتھ انٹرنیٹ سروس پرووائیڈر رکھتی ہیں۔ اب تک 470 ISP لائسنس جاری کیے گئے ہیں اور تقریباً 32 لاکھ انٹرنیٹ صارفین ہیں۔

پبلک موبائل ریڈیو ٹرنکڈ خدمات (PMRTS) اس وقت 26 شہروں میں PMRTS چلانے کے لئے 17 کمپنیوں کے ساتھ 55 لائسنس معاہدے کئے گئے ہیں۔ 26 شہروں میں یہ خدمات شروع کی جا چکی ہیں۔ نئی ٹیلی کام پالیسی 1999 کے تحت نئے لائسنس جاری کرنے کی پالیسی آخری مراحل میں ہے۔

وائس میل/آڈیوٹکس خدمات: فی الوقت 5 شہروں کے لیے 4 کمپنیوں کے ساتھ 5 لائسنس جاری کیے گئے ہیں۔ یہ چار کمپنیاں 5 شہروں میں خدمات انجام دے رہی ہیں۔ وائس میل/آڈیوٹکس/یونیفائیڈ میسیجنگ سروس کے لیے نئی ٹیلی کام پالیسی 1999 کے تحت نئی پالیسی کو منظوری دے دی گئی ہے۔ لائسنس ہولڈروں کو ابھی کوئی لائسنس فیس نہیں دینا ہے۔ درخواست کے ساتھ صرف 3 لاکھ روپے کی بینک گارنٹی دینی ہوگی۔

سٹیلائٹ سروس کے ذریعہ عالمی موبائل نجی کمیونی کیشن:-(GMPCS) مرکزی حکومت نے 26 اگست 1998 کو ملک میں سٹیلائٹ سروس کے ذریعہ عالمی موبائل نجی کمیونی کیشن سروس شروع کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس فیصلے کے تحت 49 فیصد غیر ملکی حصص والی ہندستانی کمپنیاں اس کا لائسنس حاصل کر سکیں گی بشرطیکہ وہ سلامتی کے نقطۂ نظر سے نجی تجاویز پر عملدرآمد کرنے کی یقین دہانی کرائیں۔

میسرز اریڈیم انڈیا ٹیلکام لمیٹڈ کو اس سروس کے لئے ایک عبوری لائسنس 28 اکتوبر 1998 کو دیا گیا ہے۔ لیکن میسرز اریڈیم۔ایل ایل سی امریکا کے ذریعہ سٹیلائٹ کی سہولت نہ مہیا کرا پانے کی وجہ سے 18 مارچ 2000 کو یہ خدمات ٹھپ ہو گئیں۔ میسرز اے۔ایس۔سی انٹر پرائز اور شیامالا ے سی ای ایس انڈیا پرائیویٹ لمیٹڈ کو ان خدمات کے لیے LOI جاری کیا جا چکا ہے۔ GMPCS کے لائسنس کی شرائط کو آخری شکل دی جا رہی ہے۔

تربیتی ڈھانچہ

ہندستانی ٹیلی مواصلاتی انتظامیہ نے 31 مارچ 2000 کو 4,21,364 افراد کو روزگار فراہم کیا ہے۔ ٹیلی کام عملے کی صلاحیتوں اور ان کی معلومات میں اضافے کے لئے تربیتی پروگراموں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس وقت ملک میں ٹیلی مواصلات کے 44 تربیتی مراکز ہیں۔ ایڈوانسڈ لیول ٹیلی کام ٹریننگ سنٹر (ALTTC) غازی آباد اور بھارت رتن بھیم راؤ امبیڈکر انسٹی ٹیوٹ برائے ٹیلی کام ٹریننگ جبلپور ان میں سرفہرست ہیں۔ بقیہ 42 تربیتی مراکز ریجنل، ریاستی اور ضلعی سطح پر قائم کئے گئے ہیں جہاں عملے کو تکنیکی، ٹریفک، انتظامی امور اور مالیاتی زمرہ میں تربیت دی جاتی ہے۔ VSNL کے منیجروں کی تربیتی ضرورتوں کو

دیکھتے ہوئے حیدر آباد میں نیشنل اکیڈمی آف ٹیلی کام فائنس اینڈ مینجمنٹ کی تشکیل ہوئی ہے۔

غازی آباد میں واقع تربیتی مرکز حکومت نے 1975 این ڈی پی اور آئی ٹی یو کی مدد سے حکومت ہند نے قائم کیا تھا۔ اس مرکز میں حکومت ہند کے پرائمری، ثانوی اور اعلیٰ سطح کے ٹیلی مواصلات انجینئروں اور منتظمین کو ٹیلی مواصلات کی ہائی ٹکنالوجی اور جدید مینجمنٹ سسٹم کی تربیت دی جاتی ہے۔ اس مرکز میں جنوب مشرقی ایشیا اور ESCAP خطے کے ممالک کے سرکاری مندوبین کو بھی تربیت دی جاتی ہے۔ ان ممالک میں مشرق بعید، مشرق وسطیٰ اور افریقہ کے انگریزی زبان والے ممالک بھی شامل ہیں۔ اے۔ایل۔ٹی۔سی غازی آباد تیار تربیتی پروگراموں، تربیت میں کام آنے والی آڈیو ایڈز، معاون مواد، کمپیوٹر پر مبنی تربیت، سافٹ ویر تعاون اور تربیت کنندگان کی تربیت کے ذرائع ہیں۔ ہر سال 3 ہزار 5 سو افسروں کو جن میں بیرونی ملکوں کے افراد بھی شامل ہیں اس مرکز میں تربیت دی جاتی ہے۔

ٹیلی موصلاتی انجینئرنگ سنٹر (TEC)

ٹیلی مواصلاتی انجینئرنگ مرکز سائنس اینڈ ٹکنالوجی ادارہ ہے۔ ٹیلی مواصلاتی انجینئرنگ سنٹر (TEC) ٹیلی کام کمیشن کے ایک حصہ کے طور پر کام کرتا ہے جس کا صدر دفتر نئی دہلی میں ہے۔ اس سنٹر کی اہمیت اور مقاصد میں شامل ہیں: (i) ٹیلی مواصلات ساز وسامان، ماحصل، نظاموں اور نٹ ورکوں کی معیار بندی اور ضرورتوں کا پیشگی اندازہ (ii) سبھی ترقیاتی ایجنسیوں کے ذریعے ترقی یافتہ نئے پروڈکٹوں، ساز وسامان اور نظاموں کا ارتباط اور تعین۔ (iii) علاقائی اکائیوں کو مقامی نٹ ورک اور ٹیلی کام کمیشن کو قومی نٹ ورک منصوبہ بنانے میں مدد کرنا اور (iv) عوامی سیکٹر MTNL/VSNL کا ٹینڈر تعین قدر ساز وسامان کی جانچ اور نٹ ورک اپنانے میں انجینئرنگ مدد کرنا۔

TEC مصنوعات کے تعین قدر کے بعد مختلف طرح کی منظوری فراہم کرتا ہے۔ اس کے علاوہ TEC کو ایسے لائسنس ہولڈروں کو ویلیو ایڈیڈ نجی نٹ ورکوں اور پوائنٹ آف انٹر کنکٹ کی جانچ کرنے کے لیے نوڈل ایجنسی مقرر کیا گیا ہے، جو کہ ٹیلیفون خدمات مہیا کرا رہے؛ ٹیلی کام کمیشن اور علاقائی اکائیوں کو دیا جانے والا تکنیکی اور انجینئرنگ تعاون TEC کے اہم کاموں میں سے ایک ہے۔

ٹیلی کام کوالٹی یقین دہانی ونگ

ٹیلی کام کوالٹی اسیورنش ونگ کا قیام 1979 میں شروع میں ٹی اینڈ ڈی سرکل کے حصے کے طور پر کیا گیا تھا۔ بعد میں 1986 میں اسے خود مختار ادارے کا درجہ دے دیا گیا۔ اس کا مقصد کوالٹی کا معیار طے کرنا، کوالٹی کو یقین دہانی متعین کرنا اور ٹیلی کام آلات، اور نٹ ورک مصنوعات کی کوالٹی جانچ کے دوران فیکٹریوں اور علاقائی اکائیوں میں آرہے مسائل کا حل ڈھونڈنا ہے۔

ٹیلی میٹکس کی ترقی کا مرکز

ٹیلی میٹکس (Telematics) کی ترقی کا مرکز ایک خود مختار رجسٹرڈ سوسائٹی ہے جس کا قیام 1984 میں عمل میں آیا تھا اس کے قیام کا مقصد ہندوستانی حالات کے مطابق نئے سوئچنگ نظام کو فروغ دینا تھا۔ اس کے کام کے دائرہ کو 1989 میں وسعت دی گئی تھی تا کہ وہ نظام ترسیل کو مزید بہتر بنانے کے موثر اقدام کر لے۔ سی۔ڈاٹ نے کفایتی مصنوعات کے ایک پورے سلسلے کو فروغ دیا گیا جس میں تعمیری صلاحیت اور مضبوطی تھی جس سے وہ ہندوستانی ٹیلی کام سسٹم کے سامنے آنے والے مخالف حالات کو بھی برداشت کر سکے۔ محکمہ ٹیلی مواصلات کے ذریعہ مالی امداد یافتہ سی۔ڈاٹ کو دیہی ٹیلی مواصلاتی کے میدان میں اس کو بڑی

اہمیت حاصل ہے۔

اس کو ٹیلی کام محکمہ سے پوری امداد فراہم کی جاتی ہے اس وقت دیہی ٹیلی کام نیٹ ورک میں 31,000 ایکسچینج کام کررہے ہیں۔ شہری اور نیم شہری علاقوں میں استعمال کے لئے 1,500 سے 40,000 لائنوں سے عددی سوئچنگ نظام ڈی ڈاٹ ڈی ایس ایس کو فروغ دیا گیا ہے۔ اس کو سی ڈاٹ، ڈی ایس ایس میکس (خاص خودکار ایکسچینج) کا نام دیا گیا ہے سی۔ ڈاٹ ڈی ایس ایس میکس مصنوعات مقامی، ٹول ٹرانزٹ اور مربوط مقامی اور ٹرانزٹ سوئچوں کے اعلا معیار پر پوری اترتی ہیں۔ یہ ایکسچینج ہر گھنٹے 8 لاکھ کالیں نمٹاتے ہیں۔

ان نظاموں کو زیادہ سے زیادہ کارآمد بنانے کی غرض سے مربوط سروس عددی نیٹ ورک (ISDN) انٹیلی جنٹ نیٹورک سروسز (IN) اور وی 5.1/5.2 انٹرفیسیز کا استعمال کیا جاتا ہے۔

ترسیل کے میدان میں C-DOT نے دیہی اور شہری ایکسچینجوں سٹیلائٹ نظام برائے مربوط صوتی اور ڈاٹا مواصلات، عددی ملٹی پلکسر اور اپٹیکل مواصلاتی نظام کو مربوط کرنے کے لئے کم صلاحیت کی عددی ویڈیو ٹکنالوجی کو فروغ دیا ہے۔ اس کے علاوہ سی ڈاٹ اپنی مختلف مصنوعات کے ذریعہ 20 صنعتکاروں اور 650 سے زیادہ فروخت کنندگان کو بھی امداد فراہم کررہا ہے۔ جس کے بدلے وہ ان پیداکاروں کو کل پرزے اور ذیلی نظاموں کے ذریعہ تعاون مہیا کراتا ہے۔ یہ ایک اہم حقیقت ہے۔ سی ڈاٹ (C-DOT) کی مصنوعات ملک کے کونے کونے تک پہنچ چکی ہیں جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت ڈیڑھ کروڑ سی ڈاٹ ایکسچینج کام کررہے ہیں۔ سی ڈاٹ کی مصنوعات بنگلہ دیش، نیپال، ویت نام، ایتھوپیا، روس، یوگینڈا، گھانا انگولا، نامبیا، نائیجریا اور یمن کو بھی برآمد کی گئی ہیں۔ سی ڈاٹ ٹکنالوجی کی تفصیل جدول نمبر 23.1 میں دیکھیں۔

جدول: 23.1 سی ڈاٹ (C-DOT) ٹکنالوجی

ترقی یافتہ	ترقی کے مراحل میں
کم صلاحیت والے دیہی خودکات ایکسچینج (250 لائینوں تک)	ٹیلی کام مینجمنٹ نٹ ورک
درمیانہ صلاحیت والے اہم خودکار ایکسچینج (1,500 لائینوں تک)	نجی مواصلاتی نظام کا فروغ
زیادہ صلاحیت والے اہم خودکار ایکسچینج (1,500 سے 40,000 لائینوں تک)	اعلیٰ ایرلیگ صلاحیت سوئچ
درمیانہ اور زیادہ صلاحیت والے ایکسچینجوں پر CCS7 امداد پر مبنی	
میکس سوئچ سلسلہ کے لیے ISDN	ISBM ایکسچینج (4,000 صارفین تک کیلئے)
انٹیلی جنٹ نٹ ورک	فائبر ایکسس نظام
ATM سوئچ	KU بینڈ میں 64kbps کی مربوط وائیس اور ڈاٹا VSAT۔
درمیانہ اور زیادہ صلاحیت والے ایکسچینجوں پر ریموٹ سوئچنگ یونٹ مدد	انٹرنیٹ ٹیلی فون گیٹ وے سوئچ۔
	SDH سلسلے کے پروڈکٹ
ریموٹ لائین کنسنٹریٹر: RLC (زیادہ صلاحیت)	CDMA ٹکنالوجی پر مبنی "WILL" (براڈ بینڈ)
C-DOT سوئچوں کے لیے V5.1/2 انٹرفیس	

ریموٹ آپریشن اور ایکسچینجوں کے رکھ رکھاؤ کے لیے ٹیلی کام مینجمنٹ سینٹر

نئی ISDN خدمات

MAX میں ISDN پروٹوکال کا V5.2 کے ساتھ تکمیل شدہ

ISDN ٹرمنل آلات پر انٹرنیٹ کا اطلاق

600 MHz بینڈ میں 10 چینل والی ڈیجیٹل UHF نظام

ملٹی پوائنٹ ریڈیو کا TDMA پوائنٹ سے دوسری اور تیسری ترتیب کے ڈیجیٹل ملٹی پلکسر

8mbps آپٹیکل لائین ٹرمینٹنگ آلات

3x10 چینل ڈیجیٹل ملٹی پلکسر

64kbps انٹیگریٹڈ وائس اور ڈاٹا VSAT C اور توسیع شدہ C بینڈ پر

C بینڈ میں MCPC VSAT

ہائی ڈاٹا ریٹ VSAT

موبائل سیٹلائیٹ سسٹم (INSAT MSS)

آپٹیکل ایمپلی فائر سسٹم

2-34 mbps Optimux

وائرلیس ان لوکل لوپ اینڈ ملٹی ایکس ریڈیو

انٹرنیٹ پوائنٹ آف پریزنس

ADSL کنکٹیوٹی

ویولینتھ ڈویژن ملٹی پلکنگ (WDM)

وائرلیس منصوبہ بندی اور تال میل شعبہ

وائرلیس منصوبہ بندی اور تال میل شعبہ، جو 1952 میں قائم کیا گیا تھا قومی ریڈیو ریگولیٹری اتھارٹی ہے۔ یہ ملک میں ریڈیو اسپکٹرم (Spectrum) کے استعمال میں ریگولیشن اور تال میل پر نظر رکھتا ہے۔ یہ شعبہ بین الاقوامی ٹیلی مواصلات یونین کے تمام امور سے متعلق ایک مرکزی ایجنسی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ ٹیلی مواصلات کے تمام امور کے لئے متحدہ اقوام کی ماہر ایجنسی اور خطے کی بین سرکاری تنظیم ایشیا پیسفک ٹیلی کمیونٹی (APT) کے لئے بھی ایک مرکزی ایجنسی کے طور پر کام کرتا ہے۔ اس شعبے کے دوران سرکاری تنظیم۔ ایشیا پیسفک ٹیلی کمیونٹی، کے ساتھ بھی ونگ رابطہ رکھتا ہے۔ یہ ونگ ہندوستان میں بھی ریڈیو فریکوینسیز کے استعمال سے منسلک منصوبہ، تال میل، سونپے جانے، ضابطہ اور انتظامیہ سے متعلق کام کرتا ہے۔ یہی شعبہ وائرلیس مرکز پر لگائی جانے والی جگہوں کے بارے میں منظوری دیتی ہے۔

ہندستانی ٹیلیگراف ایکٹ مجریہ 1885 کے مطابق یہ شعبہ منصوبہ بندی، تال میل اور ہندستان میں ریڈیو فریکوئنسی کے استعمال سے متعلق تمام ذمہ داریاں انجام دیتا ہے۔ وائرلیس اسٹیشنوں کے قیام کی جگہ کی اجازت دیتا ہے اور وائر اسٹیشنوں کی تنصیب، بحالی اور طریقہ کار کے لئے لائنس بھی جاری کرتا ہے۔ یہ موبائل خدمات اور ریڈیو امیچرس (Amateurs) کے لئے صلاحیت کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے سے قبل انتخابات کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ یہ سٹیلائٹ نٹ ورک کے لئے ارضی اسٹیشنری سٹیلائٹ، آربٹ 490 مین فریکورسن اور حالت سے جڑے بھی امور کے ذمہ دار ہے یہ اس شعبے میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر تال میل کا کام بھی کرتا ہے۔ بنیادی خدمات اور ویلیو ایڈیڈ سروسز جیسے سیلولر موبائل، ریڈیو پیجنگ VSAT، آئی۔ ٹی آئی ایس پی

ریڈیو ٹریکنگ وغیرہ کو مارکیٹنگ حقوق (فرنچائز) کی بنیاد پر مہیا کرانے کے لئے حکومت کے فیصلے سے ریڈیو اسپکٹرم کی مانگ بڑھی ہے۔

پبلک سیکٹر انڈر ٹیکنگ

بھارت سنچار نگم لمیٹڈ (BSNL)

بھارت سنچار نگم لمیٹڈ کی تشکیل یکم اکتوبر 2000 کو ٹیلی کام خدمات محکمہ کے کارپوریٹائزیشن کے ذریعے کی گئی۔ یہ صد فی صد حکومت ہند کی ملکیت کی عوامی سیکٹر اکائی (PSU) ہے۔ اس کا مجاز سرمایہ 10,000 کروڑ روپے، اداشدہ پونجی 5,000 کروڑ، خالص مالیت 63,000 کروڑ روپے، سالانہ آمدنی 20,354 کروڑ روپے اور ماہر ملازمین کی تعداد 3.6 لاکھ ہے۔ اس طرح یہ ملک کی سب سے بڑی پبلک سیکٹر یونٹ ہے۔ ملک بھر میں ٹیلی کام خدمات مہیا کرانے کے محکمہ ٹیلی کام کے پہلے کے کاموں کو اب یہ کمپنی سنبھالتی ہے۔ ٹکنالوجی رخی کمپنی BSNL پر یہ ذمہ داری ہے کہ نہایت جدید ٹکنالوجی کے ساتھ سبھی طرح کی ٹیلی کام خدمات مہیا کرے، ٹیلیفون اور بینڈ ودتھ مانگ پر ہی مل جائے اور 2002 تک ملک کے ہر گاؤں میں کم سے کم ایک عوامی ٹیلیفون ہو۔ سال 1999 کی نئی ٹیلی کام پالیسی کے مطابق ملک میں ٹیلیفون کثافت کو موجودہ 3.5 کی سطح سے بڑھا کر مارچ 2005 میں 7 تک اور مارچ 2010 میں 15 تک لے جانا ہے۔ ملک میں 4.09 لاکھ سے زیادہ گاؤں میں ٹیلیفون سہولتیں دی گئی ہیں۔

BSNL سیلولر موبائل ٹیلیفون خدمات میں داخل ہو رہا ہے اور مارچ 2003 تک کل 40 لاکھ لائنیں مہیا کرا دے گا۔ BSNL دیہی اور شہری دونوں ہی علاقوں میں بڑے پیمانے پر وائرلیس ان لوکل لوپ (WLL) خدمات اپنا رہا ہے تاکہ شہری علاقوں میں رواں سال کے دوران ہی محدود حرکت پذیری حاصل کر سکے۔

مہانگر ٹیلی فون نگم لمیٹڈ

مہانگر ٹیلی فون نگم لمیٹڈ (ایم ٹی این ایل) کمپنی کی حیثیت سے وزارت مواصلات کے ٹیلی مواصلات محکمہ کے تحت یکم اپریل 1986 کو عالم وجود میں آیا۔ ٹیلی کام خدمات کو چالو رکھنے، کنٹرول کرنے اور اس کے نظم و نسق کی تمام ذمہ داری اس کے سپرد ہے۔ ممبئی، نئی ممبئی، تھانے اور دہلی کی میٹروپولیٹن حدود میں قائم پبلک ٹیلیگراف سروس کی دیکھ ریکھ اور نظم و نسق بہرحال اس کے سپرد نہیں ہے۔ ایم ٹی این ایل نے وجود میں آنے کے بعد پندرہ برس کے دوران غیر معمولی ہمہ گیر ترقی کی ہے اور اس کی آپریشنل صلاحیت میں کافی بہتری پیدا ہوئی ہے۔ MTNL کئی طرح کی ٹیلی کام خدمات مہیا کراتا ہے، جیسے: قائم ٹیلیفون خدمات، GSM پر مبنی موبائیل خدمات، CDMA پر مبنی وائرلیس ان لوکل لوپ، انٹرنیٹ اور لیز ڈ لائن خدمات۔ MTNL کا نٹ ورک ڈیجیٹل ہے۔ MTNL کے دہلی میں 203 اور ممبئی میں 160 ٹیلیفون ایکسچینج ہیں۔ کل سوئچنگ صلاحیت 5.12 لاکھ ہے۔ کارپوریشن 43.3 لاکھ سیدھی ایکسچینج لائینوں کو چلا رہا ہے اور ورکنگ اسٹیشنوں کی کل تعداد 56 لاکھ ہے۔ کارپوریشن 36,742 لیز ڈ لائینوں اور 28,550 ISD کنکشن بھی مہیا کرا رہا ہے۔ MTNL نے 2001 میں دہلی اور ممبئی دونوں ہی جگہوں پر ''ڈالفن'' بانڈ سے GCM پر مبنی سیلولر موبائل ٹیلیفون خدمت شروع کی ہے۔ اس خدمت کے شروع ہونے کے بعد نجی آپریٹروں نے اپنی محصول شرح میں تقریباً 50 فی صد کی کردی۔ ٹیلیفون خدمات کے ساتھ ساتھ کارپوریشن کئی طرح IN پر مبنی پلس خدمات بھی فراہم کراتا ہے۔ اس میں پریمیم شرح خدمات، پری۔ پیڈ خدمات، ورچویل پرائیوٹ نٹ ورک، یونیورسل نمبر، ٹیلی ووٹنگ وغیرہ شامل ہیں، جو کہ انٹیلی جنٹ نٹ ورک پلیٹ فارم پر مبنی ہیں۔ اس کے علاوہ کمپیوٹرائز ڈ مارننگ الارم، وائس میل، کال فارورڈنگ، کال ویٹنگ وغیرہ فون پلس خدمات ہیں۔ صارفین کے ذریعے بلوں کی ادائیگی انٹرنیٹ کے ذریعے، چندہ پیٹرول

پمپوں پر ماسٹر کارڈ کے ذریعے اور آٹو میٹک ٹیلر مشینوں کے ذریعے بھی کیا جا سکتی ہے۔

کمپنی کے حصوں کی مجموعی مجاز رقم 800 کروڑ روپے ہے۔ ادارہ شدہ سرمایہ 630 کروڑ روپے ہے جس میں جی ڈی آر کے اجرا سے حاصل 30 کروڑ روپے بھی شامل ہیں۔ اس رقم میں حکومت کا حصہ لگ بھگ 56.75 فیصد ہے۔

ودیش سنچار نگم لمیٹڈ (VSNL)

ودیش سنچار نگم لمیٹڈ بین اقوامی ٹیلی مواصلات خدمات فراہم کرنے والا ہندستان کا ایک اہم ادارہ ہے، جس کو 31 مارچ 2002 تک بین لااقوامی ٹیلی مواصلات خدمات میں اجارہ داری حاصل رہے گی۔ سردست ودیش سنچار نگم لمیٹڈ میں حکومت کا حصہ 52.97 فیصد ہے۔ لیکن حکومت نے اس سال حصہ داری کو گھٹا کر 26 فی صد لے جانے کا منصوبہ بنایا ہے 25 فی صد حصہ کسی مخصوص حصہ دار کو فروخت کیا جائے گا اور 1.97 کارپوریشن کے ملازموں کو دیا جائے گا، اس بارے میں طریقۂ عمل شروع ہو چکا۔ نگم بنیادی خدمات کے ساتھ ساتھ ویلیو ایڈیڈ خدمات جیسے ٹیلی ویژن ترسیل رحصول، زیادہ طاقت کی عددی لیز لائن، سٹیلائٹ سے عالمی موبائل نجی مواصلات، انٹرنیٹ رابطہ، آئی ایس ڈی این، گیٹ وے Gateway پاکٹ سوئچنگ، ای میل، الکٹرانک، ڈاٹا انٹرچینج، فریم ریلے سروس اور ویڈیو کانفرنسنگ وغیرہ خدمات بھی فراہم کرتا ہے۔ ودیش سنچار نگم لمیٹڈ کو ممبئی، نئی دہلی، کلکتہ، چنئی، جالندھر، گاندھی نگر ارونا کلم اور کانپور میں واقع اس کے آٹھ گیٹ ویز کے ذریعہ بین لااقوامی ٹیلی مواصلات کے میدان تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ نگم 23 جگہوں پر 38 سٹیلائٹ ارتھ اسٹیشن، انالاگ کیبل، آئی او سی او ایم اور گلف کیبلس، 3 آپٹیکل فائبر سب اوشنک کیبل سسٹم SEA,ME-WE-2 اور SEA,ME-WE-3 اور فلیگ۔ چوتھی کیبل SAFE 2001 کے آخر تک شروع ہو جائے گی۔ ودیش سنچار نگم لمیٹڈ نے اپنی خدمات میں انٹرنیٹ کا جو تازہ ترین اضافہ کیا ہے وہ بہت اہم ہے۔ نگم 12 انٹرنیٹ "نوڈ" خود چلاتا ہے جن کی تعداد 2001 تک بڑھ کر 22 ہو جائے گی۔ VSNL پچھلے 5 برسوں سے سب سے بڑا انٹرنیٹ سروس پرووائیڈر بنا ہوا ہے اور اس کے 6.5 لاکھ سے زیادہ صارفین ہیں۔ MTNL کے ذریعہ چلائے جانے والے دوسرے انٹرنیٹ NODS کی مدد بھی کرتا ہے۔

وی۔ ایس۔ این۔ ایل نے ہندوستان کی طرف سے INTELSAT,INNMARSAT اور ان کی باز تشکیل کمپنیوں جیسے انمارسیٹ ہولڈنگ لمیٹڈ بین الاقوامی تنظیموں کے ساتھ معاہدے کئے ہیں۔ INTELSA کی جلد ہی نجکاری ہونے والی ہے۔ VSNL کچھ دیگر بڑے پروجیکٹ بھی شروع کرنے جا رہا ہے۔ جیسے قومی لمبی دوری خدمات، ڈائرکٹ ٹو ہوم سروس، SAFE کیبل، بزنس نٹ ورک، اسکرولس ٹرانسفر موڈ سوئچ، نٹ ورک منتظمہ نظام، ویڈیو اپ لنکنگ سہولیات، اعلیٰ صلاحیت والا انٹرنیٹ ایکسچینج اور اسٹینڈرڈ A ارضی مرکز پر ڈیجیٹل ٹی.وی اپ لنکنگ سسٹم۔ بین الاقوامی ٹیلی مواصلات اور ہندوستانی تجارت کے مواصلات کے ساتھ ارتباط کی مستقبل کے امکانات کو دیکھتے ہوئے VSNL کو ایک اچھا موضع حاصل ہوا ہے۔

VSNL کو بین الاقوامی پونجی بازار سے فنڈ مہیا کرانے میں کامیابی ملی ہے۔ اس کے لیے دو GDR ایشو جاری کیے گئے ہیں۔ پہلا GDR 1997 میں جاری کیا گیا تھا، جو 52.70 کروڑ امریکی ڈالر کے برابر تھا اور پھر 18.50 کروڑ ڈالر کا ایک دیگر GDR ایشو 1999 میں جاری کیا گیا۔ دوسرے ایشو کے ذریعے کمپنی میں حکومت کی حصہ داری کم کی گئی۔ سال 2000-1996 کے دوران کمپنی کی آمدنی اور خالص نفع میں اوسطاً 12.02 اور 31.01 فی صد کی شرح سے اضافہ ہوا ہے۔ اس کے شیئروں کی بازار کی قیمت 832.2 کروڑ روپے ہے۔ VSNL نے اضافہ کی شرح کو آگے بڑھانے کے لیے اگلے 5 سالوں میں بنیادی سہولیات وسعت، مستقبل کی ضرورتوں وغیرہ پر 7,300 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کی اسکیم بنائی ہے۔

براڈ کاسٹنگ پالیسی میں نرمی کے بعد نگم نے متعدد پرائیویٹ کمپنیوں مثلاً ٹی.وی.این 7، ٹی.وی. 18، راج ٹی وی، سن ٹی وی، سوریہ ٹی وی، ایناڈو، ایشیا نیٹ، جیمنی ٹی وی، وجے ٹی وی وغیرہ کو سٹیلائٹ سے جوڑنے کی سہولت بھی دستیاب کراتا ہے۔ اس کے علاوہ نگم اسٹار ٹی وی اور زی ٹی وی کو بھی ہر قسم کی ترسیل کی سہولتیں فراہم کرتا ہے۔ وی۔ایس۔این۔ایل اسٹار ٹی وی اور جی۔ٹی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر ٹرانسمیشن بھی فراہم کر رہی ہے۔ VSNL زیادہ بین الاقوامی مواصلات ٹریفک والے مراکز پر اور زیادہ گیٹ وے قائم کرنے اور انفارمیشن سپر ہائی وے کے لئے سہولیات کو وسعت دینے کے لئے قدم اٹھا رہا ہے تاکہ وہ ہندوستان میں بین الاقوامی ٹیلی کام حاملین کا حامل بنا ہے۔ 92-1991 سے نگم حکومت کی طرف سے مفاہمت کی میمورنڈم پر دستخط کرنے والی کمپنی ہے۔ اور گزشتہ چھ برس سے شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کر دیا ہے جس کا اس مدت کے دوران اعتراف بھی کیا جاتا رہا ہے۔

قومی لمبی دوری ٹیلیفون سہولیات

اگست 2000 میں حکومت نے لمبی دوری کی کال کو نجی کمپیوں کو کھولنے کے لئے نئے رہنما اصولوں کا اعلانیہ جاری کیا۔ نئی پالیسی کی خصوصیات ہیں۔ (1) ایس ٹی ڈی خدمات کے میدان میں کمپنیوں کا غیر بندشی داخلہ (2) بین ریاستی ایس۔ٹی ڈی کال کے لئے کمپنیوں کے درمیان کھلا مقابلہ (3) 20 سال کی مدت کا لائسنس جسے ایک بار میں 10 سال تک مزید بڑھایا جا سکتا ہے۔ (4) کمپنیوں کی اداشدہ ایکوئی سرمایہ 250 کروڑ روپے اور ان کی باقی خالص سرمایہ 2.500 کروڑ ہونا چاہئے (5) غیر ملکی حصہ داری 49 فی صد تک ہونی چاہئے (6) کمپنیاں سرکار کو آمدنی کا زیادہ سے زایدہ 15 فی صد لائسنس فیس کے طور پر دیں گی۔ نئی پالیسی کے مدنظر حکومت VSNL کے مفاد کی حفاظت کے لئے فیصلہ لے گی۔ محکمہ ٹیلی کام خدمات اور محکمہ ٹیلی کام آپریشن کو کارپوریٹ کر کے اسکیم اکتوبر 2000 سے بھارت سنچار نگم لمٹیڈ بنا دیا گیا۔

انڈین ٹیلی فون انڈسٹریز لمٹیڈ

انڈین ٹیلی فون انڈسٹریز لمٹیڈ کا قیام بنگلور میں جولائی 1948 میں عمل میں آیا تھا اس کی سالانہ پیداوار 2000 کروڑ روپے سے زیادہ ہے۔ ملک میں موجودہ ٹیلی کام نٹ ورک کا 70 فی صد سے زیادہ کام ITI نے کیا ہے۔

آئی ٹی آئی ملک میں ٹیلی کام ساز وسامان پیدا کرنے والی سب سے بڑی کمپنی ہے یہ ہر قسم کی ٹیلی کام مصنوعات تیار کرتا ہے اور DOT دفاع، ریلوے اور دوسرے اداروں کی جملہ ضروریات پوری کرتا ہے۔ کمپنی ہر طرح کے ٹیلی کام ساز وسامان بناتی ہے، جن میں سوئچنگ (بڑے اور دیہی سوئچ) مواصلات (ڈیجیٹل مائیکرو ویو، فائبر آپٹک اور بیک بون پروڈکٹ)، ایکس پروڈکٹ / صارفین کی جگہ پر لگنے والے آلات کا پورا سلسلہ شامل ہے۔ ITI کی بنی مصنوعات کا دفاع، ریلوے، توانائی، تیل وغیرہ سیکٹروں میں قابل اعتماد ہونے کے معاملے میں اچھا نام ہے۔ اپنی اندرونی تحقیق اور فروغ، چنندہ شراکت اور دنیا میں اولین کمپنیوں کے ساتھ شراکت کے ساتھ ITI جدید ترین ٹیلی مواصلاتی اقدامات اور مختلف کاروباروں کے لیے صارفین کی ضرورت کے مطابق کام کر سکتا ہے۔ اپنے ٹیلی مواصلات تجربوں اور سہولتوں کا فائدہ کمپنی انفارمیشن ٹکنالوجی اور اس سے منسلک خدمات میں مقام بنانے میں کر رہی ہے۔

ہندستان ٹیلی پرنٹرس لمٹیڈ

ہندستان ٹیلی پرنٹرس لمٹیڈ DOT کے ٹیلکس نیٹ ورک اور ٹیلیگراف کی خدمات انجام دینے کے لئے الکٹرو میکنیکل ٹیلی پرنٹرس تیار کرنے کی غرض سے 1960 میں قائم کیا گیا تھا۔ کمپنی نے 1994 تک 2 لاکھ ٹیلی پرنٹرس تیار کئے۔ کمپنی اب ڈیجیٹل

الکٹرانک سوئچنگ آلات، ٹرانسمیشن ساز و سامان، ڈاٹا ٹرمنلس اور ایکسس مصنوع، مین ڈسٹری بیوشن فریمس، PCO مانیٹر لائین جیک اکائیوں کو تیار کر رہی ہے۔ یہ کمپنی اب ایک ترقی یافتہ ٹیلی کام پیداکار کی شکل اختیار کر چکی ہے اور 2001-2000 میں برآمدات زمرے میں شامل ہوگئی ہے۔ ISO 9001 سرٹفکٹ حاصل کرنے والی اس کمپنی کی سال 2001-2000 میں کل آمدنی تقریباً 468.7 کروڑ روپے تھی۔ مکمل طور پر سرکاری ملکیت والی اس کمپنی کی اداشدہ پونجی 15 کروڑ روپے اور مجاز پونجی 20 کروڑ روپے ہے۔

ٹیلی مواصلات کنسلٹینٹ انڈیا لمٹیڈ

ٹیلی مواصلات کنسلٹینٹ انڈیا لمٹیڈ (ٹی سی آئی ایل) 1978 میں قائم ہوئی تھی۔ یہ شروع سے آخری مرحلے تک ٹیلی کام سے متعلق تمام مسائل کے حل کے لئے مشورے اور ان کا حل تلاش کرنے میں مدد کرتی ہے۔ ٹی سی آئی ایل سوئچنگ نظام، ترسیلی نظام، مقامی نیٹ ورک، سٹیلائٹ مواصلات، دیہی مواصلات، اطلاعات تکنالوجی، ٹیلی کام اور آپٹیکل فائبر پر مبنی نٹ ورک عوامی مشاورت اور تربیت جیسی خدمات بھی انجام دیتی ہے۔ کمپنی سٹیلائٹ کے ذریعہ گلوبل پرسنل مواصلات شعبے میں داخلے کی اسکیم بنا رہی ہے۔

TCIL کا کام مشرق وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، افریقہ، یوروپ اور وسط ایشیا میں پھیلا ہوا ہے۔ ماریشس، سری لنکا، میڈاگاسکر، انڈونیشیا، سعودی عرب، کویت، گھانا، یمن، عمان، زمبابوے، ملاوی، بوتسوانہ، ایتھوپیا، کوموروس، موزامبیق، نیدرلینڈ، سیریا، نائیجیریا، ٹوگو، کرغستان، مشرقی تیمور، کوسوو، لبنان، کانگو اور سیرالون میں فی الحال اس کا کام چل رہا ہے۔ TCIL نے 1978 میں 10 لاکھ روپے کی ایکویٹی سے اپنا کاروبار شروع کیا تھا، اس کی کل قیمت آج 323 کروڑ روپے تک پہنچ گئی ہے اور کل کاروبار 770 کروڑ روپے کا ہوگیا ہے۔

24- محنت

ہندستان میں محنت پالیسی وقت اور حالات کی مخصوص ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے وضع کی جاتی ہے۔ تاکہ منصوبہ بند معاشی ترقی اور سماجی انصاف کے معیار پر کھری اترے۔ اس پالیسی کے دو بڑے مقاصد متعین کئے گئے ہیں صنعتی ترقی کی رفتار برقرار ہے اور مزدوروں کی بہبود کے اقدام کو فروغ دیا جائے۔

کم سے کم اجرت قانون,1948

روزگار کے غیر منتظم زمرہ کے ملازمین کی اجرت کا تعین کم سے کم اجرت ایکٹ مجریہ 1948 کے تحت ہوتا ہے۔ اس قانون کے تحت مرکزی اور ریاستی حکومتیں اپنے اپنے دائرہ اختیار میں آنے والی درج فہرست ملازمتوں میں اجرتوں کا تعین یا اجرتوں کی کم سے کم شرح پر نظر ثانی کی مجاز ہیں۔

مرکزی حکومت 44 درج فہرست روزگاروں میں کم سے کم اجرت کا تعین یا اس پر نظر ثانی کرتی ہے۔ اس طرح ریاستی حکومتیں یا مرکزی علاقوں کی انتظامیہ 1,254 روزگاروں میں کم سے کم اجرت کا تعین یا اس پر نظر ثانی کر چکے ہیں۔

11 نومبر 1999 کو جاری اعلانیہ نمبر ایس۔ او نمبر 1805 (ای) کے ذریعہ زرعی مزدوروں کی کم از کم مزدوری شرح میں ترمیم کی گئی۔ جہاں مرکزی دائرے کے درج فہرست روزگاروں کے سلسلے میں کم از کم مزدوری کا سوال ہے 3 کانوں کے سلسلے میں ابتدائی اعلانیہ 28 دسمبر 1999 کو جاری کیا گیا۔ دیگر کانوں کے سلسلے میں ترمیم شدہ کم از کم مزدوروی شرح اور لوگوں اور تنظیموں سے اعتراض اور صلاح مانگنے سے متعلق ابتدائی اعلانیہ 29 مارچ 2000 کو جاری کیا۔ مذکورہ روزگاروں کے بارے میں قطعی اعلانیہ جاری کرنے کا عمل جاری ہے۔

زیر زمین بجلی، وائرلیس ریڈیو، ٹیلی ویژن ٹیلی فون، ٹیلی گرام اور غیر ممالک مواصلات کیبل بچھانے اور اسی طرح کے دوسرے زیر زمین میں کیبل کاموں، بجلی لائنوں، پانی فراہمی کی لائنوں سیوریج پائپ لائنوں وغیرہ سمیت تعمیر یا سڑک رہوائی پٹی کے رکھ رکھاؤ یا عمارتی کام میں روزگار کے سلسلے میں ابتدائی اعلانیہ 5 اپریل 2000 کو جاری کیا گیا۔

گزٹ اعلانیہ نمبر (E) SO216، 12 مارچ 2001 کے ذریعے مرکزی سیکٹر کے پبلک سیکٹر انٹرپرائزز میں نجی حفاظتی خدمات کے ذریعے یا راست، آج کے ذریعے پہریداری کے روزگار دینے کے بندوبست کو اس فہرست میں شامل کیا گیا ہے اور اس درج فہرست روزگار میں شامل ورکرس کے لیے کم از کم مزدوری متعین کی جارہی ہے۔

مرکزی حکومت نے تغیر پذیر مہنگائی بھتہ (VDA) لاگو کیا ہے جو صارف قیمت اشاریہ (CPI) سے جڑا ہوا ہے۔ VDA میں ہر چھ مہینے کے بعد ترمیم کی جاتی ہے جو کہ یکم اپریل اور یکم اکتوبر سے لاگو ہوتی ہے۔ جہاں تک ریاستوں کا سوال ہے، 22 ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں نے کم از کم مزدوری کے ایک جزو کے طور پر پہلے ہی تغیر پذیر مہنگائی کا نظام اپنا لیا ہے۔

مربوط قومی کم ازکم اجرت شرح کے نہ ہونے کی وجہ سے مرکزی حکومت نے نچلے سطح پر یکساں اجرت شرح کا نظام شروع کیا ہے۔حال ہی میں یکساں شرح مزدوری 40روپے سے بڑھا کر 45روپے روز کردی گئی جو کہ 30 نومبر 1999 سے نافذ ہے۔کم ازکم اجرت ایکٹ میں ترمیم کی تجویز حکومت کے زیرغور ہے۔

اجرتوں کے ادائیگی کا قانون

اجرتوں کی ادائی ایکٹ مجریہ 1936 صنعت میں کام کرنے والوں کو اجرتوں کی ادائی کو باضابطہ بنانے کے مقصد سے وجود میں آیا تھا۔اس کا ایک خاص مقصد یہ تھا کہ ان مزدوروں یا ملازمین کی اجرتوں میں جو غیر قانونی کٹوتی یا غیر معمولی تاخیر کی جاتی ہے اس کا کوئی موثر حل تلاش کرلیا جائے تا کہ ایسی زیادتیوں کا فوری تدارک ہو سکے۔سردست اس قانون کا نفاذ ایسے ملازمین کے سلسلے میں کیا جاتا ہے جن کی اوسط ماہانہ آمدنی 1,600 سو روپے سے کم ہے۔

مرکزی حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ریلوے، کانوں، تیل کے چشموں اور فضائی ٹرانسپورٹ سروسز میں اس قانون پر عملدرآمد کرائے۔جب کہ فیکٹریوں اور دوسرے صنعتی اداروں میں اس قانون کے نفاذ کی ذمہ داری ریاستی حکومتوں کی ہے جہاں تک ملک کی اہم بندرگاہوں ممبئی، کلکتہ، وشاکھاپٹنم، چنئی، کیرالا، کوچین، پردیپ اور مارموگاوڈ کا تعلق ہے۔متعلقہ ریاستی حکومتوں نے اس قانون کے نفاذ اور اس پر عمل درآمد کے لئے مرکزی صنعتی مشینری کے افسروں کا تقرر کیا ہے جو بطور انسپکٹر کام کرتے ہیں۔

حکومت 1,600 سو روپے ماہوار اجرت کی حد کو ختم کرنے یا پھر اس میں اضافے سمیت اس ایکٹ میں ترمیم کے امکانات کا سنجیدگی سے جائزہ لے رہی ہے۔

اجرت بورڈ

1950 اور 1960 کے دہے میں جب منظم محنت سیکٹر فروغ اپنے ابتدائی مرحلے میں تھا اور نہ تو مناسب مزدور یونینیں تھیں اور مزدور یونینوں کے پاس اپنے مفاد کی حفاظت کے لیے بات چیت کرنے کی پوری طاقت تھی۔حکومت نے مختلف اجرت بورڈوں کی تشکیل کی۔اجرت بورڈ سہ فریقی ہوتے ہیں جن میں محنت کشوں و آجرین کے نمائندوں کے ساتھ ساتھ آزاد ممبران بھی شامل رہتے ہیں اور سفارشوں کو قطعی شکل فراہم کرتے ہیں۔ان بورڈوں کی افادیت اور ان کا اشتراک آج کے حالات میں سوالیہ نشان سے الگ نہیں ہیں۔اخباروں اور نیوز ایجنسیوں کے صحافی یا غیر صحافی ملازمین کے لیے اجرت بورڈ کو چھوڑ کر دیگر سبھی اجرت بورڈ فطرتاً ضابطے یا قانون کے تحت نہیں ہیں۔اسی وجہ سے ان بورڈوں کے ذریعے کی گئی سفارشیں قانونی طور پر لاگو نہیں کی جاسکتیں۔

ضابطے کے تحت نہ آنے والے بورڈوں کی اہمیت وقت کے ساتھ ساتھ کم ہوتی گئی ہے۔سال 1986 کے بعد سے کوئی بورڈ قانونی طور پر نہیں بنایا گیا ہے۔آخری بار 1985 میں چینی صنعت کے لیے اجرت بورڈ بنایا گیا تھا۔ان صنعتوں میں مزدور یونین اتنی طاقت ور ہو چکی ہیں کہ وہ منتظمہ کے ساتھ خود ہی مذاکرات کرسکتی ہیں۔مستقبل میں یہ رجحان قائم رہنے کا امکان ہے۔

اخبار کے ملازمین کے لئے اجرت بورڈ

کارکن صحافیوں اور دوسری اخباری ملازمین (شرائط ملازمت) اور متفرق شرائط (Miscellaneous

(Provisions) ایکٹ مجریہ 1955 کے تحت کارکن صحافیوں اور اخبار کی صنعت میں کام کرنے والے دوسرے ملازمین کی شرائط ملازمت کو بہتر اور باضابطہ بنا دیا گیا ہے۔ اس ایکٹ میں کارکن صحافیوں اور نیوز ایجنسیوں میں کام کرنے والوں کے لئے اجرتوں میں نظر ثانی اور ان کے تعین کے لئے اجرت بورڈوں کے قیام کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ ماضی میں اس طرح کے اجرت بورڈ 1975,1963,1956 اور 1985 میں قائم کئے جا چکے ہیں۔ جسٹس یو این بچھاوت کی چیئر مین شپ میں 1985 میں جو اجرت بورڈ قائم کیا گیا تھا اس نے مئی 1989 میں اپنی حتمی رپورٹ پیش کر دی تھی۔ مرکزی حکومت نے اجرت بورڈ کی اصل سفارشات کو منظور کر لیا تھا اور ریاستی حکومتوں سے درخواست کی تھی کہ وہ ان سفارشات پر عملدرآمد کرائے اس کے علاوہ یہ بھی مشورہ دیا تھا کہ اس سلسلے میں وہ سہ فریقی کمیٹیاں یا خصوصی شعبے بھی قائم کریں۔

31 اکتوبر 2000 کو ریاستی حکومتوں سے موصول اطلاعات کے بموجب 1,714 میں صرف 645 اخبارات کی انتظامیہ نے تمام سفارشات پر عمل درآمد کیا جب کہ 26 اخبارات کے مالکان نے جزوی طور پر بچھاوت سفارشات کو عملی جامہ پہنایا۔

کارکن صحافیوں اور دوسرے اخباری ملازمین کے اس پیہم مطالبے پر کہ اجرتوں پر نظر ثانی کے لئے اجرت بورڈ قائم کیا جائے حکومت نے ستمبر 1994 میں دو اجرت بورڈ قائم کئے۔ ایک اجرت بورڈ کارکن صحافیوں کے لئے اور دوسرا اجرت بورڈ غیر کارکن صحافیوں کے لئے تھا۔ دونوں اجرت بورڈوں کے چیئر مین ریٹائرڈ چیف جسٹس راجکمار منی سنا سنگھ تھے۔ اجرت بورڈ نے 25 جولائی 2000 کو اپنی حتمی سفارشیں حکومت کو سونپیں۔ حکومت نے تھوڑی بہت ترمیمات کے ساتھ بورڈ کی سفارشوں کو منظور کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور ترمیمات کے بارے میں سرکاری اعلانیہ SO (E) 108 مورخہ 5 دسمبر 2000 اور SO نمبر 1125(E) مورخہ 15 دسمبر 2000 کے تحت جاری کر دیا ہے۔ حکومت نے سبھی ریاستوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں سے کہا ہے کہ وہ اجرت بورڈ کی سفارشوں پر عمل کے لیے موثر اقدامات اٹھائے۔ ان سے یہ بھی خاص طور سے کہا گیا ہے کہ وہ سفارشوں پر تیزی سے عمل کے لیے سہ فریقی کمیٹی/نفاذ سیل بنائیں۔ حکومت اجرت بورڈ کی سفارشوں کو لاگو کرنے کے کام پر نظر رکھ رہی ہے۔

بونس کی ادائی ایکٹ 1965

بونس کی ادائی ایکٹ 1965 کے تحت ملازمین کو بونس دیا جاتا ہے۔ مگر بونس انہی ملازمین کا دیا جاتا ہے جن کی تعریف ایکٹ میں کی گئی ہے۔ ایکٹ کے بموجب ملازمین سے مراد یہ ہے کہ کوئی بھی شخص (اپرنٹس کو چھوڑ کر) کسی صنعت میں 3,500 روپے تک ماہانہ تنخواہ اجرت پر، ہنر مند، غیر ہنر مند، نگرانی، انتظامیہ، تکنیکی یا کلرکی کا کام کرتا ہو۔ لیکن ایکٹ کی دفعہ 12 کے بموجب بونس کے وہ ملازمین بھی حقدار ہیں، جن کی اجرت یا تنخواہ 2,500 روپے سے تجاوز کرتی ہے۔ ایکٹ کی دفعہ 2(13) اور دفعہ 12 کے تحت اجرت کی مذکورہ بالا جو حد ہے اس پر بونس ادائی ایکٹ (ترمیمی) آرڈیننس 1995 کے بعد نظر ثانی کی گئی تھی لیکن حکومت نے اس کا نفاذ یکم اپریل 1993 سے کیا تھا۔ بونس ادائیگی ایکٹ میں ترمیم کے بعد متعدد اداروں نے اس فیصلے کے خلاف متعدد ہائی کورٹوں میں رٹ دائر کی تھی۔ حکومت نے ایسے تمام مقدمات لڑنے کا فیصلہ کیا۔ جے پور میں دائر دو مقدمات میں عدالت نے پچھلی تاریخوں سے بونس کی ادائیگی کے حکومت کے فیصلے کو برقرار رکھا حکومت بونس ادائی ایکٹ کے تحت اجرتوں کی جو حد مقرر کی گئی ہے۔ اس پر نظر ثانی یا اسے ختم کرنے کی تجویز پر پھر غور کر رہی ہے۔

ٹھیکے پر مزدوری (کنٹریکٹ لیبر)

ٹھیکے پر مزدوری (ریگولیشن اور خاتمہ) ایکٹ 1970 کا مقصد بعض اداروں میں ٹھیکہ پر کام کرنے والوں کی ملازمت کو

باضابطہ بناتا ہے۔اوراس سے متعلق معاملوں پر کارروائی کرتا ہے۔ایکٹ میں مرکزی اور ریاستی مشاورتی بورڈ قائم کرنے کی گنجائش ہے تاکہ قانون کے نفاذ میں یہ بورڈ متعلقہ حکومتوں کوضروری مشورے دے سکے۔

مرکزی حکومت کئی نوٹی فیکیشن جاری کرکے کانوں، گودیوں، ریلوے، فوڈ کارپوریشن آف انڈیا کے گوداموں میں مختلف زمرے کے کاموں میں ٹھیکے پر مزدوری کرانے کے خلاف پابندی عائد کرچکی ہے۔ایئر انڈیا اسٹیوٹری کارپوریشن اور یونائیٹڈ لیبر یونین اوردوسرے(AIR 1997S.C.645) کے درمیان مقدمہ میں سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد حکومت کو یہ اختیار بہرحال حاصل ہوگیا ہے۔کہ وہ کسی بھی ادارے کوایکٹ یانوٹی فیکیشن کی کسی دفعہ یادفعات پرعمل درآمد سے مستثنیٰ کرسکتی ہے۔اور اس طرح 129 مرکزی پبلک سیکٹر کی کمپنیوں کے لئے مناسب ایجنسی بن گئی ہے۔ 2001-2000 میں تین اداروں کواس اعلانیہ کے اثر سے آزاد رہنے کی چھوٹ دی گئی ہے۔

بچہ مزدوری

ہندستان بچہ مزدوری کی لعنت کوختم کرنے کے لئے ہمیشہ پیش پیش رہاہےاوراس لعنت کوجڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے آئینی، قانونی اورترقیاتی اقدام بھی کئے ہیں۔ہندستان بچہ مزدوری سے متعلق بین الاقوامی لیبر تنظیم کے چھ کنونشنوں میں بھی حصہ لے چکا ہےاوران میں منظور کی جانے والی قراردادوں کی نہ صرف حمایت کی بلکہ اس کی توثیق بھی کی ہے ان میں سے 20ویں صدی کے شروع میں ہی اپنالیے گئے تھے۔انٹرنیشنل لیبر آرگنائیزیشن (ILO) کے 87ویں سیشن میں منظور کنونشن نمبر 182 کی توثیق کے لیے عملی کارروائی پہلے ہی شروع کردی گئی ہے۔اس کنونشن میں بچہ مزدوری کی سب سے بدترین شکل کوختم کرنے کے لیے فوری کارروائی اوراس پر پابندی کااہتمام ہے۔بچوں کواستحصال سے بچانے اوران کے کام کے حالات کوبہتر بنانے کی غرض سے مختلف قوانین میں اس کے لئے گنجائش بھی فراہم کی ہے۔اس کے علاوہ جامع بچہ مزدوری (پابندی اور ریگولیشن) ایکٹ 1986 کےتحت بعض انتہائی خطرناک اور جوکھم والے پیشوں میں ان سے کام کرانے پر پابندی عائد کردی گئی اور بعض دوسرے علاقوں میں ان کی ملازمت کوباضابطہ بنادیا گیا ہے۔27 جنوری 1999 کوجاری ایک اعلانیہ کے ذریعے ایکٹ کی فہرست کوکافی وسعت فراہم کی گئی ہے۔نیزاس طرح کے پیشوں کی تعداد بڑھا کر 13 اور 51 کردی گئی ہے۔6 مزید پراسیس کوشامل کرلیا گیا ہے۔

بچہ مزدوری پرقومی پالیسی 1987 میں وضع کی گئی جس میں بچوں کے مفادات کوتحفظ فراہم کرنے کے علاوہ بچہ مزدوروں کے ترقیاتی پروگراموں پرخصوصی توجہ مرکوز کی گئی ہے۔پالیسی کے پروجیکٹ منصوبہ عمل کے تحت بچہ مزدوری کی آبادکاری کے لئے مختلف علاقوں میں قومی بچہ مزدور پروجیکٹ قائم کئے گئے ہیں۔اس پروجیکٹ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جوکھم بھرے کاموں سے نکالے گئے بچوں کے لئے خصوصی اسکول قائم کئے گئے ہیں جہاں انہیں نہ صرف غیر رسمی تعلیم دی جاتی ہے بلکہ پیشہ وارانہ تربیت بھی فراہم کی جاتی ہےاوران کے لئے تغذیہ بخش غذاؤں کابھی انتظام کیا جاتا ہے۔

صحت کے نقطہ نظر سے انتہائی خطرناک کارخانوں میں کام کرنے والے بچوں کی آبادکاری کے لئے نئے پروگرام کے اعلان کے بعد بچہ مزدوری کے خاتمے کی کوششوں کوایک نئی زندگی مل گئی ہے۔پروگرام کے تحت آندھراپردیش، چھتیس گڑھ، مدھیہ پردیش، پنجاب، اڑیسہ، کرناٹک اور تامل ناڈو اتر پردیش، مہاراشٹر، مغربی بنگال، جھارکھنڈ، بہار راجستھان کے لگ بھگ 2.13 لاکھ بچہ مزدوروں کے لئے 100 پروجیکٹوں کومنظوری دی گئی ہے۔

نویں منصوبے میں حکومت نے قومی بچہ مزدوری پروجکٹ سے متعلق اسکیم کوجاری رکھنے کی منظوری دے دی ہے۔

خصوصی اسکولوں میں جو کام کاجی بچے داخل کئے گئے ہیں ان کی تعداد ان بچوں سے بہت کم ہے جنھیں بچہ مزدوری سے آزاد کرا کر بازآبادکاری کی جاتی ہے۔ قومی بچہ مزدور پروجیکٹوں کا اصل مقصد یہ ہے کہ انہیں اس طرح کام سکھا دیا جائے کہ ان کا شمار سماج کے تعمیری اور حصہ دار کارکن بچوں میں ہونے لگے۔ بچہ مزدوری سے متعلق گوناگوں مسائل اور وسائل کی قلت کو دھیان میں رکھتے ہوئے ایک مربوط لیکن محتاط راستہ اختیار کیا گیا ہے۔

بچہ مزدوری کو ختم کرنے کا بین الاقوامی پروگرام ILO کے ذریعے 1991 میں شروع کیا گیا گلوبل پروگرام میں ہندوستان پہلا ملک تھا جو 1992 میں ILO کے ساتھ معاہدے کی عرضداشت پر دستخط کر کے اس میں شامل ہوا۔ فی الحال یہ پراجیکٹ 31 دسمبر 2001 تک کے لیے ہے اور اسے باہمی اتفاق سے 31 دسمبر 2002 تک بڑھایا جا سکتا ہے۔

بچہ مزدوری کے مسائل پر توجہ دینے کی غرض سے حکومت نے جو یقین دہانی کرائی ہے اس کی جھلک قومی ایجنڈا 1998 میں صاف نظر آتی ہے۔ ایجنڈے میں کہا گیا کہ حکومت کا مقصد اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ کوئی بچہ ناخواندہ یا بھوکا نہ رہے۔ اور طبی سہولتیں اسے ہمیشہ دستیاب رہیں۔ اور یہ کہ بچہ مزدوری کو ختم کرنے کے اقدام کئے جائیں گے۔ سپریم کورٹ نے بھی ایک وقت کے اندر بچہ مزدوری کے خاتمے پر زور دیا ہے۔

سپریم کورٹ نے رٹ پٹیشن (سیول) نمبر 465/1986 میں 10 دسمبر 1996 کو اپنے فیصلے میں خطرناک اور جوکھم والے پیشوں میں کام کرنے والے بچوں کو وہاں سے ہٹانے اور پھر بچوں کے لئے آبادکاری اقدام سے متعلق ہدایات جاری کی تھیں۔ فیصلے میں ایک اہم ہدایت یہ تھی کہ جوکھم والے پیشوں میں لگے ہر بچے کو ان کے مالکان سے 20 ہزار روپے بطور معاوضہ دلایا جائے۔ بچہ مزدور آبادکاری اور بہبود فنڈ قائم کیا جائے۔ جوکھم والی ملازمتوں سے نکال لئے جانے والے بچوں کے گھر کے ایک بالغ فرد کو متبادل روزگار دیا جائے یا پھر ہر بچے کو جو جوکھم بھرے کام کرتے ہیں پانچ ہزار روپے دیئے جائیں۔ چھ مہینے کے اندر (یعنی 10 جون 1997 تک کام کاجی بچوں کے سروے کا کام کرنا بھی شامل ہے)۔ بچہ مزدوری سے آزاد کرائے گئے بچوں کے خاندان کو 25,000 روپے کی رقم (20 ہزار آجر سے حاصل اور 5,000 روپے متعلق حکومت سے حاصل) سے سود کی ادائیگی، کام سے ہٹائے گئے بچوں کے لیے موزوں اداروں میں تعلیم کا بندوبست کرنا وغیرہ شامل ہے۔ حکومت نے سپریم کورٹ کی ہدایتوں کو لاگو کرنے کے لیے کئی قدم اٹھائے ہیں۔

مزدور عورت

ہندستان کی محنت مزدوری کرنے والی فورس میں عورتوں کا بھی خاصا تناسب ہے لیکن جہاں تک کام کی سطح اور اس کی کوالٹی کا سوال ہے اس میں عورتیں مردوں سے پیچھے ہیں۔ مردم شماری میں عورتوں کی تعداد 40 کروڑ 70 لاکھ بتائی گئی ہے جن میں 22.73 فیصدی عورتوں کا اندراج بطور عورت مزدور کیا گیا ہے۔ یعنی ان میں 9 کروڑ مزدور عورتیں ہیں۔ محنت مزدوری کرنے والی بیشتر عورتیں دیہی علاقوں میں ہیں۔ ان میں 87 فیصد کھیت مزدور یا کھیتی کا کام کرنے والی ہیں۔ شہری علاقوں میں کام کرنے والی عورتوں میں سے 80 فیصد غیر منظم زمروں مثلاً چھوٹے کاروبار اور گھریلو صنعتوں میں کام کرتی ہیں۔ یہ گھریلو کام کے لئے ملازمہ رکھی جاتی ہیں اور تعمیراتی کاموں میں بھی ان سے مدد لی جاتی ہے۔ منظم زمروں (سرکاری اور پرائیویٹ دونوں) میں کام کرنے والی عورتوں کی تعداد 31 مارچ 1991 کو 46 لاکھ 26 ہزار تھی۔ ملک میں منظم زمرے میں کام کرنے والے ملازمین کا یہ 16.4 فیصد ہے۔

بڑی صنعتوں میں خاتون ملازموں کو تقسیم سے یہ انکشاف ہوا ہے کہ کمیونٹی، سماجی اور نجی خدمات سیکٹر میں خاتون ملازموں کو بالادستی حاصل ہے۔ بجلی، گیس، اور آبی زمرہ میں خاتون ملازموں کی تعداد بہت کم ہے۔ فیکٹریوں، کانوں اور چائے کے باغات میں عورتوں کا تناسب علی الترتیب 12 فیصد 6 فی صد اور 51 فیصد ہے۔

مزدور عورتوں کے سلسلے میں حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ ان کے کام میں حائل رکاوٹوں کو دور کیا جائے۔ ان کی لین دین کی صلاحیت کو مضبوط بنایا جائے۔ ان کی اجرتوں میں اضافہ کیا جائے اور ان کے کام کے حالات کو بہتر بنایا جائے اس کے علاوہ ان کے لئے روزگار کے بہتر مواقع بھی فراہم کئے جائیں۔ مزدور عورتوں کے مسائل کو حل کرنے کی غرض سے وزارت محنت میں ''مزدور عورتوں کا شعبہ'' پہلے سے کام کر رہا ہے۔

مزدور عورتوں کو استحصال سے بچانے اور ان کے کام کرنے کی جگہ پر ان کے مفادات کا تحفظ کرنے کی غرض سے زچگی کے دوران دی جانے والی امداد کا (Maternity Benefil) ایکٹ 1961 اور مساوی اجرت ایکٹ 1976 وجود میں لایا گیا ہے۔ مساوی اجرت ایکٹ کے بموجب ایک ہی طرح کا کام کرنے کے لئے مردوں اور عورتوں دونوں کو مساوی اجرت دی جائے ایکٹ میں یہ بات بھی واضح کر دی گئی ہے کہ شرائط ملازمت میں جنس بنیاد پر عورتوں سے کوئی تفریق نہ کی جائے قانون کے تحت ایک کمیٹی قائم کی گئی ہے کہ جو عورتوں کو روزگار کے زیادہ مواقع فراہم کرنے کے سلسلے میں حکومت کو مشورے دیتی ہے اور اس کے عمل درآمد کے طریقوں پر بھی نظر رکھتی ہے۔

زچگی جسمانی کمزوری کی ایک حالت ہے اور زچگی استفادے کے تحت دی جانے والی سہولیات کا مقصد اس جسمانی کمزوری کی کسی نہ کسی طرح تلافی کرتی ہے۔ یکساں مزدوری ایکٹ کے تحت تقرری اور خدمات کی شرائط میں عورتوں اور مردوں کے امتیاز کو بھی دور کرنے کا اہتمام ہے۔ مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی انتظامیوں کے ذریعہ بھی ایسی ہی کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ مرکز صلاح کار بورڈ قومی سطح پر اور ریاستی سطح پر صلاح کار کمیٹیوں، دہلی افسران کے ساتھ یکساں مزدوری کے نفوذ کے عمل پر نگرانی رکھتی ہیں۔

سپریم کورٹ نے وشا کھا اور دوسرے بنام اور حکومت راجستھان کے درمیان مقدمہ میں 13 اگست 1997 کو ایک تاریخی فیصلہ دیتے ہوئے کام کی جگہوں پر مزدور عورتوں کی آبروریزی کی روک تھام کے ضمن میں رہبر اصولوں رضوابط کی بھی وضاحت کر دی ہے۔ ان رہبر اصولوں کو آئین کی دفعہ 141 کے تحت قانونی حیثیت حاصل ہے۔ حکومت نے ان رہبر اصولوں کو بروئے کار لانے کے لئے موثر اقدام کئے ہیں۔

سپریم کورٹ کے رہنما اصولوں کو موثر بنانے کے لئے حکومت نے کئی قدم اٹھائے ہیں۔ ان کے تحت مرکزی حکومت کے سبھی سکریٹریوں رریاستی حکومتیں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے چیف سکریٹریوں اور مرکزی پبلک سیکٹر کی کمپنیوں کو ہدایات کے سرکلر بھیجے گئے تاکہ وہ انہیں لاگو کریں۔ سپریم کورٹ کی ہدایتوں کو شامل کرنے کے لئے سرکاری ملازمین اور آل انڈیا خدمات کے افسران پر لاگو سلوک ایکٹ میں ترمیم کی گئی۔ نجی سیکٹر کے ملازمین کے لئے اسے لاگو کرنے کے لئے صنعتی روزگار (مستقل احکامات) ایکٹ 1946 میں ترمیم کی گئی ہے۔

بندھوا مزدور

بندھوا مزدور نظام (خاتمہ) ایکٹ 1976 کے ذریعہ ملک میں 1975 سے بندھوا مزدوروں کا نظام پوری طرح سے ختم کر دیا گیا ہے۔ ایکٹ میں بندھوا مزدوروں کی آبائی قرضوں کو ختم کر دینے اور ان کی آبادکاری کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے۔ 13 ریاستوں مثلاً اروناچل پردیش، آندھرا پردیش، بہار، گجرات، ہریانہ، کرناٹک، کیرالا، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، اڑیسہ، راجستھان، تامل ناڈو اور اتر پردیش سے بندھوا مزدوری کرائے جانے کے واقعات کی خبریں موصول ہوئی ہیں۔

بندھوا مزدور نظام (خاتمہ) 1976 کے تحت بندھوا مزدوروں کی پہچان اور ان کی رہائی اور آزاد کرائے جانے والے بندھوا مزدوروں کی آبادکاری کی تمام تر ذمہ داری متعلقہ ریاستی حکومت پر ہے۔ ایکٹ کی اس دفعہ پر عمل درآمد کی ذمہ داری ریاستی حکومتوں نے ضلع مجسٹریٹوں کو منتقل کر دی ہیں۔ ریاستی حکومتوں کی مدد کے لئے مرکز نے 79-1978 سے ایک اسکیم شروع کی ہے جس کے تحت آزاد بندھوا مزدوروں کی آبادکاری کے لئے ریاستی حکومتوں کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ جس کے لئے زیادہ سے زیادہ 20 ہزار روپے کی امداد کا اہتمام کیا گیا ہے۔ مرکزی حکومت اس مد میں 79-1978 سے 31 مارچ 2000 تک 5,952.74 لاکھ روپے کی رقم جاری کر چکی ہے۔ اس کے تحت 2,56,825 بندھوا مزدوروں کی باز آبادکاری کی گئی ہے۔ ریاستی حکومتوں کو صلاح دی گئی ہے کہ وہ مرکز کے ذریعہ اسپانسر بندھوا مزدور آبادکاری اسکیم کو غریبی دور کرنے کے لئے چلائی جا رہی دیگر اسکیموں کے معقول طرح سے مربوط کریں تاکہ بندھوا مزدوروں کے موثر باز آبادکاری کے لئے وسائل جٹا سکیں۔

لیبر ریسرچ اور ٹریننگ

وی۔ وی گری قومی لیبر انسٹی ٹیوٹ:

جس کا پہلے قومی لیبر انسٹی ٹیوٹ نام تھا، وزارت محنت کے تحت ایک خودمختار ادارہ ہے جس کی اصل ذمہ داری مزدوروں، ٹریڈ یونینوں، مزدوروں کے منتظمین، سرکاری زمروں کے کارخانوں اور دوسرے سرکاری حکام کی تحقیق اور تربیت ہے۔ انسٹی ٹیوٹ نے بچہ مزدوری پر بھی اپنی توجہ مرکوز کی ہے مرکزی وزیر محنت اس انسٹی ٹیوٹ کے صدر ہیں۔ انسٹی ٹیوٹ کی 17 رکنی جنرل کونسل میں مرکزی حکومت مزدوروں اور مالکان کی تنظیموں اور ممبران پارلیمنٹ کے نمائندے شامل ہیں جنرل کونسل ہی ایگزیکیٹو کونسل کا انتخاب کرتی ہے جو انسٹی ٹیوٹ کے امور کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ ایگزیکیٹو کونسل کے چیئر مین کا تقرر مرکزی حکومت کرتی ہے۔ اس وقت وزارت محنت کے سکریٹری اس کے چیئر مین ہیں۔ ڈائیرکٹر انسٹی ٹیوٹ کا خاص ایگزیکیٹو افسر ہوتا ہے۔

مزدوروں کی تعلیم

مزدوروں کی تعلیم پروگرام کی ذمہ داری مرکزی بورڈ برائے ورکرس ایجوکیشن کے سر ہے جس کا قیام 1958 میں عمل آیا تھا۔ یہ ایک سہ فریقی سوسائٹی ہے۔ جو سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ یہ قومی، علاقائی اور دیہی سطحوں پر مزدوروں کے تعلیمی پروگرام پر عمل درآمد کراتی ہے۔ اس پروگرام کا بنیادی مقصد مزدوروں کے ہر طبقے کو ان کے حقوق سے واقف کرانا اور ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلانا ہے۔ تاکہ وہ ملک کی سماجی معاشی ترقی میں بھرپور حصہ لے سکیں۔ بورڈ منظم، غیر منظم دیہی اور غیر رسمی زمروں کے لئے مزدوروں کی تربیت کے پروگرام کا بھی اہتمام کرتا ہے۔ تعلیمی پروگراموں کا اہم مقصد کامگار طبقے کے سبھی درجوں میں اپنے حقوق اور فرائض کے بارے میں بیداری پیدا کرتا ہے تاکہ وہ ملک کے سماجی۔ اقتصادی فروغ میں کارگر

طریقے سے حصہ دار بن سکیں۔ بورڈ کے ذریعے چلائے جارہے تربیتی پروگراموں کے دائرے میں منظم، دیہی اور غیر رسمی سیکٹروں کے مزدور بھی آتے ہیں۔ مشترکہ تعلیمی پروگراموں کے ذریعے سپروائزری اور منتظمین درجے کو بھی ٹریننگ دی جاتی ہے۔

بورڈ کا صدر دفتر ناگپور میں ہے اور پورے ملک میں اسکے 49 ریجنل اور 10 سب ریجنل دفاتر ہیں۔ دہلی، ممبئی، کلکتہ اور چینئی میں واقع چار منطقائی نظامتیں علاقائی مراکز کی سرگرمیوں کی نگرانی کرتی ہیں۔ بورڈ نے قومی سطح کے پروگرام کرانے کے لئے ممبئی میں مزدوروں کی تعلیم کا ہندستانی انسٹی ٹیوٹ بھی قائم کیا ہے۔

مزدوروں کا تحفظ

فیکٹریوں میں مزدوروں کا تحفظ، صحت اور بہبود

فیکٹریوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی صحت، تحفظ اور بہبود کے مختلف پہلوؤں کو باضابطہ بنانے کے لئے 1948 کا فیکٹریز ایکٹ اہم قانونی مدد فراہم کراتا ہے۔ مرکزی حکومت کے وضع کردہ اس ایکٹ کا مقصد فیکٹریوں میں کام کرنے والے ملازمین کو صنعتی اور پیشہ وارانہ دشواریوں سے بچانا اور ان کے مسائل کو حل کرنا ہے۔ ریاستی حکومتیں اور مرکزی علاقے اس ایکٹ کے تحت ضوابط تیار کرتے ہیں اور اپنے نگراں عملے (انسپکٹر) کے ذریعہ ایکٹ اور اپنے وضع کردہ ضوابط پر عمل درآمد کراتے ہیں۔ وزارت محنت سے ملحق ڈائرکٹر جنرل فیکٹری ایڈوائس سروس اور لیبر انسٹی ٹیوٹ ممبئی ریاستی حکومتوں اور مرکزی علاقوں کو فیکٹری ایکٹ کے نفاذ کے سلسلے میں انہیں تکنیکی مشورے دیتا رہتا ہے۔ اپنے ماتحت ممبئی، کلکتہ، کانپور، اور چینئی کے چار علاقائی اداروں کے تعاون سے ڈائرکٹریٹ معاون تحقیقاتی سہولتیں بھی فراہم کرتا ہے اور ترقیاتی سرگرمیاں بھی چلاتا ہے جس کے لئے کاروبار سے متعلق تحفظ اور صحت سے متعلق تدریس اور تربیت کا سہارا لیا جاتا ہے۔ ڈائرکٹر جنرل ایکٹ کے نفاذ کے ضمن میں صورت حال کا جائزہ لیتا رہتا ہے۔

فیکٹری ایکٹ کے بموجب بالغ مزدور سے ہفتے میں 48 گھنٹے سے زیادہ کام نہیں لیا جا سکتا اور یہ کہ 14 برس سے کم عمر بچوں کو فیکٹری میں ملازم نہیں رکھا جاسکتا ہے۔ ایکٹ میں فیکٹری مزدوروں کے لئے کم سے کم روشنی، تحفظ اور بہبود سے متعلق خدمات کی بھی صراحت کردی گئی۔ جو کارخانے 30 سے زائد عورتوں کو ملازم رکھیں گے۔ ان پر یہ لازم ہوگا کہ وہ ان کے بچوں کے لئے قیام گاہ (کریچ) فراہم کریں۔ جن فیکٹریوں میں 150 سے زائد مزدور کام کرتے ہیں وہاں ریسٹ روم اور لنچ روم بھی فراہم کرنا ضروری ہے۔ جہاں 250 یا اس سے زائد مزدور کام کرتے ہیں وہاں ویلفیئر افسر کا تقرر بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔ مزدوروں کا تحفظ اور ان کے لئے دوسری سہولتوں کو یقینی بنانے کے لئے 1987 میں ایکٹ میں ترمیم کی جا چکی ہے۔ اس کے تحت ڈیزائنر، پیدا کار، درآمد کنندگان اور سپلائی کرنے والوں کے لئے یہ ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ اس بات کا پختہ انتظام کریں کہ جس سامان کی پیداوار ہو رہی ہے۔ وہ مزدوری کی صحت کے وسلامتی کے پیش نظر خطرناک نہ ہو۔ جوکھم والی صنعتوں میں سلامتی اور صحت کے پہلوؤں کو لاگو کرنے کے لئے ایکٹ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا گیا ہے۔

بندرگاہوں اور گودیوں میں تحفظ

گودیوں میں کام کرنے والے ملازمین کی صحت، تحفظ اور بہبود سے متعلق تمام وضاحتیں گودی مزدور (تحفظ، صحت اور بہبود) ایکٹ مجریہ 1986 میں درج ہیں۔ یہ قانون 15 را پریل 1987 کو نافذ کردیا گیا تھا۔ تمام اہم بندرگاہوں میں اس ایکٹ کو نافذ

کرنے کی ذمہ داری وزارت محنت کی ہے اور یہ ذمہ داری ڈائرکٹریٹ جنرل فیکٹری ایڈوائس سروس اور لیبر انسٹی ٹیوٹ (DGFASLI) ممبئی کے ذریعہ پوری کی جاتی ہے۔ گودیوں کے چیف انسپکٹر کی حیثیت سے DGFASLI کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ خطرناک کیمکل کی تیاری، ان کو جمع کرنے یا درآمد کرنے سے متعلق ضوابط پر بھی عمل درآمد کرائے۔ یہ ضابطہ ماحول (تحفظ) ایکٹ 1986 کے تحت متعین خطرناک کیمیکلوں کے بنانے، ذخیرہ اندوزی اور درآمدات سے متعلق ضابطہ 1989 کو اہم بندرگاہوں میں لاگو کرنے کی ذمہ داری بھی گودیوں کے خاص انسپکٹر ہونے کی وجہ سے ڈائرکٹریٹ کو سونپی گئی ہے۔

کانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کا تحفظ

حکومت نے 1952 میں مائنز ایکٹ وضع کرکے کانوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی صحت، تحفظ اور بہبود سے متعلق تمام باتوں کی وضاحت کردی ہے اس قانون کا نفاذ وزارت محنت مائنس سیفٹی کے ڈائرکٹریٹ جنرل کے توسط سے کراتی ہے۔ ڈائرکٹریٹ جنرل کا صدر دفتر دھنباد میں ہے اور اس کے منطقائی، علاقائی دفاتر ملک کے ان علاقوں میں ہیں جہاں کانیں ہیں ڈائرکٹریٹ کے اہم کاموں میں کانوں کا معائنہ، مہلک حادثات کی جانچ، قانونی اجازت کی منظوری کانوں میں حفاظتی ساز و سامان کی منظوری اور سلامتی کی حوصلہ افزائی کے لئے قومی ایوارڈوں، قومی تحفظ کانفرنس وغیرہ کا انعقاد شامل ہے۔

قومی تحفظ کونسل

قومی تحفظ کونسل کا قیام 1966 میں اس خیال سے عمل میں آیا تھا کہ حادثات سے بچنے کے لئے مزدوروں میں بیداری پیدا کی جائے۔ خطرات کو کم کیا جائے محنت کش طبقے کو کم سے کم پریشانیاں ہوں۔ تحفظ پر لکچر کانفرنس اور دوسرے پروگرام بنائے جائیں۔ مزدوروں اور مالکان میں تعلیمی بیداری کی مہم شروع کی جائے۔ ہر سال 4 مارچ کو یوم قومی تحفظ منایا جاتا ہے۔ کیونکہ اسی تاریخ کو قومی تحفظ کونسل عالم وجود میں آئی تھی۔

ایوارڈ

وزیراعظم کے شرم ایوارڈ

وزیراعظم کے شرم (محنت) ایوارڈ سرکزی حکومت کے محکمہ جاتی کارخانوں، سرکاری زمرے کے کارخانوں اور ریاستی حکومت کے ان محنت کشوں کو دیئے جاتے ہیں جو پیداوار میں نمایاں خدمات انجام دیتے ہیں اور اپنے فرائض کو بہ حسن وخوبی پورا کرتے ہیں۔ انعامات کے نام یہ ہیں۔ شرم رتن، شرم بھوشن، شرم ویر اور شرم دیوی۔ یہ انعامات ایک سند اور نقد رقم پر مشتمل ہوتا ہے۔ 1997 سے انعامات کی رقم علی الترتیب 2 لاکھ روپے، ایک لاکھ روپیہ، 60 ہزار روپے اور 40 ہزار روپے کردی گئی ہے۔

قومی تحفظ ایوارڈ

تحفظ کے بہتر اقدام اور بہتر کارکردگی کے اعتراف میں اور حادثہ کو روکنے سے متعلق پروگراموں کے تحت مزدوروں اور انتظامیہ دونوں کی حوصلہ افزائی اور ان کی دل چسپی بنائے رکھنے کے لیے ضمنی اداروں کو یہ ایوارڈ دیا جاتا ہے۔ حکومت نے یہ ایوارڈ 1965 میں قائم کیا تھا۔ یہ ایوارڈ صرف فیکٹریوں اور گودیوں کے لئے لاگو ہوتا ہے۔

کانوں کے لئے قومی تحفظ ایوارڈ 1983 میں عالم وجود میں آیا تھا کانوں میں تحفظ اور سلامتی کے ٹھوس اور موثر اقدام کئے جانے کے اعتراف میں یہ ایوارڈ دیا جاتا ہے۔ مجموعی طور پر 32 انعامات ہیں جن میں 16 ایوارڈ پہلی پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اور 16 دوسری پوزیشن حاصل کرنے والوں کو دیئے جاتے ہیں۔ یہ سارے ایوارڈ انتظامیہ کو دیئے جاتے ہیں۔

وشوکرما ایوارڈ

شرم ویر ایوارڈ جس کا نام بدل کر اب وشوکرما پرسکار رکھ دیا گیا ہے۔ 1965 میں قائم کیا گیا تھا۔ یہ ایوارڈ فیکٹریوں، کانوں، گودیوں اور چائے باغات میں کام کرنے والے مزدوروں کے لئے ہی مخصوص ہیں۔

(ترک وطن) امیگریشن

امیگریشن ایکٹ 1983 جس کا نفاذ 30 دسمبر 1983 کو ہوا تھا دوسرے ملکوں میں ٹھیکہ جاتی بنیاد پر روزگار کی تلاش میں جانے والے ہندستانیوں کے امیگریشن کو باضابطہ بناتا ہے۔ اور ایسے روزگار کے متلاشیوں کے مفاد کا تحفظ کرتا ہے اس ایکٹ میں جو گنجائش فراہم کی گئی ہیں ان کے بموجب ایک مالک کسی بھی ہندستانی شہری کو کسی بھی ملک میں کام کرنے کے لئے ملازم رکھ سکتا ہے یا پھر اس ایکٹ کے تحت مجاز بھرتی ایجنٹ کے ذریعہ ہندستان کے باہر ان کو کام کرنے کے لئے بھیج سکتا ہے۔ لیکن ایسا کرنے کے لئے اس ایکٹ کے تحت حکومت سے پرمٹ لینا بھی ضروری ہوگا۔ پروٹکٹر جنرل آف امیگریشن اور بیرون ملکوں میں ہندستانی سفارتخانوں کے سربراہ غیر ملکوں میں کام کے قانونا جائز پرمٹ جاری کرنے کے مجاز ہیں ایکٹ کے بموجب اگر کوئی شخص دوسرے ملکوں میں کام کے لئے کسی ہندستانی کا تقرر کرنا چاہتا ہے یا اس کو ملازمت دینا چاہتا ہے تو اسے ایکٹ کے تحت پروٹکٹر جنرل سے رجسٹریشن سرٹی فیکٹ حاصل کرنا پڑے گا۔ کیرالا، ہماچل پردیش، پنجاب، تامل ناڈو، آندھرا پردیش، اتر پردیش، ہریانہ، کرناٹک اور مرکزی علاقے دلی میں ریاستی افرادی طاقت کارپوریشن بھی کام کر رہے ہیں۔ ایجنٹوں کو غیر ہنر مند مزدوروں سے دو ہزار روپے، نیم ہنر مند مزدوروں سے تین ہزار روپے، ہنر مند مزدوروں سے پانچ ہزار روپے اور دوسرے زمرے کے ملازمین سے دس ہزار روپے بطور سروس چارج وصول کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

ایکٹ میں غیر دیانت دار، ایجنٹوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کی بھی گنجائش ہے فریب دہی کے مرتکب ایجنٹوں کے خلاف ایکٹ کے تحت کارروائی کی جاسکتی ہے۔ امیگریشن سے متعلق پروٹیکٹر جنرل کے ہیڈ کوارٹر ممبئی، کوچین، چنئی ترونتا پورم، کلکتہ، حیدرآباد اور چنڈی گڑھ میں واقع دفاتر میں عوامی سماعت کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ لوگوں کو شکایت کی تلافی کے لئے امیگریشن پروٹیکٹر جنرل اور دیگر سینئر افسران ہفتے میں دو دن منگل اور جمعہ کو دستیاب ہوتے ہیں اس کے لئے پہلے سے ملنے کے لئے وقت نہیں لینا پڑتا۔

17 زمرے کے افراد کے لئے امیگریشن سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے ملازمت کے لئے غیر ممالک جانے والے کسی بھی ہندستانی کے لئے بس اتنا ضروری ہوگا کہ وہ پاسپورٹ آفس سے اپنے پاسپورٹ پر (Emigration Check Not Required) کی مہر لگوالے۔ اس زمرے میں یہ لوگ شامل ہیں (i) ہوٹلوں، ریستورنٹوں، چائے خانوں وغیرہ میں منیجر کے عہدے پر کام کے لئے جانے والے (ii) گزیٹیڈ سرکاری ملازمین (iii) زراعتی انکم ٹیکس دینے والوں سمیت تمام انکم ٹیکس ادا کرنے والے۔ لیکن پچھلے تین برسوں کا انکم ٹیکس کی ادائی کا سرٹی فیکٹ بہرحال داخل کرنا ہوگا (iv) پیشہ وارانہ ڈگری رکھنے والے مثلاً ایم بی بی ایس ڈاکٹر، ہومیوپیتھی یا آیورویدک کی ڈگری رکھنے والے۔ تسلیم شدہ صحافی، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ، لکچرر،

نیچر، ایڈووکیٹ اور سائنسداں وغیرہ (v) نمبر دو سے چار تک کے افراد کے بیوی بچے (vi) ایسے تمام افراد جو تین برسوں سے غیر ملکوں میں مقیم ہیں۔ان کی بیوی اور بچے (vii) سی ڈی سی، سی کیڈٹس اور ڈیک کیڈٹس کا تجربہ رکھنے والے ملازم جوٹی ایس چانکیہ ممبئی سے۔بحری سائنس میں بی۔ایس سی کا آخری سال پاس کر چکے ہیں اور جونی۔ایس۔چانکیہ جواہر۔ایم ٹی۔آئی (ایس سی۔ آئی اور این آئی پی ایس چنئی میں تین مہینہ کی پری سی ٹریننگ کر چکے ہوں اور جنہیں شپنگ ماسٹر ممبئی، کلکتہ، اور چنئی کے ذریعہ شناختی کارڈ جاری کئے گئے ہوں (viii) سفارتی رسرکاری پاسپورٹ رکھنے والے (ix) ایسے والدین کے غیر خود کفیل بچے جن کے پاسپورٹ پر ECNR کی مہر لگی ہو۔(X) انگلینڈ امریکا اور آسٹریلیا کا مستقل امیگریشن ویزا رکھنے والے (xi) بی اے یا دوسری اعلا ڈگری رکھنے والے (xii) پالی ٹیکنک جیسے تسلیم شدہ اداروں کا ڈپلوما رکھنے والے (xiii) انڈین نرسنگ کونسل ایکٹ 1947 کے تحت تسلیم شدہ نرس (xiv) 60 برس سے زائد عمر کا ہر شخص (xv) پاکستان اور بنگلہ دیش جانے والے (xvi) یورپ اور شمالی امریکا کے کسی شہر میں جانے والا کوئی شخص (xvii) حکومت کے تسلیم شدہ ادارے۔

امیگریشن سسٹم کو اور آسان بنا دیا گیا ہے۔درج ذیل چھ زمروں میں سے کسی بھی زمرے میں آنے والا کوئی ورکر اپنے پاسپورٹ پر "ای۔سی۔این۔آر۔مہر لگوانے کے لئے رجسٹرڈ بھرتی ایجنٹ کے ذریعہ POEs یا پاسپورٹ اتھاریٹی سے رابطہ قائم کرسکتا ہے۔سپروائزر (سبھی پیشوں میں) ہنر مند مزدور (سبھی پیشوں میں) نیم ہنر مند (سبھی پیشوں میں) ہلکے راوسط ربھاری گاڑیوں کے ڈرائیور، اسٹینوگرافر، اسٹور کیپر، ٹائم کیپر، ٹائپسٹ وغیرہ سمیت سبھی کلرک ملازمین اور انکو چھوڑ کر جو گھریلو ملازمت میں ہوں، باورچی جن کے پاسپورٹ پر جائز ویزا لگا ہو۔

عمرہ اور حج کے لئے سعودی عرب جانے والوں اور زیارت کے لئے سعودی عرب، شام، ایران، عراق، سنا (یمن)، اردن، اور مصر جانے والے زائرین کو پروٹکٹر آف امیگریشن رپاسپورٹ آفس سے امیگریشن چیک سے مستثنی رکھا گیا ہے۔اسی طرح روزگار کے لئے جاپان، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ جانے والوں کو بھی امیگریشن چیک سے مستثنی کر دیا گیا ہے۔تارک وطن ملازمین کے لئے ایک ویلیفئر فنڈ کے قیام کی تجویز پر بھی غور کیا جارہا ہے۔اس فنڈ کا استعمال کچھ ہنگامی حالتوں جیسے پھنسے ہوئے ملازمین کو ملک واپس لانا، غیر ملکی اسپانسروں کے پاس کام کرتے ہوئے فوت ہوئے ملازموں کی نعش ملک میں لانے یا معذور ہونے افراد کے گھر والوں کو یکمشت مالی تعاون دینے میں کیا جائے گا۔

صنعتی تعلقات

ٹریڈ یونین ایکٹ

ٹریڈ یونین ایکٹ 1926 کا بنیادی مقصد ٹریڈ یونینوں کو رجسٹریشن کی سہولت فراہم کرتا ہے۔کوئی بھی سات یا اس سے زیادہ کارکن ایکٹ کے تحت ٹریڈ یونین کا رجسٹریشن کرا سکتے ہیں۔بشرطیکہ وہ ٹریڈ یونین کے ضابطوں اور ایکٹوں کے تحت قانون کی پابندی کریں۔

ڈسپلن کا ضابطہ

ڈسپلن کا ضابطہ 1958 میں انڈین لیبر کانفرنس میں وضع کیا گیا تھا جس میں مالکان اور کارکنوں پر زور دیا گیا ہے۔کہ وہ اپنے تنازعوں کو حل کرنے کے لئے موجودہ مشینری کا استعمال کریں۔مالکان اور ملازمین کی مرکزی تنظیموں اور کئی دوسری تنظیموں نے

ڈسپلن کے ضابطے کو منظور کرایا تھا۔ ڈسپلن کے ضابطے کے تحت اس ضابطے پر عمل درآمد کرنے والی تنظیمیں مرکزی یا ریاستی امور سے متعلق تنازعات کے حل میں تعاون کرتی ہیں۔ مالکان اور کارکنوں کی مرکزی تنظیموں اور سرکاری کارخانوں کے ذمہ داروں نے اس سیاق میں تنازعات کا جائزہ لینے کے لئے کمیٹیاں یا شعبے قائم کئے ہیں۔ ان تنظیموں میں کل ہند ٹریڈ یونین کانگریس شامل نہیں ہے۔

جانچ کا طریقہ کار

سرکاری زمرے کے کارخانوں کی جانب سے طویل مقدمہ بازی کی روک تھام کے لئے جانچ کا ایک طریقہ کار وضع کیا گیا ہے۔ مقدمے بازی میں اس وقت اور طول کھنچتا ہے جب ایسے صنعتی تنازعہ کے مقدمات میں جن پر صنعتی ٹریبونل یا عدالت پہلے ہی فیصلہ سنا چکی ہوتی ہے۔

اپلیں دائر کی جاتی ہیں پھر اس مقدمہ میں تاخیر پر تاخیر ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس طریقہ کار کے تحت متعلقہ وزارت یا وزارت قانون سے اجازت لئے بغیر ایسے صنعتی مقدمے میں اپیل دائر نہیں کی جا سکتی ہے۔ جس کا پہلے صنعتی ٹریبونل یا عدالت نے فیصلہ سنادیا ہو۔ وہاں سے یہ معاملہ وزارت محنت کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ اگر وزارت محنت اور متعلقہ وزارت اپیل دائر کرنے کی اجازت نہیں دیتی ہے تو پھر یہ معاملہ معاشی سیکریٹریوں کی کمیٹی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔

لے آف، تخفیف اور تالہ بندی

لے آف، چھٹیوں اور تالہ بندی کو صنعتی تنازعات ایکٹ 1947 کے تحت کر دیا گیا ہے۔ حکومت نے صنعتی تنازعہ (ترمیمی) ایکٹ 1982 اور 1984 کے ذریعہ جبری چھٹی، تخفیف اور تالہ بندی کو مزید قانون کا پابند کرنے کے اقدام کئے ہیں۔ اب اس ایکٹ کے تحت ایسا کوئی کارکن جس نے مسلسل ایک برس سے کم کام نہ کیا ہو۔ وہ چھٹی یا تالہ بندی کی صورت میں معاوضہ کی ایک کم سے کم طے رقم کا حقدار ہوگا۔

سہ طرفہ صنعتی کمیٹی

مزدوروں پر نئی صنعتی پالیسی کے اثرات اور دیگر متعلق معاملات غور اور مناسب فیصلہ لینے کے لئے وزارت محنت نے 12 نومبر 1991 کو ایک خصوصی سہ طرفہ کمیٹی کی تشکیل کی۔ کمیٹی کے فیصلے پر مبنی چینی، سوتی کپڑے، سڑک نقل وحمل، بجلی (پیداوار اور تقسیم) پٹ سن، کیمکل اور انجینئرنگ سے متعلق سات صنعتی سہ طرفہ کمیٹیوں کی تشکیل کی گئی تاکہ صنعتوں کی بیماریوں کے خصوصی مسائل کا جائزہ لیا جا سکے۔ جہاں اور جب بھی ضرورت ہوتی ہے ان کمیٹیوں کی میٹنگیں ہوتی ہے اور اس میں حکومت کے مختلف پالیسی ساز فیصلوں جیسے کہ ہمہ گیریت اور نرم کاری سے پیدا ہونے والے مسائل پر غور کیا جاتا ہے۔

قومی لیبر کمیشن

منظم سیکٹر میں مزدوروں سے متعلق موجودہ قانونوں کو معقول بنانے کی تجاویز پیش کرنے اور غیر منظم سیکٹر کے مزدوروں کو کم از کم مقررہ سطح کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے جامع قانون تیار کرنے کے مقصد سے حکومت نے 15 اکتوبر 1999 کو دوسرے قومی لیبر کمیشن کی تشکیل کی۔ کمیشن کو 24 مہینے میں اپنی رپورٹ دینی ہے۔ دیگر باتوں کے علاوہ ان میں شامل ہیں۔ ٹکنالوجی سے متعلق

تیز بدلاؤ، تجارت اور صنعت کی ہمہ گیریت اور بین الاقوامی مسابقت پر زور دیئے جانے کے باعث نئے ابھرتے اقتصادی ماحول کو دھیان میں رکھ کر موجودہ قانونوں کو محنت بازار کی مستقبل کی ضرورتوں اور مانگ کے مطابق بنانے پر غور کرے گا۔

کمیشن نے درج ذیل موضوعات پر 6 مطالعاتی گروپ کی تشکیل کا فیصلہ کیا ہے: (1) قانون کا جائزہ (2) دیہی رغیر رسمی سیکٹر رمتحدہ رمربوط جامع قانون (3) ہمہ گیریت اور اس کے اثرات (4) سماجی تحفظ (5) خواتین اور بچہ مزدوری (6) ہنرمندی کا فروغ، تربیت اور ملازمین کی تعلیم۔ کمیشن کی سفارشوں خاص کر محنت قانونوں میں بہتری سے متعلق سفارشوں کی بنیاد پر ضروری ترامیم کی جائیں گی۔

تربیت

نوجوانوں کے کیریر کو بنانے کی کوشش میں ڈائرکٹریٹ جنرل آف امپلائمنٹ اور ٹریننگ نے اس سلسلے میں متعدد تربیتی پروگرام تیار کئے ہیں۔ ان پروگراموں کو جہاں تک ممکن ہوتا ہے قومی ڈھانچے کے اندر رہتے ہوئے لیکن کئی بار غیر ملکوں کے اشتراک سے وضع کیا جاتا ہے۔

دستکاروں کی تربیت

صنعتی تربیتی ادارے 43 انجینئرنگ اور 24 غیر انجینئرنگ شعبوں میں 15 سے 25 برس عمر کے درمیان مردوں اور عورتوں کو تربیت دینے کے لئے ملک بھر میں قائم کئے گئے ہیں۔ 31 دسمبر 2000 تک ایسے 4,272 ادارے جن کی مجموعی صلاحیت 6.28 لاکھ ہے ملک میں دستکاروں کو تربیت دے رہے تھے۔ انجینئرنگ شعبہ میں تربیت کی مدت ایک یا دو سال اور غیر انجینئرنگ شعبہ میں تربیت کی مدت ایک برس ہے۔ داخلے کے لئے تعلیمی لیاقت کا معیار آٹھویں سے بارہویں اسٹینڈرڈ تک رہتا ہے۔ ان 67 ٹریڈوں کے علاوہ ریاستی حکومتوں اور مرکزی علاقوں سے اپنے علاقوں میں قائم صنعتی یونٹوں کی مانگ پوری کرنے کے لئے دوسرے شعبوں میں بھی تربیت کا انتظام شروع کردیا ہے۔

دستکاری کے انسٹرکٹروں کی تربیت

ہوڑہ، ممبئی، کانپور، لدھیانہ اور حیدرآباد میں قائم ایڈوانسڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ اور چنئی میں مرکزی تربیتی انسٹی ٹیوٹ برائے انسٹرکٹرس کا قیام 1960 میں عمل میں آیا تھا۔ جس کا مقصد صنعتی ہنر سکھانے کی تکنیک سے انسٹرکٹر ٹرینیز کو واقفیت بہم پہنچانا ہے جو بعد میں دوسروں کو تربیت دے کر صنعت کو ہنرمند افرادی طاقت فراہم کرتے ہیں۔

ان اداروں کی صلاحیت 950 دستکاری کے انسٹرکٹروں کو تربیت دینے کی ہے۔ ان میں ہنرمندی کو فروغ اور تعلیمی اداروں دونوں گہری و جامع تربیت کے لئے ایک سالہ کورس چلایا جاتا ہے۔ تدریس اصولوں کی گہری معلومات اور ہنرمندی کو جدید اور تازہ بنانے رکھنے اور انہیں صنعت کی دنیا کی تکنیکی ترقی کی معلومات دینے کے لئے یہ ادارے ریفریشر کورس کا بھی انعقاد کرتے ہیں۔

چند منتخب خصوصی کاروبار میں انسرکٹروں کی تربیت کی سہولت اب بھی بہ آسانی دستیاب ہیں: مثلاً: اے. ٹی. آئی. لدھیانا میں زرعی آلات اور چھپائی کی تربیت اے ٹی آئی کانپور، کاشتکاری کے آلات کی تربیت، اے ٹی آئی لدھیانہ میں دی جاتی ہے۔ ان

اداروں میں درج فہرست اقوام (قبائل کے لئے نشستیں محفوظ ہیں۔)

ترقی یافتہ پیشہ وارانہ تربیتی اسکیم

یہ اسکیم انتہائی ہنر مند کارکنوں اور تکنیکی ماہرین کو مختلف ترقی یافتہ اور جدید ہنر میں جو دوسرے پیشہ وارانہ تربیتی پروگراموں میں دستیاب نہیں ہیں، تربیت دینے کی غرض سے اکتوبر 1977 میں شروع کی گئی تھی۔ اس اسکیم کے تحت متعدد ترقی یافتہ ہنروں کے میدان میں دو سے بارہ ہفتے کے ریگولر کل وقتی نصاب کی پیشکش کی جاتی ہے۔ یہ اسکیم سب سے پہلے ممبئی، کلکتہ، حیدرآباد، کانپور، لدھیانہ اور چنئی میں واقع ترقی یافتہ تربیتی انسٹی ٹیوٹ اور 15 ریاستی حکومتوں کے زیر اہتمام 16 منتخب صنعتی ٹریننگ اداروں میں شروع کی گئی تھی۔ جدید طرز کے ان اداروں میں سالانہ 10 ہزار صنعتی کارکنوں کو تربیت دی جاتی ہے۔

عورتوں کا پیشہ وارانہ تربیتی پروگرام

ملک میں عورتوں کو پیشہ وارانہ تربیت کی سہولتوں کا اہتمام 231 خواتین صنعتی تربیتی ادارے اور 534 خواتین ونگ اور نجی صنعتی تربیتی ادارے بھی ہیں۔ ان میں 46,750 لڑکیاں تربیت حاصل کرسکتی ہیں۔ اور 1996 میں کونسل برائے پیشہ وارانہ ٹریننگ نے سفارش کی تھی کہ عام آئی ٹی آئی میں 25 فیصد سیٹیں خاتون امیدواروں کے لئے محفوظ کردی جائیں۔ یہ سیٹیں ریاست/مرکز کے زیر انتظام علاقوں میں عام ریزرویشن پالیسی کے تحت بھری جائیں اور ریزرویشن کی کل حد 50 فی صد سے زیادہ تر ہو۔ پیشہ وارانہ تربیتی پروگرام کے تحت جس کا اہتمام وزارت محنت، ڈی جی ای اور ٹی اور نوئیڈا میں قومی پیشہ وارانہ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کرتا ہے اس کے علاوہ دس ریجنل پیشہ ورانہ تربیتی اداروں میں، جو ممبئی، بنگلور، ترویندرم، کلکتہ، حصار، تورا، الہ آباد، اندور، بڑودہ اور جے پور میں 10 قومی پیشہ وارانہ تربیتی انسٹی ٹیوٹ قائم کئے گئے ہیں۔ ترقی یافتہ اور جدید طریقوں سے تربیت دی جاتی ہے۔ اب تک ان اداروں میں لگ بھگ مارچ 2000 تک 22,500 خاتون امیدواروں کو تربیت دی جاچکی ہے۔ ان میں ایڈوانس اور تدریسی مہارت مہیا کرانے کے لئے 1,936 خواتین کو تربیت دینے کی صلاحیت موجود ہے۔

مرکزی تعلیمی میڈیا انسٹی ٹیوٹ

مرکزی تعلیمی میڈیا انسٹی ٹیوٹ (CIMI) چنئی میں قائم کیا گیا ہے جس کا مقصد آئی ٹی آئی میں تربیت دینے والوں اور تربیت پانے والوں اور پرنٹس شپ ٹریننگ اسکیم کے تحت اپرنٹوں کو میڈیا پیکج کی شکل میں تربیتی ساز وسامان فراہم کرنا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ نے متعدد اقسام کے تربیتی میڈیا پیکج (IMPS) کو فروغ دیا ہے جو ترقی ساز وسامان انسٹرکٹرس گائیڈ، دیوار چارٹ، اور ہیڈ نصابی کتابوں/ٹکنالوجی کے بارے میں ٹرانسپیرنسی، لینڈ ورکشاپ، شماریات اور سائنس کے کورس کی کتابوں وغیرہ پر مشتمل ہے۔ سی آئی ایم آئی کو یکم اپریل 1999 کو خودمختار ادارہ بنادیا گیا۔

سوپر وائزر، فورمین ٹریننگ

صنعت کے لئے فورمین اور سپر وائزروں کی ٹریننگ بنگلور اور جمشید پور میں قائم دو فورمین ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ میں ہوتی ہے۔

مرکزی اسٹاف ٹریننگ اور تحقیقی انسٹی ٹیوٹ

مرکزی اسٹاف ٹریننگ اور تحقیقی ادارہ حکومت نے ریپبلک آف جرمنی کے اشتراک سے 1968 میں کلکتہ میں قائم کیا تھا۔ اس ادارہ کے تین شعبے ہیں تربیت، ریسرچ اور ترقی، تربیتی شعبہ ملک میں پیشہ وارانہ اور صنعتی ٹریننگ کے منتظمین کو تربیت کی سہولتیں فراہم کرتا ہے۔ تحقیقی بازو، پیشہ وارانہ ٹریننگ کے مختلف پہلوؤں پر مسائل پر مبنی مطالعات کا اہتمام کرتا ہے اور ترقیاتی شعبہ صنعتی ٹریننگ موثر طور پر چلانے کے لئے تربیتی ساز و سامان اور معاون ماڈل کو فروغ دیتا ہے۔

اپرنٹس شپ ٹریننگ اسکیم

اپرنٹیسز Apprentices ایکٹ 1961 کے تحت مخصوص صنعتوں کے مالکان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپرنٹس شپ ٹریننگ کے لئے اپرنٹس رکھیں جنہیں ایک سے چار برس تک متعلقہ صنعت میں کام سکھایا جائے یہ ٹریننگ بنیادی تربیت پر مبنی ہے اس کے بعد اپرنٹس کو کام کے دوران شاپ فلور پر تربیت دی جاتی ہے۔ تربیت کے معیار کا تعین مرکزی حکومت سنٹرل اپرنٹس شپ کونسل کے مشورے سے کرتی ہے۔ اب تک 254 صنعتوں اور 137 کاروباروں میں اپرنٹس شپ ٹریننگ ضروری قرار دی گئی ہے۔

1961 کے اپرنٹس شپ ایکٹ میں 1973 ترمیم کی گئی اور گریجویٹ اور ٹکنیشین اپرنٹس شپ، انجینئرنگ، اور ٹکنالوجی سے گریجویٹ اور ڈپلوما ہولڈروں کی تربیت کو بھی اس کے تحت لایا گیا۔ 1986 میں اس ایکٹ میں پھر ترمیم کی گئی اور 10+2 کا امتحان پاس کرنے والے طلبا کو ٹکنیشین (پیشہ وارانہ) اپرنٹس کورس کا فائدہ پہونچایا گیا۔ اپرنٹس تربیت پروگرام ہیں بہتری کے لئے 1977 میں اس ایکٹ میں پھر ترمیم کی گئی۔

روزگار

منظم زمرے مثلاً تمام سرکاری سیکٹر اور پرائیویٹ سیکٹر میں دس یا اس سے زائد افراد کو کام دینے والے غیر زرعی اداروں میں روزگار پانے والوں کی تعداد جو مارچ 1998 میں 281.66 لاکھ سے گھٹ کر مارچ 1999 میں 281.13 لاکھ ہوگئی، اس طرح اس مدت میں 0.19 فی صد کی کمی ہوئی۔ 1999-1998 کے دوران پرائیویٹ سیکٹر کے روزگار میں 0.57 فی صد کی کمی ہوئی۔

نویں پنج سالہ منصوبے کا ایک بنیادی مقصد پیداواری روزگار کے مزید مواقع فراہم کرنا ہے خاص طور سے ان علاقوں پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے گی جہاں بے روزگاری کی شرح بہت زیادہ ہے۔

قومی روزگار سروس

نیشنل روزگار سروس (NES) کے پاس 30 جون 1999 کے اختتام پر 953 ایمپلائمنٹ ایکس چینج یونیورسٹی روزگار واطلاعات اور گائڈنس بیورو کا نیٹ ورک تھا۔ ایمپلائمنٹ ایکس چینج روزگار کے متلاشیوں کے بشمول خصوصی گروپ مثلاً معذور، سابق فوجی، درج فہرست اقوام و قبائل، خواتین وغیرہ ان کی کوشش میں مدد کرتا ہے۔

یہ ادارہ پیشہ وارانہ تربیت کا اہتمام کرتا ہے۔ اور روزگار سے متعلق ضروری مشورے بھی دیتا ہے۔ آج کے ذریعہ مطلع کی گئی خالی جگہوں کو معلومات یہ روزگار مراکز خواہش مند افراد کو بھیجتے ہیں۔ روزگار کے بارے میں اطلاعات اکٹھا کر کے لوگوں تک

پہونچانا روزگار اور افرادی قوت کے بارے میں پالیسیاں طے کرانے کے مقصد سے مطلوبہ معلومات دینے کے مقصد سے روزگار اور کمرشیل ریسرچ کے بارے میں مطالعہ کرنے جیسے کام کئے جاتے۔ طریقہ عمل میں بہتری کے لئے روزگار کاموں کے کمپیوٹرائیزیشن کا پروگرام جاری ہے۔

ایمپلائمنٹ ایکسچینج (خالی جگہوں کا لازمی نوٹی فیکشن) ایکٹ 1959 کے تحت 25 یا اس سے زیادہ لوگوں کو ملازمیت دینے والے سرکاری زمرے کے تمام کارخانوں اور نجی زمرے میں تمام غیر زرعی اداروں کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ خالی جگہوں کا اعلان کریں اور اس کی باضابطہ اطلاع (کچھ معاملوں کو چھوڑ کر) ایمپلائمنٹ ایکسچینج ایکٹ اور اس کے تحت بنائے گئے قانونوں کے مطابق فراہم کریں۔ قومی سطح پر خاص طور سے عام پالیسیاں تیار کرنے، عام معیارات اور طریقہ کار متعین کرنے، افسران کو تربیت دینے اور پروگراموں کا جائزہ لینے کی ذمہ داری مرکزی حکومت کی ہوتی ہے۔ جب کہ روزگار سراکز کے روزمرہ کے نظم ونسق کی ذمہ ریاستی حکومتوں/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی انتظامیہ کی ہوتی ہے۔ جسمانی طور پر معذور لوگوں کے لئے ملک میں 40 خصوصی ایمپلائمنٹ ایکسچینج ہیں۔ 18 پیشہ وارانہ آبادکاری مراکز معذوروں کو آبادکاری خدمات کا جامع پیکج فراہم کرتے ہیں۔

پیشہ وارانہ رہنمائی

پیشہ وارانہ رہنمائی اور روزگار سے متعلق مشورے نوجوانوں (غیر تجربہ کار) اور بالغوں کو (مخصوص کام کا تجربہ رکھنے والے) دیئے جاتے ہیں۔ مارچ 2000 میں ایسے 354 روزگار دفاتر میں ایسی اکائیاں کام کر رہی تھیں اس کے علاوہ 85 یونیورسٹیوں میں ایمپلائمنٹ انفارمیشن اور گائیڈنس بیورا کس کام کر رہے ہیں۔ یہ واحدے نوجوانوں کو ان کے کیریر بنانے کی کوشش میں مدد کرتے ہیں 23 چنندہ اضلاع میں ایک خصوصی اسکیم بھی چلائی جارہی ہے۔ جہاں نوجوانوں کو فوراً اپنا روزگار شروع کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

درج فہرست اقوام وقبائل۔ روزگار کے متلاشی

درج فہرست اقوام وقبائل کے امیدواروں کے لئے کوچنگ اور رہنمائی مراکز دہلی، چنئی، کانپور، جے پور، حیدرآباد، تریوندرم، سورت، جبلپور، رانچی، کلکتہ، ایزول، بنگلور، حصار، بھونیشور، امپھال، ناگپور، منڈی، گوہاٹی، کوہیما، جووائی اور جموں اور جالندھر میں کام کر رہے ہیں۔ جوان کے لئے رجسٹریشن کی رہنمائی، درخواست دینے سے پہلے کی رہنمائی خوداعتمادی پیدا کرنے کے لئے تربیت، تقرری کے پہلے تربیت ان مراکز میں امیدواروں کو ٹائپنگ اور شارٹ ہینڈ کی خصوصی ٹریننگ فراہم کرتے ہے۔

کام کے حالات اور بہبود

وزارت برائے محنت، بیڑی، سینما، اور غیر کوئلہ کان ملازمین کے کچھ درجات کے لئے 5 فلاحی فنڈ چلا رہا ہے۔ فلاح وبہبود فنڈ درج ذیل ایکٹ کے تحت بنائے گئے ہیں (1) ابرق کان مزدور فلاح وبہبود فنڈ ایکٹ 1946 (2) چونا پتھر اور ڈولیمایٹ کان مزدور فلاح وبہبود فنڈ ایکٹ 1972 (3) لوہا کچا دھات کان، میگنیز کچی دھات اور کروم کچی دھات (ORE) اور مزدور وفلاح وبہبود فنڈ ایکٹ 1976 (4) بیڑی ملازمین فلاح وبہبود فنڈ ایکٹ 1976 اور (5) سینما ملازمین فلاحی فنڈ ایکٹ 1981۔ ایکٹ میں درج مقاصد کو موثر بنانے کے لئے صحت، تعلیم، رہائش، تفریح، سماجی تحفظ اور پانی کی فراہمی کے سیکٹر میں مختلف فلاح وبہبود کی اسکیمیں بنائی گئیں اور ان پر عمل کیا جارہا ہے۔

فنڈوں کے لئے رقوم بیڑی بنانے اور فیچر فلموں پر ساز وسامان لگا کر ابرق درآمد کرنے، چونا پتھر اور ڈولومائٹ کی کھپت اور لوہا کچادھات، میگنیز کچادھات اور کروم کچادھات کی کھپت اور درآمد پر ذیلی ٹیکس لگا کر حاصل کی جاتی ہے۔

سماجی تحفظ

ورک مین معاوضہ ایکٹ 1923

1923 میں ورک مین Work men معاوضہ ایکٹ کے منظور ہو جانے کے ساتھ سماجی تحفظ کی ابتدا ہوگئی تھی اس قانون کے تحت اپنی خدمات کی مدت کے دوران زخمی ہونے اور حادثہ کی صورت میں (بشمول بعض پیشہ پر پیدا ہوئے امراض) مزدوروں اوران کے لواحقین معاوضہ کے حقدار ہوں گے۔ یہی قانون ریلوے ملازمین اور ایکٹ شیڈول II میں بیان کسی عہدہ پر کام کرنے والے ملازمین پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ فیکٹریوں، کانوں، چائے باغات مشین سے چلنے والی گاڑیوں، تعمیراتی کام میں لگے کارکن اور ملازمین کو بھی اسی قانون کے تحت تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ مکمل طور پر معذور ہونے یا موت کی صورت میں معاوضہ کی کم سے کم رقم علی الترتیب 90 ہزار روپے اور 80 ہزار روپے مقرر کی گئی ہے۔ کارکن کی عمر اور اجرت کا لحاظ رکھتے ہوئے موت ہو جانے کی صورت میں معاوضہ کی رقم 4.56 لاکھ روپے اور مستقل طور پر معذور ہونے کی صورت میں معاوضہ کی رقم 5.48 ہزار دی جاتی ہے۔

زچگی فوائد

میٹرنٹی بینیفٹ ایکٹ 1961 کے تحت بعض اداروں میں عورتوں کی ملازمت کو اس طرح باضابطہ بنادیا گیا ہے۔ کہ بچے کی پیدائش سے قبل اور اس کے بعد ایک مخصوص مدت تک انہیں مخصوص سہولتیں فراہم کی جاتی رہیں گی۔ یہ ایکٹ کانوں، فیکٹریوں، سرکس، صنعت، چائے کے باغات دکانوں اور کاروباری اداروں میں کام کرنے والی خواتین پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ جہاں 10 یا اس سے زیادہ کارکن ہوں ریاستی حکومتیں دیگر اداروں پر اس ایکٹ کو لاگو کرسکتی ہیں۔ اس ایکٹ کے تحت سہولت کے لئے اجرتوں کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔

گریچوئٹی اسکیم

گریچوئٹی کی ادائی ایکٹ 1972 کا نفاذ فیکٹریوں، کانوں، تیل کے چشموں، چائے کے باغات، بندرگاہوں، ریلوے، موٹر ٹرانسپورٹ انڈرٹیکنگس، کمپنیوں، دکانوں اور دوسرے کاروباری اداروں پر ہوتا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت ملازمت کے ہر سال پر 15 یوم کی اجرت کے حساب سے گریجوئٹی کی رقم کا تعین ہوتا ہے۔ لیکن یہ مجموعی رقم 3,50,000 سے بہر حال تجاوز نہ ہونا چاہئے۔ جن کارخانوں میں موسم کے لحاظ سے کام ہوتا ہے۔ وہاں ہر سیزن کے لئے سات یوم کی اجرت بطور گریجوئٹی دی جاتی ہے۔ اگر کسی ملازم کو اپنے مالک کے ساتھ کئے گئے معاہدوں کے تحت بہتر شرطوں پر گریچوئٹی ملتی ہے تو یہ ایکٹ ملازم کو اس سے الگ نہیں کرتا۔

ایمپلائز اسٹیٹ انشورنس اسکیم

ایمپلائز اسٹیٹ انشورنس ایکٹ پہلے مرحلے میں ان غیر موسمی فیکٹریوں پر لاگو ہوتا ہے جو بجلی استعمال کرتی ہیں اور 10 یا اس سے زائد افراد کو روزگار فراہم کرتی ہیں یا بجلی استعمال نہ کرنے والی ان فیکٹریوں پر اس ایکٹ کا اطلاق ہوتا ہے جو 20 یا اس سے زائد لوگوں کو روزگار فراہم کرتی ہیں۔ اس ایکٹ سے حاصل سہولتیں دکانوں، ہوٹلوں، ریسٹورنٹوں، سنیما، تھیٹروں، موٹر ٹرانسپورٹ

اندرٹیکنگ اوراخباری صنعت سے وابستہ ملازمین کو بھی دستیاب ہیں۔اس ایکٹ کے تحت ملازمین کو نقد رقم کی صورت میں طبی امداد بھی فراہم کی جاتی ہے۔یکم جنوری1997 سے6,500روپے ماہانہ تنخواہ پانے والے ملازم اس انشورنس اسکیم کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اس ایکٹ کے تحت ملازمین کی اچانک بیماری زچگی، زخمی ہونے پر علاج کا انتظام اور نقد بھتہ دینے اور زخمی ہونے کی وجہ سے موت ہونے پران پرانحصار کرنے والے لوگوں کو پنشن دینے کا اہتمام ہے۔بیمہ شدہ شخص کے خاندان کو علاج کے ساتھ ساتھ مکمل علاج کی سہولیات بھی مہیا کرائی جاتی ہیں۔31 دسمبر 2000 کو 139 ای ایس آئی اسپتال،43 انکسس (26,905 بستروں پرمشتمل)اور1,443 ڈسپنسریاں تھیں۔86.01لاکھ ملازمین اس ایکٹ کے تحت آتے ہیں۔

ملازمین کا پراویڈنٹ فنڈ

ایمپلائز پراویڈنٹ فنڈ اور Miscellaneons پراویزن ایکٹ 1952 کے تحت پراویڈنٹ فنڈ، فیملی پنشن اور جمع کی جانے والی رقم سے جڑی انشورنس کی شکل میں ریٹائرمنٹ فوائد ملازمین کو دستیاب ہیں۔21 اپریل 2000 تک اس ایکٹ کے تحت اس میں20یااس سے زیادہ روزگار دینے والی 180 صنعتیں اور کاروباری ادارے اس ایکٹ کے دائرے میں شامل تھے اوراس کے دائرے میں5,000روپے تک ماہانہ پانے والے ملازمین میں شامل کئے جاتے تھے۔لیکن حکومت نے یکم جون 2001 سے تنخواہ کی حد بڑھا کر6,500روپے کردی ہے۔اس قانون کے تحت کم از کم اشتراک حصہ 10 فی صد کا ہوتا ہے۔لیکن 20 یااس سے زیادہ ملازمین والی175 صنعتوں/اداروں میں یہ حد بڑھ کر12 فی صد کردی گئی ہے۔اس ایکٹ کے تحت ہر ماہ جتنی رقم ملازم کی تنخواہ سے کٹتی ہےاتنی ہی رقم اداروں کے مالکان بھی دیتے ہیں۔

ملازمین کی ڈپازٹ سے جڑی انشورنس اسکیم

ملازمین کو مزید سماجی تحفظ فراہم کرنے کی غرض سے ایمپلائز پراویڈنٹ فنڈ کے ممبروں کے لئے 1976 میں ایمپلائز ڈپارٹمنٹ انشورنس اسکیم شروع کی گئی اور یکم اگست 1976 سے انہیں ملازمین کے پراویڈنٹ فنڈ سے اور چھوٹ حاصل شدہ پراویڈنٹ فنڈ سے مثتنی لوگوں کے لئے لاگو کیا گیا۔اس کے مطابق ملازم کی موت ہونے کی صورت میں اس کے وارث کو پراویڈنٹ فنڈ میں جمع رقم کے علاوہ وہ رقم بھی ملے گی، جو پچھلے 12 مہینوں میں فنڈ میں جمع اوسط کی، بچی ہوئی رقم کے برابر ہوگی۔ اس اسکیم کے تحت زیادہ سے زیادہ ادائیگی60ہزارروپے ہوگی اوراس کے لئے ملازمین کا اشتراک کچھ نہیں ہوگا۔

ایمپلائز پینشن اسکیم 1995

یہ اسکیم16 نومبر 1995 کو صنعتی کارکنوں کے لئے شروع کی گئی تھی۔اسکیم کے تحت کوئی بھی کارکن 33 سال کی خدمات پوری ہونے پر یا ریٹائرمنٹ کے بعد تنخواہ کا50فیصد کی شرح سے ریٹائر ہونے کے بعد پنشن کا مستحق قرار پاتا ہے۔پنشن پانے کے لئے کم سے کم دس سال تک ملازمت میں رہنا ضروری ہے۔ملازم کی تنخواہ اور ملازمت کو دھیان میں رکھتے ہوئے ملازم کی موت ہونے کے بعد فیملی پنشن کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے۔فیملی پنشن کی رقم ماہانہ450روپے سے 2500روپے کے درمیان ہوتی ہے۔اس کے علاوہ دو بچوں کے لیے بیوہ کی پنشن کی 25 فیصد رقم بچوں کو بطور پنشن دی جاتی ہے۔پنشن کے حقدار صرف دو بچے ہوتے ہیں جنھیں کم سے کم150 روپے فی بچہ ماہانہ کی رقم بطور پنشن حاصل ہوتی ہے۔اس اسکیم میں آج 8.33 فی صد اور مرکزی حکومت1.16 فی صد فی ماہ کا اشتراک کرتی ہے۔یکم جون 2001 سے زیادہ سے زیادہ رقم5,000روپے سے بڑھا کر 6,500 کردی گئی ہے۔

25۔ مکانوں کی تعمیر (ہاؤسنگ)

قومی مکان سازی ورہائشی پالیسی

مکان سازی ایک ریاستی موضوع ہے۔ مگر مرکزی حکومت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اجتماعی مکان سازی اسکیموں پر عمل ودرآمد کے پروگرام اور ضابطے تشکیل دے اور خاص طور پر سماج کے کمزورتر طبقات کے لئے مکان سازی کی اسکیموں اور پروگراموں پر عمل کرنے کے لئے راستہ ہموار کرے۔ لوگوں کو سر چھپانے کی جگہ فراہم کرنے کے لئے مکان سازی اور رہائش کی ایک نئی پالیسی 1998 میں بنائی گئی ہے۔ جو کہ مکانوں کے امور پر توجہ دے گی۔ اس کا مقصد پناہ گاہوں کی دستیابی کے لیے قائم پذیر فروغ، بنیادی ساخت اور رہائشی سیکٹر میں نجی شراکت جیسے امور پر غور کر کے ان کا حل ڈھونڈنا ہے۔ اس پالیسی کا مقصد زائد مکانات کی تعمیر ہے تاکہ حکومت کے قومی ایجنڈے میں کئے گئے وعدہ کے مطابق ہر سال 20 لاکھ زائد رہائشی اکائیاں تعمیر کی جاسکیں۔ اس کے تحت بنیادی سہولیات کے فروغ کی ہی طرح سے مکان سازی کو بھی ترجیحی درجہ دینا ہے۔ اس پالیسی کا مرکزی تصور مکان سازی کے متعلق امور اور ڈھانچہ جاتی مسائل کو زبردست سرکاری اور نجی حصہ داری سے حل کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت مالی رعایتیں فراہم کرے گی، قانون اور ضوابط میں ضروری اصلاح کرے گی اور مناسب ماحول پیدا کرے گی۔

مکانوں کی قلت اور آبادی میں دھماکہ خیز اضافہ سے پیدا ہونے والے مسائل کو ایک ساتھ رکھ کر اس پالیسی میں توجہ دی گئی ہے اور پالیسی دستاویز میں مرکزی حکومت ریاستی حکومتوں، مقامی اتھارٹیز، مالی اداروں، ریسرچ کی معیار بندی، اور تکنیکی اداروں کے کرداروں کی الگ الگ وضاحت کی گئی ہے۔ چونکہ مکان سازی ایک ریاستی موضوع ہے اس لئے ریاستی حکومتوں کو ایسے بنیادی اقدامی منصوبوں اور پروگراموں کی تشکیل کرنی ہوگی جو مقامی حالات کے مطابق ہوں اور اس سلسلہ میں اسے مقامی اداروں اور شہریوں کے گروپوں سے تعاون بھی لینا ہوگا۔ حکومت کے قومی ایجنڈے میں سب کے لئے مکان سازی کو ترجیح دی گئی ہے اور کمزور طبقات کی ضروریات پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ اس پروگرام کے تحت ہر سال 20 لاکھ نئے مکانات تعمیر تیار کرنے کی تجویز ہے۔ اس سلسلہ میں کمزور طبقات، کم آمدنی کے گروپوں، ایس سی / ایس ٹی اور دیگر ضرورت مند لوگوں کی ضروریات پر خاص طور پر توجہ دی جائے گی۔ 20 لاکھ اضافی مکانوں میں سے سات ہزار مکانات شہری علاقوں میں تعمیر کئے جائیں گے اور 13 ہزار مکانات دیہی علاقوں میں تعمیر کئے جائیں گے اس کے لئے مزید 4,000 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کی ضرورت ہوگی۔

مکان سازی کے لئے سرمایہ

قومی مکان سازی ورہائشی پالیسی پر عمل درآمد کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے ہیں۔ (اے) ایک اقدامی منصوبہ تیار کیا گیا ہے، تاکہ حکومت کے قومی ایجنڈے میں سب کے لئے سر چھپانے کی جگہ فراہم کرنے کے وعدے کو پورا کیا جاسکے۔ شہری علاقوں میں سات لاکھ اضافی رہائشی یونٹوں کی تعمیر کے لئے حکومت کی جانب سے مالی اور تکنیکی امداد دی جائے گی۔ اس مقصد کے حصول کے لئے پرائیویٹ سیکٹر، کوآپریٹیوز اور غیر سرکاری تنظیموں / سی بی او کے ہمہ جہت اشتراک کی ضرورت ہوگی۔ (بی) 1988ء میں، ریزرو بینک آف انڈیا کی سب سبڈیری کے طور پر قائم کیا گیا نیشنل ہاؤسنگ بینک، محکمہ اقتصادیات کے

بنکاری ڈویژن کے انتظامی کنٹرول میں کام کر رہا ہے۔ یہ مختلف ایچ ایف آئی کی نگرانی اور کنٹرول کی خدمت انجام دے رہا ہے اور اب تک اس نے 29 ایچ ایف آئی تسلیم کئے ہیں۔ (سی) لائف انشورنس کارپوریشن رجنرل انشورنس کارپوریشن کی راست اور بالراست سرمایہ کاری میں اضافہ کردیا گیا ہے۔ (ڈی) 2001-2000 کے دوران ہڈکو نے 7,912.73 کروڑ روپے کے قرضوں کی منظوری دی اور اس مدت کے دوران 4,829.32 کروڑ روپے کے قرضے جاری کئے۔ سال 2001-2000 کے دوران ہڈکو کی 7,912.73 کروڑ روپے کی قرض امداد سے 1,360 اسکیمیں منظوری کی گئیں، جس کے تحت 30.90 لاکھ رہائش اکائیوں کی تعمیر اور اپ گریڈ کرنا اور 8,871 رہائشی پلاٹوں کو فروغ دیا جائے گا۔ ہڈکو نے جن رہائشی یونٹوں کے لئے سرمایہ فراہم کیا ہے ان میں 96 فیصد (29.93 لاکھ اکائیاں) سے زیادہ یونٹیں اقتصادی طور پر کمزور طبقات اور کم آمدنی والے گروپوں کے لئے ہیں۔ ہڈکو نے ہڈکو نواس کے نام سے انفرادی بنیاد پر رقم فراہم کرنے کی ایک اسکیم شروع کی جس کے تحت ملک بھر میں 80,740 رہائشی مکانوں کے لئے 1,071.27 کروڑ روپے منظور کئے گئے۔ سال کے دوران اس اسکیم کے تحت 662.14 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔ (ای) میٹروپولیٹن اور دوسرے بڑے شہروں میں سڑک کی پٹریوں پر زندگی گزارنے والوں کے لئے رین بسیروں کی اسکیم کو قومی اقدام کے حصہ کے طور پر مرکزی امدادی پروگرام کے تحت زیر عمل لایا جارہا ہے۔ اپریل 1990 سے اب تک ہڈکو نے ملک کے مختلف حصوں میں پٹریوں پر زندگی گزارنے والے 5 لاکھ لوگوں کے لئے 106 اسکیموں کی منظوری دی ہے۔

ہاؤسنگ سیکٹر کے لیے مالیاتی رعایت

سال 2002-2001 کے دوران حکومت نے رہائشی سیکٹر کو کئی رعایتیں فراہم کی ہیں۔ ان میں شامل ہیں: (i) سیکشن 80-1A اور سیکشن G (23) 10 کے تحت رعایتیں۔ ہاؤسنگ کے لیے قرض پر دیئے گئے سود کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ رکھنے کی رعایت (ii) انکم ٹیکس ایکٹ کے سیکشن 88 کے تحت رعایت 10,000 روپے سے بڑھا کر 20,000 روپے کردی گئی (iii) ایک سے زیادہ مکانوں کی خریداری کے لیے غیر منقولہ جائدادوں پر پونجی منفعت ٹیکس سے چھوٹ (iv) ہاؤسنگ فنانس اداروں کے ذریعے دیئے گئے قرضوں پر لگائے گئے انٹرسٹ ٹیکس میں چھوٹ (v) محدود میونسپل بانڈوں کو ٹیکس فری حیثیت فراہم کرنا (vi) 1,500 مربع فٹ کے منظور شدہ رہائشی پراجیکٹوں (دہلی اور ممبئی میں 1,000 مربع فٹ) کو ٹیکس میں رعایت۔

کم لاگت اور ماحول موافق تعمیری سامان پر دی جانے والی رعایتیں برقرار ہیں۔ پہلے سے تیار شدہ تعمیری سامانوں کے لیے مزید رعایتیں توسیع کی گئی ہیں۔

ہاؤسنگ کے شعبہ میں تعمیراتی سامان اور ٹکنالوجی

تعمیر پر آنے والے مجموعی اخراجات میں تعمیراتی سامان کا حصہ 65 تا 75 فیصد ہوتا ہے۔ دیہی اور شہری دونوں علاقوں میں مکانوں کی مانگ میں اضافہ کے ساتھ ہی تعمیراتی سامان کی ضرورت میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ ٹکنالوجی کی ناکافی سہولیات، مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی سطح پر تال میل اور ترقیاتی پروگراموں کے فقدان پر حکومت توجہ مبذول کر رہی ہے تاکہ مکان سازی کی سرگرمیوں میں اضافہ ہو سکے۔ روایتی تعمیراتی سامان مثلاً لکڑی، بانس اور جھانکڑ وغیرہ تک رسائی کم ہونے کی وجہ سے مکان سازی کا مسئلہ اور نازک ہو گیا ہے۔ مختلف صنعتوں کی جانب سے بائیوماس کے تجارتی استعمال نے صورت حال کو مزید نازک بنادیا ہے۔ ان حالات میں بائیوماس کے تجارتی استعمال کو کم کرنے کے ساتھ ہی متبادل تعمیراتی سامان کی بہتر فراہمی کے ذریعہ مکانوں کی تعمیر کو ترجیح دینا ضروری ہے۔

اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل اقدامات کیے گئے ہیں: (اے) نویں منصوبہ کی مشق کے طور پر متبادل تعمیراتی سامان پیدا کرنے کے امکانات کے ساتھ ہی کچھ اہم تعمیراتی سامان کی متوقع مانگ اور قلت کا اندازہ لگایا گیا ہے کہ خاص تعمیراتی سامان کی مانگ کتنی ہے اور اس میں کتنی کمی ہونے کا امکان ہے۔ اس بات کا تخمینہ لگایا جارہا ہے کہ دسویں منصوبے کے دوران کتنے مکانوں کو تعمیراتی سامان کی ضرورت پڑے گی۔ (بی) بلڈنگ میٹریل اینڈ ٹکنالوجی پروموشن کونسل (بی ایم ٹی پی سی) ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کے طور پر وزارت شہری ترقی کے تحت کام کر رہی ہے جس کا مقصد ٹکنالوجی کی نشاندہی، ویلیڈیشن، منتقلی اور استعمال اور نیا تعمیراتی سامان بڑے پیمانہ پر پیدا کرنے کے لئے مناسب پلیٹ فارم فراہم کرنا ہے۔ کونسل نے راکھ اور دوسرا کوڑا کرکٹ استعمال کرنے کے لئے بہت سی پیش قدمیاں کی ہیں اور سی پی ڈبلیو ڈی اور بی آئی ایس نے نئے معیارات پیش کئے ہیں ساتھ ہی مکان سازی کا کاروبار کرنے والوں کو مالی اداروں اور ریسرچ ایجنسیوں سے متعارف کرایا گیا ہے۔ راکھ سے تیار ہونے والا عمارتی سامان پیدا کرنے والی متعدد یونٹیں ملک کے مختلف حصوں میں قائم کی جارہی ہیں۔ (سی) کچھ نئی ٹکنالوجیوں، نئے عمارتی سامان اور کمپونینٹس کا ٹسٹ بھی کیا جاچکا ہے۔ اور بڑے پیمانے پر ان کی پیداوار شروع کرنے کا فیصلہ کرلیا گیا ہے (ڈی) ہڈکو کی معرفت، مرکزی اسکیم کے طور پر بلڈنگ سنٹروں کا ایک نیٹ ورک قائم کردیا گیا ہے۔ جہاں مستریوں اور دیگر لوگوں کو تربیت دی جائے گی تاکہ دیہی اور شہری علاقوں کو مناسب ٹکنالوجی منتقل کی جاسکے۔ 31 مارچ 2001 تک 583 بلڈنگ سنٹروں کے قیام کی منظوری دی جاچکی تھی۔ اور ان میں سے 433 میں کام بھی شروع ہوگیا تھا اور (ای) غیرسرکاری تنظیموں کو سرکاری کوششوں کو کامیاب بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ تعاون دیا جارہا ہے۔

مکان سازی میں این آر آئی سرمایہ کاری اور ایف ڈی آئی

ملک میں مکانات کی زبردست قلت کے تناظر میں اس شعبہ میں سرمایہ کی کمی بھی ایک مسئلہ ہے۔ دستیاب گھریلو سرمایہ سے ضرورت پوری نہیں ہوتی اور مکانوں کی قلت بڑھ جاتی ہے۔ اس شعبہ میں وسائل، ٹکنالوجی اور نظم ونسق کی خلیجیں بھی موجود ہیں۔

اقتصادی اصلاح، آزادانہ تجارت اور صنعتی پالیسی کے موجودہ عمل کی روشنی میں ہاؤسنگ اور غیر منقولہ جائیدادوں کے شعبوں کو کلیدی حیثیت حاصل ہوگئی ہے اور ان شعبوں میں سرمایہ کاری کی زبردست گنجائش پائی جاتی ہے۔ آزاد معیشت کی پالیسی سے این آر آئی ر پی آئی او اور او سی بی کو فائدہ پہنچانے اور غیر ملکی زرمبادلہ کی آمد میں اضافہ کرنے کے ساتھ ہاؤسنگ کے شعبہ کے لئے وسائل میں اضافہ کرنے کے لئے بھی حکومت نے اس شعبہ میں این آر آئی سرمایہ کاری کی ایک اسکیم کا اعلان کیا ہے۔ اس اسکیم کے تحت ہندستانی قومیت نسل کے ہندستان میں نہ رہنے والے افراد (این آر آئی)، سمندر پار کی وہ بڑی کمپنیاں (او سی بی) جن کی ملکیت کا بڑا حصہ این آر آئی ر پی او کے قبضہ میں ہو سرمایہ کاری کراسکتے ہیں۔ ان کی سرمایہ کاری کے میدان حسب ذیل ہوں گے:
(i) پلاٹوں کی مکمل ڈیولپمنٹ اور رہائشی مکانوں کی تعمیر (ii) مکانات پر مشتمل جائیدادوں جیسے رہائشی اور تجارتی عمارتوں بشمول بزنس سنٹروں اور دفتروں کی تعمیر (iii) مضافاتی بستیوں کی تعمیر (iv) شہری اور علاقائی سطح کی ڈھانچہ جاتی سہولیات بشمول سڑکوں اور پلوں کی تعمیر (v) تعمیراتی سامان کی پیداوار (vi) مکان سازی کی ترقی میں مالی اعانت اور (vii) اس شعبہ میں ایف ڈی آئی کی اجازت دینے پر غور ہورہا ہے۔

31 دسمبر 2000 تک رہائشی اور زمینی جائداد کے فروغ کے سیکٹر میں غیر مقیم ہندوستانیوں کے ذریعے 564 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کی منظوری دی گئی۔

قومی تعمیراتی تنظیم

قومی تعمیراتی تنظیم یا نیشنل بلڈنگ آرگنائزیشن (این بی او) کا قیام 1954 میں اس وقت کی وزارت ورکس و ہاؤسنگ سے منسلک دفتر کے طور پر عمل میں آیا تھا۔ اس کے قیام کا بنیادی مقصد کم قیمت کی عمارتوں کی ڈیزائن سازی اور سماجی و اقتصادی پہلوؤں کے ساتھ مکانوں کی حالت میں سدھار لانا تھا۔ این بی او، اسکیپ (ای ایس سی اے پی) کے لئے ہاؤسنگ کے علاقائی مرکز کے طور پر بھی کام کرتا ہے۔ قومی ہاؤسنگ اور ہیبی ٹیٹ پالیسی کی ضروریات کی تکمیل کے لئے 1992 میں این بی او کی تشکیل جدید کی گئی تھی تاکہ خاص طور پر سماجی و اقتصادی، نظم و نسق کے تعلق سے معلومات کے نظام اور اعداد و شمار جمع کرنے کا کام بہتر طور پر ہو سکے۔ عمارتی سامان اور ڈیزائنوں سے تعلق رکھنے والی خدمات این بی او کے دائرہ کار سے خارج کر کے بی ایم پی ٹی سی (بلڈنگ میٹریل اینڈ ٹکنالوجی پرموشن کونسل) کے حوالہ کردی گئی تھیں جو کہ وزارت کی ایک خود مختار تنظیم ہے۔

مرکزی حکومت کے ملازمین کے لئے مکانات

مرکزی حکومت کے ملازمین کو مکانوں کی سہولیات کی فراہمی کے لئے سنٹرل گورنمنٹ ایمپلائز، ویلیفئر ہاؤسنگ آرگنائزیشن سی جی ای ڈبلو ایچ او) کا قیام ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کے طور پر وزارت شہری ترقی اور انسداد غریبی کے تحت کیا گیا ہے۔ CGEWHO کے ذریعے 15 ہاؤسنگ اسکیمیں شروع کی گئیں جن میں سے دس پوری ہو چکی ہیں۔ مکمل اسکیموں کے تحت 6,008 رہائشی گھروں کی تعمیر کی گئی۔ 5 اسکیموں میں تعمیری کام چل رہا ہے جس کے تحت 2,373 اکائیاں تیار کی جائیں گی۔ تنظیم نے اپنے پراجیکٹ گڑگاؤں، نوئیڈا، حیدرآباد، کوچی پنے وغیرہ شہروں میں مکمل کیے۔

شہری زمین (سیلنگ تنسیخ ریگولیشن ری پیل) ایکٹ 1999

شہری زمین (سیلنگ اور ریگولیشن) تنسیخ قانون 1999، 22 مارچ 1999 گزٹ میں نوٹی فائی کیا گیا۔ یہ قانون اس موضوع سے متعلق آرڈی نینس کی جگہ پر لایا گیا۔ تنسیخ قانون ہریانہ، پنجاب، اتر پردیش، گجرات، کرناٹک، مدھیہ پردیش، اور مرکز کے سبھی زیر انتظام علاقوں میں پہلے ہی نافذ ہو چکا ہے۔ آندھرا پردیش، آسام، بہار، مہاراشٹر، اڑیسہ، راجستھان، اور مغربی بنگال کی حکومتوں نے ابھی تک اس قانون کو نافذ نہیں کیا ہے۔ سبھی ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو رہنما اصول جاری کر دیئے گئے ہیں۔ تنسیخ قانون سے عوامی اور نجی دونوں سیکٹروں رہائشی تعمیرات کے کاموں میں آسان ہوگی۔

سریع الحرکت شہری واٹر سپلائی پروگرام

مرکزی حکومت کی یہ اسکیم سریع الحرکت شہری واٹر سپلائی پروگرام 94-1993 کے دوران شروع کیا گیا۔ اسکے اہم مقاصد ہیں (ا) مقررہ مدت کے اندر 20 ہزار سے کم آبادی والے شہروں میں (1991 کی مردم شماری کے مطابق) محفوظ اور کافی پانی کی فراہمی کی سہولیات فراہم کرنا (ب) معیار زندگی میں بہتری اور زندہ رہنے کے حالات میں سدھار (ج) سماجی۔ اقتصادی حالات کو بہتر بنا کر اور پیداوار میں اضافہ سے ملک کے اقتصادی نظام کو مضبوطی فراہم کرنا۔

1991 کی مردم شماری کے مطابق 2 کروڑ 34 لاکھ کی آبادی والے 2,151 چھوٹے شہر، اس اسکیم کے تحت امداد کے مجاز ہیں۔ سال 2001-2000 کے دوران اس پروگرام کے تحت 64 کروڑ روپے جاری کئے۔ 2002-2001 کے لیے اس پروگرام میں 95 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

صفائی کرنے والوں کی نجات کے لئے اسکیم

اس مرکزی اسکیم پر وزارت شہری ترقی کی معرفت 90-1989ء سے عمل ہو رہا ہے۔ اس اسکیم کا مقصد نویں منصوبے کے دوران اس اسکیم کے تحت قدیم طرز والی لیٹرینوں کی جگہ پر فلش کی لیٹرینوں اور کھلی جگہوں پر رفع حاجت کی روک تھام کے لئے نئی سینٹری یونٹوں کی تعمیر کی جاتی ہے۔ اس کا بنیادی مقصد صفائی کرنے والوں کو سروں ''پر میلا'' ڈھونے سے نجات دلانا ہے۔ اور اس سلسلہ میں وزارت کی جانب سے ہڈکو سے قرضوں کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔ اور یہ اسکیم ہڈکو کے ذریعہ لاگو کی جا رہی ہے۔ اور اس کے لئے ہڈکو کو مرکزی حکومت سے سبسڈی اور ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں سے قرض فراہم کرایا جاتا ہے۔

31 مئی 2001 تک 1,248 قصبات میں 835 اسکیموں کو منظوری دی جا چکی تھی، جن کے تحت 35,23,078 خشک بیت الخلاء کو فلش والے بیت الخلاء میں تبدیل کیا جائے گا۔ نئی بیت الخلاء کی اکائیوں کو تعمیر کیا جائے گا اس کام کے لئے ہڈکو نے 498.11 کروڑ روپے سبسڈی اور 584.18 کروڑ روپے قرض کے طور پر منظور کئے ہیں۔ منظور رقم میں سے 245.56 کروڑ روپے کی سبسڈی اور 277.70 کروڑ روپے کا قرض ہڈکو کو جاری کیا جا چکا ہے۔ اب تک کم لاگت والی 14,11,087 بیت الخلاء اکائیوں کی تعمیر پوری ہو چکی ہے اور 3,31,028 اکائیوں پر کام چل رہا ہے۔

گنگا بیراج پروجیکٹ

حکومت ہند نے 10 اپریل 1999 کو 263.40 کروڑ روپے کی لاگت سے کانپور میں گنگا بیراج پروجکٹ کو منظور دی۔ لاگت کا آدھا حصہ اتر پردیش کی حکومت کو قرض کے طور پر دیا جائے گا۔ 31 مارچ 2001 تک وزارت نے 70.49 کروڑ روپے مختص کئے ہیں اور رواں سال کے 60.99 کروڑ روپے کے بجٹ میں 30 کروڑ روپے 30 مئی 2001 تک جاری کیے جا چکے تھے۔

ہندوستان پری فیب لمیٹڈ

ہندوستان پری فیب لمیٹڈ، حکومت ہند کی کمپنی ہے جو کہ 1995 سے وزارت شہری ترقی کے زیر انتظام کام کر رہی ہے۔ یہ تعمیراتی کام کے تعلق سے پروڈکشن یونٹ کے طور پر بھی اور ٹھیکہ پر سرگرم عمل ہے۔ کمپنی کا نظام ایک بورڈ آف ڈائریکٹرز کے سپرد ہے۔ اس کا بااختیار سرمایہ 10 کروڑ روپے اور ادا شدہ سرمایہ (پیڈ اپ) 6.97 کروڑ روپے ہے۔

چھوٹے اور درمیانہ قصبات کی مربوط ترقی

مرکزی حکومت کی کفالت میں چھوٹے اور مجھولے شہروں کی مربوط ترقی کی اسکیم 5 لاکھ کی آبادی تک شہروں کے لیے 1980-1979 سے لاگو کی گئی۔ اگست 1995 میں جاری ترمیم شدہ رہنما اصولوں کے مطابق مرکز اور ریاستی حکومتوں کا حصہ مالی تعاون کی شکل میں جاری کیا جاتا ہے۔ یہ اسکیم ان شہروں پر لاگو ہوتی ہے جہاں مقامی اداروں کے انتخاب ہو چکے ہیں اور منتخب نمائندے اپنا کام کر رہے ہیں۔ اسکیموں کی منظوری، مالی امداد کی منظوری اور نگرانی کا کام ریاستی سطح کی کمیٹی کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت شہروں کے ذریعے پراجیکٹ لاگت کا 20 سے 40 فی صد ادارہ جاتی فنانس، HUDCO اور دیگر مالی اداروں سے لیا جا سکتا ہے۔ مرکزی امداد 60:40 (مرکز اور ریاست) کے تناسب میں فراہم کرائی جاتی ہے۔ اسکیم کے تحت آنے والے شہروں کی پراجیکٹ رپورٹ تیار کرنے کے لیے مرکزی بنیادی ساختی امداد اسکیم (سینٹرل اربن انفراسٹرکچر سپورٹ اسکیم

(CUISS) کے تحت ریاستی حکومتیں شہر کی سائز کی بنیاد پر 3 لاکھ سے 6 لاکھ روپے تک کی مرکزی امداد فراہم کرتی ہیں۔

اس اسکیم کے شروع ہونے سے لے کر اب تک 1,058 شہروں کے لیے 444.93 کروڑ روپے کی مرکزی امداد جاری کی جا چکی ہے۔ 31 مارچ 2001 تک اس اسکیم کے تحت 552 شہروں کے لیے 10.27 کروڑ روپے جاری کیے گئے۔ سال 2001-2002 کے دوران اسکیم کے لیے 70 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

بہت بڑے شہروں کے متعلق اسکیم

میگا شہروں (بہت بڑے شہروں) میں بنیادی ڈھانچہ کی ترقی کے لئے جو مرکزی اسکیم 94-1993 سے چل رہی ہے اس کا نفاذ پانچ میگا شہروں ممبئی، چنئی، کلکتہ، حیدرآباد اور بنگلور پر ہوتا ہے۔ اس میں مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی حصہ داری کا تناسب 25:25 کا ہے اور باقی ماندہ 50 فیصد رقم مالی اداروں سے حاصل کرنی ہوتی ہے۔ اس اسکیم کے پروجیکٹوں کے یہ تین زمرے ہیں: (اے) نفع بخش پروجیکٹ (بی) صارفین سے حاصل محصول پر مبنی پروجیکٹ اور (سی) بنیادی خدمات کے پروجیکٹ۔ اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ بڑے شہروں کو نویں منصوبہ کے آخر تک گردشی فنڈ قائم کرنے میں مدد دی جائے۔ نویں منصوبہ کے آخر تک میگا شہروں کو متواتر فنڈ مہیا کرانا ہے جس سے بلاواسطہ یا بالواسطہ لاگت وصولی تدابیر کو اپنا کر شہری بنیادی ڈھانچے میں مستحکم سرمایہ کاری کی جا سکے۔ اب تک مرکز کی حصہ داری کے 598.95 کروڑ روپے نوڈل ایجنسیوں کو جاری کئے جا چکے ہیں۔

شہری نقشہ سازی

شہری نقشہ سازی اسکیم بطور پائلٹ پروجیکٹ مختلف ریاستوں کے 50 شہروں کا احاطہ کرنے کے لئے شروع کی گئی تھی۔ پہلے مرحلہ میں 6 ریاستوں کے 25 شہروں کا انتخاب کیا گیا تھا۔ اس پروجیکٹ کی ایگزیکیوٹو ایجنسی نیشنل ریموٹ سنسنگ ایجنسی (این آر ایس اے) نے تمام شہروں کی سیریل فوٹوگرافی مکمل کر لی ہے۔ اور تین شہروں کو چھوڑ کر باقی تمام شہروں کے نقشے اور فضائی نقشے تیار کر لئے ہیں۔ ٹی سی پی او متعلقہ ریاستی ٹاؤن پلاننگ محکموں کے اشتراک سے فضائی فوٹوگرافوں کا جائزہ لے رہا ہے اور دیگر ثانوی اعداد وشمار معلومات جمع کر رہا ہے تاکہ عام موضوعاتی نقشہ جات اور گرافک اعداد وشمار جی آئی ایس کے فروغ کے لئے تیار کئے جا سکیں اور ٹاؤن پلاننگ محکموں، لوکل باڈیز، ڈولپمنٹ اتھارٹیز، پی ڈبلیو ڈی، ٹیکس حکام اور دیگر سکٹرل ڈولپمنٹ ایجنسیوں کے استعمال کے لئے کثیر المقاصد نقشوں کے طور پر معلومات کو مرتب کیا جا سکے۔

آٹھویں پانچ سالہ منصوبہ کے مطابق شہری نقشہ سازی اسکیم کے دوسرے مرحلے میں نویں منصوبہ کے دوران 25 شہروں کو شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ شہری نقشہ سازی اسکیم کے دوسرے مرحلے کے لئے این آر ایس اے نے 15 شہروں کی تجویز رکھی ہے اور سروے کا بہت سا کام ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے۔ باقی ماندہ شہروں کے لئے ریاستی حکومتیں تکنیکی معیارات داخل کر چکی ہیں یا داخل کرنے والی ہیں۔

محکمہ مرکزی تعمیرات عامہ

محکمہ مرکزی تعمیرات عامہ (سی پی ڈبلیو ڈی) تمام مرکزی سرکاری عمارتوں اور پراجیکٹوں کی تعمیر اور دیکھ بھال کی مرکزی سرکار کی سب سے بڑی ایجنسی ہے جس کے تحت ریلوے، دفاع، مواصلات، ایٹمی ایجنسی، ہوائی اڈے، (قومی اور بین الاقوامی) اور آل انڈیا ریڈیو کے کام آتے ہیں۔ اس محکمہ کا قیام 1863 میں اجمیر صوبائی ڈویژن کے قیام کی شکل میں عمل میں آیا تھا مگر باقاعدہ طور پر موجودہ شکل میں سی پی ڈبلیو ڈی کی تشکیل 1930 میں ہوئی تھی اور اس کا صدر دفتر نئی دہلی میں بنایا گیا۔ اس محکمہ کا

سربراہ ڈائریکٹر جنرل (ورکس) ہوتا ہے۔ جو کہ حکومت ہند کے صلاح کار انجینئر کے طور پر کام کرتا ہے۔اس محکمہ کے چھ علاقائی مراکز ہیں جن کے نام ہیں۔نئی دہلی ریجن، دہلی ریجن، شمالی ریجن، (تینوں کے صدر دفاتر نئی دہلی میں ہیں) مشرقی ریجن، جنوبی ریجن اور مغربی ریجن (ان کے صدر دفاتر بالترتیب کلکتہ، چنئی اور ممبئی میں ہیں)۔

سی پی ڈبلیو ڈی بہت سے پراجیکٹوں پر عمل کرتا ہے۔ جیسے مکان سازی اور دفتری کمپلکس اس کی ذمہ داری میں سرحدوں پر باڑھ لگانے، تیز روشنی کا انتظام کرنے اور ہند پاک سرحد اور بنگلہ دیش سرحد پر مشکل حالات میں سڑکوں کے پراجیکٹوں پر عمل درآمد شامل ہے۔ سی پی ڈبلیو ڈی کے فیلڈ یونٹیں پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہیں جو ملک کے دور دراز حصوں تک میں تعمیرات اور مرمت کے کام کرتی ہیں۔اس کے ذریعہ پبلک سیکٹر کے اداروں اور خود مختار اداروں کے کام بھی کئے جاتے ہیں اس نے غیر ممالک میں بھی بہت سے کام کئے ہیں مثلاً سفارت خانوں اور اسپتالوں کی عمارتیں تعمیر کی ہیں اور نیپال میں سڑکیں اور پل تعمیر کئے ہیں۔

CPWD کو راشٹر پتی بھون نارتھ بلاک، ساؤتھ بلاک، پارلیمنٹ ہاؤس، وگیان بھون جیسی عظیم عمارتوں اور کئی کثیر منزلی عمارتوں اور اسٹیڈیم کا تعمیری سہرا حاصل ہے۔ موجودہ پارلیمنٹ ہاؤس کے قریب 191.91 کروڑ روپے کی تخمینہ لاگت سے بننے والے شاندار پارلیمنٹ لائبریری کی عمارت زیر تعمیر ہے۔ یہ محکمہ نئی تکنیک اور جدید ترین تکنالوجی کے استعمال کے ساتھ تعمیرات کے میدان میں آگے بڑھ رہا ہے۔

اس محکمہ نے ریسرچ تنظیموں کے اشتراک وتعاون سے تکنالوجی کے استعمال اور فروغ (ٹی اے ڈی) سیل قائم کیا ہے جس کا مقصد ماحول کے لئے سازگار تعمیراتی سامان اور تکنالوجی کی نشان دہی کرنا اور اسے استعمال میں لانا ہے۔انسانی آبادیوں کے مسلسل فروغ کے لئے سی پی ڈبلیو ڈی ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔اس نے ڈھانچوں کی بحالی میں بھی مہارت حاصل کی ہے۔

سی پی ڈبلیو ڈی نے معیارات اور شرحوں کے شیڈول منظم طور پر تیار کئے ہیں جن کو وقتہ وقتہ سے حالات حاضرہ کے مطابق بنایا جاتا ہے اور تازہ ترین تکنالوجی اور رجحانات کے ہم قدم رکھا جاتا ہے یہ معیارات اور شرحوں کے شیڈول دوسری تعمیراتی تنظیمیں بھی سرکاری اور نجی دونوں سیکٹروں میں استعمال کرتی ہیں۔

تعمیراتی ایجنسیاں

نیشنل بلڈنگ کنسٹرکشن کارپوریشن لمیٹڈ

نیشنل بلڈنگ کنسٹرکشن کارپوریشن لمیٹڈ (این بی سی سی) کا قیام پبلک سیکٹر کی انڈرٹیکنگ کے طور پر نومبر 1960 میں عمل میں آیا تھا۔ 31 مارچ 2001 کو پیڈ اپ ایکوٹی شیئر کیپٹل 111.65 کروڑ روپئے تھا، 120 کروڑ روپئے بااختیار کیپٹل ہے۔ کمپنی ملک کے سبھی حصوں، میں اور غیر ممالک میں اپنی سرگرمیاں چلاتی ہے۔ سال 2001-2000 کے دوران قومی عمارت تعمیرات کارپوریشن لمیٹڈ نے 7 کروڑ روپے کا منافع کمایا اور 31 مارچ 2001 تک اس کے پاس 615 کروڑ روپے قیمت کے معاہدے تھے۔

کارپوریشن کئی ایریا میں کام کر رہا ہے۔ جیسے ماحولیاتی انجینئرنگ پلانٹ جن میں ''یو۔ ایس۔ اے۔ بی تکنالوجی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ سلپ فارم اور جمپ فارم تکنالوجی کے استعمال سے ٹال اسٹیک اور کولنگ ٹاورس کی تعمیر۔ ریئل اسٹیٹ پروجیکٹ کا فروغ۔ سال 2001-2000 کے دوران پروجیکٹ منتظمہ اور رکھ رکھاؤ معاہدے کے کارپوریشن کو دو عظیم ٹھیکے ملے ہیں، جن میں پہلا نوئیڈا کے مختلف سیکٹروں میں 1,000 مکانوں کی تعمیر اور ترقیاتی کاموں کے لیے پراجیکٹ منتظمہ اور مشاورت فراہم کرنا جس

کی لاگت 114 کروڑ روپے ہے، دوسرا74 کروڑ روپے کا ٹھیکا بھارت سنچار نگم لمیٹڈ (BSNL) سے ملا ہے، جس کے تحت گجرات، مہاراشٹر اور ہریانہ میں مختلف مقامات پر آپٹیکل فائبر کیبل بچھانا اور باہری پلانٹ کے کام شامل ہیں۔

نیشنل بلڈنگ کنسٹرکشن کارپوریشن لمیٹڈ کھدائی کے بغیر گڈھوں سے آزاد تعمیرات کی ٹکنالوجی کے ذریعے زیر زمین افادیت کے سیکٹر میں بھی سرگرمی سے کام کر رہا ہے۔ اس تکنیک کے استعمال کے ذریعے کارپوریشن مہانگر ٹیلیفون نگم لمیٹڈ، دلّی ودیوت بورڈ، نئی دہلی میونسپل کارپوریشن، دہلی جل بورڈ وغیرہ اداروں کے لیے کئی پراجیکٹوں پر کام کر رہا ہے۔ کارپوریشن نے بنیادی سہولیات کے فروغ کے لیے بوتسوانا کی ایک کمپنی کے ساتھ جوائنٹ وینچر کی تشکیل کی ہے۔

قومی راجدھانی خطہ منصوبہ بندی بورڈ

قومی راجدھانی خطہ منصوبہ بندی بورڈ (این سی آر پی بی) کا قیام ہریانہ، راجستھان اتر پردیش کی اسمبلیوں کی منظوری کے ساتھ پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے تحت 1985 میں عمل میں آیا تھا، جس کا مقصد قومی راجدھانی خطہ (این سی آر) کے متوازن اور مناسب ترقی کی منصوبہ بندی، اسے فروغ دینا ہے۔ قومی راجدھانی خطہ 30,242 مربع میٹر میں پھیلا ہوا ہے۔ اور اس کے تحت سارا قومی راجدھانی خطہ دلی، ہریانہ، راجستھان اور اتر پردیش کے کچھ حصے شامل ہیں۔ بورڈ نے علاقائی منصوبہ 2001 این سی آر تیار کیا ہے اور علاقائی پلان، فنکشنل پلانوں اور سب ریجنل پلانوں کے نفاذ اور ان پر عمل درآمد میں تال میل پیدا کر رہا ہے۔ منصوبہ پر عمل درآمد کے لئے بورڈ کی جانب سے مرکزی اور ریاستی منصوبوں اور آمدنی کے دوسرے وسائل سے سرمایہ کے حصول کا انتظام کیا جاتا ہے۔ شریک ریاستوں اتر پردیش اور راجستھان نے اپنے ذیلی علاقوں کے لئے سب ریجنل پلان تیار کئے ہیں۔ جن کو این سی آر پی بی نے اپنی منظوری دیدی ہے۔ بورڈ نے ٹرانسپورٹ، بجلی، ٹیلی کام اور صنعت کے لئے فنکشنل پلان بھی تیار کئے ہیں اس رپورٹ کی بنیاد پر علاقائی منصوبہ 2021 کی تیاری کا عمل شروع کر دیا ہے۔ ہریانہ اور قومی راجدھانی خطہ دہلی کے لئے سب ریجنل پلان کی تیاری بھی متعلقہ ریاستی سرکاروں نے 2021 کے تناظر میں شروع کر دی ہے۔ 97-1996 کے دوران بورڈ نے ''ہڈکو'' سے 60 کروڑ روپے کا قرض حاصل کیا۔ 98-1997 اور 99-1998 اور 2001-2000 کے دوران بورڈ نے پونجی بازار سے علی الترتیب 226.40 کروڑ روپے اور 285 اور 153.40 کروڑ روپے جٹائے۔

علاقے کی ترقی کے لئے بورڈ نے 4,277.40 کروڑ روپے لاگت کے 148 پروجیکٹوں کو منظوری دی ہے، ان میں سے 68 پروجیکٹ پورے ہو چکے ہیں۔ بورڈ نے 1,592.93 کروڑ روپے کے قرض منظور کئے ہیں۔ جس میں سے 1,126.28 کروڑ روپے 30 جون 2001 تک ہریانہ، راجستھان اور اتر پردیش قومی خطہ راجدھانی سے 4 شہروں گوالیار، پٹیالہ، کوٹہ اور بریلی کے لئے جاری کئے جا چکے ہیں۔ بورڈ نے مارچ 2001 تک ریاستوں کو 1,449.10 خرچ کیے۔

جھگی بستیوں کی ترقی کا قومی پروگرام

جھگی بستیوں کی ترقی کا قومی پروگرام 1996 میں کانپور میں شروع کیا گیا۔ اس پروگرام کے تحت شہری جھگی جھونپڑی بستیوں (سلم) کی ترقی کے لئے ریاستوں / مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو اضافی امداد جاری کی جاتی ہے۔ پروگرام کا مقصد کافی اور اطمینان بخش پانی کی فراہمی، علاج کی سہولیات ابتدائی تعلیم کی سہولیات، تعلیم بالغاں وغیرہ کی سہولیات مہیا کرانا ہے۔ اس پروگرام کے تحت کمیونٹی اساس سہولتیں، پناہ گاہ کا انتظام، شہری غریب عورتوں کو با اختیار بنانا، تربیت، مہارت بڑھانے اور ان کاموں میں غیر سرکاری تنظیموں اور دیگر اداروں کی حصہ داری پر زیادہ دھیان دیا جاتا ہے۔ پروگرام کی شروعات سے مرکزی حکومت 1,528 کروڑ روپے جاری کر چکی ہے۔ جس میں سے جون 2001 تک 819.47 کروڑ روپے کا استعمال کر تقریباً 2.82 کروڑ لوگوں

کوفائدہ پہنچایا گیا۔

سورن جینتی شہری روزگار یوجنا

شہری انسدادغریبی کی تین اسکیموں۔غریبوں کے لئے شہری بنیادی خدمات، نہرو روزگار اسکیم اور وزیراعظم کا مربوط شہری انسدادغریبی کی جگہ پر یکم دسمبر 1997 سے ایک نئی اسکیم سورن جینتی شہری روزگار یوجنا شروع کی گئی۔اس اسکیم کا مقصد دہاڑی روزگار کا اہتمام یا خود روزگار صنعت قائم کرنے کے لئے حوصلہ افزائی کر کے شہری بے روزگار یا نیم بے روزگار غریبوں کو فائدے مند روزگار مہیا کرانا ہے۔اس کے تحت شہری بنیادی خدمات طرز پر کمیونٹی ساخت کی تشکیل کی جاتی ہے اور شہری مقامی بلدیاتی اداروں اور کمیونٹی اداروں کی حصہ داری کے ذریعہ سے روزگار کے مواقع پیدا کئے جاتے ہیں۔اس اسکیم میں مرکز اور ریاستوں کا تناسب 75:25 ہوتا ہے۔اسکیم میں خصوصی پروگرام شامل ہیں۔جیسے (i) شہری خود روزگار پروگرام (ii) شہری دہاڑی روزگار پروگرام۔سال 2001-2000 کے دوران سورن جینتی شہری روزگار پروگرام کے لئے ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں شہری دہاڑی روزگار پروگرام کے تحت 39.66 اور سورن جینتی روزگار اسکیم کے تحت 31.44 کروڑ روپے اور کمیونٹی ساخت پروگرام کے تحت 14.03 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔

شہری خود روزگار پروگرام

اس پروگرام کے 3 خصوصی اجزا ہیں (1) فائدہ بخش خود روزگار صنعت لگانے کے لئے شہری غریب کے طور پر استفادہ چاہنے والوں کی امداد (2) فائدہ بخش خود روزگار صنعت لگانے کے لئے شہری عورتوں کے گروپوں کو امداد اس ذیلی پروگرام کو "شہری علاقوں میں عورتوں اور بچوں کی ترقی کی اسکیم" کہا جاتا ہے (3) فائدہ کے مجاز استفادہ کے لئے ممکنہ خواہش مند اور شہری روزگار پروگرام سے جڑے دیگر لوگوں کے ہنر، کاروباری مہارت بڑھانے کیلئے تربیت کا اہتمام۔

یہ پروگرام ہندوستان میں سبھی شہری قصبوں میں لاگو ہے اور شہروں کی غریب بستی گروپوں کی طرف خصوصی دھیان دیتے ہوئے سارے قصبے کی بنیاد پر لاگو کیا جاتا ہے۔اس کا ہدف وہ شہری غریب لوگ ہیں جنہیں شہری غریبی لائن سے نیچے رہنے والے اشخاص کے طور پر جانا جاتا ہے۔اس پروگرام کے تحت خاتون استفادے کی خواہش مندوں کی حصہ داری 30 فی صد سے کم نہیں ہونی چاہئے۔درج فہرست ذات/درج فہرست قبائل کو ان کی مقامی آبادی کے تناسب میں اس کا فائدہ حاصل ہوگا۔پروگرام کے تحت 3 فی صد معذوروں کے لئے اس کا اہتمام ہونا چاہئے۔اس پروگرام کے تحت فائدہ اٹھانے والوں کے لئے کوئی کم از کم صلاحیت نہیں رکھی گئی ہے۔لیکن نویں کلاس سے زیادہ تعلیم حاصل کئے ہوئے لوگ اس اسکیم کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے پروگرام کے تحت بیواؤں، طلاق شدہ عورتوں اور ایسی عورتوں کو ترجیح دی جائے گی جن کا خاندان محض ان کی آمدنی پر منحصر ہے۔31 مارچ 2001 تک 2,42,434 لوگوں کو پروگرام کے تحت تربیت دی گئی اور 2,75,128 لوگوں کو فائدہ پہونچایا گیا۔

شہری علاقوں میں عورتوں اور بچوں کے ترقیاتی پروگرام

شہری علاقوں میں خواتین اور بچوں ترقیاتی پروگرام کا مقصد شہروں کی غریب عورتوں کے گروپوں کو خود روزگار کی سرگرمیوں اور جستجو میں تعاون دینا ہے۔اس اسکیم میں سبسڈی کی حد سوالاکھ روپے یا پروجیکٹ لاگت کا 50 فی صد، جو بھی کم ہو، ہوتا ہے۔پروجیکٹ چلانے کے لئے کم از کم دس عورتوں کا گروپ ہونا چاہئے۔اگر کوئی گروپ خود روزگار صنعتوں کے علاوہ اپنے آپ کو بچت اور قرض تنظیم کے طور پر تشکیل دیتا ہے تو اسے 1,000 روپے فی ممبر کی شرح سے 25,000 روپے کا اضافی مالی امداد تو اتر فنڈ کی شکل میں بھی دیا جا سکتا ہے۔اس فنڈ کے ذریعہ کچے مال کی خرید اور مارکیٹنگ اصل سہولیات کے اخراجات بچوں کی دیکھ بھال کی

سرگرمیوں پر ایک بار کا خرچ، 500 روپے تک گروپ ممبروں کے سفری اخراجات گروپ کے کسی ممبر کے ذریعہ اپنے یا اپنے شوہر یا بچے کے لئے مختلف اوقات میں کی گئی بچت سے بیمہ قسط کی ادائیگی جیسے کام کاج نمٹائے جاسکتے ہیں۔ ان کے علاوہ گروپ کے مفاد میں ریاست کے ذریعہ تصدیق شدہ کوئی دیگر اخراجات بھی فنڈ سے کیا جاسکتا ہے۔ تواتر فنڈ کی سہولت کسی بھی گروپ کے ذریعہ اس کی تشکیل کے ایک سال بعد لی جاسکتی ہے۔ 31 مارچ 2001 اس اسکیم کے تحت 11,527 گروپوں کی تشکیل ہوئی اور 17,101 عورتوں نے اس کا فائدہ اٹھایا۔

شہری دہاڑی روزگار پروگرام

اس پروگرام کے تحت بلدیاتی اداروں کے دائرے میں غریبی خط سے نیچے رہ رہے لوگوں کو عوامی کارآمد اثاثوں اور سماجی اقتصادی اثاثوں کی تشکیل میں ان کی محنت کا استعمال کر کے فائدہ پہونچایا جائے گا۔ یہ پروگرام ایسے مقامی بلدیاتی اداروں میں لاگو ہے۔ جہاں کی آبادی 1991 کی مردم شماری کے مطابق 5 لاکھ سے کم ہے۔ پروگرام کے تحت سامان اور مزدور کا تناسب 60:40 رکھا جائے گا۔ فائدہ اٹھانے والوں کو ہر ایریا کے لئے وقتاً فوقتاً نوٹیفائی کم از کم دہاڑی دی جائے گی۔ اس پروگرام کو ریاستی علاقے کی جھگی بستیوں کے ماحول بہتری پروگرام اور جھگی بستیوں کی بہتری کے قومی پروگرام کے ساتھ ہم آہنگ کیا جاتا ہے۔ اس پروگرام مندرجہ بالا دونوں پروگراموں یا ریاستی علاقوں کی دیگر کسی اسکیم کے متبادل کی شکل میں تیار نہیں کیا ہے۔ 31 مارچ 2001 تک اس پروگرام کے تحت 331.06 لاکھ دہاڑی روزگاروں کی تشکیل کی گئی۔

شمال-مشرق کے لیے اقدامات

شمال مشرقی ریاستوں اور سکم کے وزیر برائے شہری فروغ کی 20-18 جون 2001 کو گنگٹو میں کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں علاقے کی بنیادی سہولتوں کے فروغ کے مسائل پر غور کیا گیا۔ اس کانفرنس کی سفارشوں کے مطابق شمال مشرقی ریاستوں کی ترقی سے متعلق امور پر غور کرنے کے لیے ٹاسک فورس کی تشکیل کی گئی۔ سکم اور شمال مشرقی ریاستوں میں شہری علاقوں کی ترقیاتی اسکیموں کے لیے سال 2002-2000 کے بجٹ میں 120.50 کروڑ روپے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ پچھلے سال مہیا کرائے گئے 118.05 کروڑ روپے، قائم پذیر مرکزی وسائل پول میں منتقل کر دیئے گئے ہیں۔ جو کہ شمال مشرقی علاقوں کی ترقی میں ہی خرچ کیے جائیں گے۔ ان بجٹ اہتمام کے مطابق ہر ایک شمال مشرقی ریاست سے کہا گیا ہے کہ وہ تقریباً 30 کروڑ تک کے پراجیکٹوں کی تجویز ارسال کر سکتا ہے۔

26 ۔ انصاف اور قانون

جمہوریہ ہند کا آئین دیگر حقوق کے علاوہ زندگی اور ذاتی آزادی کے تحفظ کی گارنٹی دیتا ہے۔ان حقوق کو ریاست کے ذریعہ سلب کرنے کے خلاف کافی تحفظ فراہم کرتا ہے۔

1950 میں ہندوستان کے جمہوری آئین کے نفاذ سے پہلے سے موجود قوانین پر کوئی آنچ نہیں آئی اور عدالتوں کا مربوط ڈھانچہ بھی برقرار رہا۔فوج داری قانون، دیوانی قانون، وصیت، وراثت، زراعتی زمین معاہدہ دستاویزات کے رجسٹریشن کے علاوہ مخصوص دستاویز سمیت معاہدہ قانون، قانونی دستاویزوں اور دستاویزوں کے رجسٹریشن اور قانون شہادت وغیرہ کو متوازی فہرست میں رکھ کر عدالتی ڈھانچے کے اتحاد اور یکسانیت کو محفوظ رکھا گیا۔

قانون کا سرچشمہ

ہندوستان میں قانون کے مخصوص سرچشمے آئین، قانون سازی، رواجی قانون اور مقدمے سے متعلق قانون ہیں۔پارلیمنٹ ریاستی ر مجالس قانون ساز اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی مجالس قانون سازی کے ذریعے قانون سازی جاتی ہے۔ان کے علاوہ بھی بہت سے قوانین ذیلی حیثیت میں موجود ہیں جن کو قاعدے ضابطے وغیرہ اور بائی لاز وغیرہ کہا جاتا ہے۔یہ مرکزی رریاستیں حکومتیں مقامی ادارے مثلاً میونسپلیٹیاں گرام پنچایتیں اور رلوکل باڈیز کے ذریعہ تشکیل دیے جاتے ہیں۔

یہ ذیلی قانون سازی پارلیمنٹ یا ریاستی یا مرکز کے زیر انتظام کے علاوہ کی مجالس قانون ساز کے ذریعہ دیئے گئے اختیار کے تحت کی جاتی ہے۔قانون کے اہم وسائل اعلاترین عدالتوں جیسے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ سے عبارت ہیں۔سپریم کورٹ کے فیصلے ہندستان کے اندر تمام عدالتوں پر نافذ ہوتے ہیں۔مقامی رسم ورواج جو کہ اخلاق وقانون وغیرہ کے منافی نہیں ہے بعض امور میں فیصلہ دیتے ہوئے پیش نظر رکھے جاتے ہیں۔

قانون سازی

پارلیمنٹ ان امور سے متعلق قوانین بناتی ہے جو مرکز کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں اور وہ آئین کی یونین لسٹ میں مذکور ہیں۔ریاستی مجالس قانون ساز ان امور سے متعلق قانون سازی کرتی ہیں جو ریاست کے دائرہ کار میں آتے ہیں اور آئین کی ریاستی فہرست میں مذکور ہیں۔ جہاں تک متوازی فہرست میں آنے والے امور کا تعلق ہے، ان کے بارے میں پارلیمنٹ اور ریاستی مجالس قانون ساز دونوں ہی قوانین وضع کر سکتے ہیں لیکن پارلیمنٹ اور ریاستی مجالس ساز کے ذریعہ بنائے گئے قوانین میں اگر کوئی اختلاف ہوا تو پارلیمنٹ کے ذریعہ بنائے گئے قانون کا نفاذ ہوگا اور ریاستی مجالس قانون ساز کے ذریعہ بنایا گیا قانون ناجائز قرار پائے گا، بشرطیکہ اسے صدر جمہوریہ کی منظوری کے لئے محفوظ رکھا گیا ہو اور اگر صدر جمہوریہ نے اسے منظور کر دیا تو متعلقہ ریاست میں وہ قانون نافذ ہو جائے گا۔

عدلیہ

سپریم کورٹ ملک کی سب سے بڑی عدالت ہے۔اور ہر ریاست یا کچھ ریاستوں کو ملا کر ان کے لئے ایک ہائی کورٹ کا نظام ہے۔پھر ہائی کورٹ کی زیر نگرانی نظام مراتب میں ماتحت عدالتیں ہیں۔کچھ ریاستوں میں پنچایتی عدالتیں بھی ہیں جنہیں پنچایتی عدالت اور گرام کچہری وغیرہ کہا جاتا ہے پنچایتی عدالتیں دیوانی اور فوج داری کے مقامی اور چھوٹے موٹے مقدمے نپٹاتی ہیں۔ریاستی قوانین کے ذریعہ عدالتوں کے دائرکار طے کردیئے گئے ہیں۔ہر ریاست عدالتی اضلاع میں منقسیم ہے جس کا سربراہ ضلع سیشن جج ہوتا ہے اور جو تمام مقدمات کی سماعت کرسکتا ہے جن میں وہ جرائم بھی شامل ہیں جن کی سزا موت تک ہوسکتی ہے۔ وہ ضلع کا سب سے بڑا عدالتی حاکم ہوتا ہے۔اور اس کے تحت منصفوں سب ججوں سول ججوں اور اسی طرح کے دوسرے ججوں کی عدالتیں ہوتی ہیں اسی طرح فوجداری کا نظام عدل چیف جیوڈیشنل مجسٹریٹ اور جیوڈیشیل مجسٹریٹوں پر مشتمل ہے جو درجہ اول اور درجہ دوئم کے ہوتے ہیں۔

سپریم کورٹ

ہندوستان کا سپریم کورٹ 26 ججوں پر مشتمل ہے۔(چیف جسٹس کو چھوڑ کر) یہ جج 65 سال کی عمر پوری ہونے تک خدمت انجام دے سکتے ہیں اور سپریم کورٹ (اے) بھارت سرکار اور ایک یا ایک سے زیادہ ریاستوں میں تنازعات یا (بی) بھارت سرکار یا ایک سے زیادہ ریاستوں کے درمیان تنازعہ یا (سی) دو یا دو سے زیادہ ریاستوں کے بیچ تنازعات کی سماعت کا اختیار رکھتی ہے۔ہندوستان کی سرحدوں میں واقع کسی بھی ہائی کورٹ کے کسی بھی فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کی جاسکتی ہے۔ چاہے فیصلہ دیوانی،فوج داری یا کسی دیگر مقدمے سے متعلق ہو یکم جون 2001 کو سپریم کورٹ کے ارکان یہ تھے:

چیف جسٹس اے ایس آنند۔جج صاحبان: ایس پی بھروچہ ہو۔بی این کرپال، جی بی پٹنائک ، کے ٹی تھامس، وی این کھرے،ایس راجندر بابو،اے پی مشرا،ایس ایس محمد قادری،ایم بی شاہ،ڈی پی مہاپاتر،یو سی بنرجی،آر۔سی لاہوتی،این سنتوش ہیگڑے،آر پی سیٹھی ایس این پھوکن درے سوامی راجو،وائی کے سبروال،شریمتی روما پال،ایس این۔وریادا،ایس وی پاٹل،کے جی بالا کرشن،برجیش کمار اور دشوناتھ اگروال۔

ہائی کورٹ

ریاستی عدالتی نظام میں ہائی کورٹ کی حیثیت مسلم ہے۔ملک میں کل 21 ہائی کورٹ موجود ہیں،جن میں سے تین ہائی کورٹوں کے دائرہ اختیار میں ایک سے زیادہ ریاستیں ہیں۔مرکز کے زیر نگرانی علاقوں میں صرف دلی کا اپنا ہائی کورٹ ہے باقی چھ مرکز کے زیر نگرانی علاقے دوسرے ہائی کورٹوں کے دائرہ اختیار میں ہیں۔ہر ایک ہائی کورٹ میں ایک چیف جسٹس اور صدر جمہوریہ کے ذریعہ وقت وقت پر مقرر جج کام کرتے ہیں۔ہندستان کے چیف جسٹس اور متعلقہ ریاست کے گورنر سے مشورہ کرکے صدر جمہوریہ چیف جسٹس کی تقرری کرتے ہیں اسی طرح دوسرے ججوں کی تقرری بھی عمل میں آتی ہے لیکن متعلقہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سے بھی صلاح لی جاتی ہے۔ہائی کورٹ کا جج 62 سال کی عمر ہونے تک کام کرسکتا ہے۔سپریم کورٹ کے کسی جج کو جس طرح سبکدوش کیا جاسکتا ہے اسی طرح ہائی کورٹ کے ججوں کو بھی سبکدوش کیا جاسکتا ہے۔جج کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہندوستان کا شہری ہو اور دس سال تک ہندوستان میں کسی عدالتی عہدہ پر خدمت انجام دے چکا ہو یا کسی ہائی کورٹ میں یا دو یا دو سے زیادہ ایسی عدالتوں میں اتنی ہی مدت کے لئے بطور ایڈووکیٹ خدمت انجام دے چکا ہو۔

ہر ہائی کورٹ کو اختیار ہے کہ کسی فرد یا اتھارٹی اور حکومت کو جو اس کے دائرہ اختیار میں ہو ہدایت، حکم یا رٹ جاری کرے

بشمول وہ رٹ جو جس بیچا (ہیبس کارپس) کے خلاف ہو یا وہ رٹ مینڈامس، پراہبیشن کیووارنٹو، سیر ٹیورائی جو بنیادی حقوق کی بحالی کے لئے ہو۔ یہ اختیارات ہائی کورٹ بھی کلی یا جزوی طور پر کسی شخص یا حکومت یا اتھارٹی کے خلاف جاری کرسکتا ہے۔ چاہے وہ اس کے دائرہ عمل سے باہر ہی کیوں نہ ہو مختلف ہائی کورٹوں میں ججوں اور ایڈیشنل ججوں کی مجموعی منظور شدہ تعداد 647 ہے، جب کہ یکم مئی 2001 کو 465 جج خدمات انجام دے رہے تھے۔ جدول 26.1 میں ہائی کورٹوں کے مقامات اور ان کے دائرہ عمل کے علاقوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔

جدول 26.1: ہائی کورٹوں کی نشست گاہ اور دائرہ عمل

نام	سال	علاقائی دائرہ عمل	نشست گاہ
الہ آباد	1866	اتر پردیش	الہ آباد (لکھنؤ میں بنچ)
آندھرا پردیش	1954	آندھرا پردیش	حیدرآباد
ممبئی	1862	مہاراشٹر، گوا، دادرا اور ناگر حویلی، دمن اور دیو	ممبئی (ناگپور، پناجی اور اورنگ آباد میں بنچیں)
کلکتہ	1862	مغربی بنگال	کلکتہ (پورٹ بلیر میں سرکٹ بنچ)
چھتیس گڑھ	2000	بلاس پور	بلاس پور
دلی	1966	دہلی	نئی دہلی
گوہاٹی	1948[1]	آسام، منی پور، میگھالیہ ناگالینڈ، تریپورہ، میزورم اور اروناچل پردیش	گوہاٹی، بیما، ایزاول امپھال، شیلانگ اور اگرتلہ میں بنچیں)
گجرات	1960	گجرات	احمد آباد
ہماچل پردیش	1971	ہماچل پردیش	شملہ
جموں و کشمیر	1928	جموں و کشمیر	سری نگر اور جموں
جھارکھنڈ	2000	جھارکھنڈ	رانچی
کرناٹک	1884	کرناٹک	بنگلور
کیرالہ	1958	کیرالہ اور لکش دیپ	ارناکلم
مدھیہ پردیش	1956	مدھیہ پردیش	جبلپور (گوالیار اور اندور میں بنچیں)
مدراس	1862	تامل ناڈو اور پانڈیچری	چنئی
اڑیسہ	1948	اڑیسہ	کٹک
پٹنہ	1916	بہار	پٹنہ (رانچی میں بنچ)
پنجاب اور ہریانہ	1966	پنجاب، ہریانہ اور چنڈیگڑھ	چنڈی گڑھ
راجستھان	1949	راجستھان	جودھپور (جے پور میں بنچ)
سکم	1975	سکم	گنگٹوک
اترانچل	2000	اترانچل	نینی تال

1۔ پہلے اس کا نام آسام ہائی کورٹ تھا 1971 میں اس کا نام گواہاٹی ہائی کورٹ رکھا گیا۔
2۔ پہلے اس کا نام میسور ہائی کورٹ تھا 1973 میں کرناٹک ہائی کورٹ رکھا گیا۔
3۔ پہلے اس کا نام پنجاب ہائی کورٹ تھا 1966 میں پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ رکھا گیا۔

ہر ہائی کورٹ کو اپنے دائرۂ عمل کی تمام عدالتوں پر نگرانی کے اختیارات حاصل ہیں۔ یہ ہر عدالت سے رپورٹ طلب کر سکتا ہے۔ عام ضوابط وضع اور جاری کر سکتا ہے ان پر عمل درآمد اور ساعت کے طریقوں تعین کر سکتا ہے اور اس بات کا بھی تعین کر سکتا ہے کہ ماتحت عدالتوں کے رجسٹر وغیرہ میں اندراجات کا طریقہ کیا ہوگا اور حساب کتاب کس طرح رکھا جائیگا۔

ماتحت عدالتیں

پورے ملک میں ماتحت عدالتوں کا ڈھانچہ اور طریقہ کار یکساں ہے۔ عدالتوں کے ناموں سے ان کے کام کی نوعیت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ عدالتیں دیوانی اور فوجداری کے تمام معاملات پر جو کہ ان کے سامنے لائے جائیں، فیصلہ سناتی ہیں۔ یہ عدالتیں سول دفع 1908 اور سزا دستوری دفعہ 1973 میں مجوزہ قانون کے تحت کام کرتی ہیں نیز مقامی قوانین پر بھی ان عدالتوں کو دھیان دینا ہوتا ہے۔ آل انڈیا ججز ایسوسی ایشن کے ذریعہ 1989 میں دائر سول رٹ پٹیشن 1022 سپریم کورٹ کے حکم کے بموجب ماتحت عدالتوں کے ججوں کے دائرہ اختیارات اور ان کے دائرۂ عمل میں یکسانیت قائم کردی گئی ہے جیسے دیوانی عدالتوں میں ڈسٹرکٹ یا ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج، سول جج (سینئر ڈیویژن اور سول جج (جونیر ڈیویژن)) وغیرہ۔ فوجداری عدالتوں میں سیشن جج، اڈیشنل جج، چیف جوڈیشیل مجسٹریٹ جرم وسزا دفعات کے مطابق جملہ ریاستی حکومتیں/مرکز کے زیر انتظام حکومتوں نے متذکرہ بالا عہدوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے موجودہ عہدوں میں ضروری ردوبدل کر کے ان عہدوں میں یکسانیت قائم کردی ہے۔

ہندوستانی آئین کی دفعہ 235 کے مطابق ماتحت عدالتوں کے ممبروں اور ان عدالتوں کا انتظام متعلقہ ہائی کورٹ کی نگرانی میں ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ دفعہ 309 اور دفعہ 233 اور 234 میں مجوزہ قانون کے مطابق ریاستی حکومتیں اپنے علاقائی ہائی کورٹ سے صلاح مشورہ کر کے ماتحت عدالتوں کے ممبروں کی خدمات کے متعلق شرائط وضوابط طے کرتی ہیں۔ ریاستیں عدالتی خدمات کے ممبروں پر یہی شرائط وضوابط نافذ ہوتے ہیں۔

پہلا نیشنل جیوڈیشیل پے کمیشن

سپریم کورٹ کے حکم کے مطابق مرکزی حکومت نے پہلی دفعہ مارچ 1996 میں نیشنل جیوڈیشیل پے کمیشن بنایا ہے۔ یہ کمیشن ریاستوں اور مرکز کے زیر نگرانی علاقوں کی عدالتوں کے فیصلوں کی حد میں اور موجودہ ججوں کے مشاہروں وغیرہ پر از سر نو غور کر کے اپنی سفارشات ریاستی حکومتوں کو پیش کرتا تھا، کمیشن نے 1999 میں اپنی رپورٹ سونپ دی۔ کمیشن کی اہم سفارشات میں عدالتی خدمات کے کیڈروں کا تین یونیفارم کیڈروں کا تسلسل کرنا کیڈر کے حساب سے پے اسکیل، بھتے اور دیگر سہولیات، ماتحت عدالتوں اور عدالتی افسران کے لئے کوارٹر کی تعمیر پر ہونے والے اخراجات میں مرکز کی حصہ داری، ریٹائرمنٹ عمر میں اضافہ وغیرہ شامل ہیں۔

ماتحت عدلیہ ابتدائی طور پر ریاستی حکومتوں/ہائی کورٹوں کے معاملے ہیں۔ کمیشن کی سفارشات ریاستی حکومتوں/ہائی کورٹوں کو بھیج دی گئی ہیں۔ مرکز کے زیر انتظام علاقوں سے متعلق سفارشات مرکزی حکومت کے زیر غور ہے۔

فیملی کورٹ

فیملی کورٹ دفعہ 1984 کا مقصد شادی بیاہ، خاندان اور ان سے متعلق تنازعات کو صلح اور سمجھوتہ کے ذریعہ جلد از جلد تصفیہ کرنا ہے۔ ان قوانین کے مطابق دس لاکھ سے زائد آبادی والے شہروں میں اور ان مقامات پر یہ عدالتیں قائم کی جاتی ہیں جہاں ریاستی حکومت ان کا قیام ضروری سمجھتی ہے۔ اب تک قائم کی گئی 80 فیملی عدالتوں کی تفصیل اپنی اپنی ریاستوں کے مطابق

اس طرح ہے۔

آندھرا پردیش 7، آسام 1، بہار 2، گجرات 4، کرناٹک 8، کیرالہ 7، مہاراشٹر 16، منی پور 1، اڑیسہ 2، پانڈیچری 1، راجستھان 6، سکم 1، تامل ناڈو 6، اتر پردیش 16، اور مغربی بنگال 2۔ گجرات حکومت نے ایک اور پنجاب سرکار نے دو خاندانی امور سے متعلق عدالتوں کے قیام کا فیصلہ کیا ہے۔ قومی راجدھانی خطہ دلی سے یہ عرض کیا گیا ہے 15 فیملی کورٹ کی تشکیل کرے بھارت سرکار نے ہریانہ مدھیہ پردیش اور مرکز کے زیر انتظام علاقے انڈومان نیکوبار میں فیملی عدالتیں قائم کرنے کے متعلق اعلانیہ جاری کردیا ہے۔

نیشنل جیوڈیشیل اکادمی

جیوڈیشیل افسروں کو دوران خدمات تربیت دینے کے لئے مرکزی حکومت نے نیشنل جیوڈیشیل اکیڈمی قائم کی ہے۔ سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ 1860 کے تحت 17 اگست 1993 کو اس اکیڈمی کا رجسٹریشن ہوا۔ اکیڈمی بھوپال میں ہے، جبکہ اس کا رجسٹرڈ آفس نئی دہلی میں ہے۔ بھوپال میں اکیڈمی کی عمارت کی تعمیر کا کام 2002 تک پورا ہوجانے کی امید ہے۔ ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے جیوڈیشیل افسران اور سپریم کورٹ وہائی کورٹوں کے جیوڈیشیل افسران کو اس اکیڈمی میں تربیت دی جاتی ہے۔

قانونی امداد

آئین کی دفعہ 39-A میں غریبوں اور معاشرہ کے کمزور لوگوں کو مفت قانونی امداد فراہم کرنے کا انتظام ہے۔ قانونی امداد ایکٹ 1987 (1994 کے ایکٹ کے ذریعہ ترمیم شدہ) 9 نومبر 1995 کو نافذ کردیا گیا۔ اس ایکٹ کا مقصد معاشرہ کے کمزور طبقوں کو قانونی امداد فراہم کرنے کے لئے ملک گیر پیمانے پر تنظیم بناتا ہے ملک میں ان طبقات کو قانونی امداد مفت فراہم کرنے اور اس کی نگرانی کرنے کے لئے نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی قائم کی گئی ہے۔ اس ایکٹ کے تحت سپریم کورٹ قانون امدادی کمیٹی بنادی گئی ہے اس طرح ہر ایک ہائی کورٹ میں بھی مفت قانونی امدادی کمیٹی کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے یہ کمیٹیاں ہائی کورٹ میں پیش ہوئے مقدموں میں موزوں افراد کو مفت قانونی امداد دیں گی۔ اس ایکٹ کے تحت ریاستی قانونی امدادی کمیٹیاں ہائی کورٹ قانونی امدادی کمیٹیاں، ڈسٹرکٹ قانونی امدادی کمیٹیاں اور تعلقہ جاتی قانونی امدادی کمیٹیاں بھی قائم کرنے کا انتظام ہے۔

اس ایکٹ کی شق 3 کے تحت قائم مرکزی اتھارٹی قانونی جانکاریوں کو عام کرنے یونیورسٹیوں اور کالجوں میں قانونی امدادی مراکز کھولنے۔ عدالتوں سے منسلک لوگوں کو تربیت دینے نیز امدادی کمپنیوں اور لوک عدالتوں کا انعقاد کرنے جیسے صحت مند پروگراموں کے ذریعہ اس ایکٹ کو نافذ کرنے کا کام کررہی ہے۔ نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی اس ایکٹ سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لئے حکمت عملی اور پالیسیاں بھی بنارہا ہے۔

اس ایکٹ کے تحت 9,000 روپے سالانہ تک کی آمدنی والا ہر شہری ماتحت عدالتوں اور ہائی کورٹوں میں دائر مقدموں میں مفت قانونی امداد پانے کا حقدار ہے۔ جبکہ سپریم کورٹ میں آمدنی کی حد -/12,000 روپے ہے۔ ریاستی حکومتیں آمدنی کی یہ حدیں بڑھا بھی سکتی ہیں۔ شیڈول کاسٹ، شیڈول ٹرائب کاسٹ، خواتین، بچے اور معذروں افراد پر سالانہ آمدنی کی یہ حد نافذ نہیں ہوتی۔ نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی کی زیر سرپرستی 12 ستمبر 1998 میں منعقد پہلے سالانہ عام اجلاس میں متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس کی گئی کہ جملہ ریاستوں میں مفت قانونی امداد کے لئے سالانہ آمدنی کی حد میں اضافہ کیا جائے اور اسے ہائی کورٹ میں پیش مقدموں کے لئے -/25,000 روپے سالانہ اور سپریم کورٹ کے معاملے میں -/50,000 روپے سالانہ طے کیا جائے۔ اس کے

مطابق مرکزی حکومت نے آمدنی کی سالانہ حد 18 ہزار سے بڑھا کر 50 ہزار روپے کردی ہے۔ اس طرح کچھ ریاستوں۔ آندھرا پردیش، دہلی، ہریانہ، ہماچل پردیش، مہاراشٹر، میگھالیہ، میزورم، راجستھان، اڑیسہ، سکم اور مرکز کے زیر انتظام علاقے چنڈی گڑھ نے اپنے سے متعلق ہائی کورٹوں میں پیش زیر غور معاملوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد 12 ہزار سے بڑھا کر 25 ہزار روپے کردی ہے۔ پنجاب میں یہ 30,000 روپے تک بڑھائی گئی ہے، جب کہ گجرات میں یہ حد 50,000 روپے ہے۔ دیگر زیادہ تر ریاستوں میں زیادہ سے زیادہ حد بڑھانے کے معاملے میں غور کیا جارہا ہے۔

حکومت نے 2002-2001 کے بجٹ میں نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی کے لئے 6 کروڑ روپے مختص کئے ہیں تاکہ ریاستوں اور ضلعی اکائیوں کو فنڈ کی فراہمی کی جاسکے۔ یہ ادارہ ملک میں مفت قانونی امدادی سرگرمیوں پر نظر رکھتا ہے۔ ساتھ ہی ان کا تجزیہ بھی کرتا رہتا ہے۔ یہ اتھارٹی سماج کے کمزور طبقوں میں قانونی بیداری پیدا کرنے اور قانون کی اہمیت وافادیت کی جانکاری دینے کی حتی الامکان کوشش کررہی ہے۔ 31 مارچ 2001 تک ملک کے مختلف حصوں میں تقریباً 9,000 لوک عدالتیں لگائی گئیں، جن میں ایک کروڑ 27 لاکھ معاملات کا تصفیہ کیا گیا۔ ان عدالتوں کے ذریعہ روڈ ایکسیڈنٹ دعووں کے تقریباً 6.47 لاکھ معاملوں میں 3,055.68 ارب روپے معاوضہ ادا کرنے کا فیصلہ سنایا گیا۔ ملک میں دستیاب قانونی امداد اور عدالتوں میں دی جانے والی صلاح کی سہولیات سے 31 مارچ 2001 تک تقریباً 34 لاکھ 25 ہزار لوگوں کو فائدہ پہنچا ہے۔

نیشنل لیگل سروسز اتھارٹی کے تحت لوک عدالت کو سول کورٹ کے برابر کا درجہ دے دیا گیا ہے اور لوک عدالت کے ذریعہ کیا گیا ہر ایک فیصلہ آخری ہوتا ہے۔ یہ فیصلہ ہر فریق کو قبول کرنا پڑتا ہے اور اس فیصلے کے خلاف کسی بھی عدالت میں اپیل نہیں کی جاسکتی۔ ریاستی لیگل سروسز اتھارٹی کے پہلے اجلاس میں لئے گئے فیصلوں کا احترام کرتے ہوئے ملک کے ہر ضلع میں مستقل اور مسلسل لوک عدالتیں قائم کی جارہی ہیں مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں کے مختلف شعبوں اور پبلک سیکٹر کے اداروں کیلئے الگ الگ لوک عدالتیں قائم کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں تاکہ سرکاری اداروں اور پبلک سیکٹر کے اداروں سے متعلق معاملات کا فیصلہ ان کی متعلقہ عمارتوں میں ہی کیا جاسکے۔

دلی ہائی کورٹ کی ہدایتوں کے مطابق دلی ودیوت بورڈ مہانگر ٹیلیفون نگم لمیٹڈ، ڈی۔ ڈی اے۔ دلی میونسپل کارپوریشن، نئی دہلی میونسپل کونسل، لائف انشورنس کارپوریشن اور تیس ہزاری پٹیالہ ہاؤس اور کڑکڑ ڈوما عدالتوں میں الگ سے مستقل اور تواتر لوک عدالتیں قائم کی گئیں۔ دلی ہائی کورٹ کے حکم کے بموجب حکومت ہند کی وزارت (محکمات میں مستقل لوک عدالتوں کی تشکیل کی ایک اسکیم لاگو کی گئی ہے)۔

اٹارنی جنرل

ہندستان میں اٹارنی جنرل کا تقرر صدر جمہوریہ کرتے ہیں اور وہ صدر کے نگاہ کرم پر ہی اپنے عہدہ پر برقرار رہ سکتے ہیں۔ اس عہدہ پر تقرری کے لئے بھی وہی ساری اہلیتیں اور قابلیتیں درکار ہوتی ہیں جو ایک ہائی کورٹ کے جج کے لئے ضروری ہیں۔ ہندوستان کے اٹارنی جنرل کا فرض ہے کہ وہ صدر جمہوریہ کے ذریعہ تفویض کئے معاملوں میں مرکزی حکومت کو مشورہ دے اور دوسرے قانونی کام کرے آئین یا کسی دوسرے قانون کے ذریعہ سونپے گئے کام کرے۔ اپنے فرائض منصبی کو خوش اسلوبی سے ادا کرنے کے لئے اٹارنی جنرل ملک کی سبھی عدالتوں میں پیش ہوسکتا ہے۔ اسے پارلیمنٹ کی کارروائی میں بھی حصہ لینے کا حق ہے لیکن وہ ووٹ نہیں دے سکتا۔ اٹارنی جنرل کی مدد کے لئے سالسٹر جنرل اور ایڈیشنل سالسٹر جنرل مقرر کئے جاتے ہیں۔

قانونی پیشہ

ملک میں قانونی پیشہ برائے وکلا ایکٹ 1961 کی رو سے ہندستانی کی بارکونسل کے ذریعہ بنائے گئے قوانین کے تحت کام کرتی ہے۔ ریاستوں کی بارکونسلوں اور بھارتی کونسلوں کو قائم کرنے اور وکیلوں کے کام کاج کے بارے میں یہ ایکٹ مکمل طور پر ایک قانونی دستور ہے۔ اس ایکٹ کے تحت ایڈوکیٹ فہرست میں شامل کوئی بھی شخص ملک بھر کی عدالتوں میں کام کرسکتا ہے۔ کسی ریاست کی بارکونسل کی وکیلوں کی فہرست میں شامل کوئی وکیل ایک طے شدہ طریقہ کار کے ذریعہ کسی دوسری ریاست کی بارکونسل میں اپنا نام اندراج کراسکتا ہے لیکن کوئی بھی شخص ایک سے زیادہ بارکونسلوں کا ممبر نہیں بن سکتا۔

وکیلوں کے دو درجے ہیں سینئر ایڈوکیٹ اور ایڈوکیٹ۔ اگر سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ یہ سمجھتا ہے کہ کوئی وکیل اپنی قابلیت، قانونی سوجھ بوجھ اور اپنے تجربہ کی بنا پر سینئر ایڈوکیٹ کا رتبہ پانے کی اہلیت رکھتا ہے تو اس کی اجازت سے اسے سینئر ایڈوکیٹ بنایا جاسکتا ہے۔ سینئر ایڈوکیٹ، سپریم کورٹ میں ایڈوکیٹ آن ریکارڈ کے بغیر پیش نہیں ہوسکتا۔ اس طرح کسی دوسری عدالت یا ٹریبونل میں پیش ہونے والے وکیل کو ریاست کے وکیلوں کی فہرست میں ضرور شامل ہونا چاہئے۔ ایڈوکیٹ کی فہرست میں شامل ہونے کے لئے تعلیمی لیاقت مقرر کی گئی ہے۔ پیشہ وارانہ چال چلن اور اخلاقی ضابطوں کا تعین بھی کردیا گیا ہے۔ ریاستی بارکونسل اپنے ممبروں کے چال چلن کی نگرانی کرتی ہے جس کے فیصلہ کے خلاف بارکونسل آف انڈیا میں اپیل کی جاسکتی ہے اور اس کے فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا جاسکتا ہے۔

ہندوستان کا لاءکمیشن

16 ویں لاءکمیشن کی بازتشکیل یکم ستمبر 2000 کو تین سال کیلئے ہوئی۔ اس کے چیئرمین آنریبل جسٹس بی پی جیون ریڈی ہیں۔ جسٹس ایم جگن ناتھ راؤ اور ڈاکٹر این ایم گھٹاٹیٹے کمیشن کے کل وقتی ممبر ہیں، جب کہ جناب ٹی کے وشواناتھن ممبر سکریٹری ہیں۔ کمیشن کے دائرہ کار میں یہ امور ہیں۔

(i) پرانے قوانین پر نظر ثانی رانہیں ختم کرنا، (اے) ان قوانین کی نشاندہی کرنا جن کی اب کوئی ضرورت نہیں رہ گئی ہے یا جواب اقتصادی نرم کاری کے عصری تقاضوں کے مطابق نہیں ہیں اور فوری طور پر ختم کئے جاسکتے ہیں۔ (بی) ان قوانین کی نشاندہی کرنا جو آزاد معیشت کے موجودہ ماحول کے مطابق ہیں اور جن میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں ہے (سی) ان قوانین کی نشاندہی کرنا جن میں ترمیم کی ضرورت ہے اور انصاف وقانون ان میں ترمیم کرنے کا تقاضہ کرتے ہیں۔ مختلف وزارتوں رمحکموں کے ماہرین نے نظر ثانی رترمیما ۔ کے لئے جو تجاویز پیش کی ہیں ان پر وسیع تر تناظر میں غور کرکے انہیں مربوط اور حالات کے مطابق بنانا (ای) ایک سے زیادہ وزارتوں رمحکموں کے تعلق سے کمیشن کو ملنے والی قانون سازی کی تجاویز پر غور کرنا (ایف) قانون کے شعبہ میں شہریوں کی شکایات کے ازالہ کے لئے فوری اقدام کرنا (ii) قانون اور غریبی (اے) غریبوں پر اثر انداز ہونے والے قانون پر غور کرنا اور سماجی واقتصادی قانون سازی کے لئے ضروری ماحول تیار کرنا (بی) ایسی سبھی تدابیر یں کرنا جن سے غریبوں کی امداد کے لئے قانون اور اس پر عمل درآمد کرنے کا راستہ صاف ہوسکے۔ (iii) عدالتی نظام کا وقت وقت پر جائزہ لیتے رہنا تاکہ ہمارا قانونی نظام موجودہ وقت کے ساتھ چل سکے خصوصاً (A) مقدمے کے فیصلے جلدی ہوں، التوا میں پڑے مقدموں کا تصفیہ جلدی ہو اور انصاف حاصل کرنے میں مصارف کم ہو۔ فیصلے درست اور غیر جانب دار ہوں۔ اس بنیادی نظام قانون سے انحراف کئے بغیر مقدموں کا فیصلہ جلدی اور کم خرچ میں ہو۔ (B) قانونی عمل سہل بنانا تاکہ تاخیر کے لئے ذمہ دار تکنیکی داؤپیچوں اور مشکلات پر قابو پایا جاسکے۔ عدالتوں کی کارکردگی کو ہی مقصد و مدعا بنانا نہ کہ صرف عدالتوں کو حدف بنانا (C) قانونی چارہ جوئی کی طرف ہر سطح کے لوگوں میں بیداری پیدا کرنا۔ (iv) آئین میں درج ریاستوں کے متعلق پالیسیوں کا تجزیہ ومشاہدہ کرنا اور ان کو مزید بہتر بنانے

کے لئے تجویزیں پیش کرنا۔ جوان پالیسیوں پر عمل پیرا ہونے کے لئے اور آئین کی تمہید میں درج مقاصد کو حاصل کرنے میں معاون ہوں۔ (v) عام اہمیت کے حامل مرکزی قوانین پر نظر ثانی کرنا تا کہ ان میں موجودہ بے قاعدگی، ابہام اور نا برابری کو دور کیا جاسکے۔ (vi) پرانے پڑ چکے قانونوں کو یا پھر ان کے غیر ضروری حصوں کو حذف کر کے قانون کو موجودہ وقت کے مطابق بنانے کے لئے حکومت کو اپنے خیالات سے آگاہ کرنا۔ (vii) قانون اور عدالتی عمل سے متعلق سونپے گئے کسی بھی موضوع پر اپنے خیالات حکومت کو بتانا۔

لاکمیشن نے کچھ موضوعات پر جو اسے بھارت سرکار نے سونپے تھے، غور وفکر کیا، جب کہ ان مدعوں کی اہمیت کا پورا پورا خیال رکھتے ہوئے اپنی طرف سے بھی کارروائی کی۔ لاکمیشن آف انڈیا نے ثالثی اور صلح ایکٹ 1996 کے طرز عمل اور گرفتاری سے متعلق قانون کے جائزے کے بارے میں ورکنگ پیپرس رسوالنامے جاری کئے گئے تا کہ ان موضوعات پر عام لوگوں اور دیگر متعلقہ ایجنسیوں کے خیالات اور تجاویز حاصل ہوسکیں۔ مشاورتی عمل کو جاری رکھتے ہوئے کمیشن نے درج بالا مشاورتی پیپرس پر ملک مختلف جگہوں پر سیمینار وغیرہ منعقد کیے۔ کمیشن نے ابھی تک 175 رپورٹیں دی ہیں۔

انفورسمینٹ ادارے

پولیس

ملک میں امن وامان قائم رکھنے، جرم روکنے اور جرم کا پتہ لگانے کی ذمہ داری پولیس کو سونپی گئی ہے۔ آئین کے مطابق امن و امان کا قیام اور پولیس ریاستوں کی ذمہ داریاں ہیں اس لئے ریاستی حکومتیں پولیس کی دیکھ بھال کرتی ہیں۔

ریاستوں میں پولیس فورس کا ہیڈ ڈائرکٹر جنرل پولیس / انسپکٹر جنرل پولیس ہوتا ہے۔ ریاستوں کو حسب ضرورت مختلف علاقائی ڈویزنوں میں بانٹا گیا ہے جنہیں رینج کہتے ہیں۔ ہر رینج ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس کے انتظام میں ہوتی ہے رینج میں کئی ضلع ہوتے ہیں ڈسٹرکٹ پولیس کو پولیس ڈویزنوں، سرکل اور تھانوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ سول پولیس کے علاوہ ریاستوں کی اپنی مسلح پولیس فورس اور خفیہ پولیس اور کرائم برانچیز وغیرہ بھی ہوتی ہیں۔ دلی، کلکتہ، ممبئی، چنئی، بنگلور، حیدرآباد، احمد آباد، ناگپور پونے وغیرہ بڑے شہروں میں پولیس انتظام پولیس کمشنر کے ماتحت ہوتی ہے جسے مجسٹریٹ کے اختیار بھی حاصل ہوتے ہیں۔

مختلف ریاستوں میں پولیس کے سبھی اعلا عہدوں پر انڈین پولیس سروس (IPS) کے افسران تعینات ہوتے ہیں انڈین پولیس سروس میں تقرری پورے ملک سے کی جاتی ہے۔ پولیس کے سپاہی سے لے کر ڈپٹی سپرٹینڈنٹ آف پولیس تک کے عہدوں پر تقرری، ترقی اور ان کا انتظام ریاستی حکومتیں دیکھتی ہیں۔ مرکزی سرکار کئی مرکزی فورس رکھتی ہے۔ مرکزی انٹیلیجنس بیورو (IB) سینٹرل بیورو آف انویسٹیگیشن (CBI)) مرکزی حکومت کے کئی اور ایسی ایجنسیاں و ادارے ہیں جہاں پولیس آفیسروں کو تربیت دی جاتی ہے۔ کچھ ادارے جرم کی سائنسی اور تکنیکی طریقوں سے جانچ پڑتال کرنے میں بھی مدد کرتے ہیں۔

سنٹرل بیورو آف انویسٹیگیشن

(CBI) سی بی آئی کا قیام 1963 میں ہوا۔ اس کے قبل اسے اسپیشل پولیس اسٹبلشمینٹ کہا جاتا تھا۔ دلی اسپیشل اسٹبلیشمنٹ ایکٹ 1946 کے تحت بنایا گیا تھا اور اس ایکٹ میں موجودہ ہدایتوں کی روشنی میں کام کرتا تھا۔ 1963 میں سی بی آئی کے بن جانے پر اس ادارے کا دائرہ عمل بڑھا دیا گیا اور یہ دوسرے کاموں کے علاوہ انٹر پول کے تحت تفتیش کرنے والے ہندستان کے ادارے نیشنل سینٹرل بیورو اور سنٹرل فارسینک سائنس لیبارٹری کا کام بھی کرنے لگا۔

سی بی آئی مرکزی حکومت کا ایک اہم تفتیشی ادارہ ہے۔ تفتیش کا کام اسپیشل پولیس اسٹیبلشمنٹ ڈویزن کے ذریعہ کیا جاتا ہے بیورو مرکزی حکومت کے دفاتروں اور اداروں کے کارکنوں کی بداخلاقی کے معاملے مرکزی حکومت کے مالی امداد یافتہ اداروں میں مرکزی حکومت کو نقصان پہنچانے والے معاملے۔ ایسے مرکزی قوانین کی خلاف ورزی کے معاملے جن پر حکومت عمل کروانا چاہتی ہے۔ دھوکہ دھڑی، ٹھگی، غبن کے بڑے معاملے پیشہ ور مجرموں اور گینگوں کے ایسے معاملے جن کا براثر بین ریاستی یا بین الاقوامی ہوتا ہے کی جانچ پڑتال کرنے کا اختیار بیورو کو دہلی اسپیشل پولیس اسٹیبلشمنٹ ایکٹ 1946 کے تحت حاصل ہے۔ بیورو بین الاقوامی جرم میں ملوث مجرموں کے بارے میں اطلاعات جمع کرتا ہے اور مختلف ملکوں کے تفتیشی اداروں کی مدد سے انگلیوں کے نشانوں کی تصدیق کراتا ہے اسی طرح ملک کے مختلف انفورس مینٹ ایجنسیوں کو انٹر پول کی اطلاعات فراہم کی جاتی ہیں۔

بھارت تبت سیما پولیس (آئی ٹی بی پی)

بھارت تبت سیما پولیس کی تشکیل چینی حملہ ہونے کے بعد 24 اکتوبر 1962 کو ہوئی تھی۔ یہ ایک مربوط خفیہ/سگنل/ پایونیر/ انجینئرنگ/ میڈیکل اور چھاپہ مار اکائی ہے، جس کا آپریشنل کنٹرول ابتدا میں انٹیلیجنس بیورو کے ہاتھوں میں تھا۔ 1975 میں انڈو تبتن بارڈر پولیس کو خاص طور سے ملک کی شمالی سرحدوں کی حفاظت، دراندازی اور سرحد پار سے چلائے جانے والے جرائم کو روکنے کا کام سونپا گیا۔ 1995 سے کشمیر وادی میں دہشت گردانہ سرگرمیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ITBP کا بڑے پیمانے پر استعمال کیا جارہا ہے۔ یہ پولیس مندرجہ ذیل خدمت انجام دیتی ہے۔

بھارت تبت سیما پولیس سری لنکا میں بھارتی ہائی کمیشن کی حفاظت کا کام بھی انجام دے رہی ہے اور دہلی میں بہت اہم شخصیتوں کی حفاظت بھی کرتی ہے۔ اس فورس پر اقوام متحدہ کے امن برقرار رکھنے کی حفاظتی فورس میں منتخب کیے گئے جوانوں کو ٹریننگ دینے کی بھی ذمہ داری ہے۔

اس فورس کے جوان اور افسر ماؤنٹ ایوریسٹ پر پانچ مرتبہ چڑھ چکے ہیں۔ یہ لوگ ہمالیہ، ایران، امریکہ اور آلپس پہاڑوں کی چوٹیوں پر سو سے زیادہ بار چڑھ چکے ہیں۔ انھیں کیلاش مان سرور کی یاترا پر جانے والے تیرتھ یاتریوں کی صحت کی جانچ کا کام بھی دیا جاتا ہے۔ ITBP کی 25 بٹالینیں ہیں، جن میں چار مخصوص بٹالینیں ہیں، 3 تربیتی ادارے اور 6 ہیڈکوارٹر ہیں، جوان پہاڑوں پر چڑھنے اسکیٹنگ اور ندی کے تیز بہاؤ میں کشتی چلانے میں ماہر ہوتے ہیں۔

بارڈر سیکورٹی فورس (B.S.F)

بارڈر سیکورٹی فوس کا قیام 1965 میں ہوا۔ اس کے جوان بھارت کی بین الاقوامی سرحدوں کی نگرانی کرتے ہیں۔ ان دنوں اس کی 157 بٹالین ہیں۔ یہ فورس کل 6475.7 کلومیٹر لمبی بین الاقوامی سرحد کی نگرانی کر رہا ہے۔ جس میں دشوار گزار پہاڑی علاقے، ریگستانی درے دریاؤں کے کنارے اور دلدلی علاقے بھی شامل ہیں۔ سرحدی علاقوں میں رہنے والے لوگوں میں خود حفاظتی جذبہ پیدا کرنے اور سرحد پر اسمگلنگ، غیر قانونی دراندازی جیسے سنگین جرائم روکنے کی ذمہ داری بھی اسی فورس پر ہے۔

آسام رائفلز

1835 میں کچھار لیوی کے نام سے آسام رائفلز کا قیام ہوا تھا۔ اب تو یہ ایک بہت بڑی فورس کی صورت میں موجود ہے، اس وقت اس کی 33 بٹالین ہیں۔ اس فورس کی اہم ذمہ داری بھارت تبت اور بھارت میانمار سرحدوں کی نگرانی ملک کے شمال مشرق اور دوسرے علاقوں میں نیز ضرورت پڑنے پر ان علاقوں سے باہر بھی غداروں کو نیست و نابود کرنا ہے۔ صدیوں سے قابل تعریف

کام کرنے کے سبب اسے ''پہاڑوں پر رہنے والوں کا دوست'' اور'' شمال مشرق کا پہریدار'' کے لقبوں سے پکارا جاتا ہے۔

نیشنل سکوریٹی گارڈس

دہشت پسندوں، اغوا کاروں اور توڑ پھوڑ کرنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے خاص خاص لوگوں کی حفاظت کرنے اور اسی طرح کے دوسرے کاموں کو انجام دینے کے لئے اس فورس کو قائم کیا گیا۔ ملک میں دہشت پسندوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے یہ فورس کمال مہارت رکھتی ہے۔ یہ گارڈس ریاستوں کے پولیس کمانڈوز کی صلاحیت میں اضافہ کرنے کے لئے انہیں تربیت دیتا ہے تاکہ دہشت پسندوں سے نپٹا جا سکے اور بموں کا پتہ لگا کر انہیں ناکام کیا جا سکتا ہے۔ اس فورس کی اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کا معیار بہت اعلا رکھنا پڑتا ہے۔ اس فورس نے ملک میں اب تک 107 آپریشن انجام دئے ہیں۔

سنٹرل ریزرو پولیس فورس (C.R.PF)

داخلی سیکورٹی قائم رکھنے کے لئے سی آر۔ پی۔ ایف بھارتی حکومت کی ایک فورس ہے 1939 میں قائم یہ فورس ابتدا میں کراؤن ری پریزنٹیٹو پولیس کہلاتی تھی۔ 1949 سے اس کو سنٹرل ریزرو پولیس فورس کہا جانے لگا۔ اس فورس میں 141 بٹالین ہیں جن میں 1,81,163 جوان شامل ہیں۔ یہ فورس ملک کے مختلف حصوں میں داخلی حفاظت اور توڑ پھوڑ اور دہشت گردی مخالف مہم کے لیے وقف ہے۔

سردار ولبھ بھائی پٹیل نیشنل پولیس اکادمی

سردار ولبھ بھائی پٹیل نیشنل پولیس اکیڈمی ملک کی ایک اہم پولیس کا تربیتی ادارہ ہے اس میں آئی پی ایس کے آفیسروں کو ابتدائی اور نوکری کے دوران تربیت دی جاتی ہے۔ 1948 میں راجستھان کے آبو پہاڑ پر قائم اکیڈمی کو 1975 میں حیدر آباد میں منتقل کر دیا گیا یہ اکیڈمی انڈین پولیس سروس میں بھرتی کرنے والے افسروں کو تربیت دینے کا کام کرتی ہے۔ یہاں اس فورس کے ماہرین، اعلی عہدوں کے افسروں کو تربیت دی جاتی ہے۔ یہاں تربیت لینے والوں کو انتظامی درس و تدریس، آئی پی ایس کے افسروں کے لئے ورکنگ انٹرایکشن کورس، آئی اے۔ ایس افسروں کے لئے ورکنگ انٹر گریڈیڈ ٹریننگ پروگراموں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ یہ آل انڈیا سروسز اور سول سروسز (گروپ اے) کے افسروں کو مجوزہ کورس اور I.P.S، I.A.S اور جیوڈیشری سروسز کے سینئر افسروں کے لئے کم مدتی اسپیشل کورس، سیمینار، ورکشاپوں کا انعقاد کرتی ہیں۔ اور یہاں پولیس سے متعلق موضوعات پہ ریسرچ اور ان کے مطالعے کا کام کیا جاتا ہے۔

شہریوں کی حفاظت

دشمن کے حملہ کر دینے پر شہریوں کی جان بچانا، ان کی جائیدادوں کا نقصان نہ ہونے دینا اور صنعت وحرفت کو متاثر نہ ہونے دینا سول ڈیفنس کے مقاصد ہیں۔ شہریوں کی حفاظت کی غرض سے مرکزی حکومت ریاستوں کے چنے ہوئے شہروں کو مالی امداد فراہم کرتی ہے۔ سول ڈیفنس ایک رضا کارانہ بنیاد پر قائم ادارہ ہے اس میں بہت کم لوگوں کو مشاہرہ ملتا ہے۔ ہنگامی حالات میں رضا کاروں کی تعداد میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت 32 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے 225 شہروں میں شہریوں کی حفاظت کے ادارے کام کر رہے ہیں۔ ان کے رضا کاروں کی تعداد 9.29 لاکھ کرنے کا نشانہ ہے، جب کہ موجودہ تعداد 5.25 اور 4.75 لاکھ بالترتیب تربیت یافتہ رضا کاروں کی ہے۔

ہوم گارڈس

ہوم گارڈ ایک رضا کار فورس ہے۔ اس کا قیام دسمبر 1946 میں فرقہ وارانہ فسادات اور نقص امن پر قابو کرنے میں پولس کی مدد کرنے کے لئے عمل میں آیا تھا اس کے بعد مختلف ریاستوں میں شہریوں کے رضا کار دستوں کے قیام پر زور دیا گیا۔ 1962 میں چین کے حملہ کے بعد مرکزی حکومت نے ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے الگ الگ رضا کار دستوں کو ایک ہی رضا کار دستے میں ضم کر دینے کی تجویز رکھی اور نتیجہ میں ہوم گارڈ کی موجودہ شکل وجود میں آئی۔ ہوم گارڈ کی ذمہ داریوں میں قانون و انتظامیہ اور داخلی امور میں امن قائم رکھنے میں پولیس کی مدد کرنا شامل ہے۔ اچانک رونما ہوئے کسی بھی حادثہ جیسے ہوائی حملے، آگ زنی، طوفان، زلزلے و بائی بیماریوں کے وقت میں لوگوں کی مدد کرنا۔ آپس میں بھائی چارہ کا فروغ کرنے اور پسماندہ طبقات کی مدد کرنے میں اور ان کی حفاظت کرنے میں حکومت کی مدد کرنا بھی ان کی ذمہ داری ہے۔ سماجی، معاشی اور عوامی فلاح و بہبود کے کاموں میں حصہ لینا اور شہریوں کے حق خود حفاظیت کو بڑھاوا دینا بھی شامل ہے۔ ہوم گارڈ فورس کی دو قسمیں ہیں دیہی اور شہری۔ سرحدی ریاستوں میں ہوم گارڈ دستہ کی بارڈر ونگ بٹالین بنائی گئی ہے۔ جو سیکورٹی فورسیز کے معاون کے طور پر کام کرتی ہے۔ ملک میں ہوم گارڈوں کے جوانوں کی تعداد 5,73,793 کرنے کا نشانہ ہے مگر ابھی یہ 4,91,213 تک ہی پہنچ پائی ہے۔

کیرل کے علاوہ تمام ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں اس فورس جال پھیلا ہوا ہے۔ ریاستوں اور مرکزی علاقوں میں ہوم گارڈ کی تقرری کا کام ہوم گارڈ فورس ایکٹ اور مجوزہ قانون کے تحت ہوتا ہے۔ ہوم گارڈوں کے تقرر میں سماج کے ہر طبقہ کو نمائندگی دی جاتی ہے۔ 18 سے 50 سال کے درمیان کا ہر شخص ہوم گارڈ کے طور پر خدمت انجام دے سکتا ہے۔ ہر رضا کار کی خدمت کی مدت عام طور پر 3 سے 5 سال ہوتی ہے۔ ان رضا کاروں کو متعدد سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں جس میں وردی اور دھلائی بھتہ، دوران تربیت مفت قیام کی سہولت جرات مندانہ اور قابل فخر کارنامہ انجام دینے پر نقد انعامات اور میڈل وغیرہ شامل ہے۔ ہوم گارڈوں کو تربیت دینے کے لئے بلائے جانے پر ایک طے شدہ معمولی بھتہ دیا جاتا ہے۔ بطور ہوم گارڈ تین سال تک کام کر لینے والے لوگوں کو قانون اور نظم وضبط بنائے رکھنے، جرم روکنے ڈاکوؤں کو پکڑنے سرحد پر گشت لگانے سے سیلاب سے متاثرین کی مدد کرنے پبلک مقامات پر نشہ کرنے سے روکنے، آگ بجھانے، دوران انتخاب مدد کرنے اور عوامی فلاح و بہبود کے کاموں میں حصہ لینے کے لئے پولیس میں ٹریننگ دی جاتی ہے۔

ہوم گارڈوں سے متعلق مقصد و نشانہ وضع کرنے، ان کی تقرری کرنے ٹریننگ دینے اسلحہ مہیا کرانے اور ان پر آئے مصارف، وزارت داخلہ برداشت کرتی ہے۔ ریاستی حکومتوں کے ذریعہ ہوم گارڈوں پر کئے گئے اخراجات جو مرکزی حکومت کی سطح کے ہی ہوتے ہیں۔ جس کو مرکز/ ریاستی حکومتیں آدھا آدھا بانٹ لیتی ہیں۔ 2000-1999 میں ریاستی حکومتوں کے ذریعہ ہوم گارڈ فورس بنانے، انہیں ٹریننگ دینے اور لوک سبھا ودھان سبھا کے عام انتخابات میں کی گئی ان کی تعیناتی پر 35 کروڑ روپے دیئے گئے۔ 2001-2000 کے لئے بھی 35 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

فائر سروس

فائر سروس ریاستوں کی ذمہ داری ہے۔ اور فائر سروس خدمات ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعہ عمل میں لائی جاتی ہیں۔ وزارت داخلہ آگ سے حفاظت آگ بجھانے اور اس سے متعلق قوانین وضع کرنے میں ریاستوں/مرکزی علاقوں کو اور مرکزی وزارتوں کو اس سلسلے میں تکنیکی صلاح دیتا ہے۔ ریاستوں میں فائر سروس خدمات کو جدید بنانے کے لئے وزارت داخلہ ان کو وزارت خزانہ کے شعبہ بیما کے ذریعہ قرض فراہم کراتا ہے۔

81-1980 سے اب تک ریاستی فائر سروس کی ترقی کے جنرل انشورنس کارپوریشن سے 293.30 کروڑ روپے کے قرض کا اہتمام کیا گیا ہے۔

ناگپور میں واقع فائر سروس کالج فائر سروس کے آفیسروں کے لئے مختلف ٹائپ کے کورسز تیار کرتا ہے۔ 1956 میں قائم یہ کالج اب تک 11,843 افراد کو ٹریننگ دے چکا ہے جن میں 12 ملکوں کے 71 غیر ملکی بھی شامل ہیں۔

دستیاب اعداد وشمار کے مطابق 2,029 فائر اسٹیشن کام کر رہے تھے جن میں 66,152 کارکن اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ ان فائر اسٹیشنوں کے پاس 6,457 آگ بجھانے کی گاڑیاں اور دوسرے ساز وسامان موجود تھے۔

سنٹرل انڈسٹریل سکوریٹی فورس

سرکاری صنعتی اداروں کی حفاظت کا کام انجام دینے کے لئے 1969 میں سینٹرل انڈسٹیریل سکوریٹی فورس (C.I.S.F) بنائی گئی۔ اس میں 95,950 سے زیادہ نفری فورس ہے۔ اس فورس پر مرکزی حکومت کی صنعتی اکائیوں کے اثاثے اور وہاں کام کرنے والے کارکنوں کی حفاظت کی ذمہ داری ہے، اس وقت یہ فورس پبلک سکیٹر کی 255 اکائیوں میں تعینات ہے۔ ملک میں 20 ہوائی اڈوں اور دہلی میں سرکاری عمارتوں کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اسی فورس پر ہے۔

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف کرمنالوجی اینڈ فارینسک سائنس

جرائم اور فارینسیک سائنس کے متعلق اس ادارہ کا قیام 1972 میں نئی دہلی میں ہوا تا کہ تحقیق وتربیت کا کام کیا جائے۔ اس ادارے میں جرم وسزا اور عدالتوں سے متعلق انہیں افراد کو دوران خدمات وقت وقت پر ٹریننگ مربوط تربیت دی جاتی ہے۔ ملک بھر کے لئے سرکاری اور پبلک سیکٹرز کی اکائیوں نیز ہمسایہ ممالک سے آئے افسران طویل المعیاد اور قلیل المعیاد تربیت کے لئے یہاں آتے ہیں 2001-2000 کے دوران 65 کورسوں کا انعقاد ہوا، جن میں محکمہ انصاف اور دفاعی خدمات سے تعلق رکھنے والے 1,516 افسروں کو تربیت دی گئی۔ کرمنالوجی اور فارینگ سائنس میں یہ ادارہ حوالہ جاتی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کے پاس ایک بہت بڑی لائبریری بھی ہے۔ جرائم سے متعلق مختلف موضوعات پر یہ ادارہ ایک سہ ماہی مجلّہ بھی شائع کرتا ہے جس کا نام ہے انڈین جرنل آف کرمنالوجی کریملسٹکس۔

جیل خانے

ملکی آئین کی رو سے "جیل خانے" ریاستوں کی ذمہ داری ہیں۔ انڈین جیل خانہ ایکٹ اور اور جیل مینوئلز کے مطابق ریاستی حکومتیں جیل خانوں کا انتظام دیکھتی ہیں۔ جیل انتظامیہ کو جدید بنانے کے لئے مرکزی سرکار ریاستی حکومتوں کی ان کوششوں میں مالی تعاون دیتی ہے۔ جیل خانوں کی جدید کاری منصوبہ کے تحت جیلوں میں سکوریٹی اور رسل ورسائل میں آسانیاں فراہم کرنے، جیل خانوں کی مرمت وغیرہ کرنے طبی سہولیات بہتر بنانے، دستکاری کی تربیت دینے خواتین قیدیوں کو سہولتیں فراہم کرنے وغیرہ کے لئے مرکزی حکومت کی طرف سے امداد دی جاتی ہے۔ خطرناک اور خونخوار مجرموں و دہشت گردوں کو جیل میں رکھنے کے لئے حفاظت کے اضافی انتظام کرنے کے واسطے کچھ ریاستوں کو مرکزی حکومت مالی امداد دے رہی ہے۔ 1993 سے مارچ 2000 تک مختلف ریاستی حکومتوں کو 79.73 کروڑ کی گرانٹ دی جا چکی ہے۔

پرسنل لا

بھارت میں مختلف مذہبوں اور مسلکوں کے ماننے والے رہتے ہیں اس لئے شادی بیاہ، طلاق، وراثت وغیرہ سے متعلق ان پر ان کے پرسنل لا نافذ ہوتے ہیں۔

شادی

شادی سے متعلق قانون، مختلف مذہبوں کے لوگوں کے لئے مختلف ایکٹوں کے ذریعہ نافذ کیا گیا ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔

(1)	کنورٹ انقطاع شادی ایکٹ	1866
(2)	بھارتی طلاق ایکٹ	1869
(3)	بھارتی کرسچین شادی ایکٹ	1872
(4)	قاضی ایکٹ	1880
(5)	آنند شادی ایکٹ	1901
(6)	بچوں کی شادی پر روک ایکٹ	1929
(7)	پارسی شادی اور طلاق ایکٹ	1936
(8)	مسلمان شادی اور خلع ایکٹ	1939
(9)	اسپیشل شادی ایکٹ	1954
(10)	ہندو شادی ایکٹ	1955
(11)	غیر بھارتی شادی ایکٹ	1969
(12)	مسلم مطلقہ نان نفقہ ایکٹ	1986

اسپیشل میرج ایکٹ 1954 جموں وکشمیر کو چھوڑ کر پورے ملک میں نافذ ہے۔ یہ بھارت کے ان شہریوں پر بھی نافذ ہوتا ہے جو ریاست جموں وکشمیر کے رہنے والے ہیں اور ان کی سکونت ان علاقوں میں ہے جہاں اس قانون کا نفاذ ہوتا ہے۔ جن لوگوں پر یہ ایکٹ نافذ ہوتا ہے وہ اس ایکٹ کے تحت رجسٹریشن کرا سکتے ہیں بھلے ہی وہ دوسرے مذہب کے ماننے والے ہیں۔ ایکٹ میں یہ بھی سہولت ہے کہ کسی دوسرے طریقہ سے ہوئی شادی بھی اگر ایکٹ کے منشا و مقاصد پر پوری اترتی ہے تو اسے اسپیشل میرج ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ کیا جا سکتا ہے۔ حال ہی میں ایکٹ کے سیکشن 4(b)(iii) میں ترمیم کر کے ''یا مرگی'' لفظ کو ہٹا لیا گیا ہے۔

ہندو شادی ایکٹ 1955 کو نافذ کر کے ہندوؤں میں روایتی قانون کو ضابطہ بند کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہندو شادی ایکٹ 1955 جموں وکشمیر کو چھوڑ کر پورے ملک میں نافذ ہے اور یہ ان ہندوؤں پر بھی نافذ ہوتا ہے جو ان ریاستوں میں سکونت

رکھتے ہیں، جہاں تک ایکٹ دائرہ عمل ہے۔ حالانکہ وہ ریاست اس قانون کے نفاذ کے علاقوں سے باہر ہے۔ اس کے علاوہ یہ
جملہ ہندؤں کے علاوہ بودھوں، سکھوں جینیوں وغیرہ پر بھی نافذ ہوتا ہے۔ ان میں وہ سب شامل ہیں جو اپنے آپ کو مسلم، عیسائی
پارسی یہودی نہیں مانتے لیکن یہ قانون تب تک شیڈیول ٹرائب قبائل پر نافذ نہیں ہوتا جب تک حکومت اسے گزٹ نہ کردے یا پھر
کوئی ہدایت نامہ نہ جاری کردے۔ اسپیشل میرج ایکٹ 1954 کے ساتھ ہی اس ایکٹ میں ترمیم کر کے اسے میرج ایکٹ
(ترمیم)1999 بنایا گیا اور اس ایکٹ کے سیکشن 5ii (C) سے ''یا مرگی'' لفظ ہٹا دیا گیا۔

طلاق سے متعلق دفعات ہندو میرج ایکٹ کی دفعہ 13 اور خصوصی شادی ایکٹ کی دفعہ 27 میں شامل ہیں۔ ان دفعات کے
تحت کسی شوہر یا بیوی کی جانب سے جن عام بنیادوں پر طلاق لی جاسکتی ہے ان کا تعلق بدچلنی، بھاگ جانے، بے رحمی، دماغی
خرابی، جنسی بیماریوں جذام، باہمی مفاہمت اور سات سال تک زندہ ہونے کی کوئی خبر نہ ملے۔ جہاں تک عیسائی فرقے کا تعلق
ہے۔ ہندوستانی عیسائی شادی ایکٹ 1872 کی دفعات اور ہندو طلاق ایکٹ 1869 کی دفعہ 10 میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔
اس دفعہ کے تحت بیوی کے چال چلن کے خراب ہونے کی بنیاد پر شوہر اور شوہر کے کسی دوسرے مذہب اختیار کر لینے پر یا کسی
دوسری عورت سے شادی کر لینے پر بیوی طلاق کی درخواست دے سکتی ہے یا مندرجہ ذیل بنیادوں سے طلاق کے لئے استفادہ
کیا جاسکتا ہے۔ (A) شوہر کی دوسری عورت سے ناجائز تعلق رکھتا ہو (b) ناجائز طور پر دوسری عورت رکھ لی ہو (c) کسی دوسری
عورت سے ناجائز تعلقات رکھتے ہوئے شادی کرلی ہو (d) زنا اغلام بازی یا غیر فطری عمل کا عادی ہو جانوروں سے جنسی تعلق قائم
رکھتے (e) دوسری عورت سے تعلق کے ساتھ ہی ایسی بے رحمی کا سلوک جو دوسری عورت کے تعلق کے بنا پر طلاق کا سبب ہو۔ اسے
منیسا ایٹورو (یہ رومن چرچ کے ذریعہ بنایا گیا طلاق کا ایک ایسا طریقہ ہے، جو بدکاری، بدسلوکی، بے رحمی، مذہب سے بغاوت یا
انحراف کی بنیاد پر عدالتی طور پر علاحدگی کے مساوی ہے) (f) بدچلنی اور کسی سبب کے بغیر دو سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک بیوی
چھوڑے رکھنا۔

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے، ان کی شادیاں ملک میں رائج مسلم قانون کے تحت ہوتی ہیں اور جہاں تک طلاق کا تعلق
ہے، مسلم عورت کو اپنی شادی کے انقطاع کے محدود اختیارات ہیں۔ غیر تحریری اور رواج پر مبنی قانون مندرجہ ذیل شکلوں میں اسے
طلاق حاصل کرنے کا حق ہے۔

(A) طلاق تفویض: یہ طلاق کے لئے بااختیار بنانے کا طریقہ ہے اس کے مطابق شوہر معاہدہ شادی میں اپنے طلاق دینے کا
اپنا حق دوسرے کو دے سکتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ دوسری بیوی لے آئے تو پہلی بیوی اسے طلاق دینے کا حق رکھتی
ہے۔

(b) خلع: اس کے مطابق بیوی شوہر سے علاحدگی اختیار کرسکتی ہے۔ اس میں کچھ افہام وتفہیم بھی ہوتی ہے جیسے بیوی اپنا پورا
مہر یا اس کا کچھ حصہ چھوڑ دیتی ہے۔

(c) مبارات باہمی رضامندی کے طلاق کو کہتے ہیں۔

مزید برآں مسلم شادی کو ختم کرنے کے ایکٹ مجریہ 1939 میں مندرجہ ذیل بنیادوں پر مسلم عورتوں کو طلاق لینے کا حق دیا
گیا ہے۔ (1) چار سال سے شوہر لاپتہ ہو (2) دو سال سے شوہر اپنی بیوی کو نان نفقہ نہ دیتا ہو (3) شوہر کو سات سال یا اس سے
زیادہ کی قید کی سزا ہوگئی ہو (4) تین سال تک شوہر کسی مناسب وجہ کے بغیر اپنی ازدواجی ذمہ داریاں ادا کرنے میں ناکام رہا ہو۔
(5) شوہر نامرد ہو (6) دو سال سے دماغی توازن درست نہ ہو (7) جذام میں مبتلا ہو یا کسی شدید جنسی بیماری کا شکار ہو (8) شادی
15 سال کی ہونے سے قبل ہوگئی ہو اور ملن نہ ہوا ہو اور (9) بے رحمی کا سلوک کر رہا ہو۔

پارسی شادی وطلاق ایکٹ 1936 پارسیوں کی ازدواجی زندگی سے تعلق رکھتا ہے ایکٹ میں "پارسی" کی تعریف پارسی زرتشتی" کی گئی ہے۔ایک زرتشتی وہ ہے کہ جو زرتشت کے مذہب پر عمل پیرا ہو۔اس کی ایک رخی اہمیت ہے۔اس ایکٹ کے تحت ہر ایک شادی اور ہر ایک طلاق کو ایکٹ میں دیئے گئے ضابطہ کے مطابق رجسٹرڈ کرانا ضروری ہے۔ مگر ایکٹ کے تقاضوں کو پورا نہ کرنے سے شادی ناجائز نہیں ہو جاتی۔ یہ ایکٹ صرف یک زوجگی سے تعلق رکھتا ہے۔ پارسی شادی وطلاق (ترمیمی) ایکٹ 1988 (5 آف 1988) کے ذریعہ پارسی شادی وطلاق ایکٹ 1936 کی بعض دفعات کو وسعت دیدی گئی ہے۔ تاکہ انہیں ہندو شادی ایکٹ 1955 کے متوازن بنایا جاسکے۔

جہاں تک یہودیوں کے ازدواجی قوانین کا تعلق ہے ہندوستان میں کوئی باضابطہ قانون نہیں ہے۔اس سلسلہ میں وہ اپنے مذہبی قوانین پر عمل کرتے ہیں۔ یہودی شادی کو تہذیبی معاہدہ نہیں مانتے بلکہ انتہائی مقدس فریضہ میں مصروف دو افراد کے درمیانی تعلق یا رشتہ قرار دیتے ہیں۔ وہ اپنی شادی کو عدالتوں کے ذریعہ بدچلنی یا بے رحمانہ سلوک کی بنیاد پر ختم کرسکتے ہیں۔ یہودیوں میں یک زوجگی رائج ہے۔

بچوں کی شادی

بچپن کی شادی کی روک تھام ایکٹ مجریہ 1929ء میں 1978ء میں ترمیم کی گئی تھی جس کی رو سے شادی کے وقت مرد کی عمر 21 برس اور لڑکی کی عمر 18 برس ہونی چاہئے۔اس قانون کو یکم اکتوبر 1978ء سے نافذ کیا گیا تھا۔

گود لینا

گرچہ گود لینے کے لئے کوئی عام قانون نہیں ہے مگر ایک قانون کے ذریعہ ہندوؤں میں اور رواج کے طور پر بہت معمولی تعداد میں افراد کے کچھ زمروں میں اس کی اجازت ہے۔ چونکہ گود لینا کسی بچہ کی قانونی وابستگی کی بات ہے اس لئے یہ پرسنل لاء کا معاملہ ہے۔ مسلمانوں، عیسائیوں، اور پارسیوں کا گود لینے کا کوئی قانون نہیں ہے اور وہ گارجینس اینڈ وارڈس ایکٹ 1890 کے تحت عدالت سے رجوع کرتے ہیں۔ مسلمان، عیسائی اور پارسی صرف اسی ایکٹ کے تحت کسی بچے کو اپنی سرپرستی میں لے سکتے ہیں۔ زیر سرپرستی بچہ، بالغ ہونے کے بعد قطع تعلق کرنے کے لئے آزاد ہوتا ہے۔اس کے ساتھ ہی اس طرح کے بچے کو موروثی حقوق بھی نہیں حاصل ہوتے۔ جو غیر ملکی کسی ہندستانی بچے کو گود لینا چاہتے ہیں وہ مذکورہ بالا ایکٹ کے تحت ہی عدالت سے رجوع کرسکتے ہیں۔ اگر عدالت سے یہ اجازت مل جائے کہ بچہ کو ملک سے باہر لے جایا جاسکتا ہے تو بیرون ملک گود لینے کا جو قانون نافذ ہوتا ہے اس کے مطابق ہی سرپرست عمل کرتا ہے۔

گود لینے کے تعلق سے ہندو قانون میں ترمیم کی گئی ہے اور اسے ہندو اڈاپشن اینڈ مینٹیننس ایکٹ 1956 (1956 کا 78) یعنی گود لینے اور گزارہ کے ہندو قانون کی شکل میں منضبط کیا گیا ہے۔ جس کی رو سے کوئی ہندو مرد یا عورت قانونی طور پر کسی بیٹے یا بیٹی کو گود لے سکتی ہے۔ کسی نابالغ بچے کی سرپرستی کے سلسلہ میں جس طرح فیملی لاء کے دوسرے پہلوؤں کے سلسلہ میں کوئی مشترکہ قانون نہیں ہے اس طرح اس بارے میں بھی کوئی مشترکہ قانون نہیں ہے۔ ہندو قانون، مسلم قانون اور گارجینس اینڈ وارڈس ایکٹ 1890 تین الگ الگ قانونی طریقے ہیں جو کہ رائج ہیں۔ کوئی سرپرست (گارجین) یا تو قدرتی گارجین ہوگا یا وصیت کی رو سے گارجین ہوگا یا عدالت کا مقرر کیا ہوا گارجین ہوگا۔ سرپرستی کے سوال کا فیصلہ کرنے میں دو خاص باتوں کو مدنظر رکھنا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ سرپرستی میں لئے جانے کا مستوجب نابالغ ہو اور دوسری بات کا تعلق اس کی جائیداد پر ہے۔ اکثر ایک ہی شخص کی سپردگی میں ان دونوں کو نہیں دیا جاتا۔

ہندو مائینار ریٹی اینڈ گارجین ایکٹ 1956 (1956 کا 32) نے نابالغی اور سرپرستی کے تعلق سے ہندوؤں کے قوانین فراہم کئے ہیں۔ غیر منضبط قوانین ہی کی طرح اس نے والد کے اختیار اعلیٰ کی توثیق کی ہے۔ اس کی رو سے جب تک کوئی بچہ 18 سال کا نہ ہو جائے تب تک وہ نابالغ ہوتا ہے نابالغ لڑکوں اور غیر شادی شدہ لڑکیوں دونوں کا قدرتی گارجین پہلے باپ اور پھر ماں ہے۔ ماں کے حق کو اسی صورت میں ترجیح دی جاتی ہے جب وہ 5 سال سے کم عمر کے بچوں کو اپنی سرپرستی میں لینا چاہے۔ ناجائز بچوں کے سلسلہ میں کہے جانے والے باپ کے مقابلہ میں ماں کا حق زیادہ ہوتا ہے۔ یہ ایکٹ کسی نابالغ بچے اور اس کی جائیداد کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتا اس لئے سرپرست کا کنٹرول دونوں پر ہوتا ہے۔ ایکٹ میں کہا گیا ہے کہ گارجین شپ (سرپرستی) کے سوال پر فیصلہ دیتے ہوئے عدالتوں کے پیش نظر بچہ کی بہبود کو اولین ترجیح دی جانی چاہئے۔

مسلم قانون کے تحت باپ کو اختیار اعلیٰ حاصل ہوتا ہے۔ یہ قانون گارجین شپ (سرپرستی) اور سپردگی (کسٹڈی) میں بھی فرق کو تسلیم کرتا ہے۔ گارجین شپ کے تعلق سے سنیوں کے مطابق جائیداد کی نگرانی کے لئے باپ کو ترجیح دی جاتی ہے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کے وصی کو یہ حق حاصل ہوتا ہے۔ اگر باپ نے کسی کو اپنا وصی نہیں مقرر کیا ہے۔ تو سرپرستی کا حق دادا کو حاصل ہوتا ہے۔ جب کہ شیعوں میں والد کو کلی طور پر گارجین تسلیم کیا جاتا ہے مگر اس کی موت کے بعد دادا کو ذمہ داری سنبھالنے کا حق ہے نہ کہ باپ کے مقرر کئے ہوئے وصی کو۔ مگر دونوں فرقے اس بات پر متفق ہیں کے اگر باپ زندہ ہے تو وہی کلی طور پر سرپرست ہوگا۔ والد کی موت کے بعد بھی ماں کو قدرتی طور پر گارجین کا درجہ نہیں حاصل ہوتا۔

جہاں تک قدرتی سرپرست کے حقوق کا تعلق ہے۔ اس میں دو رائے نہیں کہ باپ جائیداد اور فرد دونوں کا سرپرست ہوتا ہے۔ اگر نابالغ بچہ ماں کی سپردگی میں ہوتا ہے تب بھی باپ کا عام حق نگرانی برقرار رہتا ہے۔ لیکن باپ ماں کو وصیہ مقرر کر سکتا ہے۔ اس طرح ماں کو قدرتی گارجین تو نہ تسلیم کیا جائے گا مگر باپ اسے وصیہ مقرر کر سکتا ہے جس پر کسی اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔

مسلم قانون کی رو سے نابالغ بچے کو اپنی سپردگی میں لینے کا حق (حزانیت) ناقابل تردید ہے اور باپ بھی ماں کو اس حق سے محروم نہیں کر سکتا۔ جہاں تک ماں کی سپردگی کا حق ختم ہونے کی عمر کا تعلق ہے تو شیعہ فقہ کے مطابق حزانت کے سلسلہ میں بیٹے پر ماں کا حق صرف دودھ پلانے کے عمر تک ہی ہے اور اس کی مدت دو سال ہے جب کہ حنفی فقہ میں اس کی مدت سات سال تک ہے۔ اس طرح شیعہ فقہ میں لڑکی پر ماں کا حق سرپرستی 7 سال کی عمر تک ہے جب کہ حنفی فقہ اس وقت تک کے لئے یہ حق دیتی ہے جب لڑکی بالغ ہو جائے۔ سرپرست اور زیر ولایت بچوں کے سلسلہ میں عام قوانین گارجینس اینڈ وارڈس ایکٹ 1890 میں بیان کئے گئے ہیں جس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ باپ کو سرپرستی کا بنیادی حق حاصل ہے اور یہ حق اس وقت تک کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ باپ نااہل ہے۔ اس ایکٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ گارجین کی تقرری کا فیصلہ کرتے ہوئے بچے کی بہبود کو عدالتیں مد نظر رکھیں۔

گزارہ

شادی کی رو سے بیوی کے گزارہ کی ذمہ دار شوہر پر عاید ہوتی ہے اور پرسنل لاء کا ایک حصہ گزارہ کا حق ہے۔

ضابطہ فوجداری 1973 (1974 کا 2) کے تحت گزارہ کا حق صرف بیوی ہی اور زیر کفالت بچوں ہی کو نہیں ہے بلکہ ضعیف ماں باپ اور مطلقہ بیوی کو بھی ہے۔ مگر بیوی وغیرہ کے دعوے کا انحصار شوہر کے پاس کافی وسائل کے ہونے پر ہے۔ تمام زیر کفالت اشخاص کے لئے گزارہ کی زیادہ سے زیادہ رقم 500 روپے ماہانہ ہے۔ گزارہ کے حق کو ضابطہ فوجداری کا حصہ بنا دینے سے اس کے اجزاء میں آسانی پیدا ہو گئی ہے مگر ضابطہ فوجداری کے تحت ان مطلقہ بیویوں کو جو مروجہ پرسنل لاء کے تحت رقم وصول کر چکی ہوں گزارہ کا دعویٰ کرنے کا حق نہیں ہے۔

ہندو قانون کے تحت بیوی کو اپنے شوہر سے گزارہ حاصل کرنے کا پورا پورا حق ہے۔ لیکن جب وہ عصمت ماب نہیں رہ جاتی تو اپنے اس حق سے محروم ہو جاتی ہے۔ اس کے اس حق کو ہندو اڈاپشن اینڈ مینٹیننس ایکٹ 1956 (1956 کا 78) کے ذریعہ ضابطہ بند کر دیا گیا ہے۔ گزارہ کی رقم کا تعین کرنے کے لئے عدالت بہت سے پہلوؤں کو مدنظر رکھتی ہے جن میں شوہر کی پوزیشن (حالت) اور ذمہ داریاں شامل ہیں۔ عدالت یہ بھی طے کرتی ہے کہ آیا بیوی کا اپنے شوہر سے الگ رہنے کا دعوی منصفانہ ہے جب تک مقدمہ کا فیصلہ نہ ہو جائے تب تک کے لئے گزارہ کی ادائیگی کی بنیادوں کی اس ایکٹ میں وضاحت کی گئی ہے۔ گزارہ کے مقدمہ کے اخراجات بیوی یا شوہر میں سے کسی ایک کو ادا کرنے ہوں گے بشرطیکہ انہیں اپنے اپنے گزارہ کے لئے آمدنی کا کوئی آزادو ذریعہ نہ حاصل ہو۔ مستقل گزارہ ادا کرنے کے سلسلہ میں بھی اس اصول کا اطلاق ہوتا ہے۔

مسلم خواتین (طلاق کے بعد حقوق کا تحفظ) ایکٹ 1986 کے تحت ان مسلم خواتین کے حقوق کو تحفظ فراہم کیا جاتا ہے جن کو ان کے شوہروں نے طلاق دیدی ہے جنہوں نے اپنے شوہروں کو طلاق دیدی ہے۔ اس ایکٹ کا تعلق دیگر متعلقہ امور سے بھی ہے۔ اس ایکٹ کی رو سے مطلقہ مسلم عورت مندرجہ ذیل باتوں کی مستحق ہوگی (اے) اس کا سابق شوہر اسے عدت کی مدت کے دوران اسے مناسب گزارہ ادا کرے گا۔ (بی) اگر مطلقہ عورت اپنے سابق شوہر کے بچوں کی ماں ہے اور ان بچوں کی دیکھ بھال بھی کرتی ہے تو سابق شوہر اپنے بچوں کی تاریخ ولادت سے دو سال تک کے لئے گزارہ ادا کرے گا (سی) مہر کی رقم کے مساوی رقم یا وہ رقم جو شادی کے تحت یا اس کے بعد طلاق دینے والے شوہر نے طے کی ہوگی مسلم قانون کے تحت مطلقہ کو ادا کی جائے گی اور (ڈی) شادی سے پہلے' شادی' کے وقت یا شادی کے بعد عورت کے رشتہ داروں یا شناساؤں نے یا شوہر کے رشتہ داروں اور شناساؤں نے عورت کو جو جائیداد دی ہوگی وہ سب واپس کرنی ہوگی۔

اس کے علاوہ ایکٹ کی رو سے یہ انتظام بھی ہے کہ اگر مطلقہ مسلم خاتون عدت کی میعاد گزر جانے کے بعد گزر بسر کے وسائل سے محروم ہے تو ان لوگوں کو جو اس کی موت کے بعد اس کی جائیداد کے حقدار ہوں گے مجسٹریٹ کی جانب سے مطلقہ عورت کی ضروریات کو اور جائیداد کے وارث قرار پانے والے شخص کی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب گزارہ کی رقم دینے کی اہلیت نہیں رکھتے تو مجسٹریٹ وقف ایکٹ 1995 کی دفعہ کے تحت قائم شدہ وقف بورڈ کو جو کہ عورت کے علاقہ میں موجود ہو اس قسم کی گزارہ رقم کی ادائیگی کا حکم دے گا اور رقم کا تعین بھی کر دے گا۔

اگر اس عورت کے بچے ہیں تو مجسٹریٹ صرف ان بچوں کو ہی گزارہ بھتہ دینے کو کہے گا لیکن بچوں کو بھتہ دے پانے کی نااہلیت کی حالت میں وہ طلاق شدہ عورت کے ماں باپ کو گزارہ بھتہ دینے کا حکم دے گا۔

پارسی شادی اور طلاق ایکٹ 1936 کے تحت مقدمہ کے دوران اور مستقل طور پر بھی گزارہ ادا کرنے کا انتظام کیا گیا ہے مقدمہ کے دوران گزارہ کی رقم شوہر کی مجموعی آمدنی کے 20 فیصد کے مساوی، عدالت کی جانب سے مقرر کی جا سکتی ہے اور مستقل گزارہ کی رقم شوہر کے قوت ادائیگی، خود بیوی کے اثاثوں اور فریقین کے چال چلن کو مدنظر رکھ کر مقرر کی جا سکتی ہے مگر گزارہ کی ادائیگی کے حکم کا اطلاق اس وقت تک ہوگا جب تک کہ بیوی پارسا رہے اور دوبارہ شادی نہ کرے۔

ہندوستانی طلاق ایکٹ 1869 کا اطلاق عیسائی بیوی کے گزارہ کے حقوق سے ہے۔ ضابطے وہی ہیں جو پارسی قانون کے دوران مقدمہ اور مقدمہ کا فیصلہ ہونے کے بعد مستقل گزارہ کی رقم کا تعین کا طریقہ بھی پارسی قانون ہی جیسا ہے۔

وراثت

ہندوستان کے قانون وراثت کا نفاذ 1925 میں ہوا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس وقت رائج بہت سے قوانین کو ایک قانون

کی شکل میں یکجا کر دیا جائے۔اس ایکٹ کے دائرہ عمل سے مسلمانوں اور ہندوؤں کی وراثت کے معاملہ کو الگ کر دیا گیا تھا۔اس اجتماعی قانون وراثت کے تحت دو اسکیموں کو منظوری دی گئی تھی۔ایک اسکیم کا تعلق ہندوستانی عیسائیوں اور یہودیوں اور خصوصی شادی ایکٹ 1954 کے تحت شادی کرنے والوں کی جائیداد سے دوسری اسکیم کا تعلق پارسیوں کے حقوق وراثت سے ہے۔پہلی اسکیم میں جس کا اطلاق غیر پارسیوں پر ہوتا ہے۔بناوصیت کئے مرنے والے کی بیوہ کو جائیداد کا ایک تہائی حصہ ملے گا اور مرنے والے کے صلبی وارثوں کے حقوق میں سدھار کے لئے اس قانون میں ترمیم کی گئی کہ اگر بناوصیت کئے موت ہو جائے اور مرنے والے کی جانشین صرف اس کے بیوہ ہو اور کوئی صلبی رشتہ دار نہ ہو اور اس کی چھوڑی ہوئی جائیداد کی کل مالیت 5,000 روپے سے زیادہ نہ ہو تو بیوہ کو یہ ساری جائیداد مل جائے گی اور اگر جائیداد کی مالیت 5,000 روپے سے زیادہ کی ہوئی تو چار فیصد سود کی حق دار ہوگی اور باقی میں وہ اپنے بناوصیت کے حصہ کی حقدار ہے۔یہ ایکٹ کسی شخص کے ذریعہ وصیت کرنے کے حق پر کوئی پابندی نہیں لگاتا۔

دوسرے ایکٹ کا تعلق بناوصیت کئے مرنے والے پارسیوں کے وارثوں سے ہے۔ہندوستانی وراثت (ترمیمی) ایکٹ 1991(1991 کا 51واں) کے تحت بیٹوں اور دختروں کو والدین کے جائیداد میں برابر کا حصہ دیا گیا ہے چاہے وہ جائیداد باپ کی ہو یا ماں کی۔اس ایکٹ کی رو سے پارسیوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنی جائیداد کو کسی پابندی کے بغیر کسی مذہبی یا خیراتی مقصد وغیرہ سے وقف کر دیں۔عملی طور پر اس ترمیم شدہ قانون کی رو سے اگر کوئی پارسی مرد یا عورت وصیت کئے بغیر ہی مر جائے تو بیوہ عورت یا جس کی بیوی مر گئی ہو اس مرد اور بچوں کے درمیان اس طرح تقسیم کی جائے گی کہ بیوہ یا رنڈوے کو مساوی حصہ ملے۔اور اگر کوئی پارسی مر جائے اور اس کے پسماندگان میں بچوں کے علاوہ ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بھی رہ جائے یا بیوہ یا رنڈوہ اور بچے ہوں تو جائیداد اس طرح تقسیم ہوں گی۔والدین یا ان میں سے کسی ایک کو ہر بچے کو ملنے والے حصہ کو نصف کے برابر حصہ ملے گا۔

ہندوؤں میں وصیت کئے بغیر مر جانے والے کی وراثت کا احاطہ ہندو وراثت ایکٹ 1956(1956 کا 30) کرتا ہے۔اس کا اطلاق ریاست جموں وکشمیر کو چھوڑ کر پورے ہندستان پر ہوتا ہے۔اس ایکٹ کا قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ وصیت کئے بغیر مر جانے والے کی جائیداد میں عورتوں کو بھی مردوں کے برابر حصہ ملتا ہے اور وارث عورتوں کو صرف ان کی زندگی ہی تک جائیداد کو استعمال کرنے کی شق کو ختم کر دیا گیا ہے۔

ہندوستانی مسلمانوں کی بڑی تعداد سنی ہے اور حنفی فقہ پر عمل کرتی ہے۔عدالتیں اس وقت تک یہ مان کر چلتی ہے کہ تمام مسلمان حنفی فقہ پر عمل کرتے ہیں جب تک کہ اس کے مغائر کوئی ثبوت نہ مل جائے تو گرچہ شیعہ اور سنی فقہ میں بہت سی باتیں مشترک ہیں مگر بعض باتوں میں اختلاف بھی ہے۔

سنی قانون شریعت وراثت کے تعلق سے آیات قرانی کو ماقبل اسلام کے رواجی قانونی کا تتمہ قرار دیتا ہے۔اور مرد کے زیادہ بہتر مقام کا داعی ہے۔ہندو اور عیسائی توانین کے برخلاف مسلم قانون کسی فرد کے وصیت کرنے کے حق کو محدود بناتا ہے۔ایک مسلمان اپنی جائیداد کے صرف ایک تہائی حصہ تک کے لئے کسی کو وصی بنا سکتا ہے۔اگر جائیداد ایک تہائی سے زیادہ نہیں ہے تو وارثوں کی مرضی کے بغیر اس کا وصی کسی کو بھی بنایا جا سکتا ہے لیکن وارثوں میں سے کسی ایک کو دوسرے وارثوں کی مرضی کے بغیر اس کا وصی کسی کو بھی بنایا جا سکتا ہے لیکن وارثوں میں سے کسی ایک کو دوسرے وارثوں کی مرضی کے خلاف وصی بنانا ناجائز ہے۔وصیت کرنے والے کی زندگی میں، کسی کو وصی بنانے کے لئے وارثوں کی طرف سے دی گئی منظوری اس کی موت کے بعد واپس کی جا سکتی ہے۔شعیہ قانون مسلمانوں کو ایک تہائی جائیداد کی کسی کے نام وصیت کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

پارلیمانی قوانین

سال 2000 کے دوران 56 بلوں کو ایکٹ بنایا گیا۔ ان ایکٹ کی فہرست اس طرح ہے۔

1۔ بینکوں اور مالیاتی اداروں کے بقایا قرضوں کی وصولی (ترمیم) ایکٹ	2000
2۔ ٹیلی کام ریگولیٹری اتھارٹی آف انڈیا (ترمیم) ایکٹ	2000
3۔ تصرف (ریلوے) ووٹ آن اکاؤنٹ ایکٹ	2000
4۔ تصرف (ریلوے) ایکٹ	2000
5۔ تصرف (ووٹ آن اکاؤنٹ) ایکٹ	2000
6۔ تصرف ایکٹ	2000
7۔ اسمال انڈسٹریز ڈیولپمنٹ بینک آف انڈیا (ترمیم) ایکٹ	2000
8۔ میزورم یونی ورسٹی ایکٹ	2000
9۔ تصرف (ریلوے) نمبر 2 ایکٹ	2000
10۔ مالیاتی ایکٹ	2000
11۔ تصرف (نمبر 2) ایکٹ	2000
12۔ فوڈ کارپوریشن (ترمیم) ایکٹ	2000
13۔ گنا کنٹرول (اضافی اختیارات) تنسیخ ایکٹ	2000
14۔ صدر جمہوریہ کا بھتہ و پنشن (ترمیم) ایکٹ	2000
15۔ نیشنل ہاؤسنگ بینک (ترمیم) ایکٹ	2000
16۔ ڈیزائن ایکٹ	2000
17۔ پارلیمنٹ کے ممبران کی تنخواہ، بھتہ اور پنشن (ترمیم) ایکٹ	2000
18۔ پارلیمنٹ میں تسلیم شدہ پارٹیوں اور گروپوں کے لیڈران اور چیف وہپ (سہولیات) ترمیم ایکٹ	2000
19۔ سوتی ٹکسٹائل محصول (تنسیخ) ایکٹ	2000
20۔ راست ٹیکس قانون (متفرق) تنسیخ ایکٹ	2000

21-انفارمیشن ٹکنالوجی ایکٹ	2000
22-اہم بندرگاہ ٹرسٹ (ترمیم) ایکٹ	2000
23- کرم کش ادویات (ترمیم) ایکٹ	2000
24-ہندوستانی کمپنیوں کا (غیر ملکی کاروباروالی) (ڈویڈنڈ پر عارضی پابندی) تنسیخ ایکٹ	2000
25-سوتی کپڑے (تنسیخ) ایکٹ	2000
26-لوہے اور فولاد کی کمپنیاں (انضمام اور تحویل قانون) تنسیخ ایکٹ	2000
27 -موٹر گاڑیاں (ترمیم) ایکٹ	2000
28-مدھیہ پردیش بازتنظیم ایکٹ	2000
29-اترپردیش بازتنظیم ایکٹ	2000
30-بہار بازتنظیم ایکٹ	2000
31-فوج اور ایئرفورس (نجی جائیداد کا نمٹانا) ترمیم ایکٹ	2000
32-انڈین پاور الکوحل (تنسیخ) ایکٹ	2000
33- آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسیز (ترمیم) ایکٹ	2000
34- کیمیکل ہتھیار کنونشن ایکٹ	2000
35-بارڈر سیکورٹی فورس (ترمیم) ایکٹ	2000
36- کیبل ٹیلیویژن نٹ ورک (انضباط) ترمیم ایکٹ	2000
37- سیمی کنڈکٹر انٹیگریٹڈ سرکٹ لے آؤٹ ڈیزائن ایکٹ	2000
38-ری ہیبلیٹیشن کونسل آف انڈیا (ترمیم) ایکٹ	2000
39-ریاستی مالیاتی کارپوریشن (ترمیم) ایکٹ	2000
40-تصرف (نمبر 3) ایکٹ	2000
41-تصرف (نمبر 4) ایکٹ	2000
42-تصرف (ریلوے) نمبر 3 ایکٹ	2000
43-تصرف (ریلوے) نمبر 4 ایکٹ	2000

44- مختلف طریقوں سے مال کی ڈھلائی (ترمیم) ایکٹ	2000
45- کول انڈیا (منتقلی اور جواز) ایکٹ	2000
46- ملازمین کو معاوضہ (ترمیم) ایکٹ	2000
47- پاسپورٹ (ہندوستان میں داخلہ) ترمیم ایکٹ	2000
48- ضبطی (تمنیخ) ایکٹ	2000
49- انسانی حقوق کی حفاظت (ترمیم) ایکٹ	2000
50- پنجاب میونسپل کارپوریشن قانون (چنڈی گڑھ تک وسعت) ترمیم ایکٹ	2000
51- ایئر کرافٹ (ترمیم) ایکٹ	2000
52- امیگریشن (کیریئر جواب دہی) ایکٹ	2000
53- کمپنیاں (ترمیم) ایکٹ	2000
54- سینٹرل روڈ فنڈ ایکٹ	2000
55- نیشنل بینک فار ایگریکلچر اینڈ رورل ڈیولپمنٹ ترمیم) ایکٹ	2000
56- نوعمروں کو انصاف (بچوں کی دیکھ بھال اور تحفظ) ایکٹ	2000

مرکزی ایکٹ 2001

(17 ستمبر 2001 تک)

نمبر شمار	ایکٹ نمبر	مختصر عنوان
1-	2001 کا 1	تعین محصول قانون (ترمیم) ایکٹ 2000
2-	2001 کا 2	تصرف (نمبر 5) ایکٹ 2000

-3	2001 کا 3	تصرف (ریلوے) ایکٹ 2001
-4	2001 کا 4	تعین محصول (ترمیم) ایکٹ 2001
-5	2001 کا 5	تصرف (ریلوے) ووٹ آن اکاؤنٹ ایکٹ 2001
-6	2001 کا 6	تصرف (ریلوے) ایکٹ 2001
-7	2001 کا 7	تصرف (ووٹ آن اکاؤنٹ) ایکٹ 2001
-8	2001 کا 8	تصرف ایکٹ 2001
-9	2001 کا 9	نارکوٹک ڈرگس اینڈ سائیکوٹراپک سب اسٹانسیز (ترمیم) ایکٹ 2001
-10	2001 کا 10	چٹ فنڈ (ترمیم) ایکٹ 2001
-11	2001 کا 11	بیا قانون (کاروبار کی منتقلی اور ایمرجنسی پرویژن) تنسیخ ایکٹ 2001
-12	2001 کا 12	نوآبادیاتی قیدیوں کی نقل مکانی (تنسیخ) ایکٹ 2001
-13	2001 کا 13	تصرف (ریلوے) نمبر 2 ایکٹ 2001
-14	2001 کا 14	مالیاتی ایکٹ 2001
-15	2001 کا 15	تصرف (نمبر 2) ایکٹ 2001
-16	2001 کا 16	ٹیکا لگانا (تنسیخ) ایکٹ 2001
-17	2001 کا 17	اتر پردیش گنا محصول ایکٹ 2001
-18	2001 کا 18	پوسٹ گریجویٹ انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل ایجوکیشن اینڈ ریسرچ، چنڈی گڑھ (ترمیم) ایکٹ 2001
-19	2001 کا 19	صنعتی تنازعہ (بینکنگ کمپنیز) فیصلہ (تنسیخ) ایکٹ 2001
-20	2001 کا 20	بینکنگ کمپنیاں (لیگل پریکٹیشنرز کلائینٹس اکاؤنٹس) تنسیخ ایکٹ 2001

21-	2001 کا 21	بجلی ریگولیٹری اتھارٹی (ترمیم) ایکٹ 2001
22-	2001 کا 22	عدالتی منتظمہ قانون (تنسیخ) ایکٹ 2001
23-	2001 کا 23	ویئر ہاؤسنگ کارپوریشن (ترمیم) ایکٹ 2001
24-	2001 کا 24	انڈین ریلوے کمپنیاں (تنسیخ) ایکٹ 2001
25-	2001 کا 25	ریلوے کمپنیاں (سول کارروائیوں میں مختلف پارٹیوں کا بدل) تنسیخ ایکٹ 2001
26-	2001 کا 26	حیدرآباد برآمد محصول (جواز) ایکٹ 2001
27-	2001 کا 27	فوڈ کارپوریشن (ترمیم) ایکٹ 2001
28-	2001 کا 28	مویشیوں کی درآمدات (ترمیم) ایکٹ 2001
29-	2001 کا 29	انڈین کونسل آف ورلڈ افیئرس ایکٹ 2001
30-	2001 کا 30	تنسیخ اور ترمیم ایکٹ 2001
31-	2001 کا 31	ٹریڈ یونین (ترمیم) ایکٹ 2001
32-	2001 کا 32	قبل پیدائش تشخیص تکنیک (ناجائز استعمال کی روک تھام اور ضابطہ) ایکٹ 2001
33-	2001 کا 33	پاکستان سے آمد (کنٹرول) منسوخی (تنسیخ) ایکٹ 2001
34-	2001 کا 34	انڈین میڈیکل کونسل (ترمیم) ایکٹ 2001
35-	2001 کا 35	گنا محصول (جواز) تنسیخ ایکٹ 2001
36-	2001 کا 36	انڈین یونی ورسٹی (تنسیخ) ایکٹ 2001
37-	2001 کا 37	آروویلے (ایمرجنسی پروویژن) تنسیخ ایکٹ 2001
38-	2001 کا 38	مرکز کے زیر انتظام علاقے کی حکومت اور قومی راجدھانی خطہ (ترمیم) ایکٹ 2001

-39	2001 کا 39	موٹر گاڑیاں (ترمیم) ایکٹ 2001
-40	2001 کا 40	ان لینڈ واٹر ویز اتھارٹی آف انڈیا (ترمیم) ایکٹ 2001
-41	2001 کا 41	مرکزی سیلز ٹیکس (ترمیم) ایکٹ 2001
-42	2001 کا 42	تصرف (نمبر 3) ایکٹ 2001
-43	2001 کا 43	منی پور تصرف (ووٹ آن اکاؤنٹ) ایکٹ 2001
-44	2001 کا 44	وزرا کی تنخواہیں اور بھتے (ترمیم) ایکٹ 2001
-45	2001 کا 45	وکیلوں کا فلاح و بہبود فنڈ ایکٹ 2001
-46	2001 کا 46	پارلیمنٹ کے ممبران کی تنخواہیں، بھتے اور پنشن (ترمیم) ایکٹ 2001
-47	2001 کا 47	دو رکنی حلقۂ انتخاب (خاتمہ) اور دیگر قوانین کا تنسیخ ایکٹ 2001

27 ۔نوجوانوں کے اموراور کھیل کود

نوجوان ہمارے معاشرے کے سب سے زیادہ چاق و چوبند حصے ہیں۔ وہ سماج کی معاشرتی، اقتصادی تبدیلیوں اور فروغ میں اہم کردار نبھاتے ہیں۔ قوم کی ترقی تبھی ممکن ہے، جب نوجوانوں کی توانائی کو تعمیری کاموں میں لگایا جائے۔ ارتقا کے عمل میں، نوجوانوں کو اہم ذمہ داری دینا بہت ضروری ہے۔ ہندوستان میں نوجوانوں کی تعداد کل آبادی کا ایک تہائی ہے۔ اس گروپ کی امیدوں کو پورا کرنے اور مثبت تبدیلیوں کے تعمیری عوامل کے طور پر بااختیار بنانے کے مقصد سے نوجوانوں کے اموراور کھیل کود محکمہ کئی پروگراموں پر عمل کررہا ہے۔

نوجوانوں کے تعلق سے خدمات

نوجوانوں کی قومی پالیسی

حکومت ہند نے نوجوانوں کے تعلق سے اپنی قومی پالیسی 1988 میں بنائی تھی۔ نوجوانوں کی قومی پالیسی کا مقصد ہمارے آئین میں دیئے گئے اصولوں اور اقدار کے لئے نوجوانوں میں احترام کا جذبہ دل میں بٹھانا، ہمارے تاریخی ورثہ کے بارے میں شعور کی افزائش کرنا، نظم وضبط، خود اعتمادی، عدل وصاف ستھرے کردار جیسی خوبیوں کے فروغ میں تعاون دینا اور ان کی شخصیت کے فروغ کے ساتھ ساتھ انہیں تعلیم کی سہولتیں فراہم کرانا ہے۔ اس کا مقصد بین الاقوامی امور کے بارے میں نوجوانوں کو چوکس بنانا اور عالمی امن کے قیام اور معقول عالمی اقتصادی نظام میں انہیں شامل کرنا بھی ہے۔

نوجوانوں کی نئی پالیسی کی ضرورت صرف ملک میں تیزی سے بدلتے معاشی، اقتصادی پس منظر کے لئے ہی نہیں بلکہ نوجوانوں کے مستقبل کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے بھی محسوس کی جارہی تھی۔ نئی قومی پالیسی تیار کرنے کا عمل مختلف ریاستی حکومتوں، سیاسی پارٹیوں کی نوجوان تنظیموں، پارلیمنٹ کے ممبروں، نوجوان تنظیموں و دیگر متعلقہ تنظیموں کے ساتھ صلاح ومشورے کے بعد شروع کی گئی تھی اور نوجوانوں کی نئی قومی پالیسی کے مسودے کو حکومت کو غور کرنے کے لئے بھیج دیا گیا۔

نئی پالیسی کے مسودے میں یہ مانا گیا ہے کہ نوجوانوں کی ترقی ایک کثیر پہلوئی تصور ہے اور اس کے لئے مکمل اور جامع نظریہ اپنایا جانا چاہئے۔ اس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ فیصلہ لینے کے عمل اور اس کے نفوذ میں نوجوانوں کو مزید حصہ داری دی جانی چاہئے۔ اس میں نوجوانوں کے خصوصی استحقاق ومراعات اور ذمہ داریوں کی بھی تشریح کی گئی ہے۔

پالیسی کے کچھ اہم مقاصد ہیں: نوجوانوں کو تعلیم اور روزگار کے مناسب مواقع فراہم کرانا، سبھی بامعنی اطلاعات تک ان کی رسائی ہونے دینا، کھیل اور دیگر تفریحات کی کافی سہولیات مہیا کرانا، نوجوانوں میں ہندوستانی تاریخ، ثقافت اور ورثے کے بارے میں شعور پیدا کرنا اور ان میں سائنس سوچ کی نموئی کرنا۔ پالیسی کے مسودے میں چار اہم شعبوں پر زور دیا گیا ہے۔ جیسے: نوجوانوں کو بااختیار بنانا، جنسی امتیاز کئے بغیر عدل وانصاف، بین علاقائی نظریہ اور اطلاعات اور ریسرچ نٹ ورک۔

پالیسی میں نوجوانوں سے متعلق شعبوں، جیسے۔ تعلیم، تربیت اور روزگار کو خاص اہمیت دی گئی ہے اور نوجوانوں کے کچھ خاص

طبقوں جسے معذور نو جوانوں، دیہی نو جوانوں، بے روزگار نو جوانوں اور یتیم بچوں کو اعلی ترجیح دی گئی ہے۔ پالیسی میں نو عمر لڑکوں اور لڑکیوں کی صحت، ایڈز اور دیگر جنسی وبائی امراض، تغذیہ، ماحولیات، کھیل رتفریح آرام و فرصت، فن و ثقافت جنسی امتیاز کئے بغیر انصاف، سائنس اور ٹکنالوجی، شہری احساس و سوجھ بوجھ اور شہریت جیسے موضوعات پر خاص دھیان دیا گیا ہے۔

نیشنل سروس اسکیم

نیشنل سروس اسکیم جس کو عام طور پر این ایس ایس کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد کمیونٹی خدمات کے ذریعے طلباء کی شخصیت کا فروغ کرنا ہے۔ آج این ایس ایس میں 17 لاکھ طلبہ ہیں، جن کا تعلق 180 یونیورسٹیوں اور 22 سینئر سکنڈری اسکولوں سے ہے۔ اس کی شروعات سے ہی یونیورسٹیوں، کالجوں، اور اعلی تعلیمی اداروں کے 1.52 کروڑ کروڑ سے زیادہ طلباء کو این ایس۔ ایس کے رضا کاروں طور پر سے اس سے فائدہ پہنچا ہے۔ زبردست مقبولیت اور مانگ کو دھیان میں رکھتے ہوئے اسے +2 سطح کے طلبا کے لیے بھی کچھ چنندہ اداروں میں شروع کر دیا گیا۔

این۔ اس۔ ایس۔ میں دو طرح کے پروگرام شامل ہوتے ہیں۔ روزمرہ کے کام کاج اور رضا کاروں کے ذریعہ چلائے جا رہے خصوصی کیمپ۔ باقاعدہ سرگرمیوں کے تحت طلباء کو دو سال تک رضا کار کے طور پر کام کرنا پڑتا ہے۔ اور سال میں کم سے کم 120 گھنٹے کمیونٹی خدمات کے کام کرنے پڑتے ہیں۔ ان سرگرمیوں میں اپنائے گئے گاؤں اور تنگ بستیوں میں تعمیری کام، خون کا عطیہ، تعلیم بالغان اور غیر رسمی تعلیم، صحت تغذیہ، خاندانی بہبود، ایڈس کے بارے میں بیداری مہم، شجرکاری اور کیمپوں میں میں بہتر پیدا کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ خصوصی کیمپ پروگراموں کے تحت ہر سال اپنائے گئے علاقوں میں 10 دن کی مدت کے کیمپوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ جن میں ''جنگل کاری، شجرکاری کے لئے نوجوان''، ''دیہی باز تعمیر کے لئے نوجوانان''، ''ترقی کے لئے نوجوانان''، ''اجتماعی خواندگی کے لئے نوجوان'' اجتماعی خواندگی کے لئے نوجوان'' سماج میں میل جول بڑھانے کے لئے نوجوان'' جیسے موضوع رکھے جاتے ہیں۔

نہرو یووا کیندر سنگٹھن

نہرو یووا کیندر سنگھٹن (NYKS) امور برائے نوجوان اور محکمہ کھیل کی ایک خود مختار تنظیم ہے۔ ملک کے تقریباً سبھی ضلعوں میں نہرو یووا کیندر سنگھٹن کے ضلعی سطح کے دفاتر ہیں۔ دنیا میں یہ سب سے بنیادی سطح پر عمل پذیر تنظیم ہے جو 1.81 لاکھ یوتھ کلبوں کے رجسٹرڈ 80 لاکھ سے زیادہ غیر طالب علم دیہی نوجوانوں کی ضرورت پوری کرتا ہے۔ یہ نوجوان کلب تعلیم و تربیت، بیداری مہم، ہنر مندی کے فروغ اور خود روزگار، صنعت کی ترقی، کفایت شعاری اور تعاون اور اس کے علاوہ کھیل اور مہم جوئی کے ذریعہ جسمانی نشوونما، اور جدید خیالات کے ظہور کو اچھی طرح جاری رکھتے ہوئے اور ترقیاتی حکمت عملی کے ذریعہ ذہنی ارتقا کا کام بھی کرتے ہیں۔ پروگراموں کے نفوذ کے لئے اس تنظیم کے پاس ہر ضلع میں ضلعی نوجوان کو آرڈینیٹروں کے تربیت یافتہ کیڈر، قومی خدمات کے رضا کاروں اور نوجوان رہنماؤں کا ایک نٹ ورک بنا ہوا ہے۔

نہرو یووا کیندر سنگھٹن کی طاقت بنیادی سطح پر یوتھ کلبوں کے جامع نٹ ورک میں پنہاں ہے۔ NYKS کے باقاعدہ پروگرام ہیں: یوتھ کلب فروغ پروگرام، پیشہ ورانہ تربیت پروگرام، بیداری مہم، ورک کیمپ، یوم قومی نوجوانان اور نوجوان ہفتہ کا انعقاد، کھیل کی حوصلہ افزائی و ترغیبی پروگرام اور ثقافتی پروگرام۔

نئی دہلی میں 27-26 اپریل 2000 کو دو دن کے ملینیم یوتھ پارلیمنٹ کا انعقاد کیا گیا تھا۔ اس کا مقصد نوجوانوں اور ملک کے سامنے در پیش سلگتے مسائل پر غور و خوض کرنے کے لیے مختلف شعبوں کے ممتاز نوجوانوں کو ایک ساتھ لانا تھا۔ ملک بھر سے

300 سے زیادہ ممتاز نوجوانوں نے پارلیمنٹ میں شرکت کی۔ اس کے علاوہ سارک ممالک کے نوجوانوں نے بھی اس میں حصہ لیا۔

نہرو یوا کیندر سنگھٹن ایک ایجنسی کے طور پر نوجوانوں کے امور اور کھیل محکمہ کی ہے مندرجہ ذیل اسکیموں پر بھی عمل کرتا ہے۔ (ا) یوتھ فروغ مرکز (ب) یوتھ کلبوں کو مالی تعاون (ج) ضلع، ریاست اور قومی سطح پر بہترین یوتھ کلبوں کو ایوارڈ، دینا۔

رضا کارانہ قومی خدمت اسکیم

رضا کارانہ قومی خدمت اسکیم کا آغاز 78-1977 میں ہوا تھا اس کا مقصد نوجوانوں کو خاص طور پر ان نوجوانوں کو جو اپنا پہلا ڈگری کورس مکمل کر چکے ہوں اور جن کی عمر 25 سال سے کم ہے رضا کارانہ طور پر ایک دو سال کے لئے قومی خدمات رضا کار کے طور پر اپنا نام درج کرا سکتے ہے۔ درج فہرست ذاتوں /درج فہرست قبائل اور خواتین رضا کاروں کے حوالے سے عمر اور تعلیمی لیاقت کے معاملے میں رعایت دی جاسکتی ہے۔ ہر رضا کار کو 500 روپے ماہانہ کا خصوصی وظیفہ اور 100 روپے سالانہ اتفاقی الاؤنس کے علاوہ 200 روپے ماہانہ کا مقررہ سفری الاؤنس بھی دیا جاتا ہے۔ سال 2001-2000 کے دوران نہرو یوا کیندر سنگھٹن نیشنل سروس اسکیم اور بھارت اسکاوٹ وگائیڈس وغیرہ میں 5,443 قومی خدمات رضا کار کام کر رہے تھے۔

قومی تعمیر نو دستہ

قومی تعمیر نو دستہ (.N.R.C) اسکیم کی شروعات 30 جون 1999 کو مرکزی سیکٹر پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر کی گئی تھی۔ اس اسکیم کا مقصد نوجوانوں کی قوت کو لگا تار تعمیری کاموں میں لگانا ہے۔ کم سے کم میٹرک تک تعلیم یافتہ اور 18 سال کی عمر پوری کر چکے NRC رضا کاروں کو ایک سال کے لیے ہر ماہ 1000 روپے کے حساب سے اعزازیہ فراہم کیا جائے گا۔ یہ مرکز/ ریاستی حکومتوں کے مختلف محکموں/ ایجنسیوں کے ساتھ ساتھ رضا کار تنظیموں کے پروگراموں اور پراجیکٹوں پر کام کریں گے۔

رضا کار تنظیموں کو مالی امداد

اس اسکیم کے تحت ان رضا کار تنظیموں کو مالی امداد مہیا کرائی جاتی ہے۔ جو ترقیاتی سرگرمیوں کے لئے خاص طور سے دیہی علاقوں میں نوجوانوں کو شامل کرتے ہیں۔ رجسٹرڈ اداروں، عوامی ٹرسٹ اور غیر منافع والی کمپنیاں چلاتے ہیں۔ خاص زور نوجوانوں کے لئے خود روزگار کے لئے حوصلہ افزائی کرنے کے لئے پیشہ وارانہ تربیت پروگرام پر دیا جاتا ہے۔ نوجوان قیادت تربیت پروگرام کو چلانے کے لئے بھی مدد دی جاتی ہے۔ تاکہ ایسے متحرک نوجوانوں کے کیڈر کی حوصلہ افزائی کی جاسکے جو دیہی علاقوں میں سماجی تبدیلیوں کے لئے ترغیب کار کے طور پر کام کرسکیں۔ 2001-2000 کے دوران 142 رضا کار تنظیموں کے لئے 190 لاکھ روپے کی رقم جاری کی گئی، جس سے 7,635 لوگ مستفید ہوئے۔

نوجوانوں کی تربیت

رضا کار تنظیموں، نہرو یوا کیندروں، این۔ ایس۔ ایس علاقائی مراکز، تعلیمی اداروں اور ریاستی حکومتوں /مرکز کے زیر انتظام علاقوں کے ذریعہ اس اسکیم پر عمل کیا جاتا ہے۔ زراعت، مویشی پالنے، ڈیری، مرغی خانہ، کڑھائی وسلائی، ریڈیو ٹیلیفون مرمت، کمپیوٹر تربیت وغیرہ جیسے اہم شعبوں میں تربیت دی جاتی ہے۔ تاکہ دیہی نوجوانوں کے کام کرنے کی صلاحیت بڑھائی جاسکے اور خود روزگار کے لئے انہیں تیار کرنے کو بڑھاوا دیا جاسکے۔ 2001-2000 کے دوران 3,965 نوجوانوں کی تربیت کے لئے 95

رضا کار تنظیموں کو 175 لاکھ روپے کی رقم مہیا کرائی گئی۔

قبائلی نوجوانوں کی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی

اس اسکیم کے تحت رضا کار تنظیموں، نہرو یووا کیندروں، این ایس ایس علاقائی مرکزوں اور تعلیمی اداروں، بھارت اسکاؤٹس اور گائیڈس کے ساتھ ساتھ ریاستی حکومتوں/ مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو قبائلی نوجوانوں کے لئے ووکیشنل ٹریننگ کے پروگراموں پر عمل کرنے، نمائشوں کا اہتمام کرنے، قومی یک جہتی کے کام کرنے، نوجوانوں کے بین ریاستی تبادلوں اور نوجوانوں میں قائدانہ صلاحیت پیدا کرنے کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے، تاکہ وہ خود روزگار کا موقعہ حاصل کرنے کے لئے پیشہ وارانہ تربیت پروگرام چلا سکیں۔ سال 2000-2001 کے دوران 8,495 نوجوانوں کے لیے 155 رضا کار تنظیموں کو 200 لاکھ روپے کی رقم جاری کی گئی۔

نوجوانوں کے لئے نمائش

اس اسکیم کا مقصد ہے۔(1) قومی ترقی کے مختلف شعبوں میں نوجوانوں کے ذریعہ کئے گئے اشتراک اور کام کاج کو تسلیم کرنا اور انہیں نمایاں کرنا (2) قومی اتحاد اور سیکولرزم کی حوصلہ افزائی کرنا (3) ملک کے دیگر حصوں کے لوگوں کے طرز حیات اور ثقافت کے بارے میں مزید جاننے کے لئے نوجوانوں کو اہل بنانا (4) مختلف ترقیاتی اور امور نوجوانان کے ساتھ لوک رقص، لوک گیتوں، پینٹنگ، آرٹ و دستکاری کتابوں وغیرہ کی نمائشیں۔ اس اسکیم کے تحت محکمہ ہذا رضا کار تنظیموں کو مالی امداد فراہم کرتا ہے۔ این وائی کیندروں، این ایس ایس علاقائی مراکز، تعلیمی اداری بشمول یونیورسٹیاں ریاستی سرکاریں رمرکزی علاقوں کی سرکاروں کو مالی امداد فراہم کی جاتی ہے اس طرح کی نمائش کا انعقاد امور نوجوان اور کھیل کے محکمے کے ذریعہ کیا جاتا ہے

نوجوانوں کی ترقی کے لئے راجیو گاندھی قومی انسٹی ٹیوٹ

یہ ادارہ سری پیرم بدور (تامل ناڈو) میں قائم کیا گیا ہے جو کہ پورے ملک میں نوجوانوں سے تعلق رکھنے والی سرگرمیوں کی نگرانی کرتا ہے۔ اور ان میں تال میل بھی پیدا کرتا ہے۔ یہ اپنی نوعیت کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ یہ ادارہ درج ذیل کام بھی کرے گا (1) نوجوان کے پروگراموں، پالیسیوں اور نفوذ کے بارے میں حکمت عملی طے کرنے کے لئے ایک ریسرچ ایجنسی اور تھنک ٹینک کے طور پر کام (2) نوجوانوں کے لئے کثیر پہلوؤی پروگراموں کا فروغ (3) امہ۔ نوجوان شعبے میں اعلی تعلیم کے لئے ایک ادارے کے طور کام (4) نوجوانوں کی ترقی سے متعلق اشاعت، اطلاعات دستاویزوں کے لئے ایک مرکز کے طور پر کام (5) ایک وسائل مرکز کے طور پر کام۔

اسکاؤٹنگ اور گائیڈنگ

اسکاؤٹنگ اور گائیڈنگ ایک بین الاقوامی تحریک ہے، جس کا مقصد لڑکوں اور لڑکیوں کی کردار سازی ہے۔ اس کے ذریعہ ان میں حب الوطنی، دیش بھگتی اور دوسروں کے بارے میں سوچنے کا جذبہ پیدا کیا جاتا ہے۔ بھارت اسکاؤٹس اینڈ گائیڈس ملک کی ایک بڑی تنظیم ہے، جوان سرگرمیوں کو بڑھاوا دیتی ہے۔ کھیل اور نوجوانوں کے امور کا محکمہ اسے مالی امداد فراہم کرتا ہے۔ دنیا کی یہ تیسری سب سے بڑی تنظیم ہے، جس کی ملک بھر میں 85 ہزار اکائیاں ہیں اور اس میں 35 لاکھ طلباء رجسٹرڈ ہیں۔ ان اکائیوں کی سرگرمیوں میں تعلیم بالغاں، شجر کاری، کمیونٹی خدمات، جذام مرض کے بارے میں بیداری اور صفائی وصحت کی حوصلہ افزائی وغیرہ شامل ہے۔

مہم جوئی کو فروغ

اس اسکیم کا مقصد نوجوان میں جوکھم اٹھانے، صبر و تحمل کی صلاحیت بڑھانے اور اجتماعی طور سے کام کرنے کا جذبہ پیدا کرنا اور ہنگامی حالت میں بھی چوکس رہنا اور فوری اہم اور موثر فیصلہ لینے کی صلاحیت کو فروغ دینا ہے۔ جوکھم کے کاموں کے کرنے کے لئے اداروں گروپوں، افراد و رضا کار تنظیموں کو مالی امداد دی جاتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت آنے والی سرگرمیوں کی تعداد کافی بڑھ گئی ہے۔ 2001-2000 کے دوران فضائی کھیلوں (ایرو اسپورٹس) اور پانی کے کھیلوں (واٹر اسپورٹس) کی حوصلہ افزائی کے لئے رقم مہیا کرانے پر زیادہ زور دیا گیا۔

قومی یک جہتی کو فروغ

قومی یک جہتی کی حوصلہ افزائی کے لئے قومی اتحاد اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو مضبوط بنانے کے لئے نوجوانوں کے مختلف پروگراموں کو مالی امداد دی جاتی ہے۔ اسی اسکیم کے تحت، دو اہم پروگرام قومی اتحاد کیمپوں اور بین ریاستی نوجوانوں کے تبادلہ پروگراموں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے فنڈ رضا کار نوجوان تنظیموں کے ذریعہ مہیا کرایا جاتا ہے۔

قومی یوتھ تقریب

چھٹی قومی یوتھ تقریب کا انعقاد 12 سے 14 جنوری 2001 تک دہلی میں کیا گیا۔ سماجی فروغ کے میدان میں نمایاں کاموں کے لیے 49 لوگوں اور دو رضا کار تنظیموں کو 2000-1999 کا قومی ایوارڈ دیا گیا۔

نوجوانوں کے ہوسٹل

اندرون ملک سفر کرنے کے سلسلہ میں نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے نوجوانوں کے ہوسٹل (یوتھ ہوسٹل) تعمیر کئے جاتے ہیں۔ تاکہ نوجوانوں کو اپنے ملک کی شاندار ثقافتی روایت کے بارے میں اور تجربہ حاصل ہو سکے۔ ان ہوسٹلوں کی تعمیر مشترکہ طور پر مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی جانب سے کی جاتی ہے۔ مرکزی حکومت تعمیر کا خرچ برداشت کرتی ہے اور ریاستی حکومت کی جانب سے تیار زمین فراہم کی جاتی ہے اور مفت بجلی، پانی داخلہ کی سڑکوں اور اسٹاف کوارٹروں کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔ ہوسٹلوں کو چلانے کے سلسلہ میں ہونے والے شروع کے اخراجات بھی ریاستی حکومتیں برداشت کرتی ہیں۔ اب تک 63 یوتھ ہوسٹلوں کی تعمیر ہو چکی ہے اور 20 یوتھ ہوسٹل زیر تعمیر ہیں۔

دیہی نوجوان اور کھیل کلبوں کو امداد

وزارت برائے کھیل اور نوجوان امور نے پہلے دیہی یوتھ کلبوں اور یوتھ کلبوں کو مالی امداد دینا اور ممتاز یوتھ کلبوں کو انعام دینے کے لیے اسکیمیں بنائی تھیں، جنھیں 1999-1998 میں ایک ہی اسکیم میں شامل کر دیا گیا۔ یہ نئی اسکیم، دیہی یوتھ اور کھیل کلبوں کی امداد پر عمل، ایک ایجنسی کے طور پر نہرو یوا کیندر تنظیم کے ذریعے کیا جارہا ہے۔ اس اسکیم کے درج ذیل اجزاء ہیں: ہر ایک یوتھ کلب کو قبائلی علاقوں میں 15,000 روپے اور عام علاقوں میں 10,000 روپے کی یکمشت مالی امداد دی جاتی ہے۔ قابل صرف اور ناقابل صرف کھیل کے ساز و سامان کے لیے امداد کے طور پر عام عام علاقوں میں 30,000 روپے اور قبائلی علاقوں میں 45,000 روپے تک کی یکمشت مالی امداد دی جاتی ہے۔ ممتاز یوتھ کلبوں کو انعام دینے کی اسکیم تین سطحوں۔ ضلع، ریاست اور قومی سطح پر چلائی جارہی ہے۔ ضلعی سطح پر یہ ایوارڈ 10 ہزار روپے اور ریاستی سطح پر اس ایوارڈ کے لیے 25,000 روپے دیے جاتے ہیں۔

قومی سطح پر ایک لاکھ روپے، 50 ہزار روپے اور 25 ہزار روپے کے تین ایوارڈ دیے جاتے ہیں۔ انعام کی رقم کا استعمال کمیونٹی پراجیکٹوں کے نفاذ کے لیے کیا جاتا ہے۔

نوجوانوں کی ترقی کے مراکز

نوجوانوں کی ترقی مراکز کی اسکیم 95-1994 میں شروع کی گئی تھی۔ اس کا مقصد دیہی سطح پر یوتھ کلبوں اور ضلع سطح پر نہرو یوا کیندروں کے درمیان ایک ثانوی متوازی نشست مہیا کرانا ہے۔ نوجوانوں کے ترقی کے مراکز اپنے تحت آنے والے گاؤں میں نوجوانوں سے متعلق سرگرمیوں کے لئے نقطہ ماسکہ بنے ہوئے ہیں۔ عام طور سے ایک مرکز 10 سے زیادہ گاؤں کو اپنے تحت نہیں لاتا ہے۔ 2002-2001 میں اس اسکیم کو دیہی یوتھ اور کھیل کلبوں کو مالی امداد اسکیم میں ضم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

کھیل کود

قومی کھیل کود پالیسی

1984 کی اس پالیسی کی قرارداد، گاؤں اور شہروں میں کھیل کود اور جسمانی تعلیم کے لیے بنیادی سہولتوں کے فروغ کے لیے معینہ مدت میں پروگرام بنانے اور کھلاڑیوں کو کھیل سے متعلق ساز وسامان فراہم کرانے پر مبنی ہے۔ یہ پالیسی ریاستی/مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی حکومتوں کو کھیل کے میدانوں اور کھلی جگہوں کو محفوظ رکھنے کے سلسلے میں بھی ہدایتیں فراہم کرتی ہے اور قومی ٹیموں کو بین الاقوامی مقابلوں میں حصہ تیاری کے لیے موثر ٹریننگ اور مقابلہ جاتی پروگرام تیار کیے جانے کی ضرورت پر خاص زور دیتی ہے۔ ایک نئی کھیل پالیسی کا خاکہ طے کیا جا رہا ہے، جس میں کھیلوں کو وسعت فراہم کرنے اور کارکردگی میں بہتری حاصل کرنے پر زور دیا جائے گا۔

اسپورٹس اتھارٹی آف انڈیا

حکومت ہند نے جنوری 1984 میں ہندوستانی کھیل اتھارٹی کا قیام ایک رجسٹرڈ سوسائٹی کے طور پر کیا تھا۔ شروع میں اس کا مقصد 1982 میں 'ایشیاڈ' کے دوران دلی میں بنی کھیل کود کی بنیادی سہولیات کے کارگر رکھ رکھاؤ اور زیادہ سے زیادہ استعمال کو یقینی بنانا تھا۔ اب یہ ملک میں کھیلوں کی وسعت اور قومی و بین الاقوامی سطح پر کھیلوں میں خصوصی حصولیابی کے لئے کھلاڑیوں کی تربیت کی نوڈل ایجنسی بن گئی ہے۔ کھیلوں کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے چوٹی کی ایک ہی ایجنسی قائم کرنے کے مقصد سے یکم مئی 1987 کو نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف فزیکل ایجوکیشن اینڈ اسپورٹس (ایس۔ این۔ آئی۔ پی۔ ای۔ ایس) کو اسپورٹس اتھارٹی آف انڈیا میں ضم کر دیا گیا۔ اس کے نتیجے میں نیتاجی سبھاش قومی کھیل کود ادارہ (این۔ ایس۔ این۔ آئی۔ ایس) پٹیالہ اور بنگلور، کلکتہ اور گاندھی نگر میں اس کے مراکز اور ترِوَنت پورم کے لکشمی بائی قومی فزیکل ایجوکیشن اسکول بھی اسپورٹس اتھارٹی آف انڈیا کے تحت آ گیا۔ اس کے 6 علاقائی مراکز بنگلور، گاندھی نگر، کلکتہ، چنڈی گڑھ، دلی اور امپھال میں ہیں۔ ان مراکز کو خصوصی مرکز کے طور پر فروغ دینے کی ایک اسکیم شروع کی گئی ہے۔ اس کے دو ذیلی مراکز بھی ہیں۔ جن میں ایک گوہاٹی میں شمال مشرق مرکز اور اورنگ آباد میں مغربی مرکز کے تحت ہیں۔

اسپورٹس اتھارٹی آف انڈیا کے ذریعہ نیشنل اسپورٹس ٹیلنٹ کنٹسٹ، آرمی بوائز اسپورٹس کمپنی (اے۔ بی۔ ایس۔ سی)، SAI تربیتی مرکز (STC) اور سب جونیئر اور سینئر سطح پر مخصوص ایریا کھیل (SAG) جیسی اسکیموں کو چلایا جاتا ہے۔ SAI نے حال ہی میں اپنے سبھی علاقائی مراکز پر افضلیت مرکز قائم کیے ہیں۔ اسپورٹس اتھارٹی آف انڈیا کے پاس خصوصی شعبوں میں کھیل کی حوصلہ افزائی کے لئے ایک اسکیم، قومی کوچنگ اسکیم ہے۔ اس کے علاوہ اسپورٹس اتھارٹی آف انڈیا کئی مرکزی اسکیموں

پر بھی عمل کرتا ہے۔ حال میں کئی پبلک اور نجی کاروباری اداروں کے تعاون سے مختلف کھیلوں کے لئے علاقائی اور قومی اکادمیاں قائم کرنے کا کام بھی ہاتھ میں لیا گیا ہے۔

لکشمی بائی نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف فزیکل ایجوکیشن

لکشمی بائی نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف فزیکل ایجوکیشن، جسے لکشمی بائی قومی فزیکل ایجوکیشن اسکول کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ کا قیام حکومت ہند نے 17 اگست 1957 کو کیا تھا۔ یہ ادارہ گوالیر میں واقع ہے۔ جہاں جنگ آزادی کی بہادر خاتون جھانسی کی رانی لکشمی بائی نے اپنی زندگی کی قربانی دی تھی۔ 1995 میں ادارے کو یونیورسٹی کے مساوی ہونے کا درجہ دیا گیا۔

ادارے کے کل مدتی کورس مندرجہ ذیل ہیں (1) فزیکل ایجوکیشن ڈگری (3 سالہ ڈگری نصاب) (2) فزیکل ایجوکیشن میں ماسٹر (دو سالہ ڈگری، پوسٹ گریجویٹ) (3) جسمانی تعلیم میں ماسٹر ڈگری (موسم گرما 3 سالہ ڈگری کورس) ملازمت پیشہ اساتذہ کے لئے (4) فزیکل ایجوکیشن میں ایم فل۔ (ایک سالہ نصاب)۔ انسٹی ٹیوٹ سابق فوجیوں کے لیے فزیکل ایجوکیشن میں تربیتی پروگرام اور فزیکل ایجوکیشن ٹیچروں کے لیے ریفریشر/رہنمائی کورس بھی چلاتا ہے۔

کھیل کود کا ڈھانچہ تیار کرنے کے لئے امداد

مرکزی حکومت کی جانب سے ریاستی حکومتوں اور کھیل کود کی ریاستی کونسلوں وغیرہ کو کھیل کود کا ڈھانچہ تیار کرنے اور اسے بہتر بنانے میں تعاون دیا جاتا ہے۔ اسٹیڈیم، سوئمنگ پول، جمنازیم اور اسپورٹس کمپلیکس وغیرہ تعمیر کرنے کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے۔ زیادہ تر مرکز اور ریاستوں کے درمیان 50:50 کی حصہ داری کی بنیاد پر امداد دی جاتی ہے۔ پہاڑی اور قبائلی علاقوں کے لئے مرکزی امداد 75 فیصد تک ہوگی۔ اس اسکیم کی توسیع ہونے کے بعد اس کا فائدہ ریاست رمرکز زیر انتظام، انتظامیہ کو ریاست رضلع سطح کے کھیل کمپلکس بنانے میں دیا جاتا ہے۔ مرکزی اسکول نوودے ودیالیہ کمیٹی ریاست رمرکز کے زیر انتظام علاقے بھی اپنے اسکولوں میں کچھ سہولتوں کو تیار کرنے راصلاح کرنے کے لئے 5 لاکھ روپے تک کی امداد حاصل کرنے کے اہل ہیں۔ سال 2002-2001 میں اسکیم کے لئے 10 کروڑ کا لئے مختص کیا گیا ہے۔

سنتھیٹک ٹریک رمصنوعی میدانوں کے لئے امداد

مرکزی حکومت ہاکی کے لئے مصنوعی سطح اور والی بال باسکٹ بال اور ٹینس وغیرہ کے لئے مصنوعی سنتھیٹک ٹریک لگائے گئے ہیں۔ اسے دیکھتے ہوئے مرکزی حکومت نے اب ہاکی سرفیس اور اتھلیٹکس ٹریک پر ہی اپنا دھیان مرتکز رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے مطابق مصنوعی ٹریک بچھانے رہاکی کے لئے میدان بچھانے یا پرانے ٹریک یا سطح کو پھر سے بچھانے کے لئے مرکزی امداد کل لاگت کا 50 فی صد یا ایک کروڑ روپے یا جو رقم کم ہو مقرر کی گئی ہے۔

یونیورسٹی سیکٹر میں کھیل کود کا فروغ

یونی ورسٹیوں اور ڈگری کالجوں میں کھیلوں کو بڑھاوا دینے کے لئے مالی امداد دینے کی اسکیم کے تحت یونیورسٹیوں رڈگری کالجوں کو کھیل کے میدانوں کے فروغ، انڈور اسٹڈیم رسہولت کی تعمیر کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے۔ خصوصی درجے کی ریاستوں میں امداد کا تناسب 75:25 ہوتی ہے جب کہ دیگر ریاستوں میں زیادہ سے زیادہ حد میں یہ تناسب 50:50 ہے۔ کھیل سے متعلق سازوسامان کی خرید کے لئے بھی مدد دی جاتی ہے۔ جس کے لئے زیادہ سے زیادہ رقم 3 لاکھ روپے ہے، ہندوستانی یونیورسٹی

یونین کوبھی کھلاڑیوں کے کوچنگ/تربیت کیمپ کا انعقاد کرنے، بین یونیورسٹی ٹورنامنٹوں وغیرہ ملکی ٹورنامنٹوں میں حصہ داری کے لئے امداد فراہم کرائی جاتی ہے۔ ہر سال بین یونیورسٹی ٹورنامنٹوں میں اول مقام حاصل کرنے والے کو مولانا آزاد ٹرافی دی جاتی ہے۔ پہلے تین مقام حاصل کرنے والی یونیورسٹیوں کوکھیل کے ساز وسامان خریدنے کے لئے ایک لاکھ، 50 ہزار روپے و25 ہزار روپے کی حوصلہ افزائی رقم بھی دی جاتی ہے۔

خواتین کے لئے کھیل کی تقاریب

1975 میں عورتوں کے لئے کھیل کود کا قومی میلہ شروع کیا گیا تھا۔ اسپورٹس اتھارٹی آف انڈیا کے ذریعہ منعقد قومی کھیل تقاریب میں بلاک، ضلع، ریاست مرکز کے زیر انتظام علاقے وقومی سطح پر ذہانت کی تلاش کی جاتی ہے۔ ہر بلاک و ہر ضلع کوعلی الترتیب 1,000 روپے اور 3,000 روپے کی شرح سے مالی امداد دی جاتی ہے اور ریاستی سطح کے ٹورنامنٹ کے لیے بڑی ریاستوں کو10,000 روپے اور چھوٹی ریاستوں کو5,000 روپے دیے جاتے ہیں۔

کھیل کود کے لئے اسکالرشپ

سال 71-1970 میں شروع اسپورٹ ٹیلنٹ سرچ اسکالرشپ اسکیم 1997 میں کھیل اسکالرشپ اسکیم کی شکل میں آگئی۔ اس اسکیم کے تحت قومی سطح، ریاستی سطح اور یونیورسٹی/کالج سطح پر علی الترتیب 600 روپے، 450 روپے اور 750 روپے ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ خاص اسکالرشپ بھی دی جاتی ہیں، جس کے تحت سینئر خواتین چیمپن کو 1,000 روپے فی ماہ، اسپورٹس کوچینگ میں ڈپلومہ کر رہی عورتوں کو نئی نصاب کے لیے 6,000 روپے تک ایم۔فل، پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کر رہی عورتوں کے لیے سالانہ 6,000 روپے کی رقم جاری کی جاتی ہے۔

ہونہار کھلاڑیوں اور معاون عملہ کو امداد:

اس اسکیم کے ترجیحی شعبوں میں قومی ریکارڈ بنانے والے کھلاڑیوں کو کوچنگ، ساز وسامان، قومی، بین قومی مقابلوں میں شراکت وغیرہ کے لیے ہر سال 5 لاکھ روپے تک کی امداد دی جاتی ہے۔ یہ امداد طویل مدتی ہوتی ہے۔ کوچ، اسپورٹ سائنٹسٹ اور دیگر کھلاڑیوں کو بھی امداد دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنی مہارت بڑھا سکیں اور بین الاقوامی سطح پر بہتری حاصل کرنے کے لیے ہونہار کھلاڑیوں کو بھی تعاون فراہم کریں۔

ارجن ایوارڈ

1961 میں ممتاز کھلاڑیوں کی خدمت کے اعتراف کے لئے ارجن ایوارڈ شروع کیا گیا۔ یہ ایوارڈ ارجن کی کانسہ کی ایک مورتی، ایک توصیفی سند، ایک لاکھ 50 ہزار روپے نقد اور تقریب کے خاص لباس پر مشتمل ہے۔ 2000 کے لئے ارجن ایوارڈ ممتاز کھلاڑیوں کو 29 اگست 2001 کو صدر کے ذریعے پیش کیا گیا۔

قومی کھیل فیڈریشنوں کو مالی تعاون

وزارت 63 تسلیم شدہ کھیل فیڈریشنوں کو سب جونیئر، جونیئر اور سینئر سطح پر قومی کھیل مقابلوں کے انعقاد کے لیے علی الترتیب تین لاکھ، دو لاکھ اور ایک لاکھ روپے کی شرح سے مالی امداد فراہم کرتی ہے۔ بین الاقوامی کھیل ٹورنامنٹ/چیمپئن شپ میں

شراکت کے لیے ترجیح اور عام درجات کے لیے کھیل سرگرمیوں کو بھی مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔

کھیل سرگرمیوں کے فروغ کے لئے حوصلہ افزائی

راجیو گاندھی کھیل رتن ایوارڈ: (1) اس اسکیم کے ذریعہ کسی کھلاڑی یا ٹیم کے کھیل کے میدان میں شاندار مظاہرہ کے لئے تین لاکھ روپے کا انعام دیا جاتا ہے۔

(2) بین الاقوامی کھیل کود کے مقابلوں میں تمغہ جیتنے والوں اور ان کے کوچوں کو اور کھیل کو کیریر کے طور پر اختیار کرنے کے لئے نوجوان نسل کو آمادہ کرنے بہتر کھلاڑیوں کو اور زیادہ کامیاں حاصل کرنے کے لئے اکسانے کے لئے 1986 میں خصوی انعامات کی اسکیم شروع کی گئی تھی۔ بین الاقوامی مقابلہ میں کامیابی حاصل کرنے والے کھلاڑیوں اور کوچوں کو بھی یہ انعامات دئے جاتے ہیں اب انعام کی رقم میں ترمیم کردی گئی اور 75 ہزار سے 15 لاکھ روپے تک کے انعامات دئے جاتے ہیں۔

(3) لائق کھلاڑیوں کو پینشن۔ 1994 میں شروع کی گئی اس اسکیم کے تحت اولمپک، ورلڈ کپ، ورلڈ چمپین شپ یا ایشیائی اور دولت مشترکہ کھیلوں میں گولڈ میڈل جیتنے والے کھلاڑیوں کو پنشن دی جاتی ہے۔ اولمپک کھیلوں کے میڈل جیتنے والوں اور ورلڈ کپ اور ورلڈ چیمپئن شپ میں گولڈ میڈل جیتنے والوں کو 2,500 ماہانہ اور ورلڈ کپ رورلڈ چیمپئن شپ کے سلور اور کانسے کے تمغوں کو جیتنے والے اور ایشیائی کھیلوں اور دولت مشترکہ کھیلوں کے گولڈ میڈل جیتنے والوں کو کی 2000 روپے ماہانہ روپے سالانہ کی پنشن 30 سال کی عمر ہو جانے پر دی جاتی ہے۔ جو تا حیات جاری رہتی ہے۔ اس وقت 210 کھلاڑیوں کو پنشن دی جارہی ہے۔

(4) اسکولوں میں کھیلوں کی حوصلہ افزائی: یہ اسکیم 1986 میں شروع کی گئی جس کا مقصد اسکولوں میں کھیلوں کو حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ اسکولی بچوں میں کھیلوں کے لئے دلچسپی پیدا کرنے اور مختلف سطح پر اور زیادہ زور دینے کے مقصد سے یہ اسکیم تیار کی گئی ہے۔ ریاستی سطح پر مقابلوں کے انعقاد کے لئے ریاستی حکومتوں کو دو لاکھ روپے کی مالی امداد ملتی ہے۔ اور ہر ضلع میں بین اسکولی مقابلوں کے لیے بھی 50,000 روپے کی مالی امداد دی جاتی ہے۔

کھلاڑیوں کی بہبود کے لئے قومی فنڈ

حکومت ہند نے 1982 میں کھلاڑیوں کی بہبود کے لئے قومی فنڈ قائم کیا تھا۔ اس کا خاص مقصد ان کھلاڑیوں کی مدد کرنا ہے جو اب کھیلوں میں سرگری سے حصہ نہیں لیتے۔ اور مشکل سے زندگی جی رہے ہیں۔ مالی امداد عام طور پر ماہانہ پنشن کی شکل میں دی جاتی ہے جو ڈھائی ہزار روپے تک ہوتی ہے۔ ان کے علاج کے لئے مالی امداد بھی دی جاتی ہے۔ کھیلوں میں حصہ لینے کے دوران جب کھلاڑیوں کو سنگین نوعیت کی یا مہلک چوٹ لگ جاتی ہے۔ ان کی بھی مدد کی جاتی ہے۔

دیہی کھیل پروگرام

یہ اسکیم اسپورٹس اتھارٹی آف انڈیا (SAI) کے ذریعے چلائی جاتی ہے۔ اس میں دیہی علاقوں، بلاک، ضلع کو ریاست اور قومی سطح پر ٹورنامنٹ کے بندوبست کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔

دیہی کھیل پروگرام کی عمل پذیر کھیلوں کو اور وسعت فراہم کرنے اور دور دراز کا دیہی علاقوں میں ٹیلنٹ کی تلاش کرنے میں کی جاتی ہے۔ 71-1970 میں یہ پروگرام کھیل کود کو بنیادی سطح پر مضبوط کرنے اور یہی نوجوانوں کو کھیل کے قومی مین اسٹریم میں شامل ہونے کا موقع فراہم کرنے کے مقصد سے کیا گیا تھا۔

اس میں شمال مشرقی علاقوں پر خصوصی زور دیا گیا ہے۔ اس کے تحت بلاک، ضلع، ریاست ر مرکز کے زیر انتظام علاقے اور قومی سطح پر سرگرمیوں کے مقابلے ہوتے ہیں۔ جس کے لئے ہر ایک سرگرمی کے انعقاد کے لیے ریاستی حکومتوں کو 30,000 روپے اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو 15,000 روپے کی مالی امداد فراہم کی جاتی ہے۔ SAI کو مختلف ریاستوں میں تربیت وار طریقے سے ٹورنامنٹ کے انعقاد پر ہر سرگرمی کے لیے دو لاکھ روپے فراہم کیے جاتے ہیں۔ شمال مشرقی کھیل تقاریب کے لیے SAI کو سالانہ ٹورنامنٹوں کے لیے 15 لاکھ روپے تک کی رقم فراہم کی جاتی ہے۔

قومی اسپورٹس ترقیاتی فنڈ

کھیلوں کی حوصلہ افزائی کے لئے حکومت، کارپوریشنوں، نجی سیکٹر اور انفرادی طور پر مالی وسائل اکٹھا کرنے کے لئے اس قومی فنڈ کا قیام عمل میں آیا ہے۔ 1999-1998 کے دوران وزارت نے اس میں دو کروڑ روپے کا اشتراک کیا اور 2001-2000 میں اس کے لیے ایک کروڑ روپے کے بجٹ کا اہتمام ہے۔

بین الاقوامی تعاون

دولت مشترکہ میں نوجوان مردوں اور عورتوں کی نشوونما کو بڑھاوا دینے کے مقصد سے دولت مشترکہ نوجوان پروگرام (سی۔ وائی۔ پی) 1974 میں شروع ہوا۔ اس کے اہم مقاصد ہیں۔ قومی ترقی کے عمل میں نوجوانوں کے اشتراک کی حوصلہ افزائی و تائید، اقتصادی، سماجی و ثقافتی فروغ میں نوجوانوں کے ذریعہ کئے جانے والے اشتراک کو تسلیم کرنا، بے روزگاری کو دور کرنے کے لئے تعمیری سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی اور نوجوانوں کو بین الاقوامی سوجھ بوجھ کے مواقع فراہم کرنا۔ کامن ویلتھ نوجوان پروگرام ہیڈ کوارٹر کامن ویلتھ سکریٹریٹ لندن میں ہے۔ اور اس کے چار علاقائی مراکز میں ایک چنڈی گڑھ ہے، جو ایشیائی علاقوں کے لئے ہے۔ پروگرام کو مالی تعاون ممبر ممالک دیتے ہیں۔ 2001-2000 میں دولت مشترکہ نوجوان پروگرام میں ہندوستان کا اشتراک 57.84 لاکھ روپے تھا۔

اقوام متحدہ کی رضاکار اسکیم

یہ اسکیم یونائیٹڈ نیشن ڈیولپمنٹ پروگرام (یو این ڈی پی) کے تحت جنوبی افریقہ، ایشیا، پیسفک، وسطی و لیٹن امریکا، کیریبیائی، CIS، بالٹک ممالک اور مغربی ایشیاء کے 143 ملکوں میں چلائی جا رہی ہے۔ اس کے تحت رضاکاروں کو 560 سے 1783 امریکی ڈالر گذارہ الاؤنس کے طور پر دیے جاتے ہیں۔ یو این ڈی ایف کے خصوصی رضاکار فنڈ میں بھارت بھی اپنا حصہ ادا کرتا ہے۔ اور اس کا سالانہ اشتراک 15 ہزار امریکی ڈالر ہے۔ یو این ڈی پی نے 2001 کو رضاکاروں کا سال قرار دیا ہے۔

28- ہندستان اور دنیا

ہندستان نے اقتصادی نرم کاری کے میدان میں اور تجارت، ثقافت اور امن کی کوششوں کی حوصلہ افزائی کے لیے جو متعدد اقدامات کیے تھے، سال 2001-2000 میں اس کے نتیجے دکھائی دینے لگے۔ اپنی علاقائی سا لمیت اور خود مختاری کو برقرار رکھتے ہوئے، امن، استحکام، بین الاقوامی مفاہمت، دفاع اور توازن کو قائم رکھنے میں مستقل تعاون دیتے رہنے کے باعث ہندستان نے نہ صرف ایشیا میں بلکہ پوری دنیا میں عالمی قوت کے طور پر اپنی حیثیت کو مضبوطی فراہم کی۔ اپنے پڑوسی ملکوں اور دنیا کی بڑی طاقتوں کے ساتھ بھی ہندستان، بہتر اور پر جوش تعلقات بنائے رکھنے کے لیے کوشش کرتا رہا۔ ہندستان اقوام متحدہ کے ذریعہ امن قائم کرنے کی کوششوں، جمہوریت اور تہذیبی رواداری کو فروغ دینے میں بھی برابر شریک رہا۔

ہندستان کے پڑوسی ممالک

ہندستان، افغانستان میں خانہ جنگی جاری رہنے کی وجہ سے فکر مند رہا ہے کیوں کہ اس کے باعث ہندستان کے قومی دفاعی مفاد پر منفی اثر پڑتا ہے۔ افغانستان کے طالبانی قبضے والے علاقے اب بھی مخدرانہ۔ دہشت گردی کے اہم وسائل ہیں جن سے سارے علاقے کے امن و استحکام کو سنگین خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔ ہندستان نے افغانستان کے حالات ۔ کے بارے میں اہم عالمی طاقتوں جیسے ریاست ہائے متحدہ امریکہ، روس اور یوروپی یونین سے تبادلہ خیال کیا۔ ہندستان نے جنگ سے تباہ افغانستان کے عوام کے لیے انسانیت کی بنیاد پر 33 لاکھ 50 ہزار روپے کی بطور امداد دوا بھیجیں۔

ہندستان نے ایران کے ساتھ کثیر رخی باہمی تعلقات میں مزید وسعت فراہم کرنے کے لیے کوشش جاری رکھی۔ ہندستان۔ ایران مشترکہ کمیشن کی 11 ویں میٹنگ کے موقع پر وزیر خارجہ کی قیادت میں ہندستانی وفد ایران روانہ ہوا، اس میٹنگ میں انھوں نے سبھی باہمی علاقائی اور بین الاقوامی مسائل پر تبادلہ خیال کیا، اس میں افغانستان کا معاملہ بھی شامل تھا۔ ہندستان اور ایران کے درمیان توانائی سیکٹر میں تعاون کرنے اور خاص طور سے ایرانی گیس ہندستان پہنچانے کے امکانات کے بارے میں مذاکرات کیے گئے۔ ایران کے صدر نے صدر جمہوریہ ہند اور وزیر اعظم کو ایران آنے کی دعوت پیش کی۔

ہندستان، پاکستان کے ساتھ امن، دوستی اور باہمی تعاون کی بنیاد پر تعلقات قائم کرنے کا اب بھی پابند ہے۔ ہندستان نے پاکستان کی توجہ اس طرف دلائی کہ وہ ہندستان کے خلاف معاندانہ رویہ، ہندستان مخالفت پروپیگنڈہ اور سرحد پار دہشت گردی کی حوصلہ افزائی کرنے جیسی حرکتوں سے باز آجائے جو کہ وہ ہندستان کو بدنام کرنے کے لیے اور اس کے مفاد کو نقصان پہنچانے کے لیے کرر ہا ہے۔ ہندستان اور پاکستان کی حکومت کے درمیان عملی سطح پر رابطے اور دونوں ملکوں کے عوام کے درمیان تعلق قائم رکھا گیا ۔ سمجھوتا ایکسپریس ریل گاڑی اور لاہور ۔ دہلی بس خدمات جاری رہی۔ دونوں ملکوں کے درمیان لاعلمی میں جو ماہی گیر ایک دوسرے کے بحری علاقوں میں آجاتے ہیں، انھیں رہا کردیا گیا۔ دونوں ممالک کے دانشور، ریٹائرڈ سرکاری افسران اور صحافیوں کا آنا جانا جاری رہا اور زائرین بھی دونوں ملکوں میں گئے۔ بین الاقوامی برادری نے بھی پاکستان کے ذریعہ پھیلائی جارہی دہشت گردی پر اپنی تشویش کا اظہار کیا۔

دسمبر 2000 میں ہندستان۔ پاکستان سرحد پر ''زیادہ سے زیادہ اعتدال'' قائم رکھنے کی پالیسی کا اعلان کیا گیا۔ جس کی رو سے بغیر اشتعال کے گولہ باری میں کمی اور اپنے کچھ فوجیوں کو سرحد سے ہٹالینے کا پاکستان نے دعویٰ کیا لیکن پاکستان نے سرحد پار سے دراندازی اور ہندستان میں دہشت گردانہ سرگرمیوں کی حمایت جاری رکھی۔ پاکستان نے اپنے جہاز اٹلانٹک کے ہندستانی فضائیہ کے ذریعہ مار گرائے جانے (جو کہ ہندستان کی فضائی سرحد کی خلاف ورزی کررہا تھا) کے باعث ہندستان کے عالمی عدالت میں مقدمہ دائر کردیا۔ دونوں ملکوں کے درمیان امن برقرار رکھنے کی کوشش کے تحت ہندستان کے وزیراعظم نے پاکستان کے صدر پرویز مشرف کو ہندستان مدعو کیا۔ آگرہ میں 15 رجولائی 2001 کو دونوں ملکوں کے سربراہوں کی چوٹی کانفرنس منعقد ہوئی۔

بنگلہ دیش کے ساتھ آبی وسائل، تجارت اور دفاع وغیرہ کے شعبوں میں اعلیٰ سطحی ربط دہی عمل میں آئی۔ ڈھاکہ میں 13-12 جنوری 2001 کو 34 ویں مشترکہ بندی کمیشن (JRC) کی میٹنگ میں شرکت کے لیے آبی وسائل کے وزیر نے بنگلہ دیش کا دورہ کیا۔ JRC نے آبی وسائل کے میدان میں ہندوستان اور بنگلہ دیش کے درمیان تعاون کا جائزہ لیا۔ آبی وسائل کے وزیر مملکت نے 29-25 ستمبر 2001 کو بنگلہ دیش کا خیرسگالی دورہ کیا۔ آبی وسائل کے متعلق بنگلہ دیش کی پارلیمانی برقرار کمیٹی نے 15-1 نومبر 2000 ہندستان کا تعارفی اور خیرسگالی دورہ کیا۔ اس وفد نے اپنی دلچسپی اور مفاد کے پراجیکٹوں کا معائنہ کیا اور مہاراشٹر اور مغربی بنگال کی ریاستی حکومتوں کے افسران سے بات چیت کی۔ جب بنگلہ دیش کا جنوبی علاقہ ستمبر اکتوبر 2000 میں شدید سیلاب کا شکار ہوا تو حکومت ہند نے بنگلہ دیش وزیراعظم راحت فنڈ 5 کروڑ روپے کی مالی اعانت کا اشتراک کیا۔ بنگلہ دیش کے خارجہ سیکریٹری 8-6 اگست 2000 کو اور دوبارہ 14-13 دسمبر 2000 کو خارجہ دفتر میں مشاورت کے لیے نئی دہلی آئے۔ انھوں نے دونوں ملکوں کے درمیان مواصلاتی رابطہ قائم کرنے، کولکاتہ۔ ڈھاکہ کے درمیان بس خدمات، تجارت اور اقتصادی تعاون، آبی وسائل میں تعاون سائنس اور ٹکنالوجی، ویزہ بندوبست کو آسان بنانے، ثقافتی مبادلات، دہشت گرد سرگرمیوں پر قابو پانے اور ہندستان اور بنگلہ دیش کی زمینی سرحدوں کی حدبندی کرنے کے بارے میں غور وخوض کیا۔ دونوں ملکوں کے درمیان ریل۔ رابطہ قائم کرنے کے بارے میں باہمی تعاون جاری رہا۔ سرحد منتظمہ کے بارے میں بارڈر سیکوریٹی فورس (BSF) اور بنگلہ دیش رائفلس (BDR) نے اپریل 2000 میں مذاکرات کیے۔ مئی 2000 میں ہندستان اور بنگلہ دیش کے افواج کے سربراہوں میں بات چیت ہوئی۔ ہندستان اور بنگلہ دیش کے درمیان تعلیمی اور تکنیکی تربیت کے شعبوں میں عملی تعاون جاری رہا۔ سال 2000 میں بنگلہ دیش ہندستانی ہائی کمیشن اور کونسل نے بنگلہ دیشیوں کو 3,63,204 ویزہ جاری کیے۔

ہندستان، سری لنکا کی سالمیت خودمختاری اور علاقائی اتحاد قائم رکھنے کے سلسلے میں اپنے دعدے کو مضبوطی سے دہراتا رہا ہے۔ سری لنکا کے صدر نے 25-22 فروری 2001 کو ہندستان کا دورہ کیا، انھوں نے باہمی علاقائی اور بین الاقوامی امور کے بارے میں مذاکرات کیے۔ ہندستان کے وزیرخارجہ 12-11 جون 2000 کو سری لنکا گئے، انھوں نے سری لنکا کے صدر اور وزیر خارجہ کے ساتھ سری لنکا کے موجودہ حالات پر تبادلہ خیال کیا۔ ہندستان کی وزارت خارجہ نے مطلع کیا کہ ہندستان باہمی رضامندی کی شرائط پر سری لنکا کو دس کروڑ امریکی ڈالر تک کے قرض دینے کو تیار ہے۔ جنوری 2001 میں 45 کروڑ امریکی ڈالر دینے کے معاہدے پر دستخط کیے گئے۔

ہندستان اور مالدیپ کے درمیان قریبی، دوستانہ اور مسائل سے پاک تعلقات ہیں۔

اگست 2000 میں مالدیپ کے صدر مامون عبدالقیوم کی سرکاری طور پر تشریف آوری کے علاوہ ایک دوسرے کے ملکوں میں اعلیٰ سطحی وفد کے آنے جانے سے ان تعلقات میں مزید گرم جوشی پیدا ہوئی ہے۔ مالدیپ کے وزیر خارجہ نے نئی دہلی میں منعقد ہندستان۔ مالدیپ مشترکہ کمیشن کے چوتھے اجلاس میں شرکت کی۔ ہندستان کے وزیر دفاع نے 9 سے 12 جنوری 2001 تک

مالدیپ کا دورہ کیا۔ دونوں ملکوں کے ساحلی محافظوں نے مشترکہ مشق کے ساتھ ساتھ باہمی طور پر تعمیری تبادلہ خیال کیا۔ دونوں ملکوں کے پارلیمانی اور تعلیمی مبادلات بھی عملاً جاری ہیں۔

میانمار کے ساتھ ہندستان کے اعلیٰ سطحی دوطرفہ مبادلات کی روایت کو ازسر نو بحال کرنے اور دونوں ملکوں کے درمیان تعاون کے شعبوں میں وسعت فراہم کرنے کے لیے تعمیری کوششوں پر زیادہ زور دیا گیا۔ میانمار امن وفروغ کونسل کے نائب چیئرمین جنرل مونگ ایے کی قیادت میں اعلیٰ سطحی وفد نومبر 2000 میں ہندستان آیا۔ انھوں نے کئی موضوعات پر تبادلۂ خیال کیا جس میں BIMST-EC اور ہندستان اسیان مذاکرات تعاون کے دائرے میں علاقائی تعاون کے بارے میں بھی بات چیت شامل ہے۔ دونوں ملکوں نے اس بات پر اتفاق کا اظہار کیا کہ ہندستان-میانمار سرحد پر امن برقرار رکھنے کے لیے قدم اٹھائے جائیں۔ ہندستان کے وزیر خارجہ میانمار تشریف لے گئے اور انھوں نے تامور کالیمیو-کالیو، قومی شاہراہ کا افتتاح کیا۔ انھوں نے باہمی مفاد کے تمام موضوعات پر میانمار کے لیڈروں سے بات چیت بھی کی۔ اپریل 2000 میں سائنس اور ٹکنالوجی سے متعلق ہندستان میانمار مشترکہ ورکنگ گروپ کی پہلی میٹنگ رنگوں میں ہوئی۔ میانمار کے وزیر برائے ثقافت جنوری-فروری 2000 میں ہندستان آئے۔ انھوں نے ہندستان-میانمار ثقافتی معاہدے پر دستخط کیے۔

ہندستان اور نیپال کے تعلقات قریبی اور دوستانہ ہیں ساتھ ہی دونوں ملکوں کے عوام میں آپس میں وسیع پیمانے پر سماجی رابطہ بھی قائم ہے۔ نیپال کے وزیر اعظم جناب گرجا پرساد کوئیرالہ 31 جولائی سے 6/اگست 2001 تک ہندستان کے خیر سگالی دورے پر تشریف لائے۔ دونوں ملکوں کے درمیان کئی معاہدوں کے بارے میں بات چیت کی گئی تا کہ ہندستان-نیپال کے درمیان تعاون میں مزید اضافہ ہو اور سرحدی اضلاع کی ترقی اور سرحدی منتظمہ پر زیادہ زور دیا گیا، جولائی 2000 میں دونوں ملکوں کے داخلہ سکریٹریوں نے دفاعی بندوبست کو مزید مضبوطی فراہم کرنے کے بارے میں غور کیا۔ دونوں ملکوں کے درمیان یہ مفاہمت ہے کہ کوئی بھی ملک اپنے ملک کو ایسی سرگرمیوں کے لیے اجازت نہیں دے گا جو دوسرے کے لیے نقصان دہ ہوں۔ نیپال میں متعدد پراجیکٹوں کے فروغ کے لیے ہندستان کا تعاون مستقل جاری ہے۔

ہندستان اور بھوٹان کے تعلقات کا تعین باہمی اعتماد، مفاہمت اور گہری دوستی کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ دونوں ملکوں کے درمیان اقتصادی تعاون مستقل بڑھتا جارہا ہے۔ 1961 سے ہندستان، بھوٹان کے پنچ سالہ منصوبوں کے لیے امداد فراہم کرنے کے ذریعہ مالیاتی تعاون میں مزید وسعت فراہم کررہا ہے۔ آٹھویں پنچ سالہ منصوبے کے لیے 900 کروڑ روپے کی امداد دینا منظور کیا گیا ہے۔ ہندستان کے امداد کے ذریعہ مجوزہ پراجیکٹوں کو جو فنڈ فراہم کیا جارہا ہے ان کا استعمال پن بجلی بنانے اور اس کی ترسیل، سڑکوں اور پلوں کو بنانے اور سماجی بنیادی سہولتوں جیسے مختلف شعبوں کے لیے کیا جائے گا۔ اپریل 2000 میں بھوٹان کے وزیر خارجہ کے ہندستان آمد کے دوران تمام امور کے تعلقات کے بارے میں جائزہ لیا گیا۔ دونوں حکومتوں نے جنوبی بھوٹان میں الفابوڈو جنگجوؤں کے بارے میں گہری تشویش کا اظہار کیا۔

سارک

جنوب ایشیائی ترقیاتی فنڈ (SADF) کی گورننگ باڈی کی چھٹی میٹنگ مالدیپ میں 22 اور 23/مئی 2000 کو منعقد ہوئی، جس میں ترقیاتی فنڈ کی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا اور فنڈ کا پیشہ ورانہ طریقے سے استعمال کرنے کی تجاویز پر غور کیا گیا۔ سارک تنظیم کے ممبروں نے سارک کے علاقوں تعلیم کی سبھی سطحوں پر اوپن اور فاصلاتی تعلیم کے نظام کی زیادہ سے زیادہ رسائی اور فروغ کے بارے میں آپس میں تعاون بڑھانے کی تجویز کا جائزہ لیا۔ سال کے دوران سارک عوام کے درمیان سبھی طرح کی ربط دہی میں خاص طور سے نمایاں اضافہ ہوا۔ 31/اکتوبر 2000 کو سارک کے سکریٹریٹ میں کرنسی، مالیاتی اور اقتصادی معاملوں کے

بارے میں سارک نٹ ورک کے تحقیق کاروں کی تیسری میٹنگ منعقد ہوئی۔ سارک سمعی وبصری مبادلہ کمیٹی کی 19 ویں میٹنگ ڈھاکہ میں 19 اور 20 دسمبر 2000 کو منعقد ہوگئی۔ کولمبو میں 13 سے 15 نومبر 2000 تک سارک کے سینئر افسران کی بھی میٹنگ منعقد کی گئی۔ اس میٹنگ میں جنوبی ایشیا ترجیحی تجارتی بندوبست (SAPTA) اور جنوبی ایشیا فری ٹریڈ ایریا کی ماہرین سطح کی میٹنگیں اور تکنیکی کمیٹیوں کی میٹنگوں کے انعقاد کرنے کے پروگرام قطعی طور پر تیار کیے گئے۔ سارک کی تکنیکی کمیٹیاں سارک کے مربوط عمل پروگرام (SIPA) کو لاگو کرنے والے اہم ادارے ہیں۔ جنوبی ایشیا میں دیہی غریبی کے انسداد کے لیے اور قائم پذیر ترقی کے توانائی کے قابل تجدید وسایل کے لیے مالی بندوبست کرنے کے بارے میں 12 جون سے 14 جون 2000 تک کولمبو میں عالمی توانائی کونسل کے تعاون سے علاقائی میٹنگ منعقد کی گئی۔ بنگلور میں 18 اور 19 اگست 2000 کو جنوبی ایشیا کے تجارت سے متعلق لیڈروں کی چوٹی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کے انعقاد میں کرناٹک چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری، فیڈریشن آف انڈین چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری (FICCI) اور سارک چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری نے سرگرم اشتراک کیا۔ سارک کی تسلیم شدہ سارک لا کانفرنس جو کہ چوٹی کا علاقائی ادارے کے آٹھویں سالانہ اجلاس کا نیپال میں 22 سے 24 ستمبر 2000 تک انعقاد کیا گیا۔ جنوب ایشیا کے علاقوں میں صحت کے معیار میں بہتری لانے کے لیے سارک نے 23 اگست 2000 کو عالمی صحت تنظیم کے ساتھ عرضداشت (MOU) پر دستخط کیے۔

جنوب مشرقی ایشیا اور بحرالکاہلی علاقہ

پوکھرن میں دوسرے ایٹمی تجربے کے نتیجے میں ہندستان کے ساتھ آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے دوستانہ تعلقات میں ایک مختصر وقفے کے لیے کچھ سردمہری آگئی تھی لیکن اب ان دونوں ملکوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات نئے سرے سے دوبارہ قائم ہوگئے ہیں۔ جولائی 2000 میں آسٹریلیا کے وزیراعظم کی ہندستان آمد سے یہ واضح ہوگیا کہ دونوں ملکوں نے اپنے پیچیدہ تعلقات کو سلجھانے کے لیے ازسرِنو مرتب کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ دونوں ملکوں کے درمیان دفاعی تعلقات دوبارہ قائم ہوگئے ہیں۔ ہندستان اور نیوزی لینڈ کے درمیان تجارت بڑھنے کی وجہ سے دونوں ملکوں کے درمیان اقتصادی تعلق مضبوط ہوتے جارہے ہیں۔ بحرالکاہلی علاقے میں آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ اہم ملک ہیں۔ فجی میں ریغمالی بحران کے دوران ان دونوں ملکوں نے ہندستان کی بات پیش کرنے میں اہم کردار نبھایا۔ ہندستان کو اقوام متحدہ کی سیکوریٹی کونسل کا مستقل ممبر بنانے کے دعوے کا کمبوڈیا نے حمایت کی جس کے لیے ہندستان نے اس کی ستائش کی۔ نومبر 2000 میں وینٹین میں میکونگ-گنگا پروگرام پر تبادلۂ خیال کے بعد دونوں ملکوں میں مزید تعاون بڑھا ہے۔

اس سال کے دوران فجی کے کچھ شہریوں نے حکومت کا تختہ پلٹ دیا۔ باغیوں نے کئی اہم معزز لوگوں کو قیدی بنالیا جس میں فجی کے وزیراعظم مندر چودھری بھی شامل تھے۔ ریغمالیوں کی حفاظت اور وہاں بڑی تعداد میں رہنے والی ہندستانی کمیونٹی کے بارے میں ہندستان کو بہت تشویش ہے۔ فجی میں نسلی سیاست کے باعث ہندستان مستقل فکرمند ہے۔ اور 1997 کے دستور کو پھر سے نافذ کرنے کی حمایت کرتا ہے کیوں کہ اس میں رواداری ہے نسلی تعصب نہیں ہے۔ ہندستان کو امید ہے فجی میں سبھی نسل کے لوگوں کے مفاد کی حفاظت پھر کی جانے لگے گی اور جہاں ہندستانی کمیونٹی اپنے قانونی حقوق کو پھر سے حاصل کرلیں گی۔

ہندستان کے وزیر خارجہ نومبر 2000 میں لاؤس گئے۔ انھوں نے میکونگ، گنگا تعاون پروگرام میں شامل ملکوں کے وزرا کی کانفرنس کے افتتاح میں شرکت کی۔ وزیر خارجہ کے اس سفر سے ہندستان اور لاؤس کے تعلقات میں مزید مضبوطی فراہم ہوئی۔ وزیر خراجہ کے لاؤس دورے کے دوران ہندستان-لاؤس مشترکہ کمیشن کی تیسری میٹنگ بھی ہوئی۔ اس موقع پر تجارت، پونجی لگانے اور زرعی تعاون کے شعبوں میں اہم معاہدوں پر دستخط کیے گئے۔

جنوری 2001 میں ہندستان کے وزیر اعظم کے ویتنام دورے سے دونوں ملکوں کے تعلقات میں مزید تقویت حاصل ہوئی۔ ان کے اس دورے کے دوران ہنوئی میں مشترکہ تجارت کونسل کی میٹنگ ہوئی اور سیاحت اور ایٹمی توانائی کے شعبوں میں معاہدوں پر دستخط کیے گئے۔ ویتنام نے بھی ہندستان اقوام متحدہ سیکوریٹی کونسل کے مستقل ممبر بنائے جانے کی حمایت کی۔ نومبر 2000 میں ہندستان کے وزیر خارجہ بھی ویتنام گئے تھے۔ وہاں پر انھوں نے اقتصادی تکنیکی اور سائنسی تعاون سے متعلق مشترکہ کمیشن کے دسویں اجلاس میں حصہ لیا۔

جنوری 2001 میں ہندستان میں ملیشیا مشترکہ کمیشن کے دوسرے اجلاس کے بعد دونوں ملکوں کے درمیان بامعنی تعاون میں اضافہ ہوا۔ اس اجلاس میں ایسے شعبوں پر جامع نظریے سے غور کیا گیا، جن میں باہمی تعاون بڑھایا جاسکتا ہے۔ اس کے نتیجے میں تجارت اور ثقافتی مبادلات کے بارے میں معاہدے کیے گئے۔ اسیان تنظیم کے ساتھ ہندستان کا رابطہ برقرار رکھنے کے سلسلے میں ملیشیا کوشاں ہے۔

تھائی لینڈ کے ساتھ ہندستان کے تعلقات پرخلوص اور دوستانہ برقرار رہے۔ اعلیٰ سطحی وفد کے ایک دوسرے ملکوں میں جانے کے باعث اقتصادی، تجارتی اور ثقافتی تعلقات میں مزید بہتری پیدا ہوئی۔ BIMST-Ec. میں ہندستان کی ممبرشپ سے اور میکونگ-گنگا پروگرام شروع ہونے سے دونوں ملکوں کے تعلقات میں مزید قوت رفتار حاصل ہوئی ہے۔ سال کے دوران ہندستان اور تھائی لینڈ کے درمیان تجارت میں خاصا اضافہ دیکھنے میں آیا۔

سال کے دوران ہندستان اور سنگاپور کے درمیان اہم لوگوں کے آنے جانے کا سلسلہ قائم رہا۔ جون 2000 میں ہندستان کے وزیر اعظم اور نومبر 2000 میں ہندستان کے سابق صدر کے۔ آر۔ نارائن سنگاپور کے سرکاری دورے پر گئے۔ انفارمیشن ٹکنالوجی اور اقتصادی شعبوں میں باہمی رضامندی کے کاغذات پر دستخط ہونے کے باعث دونوں ملکوں کے درمیان تجارتی تعلقات میں مزید اضافہ ہوا۔

جنوب مشرق ایشیا کے دیگر ملکوں کے ساتھ بھی ہندستان کے پرخلوص اور متعاون تعلقات قائم رہے، بحر الکاہل جزائر ملکوں کے ساتھ اگرچہ ہندستان کی تجارت بہت زیادہ تو نہیں رہی لیکن پرجوش تعلقات قائم رہے۔

مشرقی ایشیا

ہندستان اور چین کے درمیان سفارتی تعلقات قائم ہوئے 50 سال پورے ہوگئے ہیں، اس موقع پر دونوں ملکوں نے یہ محسوس کیا کہ انھیں اگلی صدی میں اہم کردار ادا کرنا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہندستان اور چین دونوں نے ہی باہمی اعتماد اور بھروسہ بڑھانے کی اپنی خواہشات کا اظہار کیا۔ دونوں ملک اس بات سے متفق تھے کہ سرحد سے متعلق تنازعات کو حل کرنے کے لیے مشترکہ ورکنگ گروپ اور ماہرین گروپ، موثر ادارہ جاتی میکانیک کی تشکیل کرسکتے ہیں۔ دونوں ملکوں نے اس بات پر بھی اتفاق کیا کہ ایشیا میں استحکام بنائے رکھنا دونوں ملکوں کے مفاد میں ہے ساتھ ہی ساتھ آپسی تنازعہ کو سلجھانے کے لیے متعلقہ ملکوں کی باہمی بات چیت ہی اس کا بہترین حل ہے۔

8 سال کے بعد ہندستان کے صدر مئی جون 2000 میں چین تشریف لے گئے۔ سرکاری سطح کے تعاون میں اضافہ کے علاوہ ہندستان اور چین کے اہم شخصیت کے گروپ کی بھی تشکیل کی گئی۔ چین کے وزیر خارجہ جولائی 2000 میں ہندستان آئے، جس کے سبب سرحد کے بارے میں توضیحی کام میں تیزی لانے کے بارے میں معاہدہ کیا گیا۔ چین کے قومی عوامی کانگریس کے برقرار کمیٹی کے چیئرمین لی پنگ نئے سال کی شروعات میں ہندستان تشریف لائے، انھوں نے یہ بات زور دے کر کہی کہ چین ایسا

نہیں سمجھتا کہ اسے ہندستان سے کوئی خطرہ ہے اور ان کی یہ خواہش ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان ہم سائیگی تعلقات بہتر سے بہتر ہوں۔ سرحدوں سے متعلق جوائنٹ ورکنگ گروپ کی 12 ویں میٹنگ منعقد ہوہوئی۔ دونوں فریق نقشوں کے باہمی تبادلے پر بھی متفق ہوئے۔ سرحدی تنازعہ کے علاوہ دونوں ملکوں نے باہمی مفاد کے دیگر سبھی معاملوں پر بھی بات کی۔ دو اہم وزارتی سطح پر بھی آنے جانے کا سلسلہ قائم رہا۔ ہندستان - چین تجارت میں بھی مثبت اضافہ درج کیا گیا۔ جاپان کے ساتھ ہندستان کے روایتی، ثقافتی اور مضبوط اقتصادی تعلق کے باعث دونوں ملکوں کے تعلقات میں مضبوطی اور پائیداری قائم ہے۔ اگست 2000 میں جاپان کے وزیر اعظم کے ہندستان کے دورے کے بعد اس میں مزید تقویت حاصل ہوئی ہے۔ دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات میں مزید مضبوطی فراہم کرنے کے لیے کئی اہم اقدامات اٹھائے جانے کے بارے میں اتفاق کیا گیا اور انفارمیشن ٹکنالوجی کے نئے دور میں تعاون کے امکانات سے بھی رجوع کیا گیا ہے۔ جون 2000 میں ہندستان کے وزیر دفاع نے جاپان کا دورہ کیا اس کے علاوہ اہم وزارتی سطح کے دورے بھی ہوئے۔ اس کے نتیجے میں دونوں ملکوں میں باہمی طور پر دفاع سے متعلق تبادلہ خیال کیا گیا ساتھ ہی دونوں ملکوں کی تجارت میں اضافہ بھی ہوا اور مالیاتی سال کے نصف اول میں تقریباً 1,987 ملین ڈالر کی تجارت ہوئی۔

جنوری 2001 میں منگولیا کے صدر کے سرکاری دورے کے ساتھ دونوں ملکوں کے درمیان پرخلوص اور کثیر رخی سفارتی تعلقات قائم ہوئے 45 سال پورے ہو چکے ہیں۔ اقوام متحدہ سیکوریٹی کونسل میں ہندستان کے مستقل رکن بنائے جانے کی منگولیا نے بھی حمایت کی۔ منگولیا نے ہندستان کے اس نظریے کی بھی تائید کی کہ سرکاری حمایت یافتہ اور سرحد پار کی دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کے لیے سبھی ملکوں کو آپس میں تعاون کرنا چاہیے۔

ہندستان میں نرم کاری رجحان کے بعد سے کوریا رپبلک (RoK) کے ساتھ اقتصادی تعلقات میں متواتر اضافہ ہورہا ہے۔ جولائی، اگست 2000 میں کوریا رپبلک کے وزیر برائے خارجہ امور اور تجارت کے ہندستان آمد سے ان تعلقات میں مزید مضبوطی حاصل ہوئی۔ جزیرہ نما کوریا میں ان دنوں جو مصالحت و موافقت اور باہمی تعلق میں بہتری کی جو کوششیں جاری ہیں، ہندوستان نے اس کی تائید کی۔ انفارمیشن ٹکنالوجی کے شعبے میں دونوں ملکوں کے درمیان تعاون کے سلسلے میں نومبر 2000 میں باہمی رضامندی (MoU) کے معاہدے پر دستخط کیے گئے۔ ڈیموکریٹک پیوپل رپبلک آف کوریا (DPRK) کے ساتھ بھی دوستانہ تعلق قائم رہے۔ DPRK کے نائب وزیر خارجہ کی ہند آمد پر دونوں ملکوں کے وزارت خارجہ کے افسران میں تبادلہ خیال ہوا۔ ثقافتی میدان میں بھی دونوں ملکوں کے درمیان نمایاں طور پر تقابلی تبادلہ ہوا، اس کے علاوہ فنکاروں کے مظاہرے اور فلمی تقاریب بھی منعقد ہوئی۔

وسطی ایشیا

وسطی ایشیا علاقے کے ساتھ ہندستان کے اقتصادی، تجارتی اور ثقافتی تعلقات صدیوں سے قائم ہیں۔ وسطی ایشیا کے ملکوں کے آزاد ملکوں کی شکل میں ابھرنے، ان ملکوں میں پٹرولیم کے ذخائر کی دریافت ہوئے اور مشترکہ طور پر ہندستان دور وسطی ایشیا کے ملکوں میں بین الاقوامی اور سرحد پار دہشت گردی کا شکار ہونے سے یہ ہندستان کے لیے اور زیادہ ضروری ہو گیا ہے کہ وہ ان ملکوں پر زیادہ توجہ دے۔ ان ملکوں کی ترقیاتی کوششوں میں ہندستان انھیں مفید تکنیکی مہارت فراہم کر سکتا ہے۔ ان سب کے نتیجے میں ماضی کے تعلقات کو تجدید کرنے اور سبھی شعبوں میں تعلقات کو مضبوط کرنے پر اس سال میں زیادہ دھیان دیا گیا۔

باکو میں نیا سفارتی مشن کھل جانے سے ازربائیجان میں ہندستان کی عملی موجودگی اور ہندستانی مفاد سے متعلق اور دیگر ضروری معلومات کے باہمی تبادلہ کا عمل سرگرمی کے ساتھ جاری ہے، قزاکستان کے ساتھ ہندستان کے تعلقات قریبی اور خوش گوار ہیں۔ قزاکستان کے ذریعہ منعقد کانفرنس میں ہندستان نے شرکت کی جس میں ایشیائی علاقے میں باہمی تعلقات اور آپسی اعتماد

بڑھانے کے بارے میں مباحثہ کیا گیا۔ دونوں ملکوں کے درمیان اقتصادی تعاون میں بھی اضافہ ہوا۔ کرغستان کے ساتھ سیاسی، تجارتی اور ثقافتی سبھی شعبوں میں ہندستان کے تعلقات قائم رہے۔ ہندستان نے تاجکستان کے ساتھ علاقائی تحفظ سے متعلق کئی معاملوں میں تبادلہ خیال کیا۔ دونوں ملکوں کے محکمہ خارجہ کے افسروں کے درمیان باہمی بات چیت سے دونوں ملکوں کو کافی فائدہ حاصل ہوا۔ اپریل 2000 میں ترکمنستان کے وزیر خارجہ کے ہندستان آمد کے موقع پر علاقائی دفاع سے متعلق کئی معاملوں پر غور کیا گیا۔ دونوں ملکوں نے اقتصادی تعاون کو اور مضبوطی فراہم کرنے کا فیصلہ کیا۔ عہد وسطیٰ کی ممتاز شخصیت بیرام خاں کی 500 ویں سالگرہ کے موقع پر دونوں ملکوں نے اپنی تاریخی اور ثقافتی تعلقات کا مشاہدہ کیا۔

اس سال ترکی کے ساتھ ہندستان کے تعلقات سرگرم بنے رہے۔ اعلیٰ سطحی وفد کے ایک دوسرے ملک میں آنے جانے کے سلسلے سے آپسی تعلقات میں مزید مضبوطی فراہم کرنے کا موقع ملا۔ مارچ-اپریل 2000 میں ترکی کے وزیر اعظم کا سرکاری ہندستان دورہ بہت کامیاب رہا۔ سیاسی، زراعتی اور ثقافتی شعبوں میں تعاون بڑھانے کے لیے خاص معاہدے کیے گئے۔ دونوں ملکوں کے درمیان اقتصادی تعاون خاص طور سے بنیادی ساختوں کے فروغ کے سلسلے میں تعاون کی کافی گنجایش وامکان موجود ہے۔

مئی 2000 میں ازبکستان کے صدر کی ہندستان آمد کے موقع پر دونوں ملکوں نے بین الاقوامی دہشت گردی اور دنیا میں مذہبی شدت پسندی کے بڑھتے رجحان کا جائزہ لیا گیا اور اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ کئی معاہدوں پر بھی دستخط کیے گئے۔

خلیجی ممالک، مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ

مغربی ایشیا اور شمالی افریقہ کی صورت حال کے بارے میں ہندستان نے برابر آگاہی قائم رکھی۔ خلیج کے ملکوں میں غیر مقیم ہندستانی ورکرس بڑی تعداد میں کام کر رہے ہیں اور یہ ممالک ہندستان کو توانائی فراہم کرنے کے اہم ذرائع ہیں۔ ہندوستان مشرق وسطیٰ میں امن قائم کرنے کی پیچیدہ اور طویل ترین عمل کی پیش رفت پر بھی نگاہ رکھ رہا ہے۔

نومبر 2000 میں ہندستان-عراق مشترکہ کمیشن کا 19 واں اجلاس نئی دہلی میں منعقد ہوا۔ اس کے عراقی نائب صدر ہندستان تشریف لائے، پٹرولیم اور قدرتی گیس کی وزارت کے نمائندوں کے ساتھ اہم بات چیت ہوئی اور ہندستان IJEC کا سلاٹ بڑھا دیا۔

کویت کے ساتھ روایتی گرم جوشی کے تعلقات قائم رہے۔ ہندستان کے وزیر برائے فروغ انسانی وسائل کویت کے دورے پر گئے اور ہندوستانی بحریہ کے دو جہاز بھی کویت، خیر سگالی کے طور پر بھیجے گئے۔ جولائی 2000 میں خارجہ امور کے وزیر مملکت کا کویت جانا ہوا جہاں انھوں نے اہم شخصیات کے ساتھ میٹنگیں منعقد کی۔

اپریل 2000 میں ہندستان-عمان مشترکہ کمیشن کا تیسرا اجلاس منعقد ہوا۔ عمان کے خارجی معاملات سے متعلق وزیر جولائی 2000 میں ہندستان آئے، ہندستان-عمان دفاعی مشاورتی گروپ بنانے پر غور کیا گیا 10R-ARC اقدامات کے بارے میں تعمیری تبادلۂ خیال کیا گیا۔ ہندستان اور بحرین کے درمیان روایتی طور پر دوستانہ تعلقات اس سال کے دوران کئی شعبوں میں بڑھے اور مضبوطی حاصل ہوئی۔ اپریل 2000 میں، بحرین کے وزیر برائے نقل وحمل ہندستان تشریف لائے۔

ہندستان اور قطر کے درمیان بارآور تعلقات قائم رہے، قدرتی گیس کی تجارت کے میدان میں مفید تعاون برقرار رہا۔ اکتوبر 2000 میں قطر کے توانائی، صنعت، بجلی اور پانی کے وزیر کی ہندستان تشریف آوری سے اس تعاون میں مزید سہولیات اور تعاون میں اضافہ ہوا۔ یمن کے ساتھ پر خلوص تعلقات میں بھی مضبوطی مئی 2000 میں مشترکہ تجارتی کونسل معاہدہ میں تجدید کے ساتھ

قائم رہی۔

اس سال سعودی عرب کے ساتھ اہم تعلقات میں مزید مضبوطی حاصل ہوئی۔ نومبر 2000 میں پٹرولیم اور قدرتی گیس کے وزیر بین الاقوامی توانائی فورم میں حصہ لینے سعودی عرب تشریف لے گئے۔ ستمبر 2000 میں منعقد تجارتی میلے میں ہندستانی سامانوں کی نمائش کی گئی۔ سعودی عرب میں 15 لاکھ کی مضبوط ہندستانی افرادی قوت ہے۔ سعودی عرب میں غیر ملکی کمیونٹی میں سب سے زیادہ تعداد ہندستانیوں کی ہے جس سے ہندستان اور سعودی عرب کے درمیان قریبی تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔ ہندستان سے ہر سال ایک لاکھ سے زیادہ زائرین حج کا مقدس فریضہ ادا کرنے سعودی عرب جاتے ہیں، جس سے ان کے آنے جانے اور قیام کے لیے دونوں ممالک کے درمیان مشترکہ طور پر تیاری اور انتظام کے لیے ہم آہنگی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جنوری 2001 میں ہندستان کے وزیر خارجہ کی سعودی عرب میں پہلی بار تشریف آوری ہوئی۔

متحدہ عرب امارات اور ہندستان کے درمیان اہم شخصیات کے دورے ایک دوسرے ملک میں ہوئے۔ ان دوروں سے دونوں ملکوں کے قریبی تعلقات میں مزید پختگی پیدا ہوئی۔ اپریل 2000 میں متحدہ عرب امارات کے وزیر برائے ثقافت اور اطلاعات اور ستمبر 2000 میں امارت ایرلائنس کے چیئرمین ہندستان تشریف لائے۔ مئی 2000 میں حوالگی ملزمین اور باہمی طور پر قانونی امداد معاہدے کے توثیقی دستاویز کا باہمی تبادلہ کیا گیا۔ جون 2000 میں دبئی میں منعقد تجارتی نمایندوں کی میٹنگ کی صدارت ہندستان کے کامرس وصنعت کے وزیر نے کی۔ مئی 2000 میں ہندستانی صنعت کے کنفیڈریشن (CII) کے وفد نے متحدہ عرب امارات کا دورہ کیا اور دونوں ملکوں کے درمیان اقتصادی تعاون میں مزید اضافہ کی حوصلہ افزائی کی۔

سال میں مصر کے ساتھ ہندستان کے روایتی تعلقات میں مزید پیش رفت ہوئی۔ جون 2000 میں G15 چوٹی کانفرنس قاہرہ میں منعقد کی گئی۔ اس میں ہندستان کے نائب صدر شریک ہوئے۔ ستمبر 2000 میں ہندستان کے کامرس اور صنعت کے وزیر مملکت نے INDIA ATECSIS نمائش کا افتتاح کیا۔

دسمبر 2000 اردن کے وزیر خارجہ ہندستان آئے۔ مشرق وسطیٰ کی صورتِ حال اور دوطرفہ تعلقات کے سبھی معاملوں پر غور و خوض کیا گیا۔ دونوں ملکوں کے درمیان اقتصادی تعاون میں بھی اضافہ ہوا خاص طور سے ٹکسٹائل کے میدان میں جہاں اس سلسلے میں اکتوبر 2000 میں ایک کامیاب نمائش لگائی گئی۔

لبنان کی علاقائی سالمیت کا ہندستان روایتی حمایتی رہا ہے جس کے باعث دونوں ملکوں کے درمیان دوستی اور اعتماد کی مضبوط بنیاد فراہم ہوئی ہے۔

لیبیا کے ساتھ ہندستان کے قلبی تعلقات برقرار ہیں، ساتھ ہی ساتھ اقتصادی تعلقات پر بھی زور دیا جاتا رہا ہے۔ جولائی 2000 میں لیبیا کے وزیر خارجہ نے ہندستان کا دورہ کیا جس سے اس دوستی کو مزید تقویت فراہم کرنے کا موقع ملا۔

ہندستان نے سیاسی، اخلاقی اور طبیعی بنیاد پر فلسطین کی حمایت جاری رکھی ہے۔ مشرق وسطیٰ میں امن کے قیام کی کوششوں میں رکاوٹ آجانے پر ہندستان نے تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ اقوام متحدہ سیکوریٹی کونسل کی قرارداد 242 اور 238 کی بنیاد پر جامع اور مستقل امن قائم کیا جاسکتا ہے۔ اگست 2000 میں صدر یاسر عرفات دہلی تشریف لے آئے۔ ہندستان کے وزیر داخلہ اور وزیر خارجہ کے علاوہ کئی دوسرے اہم لوگوں نے فلسطین کا دورہ کیا۔

سال کے دوران اسرائیل کے ساتھ ہندستان کی دوستی، باہمی مفاہمت اور تعاون زیادہ مضبوط ہوا۔ جون 2000 میں وزیر داخلہ کے سفر کے نتیجے میں دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کے لیے ورکنگ گروپ کی تشکیل کی گئی بعد میں وزیر خارجہ نے بھی اسرائیل

کا دورہ کیا۔ دونوں ملکوں نے وزارتی سطح پر جوائنٹ کمیشن بنانے پر اتفاق کیا جس سے دونوں ملکوں کے درمیان تبادلہ خیالات کی ٹھوس بنیاد فراہم ہوئی سال کے دوران اسرائیل کے علاقائی تعاون سے متعلق وزیر دوبار ہندستان آئے اور اقتصادی تعاون کو مضبوط بنانے کے لیے کوشش کے ساتھ ساتھ مشرق وسطیٰ میں امن کے قیام کے بارے میں کی جارہی کوششوں کے بارے میں مطلع کیا۔ اپریل 2000 میں ہندستان کے خارجی امور کے وزیر مملکت کے سوڈان دورے سے دونوں ملکوں کے درمیان دوستانہ تعلقات اور باہمی تعاون میں مزید تقویت حاصل ہوئی۔ انھوں نے ہندستان-سوڈان مشترکہ کمیشن کے دوسرے اجلاس کی صدارت کی اور اس موقع پر مختلف شعبوں سے متعلق معاہدے پر دستخط کیے گئے۔

اس سال شام کے صدر حافظ الاسد کے انتقال پر ہندستان کو قلبی صدمہ پہنچا۔ ان کی مراسم تجہیز وتکفین میں شرکت کے لیے ہندستان وزیر برائے فروغ انسانی وسائل، سائنس وٹکنالوجی نے ہندستان کی نمایندگی کی۔ مشترکہ تجارتی کمیٹی کے چوتھے اجلاس میں شرکت کے لیے اعلیٰ افسران کا وفد جولائی 2000 میں نئی دہلی آیا اس کے علاوہ دیگر اہم شخصیات نے بھی دورہ کیا۔

اپریل 2000 میں ہندوستان-تیونیشیا جوائنٹ کمیشن کی پہلی میٹنگ کی صدارت کے لیے ہندستان کے خارجی امور کے وزیر مملکت تیونس گئے۔ تیونیشیا کے وزیر خارجہ نے دسمبر 2000 میں ہندستان کا دورہ کیا اور مفید بات چیت کا ایک سلسلہ قائم رہا۔

مراکش کے ساتھ ہندستان کے تعلقات اسی طرح پرخلوص اور امید افزا ہیں۔ مختلف شعبوں میں تعاون بڑھنے سے دونوں ملکوں کے درمیان باہمی مفاد کو بھی فروغ حاصل ہو رہا ہے۔

جون 2000 میں ہندستان-الجیریا مشترکہ کمیشن کا اجلاس الجیریا میں منعقد ہوا۔ اکتوبر 2000 میں وزیر خارجہ کے سفر سے دونوں ملکوں کے تعلقات میں مزید اضافہ ہوا۔ جنوری 2001 میں الجیریا کے صدر ہندستان تشریف لائے، صدر موصوف ریپبلک ڈے کی پریڈ کے موقع پر خصوصی مہمان تھے۔

افریقہ (سہارا کے جنوب میں)

تغیر پذیر افریقہ میں نئے شعبوں میں تعاون کے ذریعہ ہندستان اور افریقہ دونوں ہی مستفید ہو رہے ہے۔ سال کے دوران تعلقات میں مضبوطی کو فروغ حاصل ہوا۔ بینن کے وزیر خارجہ، بوتسوانہ کے بڑے تجارتی وفد اور کیمرون ماڈاگاسکر اور کینیا پارلیمانی وفد کی ہندستان آمد ہوئی۔ اریٹیریا اور ایتھوپیا کے درمیان جنگ ہونے کے باوجود ہندستان کے دونوں ملکوں کے ساتھ قریبی تعلقات قائم رہے اور ہندستان نے ہولناک اور تباہ کن خشک سالی میں دونوں ملکوں کی امداد کی۔ موزمبیق میں سیلاب اور طوفان آنے پر ہندستان نے امداد مہیا کی۔ سینیگال کی پہلی غیر سوشلسٹ حکومت نے ہندستان کے ساتھ تجارتی تعلقات بڑھانے کے سلسلے میں اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ اکتوبر 2000 میں ہندستان-سیشلس مشترکہ کمیشن کے پانچویں اجلاس کے بعد دونوں ملکوں میں مزید تعاون بڑھا۔ سیشلس کے وزیر تعلیم کے ہندستان دورے کے نتیجے میں تعلیمی میدان میں تعاون بڑھا۔ تنزانیہ، یوگانڈا اور زمبابوے کے ساتھ بھی ہندستان کے تعلقات دوستانہ بنے رہے۔

ماریشش کے ساتھ دفاع، اقتصادی اور تعلیم کے شعبے میں ہندستان کے تعلقات میں اضافہ ہوا۔ سرانیرودھ جگناتھ کی نئی اتحادی حکومت قائم ہونے کے بعد سے دونوں ملکوں کے درمیان خصوصی تعلقات میں کافی اضافہ ہوا۔ جنوری 2001 میں ماریشش کے وزیر خارجہ ہندستان آئے۔ ان کے بعد وزیر اعظم سرانیرودھ جگناتھ بھی اسی ماہ ہندستان آئے۔

براعظم افریقہ میں ہندستان نائیجیریا کا سب سے بڑا تجارتی شراکت دار ہے۔ نائیجیریا نے ہندستان کے ساتھ پٹرولیم سیکٹر میں معاہدے پر دستخط کیے۔ ہندستان کے جمہوری اداروں کے اہم کردار کو تسلیم کرتے ہوئے نائیجیریا کی قومی اسمبلی نے اپنے

360 ممبروں کو لوک سبھا سکریٹریٹ میں تربیت دینے کا فیصلہ کیا۔ اکتوبر 2000 میں ہندستان کے تجارت اور صنعت کے وزیر مملکت نائیجیریا گئے۔

سیرالیون میں بڑھتے ہوئے تشدد پر قابو پانے کے لیے ہندستان نے کثیر الاقوام فوج میں شرکت کی۔ وہاں کے باغیوں نے ہندستان کے کچھ فوجیوں کو قید کر لیا جس سے کچھ تناؤ کی صورت حال ہو گئی لیکن بعد میں اس پر قابو پا کر بہادری کے ساتھ ان کو رہا کر لیا گیا۔ ستمبر 2000 سے ہندستان نے اپنے فوجیوں کو وہاں سے دھیرے دھیرے مرحلہ وار بلانا شروع کر دیا۔

ہندستان کے تناظر میں براعظم افریقہ میں جنوبی افریقہ اہم ملکوں میں سے ایک ہے۔ پچھلے سال دونوں ملکوں کے درمیان تجارت میں قابل ذکر اضافہ ہوا۔ ستمبر 2000 وزیر دفاع کے جنوبی افریقہ کے دورے کے بعد دفاع کے شعبے میں بھی تعاون بڑھا۔

یوروپ

براعظم یوروپ کے ملکوں کے ساتھ ہندستان کے تعلقات دوستانہ، خوشگوار اور باہمی مفاد پر مبنی رہے ہیں۔ سرد جنگ کے تناؤ کی صورتِ حال کے خاتمے کے ساتھ مشرقی اور مغربی یوروپ کے ملکوں میں ایک جیسے سیاسی اقتصادی نظام کو اپنائے جانے سے ہندستان کے نرم جمہوری اصولوں کو آج بڑے پیمانے پر ستائش کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ یوروپ کے ممالک بھی یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ ہندستان کی اقتصادی قوت ممکنہ طور پر نئی صدی میں سب سے بڑی طاقت بن کر ابھرے گی۔ یوروپ کے اکثر ممالک بین الاقوامی دہشت گردی سے پیدا صورتِ حال کے بارے میں ہندستان کے زاویہ نظر کی حمایت کرتے ہیں اور وہ اقوام متحدہ کونسل میں ہندستان کو مستقل ممبر بنائے جانے کے بھی حق میں ہیں۔

جون 2000 میں منعقد پہلے ہندستان-یوروپی یونین چوٹی کانفرنس میں یہ کیفیت واضح طور پر محسوس کی گئی جس میں وزیر اعظم کی قیادت میں ہندستانی وفد نے شرکت کی۔ ہندستان اور یوروپی یونین نے سیاسی، اقتصادی اور تجارتی میدانوں کے لیے یہ ہدف مقرر کیا کہ ان میدانوں میں سرگرم تعاون کے ذریعہ حکمت عملی کے ساتھ شراکت داری کو فروغ دیا جانا چاہیے۔ ہندستان، یوروپی یونین کے مجوزہ توسیعی منصوبوں اور اس کے طریقہ عمل میں مجوزہ تبدیلیوں جس میں مشترک خارجی اور دفاعی پالیسی امور بھی شامل ہیں، دلچسپی کے ساتھ توجہ مرکوز کرتا رہا ہے۔

جنوری 2001 میں یوروپی یونین کے خارجی تعلقات کے کمشنر سرکاری دورے پر ہندستان آئے۔ ہندستان-یوروپی یونین گول میز فورم کی تشکیل ہوئی جس میں غیر سرکاری اہم شخصیات شامل ہوئیں۔ دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کے لیے مشترکہ ورکنگ گروپ بنانے پر اتفاق کیا گیا۔ دولت مشترکہ تنظیم سے متعلق بھی سرگرمیوں میں ہندستان سرگرمی کے ساتھ حصہ لیتا رہا۔ نیویارک میں ستمبر 2000 میں منعقد کامن ویلتھ کے اعلیٰ سطحی گروپ کی چوٹی کانفرنس میں وزیر خارجہ کی قیادت میں ہندستان کے وفد نے شرکت کی۔ اس سے قبل اپریل میں کامن ویلتھ کے سکریٹری جنرل نے ہندستان کا دورہ کیا۔

اپریل 2000 میں ہندستان کے صدر فرانس کے سرکاری دورے پر تشریف لے گئے۔ یہ سفر دونوں ملکوں کے درمیان قریبی تعلقات کا مظہر تھا۔ دونوں ملکوں نے پھر اس بات پر زور دیا کہ حکمت عملی کے ساتھ شراکت داری بہت بڑی قوت ہوتی ہے۔ دونوں ملکوں کے درمیان پونجی، سرمایہ کاری بڑھانے کے لیے اہم معاہدوں پر عمل ہونے لگا۔ اقتصادی تعاون سے متعلق ہندستان-فرانس جوائنٹ کمیٹی کے اجلاس میں تجارت اور صنعت کے وزیر شرکت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس سفر سے دونوں ملکوں کے اقتصادی تعلقات میں مزید مضبوطی فراہم ہوئی۔ تعاون کے ممکنہ شعبوں کے لیے مشترکہ ورکنگ گروپ بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔

وہشت گردی کا مقابلہ کرنے کے لیے دونوں ملکوں کے درمیان قریبی ربط دہی کے طریقہ کار پر غور کرنے کے لیے وزیر داخلہ بھی فرانس گئے۔ دفاعی تعاون سے متعلق مشترکہ اعلیٰ سطحی کمیٹی اور دونوں ملکوں کے درمیان دفاعی مذاکرات کے ذریعہ دفاع اور حفاظت کے بارے میں تعاون جاری رہا۔ جنوری فروری 2000 میں دونوں ملکوں کے درمیان دفاعی اہمیت کے موضوع پر چھٹے دور کی بات چیت کی گئی۔ مئی 2000 میں فرانس کے وزیر دفاع کی ہندستان آمد کے سلسلے میں مزید بات چیت ہوئی۔

مملکت متحدہ (UK) کے ساتھ ہندستان کی تاریخی اور پرجوش مفید شراکت داری قائم ہے۔ سبھی شعبوں میں دونوں ملکوں کے درمیان تعاون کے لیے عملی ادارہ جاتی ساخت کے ذریعہ وقت نسبت دوستی سے دونوں ملکوں کو فائدہ ہو رہا ہے۔ اقوام متحدہ سیکورٹی کونسل میں ہندستان کے مستقل ممبرشپ کے دعویٰ پر بھی UK نے ہمدردی ظاہر کی۔ سال 2000 کے پہلے 6 مہینوں میں دونوں ملکوں کے درمیان تجارت ایک تہائی بڑھی۔ پچھلے سال ہندستان اور UK نے بین الاقوامی دہشت گردی، نشیلی دواؤں اور ہتھیاروں کی تجارت اور مذہبی شدت پسندی میں اضافہ پر بھی تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ ان سے نمٹنے کے لیے سیاسی اور سرکاری سطح پر قریبی ہم آہنگی کی ضرورت محسوس کی گئی۔

جنوری 2001 میں دہشت گردی اور نشیلی اشیا کی اسمگلنگ کے بارے میں جوائنٹ ورکنگ گروپ کی پہلی میٹنگ منعقد ہوئی۔ اپریل 2000 میں ہندستان میں UK کے خارجہ سکریٹری کا اہم دورہ ہوا۔ ہندستان اور برطانیہ دونوں ممالک اس تعاون کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ ہندستان اور یو۔ کے نے آپسی تعاون کو تعمیری شکل فراہم کرنے کے لیے گول میز فورم کی تشکیل کی۔ وزیر خارجہ مئی اور نومبر 2000 میں مملکت متحدہ تشریف لے گئے دسمبر 2000 میں UK کے دفاع سکریٹری اور جنوری 2001 میں سکریٹری برائے تجارت اور صنعت ہندوستان آئے۔ دونوں ملکوں کی پارلیمنٹ کے ممبران اور غیر سرکاری تنظیم کے نمایندوں کا دورہ ایک دوسرے ملک میں سرگرمی کے ساتھ جاری رہا۔

جرمنی ہندستان کے لیے ایک اہم اقتصادی شراکت دار ہے اور یوروپین کمیونٹی میں اس کی اپنی اہمیت ہے۔ اس لیے ہندستان کئی اہم بین الاقوامی معاملوں کے بارے میں ربط دہی کرنے والا اہم ملک مانتا ہے۔ سال کے دوران جرمنی نے ترقیاتی کاموں کے امداد پھر فراہم کرنے لگا اور دونوں ملکوں کے درمیان اہم مذاکراتی عملی پھر سے قائم ہو گیا۔ مئی اور ستمبر 2000 میں جرمنی کے نائب چانسلر اور وزیر خارجہ کے ہندستان آمد کے موقع پر دونوں ملکوں کے تعلقات کے بارے میں جائزہ لیا گیا۔ اس کے نتیجے میں دونوں ملکوں نے دور اندیشی کے "بصیرت آمیز بیان اپنایا۔ سال 2001 کی ابتدا میں وزیر خارجہ برلن میں ہندستان سفارت خانے کی نئی عمارت کا افتتاح کرنے گئے۔ اپریل 2000 میں وزیر مالیات کے جرمنی دورے سے دونوں ملکوں کے درمیان اقتصادی تعلقات میں مزید تقویت پیدا ہوئی۔ پچھلے سال جرمنی نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ انفارمیشن ٹکنالوجی کے شعبے میں تربیت یافتہ ہندستانیوں کی مہارت کا فائدہ جرمنی اٹھانا چاہتا ہے۔

جون 2000 میں وزیر اعظم کے اٹلی دورے کے نتیجے میں بین الاقوامی دہشت گردی کا مقابلہ کرنے اور سیاحت کو فروغ دینے کے لیے دونوں ملکوں کے درمیان قریبی تعلقات میں اضافہ ہوا۔ نومبر 2000 میں اٹلی کے وزیر خارجہ ہندستان آئے۔

مشرقی یوروپ کے دیگر ملکوں کے ساتھ ہندستان کی قریبی دوستی کے تعلقات برسوں پرانے ہیں۔ ثقافت، سائنس اور ٹکنالوجی اور اقتصادی شعبوں میں ان ملکوں سے ہندستان کے مربوط تعلق قائم ہے۔ سویت یونین کے جانشین ملک روس کو ہندستان کی خارجہ پالیسی میں اہم اور خاص مقام کا درجہ قائم ہے۔ روس کے نومنتخب صدر اکتوبر 2000 میں سرکاری دورے پر ہندستان آئے۔ ان کی آمد کے اس موقع پر دونوں ملکوں کے درمیان تعاون کے سبھی امکانی شعبوں میں تعاون کرنے کے معاہدوں پر دستخط کیے گئے۔ دونوں ملکوں نے اگلی صدی کے تعمیری دفاعی شراکت داری اور تعاون کے لیے امکانات کو محسوس کیا۔ کشمیر تنازعہ،

بات چیت کے ذریعہ حل کیے جانے کے ہندستان کے نظریے کو روس تسلیم کرتا ہے۔ اقوام متحدہ کی سیکوریٹی کونسل میں ہندستان کی مستقل ممبر شپ کی بھی روس حمایت کرتا ہے۔ صدر کے دورے کے علاوہ جون 2000 میں وزیر خارجہ کی ہند میں تشریف آوری ہوئی اور ساتھ ہی دیگر اعلیٰ سطحی وفد کے ایک دوسرے ملک میں آنے جانے سے تبادلہ خیالات کے متعدد مواقع فراہم ہوئے۔

مشرقی یوروپ کے دیگر ملکوں کے ساتھ بھی ہندستان کے تعلقات میں مزید اضافہ ہوا۔ آرمینیا کے وزیر خارجہ بلغاریہ کے وزیر دفاع، کروشیا کے نائب وزیر اعظم جارجیا کے وزیر خارجہ، پولینڈ کے نائب وزیر اعظم اور رومانیا کے وزیر دفاع ان اہم شخصیات میں سے تھیں جنھوں نے ان علاقوں سے ہندستان کے دورہ کا ایک سلسلہ قائم کیا اور پر خلوص تبادلہ خیال کیا۔ ان سبھی ملکوں نے دہشت گردی اقوام متحدہ میں اصلاح اور جمہوریت کی اہمیت کے بارے میں ہندستان کے خیالات کی اتفاق رائے سے حمایت کی۔

امریکہ

سال کے دوران جو اہم رجحانات ظاہر ہوئے ان میں اہم بات امریکہ کے ساتھ ہندستان کے تعلقات میں وسعت اور مضبوطی تھی۔ ہندستان-امریکہ تعلقات کے لحاظ سے یہ سال زیادہ اہم رہا، کیوں کہ ان دو فطری شراکت دار ملک جامع اور کثیر پہلوئی باہمی تعاون کے مکمل طور پر نئے دور میں داخل ہوئے۔ ان دونوں ملکوں میں اقدار کی شناخت - جمہوریت اور انفرادی آزادی میں پنہاں ہے۔ اس لیے ایک مشترک عالمی نظریے کی سمت یہ دونوں ملک متحد ہو کر کام کر سکتے ہیں۔ دونوں ملکوں کے لیے باہمی طور پر مفید نمو پذیر اقتصادی تعلقات سے دونوں ملکوں کی قربت میں اور زیادہ مضبوطی حاصل ہوئی ہے۔ ایک دوسرے پر یہ اہم نمو پذیر اقتصادی انحصار ظاہری طور پر اسی سے واضح ہے کہ امریکا میں مقیم ہندستانی کمیونٹی بہت زیادہ کامیابی کے ساتھ اقتصادی شعبے میں اہم مرکزی کردار نبھا رہی ہے۔

دونوں ملکوں کی بڑھتی ہوئی قربت اور گہری دوستی کا مظاہرہ سال کے دوران دونوں ملکوں کے سربراہوں کی ایک دوسرے ملکوں میں ان کے دوروں سے ہوا۔ مارچ 2000 میں امریکی صدر نے ہندستان کا دورہ کیا اور اسی دوران ''بصیرت آمیز'' بیان تیار ہوا جس میں نئی صدی میں دونوں ملکوں کے یکساں خیالات کا خاکہ پیش کیا گیا۔ باہمی مفاد کے سبھی معاملوں پر تبادلہ خیالات کی باقاعدہ پابندی کے لیے ادارہ جاتی میکانیک (تنظیمی بندوبست) کو فروغ دیا گیا ہے۔ اس کے مطابق وقتاً فوقتاً دونوں ملکوں کے سربراہان کی سطح پر سیاسی اور سرکاری سطح پر مذاکرات کا سلسلہ جاری رہنا شامل ہے۔ مجوزہ مذاکرات میں باہمی مفاد کے سبھی معاملوں کا احاطہ کیا جائے گا۔ ان میں اقوام متحدہ کے امن قیام اور افغانستان کی صورت حال بھی شامل ہے۔

ستمبر 2000 میں وزیر اعظم امریکہ گئے، وہ واحد ایسے غیر ملکی لیڈر ہیں جنھوں نے امریکہ کی 106 ویں کانگریس کے مشترکہ اجلاس کو خطاب کیا۔ وزیر اعظم کے امریکی دورے سے دونوں ملکوں کے تعلقات کی پیش رفت میں مزید ترغیب ملی۔

دونوں ملکوں نے یہ تسلیم کیا کہ جمہوری قوتیں آج کل پوری دنیا میں مرکزی کردار ادا کر رہی ہیں، دونوں ہی ممالک میں جمہوریت قائم پذیر اور ٹھوس بنیاد موجود ہے اس لیے دونوں کی یہ خواہش کہ ان جمہوری قوتوں کی مکمل طور تائید و حمایت جاری رہے۔ سرکاری حمایت یافتہ اور عالمی پیمانے پر ابھرتی ہوئی دہشت گردی سے تمام مہذب سماج اور خاص طور پر سے جمہوریت کو جو خطرہ لاحق ہو گیا ہے، اس سے دونوں ممالک فکر مند ہیں۔ ہندستان اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ، ایشیا میں دفاعی استحکام کی اہمیت پر بھی زور دیتے ہیں اور اسے بہتر ڈھنگ سے واقف ہیں۔ اسے تسلیم کرتے ہیں کہ اس طرح کے استحکام کو متعلقہ ممالک کی کوششوں کے ذریعہ ہی یقینی بنایا جا سکتا ہے۔

دہشت گردی کے معاملے میں کناڈا کے ساتھ ہندستان کی تعمیری بات چیت ہوئی۔ فروری 2000 میں دہشت گردی سے متعلق مشترکہ ورکنگ گروپ کی میٹنگ ہوئی جس میں دونوں ملکوں نے دہشت گرد گروپوں کے بارے میں ایک دوسرے کو معلومات فراہم کی۔ جون 2000 میں کیلا گری، کناڈا میں منعقد 16 ویں عالمی پٹرولیم کانگریس میں ہندستان کے وزیر پٹرولیم اور قدرتی گیس نے ہندستانی وفد کی قیادت کی۔

لیٹن امریکہ اور کیریبین بحری علاقے

لیٹن امریکہ اور کیریبین سمندر کے علاقے کے ملکوں کے ساتھ ہندستان کے تعلقات ہمیشہ بہتر رہے ہیں۔ کئی دنیا کو درپیش مختلف مسائل کے بارے میں ہندستان اور اس علاقے کے ملکوں کے خیالات ایک جیسے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ غیر وابستہ تحریک میں بھی ان ملکوں کے ساتھ قریبی تعلق قائم رہا ہے۔ اس علاقے میں ہندستانی تہذیب اور ثقافت کے بارے میں لوگوں میں کافی واقفیت اور احترام کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ یہ ممالک یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ ہندستان کے ساتھ اقتصادی تعاون کے امکانات کے بارے میں کبھی بھی مکمل طور پر استفادہ کرنے کی کوشش نہیں کی گئی اس لیے ان ملکوں نے اس کی درستگی کے لیے کئی اقدامات کیے۔ لیٹن امریکی ملکوں میں منعقد تجارتی نمائشوں میں ہندستان کی برآمد پر موشن کی کونسلوں اور متعدد کاروباری اداروں نے شرکت کی۔ اس کے سبب ایک دوسرے ملک کی اقتصادی صلاحیتوں اور مقابلتاً فائدوں کو اچھی طرح سمجھنے کا موقع ملا، امید ہے کہ مستقل قریب میں اس علاقے کے ملکوں کے ساتھ ہندستان کی تجارت کافی بڑھ سکے گی۔ اس مقصد کی تکمیل کے لیے ہندستان MERCOSUR کے ساتھ عملی تنظیمی تعلقات قائم کرنے کی ٹھوس کوششیں کر رہا ہے۔ سال کے دوران اس علاقے کے ملکوں اور ہندستان میں اہم شخصیات کے دورے ہوئے۔ اگست 2000 میں ہندستان کے خارجی امور کے وزیر مملکت ارجنٹینا، ٹرنیڈاڈ اور ٹوبیگو گئے، کامرس اور صنعت کے وزیر مملکت نے بھی اس علاقے کا دورہ کیا، جس کے نتیجے میں تعمیری اقتصادی تعاون کا خاکہ تیار ہوا۔ پیرو اور اروگوئے کے ساتھ علاقے کے کچھ اور ملکوں میں بھی نئی بنیاد تیار ہوئی جب پہلی بار خارجی امور کے وزارت کے افسران نے مذاکرات شروع کیے۔

اپریل 2000 میں کارتاجینا، کولمبیا میں منعقد ناوابستہ تحریک کے ملکوں کے وزرا خارجہ کی کانفرنس میں شرکت کے سلسلے میں وزیر خارجہ نے دورہ کیا۔ اسی ماہ میں ہوانہ میں G77 کی ساتویں چوٹی کانفرنس میں وزیر برائے فروغ انسانی وسائل نے ہندستان کی وفد کی قیادت کی۔

اقوام متحدہ اور بین الاقوامی تنظیمیں

جنرل اسمبلی کی ملینیم کانفرنس / اسمبلی

نیویارک میں 6 سے 8 ستمبر 2000 تک ہونے والی اقوام متحدہ ملینیم چوٹی کانفرنس میں سربراہان حکومت/مملکت نے حصہ لیا۔ اس چوٹی کانفرنس کے اہم موضوعات تھے جن پر غور کرنا تھا، اقوام متحدہ سیکوریٹی کونسل کی ازسرِنو تنظیم اور اصلاحات اور اقوام متحدہ سیکوریٹی کونسل مستقل اور غیر مستقل ممبروں کی نمایندگی میں اضافہ۔ وزیر اعظم جناب اٹل بہاری باجپئی نے اس کانفرنس میں ہندستان کی نمایندگی کی۔ انھوں نے عالمی دہشت گردی کے خلاف دور دہشت گردی کی سرگرمیوں کے لیے مالیاتی فراہمی کو بند کرنے کے لیے عالمی سطح پر کوشش کیے جانے پر زور دیا۔ وزیر اعظم نے ازسرِنو تنظیم کی جانے والی سیکوریٹی کونسل میں ہندستان کی مستقل ممبر شپ کے لیے بھی اپنے دعویٰ پر زور دیا۔ چوٹی کانفرنس کے ذریعہ منظور شدہ اعلانیہ میں خودمختاری، ملکوں کے داخلی امور میں مداخلت نہ کرنے اور رواداری کے اصول کی پابندی کرنے جیسے ہندستانی نظریے کو تقویت ملی۔ اعلانیہ میں یہ تسلیم کیا گیا کہ

سیکوریٹی کونسل کی تشکیل میں جامع اصلاح کی ضرورت ہے۔ ایٹمی خطروں کو خارج کرنے اور تباہ کن ہتھیاروں کو ضائع کرنے کی تدابیر پر غور کرنے کے لیے بین الاقوامی کانفرنس منعقد کرنے کی بھی گذارش کی گئی۔ اعلانیہ میں یہ بھی کہا گیا کہ عالمی برادری کو بین الاقوامی دہشت گردی کے خاتمے کے لیے مل کر متواتر کوشش کرنی ہوگی اور متعلقہ بین الاقوامی معاہدہ کی پابندی کرنی ہوگی۔

18 سے 20 ستمبر تک منعقد اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے 55 ویں باقاعدہ اجلاس میں وزیر خارجہ نے اعلیٰ سطحی ہندستانی وفد کی قیادت کی۔ انھوں نے دنیا کو ایٹمی اسلحوں سے پاک اور نشیلی اشیاء اور ہتھیاروں کے ناجائز اسمگلنگ سے پیدا ہونے والی دہشت گردانہ چیلنجوں کا مقابلہ کرنے پر زور دیا جب کہ خاص طور سے جب مذہبی شدت پسندی اور جنگی حرکتوں سے دہشت گردی کو بڑھاوا ملتا ہو۔ انھوں نے کہا کہ ہندوستانی سیکورٹی کونسل کے مستقل ممبرشپ کی ذمہ داریوں کو نبھانے کے لیے تیار ہے۔ جنرل اسمبلی کے سالانہ اجلاس میں ہندستان نے دیگر ملکوں کے تعاون ''افغانستان کی صورت حال اور امن وتحفظ پر اس کے اثرات'' کے بارے میں قرارداد پیش کی۔ اس قرارداد میں اور باتوں کے علاوہ اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ افغانستان کے مسئلے کو سلجھانے میں اقوام متحدہ کا کردار اہم ہونا چاہیے اور طالبان کو ہر طرح کی مسلح معاندانہ کارروائیاں روک دینی چاہیے۔ طالبان کو بین الاقوامی دہشت گردوں کو اور ان کی تنظیموں کو پناہ نہیں دینا چاہیے، دہشت گردوں کی بھرتی بند کر دینی چاہیے، دہشت گردوں کے تربیتی کیمپ بند کر دینا چاہیے، اور ایسے موثر قدم اٹھانے چاہیے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے ان کا علاقہ بین الاقوامی دہشت گردوں کی کارروائیوں کے لیے استعمال نہ کیا جاسکے۔

اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کا ہنگامی اجلاس

18 اور 19 اکتوبر 2000 کو عرب لیگ کی گذارش پر اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کا 10 واں خاص ہنگامی اجلاس بلایا گیا۔ اس اجلاس میں ہندستان کے ذریعہ پیش کیے گئے بیان میں کہا گیا کہ دونوں فریق کو سبھی تنازعات کے جامع اور قطعی حل کے لیے ضبط وتحمل قائم رکھنا چاہیے، اشتعال انگیز کارروائیوں سے باز رہنا چاہیے اور طاقت کا غلط استعمال نہیں کرنا چاہیے اور اس بات پر بھی اس بیان میں زور دیا گیا کہ مذاکرات اور پرامن طریقے سے گفت وشنید کے ذریعہ معاملہ حل کیا جانا چاہیے۔ فلسطین کے حق کے لیے باہمی اتفاق اور تعاون کی ہماری روایت کے مدنظر ہم نے ناوابستہ تحریک کے بیان سے اتفاق کا اظہار کیا ہے۔ اجلاس میں قرارداد پیش کی گئی، جو ''اسرائیل کے قبضے والے یروشلم اور باقی قبضے والے فلسطینی علاقے میں اسرائیلی کارروائی'' کے بارے میں تھی۔ اس قرارداد کی حمایت میں 92 ووٹ کے ذریعہ منظوری فراہم کی گئی، 6 ممبروں نے اس قرارداد کی مخالفت کی اور 46 ممبروں نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔ چوٹی کانفرنس نے حقیقت کا پتہ لگانے والی کمیٹی بنانے کے بارے میں شرم الشیخ میں ہونے والی مفاہمت کی حمایت کی اور کمیٹی کو فوری طور پر قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔

افغانستان

افغانستان میں ہونے والی پیش رفت کے سلسلے میں ہندستان تشویش میں مبتلا رہا ہے اور اسی کے پیش نظر اس نے روس، یوروپی یونین، ریاست ہائے متحدہ امریکہ وغیرہ ملکوں کے ساتھ مل کر سیکوریٹی کونسل میں قرارداد پیش کی جس میں طالبان کے خلاف مزید پابندی عائد کرنے کی بات کہی گئی۔ اس قرارداد کی مزید 80 ملکوں نے حمایت کی اور طالبان سے یہ کہا گیا کہ وہ دہشت گردی کی حمایت کرنا بند کرے اور تمام دہشت گرد تربیتی کیمپوں کو بند کرے۔

افغانستان کے متعلق اقوام متحدہ کے ذاتی نمائندے اور افغانستان کے سلسلے میں اقوام متحدہ کے خصوصی مشن کے سربراہ فرانس ویندرل نے 2 سے 5 مئی 2000 تک ہندستان کا دورہ کیا۔ وہ اپنی تقرری کے فوراً بعد ہندستان آئے اس سے ان کے دورے کی

اہمیت کا پتہ چلتا ہے اور یہ کہ ہندستان اس سلسلے میں اہم کردار نبھا سکتا ہے اور اس مسئلے کے بارے میں ہندستان کی دلچسپی اور مفاد کا بھی پتہ چلتا ہے۔

سیکوریٹی کونسل کی از سر نو تنظیم اور اصلاحات

سیکوریٹی کونسل کی نو تنظیم اور اصلاحات کے بارے میں اپریل 2000 میں کچھ پیش رفت ہوئی۔ تب امریکہ نے کہا کہ وہ سیکوریٹی کونسل میں ممبروں کی 21 سے زیادہ کرنے کے لیے تیار ہے۔ اس طرح پہلے کی اہم رکاوٹ دور ہوئی۔ 16 اور 17 رنومبر 2000 کو اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے باقاعدہ اجلاس میں وسیکوریٹی کونسل میں منصفانہ نمائندگی اور اس کی ممبر شپ میں اضافہ اور متعلقہ معاملوں کے موضوعات پر مزید مباحثہ کیا گیا۔ 108 ملکوں نے اس مباحثہ میں حصہ لیا۔

سیکوریٹی کونسل میں ہندستان کی مستقل نشست کا معاملہ

ہندستان کو اقوام متحدہ کا مستقل ممبر بنانے کی امیدواری کی حمایت مزید ملکوں سے حاصل ہوئی۔ P-5 (سیکورٹی کونسل کے مستقل ممبران) میں سے کئی نے ہندستان کے حق میں حمایت یا اقوام متحدہ کی سیکوریٹی کونسل کا مستقل ممبر بنائے جانے کا اظہار کیا۔ اپریل 2000 میں صدر کے۔ آر۔ نرائنن کے فرانس دورے کے موقع پر فرانس کے صدر ژاکس شراک نے 17 راپریل 2000 کو بیان دیا کہ اقوام متحدہ سیکوریٹی کونسل میں ہندستان کی مستقل ممبر شپ یقینی ہے۔ اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے مکمل اجلاس میں سیکوریٹی کونسل کے بارے میں بحث کے دوران روس کے نمائندے نے 16 رنومبر 2000 کو کہا تھا کہ اگر سیکوریٹی کونسل کے مستقل اور غیر مستقل ممبروں کی تعداد بڑھانے کا فیصلہ کیا جاتا ہے تو روس کا خیال ہے کہ ہندستان سیکوریٹی کونسل کا مستقل ممبر شپ کے لیے مضبوط اور مناسب دعویدار ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور مملکت متحدہ بھی اس بات کا مثبت اشارہ دے چکے ہیں کہ ہندستان ایک فطری دعویدار ہے۔

7 راکتوبر 2000 کو امریکی حکومت کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا بھی تھا کہ ”ہندستان کو سیکوریٹی کونسل کا مستقل ممبر بننے میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے، کیوں کہ ہندوستان اپنی جسامت، دنیا میں اپنی اہمیت اور اس کے اقتصادی نظام، اس کے اقوام متحدہ کی امن بحالی میں شراکت وغیرہ یہ تمام باتیں اس سنجیدہ اور مضبوط دعویداری کے لیے کافی ہیں۔“ برطانیہ کے وزیر برائے امور خارجہ اور کامن ویلتھ معاملات رابن کوک نے 15 راپریل 2000 تک اپنی ہند آمد کے دوران اس بات کا اشارہ دیا تھا کہ مملکت متحدہ (UK) یہ سمجھتا ہے کہ اقوام متحدہ سیکوریٹی کونسل کے لیے ہندستان ایک فطری دعویدار ہے۔“

ملینیم چوٹی کانفرنس اور ملینیم اسمبلی میں کمبوڈیا، ویتنام اور بھوٹان نے پھر زور دیا کہ وہ ہندستان کی دعویداری کی حمایت کرتے ہیں۔ ہندستان نے جن ملکوں سے اس بارے میں بات چیت کی ان میں بھی کئی ملکوں نے ہندستان کی امیدواری کی حمایت کی۔

قیام امن

سال کے دوران اقوام محدہ کے امن بحالی عمل میں ہندستان نے سب سے زیادہ فوجی بھیجے۔ ہندستانی فوجیوں کی بڑی تعداد (300 سے زیادہ سیرالیون کے اقوام متحدہ مشن میں لگائے گئے (UN AMSIL)۔ اس کے علاوہ لبنان میں ایک بٹالین اقوام متحدہ عبوری فورس (UNIFIL) ڈیموکریٹک ریپبلک آف کانگو میں اقوام متحدہ مشن میں مشاہد (MONUC)، UNGGI (عراق)، اریٹیریا اور ایتھوپیا میں اقوام متحدہ مشن (UNMER)، عراق-کویت آبزرویشن مشن (UNIKOM) اور بوسنیا اور ہرزے گووینا (UNMIBN)، کوسوو (UNMIK)، مغربی صحارا (MINURSO) اور سیرالیون (NMAMSIL) میں

اقوام متحدہ مشن میں پولس افسروں کی تعیناتی کی۔

دہشت گردی

اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے 54 ویں اجلاس کے فیصلے کے مطابق بنائی گئی چھٹی کمیٹی کے ورکنگ گروپ نے اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے 55 ویں اجلاس کے موقع پر پہلے دور کے تفصیلی مباحثے کا انعقاد ہوا اس میں بین الاقوامی دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے 25 ستمبر سے 6 اکتوبر تک، اقوام متحدہ میں جامع معاہدہ کے مسودے پر تفصیلی مباحثہ کیا گیا۔

اس بارے میں اب تک جو پیش رفت ہوئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ بین الاقوامی برادری اس مسئلے کی سنجیدگی سے اچھی طرح واقف ہے۔ ہندستان جن باتوں کو لے کر تشویش میں مبتلا ہے ان کے بارے میں G-8 اور یوروپی یونین کے ممبر ملکوں اور ایشیا، افریقہ اور لیٹن امریکہ کے کئی ملکوں کی جو حمایت ملی اس سے ہندستان مطمئن ہے۔ ان میں شامل ہے۔ دہشت گرد کارروائیوں سے دور رہنے، انھیں اپنے علاقوں میں دہشت گردی کے اڈوں اور تربیتی مرکز وغیرہ کو نہیں پنپنے دینے، ملکوں کو دہشت گردوں پر مقدمہ چلانے کی یا اپنے علاقوں کے دہشت گردوں کو سونپنے کی ذمہ داری کے سلسلے میں معاہدہ کی ضرورت درپیش ہے۔ اگلے سال کے شروع میں اس معاہدے کے مسودے پر پھر غور کیا جائے گا۔ ہندستان کی یہی کوشش رہے گی کہ دہشت گردی سے متعلق جامع معاہدہ جلد از جلد منظور ہو جائے۔

اقوام متحدہ سیکوریٹی کونسل میں غور وخوض

7 دسمبر کو اقوام متحدہ سیکوریٹی کونسل نے عالمی تحفظ قائم رکھنے سیکوریٹی کونسل کا کردار کے تحت بین الاقوامی دہشت گردی اور بین الاقوامی تعاون پر غور کیا گیا۔ 19 اکتوبر 1999 کو سیکوریٹی کونسل قرارداد نمبر 1269 منظور کی گئی تھی اس کے تحت مباحثہ کیا گیا اور سیکوریٹی کونسل نے ''بین الاقوامی دہشت گردی عالمی امن دور تحفظ کے لیے خطرہ'' کے موضوع پر غور کیا گیا۔

سیکوریٹی کونسل کے صدر کے بیان کو منظور کیا گیا تھا۔ جس میں اور باتوں کے علاوہ کہا گیا تھا کہ دنیا کے کئی علاقوں میں دہشت گردی کارروائیاں بڑھنے پر شدید تشویش ہے۔ کونسل یہ استدعا کرتی ہے۔ دہشت گردی کے خلاف ان دنوں جو معاہدے نافذ ہیں ان پر دنیا کے سبھی ممالک عمل کریں۔ سیکوریٹی کونسل دہشت گردی سے بین الاقوامی امن اور تحفظ کو ہونے والے خطروں کا مقابلہ کرنے کے لیے اقوام متحدہ اعلانیہ کے مطابق اپنی ذمہ داری نبھانے کے لیے اور ضروری قدم اٹھانے کے لیے تیار ہے۔

تخفیف اسلحہ اور عالمی دفاع

بلا امتیاز اور عالمی پیمانے پر تخفیف اسلحہ کیے جانے کے بارے میں ہندستان اپنے قول کا پابند ہے اور یہ اس کی پالیسی کے اعلانات اور سفارتی اقدامات کے ذریعہ منعکس ہوتی رہی ہے۔ تخفیف اسلحہ اور بین الاقوامی دفاع سے متعلق معاملوں پر مختلف کثیر المقاصد اور علاقائی فورموں میں ہندستان کا نظریہ ملک کے دفاعی پر مفاد اور بین الاقوامی برادری کے ساتھ قریبی تعلق قائم کرنے کی قومی روایت کے مطابق ہی رہا ہے۔

مئی 1998 کے بعد دوطرفہ بات چیت کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ اس سال بھی جاری رہا۔ چین، جرمنی اور مملکت متحدہ (UK) کے ساتھ دفاعی امور پر نئے مذاکرات بھی شروع کیے گئے۔ ایٹمی اسلحوں کے پھیلاؤ کو روکنے اور تخفیف اسلحہ کے بارے میں عالمی تشویش اور ہندستان کے قومی مفاد اور دفاع سے متعلق ذمہ داریوں کے درمیان ہم آہنگی بنائے رکھی گئی۔

علاقائی سطح پر اسیان علاقائی فورم کے تحت تحفظ اور اعتماد کا جذبہ پیدا کرنے کے عمل میں ہندستان کی شراکت میں بھی تیز رفتاری سے اضافہ ہوا۔تخفیف اسلحہ کے میدان میں سرگرم بین الاقوامی اور غیر سرکاری تنظیموں کے ساتھ باقاعدہ رابطہ قائم رہا اور ان تنظیموں کو تخفیف اسلحہ سے متعلق معاملوں پر ہندستان کے خیالات سے آگاہ کیا جاتا رہا۔جنیوا میں 16 ستمبر 2000 کو تخفیف اسلحہ کے موضوع پر ہونے والی کانفرنس کے لیے ایک نیا مستقل مشن قائم کیا گیا۔

اقوام متحدہ جنرل اسمبلی

اقوام متحدہ کی ''ملینیم'' جنرل اسمبلی جس کا یہ 55 واں اجلاس تھا اس میں تخفیف اسلحہ سے متعلق پہلی کمیٹی میں ہندستان سرگرم کردار ادا کرتا رہا۔دنیا میں ہندستان ہی واحد ایسا ایٹمی ہتھیاروں سے لیس ملک ہے جو یہ یقین رکھتا ہے کہ ایٹمی اسلحوں سے پاک دنیا میں ہندستان کے دفاع میں مزید اضافہ ہوگا۔دنیا کو ایٹمی اسلحوں سے پاک بنانے کے قول کی پابندی کے باعث ہندستان ایٹمی اسلحوں کے معاہدے کے سلسلے میں مذاکرات کیے جانے کی ضرورت پر زور دیتا رہا ہے۔اور اسی کی معاہدے کے تحت ایٹمی اسلحوں کے فروغ، پیداوار، ذخیرہ اندوزی اور ایٹمی اسلحوں کے استعمال یا ان کے استعمال کیے جانے کی دھمکیاں دیے جانے پر ہمیشہ کے لیے پابندی لگادی جائے اور بین الاقوامی نگرانی میں سبھی موجودہ ایٹمی اسلحوں کو ضائع کردیا جائے۔ہندستان نے واضح طور پر اور قطعی طور پر یہ اعلان کیا ہے کہ ایٹمی اسلحوں کا استعمال پہلے نہیں کرے گا۔ایٹمی اسلحوں کے استعمال پر پابندی کے معاہدے کے بارے میں ہندستان کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ ایٹمی اسلحوں کے استعمال پر پابندی لگانے کے لیے کثیر فریقی معاہدہ کیا جانا چاہیے۔ایسے معاہدوں کے ذریعہ ایٹمی ہتھیاروں کے خاتمے کے لیے مذاکرات کے سلسلے میں ایک تعمیری ماحول قائم ہوگا۔ ہندستان کی اس قرارداد کو 109 ملکوں کی منظوری کے ذریعہ اپنایا گیا۔

سال 1998 میں ہندستان نے ''ایٹمی خطرات کو کم کرنے'' کے بارے میں ایک قرارداد پیش کی تھی کہ ایٹمی نظریات پر نظر ثانی کی جانی چاہیے اور کسی بھی ملک کے ذریعہ ایٹمی اسلحوں کے اچانک استعمال کیے جانے کے خطرے کو کم کیا جانا چاہیے۔اس قرارداد کو پیش کرنے والے اور اس کی حمایت کرنے والے ملکوں کی تعداد دن بہ دن بڑھتی جارہی ہے۔اس سال یہ قرارداد 110 ملکوں کی حمایت سے منظور ہوئی۔

تخفیف اسلحہ کانفرنس

سال 2000 تخفیف اسلحہ (CD) کے موضوع پر ہونے والی سالانہ اجلاس میں معاہدے کے بارے میں کوئی ٹھوس بات چیت نہیں شروع ہو پائی کیوں کہ دو معاملوں پر اتفاق رائے نہ ہونے کے باعث اس کے عملی پروگرام کو اپنایا نہیں جاسکا۔یہ دو معاملے تھے۔ایٹمی اسلحوں میں تخفیف اور بیرونی خلا میں ہتھیاروں کی دوڑ پر روک لگانا۔ان معاملوں پر اتفاق رائے قائم ہوا۔شق ہوجانے والی اشیاء(Fissile material) کو ختم کرنے کے بارے میں ایڈہاک کمیٹیوں(FMCT) کو پھر سے قائم کرنا،منفی دفاع کے سلسلے میں یقین دہانی(NSAS)،ایٹمی پرسنل زمینی سرنگیں منتقل کرنے(APL) پر پابندی عائد کرنے سے متعلق خصوصی کوآرڈی نیٹرس کی باز تقرری، اسلحوں سے لیس ہونے کے معاملہ میں(TIA) کھلاپن اور تخفیف اسلحہ کانفرنس سے متعلق معاملوں کے بارے میں طریقہ عمل سے متعلق اصلاحات ہندستان 21 ملکوں کے گروپ اور دیگر کئی ملکوں کے ساتھ تخفیف اسلحہ کانفرنس کے کام میں اور اپنے عملی پروگرام کے بارے میں عام اتفاق رائے قائم کرنے کی سمت سرگرمی کے ساتھ مصروف رہا۔

اقوام متحدہ تخفیف اسلحہ کمیشن

اقوام متحدہ کے تخفیف اسلحہ کمیشن کا سال 2000 میں اہم اجلاس میں نیویارک میں 26 رجون سے 27 رجولائی تک منعقد کیا

گیا۔ اس میں ان دو نئے موضوعات پر غور کیا گیا۔ ''تخفیف اسلحہ کے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے عملی تدابیر اور وسائل'' اور ''روایتی ہتھیاروں کے میدان میں عملی طور پر اعتماد قائم کرنے کے اقدامات''۔ ان موضوعات پر غور وفکر کے لیے تین سالہ مدت کے پہلے سال میں متعلقہ ورکنگ گروپوں نے مباحثہ کیا۔ تخفیف اسلحہ سے متعلق ناوابستہ تحریک کے ممبر ملکوں کے ورکنگ گروپ نے بھی ان موضوعات پر گہرائی سے تبادلہ خیال کیا۔

بین الاقوامی ایٹمی توانائی ایجنسی

بین الاقوامی ایٹمی توانائی ایجنسی (IAEA) کی 44ویں عام کانفرنس (GC) 18 سے 22 ستمبر 2000 کو ویانا میں منعقد ہوئی۔ اس میں ہندستانی وفد کی قیادت ایٹمی توانائی کمیشن کے چیئرمین نے کیا۔ ہندستانی وفد نے 77 ملکوں کے گروپ کے ممبران اور دیگر ملکوں کے یکساں خیالات والے نمایندوں کے ساتھ تبادلہ خیال کیا تاکہ ایٹمی توانائی کے میدان میں بین الاقوامی توانائی ایجنسی (IAEA) کی سرگرمیوں کے موافق جنرل کانفرنس (GC) کی سفارشات تیار کی جاسکیں۔ ہندستان کی یہ بھی کوشش رہی کہ جنرل کانفرنس کے سلامتی سے متعلق قرارداد میں بین الاقوامی ایٹمی توانائی ایجنسی کے سبھی ممبر ممالک کے لیے بنا کسی امتیاز کے توازن کو برقرار رکھا جاسکے۔

کیمیائی اسلحوں سے متعلق معاہدہ

29 اپریل 2000 کو تنظیم برائے کیمیائی اسلحوں پر پابندی (OPCW) کو قائم ہوئے تین سال پورے ہوگئے۔ کیمیائی اسلحوں پر پابندی کا ابتدائی ممبر ہندستان ہے، اس لیے اس نے جو مختلف ذمہ داریاں اپنائیں انھیں وہ نبھا رہا ہے۔ معاہدے میں جو ہدف اور مدت معینہ مقرر کیے گئے تھے، ان کی تکمیل کے لیے ہندستان نے موثر قدم اٹھائے۔ کیمیائی اسلحہ پابندی معاہدے کے نفاذ سے کیمیائی اسلحوں کی پابندی کے لیے تنظیم کے تکنیکی سکریٹریٹ کے ذریعہ اس معاہدے میں شامل ممبر ملکوں کے کیمیائی اسلحوں کے دفاتر، اب تک کیمیائی اسلحوں کے بنانے والے کارخانوں اور صنعتی پلانٹوں پر 700 سے زیادہ معائینے کیے گئے۔ ہندستان میں اسی طرح کے 40 معائینے آسانی کے ساتھ کیے گئے۔ CWC کے تحت ایگزیکیٹیو کونسل کے مباحثے اور غور وخوض میں ہندستان سرگرم کردار نبھا رہا ہے تاکہ کیمیائی اسلحوں پر پابندی سے متعلق معاہدے کے تحت ممبر ممالک اپنی ذمہ داریاں بنا کسی امتیاز کے نبھا سکیں۔ کیمیائی ہتھیاروں کی روک سے متعلق قانون جاری کرکے اس معاہدے کو قومی سطح پر لاگو کرنے کے عمل کی تکمیل 28 اپریل 2000 کو کردی گئی۔ اس طرح اس معاہدے پر عمل کرنے کے لیے حکومت ہند کو قانونی اختیارات حاصل ہوئے ہیں۔ اس معاہدے کے بین الاقوامی تعاون سے متعلق اہم اہتمام کے نفاذ میں پیش رفت نہ ہو پانے کی وجہ سے ہندوستان، دیگر ممبر ممالک کے ساتھ تشویش میں مبتلا ہے۔

اسیان علاقائی فورم

باہمی اعتماد پیدا کرنے کے اقدامات (CBMS) کے سلسلے میں اسیان علاقائی فورم کے بین-اجلاس متعاون گروپ (ISG) کی میٹنگ سنگاپور میں 3 سے 7 اپریل 2000 تک ہوئی۔ اس میں وزارت برائے خارجی امور اور وزارت دفاع کے اعلیٰ افسران نے حصہ لیا۔ اسیان علاقائی فورم کا ساتواں اجلاس 27-26 جولائی 2000 کو بنکاک میں ہوا۔ ہندستان کے وزیر خارجہ نے اس میں ہندستانی وفد کی قیادت کی۔ اس اجلاس میں ایشیا-بحرالکاہل کی سلامتی کو متاثر کرنے والے امور پر غور کیا گیا۔ کوریا ریپبلک کو دس فورم کے ممبر کے طور پر داخل کیا گیا۔ وزیر خارجہ نے میکونگ-گنگا سوانا فورم (سورن بھومی) تعاون پروگرام پر غور کرنے کے لیے منعقد میٹنگ میں بھی حصہ لیا۔ اس پروگرام میں شامل جیسے تھائی لینڈ، ویتنام، لاؤس، کمبوڈیا، میانمار اور ہندستان

نے اس بارے میں لیے جانے والے اقدامات کو سراہا۔

ناوابستہ تحریک

ناوابستہ تحریک (NAM) کے وزراء خارجہ کی کانفرنس کارتاجینا، کولمبیا میں 8 اور 9 راپریل 2000 کو منعقد ہوئی۔ ملینیم چوٹی کانفرنس اور اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے ملینیم اجلاس سے پہلے ہونے کی وجہ سے یہ کانفرنس اہم تھی۔ وزیر خارجہ نے اس کانفرنس میں اعلیٰ سطحی ہندستانی وفد کی قیادت کی۔ اس میں ہندستان کے نظریے کے مطابق سب سے اہم بات تھی۔ طالبان کی سخت تنقید۔ کانفرنس کے اعلانیہ میں دہشت گردی کے بارے میں ہندستان کے اس تجویز کی پھر حمایت کی گئی کہ بین الاقوامی دہشت گردی ختم کرنے کے لیے جامع معاہدہ کو اپنایا جانا چاہیے۔ ناوابستہ تحریک اپنے ان خیالات پر مضبوطی سے قائم رہا کہ انسانی بنیاد پر مداخلت کرنے کا حق قبول نہیں کیا جانا چاہیے۔ NAM کے وزیر خارجہ نے نیویارک میں ستمبر 1999 میں منعقد اپنی میٹنگ میں پہلے بھی انھیں خیالات کا اظہار کیا تھا۔ اعلانیہ میں یہ بھی کہا گیا کہ جن ملکوں میں غیر آئینی ذرائع سے حکومتیں قائم کر لی گئی ہیں وہاں وہاں پر دستور کے مطابق حکومتیں پھر قائم کی جانی چاہیے۔ اس بارے میں NAM کے اگلے چوٹی کانفرنس میں غور کیے جانے کی سفارش کی گئی ہے۔

ترقیاتی امور

نیویارک میں 6 سے 8 ستمبر 2000 تک منعقد ریاستوں اور حکومت کے سربراہوں کے ملینیم چوٹی کانفرنس میں منظور اقوام متحدہ اعلان میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ اہم چیلنج یہی ہے کہ ہمہ گیریت کا فائدہ دنیا کے تمام لوگوں کو حاصل ہو۔

اس اعلان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر چہ کروی ہمہ گیریت اسقدر عظیم مواقع پیش کرتی ہے لیکن آج کل ہمہ گیریت کا فایدہ مساوی طور سے نہیں مل پا رہا ہے جب کہ اس کے اپنے اخراجات بھی غیر مساوی طور پر منقسم ہو رہے ہیں۔

77 ملکوں کے گروپ کی (جنوبی چوٹی کانفرنس) پہلی کانفرنس ہوانہ میں 10 سے 14 ستمبر 2000 تک ہوئی۔ اس میں گہرائی کے ساتھ گفت وشنید کے بعد اعلان اور عملی پروگرام منظور کرنے کے علاوہ "دیگر فیصلے" بھی منظور کیے گئے۔ یہ فیصلے ملکوں اور حکومتوں کے سربراہان کے درمیان باہمی مذاکرات کا نتیجہ تھے۔ اس چوٹی کانفرنس میں ہندستانی وفد کی قیادت وزیر برائے فروغ انسانی وسائل نے کی۔

ترقیاتی کاموں کے لیے رقم فراہمی کے بارے میں مختلف ملکوں کے اعلیٰ سطحی میں حکومتی تیاری کمیٹی کا پہلا اجلاس نیویارک میں 30 رمئی سے 2 رجون 2000 تک ہوا۔ اس میں جامع قرارداد منظور کی گئی، جس میں عبوری ابتدائی پروگرام بھی شامل ہیں۔ اس ایجنڈے میں ہندستان نے ترقی پذیر ملکوں کے مسائل کا نمایاں ذکر بھی شامل کرایا۔ اقوام متحدہ کے 55 ویں اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ایسی ہی کانفرنس سال 2002 کے پہلے 3 مہینوں میں کی جائے گی۔

اقوام متحدہ جنرل اسمبلی کے 55 ویں اجلاس میں "کروی ہمہ گیریت اور باہمی انحصار کے ضمن میں ترقیاتی پیش رفت میں اقوام متحدہ کا کردار" کے بارے میں منظور قرارداد میں بین الاقوامی برادری سے کیا گیا ہے۔ کہ انھیں عالمی پر اقتصادی نظام کی ہمہ گیریت کے سلسلے میں ترقی پذیر ملکوں کے حصہ لینے اور ان ملکوں کی ترقی، استحکام، برابری اور شراکت داری بڑھانے کے لیے بین الاقوامی ترقیاتی تعاون کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے اور اس کے لیے ساختی اور جامع اقتصادی، اصلاحات، راست غیر ملکی پونجی سرمایہ کاری، سرکاری سطح پر ترقی کے لیے تعاون ان کی صلاحیت کی تعمیر میں بڑھاوا، ضروری معلومات اور ٹکنالوجی مہیا کرانے کے

لیے معقول اقدامات کیے جانے چاہئیں۔ اقوام متحدہ اقتصادی اور سماجی کونسل کا اہم اجلاس نیویارک میں 5/جولائی سے پہلی اگست 2000 تک منعقد ہوا۔ ان مباحثوں کی تیاری کے لیے ہندستان نے بھی ایشیائی علاقائی میٹنگ منعقد کی۔

سماجی، انسانی حقوق اور انسانیت سے متعلق امور

اقوام متحدہ انسانی حقوق کمیشن، انسانی حقوق کے تحفظ اور پرموشن سے متعلق اس کے ذیلی کمیشن کی میٹنگوں میں اور اقتصادی اور سماجی کونسل میں انسانی حقوق اور اس سے متعلق سوالوں پر غور وخوض کرنے میں اقوام متحدہ جنرل اسمبلی میں ہندستان نے تعمیری اور مثبت تعاون دیا۔ ان بھی فورموں میں ہندوستان نے یہی کہا کہ انسانی حقوق کی ہمہ گیریت اور مکمل طور پر بلا امتیاز پابندی کے اصولوں کو اپنایا جانا چاہیے، لوگوں کے درمیان وسیع مفاہمت، رواداری اور کثرت وجود کی ثقافت کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے۔ ہندستان نے یہ بھی زور دے کر کہا کہ انسانی حقوق کے غور وغوض کے معاملے میں سیاست کو دور رکھا جانا چاہیے، تعاون کو بڑھایا جانا چاہیے اور انسانی حقوق پر عمل کرنے کی حوصلہ افزائی کے لیے موثر ذرائع کے طور پر باہمی مذاکرات کی جانی چاہیے اور قومی تعمیری صلاحیت بڑھانی چاہیے۔

جمہوری ممالک کی کمیونٹی

وارسا میں 25 سے 27 جون 2000 تک منعقد ''جمہوری ممالک کی کمیونٹی کی نسبت'' کے موضوع پر وزارتی کانفرنس میں وزیر خارجہ کی قیادت میں ہندستانی وفد نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں اور کانفرنس کے اعلان کو آخری شکل دینے اور حتمی اعلانیہ جاری کرنے میں ہندستان نے اہم کردار ادا کیا۔

ماحولیات اور قائم پذیر ترقیاتی امور

قائم پذیر ترقیات سے متعلق اقوام متحدہ کا آٹھواں اجلاس نیویارک میں 24/اپریل سے 5/مئی 2000 تک ہوا۔ اس میں قائم پذیر ترقیات کے ضمن میں زراعت، زمینی وسائل تجارت اور مالیاتی وسائل سے متعلق امور پر غور کیا گیا۔ ہندستانی وفد کی قیادت وزیر برائے ماحولیات اور جنگلات نے کی اور انھوں نے ترقی پذیر ممالک کے سبھی لوگوں کے لیے غذا کا بندوبست کرنے اور زرعی سیکٹر میں مسلسل پیداوار بڑھانے کی ضرورت پر زور دیا۔ جنرل اسمبلی کے 55ویں اجلاس کے دوران ہندستان جنرل اسمبلی کے 54ویں اجلاس کی ثانوی کمیٹی میں سرگرم عمل رہا۔ اس کمیٹی نے جامع اقتصادیات، ماحولیات اور ترقیات جیسے امور کا جائزہ لیا۔

خصوصی ایجنسیاں

عالمی محنت تنظیم

جنیوا میں منعقد، عالمی محنت کے تنظیم 88ویں اجلاس میں ہندستانی وفد کی قیادت وزیر محنت نے کیا۔ انسانی وسائل، تربیت اور فروغ سے کانفرنس کمیٹی کی صدارت کے لیے ہندستان کو نامزد کیا گیا۔ سکریٹری محنت نے اس کمیٹی کی صدارت کی۔ کانفرنس میں سماجی اور محنت سے متعلق مسائل پر غور کیا گیا۔ کانفرنس میں سماجی اور محنت سے متعلق اہم مسائل پر غور کیا گیا۔ کام کے بنیادی اصولوں اور حقوق کے بارے میں عالمی محنت تنظیم کے اعلان کے مطابق پہلے عالمی رپورٹ پر بھی غور کیا گیا۔

عالمی ذہانت اثاثہ تنظیم(Word Intellectual Property Organisation)

پیرس یونین ایگزیکیٹیو کمیٹی کا ممبر ہونے کے باعث ہندستان عالمی ذہنی اثاثہ تنظیم(WIPO) کی کوآرڈینس تنظیم کا ممبر تھا۔ WIPO کی انفارمیشن ٹکنالوجی، پیٹنٹ قانون، ٹریڈ مارک قانون، صنعتی ڈیزائن اور جغرافیائی اشاریات اور کاپی رائٹ اور متعلقہ حقوق کے بارے میں قائم برقرار کمیٹیوں میں ہندستان کے ماہرین نے شرکت کی۔ ان سبھی شعبوں دانش ور طبقوں کے مفاد کے تحفظ کے لیے بین الاقوامی ذمہ داریوں اور اصولوں و معیار کے تعین کے لیے مباحثہ میں ہندستانی ماہرین نے موثر طور پر اپنا اشتراک پیش کیا۔

یونیسکو(UNESCO)

مئی اور اکتوبر 2000 میں منعقد یونیسکو کے 159 ویں اور 160 ویں اجلاس میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا۔ 2001 سے 2007 تک کے لیے اگلے وسط مدتی حکمت عملی اور 2001 اور 2002 ان دو سالوں کے پروگراموں سے متعلق ترجیحات کے تعین میں ہندوستانی وفد نے سرگرم کردار ادا کیا۔

اقوام متحدہ صنعتی ترقیاتی بورڈ(UNEDO)

سال کے دوران UNIDO کی درج ذیل میٹنگیں منعقد ہوئیں۔ صنعتی ترقیاتی بورڈ(22واں اجلاس 29 /مئی سے 2/ جون 2000 تک)، پروگرام اور بجٹ کمیٹی(16 واں اجلاس 4 سے 8/ستمبر 2000 تک) اور صنعتی ترقیاتی بورڈ کا(23واں اجلاس 13 سے 17 نومبر 2000 تک)UNIDO کی میٹنگوں میں اس بورڈ کی مالیاتی مشکلات اور تکنیکی تعاون کی سرگرمیوں کے زیادہ سے موثر نفاذ اور انھیں جاری رکھنے پر خاص زور دیا گیا۔

عالمی صحت تنظیم(WHO)

مئی 2000 میں منعقد عالمی صحت اسمبلی میں ہندستانی وفد نے مباحثہ اور غور وخوض میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا۔ اس کانفرنس میں اہم معاملات پر غور وخوض کیا گیا جیسے۔ تمباکو کے استعمال پر قابو کرنے کے لیے معاہدہ کے خاکے کے بارے میں گفت وشنید کے لیے مختلف ملکوں پر مشتمل بین حکومتی تنظیم قائم کرنا۔ ملیریا انسداد پروگرام پھر شروع کرنا، نشیلی اشیاء کی روک تھام کی پالیسی کا جائزہ لینا، AIDS/HIV کے مسائل سے نمٹنا اور غذا اور خوراک کا تحفظ۔ ہندستانی وفد نے ترسیل پذیر بیماریوں کے بڑھنے پر اپنی تشویش کا اظہار کیا، اور کہا کہ تنظیم کے پروگراموں کے لیے ضروری وسائل کا بندوبست کیا جانا چاہیے اور صحت پروگراموں پر بہتر ڈھنگ سے عمل کرنے کے لیے ڈیلیوری نظام میں اصلاحات کی جانی چاہیے۔

FAO(غذا اور زراعت تنظیم) کے ڈائرکٹر جنرل کی بندآمد

غذا اور زراعت تنظیم کے ڈائرکٹر جنرل ڈاکٹر یاکس ڈیوف 11 اور 12 /ستمبر 2000 کو ہندستان آئے اور انھوں نے حکومت ہند کے ساتھ ملک میں FAO کی سرگرمیوں کا جائزہ لیا اور بات چیت کی۔

دولت مشترکہ

ہندستان دولت مشترکہ کا سب سے بڑا ممبر ملک ہے۔ وہ دولت مشترکہ سکریٹریٹ کے سبھی نگرانی اداروں اور تنظیموں کا ممبر

ہے۔ دولت مشترکہ کے بڑے شراکت دار ملکوں میں ہندستان کا مقام چوتھا ہے۔ ہندستان دولت مشترکہ کے دیگر ممبر ملکوں کو
ماہرین کی امداد دینے والا اہم ملک ہے۔ دولت مشترکہ کے ممبر ملکوں کے تربیت چاہنے والے امیدوار ہندستان آتے ہیں۔
ہندستان نے اپنے ساتھی ترقی پذیر ملکوں کا ہمیشہ ساتھ دیا ہے اور اقوام متحدہ میں ان کی آرزوؤں کی حمایت کی ہے۔ اقوام متحدہ میں
دولت مشترکہ کے چھوٹے ممبر ملکوں کے مشترکہ دفتر کے ہندستان نے اپنا حصہ 15 ہزار امریکی ڈالر سالانہ سے بڑھا کر 75 ہزار
امریکی ڈالر سالانہ کردیا۔

بیرونی ملکوں سے اقتصادی تعلقات اور تجارت اور سرمایہ کاری کی افزائش سال 2000 کے اول نصف میں عالمی اقتصادی
نظام میں بہت تیزی رہی لیکن کروی ہمہ گیریت کے فائدوں کی معقول تقسیم نہیں ہو پائی۔ ترقی پذیر ملکوں کے بازاروں پر ہمہ
گیریت کے اثرات پر نمایاں طور پر لوگوں کی توجہ مرکوز کرنے میں ہندستان کا اہم کردار رہا ہے۔ سال کے دوران ہندستان کے
تجارتی اور اقتصادی تعلقات میں کافی اضافہ ہوا۔ مالی سال کے پہلے سات مہینوں میں ہندستان کی برآمدات میں 20.51 فی صد
کا اضافہ ہوا۔ پوکھرن کے ایٹمی دھماکوں کے بعد کچھ ملکوں نے ہندستان کے خلاف جو اقتصادی پابندی لگادی تھی اس میں قابل
ذکر ڈھیل دی گئی اور ناروے، سویڈن، جرمنی، ڈنمارک اور نیوزی لینڈ جیسے کچھ ملکوں نے ترقیاتی تعاون دینا پھر سے شروع کردیا۔

سال کے دوران ہندستان نے اس بات پر زور دیا کہ ترقی کے میدان میں عالمی کانفرنس ہونی چاہیے اور ٹکنالوجی کی معلومات
شمال سے جنوب کے ملکوں کو فراہم کرنے پر توجہ مرکوز کی جانی چاہیے۔ فروغ انسانی وسائل اور سائنس ٹکنالوجی کے وزیر نے ہوانہ
میں اپریل 2000 کے ترقی پذیر ملکوں کی پہلی کانفرنس میں ہندستانی وفد کی قیادت کی۔ اس کانفرنس کے ساحتے میں اہم کردار ادا
کیا۔ جون 2000 میں قاہرہ میں منعقد G-15 چوٹی کانفرنس میں ہندستان نے عالمی تجارتی تنظیم میں نئے دور کی بات چیت،
WTO کے تحت ترقی پذیر ملکوں کی خصوصی ضرورتوں پر خاص توجہ دیے جانے اور مالیاتی نظام میں اصلاحات کے سلسلے میں اپنے
موقف کی وضاحت کی۔ بحر ہند ساحلی ایسوسیئشن کے ملکوں کے درمیان علاقائی تعاون میں ہندستان سرگرمی کے ساتھ حصہ لیتا رہا
ہے۔ اس کے تحت وہ چار پراجیکٹوں میں شامل ہے۔ مختلف کثیر فریقی میٹنگوں میں ہندستان نے اس بات پر روشنی ڈالی WTO
معاہدے میں بہت سی باتیں معقول نہیں ہیں، غیر محصول رکاوٹوں کے ذریعہ ترقی پذیر ملکوں کی برآمدات پر لگائی گئی پابندیوں کے
بارے میں ہندستان نے خاص طور پر ذکر کیا۔ جولائی 2000 میں اسیان کے 33 ویں مابعد وزارتی کانفرنس (PMC) میں
ہندستان نے گفت وشنید میں مکمل طور پر شرکت کی۔ اس کانفرنس میں ہندستان، کمبوڈیا، ویتنام، تھائی لینڈ، میانمار اور لاؤس نے
اعلان کیا کہ انھوں نے مرکونگ۔ گنگا معاہدے کے تحت سیاحت، ثقافت، تعلیم، نقل وحمل اور مواصلات کے شعبوں میں تعاون
کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ DDR نومبر 2000 میں میکونگ گنگا تعاون پراجیکٹ کو رسمی طور پر شروع کیا گیا۔ BIMSEG میں
ہندستان کی سرگرم شراکت داری جاری رہی، اس نے اپریل 2000 میں نئی دہلی میں وزراء تجارت کی میٹنگ منعقد کی۔ جولائی
2000 میں BIMSF-EC کی وزارتی سطح کی تیسری میٹنگ نئی دہلی میں منعقد کی گئی جہاں اس نے ذیلی علاقائی گروپ کی
صدارت حاصل کی۔

ہندوستان میں بیرون ملکی راست پونجی سرمایہ کاری بڑھانے کے لیے لگاتار کوشش کی گئی۔ بنیادی ساختوں، توانائی، ٹیلی
مواصلات، انفارمیشن ٹکنالوجی جیسے شعبوں میں راست غیر ملکی پونجی سرمایہ کاری کرنے پر زور دیا۔ ہندستانی سفارت خانوں سے
باقاعدہ اطلاعات حاصل کی جاتی رہیں کہ ہندستان میں پونجی لگانے کے بارے میں غیر ملکیوں کے کیا خیالات ہیں۔

قونصلی خدمات اور بیرون ممالک میں مقیم ہندستانی

بیرون ممالک میں اور زیادہ ہندستانیوں کے جانے اور وہاں کام کرنے کی وجہ سے قونصلی خدمات کی اہمیت بہت بڑھ گئی

ہے۔اب پہلے کے مقابلے پاسپورٹوں کے لیے بھی کافی بھیڑ رہتی ہے۔ ہندستانی شہریوں کے پاسپورٹ جلدی بنانے کے سلسلے میں مناسب اصلاحات کی گئی ہیں جس میں کمپیوٹر ائیزیشن بھی شامل ہے۔ اس سمت میں موثر اور تیزی کے ساتھ خدمات مہیا کرانے کا سلسلہ جاری ہے۔ ہندستانی نزاد (PIO) کے افراد کو کارڈ دینے کی اسکیم کو اور زیادہ دلکش اور مقبول بنانے کے لیے قدم اٹھائے جارہے ہیں۔ PIO کارڈوں کی اسکیم کے علاوہ ویزہ نہ لینے کے نظام کی اسکیم کو متعارف کیا گیا ہے ان کو کچھ خاص اقتصادی، تعلیمی، مالیاتی اور ثقافتی منفعت بھی حاصل ہوتی ہے۔

غیر مقیم ہندستانی اور ہندستانی نزاد کے افراد

غیر ممالک میں بسی ہندستانیوں کی نہایت وسیع اور کامیاب کمیونٹی سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کے تحت اور انھیں بہتر خدمات فراہم کرنے کے لیے اپریل 2000 میں وزارت خارجہ میں ایک غیر مقامی ہندستانی/ ہندستانی نزاد کے افراد کا شعبہ PIO/NRI ڈویزن) کی تشکیل کی گئی۔ یہ شعبہ غیر مقیم ہندستانیوں کے تمام امور پر اپنی توجہ مرکوز کرتا ہے۔ غیر مقیم ہندستانیوں سے متعلق اعلیٰ سطحی کمیٹی بھی ستمبر 2000 میں بنائی گئی۔ یہ کمیٹی غیر مقیم ہندستانیوں سے متعلق سبھی معاملوں پر غور کرے گی اور پالیسی سے متعلق ایسا مناسب خاکہ تیار کرے گی جس کے ذریعہ ملک کی سعی وجدو جہد میں غیر مقیم ہندستانیوں کا تعاون آسانی سے مل سکے۔ دسمبر 2000 میں غیر مقیم ہندستانیوں کے بارے میں خصوصی ویب سائٹ شروع کی گئی۔ جنوری 2001 میں وزیر اعظم نے نئی دہلی میں گلوبل آرگنائیزیشن آف پیوپل آف انڈین اوریجن(GOPIO) کا افتتاح کیا۔

تکنیکی تعاون

ہندستان تکنیکی اور اقتصادی تعاون پروگرام(ITEC) اور مخصوص دولت مشترکہ افریقی تعاون پلان(SCAAP) کے تحت ایشیا، افریقہ، لیٹسن امریکہ، مشرقی یوروپ اور بحرالکاہل علاقے کے 144 ترقی پذیر ملکوں کو ہندستان تعاون وامداد فراہم کررہا ہے۔ یہ امداد درج ذیل ہے۔ تربیت (شہری اور فوجی دونوں) پراجیکٹ اور پراجیکٹوں سے متعلق امداد، مشاورتی خدمات، مطالعات کی عمل پذیری، ماہرین کو بھیجنا، اعلیٰ افسران/ فیصلہ لینے والے افسران کا ہندستان میں مطالعاتی دورہ۔

بیرون ممالک ہندی کی تشہیر

وزارت خارجہ اپنے دفاتر، سفارت خانوں اور بیرون ممالک میں قائم دیگر دفاتر میں ہندی کے استعمال کی حوصلہ افزائی کے سلسلے میں کوشاں رہی ہے۔ سبھی اہم دستاویز، دوطرفہ معاہدے، یادداشت، سند، تقاریر، وزارت کی سالانہ رپورٹیں اور پارلیمانی سوالات ہندی اور انگریزی میں جاری کیے گئے۔ ہندی کو سرکاری زبان کے اعلانیہ جاری کرنے کے گولڈن جبلی سال کے موقع پر ہندستانی سفارت خانوں میں خاص پروگرام منعقد کیے گئے۔ ہندستانی سفارت خانوں میں 7 ہندی ٹیچروں کی تقرری کی گئی۔ 67 ہندستانی سفارت خانوں لیپ آفس میں ہندی سافٹ ویئر فراہم کیا گیا۔

بیرون ممالک خدمات انسٹی ٹیوٹ

وزارت خارجہ کی بیرون ممالک خدمات انسٹی ٹیوٹ، وزارت کے افسروں اور ملازموں کو باقاعدہ ماڈیولس کے ذریعہ تربیت دیتی رہی۔ مالی سال کے دوران غیر ملکی سفارت کاروں کے لیے 25 ویں اور 26 ویں پیشہ ورانہ نصابوں کو پورا کیا گیا۔

بیرون ممالک تشہیر

ہندستان کی بیرونی تشہیر کی کوششوں کے تحت ہندستان کے بارے میں مکمل معلومات فراہم کرنے کے لیے طباعت و اشاعت، فلمیں، میڈیا اور الکٹرانک ذرائع کے ذریعہ راست مواصلات کا سہارا لیا گیا۔ وزارت خارجہ کی ویب سائٹ جس میں مسلسل تازہ معلومات فراہم کی جاتی ہے۔ بین الاقوامی میدان میں اس ویب سائٹ کی معتبریت اور افادیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ ہندستانی سفارت خانوں کی اطلاعات و معلومات سے متعلق سہولیات فراہم کرنے میں مزید مضبوطی عطا کی جارہی ہے جس کے تحت بیرون ممالک ہندستانی مشنوں میں اطلاعات سے متعلق آلات جیسے DVD پلیئرس فلم اور سلائیڈ پراجکٹر، ڈش انٹینا، سی ڈی۔ پلیئرس وغیرہ رکھے گئے ہیں۔

ثقافتی تعلقات

ثقافتی تعلقات کی ہندستانی کونسل ملک کے ثقافتی سفیر کا کردار نبھا رہی ہے۔ اس کونسل کی اہم سرگرمیاں ہیں۔ غیر ملکی طلبا کے لیے اسکالرشپ پروگراموں کا نفاذ، نمائشوں کا ایک دوسرے ملکوں میں انعقاد، مباحثوں اور سمیناروں کی تنظیم، فن کاروں کا آنا جانا، بیرون ملک ہندستانی مطالبات متعلق موضوعات کے سلسلے میں مطالعاتی نشستوں کا قیام اور پروفیسروں کی تقرری، کتابوں کو مہیا کرانا، بین الاقوامی مفاہمت وغیرہ کے سلسلے میں جواہر لعل نہرو ایوارڈ سکریٹرٹ فراہم کرنا وغیرہ۔

29۔ ریاستیں اور مرکزی علاقے

آندھراپردیش

رقبہ	2,75,045 مربع کلومیٹر،	آبادی	7,57,27,541		
راجدھانی۔	حیدرآباد،	اہم زبانیں۔	تیلگواوراردو		

تاریخ اور جغرافیہ

آندھراپردیش کا ذکر سب سے پہلے دو ہزار قبل مسیح کے ایتریا برہمن میں ملتا ہے۔اس کے مطابق آندھراپردیش کے باشندے اصلاً شمالی بھارت کے رہنے والے آریا تھے جو وندیا پہاڑ کے جنوب میں بس گئے اور بعد میں غیر آریائی لوگوں میں مل گئے۔مورخین کے مطابق آندھراپردیش کی باقاعدہ تاریخ 236ق م سے شروع ہوتی ہے۔اسی سال اشوک اعظم کی موت واقع ہوئی تھی۔اس کے بعد کئی صدیوں تک ستواہن،شک،اکشواکو،مشرقی چالکیہ اور کاکتیہ حکمرانوں نے اس تیلگو ملک پر حکومت کی۔ آندھراپردیش پر حکومت کرنے والے دوسرے حکمرانوں میں وجے نگر اور قطب شاہی کے علاوہ نظام کے نام سے مشہور میر قمرالدین اور ان کی نسل کے لوگوں کے نام شامل ہیں۔سترہویں صدی کے بعد رفتہ رفتہ انگریز حکمرانوں نے نظام کے علاقوں کو اپنی حکومت میں شامل کرلیا اور ایک صوبہ مدراس کے نام سے قائم کیا۔آزادی کے بعد تیلگو زبان والے علاقے کو مدراس پریسیڈنسی سے علیحدہ کیا گیا اور یکم اکتوبر 1953ء کو نئی ریاست آندھراپردیش بنائی گئی۔ریاستوں کی تنظیم نو سے متعلق قانون کی منظوری کے بعد 1956ء میں حیدرآباد اور آندھرا کے انضمام کے بعد آندھراپردیش کے نام سے یہ صوبہ وجود میں آیا۔آندھراپردیش کے شمال میں اڑیسہ اور مدھیہ پردیش،مغرب میں مہاراشٹر اور کرناٹک،جنوب میں تمل ناڈو اور مشرق میں خلیج بنگال ہے۔اس کے سمندری ساحل کی لمبائی تقریباً 974 کلومیٹر ہے۔

زراعت

آندھراپردیش کے 70 فی صد عوام کا خاص پیشہ زراعت ہے۔وہاں کے لوگوں کی پسندیدہ خوراک بھی چاول ہی ہے۔ ساری فصلوں کی پیداوار کا اسی سے 80 سے 85 فی صد تقریباً فیصد دھان ہوتا ہے۔دوسری اہم فصلوں میں جوار،باجرا،مکئی،تل، کٹی،دالیں،تمباکو،ارنڈی،کپاس اور گنا وغیرہ شامل ہیں۔ریاست کے 23 فیصد علاقے میں جنگلات ہیں۔جنگلوں کی اہم پیداوار ہیں ٹیک،سفیدہ،کاجو،بانس وغیرہ۔

آبپاشی

ریاست میں آبپاشی کے اہم پراجکٹوں میں ناگارجن ساگر پراجیکٹ،پرکاشم بیراج،سرآرتھر کاٹن بیراج،تنگ بھدرلولیول نہر کرنول کڈپہ نہر،قدم پروجیکٹ رودم پیرونالہ پروجیکٹ اور بالائی پینار پروجیکٹ شامل ہیں۔دیگر زیر عمل پروجیکٹ سری رام

ساگر، وام سادھارا، سری سیلم رائٹ برانچ، پیلرو ریزروائر اسکیم، گوداوری ڈیلٹا سسٹم وغیرہ ہیں۔ سال 2001-2000 کے دوران رواں پراجیکٹوں پر 649 کروڑ روپے خرچ ہوئے جب کہ اس کے لیے 760 کروڑ روپے مختص کیے گئے تھے۔ 2000-1999 میں ریاست میں کل 43.84 لاکھ ہیکٹر میں آبپاشی ہوئی۔

آندھرا پردیش ملک کی پہلی ریاست جہاں آبپاشی کے ذرائع کے انتظام میں کسانوں کو بھی حصہ دار بنایا گیا ہے۔ ریاست میں انتخابات کے ذریعے پانی استعمال کرنے والوں کی 10,292 تنظیمیں اور پانی تقسیم کرنے والوں کی 163 کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ 2002-2001 کے دوران ان کو مفید ڈھنگ سے کام کرنے کے قابل بنانے کے لئے 112 کروڑ روپے دئے گئے۔

بجلی

ریاست کے اہم بجلی پراجیکٹوں میں ناگارجن اور نیلم سنجیوا ریڈی ساگر (شری سیلم پن بجلی پراجیکٹ)، اوپری سلیرو، زیریں سلیرو، تنگ بھدر پن بجلی پراجیکٹ، نیلور، راما گنڈم، کوٹھا گنڈم، وجے واڑہ اور ٹُرانور حرارتی بجلی پراجیکٹ وغیرہ شامل ہیں۔

770 میگاواٹ صلاحیت والا سری سیلم پن بجلی پراجیکٹ اور 960 میگاواٹ صلاحیت والا ناگارجن ساگر پراجیکٹ ریاست میں پن بجلی کے اہم ذرائع ہیں۔ 1,260 میگاواٹ صلاحیت والا وجے واڑہ حرارتی بجلی گھر اور 1,180 میگاواٹ صلاحیت والا کوٹھا گنڈم حرارتی بجلی گھر حرارتی بجلی کے اہم ذرائع ہیں۔ کوئلے پر منحصر ایک ہزار میگاواٹ کا سمہادری حرارتی بجلی گھر کا مقصد پورے آندھرا پردیش میں بجلی کی ضرورت پوری کرنا ہے۔

صنعتیں اور معدنیات

حیدرآباد اور وشاکھا پٹنم کے آس پاس مختلف بڑی صنعتوں میں مشینی اوزار، تالیفی دوائیں، بجلی، بھاری مشینیں، کھاد، الکٹرانک سامان، ہوائی جہازوں کے کل پرزے، سمینٹ اور سمینٹ سے بننے والی اشیاء کیمیائی سامان، اسبیٹس، کانچ اور گھڑیاں وغیرہ تیار کئے جاتے ہیں آندھرا پردیش میں اچھی قسم کے کریولائٹ اسبلاس کے بڑے ذخیرے موجود ہیں۔

اس کے علاوہ یہاں تانبا، مینگنیز، ابرک، کوئلہ اور چونا پتھر جیسی اہم معدنیات کی پیداوار بھی ہوتی ہے۔ میگنیز پیدا کرنے میں اس ریاست کا دیش میں چھٹا اور ابرک اور چونا پتھر پیدا کرنے میں دوسرا مقام ہے۔ پورے جنوبی بھارت میں سنگرینی کوئلہ کانوں سے کوئلے کی سپلائی ہوتی ہے۔

31 مارچ 2001 تک ریاست میں 2,999 بڑے اور اوسط درجے کی صنعتیں ہیں جن پر مجموعی طور پر 41,077 کروڑ روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔ ان صنعتوں میں 8,02,209 افراد کو روزگار ملا ہوا ہے۔ ان کے علاوہ ریاست میں 3,29,444 چھوٹی اور بہت چھوٹی صنعتوں میں 2,707.53 کروڑ روپے کا سرمایہ لگا ہوا ہے۔ اور ان صنعتوں میں 28,09,648 افراد کو روزگار ملا ہوا تھا۔

ٹکنالوجی

ریاستی حکومت حیدرآباد میں انڈین انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیشن ٹکنالوجی (IIT) کو بھی فروغ دے رہی ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

آندھرا پردیش سے ہو کر گزرنے والی قومی شاہراہوں کی لمبائی 3,967 کلومیٹر ہے اور ریاستی شاہراہوں کی لمبائی 60,982 کلومیٹر ہے۔ ریاست میں پنچایتی راج سڑکوں کی لمبائی 1,00,468 کلومیٹر ہے۔

ریلوے

آندھرا پردیش کے تقریباً 5,029 کلومیٹر طویل ریل راستوں میں 4,306 کلومیٹر بڑی لائنیں اور 686 کلومیٹر گیج اور 37 کلومیٹر چھوٹی لائنیں ہیں۔

ہوائی خدمات

آندھرا پردیش میں اہم ہوائی اڈے حیدرآباد میں تیروپتی اور وشاکھاپٹنم میں ہیں۔ حیدرآباد ہوائی اڈے سے بین الاقوامی پروازیں ہوتی ہیں۔

بندرگاہیں

آندھرا پردیش کی سب سے اہم بندرگاہ وشاکھاپٹنم ہے۔ ان کے علاوہ کاکی ناڈہ، مچھلی پٹنم، بھیمونی پٹنم، کرشناپٹنم، واڈار لیووا اور کالنگاپٹنم میں چھوٹی بندرگاہیں ہیں۔

سیاحتی مقامات

آندھرا پردیش کے اہم سیاحتی مقامات میں حیدرآباد کا چار مینار، سالار جنگ میوزیم اور گولکنڈہ کا قلعہ، وادنگل کا ہزار ستونوں والا مندر اور قلعہ، یادارگری گٹا کا شری لکشمی نرسمہا سوامی مندر، ناگار جن کونڈا بودھ استوپ، تروماتروپتی، کا شری ونکٹیشور مندر سری سیلم کا شری ملک ارجن واسی مندر، وجے واڑا کا کنک درگا مندر اور ہارسلے پہاڑیاں اور اراکو گھاٹی وغیرہ شامل ہیں۔ حیدرآباد کے حسین ساگر جھیل میں بدھ پرنما پراجیکٹ کے تحت تیلگو کی 33 مشہور شخصیتوں کے آدم قد مجسمے نصب کئے گئے ہیں۔ اور جھیل کے وسط میں جبرالٹر چٹان پر مہاتما بدھ کا ساٹھ فٹ لمبا مجسمہ نصب کیا گیا ہے۔ یہ چٹان حیدرآباد اور سکندرآباد شہروں کو الگ کرتی ہے۔ 2000-2001 کے دوران سیاحت کے فروغ کے لئے ریاستی حکومت نے 41.78 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔

حکومت

گورنر	:ڈاکٹر سی رنگاراجن	چیف سکریٹری:	پی۔ وی۔ راؤ
وزیراعلیٰ:	:این چندرابابو نائیڈو	چیف جسٹس:	اے۔ سی۔ لکشمن
اسپیکر:	:کے۔ پرتبھا بھارتی	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	آندھرا پردیش

ضلعوں کی آبادی، علاقہ اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ (ہزار مربع کلومیٹر میں)	آبادی 2001 (عارضی)	صدر دفتر
1	عادل آباد	16.1	24,79,347	عادل آباد
-2	اننت پور	19.1	36,39,304	اننت پور
-3	چتور	15.2	37,35,202	چتور
-4	کڈپا	15.4	25,73,481	کڈپا
-5	مشرقی گوداوری	10.8	48,72,622	کاکی ناڈا
-6	گنٹور	11.4	44,05,521	گنٹور
-7	حیدرآباد	0.2	36,86,460	حیدرآباد
-8	کریم نگر	11.8	34,77,079	کریم نگر
-9	کھمم	16.0	25,65,412	کھمم
-10	کرشنا	18.7	42,18,416	مچھلی پٹنم
-11	کرنول	17.7	35,12,266	کرنول
12	محبوب نگر	18.4	35,06,876	محبوب نگر
-13	میدک	9.7	26,62,296	سنگاریڈی
-14	نلگونڈا	14.2	32,38,449	نلگونڈا
-15	نیلور	13.1	26,59,661	نیلور
-16	پرکاشم	17.6	30,54,941	آنگول
-17	نظام آباد	8.0	23,42,803	نظام آباد
-18	رنگاریڈی	7.5	35,06,670	حیدرآباد
-19	شری کاکولم	5.8	25,28,491	شری کاکولم
-20	وشاکھاپٹنم	11.2	37,89,823	وشاکھاپٹنم
-21	وجے نگرم	6.5	22,45,103	وجے نگرم
-22	وارنگل	12.9	32,31,174	وارنگل
-23	مغربی گوداوری	7.7	37,96,144	ایلورو

اروناچل پردیش

رقبہ: 83743 مربع کلومیٹر

آبادی: 10,91,117

راجدھانی: ایٹانگر

اہم زبانیں: مونپا، میجی، آکا، شیرڈکپن، بینگنگ اپاتانی، تاگن، ہل میری، آدی، دگاروسکی، ایدومشمی، خامتی میجومشمی، نوکٹے، ٹینکسا اور وانچو

تاریخ اور جغرافیہ

اروناچل پردیش کو پہلے نارتھ ایسٹرن فرانٹیر ایجنسی نیفا کے نام سے جانا جاتا تھا۔ شمال مشرق سرحدی ریاست اروناچل

پردیش مغرب میں بھوٹان، شمال مشرق میں تبت، شمال میں چین اور مشرق میں میان مار کی بین الاقوامی سرحدوں سے متصل ریاست ہے۔ اور اندرون ملک یہ آسام اور ناگالینڈ ریاستوں کے سرحدوں پر واقع ہے۔ اس علاقہ میں چھوٹی پہاڑیاں اور پہاڑوں کا سلسلہ ہے جس کی اونچائی آسام کے میدانی علاقے کی طرف آتے ہوئے کم ہوتی جاتی ہے اور یہ کمینگ، سبان سیری، سیانگ، لوہت اور تراپ ندیوں کی وجہ سے کئی گھاٹیوں میں بٹنے ہوئے ہیں۔

اس علاقے کی تاریخ کا کوئی رکارڈ موجود نہیں مگر کچھ باتیں جواب تک لوگوں میں چلی آرہی ہیں اور اس کے علاقہ پہاڑوں کے دامن میں پائی گئی کچھ اشیاء کی کھوج اور تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ یہ سامان تقریبا پہلی صدی عیسوی کے ہیں۔ تاریخی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ یہ علاقہ نہ صرف مشہور تھا بلکہ یہاں کے باشندوں کے تعلقات ملک کے بقیہ علاقوں کے لوگوں سے بھی گہرے تھے اس وقت کی اشیاء کی مقدار سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ برہمپتر ندی کے شمال ساحل سے لیکر پہاڑوں کے دامن تک کے علاقے میں ایسے افراد بستے تھے جو سیاسی، تہذیبی اور زندگی کے دوسرے شعبے میں کافی ترقی یافتہ تھے۔

شروعاتی ریکارڈوں اور دوسرے شواہد سے اروناچل پردیش اور آسام کے تعلقات اور اس علاقے پر اہوم راجا کے اثرات کا پتہ چلتا ہے۔ بہر حال اس علاقے میں حکومت کا باقاعدہ نظام آزادی کے بعد ہی نافذ ہوا۔ اروناچل پردیش کی جدید تاریخ 24 فروری 1826 کو ینڈابو معاہدے کے بعد آسام پر برطانوی حکومت سے شروع ہوتی ہے۔

1962ء سے قبل یہ علاقہ عام طور پر شمال مشرق سرحدی ایجنسی (NEFA) کے نام سے جانا جاتا تھا اور قانونی طور پر یہ آسام کا ایک حصہ تھا۔ اس کی جنگی اہمیت کی وجہ سے 1965ء تک اس علاقے کی نگرانی وزارت امور خارجہ کے ذریعہ ہوئی اور اس کے بعد آسام کے گورنر کے ذریعہ وہاں کی حکومت وزارت امور داخلہ کے قبضے میں رہی۔ 1972 میں اسے مرکز کے زیر انتظام علاقہ بنادیا گیا اور اس کا نام اروناچل پردیش رکھ دیا گیا۔ 20 فروری 1987 کو اسے بھارتیہ یونین کی 24 ویں ریاست کا درجہ ملا۔

آبپاشی اور باغبانی

یہاں کے عوام کا اہم پیشہ زراعت ہے۔ یہاں کی معیشت میں جو ہمیشہ یہاں کی جھوم کھیتی پر منحصر ہے تبدیلی آتی گئی۔ اناج کی پیداوار 99-1998 میں 2,03,287 میٹرک ٹن ہوگئی۔ نقدی فصل جیسے آلو اور باغبانی کی فصلیں مثلاً سیب، سنترے اور اناناس کی کھیتی کی حوصلہ افزائی کرکے یہاں کی زراعتی معیشت کو کثیر جہتی بنانے کے لئے اقدامات کئے گئے تھے۔

صنعت اور معدنیات

صنعت اور معدنیات کے شعبے میں اس ریاست میں تیزی سے ترقی ہوئی ہے۔ کوئلہ، تیل اور گیس، ڈولومائٹ، چونا پتھر، گریفائٹ، سنگ مرمر، سیسہ اور جستا جیسی معدنیات کے ذخیروں کا تحفظ اور ان کا پتہ لگانے کی خاطر یہاں 1991 میں اروناچل پردیش کی معدنیات کی ترقی اور تجارت سے متعلق کارپوریشن (APMDTCL) قائم کی گئی۔ چانگلینگ ضلع کے خاسانگ علاقے میں نامچک، نامفونگ کوئلے کی کانوں کا کام APMDTCL کے حوالے ہے۔

اروناچل پردیش میں ترقی کی پھر حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔ ریاست میں 18 اوسط درجے کی صنعتیں اور 5,224 چھوٹی صنعتی اکائیوں کا اندراج ہے۔ ان کے علاوہ سیمنٹ کا ایک چھوٹا پلانٹ، پھلوں کو ڈبہ بند کرنے کا ایک پلانٹ اور ایک سٹرونیلا تیل صاف کرنے کا کارخانہ ہے۔

آبپاشی اور بجلی

1998-99 تک 87,578 ہیکٹر رقبہ میں آبپاشی کا انتظام ہے۔ ریاست میں پانی سے بجلی تیار کرنے کے نہایت روشن امکانات ہیں۔ ریاست میں بجلی پیدا کرنے کی ریاست کی مجموعی صلاحیت 30,735 میگاواٹ ہے۔ ریاست کے 3,649 گاؤں میں سے 2,597 گاؤں کی برق کاری کی جا چکی ہے۔

ٹرانسپورٹ

اروناچل پردیش میں قومی شاہراہوں کی مجموعی لمبائی 330 کلیلومیٹر ہے۔

تیوہار

ریاست کے کچھ اہم تیوہاروں میں ادیسوں کا موپن اور سولنگ، موناپاؤں اور شیر وک پنوں کے لوسار، ہل میریوں کے بور می بوٹ، اپاتانیوں کے ڑی، تانگسں کے سی دونیائی، ایدومشمیوں کے ریہہ، نیشنگوں کے نیوکم، نوکٹیوں کے چالو لوکو وغیرہ اہم ہیں۔ زیادہ تر تیوہاروں میں جانوروں کی قربانی کا رواج ہے۔

سیاحتی مقامات

سیاحوں کی دلچسپی کے مراکز میں توانگ، دیرانگ، بومڈیلا، تیپی، ایٹانگر، مالی تیھن، لیکا بالی، پاسی گھاٹ، الونگ، تیزو، میاؤ، رونگ، داپوریجو، نمداپھا، بھسمک نگر، پرشورام کنڈ اور کھونسا وغیرہ شامل ہیں۔

حکومت

گورنر	اروند دوے	چیف سکریٹری	للت شرما
وزیراعلی	مکٹ متھی	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار	گوہاٹی ہائی کورٹ
اسپیکر	تامیوتاگا		

ضلعوں کی آبادی، رقبہ اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر دفتر
1	توانگ	2,172	34,705	توانگ
2-	مغربی کمانگ	7,422	74,595	بومڈیلا
3-	مشرقی کمانگ	4,134	57,065	سیپا
4-	پاپم پارے	2,875	1,21,750	ایٹانگر (یوپیا)
5-	نچلی سوبان سیری	10,135	97,614	زیرو
6-	اوپری سوبان سیری	7,032	54,995	داپوریزو
7-	مغربی سیانگ	8,325	1,03,575	الونگ
8-	مشرقی سیانگ	4,005	87,430	پاسی گھاٹ

9-	اوپری سیانگ	6,188	33,146	ینکیونگ
10-	دبانگ گھاٹی	13,029	57,543	انینی
11-	لوہت	11,402	1,43,478	تیزو
12-	چانگلانگ	4,662	1,24,994	چانگلانگ
13-	تراپ	2,362	1,00,227	کھونسا
14-	کیرنگ کومے	NA	NA	لائینگ یانگئے

آسام

رقبہ	78438 مربع کلومیٹر	آبادی۔	2,66,38,407
راجدھانی	دسپور	اہم زبان۔	آسامی

تاریخ اور جغرافیہ:-

کچھ ماہرین یہ مانتے ہیں کہ آسام کا لفظ سنسکرت کے لفظ اسم سے بنا ہے جس کے معنی ہوتے ہیں بہت خوبصورت یا لافانی۔لیکن آج بیشتر ماہرین یہ مانتے ہیں کہ یہ لفظ بنیادی طور پر لفظ ''اہوم'' سے بنا ہے برطانوی حکومت میں ضم ہوجانے سے قبل لگاتار چھ سو برسوں سے بھی زیادہ عرصے تک اس زمین پر اہوم راجاؤں نے حکومت کی۔آسام میں تہذیب وتمدن کی ایک شاندار روایت رہی ہے درحقیقت آسام اپنی قدرتی خوبصورتی، تہذیب کی دولت اور اپنے انسانی وسائل کا ایک خوبصورت سنگم ہے۔ آسٹرک، منگول، دراوڑی اور آریائی جیسے مختلف قبائل کی آماجگاہ ہونے کی وجہ سے اس صوبے میں مشترک تہذیب کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔یہ سارے قبائل زمانہ قدیم سے اس پردیش کی پہاڑیوں اور گھاٹیوں میں وقتاً فوقتاً آکر بس گئے۔

پرانے زمانے میں آسام پراگ جیوتش پور کے نام سے مشہور تھا بعد میں اس کا نام کام روپ پڑ گیا۔کام روپ صوبے کا قدیم ترین ذکر الہ آباد میں سمدرگپت کے شیلا لیکھ میں ملتا ہے اس شیلا لیکھ میں کام روپ کا ذکر ''پرتینت'' یعنی سرحدی صوبے کے طور پر ملتا ہے جو گپتا حکومت کے تحت تھا اور گپتا حکومت کے ساتھ اس کے دوستانہ تعلقات تھے چین کا ایک بڑا عالم اور سیاح ہوئین سانگ تقریباً 743ء میں راجا کمار بھاسکر ورمن کی دعوت پر کام روپ آیا۔اس نے کام روپ کا ذکر ''کامولوپا'' کے نام سے کیا ہے۔ گیارہویں صدی کے عرب مورخ البیرونی کی کتاب میں بھی ''کام روپ'' کا ذکر ملتا ہے۔اس طرح رزمیہ زمانے سے بارہویں صدی تک پورے آریاورت میں مشرقی سرحدی سلطنت کو پراگ جیوتش اور کام روپ کے نام سے جانا جاتا تھا۔یہاں کے حکمراں خودکو پراگ جیوتش نریش کہا کرتے تھے۔

1228ء میں مشرق پہاڑیوں پر ''اہوم'' افراد کی آمد سے آسام کی تاریخ میں ایک نیا دور آیا۔انہوں نے تقریباً چھ سو سال تک آسام پر حکومت کی۔حکومت میں ہر طرف غیر یقینی حالات اور لڑائی جھگڑے پھیل جانے کے سبب ''اہوم'' حکمرانوں کی طاقت جب کم ہونے لگی تب مشرق سرحد سے برمی لوگ اس پردیش میں داخل ہوئے۔عین اسی وقت انگریز بھی وہاں پہنچے اور 1826 کے ''یان دابو'' معاہدے کے تحت برمی لوگوں نے آسام کو انگریزوں کے حوالے کر دیا۔

بھارت کے شمال مشرقی سرحد کی رکھوالی کرنے والا آسام جنگی نظریئے سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔یہ بھوٹان اور بنگلہ دیش سے متصل بھارت کی بین الاقوامی سرحدوں سے گھرا ہے۔اس کے بقیہ حصوں میں پہاڑی علاقے ہیں۔آسام کے شمال میں بھوٹان اور اروناچل پردیش، مشرق میں منی پور، ناگالینڈ اور اروناچل پردیش اور جنوب میں میگھالیہ، میزورم اور تری پورہ ہیں

۔اس صوبے کے میدانی علاقوں کا موسم گرم ہے جس میں نمی بھی ملی ہوئی ہے اور پہاڑی علاقوں کا موسم ٹھنڈا ہے۔

زراعت

آسام ایک زراعت پیشہ ریاست ہے اس ریاست کی تقریباً 80 فیصد آبادی زراعت پر منحصر ہے اور زراعت ہی یہاں کی معاشی ترقی کی بنیاد ہے۔ صوبے کے عوام کی صلاحیت کا تقریباً 74 فیصد حصہ زراعت اور اس سے متصل کاموں پر خرچ ہوتا ہے یہاں کی خاص فصل چاول ہے نقدی فصلیں پٹسن، چائے، کپاس، تیلوں کے بیج، گنا، آلو وغیرہ ہیں۔ صوبے کی باغبانی کی اہم فصلیں سنترا اور لیمو کی طرح کے دوسرے پھل کیلا، اناس، سپاری، ناریل، امرود، لیچی، آم، کٹہل وغیرہ ہیں۔ ان کی باغبانی چھوٹے پیمانے پر کی جاتی ہیں، ریاست میں تقریباً 39.44 لاکھ ہیکٹر زمین پر کھیتی ہوتی ہے۔ ان میں سے 27.01 لاکھ ہیکٹر رقبے فیصد سے زیادہ زمین پر اناج کی فصلیں پیدا کی جاتی ہیں۔

جنگلات

آسام اپنے جنگلات اور مختلف قسم کے جانوروں اور پیڑ پودوں کے لئے مشہور ہے۔ مارچ 1999 میں صوبے میں 20.24 لاکھ ہیکٹر زمین پر جنگلات تھے جن میں 17.42 ہیکٹر زمین پر مخصوص جنگلات تھے۔ آسام کے پورے علاقے کے 22.21 فیصد علاقے میں مخصوص جنگلات ہیں۔

جنگلی جانور

صوبے میں ایک قومی پارک اور ۱۱ جنگلی جانوروں کی حفاظت کے مقامات ہیں۔ کاجی رنگا قومی پارک اور مانس ٹائیگر پروجکٹ (نیشنل پارک) دنیا بھر میں مشہور ہیں۔

صنعت

آسام میں زراعت پر مبنی صنعتوں میں چائے کی صنعت کا اہم مقام ہے۔ سال 1999 میں 41.4 کروڑ ٹن تیار چائے کی پیداوار آسام معدنیات میں پٹرولیم، قدرتی گیس، چونا پتھر اور کوئلے سے مالا مال ہے۔ صوبے کی دوسری اہم صنعتوں میں پٹرولیم کی کھوج، کھدائی اور پٹرولیم کی صفائی سے متعلق صنعتیں شامل ہیں۔ 1999 کے دوران آسام میں 50.01 لاکھ میٹرک ٹن خام تیل، 133.3 کروڑ مکعب میٹر، قدرتی گیس۔ 9.21 لاکھ میٹرک ٹن کوئلہ اور 3.79 لاکھ میٹرک ٹن چونا پتھر کی پیدائش ہوئی۔

ریاست میں چھ صنعتی فروغ مراکز ہیں اس کے علاوہ بیلی پاڑہ اور ماٹیا میں صنعتی فروغ کے دو مراکز قائم کئے جا رہے ہیں۔ فی الحال چار تیل ریفائنری کارخانے کام کر رہے ہیں جن میں سے ایک ڈگبوئی میں ہے۔ گوہاٹی کے پاس امین گاؤں برآمد پروموشن صنعتی پارک کی تعمیر ہونے والی ہے۔ گوہاٹی کے پاس بورجھار میں ایک سافٹ ویئر ٹکنالوجی پارک بنایا جائے گا۔ امین گاؤں میں سینٹرل انسٹی ٹیوٹ فار پلاسٹک انجینئرنگ ٹکنالوجی قائم کی گئی ہے۔ اپنے آرٹ اور دستکاروں کے لئے آسام ہمیشہ مشہور رہا ہے۔ ہتھ کرگھا، ریشم، بینت اور بانس کی چیزیں، غلیچوں کی بنائی، لکڑی، پیتل اور دوسری دھاتوں سے خوبصورت چیزیں بنانا وغیرہ یہاں کی گھریلو صنعتوں میں شامل ہیں۔ آسام میں کئی قسم کے ریشم مثلاً انڈی، مونگا، تسر اور شہتوت وغیرہ کی پیداوار ہوتی ہے۔ مونگا تو ریشم کی ایک ایسی قسم ہے جو پوری دنیا میں صرف آسام میں ہوتی ہے۔ سوآل کوچی (Sualkochi) میں دستکاری کی اشیاء کی برآمد کو فروغ دینے کے لئے پراجکٹ قائم کئے گئے ہیں جہاں سے مل بیری اور موگا قسم کے ریشمی کپڑے برآمد کئے جائیں گے۔

آبپاشی اور بجلی

ریاست میں 2000-1999 تک 8.98 لاکھ ہیکٹر علاقے میں آبپاشی کی صلاحیت کی جا چکی ہے جس میں سے محکمہ آبپاشی نے 4.95 لاکھ ہیکٹر علاقے کا احاطہ کیا ہے۔

آسام میں بجلی کی پیداوار کی صلاحیت اس وقت تقریباً 574.40 میگاواٹ ہے۔ صوبے کے اہم بجلی گھروں میں چندر پور حرارتی بجلی پراجکٹ اور نام روپ حرارتی بجلی پراجکٹ کے علاوہ ایک چھوٹا پن بجلی پراجکٹ اور کچھ چلتی پھرتی گیس ٹربائن اکائیاں شامل ہیں۔ بون گائی گاؤں کے حرارتی بجلی گھر کو دوبارہ چالو کر کے اور نجی سرمایہ کاری سے کربی لانگپی پروجیکٹ سے ریاست میں بجلی کی فراہمی میں اضافہ ہوگا۔ تپائی مکھ ڈیم پروجیکٹ کی منظوری مل چکی ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

آسام میں سڑکوں کی لمبائی 33,064 کلومیٹر تھی ان میں قومی شاہراہیں 2,038 کلومیٹر سڑکیں شامل ہیں۔

ریلوے

اس وقت آسام کے ریل راستوں کی لمبائی 2,391.76 کلومیٹر ہے جس میں چھوٹی ریلوے لائن 1,330.47 کلومیٹر اور بڑی ریلوے لائن 1,061.29 کلومیٹر دونوں شامل ہیں۔ گوہاٹی سے ڈبروگڑھ تک ریلوے لائن بچھانے کا کام پورا ہو چکا ہے۔ برہم پتر ندی پر جوگی گھوپا۔ پنچ رتن میں تیسرا پل ''نرنارائن سیتو'' بنانے کا کام پورا ہو گیا ہے اور پندرہ اپریل 1998 کو آمد و رفت کے لئے کھول دیا گیا ہے۔

ہوائی خدمات

آسام میں جن ہوائی اڈوں سے باقاعدہ ہوائی جہازوں کی پروازیں ہوتی ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ لوک پریہ گوپی ناتھ بورڈولوئی ہوائی اڈہ (گوہاٹی) سلونی باڑی (تیز پور)، موہن باڑی (ڈبروگڑھ)، لیلا باڑی (لکھیم پور)، کُمبھی گرام (سلچر)، اوریا (جورہٹ) میں ہیں۔

تیوہار

آسام میں مختلف قسم کے رنگا رنگ تیوہار منائے جاتے ہیں۔ ''بیہو'' آسام کا خاص تیوہار ہے۔ یہ سال میں تین بار منایا جاتا ہے۔ رنگالی بیہو یا بوہاگ بیہو فصل ہونے کی شروعات کی علامت ہے۔ اور اس سے نئے سال کی شروعات بھی ہوتی ہے۔ بھوگلی بیہو یا ماگھ بیہو فصل کی کٹائی کا تیوہار ہے اور کاتی بیہو یا کانگلی بیہو بہار کے موسم کا ایک سادگی بھرا تیوہار ہے۔

زیادہ تر تیوہار مذہبی بنیاد پر منائے جاتے ہیں۔ ریاست میں رہنے والے ویشنو لوگ اہم ویشنو سنتوں کے یوم پیدائش اور برسی کے موقع پر دن بھر بھجن گاتے ہیں اور رواج کے مطابق اسٹیج پر ''بھاونا'' ڈرامہ کرتے ہیں۔ کاماکھیا مندر میں امبوباشی اور ادمانندہ اور دوسری جگہوں پر شیوراتری میلہ، اشوک اشٹمی میلہ، راش میلہ، پرشورام میلہ، امبو باشی میلہ، دول یاترا جاترا، عید کرسمس اور درگا پوجا وغیرہ دوسرے مذہبی تیوہار بھی ریاست میں جوش و خروش کے ساتھ منائے جاتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

گوہاٹی مین اوراس کے آس پاس اہم سیاحتی مقامات میں کاماکھیا مندر، اوما نندا (مورد یپ)، نگرہ مندر، وشسشٹ آشرم، ڈول گووند، گاندھی منڈپ، چڑیا گھر، ریاستی میوزیم، شکیشور مندر، گیتا مندر، اورآثار قدیمہ میں مدن کامد یو مندر اور سرائے گھاٹ پل شامل ہیں۔ ریاست کے دوسرے سیاحتی مقامات میں کاجی رنگا قومی پارک، (ایک سینگ والے گینڈوں کے لئے مشہور) مانس (باگھ پراجکٹ)، پوبی تورا اور اورنگ (جنگلی جانوروں کے حفاظتی مقامات)، شیو ساگر (شیو مندر، رنگ گھر کاریگ گھر)، تیج پور (مہا بھیرو مندر خوبصورت مناظر کے مقامات)، بھالک پنگ (انگ لنگ)، ہاف لانگ (صحت کے لئے مفید جگہ اور جاتنگا پہاڑیاں) ماجلی (دنیا کا سب سے بڑی دریائی جزیرہ)، چندوبی جھیل (پکنک کی جگہ) حاجو (بودھ، ہندمت اور اسلام کے ملن کی جگہ) بتادادہ (بہت بڑے سنت شنکر دیو کی پیدائش کی جگہ) اور سوال کوچی (ریشم کی صنعت کے لئے مشہور) شامل ہیں۔

حکومت

گورنر	ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل ایس کے سنہا	چیف سکریٹری	پرنب کمار بورا
وزیراعلیٰ	ترون گوگوئی	چیف جسٹس	آر۔ ایس۔ میونگیا
اسپیکر	پرتھیبی مانجھی	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار	تمام شمال مشرقی ریاستیں

ضلعوں کی آبادی، رقبہ اور صدر دفاتر

نمبرشمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی (لاکھ میں)	صدر دفتر
1-	دھبری	2,838	16.35	ڈھبوری
2 -	کوکری جھار	3,129	9.30	کوکری جھار
3-	بونگائی گاؤں	2,510	9.06	بونگائی گاؤں
4-	گوال پاڑہ	1,824	8.22	گوال پاڑہ
5-	بارپیٹا	3,245.	16.42	بارپیٹا
6-	نل باڑی	2,277	11.38	نل باڑی
7-	کامروپ	4,345	25.15	گوہاٹی
8-	درانگ	3,481	15.04	منگل دوئی
9-	سونت پور	5,324	16.78	تیج پور
10-	لکھیم پور	2,277	8.89	شمالی لکھیم پور
11-	دھیما جی	3,217	5.89	دھیما جی
12-	ماری گاؤں	1,704	7.76	ماری گاؤں

13-	نوگاؤں	3,831	23.15	نوگاؤں
14-	گولہ گھاٹ	3,502	9.46	گولہ گھاٹ
15-	جورہاٹ	2,851	10.09	جورہاٹ
16-	شِب ساگر	2,668	10.53	شیوساگر
17-	تین سکھیا	3,790	11.72	تین سکھیا
18-	ڈبروگڑھ	3,381	11.50	ڈبروگڑھ
19-	کاربی آنگ لونگ	10,434	8.12	دیپھو
20-	شمالی کچھار ہلز	4,888	1.86	ہاف لانگ
21-	کریم گنج	1,809	10.04	کریم گنج
22-	ہیلاکانڈی	1,327	5.43	ہیلاکانڈی
23-	کچھار	3,786	14.42	سلچر

بہار

علاقہ:	94,163 مربع کلومیٹر	آبادی:	8,28,78,796
راجدھانی:	پٹنہ	اہم زبان:	ہندی

تاریخ اور جغرافیہ

بہار کا ذکر ویدوں، پرانوں، اور قدیم کہانیوں میں ملتا ہے۔ بہار مہا تما بدھ اور 24 تیر تھنکروں کی جگہ رہی ہے۔ قبل مسیح سے ہی اس علاقے پر بمبسار، ادین، چندر گپت موریہ، سمراٹ اشوک جیسے حکمرانوں کے علاوہ شنگ اور کنوراجاؤں نے حکومت کی۔ اس کے بعد کشان حکمرانوں اور پھر گپت سلطنت کے چندر گپت وکرمادتیہ نے بہار پر حکومت کی۔ عہد وسطیٰ میں اس علاقے پر مسلمان حکمرانوں کا قبضہ رہا۔ بہار کو سب سے پہلے فتح کرنے والا مسلم حکمراں محمد بن بختیار خلجی تھا۔ خلجی سلطنت کے بعد تغلق سلطنت اور مغلیہ سلطنت کا قبضہ رہا۔

بہار بھارت کی اہم ریاستوں میں ایک ہے۔ اس کے شمال میں نیپال، مشرق میں مغربی بنگال، مغرب میں اتر پردیش اور مدھیہ پردیش اور جنوب میں جھارکھنڈ ہے۔ یہاں بہت ساری ندیاں بہتی ہیں جن میں سب سے اہم ندی گنگا ہے۔ دوری ندیاں ہیں۔ سون، پن پن، پھلگو، کرمناشا، درگاوتی، دامودر، سورن ریکھا، براکبر، کول، کوسی، گنڈک، گھاگھرا وغیرہ۔

زراعت

زراعت کے تحت بہار کا جغرافیائی رقبہ تقریباً 93.60 لاکھ ہیکٹر ہے۔ اس میں صرف 56.03 لاکھ ہیکٹر پر ہی درحقیقت کاشتکاری ہوتی ہے۔ کل قابل زراعت زمین ویسے ریاست میں تقریباً 79.46 لاکھ ہیکٹر قابل کاشت زمین موجود ہیں۔ جب کہ

قریب 43.86 لاکھ ہیکٹر زمین پر آبپاشی ہوتی ہے۔ جب کہ 33.51 لاکھ ہیکٹر زمین پر آبپاشی کے لئے مختلف سہولتیں موجود ہیں۔ یہاں کے اناج کی اہم فصلوں میں دھان، گیہوں، مکئی، اور دالیں شامل ہیں۔ اہم نقدی فصلوں سے گنا، آلو، تمباکو، تیل کے بیج، پیاز، مرچ، پٹسن، اور میستا وغیرہ شامل ہیں۔ تقریباً 6,764.14 مربع کلو میٹر میں جنگلات ہیں یہ ریاست کے مجموعی جغرافیائی رقبہ کا تقریباً 7.1 فیصد حصہ ہے۔

صنعت اور معدنیات

ریاست کی اہم صنعتوں میں دوانیگر یٹیڈ فولادی پلانٹ بوکارو اسٹیل اور ٹاٹا آئرن اینڈ اسٹیل شامل ہیں۔ جن کی مجموعی تقریباً 72 لاکھ ٹن چنڈی میں اسپنج لوہے کا پلانٹ ہے جہاں کوئلہ استعمال ہوتا ہے۔ رانچی میں واقع اوشا مارٹین انڈسٹریز اس علاقے کا سب سے زیادہ اسٹیل کا تار بنانے والا کارخانہ ہے۔ جمشید پور میں ٹاٹا انجینئرنگ اینڈ لوکوموٹیو کمپنی کا بھاری گاڑی بنانے والا پلانٹ ہے۔ بھارت کا سب سے بڑا ڈیزل انجن بنانے کا پلانٹ ٹاٹا کمنس جمشید پور میں ہے۔ ہیوی انجینئرنگ کارپوریشن کا رانچی میں بھاری پلانٹ بنانے والا کارخانہ ہے۔ جمشید پور میں ٹاٹا ٹمکن کا ٹیپر بیرنگ پلانٹ ہے۔ موری میں بھارت المونیم کمپنی، مظفر پور اور مکامہ میں بھارت ویگن لمیٹیڈ کا ریلوے ویگن پلانٹ ہے۔ برونی میں بھارتیہ تیل کارپوریشن کا تیل صاف کرنے کا کارخانہ ہے۔ برونی کا ایچ۔ ایف۔ سی۔ اور امجھورے کا پی۔ پی۔ سی۔ ایل ریاست کے تین کھاد پلانٹ ہیں۔ سیوان، بھاگلپور، پنڈول، مقامہ، اور گیا میں پانچ بڑی سوت کتائی کی ملیں ہیں۔

شمالی وسطی بہار میں 45,000 ٹی پی ڈی کرشنگ صلاحیت والی چینی ملیں ہیں 13 چینی ملیں نجی سکٹر میں ہیں اور 15 چینی ملیں سرکاری سیکٹر میں ہیں۔ اس کے علاوہ گوپال گنج، مغربی چمپارن، بھاگلپور اور ریگا (ضلع سیتا مڑھی) میں بڑی تعداد میں شراب بنانے، مغربی چمپارن، مظفر پور اور بیرونی میں چمڑا پکانے اور چمڑا تیار کرنے کی صنعتیں ہیں۔ کٹیہار اور سمستی پور میں پٹسن کی تین بڑی ملیں ہیں۔ حاجی پور میں دوائیں بنانے کا کارخانہ، اورنگ آباد اور پٹنہ میں فوڈ پراسسنگ اکائیاں اور وناسپتی بنانے کے کارخانے ہیں۔ اس کے علاوہ بنجاری میں کلیان پور سمینٹ لمیٹڈ نام سے سمینٹ کا کارخانہ بہار کے نقشہ میں قابل ذکر ہیں۔

آبپاشی اور بجلی

بہار میں آبپاشی کی مجموعی صلاحیت 93.38 لاکھ ہیکٹر ہے۔ اس میں سے 53.53 لاکھ ہیکٹر بڑے اور منجھلے آبپاشی نظاموں کے تحت اور 44.85 ہیکٹر چھوٹے آبپاشی نظام کے تحت ہے۔ بارہویں پانچ سالہ منصوبہ کے اختتام تک 53.53 لاکھ ہیکٹر زمین آبپاشی کی سہولیات کے تحت آجائے گی۔

سرکاری شعبہ میں ریاست کے اہم بجلی پراجکٹ یہ ہیں:- برونی حرارتی بجلی گھر (320 میگاواٹ) مظفر پور حرارتی بجلی گھر (220 میگاواٹ) کوسی پن بجلی گھر (19.2 میگاواٹ) بہار ریاستی بجلی بورڈ کے تحت اور تینوگھاٹ بجلی کارپوریشن لمیٹڈ کے تحت تینوگھاٹ پاور اسٹیشن مرکزی سیکٹر کے اہم بجلی گھر مندرجہ ذیل ہیں۔

دامودر گھاٹی کارپوریشن کی پنچیت پن بجلی گھر (80 میگاواٹ) میتھون پن بجلی گھر (60 میگاواٹ) اور تلیا پن بجلی گھر (4 میگاواٹ) پنچیت ہائیڈل بجلی گھر (80 ایم ڈبلیو) اور قومی حرارتی بجلی کارپوریشن کے تحت کہل گاؤں سوپر حرارتی بجلی گھر (840 میگاواٹ)

اس کے علاوہ بہار کو قومی حرارتی بجلی کارپوریشن کے تحت فرکا سوپر حرارتی بجلی گھر اور تلچیر سوپر حرارتی بجلی پراجیکٹ میں

دامودر گھاٹی کارپوریشن کے درگا پور حرارتی بجلی گھر سے اور قومی پن بجلی کارپوریشن کے چکا پن بجلی گھر سے بھی اپنے حصے کی بجلی ملتی ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

مارچ 2001 تک بہار میں 13,412.80 کلومیٹر پکی سڑکیں تھیں۔ ان میں سے 2,461.73 کلومیٹر قومی شاہراہیں اور 10,951.07 بڑی ضلعی سڑکیں اور دیہی سڑکیں 15,000 کلومیٹر تھیں۔

ریلوے

بہار میں ریل لائنوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ مکامہ میں صرف ایک ریلوے پل ہونے کی وجہ سے بہار کے ٹرانسپورٹ نظام میں تھوڑی پریشانی ہے۔ کچھ اہم مقامات کو جوڑنے والی ریل لائنوں جیسے مظفر پور، سمستی پور، برونی، کٹیہار اور مظفر پور۔ چھپرا سیوان کو بڑی لائن میں بدلا گیا ہے۔ پٹنہ، گیا، مظفر پور، کٹیہار اور سمستی پور وغیرہ ریاست کے اہم ریلوے جنکشن ہیں۔

فضائی خدمات

ریاست میں پٹنہ، انٹرنیشنل ایئر پورٹ اور سبھی بڑے اضلاع میں ہوائی پٹیاں ہیں۔

سیاحتی مقامات

ریاست کے اہم سیاحتی مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔ راجگیر (بدھوں کا تیرتھ مقام)، بودھ گیا (بدھ کا سب سے بڑا تیرتھ استھان) گیا (ہندوؤں کا ایک اہم تیرتھ استھان) نالندہ، (دنیا کی پہلی بودھ یونیورسٹی کے باقیات) ویشالی (چھٹی صدی ق م میں دنیا کی پہلی جمہوریہ) پاواپوری (بھگوان مہاویر کی جائے وفات)، وکرم شیلا (بدھ یونیورسٹی کے باقیات)، پٹنہ (قدیم شہر پاٹلی پترا) اور سہسرام (شیر شاہ کا مقبرہ) وغیرہ۔

حکومت

گورنر	بی۔ سی۔ پانڈے	چیف سکریٹری	مکند پرساد
وزیر اعلیٰ	محترمہ رابڑی دیوی	چیف جسٹس	روی ایس دھون
اسپیکر	سدانند سنگھ	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار	بہار

ضلعوں کے رقبہ، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1۔	ارا ریا	2,796.8	21,24,831	اڑریا
2۔	اورنگ آباد	3,389.2	20,04,960	اورنگ آباد

3-	بیگوسرائے	1,889.1	23,42,989	بیگوسرائے
4-	بھاگلپور	2,501.9	24,30,331	بھاگلپور
5-	بانکا	3,020.2	16,08,778	بانکا
6-	بھوجپور	2,337.0	22,33,415	آرا
7-	بکسر	1,633.6	14,03,462	بکسر
8-	کیمور (بھبھوا)	1,840.3	12,84,575	بھبھوا
9-	دربھنگہ	2,502.0	32,85,473	دربھنگہ
10-	مشرقی چمپارن	4,154.8	39,33,636	موتی ہاری
11-	گیا	4,941.0	34,64,983	گیا
12-	گوپال گنج	2,009.2	21,49,343	گوپال گنج
13-	جہاں آباد	1,569.3	15,11,406	جہاں آباد
14-	جموئی	2,996.5	13,97,474	جموئی
15-	سہرسا	1,195.6	15,06,418	سہرسا
16-	کٹیہار	3,009.9	23,89,533	کٹیہار
17-	کھگریا	1,48 5.8	12,76,677	کھگریا
18-	کشن گنج	1,938.5	12,94,063	کشن گنج
19-	مدھے پورہ	1,797.4	15,24,596	مدھے پورہ
20-	مدھوبنی	3,477.8	35,70,651	مدھوبنی
21-	مونگیر	---	11,35,499	مونگیر
22-	لکھی سرائے	3,302.2	8,01,173	لکھی سرائے
23-	شیخ پورہ	---	5,25,137	شیخ پورہ
24-	مظفر پور	3,122.7	37,43,836	مظفر پور
25-	نالندہ	2,361.7	23,68,327	بہار شریف
26-	نوادہ	2;497.5	18,09,425	نوادہ
27-	پٹنہ	3,130.1	47,09,851	پٹنہ
28-	پورنیا	3,202.30	25,40,778	پورنیا

29۔	روہتاس	3,838.2	24,48,762	سہرام
30۔	سستی پور	2,578.7	34,13,413	سستی پور
31۔	سارن	2,624.1	32,51,474	چھپرا
32۔	سیتامڑھی	2,627.7	26,69,887	سیتامڑھی
33۔	شیوہار	—	5,14,288	شیوہار
34۔	سیوان	2,213.0	27,08,840	سیوان
35۔	سوپال	2,984.9	17,45,069	سوپال
36۔	ویشالی	1,995.3	27,12,389	حاجی پور
37۔	مغربی چمپارن	4,249.9	30,43,044	بیتیا

چھتیس گڈھ

رقبہ: 1,35,191 مربع کلومیٹر آبادی:2,07,95,956

راجدھانی: رائے پور اہم زبان: ہندی

تاریخ اور جغرافیہ

مدھیہ پردیش کے ایک حصہ کو نکالنے کے ذریعہ یکم نومبر 2000 کو چھتیس گڈھ یونین 26ویں ریاست کی شکل میں ظاہر ہوا۔ یہ قبائلی عوام کی بہت طویل عرصے کی خواہشات اور مطالبات کی تکمیل کرتا ہے۔قدیم زمانے میں یہ علاقہ دکشن کوشل کہلایا کرتا تھا۔ راماین اور مہابھارت میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔چھٹی اور بارہویں صدی کے درمیان سربھ پوریا، پانڈو ونشی، سوم ونشی، کال چوری اور ناگوانشی نے ان علاقوں پر حکمرانی کی۔ کلچوریوں نے چھتیس گڈھ پر 980 سے 1791(AD) تک حکومت کی۔1854 میں انگریزوں کے حملے کے بعد راجدھانی رتن پور کی جگہ رائے پور کی اہمیت بڑھ گئی۔1904 میں سنبل پور اڑیسہ میں منتقل کر دیا گیا اور سرگوجہ علاقہ بنگال سے منتقل ہو کر چھتیس گڈھ میں آ گیا۔

چھتیس گڈھ، مشرق میں جنوبی جھارکھنڈ اور اڑیسہ، مغرب میں مدھیہ پردیس اور مہاراشٹر اور شمال میں اتر پردیش اور مغربی جھارکھنڈ اور جنوب میں آندھرا پردیش سے گھرا ہوا ہے۔

زراعت

ریاست کی 80 فی صد آبادی زراعت پر منحصر ہے۔ 43فی صد علاقے پر کاشت ہوتی ہے۔اہم فصلیں ہیں۔ دھان، گیہوں، مکئی، مونگ پھلی، دالیں اور تلہن ۔ریاست کے 45فی صد علاقے میں جنگلات ہیں۔

صنعت

ریاست میں 40لاکھ ٹن صلاحیت والے لسبائی فولاد پلانٹ کے علاوہ نجی سیکٹر میں 8 اسپنج آئرن پلانٹ، 13 آہن آمیزہ

دھات پلانٹ، 125 فولا درالنگ مل اور ایچ۔ آر اسٹرپ پلانٹ بھی موجود ہیں۔ چھتیس گڈھ میں نو بڑے سیمنٹ کارخانے ہیں۔ اس کے علاوہ لوہا ڈھلنے کے کارخانے، انجینئرنگ اور فیبریکیشن اکائیاں، زراعت پرمبنی فوڈ پراسسنگ اور پلاسٹک صنعتیں بھی لگائی گئی ہیں۔

معدنی وسائل

چھتیس گڈھ معدنی وسائل میں مالا مال ہے۔ ملک کی 20 فی صد فولاد اور سیمنٹ یہیں سے پیدا ہوتی ہیں۔ لوہا، چونا، پتھر، ڈولومایٹ، کوئلہ، باکسایٹ یہاں بھرپور مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ ملک بھر میں ٹن صرف اسی ریاست میں پیدا ہوتی ہے۔ کورنڈم، گارینٹ، بلوری پتھر، ماربل، ہیرا جیسی دیگر معدن بھی چھتیس گڈھ میں پائے جاتے ہیں۔ سال 99-1998 میں ہوئی پیداواری کی بہ نسبت 2000-1999 میں کوئلہ، لوہا اور چونا پتھر کی پیداوار اعلی الترتیب 49-24 لاکھ ٹن، 40-13 لاکھ ٹن اور 30-13 لاکھ ٹن زیادہ رہی۔ سال 2002-2001 میں معدنیات سے حاصل مالیات کا پچھلے سال کے 394.50 کروڑ روپے کے مقابلے 455 کروڑ روپے ہونے کا اندازہ ہے۔

آبپاشی اور بجلی

سال 2000-1999 کے دوران 39-13 لاکھ ہیکٹر کی آبپاشی صلاحیت تخلیق کی گئی جب کہ سال 2001-2000 میں 18 ہزار ہیکٹر کی اضافی آبپاشی صلاحیت پیدا کی گئی۔ روی شنکر ساگر مہاندی پراجیکٹ ڈیس دیو۔ ہانگو، کوڈار، جونک، پاریری اور اپرا کچھ اہم آبپاشی پراجیکٹ ہیں۔

ریاستی بجلی بورڈ کی مجموعی صلاحیت 1,360 میگاواٹ ہے، جس میں سے حرارتی بجلی صلاحیت 1,240 میگاواٹ ہے۔ کوربا میں واقع قومی حرارتی بجلی کارپوریشن کی صلاحیت 2000 میگاواٹ ہے اور اس پراجیکٹ کی ایک اکائی بلاس پور میں قائم کی جارہی ہے۔ سرگوجا ضلع میں ایک پن بجلی پراجیکٹ شروع ہونے کے آخری مرحلے میں ہے۔ ریاست کے 19,720 گاؤں سے 90 فی صد گاؤں میں بجلی پہنچادی گئی ہے۔

نقل وحمل

سڑکیں

ریاست میں سڑکوں کی کل لمبائی 35,38554 کلومیٹر ہے۔ قومی عظیم شاہراہوں کی لمبائی 1,827.30 کلومیٹر، ریاستی سڑکوں کی لمبائی 78-2,073 کلومیٹر، ضلعی سڑکوں کی لمبائی 3,094.86 کلومیٹر اور دیہی سڑکوں کی لمبائی 28,392.60 کلومیٹر ہے۔

ریلوے

رائے پور، بلاس پور، درگ، راج نندگاؤں اور رائے گڈھ اہم ریلوے اسٹیشن ہیں ریلوے لائن کی کل لمبائی 1000 کلومیٹر ہے۔

ایئر لائنس

رائے پور سے نئی دہلی اور ناگپور کے لیے روزانہ اڑانیں ہیں اور ممبئی اور بھونیشور کے لیے ہفتہ میں تین اڑانیں ہیں۔ بلاس پور، بھلائی، رائے گڈھ، کوبرا، امبیکاپور، جشپور نگر اور راج نندگاؤں میں عارضی ہوائی پٹیاں/ ہیلی پیڈ ہیں۔

تیوہار

چھتیس گڈھ اپنے تیوہاروں کے لیے مشہور ہے۔ پولا، نوا کھائی، دسہرا، دیوالی، ہولی، گووردھن پوجا وغیرہ، تیوہار بہت امنگ چہل پہل اور خوشی وخرمی سے منائے جاتے ہیں۔

سیاحتی مراکز

کھروڈ جنج گیر کا صابری مندر، شوری نارائن کا نر نارائن مندر، جنج گیر کا وشنو مندر، کچھ اہم مذہبی مقامات ہیں۔ کیشکل وادی، چترکوٹ اور تیرتھ گڈھ کے چشمے، کنگیر گھاٹ، قومی پارک، کیلاش غار اور کٹھب سر غار قدرتی حسن سے مالا مال ہیں۔ سیاحت کی دلچسپی کے لحاظ سے اہم مراکز میں مہامایا مندر، کھٹال گھاٹ آبشار، ماہار کا دندیشوری مندر اور اچانک مار پناہ گار، رائے پور کے قریب اودنتی پناہ گاہ، کوریہ ضلع میں پالی اور کندئی آبشار ہیں۔

حکومت

گورنر : دنیش نندن سہائے

وزیر اعلیٰ : اجیت جوگی

اسپیکر : راجندر پرساد شکلا

چیف جسٹس: ڈبلو۔ اے۔ ششک

چیف سکریٹری: اردن کمار

ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار : چھتیس گڈھ

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربعہ کلومیٹر میں	آبادی	صدر دفاتر
-1	بستر	17,016	13,02,253	جگدل پور
-2	بلاس پور	8,569	19,93,042	بلاس پور
-3	درگ	8,702	28,01,757	درگ
-4	رائے گڈھ	6,528	12,65,084	رائے گڈھ
-5	رائے پور	13,445	30,09,042	رائے پور
-6	راج نندگاؤں	8,023	12,81,811	راج نندگاؤں

-7	سرگوجا	16,034	19,70,661	امبیکاپور
-8	کوریہ	5,978	5,85,455	بیکنٹھ پور
-9	جش پور	6,457	7,39,780	جش پور
-10	جنج گیر چمپا	4,467	13,16,140	جنج گیر
-11	کوریہ	5,769	10,12,121	کوریہ
-12	کانکیر	6,434	6,51,333	کانکیر
-13	دانتے وارا	15,610	7,19,065	دانتے وار
-14	مہاسمند	4,963	8,60,176	مہاسمند
-15	دھمتری	4,081	7,03,569	دھمتری
-16	کاوردھا	3,958	5,84,667	کواردھا

گوا

رقبہ:3,702 مربع کلومیٹر

آبادی:1,34,39,998

راجدھانی:۔پناجی

اہم زبانیں ۔کونکنی اور مراٹھی

تاریخ اور جغرافیہ

گوا زمانہ قدیم میں گوماچل، گوپک پٹن، گوپک پوری، گوماتنک وغیرہ کئی ناموں سے مشہور رہا ہے۔اس کی ایک لمبی تاریخی روایت رہی ہے۔گوا کی ابتدائی تاریخ سے متعلق کوئی واضح جانکاری نہیں ملتی ہے۔پہلی صدی عیسوی میں گوا ستواہن کاایک حصہ تھا۔اس کے بعد کدمب، ملکھیڑ کے راشٹرکٹوں، چالوکیہ اور سلبہار حکمرانوں نے اس پر حکومت کی۔چودہویں صدی کے آخر میں یادوراجاؤں کی حکومت ختم ہوئی اور دلی کے خلجی حکمرانوں نے اس پر قبضہ کرلیا۔اس طرح گوا میں مسلم حکومت آئی۔1498ء میں واسکوڈی گاما نے بھارت آنے کے لئے سمندری راستے کی کھوج کی۔اس کے بعد کئی پرتگالی مہم جو بھارت آئے۔1510ء میں الفانسوڈی البوقرنے وجے نگر کے حکمراں کی مدد سے گوا پر حملہ کرکے اس پر قبضہ کرلیا۔1542ء میں عیسائی سنت فرانس زیوئیر کے گوا آنے کے بعد یہاں تبدیلی مذہب کا کام شروع ہوا۔سترہویں صدی کے آخری نصف کے کچھ برسوں کے علاوہ جب کہ شواجی نے گوا اور آس پاس کے کچھ علاقوں پر قبضہ کیا پورے علاقے پر پرتگالیوں کی حکمرانی رہی۔بھارت کے آزاد ہونے کے بعد بھی گوا پرتگالیوں کے قبضے میں رہا لیکن پرتگالی حکمران گوا کے عوام کی امیدوں کو پورا نہیں کرپائے اور آخرکار 19 دسمبر 1961ء میں گوا کو آزاد کرالیا گیا۔اس کے ساتھ دمن اور دیو کو ملاکر مرکز کی نگرانی والا علاقہ بنایا گیا۔30 مئی 1987ء کو گوا کو مکمل ریاست کا درجہ دے دیا گیا۔اور دمن اور دیو کو الگ مرکز کے زیر انتظام علاقہ بنادیا گیا۔گوا جزیرہ نمائے ہند کے مغربی ساحل پر واقع ہے اس کے شمال میں تیرے کھول ندی بہتی ہے جو گوا کو مہاراشٹر سے الگ کرتی ہے۔جنوب میں کرناٹک کا شمالی کنارا ضلع مشرق میں مغربی گھاٹ اور مغرب میں بحیرہ عرب ہے۔پناجی، مرگاؤں، واسکو، مپوسا اور پونڈا گوا کے اہم شہر ہیں۔

زراعت

چاول یہاں کی خاص فصل ہے۔ اس کے علاوہ دالیں، راگی اور کچھ دوسرے اناج کی فصلوں کی پیداوار بھی ہوتی ہے۔ ناریل، کاجو، سپاری، اور گنا جیسی نقدی فصلوں کے ساتھ ساتھ اناس، آم اور کیلا کی بھی گوا میں پیداوار ہے۔ ریاست میں 1,424 مربع کلومیٹر سے زائد علاقے میں جنگلات ہیں۔

آبپاشی اور بجلی

سیلاؤلیم اور انجونیم جیسے باندھوں اور آبپاشی کے چھوٹے پراجکٹوں کے شروع ہو جانے سے زیرآبپاشی والے رقبہ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ تلاری باندھ پر بھی کام شروع ہو گیا ہے۔ ان پراجکٹوں سے اب تک مجموعی طور پر 43,000 ہیکٹر زمین کی آبپاشی کی صلاحیت پیدا ہو چکی ہے۔ ریاست کے سبھی گاؤں میں بجلی پہنچائی جا چکی ہے۔ اور صدفی صد برق کاری کا نشانہ حاصل کر لیا گیا ہے۔

صنعتیں اور معدنیات

ریاست میں چھوٹی صنعتوں کی تعداد 5,765 ہے جن میں مجموعی طور پر 219.09 کروڑ روپے کا سرمایہ لگا ہے اور 39,432 افراد کو روزگار حاصل ہے۔ جہاں تک بڑے اور اوسط درجے کی صنعتوں کا سوال ہے۔ 1998 فروری تک اس طرح کی اکائیوں کی تعداد 140 تھی۔ ان میں 1,555.65 کروڑ روپے کا سرمایہ لگا ہے۔ اور 18,923 افراد کو روزگار ملا ہوا ہے۔ ریاست میں 16 صنعتی علاقے ہیں اور ایک نیا الکٹرانک نگر بنایا جا رہا ہے۔ ریاست میں معدنیات کی پیداوار میں فیرومینگنیز، باکسائٹ خام لوہا وغیرہ شامل ہیں اور ان کی برآمد سے ریاست کے معاشی نظام میں بہت مدد ملتی ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست میں قومی شاہراہوں کی لمبائی 224 کلومیٹر اور ریاستی سڑکوں کی لمبائی 232 کلومیٹر ہے۔ اس کے علاوہ 81؛ کلومیٹر ضلعی سڑکیں ہیں۔

ریلوے

گوا کونکن ریلوے کے ذریعے دلی، ممبئی، بنگلور، اور تروانت پورم سے جڑا ہے۔ اس ریل راستے پر مختلف تیز رفتار ریل گاڑیاں شروع کی گئی ہیں۔ واسکوڈاگاما ساؤتھ سنٹرل ریلوے کے بنگلور اور بیلگام اسٹیشنوں سے جڑا ہے۔ اس راستے کا استعمال فی الحال سامان کی نقل و حمل کے لئے کیا جا رہا ہے۔

ہوائی خدمات

ڈابولم ہوائی اڈے سے ممبئی، دلی، تروانت پورم، کوچی، چنئی، اگاتی اور بنگلور کے لئے باقاعدہ ہوائی پروازیں ہوتی ہیں۔

بندرگاہ

مارموگام ریاست کی اہم بندرگاہ ہے۔ یہاں مال بردار جہازوں کے لئے سہولتیں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ پاناجی، تیرا کول، چوپڑا بیتول اور تال پونا میں بھی بندرگاہ ہیں۔ گران میں پاناجی سب سے زیادہ مصروف بندرگاہ ہے۔ حال میں یہاں جہازوں کے لئے گودی شروع کی گئی ہے۔

سیاحتی مقامات

گوا کے اہم سیاحتی مقامات میں کولوا، کالن گٹے، واگاتور باگا، ہرل، انجنا، اور میرامار سمندری ساحل، پرانے گوا میں باسلیکا آف بوم جیسوس اور سے کیتھڈرل کا دلیم، مارڈال، منگیشی اور بوونڈ درامندر، اگوڈا، تیریکھول، چپورا اور کابوڈی راما قلعہ وغیرہ شامل ہیں۔ قدرتی خوبصورتی کے لئے مشہور دودھ ساگرا اور ہروالم جھرنے اور مایم جھیل ہیں۔ ریاست میں جنگلی جانوروں کی کئی حفاظت گاہیں ہیں جیسے بونڈلہ، کوٹی گاؤں اور مولیم میں جنگلی جانوروں کی حفاظت گاہیں۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر سلیم علی کے نام سے چڑیوں کا پارک بھی ہے۔ ان کا مجموعی رقبہ 354 مربع کلومیٹر ہے۔

حکومت

گورنر:	محمد فضل		
وزیراعلی:	منوہر پریکار	چیف سکریٹری:	بالیشور رائے
		ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	گوا ممبئی

ہائی کورٹ کے پاناجی بنچ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے

ضلعوں کی آبادی رقبہ اور ضلع صدر دفاتر

ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر دفاتر
1۔ شمالی گوا	1736	664804	پناجی
2۔ جنوبی گوا	1966	504989	مرگاؤں

گجرات

رقبہ:	1,96,024 مربع کلومیٹر		
راجدھانی:	گاندھی نگر	آبادی:	5,05,96,992
		اہم زبان:	گجراتی

تاریخ اور جغرافیہ

گجرات کی تاریخ دو ہزار سال قبل مسیح سے شروع ہوتی ہے۔ یہ بھی مانا جاتا ہے کہ بھگوان کرشن متھرا چھوڑ کر سوراشٹر کے مغربی ساحل پر جا بسے جو دوار کا یعنی داخلے کا دروازہ کہلایا۔ بعد میں اس پردیش پر موریہ، گپت، پرتیہار اور مختلف حکمرانوں نے حکومت کی۔ چالکیہ (سولنکی) حکمرانوں کا عہد حکومت گجرات کے لئے ترقی اور فروغ کا عہد تھا۔ محمود غزنوی کی لوٹ مار کے باوجود چالکیہ حکمرانوں نے یہاں کے عوام کی خوشحالی اور بھلائی کا پورا پورا خیال رکھا۔ اس سنہری دور کے بعد گجرات کو مسلمانوں، مراٹھوں اور انگریزی حکومتوں کے دوران برے دن دیکھنے پڑے۔

آزادی سے قبل گجرات کا موجودہ رقبہ دو حصوں میں تقسیم تھا۔ ایک انگریزوں کا رقبہ اور دوسرا دیسی ریاستوں کا علاقہ، ریاستوں کی تشکیل نو کی وجہ سے سوراشٹر، کچھ اور انگریزوں کی حکومت والے گجرات کے علاقے کو ملا کر بمبئی ریاست کی تشکیل ہوئی۔ یکم مئی 1960 موجودہ گجرات ریاست وجود میں آئی۔ گجرات بھارت کے مغربی ساحل پر بسا ہوا ہے۔ اس کے مغرب میں بحیرہ عرب شمال میں پاکستان شمال مشرق میں راجستھان، جنوب مشرق میں مدھیہ پردیش اور جنوب میں مہاراشٹر ہے۔

زراعت

گجرات کپاس، تمباکو اور مونگ پھلی پیدا کرنے والی ملک کی اہم ریاست ہے اور یہ کپڑا، تیل اور صابن جیسی اہم صنعتوں کے لئے خام مال فراہم کرتا ہے۔ یہاں کی دیگر اہم نقدی فصلوں میں اسبغول سفید زیرہ دھان، گیہوں، اور باجرہ شامل ہیں۔ گجرات کے جنگلات میں ساگوان، کھیر، چندن، ہلداریو، اور بانس جیسی لکڑیوں کی قسمیں پائی جاتی ہیں۔

صنعت

ریاست میں صنعتی ڈھانچے میں دھیرے دھیرے تنوع پیدا ہو رہا ہے۔ اور کیمکل، پیٹرو کیمکل، کھادیں، انجینئرنگ، اور الکٹرانک صنعتوں کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ دسمبر 2000 میں ریاست میں 20,050 (عارضی) کارخانے درج رجسٹر تھے جس میں اوسطاً 8.68 لاکھ لوگوں کو یومیہ روزگار ملا ہوا تھا۔

چھوٹی صنعتوں کے شعبہ میں ریاست میں دسمبر 1999 کے آخر میں 2,56,388 لاکھ رجسٹرڈ یونٹیں تھیں۔ بنیادی ڈھانچوں کے ساتھ گجرات صنعتی ترقی کارپوریشن (جی آئی ڈی سی) کو صنعتی بستیاں بسانے کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ 31 مارچ 2001 کے جی آئی ڈی سی نے 257 صنعتی بستیاں بسائی تھیں ان میں جھگاڑیا واگرہ اور ساوکی کی بڑی صنعتی بستیاں شامل ہیں۔ GIDC واپی میں ایک صنعتی بستی کو فروغ دے رہا ہے۔

آبپاشی و بجلی

ایک اندازے کے مطابق ریاست میں زمینی سطح پر جو پانی موجود ہے اس سے 64.88 لاکھ ہیکٹر زمین کی آبپاشی ہو سکتی ہے جس میں سردار سرودر نرمدا پراجکٹ کی 17.92 لاکھ ہیکٹر کی صلاحیت بھی شامل ہے۔ ریاست میں جون 2000 تک آبپاشی کی مجموعی صلاحیت بڑھ کر 36.0 لاکھ ہیکٹر تک پہنچ گئی تھی۔ جون 2000 مطابق زمینی سطح کے پانی کے ذرائع سمیت سارے ذرائع سے آبپاشی کی مجموعی صلاحیت 31.21 لاکھ ہیکٹر ہے۔

مارچ 2001 کے آخر تک بجلی کی قائم شدہ صلاحیت 8,582 میگاواٹ تھی۔ ریاست کے کل 18,028 گاؤں میں سے 17,940 گاؤں میں بجلی پہنچا دی گئی تھی۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

2000-1999 کے آخر تک ریاست کی سڑکوں کی مجموعی لمبائی تقریباً 73,397 کلومیٹر ہے۔ زمینی سطح سڑکوں کی لمبائی 69,397 کلومیٹر۔

ہوائی خدمات

ریاست کا اہم ہوائی اڈہ احمد آباد میں ہے۔ یہاں سے ممبئی دلی اور دوسرے شہروں کے لئے روزانہ پروازیں ہوتی ہیں۔احمد آباد ہوائی اڈے کو اب بین الاقوامی ہوائی اڈے کا درجہ حاصل ہو گیا ہے۔ ریاست میں اس کے علاوہ نو اور ہوائی اڈے وڈودرا، بھاؤنگر، بھج، سورت، جام نگر، کانڈلہ کیشوڈ، پوربندر اور راجکوٹ میں ہیں۔

بندرگاہ

گجرات میں چالیس بندرگاہیں ہیں جن میں کانڈلہ بندرگاہ سب سے اہم ہے۔ 2001-2000 میں گجرات کے مجھلے اور چھوٹے بندرگاہوں سے 731.80 لاکھ ٹن مال ڈھویا گیا جب کہ کانڈلہ بندرگاہ سے 367.41 لاکھ میٹرک ٹن مال ڈھویا گیا۔

تیوہار

بھادرپد مہینہ میں (اگست۔ستمبر) شکل پکش میں چوتھے پانچویں اور چھٹے روز ترنیتر گاؤں میں بھگوان شیو کے احترام میں ترنیتر میلا لگتا ہے بھگوان کرشن کی رکمنی سے شادی کی یاد میں چیتر (مارچ۔اپریل) کے شکل پکش میں نویں روز پور بندر کے پاس مادھوپور میں مادھوراؤ میلہ لگتا ہے اس موقع پر کرشن اور رکمنی کی چوری چھپے شادی کرنے کی رسم بھی ادا ہوتی ہے۔شمالی گجرات کے بناس کانٹھا ضلع میں امباجی نام کا میلہ منعقد کیا جاتا ہے ریاست کا سب سے بڑا دوارکا میلہ بھگوان کرشن کے یوم پیدائش کے موقع پر بڑے جوش وخروش سے منایا جاتا ہے۔اسکے علاوہ گجرات میں مکر سنکرانتی، نوراتری، ڈانگی دربار، شاملاجی میلے اور بھاوناتھ میلے وغیرہ بھی لگتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

ریاست میں دوارکا سومناتھ پلی تانہ، پاوڑ گڑھ، امباجی، بھدریشور شاملاجی، ترنگا اور گرنار جیسے مذہبی مقامات کے علاوہ مہاتما گاندھی کی جائے پیدائش پوربندر اور آثار قدیمہ اور قدیم اور فن تعمیر کے نظریے سے قابل ذکر پاٹن، سدھ پور، گھملی، ڈبھوئی، واڈنگر، مڈھیرا، لوتھل اور احمد آباد جیسے مقامات بھی ہیں۔احمد آباد، مانڈوی، چوروواڑ، ابھرات، اور تیتھل کے خوبصورت سمندری ساحل، سپوتارا پہاڑی رقبہ، گیر میں شیروں کی حفاظت گاہ اور کچھ میں جنگلی گدھوں کی حفاظت گاہیں بھی سیاحوں کی دلکشی کے مراکز ہیں۔

حکومت

گورنر	سندرسنگھ بھنڈاری	چیف سکریٹری	ایل۔این۔ایس مکندن
وزیراعلی	نریندر مودی	چیف جسٹس	ڈی۔ایم۔دھرمادھیکاری
اسپیکر	دھیرو بھائی شاہ	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار	گجرات

ضلعوں کا رقبہ، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر دفتر
1-	احمد آباد	8,707	58,08,378	احمد آباد

2-	امریلی	6.760	13,93,295	امریلی
3-	آنند	---	18,56,712	آنند
4-	بناس کانٹھا	12,703	25,02,843	پالن پور
5-	بھڑوچ	9,038	13,70,104	بھڑوچ
6-	بھاؤنگر	11,155	24,69,264	بھاؤنگر
7-	داہود	---	16,35,374	داہود
8-	ڈانگ	649	1,86,712	اہوا
9-	گاندھی نگر	1,764	13,34,731	گاندھی نگر
10-	جام نگر	14,125	18,16,029	جام نگر
11-	جوناگڑھ	10,607	24,48,427	جوناگڑھ
12-	کھیڑا	7,194	20,23,354	کھیڑا
13-	کچھ	45,652	15,26,331	بھج
14-	مہسانہ	9,027	18,37,696	مہسانہ
15-	نرمدا	---	5,14,083	راج پپلا
16-	نوساری	---	12,29,250	نوساری
17-	پنچ محل	8,866	20,24,883	گودھرا
18-	پاٹن	---	11,81,941	پاٹن
19-	پوربندر	---	5,36,854	پوربندر
20-	راجکوٹ	11,203	25,71,931	راجکوٹ
21-	سابرکانٹھا	7,390	20,83,416	ہمت نگر
22-	سورت	7,657	49,96,391	سورت
23-	سریندرنگر	10,489	15,15,147	سریندرنگر
24-	وڑوڈرا	7,794	36,39,775	وڑوڈرا
25-	ولساد	5,244	14,10,680	ولساد

ہریانہ

رقبہ	44,212 مربع کلومیٹر	آبادی	2,10,82,989
راجدھانی	چنڈی گڑھ	اہم زبان	ہندی

تاریخ اور جغرافیہ

ہریانہ کی شاندار تاریخ ویدوں کے عہد سے شروع ہوتی ہے۔ یہ ریاست راجا بھرت کی جائے پیدائش تسلیم کی جاتی ہے جس کے نام پر اس ملک کا نام بھارت پڑا۔ عظیم رزمیہ مثنوی مہابھارت میں ہریانہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ کوروں اور پانڈوں کی لڑائی اس ہریانہ کے کروشیتر میں ہوئی تھی۔ مسلمانوں کی آمد اور دلی کے بھارت کی راجدھانی بننے سے پہلے تک بھارت کی تاریخ میں ہریانہ اہم رول ادا کرتا رہا۔ اس کے بعد ہریانہ دلی کا ہی ایک حصہ بن گیا اور 1857 میں آزادی کی پہلی جنگ تک یہ گمنام رہا۔ 1857 کی بغاوت کو کچل دینے کے بعد جب برطانوی حکومت پھر سے قائم ہوئی تو جھجھر اور بہادر گڑھ کے نوابوں، بلب گڑھ کے راجا اور ریواڑی کے راؤ تلارام کی حکومت چھین لی گئی ان کے علاقے یا تو برطانوی علاقے میں ملا لئے گئے یا پٹیالہ، نابھ اور جیند کے حکمرانوں کو سونپ دیئے گئے۔ اس طرح ہریانہ پنجاب ریاست کا حصہ بن گیا۔ یکم نومبر 1966 کو پنجاب کی تشکیل نو کے بعد ہریانہ ایک مکمل ریاست بن گیا۔

ہریانہ کے مشرق میں اتر پردیش، مغرب میں پنجاب اور ہماچل پردیش اور جنوب میں راجستھان ہے۔ قومی راجدھانی خطہ دلی ہریانہ سے جڑا ہوا ہے دلی کی سرحد کے تین طرف ہریانہ کا رقبہ ہے۔

زراعت

ہریانہ کے 75 فیصد عوام کا خاص پیشہ زراعت ہے۔ اناج کی پیداوار جو ہریانہ کو ریاست کا درجہ ملنے کے وقت 25.92 لاکھ ٹن تھی۔ 2000-2001 میں بڑھ کر 130.69 لاکھ ٹن ہو جانے کی امید ہے۔ چاول گیہوں جوار، باجرہ، مکئی، جو، گنا، کپاس، دالیں، تیلوں کے بیج اور آلو ریاست کی اہم فصلیں ہیں ان کے علاوہ گنا، کپاس جیسی نقدی فصلیں بھی دوسری فصلوں کے طور پر پیدا کی جارہی ہیں۔ سورج مکھی، سویابین اور پھل اور سبزیوں کی پیداوار کو بھی فروغ دیا جارہا ہے ریاست میں چھوٹی اور بڑی کاشتکاری کو بھی فروغ دینے کے اقدامات کئے جارہے ہیں عالمی بنک نے ہریانہ میں زراعت کے شعبے میں انسانی وسائل کے فروغ کے لئے 63.20 کروڑ روپے کا ایک پراجکٹ منظور کیا ہے۔ پانچ سال کا یہ منصوبہ اگست 1995 میں شروع ہوا۔ جس میں سے 6 کروڑ روپے کی رقم محکمہ زراعت کے مخصوص تھی۔ مارچ 2001 تک 5.15 کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ یہ پراجیکٹ 2001 تک پورا ہونا ہے۔

انفارمیشن ٹکنالوجی

محکمہ انفارمیشن ٹکنالوجی نے ای۔ گورنس مرکز کھولا ہے۔ یہ مرکز سرکاری افسروں کو تربیت دے رہا ہے۔ حکومت نے ریاست میں انفارمیشن ٹکنالوجی کی تعلیم کی وسعت کے لیے مزید پہل کرتے ہوئے بلاک سطح پر کمپیوٹر فرنچائز مراکز قائم کیے ہیں۔ گڑگاؤں میں ایک سائبر سٹی اور پنچ کولا میں ایک نالج پارک قائم کرنے کی تجویز ہے۔

صنعت

ہریانہ نے صنعت کے شعبے میں شاندار ترقی کی ہے۔ موٹر سائیکلیں اور ٹریکٹر اور سائیکلیں اور سینیٹری جی آئی پائپ گیس اسٹوو اور سائنسی آلات کے سامان بنانے میں آج ملک میں اس کو پہلا مقام حاصل ہے۔ ہاتھ سے بنے اونی غالیچوں اور رنگ برنگے ہینڈلوم کے سامان کی وجہ سے پانی پت بھارت کی بنکر نگری کے نام سے مشہور ہے۔ برآمد کے شعبے میں بھی ریاست نے شاندار کامیابی حاصل کی ہے۔ ہریانہ کی سالانہ برآمد 2000-1999 میں 4,892 کروڑ روپے تک پہنچ گئی ہے جو اب تک سب سے زیادہ ہے۔

1991 میں نافذ حکومت ہند کی اقتصادی نرم کاری اور لائسنس سے آزاد ہونے کی پالیسی کے بعد سے ہریانہ سے صنعتی اکائیاں قائم کرنے کے لیے صنعت کاروں نے 27,522 کروڑ روپے کے سرمائے والے 2,522 صنعتی کمپنیاں قائم کرنے کے لئے عرض داشت پیش کی ہیں۔ ان میں سے 1,365 عرض داشتوں پر عمل ہو چکا ہے۔ گڑگاؤں ضلع کے مینسر علاقے میں ایک مثالی صنعتی شہر کو فروغ دیا گیا ہے باول (ریواری) میں ایک ترقیاتی مرکز کے پہلے مرحلے نے کام شروع کر دیا ہے۔ اور مناہا (انبالہ) میں ایک دوسرے ترقیاتی مرکز کو فروغ دینے کے لئے زمین لے لی گئی ہے۔ ماروتی صنعت اور ہیرو ہونڈا جیسے شاندار پروجیکٹوں نے بڑے پیمانے پر اپنا توسیعی پروگرام شروع کر دیا ہے۔ انڈین آئل کارپوریشن بھی تیل صاف کرنے کے لئے کارخانہ (پانی پت) کی صلاحیت 3,365 کروڑ روپے کا اضافی سرمایہ لگا کر دوگنی کر رہا ہے۔ انڈین آئل کارپوریشن 4,228 کروڑ روپے کا سرمایہ لگا کر ایک پیٹرو کیمکل کمپلکس بھی لگا رہا ہے۔

آبپاشی اور بجلی

ستلج اور ویاس ندیوں پر بنے کثیر مقصدی پراجیکٹوں سے فائدہ اٹھانیوالی ریاستوں میں پنجاب اور راجستھان کے ساتھ ہریانہ بھی شامل ہے۔ ریاست کے بڑے آبپاشی پراجیکٹوں میں مغربی یمنا نہر، بھاکھڑہ نہر کا نظام اور گوڑگانوں نہر شامل ہیں۔ ریاست نے پانی کو نچلی سطح سے اوپر تک سوکھی ڈھلانوں پر چڑھانے میں کامیابی حاصل کی۔ یہ ایک نئی کوشش ہے جس نے بھارت میں پہلی بار ''لفٹ'' آبپاشی کو عملی جامہ پہنایا۔ ریاست میں جوئی سیوانی لوہارو اور جواہر لال نہر ولفٹ پراجیکٹوں سے سوکھے علاقوں سمیت اونچائی والے علاقوں پر آبپاشی کرنے میں کافی مدد ملی ہے۔ ہریانہ میں ریتیلے اور اوبڑ کھابڑ علاقوں میں چھڑکاو اور ڈرپ تکنیک سے آبپاشی شروع ہوگئی ہے۔ ریواڑی لفٹ آبپاشی پراجیکٹ پر کام چل رہا ہے جب کہ میوات لفٹ نہر پراجیکٹ حکومت کے زیر غور ہے۔

200 کروڑ روپے کی لاگت سے ہتھنی کنڈ بیراج کی تعمیر مکمل کی جا چکی ہے اور بیراج سے ہریانہ، یوپی اور دہلی کو آبپاشی کے لئے اضافی پانی ملے گا۔

ہریانہ ملک کی پہلی ریاست ہے جہاں 1970 میں ہی سبھی گاؤں میں بجلی پہنچادی گئی تھی۔ 2001-2000 میں بجلی کی روزانہ دستیابی 2001-2000 میں 4.47 کروڑ یونٹ روزانہ ہوگئی ہے۔ 1966 میں ریاست میں 20,000 ٹیوب ویل (نل کوپ) تھے جن کی تعداد 2001 میں بڑھ کر 3.61 لاکھ ہوگئی ہے۔ بجلی استعمال کرنے والوں کی تعداد 2001 میں 35 لاکھ ہوگئی ہے۔ اسی مدت میں بجلی پیدا کرنے کی مجموعی صلاحیت 3,124.5- میگاواٹ تھی۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ہریانہ کے سبھی گاؤں پکی سڑکوں سے جڑے ہوئے ہیں۔ ریاست میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 23,002 کلومیٹر ہے۔

ریلوے

امبالہ، پانی پت اور جاکھل یہاں کے اہم ریلوے اسٹیشن ہیں۔ جگادھری شہر میں ریل کا ورک شاپ ہے۔

فضائی خدمات

ہریانہ میں پانچ غیر فوجی ہوائی اڈے حصار، کرنال، پنجور، نارنول اور بھوانی میں ہیں۔

سیاحتی مقامات

ہریانہ میں 43 سیاحتی مقامات ہیں جہاں ہر سال 55 لاکھ سیاح آتے ہیں۔ کچھ اہم سیاحتی مراکز یہ ہیں:۔

بلو جے (سمالکھ) اسکائی لارک (پانیپت) چکرورتی لیک اور اوسس (اوچانہ) پراکیت (پپلی) کنگ فشر (انبالہ) میگ پائی (فریدآباد) ڈیبچک (ہوڈل) شمع (گوڑگانوں) جنگل بیلر (دارو ہیڑا) گوریا (بہادر گڑھ) مینا (روہتک) بلیو برڈ (حصار) ریڈ بشپ (پنچ کولہ) اور پنجور گارڈن (پنجور) دہلی کے نزدیک سورج کنڈ اور بڈکھل جھیل، سلطان پور چڑیوں کی محفوظ پناہ گاہ (سلطان پور۔گوڑگانوں) اور دمدمہ (گوڑگانوں) سورنی ہلز اور سیاحوں کی دلچسپی کے دوسرے مقامات۔

سورج کنڈ میں دنیا بھر میں مشہور دستکاری میلہ ہر سال فروری میں لگتا ہے۔

حکومت

گورنر	بابو پرمانند	چیف سکریٹری	ایل۔ایم۔گوئل
وزیر اعلیٰ	او پی چوٹالہ	چیف جسٹس	اے بی سہاریا
اسپیکر	ست بیر سنگھ قادیان	ہائی کورٹ کا دائرہ کار	پنجاب اور ہریانہ

ضلعوں کا رقبہ آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر دفتر
1-	امبالہ	1,574	10,13,660	امبالہ
2-	بھوانی	4,778	14,24,554	بھوانی
3-	فریدآباد	2,151	21,93,276	فریدآباد
4-	فتح آباد	2,520	8,06,158	فتح آباد

5۔	گوڑگانوں	2,766	16,57,669	گڑگاؤں
6۔	حسار	3,983	15,36,417	حسار
7۔	جھجر	1,834	8,87,392	جھجر
8۔	جیند	2,702	11,89,725	جیند
9۔	کیتھل	2,317	9,45,631	کٹیہار
10۔	کرنال	2,538	12,74,843	کرنال
11۔	کوروکشیتر	1,530	8,28,120	کروشیتر
12۔	مہندرگڑھ	1,859	8,12,022	نارنول
13۔	پنچ کولا	898	4,69,210	پنچ کلا
14۔	پانی پت	1,268	9,67,338	پانی پت
15۔	ریواڑی	1,582	7,64,727	رواڑی
16۔	روہتک	1,745	9,40,006	روہتک
17۔	سرسا	4,277	11,11,012	سرسا
18۔	سونی پت	2,122	12,78,830	سونی پت
19۔	یمنا نگر	1,768	9,82,369	یمنا نگر

ہماچل پردیش

رقبہ:	55,673 مربع کلومیٹر	آبادی :	60,77,248
راجدھانی:	شملہ	اہم زبانیں:	ہندی اور پہاڑی

تاریخ اور جغرافیہ

اس علاقے میں قدیم زمانے میں ایک قبیلہ رہتا تھا جسے داس کہا جاتا تھا۔ بعد میں آریہ یہاں پہنچے اور انہوں نے قبیلے کے افراد کو خود میں ملا لیا۔ اس کے بعد کی صدیوں میں پہاڑی راجاؤں نے موریہ، کشان، گپت حکومتوں اور قنوج کے حکمرانوں کی سرپرستی قبول کر لی۔ مغلیہ عہد میں پہاڑی ریاستوں کے راجاؤں نے کچھ معاہدے کئے جن کے تحت مغلوں کے ساتھ ان کے تعلقات برقرار رہے۔ انیسویں صدی میں راجا رنجیت سنگھ نے اس علاقے کے کئی حصے اپنی سلطنت میں شامل کر لئے یا وہاں اپنے نمائندے مقرر کر دیئے۔ جب انگریز یہاں آئے تو انہوں نے گورکھا افراد کو شکست دے کر کچھ حکمرانوں کے ساتھ معاہدے کر لئے اور کچھ دوسرے راجاؤں کی ریاستیں اپنی حکومت میں شامل کر لیں۔ 1947 تک کم وبیش یہی حالات برقرار رہے۔ آزادی کے بعد اس علاقے کو تقریباً 30 دیسی ریاستوں کو ملا کر 15 اپریل 1948 کو موجودہ ہماچل پردیش ریاست بنائی گئی۔ پہلی نومبر 1966 کو جب پنجاب کی تشکیل نو ہوئی تو اس کے کچھ علاقے ہماچل پردیش میں ملا دئے گئے۔ 25 جنوری 1971 کو

ہماچل پردیش مکمل ریاست بنی۔ ریاست کے شمال میں جموں وکشمیر،مغرب اور جنوب مغرب میں پنجاب، جنوب میں ہریانہ،جنوب مشرق میں اتر پردیش اور مشرق میں تبت ہے۔

زراعت

ہماچل پردیش کی معیشت بنیادی طور پر زراعت اور جانور پالنے کے پیشے پر منحصر ہے۔ریاست کی آبادی کا تین چوتھائی سے زیادہ حصہ ان ہی پیشے سے منسلک ہے۔کسانوں کے پاس زمین بہت کم ہے۔ 83.7 فی صد سے زیادہ کسان چھوٹے یا بہت چھوٹے کاشتکاروں کے درجہ میں آتے ہیں۔کھیتی کے لحاظ سے الگ الگ موسمی حالات کی وجہ سے باغبانی اور نقدی فصلوں کے یہاں شاندار امکانات ہیں۔بدل بدل کر فصلیں پیدا کر کے کسانوں کی فی ہیکٹر آمدنی زیادہ کردی گئی ہے۔ریاست میں پھلوں کی پیداوار 4.84 لاکھ ٹن ہونے لگی ہے۔اناج کی پیداوار 17.02 لاکھ ٹن اور سبزیوں کی پیداوار بھی 5 لاکھ ٹن تک پہنچ گئی ہے۔بڑے پیمانے پر مشروم کی کھیتی کی جارہی ہے۔دودھاری نسل کے جانوروں کے ذریعہ دودھ دینے والے جانوروں کی نسل اچھی کر کے زراعت سے متعلق کاموں کو بڑھایا جارہا ہے۔خرگوش پالنے، مچھلی پالنے اور پھولوں کی کھیتی جیسے کاموں کو بھی فروغ دیا جارہا ہے۔ ہماچل پردیش اچھی قیمتیں دے کر پیداواروں کو بہتر اور فائدے مند قیمت فراہم کراتا ہے۔اس کے تحت سیب،آلو،سنترا،کنو، گلگل، ادرک چلغوزا وغیرہ مختلف فصلوں کے لئے سود مند قیمتیں دی جاتی ہیں۔پھلوں کو ڈبہ بند کرنے کے سب سے بڑے کارخانے کے شروع ہونے کے بعد اب پھلوں اور سبزیوں کی پیکنگ کے لئے شکن دار گتے کے ڈبے بنانے کی فیکٹری بھی کھولی گئی ہے۔اس سے یہاں صنوبر کی طرح کی عمارتی لکڑیوں کے جنگلوں کی کٹائی روکنے میں مدد ملی ہے۔ریاست کے مجموعی علاقے کے قریب 64 فیصد حصے میں جنگلات ہیں۔

صنعت

ہماچل پردیش نے صنعت کاری کے میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔اس وقت ریاست میں 182 بڑی اور منجھلی صنعتیں ہیں اور 28,500 چھوٹی صنعتیں اکائیاں ہیں۔ان میں 1.49 لاکھ سے زیادہ افراد کو روزگار ملا ہوا ہے اور کل ٹرن اوور 4,500 کروڑ روپے ہے۔اب صنعت کاروں کا میڈیم اور بڑے سیکٹر کی اکائیوں کی تشکیل کے لیے حکومت کی منظوری لینا ضروری نہیں ہے۔ 2000-2001 (دسمبر تک) میں 82.47 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری والے مجھلے اور بڑے سیکٹر کے 11 پراجیکٹوں کا رجسٹریشن کیا گیا۔صنعت کاروں کو ساختی سہولتیں مہیا کرانے کے لیے ریاست میں صنعتی علاقائی اثاثوں کو فروغ دیا جارہا ہے۔

ریاست کی اہم معدنیات میں چونا پتھر، راک سالٹ، جپسم، سلکا بالو، بیرائٹ وغیرہ شامل ہیں۔ ہماچل پردیش میں معدنیات پر منحصر قریب 300 صنعتیں جیسے پتھر توڑنے کی مشین، چھوٹے سیمنٹ پلانٹ، کیلشیم کاربونیٹ اکائیاں، چونا پتھر کا پاؤڈر بنانے کی اکائیاں وغیرہ قائم کی گئی ہیں۔ریاست میں تین بڑے سیمنٹ کارخانے پہلے سے کام کررہے ہیں۔

آبپاشی اور بجلی

ریاست کی کل آبپاشی صلاحیت 3.35 لاکھ ہیکٹر ہے۔اس میں سے 0.50 لاکھ ہیکٹر بڑے اور مجھولے پراجیکٹوں کے ذریعے اور باقی چھوٹے آبپاشی پراجیکٹوں کے ذریعے آبپاشی کی جاسکتی ہے۔ریاست کی واحد بڑا آبپاشی پراجیکٹ کانگڑہ ضلع کے شاہنہر پراجیکٹ ہے جس سے 15,287 ہیکٹر کی آبپاشی کی جاسکتی ہے۔ پانچویں پراجیکٹ سے اب تک چار مجھولے پراجیکٹ۔گری آبپاشی پراجیکٹ، بالھ گھاٹی پراجیکٹ، بھابور صاحب پہلا مرحلہ اور بھابور صاحب دوسرا مرحلہ پورا ہو چکا ہے

جن سے 11,236 ہیکٹر کا قابل کاشت کمانڈ ایریا بھی مکمل ہوگیا ہے۔

جون 1999 میں 300 میگاواٹ صلاحیت کے چمیرا مرحلہ 2 پن بجلی پروجیکٹ کا، دسمبر 1999 میں 2,051 میگاواٹ صلاحیت کی پاربتی پن بجلی پروجیکٹ، اور جون 2000 میں 800 میگاواٹ صلاحیت کی کول ڈیم پروجیکٹ کا افتتاح کیا گیا۔ دیگر بڑے رواں پروجیکٹ ہیں۔ بھابا اضافہ اسکیم، دھنوی پن بجلی پروجکٹ 22.5 میگاواٹ لارجی پن بجلی پروجیکٹ (126 میگاواٹ) اور کھولی پن بجلی پروجیکٹ 12 میگاواٹ ریاستی سرکار نے 8 پن بجلی پراجیکٹ نجی سیکٹر کو سونپ دیے ہیں ان کے نام ہیں بسپا پن بجلی پروجیکٹ (300 میگاواٹ) ہولی پن بجلی پروجیکٹ (231 میگاواٹ) دھمواری سوند پن بجلی پروجیکٹ (70 میگاواٹ) کرچھم وانگٹو پن بجلی پروجیکٹ (1000 میگاواٹ) نیوگل پن بجلی پروجیکٹ (15 میگاواٹ)، الین دوہنگن پن بجلی پروجیکٹ (192 میگاواٹ)، سورکنڈ (162 میگاواٹ) اور بودھل (70 میگاواٹ)۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ہماچل پردیش میں 31 مارچ 2000 کو 21,935 کلومیٹر لمبی سڑکیں تھیں۔ ریاست میں 8 قومی شاہراہیں ہیں۔ جن کی لمبائی 1,279 کلومیٹر ہے۔

ریلوے

ریاست میں پٹھان کوٹ سے جوگندرنگر اور کالکا سے شملہ میٹر گیج اور چھوٹی ریل لائنیں ہیں۔ ننگل ڈام سے اونا بڑی ریل لائن ریل گاڑیاں چلنے لگی ہیں۔

فضائی خدمات

ہماچل پردیش میں بھنتار (کلوگھاٹی) جبارہٹی (شملہ) اور گگل (کانگڑا) میں تین ہوائی اڈے ہیں۔ ریاستی سرکار نے مختلف جگہوں پر 35 ہیلی پیڈ بنائے ہیں۔ حکومت نے چمبا میں بنجرارو، ستر وندی اور کھنڈی، مرالی میں ہیلی پیڈ بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔

سیاحتی مقامات

سیاحوں کی دلچسپی کے اہم مقامات ہیں۔ شملہ، پالمپور، دھرم شالہ، کلومنالی اور چمبا ڈلہو، تیرتھ کے اہم مندر ہیں۔ بھیم کالی، سریان، ہٹکوٹی، جوالہ جی، چامنڈہ دیوی، چنت پرنی، رینکا اور ریواسر دیوتھ سدھ اور نینا دیوی، کانگڑا گھاٹی میں 'ہینگ گلائڈنگ' مقابلے ہوتے ہیں۔ سولنگ نالہ کی ڈھلانیں سردی کے کھیلوں کے لئے مشہور ہوتی جارہی ہے۔ شملہ، چمبا اور دھرم شالہ میں میوزیم اور نگر میں آرٹ گیلری ہے۔ چمبا ضلع کے کھجیار سیاحتی مقام کو ہماچل پردیش کا سوئزر لینڈ کہا جاتا ہے۔

حکومت

گورنر:	سورج بھان	چیف سکریٹری:	ہرش کمار گپتا
وزیراعلی:	پریم کمار دھومل	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	ہماچل پردیش
اسپیکر:	گلاب سنگھ ٹھاکر		

ضلعوں کے رقبہ، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی (1991 مردم شماری)	صدر دفتر
1۔	بلاس پور	1,167	2,95,387	بلاس پور
2۔	چمبا	6,528	3,93,286	چمبا
3۔	حمیر پور	1,118	3,69,128	حمیر پور
4۔	کانگڑا	5,739	11,74,072	دھرم شالہ
5۔	کنور	6,401	71,270	رکانگ پیو
6۔	کلو	5,503	3,02,432	کلو
7۔	لاہول اسپتی	13,835	31,294	کلونگ
8۔	منڈی	3,950	7,76,372	منڈی
9۔	شملہ	5,131	6,17,404	شملہ
10۔	سرمور	2,825	3,79,695	ناہن
11۔	سولن	1,936	3,82,268	سولن
12۔	اونا	1,540	3,78,269	اونا

1- علاقے میں پاکستان کے غیر قانونی قبضے والا 78,114 مربع کلومیٹر رقبہ، پاکستان کے ذریعے غیر قانونی طور پر چین کو دیا گیا 5180 مربع کلومیٹر رقبہ اور چین کے غیر قانونی قبضے والا 37,555 مربع کلومیٹر رقبہ شامل ہیں۔

2- آبادی میں چین اور پاکستان کے غیر قانونی قبضے والے علاقوں کی آبادی شامل نہیں ہے۔ کیوں کہ وہاں مردم شماری نہیں کی جا سکی۔

جموں و کشمیر

رقبہ: 2,22,236 مربع کلومیٹر

راجدھانی:	سری نگر (گرمی میں) جموں (سردی میں)	آبادی	1,00,69,917
		اہم زبانیں۔	اردو، کشمیری، ڈوگری، پہاڑی بالٹی، لداخی، پنجابی، گجری اور دادری

تاریخ اور جغرافیہ

راج ترنگنی اور نیل مت پران میں یہ ذکر ملتا ہے کہ وادیٔ کشمیر کبھی بہت بڑی جھیل ہوا کرتی تھی۔ اس کہانی کے مطابق کشیپ منی نے یہاں سے پانی نکال لیا اور اسے خوبصورت رہائشی مقام میں تبدیل کر دیا۔ ماہرین ارضیات کے مطابق اندرون زمین تبدیلیوں کی وجہ سے کھادنائر، بارہ مولا میں پہاڑوں کے دھنسنے سے جھیل کا پانی بہہ کر نکل گیا۔ اس طرح زمین پر جنت کہلانے

والا کشمیر وجود میں آیا۔ تیسری صدی قبل مسیح میں راجا اشوک نے کشمیر میں بودھ دھرم کو فروغ دیا۔ بعد میں کنشک نے اسے اور استحکام بخشا۔ چھٹی صدی کی ابتداء میں کشمیر پر ہونوں کا قبضہ ہوگیا۔ اگر چہ 530 AD میں یہ وادی پھر آزاد ہوگئی لیکن اس کے فوراً بعد ہی کشمیر پر اجین حکمرانوں کا قبضہ ہوگیا۔ وکرمادیتہ حکمرانوں کے زوال کے بعد کشمیر پر مقامی حکمرانوں نے حکومت شروع کردی۔ وہاں ہندو اور بودھ کی مشترک تہذیب کو فروغ حاصل ہوا۔ کشمیر کے ہندو راجاؤں میں للتادتیہ (697-738 AD) سب سے مشہور راجا ہوئے جن کی حکومت مشرق میں بنگال تک، جنوب میں کونکن، شمالی مغرب میں ترکستان اور شمالی مشرق میں تبت تک پھیلی ہوئی تھی۔ للتادتیہ نے بہت ساری خوبصورت عمارتیں بنوائیں۔ کشمیر میں تیرہویں چودہویں صدی میں مذہب میں اسلام کا داخلہ ہوا۔ اس وقت کشمیر میں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ مسلم حکمرانوں میں زین العابدین (70-1420) سب سے مشہور ہیں جو کشمیر میں اس وقت حکمراں ہوئے جب تاتاریوں کے حملے کے بعد ہندو راجا سنگھ دیو بھاگ گئے۔ بعد میں چک راجاؤں نے زین العابدین کے بیٹے حیدر شاہ فوج کو بے دخل کردیا اور 1586ء تک کشمیر پر راج کیا۔ 1586ء میں اکبر نے کشمیر کو جیت لیا۔ 1752ء میں کشمیر اس وقت کے کمزور مغل حکمرانوں کے قبضے سے نکل کر افغانستان کے احمد شاہ ابدالی کے قبضے میں چلا گیا۔ 67 سال تک پٹھانوں نے یہاں حکومت کی۔

جموں کا ذکر مہابھارت میں بھی ملتا ہے۔ حال ہی میں ہڑپا تہذیب کے دو باقی ماندہ چیزیں اور اکھنور موریہ، کشن اور گپت عہد کے سامان ملے ہیں جن سے جموں کی قدیم صورت حال پر روشنی پڑتی ہے۔ جموں 22 پہاڑی ریاستوں میں بٹا ہوا ہے۔ ڈوگرا حکمراں مالدیو نے کئی علاقوں کو جیت کر اپنی عظیم ریاست قائم کی۔ 1733ء سے 1782ء تک راجا رنجیت دیو نے جموں پر حکومت کی۔ لیکن ان کے جانشین کمزور تھے۔ اس لئے مہاراجا رنجیت سنگھ نے جموں کو پنجاب میں ملالیا۔ بعد میں انہوں نے ڈوگرا شاہی خاندان کے راجا گلاب سنگھ کو جموں ریاست سونپ دی۔ گلاب سنگھ، رنجیت سنگھ کے گورنروں میں سب سے زیادہ طاقتور بن گئے اور تقریباً پورے جموں علاقے کو انہوں نے اپنی ریاست میں ملالیا۔ 1947ء تک جموں پر ڈوگرا راجاؤں کی حکومت رہی۔ اس کے بعد مہاراجہ ہری سنگھ نے 26 اکتوبر 1947ء کو بھارت میں ضم ہوجانے کے معاہدے پر دستخط کردئے۔

شمال طول البلد جموں و کشمیر ریاست ´17-°32 اور ´58-°36 اور ´26-°73 اور ´30-°83 مشرقی ارض البلد کے درمیان بسا ہوا ہے۔ جغرافیائی حساب سے اس علاقے کو چار علاقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلا پہاڑی اور پہاڑیوں کا میدان جو کنڈی پٹی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ دوسرا پہاڑی رقبہ جس میں شوالک پہاڑیاں شامل ہیں۔ تیسرا وادی کشمیر کے پہاڑ اور پیر پنجال پہاڑوں کا سلسلہ اور چوتھا تبت سے متصل لداخ اور کرگل کا رقبہ۔

صنعت

دستکاری کشمیر کی روایتی صنعت ہے۔ اس صنعت کی روزگار پیدا کرنے کی صلاحیت اور ہاتھ سے بنی چیزوں کی ملک اور بیرون ملک مانگ کے پیش نظر سرکار دستکاری کو اولین ترجیح دے رہی ہے۔ دست کاری کے سامان میں خاص طور سے کاغذ سے بنے سامان، لکڑی پر نقاشی، قالین، شال اور کشیدہ کاری کے سامان شامل ہیں۔ دستکاری کی صنعت سے خاص طور پر قالین بنانے کی صنعت سے بڑی تعداد میں غیر ملکی کرنسی حاصل ہورہی ہے۔ 2001-2000 میں دستکاری اشیاء کی پیداوار میں 3 فی صد کا اضافہ ہوا۔ لیکن یہ 2000-1999 سالانہ دستکاری اشیا کی برآمد 577 کروڑ روپے سے کم ہوکر 440 کروڑ روپے ہوگئی ان میں 92,000 دستکار کام کررہے تھے۔

دستکاری کارپوریشن اونی چیزوں مثلاً گرم کپڑے بلیزر، کمبل، شال وغیرہ سامان تیار کرتا ہے۔ 1997 کے ایک سروے کے مطابق ریاست میں دستکاری کے بنکروں کی تعداد تقریباً 36,827 تھی۔ اس کے بعد اس تعداد میں ہر سال 710 کا اضافہ ہوا۔

کرتھولی میں برآمد افزائش صنعتی پارک قائم کیا جارہا ہے۔ کھن موہ میں 7.2 کروڑ روپے کا ایک فوڈ پارک قائم کیا جارہا ہے۔ 125.50 کروڑ روپے کی نو صنعتی پراجیکٹ بھی لگائے جارہے ہیں۔

زراعت

ریاست کے تقریباً 80 فی صد عوام زراعت پر منحصر ہیں۔ دھان، گیہوں اور مکئی یہاں کی اہم فصلیں ہیں۔ کچھ حصوں میں جو، باجرا، اور جوار اگائی جاتی ہے۔ لداخ میں چنے کی کھیتی ہوتی ہے۔

1999-2000 کے دوران ریاست میں اناج کی پیداوار 13.29 ٹن تھی ریاست میں بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر تقریباً 4.85 لاکھ کنبے باغبانی کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ پھلوں کے باغ کا رقبہ 51,380 ہیکٹر ہے اور پولی گرین ہاؤسوں کی تعداد 37,000 ہے۔

آبپاشی اور بجلی

نویں پانچ سالہ منصوبے میں ریاست میں آبپاشی کے لئے اور سیلاب کی روک تھام کے لئے (جس میں کمانڈ علاقے کی ترقی شامل ہے) 268 کروڑ روپے کی تجویز تھی۔ 1999-2000 کے آخر تک مجموعی طور پر 4.38 لاکھ ہیکٹر زمین کی آبپاشی کا انتظام کیا جاچکا تھا۔

آٹھویں پانچ سالہ منصوبے میں بجلی کے سیکٹر کے لئے 2,391.30 کروڑ روپے کی تجویز تھی۔ ریاست میں آبادی والے 6,477 گاؤں میں سے 2000-2001 تک بجلی پہنچائی جاچکی تھی۔ 2000-2001 کے آخر تک بجلی کی مجموعی صلاحیت 431.36 میگاواٹ تھی۔ 450 میگاواٹ کی باگھر لیار پن بجلی پروجیکٹ ایک بین الاقوامی ادارے کو مختص کردیا گیا۔ 3 دیگر بڑے منصوبے 330 واٹ کی کشن گنگا، 250 میگاواٹ کی یوری۔12 اور 120 میگاواٹ کی سیوا۔2 کا ریاست کے علاقوں میں توسیع کی جائے گی۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست میں مارچ 1998 تک مختلف طرح کی سڑکوں کی مجموعی لمبائی 13,659 کلومیٹر تھی۔

ریلوے

اب تک ریل خدمات صرف جموں تک ہیں۔ جموں۔ اودھم پور ریل لائن بنانے کا کام جاری ہے۔ اودھم پور سے سری نگر تک ریل لائن کے معائنے کا کام شروع ہوگیا ہے۔

ہوائی خدمات

سری نگر، جموں اور لیہہ، ریاست کے اہم ہوائی اڈے ہیں جو جموں وکشمیر کو ہوائی راستے سے ملک کے دوسرے حصوں سے جوڑتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

وادی کشمیر کوز مین کی جنت کہا جاتا ہے۔ سری نگر میں چشمہ شاہی، شالی مار باغ، ڈل جھیل اور وادیوں میں گلمرگ، پہلگام اور سون مرگ وغیرہ اور جموں کے نزدیک ویشنو دیوی مندر اور پٹنی ٹاپ ریاست کے اہم سیاحتی مقامات ہیں۔ 2000 میں 1.12 لاکھ سیاح وادی کشمیر میں آئے۔ ویشنو دیوی اور امرناتھ کے تیرتھ یاتریوں کی تعداد بھی 2000 میں 1.73 لاکھ تک پہنچ گئی۔

تیوہار

آشون مہینے میں شکل پکشن میں دسویں روز یعنی دشمی کو داون پر رام کو فتح کی یاد میں دسہرا یا وجے دشمی کا تیوہار منایا جاتا ہے۔ شیوراتری بھی جموں و کشمیر میں عقیدت و محبت کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ ریاست میں منائے جانے والے چار مسلم تیوہار ہیں۔ عیدالفطر، عیدالضحیٰ، عید میلادالنبی اور معراج عالم۔ محرم بھی منایا جاتا ہے۔

لداخ کا دنیا میں مشہور ہیمس غار تیوہار جون مہینے میں منایا جاتا ہے۔ اس تیوہار کی خاص بات اس موقع پر ہونے والا مکھوٹا ناچ ہے۔ لیہہ میں اسپتک بودھ وہار میں ہر سال جنوری میں ہونے والے تیوہار میں کالی کے بڑے مجسمے کی نمائش ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ چیتر کے مہینے میں گرمی کے موسم کی شروعات کا تیوہار لوہڑی اور رامبن اور پڑوس کے گاؤں میں سنگھ سنکرانتی اور بھدرواار کشتوار میں میلہ پات منایا جاتا ہے۔

حکومت

گورنر	جی سی سکسینا	چیف سکریٹری:	اشوک جیٹلی
وزیر اعلیٰ:	ڈاکٹر فاروق عبداللہ	چیف جسٹس:	ہتوئی کیتوئی سیما
اسپیکر:	عبدالاحد وکیل	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	جموں، کشمیر اور لداخ

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر دفتر
1۔	اننت ناگ	3,984	11,70,013	اننت ناگ
2۔	بڈگام	1,371	6,32,338	بڈگام
3۔	بارہ مولا	4,588	11,66,772	بارہ مولا
4۔	ڈوڈہ	11,691	6,90,474	ڈوڈہ
5۔	جموں	3,097	15,71,911	جموں
6۔	کارگل	14,036	1,15,227	کارگل
7۔	کٹھوا	2,651	5,44,206	کٹھوا
8۔	کپواڑہ	2,379	6,40,013	کپواڑہ

9-	لیہہ	82,665	1,17,637	لیہہ
10-	پلوامہ	1,398	6,48,762	پلوامہ
11-	پونچھ	1,674	3,71,561	پونچھ
12-	راجوری	2,630	4,78,595	راجوری
13-	سری نگر	2,228	11,83,493	سری نگر
14-	ادھم پور	4,550	7,38,965	ادھم پور

(1) اس علاقے میں 37,555 مربع کلومیٹر کا وہ رقبہ بھی شامل ہے جس پر چین کا غیر قانونی قبضہ ہے۔

جھارکھنڈ

رقبہ : 79,714 مربع کلومیٹر آبادی: 2,69,09,428

راجدھانی : رانچی اہم زبان: ہندی

تاریخ اور جغرافیہ

جھارکھنڈ 15 نومبر 2000 کو یونین کی 28 ویں ریاست کی شکل میں وجود میں آیا، یہ قبائیلوں کا اپنا صوبہ ہے، جس کا خواب وہ صدیوں سے دیکھ رہے تھے۔ ایک روایت کے مطابق اڑیسہ کے راجہ جے سنگھ دیو نے تیرہویں صدی میں خود کو جھارکھنڈ کے حکمراں ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔ اس میں زیادہ تر چھوٹا ناگپور پٹھار اور سنتھال پرگنہ کے جنگلاتی راستے شامل ہیں۔ یہاں کی مخصوص ثقافتی روایتیں ہیں۔ آزادی کے بعد کے دور میں جھارکھنڈ مکتی مورچہ نے پابندی سے تحریک شروع کر دی، جس کے باعث حکومت نے 1995 میں جھارکھنڈ ایریا خود مختار کونسل کی تشکیل کی اور بالآخر مکمل ریاست وجود میں آئی۔

جھارکھنڈ، مشرق میں مغربی بنگال، مغرب میں اتر پردیش اور چھتیس گڈھ، شمال میں بہار اور جنوب میں اڑیسہ سے گھرا ہوا ہے۔

زراعت

اہم اجناس فصلیں ہیں: دھان، گیہوں، مکئی اور دالیں۔

صنعت اور معدنیات

جھارکھنڈ میں دو سب سے بڑے فولاد پلانٹ ہیں۔ بوکارو میں عوامی سیکٹر کا اور نجی سیکٹر کی ٹاٹا آئرن اینڈ اسٹیل کمپنی۔ دیگر اہم صنعتیں ہیں: ٹاٹا انجینئرنگ اینڈ لوکوموٹیک کمپنی، شری رام بیئرنگس، اوشا مارٹن، انڈین ٹیوب کمپنی وغیرہ۔ ریاست میں تانبہ، کوئلہ، لوہا، میگنیز، ابرق، کرومائیٹ، باکسائیٹ وغیرہ جیسی معدنیات وافر مقدار میں بھری پڑی ہیں اور اسی کے باعث یہ ریاست ہندستان کی سب سے زیادہ خوشحال ریاست بننے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔

بجلی

جھارکھنڈ کی تنصیبی صلاحیت 2,500 میگاواٹ ہے۔اس میں شامل ہیں: 420 میگاواٹ (تینوگھاٹ حرارتی بجلی گھر) 840 میگاواٹ (پسٹرا تو حرارتی بجلی گھر) 130 میگاواٹ (سکی دری پن بجلی گھر)، 1,200 میگاواٹ (DVC حرارتی/ پن بجلی)۔ مختلف بجلی گھروں کی حرارت اور پن بجلی سیکٹروں کی صلاحیت میں اضافہ کرکے 4,736MW کی جاسکتی ہے۔اس میں 686 میگاواٹ پن بجلی پیداوار شامل ہے۔

ریاست کے سبھی گاؤں اور دیہی علاقوں میں بجلی مہیا کرانے کے لیے ریاستی حکومت 2002-2001 میں 30 کروڑ روپے اہتمام لیا ہے۔

نقل وحمل

سڑکیں

ریاست میں سڑکوں کی لمبائی 4,311 کلومیٹر ہے۔اس میں 1,600 کلومیٹر قومی عظام شاہراہ اور 2,711 کلومیٹر ریاستی شاہراہیں شامل ہیں۔

ریلوے

ریاست میں اچھی طرح ترقی یافتہ ریلوے نظام ہے، رانچی، بوکارو، دھنباد، جمشید جیسے پور کچھ بڑے ریولے اسٹیشن ہیں۔

شہری ہوابازی

رانچی فضائی رستوں کے ذریعہ دہلی، پٹنہ، اور ممبئی سے جڑا ہوا ہے۔ جمشید پور، بوکارو، گریڈیہہ، دیوگھر، ہزاری باغ، ڈالٹن گنج اور نوامنڈی میں ہوائی پٹیاں ہیں۔

سیاحتی مراکز

رانچی کے آس پاس بکھرے ہوئے کئی دل کو موہ لینے والے قدرتی مناظر، آبشار، مندر اور پہاڑیاں ہیں۔ ہنڈور، ہرنی، ڈوسنا اور داسم آبشار وجھرنے ہیں۔ چائیباسہ، دیوگھر، دمکا (تیرتھ یاتریوں کا مرکز)، بیلتا، (پلاموقومی پارک) ہزاری باغ (جنگلی حیاتیات پارک) ڈالما جنگلی حیاتیات پناہ گاہ وغیرہ دیگر اہم مقامات ہیں۔

حکومت

گورنر	:	پربھات کمار	چیف سکریٹری: وی۔ایس۔دوبے
وزیر اعلیٰ	:	بالال مرانڈی	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار: جھارکھنڈ

اضلاع کے نام: رانچی، گملا، لوہارڈاگا، پلامو، گڑھوا، دھن باد، بوکارو، ہزاری باغ، چترا، گریڈیہ، کودرما، مشرقی سنگھ بھوی، مغربی سنگھ بھوی، دمکا، دیوگھر، گوڈا، پاکور اور صاحب گنج۔

کرناٹک

رقبہ: 1,91,791 مربع کلومیٹر آبادی: 5,27,33,958

راجدھانی: بنگلور

اہم زبان: کنٹر

تاریخ اور جغرافیہ

کرناٹک کی تقریباً دوہزار برسوں کی تحریرشدہ تاریخ موجود ہے۔ کرناٹک پر نند، موریہ اور ستواہن حکمرانوں کی حکومت رہی۔
اس کے علاوہ چوتھی صدی کے وسط سے اس ریاست پر مقامی کدمب اور گنگا حکمرانوں کا قبضہ رہا۔ شرون بیل گولہ میں گمٹیشور کا
مجسمہ گنگا حکمرانوں میں ہی کسی حاکم نے بنوایا تھا۔ بادامی کے چالوکیہ حکمرانوں نے (500-735 AD) نرمدا سے کاویری تک
پھیلے علاقے میں پلکسین دوئم (609-642 AD) کے وقت سے حکمرانی کی اور اس نے قنوج کے راجا ہرش وردھن کو شکست
دی۔ ان حکمرانوں نے بادامی۔ آہول اور پٹڈکل میں تاریخی اہمیت کی حامل بہت سارے خوبصورت تعمیری کام کیے۔ آہول کا
مندر فن تعمیر کا ایک خوبصورت نمونہ ہے۔ مالکھیڈ کے راشٹرکوٹ (753-973) راجا قنوج حکومت کے اثر ورسوخ والے دور میں
قنوج کے حکمرانوں سے ٹیکس وصول کرتے تھے۔ اس عہد میں کنٹر ادب کی ترقی ہوئی۔ بھارت کے بڑے جین دانشوران ان
راجاؤں کے درباروں کی رونق بڑھاتے تھے۔ کلیان کے چالوکیہ راجاؤں (973-1189) اور ہو لے بیڈو کے ان کے ہوسالہ
سامنتوں سے خوبصورت مندر بنوائے اور ادب اور پینٹنگ کے فن کی حوصلہ افزائی کی مشہور منصف وگیا نیشور جو میتا کشرد کا مصنف
ہے کلیان میں ہی رہتا تھا۔ مشہور مذہبی رہنما باساویشورا کلیان کا ایک وزیر تھا۔ وجے نگر حکومت (1336-1646) نے اپنی شاندار
روایت کو آگے بڑھایا اور فن، مذہب اور کنٹر، تیلگو اور تمل ادب کی حوصلہ افزائی کی۔ بہمنی سلطانوں (جن کی راجدھانی گلبرگہ اور
بیدر تھی) اور بیجاپور کے عادل۔ شاہوں نے خوبصورت عمارتیں تعمیر کرائیں اور اردو اور فارسی ادب کی حوصلہ افزائی کی۔ پرتگالیوں
کی آمد سے ریاست میں کئی نئی فصلوں مثلاً تمباکو، مکئی، مرچ، بادام، آلو وغیرہ کھیتی ہونے لگی۔ پیشوا (1818) اور ٹیپو سلطان
(1799) کی شکست کے بعد کرناٹک انگریزی حکومت کے قبضے میں چلا گیا۔ انیسویں صدی میں عیسائی مشنریوں نے انگریزی
کی تعلیم اور مشینوں کی چھپائی سے روشناس کرایا اور ٹرانسپورٹ، مواصلات اور صنعتوں کے شعبے میں انقلاب آیا۔ شہروں میں اوسط
درجے کے لوگوں کا طبقہ وجود میں آیا۔ میسور کے حکمرانوں نے صنعت کاری اور نئی تہذیب کے فروغ میں مدد کی۔ آزادی کے
تحریک کے بعد کرناٹک کو متحد کرنے کی تحریک نے بھی زور پکڑا۔ آزادی کے بعد 1956 میں ایک نیا متحد میسور صوبہ وجود میں آیا
اور 1973 میں اس کا نام بدل کر کرناٹک کیا گیا۔

کرناٹک، گوا اور مہاراشٹر کے جنوب میں آندھرا پردیش کے مغرب میں، تمل ناڈو کے شمال مغرب میں اور کیرل کے شمال
میں ہے۔ ریاست میں تقریباً 400 کلومیٹر لمبا سمندری ساحل ہے۔ سمندری ساحل کے تقریباً متوازی مغربی گھاٹوں کا سہیادری
پہاڑوں کا سلسلہ ہے۔

زراعت

کرناٹک ریاست میں تقریباً 65 فی صد افراد کی محنت زراعت اور اس سے متعلقہ کاموں پر لگتی ہے۔ ریاست کے قریب
1,90,49,836 لاکھ ہیکٹر کے مجموعی جغرافیائی علاقے میں سے 1,25,92,50 لاکھ ہیکٹر سے زیادہ زمین زراعت کے لائق
ہے۔ یہاں کی اہم فصلیں دھان، جوار، راگی، باجرہ، مکئی، گیہوں اور دالیں ہیں۔ تیلوں کے بیج کی پیداوار میں اس ریاست کا ملک
میں ساتواں مقام ہے۔

18 لاکھ ہیکٹر کے علاقے میں باغبانی کی فصلیں ہوتی ہیں جن سے ہر سال 60 ارب روپے کی قیمت کے 124 لاکھ ٹن پھلوں کی پیداوار ہوتی ہے۔ کرناٹک میں 30,62,391 ہیکٹر علاقے میں جنگلات ہیں جو ریاست کے مجموعی علاقے کا 16.08 فی صد ہے۔ ریاست میں جنگلی جانوروں اور خصوصی طور پر کمیاب نسلوں کے جنگلی جانوروں کی حفاظت کے لئے پانچ قومی پارک اور 21 حفاظتی مقامات ہیں۔ ٹائیگروں کی کم ہوتی تعداد کو روکنے کے لئے دو ٹائیگر پروجیکٹ۔ ایک باندی پور قومی پارک اور ایک بھادرا جنگل حیات پناہ گاہ (Sanctuary) میں شروع ہو گیا ہے۔

آبپاشی اور بجلی

کرناٹک میں 2,600 مربع کلومیٹر کا رقبہ ندیوں کے بہاؤں کے تحت آتا ہے۔ بیسن والے مجموعی علاقے میں کرشنا کاویری، شمالی پینار، جنوبی پینار، پلار اور مغرب کی جانب بہنے والی ندیوں کے بیسن شامل ہیں۔ ان ندیوں کی پانی جمع کرنے کی اوسط سالانہ صلاحیت 97,352 کیوبک میٹر ہے۔ ریاست میں سبھی ذرائع سے آبپاشی کی مجموعی صلاحیت 55 لاکھ ہیکٹر ہونے کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ بڑے اور اوسط درجے کے پراجیکٹوں سے 35 لاکھ ہیکٹر، چھوٹے پراجیکٹوں سے دس لاکھ ہیکٹر اور زیر زمین آبی ذرائع سے دس لاکھ ہیکٹر زمین کی آبپاشی ہوتی ہے۔

ریاست کے اہم بجلی پراجیکٹوں میں کالی ندی مرحلہ۔ اول اور مرحلہ دوم۔ شراوتی، گوروسوپا (واراہی) اور شیوسمدرم پن بجلی پراجیکٹ شامل ہیں۔ رائے پور میں حرارتی بجلی گھر ہے اور بنگلور کے پاس ییلاہانکا میں ڈیزل سے چلنے والی بجلی کی اکائی ہے۔ کارواڑ کے نزدیک کیگا میں ایک ایٹمی بجلی گھر قائم کیا جارہا ہے۔ 31 مارچ 1989ء تک ریاست کے سارے گاؤں کی صدفی صد بجلی کاری کی جاچکی تھی۔

صنعتیں اور معدنیات

کرناٹک صنعتی سیکٹر میں مجموعی قومی پیداوار کا چار فی صد پیدا کرتا ہے۔ ریاست کی مجموعی آمدنی کا 20 فی صد حصہ صنعتوں سے حاصل ہوتا ہے۔ سرکاری صنعتوں میں اہم بھارت ارتھ موورس لمیٹیڈ بھارت الکٹرانکس، بھارت ہیوی الکٹریکلس، ہندوستان ایروناٹکس لمیٹیڈ، ہندوستان مشین ٹولس، انڈین ٹیلی فون انڈسٹریز، نیو گورنمنٹ الکٹرک فیکٹری، منگلور کیمیکلو اینڈ فرٹیلائزرس اور وہیل اور ایکسل فیکٹری وغیرہ ہیں۔ مشترک اور نجی سیکٹروں نیز چھوٹے صنعتی سیکٹروں میں بھی بہت ساری فیکٹریاں ہیں۔ ان فیکٹریوں کے ذریعے تیار کئے جانے والے سامانوں میں شیشہ، بیٹریاں، اسپارک پلگ، لیپ، ریل کے ڈبے، طیارے، ٹیلی فون کے سامان، الکٹرانک اور ٹیلی مواصلات کے سامان، پہیے اور ایکسل بجلی کے موٹر، کپڑا، ریشم، چندن کا تیل، بجلی کا سامان، چینی مٹی کے برتن، چینی، کاغذ، اخباری کاغذ، کپیسٹر، کھاد، موٹر سائیکل، کھدائی کے سامان، سیمنٹ وغیرہ شامل ہیں۔ بھدروتی کا وشویشوریا آئرن اینڈ اسٹیل لمیٹیڈ 77 ہزار ٹن کی سالانہ صلاحیت کے ساتھ خصوصی اسٹیل اور کئی دھات کو ملاکر اسٹیل یعنی ALLOY تیار کرتا ہے۔ اس خصوصی اسٹیل میں آمیزوا سٹیل اور فیروسلکین میں لوہا۔ 11,097 مینگیز 1,34,585 تانبا 87,802 (ٹنوں میں) سونا۔ 429 کلوگرام اور چاندی 380 کلوگرام سالانہ ہوتا ہے۔ ریاست کا ایک اور اہم پراجیکٹ چک منگلور ضلعے میں کدریکھ خام لوہا پراجیکٹ ہے۔ ریاست میں 9,780 بڑی بڑی اور اوسط درجے کی صنعتیں ہیں جن میں 15,65,454 سو کروڑ روپے کا سرمایہ لگا ہوا ہے۔ اور ان میں 8,68,932 افراد روزگار سے لگے ہوئے ہیں۔ چھوٹی صنعتوں کے سیکٹر میں ایک 2,800 کروڑ کے سرمایے کے ساتھ 2.23 لاکھ چھوٹی صنعتوں کی اکائیاں ہیں تقریباً 14 لاکھ تین ہزار افراد کو ان اکائیوں میں روزگار حاصل ہے۔ چندن کا تیل اور چندن کے صابن کے لئے یہ دنیا بھر میں مشہور ہے۔

یہ ریاست معدنیات کے وسائل سے مالا مال ہے۔ اعلیٰ درجے کا خام لوہا، تانبا، مینگنیز، کرومائٹ، چینی مٹی، چونا پتھر اور میگنا ٹائٹ یہاں کی اہم معدنیات ہیں۔ اس ریاست کو ملک میں سب سے زیادہ سونا پیدا کرنے والی ریاست کا درجہ حاصل ہے۔ یہ صوبہ فیلسائٹ پیدا کرنے والا واحد صوبہ اور مولڈنگ ریت اور بلوری پتھر پیدا کرنے والا ایک اہم صوبہ ہے۔ یہاں گرینائٹ کے بھی بہت سارے ذخیرے ہیں۔

انفارمیشن ٹکنالوجی

کرناٹک۔ سلکن ریاست، انفارمیشن ٹکنالوجی اور دیگر علم پر مبنی صنعتوں کے لئے بہت ہی معقول ہدف ہے۔ ریاست میں سرمایہ کاری پالیسی بہت ہی دوستانہ ہے۔ حال ہی میں ریاست نے میلینیم ٹکنالوجی پالیسی۔ ''مہتی'' کا اعلان کیا ہے۔ ای۔ گورنس ایریا میں ریاست نے اہم پہل کی ہے اور یہ سبھی ٹریزری (خزانوں) کو کمپیوٹرائیز ڈ کرنے کا منصوبہ بنارہی ہے۔ 60 لاکھ کسانوں کی ملکیت والی 1.9 کروڑ زمین کے ریکارڈ کمپیوٹرائز ڈ کردئے گئے ہیں۔ ریاست نے انفارمیشن ٹکنالوجی فرموں کے لیبر قانونوں کو آسان بنایا ہے اور انفارمیشن ٹکنالوجی پارکوں کے لئے بڑے پیمانے پر ترغیبات دینے کا اعلان کیا ہے۔ ریاست کا منصوبہ ہے کہ سبھی 177 انجینئرنگ کالجوں کو نٹ ورک سے جوڑ دیا جائے اور 300 کالجوں، 150 آئی۔ ٹی۔ ائی۔ 100 پولی ٹیکوں اور 1,000 اسکولوں میں انفارمیشن ٹکنالوجی شروع کی جائے۔ ہندوستان میں ہونے والے سافٹ ویر کی درآمد میں کرناٹک کا ایک تہائی حصہ ہوتا ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

1997-1998 میں کرناٹک میں 2,355 کلومیٹر قومی شاہراہوں سمیت 1,17,972 کلومیٹر سڑکیں موٹر گاڑی چلائے جانے کے لائق ہیں۔ ان میں 97 ہزار کلومیٹر پکی سڑکیں ہیں جو سڑکوں کی مجموعی لمبائی کا 68 فی صد ہیں۔

ریلوے

کرناٹک میں 2,706 کلومیٹر بڑی لائن، 564 کلومیٹر میٹر گیج لائنوں کو ملا کر مجموعی طور پر 3,270 کلومیٹر لمبی ریلوے لائنیں ہیں۔ قریب 300 کلومیٹر ریل لائنوں کو بڑی لائن میں بدلنے کا کام چل رہا ہے۔

ہوائی خدمات

ریاست کے اہم ہوائی اڈے بنگلور، بلگام، منگلور اور ہبلی میں ہیں۔ بنگلور سے بھارت کے اہم شہروں کے لئے براہ راست پروازیں ہوتی ہیں۔

بندرگاہ

ریاست کا نیو منگلور بندرگاہ سال بھر کھلا رہنے والا اہم بندرگاہ ہے جہاں خاص طور پر مال بردار جہاز آتے ہیں۔ اس بندرگاہ پر کدرے مکھ کے لوہے کی کان سے نکلے خام لوہے کی برآمد اور کچے تیل، کوئلے اور سیال پیٹرولیم گیس کے نقل وحمل لئے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں کاروار بندرگاہ کی بھی جدید کاری کی جارہی ہے۔ وہاں بحری فوج کے ''سی برڈ'' پراجیکٹ پر کام چل رہا ہے۔

سیاحتی مقامات

خوب صورت پارکوں اور صنعتوں کا شہر بنگلور سیاحت کے نظریئے سے بھی ریاست کا ایک اہم شہر ہے۔ ورنداون باغ کے لئے مشہور ایک قدیم ریاست کی راجدھانی میسور اور ٹیپو سلطان کی راجدھانی سری رنگا پٹنم کے علاوہ شرون بیلا گولہ بھی قابل دید مقام ہے جہاں 57 فٹ اونچا گمتیشور کا مشہور مجسمہ سیاحوں کے لئے دلکشی کا سامان ہے۔ بیلور، ہالے بیڈو، اور سوم ناتھ پور میں مشہور ہونسالہ یادگاریں ہیں۔ بادامی، آہولے اور پٹڈ اکل جیسے مقامات چٹانوں کو کاٹ کر بنائے گئے تیرہ سو سال قدیم مندروں کے لئے مشہور ہ۔ ہمپی میں مشہور کھلا میوزیم (قدیم وجے نگر) ہے۔ گلبرگہ، بیدر اور بیجا پور قدیم یادگاروں کے لئے جانے جاتے ہیں۔ منگلور اور کارواڑ کے بندرگاہ سمندری ساحل سیاحوں کے اہم مراکز ہیں۔ ان کے علاوہ گوکرن، اڈپی، دھرم استھل، میل کوٹ، گنگاپور اور سونداتی وغیرہ اہم مذہبی مقامات ہیں۔ سیاحت کے شعبے نے ریاست میں 212 مقامات کو سیاحتی مقامات کے طور پر منتخب کیا ہے۔ ریاست کی راجدھانی بنگلور بھی سیاحوں کا ایک اہم مرکز ہے۔ یہاں گرینائٹ پتھروں سے بنا ''ودھان سبھا'' خوبصورت کبن پارک اور لال باغ مشہور ہیں۔

حکومت

گورنر:	وی ایس رمادیوی	چیف سکریٹری:	محترمہ ٹیریسا بھٹا چاریہ		
وزیر اعلیٰ:	ایس ایم کرشنا	چیف جسٹس:	پی۔وی۔ریڈی		
		ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	کرناٹک ریاست		

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
-1	باگل کوٹ	6,594	13,94,542	باگل کوٹ
-2	بنگلور	2,190	48,39,162	بنگلور
-3	بنگلور (دیہی)	5,815	16,73,194	بنگلور
-4	بیلگام	13,415	35,83,606	بیلگام
-5	بیلاری	8,419	16,56,000	بیلاری
-6	بیدر	5,448	12,55,798	بیدر
-7	بیجاپور	10,475	15,33,448	بیجاپور
-8	چمارنجانگر	5,685	8,83,365	چمارنجانگر
-9	چک منگلور	7,201	10,17,283	چک منگلور
-10	چتر درگ	8,388	13,12,717	چتر درگ
-11	جنوبی کنٹر	4,843	16,33,392	منگلور
-12	دیوانا گیری	6,018	15,59,222	دیوانا گیری

-13	دھارواڑ	4,230	13,74,895	دھارواڑ
-14	دھرواد	4,657	8,59,042	دھرواد
-15	گلبرگہ	16,224	25,82,169	گلبرگہ
-16	ہاسن	6,814	15,69,684	ہاسن
-17	ہاویری	4,851	12,69,213	ہاویری
-18	کوڈگو	4,102	4,88,455	مرکیرا
-19	کولار	8,223	22,16,889	کولار
-20	کوپپال	8,458	9,58,078	کوپپال
-21	منڈیا	4,961	16,44,374	منڈیا
-22	میسور	6,269	22,81,653	میسور
-23	رائچور	5,559	13,51,809	رائچور
-24	شموگا	8,465	14,52,259	شموگا
-25	تمکر	10,598	23,05,819	تمکر
-26	اوروپی	3,598	10,60,872	اوروپی
-27	شمالی کنڑ	10,291	1-2,20,260	کارواڑ

کیرالہ

رقبہ: 38,863 مربع کلومیٹر آبادی 3,18,38,619

راجدھانی: ترواننت پورم اہم زبان: ملیالم

تاریخ اور جغرافیہ

کیرل کی قدیم تاریخ کافی حد تک رسموں میں پوشیدہ ہے۔ کیرل کے وجود سے متعلق قدیم دور سے یہ روایتی کہانی چلی آرہی ہے۔ جس کے مطابق کیرل سمندر میں سے نکلا ہے۔ وشنو کے ایک اوتار پرشورام نے کشتریوں کے خلاف ایک عظیم جنگ چھیڑی تھی لیکن بعد میں بے شمار لوگوں کی موت پر پرشورام کو پشیمانی ہوئی اور وہ اپنے گناہوں کے پچھتاوے کے لئے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے۔ پچھتاوے کا درد دل میں لئے پرشورام نے اپنی کلہاڑی سمندر میں پھینک دی۔ کہتے ہیں کہ جہاں یہ کلہاڑی گری وہیں سے یعنی گوکرنم سے کنیا کماری کے بیچ کی جگہ پر آدھا چاند کی شکل کا زمین کا ایک حصہ سمندر سے اوپر آیا۔ اگر اس کہانی کو چھوڑ بھی دیں جب بھی کیرل کی تہذیب بھارت کی تہذیب کا ایک اٹوٹ حصہ رہی ہے۔ درحقیقت کیرل کی تاریخ قدیم رسموں اور نئے اقدار کے مل جانے اور جذب ہو جانے کی کہانی ہے۔ مشرق میں مغربی گھاٹ اور مغرب میں بحیرۂ عرب کے درمیان واقع اس ریاست کا عرض 35 کلومیٹر سے 120 کلومیٹر تک ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے کیرل کو پہاڑی علاقے، گھاٹی، وسطی میدان اور ساحلی علاقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

زراعت

زراعت یہاں کے عوام کا خاص پیشہ ہے۔ تقریباً 50 فی صد آبادی اپنی روزی روٹی کے لئے زراعت پر منحصر ہے۔ کیرل میں زراعتی علاقوں کی ایک خصوصیت کہ یہاں نقدی فصلیں زیادہ پیدا کی جاتی ہیں۔ ناریل، ربڑ، کالی مرچ، الائچی، گنا، کاجو، سپاری، چائے، ادرک، جائے پھل، دارچینی اور لونگ وغیرہ پیدا کرنے والا ایک اہم ریاست کیرل ہے۔ اناج میں چاول اور ٹوپیوکا یہاں کی اہم فصلیں ہیں۔ ناریل یہاں کی سب سے اہم نقدی فصل ہے۔ 2000-1999 میں ریاست میں کل 3.50 لاکھ ہیکٹر میں دھان کی کھیتی ہوئی اور ملک بھر میں ناریل پیداوار کا 41 فی صد حصہ کیرل میں ہوتا ہے۔ ناریل کی سپلائی میں یہ ریاست اہم بنی ہوئی ہے۔ کیلا، اناناس، آم، کٹہل یہاں کی خاص فصل ہے۔ 1998-1997 میں ریاست میں ملک بھر کی 86 فی صد کافی اور 9 فی صد چائے کی پیدا ہوتی ہے۔ ریاست میں 1998-1997 کے دوران ربر کی پیداوار کا علاقہ 4.3 لاکھ ہیکٹر رقبے میں تھا۔

ریاست میں غیر غذائی فصل جیسے ادرک، کالی مرچ، کافی، کاجو کی پیداوار حوصلہ افزا نہیں رہی۔ جن اہم فصلوں کی پیداوار میں اضافہ درج کیا گیا، ان میں سپاری کی پیداوار 1359.5 کروڑ نٹ سے بڑھ کر 180.4 کروڑ نٹ ہوئی۔ چائے کی پیداوار 68,373 ٹن سے بڑھ کر 71,295 ٹن ہوئی اور ربر کی پیداوار 5.59 لاکھ ٹن سے بڑھ کر 5.73 لاکھ ٹن ہوئی۔

صنعت

کیرل میں صنعتی ترقی کے روشن امکانات ہیں۔ یہاں پر پن بجلی، گھنے جنگلات، المینائٹ اور مونو زائٹ وغیرہ نایاب معدنیات اور ٹرانسپورٹ اور مواصلات جیسی بنیادی سہولتیں موجود ہیں۔ یہاں کے روایتی صنعتوں میں ہینڈلوم، کاجو، ناریل کے ریشے اور دستکاری شامل ہیں۔ دیگر اہم صنعتوں میں ربڑ، چائے، چینی مٹی کے برتن، بجلی اور الیکٹرانک کے سامان، ٹیلی فون کے تار، ٹرانسفارمر، اینٹ اور ٹائلیں، دوائیں، اور کیمکلیز، انجینیرنگ کے سامان، پلائی وڈ، رنگ روغن بیٹری اور سگار، صابن، تیل، کھاد، کھادی، اور دیہی صنعتوں کی پیداوار شامل ہیں۔

ان کے علاوہ باریک سامان، مشینی آلات، پیٹرولیم سے تیار ہونے والی اشیاء لگدی پینٹ، کاغذ، اخباری کاغذ، کانچ اور ایسے دھاتوں کی پیداوار کے لئے جن میں لوہانہ ہو ریاست میں کئی کارخانے لگائے گئے ہیں۔ برآمد کی جانے والی اشیاء میں اہم کاجو، چائے، کافی، مسالے، سمندری خوراک، شیشہ اور ناریل ریشہ وغیرہ ہیں۔ ریاست میں المینائٹ، روٹائل، مونو زائٹ، زرکون، سلیمنائٹ، چکنی مٹی، اور کوارٹز ریت جیسی اہم معدنیات بھی کافی مقدار میں موجود ہیں۔

کیرل ریاستی صنعتی فروغ کارپوریشن (KSIDC) کے مالی تعاون سے 2000-1999 میں چھوٹے اور بڑے 42 پراجیکٹوں کو شروع کیا گیا جن پر 243 کروڑ روپئے کی سرمایہ کاری ہوئی۔ 1,506 کروڑ روپئے کی لاگت والے 75 دیگر پراجیکٹ عمل درآمد کے مختلف مراحل میں ہیں۔ کارپوریشن نے 897 کروڑ کے سرمائے والے 40 پراجیکٹوں کو قائم کرنے کے لیے نجی سیکٹر کی فرموں کے ساتھ معاہدے پر دستخط کیے۔

ریاست میں 110 عوامی سیکٹر کی انڈرٹیکنگ ہیں۔ سافٹ ویئر ٹکنالوجی پارکس آف انڈیا کے ترواننت پورم میں واقع کمپلکس میں 17 اکائیاں راست کام کر رہی ہیں جب کہ 13 اکائیاں نجی حدود عمارت میں کام کر رہی ہیں اور سبھی کمپیوٹر سافٹ ویئر ٹکنالوجی جو ملک سے برآمد کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔ اس ٹکنو پارک میں 31 کمپنیاں لگی ہیں اور اس پر 6,545 لاکھ روپے کا پونجی سرمایہ لگا ہوا ہے۔ ریاست میں کھادی اور دیہی صنعتی سیکٹر میں 1,91,670 افراد کام کر رہے ہیں۔

آبپاشی اور بجلی

کیرل میں آبپاشی کا نظام بڑے اوسط اور چھوٹے پراجکٹوں کے علاوہ زیر زمین پانی اور کمانڈ ایریا ترقی پروگراموں پر منحصر ہے۔ ملم پوجا، چالاکڈی، بھچی، پمبا، پیریار، چتر پوجا، کنیاڈی، نیرا اور چم منی ریاست کے بڑے آبپاشی پراجیکٹ ہیں۔ پوتنڈی گائتری ولیار، وجھانی، منگلم اور چیرا کوجھی اوسط درجے کی پراجیکٹ ہیں۔ ان کے علاوہ سات آبپاشی کے بڑے پراجیکٹوں کلڈا، پچھاسی، مواتو پوجا، اوم لیار، کاراپارا۔ کریارکٹی، چیلیاز اور کانچی رپ پوجا کا کام جاری ہے۔ ریاست میں مارچ 2000 تک آبپاشی سیکٹر میں 27.357 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری ہوئی، جس میں بڑے اور مجھولے پراجیکٹوں کے لیے 1,877 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری ہوئی جنوری 2001 میں کیرل ریاستی بجلی بورڈ کی قائم پذیر صلاحیت 2,522 میگاواٹ تھی۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 2,19,805 لاکھ کلومیٹر ہے۔ قومی شاہراہ نمبر 17 قومی شاہراہ نمبر 47 اور قومی شاہراہ نمبر 49 ریاست سے گزرتی ہیں۔ ان کی کل لمبائی 1,011 کیلومیٹر ہے۔

ریلوے

ریاست میں ریلوے لائنوں کی مجموعی لمبائی 1,050 کلومیٹر ہے اور یہ ملک کے سبھی اہم جگہوں سے ریل کے ذریعے جڑی ہوئی ہے۔ بڑی لائن 933 کیلومیٹر اور چھوٹی لائن 117 کیلومیٹر لمبی ہے۔

ہوائی خدمات

ریاست میں تین اہم ہوائی اڈے تیروننت پورم، کوچی اور کوزی کوڈ میں ہیں۔ اس میں پہلے دو بین الاقوامی ہوائی اڈہ ہیں۔

بندرگاہ

16 بندرگاہوں میں سے کوچی کیرل کا اہم بندرگاہ ہے۔ غیرملکی تجارت اور ساحلی تجارت کو فروغ دینے میں اس بندرگاہ کا اہم رول ہے۔ اس کے علاوہ ریاست میں تین اوسط درجے کے اور دس چھوٹے بندرگاہ ہیں۔

تیوہار

کیرل میں مختلف شاندار تیوہار منائے جاتے ہیں۔ ان میں سے بیشتر تیوہار مذہبی ہیں جو ہندو عقیدوں کے مطابق ہیں۔ کیرل کے تقریباً ہر گاؤں کے اپنے میلے، تیوہار اور دوسرے خوشی کے مواقع ہیں۔ اونم کیرل کا خاص تیوہار ہے جو اب سارے ملک میں مشہور ہو چکا ہے۔ یہ تیوہار فصل کی کٹائی کے موقعے پر منایا جاتا ہے۔ اور پوری ریاست کے لوگ جوش وخروش کے ساتھ اس میں شامل ہوتے ہیں۔ اونم کا تیوہار راجا مہابلی کی واپسی کی خوشی میں منایا جاتا ہے۔ ایسا مانا جاتا ہے کہ مہابلی نے کافی عرصے تک کیرل پر حکومت کی لیکن وشنو نے وامن کی شکل اختیار کر کے مہابلی کو سپرد آتش کر دیا۔ اب یہ تیوہار حکومت کے زیر انتظام قومی تیوہاروں کے طور پر منایا جانے لگا ہے۔ ویشو کیرل کا ایک دوسرا تیوہار ہے جو علم فلکیات کے مطابق نئے سال کے موقعے پر منایا

جاتا ہے۔ کیرل میں نوراتری تیوہار سرسوتی پوجا کے طور پر منایا جاتا ہے۔ مہاشیوراتری کا تیوہار پیریار ندی کے ساحل پر رنگارنگ طریقے سے منایا جاتا ہے اور اس کا مقابلہ پریاگ کے کنبھ میلے سے کیا جاتا ہے۔ سبری مالا ایپن مندر میں مکروالکو کے موقعے پر منائے جانے والے 41 دنوں کے میلے میں ملک اور بیرون ملک کے لاکھوں افراد شامل ہوتے ہیں۔ ولم کلی یا کشتیوں کی رفتار کا مقابلہ کیرال کا ایک اپنا خصوصی تیوہار ہے۔ پترامداجھیل میں منعقد ہونے والی نہروٹرافی کو چھوڑ کر باقی سبھی کشتیوں کی رفتار کے مقابلے کی کوئی نہ کوئی مذہبی اہمیت ہے۔ تریچور میں ہر سال اپریل میں پورم تیوہار منایا جاتا ہے جس میں سجے دھجے ہاتھیوں کا جلوس نکلتا ہے اور آتشبازی کے مظاہرے ہوتے ہیں۔ کرسمس ور ایسٹر عیسائیوں کے اہم تیوہار ہیں۔ پانوا ندی کے کنارے ہر سال ایشیا میں عیسائیوں کا سب سے بڑا اجلاس مراموں ہوتا ہے۔ مسلمان عید، بقرعید، رمضان اور محرم کے علاوہ جرم اور نیرچا تیوہار مناتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

کیرل میں جنگلی جانوروں کی حفاظت کے خوبصورت مقامات پیریار ندی کے کنارے تھیکاڈی پلکٹر ضلع میں، پارامبی کلم اور متھاواڑی، سلطان بتھیری اور وائناڈ میں ہیں۔ کوولم سمندری ساحل دنیا بھر میں مشہور سیاحت کا مقام ہے۔ تیرونت پورم میں پدمنابھ سوامی مندر جنوبی بھارت کے فن تعمیر کا خوبصورت نمونہ ہے۔ پتھم تھلا ضلع میں بھگوان ایپا کا سبری ملا مندر مشہور مذہبی مقام ہے۔ راجدھانی تیرووننت پورم میں مختلف مندر مسجد اور گرجا گھر ہیں۔ ویلی لیگون، نیار، باندھ، اور پون موڈی جیسے مشہور پہاڑی سیاحتی مقامات سیاحوں کی دلکشی کے مراکز ہیں۔ نیار باندھ قدرتی خوبصورتی کے لئے مشہور ہے۔ یرووننت پورم شہر سے باہر ویلی لیگون میں کشتیوں کی سواری کے انتظامات بھی ہیں۔ سیاحت کے نظریے سے دوسرے اہم مقامات میں آدی شنکر آچاریہ کی جائے پیدائش کالڑی، کاسرگاڑ میں بیکل سمندری ساحل کا سیاحتی مقام، پلکاڈ میں مالم پوشا، پک کوڈے جھیل، کروادیپ، پنچی چتم اور وائناڈ میں ہدک کیلغار وغیرہ شامل ہیں۔ تریپور ضلع میں کتھ کلی کا مشہور مرکز کلا منڈلم رقص سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے قابل دید ہے۔

ریاست میں 1999 کے دوران ملکی غیر ملکی سیاحوں کی تعداد 50.90 لاکھ تھی جس میں 2.20 لاکھ سیاح غیر ملکی تھے۔

حکومت

گورنر:	جسٹس سکھ دیو سنگھ کنگ	چیف سکریٹری:	وی۔ کرشنا مورتی
وزیر اعلیٰ:	اے۔ کے اینٹونی	چیف جسٹس:	جسٹس کے۔ کے اوشا
اسپیکر	وکدم پرشوتمن	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار	کیرل اور لکش دیپ

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی (1991 کی مردم شماری کے مطابق)	صدر دفتر
1۔	الپ پوجا	1,414	20,01,217	الپ پوجا
2۔	ارناکلم	2,407	28,17,236	ارناکلم
3۔	اڈکی	5,019	10,78,066	پینو و

4-	کنور	2,996	22,51,727	کنور
5-	کاسرگاڈ	4,992	10,71,508	کاسرگاڈ
6-	کولم	2,491	24,07,566	کولم
7-	کوٹایم	2,203	18,28,271	کوٹایم
8-	کوزی کوڈ	2,345	26,19,941	کوزی کوڈ
9-	ملاپورم	3,550	30,96,330	ملاپورم
10-	پالکڈ	4,480	23,82,235	پالکڈ
11-	پتھنام تھیٹا	2,642	11,88,352	پتھنام تھیٹا
12-	تریونتاپورم	2,192	29,46,650	تریونتام پورم
13-	تریچور	3,032	27,37,311	تریچور
14-	وائناڈ	2,132	6,72,128	کلپیٹا

مدھیہ پردیش

رقبہ: 3,08,000 مربع کلومیٹر

راجدھانی: بھوپال — آبادی: 6,03,85,118

اہم زبان: ہندی

تاریخ اور جغرافیہ

غیر منقسم مدھیہ پردیش کا قیام یکم نومبر 1956 کو ہوا تھا۔ نئی ریاست چھتیس گڑھ بنانے کے لیے ہوئی تقسیم کے بعد یہ اپنی موجودہ شکل میں یکم نومبر 2000 کو وجود میں آیا۔

مدھیہ پردیش بھارت کے وسطی حصے میں واقع ہونے کی وجہ سے شمال، جنوب، مشرق اور مغرب کے تاریخی واقعات کا محور بنا رہا۔ راجا اشوک نے سب سے پہلے اجین پر حکومت کی۔ وسطی بھارت کا کافی بڑا حصہ گپت سلطنت (550-300) کا حصہ تھا۔ گیارہویں صدی کی ابتدا میں مسلمان وسطی بھارت آئے۔ سب سے پہلے محمود غزنوی یہاں آیا۔ اور پھر محمد غوری آیا جس نے یہاں کے کچھ حصوں کو اپنی دلی کی سلطنت میں ملا لیا۔ وسطی بھارت مغلیہ سلطنت کا بھی حصہ رہا۔ مراٹھوں کا اثر شروع ہونے کے بعد سے 1794 میں مادھوجی سندھیا کی موت تک وسطی بھارت پر مراٹھوں کا بول بالا رہا۔ لیکن اس کے بعد چھوٹی چھوٹی آزاد ریاستیں قائم ہونے لگیں۔ یہ آزاد ریاستیں ہی آگے چل کر برطانوی حکومت کے قیام کا سبب بنیں۔ اندور کی رانی اہلیا بائی ہولکر، گونڈ، مہارانی کملا دیوی اور رانی درگاوتی وغیرہ کچھ عظیم خواتین حکمرانوں نے اپنی زبردست حکومت کی صلاحیت کا مظاہرہ کر کے اپنے نام تاریخ میں سنہری حروف میں درج کرا لئے۔ مدھیہ پردیش مشرق میں چھتیس گڑھ، مغرب میں راجستھان اور گجرات، شمال میں اتر پردیش اور جنوب میں مہاراشٹر سے گھرا ہوا ہے۔

زراعت

زراعت ریاست کی معیشت کی بنیاد ہے۔ ریاست کی 74.73 فی صد آبادی دیہی علاقوں میں رہتی ہے اور زراعت پر منحصر ہے۔ ریاست کی تقریباً 49 فی صد زمین قابل زراعت ہے۔ مدھیہ پردیش میں تیلوں کے بیج، دالیں سویابین، چنا اور السی کی خاص پیداوار ہوتی ہے۔ گیہوں، چاول، جوار، گنا، کپاس ارہر اور سرسوں ریاست میں پیدا کی جانے والی اہم فصلیں ہیں۔ یہاں اناج کی مجموعی پیداوار 15.48 ملین میٹرک ٹن، تیلوں کے بیج 5.46 ملین میٹرک، سویابین 4.43 ملین ٹن کپاس 4.6 لاکھ گانٹھیں، (ایک گانٹھ 170 کلوگرام) اور گنے سے گڑ کی پیداوار 20 لاکھ ٹن گیہوں 83.7 لاکھ ٹن، چاول 16.8 لاکھ ٹن، دالیں 32.9 لاکھ ٹن رہی تھیں۔

صنعت اور معدنیات

مدھیہ پردیش الکٹرانکس، ٹیلی مواصلات، پیٹروکیمیکل، موٹر گاڑیوں جیسے اعلیٰ تکنیکی صنعتوں کے شعبے میں داخل ہوگیا ہے۔ ٹیلی مواصلات نظام کے لئے آپٹیکل فائبر بنانے والی یہ ملک کی پہلی ریاست ہے۔ اندور کے پاس پیتھم پور میں بڑی تعداد میں موٹر گاڑی کی صنعتیں قائم کی گئی ہیں۔ ریاست میں پبلک سیکٹر کی اہم صنعتیں بھوپال میں بھارت ہیوی الکٹریکلس لمیٹڈ، ہوشنگا باد میں سیکورٹی پیپر مل، دیواس میں نوٹ چھاپنے کا پریس، نیپانگر کی اخباری کاغذ کی مل اور نیچ کی الکلائڈ فیکٹری میں 2000-1999 میں 11.3 811 لاکھ میٹر کپڑا، ہتھ کرگھا سیکٹر پاورلوم سے تیار کیا گیا ہے۔ 99-1998 میں 33.5 لاکھ ٹن قابل فروخت اسٹیل اور 91.8 ہزار ٹن المونیم کی پیداوار ی۔ سمینٹ کی پیداوار 112.4 لاکھ ٹن اور اخباری کاغذ 58.4 ہزار ٹن ہوا۔ پیتھم پور میں ایئر کارگو کمپلکس، انڈو جرمن ٹول روم اور اندرون ملکی کنٹینر ڈپو بنائے جا رہے ہیں۔

معدنیات کی پیداوار کے شعبے میں ریاست کا اہم مقام ہے۔ ریاست میں کوئلہ، باکسائٹ، خام لوہا، خام مینگنیز، راک فاسفیٹ، ڈولومائٹ، خام تانبا اور چونا پتھر بڑے پیمانے پر نکالے جا رہے ہیں۔ 2000-1999 میں کوئلے اور کچے لوہے کی پیداوار بالترتیب 430 لاکھ ٹن اور 92 ہزار ٹن رہی۔ ہیری کی پیداوار 46,668 کیریٹ اور باکسائٹ کی 2.48 لاکھ ٹن تھی۔ چونے کی پیداوار 223.1 لاکھ ٹن اور تانبے کی 74,000 لاکھ ٹن رہی۔ چندیری اور ماہیشور میں روایتی دستکاری اور ہنڈلوم سے بنے کپڑے کے لئے یہ ریاست مشہور ہے۔

آبپاشی اور بجلی

2000-1999 میں 65.6 لاکھ ہیکٹر علاقے میں آبپاشی کی سہولت موجود تھی۔ اس میں 2.4 لاکھ ہیکٹر دھان، 34 لاکھ ہیکٹر گیہوں اور 10.8 لاکھ ہیکٹر دالوں کے لئے اور 3.2 لاکھ ہیکٹر تلہنوں کے لیے ہے۔ آبپاشی علاقوں میں 1990 سے گیہوں اور دالوں کی فصل میں خاص اضافہ ہوا ہے۔ آبپاشی کا سب سے اہم ذریعہ کنواں تھا۔

اس وقت ریاست میں بجلی پیدا کرنے کی مجموعی صلاحیت 2,900 میگاواٹ ہے۔ جس میں 747.5 میگاواٹ بجلی پن بجلی کے طور پر حاصل ہوتی ہے۔ مرکزی حصہ داری والی صنعتوں کے ذریعے پیدا کی گئی بجلی میں ریاست کا حصہ 1,718 میگاواٹ ہے 2001-2000 تک ریاست کے 51,806 میں سے 50,271 گاؤں میں پہنچ چکی ہے۔ بجلی کی پیداوار 14,023.70 لاکھ کلو واٹ فی گھنٹہ ہے۔

ریاستی حکومت نے 1000 میگاواٹ والا اندرا ساگر پن بجلی پراجیکٹ اور 520 میگاواٹ والا اونکار یشور پن بجلی پراجیکٹ

شروع کرنے کے لیے قومی پن بجلی کارپوریشن کے تعاون سے ایک جوائنٹ وینچر نرمدا پن بجلی ترقیاتی کارپوریشن قائم کیا ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

مدھیہ پردیش میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 67,000 کلومیٹر سے زائد ہے۔ جس میں قومی شاہراہوں کی لمبائی 3,700 کیلومیٹراور ریاستی شاہراہوں کی لمبائی 7,300 کیلومیٹر ہے۔

ریلوے

شمالی بھارت کو جنوبی بھارت سے جوڑنے والی اہم ریلوے لائن مدھیہ پردیش سے ہوکر گزرتی ہے۔ ریاست میں بھوپال، بینا، گوالیار، اندور، اٹارسی، جبل پور، کٹنی، رتلام اور اجین اہم جنکشن ہیں۔ علاقائی ریلوے کے صدر دفاتر بھوپال، رتلام، جبل پور اور بلاس پور میں ہیں۔

فضائی خدمات

بھوپال، گوالیار، اندور اور کھجوراہو میں ہوائی اڈے ہیں۔

تیوہار اور میلے

مدھیہ پردیش میں کئی تیوہار منائے جاتے ہیں۔ قبائل کا دوسرا اہم تیوہار بھگوریا ہے، جو روایتی جوش وخروش کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ کھجوراہوں بھوجپور، پنچ مڑھی اور اجین میں شیوراتری کے تیوہار میں مقامی روایتوں کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ چترکٹ اور اودرچھا میں رام نوی تیوہار منعقد کرنے کی انوکھی روایت ہے۔ اور چھا، مالوہ اور پنچ مڑھی کے میلوں میں تہذیب وفن کا خوبصورت امتزاج نظر آتا ہے۔ گوالیار کے تانسین موسیقی، میلے میہار کے استاد علاؤالدین خاں موسیقی میلے اجین کے کالی داس سمارو ہ اور کھجوراہوں کے رقص میلے کی وجہ سے مدھیہ پردیش فن سے شوق رکھنے والے افراد کی محبوب ریاست ہے۔

سیاحتی مقامات

اپنی عہد وسطی کی خصوصیتوں کو دامن میں چھپائے یہاں کے شہر، دور دراز علاقوں میں جانوروں کے حفاظتی مقامات، ناقابل یقین قدرتی خوبصورتی والے مقامات اور ملک کے سب اہم تیرتھوں والا مدھیہ پردیش سیاحوں کی دلچسپی کا مرکز ہے۔ پنچ مڑھی، کی انوکھی خوبصورتی، بھیڑا گھاٹ کی چمک دمک والی سنگ مرمر کی چٹانیں، اور شور کرتے ہوئے دھواں دار آبشار، کانھا قومی پارک، جہاں عجیب وغریب بارہ سنگھے رہتے ہیں باندھ گڑھ قومی پارک جہاں قلعہ ہے اور قبل تاریخ غاریں ہیں اور حیات جنگل سے یہ سب عظیم قدرتی حسن کی جھلکیاں ہیں۔ مدھیہ پردیش کے بیش بہا خزانے میں قلعہ، محل، استوپ، غاریں، اور یادگاریں ہیں۔

گوالیار، اور چھا، کھجوراہو، سانچی، مانڈو، دتیا، چندیری، جبل پور، رائے سین، ودیشا، ادے گری، بھیم بیٹیکا، اندور اور بھوپال تاریخی یادگار کے مختلف اہم مراکز ہیں۔ ماہیشور، اونکاریشور، اجین، چترکوٹ اور امرکنٹک ایسے مقامات ہیں جہاں آکر تیرتھ یاتریوں کے دل کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ کھجوراہو کے مندر اپنے امتیاز کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ اس کے علاوہ اور چھا، بھوجپور اور ادے پور کے مندر تاریخ میں دلچسپی رکھنے والے لوگوں اور زائرین کے لیے کشش کے مقامات ہیں۔ ستنا، سانچی،

ودیشہ، گوالیار، اندور، مندسور، اجین، راج گڑھ بھوپال، جبل پور، ریوا اور دیگر کئی محلوں کے میوزیم آثار قدیمہ کے طور پر اہمیت رکھتے ہیں۔

حکومت

گورنر:	ڈاکٹر بھائی مہاویر	چیف جسٹس:	جسٹس بھوانی سنگھ
وزیر اعلیٰ:	دگ وجے سنگھ	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	مدھیہ پردیش
اسپیکر:	شری نواس تواری		
چیف سکریٹری:	کے ایس شرما		

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر دفاتر
1۔	باروانی	---	8,32,422	باروانی
2۔	بالاگھاٹ	9,229	13,62,731	بالاگھاٹ
3۔	بیتول	10,043	11,80,527	بیتول
4۔	بھنڈ	4,459	12,14,480	بھنڈ
5۔	بھوپال	2,772	13,50,302	بھوپال
6۔	چھترپور	8,687	11,58,853	چھترپور
7۔	چھندواڑا	11,815	15,63,332	چھندواڑا
8۔	دموہ	7,306	8,97,544	دموہ
9۔	دتیا	2,038	3,97,743	دتیا
10۔	دیواس	7,020	10,32,522	دیواس
11۔	دھار	8,153	13,66,626	دھار
12	ڈنڈوری	---	5,83,019	ڈنڈوری
13۔	گنا	11,065	13,09,451	گنا
14۔	گوالیار	5,214	14,14,948	گوالیار
15۔	ہارڈا	---	3,80,762	ہارڈا
16۔	ہوشنگ آباد	10,037	13,65,970	ہوشنگ آباد
17۔	اندور	3,898	18,30,870	اندور
18۔	جبل پور	10,160	26,45,232	جبل پور
19۔	جھبوا	6,782	11,29,356	جھبوا

-20	کٹنی	---	8,81,925	کٹنی
-21	کھنڈوا مشرقی (نیمار)	10,779	14,32,855	کھنڈوا
-22	کھارگون مغربی (نیمار)	13,450	20,26,317	کھارگون
-23	منڈلا	13,269	12,91,313	منڈلا
-24	مندسور	9,791	15,55,481	مندسور
-25	مورینا	11,594	17,07,619	مورینا
-26	نرسنگھ پور	5,133	7,84,523	نرسنگپور
-27	نیمچ	---	5,98,339	نیمچ
-28	پنا	7,135	6,84,721	پنا
-29	رائے سین	8,446	8,77,369	رائے سین
-30	راج گڑھ	6,154	9,92,315	راج گڑھ
-31	رتلام	4,861	9,71,309	رتلام
-32	ریوا	6,314	15,50,140	ریوا
-33	ساگر	10,252	16,46,198	ساگر
-34	ستنا	7,502	14,62,412	ستنا
-35	سیہور	6,578	8,40,427	سیہور
-36	سیونی	8,758	9,99,762	سیونی
-37	شہڈول	14,028	17,43,068	شہڈول
-38	شاجاپور	6,196	10,32,520	شاجاپور
-39	شیوپور	---	4,31,480	شیوپور
-40	شیوپوری	10,278	11,31,933	شیوپوری
-41	سدھی	10,256	13,71,935	سدھی
-42	ٹکم گڑھ	5,048	9,40,609	ٹکم گڑھ
-43	اُجین	6,091	13,86,465	اجین
-44	امریہ	---	4,20,815	امریہ
-45	ودشا	2,742	9,71,097	ودشا

مہاراشٹر

رقبہ: 3,07,713 مربع کلومیٹر   آبادی: 9,97,52,247

راجدھانی: ممبئی   اہم زبان: مراٹھی

تاریخ اور جغرافیہ

مہاراشٹر کے پہلے مشہور حکمراں ستواہن (230 سے 225 قبل مسیح) تھے جنہوں نے مہاراشٹر ریاست قائم کی تھی۔ انہوں نے اپنے بہت سارے ادبی، فنی اور تاریخی ثبوت چھوڑے ہیں۔ ان کے عہد حکومت میں انسانی زندگی کے ہر شعبے میں خوب ترقی ہوئی۔ اس کے بعد واکاٹک آئے جنہوں نے ملک گیر ریاست چین بھارتیہ قائم کی۔ ان کے عہد حکومت میں مہاراشٹر میں تعلیم فن اور مذہب کی خوب خوب ترقی ہوئی۔ ان کے عہد کے دوران ہی اجنتا کے غاروں میں اعلیٰ درجے کی تصویریں دیواروں پر بنوائیں گئیں۔ واکاٹک کے بعد کچھ عرصے کے لئے کلچری حکمرانوں نے حکومت کی اور پھر چالوکیہ حکومت پر قابض ہوگئے۔ اس کے بعد ساحلی علاقوں میں شیلا ہاروں کے علاوہ مہاراشٹر پر راشٹرکوٹ اور یادو حکمرانوں کا قبضہ رہا۔ یادو حکمرانوں نے مراٹھی کو حکومت کی زبان بنائی اور جنوب کے ایک بڑے حصے پر اپنا اقتدار قائم کیا۔

حالاں کہ بہمنی سلطانوں نے مہاراشٹر اور اس کی تہذیب میں ایک حد تک اپنی تہذیب کو بھی شامل کرلیا مگر شیواجی کی قیادت میں مہاراشٹر کی ہر طرح سے ترقی ہوئی اور یہ ایک علیحدہ پہچان بن کر ابھرا۔ شیواجی نے سوراج اور قومیت کے ایک نئے جذبے کو جنم دیا۔ ان کی زبردست طاقت نے مغلوں کو بھارت کے اس حصے میں آگے نہیں بڑھنے دیا۔ پیشواؤں نے جنوب کی پہاڑیوں سے لےکر پنجاب کے''اٹک'' تک مراٹھوں کی برتری ثابت کی۔

جنگ آزادی میں مہاراشٹر سب سے آگے تھا۔ انڈین نیشنل کانگریس یہیں قائم کی گئی۔ ممبئی اور مہاراشٹر کے دوسرے شہروں کے بہت سارے لیڈروں نے پہلے تلک اور بعد میں مہاتما گاندھی کی رہنمائی میں کانگریس کی تحریک کو آگے بڑھایا۔ گاندھی جی نے اپنی تحریک کا مرکز مہاراشٹر کو بنایا تھا۔ گاندھی جی کے زمانے میں سیوا گرام قومیت پرست بھارت کی راجدھانی بنا رہا۔ زبان کی بنیاد پر ریاستوں کی تشکیل نو کے نتیجے میں ایک مئی 1960ء کو مہاراشٹر ریاست کی حکومت کا نظام سامنے آیا۔

یہ ریاست آس پاس کے ان علاقوں کو ملا کر بنائی گئی جہاں مراٹھی زبان بولی جاتی تھی اور جو پہلے چار علیحدہ علیحدہ انتظامیہ کے دائرہ اختیار میں تھیں ان میں اصل برطانوی ممبئی ریاست میں شامل دمن اور گوا کے بیچ کے اضلاع، حیدرآباد کے نظام کی ریاست کے پانچ ضلعے وسطی ریاست مدھیہ پردیش کے جنوب کے آٹھ اضلاع اور آس پاس کی ایسی کئی ریاستیں شامل تھیں جو چھوٹی تھیں اور نزدیکی ضلعوں میں مل گئی تھیں۔ مہاراشٹر بھارت جزیرہ نما کے شمال میں واقع ہے اور جغرافیائی لحاظ سے ایک جیسا ہے۔ یہاں کا ممبئی بندرگاہ بحیرہ عرب کا ایک اہم بندرگاہ ہے۔ یہ ریاست عام طور پر ایک سطح مرتفع رقبہ ہے۔

مہاراشٹر اونچی اور چورس زمینوں میں ایک سطح مرتفع رقبہ ہے۔ اس کے اٹھے ہوئے مغربی کنارے سہادری پہاڑی سلسلہ بناتے ہیں اور سمندر کے متوازی ہیں۔ اور ان کا ڈھلان آہستہ آہستہ مشرق اور جنوب مشرق میں ہوتا ہے۔ ریاست کے شمالی حصے میں ستپورا کی پہاڑیاں ہیں جب کہ اجنتا اور ست مالا پہاڑیاں ریاست کے وسط سے ہوکر گزرتی ہیں۔ بحیرہ عرب مہاراشٹر کے مغربی حدود کا رکھوالا ہے۔ جب کہ گجرات اور مدھیہ پردیش اس کے شمال کی پڑوسی ریاستیں ہیں۔ ریاست کے مشرقی کنارے پر بھی مدھیہ پردیش ہے اور اس کے جنوب میں کرناٹک اور آندھرا پردیش ہیں۔ مہاراشٹر میں بارش زیادہ تر جنوب مغربی مانسون کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس ریاست کے ساحلی علاقوں میں زبردست بارش (تقریباً 2000 ملی میٹر) ہوتی ہے جب کہ وسطی علاقے میں بہت کم بارش (500 ملی میٹر کے قریب) ہوتی ہے۔ مشرقی حصوں میں اوسط بارش (تقریباً 100 ملی میٹر ہوتی ہے)

زراعت

مہاراشٹر کے تقریباً 61.14 فی صد کام کرنے والے افراد زراعت اور اس سے متعلق کاموں پر منحصر ہیں۔ ریاست کا تقریباً

33.70 لاکھ ہیکٹر کا رقبہ کا مجموعی طور پر آبپاشی ہے۔ جن میں سے 2000-1999 میں 25.7 لاکھ ہیکٹر کا رقبہ آبپاشی کا خالص رقبہ تھا۔ یہاں کی اہم فصلیں دھان، جوار، باجرا، گیہوں، تور، مونگ، اڑہر، چنا اور دوسری دالیں ہیں۔ یہاں کے تیلوں کے بیج کی اہم فصلوں میں مونگ پھلی، سورج مکھی، سویابین وغیرہ شامل ہیں۔ اہم نقدی فصلیں کپاس، گنا، ہلدی اور سبزیاں ہیں۔ ریاست کے ایک بڑے حصے میں باغبانی ہوتی ہے۔ یہاں تقریباً ساڑھے 10-9 لاکھ ہیکٹر زمین میں مختلف طرح کے پھل، مثلاً آم، کیلا، سنترا، انگور، کاجو وغیرہ کی فصلیں پیدا کی جاتی ہیں۔

صنعت

مہاراشٹر کی راجدھانی ممبئی دیش کی مالی اور تجارتی کارروائیوں کا مرکز ہے اور ریاست کو پورے ملک کا پاور ہاؤس مانا جاتا ہے۔ ریاست کی معیشت میں صنعتی شعبے کا اہم رول ہے۔ اشیائے خوردنی، تمباکو اور اس سے بنی چیزیں، سوتی کپڑا، کپڑے سے بنا سامان، کاغذ اور اس سے بنی چیزیں طباعت و اشاعت، ربڑ، پلاسٹک، پیٹرولیم اور کوئلے سے بنی چیزیں، بنیادی کیمیکل اور ان کے سامان، دھات کے سامان اور کل پرزے، بجلی کی اور دوسری طرح کی مشینیں، دوسرے ساز و سامان کے علاوہ ٹرانسپورٹ کے سامان اور کل پرزے وغیرہ ریاست کی صنعتی پیداوار میں اہم ہیں۔ 2001-2000 کے پہلے نو مہینوں میں صنعتی پیداوار (مصنوعات) سال 2000-1999 کے اسی مدت کی پیداوار سے 7.2 فی صد زیادہ رہی۔

آبپاشی اور بجلی

جون 2000 کے آخر تک 29 بڑے، 156 منجھلے اور 2,187 چھوٹے آبپاشی پراجیکٹ مکمل کر لئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ 76 بڑے، 143 منجھلے اور 281 چھوٹے پراجکٹوں کا کام چل رہا تھا۔ ریاست میں آبپاشی کا مجموعی رقبہ تقریباً 33.06 لاکھ ہیکٹر ہو چکا تھا۔

2000-1999 میں مہاراشٹر ریاست کی بجلی پیدا کرنے کی مجموعی صلاحیت 13,832 میگاواٹ ہے۔ پلانٹ لوڈ فیکٹر 71.8 فی صد تھا اور بجلی پیداوار 63,312 کروڑ کلوواٹ تھا۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

مارچ 2000 تک ریاست میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 2,57,000 کلومیٹر ہے جس میں قومی شاہراہوں کی لمبائی 3,735 کلومیٹر ریاستی شاہراہوں کی 33,165 کلومیٹر، اہم ضلع سڑکوں کی 46,473 کلومیٹر دیگر ضلع سڑکوں کی لمبائی 43,005 کلومیٹر اور دیہی سڑکوں کی مجموعی لمبائی 87,573 کلومیٹر ہے۔

ریلوے

مہاراشٹر میں 5,396 کلومیٹر لمبی ریل لائنیں ہیں۔ ان میں سے تقریباً 76.7 فی صد بڑی ریل لائنیں، 9.3 فی صد میٹر گیج اور 14 فی صد چھوٹی ریل لائنیں ہیں۔

فضائی خدمات

ریاست میں مجموعی طور پر 24 ہوائی اڈے اور ہوائی پٹیاں ہیں۔ان میں سے 17 مہاراشٹر حکومت کے اختیار میں ہیں۔چار ہوائی اڈوں پر بین الاقوامی ہوائی اڈ ہ اتھارٹی اور بھارت کے ہوائی اڈے کی اتھارٹی کا اختیار ہے۔بقیہ تین پر وزارت دفاع کا اختیار ہے۔ریاستی حکومت کے اختیار والے ہوائی اڈوں پر ابھی کمرشیل اڑانوں کی سہولیات دستیاب نہیں ہے۔

بندرگاہ

ممبئی اہم بندرگاہ ہے اور یہ ملک کا سب سے بڑا بندرگاہ بھی ہے۔ریاست میں دو بڑے اور 48 چھوٹے بندرگاہ ہیں۔

سیاحتی مقامات

اجنتا، الورا، الیفینٹا، کنہیری اور کاررلہ گپھائیں یہاں کے اہم سیاحتی مقامات ہیں۔مہابالیشور، ماتھیرین اور پنچگنی، جواہر، مالشیج گھاٹ، امبولی، چکھل دھارا، اور پنہالا پہاڑی مقامات ہیں۔ پنڈھرپور، ناسک، شرڈی ناندیڑ، اوندھا ناگ ناتھ، تریمبکیشور، تلجاپور، گنپتی پلے، بھیم شنکر، ہری ہریشور اور شیگاؤں اہم مذہبی مقامات ہیں۔

حکومت

گورنر:	ڈاکٹر پی سی الکزینڈر	چیف جسٹس:	جسٹس بی۔پی سنگھ
وزیراعلیٰ:	ولاس راؤ دیشکھ	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	مہاراشٹر اور گوا
چیف سکریٹری:	وی۔رنگ ناتھن		

ضلعوں کے رقبے آبادی وار صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر مقام
1۔	احمد نگر	17,048	33,72,935	احمد نگر
2۔	اکولہ	10,574	13,51,959	اکولہ
3۔	امراوتی	12,210	22,00,057	امراوتی
4۔	اورنگ آباد	10,107	22,13,779	اورنگ آباد
5۔	بھنڈارا	3,895	10,04,662	بھنڈارا
6۔	بیڈ	10,693	18,22,072	بیڈ
7۔	ممبئی نگر	69	31,74,889	ممبئی نگر
8۔	ممبئی سب سیلسٹی	534	67,51,002	باندرہ
9۔	بلڈانا	9,661	1,886,299	بلڈانا

10-	چندرپور	11,443	17,71,994	چندرپور
11-	دھولے	8,063	14,73,170	دھولے
12-	گڈچرولی	14,412	7,87,010	گڈچرولی
13-	جلگاؤں	11,765	31,87,634	جلگاؤں
14-	جالنا	7,718	13,64,425	جالنا
15-	کولہاپور	7,685	29,89,507	کولہاپور
16-	لاتور	7,157	16,76,641	لاتور
17-	ناگپور	9,892	32,87,139	ناگپور
18-	ناندیڑ	10,528	23,30,374	ناندیڑ
19-	ناسک	15,530	38,51,352	ناسک
20-	عثمان آباد	7,569	12,76,327	عثمان آباد
21-	پربھنی	6,517	13,05,494	پربھنی
22-	پونے	15,643	55,32,532	پونے
23-	رائے گڑھ	7,152	18,24,816	علی باغ
24-	رتناگری	8,208	15,44,057	رتناگری
25-	سانگلی	8,572	22,09,488	سانگلی
26-	ستارہ	10,480	24,51,372	ستارہ
27-	سندھودرگ	5,207	8,32,152	کدال
28-	شولاپور	14,895	32,31,057	شولاپور
29-	تھانے	9,558	52,49,176	تھانے
30-	وردھا	6,309	10,67,357	وردھا
31-	یوت محل	9,892	32,87,139	یوت محل
32-	نندوربار	5,034	10,62,545	نندوربار
33-	واشم	5,134	8,62,312	واشم
34-	گونڈیہ	5,425	11,02,967	گونڈیہ
35-	ہنگولی	4,524	8,09,278	ہنگولی

منی پور

رقبہ:	22,327 مربع کلومیٹر	آبادی:	23,88,634
راجدھانی:	امپھال	اہم زبان:	منی پوری

تاریخ اور جغرافیہ

حالاں کہ منی پور کی تحریری تاریخ موجود نہیں پھر بھی اس کا وجود نہایت قدیم زمانے سے ہے۔ مورخین کے مطابق 33 عیسوی میں پاکھنگبا نے یہاں کی سات اہم ریاستوں میں سے ایک پر حکومت کی اور ایک طویل عہد سلطنت کی شروعات کی ہے۔ جو 1891 تک منی پور پر قائم رہیں۔ 1891 میں منی پور برطانوی حکومت کے قبضے میں آ گیا اور اس کے بعد 15 اکتوبر 1949 کو بھارتیہ یونین میں حصہ ''سی'' کو ریاست کے طور پر شامل ہوا۔ 51-1950 میں یہاں مشاورتی طرز حکومت کی ریاست قائم کی گئی۔ بعد میں 1957 میں اس کی جگہ پر ایک علاقائی کونسل قائم کی گئی جس میں 30 منتخب اور دو نامزد ممبران تھے۔ اس کے بعد 1963 میں مرکز کی نگرانی والے علاقوں سے متعلق قانون کے تحت 30 منتخب اور تین نامزد ممبران کی ایک قانون ساز اسمبلی قائم کی گئی۔ 19 دسمبر 1969 سے یہاں کے حاکم کا درجہ چیف کمشنر سے بڑھا کر لفٹیننٹ گورنر کر دیا گیا۔ 21 جنوری 1972 کو منی پور کو مکمل ریاست کا درجہ دے دیا گیا۔

جغرافیائی زاویے سے یہ ریاست دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے۔ پہاڑی حصے میں پانچ اور میدانی حصے میں چار ضلعے ہیں منی پور مشرق میں میانمار، جنوب مشرق میں میانمار کی چن پہاڑیاں، شمال میں ناگالینڈ، مغرب میں آسام اور جنوب اور جنوب مغرب میں میزورم سے گھرا ہوا ہے۔

زراعت

زراعت اور اس سے متعلق کام دیہی علاقوں کے زیادہ تر افراد کے روزگار کا واحد سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ ریاست کی معیشت بھی زراعت پر منحصر ہے۔ 1946 میں ایک عام شروعات کے بعد آج ریاست میں اپنی تربیت شدہ انسانی وسائل کی تعداد 3,715 کہ مختلف پراجیکٹوں اور زراعت سے متعلق پروگراموں کو خود عمل میں لا سکتے ہیں۔ 2001-2000 میں زیادہ پیداوار دینے والے اقسام کی مدد سے ریاست میں چاول کی پیداوار 2.25 میٹرک ٹن فی ہیکٹر، مکئی کی 200 mt فی ہیکٹر، دلہن کی 0.74 mt فی ہیکٹر، تلہن کی 0.67 mt فی ہیکٹر، گنے کی 61.6 mt فی ہیکٹر اور آلو کی 8.25 mt فی ہیکٹر تک پہنچ گئی ہے۔

جنگلات

ریاست میں مجموعی طور پر 17,384 مربع کلومیٹر کے علاقے میں جنگلات ہیں۔ ان میں سے 1,467 مربع کلومیٹر ریزرو جنگلات، 4,171 مربع کلومیٹر محفوظ جنگلات ہیں۔ اس کے علاوہ ریاست میں 11,746 مربع کلومیٹر میں غیر درجہ بند جنگلات ہیں۔ منی پور اوکھرول ضلع کے شرائے گاؤں کے جنگلات میں جنت کا پھول کہے جانے والے ''شیرائے لی لی'' ملتے ہیں جو دنیا میں کہیں اور نہیں ہوتے اسی طرح جوکو وادی میں کم یاب نسل کے ''جوکولی'' (لیلیم چترنکڈے) پائے جاتے ہیں۔ منی پور اپنے مختلف پیڑ پودوں اور جنگلی جانوروں کے لئے جانا جاتا ہے۔ یہاں کئی طرح کے شاذ و نادر نسل کے پیڑ پودے اور جانور ملتے ہیں۔ یہاں شدنگائی بھی رہتے ہیں جس کی نسل دنیا میں کہیں کہیں ملتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک تیرتا ہوا قدرتی پارک ہے جو دنیا میں اکیلا ہی ہے۔

آبپاشی اور بجلی

ریاست میں بڑے اور منجھلے آبپاشی پراجیکٹوں کی شروعات دیر سے ہوئی مگر تقریباً 18 سال سے کم وقت میں وہاں قابل ذکر ترقی ہوئی ہے۔ مجموعی طور پر 54,100 ہیکٹر زمین میں آبپاشی کا انتظام کرا دیا گیا تھا۔ مارچ 2001 تک بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت 11,845 کلوواٹ تھی۔ ریاست کے 2001 گاؤں میں برق کاری ہو چکی تھی۔ مرکزی علاقے کے بجلی گھروں مثلاً (این ایچ پی سی کے ''لوتک'' پن بجلی گھر اور NEEPCO کو پلی پن بجلی گھر، کھان ڈونگ پن بجلی گھر، رام چندر نگر حرارتی بجلی گھر اور کتھائی گنڈی حرارتی بجلی گھر) سے منی پور کو اس کا حصہ ملنے سے ریاست میں بجلی سپلائی میں قابل ذکر ترقی ہوئی۔ ریاست میں اب بھی بجلی کی مانگ اور سپلائی میں 30 میگاواٹ سے زیادہ کا فرق ہے۔ لیما کھونگ میں بھاری ایندھن پر مبنی ایک بجلی پلانٹ (6x6 میگاواٹ) جنوری 2002 میں شروع ہو جائے گا۔

صنعت

منی پور یہاں تیزی سے صنعت کاری کی جا رہی ہے۔ مارچ 2001 تک ریاست میں 8,991 چھوٹی صنعتی اکائیاں مندرج ہو چکی تھیں اور جن میں 47,186 افراد کو روزگار حاصل تھا۔ مختلف صنعتی کارپوریشنوں اور اداروں کو مضبوط بنانے پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے منی پور اسپننگ ملز کارپوریشن لمیٹڈ کو 2000-1999 کے لئے 2.17 کروڑ روپے اکیوٹی حصص کے طور دے گئے ہیں اس رقم سے اس کارپوریشن میں نئی جان ڈالی جا رہی ہے۔ منی پور سمنٹ لمیٹڈ کے لئے بھی باز آباد کاری پروگرام کے لئے 110 لاکھ روپے اکیوٹی حصص کے طور پر مختص کئے گئے الکٹرانکس اور پلاسٹک صنعت کے شعبے میں تربیت دینے کی بنیادی تکنیکی سہولیات فراہم کرنے کے لئے مرکزی حکومت نے امپھال میں الکٹرانکس ڈیزائن ٹکنالوجی مرکز اور مرکزی پلاسٹک انجینئرنگ ادارے کی ایک شاخ قائم کی ہے۔ مرکزی حکومت نے ایک ترقی مرکز لام لائی۔ نیپیٹ میں منظور کیا ہے۔ کھنوتا میں برآمد افزائشی صنعتی پارک اور موریہہ میں مربوط بنیادی ساختی ترقیاتی مرکز کو بھی مرکزی حکومت نے منظوری دی ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست میں 7,667 کیلومیٹر کچی اور پکی سڑکیں 31 مارچ 2000 کو تھیں۔ قومی شاہراہوں کی لمبائی 957 کیلومیٹر ریاستی شاہراہوں کی لمبائی 839 ضلعی سڑکوں کی لمبائی 1,946 کیلومیٹر اور دیہی سڑکوں کی لمبائی کی 3,925 کیلومیٹر تھی۔

ریلوے

مئی 1990 میں جیری بام تک ریلوے لائن پہنچنے کے ساتھ ہی یہ ریاست بھی ملک کے ریلوے نقشے میں شامل ہو گئی۔

فضائی خدمات

امپھال ریاست کا واحد ہوائی اڈہ ہے۔ یہاں سے کلکتہ، دیماپور، سلچر ایزردی، گوہاٹی دہلی کے لئے انڈین ایرلائنس اور جیٹ ایئرویز کی فضائی خدمات موجود ہیں۔ جیٹ ایزویز کی اڑانیں امپھال کو کلکتہ اور گوہاٹی سے جوڑتی ہیں۔

تیوہار

ریاست کے اہم تیوہار ہیں: ڈول یاترا، لائی ہرااوبا، راس لیلا، ہکرو، ہیونکبہ، چیئراوبا، ننگول چاک، کوؤبہ، رتھ یاترا، کرسمس، کٹ، لوئی گانی، منی، ہنگنگ، گائی اور عید الفطر، عید الضحیٰ، یاؤ سانگ (ڈولی جاترا/ہولی) درگا پوجا، میرا ہوشنکیا، دیوالی، کوٹ وغیرہ۔

سیاحتی مقامات

ریاست میں سیاحوں کی دلچسپی کے کچھ اہم مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔

شری گووندا جی مندر، خوریام بند بازار (آئی ایم اے مارکیٹ) جنگ میں ہلاک ہونے والے فوجیوں کے قبرستان، شہید مینار، کھونگام پٹ آرکیڈ ریم، منی پور کا چڑیا گھر، سنگدر باندھ، لنگتھابل، آئی این اے میموریل (موئرنگ) لوکٹک جھیل، کیبٹل لام جاؤ قومی پارک، بھبالا، وشنو پور کا وشنو مندر، سیندرا، کینا، چتھاؤ جھیل، کھونگجوم جنگ، میموریل، بھارت امن یادگار لوکاپ چنگ) مور یہہ، اکھرول، سیروئی بلس، کھانگ گونی گپھا، ماؤ، چوڑا چاند پور، تیمنگ لانگ، بارک آبشار، ایم ایم ٹی اے کمپلکس (لامدان) اور ماسی کمپلکس (کبراؤ) وغیرہ۔

حکومت

گورنر: وید مراوہ

وزیر اعلیٰ: (اب صدر راج کے تحت) چیف سکریٹری راکیش

منی پور ریاست گوہاٹی ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔ 14 مارچ 1992 سے امپھال میں گوہاٹی ہائی کورٹ کی بنچ نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

ضلعوں کے رقبے آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1۔	بشن پور	496	2,05,907	بشن پور
2۔	چندیل	3,313	1,22,714	چندیل
3۔	چوراچاند پور	4,570	2,28,707	چوڑاچاند پور
4۔	امپھال مغربی	1,228[1]	4,39,532	امپھال
5۔	سیناپتی	3,271	3,79,214	سیناپتی
6۔	امپھال مشرقی	---	3,93,780	پوروم پٹ
7۔	تامینگ لونگ	4,391	1,11,493	تامینگ لانگ
8۔	تھوبل	514	3,66,341	تھوبل
9۔	اکھرول	4,544	1,40,946	اکھرول

1۔ امپھال مشرق و مغرب کا علاقہ

میگھالیہ

رقبہ: 22,429 مربع کلومیٹر آبادی: 23,06,069

راجدھانی: شیلونگ اہم زبانیں: کھاسی، گارو اور انگریزی

تاریخ اور جغرافیہ

میگھالیہ کا قیام آسام کے تحت 2 اپریل 1970 کو ایک خودمختار ریاست کے طور پر عمل میں آیا۔ ایک مکمل ریاست کی حیثیت سے میگھالیہ 21 جنوری 1972 کو وجود میں آیا۔ اس کی شمالی اور مشرقی سرحد میں آسام سے اور جنوبی اور مغربی سرحدیں بنگلہ دیش سے ملتی ہیں۔ میگھالیہ جس کے لفظی معنی ہوتے ہیں "بادلوں کا گھر" یہ بنیادی طور پر ایک پہاڑی ریاست ہے۔ یہاں کھاسی، جینتیا اور گارو کمیونٹی کے لوگوں کی اکثریت ہے۔ قبائلی معاشرے کے یہ افراد نہایت قدیم اور خاص قبائلی افراد کی نسلیں ہیں۔ میگھالیہ کے وسط اور مشرقی حصے میں کھاسی اور جینتیا پہاڑیاں ہیں۔ اس وسیع پہاڑی علاقے میں پھیلا میدان، پہاڑیاں اور ندی گھاٹیاں ہیں۔ اس پہاڑی کے جنوبی علاقے میں گہری کھائیاں اور اونچے نیچے ڈھلان ہیں۔ اور پہاڑ کے نیچے زمین کی ایک پتلی پٹی بنگلہ دیش کی بین الاقوامی سرحد سے ملی ہے۔

زراعت اور آبپاشی

میگھالیہ بنیادی طور پر ایک زراعت پیشہ ریاست ہے۔ یہاں کے 80 فی صد عوام اپنے روزگار کے لئے زراعت پر منحصر ہیں۔ اس پہاڑی ریاست کا جغرافیہ ایسا ہے کہ یہاں زیادہ علاقے میں کھیتی کرنے کی گنجائش بہت کم ہے۔ یہاں کی مٹی اور یہاں کا موسم باغبانی کے لئے بہت عمدہ ہیں اس لئے باغبانی کی ترقی کی یہاں کافی گنجائش ہے۔ اس لئے ریاست میں ایسے پھلوں اور سبزیوں کی باغبانی کے اچھے امکانات ہیں جو معتدل، منطقہ اور نیم منطقہ علاقوں میں ہوتے ہیں۔

چاول اور مکئی یہاں کی اہم فصلیں ہیں ان کے علاوہ سنترے (کھاسی مندارن) اناس، کیلا، کٹہل، آلو بخارا، ناشپاتی اور آڑو جیسے پھلوں کے لئے میگھالیہ مشہور ہے۔ روایتی طور پر پیدا کی جانے والی نقدی فصلوں میں آلو، ہلدی، ادرک، کالی مرچ، سپاری، پان، ٹیپی یوکا، چھوٹے ریشے والی کپاس، پٹ سن، اور میستا، سرسو، اور توریاں شامل ہیں۔ اس وقت غیر روایتی پھلوں جیسے تیلوں کے بیج (مونگ پھلی، سویابین اور سورج مکھی) کاجو، چائے اور کافی، مشروم، جڑی بوٹیاں، آرکڈ اور تجارت کے مقصد سے اگائے جانے والے پھولوں کی باغبانی پر خاص دھیان دیا جارہا ہے۔ زمین کی سطح کے اور زیر زمین پانی سے ریاست کی آبپاشی کی صلاحیت 2.13 لاکھ ہیکٹر ہے اور اب تک 55,182 ہیکٹر کی صلاحیت پیدا کی جا چکی ہے۔

صنعت اور معدنیات

میگھالیہ صنعتی ترقیاتی کارپوریشن لمیٹڈ ریاست کی صنعتی اور مالیاتی ادارے کے طور پر مقامی صنعت کار کو مالی امداد فراہم کررہا ہے۔ ضلع صنعتی مراکز، چھوٹے، دیہی اور گھریلو صنعتوں کو حوصلہ افزائی اور ترقی کے میدان میں کام کررہے ہیں۔ لوہے اور فولاد کے سامان، سیمنٹ اور دیگر صارف مصنوعات کے لیے نئے صنعتی پراجیکٹ قائم کیے گئے ہیں۔

میگھالیہ کی معدنیات کے ذخیرے میں کوئلہ، سلی مینائٹ، چونا پتھر، ڈولومائٹ، فائر کلے، فیلسپار، کوارٹز، اور شیشہ بنانے میں کام آنے والی بالو شامل ہیں۔ ریاست میں اندازے کے مطابق 56.2 کروڑ ٹن کوئلے اور 450 کروڑ ٹن چونا پتھر کا ذخیرہ ہے۔

سیاحتی مقامات

میگھالیہ میں جگہ جگہ ایسے خوبصورت سیاحتی مقامات ہیں جہاں قدرت اپنے پورے حسن اور آب وتاب کے ساتھ بے نقاب ہوتا ہے۔ راجدھانی شیلانگ میں کئی خوبصورت مقامات ہیں۔ ان میں وارڈ لوک، لیڈی ہائیڈری پارک، پولو گراؤنڈ، چھوٹا چڑیا گھر، ایلیفینٹ فالس اور شیلانگ پہاڑی اہم ہیں۔ شیلانگ پہاڑی سے پورے شہر کا نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ یہاں کا گولف کورس ملک کے بہترین گولف کورسوں میں ایک ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

چھ قومی شاہراہیں میگھالیہ سے گزرتی ہیں۔ ریاست میں PWD کے ذریعے تیار کی گئی، پکی اور کچی سڑکوں کی مجموعی لمبائی 7,117 کلومیٹر ہے۔

فضائی خدمات

ریاست کا واحد ہوائی اڈہ امروئی میں ہے۔ جو شیلانگ سے 35 کلومیٹر دور ہے۔

تیوہار

''کاپامبلانگ نونکرم'' جو نونکرم ناچ کے نام سے مشہور ہے کھاسیوں کا ایک اہم تیوہار ہے۔ یہ اچھی فصل کے لئے خدا کا شکریہ ادا کرنے اور امن وترقی کی دعا کرنے کے لئے ہر سال پانچ دن تک منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر ناچ ہوتا ہے جس میں سبھی لوگ شامل ہوکر لے تال کے ساتھ ناچتے ہوئے عوامی فلاح و بہبود کی دعائیں کرتے ہیں۔ یہ مذہبی تیوہار اکتوبر نومبر میں شیلانگ سے تقریباً 11 کلومیٹر دور ''اسمت'' نامی گاؤں میں منایا جاتا ہے جو کھیارم قبیلے کے کھیا کا صدر دفتر ہے۔

حکومت

گورنر: ایم ایم جیکب
چیف سکریٹری: جے پی سنگھ

وزیر اعلیٰ: ڈاکٹر ایف۔ اے۔ کھونگلام
میگھالیہ ہائی کورٹ گوہاٹی ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔ شیلانگ میں کورٹ کی ایک شاخ بھی ہے

ضلعوں کا رقبہ آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1۔	مشرقی گارو ہلس	2,603	2,47,555	ولیم نگر
2۔	مشرقی کھاسی ہلس	2,748	6,60,994	شیلانگ
3۔	جینتیا ہلس	3,819	2,95,692	جوآئی

-4	مغربی گارو ہلس	3,714	5,15,813	ترا
-5	مغربی کھاسی ہلس	5,247	2,94,115	نانگسٹن
-6	ری بھوئی	2,448	1,92,795	نانگپوہ
-7	جنوبی گارو ہلس	1,850	99,105	بگھمارہ

میزورم

رقبہ:	21,081 مربع کلو میٹر میں	آبادی	8,91,058
راجدھانی:	آئزول	اہم زبانیں	میزو اور انگریزی

تاریخ اور جغرافیہ

میزورم پہاڑی ریاست ہے۔ 20 فروری 1987 میں یہ بھارت کی 23 ویں ریاست بنی تھی۔ 1972 میں مرکز کی نگرانی والا رقبہ بننے سے قبل یہ آسام کا ایک ضلع تھا۔ 1891 میں برطانوی حکومت کے قبضے میں جانے کے بعد کچھ برسوں تک شمال کا لوشائی پہاڑی رقبہ آسام کے اور جنوبی حصہ بنگال کے ماتحت رہا۔ 1898 میں دونوں کو ملا کر ایک ضلع بنا دیا گیا۔ جس کا نام تھا لوشائی ہلس ضلع اور یہ آسام کے اعلیٰ کمشنر کے زیر انتظام تھا۔ 1972 میں شمال مشرقی علاقے کی تشکیل نو کا قانون نافذ ہونے پر میزورم کو مرکز کی نگرانی والے علاقے کا درجہ حاصل ہو گیا۔ بھارت سرکار اور میزو نیشنل فرنٹ کے درمیاں 1966 میں ہوئے تاریخی معاہدے کے تحت 20 فروری 1987 کو اسے مکمل ریاست کا درجہ دیا گیا۔ میزورم کے مشرق اور جنوب میں میانمار اور مغرب میں بنگلہ دیش ہے۔ اس لئے بھارت کے شمالی مشرقی علاقے میں یہ جنگی اہمیت والی ایک اہم ریاست ہے۔ میزورم میں پہاڑ شمال سے جنوب کی جانب پھیلے ہیں۔ مشرق میں اونچے پہاڑ ہیں۔ اور شمال سے جنوب تک پہاڑوں کی اونچائی کم ہوتی گئی ہے۔ پہاڑوں کی اوسط اونچائی تقریباً 900 میٹر ہے۔ سب سے اونچی چوٹی نیلا پروت (پھونگ پوئی) ہے جس کی اونچائی 2,210 میٹر ہے۔ میزورم میں قدرتی نظارے بکھرے پڑے ہیں۔ چاروں طرف دلکش مناظر اور پرکشش پھول پودے اور جانور نظر آتے ہیں۔ ریاست میں تقریباً ہر طرح کے پیڑ پودے پائے جاتے ہیں۔

میزو لفظ کے وجود کے بارے میں کچھ واضح نہیں ہے۔ 19 ویں صدی میں یہاں برطانوی مشنریوں کا اثر ہوا اور اس وقت زیادہ تر میزو افراد عیسائی مذہب کے ہی ماننے والے ہیں۔ مشنریوں کی کارروائی کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ وہاں کے عوام میں تعلیم آ گئی۔ تعلیم کا خوب بول بالا ہوا۔ میزو زبان کا اپنا کوئی رسم الخط نہیں ہے۔ مشنریوں سے میزو زبان اور رسمی تعلیم کے لئے رومن رسم الخط کو اپنایا۔

زراعت

میزورم کے 60 فی صد عوام زراعت پیشہ ہیں۔ زراعت کا سب سے اہم طریقہ یہاں جھوم کھیتی ہے۔ باغبانی کے لئے ایک اندازے کے مطابق 4,40,000 ہیکٹر علاقے موجود ہیں لیکن صرف 25 ہزار ہیکٹر علاقے میں باغبانی کی جا رہی ہے۔ باغبانی کی اہم فصلیں سنترا، نیبو، کاغذی، لیموں، سادے پھل، ہٹ کوڑا، جامر، اناس، اور پپیتا ہیں۔ دوسری فصلوں میں گنا تپیی اونکا اور کپاس ہیں۔ میرنگ میں ادرک سکھانے کے پلانٹ اور پھلوں کا رس گاڑھا کرنے کے پلانٹ کے قیام سے عوام ادرک اور دوسرے پھلوں کی باغبانی میں زیادہ دلچسپی لینے لگے ہیں حال ہی میں زراعتی شعبے نے پہاڑی ڈھلانوں پر مستقل کھیتی کے طریقوں

کی طرف دھیان دیتے ہوئے پہاڑی ڈھلانوں پر باڑ لگا کر کھیتی کا ایک نیا کنٹور نظام شروع کیا ہے۔اس شعبے نے 2245 ہیکٹیئر علاقے کے لئے 55 آبپاشی پراجکٹ مکمل کر لئے تھے۔

آبپاشی

ایک اندازے کے مطابق میزورم میں تقریباً 70 ہزار ہیکٹیئر آبپاشی والا رقبہ ہے۔اس میں 45 ہزار ہیکٹیئر بہاؤ رقبہ میں ہے۔ اور 25 ہزار ہیکٹیئر ندی سے پانی کھینچ کر آبپاشی کئے جانے والے رقبہ ہیں۔69 آبپاشی کے کچے چھوٹے پراجکٹ مکمل ہوجانے کے بعد اب آبپاشی والا رقبہ بڑھ کر 7,260 ہیکٹیئر ہوگیا ہے اور زمین سے دو یا تین فصلیں پیدا کی جاسکتی ہیں۔

صنعت

مکمل میزورم ایک پچھڑا رقبہ تسلیم کیا جاتا ہے اور اسے ایسے علاقوں کے درجے میں رکھا گیا ہے جہاں صنعتیں نہیں ہیں۔ حالانکہ پچھلی دہائی میں یہاں پر صنعتوں کی ترقی کے لئے مجموعی کوششیں کی گئی ہیں ریاست میں صنعتی ترقی کے لئے 1989 میں میزورم سرکار نے صنعتی پالیسی مرتب کی۔ پالیسی سے متعلق تجاویز میں اولین ترجیح والی صنعتوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ یہ صنعتیں ہیں زراعت اور جنگلات والی صنعتیں۔اس کے بعد کرگھا، دست کاری، الکٹرانکس اور صارفین کی اشیاء بنانے والی صنعتیں۔کرگھا اور دست کاری اور ارضیات اور کانکنی جیسی دو مکمل اکائیوں کے ساتھ ساتھ آئزول میں ریشم کے کیڑے پالنے کا کام بھی ہو رہا ہے۔

سیرنگ میں ادرک سکھانے کا پلانٹ، اور ک تیل اور اولیوریزن پلانٹ اور دیرنٹ میں پھلوں کا رس بنانے والی اکائی کو تجارتی مقاصد کے تحت چلانے کے لئے میزورم کی اشیائے خوردنی اور اس سے متعلق صنعتوں کی کارپوریشن (MIFCO) میں تبادلہ کر دیا گیا۔کارپوریشن نے مکئی ملنگ پلانٹ کے قائم کرنے کا کام مکمل کر لیا ے اور اس پلانٹ نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ریاست نے چائے کے باغات پر صنعتیں لگانے میں فروغ اور ٹکسلیئ کی بہتری کا کام ویت ایریا کے آس پاس شروع کیا ہے۔

بجلی

ریاست میں 132 کلوواٹ کی سیر چھپ۔مارپارا ٹرانسمیشن لائن تھیلیم تک پوری ہوگئی ہے۔132 کلوواٹ کا لنگلیئ سب اسٹیشن اور سیتوکل اور کھاؤزل میں 66 کلوواٹ سب اسٹیشنوں کا کام بھی مکمل ہوگیا ہے۔مرکزی سرکار نے 60 میگاواٹ صلاحیت والا توئیریلا پن بجلی پراجیکٹ ترقی پر ہے۔کولوڈین مرحلہ۔ا کے ڈی۔پی۔آر کی صلاحیت 120 میگاواٹ ہے۔برہم پتر بورڈ اور مرکزی آبی کمیشن نے اسے ریاستی حکومت کو سونپ دیا ہے۔3 میگاواٹ کی تیسی ریئی پن بجلی پروجیکٹ بھی شروع ہوچکا ہے اور 23 ڈیزل سے چلنے والے بجلی گھر کام کر رہے ہیں۔695 گاؤں میں بجلی پہونچا دی گئی ہے اور 577 کلومیٹر لمبی 132 کلومیٹر لائن پوری ہوگئی ہے۔برہم پتر بورڈ نے 80 میگاواٹ پیداواری صلاحیت کا بیرابی پن بجلی پلانٹ 18 اپریل 2000 کو ریاستی حکومت کو سونپ دیا ہے۔

ٹرانسپورٹ

ریاست میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 4,001.53 کلومیٹر ہے۔ریاست میں بیرابی کو ریل لائن سے جوڑا گیا ہے۔ریاست کی راجدھانی آئزول فضائی راستے سے جڑی ہے۔پی۔ڈبلیو۔ڈی (محکمہ تعمیرات عامہ) نے 2,103 کلومیٹر راستوں کو پکا کرنے اور کولتار بچھانے کا کام پورا کر لیا ہے۔

تیوہار

میزولوگ بنیادی طور پر کسان ہیں۔اس لئے ان کے تمام کام اور تیوہار جنگل کی کٹائی کر کے کی جانے والی جھوم کھیتی سے ہی جڑی ہیں۔تیوہار کے لئے میزو لفظ کٹ ہے۔میزو افراد کے تین اہم تیوہار ہیں۔چپچار کٹ ،ممکٹ اور پال کٹ۔

سیاحتی مقامات

سمندری سطح سے تقریباً چار ہزار فٹ کی اونچائی پر واقع پہاڑی شہر آئزول میزو عوام کا ایک مذہبی اور ثقافتی مرکز ہے۔یہاں دستکاری کی چیزیں بھی ملتی ہیں۔برما کی سرحد کے نزدیک چمپھائی ایک خوبصورت سیاحتی مقام ہے تامدل ایک قدرتی جھیل ہے جہاں پکنک کی جدید سہولتیں مہیا کی جارہی ہیں یہ آئزول سے 60 کلومیٹر اور خوبصورت سیاحتی مقام سیتوکل سے 10 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔یہ پہاڑی سیاحتی مقام چھیجال سے پانچ کلومیٹر دور ہے۔سیاحت کے محکمے نے جوتلوئنگ اور لونگ لیئی میں سیاحوں کے لئے رہنے کی جگہ بوراتھیال میں ریستوراں اور زوبیک کے نزدیک ضلع پارک میں ایک پکنک ہٹ بنائی ہے۔

حکومت

گورنر: اے۔آر۔کوہلی
چیف سکریٹری: ایچ وی لل رنگا
وزیراعلیٰ: زورم تھنگا
ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار: یہ گوہاٹی ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے میزورم میں ہائی کورٹ کی ایک بنچ ہے۔
اسپیکر: آر لال ویا

ضلعوں کے علاقے ،آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر مقام
1-	آئیزول	3,57.31	3,39,812	آئزول
2-	لنگ لیئی	4,538.00	1,37,155	لنگ لیئی
3-	چھیم توئی پوئی	1,399.90	60,823	سیہا
4-	لونگلائی	2,557.10	73,050	لونگلائی
5-	چمپھائی	3,185.85	1,01,389	چمپھائی
6-	کولاسب	1,282.51	60,977	کولاسب
7-	ممت	3,025.75	62,313	ممت
8-	سرچھپ	1,421.60	55,539	سرچپ

ناگالینڈ

رقبہ:16,579 مربع کلومیٹر	آبادی: 19,88,636	
راجدھانی: کوہیما	اہم زبانیں: انگامی، آو، چانگ، کونیاک، لوتھا، سنگتام، سیما اور اکھیسانگ	

تاریخ اور جغرافیہ

شمال مشرقی بھارت کے دوسرے علاقوں کی طرح ناگا لوگوں کی آمد اور ترقی کے بارے میں پرانے زمانے سے ہی کہانیاں اور مقامی باتیں چلی آرہی ہیں۔ بنیادی طور پر ناگا افراد قبائلی افراد ہیں جن کا نظام حکومت بہت کارگر ہوتا ہے۔ بارہویں اور تیرہویں صدی میں ناگا افراد کا اہوم افراد سے تعلق قائم ہوا۔ مگر اس سے بھی ان کے روایتی طور طریقوں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ انیسویں صدی میں انگریزوں کے آنے پر یہ رقبہ برطانوی حکومت کے تحت آگیا۔

آزادی کے بعد 1957 میں اسے مرکز کی نگرانی والا رقبہ بنا کر آسام کے گورنر کے حکومتی اختیارات کے تحت رکھ دیا گیا۔ تب اسے ''ناگا ہلس'' تیونسانگ علاقے کا نام دیا گیا لیکن اس سے مقامی باشندوں کی امیدیں پوری نہیں ہوئیں اور ان میں بے اطمینانی پھیل گئی۔ اس لئے 1961 میں اس کا نام ناگالینڈ رکھ کر اسے ریاست کا درجہ دے دیا گیا۔ ایک دسمبر 1963 کو اس کے باقاعدہ ریاست ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔ ناگالینڈ ملک کے دور شمالی مشرقی علاقے میں واقع ہے۔ اس کے مغرب اور شمال میں آسام اور اروناچل پردیش، مشرق میں میانمار (برما) اور جنوب میں منی پور ہے۔

زراعت

ریاست کی آبادی کا خاص پیشہ کاشتکاری ہے۔ 2000-1999 میں چاول کی پیداوار 2,20,700 MT، گیہوں 12,500 MT، مکی 48,000 MT اور دالیں 13,000 MT پیدا ہوئیں۔

صنعت

ریاست میں صنعت کاری کا کام ابتدائی مراحل میں ہے اور زیادہ صنعت قائم کرنے کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ دیماپور میں ناگالینڈ چینی مل ہے جس کی صلاحیت ایک ہزار ٹن روزانہ کی ہے۔ تزٹ میں ایک پلائی وڈ فیکٹری اور تولی میں پلپ اور پیپر مل ہے۔ ریاست میں ایک کھانڈ ساری مل بھی ہے جس کی سالانہ صلاحیت 200 میٹرک ٹن ہے۔ اہم گھریلو صنعتوں میں ہینڈ لوم اور دستکاری ہیں جو زیادہ تر کوآپریٹو کمپنیاں چلاتی ہیں۔ دیماپور کے پاس صنعتی فروغ کا مرکز قائم کیا جارہا ہے۔ صنعت کاروں کی رہنمائی اور پونجی امداد کے لئے ناگالینڈ صنعتی فروغ کارپوریشن حوصلہ افزائی کرنے والی اہم تنظیم کے طور پر کام کررہا ہے۔ وزیہو میں سیمنٹ کے ایک چھوٹے پلانٹ میں سیمنٹ بنانے کا کام شروع ہوگیا ہے۔ دیماپور میں واقع پھل اور بناسپتی پروسسنگ اور کولڈ اسٹوریج پلانٹ کی قائم شدہ صلاحیت 5 میٹرک ٹن روزانہ ہے۔

آبپاشی اور بجلی

چھوٹے آبپاشی پراجکٹوں میں چھوٹی پہاڑی ندیوں کا استعمال گھاٹیوں میں دھان کی کھیتی کے لئے کیا جاتا ہے۔ چھوٹے آبپاشی پراجکٹوں کے تحت 2000-1999 میں زمین کی سطح کے پانی سے 6,736.76 ہیکٹر ریاست میں 1,196 گاؤں میں بجلی

پہنچائی جاچکی ہے۔اس طرح ناگالینڈ نے سبھی دیہی علاقوں میں بجلی پہنچانے کا مقصد حاصل کرلیا ہے۔لیکمیر و میں 24 میگاواٹ صلاحیت کے پن بجلی پراجیکٹ کا کام چل رہاہے۔دریانگ میں 75 میگاواٹ صلاحیت کا پن بجلی پروجکٹ جلد ہی شروع کردیا جائے گا۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 9,860 کلومیٹر ہے جس میں قومی شاہراہیں، ریاستی شاہراہیں اور ضلع سڑکیں شامل ہیں۔ناگالینڈ ریاستی ٹرانسپورٹ کی بسیں ہر روز 60 راستوں پر 20,696 کلومیٹر کا سفر طے کرتی ہیں۔

ریل اور فضائی خدمات

ناگالینڈ کا محض ایک ریلوے اسٹیشن اور محض ایک ہوائی اڈہ دیماپور میں ہے۔وہاں سے کلکتہ اور گوہاٹی کے لئے ہفتہ میں دو دن انڈین ائیرلائنز کی بوئنگ خدمات موجود ہیں۔

تیوہار

ریاست کے چند اہم تیوہار یہ ہیں۔سیکرینئی مواتسو، تولونی اور توکوایموننگ۔مختلف قبائل کے لوگ اپنے اپنے خاص موسمی تیوہار بڑے جوش وخروش سے رقص وموسیقی کے خوبصورت ماحول میں مناتے ہیں۔

حکومت

گورنر:	اوپی شرما	چیف سکریٹری:	اے ایم گھوکھلے
وزیراعلیٰ:	ایس سی ضمیر	ناگالینڈ گوہاٹی ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے	
اسپیکر:	جھوو بچولو ہے	کوہیما میں اس کی ایک شاخ ہے۔	

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
-1	کوہیما	4,041	3,87,581	کوہیما
-2	موکوک چینگ	1,615	1,58,374	موکوک چنگ
-3	مون	1,786	1,49,699	مون
-4	پھیک	2,026	1,02,156	پھیک
-5	توین سانگ	4,228	2,32,906	توین سانگ
-6	ووکھا	1,628	82,612	ووکھا

7۔	جونیے بوئو	1,255	97,218	جونیے بوئو
8۔	دیماپور	-	-	دیماپور

اڑیسہ

رقبہ:	1,55,707 مربع کلومیٹر آبادی	3,67,06,920	
راجدھانی:	بھونیشور	اہم زبان	اڑیہ

تاریخ اور جغرافیہ

اڑیہ لوگوں کی سرزمین اڑیسہ زمانہ قدیم میں کلنگ کے نام سے مشہور تھی۔ تیسری صدی قبل (261 ق م) میں موریہ حکمراں اشوک نے کلنگ فتح کرنے کے لئے ایک طاقتور فوج بھیجی جس سے کلنگ کے عوام نے جم کر مقابلہ کیا۔ اشوک نے کلنگ کو فتح تو کرلیا لیکن جنگ کی قتل و غارت گری سے اشوک کو بہت پشیمانی ہوئی۔ اشوک کی موت کے بعد کلنگ پھر سے خودمختار ہوگیا۔ دوسری صدی قبل مسیح میں کھارویلا راجا کی حکومت میں کلنگ طاقتور بن گیا۔ کھارویلا کی موت کے بعد اڑیسہ کی شہرت ختم ہوگئی۔ چوتھی صدی میں سمدرگپت نے اڑیسہ پر حملہ کیا اور یہاں کے پانچ راجاؤں کو شکست دی۔ 610ء میں اڑیسہ پر ششانک راجا کا قبضہ ہوگیا۔ ششانک کی موت کے بعد ہرش وردھن نے اڑیسہ پر فتح حاصل کی۔

ساتویں صدی میں اڑیسہ پر بہیں کے حکمرانوں (گنگ خاندان) کی حکومت رہی۔ 1795ء میں مہاشیوگپت یجاتی دوئم اڑیسہ کا حاکم ہوا اور اس کے عہد سے ہی اڑیسہ کی تاریخ کا سنہری دور شروع ہوا۔ اس نے کلنگ، کنگوڈا، اتکل اور کوشل کو ایک کرکے کھارویلا کی طرح ایک عظیم حکومت قائم کی۔ گنگا حکمرانوں کے دور حکومت میں اڑیسہ کی خوب ترقی ہوئی۔ ایسا مانا جاتا ہے کہ اسی دور کے حکمرانوں میں ایک حاکم نرسنگھ دیو نے دنیا بھر میں مشہور کونارک کا سوریہ مندر بنوایا۔

سولہویں صدی کے وسط سے 1592 تک اڑیسہ پر پانچ مسلم حکمرانوں نے حکومت کی۔ 1592 میں اکبر نے اڑیسہ کو اپنی حکومت میں شامل کرلیا۔ مغلوں کے زوال کے بعد اڑیسہ پر مراٹھوں کا قبضہ ہوگیا۔ 1803ء میں انگریزوں کے قبضے میں جانے سے قبل تک اڑیسہ پر مراٹھا حکمرانوں نے حکومت کی۔

1 اپریل 1936 کو اڑیسہ کو الگ ریاست کا درجہ دے دیا گیا۔ آزادی کے بعد اڑیسہ کی اور آس پاس کی ریاستوں نے اپنی خودمختاری بھارت سرکار کے حوالے کردی۔ 1949 میں دئے گئے ریاستوں کو ضم کرنے کے حکم کے تحت 19 اگست 1949 کو اڑیسہ کی سبھی ریاستوں کو مکمل طور پر اڑیسہ میں ضم کردیا گیا۔ اگرچہ اڑیسہ کے کلنگ، اتکل اور اوراجیسے کئی قدیم نام ہیں لیکن ریاست کے باہر یہ پردیش بھگوان جگناتھ کی سرزمین کے نام سے مشہور ہے۔ بھگوان جگناتھ اڑیسہ کی سماجی، تہذیبی اور مذہبی زندگی سے بہت گہرے جڑے ہوئے ہیں۔ مختلف ادوار میں اڑیسہ کے عوام پر بدھ جین مت، عیسائی اور اسلام مذاہب کے کافی اثرات مرتب ہوئے۔

اڑیسہ بھارت کے جزیرہ نما کے شمال مشرقی حصے میں بسا ہوا ہے۔ اس کے مشرق میں خلیج بنگال، شمال میں جھارکھنڈ، مغرب میں مدھیہ پردیش، شمال مشرق میں مغربی بنگال اور جنوب میں آندھرا پردیش ہے۔ اس ریاست کو عام طور پر چار جغرافیائی علاقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ یہ علاقے ہیں۔ شمالی سطح مرتفع، وسطی ندی بیسن، مشرقی پہاڑیاں اور ساحلی میدان۔

زراعت

ریاست کی معیشت میں زراعت کا اہم مقام ہے۔اس سے 64فی صد دیہی عوام کو بلا واسطہ یا بالواسطہ طور پر روزگار حاصل ہے۔چاول اڑیسہ کی اہم فصل ہے۔اور 2000-1999 کے دوران 51.87لاکھ میٹرک ٹن چاول کی پیداوار ہوئی۔گنا ریاست کی سب سے اہم نقدی فصل ہے۔ گنے کی پیداوار میں ہرسال اضافہ ہو رہا ہے۔ 2000-1999 میں پھلوں کی پیداوار 12.02لاکھ میٹرک ٹن ہوئی۔

آبپاشی اور بجلی

اگست 99-1998کے اختتام تک آبپاشی کے بڑے، اوسط اور چھوٹے پراجکٹوں اور دوسرے پراجکٹوں کے ذریعہ 24.85لاکھ ہیکٹر زمین کی آبپاشی کا انتظام کیا جاچکا ہے۔ان کے علاوہ سرکار نے چند دیگر اقدامات بھی کئے ہیں

2000-1999 میں مجموعی طور پر بجلی کی نصب شدہ صلاحیت 3,935.75 میگاواٹ تھی اس میں سے 1,206.76 میگاواٹ بجلی دستیاب تھی اس کے علاوہ 46,989 میگاواٹ بجلی ریاستی حصہ کے طور پر مرکز سے ملی ریاست کے 46989 مواضعات میں سے 36,625 مواضعات میں2000-1999 تک برق کاری ہوچکی تھی۔

صنعت

اڑیسہ صنعتی فروغ اور سرمایہ کاری کارپوریشن اوراڑیسہ صنعتی فروغ کارپوریشن لمیٹڈ اور اڑیسہ اسٹیٹ الیکٹرانکس ڈیولپمنٹ کارپوریشن ریاست میں صنعتوں کے فروغ کے لئے کام کررہی 3 بڑی ایجنسیاں ہیں۔اور ساتھ ہی بڑی اور اوسط درجے کی صنعتوں کی مالی امداد کررہی ہیں۔اڑیسہ صنعتی فروغ کارپوریشن (IDCO) اوراڑیسہ ریاستی مالی کارپوریشن OSFC جیسی دیگر کارپوریشن بھی ریاست میں صنعتوں کے فروغ میں اہم رول ادا کررہی ہیں۔ 2000-1999 میں تقریباً 62,552 چھوٹی صنعتیں تھیں۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست کی مختلف سڑکوں کی لمبائی اس طرح ہیں۔

ریاستی شاہراہوں کی لمبائی4,816 کلومیٹر،

قومی شاہراہوں کی لمبائی3,190 کلومیٹر،

ایکسپریس شاہراہوں کی لمبائی30 کلومیٹر،

دیہی سڑکوں کی لمبائی24,852 کلومیٹر،

اورضلعی سڑکوں کی لمبائی 8,325 کلومیٹر

ریلوے

2000-1999 کے آخر تک اس ریاست میں ریل راستوں کی مجموعی لمبائی 2,317 کلومیٹر تھی۔ ان میں 2,173 کلومیٹر لائنیں اور 144 کلومیٹر چھوٹی لائنیں شامل ہیں۔

ہوائی خدمات

بھونیشور ہوائی اڈے کی توسیع اور جدید کاری جاری ہے۔ اس ہوائی اڈے سے دلی، کلکتہ، چنئی، ناگپور، اور حیدرآباد کے لئے سیدھی پروازیں ہوتی ہیں۔ اس وقت ریاست کے مختلف مقامات پر 13 ہوائی پٹیاں اور 16 ہیلی پیڈ ہیں۔

بندرگاہ

ریاست کی واحد بڑی اور اہم بندرگاہ پردیپ ہے۔ ریاستی حکومت نے گوپال پور بندرگاہ کو پورے سال کام کرنے والا بندرگاہ بنانے کے لئے کام تیزی سے شروع کر رکھا ہے ریاستی حکومت نے نجی سرمایہ کاری سے دھامرا میں ایک میگاواٹ بنانے کا فیصلہ کیا ہے اور دور دراز علاقوں تک مشینی کشتیوں سے آمد و رفت کا انتظام کیا گیا ہے۔

سیاحتی مقامات

اڑیسہ کی راجدھانی بھونیشور لنگراج مندر کے لئے مشہور ہے جب کہ پوری جگن ناتھ مندر اور خوبصورت سمندری ساحل کے لئے مشہور ہے۔ ریاست کے دوسرے مشہور سیاحتی مراکز میں کونارک، نندن کانن، چلکا جھیل، دھولی بودھ مندر، ادے گیری، کھنڈاگیری کی قدیم گپھائیں، رتنا گیری، للیت گیری اور ادے گیری کی بودھ تصاویر اور قدیم گپھائیں، سپتاسیا کا خوبصورت پہاڑی منظر، سملی پال قومی پارک اور باگھ پراجیکٹ، اوشاکوٹھی میں جنگلی جانوروں کی حفاظت کے مقامات، ہیراکنڈ باندھ، ودما جھرنا، گوپال پور سمندری ساحل، ہری شنکر، نرسنگھ ناتھ، تاراتارنی، تپت پانی، بھتار کنیکا، بھیم کنڈ، کپلاش وغیرہ شامل ہیں۔

حکومت

گورنر:	ایم ایم راجندرن	چیف سکریٹری:	ڈی۔ پی۔ باگچی
وزیر اعلیٰ:	نوین پٹنائک	چیف جسٹس:	این۔ وائی۔ ہنوملگپا
اسپیکر:	شرت کمار کار	ہائی کورٹ کا دائرۂ اختیار:	اڑیسہ

ضلعوں کی آبادی۔ رقبہ اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر مقام
1۔	انگول	6,347	1,39,341	انگل
2۔	بالاسور	3,706	20,23,056	بالاسور
3۔	بولن گیر	6,552	1,35,760	بولن گیر
4۔	باؤدھ	4,289	3,73,038	باؤدھ

5۔	بھدرک	2,788	13,32,249	بھدرک
6۔	بارگڑھ	5,832	13,45,601	بارگڑھ
7۔	کٹک	3,915	23,40,686	کٹک
8۔	دیوگڑھ	2,781	2,74,095	دیوگڑھ
9۔	گنجم	8,033	31,36,937	چھترپور
10۔	ڈھینکانل	4,597	10,65,983	ڈھینکانل
11۔	گجپتی	3,056	5,18,448	پارلاکھیمنڈی
12۔	جگت سنگھ پور	1,759	10,56,556	جگت سنگھ پور
13۔	جاج پور	2,885	16,22,868	پنی کوئلی
14۔	جھارسوگوڈا	2,202	5,09,056	جھارسوگوڈا
15۔	کیونجھر	8,336	15,61,521	کیونجھر
16۔	کالاہانڈی	8,197	13,34,372	کالاہانڈی
17۔	کوراپٹ	8,534	11,77,954	کوراپٹ
18۔	کیندرہ پاڑہ	2,546	13,01,856	کیندرپاڑہ
19۔	کھردا	2,888	18,74,405	کھردا
20۔	میوربھنج	10,410	22,21,782	باری پاڑہ
21۔	ملکان گیری	6,115	4,80,232	ملکان گیری
22۔	نورنگ پور	5,135	10,18,171	نورنگ پورہ
23۔	نیاگڑھ	3,954	8,63,934	نیاگڑھ
24۔	نواپاڑہ	3,408	5,30,524	نواپاڑہ
25۔	پوری	3,055	14,98,604	پوری
26۔	کندھامل	6,004	6,47,912	پھول بنی
27۔	رائے گڑھ	7,585	8,23,019	رائے گڑھ
28۔	سمبل پور	6,702	9,28,889	سمبل پور
29۔	سندرگڑھ	9,942	18,29,412	سندرگڑھ
30۔	سون پور	2,284	5,40,659	سون پور

پنجاب

رقبہ:	50,362 مربع کلومیٹر	آبادی:	2,42,89,296
راجدھانی:	چنڈی گڑھ	اہم زبان	پنجابی

تاریخ اور جغرافیہ

قدیم پنجاب کسی زمانے میں بھارت ایرانی وسیع علاقے کا حصہ رہا ہے۔ بعد کے برسوں میں اس پر موریہ، یونانی، شک، کشان، گپت، جیسی مختلف طاقتوں کا عروج و زوال ہوا۔ عہد وسطیٰ میں پنجاب مسلمانوں کے ماتحت رہا۔ سب سے پہلے غزنوی، غوری، غلام سلطنت، خلجی سلطنت، تغلق، لودی اور مغل سلطنتوں کا پنجاب پر قبضہ رہا۔ پندرہویں اور سولہویں صدی میں پنجاب کی تاریخ نے کروٹ لی۔ گرونانک دیو کی تعلیمات سے یہاں بھکتی تحریک نے زور پکڑا۔ بادی النظر میں سکھ مذہب ایک مذہبی اور سماجی تحریک تھا جس کا اہم مقصد مذہب اور سماج میں پھیلے غلط رواجوں کو ختم کرنا تھا۔ دسویں گرو گوبند سنگھ جی نے سکھوں کو خالصہ کے طور پر منظم کیا اور انہیں صدیوں کے استحصال اور ظلم کے خلاف متحد کیا۔ انہوں نے حب الوطنی، مذہبی احترام اور انسانی قدروں کی بنیاد پر پنجابی راج قائم کیا۔ ایک فارسی مصنف کے الفاظ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے پنجاب کو "ماتم کدہ" سے بلال باغ بہشت یعنی جنت میں تبدیل کر دیا۔ لیکن ان کی موت کے بعد آپسی لڑائی جھگڑوں اور انگریزوں کی چالوں کے سبب پوری ریاست تتر بتر ہوگئی۔ انگریزوں اور سکھوں کے درمیان دو جنگوں کے بعد 1849 میں پنجاب برطانوی حکومت کے قبضے میں آ گیا۔

جنگ آزادی میں گاندھی جی کی آمد سے پہلے ہی پنجاب میں برطانوی حکومت کے خلاف بغاوت کا پرچم بلند ہو چکا تھا۔ انگریزوں کے خلاف یہ بغاوت اصلاحی اور مذہبی تحریکوں کی شکل میں ظاہر ہو رہی تھی۔ سب سے پہلے اپنے اصولوں اور اپنی حکومت پر یقین رکھنے والے نامدھاری طبقے نے بغاوت کا پرچم بلند کیا۔ بعد میں لالہ لاجپت رائے نے جنگ آزادی میں اہم رول ادا کیا۔ چاہے ملک میں ہو یا بیرون ملک میں، پنجاب جنگ آزادی میں ہر مورچے پر آگے رہا اور اس نے کافی مشکلات کا سامنا کیا۔ ملک کی آزادی کے بعد بھی پنجاب کے دکھوں کا خاتمہ نہیں ہوا اور اسے تقسیم کے سانحے کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ لاکھوں لوگ خوفناک یادیں لے کر بھارت آئے۔ ان کی باز آبادکاری کے ساتھ ساتھ ریاست کو نئے سرے سے تشکیل دینے کا بھی مسئلہ تھا۔ مشرقی پنجاب کی آٹھ دیسی ریاستوں کو ملا کر نئی ریاست پیپسو پٹیالہ اور مشرقی پنجاب اسٹیٹس یونین (PEPSU) بنایا گیا۔ پٹیالہ کو اس کی راجدھانی قرار دیا گیا۔ 1956 میں (PEPSU) کو پنجاب میں ضم کر دیا گیا۔

پنجاب ملک کے شمالی مغربی حصے میں واقع ہے۔ اس کے مغرب میں پاکستان، شمال میں جموں و کشمیر، شمالی مشرق میں ہماچل پردیش اور جنوب میں ہریانہ اور راجستھان ہیں۔

زراعت

زراعت پنجاب کی معیشت کی بنیاد ہے۔ مجموعی جغرافیائی علاقے کے 86 فی صد حصے پر کاشتکاری کی جاتی ہے۔ گیہوں اور چاول کے علاوہ مکئی، چنا، اور دالیں یہاں کی اہم فصلیں ہیں۔ ریاست میں 2001-2000 میں اناج کی مجموعی پیداوار 255.39 لاکھ ٹن ہونے کی امید ہے۔ پنجاب سے مشروم شہد، مرچ، آلو کے چپس اور ٹماٹر پیسٹ برآمد کئے جاتے ہیں۔

صنعت

پنجاب میں چھوٹی صنعتی اکائیوں کی تعداد 2.01 لاکھ ہے۔ 8.97 لاکھ افراد کو روزگار دینے والی یہ اکائیاں سائکلوں کے حصے، پرزے، مشین (سلائی) ہاتھ کے اوزار، مشینوں کے حصے پرزے، موٹر گاڑیوں کے کل پرزے، الکٹرانک کے سامان، کھیل کود کے سامان، چمڑوں کے سامان، سرجری کے سامان، پوشاک، بنائی کے سامان، نٹ بولٹ، کپڑا، چینی، سبزیاں، اناج کے تیل وغیرہ پیدا کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ 31 مارچ 2001 تک 2.52 لاکھ افراد کو روزگار دینے والی 638 بڑی اور منجھلی اکائیاں بھی تھیں۔ ریاست میں بری تعداد میں انفارمیشن ٹکنالوجی اور سافٹ ویئر فروغ کی کمپنیاں آ رہی ہیں۔ موہالی میں 3 کروڑ روپے سے زیادہ کی لاگت سے ارتھ اسٹیشن قائم ہو جانے سے اور ریاست میں فائبر آپٹک کی بنیاد تیار ہو جانے کی وجہ سے انفارمیشن ٹکنالوجی صنعت کے فروغ کے لئے اساسی ڈھانچہ تیار ہو گیا ہے۔ موہالی میں ایک انفارمیشن ٹکنالوجی پارک بھی قائم کیا جا رہا ہے۔ پنجاب ملک کی ان پانچ ریاستوں میں سے ایک ہے۔ جنھیں بین الاقوامی صنعتی حصہ داری کے لئے ٹکنالوجی بیورو، نئی دلی سے انٹرنیٹ کے ذریعہ جوڑ دیا گیا ہے اور ساتھ ہی اقوام متحدہ صنعتی فروغ تنظیم کے تحت پورے ملک کے اعلی سطحی ٹکنالوجی مراکز سے بھی جوڑا گیا ہے۔ اس سے پنجاب کی صنعتی اکائیوں کو جدید تکنیک حاصل کرنے اور تکنیکی حصہ داری کی تجاویز کو قطعی شکل دینے میں آسانی ہوگی۔

آبپاشی اور بجلی

بھاکڑا ننگل کمپلکس کی تعمیر کے پراجیکٹ کے تحت بھاکڑا باندھ، بھاکھڑا، مین لائن، ننگل پن بجلی چینل، گنگووال، اور کوٹلہ بجلی گھر، ہری کے بیراج، سرہند فیڈر اور مادھو پور ہیڈ ورک کو بیرج میں تبدیل کرنے کے پراجیکٹوں نے ریاست کی آبپاشی اور بجلی کی پیداوار کی صلاحیت بڑھانے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ راوی ندی کے فاضل پانی کو ویاس ندی میں لے جانے کے لئے مادھو پور ویاس نہر بنائی گئی۔ اسی طرح ویاس اور ست لج کو جوڑنے والی نہر کے پراجکٹ کے ذریعے ویاس ندی کے پانی سے سالار پور میں بجلی بنانے اور اس کے بعد پانی کو گووند ساگر جھیل، پونگ باندھ میں لے جانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ مکیریان بجلی پراجکٹ او رویاس۔ ستلج کو لنک پراجیکٹ آبپاشی اور بجلی کی پیداوار کے اہم پراجیکٹ ہیں۔

3,280 m. cm مخزن اسٹوریج صلاحیت والا روی ندی پر بنا تھین باندھ 3.18 لاکھ ہیکٹر کی اضافی سہولت فراہم کرے گا۔

آبپاشی کی سہولت والے 60 فی صد علاقوں کی ٹیوب ویل سے آبپاشی کی جاتی ہے جب کہ بقیہ 40 فی صد علاقوں کی نہروں سے آبپاشی کی جاتی ہے۔

رنجیت ساگر باندھ (4x150 mw) کی چاروں اکائیاں کامیابی کے ساتھ شروع کر دی گئی ہیں۔ اس پراجیکٹ سے 1509 میگا یونٹ بجلی کی سالانہ پیداوار ہوگی، جس میں سے 4.6 فی صد بجلی ہماچل پردیش کو مفت دی جائے گی اور 20 فی صد بجلی جموں و کشمیر کی پیداوار لاگت کی شرح سے دی جائے گی۔

حکومت پنجاب نے 500 میگاواٹ کا ایک اور حرارتی بجلی گھر ایک نجی کمپنی CVK پاور لمیٹڈ کو بنانے کے لیے دیا ہے۔

اس وقت پنجاب ریاستی بجلی بورڈ کی نصب شدہ صلاحیت 5,652 میگاواٹ ہے۔ جس میں 3,134 میگاواٹ اس کے اپنے حرارتی بجلی گھروں سے ہے اور 1,313 میگاواٹ بھاکڑہ بند سے (BBMB) سے اور 1,205 میگاواٹ مرکزی علاقے کا حصے

کی شکل میں ہے۔ گرو ہر گوبند تھرمل بجلی پلانٹ نام کا ایک اور حرارتی بجلی گھر جس کی عملی صلاحیت mw2x21014 ہے، 1998-99 میں بھٹنڈہ کے پاس لیہر امحبت میں شروع کیا گیا ہے۔ جل کھیڑی میں چاول کی بھوسی سے چلنے والا حرارتی بجلی گھر ملک بھر میں اپنی طرح کا پہلا بجلی گھر ہے۔ اس کی پیداواری صلاحیت 10 میگاواٹ ہے۔ پنجاب کے سبھی گاؤں میں بجلی پہنچائی جا چکی ہے۔

پنجاب توانائی ترقیاتی ایجنسی (PEDA) نے 2001-2000 میں آبپاشی کے لیے دو ہارس پاور کے 500 شمسی پمپ سیٹ لگانے کی خاص اسکیم کو لاگو کیا ہے۔ یہ پمپ سیٹ شروع ہونے پر سالانہ 60 لاکھ روپے کی ڈیزل کی بچت ہوگی۔ ایجنسی نے تکنیکی مظاہرہ پراجیکٹوں کے طور پر نہروں اور جھرنوں پر آٹھ چھوٹے پن بجلی پلانٹ لگانے شروع کیے ہیں۔ جالندھر، کپورتھلہ شاہراہ پر حکومت ہند کے 38 کروڑ روپے کی امداد سے شروع ہونے والے سردار سورن سنگھ قومی انسٹی ٹیوٹ برائے قابل تجدید توانائی کی تعمیر کا کام چل رہا ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست میں سڑکوں کی لمبائی 45,263 کلومیٹر ہے جس میں سے 43,534 کلومیٹر ریاستی سڑکیں ہیں اور 1,729 کلومیٹر قومی شاہراہیں ہیں۔ ریاست کے سبھی گاؤں کو پکی سڑکوں سے جوڑ دیا گیا ہے۔

ریلوے

پنجاب سے ہوکر گزرنے والی ریل لائنوں کی مجموعی لمبائی تقریباً 3,726,06 کلومیٹر ہے۔ پنجاب میں امرتسر سے پاکستان کے لئے ریل راستہ ہے۔

فضائی خدمات

پنجاب میں امرتسر، بھٹنڈا، لدھیانہ، اور پٹیالہ میں شہری ہوابازی کلب ہیں۔ اس کے علاوہ چنڈی گڑھ میں گھریلو ہوائی اڈہ اور راجہ سانسی امرتسر میں بین الاقوامی ہوائی اڈہ ہے۔ اور دو ہوائی اڈے پٹیالہ اور ساہنیوال (لدھیانہ) میں ہیں۔

تیوہار

دسہرہ، دیوالی، ہولی جیسے تیوہاروں کے علاوہ ریاست میں بیساکھی، ہولہ محلہ، بسنت، ماگھی تیوہار اور میلے بھی منائے جاتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

پنجاب کے سیاحتی ترقی کارپوریشن کے 32 سیاحتی کمپلکس اور ہولی ڈے ہوم ہیں۔ ریاست کے اہم سیاحتی مراکز ہیں۔ امرتسر کا سنہرا مندر، درگیانہ مندر اور جلیان والا باغ، آنند پور صاحب، تخت کیشگڑھ صاحب، آنند پور صاحب بھاکڑا باندھ، جالندھر کا سودال مندر، ہری کے پتن، آثار قدیمہ کے لحاظ سے اہم سنگول اور چت بیر چڑیا گھر، رام تیرتھ یادگار سے متعلق مہرشی والمیک کی وراثت، جسے قومی تقاریب کے انعقاد کے مقام کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ مغل یادگاریں، تمام اور خاص باغ، سرہند میں افغان حکمرانوں کی قبریں اور شیخ احمد کا روضہ جالندھر میں سوڈل مندر اور مہارشی بالمیکی کی یاد میں بنایا گیا رام تیرتھ ہیں۔

حکومت

گورنر: لیفٹیننٹ جنرل (سبکدوش) جے ایف آر جیکب چیف سکریٹری: این۔ کے۔ اروڑا

وزیراعلیٰ: پرکاش سنگھ بادل ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ چنڈی گڑھ

چیف جسٹس :جسٹس اے وی سہاریا

ضلعوں کے علاقے آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر دفتر
1۔	امرتسر	5,075	30,74,210	امرتسر
2۔	بھٹنڈا	3,377	11,81,236	بھٹنڈا
3۔	فریدکوٹ	1,472	5,52,466	فریدکوٹ
4۔	فتح گڑھ صاحب	1,180	5,39,751	فتح گڑھ صاحب
5۔	فیروز پور	5,865	17,44,753	فیروز پور
6۔	گرداس پور	3,570	20,96,889	گرداس پور
7۔	ہوشیار پور	3,310	14,78,045	ہوشیار پور
8۔	جالندھر	2,658	19,53,508	جالندھر
9۔	کپورتھلا	1,646	7,52,287	کپورتھلا
10۔	لدھیانہ	3,744	30,30,352	لدھیانہ
11۔	مانسا	2,174	6,88,630	مانسا
12۔	موگا	1,672	8,86,313	موگا
13۔	مکتسر	2,596	7,76,702	مکتسر
14۔	نواں شہر	1,258	5,86,637	نواں شہر
15۔	پٹیالہ	3,627	18,39,056	پٹیالہ
16۔	روپ نگر	2,117	11,10,000	روپ نگر
17۔	سنگرور	5,021	19,98,464	سنگرور

راجستھان

رقبہ:	3,42,239 مربع کلومیٹر	آبادی:	5,64,73,122
راجدھانی:	جے پور	اہم زبانیں:	ہندی اور راجستھانی

تاریخ اور جغرافیہ

رقبے کے نظریئے سے راجستھان بھارت کی دوسری سب سے بڑی ریاست ہے۔ آزادی سے پہلے یہ رقبہ راجپوتانہ (راجپوتوں کی جگہ) کہلاتا تھا۔ اس جنگجو قوم نے صدیوں اس پر راج کیا۔ راجستھان کی تاریخ ماقبل تاریخ کے زمانے سے شروع ہوتی ہے۔ 3 ہزار سے 1 ہزار سال قبل مسیح کے دوران یہاں کی ثقافت سندھو گھاٹی ثقافت کی طرح تھی۔ ساتویں صدی میں یہاں چوہان راجپوتوں کا اثر بڑھنے لگا اور 12 ویں صدی تک یہاں ان کی حکومت قائم ہوگئی تھی۔ چوہانوں کے بعد اس جنگجو قبیلے کی باگ ڈور میواڑ کے گہلوتوں نے سنبھالی۔ میواڑ کے علاوہ جو دوسری ریاستیں تاریخی اعتبار سے اہمیت کی حامل رہیں ان میں مارواڑ، جے پور، بندی، کوٹہ، بھرت پور، اور الور شامل ہیں۔ بقیہ سبھی ریاستیں انہیں ریاستوں سے بنیں۔ ان سبھی ریاستوں نے 1818 میں برطانوی حکومت کے ماتحت رہنے کا معاہدہ قبول کرلیا جس سے عوام میں بےچینی پھیل گئی۔

1857 کی بغاوت کے بعد عوام نے مہاتما گاندھی کی قیادت میں خود کو متحد کیا اور جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ 1935 میں انگریزی حکومت والے بھارت میں ریاستی خودمختاری نافذ کرنے کے نتیجے میں راجستھان میں شہری آزادی اور سیاسی حقوق کی لڑائی اور زور پکڑ گئی۔ 1948 میں ان بکھری ریاستوں کو متحد کرنے کا عمل شروع ہوا جو 1956 میں ریاستوں کی تشکیل نو سے متعلق قانون نافذ ہونے تک جاری رہا۔ سب سے پہلے 1948 میں متسیہ یونین بنی جس میں کچھ ہی ریاستیں شامل ہوئیں۔ رفتہ رفتہ بقیہ ریاستیں بھی اس میں شامل ہوتی گئیں۔ 1949 تک بیکانیر، جے پور، جودھپور اور جیسلمیر جیسی اہم ریاستیں اسمیں شامل ہو چکی تھیں اور اسے وسیع تر راجستھان متحدہ ریاستوں کا نام دیا گیا۔ آخرکار 1956 میں موجودہ راجستھان ریاست وجود میں آئی اور اجمیر، آبو روڈ تعلقہ اور سنیل ٹپا کو بھی اس میں شامل کرلیا گیا۔

راجستھان کی مکمل مغربی سرحد پر پاکستان ہے جب کہ شمال میں پنجاب، شمالی مشرق میں ہریانہ، مشرق میں اتر پردیش، جنوب مشرق میں مدھیہ پردیش اور جنوب میں گجرات ہے۔

زراعت

ریاست میں 2001-2000 میں زراعت کے قابل مجموعی رقبہ 165 لاکھ ہیکٹر تھا اور اندازے کے مطابق اناج کی پیداوار 89.35 لاکھ ٹن رہی۔ ریاست کی اہم فصلیں چاول، جو، جوار، باجرہ، مکئی، چنا، گیہوں، تیلوں کے بیج، کپاس، دالیں اور تمباکو ہیں۔ اس کے علاوہ گزشتہ کچھ برسوں میں سبزیوں اور سنترا اور مالٹا جیسی لیموں کی نسل کے پھلوں کی پیداوار میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ یہاں کی نقدی فصلیں لال مرچ، میتھی، ہینگ، سرسوں اور زیرہ ہیں۔

صنعت اور معدنیات

راجستھان اپنی روایتی تہذیب سے مالا مال ہونے کے ساتھ ساتھ معدنیات سے بھی مالا مال ہے اور اب وہ صنعتی شعبے میں بھی تیزی سے ابھر رہا ہے۔ ریاست کے اہم مرکزی اداروں میں دیبری (ادے پور) میں جستے گلانے کا پلانٹ، کھیتڑی (جھنجھنو) میں تانبا پراجیکٹ اور کوٹا میں چھوٹے سامانوں کا کارخانہ شامل ہیں۔ 2001-2000 میں ریاست میں چھوٹی صنعتوں

کی 21.83 لاکھ اکائیاں تھیں جن میں 3,048.84 کروڑ روپے کا سرمایہ لگا تھا اور تقریباً 8.46 لاکھ افراد کو روزگار ملا ہوا تھا۔ اہم صنعتوں میں، کپڑے، اونی کپڑے، چینی، سیمنٹ، کانچ، آکسیجن، کیڑا مارنے کی دوائی، جستہ، کھاد، ریل کے ڈبے، پانی اور بجلی کے میٹر، ٹیلی ویژن سیٹ، سوڈیم پلانٹ، رنگ، بال بیئرنگ، سلفیورک تیزاب، سنتھیٹک دھاگے وغیرہ شامل ہیں۔ بیش قیمتی اور کم قیمتوں والے پتھروں کے علاوہ کاسٹک سوڈا، کیلشیم کاربائڈ، نائلون اور ٹائر وغیرہ دوسری اہم صنعتی اکائیاں ہیں۔

ملک میں جستہ کانسنٹریٹ، پنا اور ماتڑا یعنی گارنیٹ کی مکمل پیداوار راجستھان میں ہوتی ہے۔ جپسم، خام چاندی اسبیسٹ، فیلسپار، اور ابرک کی پیداوار بھی راجستھان میں ہوتی ہے۔ سیتاپور (جے پور) میں برآمد کو فروغ دینے کے لئے ملک کا پہلا پارک بنایا گیا ہے جس نے کام کرنا شروع کر دیا ہے۔

آبپاشی اور بجلی

ریاست میں 2001-2000 کے دوران 21,500 ہیکٹر زائد زمین کے لئے آبپاشی کا انتظام کر دیا گیا ہے اور ریاست کی آبپاشی کی مجموعی صلاحیت 28.55 لاکھ ہیکٹر ہو گئی ہے۔ 2001-2000 میں ریاست میں 1,198.699 کروڑ یونٹ بجلی تیار کی گئی۔ اس کے علاوہ پڑوسی ریاستوں سے 1,361.350 کروڑ یونٹ بجلی خریدی گئی۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

مارچ 2001 میں راجستھان کی سڑکوں کی مجموعی لمبائی 87,061 کلومیٹر تھی۔

ریلوے

جودھ پور، جے پور، بیکانیر، سوائی مادھو پور، کوٹا، اور بھرت پور ریاست کے اہم ریلوے جنکشن ہیں۔

فضائی خدمات

دلی اور ممبئی سے جے پور، جودھ پور اور ادے پور کے لئے باقاعدہ فضائی خدمات موجود ہیں۔

تیوہار

راجستھان میں میلوں اور تیوہاروں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ہولی، دیوالی، وجیادشمی، محرم، کرسمس جیسے اہم تیوہاروں کے علاوہ کئی دیوی دیوتاؤں، سنتوں، مقامی نامور مرداور عورتوں کے یوم پیدائش منائے جاتے ہیں۔ یہاں کے اہم میلے تیج، گنگور (جے پور) اجمیر شریف اور گلیا کوٹ کا سالانہ عرس، بینیشور (ڈونگرپور) کا قبائلی کنبھ، شری مہاویر (سوائی مادھو پور میلہ)، جھمبیشور جی میلہ (مقام۔ بیکانیر)، کارتک پورنیا اور جانوروں کا میلہ (پشکر۔ اجمیر) اور شیام جی میلہ (سیکر) وغیرہ ہیں۔

سیاحتی مقامات

جے پور، جودھپور، ادے پور، بیکانیر، ماؤنٹ آبو، الور میں باگھوں کی حفاظت گاہ سرسکا، بھرت پور کا کیولا دیو نیشنل پارک، اجمیر، جے سلمیر، پالی اور چتوڑگڑھ وغیرہ سیاحوں کی دلچسپی کے اہم مراکز ہیں۔

حکومت

گورنر: جسٹس انشومان سنگھ
وزیراعلیٰ: اشوک گہلوت
ڈپٹی اسپیکر: پارس رام مدرنیا
چیف سکریٹری: اندر جیت کھنہ
چیف جسٹس: جسٹس ارون کمار

ضلعوں کے علاقے آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر مقام
1-	اجمیر	8,481	21,80,526	اجمیر
2-	الور	8,380	29,90,862	الور
3-	بانسواڑہ	5,037	15,00,420	بانسواڑہ
4-	باڑمیر	28,387	1,96,758	باڑمیر
5-	بھرت پور	5,066	20,98,323	بھرت پور
6-	بھیلواڑہ	10,455	20,09,516	بھیلواڑہ
7-	بیکانیر	27,244	1,73,562	بیکانیر
8-	بوندی	5,550	9,1,269	بوندی
9-	چتوڑگڑھ	10,856	18,02,656	چتوڑگڑھ
10-	چورو	16,830	19,22,908	چورو
11-	دھولپور	3,034	9,82,815	دھولپور
12-	ڈونگر پور	3,770	11,07,037	ڈونگر پور
13-	گنگانگر	7,944	17,88,487	گنگانگر
14-	جے پور	11,588	52,52,388	جے پور
15-	جےسلمیر	38,401	5,07,999	جےسلمیر
16-	جالور	10,640	14,48,486	جالور
17-	جھالواڑہ	6,219	11,80,342	جھالواڑہ
18-	جھنجھنو	5,928	1,91,399	جھنجھنو
19-	جودھپور	22,850	28,80,777	جودھپور

20-	کوٹہ	5,481	15,68,580	کوٹہ
21-	ناگور	17,718	27,73,894	ناگور
22-	پالی	12,387	18,19,201	پالی
23-	سوائی مادھو پور	5,043	11,16,031	سوائی مادھو پور
24-	سیکر	7,732	22,87,229	سیکر
25-	ٹونک	5,136	8,50,756	ٹونک
26-	سروہی	7,194	12,11,343	سروہی
27-	اودے پور	12,511	26,32,210	اودے پور
28-	دوسا	2,950	13,16,790	دوسا
29-	باران	6,955	10,22,568	باران
30-	راج سمند	4,768	9,86,269	راج سمند
31-	ہنمان گڑھ 1	12,690	15,17,390	ہنمان گڑھ
32-	کرولی 2	5,014	12,05,631	کرولی

سکم

رقبہ: 7,096 مربع کلومیٹر — آبادی: 5,40,493

راجدھانی: گنگٹوک — اہم زبانیں: لیپچا، بھٹیا، نیپالی اور لمبو

تاریخ اور جغرافیہ

سکم کی ابتدائی تاریخ 13ویں صدی سے شروع ہوتی ہے جب لیپچا کے سربراہ تھیکونگ تھک اور تبت کے راجکمار کھے بھمسا کے درمیان شمالی سکم میں کاوی کے مقام پر بھائی چارے کے ایک معاہدے پر دستخط ہوئے تھے۔ اس کے بعد 1641 میں تبت کے بڑے سنتوں نے یکسام کا تاریخی سفر کیا اور جہاں انہوں نے کھے۔ بھومسا کی چھٹی نسل کے پھنسوگ نامیال سے ملاقات کی اور یکسام میں سکم کے پہلے چوگیال کے طور پر اس کی تاج پوشی کی۔ اور 1642 میں سکم میں نامکیال سلطنت وجود میں آئی۔ وقت کے ساتھ سیاسی حالات میں تبدیلی آتی رہی اور سلطنت کی جگہ جمہوریت نے لے لی۔ 1975 میں سکم بھارتیہ یونین کا ایک حصہ بن گیا۔ سکم اونچے مشرقی ہمالیہ کے وسط میں واقع ہے۔

اس کے مغرب میں نیپال، جنوب مشرق میں بھوٹان، شمال اور شمال مشرق میں تبت اور جنوب میں مغربی بنگال کا دارجلنگ ضلع واقع ہے۔ بودھ گرو پدم سمبھو نے اپنے تبت کے قیام کے دوران اس مقام کو مقدس و متبرک مقام بنایا۔ یہاں سبھی فرقے کے لوگ میل ملاپ سے رہتے ہیں۔ دنیا کا تیسرا سب سے اونچا پہاڑ کھانگ، چین، دو جو، نگا سکم کا محافظ دیوتا مانا جاتا ہے اور اپنے بے مثال خوب صورتی اور وجاہت سے ہمالیہ کی اس چھوٹی ریاست کو اپنی حفاظت میں رکھتا ہے۔

پیٹیر پودوں کی چار ہزار سے بھی زیادہ نسلیس شاز آرچڈ انقلب مصری، ایک خاص پھول) اور روڈ وڈینڈران کی ہزاروں شکلوں اور سائزوں کی تقریباً700 نسلیس سکم میں پائی جاتی ہیں۔ سکم کا ایک تہائی حصہ دیودار، سال، بانگر اور بانچ کے جنگلوں سے بھرا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں ماس، گھاس، فرن اور بانس کی کئی قسمیں پائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے یہ پہاڑی ریاست خوبصورت رنگوں سے مزین نظر آتی ہے۔

زراعت

سکم کی معیشت بنیادی طور پر زراعت پر منحصر ہے۔ مکئی، چاول، گیہوں، آلو، بڑی الائچی، اورک اور سنترا یہاں کی اہم فصلیں ہیں۔ سکم ملک میں الائچی کی سب سے زیادہ پیداوار کرنے والی ریاست ہے اور اس کے بیشتر زمینی حصے میں الائچی کی پیداوار ہوتی ہے۔ اورک آلو، سنترا اور غیر موسمی سبزیاں یہاں کی دوسری نقدی فصلیں ہیں۔ ریاست میں صرف 11 سے 12 فی صد زمین ہی زراعت کے قابل ہے اس لئے پیداوار بڑھانے کے لئے علاقے کی توسیع کے امکانات محدود ہیں۔ اس وجہ سے زراعت کی ترقی کے لئے کئے جانے والے اقدام میں پیداوار بڑھانے اور فی کس آمدنی میں اضافہ کرنے پر خصوصی زور دیا جارہا ہے۔ اس وقت باغبانی، نقدی فصلوں اور پھولوں کی کھیتی پر زور دیا جارہا ہے۔ زراعتی پیداوار بڑھانے کے لئے ذرائع کا بہتر استعمال کیا جارہا ہے۔

صنعت

سکم کو صنعتی طور پر صنعت کا پچھڑا ہوا رقبہ تسلیم کیا گیا ہے۔ اور صنعت کے محکمے نے صنعتوں کے فروغ کے لئے کئی منصوبے شروع کئے ہیں۔ ہینڈلوم اور دستکاری کا ڈائرکٹوریٹ نوجوانوں کوفنون اور دستکاری کی تربیت دیتا ہے۔

سکم میں سرکار کے تین ادارے ہیں۔ سکم ٹائم کارپوریشن ریاستی سرکار کا یہ کارپوریشن ایچ ایم ٹی کی مدد سے قائم کیا گیا ہے۔ اس میں گھڑیاں بنائی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں ڈیجیٹل گھڑیاں اور ایم آئی چپس بھی بنائے جاتے ہیں۔

سکم جیویلس لمیٹیڈ یہ ریاست کی سب سے جدید اور بہت سارے نازک سامان بنانے والی صنعت ہے۔ پانی اور بجلی کے میٹروں اور گھڑیوں وغیرہ کے لئے جیویل بیئرنگ بنائی جاتی ہے۔ ریاست میں دس معاون اکائیاں قائم کی گئیں ہیں جن میں ہر سال گھڑیوں کے لئے 6 کروڑ جیویل تیار کئے جائیں گے۔

سکم صنعتی کارپوریشن مارچ 1997 میں قائم شدہ سکم صنعتی کارپوریشن، ریاستی مالی کارپوریشن اور چھوٹی صنعتوں کے فروغ کی کارپوریشن کا رول ادا کر رہا ہے۔ یہ گھریلو، چھوٹی اور مجھلی صنعتیں قائم کرنے کے علاوہ، ہوٹل، اسپتال، نرسنگ ہوم وغیرہ کھولنے اور ٹیکسی خریدنے کے لئے طویل مدتی قرض فراہم کراتا ہے۔

آبپاشی اور بجلی

ساتویں پانچ سالہ منصوبے 90-1985 کے دوران خریف اور ربیع کی فصلوں کے لئے آبپاشی کے نئے منصوبے شروع کئے گئے۔ پانی کی نکاسی کے کھلے راستوں کو مٹی کے تودے گرنے سے ہونے والے نقصان سے بچانے کے لئے ڈوبنے والے علاقوں میں پتھر کے ہیوم پائپ اور ایچ ڈی پی ای پائپوں کا استعمال کیا گیا۔ 6,359 ہیکٹر آبپاشی سے زائد صلاحیت پیدا کی گئی جس میں سے 5,530 ہیکٹر کی صلاحیت کا استعمال کیا گیا۔ سکم نے زراعتی مالی کارپوریشن کی مدد سے پوری ریاست میں آبپاشی کا ایک بڑا منصوبہ تیار کرنے کے لئے اقدامات کئے ہیں۔ شمالی سکم میں لاچنگ میں 200 کلوواٹ چھوٹے پن بجلی پراجیکٹ نے کام کرنا

شروع کردیا ہے۔ اسی طرح کے دو پراجیکٹ آٹھویں منصوبے کے دوران مرحلے وار شروع کیے جانے ہیں۔ ریاست کی بجلی پیدا کرنے کی مجموعی صلاحیت تقریباً 8,000 میگاواٹ ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

گنگٹوک سڑک راستے سے دارجلنگ، کالم پو، سلی گڑی اور دوسرے ضلعی مرکزوں سے جڑا ہے۔ ریاست میں سڑکوں کی لمبائی 2,383 کلومیٹر ہے۔

ریلوے

ریاست کے نزدیک کے ریلوے اسٹیشن سلی گڑی (114 کلومیٹر) اور نیوجلپائی گڑی (125 کلومیٹر) ہیں۔ جہاں سے کلکتہ، دلی، گوہاٹی، لکھنؤ، اور ملک کے دوسرے اہم شہروں کے لئے آمدورفت ہے۔

فضائی خدمات

ریاست میں کوئی ہوائی اڈہ نہیں ہے۔ شمالی بنگال کے باگڑوگرا ہوائی اڈے سے ہی ریاست کے عوام کو فضائی خدمات فراہم ہوتی ہیں۔ یہ گنگٹوک سے 124 کلومیٹر دور ہے۔ باگڈوگرا سے کلکتہ، دلی اور شمال مشرقی شہروں کے لئے انڈین ایرلائنز اور جیٹ ایرویز کی باقاعدہ فضائی خدمات موجود ہیں۔

تیوہار

سکم میں خصوصی طور پر بھوٹیا، لیپچا اور نیپالی نسل کے لوگ رہتے ہیں۔ ماگھ سنکرانتی، درگا پوجا، لکشمی پوجا اور چیت دشائی نیپالیوں کے اہم تیوہار ہیں۔ پھانگ لپسائی، لالونگ اور لوسار بھوٹیا باشندوں کے تیوہار ہیں۔ لیپچا باشندوں کے افراد ناموسنگ اور تیندونگ ہولورم فات تیوہار مناتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

گنگٹوک، یا کھم، یمتھانگ، ڈبڑی، جونگری، وارسے، تاشیدنگ، رمٹیک مٹھ، پیماینسے مٹھ، تسوملگو اور فوڈونگ مٹھ سکم کے اہم سیاحتی مقامات ہیں۔

حکومت

گورنر:	کیدار ناتھ ساہنی	چیف سکریٹری:	ایس۔ ڈبلیو۔ تین زنگ
وزیراعلیٰ:	پون چاملنگ	چیف جسٹس:	آر۔ دیال
اسپیکر:	محترمہ کلاوتی سبا	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	سکم

ضلعوں کے رقبے آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر مقام
1۔	مشرقی ضلع	954	1,78,452	گنگٹوک
2۔	شمالی ضلع	4,226	31,240	مانگن
3۔	جنوبی ضلع	750	98,604	نامچی
4۔	مغربی ضلع	1,166	98,161	گیالشنگ

تمل ناڈو

رقبہ: 1,30,058 مربع کلومیٹر میں	آبادی: 6,21,10,839
راجدھانی: چنئی	اہم زبان: تمل

تاریخ اور جغرافیہ

تمل ناڈو کی تاریخ بہت قدیم ہے۔ اگرچہ پہلے زمانے کے سنگم گرنتھوں میں اس علاقے کی تاریخ کا غیر واضح ذکر ملتا ہے لیکن تمل ناڈو کی تحریر شدہ تاریخ پلاوا راجاؤں کے زمانے سے ہی ملتی ہے۔

جنوبی بھارت پر کئی صدیوں تک چولا، چیرا اور پانڈیا راجاؤں کی حکومت رہی۔ چوتھی صدی کے پہلے نصف میں پلاوا کی سلطنت قائم ہوئی۔ انہوں نے ہی دراوڑوں کے مشہور طریقہ کار کے مطابق مندر تعمیر کرنی شروع کی۔ آخری پلاوا راجا ''اپراجت'' تھے جن کی حکومت میں تقریباً دسویں صدی میں چول حکمرانوں نے ''وجے لایاش'' اور آدتیہ کی رہنمائی میں اپنی اہمیت بڑھائی۔ گیارہویں صدی کے آخر میں تمل ناڈو پر چالکیہ، چولا، پانڈیا جیسے مختلف حکمرانوں نے حکومت کی۔ اس کے بعد دوسو برسوں میں جنوبی بھارت میں چول حکومت قائم ہوئی۔ مسلمانوں نے بھی آہستہ آہستہ اپنی پوزیشن مضبوط کرلی اور چودھویں صدی کے وسط میں بہمنی سلطنت قائم ہوگئی۔ تقریباً اسی وقت وجے نگر حکومت نے اپنی پوزیشن مستحکم کرلی اور مکمل جنوبی بھارت تک اپنا اثر ورسوخ قائم کیا۔ صدی کے آخر تک وجے نگر حکومت جنوب کی طاقتور ترین حکومت کی شکل اختیار کرچکی تھی لیکن 15.64 میں تالی کوٹہ کی جنگ میں جنوب کے سلطانوں کی متحدہ افواج سے وہ ہار گئی۔

تالی کوٹہ کی جنگ کے بعد کچھ وقت تو حالات واضح نہیں رہے لیکن اسی دوران یوروپ کے تاجر جنوبی بھارت میں اپنے پیر جمانے کے لئے ایک دوسرے سے نبرد آزما ہونے لگے۔ پرتگال، ہالینڈ، فرانس اور برطانیہ کے تاجروں نے اپنے تجارتی مراکز قائم کرلئے جنھیں ان دنوں فیکٹری کہا جاتا تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے 1611 میں مچھلی پٹنم (جواب آندھرا پردیش میں ہے) میں اپنی فیکٹری لگائی اور آہستہ آہستہ انہوں نے مقامی حکمرانوں کو آپس میں لڑا کران کے علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ برطانوی افراد نے سب پہلے تمل ناڈو میں اپنی بستی بسائی۔ 1901 میں مدراس پریزیڈینسی بنی جس میں جنوبی جزیرہ نما کے بیشتر حصے شامل تھے۔ بعد میں مجموعی طور پر مدراس ریاست پھر سے تشکیل دیا گیا اور موجودہ تمل ناڈو موجود میں آیا۔

تمل ناڈو کے شمال میں آندھراپردیش اور کرناٹک، مغرب میں کیرل، مشرق میں خلیج بنگال اور جنوب میں بحر ہند ہے۔

زراعت

ریاست کی معیشت بنیادی طور سے زراعت پر منحصر ہے کیونکہ یہاں کی 70 فی صد سے زیادہ آبادی کاشتکاری کرتی ہے۔
اناج کی اہم فصلوں میں چاول، جوار، راگی، باجرہ، مکئی، اور دالیں شامل ہیں۔ ریاست میں زیر زراعت رقبہ 6.56 ملین ہیکٹر ہے
اہم تجارتی فصلوں میں گنا، کپاس، تل، مونگ پھلی، ارنڈی، سورج مکھی، مرچ، کیلا، آم، کافی، چائے، ربڑ، کاجو، ناریل وغیرہ
شامل ہیں۔ ریاست کی اہم جنگلاتی پیداوار میں عمارتی لکڑی، چندن، پلپ لکڑی اور جلاون کی لکڑی شامل ہیں۔ دوسری پیداوار
وں میں بانس، یوکلپٹس، ربڑ، چائے، کاجو، شہد، ہاتھی دانت وغیرہ شامل ہیں۔

بایو کھاد کی پیداوار اور ان کے استعمال میں تمل ناڈو کا ساری ریاستوں میں اہم مقام ہے۔ کم بارش والے علاقوں میں زرعی
تکنیک میں بہتری پیدا کرکے پیداوار بڑھانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ یہاں کی سالانہ اناج پیداوار ایک کروڑ ٹن سے زیادہ
ہے، جس میں چاول کی پیداوار 80 لاکھ ٹن ہے۔

صنعتیں اور معدنیات

اہم صنعتوں میں سوتی کپڑے، کھاد، کاغذ اور اس سے بنی دوسری اشیا، چمڑے کی دباغی، طباعت اور اس سے متعلقہ صنعتیں،
ڈیزل انجن، آٹو موبائل اور اس کے کل پرزے، سائیکل، سیمنٹ، چینی، لوہا، فولاد، ریل انجن اور سواری کے ڈبے ماچس وغیرہ شامل
ہیں۔

انفارمیشن ٹکنالوجی کو تملناڈو کے صنعتی سیکٹر خاص اہمیت دی گئی ہے۔ اور حکومت نے انفارمیشن ٹکنالوجی کی پالیسی جاری کی
ہے۔ سافٹ ویر تکنیکی پارک ''ٹائیڈل'' کا قیام تھارامنی میں اور انفارمیشن ٹکنالوجی ادارے کا قیام چینئی میں کیا گیا ہے۔ چینئی میں اس
وقت 767 انفارمیشن ٹکنالوجی کمپنیوں میں تقریباً 32,000 پیشہ ور لوگ کام کررہے ہیں۔

بین الاقوامی آٹو کمپنی ہنڈئی موٹرس، فورڈ مہندرا، ہندوستان موٹرس اور متسوبشی نے اشوک لے لینڈ اور TAFE کی چینئی
میں وسعت منصوبے کے ساتھ پیداوار شروع کردی ہے۔

گرینائٹ، لگنائٹ اور چونا پتھر ریاست کی اہم معدنی دولت ہیں۔ ریاست تیار چمڑے کھالیں اور چمڑے کے سامان، سوتی
کپڑے اور اس سے بنے سامان، سوتی دھاگے، چائے، کافی، مسالے، انجینئرنگ سامان، تمباکو، دستکاری اشیاء اور کالے
گرینائٹ پتھر کی اہم برآمد کنندہ ہے۔ تمل ناڈو میں 13,000 انجینئرنگ اکائیاں ہیں جن میں 2.5 لاکھ سے زیادہ ہنر مند ملازم کام
کرتے ہیں۔ تمل ناڈو میں ملک کے 70 فیصد چمڑے کی دباغی کے کارخانے ہیں۔ 01-2000 میں 9000 کروڑ روپے
چمڑے کے سامان برآمد کیے گئے۔ چینئی ریفائنری لمیٹیڈ میں اپنے پٹرول پر مبنی صنعتی اکائیاں قائم کی ہیں۔ کڈالور اور توتی کورن میں
بڑے کیمیائی کھاد پلانٹ لگائے گئے ہیں۔

آبپاشی اور بجلی

آزادی کے بعد سے ریاست میں شروع کئے گئے آبپاشی پراجکٹوں میں اہم یہ ہیں۔ متور نچلی بھوانی، امرواتی، ویگئی، پیرمبی
کلما، الیار، کرشنا گیری، ستور، کللم باڑی، کتالئی اونچی سطح کی نہر، گوکھ ندی، چتار پٹنم اور پنایار۔ تمل ناڈو مربوط آبی وسائل
منصوبے سے کاویری آبی نظام کے علاوہ بقیہ سارے بڑے اور اوسط آبپاشی پراجیکٹوں کی جدید کاری ہوجائے گی اور نہر سسٹم کی
آبپاشی صلاحیت بڑھے گی اور ادھورے پڑے 9 آبپاشی پروجیکٹ جلد پورے ہوجائیں گے۔

ریاست میں بجلی کی مجموعی نصب شدہ صلاحیت 7,825 میگاواٹ ہے۔ ریاستی سیکٹر کی تنصیبی صلاحیت 5,194 میگاواٹ اور نجی سیکٹر کی 632 میگاواٹ ہے۔ 4 مئی 2001 تک زیادہ سے زیادہ مانگ کی فراہمی 6,380 میگاواٹ تھی اور 25 مئی 2001 تک توانائی کھپت 132 میگاواٹ پہنچ گئی۔ زیادہ سے زیادہ مانگ 6,300 سے 6,400 میگاواٹ کی توقع کی گئی ہے۔ دسویں پنج سالہ منصوبے کے آخر تک مانگ 7,668 mw ہونے کا امکان ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

تمل ناڈ میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی تقریباً 1,50,095 لاکھ کلومیٹر ہے۔ اس میں سے سرفیس روڈ 60,506 لاکھ کیلومیٹر ہے۔

ریلوے

ریاست میں چنئی، مدورائی، تیروچیراپلی، کویم بتور اور سلیم اہم جنکشن ہیں۔ 626 ریلو اسٹیشن ہیں اور ریلوے لائن کی مجموعی لمبائی 4,181 کیلومیٹر ہے۔

فضائی خدمات

چنئی ہوائی اڈہ جنوب کا بین الاقوامی ہوائی اڈہ ہونے کی وجہ سے فضائی پٹیوں کا اہم مرکز بن گیا ہے۔ اس کے علاوہ کوئم بتور، سلیم، تیروچیراپلی اور مدورائی میں بھی ہوائی اڈے ہیں۔

بندرگاہیں

چنئی اور ٹوٹی کورن ریاست کے اہم بندرگاہیں اور کڈالور، اور ناگ پٹنم سمیت سات چھوٹے بندرگاہ ہیں۔

تیوہار

فصل کٹائی کا تیوہار پونگل تمل مہینے مرگاجی کے آخری دن (وسط جنوری کے آس پاس) سے شروع ہوکر چارروز تک منایا جاتا ہے۔ کسان اپنی اچھی فصل کے لئے شکریہ ادا کرنے کی غرض سے سورج، زمین اور جانوروں کی پوجا کرتے ہیں۔ پونگل کے بعد جنوبی تملناڈو کے کچھ حصوں میں جلی کٹو (تمل ناڈ اسٹائل کی سانڈوں کی لڑائی) ہوتا ہے۔ تملناڈو میں النگن اللور، جلی کٹو کے لئے بہت مشہور ہے۔ ''چتھرے'' مدورے کا مقبول تیوہار ہے۔ یہ پانڈیہ راجکماری میناکشی اور بھگوان سندریشور کے نظر فریب شادی کے بندھن کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ تمل مہینے آوی کے اٹھارہویں دن ندیوں کے کنارے ''آدی پیروک'' تیوہار منایا جاتا ہے۔ اس میں برسات کی بھباڑوں سے ندیوں میں آئے پانی کو خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی نئی فصل کی بووائی سے متعلق کام بھی شروع ہوجاتا ہے۔ اس تیوہار میں پانی سے بھری کاویری ندی کو عورت کی علامت مان کر اسے چاول کے بنے ایک خاص پکوان ''چتر اَنم'' کو پیش کیا جاتا ہے۔ رقص تیوہار ''ممالا پورم'' ایک انوکھا تیوہار ہے۔ سمندر کے ساحل سے لگے قدیم شہر ممالا پور میں پلوراجاؤں کے ذریعے 13 ویں صدی میں حیرت انگیز یک سنگی چٹانوں کا ایک کھلا اسٹیج ہے جس پر لوک رقص کے علاوہ فن رقص کے ممتاز اور مشہور فن کاروں کے ذریعے بھرت ناٹیم، کوچی پوڈی، کتھ کلی، اور اوڈیسی رقص پیش کیے جاتے ہیں۔ رقص کے چاہنے

والوں کے لیے یہ ایک انوکھا اور یادگار جمالیاتی واقعہ ہوتا ہے۔ ''ناٹیہ انجلی'' رقص تیوہار میں مندروں کے شہر چدمبرم کے لوگ کائنات کے رقاص بھگوان نٹھا راج کو خصوصی خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

بارہ برسوں میں ایک بار کنبکونم میں ''مہاما گھم'' منعقد کیا جاتا ہے۔ اس تیوہار پر عقیدت مند کنبھ کونم شہر میں اکٹھا ہوتے ہیں مندروں کے شہر کو یہ نام دیوی برمن کنبھ سے ملا ہے۔ موسم گرما کا تیوہار۔ ہر سال پہاڑی مقامات کی ملکۂ سدا بہار اوٹی، مخصوص د ممتاز مقام کوڈائی کنال یا ایروکاڈ کے فرحت بخش اونچی پہاڑیوں پر منایاں جاتا ہے۔

کنتھوری تیوہار اصلاً ایک سیکولر تیوہار ہے۔ جس میں مختلف فرقوں کے عقیدت مند سنت فقیر قادر والی کی درگاہ پر اکٹھا ہوتے ہیں۔ فقیر قادر والی کے سٹنا گرد خاندان میں سے کسی ایک کو پیر یا روحانی لیئور چنا جاتا ہے۔ اور جس کی عزت افزائی کی جاتی ہے۔ اس تقریب کے دسویں دن فقیر کی درگاہ پر چندن گھسا جاتا ہے۔ اور اس مقدس چندن کو سب لوگوں میں بانٹ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ویلنکنی تیوہار کی بھی اہمیت ہے۔ اس گرجا گھر کے بارے میں کئی حیرت انگیز روایات عام ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ سولہویں صدی میں پرتگالی ملاحوں نے کنواری میری کے لیے ایک عظیم گرجا گھر بنوانے کا پختہ ارادہ کیا تھا کیوں کہ انھیں کی مہربانی سے خطرناک سمندری طوفان سے ان کی زندگیوں کی حفاظت ہو سکی تھی اور وہ ٹوٹے ہوئے جہاز سے زمین پر محفوظ واپس آگئے تھے۔ ''ویلنکنی'' تقریب دیکھنے کے لیے ہزاروں لوگ آتے ہیں۔ نارنجی پٹیاں ڈال کر بچے اس مقدم مقام پر اکٹھا ہوتے ہیں جہاں سیکڑوں سال پہلے وہ ٹوٹا جہاز آکر زمین پر لگا تھا۔ کنواری میری کے ذریعہ مریضوں کو ٹھیک کر دینے کی معجزاتی قوتوں سے متعلق متعدد باتیں بھی اتنی ہی عام ہیں اور اس کے لیے یہ گرجا گھر بھی مشہور ہے۔ ''نوراتری'' کے لفظی معنی نوراتیں ہیں جو ہندستان کی مختلف ریاستوں میں مختلف شکلوں میں اور انوکھے ڈھنگ سے منایا جاتا ہے۔ یہ تیوہار طاقت، دولت اور علم کے لیے دیوی ''شکتی'' کو مطمئن کرنے کے لیے منایا جاتا ہے۔ تمل ناڈو کی روشنی تقریب ''کارتکے دیپم'' بھی بہت مشہور ہے۔ اس میں گھروں کے باہر مٹی کے دیئے جلائے جاتے ہیں اور خوشی و امنگ کے ساتھ پٹاخے چھوڑے جاتے ہیں۔ موسیقی تیوہار:- دسمبر میں چنئی میں کرناٹک موسیقی کی عظیم اور ان مول روایتوں کی پابندی کی جاتی ہے اور اس تقریب میں نئے اور پرانے فنکاروں کے ذریعہ موسیقی اور رقص کا نہ بھلا سکنے والا کہکشاں پیش کیا جاتا ہے۔

سیاحتی مقامات

چنئی، مملا پورم، کوولونگ (سمندری ساحل) پمپوہار، کانچی پورم، کنبکونم، دھاراسرم، ترنکیبار، چدمبرم، تیرونا ملے، شری رنگم، مدورائی، رامیشورم، تیرونیلویلی، کنیا کماری، تنجاور، ویلنکنی، ناگور، نارتھملے، چتان وسال، ہوواکوٹل، کلوگملے (یادگار مرکز) کورٹلم، ہوگے نکل، پاپناسم، سرولی (آبشار)، اوٹی، (اوگ منڈلم)، کوڈائی کنال، یرکاڈ، ایلاگیری کولی ہلس (پہاڑی مقام)، گوبنڈی (چنئی) مدوملائی، اناملائی، مندانتھرائی، کالاکاڈ (جنگلی جانوروں کے تحفظ کا مقام) ویدنتنگل اور پوائنٹ کیلمیر (پرندوں کے تحفظ کا مقام) ویدنتنگل چنئی کے قریب وندالور چڑیا گھر۔

حکومت

گورنر: ڈاکٹر سی۔ رنگ راجن	چیف سکریٹری: پی۔ شنکر
وزیراعلیٰ: او۔ پانیر سیلوم	چیف جسٹس: این کے جین
اسپیکر: پی ٹی آر پالانیول راجن	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار: تمل ناڈو اور پانڈیچری

ضلعوں کی آبادی، رقبہ اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر مقام
1-	چنئی	174	42,16,268	چنئی
2-	کانچی پورم	4,433	28,69,920	کانچی پورم
3-	تیرولور	3,424	27,38,866	تیرودلور
4-	ویلور	6,077	34,82,970	ویلور
5-	تیرودنملئی	6,191	21,81,853	تیرودنملئی
6-	کڈالور	3,999	22,80,530	کڈالور
7-	ولوپورم	7,217	29,43,917	ولوپورم
8-	سلیم	5,220	29,92,754	سلیم
9-	نمکل	3,429	14,95,661	نمکل
10-	دھرم پوری	9,622	28,33,252	دھرم پوری
11-	پوڈک ٹائی	4,651	14,52,269	پوڈک کوٹی
12-	اے روڈ	8,209	25,74,067	اے روڈ
13-	نیل گیری	2,549	7,64,826	اوگامنڈلم
14-	کوئم بتور	7,469	42,24,107	کوئم بتور
15-	تری چراپلی	5,114	23,88,831	تری چراپلی
16-	کیور	2,896	9,33,791	کیور
17-	پیرامبلور	3,691	4,86,971	پیرامبلور
18-	تنجاور	3,397	22,05,375	تنجاور
19-	ناگ پٹنم	2,716	14,87,055	ناگ پٹنم
20-	تیرودرور	2,161	11,65,213	تیرودرور
21-	مدورائی	3,676	25,62,279	مدورائی
22-	تھینی	2,889	10,94,724	تھینی
23-	ڈنڈی گل	6,058	19,18,960	ڈنڈی گل

24-	رام ناتھ پورم	4,232	11,83,321	رام ناتھ پورم
25-	شیوگنگائی	4,086	11,50,753	شوگنگائی
26-	وردھ نگر	4,288	17,51,548	وردودھ نگر
27-	تیرونلویلی	6,810	28,01,194	تیرونلویلی
28-	ٹوٹی کورن	4,621	15,65,743	ٹوٹی کورن
29-	کنیاکماری	1,685	16,69,763	ناگرکوئل
30-	اریالور	—	6,94,058	اریالور

نوٹ: نمبر شمار 15، 16، 17، 21 اور 22 کے رقبے عارضی ہیں۔

تری پورہ

رقبہ:	10,491.69 مربع کلو میٹر میں	آبادی:	31,91,168
راجدھانی:	اگرتلہ	اہم زبانیں:	بنگالی اور کوکبوراک

تاریخ اور جغرافیہ

تری پورہ کی تاریخ بہت قدیم اور بہت طویل ہے۔ اس کی اپنی انوکھی قبائلی تہذیب اور دلچسپ مقامی کہانیاں ہیں۔ تری پورہ کی تاریخ کو تری پورا راجاؤں کے بارے میں راج مالا کی کہانیوں اور مسلمان تاریخ نویسوں کے بیان سے سمجھا جا سکتا ہے۔ مہا بھارت اور پرانوں میں بھی تری پورہ کا ذکر ملتا ہے۔ راج مالا کے مطابق تریپورہ کے حکمرانوں کو ''فا'' کے لقب سے پکارا جاتا تھا جس کا معنی ہیں ''باپ'' چودھویں صدی میں بنگال کے حکمرانوں کے ذریعے تریپورہ کے راجا کی مدد کئے جانے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ تریپورہ کے حکمرانوں کو بار بار مغل حکمرانوں کے حملے کا بھی سامنا کرنا پڑا جس میں حملہ آوروں کو کم یا زیادہ کامیابی ملتی رہتی تھی۔

کئی جنگوں میں تریپورہ کے حکمرانوں نے بنگال کے مسلمان سلطانوں کو شکست دی۔ انیسویں صدی میں مہاراج ویرچند کشور مانکیہ، بہادر کے عہد حکومت سے تریپورہ میں نئے عہد کا آغاز ہوا۔ انہوں نے اپنے حکومتی نظام کی جدید کاری برطانوی بھارت کے طرز حکومت پر کی اور کئی اصلاحات کیں۔

ان کے بعد آنے والے حکمرانوں نے 15 اکتوبر 1949 تک تری پورہ پر حکومت کی۔ اس کے بعد تری پورہ بھارت یونین میں شامل ہوگیا۔ شروع میں یہ درجہ 'C' کے تحت آنے والی ریاست اور 1956 میں مرکز کے زیر انتظام والے اس علاقے نے 1972 میں مکمل ریاست کا درجہ حاصل کیا۔ تریپورہ بنگلہ دیش اور برما کے دریائی خلیجوں کے درمیان واقع ہے۔ اس کے تین طرف بنگلہ دیش ہے اور صرف شمال مشرق میں یہ آسام اور میزورم سے جڑا ہوا ہے۔

آبپاشی اور بجلی

ریاست میں کل زیر آبپاشی رقبہ 64,665 ہیکٹر امید ہے ہے کہ 1.17 لاکھ ہیکٹر زمین میں مزید آبپاشی ہو سکے گی اس میں سے 13,000 ہیکٹر میں درمیانہ آبپاشی اسکیموں 66,000 ہیکٹر میں چھوٹی آبپاشی اسکیموں اور 38,000 ہیکٹر میں زیر زمین میں

پانی کے استعمال سے آبپاشی ہوگی۔ پنکو کے تحت میلا گھر میں 500 میگاواٹ کی ایک حرارتی بجلی گھر پروجکٹ شروع کیا جارہا ہے۔ جس سے اس ریاست میں مانگ سے زیادہ بجلی پیدا ہونے لگے گی اس وقت 130 میگاواٹ کی کھپت ہے۔ اور 56 میگاواٹ بجلی اس کے اپنے پروجکٹ سے پیدا کی جارہی ہے۔ NEEPCO نے اپنے رام چندر نگر حرارتی بجلی گھر کو چالو کردیا ہے جس میں مرحلے میں 21 میگاواٹ بجلی پیدا کی جارہی ہے۔ اب تک 861 گاؤں میں سے 815 گاؤں میں بجلی پہونچادی گئی ہے۔ ''کیٹر جیوتی'' پروگرام کے تحت ریاست نے 2001-2000 میں غریبی لائن سے نیچے کے درجے کے 26,309 خاندانوں کو بجلی کے کنکشن دیے گئے۔ ریاست نے بارام پور میں مجوزہ 42 میگاواٹ کا ایک نیا بجلی پروجکٹ ہاتھ میں لیا ہے۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

تر پورہ میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 12,547 کیلومیٹر ہے اس میں سے اہم ضلعی سڑکیں 454 کیلومیٹر اور دوسری سڑکیں 1,463 کیلومیٹر ہے۔

ریلوے

شمالی تر پورہ ضلع میں ریلوے لائن کمارگھاٹ تک بڑھا کر اسے آسام کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ ریاست میں ریلوے لائنوں کی مجموعی لمبائی محض 44 کیلومیٹر ہے۔ شمالی سرحدی ریلوے نے اگرتلہ تک ریل لائن کی توسیع کے لئے پراجیکٹ شروع کیا ہے۔

فضائی خدمات

تر پورہ کا اہم ہوائی اڈہ اگرتلہ میں ہے جو کلکتہ اور گوہاٹی دہلی سے جڑا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ کیلاشہر، کمال پور اور کھوائی میں بھی ہوائی اڈے ہیں مگر فی الحال ان کا استعمال نہیں ہورہا ہے۔

سیاحتی مقامات

ریاست کے اہم سیاحتی مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔ اگرتلہ میں اجینت محل، کنجابن محل، جگن ناتھ مندر، لکشمی نارائن مندر، اوما مہیشوری مندر، وینووَن وہار، مہاراجا ویر وکرم کالج، ریاستی عجائب گھر، اور راؤندر کانن، پرانے اگرتلہ میں 14 دیوی مندر، برہما کنڈ، کملا ساگر، سیپاہی جالا میں جنگلی جانوروں کے تحفظ کا مقام، میلہ گھاٹ میں نیر محل، ترشنا میں جنگلی جانوروں کے تحفظ کا مقام، ڈمبور جھیل میں کوکونٹ جزیرہ بولو نیا میں پلک، دیوتا مورا، تیرتھ مکھ، مندر گھاٹ، ننبر جھیل، تر پورہ، سندری مندر، بھونیشوری مندر، اودے پور میں دور ملکم اور پیرا تیا کے محفوظ جنگلات، کیلاشہر کمار گھاٹ، انوکوٹی، اور جمپوئی پہاڑیاں۔ 2001-2000 تک تقریباً 2,42,036 ہزار ملکی اور 1,353 غیر ملکی سیاحوں نے تر پورہ کی سیر کی۔

تیوہار

ریاست کے اہم تیوہار اس طرح ہیں۔ تیرتھ مکھ اور اناکوٹی کا مکر سکرانتی کا تیوہار ہولی، اناکوٹی کا اشوک اشٹمی تیوہار، موہن پور میں برہما کنڈ تیوہار، راش تیوہار، بنگالی نیا سال کا تیوہار، گڑیا تیوہار، بیجو تیوہار، ہوجاگری تیوہار، منسا منگل تیوہار کے موقع پر کشتیوں کی دوڑ، کیر اور کھرچی تیوہار، شردا تسو، دوالی، جمپوئی ہلس میں کرسمس، بدھ پرنیما وغیرہ۔

حکومت

گورنر: لیفٹیننٹ جنرل کے۔ایم۔سینہ چیف سکریٹری: وی تھسی داس

وزیراعلیٰ: مانک سرکار یہ تریپورہ، گوہاٹی ہائی کورٹ کی اگرتلہ بنچ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔

اسپیکر: جتیندر سرکار

ضلعوں کے علاقے، آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر مقام
-1	شمالی تریپورہ	2,820.63	5,90,655	کیلاشہر
-2	جنوبی تریپورہ	2,151.77	7,62,565	ادے پور
-3	مغربی تریپورہ	2,996.82	15,30,531	اگرتلہ
-4	ڈھلائی	2,522.47	3,07,417	امباسہ

اترانچل

رقبہ : 53,483 مربع کلومیٹر میں آبادی: 84,79,562

راجدھانی : دہرہ دون (عارضی) اہم زبانیں: ہندی گڑھوالی، کمایونی

تاریخ اور جغرافیہ

اترانچل کا ذکر قدیم ہندو مذہبی کتابوں میں کیدار کھنڈ، مانس کھنڈ اور ہم ونت کی شکل میں ہوا ہے۔ کشانوں، کنندوں، کنشک، سمدرگپت، پوروؤں، کتوریوں، پالو، چندروں اور پواروں اور برٹش حکمرانوں نے یہاں پر حکومتیں کی ہیں۔ اس کے مختلف مقدس مقامات اور بڑی تعداد میں تیرتھ مقاموں کی وجہ سے اسے دیوتاؤں کی زمین۔ ''دیو بھوی'' کہا جاتا ہے۔ اترانچل کے پہاڑی علاقے سیاحوں اور تیرتھ یاتریوں کو دل کو تسکین پہنچانے والے قدرتی مناظر پیش کرتے ہیں۔

موجودہ اترانچل ریاست پہلے آگرہ اور اودھ متحدہ صوبے کا حصہ تھی۔ یہ صوبہ 1902 میں وجود میں آیا۔ 1935 میں اسے مختصراً صرف صوبہ متحدہ کہا جانے لگا۔ جنوری 1950 میں اس متحدہ صوبے کا نام ''اتر پردیش'' رکھا گیا۔ 9 نومبر 2000 کو ہندستان کی 27ویں ریاست بننے سے پہلے تک اترانچل اتر پردیش کا حصہ بنا رہا۔

ہمالیہ کی نچلی پہاڑیوں میں واقع اترانچل ریاست کی بین الاقوامی سرحد میں شمال میں چین (تبت) اور مشرق میں نیپال سے ملتی ہیں۔ اس کے شمال کے مغرب میں ہماچل پردیش اور جنوب میں اتر پردیش ہے۔

زراعت

اترانچل کی 90 فی صد آبادی زراعت پر منحصر ہے۔ ریاست کا قابل کاشت علاقہ 12,61,915 ہیکٹر ہے۔

صنعتیں اور معدنیات

ریاست میں چونا پتھر، راک فاسفیٹ، ڈولومائیٹ، میگنا سایٹ، تانبہ، گریفائیٹ، سوپ پتھر، جپسم وغیرہ کے معدنی ذخائر وافر مقدار میں ہیں۔ ریاست میں 41,216 چھوٹی صنعتیں، اکائیاں ہیں جن میں 305.58 کروڑ روپئے کا سرمایہ لگا ہوا ہے۔ اور ان میں 1,53,229 لوگوں کو روزگار ملا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ 2,69,4.66 کروڑ روپئے کی سرمایہ کاری والی 191 بھاری صنعتوں میں 50,802 لوگوں کو روزگار ملا ہوا ہے۔ زیادہ تر صنعتیں جنگلات پر مبنی ہیں۔

آبپاشی اور بجلی

ریاست کے 5,19,806 ہیکٹر (سال 95-1994) زراعتی علاقوں میں آبپاشی کی جارہی ہے۔ جو کل زراعتی علاقوں کا 56 فی صد ہے۔ ریاست کے پاس پن بجلی پیدا کرنے کی زبردست صلاحیت موجود ہے۔ جمنا، بھاگیرتھی، گنگا، رام گنگا اور شاردا ندیوں پر متعدد پن بجلی پلانٹ ہیں۔ جن میں بجلی کی پیداوار ہورہی ہے۔ ریاست کے 15669 گاؤں میں سے 12,315 گاؤں میں بجلی پہنچادی گئی ہے۔

نقل وحمل

سڑکیں

اترانچل میں پکی سڑکوں کی کل لمبائی 16,552 کلومیٹر ہے۔ عوامی تعمیراتی محکمہ (PWD) کی سڑکوں کی لمبائی 12,706 کلومیٹر بلدیاتی اداروں کے ذریعہ بنائی گئی سڑکوں کی لمبائی 1,353 کلومیٹر اور دیگر اداروں کے ذریعہ بنائی گئی سڑکوں کی لمبائی 2,593 کلومیٹر ہے۔

ریلوے لائن

اہم ریلوے اسٹیشن ہیں۔ دہرہ دون، ہری دوار، رڑکی، کوٹ دوار، کاشی پور، ہلدوانی اور کاٹھ گودام۔

شہری ہوابازی

جولی گرانٹ (دہرہ دون) پنت نگر (اودھم سنگھ نگر) اور نینی۔ سینی (پتھوراگڈھ) میں ہوائی پٹیاں ہیں۔ گوچر (چمولی) اور چنیالسور (اتر کاشی) میں ہوائی پٹیاں بنائی جارہی ہیں۔

تیوہار

دنیا میں مشہور کنبھ میلہ/ اردھ کنبھ میلہ ہری دوار میں ہر بارہویں/ چھٹے سال کے وقفے سے منایا جاتا ہے۔ دیگر اہم میلے/ تیوہار ہیں۔ دیوی دھرا میلہ (چمپاوت) پورنا گری میلہ (چمپاوت) نندا دیوی میلہ (الموڑہ) گوچر میلہ (چمولی)، بیساکھی (اتر کاشی)، ماگھ میلہ (اتر کاشی) اترینی میلہ (باگیشور)، ویشو میلہ (جون سار باور) پیران کلیر (رڑکی) اور نندا دیوراج جات یا ترا ہر بارہویں سال میں منائی جاتی ہے۔

سیاحتی مقامات

تیرتھ یاتریوں/ سیاحوں کی دلچسپی کے اہم مقامات ہیں۔ گنگوتری، جمنوتری، پوری ناتھ، کیدار ناتھ ہری دوار، رشی کیش، ہیم کنڈ صاحب، نانک متا وغیرہ۔ کیلاش مان سرودر، کی یاترا کمایوں علاقے سے ہوکر کی جاتی ہے۔ دنیا بھر میں مشہور پھولوں کی وادی پنڈرھی، گلیسر، روپ کنڈ، دیارا، بوگیال، اولی اور مسوری، دہرادون چکراتا نینی تال، رانی کھیت، باگیشور، بھیم تال اور کوسنی جیسے پہاڑی مقامات سیاحوں کو دلچسپی کے اہم مقامات ہیں۔

حکومت

گورنر	:	سرجیت سنگھ برنالا	چیف سکریٹری: مدھوکر گپتا
وزیراعلیٰ	:	بھگت سنگھ کوشیاری	چیف جسٹس: اے۔اے۔ڈیسائی
اسپیکر	:	پرکاش پنت	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار: اترانچل

اضلاع کے رقبے، آبادی اور صدر دفاتر

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربعہ کلومیٹر میں	آبادی	صدر دفاتر
-1	اترکاشی	8,016	2,94,179	اترکاشی
-2	چموی	7,626	3,69,198	گوپیشور
-3	رودر پریاگ	2,252	2,27,461	رودر پریاگ
-4	ٹہری گڑھوال	3,796	6,04,608	نئی ٹہری
-5	دہرہ دون	3,088	12,79,083	دہرادون
-6	پاوری گڑھوال	5,397	6,96,851	پاوری
-7	پتھوڑا گڈھ	7,218	4,62,149	پتھوڑا گڈھ
-8	چمپاوت	1,638	2,24,461	چمپاوت
-9	الموڑہ	3,074	6,30,446	الموڑہ
-10	باگیشور	2,311	2,49,453	باگیشور
-11	نینی تال	4,767	7,62,912	نینی تال
-12	اودھم سنگھ نگر	2,027	12,34,548	اودھم سنگھ نگر
-13	ہری دوار	1,994	14,44,213	ہری دوار

اتر پردیش

رقبہ:	2,38,566	آبادی:	16,60,52,859
راجدھانی:	لکھنؤ	اہم زبانیں:	ہندی اور اردو

تاریخ اور جغرافیہ

اتر پردیش کی تاریخ بہت قدیم اور دلچسپ ہے۔ ویدوں کے آخری دور میں اسے برہمرشی دیش یا مدھیہ دیش کے نام سے جانا جاتا تھا۔ یہاں ویدوں کے عہد کے کئی عظیم سادھو سنت ہوئے مثلاً بھاردوراج، گوتم یگیہ ولکی، وششٹھ، وشوامتر، بالمیکی وغیرہ۔ یہاں آریوں کی کئی مقدس کتابیں بھی مرتب کی گئیں۔ بھارت کی عظیم رزمیہ منظومات مثنویاں رامائن اور مہابھارت کی کہانی بھی اسی علاقے سے جڑی ہوئی ہے۔

چھٹی صدی قبل مسیح میں اتر پردیش میں دو مذاہب جین مت اور بدھ مت تھے۔ بدھ نے اپنی پہلی تعلیم سارناتھ میں دی اور اتر پردیش کے ہی کشی نگر میں انہوں نے آخری سانس لی۔ اتر پردیش کے کئی شہر جیسے ایودھیا، پریاگ، وارانسی اور متھرا علمی مراکز بن گئے تھے۔ ہندو مذہب کے عظیم مصلح شری شنکراچاریہ نے بھی اپنا ایک آشرم اتر پردیش ہی کے بدری ناتھ میں عہد وسطی میں قائم کیا تھا۔ عہد وسطی اتر پردیش مسلم حکمرانوں کے ماتحت رہا جس سے ہندومت اور اسلام کے میل سے ایک مشترک تہذیب وجود میں آئی۔ تلسی داس، سورداس، رامانند اور ان کے مسلمان شاگرد کبیر کے علاوہ کئی دوسرے سنتوں نے ہندی اور دوسری زبانوں کے فروغ میں مدد کی۔

اتر پردیش نے اپنی علمی برتری کو انگریزوں کے دور حکومت میں بھی برقرار رکھا۔ انگریزوں نے آگرہ اور اودھ نام کی دو صوبوں کو ملا کر ایک صوبہ بنایا اور اس کا نام ممالک متحدہ آگرہ اودھ رکھا۔ آگرہ اور اودھ متحدہ ریاست کے نام سے پکارا جانے لگا۔ بعد میں 1935 میں اسے مخفف طور پر صرف صوبہ متحدہ کا نام دیا گیا۔ آزادی کے بعد جنوری 1950 میں اس کا نام اتر پردیش رکھا گیا۔ اتر پردیش کی شمالی سرحد تبت اور نیپال سے متصل ہے۔ اس کے شمال میں اترانچل اور ہماچل پردیش، مغرب میں ہریانہ، جنوب میں، مدھیہ پردیش، اور مشرق میں بہار ریاست ہے۔ اتر پردیش کو دو امتیازی حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ (1) شمال میں پہاڑوں کا سلسلہ (2) گنگا کا میدان۔

زراعت

اتر پردیش کے تقریباً 78 فی صد عوام کا اہم پیشہ زراعت ہے۔ ریاست میں زراعت کے قابل زمین مجموعی طور پر 168.01 لاکھ ہیکٹر ہے۔ پچھلے سال (مارچ 2000 تک) ریاست میں 231.37 لاکھ میٹرک ٹن گیہوں، 113.87 لاکھ میٹرک ٹن چاول، 22.68 لاکھ میٹرک ٹن دال، 11.60 لاکھ میٹرک ٹن تلہن اور 1,163.03 لاکھ میٹرک ٹن گنے کی پیداوار ہوئی۔ 2000-1999 میں 434.16 لاکھ میٹرک ٹن اناج پیداوار ہوئی۔

صنعتیں اور معدنیات

مارچ 1998 کے آخر تک ریاست میں مجموعی طور پر 2,616 بڑی اور اوسط درجے کی صنعتیں تھیں۔ جن میں 41,266.20 روپئے کا سرمایہ لگا ہوا تھا اور ان 7,38,582 افراد برسر روزگار تھے۔ اس کے علاوہ 4,05,158 صنعتی یونٹیں تھیں

جن میں 4,001 کروڑ روپے کا سرمایہ لگا ہوا تھا اور 15,69,892 افراد کام کر رہے تھے۔ ریاست میں تقریباً 37.27 لاکھ ٹن چینی، اسپال سیکٹر کی پیداوار ہوئی۔ ریاست میں 68 ٹکسٹائل اکائیاں، 32 آٹو موبائل اکائیاں تھیں اور 5,740 کروڑ کا سرمایہ لگا ہوا تھا جس سے 1,20,280 افراد کو روزگار ملا ہوا تھا۔ 2011 تک نوئیڈا اتھارٹی (نیو اوکھلا انڈسٹریل ڈیولپمنٹ اتھارٹی) کے تحت 102 سیکٹر کو ترقی دینے کی اسکیم ہے۔ اس اتھاریٹی میں صنعتی علاقے، رہائشی علاقے، گروپ ہاؤسنگ سیکٹر، رہائشی عمارتیں، کمرشیل ادارے اور ادارہ جاتی سیکٹر شامل ہیں۔ نوئیڈا اور گریٹر نوئیڈا کے نمونے پر ریاست میں دیگر صنعتی ایریا کو بھی فروغ دینے کے لئے قدم اٹھائے گئے ہیں۔ سافٹ ویئر برآمد کو بڑھاوا دینے کے لئے کانپور میں ایک سافٹ ویر پارک قائم کیا گیا ہے۔ ایسے ہی 5 دیگر سافٹ ویئر پارک مزید کھولے جائیں گے۔

پبلک سیکٹر کے تحت چونا پتھر، میگنسائیٹ، کوئلہ، راک فاسفیٹ، ڈولو مائٹ اور سلکن ریت کی کانکنی کی جاتی ہے۔ چھوٹی معدنیات کی پیداوار اور کچھ بڑی معدنیات جیسے چونا پتھر، سلکا، میگنسائٹ، فائرڈ فائلائٹ اور ڈایوس پار کی پیداوار کا زیادہ تر کام نجی سیکٹر کرتے ہیں۔

آبپاشی اور بجلی

14 جنوری 2000 کو یوپی پاور کارپوریشن، یوپی اسٹیٹ پاور جنریشن اور یوپی ہائیڈل کارپوریشن، یوپی ریاستی بجلی بورڈ کی از سر نو تنظیم کر کے قائم کیے گئے۔ 2000-2001 کے دوران اس ریاست کی آبپاشی صلاحیت بڑھا کر 267.99 لاکھ ہیکٹر کی سطح تک پہنچانے کے لیے 2,094.5256 کروڑ روپے خرچ کیے۔ اتر پردیش ریاستی بجلی بورڈ اپنے قیام کے وقت سے ہی تمام ریاست میں بجلی پیداوار، تقسیم اور ٹرانسمیشن کا کام کر رہا ہے۔ شروع میں اس کے پن بجلی گھروں اور حرارتی بجلی گھروں کی مجموعی تنصیبی بجلی پیداواری صلاحیت 2,635 ن میگاواٹ تھی جو بڑھ کر 5,414 میگاواٹ (نئی شرح 5,885.752 میگاواٹ) ہو گئی۔

1999-2000 کے دوران اس ریاست میں آبپاشی کی صلاحیت بڑھا کر 267.99 لاکھ ہیکٹر کی سطح تک پہنچانے کے لئے 2,094.5256 کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔ آٹھویں پانچ سالہ منصوبے کے تحت 2,599.34 کروڑ روپے خرچ کر کے 8.84 لاکھ ہیکٹر کی آبپاشی کی صلاحیت حاصل کر لینے کی تجویز ہے۔ جن 38 بڑے اور اوسط درجے کے پراجکٹوں کو آٹھویں پانچ سالہ منصوبے میں لے جایا جانا تھا انہیں اسی ساتویں پانچ سالہ منصوبے کی مدت میں ہی مکمل کر لینے کی تجویز ہے۔ اتر پردیش ریاستی بجلی بورڈ اپریل 1959 کو اپنے قائم ہونے کے بعد سے ہی پوری ریاست میں بجلی کی پیداوار، تقسیم اور ٹرانسمیشن کا کام انجام دے رہا ہے۔ ریاستی بجلی بورڈ کے قائم ہونے کے وقت پن بجلی گھروں اور حرارتی گھروں کو ملا کر بجلی پیدا کرنے کی اس کی مجموعی صلاحیت 2635 میگاواٹ تھی جو اب بڑھ کر 5414 میگاواٹ ہو گئی ہے 31 مارچ 2000 مرکزی بجلی اتھاریٹی (CEA) کے معیار مطابق معیار 31 مارچ 1999 تک ریاست کے 89,117 ہزار گاؤں میں بجلی لگ چکی تھی اور 65,027 گاؤں کو ایل ٹی مینس کے ذریعے بجلی پہنچائی جا رہی تھی۔ اس کے علاوہ 63,282 ہریجن بستیوں میں بھی برق کاری کی جا چکی تھی۔

ٹرانسپورٹ

سڑک

ریاست میں کل 1,03,975 کلومیٹر لمبی سڑکیں ہیں۔ اس میں 3,774 کلومیٹر لمبی قومی شاہراہیں 7,392 کلومیٹر ریاستی شاہراہیں 9,911 کلومیٹر اہم ضلعی سڑکیں 25,246 کلومیٹر دیگر ضلعی سڑکیں اور 72,931 کلومیٹر دیہی سڑکیں ہیں۔

ریلوے

ریلوے کے شمالی نیٹ ورک کا سب سے اہم جنکشن لکھنؤ ہے۔ دیگر اہم جنکشنوں میں آگرہ، کانپور، الہ آباد، مرادآباد، مغل سرائے، وارانسی، ٹنڈلہ، گورکھپور، گونڈا، فیض آباد، بریلی اور سیتاپور شامل ہیں۔

ہوائی خدمات

ریاست میں لکھنؤ، کانپور، وارانسی، الہ آباد، آگرہ، جھانسی، بریلی، ہنڈن (غازی آباد) گورکھپور، سرساوا (سہارنپور) اور فرصت گنج (رائے بریلی) میں ہوائی اڈے ہیں۔

تیوہار

دنیا کا شاید سب سے بڑے میلہ کنبھ میلہ ہری دوار اور الہ آباد میں ہر بارہویں سال لگتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر چھ سال میں انہیں مقامات پر اردھ کنبھ میلہ بھی لگتا ہے۔ بھارت کے ہر علاقے سے عقیدت مند اور سنیاسی اس موقعے پر سنگم میں غوطہ لگانے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ الہ آباد میں ہر سال سردیوں میں یعنی جنوری میں ماگھ میلہ لگتا ہے جہاں لوگ ایک مہینے تک قیام کرتے ہیں اور ہر صبح سنگم میں غوطہ زن ہوتے ہیں۔ دوسرے میلوں میں متھرا، ورنداون اور ایودھیا کا جھولا میلہ ہے۔ ان میلوں میں مجسموں کو تقریباً پندرہ دنوں تک سونے اور چاندی کے جھولوں میں رکھا جاتا ہے۔ کارتک پورنیما کے موقعے پر گنگا میں غوطہ لگانا بہت زیادہ پاکیزہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور اس کام کے لئے گڑھ مکتشور، سورن، راج گھاٹ، کاکورا، مبٹھور، کانپور، الہ آباد، وارانسی، ایودھیا میں، بڑی تعداد میں لوگ جمع ہوتے ہیں۔ آگرہ ضلع کے بٹیشور قصبے میں جانوروں کا ایک مشہور میلہ لگتا ہے۔ بارہ بنکی ضلع کا دیوا میلہ مسلم صوفی وارث شاہ کی وجہ سے کافی مشہور ہو گیا ہے۔ ان کے علاوہ، ریاست میں ہندو اور مسلمانوں کے اہم تیوہار بھی منائے جاتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

اتر پردیش میں مختلف قسم کے سیاحوں کی دلچسپی کے لئے مختلف قسم کی چیزیں ہیں۔ مذہبی اہمیت کے قدیم مقامات میں وارانسی، وندھیاچل، ایودھیا، چترکوٹ، پریاگ، نیمی شرانیہ، متھرا، وردمداون، ہیم کنڈ صاحب، دیوا شریف، پیران کلیر، فتح پور میں شیخ سلیم چشتی کی درگاہ، سارناتھ، شراوستی، کشی نگر، سنکسا، کنپل، پیپرادہ اور کوشمبی وغیرہ اہم ہیں۔

آگرہ، ایودھیا، سارناتھ، وارانسی، لکھنؤ، متھرا، پریاگ، جھانسی، گورکھپور، جونپور، قنوج، مہوبہ، دیوگڑھ، بٹھور اور وندھیاچل میں ہندو اور مسلم کی تعمیرات اور تہذیب کے بیش بہا خزانے موجود ہیں۔

حکومت

گورنر:	وشنو کانت شاستری	چیف سکریٹری	بھولا ناتھ تیواری
وزیر اعلیٰ:	راج ناتھ سنگھ	چیف جسٹس:	شیامل کانت سین
اسپیکر:	کیسری ناتھ ترپاٹھی	ہائی کورٹ کادارۂ اختیار:	اتر پردیش

ضلعوں کی آبادی رقبہ اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر مقام
1-	آگرہ	4,027	36,11,301	آگرہ
2-	علی گڑھ	3,431	29,90,388	علی گڑھ
3-	ایٹا	4,446	27,88,270	ایٹا
4-	فیروزہ آباد	2,361	20,45,737	فیروزہ آباد
5-	مین پوری	2,746	15,92,875	مین پوری
6-	متھرا	3,329	20,69,578	متھرا
7-	ہاتھرس	2,060	13,33,372	ہاتھرس
8-	اعظم گڑھ	4,234	39,50,808	اعظم گڑھ
9-	بلیا	2,981	27,52,412	بلیا
10-	مئو	1,713	16,49,294	مئو
11-	کوشامبی	2,015	12,94,937	کوشامبی
12-	فتح پور	4,152	23,05,847	فتح پور
13-	پرتاپ گڑھ	3,717	27,27,156	پرتاپ گڑھ
14-	الہ آباد	2,261	49,41,510	الہ آباد
15-	چترا کوٹ	3,513	8,00,592	چترا کوٹ دھام
16-	بدایوں	5,168	30,69,245	بدایوں
17-	بریلی	4,120	35,98,701	بریلی
18-	پیلی بھیت	3,499	16,43,788	پیلی بھیت
19-	شاہ جہاں پور	4,575	25,49,458	شاہ جہاں پور
20-	فیض آباد	2,015	20,87,914	فیض آباد
21-	امبیڈکر نگر	2,946	20,25,373	اکبر پور
22-	بہرائچ	4,692	23,84,239	بہرائچ
23-	بارہ بنکی	4,402	26,73,394	بارہ بنکی

24-	گونڈا	3,788	27,65,754	گونڈا
25-	سلطان پور	4,436	31,90,926	سلطان پور
26-	گورکھپور	3,321	37,84,720	گورکھپور
27-	دیوریا	2,379	27,30,376	دیوریا
28-	کشی نگر	2,874	28,91,933	کشی نگر
29-	مہاراج گنج	2,951	21,67,041	مہاراج گنج
30-	باندہ	4,171	15,00,253	باندہ
31-	حمیر پور	4,095	10,42,374	حمیر پور
32-	جالون	4,565	14,55,859	اورئی
33-	للیت پور	5,039	9,77,447	للیت پور
34-	مہوبہ	3,071	9,77,447	مہوبہ
35-	جھانسی	5,024	17,46,715	جھانسی
36-	کانپور (شہر)	3,015	41,37,489	کانپور
37 -	کانپور (دیہات)	3,135	15,84,037	اکبرپور
38-	فرخ آباد	2,288	15,77,237	فتح گڑھ
39-	اٹاوہ	2,446	27,88,270	اٹاوہ
40-	لکھنؤ	2,528	36,81,416	لکھنؤ
41-	ہردوئی	5,986	33,97,414	ہردوئی
42-	لکھیم پوری کھیری	7,680	32,00,137	کھیری
43-	رائے بریلی	4,609	28,72,204	رائے بریلی
44-	سیتاپور	5,743	36,16,510	سیتاپور
45-	اناؤ	4,558	27,00,426	اناؤ
46-	بلندشہر	3,458	29,23,290	بلندشہر
47-	میرٹھ	2,564	30,01,636	میرٹھ
48-	غازی آباد	1,988	32,89,540	غازی آباد
49-	گوتم بدھ نگر	1,501	11,91,263	نوائڈا

50-	مراد آباد	3,497	37,49,630	مراد آباد
51-	بجنور	4,561	31,30,586	بجنور
52-	رام پور	2,367	19,22,450	رام پور
53-	جیوتیبا پھولے نگر	2,470	14,99,193	امروہہ
54-	سہارنپور	3,689	28,48,152	سہارنپور
55-	مظفر نگر	4,008	35,41,952	مظفر نگر
56-	وارانسی	1,550	31,47,927	وارانسی
57-	جونپور	4,038	39,11,305	جونپور
58-	چندولی	2,485	16,39,777	چندولی
59-	غازی پور	3,377	30,49,377	غازی پور
60-	سنت روی داس نگر	1,057	13,52,056	بھدوہی
61-	مرزاپور	4,522	21,14,852	مرزاپور
62-	سونبھدر	6,788	14,63,468	رابرٹس گنج
63-	بستی	2,702	20,68,922	بستی
64-	بلرام پور	3,457	16,84,567	بلرام پور
65-	شراوستی	2,186	11,75,428	شراوستی
66-	سدھارتھ نگر	2,797	20,38,598	نوگڑھ
67-	باغپت	1,345	11,64,388	باغپت
68-	قنوج	2,058	13,85,227	قنوج
69-	اوریا	2,054	11,79,496	اوریا
70-	سنت کبیر نگر	1,679	14,24,500	(خلیل آباد)

مغربی بنگال

رقبہ: 88,752 مربع کلومیٹر — آبادی: 8,02,21,171

راجدھانی: کولکاتہ — اہم زبان: بنگالی

تاریخ اور جغرافیہ

ہندستان کی قبل تاریخ کے ذکروں میں بھی بنگال کا ایک اہم مقام ہے۔ سکندر کے حملے کے وقت بنگال پر گنگاری دئی نام کی حکومت تھی۔ گپتا اور موریہ حکمرانوں کا بنگال پر کوئی خاص اثر نہیں پڑا۔ بعد میں ششانک بنگال کا راجا بنا۔ بتایا جاتا ہے کہ اس نے ساتویں صدی کے پہلے نصف میں شمال مشرقی بھارت میں اہم رول ادا کیا۔ اس کے بعد گوپال راجا بنا اور پالا خاندان کی سلطنت قائم کی جس نے صدیوں تک حکمرانی کی اور عالی شان حکومت قائم کی۔ پالا راجاؤں کے بعد بنگال پر سین حکمرانوں کا قبضہ ہوا جسے دلی کے مسلم حکمرانوں نے شکست دی۔ سولھویں صدی میں مغلیہ دور شروع ہونے سے قبل بنگال پر بہت سارے مسلمان بادشاہوں اور سلطانوں نے حکومت کی۔

مغلوں کے زوال کے بعد جدید بنگال کی تاریخ یوروپی اور برطانوی تجارتی کمپنیوں کی آمد سے شروع ہوتی ہے۔ 1757 میں پلاسی کی جنگ نے اس وقت تاریخ کا رخ موڑ دیا جب انگریزوں نے پہلی بار بنگال اور بھارت میں اپنے پاؤں جمائے۔ 1905 میں سیاسی فائدے کے لئے انگریزوں نے بنگال کی تقسیم کا اعلان کیا لیکن کانگریس کی قیادت میں عوام کی بڑھتی ہوئے مخالفت کے پیش نظر 1911 میں بنگال کو دوبارہ ملا دیا گیا۔ اس سے جنگ آزادی کا شعلہ اور بھڑک اٹھا۔ اس کے نتیجے میں 1947 میں ہمیں آزادی ملی اور ملک تقسیم ہوگیا۔ 1947 کے بعد دیسی ریاستوں کو ضم کرنے کا کام شروع ہوا اور 1956 میں ریاستوں کی تشکیل نو سے متعلق 1956 کے قانون کے مطابق کچھ نواحی ریاستوں کے بنگلہ زبان والے علاقوں کو بھی مغربی بنگال میں ضم کر دیا گیا۔

اس ریاست کے مشرق میں بنگلہ دیش، مغرب میں نیپال، شمال مشرق میں بھوٹان، شمال میں سکم، مغرب میں بہار، جنوب مغرب میں اڑیسہ اور جنوب میں خلیج بنگال ہے۔

زراعت

ریاست کی آمدنی میں زراعت کا اہم رول ہے۔ ریاست کے ہر چار میں سے تین افراد بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر زراعت سے منسلک ہیں۔ 2000-1999 میں ریاست میں مجموعی طور پر 148.45 لاکھ ٹن اناج کی پیداوار ہوئی جس میں چاول کی پیداوار 137.59 لاکھ ٹن تھی۔ گیہوں اور دالوں کی پیداوار بالترتیب 8.50 لاکھ ٹن اور 1.41 لاکھ ٹن رہی۔ پٹ سن کی پیداوار 75.93 لاکھ گانٹھیں ہوئی تھیں۔ تیلوں کے بیج کی پیداوار 4.05 لاکھ ٹن اور آلو کی پیداوار 74.82 لاکھ ٹن ہوئی تھی۔

صنعت اور معدنیات

سال 2000 میں صنعتی سرمایہ کاری کو بڑھاوا دینے کے لئے بنی ریاستی سطح کی ایجنسی مغربی بنگال صنعتی ترقی کارپوریشن کے پاس 341 پروجیکٹ کی تجاویز تھیں، جن پر 2,220.19 کروڑ روپے کے قرض دئے جانے تھے۔ جن میں سے سال 2000 میں (نومبر تک) 56 صنعتی اکائیوں کو 7,570.39 کروڑ روپے کے قرض دیے گئے۔ 5,170 کروڑ روپے لاگت کی ہلدیہ پیٹروکیمیکلس پروجیکٹ کے علاوہ عمل پذیر دیگر پروجیکٹ ہیں۔ متسو بیشی کیمکل کارپوریشن کی پی ٹی اے بنانے والی 1,600 کروڑ کا پروجیکٹ، بھوشال صنعتی پراجیکٹ، کولڈ رولڈ اسٹیل شیٹ بنانے والا، ویڈیوکان انٹرنیشنل لمیٹڈ پراجیکٹ، کچن کے سامان بنانے والا، کارپوریٹ اسپات الائے فیرومینگنیز بنانے والا شامل ہے۔

1,600 کروڑ روپے کا کولکاتہ میگاسٹی پروگرام نافذ کیا جارہا ہے۔ اس وقت 87 پراجیکٹوں کو نافذ کیا جارہا ہے۔ جن پر

68251 کروڑ روپے خرچ ہونے کا اندازہ ہے۔ مغربی بنگال صنعتی ساخت فروغ کارپوریشن (WBIIDC) نے اب تک 12 صنعتی فروغ مراکز قائم کیے ہیں۔ کارپوریشن ایسے ہی 4 ترقیاتی مراکز فالنا، اولوبیریا، ہلدیہ اور درگاپور میں بھی کھولے گا۔

مغربی بنگال صنعتی ترقیاتی کارپوریشن نے اب تک 12 صنعتی کمپلکس (ترقیاتی مراکز) قائم کئے ہیں۔ یہ مرکز 2,000 ایکٹر رقبے میں بنائے گئے ہیں اور خاص طور سے صنعتی ڈھانچے کے فروغ کے لئے بنائے گئے ہیں۔ یہ ترقیاتی مراکز سڑکیں، پانی بجلی، پانی کی نکاسی وغیرہ کا کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے 1,160 ایکٹرز میں 216 صنعتی اکائیوں کو بانٹ دی گئی ہیں۔ مغربی بنگال صنعتی ترقی کارپوریشن جلپائی گڑی، مالوہ اور ویربھوی ضلعوں میں ایک ایک میگا گروتھ سینٹر قائم کرے گا۔ 99-1998 میں رجسٹرڈ اکائیوں کی تعداد 13,156 تھی۔

بجلی اور آبپاشی

اس وقت مغربی بنگال میں بجلی کی تیاری مغربی بنگال ریاستی بجلی بورڈ، مغربی بنگال بجلی ترقی کارپوریشن لمٹیڈ، کلکتہ بجلی سپلائی کارپوریشن اور درگاپور پراجیکٹ لمٹیڈ کے ذریعے ہوتی ہے۔ 2001-2000 (نومبر 2000 تک) کے دوران ریاست میں مجموعی طور پر 12,208 میگاواٹ یونٹ بجلی کی پیداوار ہوئی۔ 2001-2000 میں (اکتوبر 2000 تک) تک 29,609 گاؤں میں بجلی پہنچائی جا چکی تھی اور 1,10,079 ٹیوب ویلوں کو بجلی مل رہی تھی۔ کٹیر جیوتی اور لوک دیپ پراجیکٹوں کے تحت 31 اکتوبر 2000 تک 1,21,745 گھروں کو بجلی فراہم کی گئی۔

2000-1999 میں ریاست میں بڑے اور چھوٹے آبپاشی پراجیکٹوں کی صلاحیت 14.29 لاکھ ہیکٹرس کے لئے بجلی پیدا کی گئی۔ فی الوقت 3 کثمساباتی ریزروائر پراجیکٹ، دامورویلی پراجیکٹ اور تیستا بیراج پراجیکٹ پر کام چلا رہا ہے توقع ہے کہ اس میں سے پہلے دو پراجیکٹ پر کام چل رہا ہے۔ اس وقت تیستا باندھ سے 2000-1999 تک 99,110 ہیکٹر آبپاشی کی مجموعی صلاحیت کی بجلی تخلیق کر لی گئی ہے۔ 2000-1999 تک ریاست میں 33.64 لاکھ ہیکٹر چھوٹی آبپاشی صلاحیت کی تشکیل کی گئی، یہ توقع کی جاتی ہے کہ 2001-2000 کے دوران ایک لاکھ ہیکٹر چھوٹی آبپاشی صلاحیت کی تخلیق ہو جائے گی۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

31 مارچ 1997 تک ریاست میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی 76,040 کلومیٹر تھی جس میں 1,651 کلومیٹر لمبی قومی شاہراہیں شامل تھیں۔ مارچ 1997 تک سرکاری تعمیراتی شعبے کے مطابق سڑکوں کی لمبائی اس طرح تھی۔

ریاستی سڑکیں
3,418 کلومیٹر
پی ڈبلیو ڈی کے تحت سڑکوں کی لمبائی 12,288 کلومیٹر
ضلعی سڑکیں
31,064 کلومیٹر

ریلوے

99-1998 میں ریاست میں بڑی ریل لائن، میٹر گیج اور چھوٹی لائنوں کو ملا کر مجموعی طور پر 3,802.82 کلومیٹر لمبی ریل

لائینس تھی۔ ریاست کے اہم ریلوے جنکشن ہاوڑہ، آسنسول، سیالدہ، بنڈل، بردوان، کھڑگپور اور نئی جلپائی گڑی ہیں۔

فضائی خدمات

کلکتہ کے قریب ڈمڈم بین الاقوامی ہوائی اڈہ ہے۔ ریاست کے دوسرے ہوائی اڈہ بیلور گھاٹ، کوچ بہار، مالدہ، باگڈوگرا، پان گڑھ، بیہالہ، بیرکپور، کلئی کنڈا ہیں۔

بندرگاہ

ریاست کا سب سے اہم بندرگاہ کلکتہ ہی ہے۔ اس کے بعد ہلدیہ بندرگاہ کا نام آتا ہے۔

تیوہار

درگا پوجا ریاست کا سب سے اہم تیوہار ہے۔ اس کے علاوہ کالی پوجا یا دوالی بسنت پنچمی، لکشمی پوجا، ہولی، شیوراتری، جنم اشٹمی، عیدالفطر، وغیرہ تیوہار بھی ریاست میں منائے جاتے ہیں۔

سیاحتی مقامات

اہم سیاحتی مقامات مندرجہ ذیل ہیں۔ کلکتہ، دیگھا (مدنا پور) بک کھالی سی سمندری تفریح گاہ ساگر جزیرہ اور سندر بن (جنوبی 24 پرگنہ) بنڈیل، تارکیشور، کمار پوک (ہگلی) اور گادیارہ (ہاوڑہ)، شانتی نکیتن اور بکریشور (ویربھوم)، درگا پور (بردوان)، بکٹ منی پور اور وشنو پور (بانکورہ)، ایودھیا ہلس (پرولیا)

مرشد آباد، گور اور پانڈوا (مالدہ)، دارجلینگ، مرک، کالم پونگ، سنڈاک پھو، پھلوٹ اور کرسیانگ (دارجلنگ) اور جلدہ پاڑہ اور ردوار (جلپائی گڑی)

حکومت

گورنر:	ویرین جے شاہ	چیف جسٹس:	اشوک ماتھر
وزیراعلی:	بدھ دیو بھٹاچاریہ	ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	مغربی بنگال
اسپیکر:	ہاشم عبدالحلیم		اور انڈمان اور نکوبار جزائر
چیف سکریٹری:	منیش گپتا		

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر مقام
1۔	بانکڑہ	6,882	31,91,822	بانکڑہ
2۔	بردوان	7,024	69,19,698	بردوان
3۔	بیربھوم	4,545	30,12,546	سیوڑی

4-	کلکتہ	185	45,80,544	کلکتہ
5-	دارجلنگ	3,149	16,05,900	دارجلنگ
6 -	ہاوڑہ	1,467	42,74,010	ہاوڑہ
7 -	ہگلی	3,149	50,40,047	چنسرا
8-	جلپائی گڑی	6,227	34,03,204	جلپائی گڑی
9-	کوچ بہار	3,387	24,78,280	کوچ بہار
10-	مالدہ	3,733	32,90,160	انگلش بازار
11-	دینی پوری	14,081	96,38,473	دینی پور
12-	مرشدآباد	5,324	58,63,717	برہامپور
13-	نادیا	3,927	46,03,756	کرشن نگر
14-	شمالی24 پرگنہ 2	4,094	89,30,295	علی پور
15-	جنوبی24 پرگنہ	9,660	69,09,015	براست
16-	پرولیہ	6,259	25,35,233	پرولیا
17-	شمالی دیناج پور	3,140	24,41,824	رائے گنج
18-	جنوبی دیناج پور	2,219	15,02,647	بلدرگھاٹ

انڈومان نکوبار جزائر

رقبہ: 8,249 مربع کلومیٹر

راجدھانی: پورٹ بلیئر — آبادی: 3,56,265 (عارضی)

اہم زبانیں: ہندی، نکوباری، تمل، بنگلہ، ملیالم اور تیلگو

تاریخ اور جغرافیہ

انڈمان میں نکوبار جزائر جو مرکز کے زیر انتظام والا رقبہ ہے 6 ڈگری اور 16 ڈگری شمالی طول البلد اور 92 ڈگری اور 96 ڈگری مشرقی ارض البلد کے درمیان واقع ہے۔ یہ 572 چھوٹے بڑے جزائر کا مجموعہ ہے جو خلیج بنگال میں واقع ہے اور یہ میانمار کے کیپ نگریس سے 193 کلومیٹر کلکتہ سے 1,255 کلومیٹر اور چنئی سے 1,190 کلومیٹر دور ہے۔ رچی مجموعہ جزائر اور لیبیر نتھ جزائر دو اہم گروپ ہیں۔ نکوبار جزائر انڈومان کے جنوب میں چھوٹے انڈومان جزیرے سے 121 کیلومیٹر کی دوری پر واقع ہے یہاں آبادی والے کل 36 جزائر ہیں جن میں 24 انڈمان اور 12 نکوبار ضلع میں ہیں۔ یہاں کے اصل باشندے جنگلوں میں رہتے ہیں۔ شکار اور مچھلیاں پکڑ کر اپنا گزارا کرتے ہیں۔ انڈومان کے جزائر میں چار گریٹ انڈمانی، اونگے، جروا اور سینٹی نلی نام کی چار نگریٹو قبائل ہیں اور نکوبار جزائر میں نکوباری اور شمپین نام کی دو منگولی ذاتیں ہیں۔ ان میں جروا اور سینٹی نلی ذاتیں تو اپنے تن کو ڈھکنا تک نہیں سیکھ پائی ہیں۔

انڈمان نکوبار جزائر کی جدید تاریخ 1789 سے یہاں اسٹیٹ انڈیا کمپنی کے ذریعے ایک بستی قائم کرنے کے بعد شروع ہوئی۔ حالانکہ بعد میں (1796 میں) یہ بستی خالی کردی گئی۔ 1857 میں ہوئی بھارت کی پہلی جنگ آزادی کے بعد 1858 میں برطانوی حکومت نے ان جزائر کو تاعمر قید کی سزا پانے والے افراد کے لئے استعمال کیا۔ تب اسے کالا پانی کہا جاتا تھا۔ سب سے پہلے باغیوں، سیاسی قیدیوں اور خطرناک مجرموں کو بھارت سے لے جا کر بسایا جاتا تھا۔ دوسری جنگ عظیم یعنی عالمی جنگ تک یہ سلسلہ قائم رہا۔ اس عالمی جنگ کے دوران 1942 میں انڈومان اور نکوبار پر جاپانی فوجیوں نے قبضہ کرلیا بعد میں 1945 میں برطانوی بھارت کی سرکار نے ان جزیروں پر دوبارہ قبضہ کرلیا اور 1947 میں بھارت کے آزاد ہونے تک یہاں کا کام کاج اپنے قبضے میں رکھا۔

زراعت

علاقے میں 48,675 ہیکٹر زمین پر کھیتی کی جاتی ہے۔ دھان یہاں کے اناج کی اہم فصل ہے جو زیادہ تر انڈومان جزائر میں پیدا کی جاتی ہے۔ نکوبار جزائر کی اہم فصلیں ناریل اور سپاری ہیں۔ ربیع کے موسم کے دوران یہاں دالیں، تیلوں کے بیج اور سبزیاں اگائی جاتی ہیں۔ پھر خریف کی فصل بوئی جاتی ہے۔ جس میں دھان کی کاشت ہوتی ہے۔ یہاں کے کسان پہاڑی زمین پر مختلف قسم کے پھل جیسے آم، سپوتا، سنترا، کیلا، پپیتا، اناس اور قند مول وغیرہ پیدا کرتے ہیں۔ یہاں ایک سے زیادہ فصلوں کے نظام کے تحت مسالے جیسے مرچ، لونگ، جائپھل اور دارچینی بھی پیدا کئے جاتے ہیں۔ ان جزائر میں ربڑ، ریڈ آئل، کھجور، کاجو وغیرہ محدود پیمانے پر بھی میں پیدا کئے جاتے ہیں۔

جنگلات

7,171 مربع کلومیٹر حصے میں جنگلات ہیں۔ تقریباً ہر طرح کے درخت جیسے سدابہار درخت، پہاڑیوں پر ہونے والے سدا بہار درخت اور ساحل اور ترائی کے جنگلات پائے جاتے ہیں۔ انڈومان نکوبار میں مختلف قسم کی لکڑیاں پائی جاتی ہیں۔ سب سے اہم لکڑیاں پوڈوک اور گرجن کی ہیں۔ یہ نکوبار میں نہیں ملتی۔

صنعت

اس ریاست میں اوسط درجے کی چار صنعتی اکائیوں کے علاوہ 1,374 مندرج چھوٹی صنعتیں، دیہی صنعتیں اور دستکاری کی اکائیاں ہیں۔ مچھلی وسائل کی سرگرمیوں کے تحت دو اکائیاں برآمد کرنے کا کام کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ سیپیوں اور لکڑی کی دستکاری اکائیاں ہیں۔ مزید براں چار میڈیم درجے کی صنعتی اکائیاں بھی عمل پذیر ہیں۔ انجینئرنگ اکائیوں میں پولیتھن بیگ، پی وی سی صنعت، پایپ اور ضروری لوازمات، رنگ روغن وارنش، فائبر گلاس، چھوٹی آٹامل، ہلکے مشروب اور شراب وغیرہ تیار کئے جاتے ہیں۔ اسمال اسکیل اور دستکاری اکائیاں سیپی کرافٹ بیکری مصنوعات، چاول کی بھوسی نکالنے اور فرنیچر بنانے میں بھی لگی ہوئی ہیں۔ انڈمان نکوبار انٹگریٹیڈ ترقی کارپوریشن نے جٹ ایرویز کے بااختیار ایجنٹ کے طور پر سول سپلائی سیاحت، مچھلی پالنے کی صنعت اور صنعتی مالیے کے شعبے میں کام کرنا شروع کردیا ہے۔

ٹرانسپورٹ

جزائر میں آمدورفت فضائی اور آبی راستوں سے ہوتی ہے۔ انڈین ایرلائنس ہفتے میں چار بار کلکتہ سے پورٹ بلیئر اور ہفتے میں تین بار چنئی اور وشاکھاپٹنم سے پورٹ بلیئر کے لئے فضائی خدمات انجام دیتی ہے۔ پانی کے جہاز بھی پورٹ بلیئر سے کلکتہ،

چینئی وشاکھاپٹنم کے بیچ میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ پانی جہاز کے ڈائرکٹوریٹ کے پاس جزیروں کے درمیان آمدورفت کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کئی جہاز ہیں۔

تجارتی کاموں کے لئے قائم کی گئی ریاستی ٹرانسپورٹ خدمات نے شمال میں ڈگلی پور سے لے کر جنوب میں کیمپبل کے خلیج تک مرکز کے انتظام والے اس علاقے کے گیارہ اہم جزیروں تک خدمات میں اضافہ کیا ہے۔ اس محکمے نے انڈومان ٹرنک سڑک خدمات بھی شروع کی جو راجدھانی کو مایابندر سے شمالی سب ڈویژن صدر مقام اور وسطی انڈومان کو تین پھیری ناؤں کا انتظام کر کے ٹرانس شمپنٹ خدمات سے جوڑتی ہے جن کی مجموعی دوری 272 کلومیٹر ہے۔

سیاحتی مقامات

گھنے جنگلات سے ڈھکے ہوئے۔ لامحدود نباتات و حیاتات (اجنبی و مختلف اقسام کے) خوبصورت ساحل، دل کو لبھانے والے زیر زمین مونگا، مرجان اور بحری حیات اور ''جزائر زمرد'' کے نام سے مشہور انڈومان نکوبار جزائر ماحولیات کے زاویے سے محفوظ سیاحت کے لئے بہترین جگہ ہے۔ یہاں کے اہم سیاحتی مراکز حسب ذیل ہیں۔ سیلولر جیل، قومی میموریل، میرن عجائب گھر، بحری میرین عجائب گھر، روس جزیرہ، چاٹھم سا مل، چڑیا ٹاپو، زراعت فرم شپ گھاٹ، ہاڈو میں جانوروں کی حفاظت گاہ، کابن کا چھوٹی گھاٹیاں اور دوسرے سمندری ساحل ہمبلری، گنج میموریل ماؤنٹ ہیریئر وغیرہ ہیں۔ پورٹ بلیئر میں انڈومان پانی کے کھیلوں کا کمپلکس اور بہادری پرجی آبی کھیل، بچوں کا پارک، ترنتال، فوڈ پلازا وغیرہ۔ گاندھی پارک (بچوں کا پارک، آبی کھیل اور ایک جاپانی بنکر وغیرہ کے ساتھ) ایک دوسرا بڑا سیاحتی مرکز ہے۔

مہاتما گاندھی بحری قومی پارک، روس جزیرہ، وائپر جزیرہ، نیل جزیرہ، رنگت مایابندر اور ڈگلی پور وغیرہ اس جزیرے میں سیاحوں کی دلچسپی کے مراکز ہیں۔ بہترین سیاحت کے لئے اکتوبر سے مئی تک کا موسم بہت بہتر ہے۔

حکومت

لیفٹیننٹ گورنر: این۔این۔جھا	
چیف سکریٹری: بلبیر سنگھ	انڈومان نکوبار جزائر کلکتہ ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر میں	آبادی	صدر مقام
1۔	انڈومان	6,408	3,14,239	پورٹ بلیئر
2۔	نکوبار	1,841	42,026	نکوبار

چنڈی گڑھ

رقبہ:	114 مربع کلومیٹر	آبادی	8.76 لاکھ
راجدھانی:	چنڈی گڑھ	اہم زبانیں:	ہندی، پنجابی اور انگریزی

تاریخ اور جغرافیہ

شیوالک پہاڑیوں کے دامن میں خوبصورت مناظر کے درمیان واقع چنڈی گڑھ صحیح معنوں میں ایک خوبصورت شہر ہے۔ فرانس کے بہترین ماہر تعمیر لی کربوزیے کے ذریعے تعمیر کیا گیا۔ یہ شہر جدید تعمیرات اور شہر بسانے کے خوبصورت فن کی نمائندگی کرتا ہے۔ چنڈی گڑھ، اور اس کے آس پاس کے علاقوں کو ایک نومبر 1966 کو مرکز کے زیر انتظام علاقہ بنایا گیا۔ یہ پنجاب اور ہریانہ کی بھی مشترکہ راجدھانی ہے۔ اس کے شمال مغرب میں پنجاب اور مشرق جنوب میں ہریانہ کی ریاستیں ہیں۔

زراعت

اس وقت اس علاقے میں تقریباً 1,515 ہیکٹر زمین قابل زراعت ہے۔ ان میں سے 1,450 ہیکٹر علاقے میں آبپاشی کی سہولتیں ہیں۔ گیہوں، مکئی، سبزیاں، چارہ اور دھان یہاں کی اہم فصلیں ہیں۔

صنعت

چنڈی گڑھ میں بڑی اور منجھلی صنعتوں کی تعداد 15 ہے۔ ان میں دو پبلک سیکٹر میں ہیں۔ 3,026 سے زیادہ چھوٹی صنعتیں اکائیاں مندرج ہیں جن میں 29,400 ہزار افراد کو روزگار ملا ہوا ہے۔ چنڈی گڑھ سے سالانہ 60 کروڑ روپے تک کا مال برآمد کیا جاتا ہے۔ پڑوسی ریاستوں نے اس شہر کے پاس میں صنعتی جائدادوں کو فروغ دیا ہے۔ جس کے نتیجے میں پروانو بڈی، ڈیرا باسی، موہالی اور پنچ کلا میں بڑی تعداد میں صنعتیں لگائی گئی ہیں۔ صنعتی اکائیوں کو بجلی فراہم کرانے کے معاملے میں ریاستی انتظامیہ نے حال ہی میں اپنی پالیسی میں ترمیم کیا ہے۔ ان صنعتی اکائیوں کو فراخی سے بجلی مہیا کرائی جا رہی ہے۔ وزیر اعظم روزگار یوجنا کے تحت 2000-1999 میں 164 افراد / اداروں کو قرض منظور کیے گئے۔

بجلی

چنڈی گڑھ کو ضرورت کی بجلی پڑوسی ریاستوں اور مرکزی پراجیکٹوں سے ملتی ہے۔ بھاکھڑا میں پیدا ہونے والی بجلی سے چنڈی گڑھ کو 3.5 فی صد حصہ ملتا ہے۔ حرارتی، ایٹمی اور گیس پر منحصر مرکزی پیداوار اور پراجکٹوں سے چنڈی گڑھ کو 82.9 میگاواٹ بجلی ملتی ہے۔ اسکے بعد بجلی کی جو کمی ہوتی ہے۔ وہ مرکزی پراجیکٹوں اور BBMB سے پوری کی جارہی ہے۔ چنڈی گڑھ کے آس پاس کے سبھی گاؤں میں بجلی پہنچ گئی ہے اور سڑکوں گلیوں میں روشنی کا انتظام بھی کیا جارہا ہے۔

ٹرانسپورٹ

چنڈی گڑھ سے ہوکر گزرنے والی قومی شاہراہ 15,275 کلومیٹر لمبی ہے۔ چنڈی گڑھ ریل سڑک اور ہوائی خدمات سے بھی جڑا ہوا ہے۔

سیاحتی مقامات

اہم سیاحتی مقامات راک گارڈن، ذاکر روز گارڈن، خوشبو باغ، شانتی کنج، سکھنا جھیل، میوزیم اور آرٹ گیلری، ٹیرس گارڈن، بوگن بیلیا گارڈن، پنجاب یونیورسٹی کامپلکس، بین الاقوامی گڑیوں کا میوزیم ہرن پارک، لاگ ہٹ (خدا علی شیر لیز رویلی، مجسموں کی قومی گیلری وغیرہ اہم ہیں۔

حکومت

ایڈمنسٹریٹر: لیفٹیننٹ جنرل (سبکدوش) جے ایف آر ۔ جیکب

ہائی کورٹ: کا دائرہ اختیار: پنجاب اور ہریانہ ہائی کورٹ کے دائرہ، اختیار میں آتا ہے

دادرا اور نگر حویلی

رقبہ:	491 مربع کلومیٹر	آبادی:	2,20,451
راجدھانی:	سلواسہ	اہم زبانیں:	گجراتی ہندی

تاریخ اور جغرافیہ

اس علاقے کے کچھ گاؤں کی مالیہ کے بارے میں 17 دسمبر 1779 کو مراٹھا حکومت اور پرتگالیوں کے درمیان ہوئے معاہدے کے مطابق پرتگالیوں کو 12 ہزار روپئے کے معاوضے کی ادائیگی کے بارے میں اور اس سے قبل سمندر کے استعمال کے بارے میں مراٹھوں اور پرتگالیوں کے درمیان طویل عرصے تک لڑائی چلتی رہی۔ اس علاقے پر 2 اگست 1954 تک پرتگالیوں کا قبضہ رہا۔ 1954 میں انہوں نے خود اسے آزاد کر دیا۔ کچھ وقفے تک اس علاقے میں ایک ایڈمنسٹریٹر رہا۔ بعد میں اس علاقے کو بھارت کی یونین میں ضم کر دیا گیا۔ اس کے مطابق یہ سابق پرتگالی رقبہ 11 اگست 1961 سے بھارت کا اٹوٹ حصہ بن گیا۔ تب سے اسے مرکز کے زیر انتظام رقبہ ہونے کا درجہ حاصل ہے اور ایک حاکم کے ذریعے یہاں کی حکومت چلتی ہے۔

پرتگال کے قبضے سے آزاد ہونے کے بعد سے اس علاقے میں ایک ورشٹ پنچایت، حکومت کی مشاورتی کمیٹی کے طور پر کام کر رہی تھی۔ لیکن اسے اگست 1989 میں ختم کر دیا گیا اور دادرا اور نگر حویلی کے لئے پردیش کاؤنسل کا اعلان کر دیا گیا۔ اس وقت مرکز کی نگرانی والا رقبہ دمن اور دیو کے ساتھ اس کا مشترک حکومتی نظام ہے اور بعد میں کل ہند سطح پر آئینی ترمیم کے مطابق دادرا اور نگر حویلی ضلع پنچایت اور 11 گرام پنچایت تشکیل دی گئیں۔

دادرا اور نگر حویلی 491 مربع کلومیٹر میں پھیلا مرکز کی نگرانی کے تحت چھوٹا سا رقبہ ہے۔ یہ گجرات اور مہاراشٹر ریاستوں سے گھرا ہے۔ یہ رقبہ دو حصوں میں بنٹا ہوا ہے۔ ایک دادرا اور دوسرا نگر حویلی۔ یہاں مجموعی طور پر 72 گاؤں ہیں جن میں ایک گاؤں کوٹھار تقریباً غیر آباد اور پانچ دوسرے گاؤں کے کچھ حصے دمن گنگا آبپاشی پراجیکٹ کے تعمیری کام کی وجہ سے ڈوب گئے۔ یہ پراجیکٹ دادرا اور نگر حویلی، دمن اور دیو اور گجرات کا مشترکہ پراجیکٹ ہے۔ سب سے نزدیک کا ریلوے اسٹیشن اس علاقے کے صدر مقام سلواسہ سے تقریباً 18 کلومیٹر دور واپی میں ہے۔

زراعت

دادرا اور نگر حویلی بنیادی طور پر ایک دیہی اور قبائلی رقبہ ہے جہاں 79 فی صد آبادی قبائلی کی ہے۔ مجموعی جغرافیائی علاقے کے تقریباً 23,627 ہیکٹیر میں کاشتکاری ہوتی ہے۔ اہم فصل دھان ہے۔ ناگلی اور پہاڑی جو بھی اہم فصلیں ہیں۔ آم، چیکو، اور کیلے وغیرہ کی بھی پیداوار ہوتی ہے۔

اس کے مجموعی جغرافیائی علاقے کے 40 فی صد حصے میں جنگلات ہیں۔ قبائلی آبادی کافی حد تک جنگلوں پر منحصر ہے۔ قبائلی افراد کو جنگل کی پیداوار مفت حاصل کرنے کے خصوصی اختیار دیئے گئے ہیں۔

صنعت

1965-66 سے قبل اس علاقے میں کوئی صنعتی اکائی نہیں تھی۔ صرف کچھ دستکار روایتی طور پر برتن، چپل، جوتے جیسے چمڑے کا کچھ سامان اور بانس کی چیزیں بناتے تھے۔ کچھ گاؤں میں چند افراد کے پاس ہی دستکاری کا فن ہوتا تھا۔ 1967-68 میں دان صنعتی کوآپریٹو یونین لمیٹیڈ نے کوآپریٹو سیکٹر میں صنعتی اسٹیٹ قائم کرکے چھوٹے پیمانے پر صنعتی ترقی کے کام کی شروعات کی۔ اس کے بعد سلواسہ، مسات اور کھدولی میں تین سرکاری صنعتی بستیاں قائم کی گئیں۔ مارچ 2001 تک 1,180 صنعتیں کام کررہی تھیں جن میں گھریلو، دیہی اور چھوٹی صنعتیں اور ٹیکسٹائل، انجینئرنگ، پلاسٹک، الکٹرانک، کیمیکل، دوائیں وغیرہ کی 330 منجھولی صنعتیں تھیں۔ ان صنعتوں میں 32,000 سے زیادہ افراد کو روزگار حاصل ہے اور یہ صنعتیں 2,746 کروڑ روپے سے زیادہ قیمت کے سامان تیار کرتی ہیں۔ ان صنعتوں کی حوصلہ افزائی بھی کی جاتی ہے مثلاً پندرہ سال کے لئے بکری کے ٹیکس کو ہٹالیا جاتا ہے یا بجلی میں سبسیڈی اور رعایتی شرح پر قرض کا انتظام وغیرہ۔ یہاں کوئی چنگی نہیں لی جاتی ہے۔

آبپاشی اور بجلی

اس علاقے میں آزادی سے قبل کسی طرح کی آبپاشی کی سہولت نہیں تھی اور کاشتکاروں کو مکمل طور پر بارش پر منحصر رہنا پڑتا تھا۔ بعد میں خاطر خواہ انتظامات کئے گئے اور اس علاقے میں مختلف جگہوں پر 118 لفٹ آبپاشی پراجیکٹ مکمل کی گئیں۔ کثیر مقصدی دمن گنگا آبپاشی پراجیکٹ بھی تقریباً آخری مرحلے سے گزر رہا ہے۔ بجلی گجرات ریاستی بجلی بورڈ سے خریدی جاتی ہے۔ اس مرکز کے زیر انتظام علاقے کے ہر حصے میں بجلی پہنچ گئی ہے۔

ٹرانسپورٹ

اس علاقے میں اپنا کوئی ٹرانسپورٹ نظام نہیں ہے۔ یہاں گجرات ریاستی ٹرانسپورٹ اور مہاراشٹر ریاستی ٹرانسپورٹ کی خدمات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ سڑکوں کی مجموعی لمبائی 55.45 کلومیٹر ہے۔ جس میں 519.79 کلومیٹر سڑکیں پکی ہیں۔ 68 گاؤں ایسی سڑکوں سے جڑے ہیں جو ہر موسم میں ٹھیک رہتی ہیں۔ ممبئی سے احمد آباد کا ریلوے راستہ واپی سے جڑا ہوا ہے۔ سب سے نزدیک کا ہوائی اڈہ ممبئی ہے۔

سیاحتی مقامات

گھنے جنگلی علاقے اور اچھے موسم کی وجہ سے دادرا اور نگر حویلی میں سیاحتی مقامات کو اولین ترجیح دی گئی ہے۔ اہم سیاحتی مقامات میں تاڑکیشور، شیو مندر، وراندون، کھان یل کا ہرن پارک، وانکنگا جھیل اور دیپ پارک، دادر، اون وہار پارک، جانوروں کا چھوٹا پارک، بچوں کا پارک، آدی واسی تہذیبی میوزیم اور سلواسہ کا ہیراون پارک، دودھانی اور لوہاڑی کا کھانڈیو جنگل میں پانی کے کھیلوں کا انتظام کیا جارہا ہے۔ کھانویل اور چوڑا باغات میں کٹیروں اور دودھانی میں خیموں میں سیاحوں کے ٹھہرنے کا انتظام ہے۔ سلواسا میں سیاحوں کے ٹھہرنے کے لیے 'یاتری نواس' شروع ہوچکا ہے۔

تیوہار

اس علاقے میں عام طور سے سارے ہندو، مسلم اور عیسائی تیوہار منائے جاتے ہیں۔ قبائلی افراد اپنے تیوہار مناتے ہیں۔ ورلی اور کوکنا قبائل دوالی کو 'برش' کے نام سے مناتے ہیں۔ کوکنا قبیلے کے افراد 'اواتیج' تیوہار ہی مناتے ہیں جس میں خاص طور

پر عورتیں حصہ لیتی ہیں۔ ڈھوڈیا اور ورلی قبائل ایک اور تیوہار ''دوسو'' مناتی ہیں۔ ڈھوڈیا قبیلہ راکھی بندھن کا تیوہار بھی مناتا ہے۔ ورلی، کوکنا اور کولی قبائل ''بھاوڑا'' تیوہار مناتے ہیں۔ یہاں کے سبھی ذاتوں کے افراد فصل کاٹنے سے پہلے گرام دیوی کی اور فصل کاٹنے کے بعد'' کالی پوجا'' کا تیوہار مناتے ہیں۔

حکومت

ایڈمنسٹریٹر:	او۔ پی کیلکر
ہائی کورٹ کا دائرہ اختیار:	ممبئی ہائی کورٹ کے تحت

دمن اور دیو

رقبہ:	112 مربع کلومیٹر	آبادی:	1,58,059
راجدھانی:	دمن	اہم زبان:	گجراتی

تاریخ اور جغرافیہ

دمن اور دیو اور گوا ملک کی آزادی کے بعد بھی پرتگال کے ماتحت رہے۔ 1961 میں انہیں بھارت کا حصہ بنادیا گیا۔ یہ رقبہ پہلے مرکز کے زیر انتظام رقبہ گوا، دمن اور دیو کا حصہ تھے۔ 30 مئی 1987 کو گوا کو ریاست کا درجہ دئے جانے کے بعد دمن اور دیو کو الگ مرکز کے زیر انتظام رقبہ بنایا گیا۔ دمن ممبئی سے تقریباً 193 کلومیٹر دور ہے۔ یہ شمال میں کولاک ندی، مشرق میں گجرات، جنوب میں کلائی ندی اور مغرب میں بحر عرب سے گھرا ہے۔ گجرات کا والساڑ دمن کا پڑوسی ضلع ہے۔ دیو دو پلوں سے جڑا ہوا جزیرہ ہے۔ گجرات کا جونا گڑھ دیو کا پڑوسی ضلع ہے۔

زراعت اور آبپاشی

یہاں کی اہم فصلیں دھان، راگی، باجرہ، جوار، مونگ پھلی، والیس، سیم، گیہوں، سپوٹا، کیلا، پپیتا، ناریل، گنا اور آم ہیں۔ اس علاقے میں کوئی بڑا جنگل نہیں ہے۔ آبپاشی کا مجموعی رقبہ 1,121.03 ہیکٹر ہے جس میں سے 833.73 ہیکٹر دمن میں اور 287 ہیکٹر دیو میں ہے۔

صنعت اور بجلی

دمن اور دیو میں 1,600 چھوٹی صنعتیں ہیں۔ دمن میں اومنی بس صنعتی فروغ کارپوریشن کے ذریعہ صنعتوں کو فروغ دینے کے لئے دو صنعتی علاقے بنائے گئے ہیں۔ دابھول، بھامپور، کدائیاں دوسرے صنعتی علاقے ہیں۔

سبھی گاؤں میں بجلی پہنچ گئی ہے۔ دمن اور دیو کو مغربی علاقے کے مرکزی بجلی گھروں سے مناسب بجلی مل رہی ہے۔ دمن میں 66/11 کلوواٹ کے تین سب اسٹیشن ہیں۔ ایک کاچی گام میں (30 ایم وی اے) کا اور دوسرا دلواڑہ میں (20 ایم وی اے) کا 66/11 کلوولٹ کا ایک سب اسٹیشن واٹھیل (10 ایم وی اے) میں بنایا جارہا ہے۔ جس سے سیاحتی مقامات کی بجلی کی مانگ پوری ہوسکے گی۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

دمن اور دیو میں سڑکوں کی مجموعی لمبائی بالترتیب 191 کلومیٹر اور 70 کلومیٹر ہے۔

ریلوے

دمن اور دیو ریل لائنوں سے نہیں جڑے ہیں۔ دمن کا سب سے نزدیک کا ریلوے اسٹیشن واپی ہے جو مغربی ریلوے کے ممبئی دلی راستے پر واقع ہے۔ دیو کا نزدیکی ریلوے اسٹیشن میٹر گیج لائن پر واقع دلواڑہ ہے۔

فضائی خدمات

دمن اور دیو دونوں جگہوں پر ہوائی پٹی دیو فضائی خدمات سے جڑا ہے۔ ممبئی سے دیو تک کی باقاعدہ فضائی سروس موجود ہے۔

سیاحتی مقامات

دمن کے اہم سیاحتی مراکز میں دیوکا بیچ، جاپمپور بیچ، کاچھی گام تال، ستیہ ساگر پارک، دلواڑہ، کڑیا سرودر، نانی دمن جیٹی گارڈن وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں کے پرانے چرچ، قلعے، لائٹ ہاؤس اور سمر ہاؤس بھی قابل دید ہیں۔ جالندھر بیچ، نگوا بیچ اور گھوگھلا میں بچوں کا پارک کچھ اور سیاحتی مراکز ہیں۔

حکومت

ایڈمنسٹریٹر:	او پی کیلکر
کلکٹر:	اے۔ کے۔ سنگھ

اس وقت مہاراشٹر اور گوا ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام رقبہ دادر اور نگر حویلی اور دمن اور دیو کے لئے ممبئی ہائی کورٹ ہی مشترک ہائی کورٹ ہے

ضلعوں کے رقبے، آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلومیٹر	آبادی	صدر مقام
1۔	دمن	72	1,13,949	دمن
2۔	دیو	40	44,110	دیو

دلی

رقبہ:	1,483 مربع کلومیٹر	اہم زبانیں:	ہندی، پنجابی اور اردو
آبادی:	1,37,82,976	راجدھانی:	دلی

تاریخ اور جغرافیہ

دلی پرانے زمانے سے اپنا ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ مہابھارت میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے۔ بعد میں دلی کی حکومت ایک خاندان سے دوسرے خاندان کو ملتی گئی۔ یہ موریہ، گپتا، پال خاندانوں سے ہوتی ہوئی آخرکار بارہویں صدی میں چوہان حکمرانوں کے قبضے میں آگئی۔ اس کے بعد تقریباً چار صدیوں تک افغان اور مسلم حملہ آوروں کے قبضے میں رہ کر سولہویں صدی میں مغلوں کے تحت آگئی۔ اٹھارہویں صدی کے آخری اور انیسویں صدر کے پہلے نصف میں انگریز حکومت نے دلی پر قبضہ کرلیا اور 1911 میں تمام سرگرمیوں کا مرکز بنی۔ 1947 کے بعد دہلی کو ہندوستان کی راجدھانی بنایا گیا اور اسے 1956 میں مرکز کی نگرانی والا رقبہ بنادیا گیا۔ دیش کے شمالی حصے میں واقع دلی مشرق کے علاوہ ہر طرف سے ہریانہ ریاست سے گھری ہے۔ مشرق میں اتر پردیش کی سرحد اسے چھوتی ہے۔ دلی کی تاریخ میں 69 ویں آئین ترمیم ایک اہم واقعہ ہے جس کے نتیجہ میں قومی راجدھانی خطہ ایکٹ 1991 کے اطلاق ہونے سے دلی میں اسمبلی کی تشکیل ہوئی۔

زراعت

گیہوں، باجرہ، جوار اور مکئی یہاں کی اہم فصلیں ہیں۔ لیکن اب کسان اناج والی فصلوں کے بجائے پھلوں اور سبزیوں، دودھ کی پیداوار اور مرغی پالنے جیسے کام کو زیادہ ترجیح دے رہے ہیں۔ یہ کام کاشتکاری کے مقابلے میں زیادہ نفع بخش ثابت ہوئے ہیں۔

صنعت

دلی نہ صرف شمالی بھارت کا سب سے بڑا تجارتی مرکز ہے بلکہ یہ چھوٹی صنعتوں کا بھی سب سے بڑا مرکز ہے۔ 1974 کے بعد یہاں بڑی تعداد میں صنعتی اکائیاں قائم ہوئی ہیں۔ ان میں ٹیلی ویژن ٹیپ ریکاڈر، ہلکی انجینئرنگ کے سامان، مشینیں، موٹر گاڑیوں کے حصے پرزے، ریزر بلیڈ، کھیل کود کے سامان، سائیکلیں، پی وی سی سے بنے سامان، جوتے، چپل، کپڑا، کھاد، دوائیں، ہوزری کے سامان، وچمڑے کے سامان اور مشروب بنانے جیسی صنعتیں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ دھاتوں کی ڈھلائی اور الکٹروپلیٹنگ، پرنٹنگ اور اسٹور کرنے والی کئی اکائیاں بھی یہاں قائم ہوئی ہیں۔ دلی کی جدید ملینیم صنعتی پالیسی کے تحت الکٹرانکس، ٹیلی کمیونکیشن سافٹ ویر صنعت اور انفارمیشن ٹکنالوجی کو خدمات کے اہل بنانے والی صنعتوں کے لگانے پر زور دیا گیا ہے۔ دلی میں چھوٹی صنعتی سیکٹر کی صرف ایسی اکائیاں لگانے کی اجازت ہے جن سے آلودگی نہیں ہوتی اور جن میں پانی، بجلی اور جگہ کی کم ضرورت ہوتی ہے اور جو ماہر کاریگروں پر منحصر ہے۔

رہائشی اور صنعتوں کے لئے ممنوع علاقوں میں کام کرنے والی اکائیوں کو دوسرے مقامات پر لے جانے کے لئے قومی راجدھانی کا خطہ دلی کی حکومت نے 1,065 ایکڑ زمین اپنے قبضے میں لی ہے۔ یہ زمین بوانا اور ہولمبی کلاں اور ہولمبی خورد میں صنعتی کمپلکس بنانے کے لئے لی گئی ہے۔ جھلمل صنعتی ایریا میں لگائی جانے والی 378 گھریلو فیکٹریوں کے بنانے کا کام مکمل ہوچکا ہے۔ مختلف جگہوں پر فلیٹوں میں لگائی جانے والی 5,800 فیکٹریاں لگانے کی بھی تجویز ہے۔

آبپاشی

دلی میں دیہاتوں کے تیزی سے اربنائزیشن ہونے کی وجہ سے آبپاشی کے تحت آنے والی قابل زراعت زمین دھیرے دھیرے کم ہوتی جارہی ہے۔ ریاست میں ''کیشوپور بہاؤ آبپاشی اسکیم مرحلہ۔3 اور ''کورونیشن ٹریٹمنٹ پلانٹ کے ذریعہ بہتری و

بہاؤ وسعت آبپاشی نظام نام کی دو اسکیمیں چلائی جارہی ہیں۔ قومی راجدھانی خطہ، دلی کے دیہی علاقوں میں 350 ہیکٹر کی آبپاشی 52 ریاستی ٹیوب ویلوں کے ذریعہ اور 13,76 ہیکٹر کی آبپاشی اضافی پانی کے ذریعہ کی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ 4,900 ہیکٹر زمین کی آبپاشی ہریانہ حکومت کے تحت مغربی جمنا نہر کے ذریعہ کی جارہی ہے۔

بجلی

دلی میں بجلی کی مانگ اب تک کی سب سے زیادہ یعنی 2509 میگاواٹ ہوگئی ہے۔ راجدھانی میں بجلی پیدا کرنے کی ذمہ داری دلی بجلی بورڈ پر ہے بورڈ کا راج گھاٹ بجلی گھر اندرپرستھا اسٹیشن اور بدر پور تھرمل پاور بجلی گھر سمیت گیس ٹربائن پرمبنی اکائی اور ان سے بجلی کی پیداوار بڑھانے میں مددملی ہے۔ دہلی میں 850-900 میگاواٹ بجلی کی پیداوار ہورہی ہے اس کے علاوہ باقی بجلی نیشنل تھرمل پاور کارپوریشن کے بدر پور کے حرارتی بجلی گھر سے لی جارہی ہے۔

دہلی بجلی بورڈ نے نویں پانچ سالہ منصوبہ میں کئی بجلی پیدا کرنے والے پلانٹ لگانے کی اسکیم بنائی ہے۔ ان میں بوانہ مرحلہ-I، بوانہ مرحلہ-II کی تعمیر نومبر 2002 تک مکمل ہونے کی امید ہے اندر پرستھ اسٹیٹ میں پرگتی کمبائنڈ سائیکل پروجیکٹ لگائے جائیں گے۔ 330 mw پرگتی پاور پراجیکٹ کی تعمیر نومبر 2002 تک مکمل ہونے کی امید ہے۔

ٹرانسپورٹ

دلی سڑکوں، ریل لائنوں اور فضائی خدمات کے ذریعہ بھارت کے سبھی حصوں سے جڑا ہوا ہے۔ یہاں تین ہوائی اڈے ہیں۔ بین الاقوامی پروازوں کے لئے اندرا گاندھی بین الاقوامی ہوائی اڈہ، اندرون ملک پروازوں کے لئے پالم ہوائی اڈہ اور تربیتی پروازوں کے لئے صفدر جنگ ہوائی اڈہ استعمال کیا جارہا ہے۔ دلی میں تین اہم ریلوے اسٹیشن بھی ہیں۔ یہ دلی جنکشن، نئی دہلی ریلوے اسٹیشن اور حضرت نظام الدین ریلوے اسٹیشن کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ کشمیری گیٹ کے بین ریاستی بس ٹرمنل کے علاوہ سرائے کالے خاں اور آنند وہار میں بھی بین ریاستی بس ٹرمنل بنائے گئے ہیں۔ دہلی شہر میں گاڑیوں سے بڑھتی آلودگی اور نقل وحمل کی درہم برہم حالت کو دیکھتے ہوئے حکومت ہند نے دہلی میں ماس ریپڈ ٹرانزٹ سسٹم (MRTS) لاگو کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ 8,000 کروڑ روپے لاگت کا یہ پراجیکٹ بڑی ریل لائن کے ساتھ لاگو کیا جائے گا یہ پراجیکٹ نافذ کیا جارہا ہے اور جس میں فنکارانہ طریقے سے جدید ٹکنالوجی کا استعمال ہورہا ہے۔

تیوہار اور میلے

بڑا شہر ہونے کی وجہ سے یہاں دیش کے مختلف حصوں کے لوگ رہتے ہیں اور بھارت کے سبھی اہم تیوہار یہاں منائے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ دلی کی سیاحتی اور ٹرانسپورٹ کے فروغ کی کارپوریشن کچھ سالانہ تیوہار بھی منعقد کرتے ہیں۔ پتنگ اڑانے کا تیوہار، روشن آرا تیوہار، شالیمار تیوہار، قطب تیوہار، موسم سرما کا میلہ، باغوں اور سیاحت کا میلہ اور آم تیوہار دلی میں سالانہ منعقد ہوتے ہیں جو ایک توجہ کا مرکز بن گئے ہیں۔

سیاحتی مقامات

دلی کے اہم سیاحتی مقامات میں لال قلعہ، جامع مسجد، قطب مینار، انڈیا گیٹ، بڑلا مندر، ہمایوں کا مقبرہ، اور لوٹس ٹیمپل وغیرہ شامل ہیں، دلی ریاست کی سیاحت اور ٹرانسپورٹ کی کارپوریشن سیاحوں کو یہاں کی مختلف جگہوں کی سیر کرانے کے لئے

خصوصی بس خدمات فراہم کرتی ہے۔ کارپوریشن نے پیراسیلنگ، راک کلائمبنگ، اور بوٹنگ جیسے کاموں کے لئے سہولتیں پیدا کی ہیں۔ کارپوریشن کے ذریعہ دلی میں پانچ کافی ہوم بھی چلائے جا رہے ہیں۔

حکومت

لیفٹیننٹ گورنر:	وجے کپور	ہائی کورٹ کا دائرۂ اختیار: دلی
وزیراعلیٰ:	شیلا دکشت	چیف جسٹس: ستیہ ورت سنہا
اسپیکر:	چودھری پریم سنگھ	
چیف سکریٹری:	پی۔ ایس۔ بھٹناگر	

لکش دیپ

رقبہ:	32 مربع کلومیٹر	آبادی:	60,595
راجدھانی:	کوارتی	اہم زبان:	ملیالم

تاریخ اور جغرافیہ

ان جزائر کی ابتدائی تاریخ کے بارے میں بہت زیادہ معلوم نہیں ہے۔ یہ مانا جاتا ہے کہ امینی، کالپینی، اندروت اور کوارتی اور اگاتی جزائر پر پہلے پہل لوگ آکر بسے۔ پہلے یہ تسلیم کیا جاتا تھا کہ جزائر میں آکر بسنے والے لوگ ہندو تھے اور تقریباً چودھویں صدی میں کسی وقت عرب تاجروں کے اثر سے مسلمان بن گئے۔ لیکن پر حال ہی میں آثار قدیمہ کی کھدائی سے پتہ چلتا ہے کہ تقریباً چھٹی یا ساتویں صدی کے آس پاس یہاں بودھ رہتے تھے۔ سب سے پہلے اسلام مذہب کو اپنانے والے جن باشندوں کا پتہ چلتا ہے وہ 139 ہجری سال (آٹھویں صدی) کے وقت کے معلوم ہوتے ہیں۔ اس تاریخ کا پتہ اگاتی میں حال ہی میں تلاش کئے گئے مقبروں کے پتھروں پر کندہ تاریخوں سے چلتا ہے۔ یہ بات مقامی روایات سے ثابت ہوتی ہے کہ اس جزیرے میں عرب صوفی عبیداللہ 41 ہجری میں اسلام لے کر آئے۔

شاید سولہویں صدی میں ان جزائر میں بسنے والے افراد کو پرتگالیوں کے قبضے میں جانے سے بچنے کے لئے چرکال کے راجا کی مدد لینی پڑی۔ اس سے وہ یہاں اپنا رسوخ قائم کر سکا اور بعد میں ان جزائر کو کنانور میں موپلا قوم کے سربراہ علی راجا کو جاگیر کے طور پر دے دیا۔ ارکل حکومت اچھی نہیں رہی اور 1787 میں ٹیپو سلطان نے ان جزائر پر قبضہ کرنے کی شمال کے جزیروں کے باشندوں کی درخواست منظور کر لی۔ ٹیپو سلطان کے زوال کے بعد یہ جزیرے ایسٹ انڈیا کمپنی کے اختیار میں دے دئے گئے لیکن ان پر کنانور کے حکمراں اس وقت تک حکومت کرتے رہے، جب تک کہ آخر کار بیسویں صدی کے آغاز میں انگریزوں نے ان پر قبضہ نہیں کر لیا۔ 1956 میں ان جزائر کو ملا کر مرکز کی نگرانی والا رقبہ بنا دیا اور تب سے اس کی حکومت مرکزی سرکار کے منتخب حاکم کے ذریعے چل رہی ہے۔ 1973 میں لنکا جزیرہ، مینیکائے، اور امین جزائر کا نام لکشن دیپ کر دیا گیا۔

لکش دیپ، مونگے کے جزائر کا ایک گروپ ہے جس میں 12 مرجان کا جزیرہ تین سمندر میں سطح کے برابر اونچی چٹانیں اور غرقاب ریتیلے ساحل شامل ہیں۔ یہاں کے مجموعی 36 جزائر میں سے صرف 10 میں آبادی ہے۔ یہ جزیرے شمالی طول البلد میں °8 اور '3°12 پر اور مشرق میں °71 اور °74 ارض البلد پر کیرل کے ساحل سے تقریباً 280 سے 480 کلومیٹر دور بحیرہ عرب میں

پھیلے ہوئے ہیں۔

زراعت

اس علاقے کی واحد اہم فصل ناریل ہے۔اس کی پیداوار ہر سال 2.77 کروڑ ناریل ہے۔ یہ 27.50 مربع کلومیٹر میں پیدا کیا جاتا ہے۔

ماہی گیری

یہاں کا اہم پیشہ ماہی گیری ہے۔اس علاقے کے چاروں طرف کے سمندر میں بہت زیادہ مچھلیاں ہیں۔لکش دیپ میں فی کس مچھلی کی دستیابی ملک میں سب سے زیادہ ہے۔

صنعت

ناریل کے ریشے اور اس سے بننے والی اشیاء یہاں کی اہم پیداوار ہیں۔سرکاری علاقے کے تحت ناریل کے ریشوں کی سات فیکٹریاں، ریشہ کی پیداوار اور نمائش کے پانچ مراکز اور ایک ریشہ بننے والی اکائی ہے۔ان اکائیوں میں ناریل ریشوں اور سُتلی کی پیداوار ہوتی ہے۔اس کے علاوہ ناریل کے ریشے سے بنی چٹائیوں اور دریوں وغیرہ کی بھی پیداوار ہوئی۔مختلف جزائر میں نجی سیکٹروں میں بھی کئی اکائیاں کام کر رہی ہیں۔

ٹرانسپورٹ

ان جزائر سے کوچین اور بیپور بندرگاہ تک مسافروں کو لانے اور لے جانے کے لئے ایم وی ٹیپو سلطان، ایم وی بھارت سیما اور ایم وی دیپ سیت نام کے مسافر جہاز ہیں اور مال ڈھونے کے لئے ایم۔عبیداللہ، ایم۔وی تھنا کارا، ایم۔وی۔ چتریم اور ایم۔وی۔لکش دیپ نام کے مال بردار جہاز ہیں۔جو اس جزیرے کو اہم جگہوں سے جوڑتے ہیں۔60 میٹرک ٹن کا تیل بردار ایم وی سیبلی یہاں کے چھوٹے جہازوں اور موٹر کشتیوں وغیرہ کو ایندھن فراہم کرتا ہے۔خدیجہ بیوی اور حمیدہ بی جہاز سینی کائے کے علاوہ دوسرے جزیروں کو آپس میں جوڑتا ہے۔اس کے علاوہ ایک جزیرے سے دوسرے جزیرے اور اہم جگہ سے جوڑنے کے لئے ہیلی کاپٹر کی خدمات بھی موجود ہیں۔کوچین سے اگتی کے لئے روزانہ اور گوا کے لئے ہفتے میں دو دن انڈین ایئر لائنس کی فضائی خدمات بھی ہیں۔

سیاحتی مقامات

سیاحت، ایک اہم صنعت کے طور پر ترقی حاصل کر رہا ہے۔اہم سیاحتی مقامات ہیں۔ اُگتی، امینی، بنگارام، بترا، چیری یام، گذمت، کاورتی، منی کوئے سیبلی وغیرہ۔

حکومت

ایڈمنسٹریٹر: چمن لعل

لکش دیپ کیرالہ ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔

پانڈچیری

رقبہ: 480 مربع کلومیٹر	آبادی:	9,73,929	
راجدھانی: پانڈیچری	اہم زبانیں:	تمل تیلگو، ملیالم، فرانسیسی، اور انگریزی	

تاریخ اور جغرافیہ

پانڈی چیری کے علاقے میں پانڈی چیری، کرائکل، ماہے اور ینام علاقے شامل ہیں جہاں پہلے فرانسیسیوں کی حکومت تھی۔ پانڈی چیری اس علاقے کی راجدھانی ہے جو کبھی بھارت میں فرانسیسیوں کا صدر مقام ہوا کرتا تھا۔ یہ 138 سالوں تک فرانسیسیوں کی حکومت میں تھا، یکم نومبر 1954 کو اسے ہندوستان میں شامل کرلیا گیا۔ اس کے مشرق میں بنگال کی کھاڑی اور بقیہ تین طرف تمل ناڈو کا جنوبی آرکاٹ ضلع ہے۔ پانڈی چیری سے تقریباً 150 کلومیٹر دور جنوب میں مشرقی ساحل پر کرائکل ہے جبکہ "ماہے" مغرب میں مالابار ساحل پر واقع ہے۔ یہاں پر کالی کٹ ہوائی اڈے سے پہونچا جا سکتا ہے جو ماہے سے 70 کلومیٹر دور ہے۔ "ینام" آندھرا پردیش کے مشرقی گوداوری ضلع سے متصل ہے اور وشاکھاپٹنم سے 200 کلومیٹر کی دوری پر ہے۔

زراعت

یہاں کے 45 فیصد عوام زراعت اور اس سے متعلق پیشوں میں لگے ہوئے ہیں اور اس علاقے کی 90 فیصد زراعتی زمین پر آبپاشی کی سہولتیں موجود ہیں۔

دھان یہاں کی اہم فصل ہے۔ جوار، باجرہ، کپاس گنا، مونگ پھلی اور دالیں یہاں کی اہم نقدی فصلیں ہیں۔ 2000-2001 میں 27,972 ہیکٹر زمین پر دھان کی کھیتی ہوئی۔

صنعت

31 مارچ 2001 تک 77,341 افراد کو صنعتی سیکٹروں میں روزگار ملا ہوا تھا۔ ان صنعتوں میں 14.29 ارب روپے کا سرمایہ لگا ہوا تھا۔ مئی 2001 تک مندرج صنعتی اکائیوں کی تعداد 6,634 تھی۔ ان صنعتی اکائیوں سے 9,141.34 کروڑ روپے قیمت کی پیداوار ہوئی۔ صنعتوں میں کپڑا، کمپیوٹر اور اس کے لوازمات، UPS اور دیگر الکٹرانک اشیاء، چینی، سوتی دھاگا، کاغذ، اسپرٹ اور بیئر، پوٹاشیم کلوریٹ، چاول کی بھوسی کا تیل، موٹر گاڑیوں کے حصے پرزے، صابن، امینوایسڈ، ڈسپوزیبل سرنج، روفنگ شیٹ، نائلون مونو فیلامنٹ، سخت گلیٹن کیپسول، واشنگ مشین، چمڑے کے جوتے۔ کاسٹک سوڈا، ایل پی جی سلینڈر، آکسیجن اور اسٹیلین گیس، صنعتی تیزاب، کمپیوٹر مانیٹر، اورکی بورڈ، اسٹارٹر، بجلی کی موٹر وغیرہ جیسی چیزیں تیار کی جاتی ہیں۔ 1999-2000 کے دوران ان صنعتی اکائیوں سے تیار کیے گئے ماحصل کی برآمداتی قیمت 307.31 کروڑ روپے تھی۔

آبپاشی اور بجلی

پانڈیچری میں آبپاشی زیادہ تر تالابوں اور پمپوں سے ہوتی ہے۔ یہاں 6,456 ہیکٹر صلاحیت والے 84 تالاب ہیں جن میں دو (آؤسیٹری اور باہور) نسبتاً زیادہ بڑے ہیں۔ پمپوں سے آبپاشی کا انتظام نجی علاقوں میں ہے۔ اس کے علاوہ 84 سطح زمین ذخیرہ کرنے والے آبپاشی ٹینک بھی ہیں۔ جنکا کمان ایریا 6,795 ہیکٹر ہے اور پانی جمع کرنے کی صلاحیت 464 لاکھ مکعب میٹر ہے۔ فصل تیاری کے لیے سطح آب آبپاشی کے لیے 140 چھوٹے تالاب ہیں۔ نل کوپ 60 کی ابتدائی دہائی میں 1,000

سے 7,000 ہو گئے ہیں۔ اس طرح اب 90 فی صد کھیتی کے قابل علاقوں میں آبپاشی کی جاتی ہے۔ سال 2001-2000 کے دوران 13 ٹینکوں کی مرمت کر کے انھیں شروع کرنے کے لیے چنا گیا اور کمیونٹی کے تنظیمی کام کے ذریعے 12 ٹینکوں کی مرمت کر دی گئی۔

اس وقت مرکز کے زیر انتظام علاقے پانڈیچری کے پاس بجلی پیدا کرنے کے لئے اپنا کوئی بجلی گھر نہیں ہے۔ بجلی کی ضرورت مرکزی سرکار کے بجلی گھروں اور پڑوسی ریاستوں کے بجلی بورڈوں سے بجلی خرید کر پوری کی جاتی ہے۔ پھر بھی بجلی کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے لئے کرائکل میں 32.5 میگاواٹ کی صلاحیت کا ایک گیس سے چلنے والا بجلی پلانٹ جنوری 2000 سے شروع ہو گیا ہے۔ گیس سے چلنے والے بجلی گھر کے سب اسٹیشن 110/111 کے۔وی 16 جولائی 1997 سے شروع ہو گیا ہے۔ ایک kv 110/22 سب اسٹیشن تھیٹم پٹم میں 24 جنوری 2001 کو شروع کیا گیا۔ نیویلی سے باہور تک ایک kv 230 لائن جو 2001 میں شروع کی گئی۔ یہ لائن kv 230/110 باہور آ ٹو سب اسٹیشن کی فراہمی کے دوسرے وسائل کے طور پر کام کرے گی۔

ٹرانسپورٹ

سڑکیں

ریاست میں سرکاری تعمیر کے محکمے کی سڑکوں کی مجموعی لمبائی 2,292 کلومیٹر ہے۔ اس میں 1,977 کلومیٹر قومی اور 315 کلومیٹر شہری سڑکیں شامل ہیں۔ سبھی گاؤں پکی سڑکوں سے جڑے ہوئے ہیں۔

ریلوے

پانڈیچیری میٹر گیج ریل لائن سے چنئی سے جڑا ہے۔ بڑی ریل لائن کا قریبی اسٹیشن ولوپورم جنکشن ہے جو یہاں سے 40 کلومیٹر دور ہے۔

فضائی خدمات

قریبی ہوائی اڈہ چنئی پانڈیچری سے 160 کلومیٹر کی دوری پر ہے۔

سیاحتی مقامات

کسی زمانے میں بھارت میں فرانسیسی بھارت کی راجدھانی رہنے کی وجہ سے پانڈیچری میں اس زمانے کی کئی یادیں موجود ہیں۔ یہاں کے منظم اور منصوبہ بند شہروں، صاف ستھری سڑکوں، وسیع اور شاندار سمندری ساحلوں، چرچوں، عمارتوں، گاندھی اسکوائر اور جون آف آرک اور جوسیف فرینکوئس کے بتوں وغیرہ میں فرانسیسی اثرات کی جھلک نظر آتی ہے۔ پانڈیچری کرائکل، ینام اور ماہے انڈین یونین میں 1954 میں شامل ہوئے تھے۔ اس کے اہم سیاحتی مقامات جنگ میموریل، فرنچ باؤل وار ٹاؤن شری اروند آشرم، اور رووے لے میوزیم، بوٹینیکل گارڈن، چنم بریسارٹ کچھ دیگر سیاحوں کی دلچسپی کے مقامات ہیں۔

حکومت

گورنر:	ڈاکٹر محترمہ رجنی رائے	اسپیکر:	ڈی۔رام چندرن	پانڈیچری مدراس ہائی کورٹ کے	
وزیر اعلیٰ:	این رنگاسوامی	چیف سکریٹری:	ٹی ٹی جوزف:	دائرہ اختیار میں آتا ہے۔	

ضلعوں کے رقبے آبادی اور صدر مقام

نمبر شمار	ضلع	رقبہ مربع کلو میٹر میں	آبادی	صدر مقام
1-	پانڈیچری	290	7,35,004	پانڈیچری
2-	کرائکل	161	1,70,640	کرائکل
3-	ماہے	9	36,823	ماہے
4-	ینام	20	31,362	ینام

30 ۔خاص قومی واقعات

(اکتوبر 2000 سے ستمبر 2001 تک)

اکتوبر

3۔ روس کے صدر والا دیمیر پوتین اور وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی نے نئی دہلی میں ایک معاہدے پر دستخط کیے۔

4۔ ہندوستان اور روس نے انفارمیشن ٹکنالوجی سکٹر میں تعاون کے اہم شعبوں کی نشاندہی کی اور فوجی تکنیکی تعاون پر بین وزارتی کمیشن قائم کرنے کے لیے معاہدے اور ۳ دفاعی معاہدوں پر دستخط کیے۔

7۔ تملناڈو کی سابق وزیر اعلیٰ جے للیتا اور ان کی دوست ششی کلا کو تانسی زمین کے سودے کے دو معاملوں میں خصوصی عدالت نے اور دو سال تین ماہ کی سخت سزا سنائیں۔

۔ ممبئی اور دہلی میں دسمبر 2000 سے MTNL کی موبائل خدمات دستیاب۔

15۔ ہندوستان کے لینڈر پیس اور مہیش بھوپتی نے جاپان اوپن ٹینس ٹورنامنٹ کے مردوں کے ڈبلس کا خطاب جیت لیا۔

16۔ پاکستان کے فوجی حکمراں جنرل پرویز مشرف نے ایک ٹیلی ویژن پروگرام میں کہا کہ اگر ان کے ملک کی سلامتی کو خطرہ درپیش ہوا تو ان کا ملک ہندوستان کے خلاف نیوکلیر بم کا استعمال کر سکتا ہے۔

18۔ سپریم کورٹ نے نرمدا ندی پر سردار سرور باندھ کی تعمیر کی منظوری دی۔

۔ حکومت نے ٹیلی فون رجسٹریشن فیس کم کر کے شہری علاقوں کے لیے دو ہزار اور دیہی علاقوں کے لیے 500 روپے کیا۔

۔ مرکز نے ہندوستانی صنعتی ترقیاتی بنک ایکٹ 1964 کے تحت تفریح سکٹر بشمول فلم کو صنعت کا درجہ دینے کے لیے اعلانیہ جاری کیا۔

۔ سائبر کے قوائد اور ضوابط کے لیے حکومت نے پینل کی تشکیل کی۔

19۔ ہندوستان اور آسٹریلیا نے انفارمیشن ٹکنالوجی میں تعاون کی ایک یادداشت (Mou) پر دستخط کیے۔

۔ ہندوستان کے تیسرے ٹیکنیشین ایجوکیشن پراجکٹ اور گجرات ریاستی ہائی وے پراجیکٹ کے لیے IDA (عالمی

ترقیاتی ایجنسی) سے 44 کروڑ 60 لاکھ ڈالر کا قرض حاصل ہوا۔

20۔ صدر کے۔آر۔نرائنن نے نمایاں اور قابل ذکر خدمات کے لیے مسلح افواج کے 21 جوانوں اور 33 سینئر افسروں کو بہادری ایوارڈ کے میڈل پیش کیے۔

23۔ انشورنس ریگولیٹری اینڈ ڈویلپمینٹ اتھارٹی نے جوائنٹ وینچرس کو 6 لائسنس جاری کیے جن میں 26 فی صدی تک بیرونی حصہ پونجی کا اہتمام کیا گیا ہے۔

24۔ بی۔جے۔پی لیڈر منوہر پاریکر گوا کے نئے وزیر اعلیٰ بنے۔

- ہندوستان کو سنگاپور سے جوڑنے کے لیے سمندر کے اندر 65 کروڑ ڈالر کے کیبل نٹ ورک بچھائے جائیں گے۔

- سیتارام کیسری 84 سال کی عمر میں نئی دہلی میں انتقال کر گئے۔

28۔ مغربی بنگال کے وزیر اعلیٰ جیوتی بسو نے رسمی طور پر اپنا استعفیٰ گورنر کو سونپ دیا۔

- راج ناتھ سنگھ اتر پردیش کے 29 ویں وزیر اعلیٰ ہوئے۔

30- CBI نے میچ فکسنگ کے بارے میں رپورٹ وزیر برائے کھیل کو سونپی۔ بہار کے سابق پولیس ڈائرکٹر جنرل دنیش نندن سہائے کو چھتیس گڈھ اکالی دل کے لیڈر سرجیت سنگھ برنالہ کو اترانچل کا اور کیبنٹ سکریٹری پربھات کمار کو جھارکھنڈ کا گورنر بنایا گیا۔

31- ہندستان کی 26 ویں ریاست جھارکھنڈ وجود میں آئی۔ اجیت جوگی ریاست کے پہلے وزیر اعلیٰ بنے۔

نومبر

2- مرکزی کیبنٹ نے 49 فی صد غیر ملکی پونجی سرمایہ کی حد کے ساتھ ڈائرکٹ ٹو ہوم (DTH) خدمات کو منظوری دی۔

3- ہندستان کے کرکٹ کنٹرول بورڈ نے پانچ کھلاڑیوں محمد اظہرالدین، اجے جڈیجہ، نین مونگیا، اجے شرما اور منوج پربھاکر کو 15 دنوں کے لیے معطل کیا۔

- سورج بھان کو ہماچل پردیش اور وشنو کانت شاستری کو اتر پردیش کا گورنر بنایا گیا۔

- مسلح افواج کے 50 جوانوں کو غیر معمولی بہادری کے لیے نئی دہلی میں اعزاز پیش کیا گیا۔

5- غیر متوقع رکاوٹ کی وجہ سے کثیر المقاصد سٹیلائٹ انسیٹ 2B کو چھوڑے جانے کا آپریشن نہیں ہوسکا۔

7- سبز انقلاب کے تخلیق کار اور بھارت رتن، سی۔سبرامنیم کا 90 سال کی عمر میں چنئی میں انتقال ہوگیا۔

9- ہندستان کی 27 ویں ریاست اترانچل وجود میں آئی۔ بی جے پی لیڈر نتیانند سوامی وزیر اعلیٰ بنے۔

14- ہندستان کی 28 ویں ریاست جھارکھنڈ وجود میں آئی۔

- ہندستان اور چین نے پہلی بار بیجنگ میں متنازعہ سرحد کے مڈل سیکٹر کے بارے میں نقشوں کا لین دین کیا۔

-15 کنڑ فلم اسٹار ڈاکٹر راج کمار جنگل کے ڈکیت ویرپن کی حراست میں 107 دنوں تک رہنے کے بعد رہا کر دیئے گئے۔

- سونیا گاندھی کانگریس پارٹی کی صدر منتخب ہوئیں۔

-16 مرکزی کیبنٹ نے قومیائے گئے بنکوں میں سرکاری حصہ داری 51 فی صد سے گھٹا کر 33 فی صد کرنے کی تجویز کو منظوری دی۔

-17 حکومت نے پرنٹ میڈیا سیکٹر میں راست بیرون ملکی سرمایہ کاری کو منظوری نہ دینے کا فیصلہ کیا۔

-18 ڈس انوسمنٹ سے متعلق کیبنٹ کمیٹی نے مارو تی اودیوگ لمیٹیڈ سے اپنی حصہ پونجی نکالنے کا فیصلہ کیا۔ کمیٹی نے انڈین پٹرو کیمیکلس کارپوریشن کے وڈودرہ پلانٹ انڈین آئیل کارپوریشن کو فروخت کرنے کی تجویز کو منظوری فراہم کی۔

- انٹیل کارپوریشن نے دنیا کا سب سے تیز مائیکرو پروسیسر پنٹیم۔IV جاری کیا۔

-19 حکومت نے رمضان کے مہینے کے دوران جموں وکشمیر میں جنگ بندی کا اعلان کیا۔

-20 ہندستان نے 3 لاکھ ٹن سے زیادہ گیہوں عراق کو برآمد کیا۔

- راست غیر ملکی سرمایہ کاری (FDI) کو بھروسہ مند فہرست میں ہندستان کو 11 واں مقام حاصل ہوا ہے۔

-21 پرسار بھارتی نے 26 رجنوری 2001 سے دس نئے FM چینل شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔

-25 ہندستان اور مصر نے آپسی سرمایہ کاری بڑھانے کے دس سال کے معاہدے پر دستخط کیے۔

-26 نیو جل پائی گوڑی کو دارجلنگ سے جوڑنے والے 120 سال پرانے دارجلنگ ہمالیائی ریلوے کو لڈ ہیریٹج مقام کے طور پر عوام کو پیش۔

-27 کارپوریٹ گورننس میں شیئر ہولڈروں کی زیادہ حصہ داری اور کمپنیوں کے کام کاج میں کھلا پن لانے سے متعلق بل لوک سبھا میں پاس ہوا۔

-29 نیلسن منڈیلا اور بنگلہ دیش کے گرامین بینک کو مشترکہ طور پر سال 2000 کے لیے بین الاقوامی گاندھی شانتی انعام دیا جائے گا۔

ہندستان اور عراق تیل کے بدلے گیہوں دینے کے سودے کے بارے میں متفق ہوئے۔

-30 پارلیمنٹ نے جائز پاسپورٹ کے بغیر ملک میں کسی مسافر کو لانے والوں پر ایک لاکھ روپے کا جرمانہ لگانے سے متعلق بل کو منظوری فراہم کردی ہے۔

دسمبر

-1 پرینکا چوپڑا مس ورلڈ بنیں۔

-5 ہندستانی کرکٹ کنٹرول بورڈ نے محمد اظہر الدین اور اجے شرما پر تاحیات پابندی لگادی۔ اجے جڈیجہ، منوج پربھاکر اور علی ایرانی پر بھی پانچ سال کے لیے پابندی لگائی گئی جب کہ نین مونگیا اور دہلی کے رام ادھار کو میچ فکسنگ کے الزام سے بری کردیا گیا۔

-6 جسٹس اشوک ابھیندر رویسائی نے اترانچل ہائی کورٹ کے پہلے چیف جسٹس کی حیثیت سے حلف لیا۔

- سوشل ورکر بابا آمٹے کو سماجی تبدیلی کے لیے ڈاکٹر امبیڈکر بین الاقوامی ایوارڈ۔

-9 مرکز نے یکم جنوری 2001 سے پولیس اسٹیشنوں، ڈاک گھروں اور بنک کی شاخوں کو پاسپورٹ کلیرنس سنٹر کے طور پر کام کرنے کے سلسلہ میں فیصلہ کیا۔

- ہندستان نے رمضان کے دوران جنگ بندی اور خیر سگالی کا اظہار کرتے ہوئے 48 پاکستانی ماہی گیروں کو رہا کردیا۔

- 40 FM چینلوں کے لیے نجی نشر کرنے والوں کو لائسنس دیے جائیں گے۔

- اقوام متحدہ منظوری کمیٹی نے ہندستان اور عراق کے درمیان تیل کے بدلے اناج سودے کی منظوری دی۔

-11 جسٹس ستیہ برت سنہا نے آندھرا پردیش ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے عہدے کا حلف لیا۔

-12 کرناٹک کے سابق وزیر اعلی جے۔ایچ۔پٹیل کا بنگلور میں انتقال۔ وہ 71 سال کے تھے۔

-17 حریت کانفرنس نے وزیر اعظم کے ذریعہ جنگ بندی کے اعلان کا خیر مقدم کیا اور مرکز کے ساتھ بات چیت کی تجویز پیش کی۔

- مرکز نے دہلی حکومت کو ہدایت دی کی ماسٹر پلان میں ایف گروپ کے تحت آنے والی ایسی صنعتوں کو بند کردے، جو آلودگی پھیلا رہی ہیں۔

-20 مرکزی کیبنٹ نے سول ضابطہ قانون (ترمیم) بل 2000 کو لوک سبھا میں پیش کرنے کی منظوری دی۔

-23 مرکز نے کلکتہ کا نام ''کولکاتہ'' کرنے کے مغربی بنگال حکومت کی تجویز کو منظوری دی۔

-24 وشوناتھن آنند نئے عالمی شطرنج چمپئن بنے۔ انھوں نے اسپین کے الکسی شیروف کو ہرایا۔

-26 چین سے درآمد کیے جانے والے کیمیکلس سے بننے والی دوا پر سرکار نے انٹی ڈمپنگ محصول لگایا۔

-28 ہندستان اور روس نے ہندستان ایروناٹکس لمیٹڈ کے ذریعہ کثیر المقاصد 140 سکھوئی، 30 ایم کے آئی ملٹی رول جیٹ کی پیداوار سے متعلق دفاعی سودے پر دستخط کیے۔

-29 سال 1971 میں سری نگر سے جموں جا رہی انڈین ایرلائنس کی فلائٹ کا اغوا کرنے والے ہاشم قریشی نے نئی دہلی میں سپردگی کی۔

جنوری 2001

-1 ہندستان اور پاکستان نے 1988 میں کیے گئے معاہدے کے تحت ایٹمی تنصیبات اور سہولیات سے متعلق دستاویزوں کا لین دین کیا۔

-2 حکومت نے ٹربو۔ پروپ ایرکرافٹ کے لیے ایرٹربائین فیول پر یکساں سیلز ٹیکس لگانے اور مرکزی سیلز ٹیکس ایکٹ 1956 میں ترمیم کر کے 4 فی صد اسپیج آئرن بڑھانے کی تجویز کو منظوری فراہم کی۔

- ودیش سنچار نگم لمیٹڈ نے انٹرنیٹ ایکس شرح کو 50 فی صد کم کیا۔

-3 ریزرو بینک آف انڈیا نے غیر بنکنگ مالیاتی کمپنیوں کو بنکنگ سیکٹر میں داخلے سمیت نئے نجی بنکوں کے لیے ضوابط و قواعد میں ترمیم کی۔

-4 ہندستان ہی میں تیار ہلکے لڑاکو ایرکرافٹ (LCA) نے بنگلور میں پہلی تاریخی پرواز کی۔

-5 بنا پائلٹ کے ہدف ایرکرافٹ ''لکشیہ'' کو کامیابی کے ساتھ ہندستانی فضائیہ (IAF) میں شامل کیا گیا۔

-9 ہندوستان ''ہوچی من'' شہر میں واقع ویتنام فارماسیوٹکل اکائی میں ایک کروڑ ڈالر کی سرمایہ کاری کرے گا۔

-17 اگنی-I کی دوسری بار اڑیسہ میں موبائل لانچر سے کامیابی کے ساتھ جانچ کی گئی۔

-18 وزیر برائے فروغ انسانی وسائل کی صدارت میں انفارمیشن ٹکنالوجی کے میدان میں فروغ انسانی وسائل سے متعلق ٹاسک فورس نے اپنی رپورٹ وزیراعظم کو پیش کی۔

-21 ہندستان اور پاکستان نے مزید 3 سالوں تک سمجھوتا ایکسپریس چلانے پر رضا مندی فراہم کی۔

- ہندستانی نشانے باز ابھینو بندرا نے لکوم برگ اوپن نیشنل چمپئن شپ میں عالمی ریکارڈ بنایا۔

-22 گائیڈڈ میزائل ڈسٹرایر INS ممبئی اور گائیڈ میزائل کارویٹ INS کرچ کو ہندستانی بحریہ میں شامل کیا گیا۔

-24 مہا کنبھ سال میں مونی اماوسیا کے موقع پر گنگا، جمنا اور سرسوتی کے ''سنگم'' میں دو کروڑ سے زیادہ لوگوں نے ڈبکی لگائی۔

-25 لتا منگیشکر اور استاد بسم اللہ خاں کو بھارت رتن ایوارڈ کے لیے چنا گیا۔

- انفارمیشن ٹکنالوجی کی وزارت نے کمپیوٹر میں استعمال کے لیے دنیا کی سبھی زبانوں کی رسم الخط کو ظاہر کرنے والی معیاری لوکل لینگویج سپورٹ کو منظور کیا۔

-26 آزاد ہندستان کے سب سے زیادہ تباہ کن زلزلے میں گجرات کے کچھ حصوں میں کم سے کم 1500 لوگ مارے گئے۔

- ہندستان نے آزادی کی 52ویں سالگرہ منائی۔
- 138 جنگجوؤں نے گوہاٹی میں ہتھیار ڈالے۔

27- حکومت نے بین الاقوامی راحت کام کرنے والی ٹیموں کو گجرات میں راحت کاموں میں شامل ہونے کی اجازت دی۔

- حکومت نے راحت اور باز آبادکاری کاموں کے لیے دیے جانے والے سامان یا نقد رقم کی خیرات کے ذریعہ خریدے گئے سامان کو ایکسائز اور کسٹم محصولات سے مکمل طور پر رعایت دینے کا اعلان کیا۔

28- گجرات زلزلے سے مرنے والوں کی تعداد بڑھ کر بیس ہزار سے زیادہ ہوئی۔

29- وزیراعظم اٹل بہاری باجپئی نے گجرات کے لیے 5 ارب روپے کے ابتدائی راحت پیکیج دیے جانے کا اعلان کیا۔

30- ایشیائی ترقیاتی بنک نے گجرات زلزلے کے مدنظر باز آبادکاری اور تعمیری کام کے لیے 35 کروڑ ڈالر کے قرض کا اعلان کیا۔

31- ہندوستان کے بنا پائلیٹ ایریل گاڑی نشانت کی بنگلور میں کامیاب اڑان جانچ۔

فروری

1- مرکز نے گجرات زلزلے سے متاثر لوگوں کی راحت اور باز آبادکاری کے لیے اضافی وسائل مہیا کرانے کے لیے، 60 ہزار روپے سے زیادہ سالانہ آمدنی والے سبھی انکم ٹیکس دینے والوں پر 2 فی صدی کا اضافی محصول لگانے کا اعلان کیا۔

- حکومت نے پارلیمنٹ مقامی علاقہ ترقیاتی اسکیم کے رہنما اصولوں میں ترمیم کی تاکہ پارلیمنٹ دو کروڑ روپے اپنی سالانہ فنڈ رقم پوری یا جزوی طور پر زلزلے سے متاثر گجرات میں تعمیری کاموں کے لیے دے سکے۔

2- وزیراعظم اٹل بہاری باجپئی اور پاکستان کے چیف ایگزیکیٹو جنرل پرویز مشرف نے پہلی بار فون پر بات چیت کی۔

- دھن باد میں ۴۸ کان کن کانوں میں پھنسے۔

- امریکی ایگزم بنک (برآمد۔درآمد بنک) نے ہندوستانی صنعتی ترقیاتی بنک کو 30 کروڑ کی سہولت دینے کی منظور فراہم کی تاکہ ہندوستانی کمپنیاں امریکا سے برآمد کر سکیں۔

6- مرکزی کیبنٹ نے ایک نئے قانون کو منظوری دی ہے، جس کے تحت تمباکو کے سبھی طرح کے اشتہار، عوامی مقامات پر سگریٹ نوشی یا 18 سال سے کم عمر کے نوجوانوں کو تمباکو مصنوعات کو فروخت کرنے پر پابندی لگ سکے گی۔

8- مردم شماری ۲۰۰۱ شروع۔

- ہندوستان کی تمباکو کمپنیوں نے ملک میں تمباکو کے اشتہارات پر پابندی لگانے کے مرکزی کیبنٹ کے فیصلے کے

بعد سبھی طرح کے کھیلوں کی اسپانسر شپ سے اپنے آپ کو الگ کرلیا۔

-9 ہندوستان نے 160 پاکستانی ماہی گیروں کو رہا کیا۔

-10 ہندستان 7 براک شپ پر مبنی اینٹی میزائل نظام کی خریداری کے لیے اسرائیل سے ایک دفاعی معاہدے پر دستخط کیا۔

- ہندوستان اور روس نے سکھالیسن۔ انزوساحل تیل پراجکٹ میں شراکت کے معاہدے پر دستخط کیے۔

-12 ودیش سنچار نگم لمٹیڈ نے کیرل، کوچی میں جنوبی افریقی دور مشرق سمندر کے اندر کیبل بچھانے کے کام کی شروعات کی۔

-13 منی پور کے وزیر اعلیٰ واہنگ بم نیپامچہ سنگھ نے استعفیٰ دیا۔

- مرکز نے ''F'' چینل پر پابندی لگانے کا فیصلہ کیا۔

- ڈس انوسٹمنٹ سے متعلق کیبنٹ کمیٹی نے ماروتی اد یوگ لمٹیڈ میں سرکاری حصہ پونجی نکالنے کے سلسلے کا رسمی طور پر فیصلہ کیا۔

- ہندوستان میانمار سڑک راستہ کھلا۔

-15 سمتا پارٹی کے لیڈر رادھا نود کومیزم نے منی پور کے وزیر اعلیٰ کے عہدے کا حلف لیا۔

- ہندوستان اور روس نے T-905 خاص لڑاکو ٹینک کے بارے میں تین معاہدوں پر دستخط کیے۔

-16 ہندوستانی ریزرو بنک نے بنک شرح اور نقد ریزرو تناسب (CRR) میں ½ فی صد کی کٹوتی کی۔

-17 حکومت نے وائس میل اور آڈیو ٹیکس خدمات میں صد فی صد راست غیر ملکی سرمایہ کاری (FDI) کی اجازت دی۔

-18 وزارت مالیات نے یوروپی یونین کے ملکوں سے سبھی طرح کی انیلین کی برآمد پر عبوری اینٹی۔ ڈمپنگ محصول لگایا۔

-20 ہندوستانی کمیونسٹ پارٹی کے بزرگ رہنما اور سب سے لمبی مدت تک پارلیمنٹ کے ممبر رہے اندرجیت گپتا کا کولکاتہ میں انتقال۔

-21 ملینیم کے پہلے مہا کمبھ کے موقع پر مہا شوراتری کے موقع پر سنگم میں تقریباً 25 لاکھ عقیدت مندوں نے ڈبکی لگائی۔

- حکومت نے بھارت المونیم کمپنی لمٹیڈ کی 51 فی صد حصہ پونجی اسٹرلائٹ انڈسٹریز کو 5515 کروڑ روپے میں فروخت کرنے کا فیصلہ کیا۔

-23 سال 2001-2000 کا اقتصادی سروے پارلیمنٹ میں پیش، اس میں عوامی سکٹر کی مکمل نج کاری، چھوٹی بچت، پنشن اور پروڈیڈینٹ فنڈوں پر دیے جانے والے سود میں کمی کے ساتھ ساتھ متعدد اصلاحات پیش کی گئیں۔

-26 مرکزی وزیر ریلوے نے پارلیمنٹ میں ریل بجٹ پیش کیا، اس میں مسافر کرایہ ضروری اشیا، پارسل، سامان اور

یوریا کی ڈھلائی پر کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔

-28 مرکزی وزیر مالیات نے پارلیمنٹ میں بجٹ پیش کیا۔ بجٹ کی اہم باتوں میں شامل ہے۔ ترقیاتی شرح 7 فی صد کرنا، مالی خسارہ 4.7 فی صد تک لانا، افراط زر سطح 8 فی صد سے نیچے لانا، غیر ملکی ٹیلی ویژن چینلوں پر ٹیکس لگانے اور اگلے 5 سالوں میں سرکاری نوکریوں میں 10 فی صد کی کمی کرنے کی تجویز شامل ہے۔

مارچ

-1 ہندوستان کی مردم شماری 2001 مکمل ہوئی، جو کہ دنیا کی سب سے بڑی انتظامی سرگرمی تھی۔

ہندوستانی ریزرو بنک نے بنک شرح 7.5 فی صد سے کم کر کے 7 فی صد کیا۔

-2 ہندوستان نے سوتی بیڈلینین کی برآمد پر یوروپی یونین کے ذریعہ اینٹی ڈمپنگ محصول لگانے کے خلاف معاملہ پر عالمی تجارتی تنظیم میں جیت حاصل کی۔

- اڑیسہ میں چاندی پور عارضی جانچ مرکز سے ملک میں ہی بنا ہوا کثیرالہداف زمین سے ہوا میں مار کرنے والا میزائیل آکاش کی کامیابی کے ساتھ جانچ کی تکمیل کی۔

-3 حکومت نے وسطی دوری تک مار کر سکنے والی میزائیل اگنی۔II کو فوج میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا۔

-11 کولکاتہ میں آسٹریلیا کے خلاف دوسرے ٹیسٹ میچ کے پہلے دن آف اسپنر ہربھجن سنگھ ہیٹ ٹرک لے کر ٹیسٹ میں ہیٹ ٹرک لینے والے پہلے ہندوستانی کھلاڑی بنے۔

- پی۔ گوپی چند نے آل انگلینڈ بیڈمنٹن چمپئن شپ کے مرد سنگلس میں چین کے، کے چین ہانگ کو ہرا کر خطاب حاصل کیا۔

-13 محترمہ چوکلا ایئر نے ہندستان کی پہلی خاتون خارجہ سکریٹری کے طور پر چارج لیا۔

- بی جے پی کے صدر بنگارو لکشمن نے تہلکہ ڈاٹ کام میں دکھائے گئے ٹیپ میں دفاعی سودہ میں رشوت لینے کے الزام کے بعد استعفیٰ دیا۔

-14 بی جے پی کے سینئر نائب صدر کے۔ جن کرشنا مورتی پارٹی کے کارگزار صدر بنے۔

- کولکاتہ میں آسٹریلیا کے خلاف دوسرے ٹسٹ میچ کی دوسری پاری میں 237 رن بنا کر وی۔ ایس۔ لکشمن کسی ایک پاری میں سب سے زیادہ رن بنانے والے ہندستانی کھلاڑی بنے۔

-15 وزیر دفاع جارج فرنانڈیز نے تہلکہ ڈاٹ کام میں دکھائے گئے دفاعی سودوں میں رشوت ستانی کے الزام کے بعد سرکار سے استعفیٰ دے دیا۔

- ریلوے وزیر ممتا بنرجی اپنے نائب اجیت پانجا کے ساتھ استعفیٰ دے دیا اور ساتھ ہی ساتھ NDA حکومت سے بھی حمایت واپس لے لی۔

16- صدر کے۔ آر۔ نارائنن نے جنوبی افریقہ کے سابق صدر نلسن منڈیلا کو گاندھی امن انعام سے نوازا۔

17- ملک میں ہی بنے لڑاکو جہاز INS تنجا ئنگ کو وشاکھاپٹنم میں فوج کے حوالے کیا گیا۔

18- وزیر خارجہ جسونت سنگھ کو نئے وزیر دفاع کے طور پر اضافی ذمہ داری سونپی گئی۔

19- گاندھی امن انعام 2000 حاصل کرنے والے نلسن منڈیلا نے ایک لاکھ 6 ہزار ڈالر سے زیادہ کی انعام رقم گجرات کے زلزلے سے متاثر لوگوں کے لیے عطا کی۔

20- مقبول گلوکارہ لتا منگیشکر کو ملک کے اعلیٰ ترین شہری ایوارڈ 'بھارت رتن' سے نوازا گیا۔

22- جیلوں میں پڑے تقریباً دو لاکھ زیر سماعت قیدیوں کی بھیڑ میں کمی لانے کے مقصد سے ایک اہم و قابل ذکر فیصلے میں سپریم کورٹ نے یہ اہتمام کیا ہے کہ اگر کسی ملزم کی عدالتی کارروائی پانچ سال سے زیادہ وقت تک جاری رہتی ہے تو انھیں جیل سے رہا کر دیا جانا چاہیے۔

23- حکومت نے ربی موسم کے لیے گیہوں کی کم سے کم تعاون قیمت 580 روپے فی کنٹل سے بڑھا کر 610 روپے فی کنٹل کر دیا۔

24- سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ جج جسٹس کے۔ وینکٹ سوامی دفاعی سودے میں تہلکہ ڈاٹ کام کے ذریعہ رشوت کے معاملے کو اجاگر کیے جانے کے امور کی جانچ کریں گے۔

26- یکم مارچ 2001 کو ہندستان کی آبادی ایک ارب بیس لاکھ سے زیادہ ہوگئی ہے۔

27- ستار کے استاد پنڈت روی شنکر کو موسیقی میں ان کے قابل ذکر اشتراک کے لیے برطانیہ کے 'نائٹ کمانڈر آف آرڈر' سے نوازا گیا ہے۔

29- حیاتیاتی وسائل پر کام کر رہے دہلی میں واقع ایک غیر سرکاری تنظیم جین کمپین کے ڈاکٹر سمن سہائے کو ڈچ ماحولیاتی ایوارڈ ملا، اور نایٹ آف دی آرڈر آف دی گولڈن آرٹ کے لیے مقرر کیا گیا۔

30- CBI نے 150 کروڑ روپے کے پے آرڈر گھوٹالے کے سلسلے میں مشہور شیر و لال کیتن پاریکھ کو گرفتار کیا۔

31- ہندستان کی وسطی دوری کی زمین سے زمین پر مار کرنے والی میزائل پرتھوی-II کا چاندی پور عبوری جانچ مرکز سے کامیابی کے ساتھ اڑان جانچ۔

سچن تندولکر یک روزہ میچ میں دس ہزار رن پورا کرنے والے پہلے بلے باز بنے۔

اپریل

3- امریکا کے سابق صدر بل کلنٹن ایک ہفتے کے ہند دورے پر نئی دہلی پہنچے۔

6- سابق نائب وزیر اعظم دیوی لعل کا دہلی میں انتقال۔

آسٹریلیا نے ہندستان کو یک روزہ کرکٹ سیریز میں تین۔ دو سے شکست دے کر سیریز جیت لی۔

-10 وزیراعظم نے تہران میں اہم شراکت واری کے تاریخی اعلان پر دستخط کیے۔

- سپریم کورٹ نے جمنا کو آلودگی سے پاک بنانے کے لیے حکومت دہلی کو 31/مارچ 2003 کی مدت مقرر کی۔

-13 دہلی میں 15 ویں دولت مشترکہ ٹیبل ٹینس چمپئین شپ سے پاکستان باہر ہوا۔

-17 مشہور گاندھی وادی اور تملناڈو اور مہاراشٹر کے سابق گورنر صادق علی کا دہلی میں انتقال۔

- بنگلہ دیش رائفل کے جوانوں نے میگھالیہ میں مشرقی جلس ڈسٹرکٹ کے وادی سیکٹر میں بارڈر سیکوریٹی فورس کے کیمپ پر حملہ کیا۔

-18 جیوسنکرونس سٹیلائٹ لانچ (GSLV) شری ہری کوٹا سے ایک سٹیلائٹ کامیابی کے ساتھ اس کے مدار میں منتقل کیا گیا۔

- بنگلہ دیش رائفلس نے آسام، میگھالیہ، بنگلہ دیش سرحد پر ایک گاؤں میں گھس کر اندھا دھند فائرنگ کی جس میں بارڈر سیکوریٹی فورس کے 16 جوان مارے گئے۔

-19 سیکوریٹی اینڈ ایکسچینج بورڈ آف انڈیا (SEBI) نے BPL لمیٹڈ، ویڈیوکان انٹرنیشنل اور اسٹار لائیٹ انڈسٹریز پر دو سے چار سال تک کے لیے پونجی بازار سے کاروبار پر پابندی لگائی۔ SEBI نے ہرشد مہتہ کو ہنڈیوں کے کاروبار سے بھی ہمیشہ کے لیے روکا۔

- ناول نگار اور سماجی کارکن اروندھتی رائے کو فرانسیسی حکومت نے 'نائٹ آف دی آرڈر آف آرٹس اینڈ لیٹرس' کے ایوارڈ سے نوازا۔

-24 سچن تینڈولکر کو سال 2001-2000 کے لیے مہاراشٹر حکومت نے ''مہاراشٹر بھوشن'' ایوارڈ سے نوازا۔

- عالمی شطرنج چمپئین وشوناتھن آنند کو اسپین کے اعلیٰ ترین ایوارڈ'' جامیوڈی اورو'' سے نوازا گیا۔

-26 پارلیمنٹ نے شیر بازار گھوٹالے کی جانچ کے لیے دونوں ہاؤسوں کی 30 رکنی جوائنٹ کمیٹی بنائی۔

-29 ہندستان میں امریکہ، چین اور جاپان کے بعد، امریکی قیمتوں میں ماپی گئی خریداری قوت کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا اقتصادی نظام قائم ہوا۔

مئی

-1 بیوروآف انڈین اسٹینڈرڈز نے عمارتوں میں آتش زدگی سے تحفظ کے لیے ونڈو پر مبنی سافٹ ویر کو فروغ دیا ہے۔

-2 مرکزی کیبنٹ نے اترانچل کو خصوصی ریاست کا درجہ دیا۔

-3 مرکز نے انتہا پسند تنظیم دین دار انجمن پر پابندی لگائی۔

-4 CBI کی ایک خصوصی عدالت نے مرکزی وزرا لال کرشن اڈوانی، مرلی منوہر جوشی، اوما بھارتی اور 18 دیگر لوگوں کے خلاف عدالتی کارروائی پر روک لگائی۔

-5 ہندستان اپنی سب سے بڑی فوجی مشق 'پورن وجے' راجستھان میں شروع کی۔

-7 ہندستان نے کے لینڈر پیئس اور مہیش بھوپتی کی جوڑی نے کھلے کورٹ ٹینس چیمپئن شپ جیت کر لگاتار دوسرا ڈبلس خطاب حاصل کرلیا۔

-8 صدر نے بے۔ جے پی کے کیدار ناتھ ساہنی کو سکم کا گورنر، لک چن کوہلی کو میزورم کا گورنر اور نا گیندر ناتھ جھا کو انڈمان اور نکوبار جزائر گروپ کا لفٹنٹ گورنر نامزد کیا ہے۔

- 67 دن پر پرانی بالکو ملازمین کی ہڑتال واپس لے لی گئی۔

-9 مرکزی کیبنٹ نے دفاع اور ٹیلی مواصلات سیکٹر میں سیدھے غیر ملکی سرمایہ کاری کی اجازت دے دی ہے۔

-10 تملناڈو، مغربی بنگال، کیرل، آسام اور مرکز کے زیر انتظام علاقے پانڈیچیری کے اسمبلی انتخابات میں 65 فی صد رائے دہندگان نے اپنی حق رائے دہی کا استعمال کیا۔

-11 نئی دہلی میں 'یوم تکنیکی' کے موقع پر ہندستان کی پہلی الکٹرک کار 'ریوا' کے نام سے متعارف ہوئی۔

-13 مشہور ناول نگار اور عالمی طور پر شہرت یافتہ کہانی کار آر۔ کے۔ نارائن کا چنئی میں انتقال ہوگیا۔

- پانچ ریاستوں کے اسمبلی انتخابات کے نتائج کا اعلان کیا گیا۔

-14 پونجی بازار میں نظم وضبط قائم کرنے کے لیے SEBI نے بدلہ کاروبار پر پابندی لگائی۔

- AIADMK جنرل سکریٹری جے۔ جے للتا کو تملناڈو کے وزیر اعلیٰ کے طور پر حلف دلائی گئی۔

-17 کانگریس لیڈر اے۔ کے۔ اینٹنی کو کیرل کے وزیر اعلیٰ کے طور پر حلف دلایا گیا۔

-18 بدھ دیب بھٹا چارجی مغربی بنگال کے وزیر اعلیٰ بنے۔

- ترون گوگوئی نے آسام کے وزیر اعلیٰ کے عہدے کے لیے حلف لی۔

-19 کیرل کی دو سو سالہ تھیٹر روایت 'کوٹی یٹم' کو 'انسانیت کی غیر محسوس وراثت کا بیش قیمت اثاثہ' ظاہر کیا گیا۔

-21 منی پور میں آر۔ بی۔ کو یزم کی قیادت والی پیپلس فرنٹ حکومت اسمبلی میں اعتماد کا ووٹ ہار گئی۔ اس مخلوط حکومت کی قیادت سمتا پارٹی کر رہی تھی۔

-23 ہندستان نے بات چیت کے لیے پاکستان کے فوجی حکمراں جنرل پرویز مشرف کو مدعو کیا۔

جون

-2 منی پور میں صدر راج کا نفاذ۔

-3 لداخ میں سارسوت ہانلے پہاڑ پر دنیا کی سب سے اونچی رصدگاہ کھلی۔

-5 امریکی سفارتخانے نے ویزہ کے بننے کے طریقے کار کا اعلان کیا، جس کے تحت مجاز درخواست کنندہ اپنے

پاسپورٹ شمالی ہندستان میں اپنے کسی بھی پتہ پر کوریئر کے ذریعہ حاصل کرسکتا ہے۔

-7 پی۔گوپی چند، ورلڈ بیڈمنٹن چمپئین شپ میں کوارٹر فائنل میں پہنچنے والے دوسرے ہندستانی بنے۔

-9 ٹینس کھلاڑی مہیش بھوپتی اور لینڈر پیئس نے فرنچ اوپن کے مینس ڈبلس کا خطاب جیتا۔

-10 ہندستان نے ازبکستان کو 0-7 سے ہرا کر جونیئر ایشیا کپ ہاکی کا خطاب جیتا۔

-12 ہندستان اور روس کے دفاعی سائنس دانوں نے اڑیسہ میں چاندی پور کے عبوری جانچ مرکز سے وسطی دوری کی زمین سے زمین پر مار کر سکنے والی میزائل PJ-10 کی کامیابی کے ساتھ آزمائشی جانچ کی۔

-13 جے۔ایم۔لنگڈوہ نے چیف الکشن کمشنر کے طور پر چارج لیا۔

-14 مرکز نے مشرق شمالی ریاستوں میں مزید ایک سال کے لیے جنگ بندی کی معیاد بڑھائی۔

-21 تاج محل کے تحفظ اور اسے محفوظ رکھنے کے لیے آثار قدیمہ سے متعلق ہندستانی محکمہ سروے (آرکیولوجیکل سروے آف انڈیا) نے انڈین ہوٹل کمپنی کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کیے۔

-26 گوآ اور اڑیسہ کے گورنر اور مزدور یونین کے بزرگ رہنماجی۔رامانو جم کا چنئی میں انتقال ہوگیا۔

-28 ہندستان سیلولر فون سیکٹر سے متعلق اب تک کے سب سے بڑے واقعہ میں برلا۔ٹاٹا۔اے۔ٹی اینڈ ٹی (بٹاٹا) اور BPL کمیونیکیشن نے جوائنٹ وینچر کے ذریعہ ایک نئی کمپنی بنانے کا اعلان کیا۔

-30 چنئی پولس نے تملناڈو کے سابق وزیر اعلیٰ ایم۔کرونا ندھی کو بدعنوانی کے الزام میں گرفتار کرلیا۔اس دوران ہوئی دھینگا مشتی میں مرکزی وزیر ٹی۔آر۔بالو اور مراسولی مارن کو بھی روکے رکھا گیا، جب کہ کرونا ندھی کے لڑکے ایم۔کے۔اسٹالن نے اسی معاملے میں اپنے آپ کو حوالے کردیا۔

جولائی

-1 حکومت نے تمام قومی راجدھانی خطہ کے لیے کم سلفر والے ڈیزل کی شروعات کی۔

--- تملناڈو کی گورنر فاطمہ بی بی نے انھیں واپس بلانے کے مرکز کے فیصلہ کو دیکھتے ہوئے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔

-2 انڈین یونٹ ٹرسٹ نے اپنی مقبول اور سب سے بڑے میوچیول فنڈ اسکیم US-64 کی خرید و فروخت 6 مہینے کے لیے ملتوی کردی۔

--- حکومت تملناڈو نے دو مرکزی وزرا مراسولی مارن اور ٹی۔آر۔بالو کو رہا کیا۔

-3 ٹرانسپورٹ کارپوریشن آف انڈیا اور بنگلہ دیش نے اگرتلہ اور ڈھاکہ کے درمیان بس خدمات قائم کرنے کے لیے ایک معاہدے پر دستخط کیے۔

تملناڈو کی وزیر اعلیٰ نے ڈی۔ایم۔کے۔پارٹی کے صدر ایم کرونا ندھی کو رہا کرنے کا حکم دیا۔

- حکومت نے کچے کپاس کی برآمد پر لگی تمام پابندی ہٹائی۔

10- ہندستان فروغ انسانی کی فہرست کی بنیاد پر 162 ملکوں میں 115 ویں مقام پر رہا۔اس زمرے کا فروغ اقوام متحدہ کے ذریعہ فروغ انسانی کی حالت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

14- پاکستان کے صدر پرویز مشرف نئی دہلی پہنچے۔انھوں نے وزیر داخلہ اور وزیر دفاع سے ملاقات کی۔

- پاکستان کے صدر اور وزیر اعظم اٹل بہاری باجپی نے آگرہ میں ملاقات کی۔انھوں نے اپنی بات چیت کو مفید بتایا۔

- UTI نے US-64 کے سرمایہ کاروں کو راحت دینے کے لیے پانچ سو کروڑ روپے کے پیکج کا اعلان کیا، جس کے تحت قیمت معروفہ 10 / روپے پر یکم اگست سے زیادہ سے زیادہ 3000 اکائیوں تک کی باز ادائیگی کی اجازت ہوگی۔

21- داداصاحب پھالکے ایوارڈ یافتہ شیواجی گنیشن کا چینئی میں انتقال۔

24- سپریم کورٹ نے حکومت ہریانہ کو ہدایت دی کہ وہ بھونڈسی آشرم کی 500 ایکڑ زمین جو کہ سابق وزیر اعظم چندر شیکھر کو بطور عطیہ دی گئی تھی، واپس لے لے۔

25- ڈکیت سے سیاست داں بنی اور سماج وادی پارٹی کی لوک سبھا کی ممبر پھولن دیوی کو ان کے سرکاری رہائش گاہ پر گولی مار دی گئی۔

27- پاکستان نے وزیر اعظم کو اسلام آباد آنے کی رسمی دعوت دی۔

28- مشہور آسامی مصنفہ اندرا گوسوامی کو جن پتھ ایوارڈ کے لیے منتخب کیا گیا۔

29- اڑیسہ کے سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے لیے وزیر اعظم نے 435 کروڑ روپے کی امدادی رقم دینے کا اعلان کیا۔

30- سماجی کارکن راجندر سنگھ کو راجستھان میں واٹر ہارویسٹنگ (فصل تیاری کے لیے پانی جمع کرنے) کی کوششوں کے لیے اس سال کے رامون میگ سے سے ایوارڈ کے لیے منتخب کیا گیا۔

31- وزیر اعظم اٹل بہاری باجپئی نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دینے کی پیش کش کی۔لیکن شریک کار پارٹیوں نے ان کی اس تجویز کو واپس لینے کے لیے راضی کرنے میں کامیاب۔

اگست

6- قومی انسانی حقوق کمیشن کے نئے جنرل سکریٹری کے طور پر پی۔سی۔سین نے چارج سنبھالا۔

8- مشہور ہندی مصنف نیمی چند جین کا حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے انتقال۔

- امریکہ نے جواہرات، چمڑا اور قالین کے سیکٹر میں 42 ہندستانی مصنوعات تک ڈیوٹی فری رسائی کی اجازت فراہم کی، جس کی حالیہ تجارتی قیمت تقریباً 54 کروڑ ڈالر تک ہوسکتی ہے۔

- مدراس رجیمنٹ کے میجر جنرل للت موہن تیواری کا نام سکریٹری جنرل کوفی عنان کے ذریعہ لبنان میں اقوام متحدہ

کے عبوری فوج کے کمانڈر کے طور پر تجویز کیا گیا۔

-10 عوامی فنڈوں کے ناجائز استعمال اور دھاندلی اور دھوکہ دینے کے الزام میں شیئر دلال کیتن پاریکھ کو ممبئی میں گرفتار کیا گیا۔

- قومی راجدھانی خطہ دہلی میں 100 مربع میٹر اور اس سے زیادہ کے پلاٹوں میں بنی سبھی نئی عمارتوں میں پانی اکٹھا کرنا لازمی بنایا گیا۔ اس میں بارش کا پانی شامل ہے۔

- اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ راج ناتھ سنگھ نے ریاست کے وزیر توانائی اور لوک جن تانترک کانگریس پارٹی کے صدر نریش اگروال کو وزارت سے برخاست کیا۔

-13 عامر خاں کی فلم لگان کو لوکارنو فلم تقریب میں پریکس ڈی پبلک ایوارڈ حاصل ہوا۔

-14 ڈوگرہ رجیمنٹ کے کیپٹن پنکج دھیانی اور کارپورل اکھلیش مشرا کو کیرتی چکر کے ایوارڈ سے نوازا گیا۔

- صدر کے۔ آر۔ نراینن نے یوم آزادی کے موقع پر قوم کو خطاب کرتے ہوئے لوگوں پر زور دیا کہ وہ ''آزادی اور سماجی انصاف'' کے درمیان توازن بنائے رکھیں اور ملک میں جمہوریت اور اتحاد کو فروغ دیں۔

-15 اپنے یوم آزادی کے نشریے میں وزیر اعظم نے مختلف اسکیموں کا اعلان کیا۔ جس میں 10,000 کروڑ روپے کی ''سمپورن گرامین روزگار یوجنا'' بھی شامل ہے۔ انھوں نے اعلان کیا کہ پاکستان کے ساتھ بات چیت جاری رہے گی اور جموں و کشمیر میں آزادانہ اور منصفانہ انتخاب کو یقینی بنایا جائے گا۔

-16 مرکزی کیبنٹ نے بورڈ فار انڈسٹریل اینڈ فائنشیل ری کنسٹرکشن (صنعتی اور مالیاتی تو تعمیر بورڈ) کو ہٹا کر اس کی جگہ ایک نیا ادارہ۔ قومی کمپنی لا بورڈ کی تشکیل کی۔

- 'فلائنگ سکھ' ملکھا سنگھ نے لائف ٹائم اچیومنٹ کے لیے ارجن ایوارڈ لینے سے انکار کر دیا۔

-17 مرکزی وزارت نے پارلیمنٹ کے ممبروں کی تنخواہ اور بھتے میں تقریباً تین گنا اضافہ کرنے سے متعلق بل کو منظوری فراہم کی۔

- سپریم کورٹ نے آئین کی دفعہ (4)164 کے تحت 6 مہینے کی مدت کے لیے مقرر ایسے وزیر جو ایم۔ایل۔اے نہیں ہیں، ان کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ جب تک وہ ہاؤس کی ممبرشپ نہ حاصل کرلیں ان کو دوبارہ وزیر نہیں بنایا جا سکتا۔

-19 مشہور موہن وینا نواز اور گریمی ایوارڈ جیتنے والے پنڈت وشو موہن بھٹ کو راجیو گاندھی راشٹریہ ایکتا ایوارڈ کے لیے منتخب کیا گیا۔

-20 سپریم کورٹ نے اپنے اس مشاہدہ کا اظہار کیا کہ مرکز اور ریاستی حکومتوں کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اس بات کا پختہ انتظام کریں اور یقینی بنائیں کہ خشک سالی سے متاثر لوگوں کو اناج دستیاب ہو۔

-23 لوک سبھا کے اسپیکر جی۔ایم۔ایس۔ بالایوگی نے اعلان کیا کہ ہاؤس کے درمیان میں آ کر بدنظمی پھیلانے والے

ممبر، 5 کام کے دنوں کے لیے خود بخود معطل ہو جائیں گے۔

-25 15 سال کے پنڈیالہ ہری کرشن ہندستان کے سب سے کم عمر کے گرینڈ ماسٹر بنے۔

- مشہور سرودنواز استاد امجد علی خاں نے مدھیہ پردیش حکومت کا اعزازی تان سین سمان حاصل کیا۔

-27 مرکزی کیبنٹ نے کمیونیکیشن کنورجنس بل 2001 کو منظوری دی۔

- ترنمول کانگریس اور PMK این۔ ڈی۔ اے میں واپس آ گئیں۔

-28 امریکہ کے ذریعہ 42 ہندستانی مصنوعات پر سے کسٹم ڈیوٹی ہٹانے کا بندوبست 22 اگست سے نافذ ہوا۔

-29 ریلوے کے وزیر نے حفاظتی اضافی محصول لاگو کیا جو کہ سبھی درجوں کے مسافروں کے لیے ایک روپے سے 100 روپے تک کے درمیان ہوگا۔

-30 تمل منیلا کانگریس کے بانی اور صدر جے۔ کے۔ موپنار کا چنئی میں انتقال۔

-31 ہندوجا نے ایئر انڈیا کے ڈس انوسٹمنٹ عمل سے اپنے آپ کو رسمی طور سے الگ کرنے کا اعلان کیا۔

- حکومت نے لوک سبھا میں اعلان کیا کہ پاکستان میں شائع اخبارات اور کتابیں بہت جلدی نہایت کم یا بغیر محصول کے درآمد کی جا سکیں گی۔

ستمبر

-2 مرکز نے غریبی خط سے نیچے رہنے والے لوگوں کی شناخت کرنے اور انھیں مناسب قیمت کی دوکانوں سے اناج مہیا کرانے کی ذمہ داری ریاستوں کے لیے ضروری قرار دی۔

- ملک میں ہی ترقی یافتہ انٹی ٹینک گائیڈ میزائل، ناگ کا، چاند پور کے عبوری جانچ مرکز سے کامیابی کے ساتھ آزمائشی جانچ۔

-3 سپریم کورٹ نے 13 ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو ہدایت دی کہ وہ غریبی خط کے نیچے رہنے والے خاندانوں دپہچان کریں اور یہ یقینی بنائیں کہ انھیں عوامی تقسیم نظام کے ذریعہ ان کے حصے کا اناج مل جائے۔

-5 مرکز اور ریاست پنچایتی سطح پر ذخیرہ کے لیے اناج بنک بنانے پر متفق۔

-7 حکومت نے خریف موسم کے لیے دھان کی کم سے کم متعاون قیمت 20 روپے فی کنٹل اور دلہن کے لیے 1.40 روپے فی کنٹل بڑھایا۔

-11 سماج وادی پارٹی کے سبھی ارکان اسمبلی نے اتر پردیش اسمبلی تحلیل کر کے جلدی انتخاب کرانے کے لیے بی جے پی حکومت پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کے تحت اجتماعی طور پر استعفیٰ دے دیا۔

-12 امریکہ میں دہشت گردوں کے حملے کے نتیجے میں ممبئی شیئر (BSE) بازار کا سنسکس (اشاریہ نمبر) 32 مہینوں میں سب سے نیچے گر کر 2,954 اور ڈالر کے مقابلے روپے کی قیمت گر کر 47 روپے 52 پیسے تک پہنچی۔

-13 3 نومبر سے ہونے والے ایفرو۔ ایشیائی کھیل امریکہ پر دہشت گردوں کے حملے کے بعد سلامتی کے باعث ملتوی کر دیے گئے۔

-14 ہندستان کی نہایت جدید وسطی دوری تک زمین سے ہوا میں مار کرنے والی میزائل آکاش کا چاندی پور کے عبوری جانچ مرکز سے کامیابی کے ساتھ آزمایشی جانچ۔

-15 کیبنٹ کمیٹی نے ملک کا پہلا متحدہ دفاعی اسٹاف قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ تین خدمات کا ونگ ہوگا اور اس میں جوائنٹ پلاننگ، جوائنٹ فارمولیشن اور جوائنٹ ٹریننگ کا نظریہ وتصور متعارف کیا جائے گا۔

- سی۔ بی۔ آئی۔ نے مختلف دہشت گرد گروپوں کی سرگرمیوں کے بارے میں دستیاب اطلاعات کے جائزے کے لیے ایک کور گروپ بنانے کا فیصلہ کیا۔

-18 ہندستان میں موجود سبھی افغان شہریوں کو اب بااختیار افسران کے سامنے اندراج کرانا ہوگا۔

-21 ملک میں ترقی یافتہ وسطی دوری کی ہندستان کی پہلی جہاز سے جہاز پر مار کرنے والی میزائل ''دھنش'' کا اڑیسہ کے ساحل سے کامیاب آزمایشی جانچ۔

-26 حکومت نے بین الاقوامی شراکت داری کی غیر یقینیت کی وجہ سے کرناٹک کے ذریعہ ہندستان کی بین الاقوامی فلم تقریب کی شریک میزبانی کرنے میں معذوری کو دیکھتے ہوئے اسے منسوخ کر دیا۔

- فلم میکر وجے آنند نے سنسر بورڈ کے نئے چیف کے طور پر ذمہ داری سنبھال لی۔

-27 حکومت نے شدت پسند تنظیم اسٹوڈنٹ اسلامک موومنٹ آف انڈیا پر پاکستان کی خفیہ ایجنسی ISI اور جموں وکشمیر کے دہشت گردوں سے تعلق کا الزام لگاتے ہوئے اس پر پابندی لگا دی۔

- آندھرا پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ کے۔ وجے بھاسکر ریڈی کا حیدرآباد میں انتقال۔

-29 حکومت دہلی نے عوامی سیکٹر کے صنعت کاروں کے ملازمین کی سبکدوشی کی عمر 60 سے گھٹا کر 58 سال کر دی۔

- انٹرنیشنل کرکٹ کونسل کے سابق صدر جگموہن ڈالمیا ہندستانی کرکٹ کنٹرول بورڈ کے صدر منتخب کیے گئے۔

- ودیش سنچار نگم لمیٹڈ نے 2 اکتوبر سے انٹرنیٹ محصول کی شرح گھٹا دی۔

-30 کانگریس کے سینئر لیڈر مادھوراؤ سندھیا کی اتر پردیش کے مین پوری ضلع میں ہوائی حادثہ میں موت۔

31۔ اطلاعات عامہ

ہندستان کے صدور جمہوریہ

نام		مدت
ڈاکٹر راجیندر پرساد	(1884-1963)	26 جنوری 1950۔13 مئی 1962
ڈاکٹر سروپلی رادھا کرشن	(1888-1975)	13 مئی 1962۔13 مئی 1967
ڈاکٹر ذاکر حسین	(1897-1969)	13 مئی 1967۔3 مئی 1969
وراہ گیری وینکٹ گری	(1884-1980)	3 مئی 1969۔20 جولائی 1969 (قائم مقام)
جسٹس محمد ہدایت اللہ	(1905-1992)	20 جولائی 1969۔24 اگست 1969 (قائم مقام)
وراہ گیری وینکٹ گری	(1884-1980)	24 اگست 1969۔24 اگست 1974
فخر الدین علی احمد	(1905-1977)	24 اگست 1974۔11 فروری 1977
بی۔ڈی۔جتی	(1913پ)	11 فروری 1977۔25 جولائی 1977 (قائم مقام)
نیلم سنجیوا ریڈی	(1913-1996)	25 جولائی 1977۔25 جولائی 1982
گیانی ذیل سنگھ	(1916-1994)	25 جولائی 1982۔25 جولائی 1987
آر وینکٹ رمن	(1910پ)	25 جولائی 1987۔25 جولائی 1992
ڈاکٹر شنکر دیال شرما	(1918-1999)	25 جولائی 1992۔25 جولائی 1997
کے۔آر۔نرائنن	(1920پ)	25 جولائی 1997۔تاحال

نائب صدور جمہوریہ

نام		مدت
ڈاکٹر سروپلی رادھا کرشنن	(1888-1975)	1962-1952
ڈاکٹر ذاکر حسین	(1897-1969)	1967-1962
وراہ گری وینکٹ گری	(1884-1980)	1969-1967
گوپال سروپ پاٹھک	(1896-1982)	1974-1969
بی ڈی جتی	(پ۔1913)	1979-1974
جسٹس محمد ہدایت اللہ	(1905-1992)	1984-1979
آر وینکٹ رمن	(پ۔1910)	1987-1984
ڈاکٹر شنکر دیال شرما	(1918-1999)	1992-1987
کے آر نارائنن	(پ-1920)	1997-1992
کرشن کانت	(پ-1927)	1997۔تاحال

ہندستان کے وزرائے اعظم

نام		مدت
جواہر لال نہرو	(1889-1964)	15 اگست 1947۔27 مئی 1964
گلزاری لال نندا	(1898-1997)	27 مئی 1964۔ 9 جون 1964
لال بہادر شاستری	(1904-1966)	9 جون 1964۔11 جنوری 1966
گلزاری لال نندہ	(1898-1997)	11 جنوری 1966۔24 جنوری 1966
اندرا گاندھی	(1917-1984)	24 جنوری 1966۔24 مارچ 1977
مرارجی رنچھوڑ جی ڈیسائی	(1896-1995)	24 مارچ 1977۔28 جولائی 1979
چرن سنگھ	(1902-1987)	28 جولائی 1979۔14 جنوری 1980
اندرا گاندھی	(1917-1984)	14 جنوری 1980۔31 اکتوبر 1984
راجیو گاندھی	(1944-1991)	31 اکتوبر 1984۔1 دسمبر 1989
وشوناتھ پرتاپ سنگھ	(پ1931)	2 دسمبر 1989۔10 دسمبر 1990
چندر شیکھر	(پ1927)	10 نومبر 1990۔21 جون 1991
پی وی نرسمہا راؤ	(پ1921)	21 جون 1991۔16 مئی 1996
اٹل بہاری واجپئی	(پ1926)	16 مئی 1996۔1 جون 1996
ایچ ڈی دیوگوڑا	(پ1933)	1 جون 1996۔21 اپریل 1997
اندر کمار گجرال	(پ1933)	21 اپریل 1997۔18 مارچ 1998
اٹل بہاری واجپئی	(پ1926)	19 مارچ 1998۔13 اکتوبر 1999
اٹل بہاری واجپئی	(پ1926)	13 اکتوبر 1999۔تا حال

ہندستان کے چیف جسٹس

نام	مدت
ہری لعل جے کانیا	26 جنوری 1950۔ 6 نومبر 1951
ایم پتانجلی شاستری	7 نومبر 1951۔3 جنوری 1954
مہر چند مہاجن	4 جنوری 1954۔22 دسمبر 1954
بی۔کے۔مکھر جی	23 دسمبر 1954۔31 جنوری 1956
ایس۔آر۔داس	1 فروری 1956۔30 ستمبر 1959
بھونیشور پرساد سنہا	اکتوبر 1959۔31 جنوری 1964
پی۔بی گجیندر گڈکر	1 فروری 1964۔15 مارچ 1966
اے۔کے سرکار	16 مارچ 1966۔29 جون 1966
کے سبا راؤ	30 جون 1966۔11 اپریل 1967

کے۔این۔وانچو	12اپریل1967۔24فروری1968
ایم ہدایت اللہ	25فروری1968۔16دسمبر1970
جے۔سی شاہ	17دسمبر1970۔21جنوری1971
ایس۔ایم۔سیکری	22جنوری1971۔25اپریل1973
اے۔این۔رے	26اپریل1973۔27جنوری1977
ایم۔ایچ بیگ	28جنوری1977۔21فروری1978
وائی۔وی چندر چوڑ	22فروری1978۔11جولائی1985
پی۔این۔بھگوتی	12جولائی1985۔20دسمبر1986
رگھونندن سوروپ پاٹھک	21دسمبر1986۔18جون1989
ای۔ایس۔وینکٹ رمیا	19جون1989۔17دسمبر1989
ایس مکھرجی	18دسمبر1989۔25ستمبر1990
رنگناتھ مشر	25ستمبر1990۔24نومبر1991
کے۔این سنگھ	25نومبر1991۔12دسمبر1991
ایم۔ایم ایچ کانیا	13دسمبر1991۔17نومبر1992
ایل۔ایم شرما	18نومبر1992۔11فروری1993
ایم۔این وینکٹ چلیا	12فروری1993۔24اکتوبر1994
اے۔ایم احمدی	25اکتوبر1994۔24مارچ1997
جے۔ایس ورما	25مارچ1997۔17جنوری1998
ایم۔ایم پنچھی	18جنوری1998۔9اکتوبر1998
اے۔ایس آنند	10اکتوبر1998۔31اکتوبر2001
ایس۔پی۔بھروچہ	یکم نومبر2001۔تاحال

ہندستان کے چیف الیکشن کمشنر

نام	مدت
سوکمار سینے سندرم	20دسمبر1958۔30ستمبر1967
ایس۔پی سین ورما	1اکتوبر1967۔30ستمبر1972
ڈاکٹر ناگیندر سنگھ	1اکتوبر1972۔6فروری1973
ٹی سوامی ناتھن	7فروری1973۔17جون1977
ایس۔ایل شکدھر	18جون1977۔17جون1982

آر کے ترویدی	18 جون 1982 - 13 دسمبر 1985
آر۔وی۔ایس پیری شاستری	1 جنوری 1986 - 25 نومبر 1990
محترمہ وی۔ایس۔رما دیوی	26 نومبر 1990 - 11 دسمبر 1990
ٹی۔این شیشن	12 دسمبر 1990 - 11 دسمبر 1996
ایم۔ایس گل	12 دسمبر 1996 - 13 جون 2001
جے۔ایم۔لنگ دوہ	13 جون 2001 - تا حال

شہری انعامات

بھارت رتن: یہ ایوارڈ ادب آرٹ اور سائنس کی ترویج وترقی کے لئے خصوصی خدمات اور عوامی خدمات میں کارہائے نمایاں انجام دینے کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

پدم وبھوشن: یہ ایوارڈ کسی بھی شعبے میں نمایاں خدمات کے لئے تفویض کیا جاتا ہے اس میں سرکاری اہل کاروں کے ذریعے انجام دی گئیں خدمات بھی شامل ہیں۔

پدم بھوشن: یہ ایوارڈ کسی بھی شعبے میں نمایاں اور قابل ذکر خدمات کے لئے تفویض کیا جاتا ہے۔ اس میں سرکاری اہل کاروں کی خدمات بھی شامل ہے۔

پدم شری: یہ ایوارڈ کسی بھی میدان میں خصوصی اور نمایاں خدمات کے لئے پیش کیا جاتا ہے اس میں سرکاری اہل کاروں کی خدمات بھی شامل ہیں۔

سپریم کورٹ کے فیصلے کے پیش نظر حکومت نے پدم انعامات کی سمت متعین کرنے کے لئے اور کچھ دیگر پہلوؤں پر غور وخوض کے لئے ہندوستان کے نائب صدر جمہوریہ کی صدرات میں ایک اعلی سطحی مبصر کونسل تشکیل دی۔ اس کونسل نے اپنی رپورٹ نومبر 1996 میں پیش کی اور حکومت نے اسے منظور کرلیا جس کے بعد ان انعامات کو دوبارہ 1997 میں شروع کیا گیا ہے۔ سال 2001 میں محترمہ لتا دینا ناتھ منگیشکر اور استاد بسم اللہ خاں کو بھارت رتن سے نوازا گیا۔ 26 جنوری 2001 کو 109 پدم ایوارڈ (11 پدم وبھوشن، 32 پدم بھوشن، 66 پدم شری) کا اعلان کیا گیا۔ یہ ایوارڈ 21 اور 22 مارچ 2001 کو منعقد تقریب میں صدر جمہوریہ نے یہ ایوارڈ پیش کئے۔

بھارت رتن سے سرفراز افراد

نام		سال
ڈاکٹر سروپلی رادھا کرشنن	(1888-1975)	1954
چکرورتی راج گوپالا چاری	(1878-1972)	1954
ڈاکٹر چندر شیکھر وینکٹ رمن	(1888-1970)	1954

ڈاکٹر بھگوان داس	(1869-1958)	1955
ڈاکٹر موکھشا گنڈم وشویشریہ	(1861-1962)	1955
جواہر لال نہرو	(1889-1964)	1955
گوند بلبھ پنت	(1887-1961)	1957
ڈاکٹر دھونڈو کیشو کاروے	(1858-1962)	1958
ڈاکٹر ودھان چندرائے	(1882-1962)	1961
پرشوتم داس ٹنڈن	(1882-1962)	1961
ڈاکٹر راجیندر پرساد	(1884-1963)	1962
ڈاکٹر ذاکر حسین	(1897-1969)	1963
ڈاکٹر پانڈورنگ وامن کاڑے	(1890-1972)	1963
لال بہادر شاستری	(1904-1966) رحلت کے بعد	1966
اندرا گاندھی	(1917-1984)	1971
وراہ گری وینکٹ گری	(1894-1980)	1975
کماراسوامی کامراج	(1903-1975) رحلت کے بعد	1976
میری ٹریسا بوزا کسنو (مدر ٹریسا)	(1910-1997)	1980
آچاریہ ونوبا بھاوے	(1895-1982) رحلت کے بعد	1983
خان عبدالغفار خاں	(1890-1988)	1987
مرودو گوپالن رام چندرن	(1917-1987)	1988
ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر	(1891-1956) بعد رحلت	1990
ڈاکٹر نیلسن منڈیلا	(پ1918)	1990
راجیو گاندھی	(1944-1991) بعد رحلت	1991
سردار بلبھ بھائی پٹیل	(1875-1950) بعد رحلت	1991
مرار جی رن چھوڑ جی دیسائی	(1896-1995)	1991
مولانا ابوالکلام آزاد	(1888-1958) بعد رحلت	1992
جے۔آر۔ڈی۔ٹاٹا	(1904-1993)	1992
ستیہ جیت رے	(1922-1992)	1992

آر۔کے ترویدی	18 جون 1982 - 13 دسمبر 1985
آر۔وی۔ایس پیری شاستری	1 جنوری 1986 - 25 نومبر 1990
محترمہ وی۔ایس۔رما دیوی	26 نومبر 1990 - 11 دسمبر 1990
ٹی۔این شیشن	12 دسمبر 1990 - 11 دسمبر 1996
ایم۔ایس گل	12 دسمبر 1996 - 13 جون 2001
جے۔ایم۔لنگ دوہ	13 جون 2001 - تا حال

شہری انعامات

بھارت رتن: یہ ایوارڈ ادب آرٹ اور سائنس کی ترویج وترقی کے لئے خصوصی خدمات اور عوامی خدمات میں کارہائے نمایاں انجام دینے کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

پدم وبھوشن: یہ ایوارڈ کسی بھی شعبے میں نمایاں خدمات کے لئے تفویض کیا جاتا ہے اس میں سرکاری اہل کاروں کے ذریعے انجام دی گئیں خدمات بھی شامل ہیں۔

پدم بھوشن: یہ ایوارڈ کسی بھی شعبے میں نمایاں اور قابل ذکر خدمات کے لئے تفویض کیا جاتا ہے۔ اس میں سرکاری اہل کاروں کی خدمات بھی شامل ہے۔

پدم شری: یہ ایوارڈ کسی بھی میدان میں خصوصی اور نمایاں خدمات کے لئے پیش کیا جاتا ہے اس میں سرکاری اہل کاروں کی خدمات بھی شامل ہیں۔

سپریم کورٹ کے فیصلے کے پیش نظر حکومت نے پدم انعامات کی سمت متعین کرنے کے لئے اور کچھ دیگر پہلوؤں پر غور وخوض کے لئے ہندوستان کے نائب صدر جمہوریہ کی صدارت میں ایک اعلیٰ سطحی مبصر کونسل تشکیل دی۔ اس کونسل نے اپنی رپورٹ نومبر 1996 میں پیش کی اور حکومت نے اسے منظور کرلیا جس کے بعد ان انعامات کو دوبارہ 1997 میں شروع کیا گیا ہے۔ سال 2001 میں محترمہ لتا دینا ناتھ منگیشکر اور استاد بسم اللہ خاں کو بھارت رتن سے نوازا گیا۔ 26 جنوری 2001 کو 109 پدم ایوارڈ (11 پدم وبھوشن، 32 پدم بھوشن، 66 پدم شری) کا اعلان کیا گیا۔ یہ ایوارڈ 21 اور 22 مارچ 2001 کو منعقد تقریب میں صدر جمہوریہ نے یہ ایوارڈ پیش کئے۔

بھارت رتن سے سرفراز افراد

نام		سال
ڈاکٹر سروپلی رادھا کرشنن	(1888-1975)	1954
چکرورتی راج گوپالا چاری	(1878-1972)	1954
ڈاکٹر چندر شیکھر وینکٹ رمن	(1888-1970)	1954

ڈاکٹر بھگوان داس	(1869-1958)	1955
ڈاکٹر موکھشا گنڈم وشویشریہ	(1861-1962)	1955
جواہر لال نہرو	(1889-1964)	1955
گوند بلبھ پنت	(1887-1961)	1957
ڈاکٹر دھونڈو کیشو کاروے	(1858-1962)	1958
ڈاکٹر ودھان چندرائے	(1882-1962)	1961
پروشوتم داس ٹنڈن	(1882-1962)	1961
ڈاکٹر راجیندر پرساد	(1884-1963)	1962
ڈاکٹر ذاکر حسین	(1897-1969)	1963
ڈاکٹر پانڈورنگ وامن کانڑے	(1890-1972)	1963
لال بہادر شاستری	(1904-1966) رحلت کے بعد	1966
اندرا گاندھی	(1917-1984)	1971
وراہ گری وینکٹ گری	(1894-1980)	1975
کماراسوامی کامراج	(1903-1975) رحلت کے بعد	1976
میری ٹریسا بوزاکسیو (مدر ٹریسا)	(1910-1997)	1980
آچاریہ ونوبا بھاوے	(1895-1982) رحلت کے بعد	1983
خان عبدالغفار خاں	(1890-1988)	1987
مرودو گوپالن رام چندرن	(1917-1987)	1988
ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر	(1891-1956) بعد رحلت	1990
ڈاکٹر نیلسن منڈیلا	(پ 1918)	1990
راجیو گاندھی	(1944-1991) بعد رحلت	1991
سردار بلبھ بھائی پٹیل	(1875-1950) بعد رحلت	1991
مرار جی رن چھوڑ جی دیسائی	(1896-1995)	1991
مولانا ابوالکلام آزاد	(1888-1958) بعد رحلت	1992
جے۔آر۔ڈی۔ٹاٹا	(1904-1993)	1992
ستیہ جیت رے	(1922-1992)	1992

ارونا آصف علی	(1909-1996) بعد رحلت	1997
گلزاری لال نند	(1898-1997) بعد رحلت	1997
ڈاکٹر ابوالفقیر زین العابدین ابوالکلام	پ(1931)	1997
مدورائی شمکھو دیو بشولکشمی	پ(1916)	1998
چدمبرم سبرامنیم	(1910-2000)	1998
لوک نائک جے پرکاش نرائن	(1902-1979)	1999
پروفیسر امرتیہ سین	پ(1933)	1999
لوک پریہ گوپی ناتھ باردولوئی	(1890-1950) بعد رحلت	1999
پنڈت روی شنکر	پ(1920)	1999
سوشری لتا دینا ناتھ منگیسکر	پ(1929)	2001
استاد بسم اللہ خاں	پ(1916)	2001

سال 2001 میں دیئے گئے عوامی انعامات

پدم وبھوشن

استاد امجد علی خاں

بنجامن آرتھر گل مین

ڈاکٹر چکرورتی وجے راگھوز سیمن

ہوسئی نوردتو

رشی کیش مکھرجی

جان کینیتھ گال برتھ

کوٹھاست چدانند مورتی

پروفیسر من موہن شرما

پنڈت شوکمار شرما

زبین مہتہ

پدم بھوشن

مولانا عبدالکریم پاریکھ

امیتابھ بچن

ڈاکٹر امرتا پٹیل

اردن پوری

ڈاکٹر اروِن نیترا ولی

اشوک ہری بھائی دیسائی

بدری نارائن رامولعل باروالے

بلدیوراج چوپڑہ

ڈاکٹر (شریمتی) پلووائی بھانومتی رام کرشن

ڈاکٹر بھوپتی ویسام راجو

بھوپن ہزاریکا

ڈاکٹر بوئی بھیمنا

ڈاکٹر چترنجن سنگھ راناوت

دیوآنند

ڈاکٹر کریم پومنل متھائی جارج

ڈاکٹر لکشمی نارائن سبرمنیم

لال گڈی گوپال ایر جے رامن

موہن سنگھ اوبےرائے

ڈاکٹر پلی راماراؤ

پران سکند

رگھوناتھ مہاپاترا

راہل بجاج

ڈاکٹر راج ریڈی

ڈاکٹر راجندر کمار پچوری

سندرم رام کرشنن

پروفیسر شوکمار کمار

سودیش چٹرجی

ترمبک عرف بالا صاحب شورام بھراڑے

محترمہ اوما شرما

وشوناتھ آنند

ڈاکٹر (محترمہ) یامنی کرشنا مورتی

ارونا آصف علی	(1909-1996) بعد رحلت	1997
گلزاری لال نند	(1898-1997) بعد رحلت	1997
ڈاکٹر ابولفقیر زین العابدین ابوالکلام	پ(1931)	1997
مدورائی شمنکھو دیو بشولکشمی	پ(1916)	1998
چدمبرم سبرامنیم	(1910-2000)	1998
لوک نائک جے پرکاش نرائن	(1902-1979)	1999
پروفیسر امرتیہ سین	پ(1933)	1999
لوک پریہ گوپی ناتھ باردولوئی	(1890-1950) بعد رحلت	1999
پنڈت روی شنکر	پ(1920)	1999
سوشری لتا دینا ناتھ منگیشکر	پ(1929)	2001
استاد بسم اللہ خاں	پ(1916)	2001

سال 2001 میں دیئے گئے عوامی انعامات

پدم وبھوشن

استاد امجد علی خاں
بنجامن آرتھر گل مین
ڈاکٹر چکرورتی وجے راگھون سمبن
ہوسئی نورو تو
رشی کیش مکھر جی
جان کینیتھ گال بریتھ
کوٹھا ست چدانند مورتی
پروفیسر من موہن شرما
پنڈت شوکمار شرما
زبین مہتہ

پدم بھوشن

مولانا عبدالکریم پاریکھ
امیتابھ بچن
ڈاکٹر امرتا پٹیل
اردن پوری

ڈاکٹر اروِن نیتر اولی

اشوک ہری بھائی دیسائی

بدری نارائن راموتعل بارواے

بلدیوراج چوپڑہ

ڈاکٹر (شریمتی) پلو وائی بھانومتی رام کرشن

ڈاکٹر بھوپتی ویسام راجو

بھوپن ہزاریکا

ڈاکٹر بوئی بھیمنا

ڈاکٹر چتررنجن سنگھ راناوت

دیو آنند

ڈاکٹر کریم پومنل متھائی جارج

ڈاکٹر لکشمی نارائن سبرمنیم

لال گڈی گوپال ایر جے رامن

موہن سنگھ اوبے رائے

ڈاکٹر پلی راماراؤ

پران سکند

رگھوناتھ مہاپاترا

راہل بجاج

ڈاکٹر راج ریڈی

ڈاکٹر راجندر کمار بچوری

سندرم رام کرشنن

پروفیسر شوکمار کمار

سودیش چٹرجی

ترمبک عرف بالا صاحب شورام بھراڑے

محترمہ اوما شرما

وشوناتھ آنند

ڈاکٹر (محترمہ) یامنی کرشنا مورتی

پدم شری:

66

سنگیت ناٹک اکادمی ایوارڈس 2000-1999

موسیقی

مالویکا کانن	:	ہندوستانی موسیقی۔ گانا
اجے چکرورتی	:	ہندوستانی موسیقی۔ گانا
ریتا گانگولی	:	ہندوستانی موسیقی۔ گانا
راجیو تارا ناتھ	:	ہندوستانی موسیقی۔ ساز (سرود)
شنکر گھوش	:	ہندوستانی موسیقی۔ ساز (طبلہ)
اپا جل گاؤنکر	:	ہندوستانی موسیقی۔ ساز (ہارمونیم)
ایس۔ آر۔ جانکی رمن	:	ہندوستانی موسیقی۔ گانا
ٹی۔ این۔ شیش گوپالن	:	کرناٹک موسیقی۔ گانا
نیا شنکارا واسودیون	:	کرناٹک موسیقی۔ گانا
آر۔ آر۔ کیشومورتی	:	کرناٹک موسیقی۔ ساز (وائلن)
ٹی۔ ایس۔ شنکرن	:	کرناٹک موسیقی۔ ساز (بانسری)
وی۔ کملا کرراؤ	:	کرناٹک موسیقی۔ ساز (مردنگم)

رقص

کے کلیان سندرم پلی	:	بھارت ناٹیم
لیلا سیمسن	:	بھارت ناٹیم
ایچ۔ آر۔ کیشوم مورتی	:	کتھک
نلی یوڈ واسودیون نمبودری	:	کتھ کلی
سوروکھا سیم نران سنگھ	:	منی پوری
سوپن سندری راؤ	:	کوچی پڈی
میناتی مشرا	:	اوڈیسی
مادھوی مدگل	:	اوڈیسی
بھارتی شواجی	:	موہنی آٹم
پرمانند بورباین	:	ستریا

تلکاج رابھائی	تخلیق

تھیٹر

کیتکی دتہ	اداکاری
ساوتری چیز جی	اداکاری
سیمابسواس	اداکاری
بلونت ٹھاکر	ہدایت کاری
نادرہ ظاہیر ببر	ہدایت کاری
پرستا	ہدایت کاری
این ستوسوامی	ڈرامہ نگاری

تھیٹر کے دیگر پہلو

آر۔کے۔ڈھینگرہ	روشنی
رابن داس	اسٹیج ڈیزائن
رابن داس	تھیٹر موسیقی
کمل تیواری	تھیٹر موسیقی
کاجل گھوش	تھیٹر موسیقی
شکتی سین	میک اَپ

روایتی/عوامی/قبائلی موسیقی/رقص/تھیٹر اور کٹھ پتلی

گجانن ورما	لوک موسیقی۔راجستھان
اپوکٹی پوڈووال	تھالم۔ کیرل
ایچ۔کائی بونیا	لوک موسیقی۔میزورم
کالو۔بالو۔کیلاپورکر (مشترکہ ایوارڈ)	تماشہ۔مہاراشٹر
اگست۔اے۔سنگما	لوک موسیقی۔میگھالیہ
شاردا۔سنہا	لوک موسیقی۔بہار
ٹی۔آر۔کملامورتی	ہری کتھا۔تملناڈ
کرشناچندرساہو	پرہلادناٹک۔اڑیسہ

ممن خاں : لوک موسیقی۔ ہریانہ
جی۔ایس۔چانی : کمیونٹی تھیٹر۔ پنجاب
بی۔ایچ پٹا ساچار : کٹھ پتلی۔ کرناٹک

اسٹیج فن میں مجموعی طور پر اشتراک

بی۔وی۔کے۔شاستری
نیم چند رجین
سنتا سرب جیت سنگھ

ساہتیہ اکادمی انعامات 2000

زبان	مصنف	عنوان اور قسم
آسامی	اپورب شرما	باگھے تاپورراتی اروانیپا کاہنی (مختصر کہانیاں)
بنگالی	جوائے گوسوامی	پگلی تو سرسانگے (شاعری)
ڈوگری	(مرحوم) بندھو شرما	میل پتھر (مختصر کہانیاں)
انگریزی	کرن ناگارکر	ککولڈ (ناول)
گجراتی	ونیش انتانی	دھند بھری کھن (ناول)
ہندی	منگلیش ڈبرال	ہم جو دیکھتے ہیں (شاعری)
کنٹر	(مرحوم) شانتی ناتھ دیسائی	اوم نمو (ناول)
کشمیری	ہری کرشن کول	یتھ راز دانے (مختصر کہانیاں)
کونکنی	پنڈرنگ بھاگوئی	کیمپیل لی سانج (شاعری)
میتھلی	راما نند رینو	کتیک راس بات (شاعری)
ملیالم	آر۔رام چندرن	آر۔رام چندرانتے کوتیاکل (شاعری)
منی پوری	پریم چند	ایماگی چھینک مچیت (مختصر کہانیاں)
مراٹھی	این۔ڈی۔مہانور	پان جھنڈ (شاعری)
نیپالی	رام لعل ادھیکاری	نسنسرن (مضامین)
اڑیہ	دریا م سنگھ سندھو	النکھن (مختصر کہانیاں)

پنجابی	دریام سنگھ سندھو	چوتھی کوٹ (مختصر کہانیاں)
راجستھانی	جیوتی پنج	کنکو کبندھ (ڈرامہ)
سنسکرت	ایس۔ سری نواس شرما	جگد گرودشری چندر شیکھر یندرو جیم (شاعری)
سندھی	پریم اے۔ امی چندانی	تک تور (تنقید)
تمل	ٹی۔ جی۔ شوشنکرن	ومرسنانگل متیپر ےکل پٹیکل
تیلگو	این۔ گوپی	کالاتنی ندر یونیون (شاعری)
اردو	عنبر بہرائچی	سوکھی ٹہنی پر ہریالی (شاعری)

نوبل انعام یافتہ ہندستانی

امرتیہ سین (پ 1933)

معاشیات کے لئے 1998 کا نوبل ایوارڈ حاصل کرنے والے پروفیسر امرتیہ سین یہ انعام حاصل کرنے والے پہلے ایشیائی ہیں۔ شانتی نکیتن میں پیدا ہونے والے امرتیہ سین کی حیثیت رفاہی معاشیات میں ستون اول کی ہے جنہوں نے رفاہ ونشونما کے مختلف شعبوں پر متعدد کتابیں اور مقالے تصنیف کی ہیں پروفیسر سین عام ماہرین معاشیات میں سے نہیں ہیں۔ وہ ماہر معاشیات ہونے کے ساتھ ساتھ انسانیت پسند بھی ہیں انہوں نے نسائیت، غریبی، جمہوریت جنسی اور سماجی معاملات پر جو کتابیں لکھی ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ کینتھ ایرو نام کے ماہر معاشیات نے ''ناممکن الوقوع نظری حقیقت'' کی اپنی تحقیق میں کہا تھا افراد کی انفرادی پسند کو ملا کر مکمل سماج کے لئے کوئی ایک قابل یقین پسند کا تعین کرنا ممکن نہیں ہے۔ پروفیسر سین نے حساب کی بنیاد پر یہ ثابت کیا ہے کہ سماج اس طرح نتیجوں کے اثر کو کم کرنے کے طریقے تلاش کرسکتا ہے۔

سبرامنیم چندر شیکھر (1910-1995) 1983 میں علم طبیعی کے لئے نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر سبرامنیم چندر شیکھر فلکیات طبیعی کے ماہر تھے۔ ان کی تعلیم مدراس کے پریزی ڈینسی کالج میں ہوئی وہ نوبل انعام یافتہ سرسی۔ دی رمن کے بھتیجے تھے۔ بعد میں ڈاکٹر چندر شیکھر امریکہ چلے گئے تھے جہاں انہوں نے علم فلکیات طبیعی اور ہیئت کے موضوع پر کئی کتابیں لکھیں۔ انہوں نے وہائٹ ڈوارف ہاسٹم سیاروں کی تلاش کی اور ان کے اصول متعین کئے۔ ان سیاروں کے لئے انہوں نے جو حد مقرر کی ہے وہ چندر شیکھر حد کہلاتی ہے ان اصولوں کی بنیاد پر کائنات کی تخلیق کے سلسلے میں متعدد راز فاش ہوتے ہیں۔

مدر ٹریسا (1910-1997) مدر ٹریسا کو 1997 میں نوبل امن ایوارڈ پیش کیا گیا۔ مدر کی پیدائش البانیہ میں اسکوپجے کے مقام پر ہوئی جواب یوگوسلاویہ کا حصہ ہے۔ ان کے بچپن کا نام ایگنس گونکسہا بوجاریو یو تھا۔ 1928 میں وہ آئرلینڈ کی تنظیم ''سسٹرس آف لوریٹو'' میں شامل ہوئیں اور مشنری بن کر 1929 میں کلکتہ آ گئیں۔ انہوں نے بے سہارا اور بے گھر بار لوگوں کے دکھ دور کرنے کا عظیم عہد کیا۔ غریبوں اور بیمار لوگوں کی خدمت کے لئے انہوں نے ''مشنریز آف چیریٹی'' نام کی ایک تنظیم قائم کی۔ اور کوڑھ کے مریضوں، نشیلی اشیاء استعمال کرنے والے لوگوں غریبوں اور لاچاروں کے لئے ''نرمل ہردیہ'' نام کی تنظیم بنائی۔ جوان کارگزاریوں کا مرکز بنی انہوں نے پوری تندہی سے نہ صرف بے سہارا لوگوں کی بے لوث خدمت کی بلکہ امن عالم کے لئے بھی کوششیں کیں۔ انہیں کی بدولت ہندوستان امن کے لئے نوبل انعام حاصل کرسکا ہے۔

ہرگووند کھورانہ (پ 1922) ہرگوبند کھرانا کوادویہ کے میدان میں بہترین تحقیق کے لئے 1968 کا نوبل انعام دیا گیا۔ ہندوستانی نژاد ڈاکٹر کھرانا کی پیدائش پنجاب کے رائے پور ضلع میں ہوئی (جواب پاکستان میں ہے) انہوں نے ''لورپول'' یونیورسٹی سے کیمسٹری میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ 1960 میں وہ وسکانسن یونیورسٹی میں لکچرر مقرر ہوئے انہوں نے اپنی تحقیق میں جینٹک کوڈ کو بیان کیا اور پروٹین کے اجتماع میں اس کے کردار کا پتہ لگایا۔

چندر شیکھر وینکٹ رمن (1888-1970) فزکس کے لئے نوبل انعام حاصل کرنے والے پہلے ہندوستانی سر چندر شیکھر وینکٹ رمن تھے۔ انہوں نے 1930 میں یہ انعام حاصل کیا۔ رمن کی پیدائش تملناڈو میں تروچراپلی کے پاس ترودنائیکاول میں ہوئی۔ انہوں نے مدراس ریزیڈینسی کالج میں تعلیم حاصل کی بعد میں وہ کلکتہ یونیورسٹی نے فزکس کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ چندر شیکھر وینکٹ رمن نے متعدد انعامات اور اعزاز حاصل کئے انہیں ''سر'' کے خطاب سے بھی نوازا گیا۔ آپٹکس کے شعبے میں اہم تحقیق کے لئے انہیں نوبل انعام سے نوازا گیا۔ انہوں نے اپنی تحقیق میں اس بات کا پتہ لگایا کہ کس طرح روشنی میں دیگر ویلینتھ موجود رہتی ہیں۔ ان کی یہ تحقیق ''رمن ایفیکٹ'' کے نام سے موسوم ہے۔ 1928 میں کی گئی اس دریافت سے شفاف ذریعے سے گذرنے والی روشنی کرنوں میں ارتقاش میں ہونے والی تبدیلی کی وضاحت کی گئی ہے۔

رونڈر ناتھ ٹھاکر (1861-1941) رونڈر ناتھ ٹھاکر ادب کے لئے نوبل انعام حاصل کرنے والے پہلے ہندوستانی تھے۔ گرودیو کے نام سے مشہور رونڈر ناتھ ٹھاکر کی پیدائش 7 مئی 1861 میں کلکتہ میں ہوئی۔ انہیں ان کے نظموں کے مجموعے ''گیتا نجلی'' کے لئے 1913 نوبل انعام برائے ادب سے نوازا گیا رونڈر ناتھ ٹھاکر نے متعدد پریم گیت بھی لکھے ہیں۔ گیتا نجلی اور سادھناان کی اہم تصنیف میں عظیم شاعر، ڈرامہ نگار اور ناول نگار کے روپ میں معرف گرودیو نے ہندوستان کا قومی گیت بھی لکھا ہے۔ 1901 میں انہوں نے شانتی نکیتن کو قائم کیا جو بعد میں وشو بھارتی یونیورسٹی کے نام سے مشہور ہوا۔

کمانڈران چیف

نام	مدت
جنرل سر رائے بوچر	1 جنوری 1948 - 14 جنوری 1949
جنرل (اب فیلڈ مارشل) کے ایم کری اپپا	15 جنوری 1949 - 14 جنوری 1953
جنرل مہاراج راجندر سنگھ جی	13 جنوری 1953 - 31 مارچ 1955

آرمی چیف

نام	مدت
جنرل مہاراج راجیندر سنگھ جی	یکم اپریل 1955 - 14 مئی 1955
جنرل ایس۔ ایم شری ناگیش	15 مئی 1955 - 7 مئی 1957
جنرل کے۔ ایس تھمیا	8 مئی 1957 - 7 مئی 1961
جنرل آر این تھاپر	8 مئی 1961 - 19 نومبر 1962

جنرل جے۔این چودھری	20نومبر1962۔7جون1966
جنرل پی پی کمار منگلم	8جون1966۔7جون1969
جنرل ایس۔ایچ۔ایف جے مانک شاہ	8جون1969۔31دسمبر1972
فیلڈ مارشل ایس۔ایس۔ایچ جے مانک شاہ	1جنوری1973۔14جنوری1973
جنرل جی.جی بیودر	15جنوری1973۔31مئی1975
جنرل ٹی۔این رینا	1جون1975۔31مئی1978
جنرل او پی ملہوترا	1جون1978۔31مئی1981
جنرل کے وی کرشنا راؤ	1جون1981۔31جولائی1983
جنرل اے۔ایس وید	1اگست1983۔31جنوری1986
جنرل کے سندر جی	1فروری1986۔30اپریل1988
جنرل وی۔این شرما	1مئی1988۔30جون1990
جنرل ایس۔ایف راڈرگس	یکم جولائی1990۔30جون1993
جنرل بی سی جوشی	یکم جولائی1993۔18نومبر1994
جنرل ایس رائے چودھری	22نومبر1994۔30ستمبر1997
جنرل وی۔پی ملک	1اکتوبر1997۔30ستمبر2000
جنرل ایس پدم نابھن	یکم اکتوبر2000تا حال

چیف آف نیول اسٹاف

نام	مدت
ریرایڈمیرل جے۔ٹی۔ایس ہال	15اگست1947۔14اگست1948
ایڈمیرل سرایڈورڈ پیری	15اگست1948۔13اکتوبر1951
ایڈمرل سر مارک پیزے	14اکتوبر1951۔21جولائی1955
وائس ایڈمرل سر اسٹیفن کاریل	22جولائی1955۔21اپریل1958
وائس ایڈمیریل آر ڈی کٹاری	22اپریل1958۔4جون1962

وائس ایڈمیرل بی۔ایس۔سومن	5 جون 1962۔3 مارچ 1966
ایڈمیرل اے کے چٹرجی	4 مارچ 1966۔27 فروری 1970
ایڈمیرل ایس ایم نندا	1 مارچ 1970۔28 فروری 1973
ایڈمیرل ایس این کوہلی	1 مارچ 1973۔28 فروری 1976
ایڈمیرل جے۔ایل کرشنی	1 مارچ 1979۔28 فروری 1982
ایڈمیرل جے ایل پریرا	1 مارچ 1979۔28 فروری 1982
ایڈمیرل او۔ایس۔ڈاسن	1 مارچ 1982۔30 نومبر 1984
ایڈمیرل آر۔ایچ تہلیانی	1 دسمبر 1984۔30 نومبر 1987
ایڈمیرل جے۔جی ناڈکرنی	1 دسمبر 1987۔30 نومبر 1990
ایڈمیرل ایل رام داس	1 دسمبر 1990۔30 ستمبر 1993
ایڈمیرل وی۔ایس شیخاوت	1 اکتوبر 1993۔30 ستمبر 1996
ایڈمیرل وشنو بھاگوت	1 اکتوبر 1996۔30 دسمبر 1998
ایڈمیرل سشیل کمار	30 دسمبر 1998۔29 دسمبر 2001
ایڈمیرل مادھویندر سنگھ	29 دسمبر 2001۔تاحال

چیف آف ایر اسٹاف

نام	مدت
ایر مارشل سر تھامس الم ہرسٹ	15 اگست 1947۔21 فروری 1950
ایر مارشل سر رونالڈ لویلا چیپمین	22 فروری 1950۔9 دسمبر 1951
ایر مارشل سر جیرالڈ گبس	10 دسمبر 1951۔31 مارچ 1954
ایر مارشل ایس مکھرجی	1 اپریل 1954۔8 نومبر 1960
ایر مارشل اے۔ایم انجینئر	1 دسمبر 1960۔31 جولائی 1964
ایر چیف مارشل ارجن سنگھ	1 اگست 1964۔15 جولائی 1969
ایر چیف مارشل پی۔سی لال	16 جولائی 1969۔15 جنوری 1973
ایر چیف مارشل او پی مہرا	16 جنوری 1973۔31 جنوری 1976
ایر چیف مارشل ایچ مول گاؤکر	1 فروری 1978۔31 اگست 1978

ایرچیف مارشل آئی ایچ لطیف	1 ستمبر 1978۔31اگست 1981
ایرچیف مارشل دلباغ سنگھ	1 ستمبر 1981۔3 ستمبر 1984
ایرچیف مارشل ایل ایم کاترے	4 ستمبر 1984۔1 جولائی 1985
ایرچیف مارشل ڈی اے لافونٹین	3 جولائی 1985۔31 جولائی 1988
ایرچیف مارشل ایس کے مہرا	1 اگست 1988۔31 جولائی 1991
ایرچیف مارشل این سی سوری	1 اگست 1991۔31 جولائی 1993
ایرچیف مارشل ایس کے کول	اگست 1993۔31 دسمبر 1995
ایرچیف مارشل ایس کے سرین	1 جنوری 1996۔31 دسمبر 1998
ایرچیف مارشل اے وائی ٹپنس	یکم جنوری 1999۔31 دسمبر 2001
ایرچیف مارشل ایس کرشنا سوامی	31 دسمبر 2001۔ تاحال

پرم ویر چکر حاصل کرنے والے

میجر سومناتھ شرما کماؤں رجمنٹ بعد از مرگ نومبر 1947	(کشمیر میں فوجی کارروائی 48-1947)
سیکنڈ لیفٹیننٹ آر آر رانے، کور آف انجینئرس اپریل 1948	(کشمیر میں فوجی کارروائی 48-1947)
کمپنی حولدار میجر پیرو سنگھ راجپوتانہ رائفلس بعد از مرگ: جولائی 1948	(کشمیر میں فوجی کارروائی 48-1947)
لانس نائیک کرم سنگھ، سکھ رجمنٹ بعد از مرگ اکتوبر 1948	(کشمیر میں فوجی کارروائی 48-1947)
نائیک جدوناتھ سنگھ، راجپوت رجمنٹ بعد رحلت دسمبر 1948	(کشمیر میں فوجی کارروائی کامئی 48-1947)
کیپٹن گربچن سنگھ سلاریا گورکھا رائفلس بعد رحلت دسمبر 1961	(کانگو)
میجر دھن سنگھ تھاپا گورکھا رائفلس اکتوبر 1962	(لداخ)
صوبے دار جوگندر سنگھ سکھ رجمنٹ بعد رحلت اکتوبر 1962	(نیفا)
میجر شیطان سنگھ کماؤں رجمنٹ بعد رحلت نومبر 1962	(لداخ)
کمپنی کوارٹر ماسٹر حولدار عبدالحمید گرینیڈیرس بعد رحلت ستمبر 1965	(پاکستان کے خلاف فوجی کارروائی)
لیفٹیننٹ کرنل اے بی تاراپور پونا ہورس بعد رحلت ستمبر 1965	(پاکستان کے خلاف فوجی کارروائی)
میجر ہوشیار سنگھ گرینیڈیرس دسمبر 1971	(ہندوپاک جنگ)
لانس نائک البرٹ یکہ، برگیڈ آف گارڈس 1971	(ہندوپاک جنگ) بعد رحلت
سیکنڈ لیفٹیننٹ ارن کھیتر پال 17 پونا ہورس بعد رحلت دسمبر 1971	(ہندوپاک جنگ)

فلائنگ آفیسر نرمل جیت سنگھ سیکھوں فلائنگ برانچ (پائلٹ) بعد رحلت دسمبر 1971 (ہندو پاک جنگ)

نائب صوبے دار بانا سنگھ جے اینڈ کے لائٹ انفینٹری جون 1987 (سیاچن گلیشئر پر فوجی کارروائی)

میجر رام سوامی پرمیشورن مہار رجمنٹ بعد رحلت نومبر 1987 (سری لنکا میں ہندوستانی امن فوج کی کارروائی)

کیپٹن وکرم بترا/13 جے اے کے رائفل (بعد رحلت) جون 1999 (کارگل میں آپریشن وجے)

لیفٹیننٹ منوج کمار پانڈے، 1/11 جی آر (بعد رحلت) جون 1999 (کارگل میں آپریشن وجے)

رائفل مین سنجے کمار، 13 جے۔ اے کے رائفل جون 1999 (کارگل میں آپریشن وجے)

گرینڈیر یوگیندر سنگھ یادو، 18 گرینڈیرس جون 1999 (کارگل میں آپریشن وجے)

بہادری کے لئے انعامات

یوم جمہوریہ 2001 کے موقع پر درج ذیل بہادری کے لئے انعامات کا اعلان کیا گیا۔

کیرتی چکر	02	
ویر چکر	02	
شوریہ چکر	46	(14 بعد رحلت)
یُدھ سیوا میڈل	01	
بار سینا میڈل (G)	06	
سینا میڈل (G)	113	(47 بعد رحلت)
نو سینا میڈل (G)	01	
وایو سینا میڈل (G)	09	
اتی وششٹ سیوا میڈل	01	
وششٹ سیوا میڈل	01	
سینا میڈل (فرائض کے لیے وقف)	06	
روانگی کاغذ میں تذکرہ	07	

اس کے علاوہ یوم جمہوریہ 2001 کے موقع پر بہادری اور خصوصی خدمات کے لئے مندرجہ ذیل انعامات کا بھی اعلان کیا گیا۔

کیرتی چکر	05	(4 بعد رحلت)
شوریہ چکر	22	(6 بعد رحلت)
پرم وششٹ سیوا میڈل	25	
بارٹو اتی وششٹ سیوا میڈل	01	
اتی وششٹ سیوا میڈل	38	
یدھ سیوا میڈل	07	
بارٹو وششٹ سیوا میڈل	02	
وششٹ سیوا میڈل	123	
بارٹو سینا میڈل(G)	02	
سینا میڈل(G)	111	(17 بعد رحلت)
بارٹو نو سینا میڈل	01	
نو سینا میڈل(G)	03	
وایو سینا میڈل	05	
بار نو سینا میڈل(D)	01	
سینا میڈل(D)	36	
نو سینا میڈل(D)	08	
وایو سینا میڈل(D)	14	
روانگی کاغذوں میں تذکرہ	51	

قومی شاہراہیں اور ان کی لمبائیاں

نمبر شار	قومی شاہراہ نمبر	لمبائی کلومیٹر میں	شروع اسٹیشن	اختتامی اسٹیشن
1	2	3	4	5
1	1	456	دہلی	پاکستانی سرحد (نزد امرتسر)

2	1A	663	جالندھر	اڑی
3	1B	274	بٹوٹ	خانہ بال
4	1C	8	ڈومیل	کٹرہ
5	2	1465	دلی	کلکتہ
6	3	1161	آگرہ	ممبئی
7	4	1235	چنئی	تھانے (ممبئی)
8	4A	153	بیل گاؤں	پنجی
9	4B	27	پنول اوڑاں	(کالا مبولی۔پالیے)
10	5	1533	چنئی	جھارپوروریا جنکشن این ایچ 6 اڑیسہ کے سمیت
11	5A	77	ہری داس پور	پارہ دیپ
12	6	1949	کلکتہ	ہزیرا
13	7	2,369	وارانسی	کنیا کماری
14	7A	51	پلیان کوٹے	توتوکورین
15	8	1428	دلی	ممبئی
16	8A	473	احمد آباد	ماندوی
17	8B	206	پوربندر	بامن بور
18	8C	46	چلوڑا	سرکھیج
19	8D	127	جیت پور	سومناتھ
20	9	841	پنے	مچھلی پٹنم
21	10	403	دلی	پاکستان سرحد (فاضلکا کے نزدیک)
22	11	582	آگرہ	بیکانیر
23	11A	64	منوہر پور	ڈوسہ
24	12	890	جبل پور	جے پور
25	13	691	شولہ پور	منگلور
26	14	450	بیور	رادھن پور

27	15	1526	پٹھان کوٹ	سمکیالی
28	16	460	نظام آباد	جگدل پور
29	17	1269	پنول	اودھے پلی (کوچنگ کے نزدیک)
30	17A	19	پورتعلیم	سرمہ گاؤں
31	17B	40	پنڈہ	واسکو
32	18	369	چتور	کورنول
33	19	240	غازی پور (این ایچ 29 پر)	پٹنہ کے نزدیک
34	20	220	پٹھان کوٹ	منڈی
35	21	323	چنڈی گڑھ	منالی
36	21A	65	پنجور	صدرگھاٹ
37	22	459	امبالہ	شپ قلعہ
38	23	459	چاس	نیوتا (تلچیر کے نزدیک)
39	24	438	دلی	لکھنؤ
40	24A	17	بخشی کا تلاب	این ایچ 28 (چنہات)
41	25	352	لکھنؤ	شیو پوری
42	25A	31	این ایچ 25	بخشی کا تالاب (19 کلومیٹر)
43	26	396	جھانسی	لکھنا ڈون
44	27	93	الہ آباد	منگوان
45	28	570	لکھنؤ	بریلی
46	28A	68	پپرا کوٹھی	رکسول (نیپال سرحد)
47	29	196	وارانسی	گورکھپور
48	30	230	موہنیا	بختیار پور
49	30A	65	فتوہا	بارک
50	31	1125	برہی	گوہاٹی
51	31A	92	سیوک	گنگٹوک
52	31B	19	اتری سلمارا	جوگی ڈھوپا

53	31C	235	گلکب کے سامنے	بجنی کے نزدیک این ایچ 31 جنکشن
54	32	179	گوبند پور	جمشید پور
55	33	352	برہی	بہرا گوہرا
56	34	443	کلکتہ	دل کولا
57	35	61	بارہ سات	بن گاؤں (بنگلہ دیش سرحد)
58	36	170	نوگاؤں	دیما پور
59	37	680	بجرتن	سکھواگھاٹ (گول پارہ کے نزدیک)
60	37A	23	گواڑی تال	تیج پور کے نزدیک
61	38	54	مکوم	لیکھ پانی
62	39	436	نم لی گڑھ	میاما سرحد (مورے کے نزدیک)
63	40	216	جواڑ بات	جوائی
64	41	51	گولاگھاٹ	ہلدیا
65	42	261	کٹک	سنبل پور
66	43	551	رائے پور	نتولسا
67	44	630	شیلونگ	سبروم
68	44A	230	ایزول	منو
69	45	387	چنئی	دندی گل
70	45A	190	ولوپورم	ناگ پٹنم
71	45B	257	تیرچی	توتو گورین
72	46	132	کرشنا گیری	رانی پیٹ
73	47	640	سلیم	کنیا کماری
74	47A	6	ویلنگ ڈن آئی لینڈ	کوچین بائی پاس این ایچ 47
75	48	328	نیلا منگلہ	منگلور بنگلور کے نزدیک
76	49	440	مدورائی	دھنش کوڑی این ایس 49 کا ایکسٹینشن
			کوچین	مدورائی سے کوچین 280 کلومیٹر
77	50	192	ناسک	پونا

78	51	149	پیکن (این ایچ 37 پر)	ڈالو
79	52	850	بیہا تا چرالی (این ایچ 31 پر)	این ایچ 37 کے ساتھ جنکشن (سیکھوا گھاٹ کے نزدیک)
80	52A	57	بندر دیوا	گوہ پور
81	52B	31	کلاجان	ڈبرو گڑھ
82	53	320	بدر پور کے پاس (این ایچ 44 پر)	امپھال کے پاس (این ایچ 39 پر)
83	54	850	ڈبوکا	توئی پانگ
84	54A	9	تھوریات	لنگ لیئی
85	54B	27	وینس سیڈل	ساہیا
86	55	77	سلی گڑی	دارجلنگ
87	56	285	لکھنؤ	وارانسی
88	56A	13	این ایچ 28 (چنہات)	این ایچ 56 (16 کلومیٹر)
89	56B	19	این ایچ 56 (16 کلومیٹر)	این ایچ 25 (9 کلومیٹر)
90	57	310	مظفر پور	پورنیا
91	این ای-I	93	احمد آباد	بڑودرا
92	58	527	غازی آباد	مانا
93	59	350	احمد آباد	اندور
94	60	305	بالاسور	آسنسول
95	61	240	کوہیما	جھانسی
96	62	195	ڈامرا	ڈالو
97	63	432	انکولا	گوٹی
98	64	256	چنڈی گڑھ	ڈبوالی
99	65	690	انبالہ	پالی
100	66	244	پونڈی	کرشنا گیری
101	67	357	ناگاپٹنم	کوئمبتور

102	68	134	ارنڈ پیٹ	سلیم
103	69	350	ناگپور	عبیداللہ گنج
104	70	170	جالندھر	منڈی
105	71	307	جالندھر	پائل
106	71A	72	روہتک	پانی پت
107	72	200	انبالہ	ہردوار
108	73	188	روڑکی	آنولہ
109	74	300	ہری دوار	بریلی
110	75	955	گوالیر	رانچی
111	76	1,007	پنڈوارہ	الہ آباد
112	77	142	حاجی پور	سون برسا
113	78	559	کٹنی	گملا
114	79	500	اجمیر	گھاٹ بیلود (اندور)
115	80	310	موگا	فرخا
116	150	700	آئی جول	کوہیما
117	200	740	رائے پور	چاندی خول
118	201	310	پوری گما	بارگڑھ
119	202	280	حیدرآباد	بھبھانی پٹنم
120	203	59	بھونیشور	پوری
121	204	126	رتنا گری	کولہاپور
122	205	442	اننت پور	چنئی
123	206	363	ٹمکور	ہوناوار
124	207	155	ہوسور	نیلا منگلا
125	208	195	کوللم	ترومنگلم (مدورے)
126	209	456	ڈنڈی گل	بنگلور
127	210	160	تریچی	رام ناتھ پورم

128	211	400	سولاپور	دھولے
129	81	100	کورا	مالدہ
130	82	130	گیا	موکاویہ
131	83	130	پٹنہ	ڈوبھی
132	84	60	آرا	بکسر
133	85	95	چھپرا	گوپال گنج
134	86	674	کانپور	دیواس
135	87	83	رامپور	نینی تال
136	88	115	شملہ	ماتور
137	89	300	اجمیر	بیکانیر
138	212	250	کوزی کوڈ	کلے گل
139	213	130	پال گھاٹ	کوزی کوڈ
140	214	270	کانچی پوڈی	پمارو
141	215	348	پانی کولی	راجامنڈرا
142	152	40	پتھر کوچی	بھوتان سرحد
143	151	14	کریم گنج	بنگلہ دیش سرحد
144	2A	25	سکندرا	بھونگی پور
145	8A	220	سوم ناتھ	بھاؤنگر
146	12A	280	جبل پور	سمگا
147	59A	264	اندور	بیتول
148	90	100	باران	اکلیرا
149	91	405	غازی آباد	کانپور
150	92	171	بھون گاؤں	گوالیر
151	93	220	آگرہ	مرادآباد
152	94	160	رشی کیش	یمونوتری
153	95	225	چندی گڑھ (کھارار)	فیروز پور

154	96	160	فیض آباد	الہ آباد
155	97	45	غازی پور	سید راجا
156	98	207	پٹنہ	راج بارا
157	99	110	دوبھی	چندوا
158	100	118	چھترا	باگورر
159	101	60	چھاپرا	باراؤلی
160	102	80	چھاپرا	مظفر پور
161	103	55	حاجی پور	مشری گھرائی
162	104	160	چاکیہ	نارہاریہ
163	105	66	دربھنگا	جے نگر
164	106	130	بیرپور	بیرپور
165	107	145	مہیش کھنٹ	پورنیہ
166	153	60	لیڈو	انڈو/میانمار بورڈر
167	154	180	والیشور	کانپوئی
168	216	80	رائے گڑھ	سرائے پالی
169	217	508	رائے پور	گوپال پور
170	218	176	بیجاپور	ہبلی
171	219	150	مدناپالی	کرشناگری
172	220	265	کولم (قوئی لون)	ٹنی

اہم ریل گاڑیاں

نمبر شمار	ریل گاڑیوں کے نمبر اور نام	جن دو مقامات کے درمیان چلتی ہیں
	شتابدی ایکسپریس	
1	2001/2002	نئی دہلی۔بھوپال
2	2003/2004	نئی دہلی۔لکھنؤ
3	2005/2006	نئی دہلی۔کالکا

4	2007/2008	چنئی۔میسور (منگل کو چھوڑ کر ہفتے میں چھ دن)
5	2009/2010	بمبئی سنٹرل۔احمد آباد (جمعہ کو چھوڑ کر ہفتے میں چھ دن)
6	2011/2012	نئی دہلی۔چنڈی گڑھ
7	2013/2014	نئی دہلی۔امرتسر
8	2015/2016	نئی دہلی۔اجمیر (اتوار کو چھوڑ کر ہفتے میں چھ دن)
9	2017/2018	نئی دہلی۔دہرہ دون (چھ دن)
10	2019/2020	ہاوڑا۔بوکارو اسٹیل سٹی (اتوار کو چھوڑ کر ہفتے میں چھ دن)
11	2021/2022	ہاوڑا۔راوڑکیلا (سنیچر کو چھوڑ کر ہفتے میں چھ دن)
12	2023/2024	چنئی۔کوئمبتور (بدھ کو چھوڑ کر ہفتے میں چھ دن)
13	2027/2028	بمبئی سنٹرل۔پونہ
14	2029/2030	نئی دہلی۔امرتسر (ہفتہ میں چھ دن)
15	2031/2032	نئی دہلی۔امرتسر (ہفتہ میں ایک دن اتوار کو)

راجدھانی ایکسپریس

1	2301/2302	نئی دہلی ہاوڑہ وایا گیا (ہفتے میں پانچ دن)
2	2305/2306	نئی دہلی ہاوڑہ وایا پٹنہ (ہفتے میں دو دن)
3	2309/2310	نئی دہلی پٹنہ (ہفتہ میں دو دن)
4	2421/2422	نئی دہلی۔ہاوڑہ۔بھونیشور (ہفتے میں دو دن)
5	2423/2424	نئی دہلی۔گوہاٹی (ہفتے میں دو دن)
6	2423A/2424A	نئی دہلی۔گوہاٹی ڈبروگڑھ لنک راجدھانی ایکسپریس (ایک دن)
7	2425/2426	نئی دہلی۔جموں توی (ہفتے میں ایک دن)
8	2429/2430	حضرت نظام الدین۔سکندرآباد۔بنگلور (ہفتے میں دو دن)
9	2431/2432	حضرت نظام الدین۔مڈگاؤں۔ترواننت پورم (ہفتے میں دو دن)
10	2433/2434	حضرت نظام الدین۔چنئی (ہفتے میں دو دن)

11	2435/2436	نئی دہلی گواہاٹی (ہفتے میں دو دن)
12	2951/2952	نئی دہلی۔ممبئی سنٹرل (ہفتے میں ایک دن)
13	2953/2954	حضرت نظام الدین۔ممبئی سنٹرل اگست کرانتی (ہفتے میں چھ دن)
14	2957/2958	نئی دہلی۔احمد آباد (ہفتے میں تین دن)

سپرفاسٹ ریل گاڑیاں

-1	2101-2102	لوک منیا تلک (ٹی) ہاوڑہ جانیسوری ایکسپریس (ہفتے میں تین دن)
-2	2103/2104	لوک منیا تلک (ٹی) ناگپور ساراستہ ایکسپریس (ہفتے میں ایک دن)
-3	2105/2106	ممبئی۔ناگپور ودھربا ایکسپریس
-4	2123/2124	ممبئی۔پونے ڈیکیمٹ کیوئن ایکسپریس
-5	2129/2130	پونے۔ہاوڑہ آزاد ہند ایکسپریس (ہفتے میں تین دن)
-6	2133/2134	ممبئی سی۔ایس۔ٹی لکھنؤ پشپک ایکسپریس
-7	2137/2138	ممبئی سی۔ایس۔ٹی فیروز پور پنجاب میل
-8	2141/2142	لوک منیا تلک (ٹی) پٹنہ سپر فاسٹ ایکسپریس
-9	2155/2156	حبیب گنج۔نظام الدین بھوپال ایکسپریس
-10	2165/2166	لوک منیا تلک (ٹی) وارانسی ایکسپریس
-11	2179/2180	گوالیار۔نظام الدین۔تاج ایکسپریس
-12	2303/2304	ہاوڑہ۔نئی دہلی پوروا ایکسپریس وایا پٹنہ (ہفتے میں چار دن)
-13	2307/2308	ہاوڑہ۔جودھپور ایکسپریس
-14	2307A/2308A	بیکانیر۔سیر تاروڈ لنک ایکسپریس
-15	2311/2312	ہاوڑہ۔کالکا۔کالکا میل
-16	2315/2316	سیل داہ۔اجمیر۔اتانیا ایکسپریس
-17	2317/2318	سیل داہ۔امرتسر۔اکال تخت ایکسپریس
-18	2321/2322	ہاوڑہ۔ممبئی سی۔ایس۔ٹی میل

-19	2381/2382	ہاوڑہ۔نئی دہلی۔پوروا ایکسپریس وایا گیا
-20	2391/2392	پٹنہ۔نئی دہلی مگدھ ایکسپریس
-21	2401/2402	پٹنہ۔نئی دہلی شرماجیوی ایکسپریس
-22	2403/2404	دہلی۔جموں توی پوجا ایکسپریس
-23	2405/2406	بھوساوال۔نظام الدین گونڈوانا ایکسپریس (ہفتے میں تین دن)
-24	2409/2410	بلاس پور۔نظام الدین گونڈوانا ایکسپریس (ہفتے میں پانچ دن)
-25	2411/2412	جبل پور۔نظام الدین گونڈوانا ایکسپریس
-26	2413/2414	جے پور۔دہلی ایکسپریس
-27	2415/2416	اندور۔نظام الدین ڈیلکس ایکسپریس
-28	2417/2418	الٰہ آباد۔نئی دہلی پیاراگنج ایکسپریس
-29	2419/2420	لکھنؤ۔نئی دہلی گومتی ایکسپریس
-30	2461/2462	دہلی۔جودھپور مندورا ایکسپریس
-31	2465/2466	جودھ پور۔سوائی مادھوپورا ایکسپریس
-32	2467/2468	بیکانیر۔جے پور انٹرسیٹی ایکسپریس
-33	2471/2472	ممبئی۔نئی دہلی۔جموں توی سوراج ایکسپریس
-34	2473/2474	احمدآباد۔نئی دہلی۔جموں توی سرودھیا ایکسپریس
-35	2475/2476	ہاپا۔نئی دہلی۔جموں توی ایکسپریس
-36	2477/2478	جم نگر۔جموں توی ایکسپریس
-37	2497/2498	نظام الدین۔امرتسر شانِ پنجاب ایکسپریس
-38	2553/2554	براؤنی۔نئی دہلی ویشالی ایکسپریس
-39	2605/2606	چنئی۔تریچی پلاون ایکسپریس
-40	2607/2608	چنئی۔بنگلور۔لال باغ ایکسپریس
-41	2615/2616	چنئی۔نئی دہلی جی ٹی ایکسپریس
-42	2617/2618	ارناکولم۔نظام الدین۔منگلا ایکسپریس

-43	2619/2620	لوک منیا تلک (ٹی) ۔ منگلور متسیا گندھا ایکسپریس
-44	2621/2622	چنئی ۔ نئی دہلی تمل ناڈو ایکسپریس
-45	2625/2626	تری وینڈرم ۔ نئی دہلی کیرالا ایکسپریس
-46	2627/2628	بنگلور ۔ نئی دہلی کرناٹک ایکسپریس
-47	2635/2636	چنئی ۔ مدرائی ویگئی ایکسپریس
-48	2639/2640	چنئی ۔ بنگلور برنداون ایکسپریس
-49	2643/2644	تری وینڈرم ۔ نظام الدین ایکسپریس
-50	2645/2646	ارناکولم ۔ نظام الدین ایکسپریس
-51	2647/2648	کوئمبتور ۔ نظام الدین کونگو ایکسپریس
-52	2673/2674	چنئی ۔ کوئمبتور ۔ چیرن ایکسپریس
-53	2675/2676	چنئی ۔ کوئمبتور ۔ کوویا ایکسپریس
-54	2677/2678	کوئمبتور ۔ بنگلور ایکسپریس
-55	2679/2680	چنئی ۔ کوئمبتور ۔ انٹرسٹی ایکسپریس
-56	2703/2704	ہاوڑہ ۔ سکندرآباد فلک نما ایکسپریس
-57	2711/2712	وجیاواڑہ ۔ چنئی پیناکنی ایکسپریس
-58	2713/2714	وجیاواڑہ ۔ سکندرآباد ستاواہانہ ایکسپریس
-59	2715/2715	نندا ۔ امرتسر سچکھنڈ ایکسپریس
-60	2717/2718	وشاکھاپٹنم ۔ وجیاواڑہ رتناچل ایکسپریس
-61	2723/2724	حیدرآباد ۔ نئی دہلی اے ۔ پی ۔ ایکسپریس
-62	2725/2726	ہبلی ۔ بنگلور انٹرسٹی ایکسپریس
-63	2747/2748	گونتور ۔ سکندرآباد پالناڈ ایکسپریس
-64	2759/2760	چنئی ۔ حیدرآباد چارمینار ایکسپریس
-65	2763/2764	تری پتی ۔ سکندرآباد ایکسپریس
-66	2779/2780	واسکو ۔ نظام الدین گوا ایکسپریس

67-	2801/2802	پوری۔نئی دہلی (پورشوتم ایکسپریس)
68-	2803/2804	وشاکھاپٹنم۔نظام الدین سوارن جیانتی ایکسپریس
69-	2805/2806	وشاکھاپٹنم۔وجیاوازہ جنم بھومی ایکسپریس (ہفتے میں چھ دن)
70-	2807/2808	وشاکھاپٹنم۔نظام الدین سمتا ایکسپریس (ہفتے میں تین دن)
71-	2809/2810	ہاوڑہ۔ممبئی میل
72-	2815/2816	پوری۔نئی دہلی ایکسپریس (ہفتے میں چار دن)
73-	2821/2822	ہاوڑہ۔بھبھنیشور دھولی ایکسپریس
74-	2841/2842	ہاوڑہ۔چنئی کورومنڈل ایکسپریس
75-	2859/2860	ہاوڑہ۔ممبئی سی۔ایس۔ٹی۔گیتانجلی ایکسپریس
76-	2901/2902	ممبئی۔احمد آباد گجرات میل
77-	2903/2904	ممبئی۔امرتسر گولڈن ٹیمپل میل
78-	2915/2916	احمد آباد۔دہلی آشرم ایکسپریس
79-	2925/2926	ممبئی۔امرتسر پشچم ایکسپریس
80-	2927/2928	ممبئی سینٹرل۔وادودارہ ایکسپریس
81-	2933/2934	ممبئی سینٹرل۔احمد آباد کراوتی ایکسپریس
82-	2955/2956	ممبئی سینٹرل۔جے پور ایکسپریس
83-	2961/2962	باندرا۔اندور۔اونتیکا ایکسپریس
84-	2963/2964	باندرہ۔وادودارہ سایاجی نگرا ایکسپریس

لمبی دوری کی کچھ اہم ریل گاڑیاں

1۔	1019/1020	ممبئی سی ایس ٹی۔بھوبنیشور کونارک ایکسپریس
2۔	1077/1078	جموں توی۔پونے (جہیلم ایکسپریس)
3۔	1081/1082	ممبئی سی ایس ٹی۔کنیا کماری ایکسپریس
4۔	3005/3006	امرتسر۔ہاوڑا میل

5-	3073/3074	ہاوڑا۔جموں توری (ہمگری ایکسپریس) (ہفتے میں تین دن)
6-	4055/4056	دہلی ڈبروگڑھ (برہم پتر ایکل)
7-	4095/4096	نئی دہلی کالکا۔ہمالیہ کوئن
8-	4229/4230	نئی دہلی۔لکھنؤ (لکھنؤ میل)
9-	5207/5208	امرتسر۔برونی ایکسپریس
10-	5209/5210	براؤنی۔امرتسر جن سیوا ایکپریس (ہفتے میں پانچ دن)
11-	5609/5610	دہلی۔گواہاٹی (اودھ۔آسام)
12-	5621/5622	نئی دہلی۔گواہاٹی۔(این ای۔ایکسپریس)
13-	5645/5646	گواہاٹی۔دادر۔(ہفتے میں دو دن)
14-	5647/5648	گواہاٹی۔دادر
15-	6003/6004	چنئی۔ہاوڑا میل
16-	6317/6318	جموں توی۔کنیا کماری (ہم ساگرا یکسپریس) (ہفتے میں ایک دن)
17-	6319/6320	چنئی۔ترونیتورم میل
18-	6505/6506	حضرت نظام الدین۔میسور دایا ہبلی (سورن جینتی ایکسپریس) ہفتے میں ایک دن
19-	6529/6530	ممبئی سی ایس ٹی۔بنگلور۔(ادین ایکسپریس)
20-	6717/6718	چنئی مدورائی (پانڈین ایکسپریس)
21-	6877/6878	چنئی۔تریچراپلی (روک فورٹ ایکسپریس) ایم جی
22-	7007/7008	حیدرآباد۔وشاکھاپٹنم (گوداوری ایکسپریس)
23-	8603/8604	دہلی ہٹیا جھارکھنڈ (سورن جینتی ایکسپریس۔بارکاکانہ) ہفتے میں دو دن۔
24-	8605/8606	دہلی۔ہٹیا۔جھارکھنڈ ایکسپریس وایا گوموح (ہفتے میں ایک دن)

ہندستان کی کچھ اہم پہاڑی چوٹیوں کی اونچائیاں

نمبر شمار	پہاڑی چوٹی	بلندی سطح سمندر سے (میٹروں میں)
1	کے ٹو	8,611 (پاکستان کے قبضے میں)
2	کنچن جنگھا	8,598
3	ناگا پروت	8,126
4	گاشیرم برم	8,068 (پاکستان کے قبضے میں)
5	براڈ پیک	8,047 (پاکستان کے قبضے میں)
6	دستیگل سر	7,885 (پاکستان کے قبضے میں)
7	ماشیر برم (مشرقی)	7,821
8	نندا دیوی	7,817
9	ماشیر برم (مغربی)	7,806 (پاکستان کے قبضے میں)
10	لاکاپوش	7,788 (پاکستان کے قبضے میں)
11	کامیت	7,756
12	ساسیر کانگڑی	7,672
13	سکیانگ کانگڑی	7,544 (پاکستان کے قبضے میں)
14	سیانگ کانگڑی	7,422 (پاکستان کے قبضے میں)
15	چوکھمبا (بدری ناتھ چوٹی)	7,138
16	ترشول (مغرب)	7,138
17	نن کون	7,135
18	پوہوتری	7,128
19	کانگو	7,090
20	دوناگری	7,066

ہندستان کی کچھ اہم ندیوں کی لمبائیاں

نمبر شمار	ندی	لمبائی (کلومیٹر)
1-	سندھ	2,900
2-	برہمپترا	2,900
3-	گنگا	2,510
4-	گوداوری	1,450
5-	نرمدا	1,290
6-	کرشنا	1,290
7-	مہاندی	890
8-	کاویری	760

آئینی ترمیمات

(1) آئین (پہلی ترمیم) ایکٹ 1950۔ اس ترمیم میں آئین کی دفعہ 19 میں دیئے گئے آزادی تقریر اور اظہار کے حقوق اور کوئی پیشہ، تجارت یا کاروبار کرنے کے حقوق پر پابندی لگانے کے لئے نئی بنیاد فراہم کی گئیں۔ ان پابندیوں کا تعلق، عوامی نظم ونسق، غیر ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات یا آزادی تقریر کے حق کے ضمن میں خلاف قانون حرکت اور تجارتی یا تکنیکی ڈگری عطا کرنے یا کوئی تجارت یا کاروبار شروع کرنے کے حق سے متعلق ریاست وغیرہ کے ذریعہ کوئی تجارت، کاروبار، صنعت یا سروس شروع کرنے سے ہے۔ اس ترمیم کے ذریعہ دو نئی دفعات 31A اور 31B اور نویں شڈیول کو شامل کیا گیا۔ تاکہ اصلاح اراضی کے قانون کو چیلنج نہیں کیا جاسکے۔

(2) آئین (دوسری ترمیم) ایکٹ، 1952۔ اس ترمیم کے ذریعہ لوک سبھا کے انتخاب کے لئے نمائندگی کی تناسب کو دوبارہ ترتیب دیا گیا۔

(3) آئین (تیسری ترمیم) ایکٹ، 1954۔ اس ترمیم کے ذریعہ ساتویں شڈیول کی فہرست III (مشترکہ فہرست Concurrent) کا قائم مقام جدول انٹری 33 کو کیا گیا تاکہ یہ دفعہ 369 کے مطابق ہوسکے۔

(4) آئین (چوتھی ترمیم) ایکٹ، 1955۔ ذاتی ملکیت کی لازماً حصول کی ریاستی اختیارات کو صحیح طریقے سے واضح کرنے اور اسے ان معاملوں میں جہاں ریاست کی انضباطی اور امتناعی قوانین کے نفاذ سے کسی فرد کو ملکیت سے محروم کردیا گیا ہو، الگ کرنے کے لئے آئین کی دفعہ (2)31 میں ترمیم کی گئی۔ آئین کی دفعہ 31A کے دائرہ اثر کی توسیع انسداد زمین داری جیسے فلاحی قوانین تک کرنے اور شہری اور دیہی علاقوں کی مناسب پلاننگ اور ملک کے معدنیات اور تیل کے ذخیروں پر پورا کنٹرول کرنے کے لئے اس دفعہ میں ترمیم کی گئی۔ نویں شڈیول چھ ایکٹ بھی شامل کئے گئے۔ ریاستی اجارہ داری کی ممانعت کرنے والے قوانین کے حق میں دفعہ 305 میں بھی ترمیم کی گئی۔

(5) آئین (پانچویں ترمیم) ایکٹ، 1956۔ اس ترمیم کے ذریعہ دفعہ 3 میں ترمیم کر کے صدر کو یہ اختیار دیا گیا کہ وہ ریاستی مقننہ کے ذریعہ اپنی اپنی ریاستی علاقوں، سرحدوں وغیرہ کو اثر انداز کرنے والے مرکزی قوانین سے متعلق اپنی رائے ارسال کرنے کے لئے کوئی وقت مقرر کر سکتے ہیں۔

(6) آئین (چھٹی ترمیم) ایکٹ، 1956۔ اس ترمیم کے ذریعہ بین ریاستی تجارت اور کامرس میں اشیا کی خرید وفروخت پر محصول سے متعلق دفعات 269 اور 286 میں چند تبدیلیاں کی گئیں۔ آئین کی ساتویں شیڈیول کی یونین لسٹ میں ایک جدول 92A شامل کیا گیا۔

(7) آئین (ساتویں ترمیم) ایکٹ، 1956۔ ریاستی بازتشکیل کمیشن کی سفارشات کو نافذ کرنے اور لازمی تبدیلیوں کو شامل کرنے کے مقصد سے یہ ترمیم کی گئی۔ عام طور پر موجودہ ریاستوں اور ریاستی علاقوں کی تقسیم ریاست اور مرکزی علاقہ کے روپ میں بانٹا کیا گیا۔ اس ترمیم میں لوک سبھا کی ساخت، ہر ایک مردم شماری کے بعد اس کی باز ترتیب، نئے ہائی کورٹ کا قیام، ہائی کورٹ کے ججوں سے متعلق انتظامات رکھے گئے ہیں۔

(8) آئین (آٹھویں ترمیم) ایکٹ، 1960۔ پارلیمنٹ اور ریاستی مقننہ میں درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کے لئے اور نامزدگی کے ذریعہ انگلو انڈین برادری کے لئے نشستیں محفوظ کرنے کے وقفہ کو دس برسوں تک بڑھانے کے لئے دفعہ 334 میں ترمیم کی گئی۔

(9) آئین (نویں ترمیم) ایکٹ، 1960۔ ہندوستان اور پاکستان کی حکومتوں کے مابین ہوئے قرار کے مطابق پاکستان کو کچھ علاقہ منتقل کرنے کے لئے یہ آئینی ترمیم کی گئی یہ ترمیم اس لئے بھی ضروری تھی کہ بیروباڑی کی منتقلی کے معاملے میں سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا تھا کہ کسی علاقے کو کسی دوسرے ملک کو منتقل کرنے کے لئے قرار کو دفعہ 3 کے تحت بنائے گئے کسی قانون کے ذریعہ عمل ہی نہیں لایا جا سکتا، لیکن اسے آئین کی ترمیم کے ذریعہ عمل میں لایا جا سکتا ہے۔

(10) آئین (دسویں ترمیم) ایکٹ، 1961۔ دادر اور نگر حویلی کے علاقے کو مرکزی علاقے کے روپ میں شامل کرنے اور صدر کی ضابطگی کے اختیار کے مطابق انتظامیہ کا اہتمام کرنے کے لئے دفعہ 240 اور پہلی شیڈیول میں ترمیم کی گئی۔

(11) آئین (گیارہویں ترمیم) ایکٹ، 1961۔ اس ترمیم کا مقصد آئین کے دفعات 66 اور 71 کا اس لحاظ سے ترمیم کرنا تھا کہ مناسب حلقہ انتخابات کنندگان کی کسی خالی جگہ کی بنیاد پر صدر اور نائب صدر کے انتخاب کو چیلنج نہ کیا جا سکے۔

(12) آئین (بارہویں ترمیم) ایکٹ، 1962۔ اس ترمیم کے ذریعہ گوا، دمن اور دیو کو مرکزی علاقے کے روپ میں شامل کیا گیا اور اس مقصد کے لئے دفعہ 240 میں ترمیم کی گئی۔

(13) آئین (تیرہویں ترمیم) ایکٹ، 1962۔ اس ترمیم کے ذریعہ حکومت ہند اور ناگا پیپلس کانوینشن کے مابین ہوئے قرار کی تائید میں ناگالینڈ ریاست کے متعلق ایک خاص کلاز 371A کا اضافہ کیا گیا۔

(14) آئین (چودہویں ترمیم) ایکٹ۔ 1962۔ اس ایکٹ کے ذریعہ پانڈیچری کو مرکزی علاقہ کے روپ میں پہلی شیڈیول میں شامل کیا گیا۔ اس ایکٹ کے ذریعہ ہماچل پردیش، منی پور، تریپورا، گوا، دمن اور دیو اور پانڈیچری کے لئے، پارلیمانی قانونی کے ذریعہ مقننہ کی تشکیل دی گئی۔

(15) آئین (پندرہویں ترمیم) ایکٹ، 1963 - اس ترمیم کے ذریعہ عدالتوں اور ججوں کی سبکدوشی کی عمر میں اضافہ کرنے اور ایک ہائی کورٹ سے دوسرے ہائی کورٹ میں تبادلہ کئے جانے والے ججوں کو تلافی بھتہ دینے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اس ایکٹ کے ذریعہ سبکدوش ججوں کو ہائی کورٹ کے جج کے روپ میں تقرر کا اہتمام کیا گیا ہے۔ دفعہ 226 کی توسیع کی گئی ہے تاکہ ہائی کورٹ کو یہ اختیار دیا جاسکے کہ وہ کسی سرکاری عہدیدار کو ہدایت، حکم یا رٹ جاری کرسکیں۔ اگر اس اختیار کے استعمال کے عمل کی وجہ ان علاقوں میں پیدا ہوئی جس میں وہاں کی ہائی کورٹ اپنے دائرے اختیار کا استعمال کرتا ہے۔ خواہ اس سرکاری عہدہ دار کا تعلق ان علاقوں سے نہ ہو۔ اس ایکٹ کے ذریعہ سروس کمیشن کے چیئرمین کی غیر حاضری میں اس کے اختیاروں کا استعمال ایک ممبر کے ذریعہ کئے جانے کی گنجائش ہے۔

(16) آئین (سولہویں ترمیم) ایکٹ، 1963 - اس ایکٹ کے ذریعہ دفعہ 19 میں ترمیم کی گئی جس میں ہندوستان کی اقتدار اعلی اور سالمیت کے حق میں تقریر اور اظہار کی آزادی، پرامن اور بغیر اسلحہ کے اجلاس اور تنظیم بنانے کے حقوق پر پابندی عائد کی گئی۔ پارلیمنٹ اور ریاستی مقننہ کے انتخاب کے لئے امیدواروں کے ذریعہ لیے جانے والے حلف میں ترمیم کرکے ایک اور شرط رکھی گئی کہ وہ ہندوستان کی اقتدار اعلا اور سالمیت کو برقرار رکھیں گے۔ ان ترامیم کا مقصد قومی یک جہتی کو فروغ دینا تھا۔

(17) آئین (سترہویں ترمیم) ایکٹ، 1964 - دفعہ 31A میں مزید ترمیم کی گئی جس کے مطابق نجی کھیتی کی زمین کا حصول تب تک نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ معاوضے کی شکل میں اس زمین کی بازار کی قیمت ادا نہ کردی جائے۔ ساتھ اس ترمیم کے ذریعہ متذکرہ دفعہ میں دی گئی املاک کی تعریف کی توسیع استقداری اثر سے کی گئی ہے۔ نویں شڈیول کی بھی ترمیم کی گئی اور اس میں مزید 44 ایکٹ شامل کئے گئے۔

(18) آئین (اٹھارویں ترمیم) ایکٹ، 1966 - اس ایکٹ کے ذریعہ دفعہ 3 کی ترمیم یہ ظاہر کرنے کے لئے کی گئی کہ ریاست لفظ میں مرکزی علاقہ بھی شامل ہوگا اور اسی دفعہ کے مطابق نئی ریاست بنانے کے اختیار میں کسی ریاست یا مرکزی علاقے کے ایک حصے کو کسی دوسری ریاست یا مرکزی علاقہ سے ملاکر ایک نئی ریاست یا مرکزی علاقہ بنانے کا اختیار شامل کیا گیا۔

(19) آئین (انیسویں ترمیم) ایکٹ، 1966 انتخابی ٹرابیونلوں کو ختم کرنے اور ہائی کورٹ کے ذریعہ انتخابی عرض داشتوں کی سماعت کئے جانے کے فیصلے کے نتیجے میں دفعہ 324 کی ترمیم اس لازمی تبدیلی کے لئے کی گئی۔

(20) آئین (بیسویں ترمیم) ایکٹ، 1966 - یہ ترمیم، چندر موہن بنام اتر پردیش معاملے میں سپریم کورٹ کے اس فیصلے کی وجہ سے عمل میں آئی جس میں سپریم کورٹ نے اتر پردیش ریاست میں ضلع ججوں کی قطعی تقرری کو مسترد کردیا تھا۔ ایک نئی دفعہ 233A کا اضافہ کیا گیا۔ اور گورنر کے ذریعہ کی گئی تقرری کو جائز بنا دیا گیا۔

(21) آئین (اکیسویں ترمیم) ایکٹ، 1967 - اس ترمیم کے ذریعہ سندھی زبان کو آٹھویں شڈیول میں شامل کیا گیا۔

(22) آئین (بائیسویں ترمیم) ایکٹ، 1969 یہ ایکٹ آسام ریاست میں ایک نئی خود مختار ریاست میگھالیہ قائم کرنے کے لئے عمل میں آیا۔

(23) آئین (23 ویں ترمیم) ایکٹ، 1969 - درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں اور اینگلو انڈین افراد کے لئے پارلیمنٹ اور ریاستی مقننہ میں نشستوں کی تحفظ کی مدت مزید 10 برسوں تک بڑھانے کے لئے دفعہ 334 میں ترمیم کی گئی۔

(24) آئین (24 ویں ترمیم) ایکٹ، 1971 - یہ ترمیم گولک ناتھ کے معاملے سے پیدا شدہ حالات کے ضمن میں عمل میں آئی، چنانچہ اس ایکٹ کے ذریعہ بنیادی حقوق کے ساتھ ساتھ آئین میں ترمیم کرنے کے لئے پارلیمنٹ کے اختیارات سے متعلق تمام طرح کی شکوک وشبہات کو رفع کرنے کے لئے دفعہ 113 اور دفعہ 368 میں ترمیم کی گئی۔

(25) آئین (25 ویں ترمیم) ایکٹ، 1971 - اس ترمیم کے ذریعہ بینکوں کو قومیانے کے معاملے کو مدنظر رکھتے ہوئے دفعہ 31 میں ترمیم کی گئی۔ لفظ 'معاوضہ' کو 'مناسب معاوضہ' کے روپ میں قانونی وضاحت (تشریح) کو دھیان میں رکھتے ہوئے 'معاوضہ' کی جگہ لفظ 'رقم' رکھا گیا۔

(26) آئین (26 ویں ترمیم) ایکٹ، 1971 - اس ترمیم کے ذریعہ ہندوستانی ریاستوں کے حکمرانوں کے ''پروی پرس'' اور خصوصی مراعات کو ختم کیا گیا۔ یہ ترمیم مادھوراؤ کے معاملے میں سپریم کورٹ کے فیصلے کے نتیجے میں پاس ہوئی۔

(27) آئین (27 ویں ترمیم) ایکٹ، 1971 - اس ترمیم ایکٹ کو شمال مشرقی ریاستوں کی بازتنظیم کی وجہ سے پیدا شدہ ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر پاس کیا گیا۔ ایک نیا دفعہ 239B کا اضافہ کیا گیا۔ جس کی وجہ سے چند مرکزی علاقوں کی انتظامیہ آرڈیننس نافذ کرنے کی مجاز ہوگئیں۔

(28) آئین (28 ویں ترمیم) ایکٹ، 1972 - یہ ترمیم ہندوستانی سول سروس کے ممبران کی چھٹی، پنشن اور تادیبی معاملات سے متعلق مخصوص مراعات کو ختم کرنے کے لئے پاس کی گئی۔

(29) آئین (29 ویں ترمیم) ایکٹ، 1972 - آئین کی نویں شڈیول میں ترمیم کرکے اس میں اصلاح اراضی سے متعلق کیرل کے دو ایکٹ شامل کئے گئے۔

(30) (30 ویں ترمیم) - ایکٹ، 1972 - اس ترمیم کا مقصد دفعہ 133 کی ترمیم کرکے اس میں مقررہ 20000 کا ویلوالیشن ختم کرنا اور اس کی جگہ پر سول کارروائی میں سپریم کورٹ میں اپیل کا انتظام کرنا ہے جو صرف ہائی کورٹ کی اس سند پر ہی کی جاسکے گی کہ اس معاملے میں عام اہمیت کی قانون کے ٹھوس سوال شامل ہیں اور ہائی کورٹ کی رائے میں اس سوال پر سپریم کورٹ کے ذریعہ فیصلہ لئے جانے کی ضرورت ہے۔

(31) آئین (31 ویں ترمیم) ایکٹ، 1973 - اس ایکٹ کے ذریعہ دوسری باتوں کے علاوہ لوک سبھا میں ریاستوں کی نمائندگی کی تعداد کی آخری حد 500 سے بڑھا کر 525 اور مرکزی علاقوں کے نمائندوں کی تعداد کی آخری حد 25 سے کم کرکے 20 کردی گئی۔

(32) آئین (32 ویں ترمیم) ایکٹ، 1973 اس ایکٹ کے ذریعہ آندھرا پردیش ریاست کے مختلف علاقوں میں مساوی مواقع فراہم کرنے والے اہتمام کو نافذ کرنے کے لئے ضروری آئینی اتھاریٹی فراہم کی گئی اور پبلک سروس سے متعلق شکائتوں کی سماعت کے لئے ایک ٹرابیونل قائم کیا گیا۔ اس کے ذریعہ پارلیمنٹ کو اس بات کا اختیار دیا گیا کہ وہ اس ریاست میں ایک مرکزی یونیورسٹی قائم کرنے کے لئے قانون بناسکتی ہے۔

(33) آئین (33 ویں ترمیم) ایکٹ، 1974 - اس ترمیم کے ذریعہ پارلیمنٹ کے ممبران اور ریاستی مقننہ کے ذریعہ بنائے گئے مزید 20 کاشتکاری اور اصلاح اراضی کے قوانین کو نویں شڈیول میں شامل کیا گیا۔

(34) آئین (34ویں ترمیم) ایکٹ، 1974۔ اس ترمیم کے ذریعہ پارلیمنٹ کے ممبران اور ریاستی مقننہ کے ذریعہ تشکیل دیئے گئے مزید 20 کاشتکاری اور اصلاح اراضی کے قوانین کو نویں شیڈول میں شامل کیا گیا۔

(35) آئین (35ویں ترمیم) ایکٹ، 1974۔ اس ایکٹ کے ذریعہ ایک نیا دفعہ 2A کا اضافہ کیا گیا جس کے ذریعہ سکم کو ہندستانی یونین کے ایک شریک ریاست کا درجہ دیا گیا۔ دفعہ 81-80 میں لازی ترمیم کئے گئے۔ ایک نئی شڈیول یعنی 10ویں شڈیول کا اضافہ کیا گیا جس میں سکم کے ہندوستانی یونین میں شریک ہونے کی شرطیں دی گئیں ہیں۔

(36) آئین (36ویں ترمیم) ایکٹ، 1975۔ سکم کو ہندوستانی یونین کا کامل ممبر بنانے اور آئین کی پہلی شڈیول میں شامل کرنے اور سکم کو راجیہ سبھا اور لوک سبھا میں ایک ایک نشست دینے کے لئے یہ ایکٹ پاس کیا گیا۔ آئین (35ویں ترمیم) ایکٹ کے ذریعہ جوڑے گئے دفعہ 2A اور دسویں شڈیول کو الگ کرکے دفعہ 80 اور 81 میں صحیح طور پر ترمیم کی گئی۔

(37) آئین (37ویں ترمیم) ایکٹ، 1975۔ اس ایکٹ کے ذریعہ مرکزی علاقے اروناچل پردیش میں مقننہ قائم کی گئی۔ آئین کے دفعہ 240 میں بھی ترمیم کی گئی اور یہ گنجائش رکھی گئی کہ قانون ساز اسمبلیوں والے دیگر مرکزی علاقوں کی طرح مرکزی علاقہ اروناچل پردیش کے لئے ضابطے بنانے کے لئے صدر کے اختیار کا استعمال اس وقت کیا جاسکے گا جب قانون ساز اسمبلی یا تو برخواست ہوگئی ہو یا کام معطل ہوں۔

(38) آئین (38ویں ترمیم) ایکٹ، 1975۔ اس ایکٹ کے ذریعہ دفعہ 123، 213، اور 352 میں ترمیم کرکے یہ اہتمام کیا گیا کہ ان دفعات میں مذکور صدر یا گورنر کے آئینی فیصلے کو کسی عدالت میں چیلنج نہ کیا جاسکے۔

(39) آئین (39ویں ترمیم) ایکٹ، 1975۔ اس ایکٹ کے ذریعہ صدر، نائب صدر، وزیراعظم اور لوک سبھا کے اسپیکر کے انتخاب سے متعلق تنازعوں پر ایسی اتھاریٹی کے ذریعہ غور کیا جاسکے گا جو پارلیمانی قانون کے ذریعہ بحال کیا جائے۔ اس ایکٹ کے ذریعہ 9ویں شیڈول میں چند مرکزی قوانین کو بھی شامل کیا گیا۔

(40) آئین (40ویں ترمیم) ایکٹ، 1976۔ اس ایکٹ کے ذریعہ قومی بحری خطے یا ملک کے زمینی حصے کے اندر یا پوری طرح ہندوستان کے معاشی علاقے میں آنے والی تمام کانوں، معدنی اشیا اور دوسری قیمتی اشیا کو یونین کے اختیار میں شامل کیا گیا۔ اس ضمن میں اس بات کی بھی گنجائش رکھی گئی کہ ہندوستان کے معاشی علاقے کے تمام دیگر وسائل بھی پوری طرح یونین کے اختیار میں ہوں گے۔ اس ایکٹ کے ذریعہ اس بات کی بھی شرط رکھی گئی ہے کہ قومی آبی خطہ اور ملک کے زمینی علاقے اور معاشی علاقے کی حدود پوری طرح ہوں گی جو وقتاً فوقتاً پارلیمنٹ کے ذریعہ یا پارلیمنٹ کے ذریعہ بنائے گئے قانون کے مطابق مقرر کی جائیں گی۔ ساتھ ہی نویں شڈیول میں کچھ اور ایکٹ شامل کئے گئے۔

(41) آئین (41ویں ترمیم) ایکٹ، 1976۔ اس ایکٹ کے ذریعہ دفعہ 316 میں ترمیم کرکے ریاستی پبلک سروس کمیشن اور متحدہ پبلک سروس کمیشن کے ممبروں کی سبکدوشی کی عمر کو 60 برس سے بڑھا کر 62 برس کردیا گیا۔

(42) آئین (42ویں ترمیم) ایکٹ، 1976۔ اس ایکٹ کے ذریعہ آئین میں متعدد اہم ترامیم کی گئیں، یہ ترامیم خاص طور پر سورن سنگھ کمیشن کی سفارشات کو نافذ کرنے کے لئے تھیں۔

چند اہم ترامیم، سماج واد، سیکولرزم اور قومی سالمیت کے اعلیٰ معیار کو صاف طور پر واضح کرنے، ہدایتی اصولوں کو مزید وسیع کرنے اور

انہیں ان بنیادی حقوق جن کی آڑ سے سماجی اور معاشی اصلاحات کو بے اثر بنایا جارہا تھا۔ پر ترجیح دینے کے مقصد سے کئے گئے۔
اس ترمیمی ایکٹ کے ذریعہ شہریوں کے بنیادی فرائض سے متعلق ایک نئے باب کا اضافہ کیا گیا اور سماج مخالف سرگرمیوں سے خواہ وہ افراد کے ذریعہ ہوں یا تنظیموں کے ذریعہ سے عہدہ برآمد ہونے کے لئے خاص اہتمام کئے گئے۔ قانون کے آئینی جواز سے متعلق سوالوں پر فیصلے لینے کے لئے ججوں کی کم سے کم تعداد مقرر کرنے اور کسی قانون کو آئینی نقطہ نظر سے مسترد کرنے کے لئے کم از کم دو تہائی ججوں کی خصوصی اکثریت فراہم کرنے کی مدایت سے متعلق شرائط میں بھی ترمیم کی گئی۔

ہائی کورٹوں میں غیر فیصل معاملوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو کم کرنے کے لئے اور سروس، مالگزاری، سماجی اور معاشی ترقی اور فروغ سے متعلق دیگر اہم معاملات کو جلد نمٹانے کے لئے اس ترمیمی ایکٹ کے ذریعہ آئین کے دفعہ 136 کے ذیل میں ایسے معاملات میں سپریم کورٹ کے دائرہ اختیار کو محفوظ رکھتے ہوئے انتظامی اور دیگر ٹرابونلوں کی تشکیل کے لئے قانونی گنجائش رکھی گئی ہے دفعہ 226 کے ذیل میں ہائی کورٹ کی رٹ دائرہ اختیار میں بھی چند ترامیم کی گئیں۔

(43) آئین (43 ویں ترمیم) ایکٹ، 1977۔ اس ایکٹ کے ذریعہ منجملہ دیگر امور کے آئین (42 ویں ترمیم) ایکٹ۔ 1976 کے نفاذ سے سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے دائرہ اختیار میں کمی ہوگئی تھی اسے بحال کرنیکا اہتمام کیا گیا اور اس مطابقت سے مندرجہ بالا ترمیم کے ذریعہ آئین میں شامل کئے گئے دفعہ 32A، 131A، 144A، 226A اور 228A کو اس ایکٹ کے ذریعہ منسوخ کر دیا گیا۔ اس کے ایکٹ کے مطابق دفعہ 31D کو بھی جس کی ذریعہ قوم دشمن سرگرمیوں کے لئے خصوصی قانون وضع کرنے کے لئے پارلیمنٹ کو خاص اختیارات دیئے گئے تھے منسوخ کر دیا گیا۔

(44) آئین (44 ویں ترمیم) ایکٹ، 1978۔ حق ملکیت کو جس کی وجہ سے آئین میں کئی ترامیم کرنی پڑیں، بنیادی حقوق کے زمرے سے ہٹا کر صرف قانونی حق رہنے دیا گیا۔ پھر بھی یہ اہتمام کیا گیا کہ ملکیت کے حق کو بنیادی حقوق کی فہرست سے ہٹانے سے اقلیتوں کو اپنی پسند کے تعلیمی اداروں کے قیام اور اس کے انتظام و انصرام سے متعلق حقوق پر کوئی اثر نہ پڑے۔ آئین کی دفعہ 352 میں ترمیم کر کے یہ اہتمام کیا گیا کہ ہنگامی صورت حال کے اعلان کی ایک وجہ مسلح بغاوت ہوگی۔ اندرونی بدنظمی، اگر یہ مسلح بغاوت نہیں ہے تو ہنگامی صورت حال کے اعلان کی بنیاد نہیں ہوگی۔ ذاتی آزادی کے حق کو جیسا کہ دفعہ 21 اور 22 میں ذکر ہے اس اہتمام کے ذریعہ زیادہ موثر بنایا گیا ہے۔ اس کے مطابق احتیاطی نظر بندی کے سلسلے میں فرد کو کسی بھی حالت میں دو مہینے سے زیادہ مدت کے لئے نظر بند رکھنا غیر قانونی ہوگا۔ جب تک کہ مشاورتی بورڈ رپورٹ نہیں دیتا کہ اس کی نظر بندی کے مناسب وجوہات ہیں۔ اس کے لئے مزید تحفظ کی فراہمی اس طرح سے کی گئی کہ مشاورتی بورڈ کا صدر کسی ہائی کورٹ کا موجودہ جج ہوگا اور بورڈ کی تشکیل اس ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کی سفارشوں کے مطابق کی جائیں گی۔

تاخیر سے بچنے کے لئے دفعہ 132، 133 اور 134 میں ترمیم کی گئی اور ایک نئی دفعہ 134A شامل کی گئی، جس کے ذریعہ یہ اہتمام کیا گیا کہ فیصلہ، ڈگری، آخری حکم یا سزا سنائے جانے کے فوراً بعد متعلقہ فریق کے زبانی درخواست کی بنیاد پر یا اگر ہائی کورٹ مناسب سمجھے تو خود ہی سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرنے کے سرٹیفکیٹ منظور کئے جانے پر غور کرے۔ اس ایکٹ کے ذریعہ کی گئی دوسری ترامیم خاص طور پر اندرونی ہنگامی صورت حال کی مدت کے دوران کی گئی ترامیم کی وجہ سے پیدا شدہ آئینی تحریف کو دور کرنے یا سدھارنے کے لئے ہیں۔

(45) آئین (45 ویں ترمیم) ایکٹ، 1980۔ یہ ایکٹ پارلیمنٹ اور ریاستی مقننہ میں درج فہرست ذاتوں، درج فہرست قبیلوں اور انگلو انڈین افراد کے لئے نشستوں کے تحفظ سے متعلق اہتمام کو مزید 10 برسوں کی مدت کے لئے بڑھانے کے مقصد

سے پاس کیا گیا۔

(46) آئین (46ویں ترمیم) ایکٹ، 1982۔ اس کے ذریعہ دفعہ 209 میں ترمیم کی گئی تا کہ بین ریاستی تجارت اور کامرس کے دوران ارسال کئے جانے والے اشیا پر لگایا گیا محصول ریاستوں کے حوالے کر دیا جائے۔ اس دفعہ کی ترمیم اس لحاظ سے بھی کی گئی کہ پارلیمنٹ قانون کے ذریعہ یہ طے کر سکے کہ کن حالات میں ارسال کیا جانے والا مال بین ریاستی تجارت یا کامرس کے دوران بھیجا ہوا مانا جائے گا۔ نویں شیڈیول میں ایک نئی انٹری 92B بھی شامل کی گئی، تا کہ ایسے حالات میں مال بین ریاستی تجارت یا کامرس کے دوران بھیجا جائے تو اس مال پر محصول لگایا جا سکے۔

دفعہ 286 کے کلاز (3) کی ترمیم کی گئی تا کہ پارلیمنٹ قانون کے ذریعہ معاہدہ کار کی تکمیل کے دوران اشیاء کے تبادلے میں کرایہ خریدی یا قسطوں کی ادائیگی کی بنیاد پر مال کی سپردگی پر محصول لگانے کے نظام شرحوں اور دیگر باتوں سے متعلق پابندی اور شرطوں کی صراحت کر سکے۔

اشیا کی خرید وفروخت پر محصول کی تصریح میں یہ اضافہ کرنے کے لئے دفعہ 366 میں مناسب ترمیم کی گئی کہ اس میں منضبط اشیا کے جانچ کے لئے تبادلہ معاہدہ کار کی تعمیل سے متعلق اشیا کی شکل میں ملکیت کا تبادلہ کرایہ خریدی یا قسطوں میں ادائیگی وغیرہ کے نظام میں اشیا کی سپردگی کو بھی شامل کیا جا سکے۔

(47) آئین (47ویں ترمیم) ایکٹ، 1984۔ اس ترمیم کا مقصد آئین کی نویں شیڈول میں اصلاح اراضی کے چند ایکٹس کو شامل کرنا ہے تا کہ ان ایکٹوں کو نافذ کئے جانے میں رکاوٹ ڈالنے والی مقدمے بازی کو روکا جا سکے۔

(48) آئین (48ویں ترمیم) ایکٹ، 1984۔ آئین کی دفعہ 356 کے مطابق پنجاب ریاست کے متعلق صدر کے ذریعہ جاری کردہ رسمی اعلان تب تک ایک برس سے زیادہ مدت تک نافذ نہیں رہ سکتے جب تک کہ مندرجہ بالا دفعہ کے کلاز (5) میں درج شرط پوری نہیں ہوتی۔ چونکہ ایسا محسوس کیا گیا ہے کہ مندرجہ بالا رسمی اعلان کا عمل میں رہنا ضروری ہے۔ اس لئے یہ ترمیم کی گئی ہے تا کہ اس معاملے میں دفعہ 356 کلاز (5) میں درج شرطیں نافذ نہ ہونے پائیں۔

(49) آئین (49ویں ترمیم) ایکٹ، 1984۔ تریپورا حکومت نے سفارش کی تھی کہ آئین کی چھٹی شیڈول کے اہتمام کو اس ریاست کے قبائلی علاقوں میں نافذ کیا جائے۔ اس ایکٹ کے ذریعہ کی گئی ترمیم کا مقصد اس ریاست میں کام کر رہی خود مختار ضلع کونسل کو آئینی تحفظ فراہم کرنا ہے۔

(50) آئین (50ویں ترمیم) ایکٹ، 1984۔ آئین کی دفعہ 33 کے ذریعہ پارلیمنٹ کو یہ تعیین کرنے کے لئے قانون بنانے کا اختیار دیا گیا کہ آئین کے حصہ۔ III کے ذریعہ بحال کسی افسر کو مسلح فوجوں یا عوامی نظم و نسق بنائے رکھنے کے لئے تعینات افواج پر لاگو کرنے میں کسی حد تک ممنوع یا منسوخ کیا جائے تا کہ ان کے ذریعہ فرائض کی صحیح ادائیگی اور ان میں ضابطگی قائم رکھنے کو یقینی بنایا جا سکے۔

دفعہ 33 کے حجم میں مندرجہ ذیل امور کو لانے کے لئے اس کی ترمیم زیر غور ہے:۔

(i) ریاست کی یا اس کے ذمے یا قبضے کی ملکیت کی حفاظت کے لئے تعینات فوجوں کے ممبر یا

(ii) سراغرسانی یا فوجی سراغرسانی کے مقاصد کے لئے ریاست کے ذریعہ قائم بیورو یا دوسری تنظیموں میں بحال افراد۔

(iii) کسی فورس، بیورو یا تنظیم کی غرض کے لئے قائم ٹیلی مواصلاتی نظام میں تعینات یا اس سے متعلق افراد۔

تجربے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے ذریعہ فرائض کی صحیح انجام دہی اوران میں نظم ونسق بنائے رکھنے کو یقینی بنانے کی ضرورت قومی مفاد میں اشد ضروری ہے۔

(51) آئین (51ویں ترمیم) ایکٹ، 1984۔ اس ایکٹ کے ذریعہ دفعہ 330 میں ترمیم کی گئی تاکہ میگھالیہ، ناگالینڈ، اروناچل پردیش اور میزورم کی درج فہرست قبیلوں کے لئے پارلیمنٹ میں نشستیں محفوظ کی جاسکیں۔ ساتھ ہی مقامی قبائلیوں کی آرزوؤں کو پورا کرنے کے لئے دفعہ 332 میں ترمیم کرکے ناگالینڈ اور میگھالیہ کی قانون ساز اسمبلیوں میں بھی اسی طرح کا تحفظ فراہم کیا جائے۔

(52) آئین (52ویں ترمیم) ایکٹ، 1985۔ اس ترمیم کے ذریعہ یہ اہتمام کیا گیا کہ اگر کوئی ممبر پارلیمنٹ یا قانون ساز اسمبلی کا ممبر دل بدل کرتا ہے یا پارٹی کے ذریعہ معطل کر دیا جاتا ہے جس نے انتخاب میں اسے امیدوار بنایا تھا یا کوئی آزاد ممبر جو منتخب ہونے کے چھ مہینے کے اندر کسی سیاسی پارٹی کا ممبر بن جاتا ہے وہ ایوان کا ممبر ہونے کے نااہل قرار دیا جائے گا اس ایکٹ میں سیاسی پارٹیوں میں تقسیم اور ادغام سے متعلق مناسب اہتمام ہے۔

(53) آئین (53ویں ترمیم) ایکٹ، 1986۔ یہ بھارتی حکومت اور میزورم حکومت کے ذریعہ میزورم نیشنل فرنٹ کے ساتھ 30 جون 1986 کو ہوئے سمجھوتے کو عمل میں لانے کے لئے بنایا گیا ہے۔ اس کے لئے نئی دفعہ 371G کا آئین میں اضافہ کیا گیا ہے جس میں دیگر باتوں کے علاوہ میزو لوگوں کے مذہبی اور سماجی رسم ورواج، روایتی قانون اور قانون کے متعلق پارلیمنٹ کے ذریعہ قانون بنانے کیممانعت ہے دیوانی اور فوجداری سے منسلک معاملوں، جن پر میزو لوگوں کے روایتی قانون کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے اور زمین کی ملکیت اور تبادلے سے متعلق بھی تب تک پارلیمانی قانون لاگو نہیں ہوگا، جب تک میزورم کی قانون ساز اسمبلی اسے منظوری نہیں دے دیتی۔ لیکن یہ دفعہ میزورم ریاست میں ترمیم کے جاری ہونے سے قبل نافذ ہونے والے مرکزی قوانین پر لاگو نہیں ہوگی۔ نئے دفعہ میں یہ بھی گنجائش ہے کہ میزورم قانون ساز اسمبلی میں کم از کم 40 ممبر ہوں گے۔

(54) آئین (54ویں ترمیم) ایکٹ، 1986۔ اس ایکٹ کے ذریعہ عدالت عظمی اور عدالت عالیہ کے ججوں کی تنخواہوں میں درج ذیل طریقے سے اضافہ کیا گیا ہے۔

بھارت چیف جسٹس:	10,000 روپے ماہانہ
سپریم کورٹ کے جج:	9,000 روپے ماہانہ
ہائی کورٹ کے چیف جسٹس:	9,000 روپے ماہانہ
ہائی کورٹ کے جج:	8,000 روپے ماہانہ

اس ایکٹ کے ذریعہ دوسرے شیڈیول کے حصہ ''D'' میں ترمیم کرکے تنخواہوں میں مذکورہ طریقے سے اضافہ کیا گیا اور دفعہ 125 و 221 میں گنجائش رکھی گئی ہے کہ پارلیمنٹ مستقبل میں قانون بنا کر ججوں کی تنخواہوں میں اصلاح کر سکتی ہے۔

(55) آئین (55ویں ترمیم) ایکٹ، 1986۔ اس میں مرکزی علاقے اروناچل پردیش کو ریاست کا درجہ دیئے جانے کے

بھارتی حکومت کی تجاویز کولاگو کیا گیا ہے اس کے لئے آئین میں ایک نئی دفعہ 371H کا اضافہ کیا گیا ہے۔ دیگر باتوں کے علاوہ اس دفعہ میں اروناچل پردیش کے گورنر کو ریاست کی انتہائی نازک حالت کی وجہ سے قانون اور نظم ونسق کے لئے خصوصی ذمہ داری سونپی گئی ہے اس کے ذریعہ اپنے فرائض کو پورا کرنے کیلئے گورنر وزارتی کونسل سے صلاح ومشورہ کر کے کی جانے والی کارروائی سے متعلق اپنا ذاتی فیصلہ لے سکیں۔ اگر صدر چاہیں تو گورنر کی یہ ذمہ داری ختم کی جاسکتی ہے۔ نئی دفعہ کے مطابق یہ بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ اروناچل پردیش ریاست کی مجلس قانون ساز میں ممبروں کی تعداد 30 سے کم نہیں ہوگی۔

(56) آئین (56 ویں ترمیم) ایکٹ، 1987۔ بھارتی حکومت نے مرکزی علاقے گوا، دمن اور دیو کے گوا ضلع میں شامل علاقے کو گوا ریاست کی شکل میں اور اسی مرکزی علاقے کے میں دمن اور دیو میں شامل علاقے کو دمن اور دیو نامی ایک نئے مرکزی علاقے کے روپ میں قائم کرنے کا اہتمام کیا ہے اس ضمن میں یہ تجویز بھی رکھی گئی کہ نئی ریاست گوا کی قانون ساز اسمبلی میں 40 منتخب ممبران ہوں گے مرکزی علاقے گوا، دمن اور دیو کی موجودہ قانون ساز اسمبلی میں 30 منتخب ممبر اور تین نامزد ممبران ہیں۔ ایسا خیال کیا گیا کہ جب تک موجودہ قانون ساز اسمبلی کی پانچ سال کی مدت ختم نہ ہو نئے انتخاب نہ کرائے جائیں۔ تب تک گوا ریاست کے لئے بنی نئی قانون ساز اسمبلی میں دمن و دیو کی نمائندگی کرنے والے دو ممبروں کو شامل نہ کیا جائے۔ اس لئے نئی ریاست گوا کو ایسی قانون ساز اسمبلی دینے کا عہد کیا گیا، جس میں 30 سے کم نمائندے نہ ہوں۔ اس ترمیم نے مندرجہ بالا تجویز کو موثر بنانے کے لئے مطلوبہ خاص تجاویز کو موثر بنایا۔

(57) آئین (57 ویں ترمیم) ایکٹ، 1987۔ آئین (51 ویں ترمیم) ایکٹ، 1984، ایوان زیریں میں ناگالینڈ، میگھالیہ، میزورم اور اروناچل پردیش کے درج فہرست قبائل کے لئے نشست محفوظ کرنے اور آئین کی دفعہ 330 اور 332 کو صحیح طور پر ترمیم کر کے ناگالینڈ اور میگھالیہ کی قانون ساز اسمبلیوں میں درج فہرست قبائل کے لئے نشستیں محفوظ کرنے کے لئے نافذ کیا گیا تھا۔ اگرچہ یہ علاقہ قبائلی اکثریت والا ہے لیکن اس ترمیم کا مقصد یہ تھا کہ اس علاقے میں رہنے والے قبیلے اپنی کم از کم نمائندگی تو کرہی سکیں کیونکہ وہ ترقی یافتہ طبقے کے لوگوں کے ساتھ انتخاب لڑنے کے اہل نہیں ہیں اگرچہ آئین (51 ویں ترمیم) ایکٹ رسمی طور پر نافذ تھا پھر بھی یہ پوری طرح سے تب تک عمل میں نہیں آسکتا تھا جب تک یہ طے نہ ہو جائے کہ ان علاقوں میں درج فہرست قبائل کیلئے کون کون سی نشستیں محفوظ کرنی ہیں۔ کسی بھی ریاست میں درج فہرست ذات وقبائل کیلئے سیٹوں کا ریزرویشن آئین کی دفعہ 332 کے مطابق آئین کی دفعہ (3)332 کی شرائط کو مدنظر رکھ کر ہی طے کیا جاتا ہے لیکن شمال مشرقی ریاستوں کے تاریخی پس منظر کو دھیان میں رکھتے ہوئے ان ریاستوں کے درج فہرست قبائل کی ترقی اور دوسری متعلقہ چیزوں پر غور کر کے یہ ضروری سمجھا گیا کہ ان علاقوں میں رہنے والے درج فہرست قبائل کے تحفظ کے لئے خاص اہتمام کئے جائیں تاکہ یہ لوگ بھی جیسا کہ آئین میں مذکور ہے نارمل زندگی گزار سکیں۔ آئین کی دفعہ 332 کو عارضی پرووژن بنانے کے لئے پھر سے ترمیم کی گئی جس سے دفعہ 170 کے مطابق سال 2000 کے بعد پہلی مردم شماری کی بنیاد پر درج فہرست قبائل کیلئے سیٹوں کے ریزرویشن کا دوبارہ تعین کیا جاسکے اس ترمیم میں یہ خواہش ظاہر کی گئی کہ اگر ایسی ریاستوں کی قانون ساز اسمبلی (جو ترمیم شدہ ایکٹ کے نافذ ہونے کی تاریخ تک وجود میں تھیں) میں سبھی نشستیں درج فہرست قبائل کے ممبران کے قبضے میں ہوں تو ایک کو چھوڑ کر سبھی سیٹیں درج فہرست قبیلوں کے لئے محفوظ کی جائیں اور دوسرے کسی معاملے میں جہاں پر سیٹوں کی تعداد کل سیٹوں کی تعداد کے برابر ہو، ایک ایسا تناسب ہو جس میں موجودہ قانون ساز اسمبلی کے ممبران کی تعداد موجودہ قانون ساز اسمبلی کی کل تعداد کے برابر ہو۔ یہ ایکٹ ان مقاصد کا حصول کرتا ہے۔

(58) آئین (58ویں ترمیم) ایکٹ، 1987۔ ہندی میں آئین کے معتبر متن کی مانگ عام طور سے رہی ہے، آئین کو قانونی عمل میں آسانی سے لایا جا سکے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ہندی متن بھی معتبر ہو۔ آئین کا ہندی ترجمہ نہ صرف قانون ساز اسمبلی کے ذریعہ شائع شدہ ہندی ترجمے کے مطابق ہو، بلکہ ہندی میں مرکزی ایکٹوں کے معتبر متن کی زبان، اسلوب و اصطلاحات کے بھی معیار کا ہو۔ آئین میں ترمیم کر کے صدر جمہوریہ کو یہ اختیار فراہم کیا گیا ہے کہ وہ اپنے اختیارات کے تحت آئین کے ہندی ترجمے کو جس پر قانون ساز اسمبلی کے اراکین نے دستخط کئے ہوں اور جن میں ان سبھی ترمیمات کو شامل کر لیا گیا ہو جس سے یہ ہندی زبان کے مرکزی ایکٹوں کے معتبر متن کی زبان اسلوب و اصطلاحات کے مطابق ہو شائع کرا سکے۔ صدر جمہوریہ کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ وہ آئین میں کی گئی ہر ایک انگریزی ترمیم کا ہندی ترجمہ شائع کروائیں۔

(59) آئین (59ویں ترمیم) ایکٹ، 1988۔ اس ایکٹ کے ذریعہ آئین کی دفعہ 356(5) کی ترمیم کی گئی جس سے کہ دفعہ 356 کے شق (1) کے تحت صدر جمہوریہ کے باضابطہ اعلان کو ایک سال کی مدت سے آگے توسیع کی جا سکے اور اگر ضروری ہو تو ریاست پنجاب میں تشدد آمیز حالت بنی رہنے کی وجہ سے دفعہ 356 کی شق (4) کے تحت اسے تین سال کے میعاد تک موثر بنایا جا سکے۔ اس ایکٹ کے ذریعہ ہنگامی حالت سے متعلق آئین کی دفعہ 352 کا ریاست پنجاب میں اسے نافذ کئے جانے کی بابت ترمیم کئے جانے کے بعد، دفعہ 358 اور 359 کی بھی ترمیم کی گئی ہے ریاست پنجاب سے متعلق دفعات 352، 358 اور 359 کی ترمیم کی تاریخ 30 مارچ 1988 سے، جو اس ترمیم کے آغاز کی تاریخ ہے دو سال کی مدت تک کے لئے ہی کارگر رہیں گی۔

(60) آئین (60ویں ترمیم) ایکٹ، 1988۔ یہ ایکٹ، آئین کی دفعہ 276 کی شق (2) کی اس طرح سے ترمیم کرتا ہے جس سے کہ پیشوں تجارتوں، کیسوں اور روزگاروں پر ٹیکس کی تحدید کو 250 روپئے سالانہ بڑھا کر 2,500 روپئے سالانہ کیا جا سکے۔ اس محصول میں اضافہ کرنے سے صوبوں کو فاضل وسائل اکٹھا کرنے میں مدد ملے گی۔ اس کے ساتھ شق (2) کی شرائط کو اٹھا لیا گیا ہے۔

(61) آئین (61ویں ترمیم) ایکٹ، 1989۔ اس ایکٹ کے ذریعہ آئین کی دفعہ 326 میں ترمیم کر کے رائے دہندگی کی عمر 21 سے گھٹا کر 18 سال کر دی گئی ہے تاکہ ملک کے اس نوجوان طبقے کو جسے ابھی تک کوئی نمائندگی نہیں مل سکی تھی، اپنے خیالات کو ظاہر کرنے کا موقع مل سکے اور وہ سیاسی عمل کا حصہ بن سکیں۔

(62) آئین (62ویں ترمیم) ایکٹ، 1989۔ آئین کی دفعہ 334 میں یہ قانونی گنجائش ہے کہ درج فہرست ذاتوں، قبیلوں کی سیٹوں کے ریزرویشن اور ایوان زیریں و اسمبلیوں میں اینگلو انڈین فرقے کی نمائندگی سے متعلق انتظام آئین میں نافذ ہونے کے 40 سال بعد ختم ہو جائے گا۔ حالانکہ درج فہرست ذاتوں وقبیلوں نے پچھلے 40 سالوں میں قابل ذکر ترقی کی ہے لیکن قانون ساز اسمبلی کے سامنے اس طرح کا انتظام کرتے وقت جو وجوہ تھیں، وہ ابھی بھی برقرار ہیں اس ایکٹ کے ذریعہ دفعہ 334 میں ترمیم کر کے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ درج فہرست ذاتوں وقبیلوں کا ریزرویشن اور اینگلو انڈین فرقے کی نامزدگی کے ذریعہ آنے والے 10 سالوں تک نمائندگی جاری رہے گی۔

(63) آئین (63ویں ترمیم) ایکٹ، 1989۔ آئین (59ویں ترمیم) ایکٹ مارچ 1988 میں نافذ کیا گیا جس سے پنجاب میں ہنگامی صورتحال کا اعلان اور صوبے میں صدارتی حکومت کی مدت کے بارے میں کچھ تبدیلیاں کی گئی تھیں اس پر دوبارہ غور کرنے پر حکومت نے فیصلہ کیا کہ ترمیم میں پنجاب میں ہنگامی حالات کے اعلان سے متعلق جس خصوصی افسر کا انتظام کیا گیا تھا

اس کی اب ضرورت نہیں رہی۔ چنانچہ دفعہ 356 کی شق (5) اور 359 کو ہٹا دیا گیا ہے۔

(64) آئین (64 ویں ترمیم) ایکٹ، 1990۔ اس ایکٹ کے ذریعہ آئین کی دفعہ 356 کی شق 4 و 5 کے تحت آئین کی دفعہ 356 کی شق (1) کے تحت پنجاب کے بارے میں 11 مئی 1987 کو ترمیم کئے گئے اعلان نامہ کو ساڑھے تین سال کے لئے اور بڑھا دیا گیا۔

(65) آئین (65 ویں ترمیم) ایکٹ، 1990۔ آئین کی دفعہ 338 میں ایک خصوصی افسر کا اہتمام کیا گیا ہے جو آئین کے تحت درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کو فراہم کئے گئے تحفظ کے معاملوں کی جانچ کریگا اور اس سے متعلق اپنی رپورٹ صدر جمہوریہ کو ارسال کرے گا اس دفعہ میں ترمیم کرا اور اس میں درج فہرست ذاتوں وقبیلوں کیلئے قومی کمیشن کی تشکیل کا اہتمام کیا گیا ہے جس میں ایک صدر ایک نائب صدر اور پانچ دیگر ارکان ہوں گے، جن کا تقرر صدر جمہوریہ اپنی مہر سے کریں گے۔ ترمیم شدہ دفعہ میں کمیشن کے فرائض کے بارے میں تفصیلات درج ہیں اور ان اقدام کے بارے میں بھی تفصیل فراہم کی گئی ہے جو اسے مرکز وصوبائی سرکاروں کو کمیشن کی رپورٹ پر موثر عمل آوری کے لئے اٹھانے ہوں گے۔ اس میں یہ بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ کمیشن کے پاس شکایت پر کی جانے والی جانچ کے دوران وہ سبھی اختیارات ہوں گے جو کہ ایک دیوانی عدالت کو حاصل ہوتے ہیں اور کمیشن کی رپورٹ پارلیمنٹ اور اسمبلیوں کے سامنے رکھی جائے گی۔

(66)-(66 ویں ترمیم) ایکٹ، 1990 اس ایکٹ کے تحت زمین اصلاحات اور زرائعی زمین کی حد بندی سے متعلق صوبائی سرکاروں کے ایکٹوں کو آئین کی نویں فہرست میں شامل اور محفوظ کر دیا گیا ہے۔ جنہیں آندھرا پردیش، بہار، گجرات، ہماچل پردیش، کرناٹک، کیرل، مدھیہ پردیش، اڑیسہ، مہاراشٹر، راجستھان، تمل ناڈو، اتر پردیش، مغربی بنگال اور مرکزی علاقے پانڈیچری کی انتظامیہ نے اسے اس طرح بنایا تھا کہ انہیں عدالت میں چیلنج نہ کیا جا سکے۔

67-(67 ویں ترمیم) ایکٹ، 1990۔ آئین کی 64 ویں ترمیم میں پنجاب سے متعلق 11 مئی 1987 کو کئے گئے اعلان کو تین سال سے بڑھا کر چار سال کیا گیا تھا۔ 67 ویں ترمیم کے تحت دفعہ 356 کی شق 4 میں دوبارہ ترمیم کر کے اس میعاد کو بڑھا کر پانچ سال کر دیا گیا ہے۔

68-(68 ویں ترمیم) ایکٹ، 1991۔ آئین کی 67 ویں ترمیم کے تحت پنجاب کے بارے میں 11 مئی 1987 کو کئے گئے اعلان کو بڑھا کر چال سال کیا گیا تھا۔ 68 ویں ترمیم کے تحت دفعہ 356 کی شق (4) میں ترمیم کر کے اس مدت کو بڑھا کر پانچ سال کر دیا گیا ہے۔

69-(69 ویں ترمیم) ایکٹ، 1991۔ بھارت سرکار نے 24 دسمبر 1987 کو دہلی انتظامیہ سے متعلق متفرق معاملوں کا مطالعہ کرنے اور انتظامی امور کو چست و درست بنانے کی حکمت عملی تیار کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل کی تھی۔ تفصیلی جانچ پڑتال اور مطالعے کے بعد اس کمیٹی نے یہ سفارش کی تھی کہ دہلی ایک مرکزی علاقہ بنی رہے اور اس میں ایک مجلس قانون ساز اور وزارتی کونسل بھی ہو۔ جو عام آدمی سے متعلق معاملوں کے بارے میں پوری طرح سے مناسب اختیار بھی رکھتی ہو۔ کمیٹی نے یہ سفارش بھی کی تھی کہ استحکام اور پائیداری کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا انتظام کیا جائے، جس سے قومی راجدھانی کو دیگر مرکزی علاقوں کے مقابلے میں ایک خصوصی درجہ حاصل ہو۔ یہ ایکٹ متذکرہ بالا سفارشوں کو نافذ کرنے کے لئے پاس کیا گیا۔

آئین (70 ویں ترمیم) ایکٹ 1992 آئین (69 ویں ترمیم) بل، 1991 اور قومی راجدھانی علاقہ سرکار، بل 1991 پر

پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں خیالات کا اظہار کرتے وقت مرکزی علاقوں کی اسمبلیوں کے منتخب ممبروں کو بھی آئین کی دفعہ 54 کے تحت صدر جمہوریہ کے انتخاب کے لئے حلقہ انتخاب کنندگان میں شامل کرنے کی تائید میں خیالات ظاہر کئے گئے۔ اس وقت صدر جمہوریہ کے انتخاب سے متعلق دفعہ 54 میں حلقہ انتخاب کنندگان کے لئے فقط منتخب پارلیمنٹ ممبروں اور ریاستوں کے اسمبلی اراکین (اس میں مرکزی علاقے شامل نہیں ہیں) کو شامل کرنے کا جواز ہے۔ اسی طرح دفعہ 55 میں اس طرح کے انتخاب کے طریقے کے لئے ریاستوں کی اسمبلیوں کی بھی بات کی گئی ہے۔

دفعہ 55 میں شامل کی گئی ایک توضیح کے مطابق، دفعہ 54 و 55 میں ''ریاست'' کے حوالے میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ اس میں صدر جمہوریہ کے انتخاب کے لئے حلقہ انتخاب کنندگان میں قومی راجدھانی علاقہ دہلی اور مرکزی علاقہ پانڈیچری کو بھی شامل کیا جائیگا، اس سے دفعہ کے 239 کی شرائط کے تحت مرکزی علاقہ قومی خطہ راجدھانی علاقہ دہلی کی مجوزہ اسمبلیوں کے منتخب ممبران کو بھی حلقہ انتخاب کنندگان میں شامل کیا جا سکے گا۔

(71)-(71ویں ترمیم) ایکٹ، 1992۔ آئین کی آٹھویں فہرست میں کچھ زبانیں اور شامل کرنے کی مانگ چل رہی تھی اس قانون سے آئین کی آٹھویں فہرست میں ترمیم کر کے اس میں کونکنی، منی پوری اور نیپالی زبانوں کو شامل کیا گیا ہے۔

72-(72ویں ترمیم) ایکٹ، 1992۔ ریاست تریپورا میں جہاں گڑبڑی کا ماحول بنا ہوا ہے۔ امن اور میل جول قائم کرنے کے لئے 12 اگست 1988 کو بھارت سرکار اور تریپورا قومی رضا کاروں کے بیچ ایک سمجھوتے پر دستخط کئے گئے۔ اس معاہدے کو نافذ کرنے کے لئے آئین (72ویں ترمیم) ایکٹ، 1992 کے ذریعے آئین کی دفعہ 322 میں ترمیم کی گئی ہے، تاکہ تریپورا ریاستی اسمبلی میں درج فہرست قبیلوں کے لئے ریزرو سیٹوں کی تعداد طے کرنے کے لئے، عارضی انتظام کیا جا سکے، جب تک کہ آئین کی 170ویں دفعہ کے تحت سال 2000 کے بعد پہلی مردم شماری کی بنیاد پر سیٹوں کا تال میل نہ ہو جائے۔

73-(73ویں ترمیم) ایکٹ، 1992۔ آئین کی دفعہ 40 میں محفوظ کئے گئے ریاستوں کے ہدایتی اصولوں میں سے ایک میں یہ کہا گیا ہے کہ ریاستوں کو گاؤں کی پنچایتیں تشکیل کرنے اور انہیں یہ سبھی اختیار فراہم کرنے کے لئے اقدام کرنا چاہئے جو انہیں ایک خود اختیار حکومت کی اکائیوں کی شکل میں کام کرنے کے لئے ناگزیز ہیں۔

مذکورہ بالا بیان کو ذہن میں رکھتے ہوئے آئین میں پنچایت سے منسلک ایک نیا پیراگراف 9 کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد دیگر چیزوں کے علاوہ ایک گاؤں میں یا گاؤں کے ایک گروپ کو ایک پنچایت بنانا، گاؤں کی سطح یا دیگر سطحوں پر پنچایتیں تشکیل کرنا، گاؤں اور اس کے بیچ کی سطح پر پنچایتوں کی سبھی سیٹوں کے لئے براہ راست چناؤ کرانا، ایسی سطحوں پر اگر پنچایتوں کے سرپنچ ہیں تو ان کا انتخاب کرانا، پنچایتوں میں رکنیت کے لئے اور سبھی سطحوں پر پنچایت کے عہدیدران کے انتخاب کے لئے آبادی کی بنیاد پر درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل کے لئے سیٹوں کا تحفظ، عورتوں کے لئے کم از کم ایک تہائی سیٹوں کا تحفظ، پنچایتوں کے کام کاج کے لئے پانچ سال کی مدت طے کرنے اور اگر کوئی پنچایت منسوخ ہو جاتی ہے تو چھ ماہ کے اندر اس کا انتخاب کرانے کا نظم ونسق کرنا ہے۔

74-(74ویں ترمیم) ایکٹ، 1993۔ مختلف وجوہ کی بنا پر کئی ریاستوں کے بلدیاتی ادارے کمزور اور بے اثر ہو گئے ہیں۔ ان میں معمول کے مطابق انتخاب نہ ہونا، طویل عرصے تک ان کا منسوخ رہنا اور فرائض وحقوق یا اختیارات کا مناسب تبادلہ نہ ہونا شامل ہے۔ نتیجتاً بلدیاتی ادارے ایک خود اختیار حکومت کی سرگرم یا مرتعش اکائی کے طور پر موثر ڈھنگ سے کام نہیں کر پا رہے

ہیں۔

ان خامیوں کو دیکھتے ہوئے آئین میں میونسپلٹیوں کے بارے میں ایک نیا حصہ 9A شامل کیا گیا ہے۔ تاکہ دیگر چیزوں کے علاوہ درج ذیل اہتمام کئے جاسکیں۔ تین طرح کے بلدیاتی اداروں کی تشکیل، جیسے کہ گاؤں سے شہری علاقے میں تبدیل ہو رہے علاقوں کے لئے ''نگر پنچایتیں'' چھوٹے شہری علاقوں کے لئے بلدیاتی کونسل اور بڑے شہری علاقوں کے لئے میونسپل کارپوریشن۔

75-(75ویں ترمیم) ایکٹ، 1994۔ ان دنوں مختلف ریاستوں میں جو کرایہ کنٹرول قانون نافذ ہیں، ان میں کئی خامیاں ہیں، جن کی وجہ سے بہت سارے قوانین غیر موثر ثابت ہو رہے ہیں۔ کرایہ کنٹرول قوانین کے کچھ مضر نتائج ہیں۔ مسلسل بڑھتی ہوئی مقدمے بازی، عدالتوں کے ذریعہ وقت پر انصاف نہ دے پانا، کرایہ کنٹرول قوانین سے بچنے کے طریقے نکالنا اور کرایے کے لئے ملنے والے مکانوں میں لگاتار ہونے والی کمی۔

سپریم کورٹ نے ملک میں کرایہ کنٹرول قوانین کی غیر یقینی اور غیر مدلل کیفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے پربھاکرن نائر اور دیگر بنام تمام ناڈو ریاست (سول رٹ درخواست نمبر 506، آف 1986) اور دیگر رٹ مقدموں کے حوالے میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ سپریم کورٹ اور عدالت عالیہ کو کرایہ قوانین کے بوجھ بارے میں آزاد کر دینا چاہئے۔ ان مقدموں میں اپیل کرنے کے مواقع کم کر دینے چاہئیں۔ کرایہ کنٹرول قانون، آسان، ذی فہم اور واضح ہونا چاہئے۔ مقدمے بازی کا اختتام جلد ہی ہو جانا چاہئے۔

اسی لئے اس قانون کے ذریعے آئین کے حصے 14 (اے) کی دفعہ 323 (بی) میں ترمیم کی گئی ہے۔ تاکہ کرایہ داروں اور مکان مالکوں کو وقت پر راحت مل سکے۔ اس ترمیم میں ریاستی سطح پر کرایہ ٹربیونل قائم کئے جانے کی تجویز ہے اور عدالتوں میں مکان مالک۔ کرایے دار سے متعلق مقدمے قائم کرنے پر روک لگانے کا انتظام ہے۔ اس انتظام کی وجہ سے ایسے مقدموں کے فیصلوں کی اپیل آئین کی دفعہ 136 کے تحت فقط سپریم کورٹ میں کی جاسکے گی۔

76-(76ویں ترمیم) ایکٹ، 1994۔ پسماندہ طبقات، درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبیلوں کے لئے تعلیمی اداروں میں اور سرکاری نوکریوں میں مقام محفوظ کرنے کی پالیسی کی طویل تاریخ 1921 میں تمل ناڈو سے شروع ہوئی تھی۔ ریاستی سرکار زیادہ تر لوگوں کی ضرورت کے مطابق محفوظ مقام کی تعداد وقت وقت پر بڑھاتی رہیں۔ اب محفوظ سیٹوں کی تعداد بڑھ کر 69 فیصد ہو گئی ہے۔ 18 فیصد درج فہرست ذاتیں، ایک فی صد درج فہرست قبائل اور 50 فیصد دیگر پس ماندہ طبقات، سپریم کورٹ نے اندرا ساہنی اور دیگر بنام بھارت سرکار اور دیگر (Air 1993 sc 477) میں 16 نومبر 1992 کو فیصلہ دیا کہ دفعہ (4)16 کے تحت کل محفوظ جگہوں کی تعداد 50 فیصد سے زائد نہیں ہونی چاہئے۔

تمل ناڈو سرکار نے تمل ناڈو کے پسماندہ طبقات، درج فہرست ذاتیں، درج فہرست قبائل (تعلیمی اداروں میں سیٹوں اور ریاستی نوکریوں میں تقرری یا عہدہ محفوظ کرنے) سے متعلق بل 1993 پاس کر کے اسے آئین کی دفعہ 31C کی شرائط کے تحت صدر مملکت کے پاس غور کرنے کے لئے بھارت سرکار کو بھیجا۔ بھارت سرکار نے صوبائی سرکار کے اس قانون کی شرائط کی تائید کی اور صدر جمہوریہ نے تمل ناڈو کے اس بل کو منظوری دے دی۔ اس فیصلے کے بعد یہ ضروری تھا کہ 1994 کے تمل ناڈو کے ایکٹ، 45 کو آئین کی نویں فہرست کے دائرے میں لایا جائے، تاکہ آئین کی دفعہ 318 کے تحت عدالتوں کے ذریعے غور نہ کرنے کے بارے میں اس قانون کو تحفظ فراہم ہو سکے۔ درج بالا مقاصد کو پورا کرنے کے لئے اس قانون کے ذریعے آئین میں ترمیم کی گئی

ہے۔

77-(77 ویں ترمیم) ایکٹ، 1995۔ درج فہرست ذات اور درج فہرست قبائل طبقے کے لوگوں کو 1955 سے ہی عہدوں کی ترقی میں ریزرویشن کی سہولیت حاصل ہے۔ لیکن اندرا ساہنی دیگر بنام بھارت سرکار اور دیگران کے مقدمے میں 16 نومبر 1992 کو سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں یہ کہا ہے کہ آئین کی دفعہ (4)16 کے تحت تقرریوں یا عہدوں کا ریزرویشن فقط شروع کی کی جانے والی تقرری پر نافذ ہوتا ہے اور اسے عہدوں میں ترقی کے معاملے میں ریزرویشن پر لاگو نہیں کیا جاسکتا ہے۔ عدالت عظمی کے اس فیصلے سے درج فہرست ذات وقبائل کے مفاد پر منفی اثر پڑے گا۔ چونکہ درج فہرست ذات وقبائل کے لوگوں کی صوبائی نوکریوں میں نمائندگی ابھی اس سطح تک نہیں پہنچی ہے جس سطح تک ہونا چاہئے تھا، اس لئے درج فہرست ذات وقبائل کے لئے عہدوں کی ترقی میں ریزرویشن فراہم کرنے کی موجودہ چھوٹ کو جاری رکھنا ضروری ہے۔ درج فہرست ذات وقبائل کے مفاد کے تحفظ کے تئیں سرکار وعدے کے مطابق سرکار نے مذکورہ ذاتوں کو عہدوں کی ترقی میں ریزرویشن کی موجودہ پالیسی کو جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے اس کیلئے یہ ضروری تھا کہ آئین کی دفعہ 16 میں ایک نئی شق (4A) جوڑ کر اس میں ترمیم کی جائے تاکہ درج فہرست ذات وقبائل کو ترقی میں ریزرویشن فراہم کیا جاسکے یہ ایکٹ مذکورہ مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ہے۔

(78) آئین (78 ویں ترمیم) ایکٹ، 1995۔ آئین کی دفعہ 31B نویں فہرست میں شامل ان قوانین کو اس بنیاد پر قانونی چنوتی دینے سے آئینی آزادی فراہم کرتی ہے کہ اس سے آئین کے حصہ 3 میں محفوظ بنیادی حقوق کی پامالی ہوتی ہے۔ اس فہرست میں مختلف صوبائی سرکاروں و مرکزی سرکار کے ذریعہ بنائے گئے قوانین کی فہرست ہے جو دیگر اشیا کے علاوہ زمین کے ساتھ ساتھ جائداد کے مفاد اور حقوق کو متاثر کرتے ہیں۔

جب کبھی پہلے یہ محسوس کیا گیا کہ جن ترقی پسندانہ قوانین کی تدابیر عوام کے مفاد میں کی گئی ہے انہیں مقدمے بازی کا خطرہ ہے تو اس کے لئے نویں فہرست کا سہارا لیا گیا۔ اس کے مطابق زمینی اصلاحات اور زرعی زمین کی حد بندی سے متعلق مختلف ریاستی کے قوانین کو پہلے ہی نویں فہرست میں شامل کرلیا گیا یہ چونکہ سرکار زمینی اصلاحات کو اہمیت دینے کے تئیں وعدے کی پابند ہے۔ اس لئے زمینی اصلاحات قوانین کو نویں فہرست میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ انہیں عدالتوں میں چیلنج نہ کیا جاسکے۔ بہار، کرناٹک، کیرل، اڑیسہ، راجستھان، تمل ناڈو اور مغربی بنگال کی ریاستی حکومتوں نے زمین سے منسلک اپنے قوانین کو نویں فہرست میں شامل کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

چونکہ ان قوانین میں ترمیم کو جو پہلے ہی نویں فہرست میں شامل ہیں، قانونی چیلنج سے خود نجات نہیں ملی ہوئی ہے۔ بلکہ نویں فہرست میں کچھ بنیادی قوانین کے ساتھ ساتھ کئی ترمیم شدہ قوانین کو بھی شامل کیا گیا ہے تاکہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ نافذ ہونے پر یہ قوانین مقدمے بازی سے متاثر نہیں ہوں گے۔

یہ ایکٹ مذکورہ مقاصد کے حصول کیلئے ہے۔ سال 1998 کے دوران آئین میں ترمیم نہیں کی گئیں۔

(79)- آئین (79 ویں ترمیم) ایکٹ 1999 اس ایکٹ کے ذریعہ حکومت کے درج فہرست ذاتوں درج فہرست قبائل اور اینگلو انڈین کے لئے لوک سبھا میں اور ریاستوں کی اسمبلیوں میں ریزرویشن 10 سالوں کے لئے بڑھا دیا گیا ہے۔

(80)- آئین (80 ویں ترمیم) ایکٹ 2000۔ دسویں مالیاتی کمیشن کی سفارشوں کی بنیاد پر (آئین 80 ویں ترمیم) ایکٹ۔ 2000 میں یونین اور ریاستوں کے درمیان ٹیکسوں سے حاصل آمدنی تقسیم کرنے کے بارے میں میں متبادل اسکیم پر عمل کرنے کا

اہتمام کیا گیا ہے۔اس اسکیم کے مطابق انکم ٹیکس، ایکسائز ڈیوٹی، خصوصا ایکسائز ڈیوٹی اور ریل مسافروں کے کرایوں پر ٹیکس کے بدلے گرانٹ کے لئے ابتک ریاستی حکومتوں کو مرکزی ٹیکسوں اور محصولات سے حاصل کل آمدنی کا جتنا حصہ ملتا تھا اب اسکا 26 فی صد حصہ ریاستوں کو دیا جائے گا۔

(81)- آئین (81ویں ترمیم) ایکٹ۔2000 اس ترمیم کے ذریعہ یہ اہتمام کیا گیا ہے۔کہ آئین کے آرٹیکل 16 کے کسی بھی اہتمام کے تحت درج فہرست ذاتوں اور درج ذیل قبائل کے لئے سال میں جتنی خالی سرکاری آسامایاں محفوظ ہیں۔اگر وہ اسامی اس سال نہیں بھری جاتی ہے تو ان پر اگلے سال میں یا سالوں میں جو تقرری کی جائے گی انہیں علیحدہ درجہ کی تقرری سمجھی جائے گی اور اس درجے کی تقرریوں کو متعلقہ تقرر ری سال میں کل اسامیوں کے 50 فی صد محفوظ اسامیوں کی زیادہ سے زیادہ حد مقرر کرنے کے لئے شامل نہیں کیا جائے گا۔

(82)- آئین (82ویں ترمیم) ایکٹ 2000۔اس ترمیم کے ذریعہ یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ یونین یا کسی ریاست کے امور سے متعلق کسی خدمات کے کن ہی درجوں یا درجہ یا اسامیوں پر ترقی دینے کے لئے درج فہرست ذاتوں اور درج فہرست قبائل کے ممبروں کے حق میں کسی امتحان کی اہلیت مارکس میں تعین قدر کے معیاروں میں نرمی برتنے کے لئے کسی اہتمام کو آئین کے آرٹیکل 335 کا کوئی بھی پرویزن ریاست کو نہیں روک سکے گا۔

(83)- آئین (83ویں ترمیم) 2000 ایکٹ۔اس قانون کے ذریعہ آئین کے آرٹیکل 243 ایم میں ترمیم کر یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ درج فہرست قبائل سے پوری طرح آباد اروناچل پردیش کی پنچایتوں میں درج فہرست قبائل کے لئے کسی طرح کے ریزرویشن کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ضمیمہ

بھارت سرکار

کے آر نرائن ۔ راشٹر پتی (صدر)

کرشن کانت ۔ اپ راشٹر پتی (نائب صدر)

کیبنٹ وزرا

(2 نومبر 2001 کو)

اٹل بہاری واجپئی	وزیراعظم اوران کے محکموں کی ذمہ داری جو کسی اور وزیر کو نہیں تفویض کی گئی۔ سرکاری عملہ، عوامی شکایت اور پنیشن کی وزارت منصوبہ بندی اور پروگرام پر عمل درآمد کی وزارت ایٹمی توانائی کا محکمہ اور خلائی محکمہ
ایل کے اڈوانی	وزیر داخلہ
اننت کمار	وزیر شہری ترقی اور انسداد غریبی
ٹی ۔ آر ۔ بالو	وزیر ماحولیات و جنگلات
سکھدیو سنگھ ڈھنڈسا	وزیر کیمکل و فرٹلائزر
جارج فرنانڈیز	وزیر دفاع
وید پرکاش گویل	وزیر برائے جہاز رانی
سید شاہنواز حسین	وزیر برائے شہری ہوابازی

جگموہن	وزیر برائے سیاحت اور وزیر برائے ثمار وت اور پروگرام کا نفوذ
ارون جیٹلی	وزیر قانون، انصاف اور امور کمپنی
ڈاکٹر ستیہ نارائن کاٹیا	وزیر برائے سماجی انصاف اور تفویض اختیار
منوہر جوشی	وزیر بھاری صنعتیں اور پبلک انٹر پرائزیز
ڈاکٹر مرلی منوہر جوشی	وزیر فروغ انسانی وسائل، سائنس وٹکنالوجی اور بحری فروغ
پرمود مہاجن	وزیر پارلیمانی امور وانفارمیشن ٹکنالوجی اور وزیر برائے مواصلات
مراسولی مارن	وزیر کامرس وصنعت
رام نائک	وزیر پیٹرولیم وقدرتی گیس
کریامنڈا	وزیر برائے زرعی اور دیہی صنعتیں
ڈاکٹر وینکیا نائڈو	وزیر برائے دیہی ترقی
نتیش کمار	وزیر ریلوے
جول اورام	وزیر امور قبائل
رام ولاس پاسوان	وزیر برائے کوئلہ اور کانیں
سریش پربھو	وزیر توانائی
کانشی رام رانا	وزیر ٹکسٹائیلز
ارجن چرن سیٹھی	وزیر آبی وسائل
شانتا کمار	وزیر امور صارف، غذا اور عوامی تقسیم
جسونت سنگھ	وزیر خارجہ
یسونت سنہا	وزیر مالیات
محترمہ ششما سوراج	وزیر اطلاعات ونشریات
ڈاکٹر سی۔پی۔ٹھاکر	وزیر صحت وخاندانی بہبود
اوما بھارتی	وزیر امور نوجوان اور کھیل
شرد یادو	وزیر محنت

ارون شوری	وزیر برائے ڈس انوسٹمنٹ اور شمال مشرق علاقوں کی ترقی کے وزیر
اجیت سنگھ	وزیر زراعت

وزرائے مملکت (آزاد چارج)

شریمتی مینکا گاندھی	وزارت ثقافت میں وزیر مملکت (آزاد چارج)
پروفیسر چمن لعل گپتا	وزارت فوڈ پراسیسنگ صنعتوں میں وزیر مملکت (آزاد چارج)
ایم کانپن	وزارت غیر روایتی توانائی وسائل میں وزیر مملکت (آزاد چارج)
میجر جنرل (ریٹائرڈ) بی سی۔ کھنڈوری	وزیر برائے زمینی نقل و حمل و قومی شاہراہ (آزاد چارج)
شریمتی وسندھرا راجے	چھوٹی صنعتوں، زراعتی اور دیہی صنعتوں کی وزیر (آزاد چارج)، وزیر مملکت برائے محکمہ عملہ و تربیت، محکمہ پنشن اور پنشنرز کی فلاح و بہبود، محکمہ ایٹمی توانائی و خلاء
برج کشور ترپاٹھی	وزارت فولاد میں وزیر مملکت

وزرائے مملکت

رمیش ویشیہ	اطلاعات و نشریات کی وزارت میں وزیر مملکت
وجے چکرورتی	وزارت آبی وسائل میں وزیر مملکت
بنڈارو دتاتریہ	وزارت شہری ترقی و انسداد غریبی میں وزیر مملکت
سنتوش گنگوارا	وزارت پیٹرولیم و قدرتی گیس میں وزیر مملکت
وجے گوئل	وزیر اعظم کے دفتر میں وزیر مملکت اور وزیر مملکت برائے پارلیامانی امور
ڈاکٹر ولبھ بھائی رام جی بھائی کتھیریا	بھاری صنعتوں اور عوامی کاروباری اداروں کے محکمہ میں وزیر مملکت
پھگن سنگھ کلستے	امور قبائل وزارت میں وزیر مملکت
کرشنام راجو	وزارت امور خارجہ میں وزیر مملکت
وی دھنجے کمار	وزارت ٹکسٹائلز میں وزیر مملکت
محترمہ سمترا مہاجن	فروغ انسانی وسائل میں وزیر مملکت
شمھاش مہیریا	وزارت دیہی ترقی میں وزیر مملکت

محترمہ جے ونتی مہتہ	وزارت توانائی میں وزیر مملکت
ستیہ برت مکھر جی	وزارت کیمکل و فرٹلائزر میں وزیر مملکت
منی لعل	وزارت محنت میں وزیر مملکت
شری پد یسو نائک	وزارت زراعت میں وزیر مملکت
عمر عبداللہ	وزارت خارجہ میں وزیر مملکت
ہرن پاٹھک	وزارت دفاع میں، محکمہ دفاعی پیداوار اور فراہمی کے وزیر مملکت
اشوک پردھان	وزارت صارف معاملات، غذا اور عوامی تقسیم میں وزیر مملکت
روی شنکر پرساد	وزارت کوئلہ اور کان میں وزیر مملکت
پی رادھا کرشن	وزارت امور نوجوان و کھیل میں وزیر مملکت
اے راجا	وزارت صحت و خاندانی بہبود میں وزیر مملکت
اوراجکو پال	وزارت پارلیمانی امور اور ریلوے کی وزارت میں وزیر مملکت
ڈاکٹر رمن سنگھ	وزارت کامرس اور صنعت میں وزیر مملکت
سنگلی این رام چندرن	وزارت مالیات میں وزیر مملکت
سی ودیا ساگر راؤ	وزارت امور داخلہ میں وزیر مملکت
بچی سنگھ راوت	وزارت سائنس و ٹکنالوجی وزیر مملکت
راجیو پرتاپ رودی	وزارت کامرس و صنعت میں وزیر مملکت
تپن سکدر	وزارت مواصلات میں وزیر مملکت
دگ وجے سنگھ	ریلوے کی وزارت میں وزیر مملکت
وی سرینواس پرساد	امور صارف اور خوراک و عوامی تقسیم کی وزارت میں وزیر مملکت
آئی ڈی سوامی	وزارت امور داخلہ میں وزیر مملکت
ڈاکٹر (شریمتی) ریتا ورما	دیہی ترقی کی وزارت میں وزیر مملکت
بالا صاحب یکھے پاٹل	وزارت خزانہ میں وزیر مملکت
حکم دیو نارائن یادو	وزارت جہاز رانی میں وزیر مملکت

محترمہ جے ونتی مہتہ	وزارت توانائی میں وزیر مملکت
ستیہ برت مکھرجی	وزارت کیمکل وفرٹلائزر میں وزیر مملکت
منی لعل	وزارت محنت میں وزیر مملکت
شری پدیسو نائک	وزارت زراعت میں وزیر مملکت
عمر عبداللہ	وزارت خارجہ میں وزیر مملکت
ہرن پاٹھک	وزارت دفاع میں، محکمہ دفاعی پیداوار اور فراہمی کے وزیر مملکت
اشوک پردھان	وزارت صارف معاملات، غذا اور عوامی تقسیم میں وزیر مملکت
روی شنکر پرساد	وزارت کوئلہ اور کان میں وزیر مملکت
پی رادھا کرشن	وزارت امور نوجوان وکھیل میں وزیر مملکت
اے راجا	وزارت صحت وخاندانی بہبود میں وزیر مملکت
اوراجگو پال	وزارت پارلیمانی امور اور ریلوے کی وزارت میں وزیر مملکت
ڈاکٹر رمن سنگھ	وزارت کامرس اور صنعت میں وزیر مملکت
گنگی این رام چندرن	وزارت مالیات میں وزیر مملکت
سی ودیا ساگر راؤ	وزارت امور داخلہ میں وزیر مملکت
بچی سنگھ راوت	وزارت سائنس وٹکنالوجی وزیر مملکت
راجیو پرتاپ رودی	وزارت کامرس وصنعت میں وزیر مملکت
تپن سکدر	وزارت مواصلات میں وزیر مملکت
دگ وجے سنگھ	ریلوے کی وزارت میں وزیر مملکت
وی سرینواس پرساد	امور صارف اور خوراک وعوامی تقسیم کی وزارت میں وزیر مملکت
آئی ڈی سوای	وزارت امور داخلہ میں وزیر مملکت
ڈاکٹر (شریمتی) ریتا ورما	دیہی ترقی کی وزارت میں وزیر مملکت
بالا صاحب بکھے پاٹل	وزارت خزانہ میں وزیر مملکت
حکم دیو نارائن یادو	وزارت جہاز رانی میں وزیر مملکت

ضمیمہ

ممبران پالیمنٹ

راجیہ سبھا

(2 جولائی 2000 کو)

چیئرمین:	کرشن کانت
ڈپٹی چیئرمین:	ڈاکٹر (شریمتی) نجمہ ہپت اللہ

نام ریاست	پارٹی رگروپ
آندھرا پردیش (18)	
1۔این آر دسری	سی پی آئی
2- سی رام چندریا	تلگودیشم
3-ڈاکٹر دیساری نارائن راؤ	کانگریس
4- کے ایم سیف اللہ	تلگودیشم
5-رام موہن ریڈی شری گیریڈی	تلگودیشم
6-رومنڈلا رام چدریا	تلگودیشم
7-شریمتی جے پردانہاٹا	تلگودیشم
8-کے ایم خان	کانگریس
9-ڈاکٹر الادی پی راجکمار	تلگودیشم
10-ڈاکٹر وائی رادھا کرشن مورتی	سی پی آئی (ایم)
11- کے کلاوینکٹ راؤ	تلگودیشم
12-وائی وینکٹ راؤ	تلگودیشم

13-پی پربھاکر ریڈی	تلگو دیشم
14-ڈاکٹر وائی لکشمی پرساد	تلگو دیشم
15-سولی پیٹا رام چندر ریڈی	تلگو دیشم
16-ڈاکٹر ڈی وینکٹیشور راؤ	بی جے پی
17-کے راما موہن راؤ	تلگو دیشم
18- محترمہ دنگا گیتا	تیلگو دیشم

اروناچل پردیش (1)

19-نبام ربیا	آزاد

آسام (7)

20- کرنیندو بھٹا چارجی	کانگریس
21- اندرمنی بورا	بی جے پی
22-پرکانت وارث	اے ایس ڈی سی
23- درو پد بورد گوہین	سی پی آئی
24-ڈاکٹر من موہن سنگھ	کانگریس
25-ڈاکٹر ارون کمار شرما	اے جی پی
26-شریمتی بسنتی شرما	کانگریس

بہار (16)

27- شریمتی سروج دوبے	آر جے ڈی
28-اٹل کمار	آر جے ڈی
29- محترمہ کم کم رائے	آر جے ڈی
30-رام دیو بھنڈاری	آر جے ڈی
31- گیا سنگھ	سی پی ایم آئی

32-ڈاکٹر بھائی رام	کانگریس
33-مہندر پرساد	آر جے ڈی
34-روی شنکر پرساد	بی جے پی
35-ڈاکٹر رمیندر کمار یادو روی	آر جے ڈی
36-ناگیندر ناتھ اوجھا	سی پی آئی
37-پریم چندر گپتا	آر جے ڈی
38- شتروگھن سنہا	بی جے پی
39-راجیو رنجن شاہ "للن"	جے ڈی سیکولر
40- وجے سنگھ یادو	آر جے ڈی
41-رنجن پرساد یادو	آر جے ڈی
42- کپل سبل	کانگریس

چھتیس گڈھ (5)

43- لکھی رام اگروال	بی جے پی
44- جھمک لعل بھینڈ یا	کانگریس
45-دلیپ سنگھ جودیو	بی جے پی
46- بھگت رام منہار	کانگریس
47-سریندر کمار سنگھ	کانگریس

گوا (1)

48-ایڈوآرڈو فلیرو	کانگریس

گجرات (11)

1-15 مئی 2001 سے آر جے ڈی سے اخراج

2-15 مئی 2001 سے آر جے ڈی سے اخراج

49-اننت رے دیو شنکر دوے	بی جے پی
50-ارون جیٹلی	بی جی پی
51-بنگارو لچھمن	بی جے پی
52-راجو پرمار	کانگریس
53-احمد پٹیل	کانگریس
54-ڈاکٹر اے کے پٹیل	بی جے پی
55-للت بھائی مہتہ	بی جے پی
56-محترمہ سوتیا شاروا	بی جے پی
57- گوپال سنگھ جی سولنکی	بی جے پی
58-بجانی لیکھ راج	بی جے پی
59-برہم کمار بھٹ	کانگریس

ہریانہ (5)

60-بناری داس گپتا	کانگریس
61-فقیر چند ملانا	آئی این ایل ڈی
62-راؤ مان سنگھ	آئی این ایل ڈی
63-سوراج کوشل	ایچ وی پی
64-لچھمن سنگھ	کانگریس

ہماچل پردیش (3)

65- کرپال پرمار	بی جی پی
66-انل شرما	ایچ وی سی
67-شریمتی چندریش کماری	کانگریس

جموں اور کشمیر (4)

68-غلام نبی آزاد	کانگریس
69-مرزا عبدالرشید	جے اینڈ کے این سی
70-شریف الدین شارق	جے اینڈ کے این سی
71- کشوک تھکسے	جے اینڈ کے این سی

جھارکھنڈ (6)

72-پرمیشور کمار اگروال	بی جے پی
73-ایس۔ایس۔اہلو والیہ	بی جے پی
74-آر۔کے۔آنند	بی جے پی
75-مولانا عبیداللہ خاں اعظمی	جے ڈی
76-وینو بلے دھنادریو	آر جے ڈی
77-شیبو سورین	جے ایم ایم

کرناٹک (12)

78-ایس آر بومئی	جنتادل
79-کے بی۔کرشن مورتی	کانگریس
80-محترمہ بمبارائے کر	کانگریس
81-آسکر فرنانڈیز	کانگریس
82-کے رحمان خاں	کانگریس
83-رام کرشن ہیگڑے	جنتادل
84-ایچ کے جاوڑے گوڑا	جنتادل
85-سی ایم ابراہیم	جنتادل
86-ایم راج شیکھر مورتی	کانگریس

87-کے۔سی۔کوندیا	کانگریس
88-پروفیسراے لکشمی ساگر	جنتادل
89-ایم وینکیا نائیڈو	بی جی پی

کیرل(9)

90-جے چترنجن	سی پی آئی
91-کورمبیل احمد حاجی	مسلم لیگ
92-وی۔وی۔راگھون	سی پی آئی
93-ایم۔جے ورکے متاتھل	کیرل کانگریس
1-2 مئی 2001 کو آر۔جے ڈی سے نکالے گئے	
94-ایس رام چندرن پلئی	سی پی آئی (ایم)
95-سی او پیلوس	سی پی آئی (ایم)
96-این کے پریم چندرن	آر ایس پی
97-ایم پی عبدالصمد صمدانی	مسلم لیگ
98-اے وجے راگھون	سی پی آئی (ایم)

مدھیہ پردیش(1)

99-سکندر بخت	بی۔جے پی
100-ہنس راج بھاردواج	کانگریس
101-عبدالغفور قریشی	کانگریس
102-کیلاش جوشی	بی جی پی
103-بال کوی بیراگی	بی۔جے پی
104-وکرم ورما	بی۔جے پی
105-سریش پچوری	آئی این سی

106-ارجن سنگھ	کانگریس
107-اوراج گوپال	بی جے پی
108-پی کے مہیشوری	کانگریس
109-محترمہ مابل ربیلو	کانگریس

مہاراشٹر (19)

110-بی پی آپٹے	بی جے پی
111-سریش اے کیشوانی	آئی این ڈی
112-ایس بی چوان	کانگریس
113-وید پرکاش پی گوئل	بی جے پی
114-یوسف سرور خاں عرف دلیپ کمار	کانگریس
115-ڈاکٹر (شریمتی) نجمہ ہپت اللہ	کانگریس
116-مکیش آر پٹیل	ایس ایچ ایس
117-رام جیٹھ ملانی	آئی این ڈی
118-وجے جے دردا	آئی این ڈی
119-سوریہ بھان پاٹل وہادنے	بی جے پی
120-آدک شرودکر	ایس ایچ ایس
121-آر-ایس گوائی	آر پی آئی
122-سریش کلماڈی	آئی این سی
123-پرپھل پٹیل	این سی پی
124-پرمود مہاجن	بی جے پی
125-ستیش پردھان	ایس ایچ ایس
126-این کے پی سالوے	کانگریس

127-سنجے زرو پم	ایس ایچ ایس
128-پرتیش نندی	ایس ایچ ایس

منی پور(1)

129-ڈبلوانگیو سنگھ	کانگریس

میگھالیہ(1)

130-اڈوارڈ ایل نونگدو	کانگریس

میزورم(1)

131-سی فیئی	کانگریس

ناگالینڈ(1)

132-سی۔اپوک ضمیر	کانگریس

اڑیسہ(10)

133-من موہن سمال	بی جے پی
134-بی۔جے پانڈا	بی جے ڈی
135-مورس کوجور	کانگریس
136-بیر بھدرا سنگھ	بی جے ڈی
137-ڈاکٹر ایم این داس	کانگریس
138-دلیپ رے	بی جے ڈی
139-رام چندر کھونٹیا	کانگریس
140-اننت سیٹھی	کانگریس
141-محترمہ فریدہ ٹوپنو	کانگریس
142-رنگناتھ مشر	کانگریس

پنجاب(7)

143-پرجندر سنگھ ہمدرد	آئی این ڈی
144-سرادر بلوندر سنگھ بھندر	ایس اے ڈی
145-سردار گروچرن سنگھ ٹوہرا	ایس اے ڈی
146-سکھدیو سنگھ بسرا	ایس اے ڈی
147-راج مہندر سنگھ	ایس اے ڈی
148-لاجپت رائے	بی جے پی
149-سکھدیو سنگھ ڈھنڈسا	ایس اے ڈی

راجستھان(10)

150-رام داس اگروال	بی جے پی
151-آر۔پی گوئنکا	بی جے پی
152-کرشن کمار برلا	کانگریس
153-محترمہ جمنا دیوی بارو پال	کانگریس
154-مول چند مینا	کانگریس
155-سنتوش بگروڈیا	کانگریس
156-ڈاکٹر مہیش چندر شرما	بی جے پی
157-احمد الدین احمد خاں (درو)	کانگریس
158-جسونت سنگھ	بی جے پی
159-ڈاکٹر ایل ایم سنگھوی	بی جے پی

سکم(1)

160-پالڈن شیرنگ گیماتو	ایس ڈی ایف

تامل ناڈو(18)

161-ایس اگنی راج	ڈی ایم کے

162-ایم اے قادر	ڈ ایم کے
163-وی پی دریسوامی	ڈی ایم کے
164-پی این سوا	ڈی ایم کے ا(1)
165-پی سندرراجن	اے آئی اے ڈی ایم کے
166-ایس نیرے کلاتن	اے آئی اے ڈی ایم کے
167-جی کے سوپنار	ٹی ایم سی (ایم)
168-اوایس ضیان	اے آئی اے ڈی ایم اے
169-محترمہ جینتی نٹراجن	ٹی ایم سی (ایم)
170-پروفیسر ایم شنکرلنگم	ڈی ایم کے
171-آر مارگ بندھو	اے آئی اے ڈی ایم کے
172-ڈاکٹر ڈی مستان	اے آئی اے ڈی ایم کے
173-ایس شوبرانیم	ڈی ایم کے
174-ایس بدلتائی دریمی	ڈی ایم کے
175-این راجندرن	آئی این ڈی
176-کا-راسوبیان	ڈی ایم کے
177-ایس پیٹرالفانس	ٹی ایم سی (ایم)
178-	

تریپورہ(1)

179- کھگین داس	سی پی آئی (ایم)

اترانچل(3)

180-منوہر کانت دھیانی	بی جے پی
181-سکھ پریہ گوتم	بی جے پی

182- محترمہ ششما سوراج	بی جے پی

اتر پردیش(31)

183- گھن شیام چندر کھاروار	بی ایس پی
184- ترلوکی ناتھ چترویدی	بی جے پی
185-1 کھیلیش داس	کانگریس
186- منور حسن	ایس پی
187- آراین آریہ	بی ایس پی
188- گاندھی آزاد	بی ایس پی

1-30 اگست 2001 کو انتقال ہو گیا

2-AIADMK سے یکم دسمبر 1997 سے اخراج

3-AIADMK سے یکم دسمبر 1997 سے اخراج

189- کانشی رام	بی ایس پی
190- کلراج مشرا	بی جے پی
191-بلبیر کے۔پنج	کانگریس
192-داراسنگھ چوہان	ایس پی
193-رماشنکر کوشک	ایس پی
194-رام ناتھ کووند	بی جے پی
195-ڈاکٹر سوامی ساکشی مہاراج	ایس پی
196- محمد اعظم خاں	ایس پی
197-نریندر موہن	بی جے پی
198-جنیشور مشرا	ایس پی
199-بلونت سنگھ راموالیہ	آزاد
200-دینا ناتھ مشر	بی جے پی

201-ڈاکٹر اختر حسن رضوی	کانگریس
202-امر سنگھ	ایس پی
203-دیوی پرساد سنگھ	بی جے پی
204-ارون شوری	بی جے پی
205-راجناتھ سنگھ سوریہ	بی جے پی
206-بی پی سنگھل	بی جے پی
207-راجیو شکلا	اے بی ایل ٹی سی
208-راج ناتھ سنگھ	بی جے پی
209-پروفیسر رام بخش سنگھ ورما	بی جے پی
210-پروفیسر۔ایم۔ایم اگروال	ایس پی
211-پروفیسر رام گوپال یادو	ایس پی
212-خان غفران زاہدی	کانگریس
213-ڈی پی یادو	آئی این ڈی

مغربی بنگال(16)

214-نلوتپل بسو	سی پی آئی (ایم)
215-دیوبرت بسواس	اے آئی ایف بی
216-ابانی رائے	آر ایس پی
217-ڈاکٹر بپلب داس گپتا	سی پی آئی (ایم)
218-منوج بھٹاچاریہ	آر ایس پی
219-محترمہ سرلا مہیشوری	سی پی آئی (ایم)
220-داوارما	سی پی آئی (ایم)
221-شنکر رائے چوہدری	آئی این ڈی
222-دیپانکر مکھرجی	سی پی آئی (ایم)

223 پرنب مکھر جی	کانگریس
224- شریمتی چندرا کلا پانڈے	سی پی آئی (ایم)
225- براتن سین گپتا	سی پی آئی (ایم)
226- جبین رائے	سی پی آئی (ایم)
227- جیتا بھتا چاریہ	آئی این ڈی
228- محترمہ پروفیسر بھارتی رائے	سی پی آئی (ایم)
-229	

مرکزی علاقے

دہلی (3)

230- ڈاکٹر اے آر قدوائی	کانگریس
231- ڈاکٹر کرن سنگھ	کانگریس
232- محترمہ امبکا سونی	کانگریس

پانڈیچری (1)

233- سی پی تھر دنو کراسو	ڈی ایم کے

صدر جمہوریہ کے ذریعہ نامزد (12)

234- فالی ایس نریمان

235- محترمہ لتا منگیشکر

236- چو۔ ایس راما سوامی

237- محترمہ شبانہ اعظمی

238- ڈاکٹر (محترمہ) پی سیلوی داس

239- نانا دیشمکھ

240- کرتار سنگھ دگل

241-کلدیپ نیر

242-ڈاکٹر رلیہ رامنا

243-ڈاکٹر سی نرائن ریڈی

244-مرنال سین

245-چودھری ہرموہن سنگھ یادو[1]

---

[1] ایس پی سے تعلق

لوک سبھا

(30 ستمبر 2001 کو)

اسپیکر: جی ایم سی بال یوگی

ریاست حلقہ انتخاب	ممبر کا نام	پارٹی رگروپ
آندھرا پردیش (42)		
1-عادل آباد	ڈاکٹر سمندر الا دینو گوپال	ٹی ڈی پی
2-املاپورم (ایس سی)	گنتی موہن چندر بال یوگی	ٹی ڈی پی
3-انا کاپلی	گنتا سری نواس راؤ	ٹی ڈی پی
4-انتا پور	کلاوا سری نواسولو	ٹی ڈی پی
5-باپٹلا	ڈی راما نائیڈو	ٹی ڈی پی
6-بھدرا چلم (ایس ٹی)	محترمہ ڈمپا میری وجیہ کماری	ٹی ڈی پی
7-بوبلی	بوچا ستیہ نارائن	آئی این سی
8-چتوڑ	نوتھنا کالوا رام کرشنا ریڈی	ٹی ڈی پی
9-کڈپہ	وویکا نندوائی ایس ریڈی	آئی این سی
10-ایلورو	بولا بلی رامیہ	ٹی ڈی پی
11-گنٹور	یمپارالا ونکٹیشور راؤ	ٹی ڈی پی
12-ہنم کونڈا	چاڈا سریش ریڈی	ٹی ڈی پی
13-ہندوپور	بی کے پرتھا سارتھی	ٹی ڈی پی
14-حیدرآباد	سلطان صلاح الدین اویسی	اے آئی ایم آئی ایم
15-کاکی ناڈا	مدرا گڈا پدمنابھم	ٹی ڈی پی

16- کریم نگر	چنا مینی ودیا ساگر راؤ	بی جے پی
17- کھمام	شریمتی رینوکا چودھری	آئی این سی
18- کرنول	کمبھالا پتی ای کرشنا مورتی	ٹی ڈی پی
19- مچھلی پٹنم	امباتی برہمانیا	ٹی ڈی پی
20- محبوب نگر	اے پی جتیندر ریڈی	بی جے پی
21- میڈک	اے نریندر	بی جے پی
22- میریال گوڑا	جے پال سدینی ریڈی	آئی این سی
23- ناگر کرنول (ایس سی)	ڈاکٹر منڈا جگن ناتھ	ٹی ڈی پی
24- نل گونڈا	گوتھا سوکیندر ریڈی	ٹی ڈی پی
25- نندیال	بھوما ناگی ریڈی	ٹی ڈی پی
26- نرساراپیٹ	جناردھن این ریڈی	آئی این سی
27- نرساپور	اپلا پتی وینکٹن کرشنم راجو	بی جے پی
28- نیلور (ایس سی)	ڈاکٹر راجیشور اماوکالا	ٹی ڈی پی
29- نظام آباد	گڈم گنگا ریڈی	ٹی ڈی پی
30- اونگول	کرنم بلرام کرشن مورتی	ٹی ڈی پی
31- پروتھی پورم (ایس ٹی)	دادی چلپو کا ویرا گوری شنکر راؤ	ٹی ڈی پی
32- پیڈاپلی (ایس سی)	ڈاکٹر شریمتی سی سگنا کماری	ٹی ڈی پی
33- راجہ مندری	ستیہ نارائن ایس بی پی بی کے راؤ	بی جے پی
34- راجم پیٹ	گنی پتی رمیہ	ٹی ڈی پی
35- سکندر آباد	بنڈارا دتاتریہ	بی جے پی
36- سدی پیٹ (ایس سی)	ملیالا راجیا	ٹی ڈی پی
37- سری کاکولم	کنی جاراپو یرنائیڈو	ٹی ڈی پی
38- تنالی	رومار یڈی وینکٹیشورلو	ٹی ڈی پی

39- تیروپتی (ایس سی)	ڈاکٹر این ونکٹا سوامی	بی جے پی
40- وجے واڑا	گڈے راما موہن	ٹی ڈی پی
41- وشاکھاپٹنم	ایم وی وی ایس مورتی	ٹی ڈی پی
42- وارنگل	بوڈاکنتی ونکٹیشورلو	ٹی ڈی پی

اروناچل پردیش (2)

43- اروناچل (پورب)	وانگ چا راجکمار	آئی این سی
44- اروناچل (پچھم)	جاربوم گاملنگ	آئی این سی

آسام (14)

45- آٹونامس ضلع (ایس ٹی)	ڈاکٹر جینت رونگ پی	سی پی آئی (ایم ایل)
46- بارپیٹا	اے ایف غلام عثمانی	آئی این سی
47- دھوربی	عبدالحمید	آئی این سی
48- ڈبروگڑھ	پبن سنگھ گھاٹووار	آئی این سی
49- گواہاٹی	محترمہ بجے چکرورتی	بی جے پی
50- جورہاٹ	بجے کرشن ہندیق	آئی این سی
51 - کلیابور	تیرون گوگوئی	آئی این سی
52- کریم گنج (ایس سی)	نیپال چندرداس	آئی این سی
53- کوکراجھار (ایس ٹی)	سن سوما کھنگو ربوسوموتھیری	آئی این ڈی
54- لکھیم پور	محترمہ رانی نارہ	آئی این سی
55- منگل ڈوئی	مادھب راج بنشی	آئی این سی
56- نوگانگ	راجن گودہین	بی جے پی
57- سلچر	سنتوش موہن دیو	آئی این سی
58- تیزپور	موئی کمار سبا	آئی این سی

بہار(40)

59-اریریا(ایس سی)	سکھدیو پاسوان	آر جے ڈی
60- آرہ	رام پرساد سنگھ	آر جے ڈی
61-اورنگ آباد	محترمہ شیاما سنگھ	آئی این سی
62- باگہا(ایس سی)	مہندر ابیٹھا	جے ڈی یو ایس
63-بلیا	رام جیون سنگھ	جے ڈی یو
64-بانکا	دگو جے سنگھ	جے ڈی یو
65-بارہ	نتیش کمار	جے ڈی یو
66-بیگوسرائے	راجو سنگھ	آئی این سی
67-بتیا	ڈاکٹر مدن پرساد جیسوال	بی جے پی
68-بھاگلپور	سبودھ رے	سی پی آئی (ایم)
69- بکرم گنج	محترمہ کانتی سنگھ	آر جے ڈی
70- بکسر	لال منی چوبے	بی جے پی
71-چھپرا	راجیو پرتاپ روڈی	بی جے پی
72-دربھنگہ	کیرتی جھا آزاد	بی جے پی
73- گیا(ایس سی)	رام جی مانجھی	بی جے پی
74- گوپال گنج	رگھوناتھ جھا	جے ڈی یو
75-حاجی پور(ایس سی)	رام ولاس پاسوان	جے ڈی یو
76-جہاں آباد	ارون کمار	جے ڈی یو
77- جھنجھارپور	دیویندر پرساد یادو	جے ڈی یو
78- کٹیہار	نکھل کمار چودھری	بی جے پی
79- کھگریا	شریمتی رینو کماری	جے ڈی یو

80- کشن گنج	شہنواز حسین سید	بی جے پی
81- مادھے پورہ	شرد یادو	جے ڈی یو
82- مدھوبنی	حکم دیو نارائن یادو	بی جے پی
83- مہاراج گنج	پربھوناتھ سنگھ	جے ڈی یو
84- مونگیر	برہمانند منڈل	جے ڈی یو
85- موتی ہاری	رادھا موہن سنگھ	بی جے پی
86- مظفر پور	کیپٹن جے نارائن پرساد نشاد	جے ڈی یو
87- نالندہ	جارج فرنانڈیز	جے ڈی یو
88- نوادہ (ایس سی)	ڈاکٹر سنجے پاسوان	بی جے پی
89- پٹنہ	سی پی ٹھاکر	بی جے پی
90- پورنیہ	راجیش رنجن آزاد	
91- روسیرا (ایس سی)	رام چندر پاسوان	جے ڈی یو
92- سہرسہ	دنیش چندر یادو	جے ڈی یو
93- سمستی پور	منجے لال	جے ڈی یو
94- سہسرام (ایس سی)	منی لال	بی جے پی
95- شیوہر	محمد انوار الحق	آر جے ڈی
96- سیتامڑھی	نول کشور رائے	جے ڈی یو
97- سیوان	محمد شہاب الدین	آر جے ڈی
98- ویشالی	رگھونش پرساد سنگھ	آر جے ڈی

چھتیس گڈھ (II)

99- بستر (ST)	بلی رام کشیپ	بی جے پی
100- بلاس پور (SC)	پنو لعل موہالے	بی جے پی

101-درگ	تاراچند ساہو	بی جے پی
102-جنج گیر	ڈاکٹر چرن داس مہنت	کانگریس
103-کانکیر(ST)	سوہن پوتال	بی جے پی
104-مہاسمند	شیام چرن شکلا	کانگریس
105-رائے گڈھ(ST)	وشنو دیو سائی	بی جے پی
106-رائے پور	رمیش بائس	بی جے پی
107-راج نند گاؤں	ڈاکٹر رمن سنگھ	بی جے پی
108-سارن گڈھ(SC)	پی آر کھوٹے	بی جے پی
109-سرگوجا(ST)	کھیل سائی سنگھ	کانگریس

دہلی(7)

110-چاندنی چوک	وجے گوئل	بی جے پی
111-مشرقی دہلی	لال بہاری تیواری	بی جے پی
112-قرولباغ(ایس سی)	شریمتی انیتا آریہ	بی جے پی
113-نئی دہلی	جگ موہن	بی جے پی
114-باہری دہلی	صاحب سنگھ ورما	بی جے پی
115-صدر دہلی	مدن لال کھورانہ	بی جے پی
116-جنوبی دہلی	پروفیسر وجے کمار ماہوترا	بی جے پی

گوا(2)

117-مورموگاؤ	رماکانت سویرو اینگل	بی جے پی
118-پناجی	شری پدیا سونائک	بی جے پی

گجرات(26)

119-احمد آباد	ہرین پاٹھک	بی جے پی

120-امریلی	دلیپ سنگھانی	بی جے پی
121-آنند	دیپک بھائی چمن بھائی پٹیل	بی جے پی
122-بانس کانٹھا	ہری بھائی چودھری	بی جے پی
123-بڑودہ	محترمہ جیا بین ٹھکر	بی جے پی
124-بھاؤنگر	راجندر سنگھ رانا	بی جے پی
125-بھڑوچ	من سکھ بھائی واسوا	بی جے پی
126-بلسار (ایس ٹی)	منی بھائی راجی بھائی چودھری	بی جے پی
127-چھوٹا اودے پور (ایس ٹی)	رام سنگھ رٹھاوا	بی جے پی
128-دھندھوکا (ایس سی)	رتی لال کالی داس ورما	بی جے پی
129-دوہد (ایس ٹی)	بابو بھائی کھیم بھائی کٹارا	بی جے پی
130-گاندھی نگر	لال کرشن اڈوانی	بی جے پی
131-گودھرا	بھوپندر سنگھ پربھات سنگھ گولنگی	بی جے پی
132-جام نگر	چندریش بھائی والجی بھائی کوراڑیہ	بی جے پی
133-جوناگڑھ	بھاؤنا بہن دیوراج بھائی چیکھالیہ	بی جے پی
134-کیرا	دنشا پٹیل	آئی این سی
135-کپاڑونج	شنگر سنگھ لکشمن سنگھ واگھیلا	آئی این سی
136-کچھ	پشپا دھان سمبھو دھان گڑھوی	بی جے پی
137-مانڈوی (ایس ٹی)	مان سنگھ بھائی کلیان جی پٹیل	بی جے پی
138-مہسانہ	آتما رام مگن بھائی پٹیل	آئی این سی
139-پٹن (ایس سی)	پردین چندر سوما بھائی راشٹر پال	آئی این سی
140-پوربندر	گوردھن بھائی جادھو بھائی جادیا	بی جے پی
141-راج کوٹ	ڈاکٹر ولبھ بھائی رام جی بھائی کتھیریا	بی جے پی
142-سابرکانٹھ	شریمتی نشا امر سنگھ چودھری	آئی این سی

143-سورت	کاشی رام رانا	بی جے پی
144-سریندر نگر	ساؤشی بھائی کانجی بھائی ملوانہ	آئی این سی

ہریانہ (10)

145-انبالہ (ایس سی)	رتن لال کٹاریہ	بی جے پی
146-بھوانی	اجے سنگھ چوٹالہ	آئی این ایل ڈی
147-فرید آباد	رام چندر بیڈا	بی جے پی
148-حصار	سریندر سنگھ بروالہ	آئی این ایل ڈی
149-کرنال	آئی ڈی سوامی	بی جے پی
150-کوروکشیتر	پروفیسر کیلاشو دیوی	آئی این ایل ڈی
151-مہندر گڑھ	ڈاکٹر سدھا یادو	بی جے پی
152-روہتک	کیپٹن اندر سنگھ	آئی این ایل ڈی
153-سرسہ (ایس سی)	ڈاکٹر سوشیل کمار اندورا	آئی این ایل ڈی
154-سونی پت	کشن سنگھ سنگوان	بی جے پی

ہماچل پردیش (4)

155-ہمیر پور	سریش چنڈیل	بی جے پی
156-کانگڑہ	شانتا کمار	بی جے پی
157-منڈی	مہیشور سنگھ	بی جے پی
158-شملہ (ایس سی)	لیفٹننٹ کرنل دھنی رام شنڈیل	ایچ وی سی

جموں و کشمیر (6)

159-اننت ناگ	علی محمد نائک	این سی
160-بارہمولا	عبدالرشید شاہین	این سی
161-جموں	ویدیہ وشنو دت	بی جے پی

162-لداخ	حسن خاں	این سی
163-سری نگر	عمر عبداللہ	این سی
164-ادھم پور	پروفیسر چمن لال گپتا	بی جے پی

جھارکھنڈ (14)

165-چھترا	ناگامنی	آر جے ڈی (ڈیموکریٹک)
166-دھنباد	پروفیسر (محترمہ) اینتا ورما	بی جے پی
167-دمکا	----	----
168-گریڈیہہ	رویندر کمار پانڈے	بی جے پی
169-کوڈا	جگدیش پرساد یادو	بی جے پی
170-ہزاری باغ	یشونت سنہا	بی جے پی
171-جمشید پور	محترمہ ابدھا مہالو	بی جے پی
172-کھونٹی (ST)	کریامنڈا	بی جے پی
173-کوڈارما	تلک دھاری پرساد سنگھ	کانگریس
174-لوہاڑدگا (ST)	پروفیسر دکھا بھگت	بی جے پی
175-پالامئو (SC)	برج موہن رام	بی جے پی
176-راج محل (ST)	تھامس ہنس دا	کانگریس
177-رانچی	رام ٹہل چودھری	بی جے پی
178-سنگھ بھوم (ST)	لکشمن گلووالا	بی جے پی

کرناٹک (28)

179-باگل کوٹ	آر ایس پاٹل	آئی این سی
180-بنگلور (شمال)	سی کے جعفر شریف	آئی این سی
181-بنگلور (جنوب)	اننت کمار	بی جے پی
182-بگام	اسر سنگھ وسنت راؤ پاٹل	آئی این سی

183-بیلاری	کے۔باسوانا گوڈ	آئی این سی
184- بیدر(ایس سی)	رام چندر ویراپہ	بی جے پی
185-بیجاپور	بانس گوڑ دامن گوڑا پاٹل	بی جے پی
186-چراج نگر(ایس سی)	وی سرینواس پرساد	جے ڈی یو
187- چک مگلور	ڈی سی سریکانت اپا	بی جے پی
188- چک بلاپور	آر ایل جلپا	آئی این سی
189- چکوڈی(ایس سی)	جگاجنا گی رمیش چندراپہ	جے ڈی یو
190-چترادرگا	کے ششی کمار	جے ڈی یو
191-داونگیر	جی ملکارجن اپہ	بی جے پی
192-دھارواڑ نارتھ	وجے سنکیشور	بی جے پی
193-دھارواڑ ساؤتھ	پروفیسر آئی جی سندی	آئی این سی
194- گلبرگہ	اقبال سرادگی احمد	آئی این سی
195-حسن	جی پتاسوامی گوڑا	آئی این سی
196- کنک پورہ	ایم وی چندر شیکرا مورتی	آئی این سی
197- کنارا	محترمہ مارگریٹ الوا	آئی این سی
198- کولار(ایس سی)	کے ایچ منی اپہ	آئی این سی
199- کوپل	ایچ جی رامولو	آئی این سی
200- مانڈیہ	امبریش	آئی این سی
201-نگلور	دھننجے کمار	بی جے پی
202- میسور	سری کانتادتا نرسمہا راجہ واڈیار	آئی این سی
203-رائچور	اے وینکٹیش نائک	آئی این سی
204-شموگہ	ایس بنگاراپہ	آئی این سی
205- تمکور	جی ایس باسواراج	آئی این سی

206-اوڈوپی	ونے کمار سورکے	آئی این سی

کیرالا (20)

207-اوور(ایس سی)	سریش کوڈی کنل	آئی این سی
208-ایلپسی	سدھیرن وی ایم	آئی این سی
209-بڑاگارا	محترمہ اے کے پریما جم	سی پی آئی (ایم)
210-کالی کٹ	کے مرلی دھرن	آئی این سی
211-کنور	اے پی عبداللہ کٹی	سی پی آئی (ایم)
212-چیرانشکل	ورکالا رادھا کرشن	سی پی آئی (ایم)
213-ارناکولم	ایڈن جارج	آئی این سی
214-ایدکی	کے فرانس جارج	کے ای سی
215-کاسرا گوڈا	ٹی گووندن	سی پی آئی (ایم)
216-کوٹیلان	پی راجندرن	سی پی آئی (ایم)
217-کوٹائیم	سریش کروپ	سی پی آئی (ایم)
218-منجیری	ای احمد	ایم یو ایل
219-ماوے لیکرا	رمیش چینی تھالا	آئی این سی
220-مکنداپورم	کے کروناکرن	آئی این سی
221-مواتوپوڑا	پی سی تھامس کے سی (ایم)	
222-اوتاپالم(ایس سی)	ایس اجے کمار	سی پی آئی (ایم)
223-پال گھاٹ	این این کرشناداس	سی پی آئی (ایم)
224-پونانی	غلام محمود بنات والا	ایم یو ایل
225-تیروناپورم	وی ایس سوا کمار	آئی این سی
226-تریچور	اے۔سی۔جوش	آئی این سی

مدھیہ پردیش(29)

227-بالاگھاٹ	پربلا دسنگھ پٹیل	بی جے پی
228-بےتول	وجے کمار کھنڈیل وال	بی جے پی
229-بھنڈ	ڈاکٹر رام لکھن سنگھ	بی جے پی
230-بھوپال	سادھوی اوما بھارتی	بی جے پی
231-چھندواڑہ	کمل ناتھ	آئی این سی
232-دموہ	ڈاکٹر رام کرشن کشماریہ	بی جے پی
233-دھار(ST)	گجندر سنگھ راجوکھیڑی	آئی این سی
234-گونا		
235-گوالیار	جے بھان پویا سنگھ	بی جے پی
236-ہوشنگ آباد	سندر لال پٹوا	بی جے پی
237-اندور	شریمتی سمترا مہاجن	بی جے پی
238-جبلپور	جے شری بنرجی (بھابھی جی)	بی جے پی
239-جھبوا (ایس ٹی)	کانتی لال بھوریا	آئی این سی
240-کھجوراہو	ستیہ ورت چترویدی (ونو دبھیا)	آئی این سی
241-کھنڈوا	نندکمار سنگھ چوہان	بی جے پی
242-کھرگانوں	تاراچند پٹیل	آئی این سی
243-منڈلا (ایس ٹی)	فگن سنگھ کلستے	بی جے پی
244-مندسور	ڈاکٹر لکشمی نارائن پانڈے	بی جے پی
245-مورنیا (ایس سی)	اشوک چھوی رام ارگیل	بی جے پی
246-راج گڑھ (ایس ٹی)	سائی دشنودیو	بی جے پی
247-ریوا	سندر لال تیواری	آئی این سی

248-ساگر(ایس سی)	ویریندر کمار	بی جے پی
249-ستنا	راما نند سنگھ	بی جے پی
250-سیونی	رام نریش ترپاٹھی	بی جے پی
251-شیڈول(ایس ٹی)	دلپت سنگھ	بی جے پی
252-شجاع پور(اس سی)	تھاور چند گہلوت	بی جے پی
253-سدھی(ایس ٹی)	چندر پرتاپ سنگھ	بی جے پی
254-اجین(ایس سی)	ڈاکٹر ستیہ نارائن جاتیہ	بی جے پی
255-ودیشہ	شوراج سنگھ چوہان	بی جے پی

مہاراشٹر (48)

256-احمد نگر	دلیپ کمار من سکھ لال گاندھی	بی جے پی
257-اکولہ	پرکاش یشونت امبیڈکر	بی بی ایم
258-امراوتی	گڑھے اننت مہادریوپا	ایس ایچ ایس
259-اورنگ آباد	چندرکانت کھیرے	اس ایچ ایس
260-بارہ متی	شرد چندر گووند راؤ پوار	این سی پی
261-بیڑ	جے سنگھ راؤ گائکواڑ پاٹل	بی جے پی
262-بھنڈارا	چنی لعل بھاؤ ٹھاکر	بی جے پی
263-بلڈھانہ(ایس سی)	ادسول آنند وٹھوبا	ایس ایچ ایس
264-چندراپور	نریش کمار چنا لعل پگلیا	آئی این سی
265-چیمور	پروفیسر نام دیو ہر یابی دواٹھے	بی جے پی
266-دہانو(ایس ٹی)	ونگا چنتا منی	بی جے پی
267-دھولیا(ایس ٹی)	رام داس روپلا گوت	بی جے پی
268-ایران ڈول	انا صاحب ایم کے پاٹل	بی جے پی
269-ہنگولی	شواجی گیانباراؤ مانے	ایس ایچ ایس

270-اچھل کرانجی	محترمہ نودویتا سنبھاجی راؤمانے	این سی پی
271-جلگاؤن	وائی.جی.مہاجن	بی جے پی
272-جالنا	دانوے راؤصاحب داداراؤ پاٹل	بی جے پی
273- کراڈ	ایس ڈی (مرونگر) پاٹل	این سی پی
274- کھیڈ	اشوک نام دیوراؤ مہول	این سی پی
275- کولابا	رام سیٹھ ٹھاکر	پی ڈبلو پی آئی
276- کولہاپور	منڈلک سداشوراؤدادوبا	این سی پی
277- کوپرگاؤں	بالاصاحب وکھے پاٹل	ایس ایچ ایس
278-لاتور	شوراج پاٹل	کانگریس
279-مالیگاؤں (ایس ٹی)	ہری بھاؤشنکر مہالے	جے ڈی ایس
280- ممبئی شمال	رام نائک	بی جے پی
281- ممبئی شمال سنٹرل	منوہر گجانن جوشی	ایس ایچ ایس
282- ممبئی شمال مغرب	سنیل دت	کانگریس
283- ممبئی شمال مشرق	کریت سمیا	بی جے پی
284- ممبئی جنوب	جیاونتی مہتہ	بی جے پی
285- ممبئی جنوب سنٹرل	موہن وشنوراؤ لے	ایس ایچ ایس
286- ناگپور	ولاش متیم وار	آئی این سی
287-نانڈیڑ	بھاسکرراؤباپوراؤکھاٹاگوآنکر	آئی این سی
288- نندوربار (ایس ٹی)	مانک راؤ ایچ گادت	آئی این سی
289-ناسک	دھیکالے اتم ناتھ جی راؤ	ایس ایچ ایس
290- عثمان آباد (ایس سی)	شواجی وٹھل راؤ کامبلے	ایس ایچ ایس
291-پندھرپور (ایس سی)	رام داس اٹھاولے	آئی این ڈی
292- پربھنی	سریش راماراؤجادھو	ایس ایچ ایس
293-پونے	پردیپ راوت	بی جے پی

294-راجہ پور	سریش پربھاکر پربھو (پاٹل)	ایس سی
295-رام ٹیک	سبودھ موہتے	اس ایچ ایس
296-رتنا گیری	انت گنگارام گیتے	ایس ایچ ایس
297-سانگلی	پرکاش وسنت راؤ پاٹل	آئی این سی
298-ستارہ	لکشمن راؤ باپانڈورنگ جادھو پاٹل	آئی این سی
299-شولاپور	سشیل کمار شنڈے	کانگریس
300-تھانے	پرکاش پرانجپے	ایس ایچ ایس
301-وردھا	محترمہ پربھاراؤ	کانگریس
302-واشم	بھوانا پنڈلک گاؤلی	اس ایچ ایس
303-ایوت محل	اتھم راؤ دیوراؤ پاٹل	آئی این سی

منی پور (2)

304-اندرونی منی پور	ٹھاکرچوباسنگھ	ایم ایس سی پی
305-باہری منی پور (ایس ٹی)	ہول کھومانگ ہاوکپ	این سی پی

میگھالیہ (2)

306-شیلانگ	(پیٹی ریل کندیہ)	کانگریس
307-تورا	پرنواگٹیوک سگما	این سی پی

ناگالینڈ (1)

308-میزورم(ST)	ونلازواما	آئی این پی
309-ناگالینڈ	کے اسنگیا سنگٹم	آئی این سی

اڑیسہ (21)

310-آسکا	محترمہ کمدنی پٹنائک	بی جے پی
311-بالاسور	ایم اے کھارابیلاسوین	بی جے پی
312-برہم پور	انادی چرن ساہو	بی جے پی

313-بھدرک (ایس سی)	ارجن چرن سیتھی	بی جے ڈی
314-بھوبنیشور	پرسنا کمار پاٹ سانی	بی جے ڈی
315-بولنگیر	محترمہ سنگیتا کماری سنگھ دیو	بی جے پی
316-کٹک	بھارتو ہری مہتاب	بی جے ڈی
317-دیوگڑھ	دیبیدر پردھان	بی جے پی
318-ڈھین کنال	کماکھیا پرساد سنگھ دیو	آئی این سی
319-جگت سنگھ پور	ترلوچن قانون گو	بی جے ڈی
320-جاجپور (ایس سی)	جگناتھ ملک	بی جے ڈی
321-کالاہانڈی	بکرم کیشری دیو	بی جے پی
322-کیندرپارہ	پربھات کمار سامنترے	بی جے ڈی
323-کیونجھر (ایس ٹی)	اننتا نائک	بی جے پی
324-کوراپٹ (ایس ٹی)	محترمہ ہیما گوماتگ	کانگریس
325-میوربھنج (ایس ٹی)	مرموسلکھان	بی جے پی
326-نورنگ پور (ایس ٹی)	پرسورام مجھی	بی جے پی
327-پھول بنی (ایس ٹی)	پدمانوا بہیرا	بی جے ڈی
328-پوری	براجا کشور ترپاٹھی	بی جے ڈی
329-سمبل پور	پرسنا آچاریہ	بی جے ڈی
330-سندرگڑھ (ایس ٹی)	جیول اورم	بی جے پی
پنجاب (13)		
331-امرتسر	رگھونندن لعل بھاٹیہ	آئی این سی
332-بھٹنڈہ (ایس سی)	بھان سنگھ بھورا	سی پی آئی
333-فریدکوٹ	جگمیت سنگھ برار	آئی این سی

334-فروزپور	زوراسنگھ	ایس اے ڈی
335- گرداس پور	ونود کھنہ	بی جے پی
336-ہوشیاپور	چرنجیت سنگھ چینی	آئی این سی
337- جالندھر	بلبیر سنگھ	آئی این سی
338-لدھیانہ	گروچرن سنگھ غالب	آئی این سی
339 -پٹیالہ	پرنیت کور	آئی این سی
340-پھللور (ایس سی)	سنتوش چودھری	کانگریس
341-روپڑ (ایس سی)	سمشیر سنگھ	آئی این سی
342- سنگرور	سمرن جیت سنگھ مان	ایس اے ڈی (ایم)
343- ترن تارن	ترلوچن سنگھ تور	ایس اے ڈی

راجستھان (25)

344-اجمیر	رسا سنگھ راوت	بی جے پی
345-الور	ڈاکٹر جسونت سنگھ یادو	بی جے پی
346-بانسواڑہ (ایس ٹی)	تاراچند بھاگورا	آئی این سی
347-بارمیر	کرنل سونارام چودھری	کانگریس
348-بسیانہ (ایس سی)	بہادر سنگھ	بی جے پی
349- بھرت پور	وشویندر سنگھ بی جے پی	
350- بھیلواڑہ	وجیندر پال سنگھ	بی جے پی
351-بیکانیر	رامیشور لعل دودی	آئی این سی
352-چورو	رام سنگھ کسوان	بی جے پی
353-چتورگڑھ	سری چند کرپلانی	بی جے پی
354-دوسا	محترمہ رما پائلٹ	آئی این سی

355- گنگانگر (ایس سی)	نہال چند چوہان	بی جے پی
356- جے پور	گردھاری لعل بھارگو	بی جے پی
357- جالور (ایس سی)	بوٹا سنگھ	آئی این سی
358- جھالاوار	محترمہ وسندھرا راجے	بی جے پی
359- جھنجھنو	سیس رام اولا	آئی این سی
360- جودھپور	جسونت سنگھ وشنوئی	بی جے پی
361- کوٹہ	رگھو ویر سنگھ کوشل	بی جے پی
362- ناگور	رام رگھوناتھ چودھری	آئی این سی
363- پالی	پشپ جین	بی جے پی
364- سالبسر (ایس ٹی)	بھیرو لعل مینا آئی این سی	
365- سوائی مادھو پور (ایس ٹی) جس کور		بی جے پی
366- سیکر	سجاش مہاریا	بی جے پی
367- ٹونک (ایس سی)	شیام لعل بنسی وال	بی جے پی
368- اودے پور	محترمہ گرجا ویاس	آئی این سی

سکم (1)

369- سکم	بھیم پرساد وہال	ایس ڈی ایف

تامل ناڈو (39)

370- ارک کونام	ڈاکٹر ایس جکتر اکشن	ڈی ایم کے
371- چنگل پٹو	اے کے مورتی	پی ایم کے
372- چنائی سنٹرل	مارا سیولی مارن	ڈی ایم کے
373- چنائی شمال	سی کپوسوامی	ڈی ایم کے
374- چنائی جنوب	ٹی آر بالو	ڈی ایم کے

375- چدمبرم (ایس سی)	ای۔ پنوسوامی	پی ایم کے
376- کوئمبتور	سی پی رادھا کرشنن	بی جے پی
377- کڈالور	ادھی سنکر	ڈی ایم کے
378- دہرم پوری	پی ڈی الانگووان	پی ایم کے
379- ڈنڈی گل	سی سرینواسن	اے آئی اے ڈی ایم کے
380- گوپی چیتی پلائم	کے کے کالیاپن	اے آئی اے ڈی ایم کے
381- کرور	ایم چناسوامی	اے اے آئی اے ڈی ایم کے
382- کرشنا گری	وی وترن سلوان	ڈی ایم کے
383- مدورائی	پی موہن	سی پی آئی (ایم)
384- مبیلا ڈرترن	منی شنکرایر	ڈی ایم کے
385- ناگ پٹنم (ایس سی)	اے کے ایس وجین	ڈی ایم کے
386- ناگرکوئل	پان رادھا کرشنن	بی جے پی
387- نیل گری	ایم ماسٹر ماتھن	بی جے پی
388- پلانی	پی کمار سوامی اے آئی اے ڈی ایم کے	
389- پیرمبور (ایس سی)	اے راجا	ڈی ایم کے
390- پیریاکلم	دیناکرن	اے آئی اے ڈی ایم کے
391- پولاچی (ایس سی)	ڈاکٹر سی کرشنن	ایم ڈی ایم کے
392- پدک کتائی	تھیرونوکاراسو	(ایم جی آر) اے آئی ڈی ایم کے
393- رام ناتھ پورم	کے ملائی سامی	اے آئی اے ڈی ایم کے
394- راسی پورم (ایس سی)	ڈاکٹر وی سروجا	اے آئی اے ڈی ایم کے
395- سلیم	ٹی ایم سیلوا گنپستی	اے آئی اے ڈی ایم کے
396- سواگنگا	ای ایم سدرشن نچپین	آئی این سی
397- سواکاشی	وائیکو	ایم ڈی ایم کے

398- سری پیرومبدور (ایس سی)	اے کرشنا سوامی	ڈی ایم کے
399- تمن کاسی (ایس سی)	ایس مروگیسن	اے آئی اے ڈی ایم کے
400- تنجاور	ایس ایس پلانی منکم	ڈی ایم کے
401- تندی ونم	این رام چندرن گنگی	ایم ڈی ایم کے
402- تیروچیندور	اے ڈی کے جیاسیلان	ڈی ایم کے
403- تیروچن گوڑے	ایم کنپن	ایم ڈی ایم کے
404- تیروچیراپلی		
405- تیرونیلوپلی	پی ایچ پانڈیان	اے آئی اے ڈی ایم کے
406- تیروپتھور	ڈی وینوگوپال	ڈی ایم کے
407- وانڈاواسی	ایم ورائی	پی ایم کے
408- ویلور	این ٹی شان منگم	پی ایم کے

تری پورہ(2)

409 تریپورہ (مشرق)	باجوبن ریان	سی پی آئی (ایم)
410- تیرپورہ (مغرب)	سمر چودھری	سی پی آئی (ایم)

اترانچل(5)

411- الموڑہ	بچی سنگھ راوت	بی جے پی
412- گڑھوال	میجر جنرل ریٹائرڈ بھون چندر کھنڈوری	بی جے پی
413- ہردوار (ST)	ہرپال سنگھ ساتھی	بی جے پی
414- نینی تال	نرائن دت تیواری	کانگریس
415- ٹہری گڑھوال	مہاراجہ مان بھندرا شاہ	بی جے پی

اترپردیش(85)

416- آگرہ	راج ببر	ایس پی

417-اعظم گڑھ	رما کانت یادو	ایس پی
418-اکبر پور (ایس سی)	محترمہ مایاوتی	بی ایس پی
419-علی گڑھ	محترمہ شیلا گوتم	بی جے پی
420-الہ آباد	ڈاکٹر مرلی منوہر جوشی	بی جے پی
421-امیٹھی	محترمہ سونیا گاندھی	کانگریس
422-امروہہ	راشد علوی	بی ایس پی
423-آنولہ	کنور سروج سنگھ	ایس پی
424-باغپت	اجیت سنگھ	آر ایل ڈی
425-بہرائچ	پدم سین چودھری	بی جے پی
426-بلیا	چندر شیکھر	ایس جی پی آر
427- بلرام پور	رضوان ظہیر خاں	ایس پی
428-باندہ (ایس سی)	رام سجیون	بی ایس پی
429-بانس گاؤں	راج نرائن پاسی	بی جے پی
430-بارہ بنکی (ایس سی)	رام ساگر	ایس پی
431-بریلی	سنتوش کمار گنگوار	بی جے پی
432-بستی (ایس سی)	سری رام چوہان	بی جے پی
433-بجنور (ایس سی)	شیش رام سنگھ روی	بی جے پی
434-بلہور	شیام بہاری مشرا	بی جے پی
435-بدایوں	سلیم اقبال شیروانی	ایس پی
436-بلند شہر	چھتر پال سنگھ	بی جے پی
437-چائل (ایس سی)	سریش پاسی	بی ایس پی
438-چندوسی	جواہر لعل بے سوال	ایس پی
439-دیوریا	شری پرکاش منی ترپاٹھی	بی جے پی

440-ڈومریا گنج	رام پال سنگھ	بی جے پی
441-ایٹہ	کے آر دیونیدر سنگھ یادو	ایس پی
442-اٹاوہ	رگھوراج سنگھ شاکیہ	ایس پی
443-فیض آباد	ونے کٹیار	بی جے پی
444-فرخ آباد	چندر بھوشن سنگھ عرف منو بابو	ایس پی
445-فتح پور	اشوک کمار پٹیل	بی جے پی
446-فیروزآباد (ایس سی)	رام جی لعل سمن	ایس پی
447- گھاٹم پور (ایس سی)	پیارے لعل شنکھوار	بی ایس پی
448-غازی پور	منوج سنہا	بی ایس پی
449- گھوسی	بال کرشنا چوہان	بی ایس پی
450- گونڈہ	برج بھوشن شرن سنگھ	بی جے پی
451- گورکھپور	آدتیہ ناتھ	بی جے پی
452-ہمیر پور	اشوک کمار سنگھ چندیل	بی ایس پی
453-ہاپوڑ	ڈاکٹر رمیش چندر تومر	بی جے پی
454-ہردوئی (ایس سی)	جے پرکاش	اے بی ایل ٹی سی
455-ہاتھرس (ایس سی)	کشن لعل دلیر	بی جے پی
456- جالون (ایس سی)	برج لعل کھبری	بی ایس پی
457- جلیسر	پروفیسر ایس پی سنگھ باگھیل	ایس پی
458- جونپور	چمیانند سوامی	بی جے پی
459- جھانسی	سجان سنگھ بندیلا	آئی این سی
460- کیرانہ	امیر عالم	آر ایل ڈی
461- قیصر گنج	بنی پرساد ورما	ایس پی
462- قنوج	اکھلیش یادو	ایس پی

463- کانپور	کیپٹن سری پرکاش جیسوال	آئی این سی
464- خلیل آباد	بھال چند یادو	ایس پی
465- کھیری	روی پرکاش ورما	ایس پی
466- خورجہ (ایس سی)	اشوک کمار پردھان	بی جے پی
467- لعل گنج (ایس سی)	ڈاکٹر بالی رام	بی ایس پی
468- لکھنو	اٹل بہاری باجپئی	بی جے پی
469- مچھلی شہر	چندر ناتھ سنگھ	ایس پی
470- مہاراج گنج	کنور اکھلیش سنگھ	ایس پی
471- مین پوری	بلرام سنگھ یادو	ایس پی
472- متھرا	چودھری تیج ویر سنگھ	آئی این سی
473- میرٹھ	اوتار سنگھ بھڈانہ	کانگریس
474- مرزاپور	محترمہ پھولن دیوی	ایس پی
475- مسرکھ (ایس سی)	محترمہ سشیلا سروج	ایس پی
476- موہن لعل گنج (ایس سی)	محترمہ رینا چودھری	ایس پی
477- مرادآباد	چندرو جے سنگھ عرف بے بی راجہ	اے بی ایل ٹی سی
478- مظفرنگر	سعیدالزماں	آئی این سی
479- پڈرونہ	رام نگینہ مشرا بی جے پی	
480- پھولپور	دھرم راج سنگھ پٹیل	ایس پی
481- پیلی بھیت	محترمہ مینکا گاندھی	آئی این ڈی
482- پرتاپ گڑھ	محترمہ راج کماری رتنا سنگھ	آئی این سی
483- رائے بریلی	کیپٹن ستیش شرما	آئی این سی
484- رام پور	محترمہ بیگم نور عرف مہتاب زمانی بیگم	آئی این سی
485- رابرٹس گنج (ایس سی)	رام شکل	بی جے پی

486- سہارنپور	منصور علی خاں	بی ایس پی
487- سید پور (ایس سی)	سروج طوفانی	ایس پی
488- سلیم پور	ہرن راج بھر	بی ایس پی
489- سنبھل	ملائم سنگھ یادو	ایس پی
490- شاہ آباد	داؤد احمد	بی ایس پی
491- شاہ جہاں پور	جتندر پرسادکور	کانگریس
492- سیتاپور	راجیش ورما	بی ایس پی
493- سلطانپور	جے بھدر سنگھ	بی ایس پی
494- ٹہری گڑھوال	مہاراجہ مہندر شاہ	بی جے پی
495- اناؤ	دیپک کمار	ایس پی
496- وارانسی	شنکر پرساد جیسوال	بی جے پی

مغربی بنگال (42)

497- علی پوردوار (ایس ٹی)	جاچم بکسلا	آر ایس پی
498- آرام باغ	انل باسو	سی پی آئی (ایم)
499- آسنسول	بکاش چودھری	سی پی آئی (ایم)
500- بلورگھاٹ (ایس سی)	رانین برمن	آر ایس پی
501- بنکورہ	باسودیب آچاریہ	سی پی آئی (ایم)
502- بارسات	ڈاکٹر رنجیت کمار پانجہ	ٹی سی
503- بیرک پور	تارت بارن توپدر	سی پی آئی (ایم)
504- بیرہاٹ	اجے چکر برتی	سی پی آئی
505- برہمپور	ادھیر رنجن چودھری	آئی این سی
506- بیربھوم (ایس سی)	راماچندر ڈوم	سی پی آئی (ایم)
507- بول پور	سومناتھ چٹرجی	سی پی آئی (ایم)
508- بردوان	سرنکھل آنندا	سی پی آئی (ایم)

509- کلکتہ شمال مشرق	اجیت کمار پانجہ	ٹی سی
510- کلکتہ شمال مغرب	سدیپ بندوپدھیائے	ٹی سی
511- کلکتہ جنوب	محترمہ ممتا بنرجی	ٹی سی
512- کونتائی	تخیش سین گپتا	ٹی سی
513- کوچ بہار (ایس سی)	امریندر رائے پردھان	اے آئی ایف بی
514- دارجلنگ	ایس پی بیچا	سی پی آئی (ایم)
515- ڈائمنڈ ہاربر	سامک لاہبری	سی پی آئی (ایم)
516- ڈم ڈم	تپن سکدر	بی جے پی
517- درگاپور (ایس سی)	سنیل خان	سی پی آئی (ایم)
518- ہگلی	روپ چند پال	سی پی آئی (ایم)
519- ہوڑہ	سودیش چکربرتی	سی پی آئی (ایم)
510- جادوپور	محترمہ کرشنا بوس	ٹی سی
511- جلپائی گڑی	محترمہ مناتی سین	سی پی آئی (ایم)
512- جنگی پور	ابوالحسنات خاں	سی پی آئی (ایم)
513- جھارگرام (ایس ٹی)	روپ چند مرمو	سی پی آئی (ایم)
514- جویانگر (ایس ٹی)	سنت کمار منڈل	آر ایس پی
515- کٹوا	محبوب زاہدی	سی پی آئی (ایم)
516- کرشنا گار	ستیہ برتا مکھرجی	بی جے پی
517- مالدہ	اے بی اے غنی خاں چودھری	آئی این سی
518- متھرا پور (ایس ٹی)	پروفیسر رادھیکا رنجن پرمانک	سی پی آئی (ایم)
519- موناپور	اندرجیت گپتا	سی پی آئی
520- رشدآباد	معین الحسن	سی پی آئی (ایم)
521- نبادیپ	آنند موہن بسواس	ٹی سی
522- پنس کورا (ایس سی)	ڈاکٹر بکرم سرکار	ٹی سی
523- پرولیا	بیر سنگھ مہتو	اے آئی ایف بی
524- رائے گنج	پریہ رنجن داس منشی	آئی این سی

525- سریم پور	اکبر علی کھندوکر	ٹی سی
526 - تملک	لکشمن چندر سیٹھ	سی پی آئی (ایم)
527- انوبیریا	حنان ملا	سی پی آئی (ایم)
528-وشنو پور (ایس سی)	محترمہ سندھیا بوری	سی پی آئی (ایم)

جزائر اندومان نکوبار (1)

529- جزائر انڈمان نکور (1)	بشنو پاڈا رائے	بی جے پی
530-چنڈی گڑھ (1)	پون کمار بنسل	آئی این سی
531- دمن دیو (1)	دیا بھائی ولبھ بھائی پٹیل	آئی این سی
532- دادرا اور ناگر حویلی (1)	موہن بھائی سنجی بھائی دیلکر	آئی این ڈی
533- لکشدیپ (1)	پی ایم سعید	آئی این سی
534- پانڈیچری	ایم-او-ایچ فاروق	آئی این سی

اینگلو انڈین (2)

535-ڈینزل جی اٹکنسن	نامزد
536-ڈاکٹر (محترمہ) بیٹرکس ڈیسوزا	نامزد

پارٹیوں رگروپوں کے جو مخف استعمال ہوئے ہیں وہ اس طرح ہیں۔

بھارتی جنتا پارٹی (بی جے پی)، کیمونسٹ پارٹی آف انڈیا (مارکسٹ) (سی پی آئی ایم)، کیمونسٹ پارٹی آف انڈیا (سی پی آئی)، کیمونسٹ پارٹی آف انڈیا مارکسٹ لینسٹ) (سی پی آئی (ایم ایل)، سماج وادی پارٹی (ایس پی)، آل انڈیا انا ڈراوڈ منرا کنڈگم (اے آئی اے ڈی ایم کے)، تیلگو دیشم پارٹی (ٹی ڈی پی)، بیجو جنتا دل (بی جے ڈی)، ڈراوڈ منکوا کنگڈم (ڈی ایم کے) شوسینا (ایس ایچ ایس)، بہوجن سماج پارٹی (بی ایس پی) ریولیشنری سوشلسٹ پارٹی (آر ایس پی)، پٹلی ملکل کچی (پی ایم کے)، مارو ملارچی ڈراوڈ منکترا کنگڈم (ایم ڈی ایم کے) تمل منیلا کانگریس (ٹی ایم سی)، آل انڈیا فارورڈ بلاک (اے آئی ایف بی)، مسلم لیگ (ایم یو ایل) نیشنل کانفرنس (این سی)، پی زینٹ اینڈ ورکرس پارٹی (پی ڈبلو پی)، سماج وادی جنتا پارٹی راشٹری (ایس جے پی آر) سکم ڈیموکریٹک فرنٹ (ایس ڈی ایف)، کیرالہ کانگریس (ایم) (کے سی ایم) آٹونمس اسٹیٹ ڈیمانڈ کمیٹی (اے ایس ڈی سی)، آل انڈیا مجلس اتحاد المسلمین (اے آئی ایم آئی ایم)، منی پور اسٹیٹ کانگریس، پارٹی (ایم ایس سی پی)، انڈین نیشنل لوک دل (آئی این ایل ڈی)، ہماچل وکاس کانگریس (ایچ وی سی)، شیرومنی اکالی دل مان (ایس اے ڈی ایم)، جنتا دل سیکولر (جے ڈی ایس)، نیشنلسٹ کانگریس پارٹی (این سی پی)، اکھل بھارتیہ لوک تانترک کانگریس (اے بی ایل ٹی سی)، بھارتیہ بہوجن مہا سنگھ (بی بی ایم)، راشٹریہ لوک دل (آر ایل ڈی) ایم جی آر انڈیا انا ڈراوڑ منیترا کنگڈم (ایم جی آر اے آئی اے ڈی ایم کے) آزاد (آئی این ڈی) کانگریس (آئی این سی)۔

قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان کی چند مطبوعات

نوٹ: طلبہ واساتذہ کے لیے خصوصی رعایت۔ تاجرانِ کتب کو حسبِ ضوابط کمیشن دیا جائے گا۔

وضاحتی کتابیات (جلد اول)

مصنف:
گوپی چند نارنگ، مظفر حنفی
صفحات: 322
قیمت: -/73 روپے

وضاحتی کتابیات (جلد دوم)

مصنف:
گوپی چند نارنگ، مظفر حنفی
صفحات: 799
قیمت: -/43 روپے

وضاحتی کتابیات (جلد سوم)

مصنف:
گوپی چند نارنگ، مظفر حنفی
صفحات: 931
قیمت: -/135 روپے

وضاحتی کتابیات (جلد ششم)

مصنف:
مظفر حنفی
صفحات: 452
قیمت: -/123 روپے

جان کمپنی سے جمہوریہ تک جدید ہندستان کی کہانی

مصنف:
مشیر الحسن
صفحات: 345
قیمت: -/114 روپے

جامع تاریخِ ہند (عہدِ سلطنت)

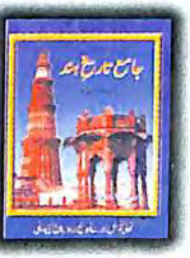

مرتب:
محمد حبیب۔ خلیق احمد نظامی
صفحات: 1000
قیمت: -/306 روپے

कौमी काउन्सिल बराए फ़रोग़-ए-उर्दू ज़बान
قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان
National Council for Promotion of Urdu Languag
West Block-1, R.K. Puram, New Delhi-110066